بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی رفع قدر العلماء فہم اعز الخلق مقاماً ونصب للفقہاء العاملین اعلاماً والصلوٰۃ والسلام علی افضل رسلہ وخاتم
انبیائہ المتسل من سلالۃ عدنان المفضل بالقرآن واللسان والبیان وعلی آلہ واصحابہ اولی الایمان والعرفان اما بعد شائقین علم تفسیر
واضح ہو کہ یہہ پارہ تفسیر عزیزی جسکو جناب شیخ المحدثین قدوۃ المتکلمین خلاصۃ المجتہدین آفتاب فلک تفسیر دانی مہتاب آسمان نیکو
بیانی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز نے دری زبان میں تصنیف فرمایا ہی جملہ نادر تفاسیر کا لب لباب اور عطر ہے
واقعی بات تو یہہ ہے کہ تفسیر کا ہجوم لطائف کا سما بلاغت ومعانی کا ازدحام مخالفین اسلام کے لیچ اعتراضوں اور بیجا شکوک کی دندان
شکن جواب جملہ علوم منقولہ ومعقولہ کا بیان ایک ایسی انوکہی اور نرالی شان کا تفسیر میں موجود ہی گویا مولانا موصوف نے جملہ معارف
وحقائق اور نکات ودقائق کے بحار ذخار کو اس مختصر سے کوزہ میں بند کر دیا ہی اور فصاحت اور بلاغت کی لوٹ باندہکر اس
سوجز تفسیر میں کہدی ہی زمانہ تصنیف سے لیکر ہمارے زمانہ تک ذی فہموں نے جو اسکی قدر وقعت کی ہی وہ اظہر من الشمس اور ابین من
الامس ہے مگر چونکہ اس تیرہ وتاریک زمانہ میں ہمای علم نے لوگوں کے سر سے سعادت علمی کا سایہ اوٹھا لیا اور اکثر طبیعتیں سہل پسندی
کیطرف مائل ہوگئیں نیز علم دوست لوگ مرکہپ گئے اور مرتے چلے جاتے ہیں ہذا ایسے وقت میں اس عزیز الوجود تفسیر کے ہندی زبان
میں ترجمہ کی سخت ضرورت تہی تاکہ ادنی مناسبت کی طبیعت والے ہی اوس سے محظوظ ہوں چنانچہ عالم بے بدل فاضل بے مثل
وحید عصر فرید دہر مقبول لم یزلی جناب مولوی محمد علی صاحب چاندپوری سلمہ الولی نے نہایت جانکاہی و عرقریزی سے اردو میں
اس پارہ کا ترجمہ کیا ہم مولانا ممدوح کا سب لوگوں کیطرف سے تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اونہوں نے اپنی عزیز اور گرامی وقت کو
صرف کرکے ہماری سامنے یہہ احسان گرانبار پیش کیا اور عوام وخواص کو سمجہنے کے واسطے نہایت آسانی کردی اصل مطلب کو اس خوبی کیساتہ
ادا کیا کہ کہیں ذرہ برابر کمی بیشی نہیں کی اور مشکل مقام کی تفسیر ایک ایسے معتبر ترجمہ سے بڑی خوبی کے ساتہ حل کردی زیادہ عمدگی
کی بات یہ کی کہ نہ تو بال برابر اپنی طرف سے مداخلت جائز رکہی نہ کوئی دقیقہ فروگذاشت کیا مگر باایں ہمہ ترجمہ سے جو اصلی غرض مد نظر
تہی (عام لوگوں کی تفہیم) اوسمیں مولانا صاحب کامیاب ہوئی بلکہ عوام اس سے اور بہی دقت اور مشکل میں پڑ گئی وجہ یہہ کہ اول تو دہلی کی
سلیس وسیدہی اردو جا بجا اس میں ایسکا ترجمہ ہوا دوسرے تفسیر کے متعلق تو وسط بیان میں ایسی طریق سے بیان کیا گیا ہی جس سے
نہایت پیچدار اور مغلق عبارت معلوم ہونے لگے پس ہم نے صرف فہم کی غرض سے اول سے آخر تک غائر نظر سے دیکہا اور فاضل

بیدیل مشہور زمن سید مولانا مولوی عبد العزیز صاحب کو اس بات کی تکلیف دی کہ جہان کہین اسکے مغلق اور بے ربط عبارت یا غلط فہم ہوا ہے عمدہ طور سے درست کیا ہے چنانچہ انہون نے حسب دلخواہ بجد کوشش سے اول اوسکو مسودہ کے طور پر درست کیا پھر کاپی پروف کی صحت نہایت جانکاہی سے ساتھ خدا کا شکر ہے کہ اس مرتبہ اوسنے بہر وجوہ تکمیل کا لباس زیب تن کر کے اپنے چہرہ جہان آرای سے سارا عالم منور کر دیا اور آفتاب کے مانند ہر کہ وبہ عام وخاص سے مبارکی کا سایہ [illegible] ہے کہ اس تفسیر کے دیکھنے کی بعد بار دیگر کبھی مولف کا نہ ملیگا بلکہ ہم غایت وثوق سے عرض کرتے ہین کہ جس طرح خواص اس سے محظوظ ہوتے تھے اوسیطرح اب عوام بھی بلا مدد غیری مستفید ہون گے کیونکہ ہمنے اسکے تمام صعب ہون اور دشوار گھاٹیون کو دقت کے خس وخاشاک [illegible] کر دیا ہے اور سہولت آسانی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

الراقم محمد معظم مالک ومہتمم مطبع فاروقی دہلی

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد کو بھی تجھسے وہ نسبت درست [illegible] ہے حشمت + سب بالون کی حمد وثنا اوسیکی طرف رجوع کرتی ہے اور ہر وقت تعریف اوسکی بارگاہ کی [illegible] کی کیا ہستی کہ مددگاری جوارح سے اوسکا شکر ادا کری سو کیا کیا زبان کہ لکھین یا کہین ثناء عہدے [illegible] کیا + او بندہ ہزار گناہ سے شرمندہ کا کیا منہ کہ اپنی حرف نا قبول او درود تب بے اصول سے اوسکی حمد کو انجام [illegible] گستہ امید + ورد سے ہو کیا سپاس خجستہ شید + اور درود نا محدود ازل سے ابد تک اس ذات عالی صفات [illegible] اوسپر تمام ہوئی اور جہان اہل جہان کا برگزیدہ ہے بزرگترین افراد عالم افضل بنی آدم بیت [illegible] ساری علم ودل سیاح جہان ہفت افلاک + در درخشان بحر لولاک + آدم ہمہ تن تہی آب وگل [illegible] جان ودل مین + جن لوگون کے دلمین ظلمت بت پرستی چہا رہی تھی اور دریای بدمستی مین غرق تھے او [illegible] دکھاکر راہ رہنمائی اور دروازی نور وسرور وحصول وصول کے اونپر کھولدیئے کہ مقام قرب [illegible] اور ہزار ہزار آفرین اول سے آخر تک اوسپر اور اوسکی آل واصحاب

بعد حمد ونعت یہہ مغفل الذات ناقص الفکر [illegible] ترحم از نظر افتادہ ومانند الف وصل بے اصل شعور سے خالی سرتاپا بے تمیز عبد العزیز بخشے الله گناہ [illegible] عیب اوسکی اگر بنظر الصال ظاہر ہی اپنے نسب کا بیان کری کہہ سکتا ہی کہ مین بیٹا ہون سلطان العرفان [illegible] ہمہ محدثین وارث علوم سید المرسلین حکیم بیماران امت مصطفے معجزات رسول خدا حضرت شاہ ولی الله [illegible] صاحب حالات روشن مقامات برتر پیشوای اہل سلوک وعرفان جامع جذب واحسان حضرت شیخ عبد [illegible] الله درجے اون دونو کی علیین اعلی مین اور حشر کری اونکا

شہیدوں اور صدیقوں کی گروہ میں بہر کیف نظر بفقدان نسبت معنوی ہوتا ہوں ... آتش اور کرم کی صورت ننگ آتی ہیں جانوں اگر

دوسرا آٹھ ہجری نبوی ہین علی صاحبہا الف الف صلوۃ الف الف تحیۃ بسبب خوبی شعور کے دینی جوہر نتیجہ حق گزینی رہرو منازل خدا جوئی لازم

گیرندہ طریقہ سنت گوئی مقبول بارگاہ عالی قباب خلائق مآب مولٰنا و بالفضل اولٰنا المہ مولوی محمد قدس اللہ سرہ الامجد شیخ مصدق عبد اللہ توفیق داد اوسکو

اللہ اوس چیز کی کہ اوسکو دوست رکھتا ہے اور خوش ہوتا ہے اوس سے اور معاملہ کرے ساتھ اوسکی دنیا اور آخرت میں لطف اور احسان سے اول تفسیر سورۂ فاتحہ اور

پارہ اخیر قرآن مجید کے نفع پہنچاوے ہمکو اللہ تعالے اوسکی آیتوں سے دنیا اور آخرت میں کہ مسلمان نماز پنجگانہ اور جمعہ اور جماعت اور وقت حضور محفل اور

انبیا اور اولیا اور زیارت قبور صالحین و عارفین ان سورتوں کو پڑھکر سعادت دارین حاصل کریں اور معنی کی دریافت کرنے کی حاجت ہوتی ہے اور دوسرے سورۂ بقر

کی بحکم شعر شربت الحب کاسا بعد کاس فما نفد الشراب و لا رویت ٭ شعر جام زہر بادہ الفت کا مگر ہو گئی ہیں کمی اور نہوا دل سیر آب

بمزید رغبت برادر ہمکو سارے مطلب اور دقیقے حل کرکے زبان سلیس فارسی روزمرہ کے موافق مسمیات رائجہ زمانہ و بکمی طول لاطائل بیت و توجیہات بعیدہ

دروایات ضعیفہ غیر معتبرہ لکہے اور بین ادور ہی نفظ بلفظ نقل کے اور اس تفسیر کے لکہنے سی کتاب انتخاب سے استعانت نہیں چاہی ہر چند کہ استعداد

کامل و طبیعت ذکی و قوت خیال آفرین و فیض مبدء فیاض اور تصنیف با طمانیت جمعیت اور جمعیت خاطر اس شغل کی بڑی شرطیں ہیں اور سبب

بالکلیہ مفقود ہر طرح پریشانی خاطر لفرقہ باطن کثرت مرض و شدت الم ضعف دل و دماغ طرف کہ یہہ سب مانع قوی ہیں موجود جب ختم ہو چکی معلوم

ہوا کہ دریوزہ گروں کے جہولوں کی طرح ہر جگہ کے نوالوں سے لبریز ہی افقیروں کی گدڑی کی صورت ہر رنگ کے کپڑی سے بنائی ہوئی ہے صاحب نظران بلند فکر اور

ارباب استعداد صاحب دانش سے امید ہے کہ جب اس طعام گدائی کی طرف توجہ کریں جو لقمہ لائق ہر ذوق باین تو شجان فرمائیں اور جو نوالہ لذت بخش کام

جان ہو تناول کریں بطفیل حصول اوس لقمہ کام و زبان و دندان اور حلق سے کام لیں اور اس جامع اور سفرہ چین سے زیادہ نہ سمجھیں کہ انما انا قاسم واللہ یعطی

سوا اسکے نہیں اللہ عطا کرتا ہے میں تقسیم کرتا ہوں آور تفسیر کلام خدا کے اوسکی ذات کی طرح غیر متناہی ہی ایک طرح سے سمجھیں اور فیوض الٰہی بہی ایک خاص

طور پر منحصر نہیں اگر اونکا دل اسکی دیکہنی سے خوش ہو حد سے زیادہ دعا لکہیں اور میں بہی دعا مانگتا ہوں عن فضلہ ان یوفقنی لاتمامہ کما وفقنی بختامہ

وہو الذی بعزتہ و جلالہ تتم الصالحات و علیہ المعول فی جمیع الحالات و صلی اللہ تعالی علی سیدنا و مولٰنا محمد النبی الامی و الہ

و اصحابہ و ازواجہ و ذریتہ و اتباعہ و خدامہ اجمعین ٭ **فائدہ بیان تعوذ اور فضائل بسملہ** جاننا چاہیے کہ اصل کتاب میں جگہ تعوذ

کا کچہ بیان نہیں ہوا اگر ذکر سکا ہی خالی فائدہ سے نہیں اسو سطے تفسیر عزیزی وغیرہ سے تہوڑا اسا بیان کیا جاتا ہے اور وہ یہہ ہے کہ آدمی ہر امر میں خواہ دینی ہو یا دنیاوی

بالکل محتاج ہے یعنی نہ کوئی نیکی اوس سے بغیر اعانت خدا تعالے کے ہو سکتی ہے اور نہ کسی بدی سے بچ سکتی ہے جب تک اوسکی عنایت نہو اور نیکیاں بہی

بیشمار ہیں اور بدی کے کام بہی بے نہایت ہیں پس آدمی کو لازم ہے کہ جس وقت ارادہ کسی نیکی کا کرے یا کسی بدی سے دور ہونے کا کرے تو پہلے اللہ تعالی سے پناہ چاہے تاکہ

نیکی کی توفیق دے اور شر شیطان سے بچاوے اور برائی سے دلکو ہٹاوے کہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی کسی حاکم زبردست کی پناہ میں آجاتا ہے تو شریر

دشمنوں کے شر سے امن میں رہتا ہے اور اللہ تعالی کے ساتھ پناہ پکڑنی یہی ہے کہ مضمون اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم دل و جان سے بجالاوے اور بندہ کو

وقت استعاذہ کے یہ باتین ضرور ہین کہ اپنی تئین یہ سمجھے کہ مین عاجز محض ہون کسی طرح کا نفع دینی ہو خواہ دنیوی ہو کر سکتا ہون اور نہ کوئی نقصان دینی ہو یا
دنیوی اپنے سے دور کرنیکی طاقت رکھتا ہون اور یہ بھی جانے کہ ان دونو باتونکی اللہ تعالی بخوبی قدرت رکھتا ہی اور یہ بھی اعتقاد کرے کہ اللہ تعالی میری ذات اور احوال سے
خوب واقف ہے اسواسطے کہ اگر قدرت ہو اور اسکی حال سے اسکو خبر نہو تو حمایت پناہ ڈھونڈنیوالے کی کیونکر کرے اور یہ بھی جانے کہ اللہ تعالی جواد ہے یعنی ہر وقت بخشش ہر ذرہ پر
اسکی جاری ہے بخیل نہین ہے اسواسطے کہ بخیل سے طلب کرنا کسی شی کا عبث ہے اور حاصل یہ ہے کہ جبتک کمال عجز وانکسار اپنا اور عزت اور عظمت اوسکے دلمین نشین ہوئی
تو اوسکا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا صحیح نہوگا اور تعوذ کی عبارتین کئی طرح پر کلام اللہ اور احادیث سے سمجھی جاتی ہین امام ابو حنیفہ اور امام
شافعی رحمہما اللہ کی نزدیک یہ عبارت بہتر ہے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور وجہ انکی یہ ہے کہ یہی کلام اللہ کے سورہ نحل مین آیا ہی فاستعذ باللہ
من الشیطان الرجیم اور بعض حدیثونمین بھی یہی الفاظ آئے ہین اور امام احمد فرماتے ہین بہتر اسطرح کہنا ہے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ان
اللہ ہو السمیع العلیم اسواسطے کہ دوسری جگہ کلام اللہ مین بعد استعاذہ کے یہ لفظ بھی آیا ہی پس اس عبارت مین دونو آیتونکے الفاظ جمع ہوگئے اور بعضے کہتے ہین
اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم کہنا بہتر ہے کہ اسمین ہے جمع بین الآیتین پائی گئی اور بعضے حدیثونمین بھی یہی الفاظ آئے ہین اور امام ثوری
اور اوزاعی رضی اللہ عنہما فرماتے ہین بہتر یہ عبارت ہے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ان اللہ ہو السمیع العلیم اور وجہ ذکر کی سمیع علیم کی بعد اعوذ
باللہ کے یہ ہی کہ غرض استعاذہ سے بچنا برائی وسوسہ کی ہے اور وسوسہ امر پوشیدہ ہی انسان کے دلمین پایا جاتا ہے اور کوئی اوسکی اوپر مطلع نہین ہوتا پس گویا بندہ کہتا ہی
تیری ایسی ذات ہی کہ سنتا ہے ہر چیز کو گو کہ اوسکو سننا اوسکا ممکن نہو جانتا ہی ہر چیز پوشیدہ کو اور سنتا ہے تو وسوسہ شیطان کا اور جانتا ہی کیا غرض ہے
شیطان کی وسوسے سے اور تو قادر ہے اوسکے دور کرنے کے بسبب فضل اپنے کی اور عاجز ہونا انسان کا بیچ تمام کام دنیا اور آخرت کے اور اسکی حق مین بہتر ہونا ظاہر ہے حاجت
دلیل کی نہین اور دلیلین اوسکی عجز ثابت کرنیکی واسطے کتابونمین مذکور ہین سو یہ جگہ ہی بمنزلہ نمونہ کے کچھ بیان کیا جاتا ہی جاننا چاہیے کہ جو چیز آدمی کے حق مین
بہتر ہے دو قسم ہے علم یعنی عقیدہ یا عمل اور ان دونو باتونمین نہایت عاجز ہی پس عاجز ہونا عقیدہ سے اسواسطے ہی کہ ہر شخص قصد اسی امر کا کرتا ہی کہ دین حق
کے واسطے حاصل ہوا اور اعتقاد میرا صحیح اور سچا ہو اور جہل اور کفر سے دور رہون اور اگر یہ بات بندہ کی بالکل اختیار مین ہوتی تو سب عقائد حقہ پر ہوجاتے اور واقع
مین ایسا نہین بلکہ سچے عقیدے والے بہ نسبت جھوٹے عقیدے والونکے ایسے ہین جیسے بیل سیاہ کی جلد مین سپید بال پاجاوین اور عمل صالح کرنے مین بھی ایسا
ہی عاجز ہے اسواسطے کہ بدن انسان کا بمنزلہ دوزخ کی ہے اور دوزخ پر انیس فرشتے موکل ہین اور انسانکی بدنمین بھی انیس چیزین پائی جاتی ہین وہ
یہ ہین پانچ حواس ظاہر کے باصرہ اور ذائقہ اور شامہ اور لامسہ اور سامعہ اور پانچ حواس باطن کے حس مشترک اور خیال اور متفکرہ اور واہمہ اور حافظہ اور شہوت
اور غضب اور سات قوتین طبیعی ہین یعنی جاذبہ اور ماسکہ اور ہاضمہ اور غاذیہ اور دافعہ اور نامیہ اور مولدہ ہر چیز ان مین سے نفس کے جہت سے الیسی خواہش
کرتی ہے کہ تاریکی مین ڈالے اوسکے ہو مثلا آنکھ سے حرام شے کے دیکھنے کی خواہش ہوتی ہے وعلی ہذا القیاس سب بد بینا تو ان سے منع کرنیوالے ہین جیسا ان
سست بنیان مین [illegible] موجود ہے تو پس بچنا اسکا بری کامونسے اور اچھے عقیدہ کرنے اور نیک کام بجالانے بغیر مدد اسکے کے ممکن نہین پس جو امر نیک انسان
شروع کرے چاہیے کہ اول اللہ تعالی سے درخواست کرکے پناہ پکڑتا ہون ساتھ تیرے سب آفتون سے اور قراءت قرآن کے بھی بڑا امر نیک ہی اسواسطے جو شخص کہ

قرآن پڑھے اور یہی بڑی عبادت اللہ کی ہے تو جو شخص فکر کریگا درمیان معنی قرآن کے اور دیکھیگا اون کو اور غور کریگا بیچ آیتوں اوسکی کی پس زیادہ ہو جاویگی رغبت اوسکی
بیچ بندگیوں اللہ کی اور نفرت ہو جاویگی محرمات سے اور ہوگا کہ پڑھنا قرآن کا بڑی عبادت ہوئی پس شیطان اس سے بہکانے میں بہت کوشش کریگا اور بندہ کو زیادہ
حاجت شر شیطان سے بچنے کی ہوئی اس جگہ تو قرآت قرآن کی اول میں اعوذ کا پڑھنا ٹھہرایا گیا اور کیفیت وسوسہ شیطان کی یہ ہی کہ بیچ بعضے آثار کے ذکر کیا گیا
کہ شیطان داخل ہو جاتا ہی اندر انسان کے اور رکھتا ہی سر اپنا اوپر دل اوسکے اور بُری باتیں سمجھاتا ہی اور آنحضرت سے روایت ہی کہ فرمایا تحقیق شیطان
اسطرح آدمی کے اندر چلتا پھرتا ہی جیسا کہ خون رگوں میں چلتا ہی خبردار ہو پس تنگ کرو تم راستے چلنے پھرنے اوسکے ساتھ بھوک کی اور انسان جب صدق نیت سے
اعوذ باللہ کہیگا سب مکروہات اور آفات سے اللہ کے حکم سے محفوظ ہو جاویگا اور اعوذ کا لفظ مشتق ہی عوذ سے اور عوذ کے دو معنی ہیں ایک معنی التجا اور پناہ پکڑنے
کی ہیں اور دوسرے معنی ملنے کی پس معنے اعوذ باللہ کے باعتبار وجہ پہلی کے یہ ہیں کہ پناہ پکڑتا ہوں اور التجا لاتا ہوں طرف رحمت اللہ کے اور باعتبار وجہ دوسری کے
ملاتا ہوں میں نفس اپنے کو ساتھ فضل اللہ کے اور رحمت اوسکے اور لفظ شیطان میں دو قول ہیں بعضے کہتے ہیں مشتق ہی شطن سے اور شطن کے معنے دور ہونیکے پس
ہر سرکش کو خواہ جن ہو یا انسان ہو خواہ چارپایہ ہو شیطان کہا جاویگا واسطے دور ہونے اوسکے راہ رحمت سے جیسا کہ کلام مجید میں آیا ہی کذلک
جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن پس انسان کے اوپر بھی اطلاق شیطان کا آگیا اور ایک روایت میں آیا ہی کہ سوار ہوئے حضرت امیر المومنین عمر
رضی اللہ عنہ ایک چارپایہ پر پس اوسنے اوچھلنا شروع کیا ہر چند کہ مارا اوسکو مگر وہ اسیطرح کودتا رہا پس حضرت عمر رض اوس چارپایہ سے اوتر پڑے اور فرمایا کہ نہ سوار کیا تمنے
مجھکو مگر اوپر شیطان کے اور بعضے کہتے ہیں کہ شیطان مشتق ہی شیط سے اور شیط کے معنے ہلاک ہونے اور باطل ہونیکے ہیں اور جو سرکش ہوتا ہی وہ بھی ہلاک اور باطل ہوتا ہی بسبب
ضائع کرنے اوسکی مصالح نفس اپنے کے اور رجیم بمعنے مرجوم کے ہے اور رجم کے معنے لعنت کیا گیا چنانچہ کلام اللہ میں آیا ہی فاخرج منھا فانک رجیم
وان علیک اللعنۃ الی یوم الدین اور لعنت کو رجم کہتے ہیں یا مرجوم کے معنے بھگایا گیا یعنی آسمانوں سے نکالا گیا طرف زمین کے یا مارا گیا ساتھ ستاروں کے
جب قصد کرتا آسمان کی طرف آتا ہی واسطے چرانے باتیں فرشتوں کی اور مر گا کہ آفتیں دین اور دنیا کی بیشمار ہی اور قدرت خلایق کی کفایت نہیں کرتی کہ ان آفتوں کو دور کرے
اسواسطے لفظ اعوذ باللہ کا مقرر کیا گیا کہ مضمون اسکا یہ ہی کہ پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ اوس ذات کے کہ قادر ہے اوپر تمام مقدورات کے سب طرح کی آفتوں اور خوفوں سے اور بعضے نکتے
جو اعوذ باللہ سے تعلق رکھتے ہیں بیان ہوتے ہیں ایک یہ ہی کہ اعوذ باللہ میں رجوع کرنا ہی خلق سے طرف خالق کے اور ممکن سے طرف واجب کے اور اللہ معرفت حاصل کرنیکے واسطے اول یہی طریق
مقرر ہے کہ احتیاج خلق کی دیکھکر دلیل پکڑی جاوے اوپر جو ایسی ذات کے کہ غنی اور قادر ہے پس بیچ لفظ اعوذ کے اقرار بندہ کا اسطرح پر پایا گیا کہ میں فقیر اور محتاج ہوں
اسواسطے کہ پناہ وہ شخص چاہتا ہی جو ایسا ہووے اور لفظ باللہ میں دو باتوں کا اقرار ہے ایک یہ کہ اللہ تعالی قادر ہے اوپر دور کرنے تمام بلائیوں کے اور دوسرے یہ کہ تمام آفتوں کے
دور کرنے کا اقرار ہوا کہ سوا اللہ کے کوئی دور کرنیوالا حاجات کا نہیں ہے پس یہ حالت بندگی مشابہ ہی مضمون ففروا الی اللہ کا اور جب ذہن میں جانشین ہوا اور اوسی
وقت بیچ لفظ اعوذ کی حاصل ہے بعد اوسکے جیسا کہ حق پر واصل ہوا اور بیچ نور جلال اوسکے غرق ہوا پس اوس وقت اوسکی زبان سے اعوذ باللہ ظاہر ہوا دوسرا یہ کہ اعوذ باللہ کہنے
سے اقرار ہوتا تھا عاجز ہونے نفس کے اور عجز نفس کے سے اقرار ہوا ساتھ قدرت حق کے پس اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ کوئی وسیلہ واسطے قرب الہی کے سوا عجز اور انکسار کے نہیں
حدیث شریف میں آیا ہی من عرف نفسہ فقد عرف ربہ یعنی جسنے پہچانا نفس اپنے کو ساتھ عجز اور قصور کے کہ میں عاجز اور قاصر ہوں پہچانا اوسنے اپنے رب کو ساتھ قدرت اور جلال کے

وہ قادر ہے ہر چیز پر مقدور کرے اور جسنے پہچانا نفس اپنے کو ساتھ جہل کے پہچانا اوسنے اپنے رب کو ساتھ فضل اور علم کے اور جسنے پہچانا نفس اپنے کو ساتھ پراگندہ ہونے حال اپنے کی پہچانا
اوسنے اپنے رب کو ساتھ جمال اور جلال کے اور نکتہ تیسرا یہ ہے کہ شیطان دشمن انسان کا ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا
اور اللہ تعالی مولی انسان کا اور خالق اوسکا ہے اور درست کرنیوالا کاموں اوسکے کا ہے پس جس وقت کہ انسان عبادت شروع کرتا ہے خوف دشمن کا اوسکے دل پر غالب ہوتا ہے
اسواسطے کوشش کرتا ہے بیچ رضامندی اوسکی کے تاکہ دشمن کے آفتوں سے اوسکو بچاوے بعد اسکے ہر گاہ اوسکی بارگاہ میں پہنچا اور انواع انواع کی کرامتیں اور بزرگیاں
حاصل ہوئیں تو بالکل متوجہ حبیب کے خدمتیں ہوا پس وہ مقام کہ بہاگ کر دشمن سے بارگاہ الہی میں آیا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ہے اور وہ
کہ اقرار کیا بیچ حضور اوسکے ہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ چوتہا نکتہ یہ ہے کہ خدا تعالی فرماتا ہے لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ یعنی نہیں چہوتے قرآن کو مگر پاک
لوگ اور دل آدمی کا گہر غیر کی اوسمیں جگہ ہووے اور ایسی ہی زبان جس وقت کہ غیر کا ذکر اوس سے جاری ہوا تو ایک قسم کی آلودگی حاصل ہوئے پس ضرور ہوا پاک کرنا دونوں
کا اور جس وقت کہ اعوذ باللہ کہا پاکی اوسکو حاصل ہوئے اور نماز حقیقی کے لائق ہوا اور نماز حقیقی ذکر خدا تعالی کا ہے پس کہا اوسنے بسم اللہ اور پانچواں نکتہ یہ ہے کہ دل مومن کا نہایت جلیل القدر اور نفیس شے
ہے اسکے برابر کوئی گہر ہے اور نہ کوئی باغ مومن کا دل سب سے پاک اور برتر ہے بلکہ دل مومن کا مثل آئینہ کی ہے بیچ صفائی کی بلکہ آئینہ سے صفا زیادہ ہے اسواسطے کہ آئینہ پر جب حجاب
آجاوے تو کوئی چیز اوسمیں نظر نہیں آتی اور دل مومن کا ایسا ہے کہ آسمان و زمین و عرش و کرسی ہے اوسکے صفا کو نہیں پہنچتے جیسا کہ کہا ہے اللہ تعالی نے اِلَیْہِ یَصْعَدُ
الْکَلِمُ الطَّیِّبُ بلکہ دل مومن کا باوجود تمام ہونے کے مطالعہ جلال الہی کا کرتا ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ قبر ایک باغ ہے باغوں جنت کے سے پس قبر کہ جسم سے باغ ٹہرایا کہ مقام فنا
کا ہے پس آدمی کا دل شریف ہے سب سے کیونکر نہو کہ اللہ تعالی کا مکان ہے اور معرفت اسمیں حاصل ہوتی ہے حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالی کہتا ہے اے بندے دل تیرا باغ میرا ہے
اور جنت میری باغ تیرا ہے پس اگر نہ بخل کرے تو اپنے باغ سے کہ اپنے دل میں میری جگہ دے تو میں بخیل نہیں ہوں کہ نکالوں تجھکو اپنی جنت میں تجھکو جگہ دوں پس تحقیق ثابت ہوا کہ دل
آدمی کا باغ اللہ کا ہے اور تخت ہے اوسکی معرفت کا گویا کہ اللہ تعالی کہتا ہے اے بندے میرے تحقیق مقرر کی میں نے جنت اپنی تیرے واسطے اور تو نے انصاف نہیں کیا اسواسطے کہ آیا کبہی
تو نے جنت میری سے داخل ہوا ہے تو جنت میری میں بندہ کہتا ہے نہیں اے رب میرے پہر اللہ تعالی بندے سے کہتا ہے تیری جنت میں میں بہی داخل ہوں یا نہیں بندہ کہیگا کہ ہاں پہر
اللہ تعالی کہیگا اے بندے تو ابتک میری جنت میں داخل نہیں ہوا لیکن قریب ہے کہ داخل ہو مگر تیری خاطر کیواسطے دشمن تیرا کہ شیطان ہے جنت سے نکالدیا ہے اور کہدیا ہے
اُخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا پس پہلے تیرے آنے سے دشمن تیرا نکلگیا اور اے بندے ہم تیری جنت میں ستر برس ہوئے کہ موجود ہیں اور ابتک تو نے دشمن ہمارے کو اپنی جنت میں سے
نہیں نکالا تیرے واسطے یہ لائق نہیں کہ ہمارے دشمن کو نہ نکالے پس بندہ جواب دیتا ہے الہی تو قادر ہے اوپر نکالنے اوسکے کے جنت اپنی سے اور میں عاجز ہوں اور ضعیف ہوں جبکہ
قدرت اوسپر نکالنے اوسکے کی جنت اپنی سے نہیں ہے پس کہتا ہے اللہ تعالی عاجز جس وقت حمایت بادشاہ زبردست کے میں آجاتا ہے قوی ہو جاتا ہے
یہانتک کہ قادر ہو جاتا ہے اوپر نکالنے دشمن کے پس اے بندے داخل ہو جا بیچ حمایت میری کے یہانتک کہ نکالدیگا دشمن میرے کو دل اپنے سے اسطرح پر کہ کہہ تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ
الرَّجِیْمِ اگر کوئی شبہ کرے کہ جبکہ دل انسان کا باغ اللہ کا ہے تو اللہ تعالی نے کسواسطے اپنے باغ میں سے شیطان کو نہیں نکالا تو اوسکا جواب یہ ہے گویا کہ اللہ تعالی کہتا ہے اے بندے
تو نے پادشاہ کو اپنے گہر میں مہمان کیا ہے اور حجرہ دل میں اوسکو اوتارا ہے اور قاعدہ ہے کہ جو شخص کسیکو اپنے گہر میں مہمان کرتا ہے تو اوس شخص کے ذمہ صاف کرنا اور جہاڑ دینا اوس گہر کا
ہوتا ہے اور بادشاہ کے اوپر یہ کام اچہا نہیں پس تو اپنے حجرہ دل کو آلودگی وسوسوں کی سے صاف کر اور کہہ تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ چہٹا نکتہ یہ ہے کہ الشیطان کے اول

الغیلام خلق کیا گیا کہ جنس شیطانکے سے بنایا گئی جاوے واسطے کہ شیطان بہت ہیں بعضی دیکھنے میں آتے ہیں اور بعضے آنکھونسی غائب ہیں اب چند فضائل استعاذہ کے ذو بھی بیان
کیے جاتے ہیں جاننا چاہیے کہ اعوذ باللہ تمام بندونکو امر ہے کہ اس طرح کہیں اور خاص کسی شخص کے واسطے نہیں اسواسطے کہ انبیاؤں اولیاؤں نے بھی استعاذہ کیا ہے چنانچہ حضرت نوح سے
منقول ہے کہ کہا اونہون نے اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اَسْئَلَکَ مَا لَیْسَ لِیْ بِہٖ عِلْمٌ پس حق تعالیٰ یہ الفاظ کہتے ہی عطا ہوئیں اللہ کی طرف سے دو خلعتیں ایک سلام دوسری برکات کا جیسا کلام اللہ میں منقول
ہے یَا نُوْحُ اہْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَکَاتٍ عَلَیْکَ اور حضرت یوسف علیہ السلام سے نقل ہے جسوقت کہ حضرت زلیخا نے اونسے کچھ خواہش نفسانی کی تہی کہا تہا مَعَاذَ اللہِ اِنَّہٗ رَبِّیْ اَحْسَنَ مَثْوَایَ
پس انکو بہی اللہ تعالیٰ نے دو خلعتیں عطا کی تہیں بچایا اونکا سوء اور فحشا سے جیسا کہ کلام اللہ میں مذکور ہے کَذٰلِکَ لِنَصْرِفَ عَنْہُ السُّوْءَ وَالْفَحْشَاءَ اور بہی کہا تہا حضرت یوسف کو اونکے بہائیوں نے خُذْ
اَحَدَنَا مَکَانَہٗ اور حضرت یوسف نے جواب میں یہہ کہا تہا مَعَاذَ اللہِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَہٗ پس رکہی بہی اللہ تعالیٰ نے انکو جیسا کہ کلام اللہ میں ذکر ہے وَرَفَعَ
اَبَوَیْہِ عَلَی الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَہٗ سُجَّدًا اور حضرت موسیٰ سے نقل ہے کہ جسوقت حکم کیا تہا اپنی قوم کو واسطے ذبح کرنی گاؤ کے اور اونہون نے کہا تہا اَتَتَّخِذُنَا ہُزُوًا اور حضرت موسیٰ نے کہا تہا اَعُوْذُ
بِاللہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجَاہِلِیْنَ پس عطا کی اللہ تعالیٰ نے دو خلعتیں دور کرنا تہمت کا اور زندہ کرنا مقتول کا جیسا کہ کلام اللہ میں ہے فَقُلْنَا اضْرِبُوْہُ بِبَعْضِہَا کَذٰلِکَ یُحْیِی اللہُ
الْمَوْتٰی اور جسوقت ڈرایا تہا انکو قوم نے ساتہہ رجم کی کہا تہا اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّکُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ اور دوسری آیت میں ہے اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مِّنْ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ لَّا
یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ پس عطا کری اللہ تعالیٰ نے مراد اونکی یعنی ہلاک کیا دشمن کو اور اوسکی جگہ انکو قائم کر دیا اور حضرت مریم کی ماں نے کہا تہا اِنِّیْ اُعِیْذُہَا بِکَ وَذُرِّیَّتَہَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
پس عطا ہوئی تہی حضرت مریم کو نعمت خدا کی گہر کی اور قبول ہونا جیسا کہ کلام اللہ میں مذکور ہے فَتَقَبَّلَہَا رَبُّہَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْبَتَہَا نَبَاتًا حَسَنًا اور حضرت مریم نے جب دیکہا
تہا جبریل کو مرد کی صورت میں خلوت کے وقت اور کہا تہا اِنِّیْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْکَ اِنْ کُنْتَ تَقِیًّا پس حضرت مریم نے دو نعمتیں پائیں
بغیر باپ کے اور پاک کرنا اللہ کا اوسکو تہمت سے اور بہی بچہ کے کلام سے اور وہ کلام یہہ ہی تہے اِنِّیْ عَبْدُ اللہِ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کو بہی کرات اور مرات حکم استعاذہ کا ہوا ایک جگہ کہا قُلْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ہَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ اور دوسری جگہ کہا قُلْ اَعُوْذُ
بِکَ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ اور اور جگہ کہا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور سورہ اعراف میں فرمایا خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ
وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاہِلِیْنَ ۝ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللہِ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ پس ان آیات سے ثابت ہوا کہ
انبیاء علیہم السلام ہمیشہ استعاذہ کرتے تہے برائے شیاطین انس اور جن کے اور احادیث بہی اس باب میں بہت ہیں معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ خصومت کی
دو شخصوں نے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور کثرت کی خصومت میں پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق میں جانتا ہوں ایک کلمہ
اگر کہیں یہہ دونو شخص اوس کلمہ کو البتہ دور ہو جاوے اون سے یہہ خصومت اور وہ کلمہ یہہ ہے اَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور جو شخص پڑہے تین آیتیں آخر
سورہ حشر سے مقرر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اوپر اوسکے ستر ہزار فرشتے کہ دعا کرتے ہیں واسطے اوسکی پس اگر مر جاوے اس دن میں مرا شہید ہو کر اور جو شخص کہے وقت شام کی
یہی حال ہے اور روایت ہے حضرت انس سے کہ روایت کی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تحقیق فرمایا آنحضرت علیہ السلام نے جو شخص استعاذہ کرے ساتہہ اللہ کے ایک دن میں دس بار مقرر کر دیتا ہے
اللہ اوپر اوسکی ایک فرشتہ کہ دور کرتا ہے اوس سے شیطانونکو اور روایت ہے ابن عباس سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم تعویذ کرتے تہے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کیواسطے اور فرماتے تہے
اُعِیْذُکُمَا بِکَلِمَاتِ اللہِ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّہَامَّۃٍ وَّمِنْ شَرِّ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ اور فرماتے تہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ تہے ابراہیم باپ میرے کہ تعویذ کرتے تہے ۔ آ ۔ کلمات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو مہربان ہے بخشنے والا۔ جاننا چاہئے کہ بسم اللہ میں تین نام اسواسطے ذکر کئے گئے تاکہ شروع ہر کار کا ساتھ استعانت ان ناموں کے پایا جاوے اور وجہ خصوصیت انہیں نامونکی باوجودیکہ اسماے الٰہی اور بھی بہت ہیں یہ ہی کہ حصول ہر کام کا خواہ دنیوی ہو یا اخروی تین چیزوں پر موقوف ہی اول موجود ہونا تمام اسباب اُس کام کے اور یہ امر ساتھ اسم اللہ کے کہ تمام صفتوں کمال کو متضمن ہے مناسبت رکھتا ہی دوسرے باقی رہنا اُن اسباب کا ابتدا اُس کام کی سے تمام ہونے تک اور یہ صفت رحمانیت کا ثمرہ ہی اسواسطے کہ بقاء عالم کی ساتھ اسی صفت کے ملی ہوئی ہی تیسرے پایا جانا فائدہ اُس کام کا اور یہ صفت رحیمی کا کام ہی کہ اپنی رحمت سے سعی بندوں کی برباد نہیں کرتا ہی اور شان نزول سورۂ فاتحہ کا اس طرح پر ہی کہ مولانا یعقوب چرخی رحنے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہی کہ یہ سورہ مکہ معظمہ میں اُتری اور حال اسکے اُترنے کا یہ ہی کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ جب میں جنگل میں جاتا تھا ایک آواز میرے کان میں آتی تھی کہ کوئی شخص کہتا ہی یا محمد اور دیکھتا تھا میں کہ ایک تخت سنہرا آسمان اور زمین میں معلق ہے اور اُس پر ایک شخص نورانی بیٹھا ہوا ہے میں اُس آواز سے ڈر کر بھاگتا تھا جب یہ ماجرا کئی بار دیکھا تو ورقہ بن نوفل سے کہ چچازاد بھائی حضرت بی بی خدیجہ رضہ کا تھا اور توریت اور انجیل کا عالم تھا اور علماے نصاریٰ سے بہت علم سیکھا تھا اس حال کو بیان کیا اُس نے کہا آئندہ کو جو تو وہ آواز سنے نہ بھاگیو اور کان رکھیو کہ کیا کہتا ہی ایسا ہی کیا جب پھر وہی آواز آئی میں نے کہا لبیک یعنی حاضر ہوں میں تب اُسنے کہا کہ میں جبرئیل ہوں اور تو نبی اس امت کا ہی

پھر مجھسے کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ اور بار دوسری کہا کہ الحمد للہ یعنی تا آخر سورہ **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ** سب تعریفین اللہ کے واسطے ہین کہ پروردگار عالمون کا ہی یہ سورہ اللہ تعالی نے بندون کی زبان سے فرمائی کہ بیچ حالت مناجات اور دعا کے چاہئے کہ اسطرح کہا کرین

ف اگرچہ لفظ الحمد للہ رب العالمین مالک یوم الدین تک کلام خدا کا ہو سکتا ہی چنانچہ اور جگہ بیچ قرآن مین اس قسم کے الفاظ اللہ تعالی نے اپنی تعریف مین فرمائی ہین اور وہ یہ ہین فللہ الحمد رب السموات ورب الارض رب العالمین اور دوسری جگہ فرمایا و ربک یعلم ما تکن صدورہم وما یعلنون ۝ ہو اللہ لا الہ الا ہو لہ الحمد فی الاولی والآخرۃ ولہ الحکم والیہ ترجعون ۝ لاکن اس جگہ لفظ ایاک نعبد و ایاک نستعین اور ایسی ہی اہدنا الصراط المستقیم سے سمجھا جاتا ہی کہ یہ کلام الہی نہین بلکہ کلام بندون کا ہی یعنی عبادت اور استعانت اور طلب ہدایت کی خاص انہیں کیواسطے ہی۔ اسواسطے کہا گیا ہی کہ یہ تعلیم ہی اور لفظ قولوا کا بیچ اول الحمد کے مقدر ہی یعنی اے بندو اسطرح کہو کہ الحمد للہ تا آخر سورہ معلوم کرنا چاہیے کہ لفظ الحمد للہ کا بعد لفظ رب العالمین کے ذکر کیا فائدہ اس کا یہ ہی کہ لائق تعریف اور ثنا کے اسی کی ذات ہی سوا اسکے کوئی مستحق اسکا نہین اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ ربوبیت بمعنی پرورش کرنیکے ہی یعنی کسی چیز کو درجہ بدرجہ حد کمال کو پہنچا دینا جیسا باغبان کہ پہلے زمین مین بیج بوتا ہی جب پودہ ہوتا ہی پانی دیکر اور شاخین کتر کر درست کرتا ہی اور سوا اسکے جو اسکے مناسب ہی بجا لاتا ہی تا کہ حد کمال کو پہونچے اور پھول اور پھل لاوے ایسا ہی ماباپ بیچ حق فرزندون کے اور یہ پرورش دو قسم ہے ایک خاص دوسری عام خاص کی مثال پرورش والدین کی بیچ حق اولاد کے کہ خاص اپنے فرزندون کے واسطے ہی خواہ ایک ہو خواہ کئی ہون اور باغبان کی پرورش بیچ حق ایک باغ کے یا دو باغ کے بھی ایسی ہی ہی اور پرورش بادشاہ اور امیر کی بیچ حق متعلقین کے بھی اسی قبیل سے ہی اور اس قسم کی پرورش کو کوئی باعث عبادت کا نہیں جانتا نہ موحد اور نہ مشرک اور ربوبیت عام دو طرح پر ہی ایک یہ کہ ایک نوع یا دو نوع یا چند نوع کی پرورش ہو لاکن باوجود اسکے تمام انواع کو شامل نہو دوسرے یہ کہ تمام انواع اور اشخاص کو وہ پرورش گھیر لے سو پہلی قسم کو ان دونون قسمون سے مشرک لوگ باعث عبادت کا اعتقاد کرتے ہین مثال اسکی ربوبیت آفتاب اور ماہتاب یا ربوبیت عناصر یعنی پرورش روحانیات کے کہ متعلق انکے ہین مانند جن الاکے کہ تعلق اسکا آگ کے ساتھ ہی اور بھیرون کہ تعلق اسکا پانی کے ساتھ ہی اور بسبب اسی اعتقاد کے مشرک لوگ ان چیزون کی عبادت کرتے ہین اور اشراقی ان روحانیات کو ارباب

ف اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ساتھ سورۂ فاتحہ کے یہ سبب ہے کہ بیچ بسم اللہ کے اشارت ہے تعریف ساتھ رحمت کے کی اور شروع الحمد سے ہوتی کا ساتھ الحمد کے اور رحمت کا سبب انعام کا ہے اور انعام سبب حمد اور شکر کا ہوتا ہے اسواسطے جو کوئی نفع پہنچاتا ہے لائق ثنا اور شکر کے ہوتا ہے اور ادا کرنا شکر منعم کا ... الرحیم کا اشارہ اسی ربط کی طرف ہے جیسا بعض تفاسیر مین مذکور ہے ۱۲ منہ رحمہ

انواع کہتے ہین اور فلاسفہ ارواح اور نفوس اُسکو کہتے ہین اور اہل دعوت اور عزیمت والے موکلات نام رکھتے ہیں اور اہل حق کے نزدیک ایسی پرورش باعث عبادت کا نہین اسواسطے کہ یہ پرورش محض بیچ بعض اشیا کے ہی مثلا ربوبیت آفتاب کی فقط بیچ عالم گرمی اور خشکی کے ہی کہ جو چیزین گرمی اور خشکی قبول کرتی ہین اُن مین یہ تاثیر کرتا ہی ایسا ہی ربوبیت ماہتاب کی فقط بیچ عالم سردی اور تری کے ہے وعلی ہذا القیاس حاصل یہ ہی کہ یہ پرورش بھی خاص ہی گوکہ بہ نسبت قسم پہلی کے عام ہی کہ وہ پرورش خاص بعض اشخاص کی تھی اور یہ پرورش انواع کی خواہ واحد ہو یا متعدد پس بسبب خصوصیت کے یہ بھی مقتضی عبادت کی نہوئی کہ خصوصیت اسکی اور کی طرف سے ہی اور جو مقتضے اس خصوصیت کا ہی وہی ہی قابل عبادت اور لائق حمد اور ثنا کا یعنی ذات باری عز اسمہ کی پرورش اُسکی اسطرح سے نہین کہ کسی شئے کیواسطے پرورش ہو اور کسیکے واسطے نہو بلکہ پرورش اُسکی تمام چیزون کو شامل ہی خواہ اشخاص ہون خواہ انواع اور ہر وقت اور ہر مکان مین موجود ہی اور اہل حق کے نزدیک ایسی ہی پرورش موجب عبادت کا ہی اسی جہت سے کہ پرورش اسکی عام ہے جب فرعون نے حضرت موسی علیہ السلام سے سوال کیا کہ وما رب العالمین یعنی کیا ہی رب العالمین اُنھون نے بیچ جواب کے فرمایا کہ رب السموات والارض وما بینہما یعنی رب آسمانون و زمین کا اور جو کچھ درمیان آسمان اور زمین کے ہی فرعون کو اس بات سے تعجب آیا کیونکہ اُس نے مخلوقات کی پرورش پر اُسکی پرورش کو قیاس کیا حضرت موسے نے بار دوسری فرمایا کہ ربکم ورب اباءکم الاولین یعنی رب تمھارا اور رب باپ دادون تمھارے کا کہ پہلے ہین اول مرتبہ فرمایا کہ پرورش اُسکی بیچ مکانات مختلفہ کے ہے اور دوسری بار ارشاد کیا کہ حق تعالی بیچ اوقات جدے جدے کے پرورش کرنیوالا ہی فرعون نے جو یہ امر مستبعد جانا کہ ایک ذات بیچ مکانون مختلف اور زمانہاے دراز مین کس قسم کی پرورش کر سکی اور حضرت موسی کے حق مین گمان کیا کہ یہ شخص سودائی ہی تیسری بار حضرت موسی نے بڑھ کر پرورش اُسکی ثابت کی اور فرمایا کہ رب المشرق والمغرب وما بینہما یعنی رب مشرق اور مغرب کا اور اُن چیزون کا کہ درمیان اُن دونون کے مطلب حضرت موسی کا یہ تھا کہ ربوبیت اُسکی جیسی مکانون اور وقتون مختلف مین پائی جاتی ہے ویسی ہی ساتھ اوضاع اور حالات غیر متناہی کے موجود ہی پس ہر گاہ کہ اقسام پرورش کی معلوم ہوئی اور یہ بھی جانا گیا کہ پرورش اللہ تعالی کی خاص کسی شئے کے ساتھ اور مقید ساتھ کسی وقت اور کسی مکان اور کسی وضع کی نہین اور اوروں کی پرورش خاص اور مقید ساتھ بعض اوقات و بعض زمان کی اور موجب اس خصوصیت کا

انواع کہتے ہین اور فلاسفہ ارواح اور نفوس اور انکو پڑھتے ہین اور اہل دعوت اور عزیمت والے موکلان نام
رکھتے ہین اور اہل حق کے نزدیک ایسے پرورش باعث عبادت کا نہین اسواسطے کہ یہ پرورش محض بیچ بعض
اشیا کے ہی مثلا ربوبیت آفتاب کی فقط بیچ عالم گرمی اور خشکی کے ہی کہ جو چیزین گرمی اور خشکی قبول کرتے
ہین اُنمین یہ تاثیر کرتا ہی ایسا ہی ربوبیت ماہتاب کی فقط بیچ عالم سردی اور تری کی ہی وعلی ہذا القیاس
حاصل یہ ہی کہ یہ پرورش بھی خاص ہی گو کہ بہ نسبت قسم پہلی کے عام ہی کہ وہ پرورش خاص بعض اشخاص
کی تھی اور یہ پرورش انواع کی خواہ واحد ہو یا متعدد پس بسبب خصوصیت کے یہ بھی مقتضی عبادت کی نہو ا
کہ خصوصیت اسکی اور کی طرف سے ہی اور جو مقتضے اس خصوصیت کا ہی وہی ہی قابل عبادت اور لایق حمد اور ثنا کا
یعنے ذات باری عز اسمہ کی پرورش اُسکی اسطرح سے نہین کہ کسی شئے کیواسطے پرورش ہو اور کسی کے واسطے
نہو بلکہ پرورش اُسکی تمام چیزون کو شامل ہی خواہ اشخاص ہون خواہ انواع اور ہر وقت اور ہر مکان
مین موجود ہی اور اہل حق کے نزدیک ایسے ہی پرورش موجب عبادت کا ہی اسی جہت سے کہ پرورش اُسکی
عام ہی جب فرعون نے حضرت موسے علیہ السلام سے سوال کیا کہ و ما رب العالمین یعنی کیا ہی رب العالمین
اُنہون نے بیچ جواب کے فرمایا کہ رب السمٰوات والارض وما بینہما یعنی رب آسمانون اور زمین کا اور جو کچھ
درمیان آسمان اور زمین کے ہی فرعون کو اس بات سے تعجب آیا کیونکہ اُس نے مخلوقات کی پرورش پر اُسکی پرورش
کو قیاس کیا حضرت موسے نے بار دوسری فرمایا کہ ربکم ورب ابائکم الاولین یعنی رب تمہارا اور رب باپ
دادون تمہارے کا کہ پہلے ہین اول مرتبہ فرمایا کہ پرورش اُسکی بیچ مکانات مختلفہ کے ہی اور دوسری بار
ارشاد کیا کہ حق تعالی بیچ اوقات جدی جدی کے پرورش کرنیوالا ہی فرعون نے جو یہ امر مستبعد جانا کہ ایک
ذات بیچ مکانون مختلف اور زمانہاے دراز مین کس قسم پرورش کر سکے اور حضرت موسے کے حق مین
گمان کیا کہ یہ شخص سودائی ہی تیسری بار حضرت موسے نے بڑھکر پرورش اُسکی ثابت کی اور فرمایا کہ
رب المشرق والمغرب وما بینہما یعنے رب مشرق اور مغرب کا اور اُن چیزون کا کہ درمیان اُن دونون کے
مطلب حضرت موسی کا یہ تھا کہ ربوبیت اُسکی جیسی مکانون اور وقتون مختلف مین پائی جاتی ہی ویسی ہی ساتھ
اوضاع اور حالات غیر متناہی کے موجود ہی پس ہرگاہ کہ اقسام پرورش کی معلوم ہوئی اور یہ بھی جانا
گیا کہ پرورش اللہ تعالی خاص کسی شئے کے ساتھ اور مقید ساتھ کسی وقت اور کسی مکان اور کسی وضع
کی نہین اور اورون کی پرورش خاص خاص اور مقید ساتھ بعض اوقات اور بعض زمان کی اور موجب اس خصوصیت کا

ذات باری کی ہی تو ثابت ہوا کہ قابل عبادت اور لایق ثنا کے فقط ذات باری کی ہی کہ ہر چیز اُسکی طرف محتاج ہی اور اُسکی پرورش مین کسی غرض یا عوض کو دخل نہین اور یہ بھی معلوم رہی کہ اگرچہ بیان کیا گیا کہ ربوبیات خاص خاص سوائے ذات باری کے اورون مین بھی پائی جاتی ہین لاکن یہ بھی باعتبار ظاہر کے ہی اور حقیقت مین ہر طرح کی ربوبیت خواہ خاص ہو خواہ عام اُسی کی ذات کیواسطے ہی اسواسطے کہ ربوبیت اُسوقت پائی جاوے کہ پیدا کرے کسی شئے کو عدم محض سے اور پیدا کرے اسباب نفع لینے اور پرورش اُسکی کے اور قدرت دیوے اوپر انتفاع کے اور دور کرے موانع انتفاع کے اور یہ سب باتین سوائے ذات اُسکی کے غیر مین موجود نہین کیونکہ اور پرورش کرنیوالے وقت پرورش کے مخلوقات اللہ تعالی کی اپنی پرورش کے کام مین لاتے ہین اور قدرت اوپر پرورش کرنے اُن چیزون کے کہ منبع پرورش کو کرتی ہین ایسی ہی اور پر موجود کرنے شرائط پرورش کے نہین رکھتی نہایت درجہ یہ ہی کہ یہ ارباب منجملہ شرائط اور سامان پرورش کے ہین کسی طرح کا استقلال انکو نہین اسی واسطے حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوۃ اللہ علیہ وسلامہ نے ان سب چیزون کے اعتبار سے ساقط فرمایا اور ملت حنیفی اختیار فرمائی چنانچہ مقولہ اُنکا کلام اللہ مین منقول ہے ✤ انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین۔ تحقیق مونہ پھیرا مین نے طرف اُس ذات کی کہ پیدا کیا آسمانون اور زمین کو ایک طرف کا ہوکر اور نہین ہون مین شریک کرنیوالون مین سے اور حق تعالی نے یہ عقیدہ اُنکا پسند کیا اور ساتھ اُنکو پیشوا سب ملتون کا کیا ✤ الرحمن الرحیم معنی اسکے بسم اللہ مین بیان ہوئے پوشیدہ نرہے کہ لفظ رحمن اور رحیم کا مادہ یعنی اصل انکی ایک ہی کہ لفظ رحمۃ سے بنے ہین پس ان دونون مین فرق اسطرح ہی کہ صفت پرورش کے بعد ان دو لفظون کو بیان کیا اور پرورش کو دو قسم کی رحمت لازم ہے ایک وہ رحمت کہ خاص حالت پرورش مین ہوتی ہی اور اگر یہ رحمت نہو پرورش پائی نجاوے اور حقیقت اس رحمت کی یہ ہی کہ مربی بیچ روا کرنے حاجتون اپنی پرورده کے بخوب طرح مشغول ہو اور ہر وقت خبرداری ضروریات اور جستجو ہر چیز مناسب اور غیر مناسب اُسکی کے کرتا رہے اور یہی مراد لفظ رحمن سے ہی دوسری قسم رحمت کی یہ ہی کہ بعد پرورش اور کمال کو پہونچنے اسکے حاصل ہونے ثمرات اور فائدے اُسکے کے تدبیر کرے اور اس کمال کو رائگان نکرے والا وہ پرورش صرف عبث اور کھیل ہوجاویگی اور اسکی مثال ایسی ہی کہ ایک شخص نے ساتھ شفقت تمام کے درخت کو پرورش کیا کہ پھل اُس پر آگیا اور اپنے کمال کو پہونچا لاکن اُس پھل سے شیرہ یا سرکہ یا مربا یا اچار وغیرہ درست نکیا کہ مدت تک فائدہ اُس کا باقی رہتا

اور اس قسم کی رحمت کو منتہ لفظ رحیم کے تعبیر فرمایا پس بیچ ذکر کرنے ان دونون نامونکی اسجگہہ اشارہ ہیکہ پرورش خداتعالی کی بیچ حق تمام جہان کے ہمیشہ پائی جاتی ہی جبتک کہ ہئیت مجموعی اُسکی موجود ہی پرورش بھی اُسکی مصروف ہی اور بعد متفرق ہونے اور بکھر جانے اجزا اسکے کے بھی باقی ہے اور یہی ہی معاش اور معاد یعنی پہلی حالت کا نام معاش اور دوسری کا معاد اور اگر صاحب عقل حساب فکر کرے تو معلوم ہووے کہ بیچ ہر شئے کے اشیاء اُن جہان کی سے معاش اور معاد ہی یعنی جبتک بنیاد اُس شئے کی قائم ہے اسوقت مین معاش نام رکھتے ہین اور بعد برہم ہونے اُسکی بنیاد کے معاد ہوتے مین جیسے کہ کھانا کہ وقت بوے جانے دانہ کے سے تا ہضم ہونے معدے مین اُسکے معاش ہے اور بعد اسکے معاد اسکی کہ کچھ اُس سے خون ہوکر جزو بدن کا ہوتا ہی اور کچھ بلغم اور صفرا اور سودا ہوکر بیچ کامون ضروری کی صرف ہوتا ہی اور کچھ فضلہ ہوکر راہ بول اور براز کی سے نکلتا ہی اور کچھ سنک اور تھوک اور میل آنکہ اور بال بدن کے بنکر اور رسوب اسکے نکلتا ہی اور ایسا ہی بیچ تمام اشیا کی معاس اور معاد پائی جاتی ہی اور انتظام معاش ہر چیز کا بیچ ہر عالم کے ساتھ صفت رحمانیت کے تعلق رکھتا ہی اور خوبی معاد ہر چیز کی بیچ ہر عالم کے صفت رحیمی کا تقاضا ہی **مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ** مالک دن جزا کا بیچ بعضی قرأت کی مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ یعنی بادشاہ دن جزا کا جاننا چاہئے کہ یہ دونون صفتین یعنی مالکیت اور بادشاہت کی حقیقتاً اللہ کیواسطے ثابت ہین اور اللہ تعالے مالک اور بادشاہ تمام چیزون کا ہی اور ہر وقت ہی ایسا نہین کہ ایک وقت مین ہو اور ایک وقت مین نہو یا بعض چیز کا ہو اور بعض چیز کا نہو تو اس جگہ اللہ تعالی نے مالکیت یا بادشاہت اپنی خاص دن قیامت کے ساتھ کیون فرمائی یعنی فرمایا کہ مالک دن جزا کا اسطرح نہ کہا کہ مالک ہر شئے کا تو اسکی وجہ یہ ہی کہ اس جہان مین مالک ہونا اور بادشاہت باعتبار ظاہر کے اورون کیواسطے بھی ثابت ہی گو مجازاً ہو اور قیامت کے دن سوائے ذات اُسی کے نہ کوئی مالک ہوگا اور نہ بادشاہ جو کچھ تصرف ہی اُسکے اختیار مین ہوگا اور اُس روز بیچ نظر ہر خاص وعام کے غلبہ اُسکا ظاہر ہوگا اور سبب اسکا کہ دنیا مین اورون کو بھی کچھ کچھ اختیار دیا اور قیامت کے دن بالکل ہر چیز اپنے قبض قدرت مین رکھی یہ ہی کہ دنیا دار العمل ہے اور کارخانہ عمل کا بدون اختیار کے درست نہین ہوتا ہی تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ آدمی کی جبلت مین استعداد تکلیف احکام شرع اور قبول کرنے حکمون الٰہی کی ہی اور اسی واسطے اُسکو پیدا کیا ہے پس جو بعضے اشیاء اُس کی ملک مین یا اختیار مین نہون اور آدمی کو غیر اپنے پر بالکل دخل نہو اعمال نیک اور بد اُس سے کیون کر ظاہر ہون خاص کر

وہ اعمال کہ علاقہ ساتھ مال اور ذبح حیوانات اور دینے صدقات اور ادا کرنے نفقات کے رکھتے ہین اور
ایسے ہی وہ اعمال کہ تعلق ساتھ رعیت اور لونڈی غلامون کے رکھتے ہین کہ جب تک اختیار اور حکم آدمی کا پایا نجائے
کیونکر ہوسکین پس اللہ جلشانہ نے بمقتضاے حکمت اپنی کے اس جہان مین تھوڑا سا اختیار اور تصرف
اورون کو بھی عطا فرمایا ہی تاکہ روز قیامت کے عذر بے اختیاری اور لاچاری اپنی کا پیش نکرین اور حجت اُنکی
بالکل منقطع ہوجاوے اور جبکہ دن قیامت کا روز جزا کا ہی نہ اعمال کا یعنی جو دنیا مین کار الٰہی کیئے ہین خواہ نیک
خواہ بد اُس دن بدلا اُنکا ملیگا تو اُس وقت مین اللہ تعالی نے اور کسی کو کسی طرح کا اختیار اور تصرف نہ دیا
والاجزا اعمال کی متحقق نہوا اور اسی نکتہ کے واسطے لفظ یوم الدین کا فرمایا یعنی دن جزا کا اور بجاے اُسکے لفظ
یوم القیمہ یا یوم البعث والنشور یا اور کوئی نامون قیامت کے سے ذکر نہ کیا تاکہ وجہ خصوصیت بادشاہت اور
مالک ہونے اُسکے کی اُس دن مین اور نہ خاص ہونے بادشاہت اور ملکیت کے غیر اس دن مین ظاہر ہو دیا اور
بھی جاننا چاہیئے کہ جناب باری عز اسمہ نے پہلے حمد کو ساتھ اسم ذات کے متعلق فرماکر پیچھے اُسکے تین صفتین
علی الترتیب ذکر فرمائی۔ پہلی صفت ربوبیت کی دوسری صفت رحمت کی تیسری صفت جزا کی اور اسطرح کی
ذکر کرنے مین ایک نکتہ باریک ہی اور وہ یہ ہی کہ دنیا مین جو کوئی مدح اور ثنا کسی کی کرتا ہے تین طور سے
خالی نہین یا یہ کہ زمانہ سابق مین نمک پروردہ اُسکا تھا اور اُس ممدوح نے اس مادح کے اوپر انعام کیا تھا
گو فی الحال اُسکو اُس شخص سے کچھ نفع نہین اور نہ آیندہ کو توقع فائدہ کی اُس سے رکھتا ہی یا بالفعل
اُسکو اُس سے فائدہ ہی گو زمانہ گذرے ہوئے مین کسی طرح کا فائدہ نہ تھا اور نہ آیندہ کو ہی یا یہ کہ فقط توقع نفع
کی رکھتا ہی گو بیچ زمانہ گذرے ہوئے اور حال کے کسی طرح کا نفع نہین ہی اور یہ تینون چیزین دنیاداری اور
دینداری مین بھی آزمائی گئی مین جیساکہ پوشیدہ نہین پس بیچ لانے ان تینون صفت کے اشارہ ہے کہ
خدا تعالی فرماتا ہی کہ جو بندے راہ مروت کی اختیار کرین اور اپنے خالق کی حمد بلحاظ نعمتون پہلی کے کہ اُنکے
تینخ ظاہر نین کرین یہی ہوسکتا ہی کہ مین صفت ربوبیت کی رکھتا ہون اور نعمتین بے شمار اُنکی ٭
اوپر میری طرف سے ہین اور جو نظر اوپر اُن نعمتون کے کرین کہ فی الحال موجود ہیں بھی ممکن ہے کہ
رحمن اور رحیم ہون ہین اور اگر طریق دور اندیشی کا اختیار کرین بھی لایق اُسکے ہون ہین کہ کارخانہ
جزا کا میری طرف رجوع کرے گا بہر کیف لائق حمد اور ثنا کا ہون مین۔ اِیَّاكَ نَعْبُدُ۔ اس سے
پہلے کہ بندہ مشغول ساتھ ثنا او صفت اُسکی کے تھا اُس سے غائب تھا اسواسطے کہ نظر اُسکی طرف

نعمتون اسکی کے اور طرف دوسری اشیاؤن کے کرجائے درود نعمتون اسکی کے ہین بھی متوجہ تھی مگر
ہرگاہ کہ صفتین بڑی بڑی یعنی پرورش کرنی تمام جہان والون کی اور رحمت اوپر اللہ تعالی کی تعریف
مین ذکر کی توجہ بندہ کا طرف معبود اپنے کے بڑھتا گیا یہان تک کہ جسوقت صفت پچھلی یعنی مالک ہونا سب چیزونکا
دن قیامت کے واسطے اسکے ثابت کیا کمال توجہ اسکی ذات کی طرف ہوگئی اور رتبہ حضوری کا حاصل ہوا
سو چار ایاک نعبد ساتھ صیغہ خطاب کے اسکی زبان سے نکلا یعنی خاص تیری بندگی کرتا ہون مین
اور جیسا کہ شخص حاضر کے ساتھ کلام کرتے ہین ویسے ہی اللہ تعالی کو اس جگہ مخاطب کیا جو کہ ذکر عبادت کا
آیا چاہئے کہ حقیقت عبادت کی بیان کی جاوے عبادت یہ ہی کہ نہایت درجہ تعظیم کا کہ بڑھ کر اس سے تعظیم نہو
بجا لاوے اور عبادت شرع شریف مین کئی اقسام پر ہی بعضی عبادت ظاہر کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور
بعضے ساتھ باطن کے وہ کہ ظاہر کے ساتھ علاقہ رکھتی ہی پس عبادت زبان کی ہی اور وہ یاد کرنا اسکا اور
پڑھنا قرآن کا اور تسبیح اور تہلیل اور اور دعائین پڑھنی اور دعا کرنا اور عبادت آنکھون کی ہی اور وہ
دیکھنا ان چیزون کا کہ خیر کی چیزین ہین مثل کعبہ شریفہ کے اور قرآن مجید کے اور دیکھنا صلحا کا مثل انبیا
علیہم السلام اور اولیا رضی اللہ عنہم اور زیارت کرنی قبرون شہیدون اور صالحین کی کہ ان لوگون نے
جان اپنی کو درمیان راہ خدا کے خرچ کیا ہی اور عمر اپنی بیچ یاد اسکی کے گذاری ہی اور ایسے ہی دیکھنا اور مخلوقات
جیسے کہ آسمان اور ستارہ اور دریا اور کشتی اور سوا انکے مگر اس جہت سے کہ قدرت اللہ تعالی کی انمین نظر
آتی ہی اور حکمت اسکی معلوم ہوتی ہی اور عبادت کانونکی ہی اور وہ سننا کلام اللہ کا اور سننا ذکر کا اور ایسے
ہی سننا ان چیزون کا کہ محبت اللہ تعالی کی ان چیزون سے بڑھتی ہے اور شوق بندگی کا ان چیزون
کے سننے سے اٹھتا ہی اور عبادت ہاتھ پاؤن کی ہی اور وہ لکھنا قرآن کا اور لکھنا اسکے نامون کا اور
جانا مسجد کی طرف اور جانا حج کیواسطے اور ایسے ہی جانا واسطے زیارت صالحین کے اور واسطے جہاد
دشمنان خدا کے اور جانا واسطے کارروائی حاجت مندون کے۔ اور وہ عبادت کہ علاقہ باطن کے ساتھ
رکھتی ہی پس منجملہ اسکی عبادت عقل کی ہی اور وہ فکر کرنا بیچ نشانیون اسکی کے اور بیچ معنی قرآن کے اور
بیچ حکم شریعت کے اور عبادت نفس کی ہی اور وہ صبر کرنا اوپر چھوڑ دینے مرغوب چیزون کے اللہ کے حکم کیواسطے
مثل روزہ کی اور اعتکاف کی اور صبر کرنا اوپر مصیبتون کے اور چھوڑنا واویلا کا وقت مصیبت کے اور روکنا
اپنے تئین حرام چیزون سے اور گناہونکی باتون سے اور عبادت دل کی ہی اور وہ محبت کرنی ساتھ دوستون اسکے

اور دشمنی رکھنی ساتھہ دشمنون اسکے کے اور امید رکھنی ثواب اُسکے کی اور ڈرنا عذاب اُسکے سے اور عبادت روح کی ہی اور وہ کوشش کرنی بیچ مشاہدہ اُسکے کے اور آرام اور لذت پانی مراقبہ اُسکے سے آور عبادت سر کی ہی اور وہ ہمیشہ ڈوبا رہنا بیچ معرفت اُسکے کے آور بعضی عبادت مال کے ساتھ علاقہ رکھتی ہی اور وہ زکوٰۃ اور صدقہ اور خیرات ہے وعلی ہذا القیاس اور اس جگہ سے معلوم ہوا کہ عبادت حقیقت مین مشغول کرنا ہے تمام اعضا اور قوتین ظاہر اور باطن کی بیچ راہ اسکے کے اور بیچ مرضیات اسکے کے **وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ** یعنے تجھی ہی سے مدد چاہتے ہین ہم اس لفظ کو اسواسطے ذکر کیا تا کہ لفظ نعبد کی سی کہ اسمین نسبت عبادت کی اپنی طرف کی ہی خود پسندی پیدا ہو پس گویا بندہ کہتا ہی کہ عبادت تیری بغیر چاہنے مدد کے تیری ساتھ نہین ہو سکتی آور یہہ بھی وجہ ہو سکتی ہی کہ درمیان اس عالم کے تین قسم کے آدمی ہین ایک جبریہ ہین کہتے ہین کہ کسی طرح کا ہم اختیار نہین رکھتے اور مانند پتھر اور لکڑی کے بلا اختیار حرکتین ہم سے سرزد ہوتی ہین دوسرے قدریہ ہین وہ کہتے ہین کہ بالکل ہم کو اختیار حاصل ہی اور جو حرکت اور فعل ہم سے صادر ہوتا ہی اُسکے پیدا کرنیوالے ہم ہین آور یہ دونون گروہ مردود ہین اسواسطے کہ پہلا فرقہ تمام امور شرعیہ اور تکلیفات کو باطل کرتا ہی آور فرقہ دوسرا دعوی شرکت کا ساتھ خالق اپنے کے کرتا ہی پس یہہ دونون لفظ واسطے رد کرنے عقیدہ ان دونون فرقون کے لائے ہین ایاک نعبد مین رد ہی عقیدہ جبریون کا آور وایاک نستعین مین رد ہے عقیدہ قدریون کا آور راہ راست نصیب فرقہ تیسرے کے ہی آور وہ فرقہ سنیون کا ہی وہ کہتے ہین کہ بندگی ہم کرتے ہین اور توفیق تجھسے چاہتے ہین یعنی ہم نہ بالکل بے اختیار ہین اور نہ بالکل اختیار رکھتے ہین اور اہل باطن نے کہا ہی کہ استعانت اسجگہ ساتھ معنی طلب عون یعنی طلب مدد کی نہین بلکہ معنی طلب معاینہ کی ہی یعنی عبادت طرف ہماری سے ہی اور مرتبہ معاینہ کا دنیا اور عین الیقین کو پہنچانا کام تیرا ہی شیخ سفیان ثوری رحمہ اللہ ایک روز بیچ نماز مغرب کے امامت کرتے تھے جس وقت کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین زبان سے نکالا بیہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش مین آئے لوگون نے کہا اے شیخ کیا ہوا تھا۔ جواب دیا کہ جس وقت ایاک نستعین مین نے کہا خوف میرے دل پر غالب ہوا کہ میرے تئین کہین اے جھوٹے کس واسطے طبیب سے دوا طلب کرتا ہے اور امیر سے روزی اور بادشاہ سے مدد چاہتا ہے تو اسی واسطے بعضے علما نے فرمایا ہے کہ آدمی کو چاہئے کہ اپنے دل مین نادم اور شرمندہ ہو کہ پانچ مرتبہ روبرو پروردگار اپنے کے کھڑا ہو کر جھوٹ بولون لیکن اس جگہ ایک امر جاننا ضرور ہے وہ یہہ ہے کہ مطلق استعانت غیر سے حرام نہین بلکہ اس طرح حرام ہے کہ استعانت چاہنے والا اُسی شخص پر بھروسا

کرے اور یہ نہ سمجھے کہ حاجت روا خدا تعالے ہی اور یہ شخص سبب ظاہری ہی اور اگر ایسا اعتقاد کر کے استعانت ساتھ غیر کے
کرے اور اُس غیر کو مظہر عون الہی کا سمجھے سو ایسی استعانت شرع مین جائز اور روا ہی اور انبیا اور اولیا نے بھی اسطرح
کی استعانت ساتھ غیر کے کی ہی اور حقیقت مین ایسی استعانت استعانت بالغیر نہین بلکہ استعانت خدا کے ساتھ ہے

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ دکھلا ہمکو راہ سیدھی جاننا چاہیئے کہ اگرچہ آدمی بیچ بعض مقامات کے راہ راست پر ہو لاکن اسپر
بھی اُسکے تئین طلب کرنا راہ راست کا ضرور ہی اسواسطے کہ راہ راست کے مراتب مختلفہ مین ایک دوسرے سے کم اور
زیادہ ہین اور بعضے ادنے اور بعضے اعلے ہین پس جو کہ صاحب مرتبہ ادنے کا ہی وہ طلب کرنے والا مرتبہ اعلے کا ہی
اور جو اعلے بھی حاصل ہوا ہو پس اُس اعلے سے جو اعلے ہوگا اُسکو طلب کریگا وعلی ہذا القیاس اور استقامت اور راستی
راہ کی کئی اعتبار سے ہی اول باعتبار نزدیک ہونے کے کہ جو راہ نزدیک ہی بہ نسبت راہ دور کے راہ راست ہی اور دوسرے باعتبار
صفائی کے کہ ایک رستہ صاف پتھر اور مٹی اور کانٹے وغیرہ سے ہی اور دوسرا خلاف اسکے پس صاف رستہ کو راہ راست کہینگے
اسی جہت سے کسی قائل نے کہا ہی ع راہ راست برو اگرچہ دور است * تیسرے باعتبار امن کے کہ ایک راہ مین امن ہے
قزاقون سے اور درندون سے اور اور تکلیف کی چیزون سے مثل نہ ملنا آب و دانہ کا اور سوا اسکے کسی طرح کی خرابی نہو سو
ایسا راستہ راست ہی بہ نسبت اُس راستہ کے کہ ایسا نہو اور استقامت راہ کی تینون طرح سے واسطے پہونچنے طرف مطلب
کے شرط ہی پس جو کوئی راہ راست پر باعتبار ایک معنی کے ہو اُسکے تئین لازم ہی کہ باعتبار دو معنی دوسرون کے بھی
راہ راست طلب کرے تفصیل اس اجمال کی کہ اس سے مثالین نزدیکی اور دوری اور صفائی وغیرہ راہ کی واضح ہو
یہ ہی کہ واسطے حاصل ہونے معرفت الہی کے بھی راہین مختلف ہین ایک راہ توجہ کا ساتھ وجہ خاص کے اور دور کرنا
علاقات نفسانیہ کا ساتھ ذکر کے اور مستغرق ہونا بیچ مشاہدہ کے اور یہ راہ قریب ہی راہ عبادت اور فکر کرنے سے
بیچ نشانیون کے کہ پھیلی ہوئین ہین بیچ عالم ارواح اور اجسام کے اور راہ اتباع شریعت کا زیادہ امن رکھتا ہی محض
توجہ سے ساتھ وجہ خاص کے اور راہ شریعت کا کہ ہر طرح اُسمین اللہ تعالی نے آسانی اور تخفیف کر دی ہی صاف
زیادہ ہی راہ رہبانیت کی سے کہ انواع انواع مشقتین اور تکلیفین بیجا بعضے بیدین اختیار کرتے ہین اور استقامت
کی اور بھی تین قسم ہین ایک استقامت اقوال کی دوسرے استقامت افعال کی تیسرے استقامت احوال کی اور جو کوئی
صاحب ایک استقامت کا ہو یعنی ایک قسم کی استقامت اُسکو حاصل ہو اُسکے تئین طلب کرنا دو استقامت اور کا بھی ضرور ہے
پس ثابت ہوا کہ طلب کرنی راہ راست کی خواہ مبتدی ہو خواہ منتہی خواہ متوسط چارہ نہین اسواسطے کہ مرتبے اسکے بہت ہین بلکہ
غیر متناہی سو جو مرتبہ راستی کا اُسکو حاصل ہوگا فوق اُسکے مرتبہ دوسرا ہی اسی واسطے تعلیم بندون کو کیا کہ پانچون وقت

اس دعا کو وقت مناجات کے پڑھیں اور استقامت میں میانہ روی اور ترک کمی اور بیشی کا ہر امر میں خوب ہی مثلاً میانہ روی عقیدہ میں یعنی نہ مبالغہ تشبیہہ میں کرے کہ ذات باری کو مانند مخلوقات کے سمجھے چنانچہ متمکن ہونا کسی مکان میں اور متوجہ ہونا طرف کسی جہت کے اور محتاج ہونا طرف اسبابوں کے ثابت کرے اور یہ مذہب باطل اور اس نے راہ تفریط یعنی گھٹا دینا حد سے اختیار کیا اور نہ مبالغہ تنزیہ میں کرے کہ اصطلاح پاکی اور تنزیہ اسکا ثابت کرے کہ بالکل اسکی ذات کو بیکار قرار دے اور یہ مذہب بھی باطل ہے اور اسمیں افراط ہے اور حد سے بڑھنا و علی ہذا القیاس اور عقاید میں بھی اور میانہ روی اخلاق میں یہ ہے کہ قوت نطقیہ یعنی جس قوت سے ادراک ہوتا ہے اسکو افراط اور تفریط سے نگاہ رکھے اور افراط اسکا نام جربزہ ہے کہ تیزی طبیعت کی حد اعتدال سے بڑھ جاوے اور تفریط اسکا نام غباوت اور بلادت ہے کہ بالکل قابل فہم کے نرہے اور ایسے ہی قوۃ شہویہ کے تئیں فجور سے بچاوے کہ افراط اسکا ہے اور جمود سے بھی نگاہ رکھے کہ تفریط اسکی ہے اور ایسے ہی قوت غضبیہ کو تہور اور جبن سے بچاوے تہور افراط اس قوت کا ہے کہ کمال درجہ مردانگی کا ہو اور جبن کہ نامردانگی کو کہتے ہیں تفریط اسکا ہے اور اور اعمال میں بھی میانہ روی مطلوب ہے اسکے واسطے کہ کثرت اعمال کی بسبب نورانی ہونے روح اور اور لطائف کے ہے اور یہ تاثیر بدون ہمیشگی عمل کے حاصل نہیں ہوتی اور ہمیشگی اعمال کی سوائے اختیار کرنے توسط کی حاصل نہیں ہوتی اور جسوقت بندہ کو فرمایا کہ راہ راست کو طلب کرے لازم ہوا ذکر ان شخصوں کا کہ بسبب انکے راہ راست طرف اور بندوں کے پہنچے اور افعال اور اقوال انکے دیکھکر اور سنکر راہ راست دوسری راہ سے جدا ہو اور نہیں تو ہر کوئی مذاہب باطلہ سے بھی دعوے کرتا ہے کہ میں راہ راست پر ہوں پس چاہیے کہ ایک جماعت اپنے ذہن میں مقرر کرے کہ اس جماعت سے راہ راست ظاہر ہو اسی واسطے راہ راست کو ساتھ اس طریق کے تعلیم فرمایا **صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ** یعنی راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے فضل کیا اور اس لفظ کی اور جگہ قرآن میں تفسیر فرمائی ہے ساتھ چار گروہ کے اور وہ یہ ہیں انبیا اور صدیق اور شہدا اور صالحون اور ان چاروں کا بیان قریب آتا ہے پس معلوم ہوا کہ راہ راست راہ انہیں چاروں گروہ کی ہے اور بندے کے تئیں چاہیے کہ بیچ وقت مناجات کے ساتھ پروردگار اپنے کے ان چاروں گروہ کو اپنے ذہن میں حاضر رکھے اور راہ انہیں فرقوں کی طلب کرے جیسا کہ اللہ تعالی جل شانہ بیچ قرآن مجید کے سورہ نسا میں فرماتا ہے۔ ومن یطع اللہ ورسولہ فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔ یعنی جو کہ اطاعت خدا اور رسول کی بجا لاوے اور موافق فرمانے ان دونوں کے کام کرے پس وہ شخص ہمراہ ان لوگوں کے راہ میں چلتا ہے کہ انعام کیا ہے اللہ تعالے نے اوپر انکے اور وہ چار قسم کے لوگ ہیں انبیا اور صدیق اور شہدا اور صالحون اور یہ گروہ اچھے رفیق ہیں پس بیچ اہدنا الصراط المستقیم کی طلب راہ حق کی ہوگئی اور بیچ صراط الذین انعمت علیہم کے طلب رفیق کی پائی گئی کہ الرفیق ثم الطریق یعنی

فجور یعنی بیباکی کرنا گناہوں پر ۱۲ جمود یعنی شہوت نہ رکھنا حلال میں بھی ۱۲ تہور یعنی بیجا دلیری ۱۲ جبن یعنی نامردی کرنا ۱۲

پہلے رفیق پیدا کرے پھر ارادہ راستہ کا کرے اور اسیطرح جاننا چاہیئے کہ یہ چارون گروہ آپس مین برابر نہین بلکہ ایک دوسرے سے افضل ہین پس چاہیئے کہ عام سلمین رفاقت صالحین کے طلب کرین اور صالحون رفاقت شہیدون کے ڈھونڈین اور صدیق رفاقت انبیاؤن کی اختیار کرین اور اگر کوئی عوام مین سے چاہیئے کہ انبیاؤن کی رفاقت کیے خواہش کرے تو اسکو چاہیئے کہ اول رفاقت ان تین گروہ کی درجہ بدرجہ پیدا کرے اسوقت انبیاؤن کی رفاقت حاصل ہوگی جیساکہ کوئی رفاقت بادشاہ کی چاہے پہلے رفاقت جمعدار کی اور اسکے باعث سے رفاقت رسالہ دار کی اور رسالہ دار کی رفاقت سے ایک بڑے امیر کی رفاقت حاصل کرے بعد اسکے رفاقت بادشاہ کی ممکن ہی اسیواسطے داخل ہونا بیچ سلسلہ اولیاء اللہ کے اور وسیلہ انکی ساتھ ڈھونڈنا نزدیک اہل اسلام کے مستحسن ہوا اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیئے کہ اصل راہ بارگاہ الٰہی حضرات انبیاء علیہم السلام کو تعلیم ہوا اور انکی واسطے سے صدیقون کو حاصل ہوا اور صدیقون کیواسطے سے شہداکو اور شہداکی طرف سے صالحین کو پہنچا پس ضرور ہوا کہ ان چارون گروہ کی حقیقت سمجھے اور علی الترتیب یعنی پہلے انبیاؤن کی تعریف بعد اسکے ان تینون کی معرفت حاصل کرے تاکہ طلب رفاقت کی انسے میسر ہوا سواسطے کہ جبتک شئے معلوم نہو طلب اسکی کیونکہ ہوسکے پس حقیقت نبی کی یہ ہی کہ نبی ایک انسان ہی اور ہر انسان مین دو طرح کی قوتین ہین ایک قوت کا نام نظریہ ہی اور یہ ایسی قوت ہی کہ اسکے ساتھ اشیا کا جاننا ہوسکتا ہی دوسری قوت عملیہ اور وہ ایسی قوت ہی کہ بسبب اسکے اعمال نیک اور بد اس سے صادر ہوتے ہین پس نبی ایسا انسان ہی کہ اللہ تعالےٰ اسکے تئین بلا واسطہ ترتیب بشری کی کامل فرماتا ہی اسطرح کہ تاثیر نور پاک کی بیچ قوت نظریہ اسکیکے ایسی ہوجاتی ہی کہ غلطی اور شبہ اسکی معلومات مین راہ نہین پاتا اور اسکی قوت عملیہ مین ایسا ملکہ پیدا کردیتا ہی کہ اسکے اعمال نیک ساتھ کمال رغبت کے اس سے ہونے لگتے ہین اور برے کامون سے نہایت نفرت سے بچارہتا ہی اور جسوقت قوت بدن اسکیکی حد کمال کو اور تجربہ عقل کا انتہا کو پہنچتا ہی تب اسکو اللہ تعالےٰ طرف خلق کی بھیجتا ہی اور اسکے سچا ہونیکیواسطے معجزے اسکو عطا کرتا ہی اور معجزے انبیاؤن کے بعضے جنس کلام کی ہوتے ہین جیساکہ قرآن مجید اور بعضی جنس فعلونکی مثل جاری کرنا پانی کا انگلیون سے اور سوا ان معجزات کے اور نشانیان عقلی بھی اسکو بخشتا ہی تاکہ خواص کے ایمان کی ترقی کا باعث ہون جیساکہ معجزے عوام کے ایمان کے ازدیاد کا سبب ہوتے ہین اور نشانیان عقلی کئی قسم پر ہوتے ہین منجملہ انکے اخلاق اچھے اور بعضے ان مین سے علوم سچے اور بعض ان مین سے تقریر صاف جس سے تسلی حاصل ہو اور دلیل ظاہر کہ ٹوٹ نہ سکے اور انہین نشانیون مین سے تاثیر انکی صحبت کی اور روشنی دل کی حاصل ہوتی ہی اور عوام لوگ اور کم استعداد انکے معجزات سے دلیل پکڑتے ہین اور کامل آدمی ساتھ کمالات انکے کے دلیل پکڑتے ہین خصوصاً جسوقت علاج بیماریون روحانی کا اور کامل کرنا نفوس ناقصین کا اور ادراک انوار کا اوپر ہمصحبتون کے دیکھا جاتا ہی یقین قطعی ہر شخص کو کہ عقل رکھتا ہی ساتھ

نبوت انکی کے حاصل ہوتا ہی اور جاننا چاہیئے کہ انبیاء علیہم السلام دو قسم کی چیزین بیان کرتے ہین بعضے وقت بین
ایسی چیزین بیان کرتے ہین کہ عقل بھی انکو مان لیتی ہی جیساکہ وجود خدا تعالی کا اور صفات کمال اُسکیکی اور
بعض وقت اُن چیزون کو ارشاد کرتے ہین کہ صرف عقل معلوم نہین کر سکتے جیساکہ احکام روزہ کے بندون کیواسطے
اور بیان تفصیل ثواب اور عذاب کے اوپر کامون نیک اور بد کے اور ایسا ہی بیان حال ان کامون کا کہ کبھی اچھے
ہوجاتے ہین اور کبھی برے پس اگر معجزے اور نشانیان عقلی ہمراہ نبیون کے نہون تو فقط عقل خصوصاً عقل عوام
کی انکی بات کو قبول نکرے اور فائدہ نبوت کا حاصل نہو اور ہرگاہ کہ معنے نبی کے معلوم ہوچکے اب معنی صدیق کے
چاہیئے جاننا صدیق وہ ہی کہ قوت نظریہ اُسکی مثل قوت نظریہ انبیاء کی کامل ہوتی ہی اور ابتدائی عمر سے جھوٹ بولنے
اور دورنگی بات سے دور رہے اور بیچ امور دین کے خاص خدا کے واسطے کوشش کرے کہ ہرگز خواہش نفس کو دخل ہو
اور نشانیان صدیق کی یہ ہین کہ بیچ ارادہ اپنے کے تردد نہین کرتا ہی اور بیچ نماز کے اگرچہ کوئی حادثہ سخت پیش آوے
بائین اور دائین توجہ نکرے اور ظاہر اور باطن ایک سا ہو اور کسی کے تئین لعنت نکرے اور علم تعبیر خواب کا جانے اور
شہید وہ ہی کہ دل اسکا بیچ مشاہدے تجلیات الٰہی کے مستغرق ہو اور جو کچھ انبیاؤن نے اسکو پہنچایا ہی اسطرح دل
اُسکا اُسکو قبول کرے کہ گویا دیکھتا ہی اسی واسطے جان دینا بیچ امر دین کے نزدیک اُسکے آسان کام ہوتا ہی اگرچہ ظاہر
مین مقتول نہو اور قوت عملیہ قریب قوت انبیاؤن علیہم السلام کے ہی اور صالح وہ ہی کہ دونون قوتین اُسکی مرتبہ کمال
انبیاکے سے کمتر ہوتی ہین لیکن بسبب کمال متابعت کے ظاہر اپنے کو گناہون سے پاک کرتا ہی اور باطن اپنے کو اعتقادات
فاسدہ اور اخلاق برون سے دور رکھتا ہی اور یاد حق کی اُسکے اندر ایسی سما جاتی ہی کہ گنجایش دوسری چیز کی اُسمین
نرہے اور لفظ ولی کا اگرچہ شامل ان تینون گروہ کو ہی لیکن اکثر اوپر صالحین کے بولا جاتا ہی اور جو علامتین اور نشانیان
مشترک ہین اور ان چارون گروہ مین پائی جاتی ہین وہ یہ ہین کہ خدا تعالے انکو دوست رکھتا ہی اور ضامن رزق
انکے کا رہتا ہی اس طرح سے کہ سب آدمیون سے ممتاز رہتے ہین اور دشمنون اپنے سے انکو محفوظ رکھتا ہی اور بیچ سفر
کے ہمراہ انکے رہتا ہی اور انکے تئین ایسی عزت دیتا ہی کہ بسبب اُس عزت کے بیچ خدمت بادشاہون اور امیرون کے
راضی نہین ہوتے اور ہمت انکی ایسی بلند کر دیتا ہی کہ ہرگز ساتھ آلودگی نجاستون دنیا کے راضی نہین ہوتے اور سینے
انکے اسطرح کھول دیتا ہی کہ بسبب پہنچنے محنتون دنیا اور مصیبتون کے اور مرنے قریبون کے سے تنگ دل نہین
ہوتے ہین اور انکی ہیبت ایسی ہوتی ہی کہ سرکش لوگ اور بڑے متکبرون کے دل مین بھی اثر کرجاتی ہی اور برکتین
بیچ کلام اور دم انکے کے اور بیچ کامون اور مکانون اور بیچ ہم صحبتون اور اولاد اور نسل انکے کے اور بیچ

زیارت کرنے والون اُنکے تسکے پے درپے ظاہر کرتا ہی اور نزدیک اپنے اُنکے تئین مرتبہ اور عزت بخشتا ہی کہ دعا اُنکی قبول ہوجاتی ہی بلکہ جو شخص کسی حاجت مین ساتھ اُنکے وسیلہ ڈھونڈے حاجت اُسکی روا ہوجاتی ہی اور چونکہ اسجگہ ایک شبہہ وارد ہوتا ہی کہ بسبب اُسکے صراط مستقیم ساتھ غیر صراط مستقیم کے مل جاتا ہی اور جدائی حاصل نہین ہوتی ہی تفصیل اسکی یہ ہے کہ بعضے فرقہ اپنے تئین طرف ایک کے ان چارون گروہ سے کہ صاحب طریق مستقیم کے ہین نسبت کرتے ہین اور اپنے تئین تابعداردن اُس بزرگ مین سے سمجھتے ہین اور حقیقت مین اسکے تابعدار نہین بلکہ اُسکا راستہ چھوڑکر راہ شیطانی مین پھنسے ہین پس بسبب اس دعوے جھوٹھے اور نسبت کے عام آدمیون کو اُنکا اُلٹا راستہ سیدھا دکھلائی دیتا ہی جیسے یہود اور نصاریٰ کہ اپنے تئین تابعدار حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کا جانتے ہین اور واقع مین یہ لوگ ان نبیونکی راہ سے ایک طرف اور دور ہین ❊ اور اس امت مین فرقہ رافضیون کا کہ دعویٰ محبت اہل بیت رضہ کا کرتے ہین اور اپنے تئین اُنکی طرف نسبت دیتے ہین اور حقیقت مین عقائد اور اعمال اُنکے ان مین موجود نہین بلکہ سراسر مخالف ہین اور ایسی ہی مداریہ اور جلالیہ اس زمانے مین اور اور بہیدین کہ نسبت اپنی طرف طریقہ سہروردیہ اور قادریہ اور چشتیہ کے کرتے ہین اور بالکل اعمال اور اشغال ان طریقہ والون کے ساتھ مناسبت نہین رکھتے پس واسطے دور کرنے اس شبہہ کے عبارت دوسری لایا اور فرمایا غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ یعنی نہ راہ اُن لوگون کی کہ غصہ خدا کا اوپر اُنکے ہی اور نہ گمراہون کی گویا بیچ اس آیۃ کے تعلیم ہی اس امر کی کہ بیچ طلب کرنے راہ مستقیم کے احتیاط کرنی چاہیئے اور راہ اُن لوگون کی جو گمراہ ہین اور جن پر غصہ اللہ کا ہی راہ مستقیم بجاننا چاہیئے اگرچہ وہ لوگ اپنے تئین جانین کہ ہم راستے سیدھے پر ہین اور آپ کو نبیون اور ولیون کی طرف نسبت کرین بلکہ وقت دعا کے ایسے راستے سے بچنا دل مین ٹھہرانا چاہیئے اور غصہ ایک حالت کا نام ہی کہ آدمی مین ہوتی ہی اور بسبب اُسکے خون دل کا جوش کرتا ہی اور روح حیوانی واسطے دور کرنے مخالف طبیعت کے اور مغلوب کرنے اُسکے کے اندر کی طرف سے باہر نکلتی ہی اور یہ بات اللہ تعالےٰ کے حق مین محالات سے ہی سو اسجگہ کہ لفظ غصہ کا اللہ کی طرف نسبت ہی اس سے مراد یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ اُن شخصون سے اسباب حکمت کے غائب کرے تاکہ اپنے مقصود کو نہ پہونچین اور منشا غصہ کا اُنکے اوپر ناشکری نعمتون کی ہی اور اثر اسکا لعنت اور مذمت ہے اور مقابل غصہ کے رضا ہی کہ رضامند ہونا اللہ کا یہ ہی کہ اسباب حکمت کے ساتھ نہایت درجے کے مہیا کرے اور باعث اُسکا شکر ہی اور اثر اسکا ثنا اور عطا ہی یعنی جو شخص شکر خدا کا کرے اللہ کا فضل اُس پر زیادہ ہوتا ہی اور ضلالت اختیار کرنا ایسے راستہ کا ہی کہ طرف مطلب کے نہ پہونچاوے اور سبب اختیار کرنے ایسے رستہ کا کبھی غفلت ہوتی ہی کہ ظاہر کی لذتون کو آدمی اختیار کرلیتا ہی اور باطن کی لذتون کو چھوڑ دیتا ہی اسی واسطے لڑکے کے نزدیک کھیلنا اور تماشا

سے بہتر ہے کہ وہ بادشاہت کے مرتبہ سے بہتر ہے اور کبھی سبب یہ ہوتا ہی کہ نفس بسبب شبہہ اور غلطی فہم کے اپنی خواہش
کے موافق کام کرتا ہی جیسا کہ کہتے ہین نقد بہتر ہے اودھار سے پس نفس امارہ دنیا کو نقد سمجھتا ہی اور آخرت کو اودھار
اور واقع مین یہ اسکی کج فہمی ہی اس واسطے کہ دس روپیہ اودھار کہ اُن کے ملنے مین کسی طرح کا شبہہ نہو ایک روپیہ نقد
سے بہتر ہین اور معاملہ آخرت مین انبیاؤن اور اولیاؤن اور علما کو کسی طرح کا شبہہ نہین اسی واسطے یہ لوگ دنیا کی
لذتون کو چھوڑ کر مجاہدے اور ریاضتین اللہ کرتے ہین کرنے مین کہ یقین جانتے ہین کہ ہمارے عملون کا آخرت مین
بدلا زیادہ اُن سے ملیگا اور اگر نافہم لوگ کہنے لگین کہ ہم کو اس بات کا یقین نہین سو اُن سے کہین گے کہ تمکو پیروی
انبیاؤن اور اولیاؤن کی لازم ہی اگرچہ تم کو شک ہی جیسا کہ مریض دوا کو تلخ جانتا ہی اور شفا ہونے مین اسکو شک ہی
لیکن اسکو پیروی طبیب کی ضرور ہی اور کبھی سبب یہ ہوتا ہی کہ خواہش نفس کی دل پر غالب ہو جاتی ہی اور ایسا غلبہ
ہو جاتا ہی کہ نیک عمل کرنے سے دل اسکا تنگ ہونے لگتا ہی اور عمل بد کرنے مین طبیعت اسکی کھلتی ہی اور خوش ہوتی ہے
اور یہ بیماری نہایت خوفناک ہی اسواسطے کہ جو کتنی مدت اسی حال پر رہیگا حد رین کو پہونچا دیگا اور رین کے معنی غلبہ کے
ہین جیسا کہ کلام اللہ مین آیا ہی کلا بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون۔ بعد اسکے غشاوہ کی نوبت پہونچیگی اور غشاوہ
کے معنی پردہ کے ہین پھر نوبت طبع کی پھر نوبت ختم کی اور طبع و ختم کی معنی مہر کے ہین پھر نوبت قفل کی پہونچتی ہی چنانچہ ام علی
قلوب اقفالہا کلام اللہ مین مذکور ہی بعد اسکے نوبت موت قلب کی ہی کہ بعد اسکے نہ آیتین اسکو نفع دیتی ہین اور نہ ڈرانے
والون کی بات تاثیر کرتی ہی ف حدیث شریف مین آیا ہی مسلمان جسوقت گناہ کرتا ہی پس ایک نقطہ سیاہ بیچ دل
اسکے کے ہو جاتا ہی پس اگر توبہ کر لیتا ہی صاف ہو جاتا ہی دل اسکا اس سیاہی سے اور اگر توبہ نہین کرتا اور پھر گناہ کرتا
ہی تو وہ سیاہی دل کی بڑھتی جاتی ہے یہان تک کہ تمام دل کو گھیر لیتی ہے جیسا کہ بعضی احادیث مین آیا ہی اذا فسدت
فسد الجسد یعنی جب فاسد ہوا دل فاسد ہوا تمام بدن اور جب حال گناہ مومن کا یہ ہی پس حال کافر کا کیا ہوگا اور
مراد ختم اور طبع اور اغفال اور غشاوہ سے کہ کلام مجید مین ذکر انکا آیا ہی یہی سیاہی دل کی اور نہ تاثیر ہونی اچھی
بات کی اس مین مراد ہی اور جسوقت معلوم ہوا کہ بسبب اختیار کرنے رستہ گمراہی کے ایسے نقصان حاصل ہوتے
ہین پس اگر راہ راست اختیار کرین کہ باوجود خواہش نفس کے خلاف شرع امور کی طرف نجاوین اور صبر اور نیکیان
کیے کرین تو بسبب اسکے دل انکا کھل جائے گا بعد اسکے دل اُن کا قابل آزمایش تقوی کا ہو جاویگا اور پھر مرتبہ
سکینت آجاوے کہ انکے دلون کو اللہ کے ذکر سے آرام اور کیفیت آنے لگے اور جب یہ مرتبہ نہایت کو پہنچتا ہی
عصمت حاصل ہو جاتی ہی اور دو لفظ یعنی غیر المغضوب علیہم اور ولا الضالین کے ذکر کیے اور ایک لفظ نیز

کنایت انکی باوجودیکہ معنی ان دونون لفظون کے قریب قریب تھے اسواسطے اسجگہ مراد دونون سے جدی جدی ہی المغضوب
علیہم سے وہ لوگ مراد مین کہ کفر اختیار کرکے مخالف راہ حق کی کی اور دیدہ و دانستہ انکار حکمون الہی کا کیا اور یا جانکر
گناہ کی باتین کرین جیساکہ یہود کہ انکے حق مین مذکور ہی والذین آتیناہم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم وان
فریقا منہم لیکتمون الحق وہم یعلمون اور دوسری جگہ فرمایا ہی ولقد علموا لمن اشتریہ مالہ فی الآخرۃ من خلاق
اور اور جگہ فرمایا ہی ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون - اور ضالین سے مراد وہ لوگ ہین کہ اپنے
بزرگون کی پیروی کرکے راہ باطل اختیار کی اور انکے راستہ پر چلے یا بسبب کوتاہی فکر اور فہم کے گمراہی اختیار کی
جیساکہ نصاری کہ انکے حق مین آیا ہی اضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل - یا بسبب اسکے گمراہی اختیار کی کہ اللہ ضرور ہمکو
بخش دیگا اور گناہ ہمارے معاف کریگا یا اسطرح انکی گمراہی ہو کہ عبادت کا محل اور وقت نہو اور اسکو عبادت سمجھے جیسا
کہ شراب پلائی اس شخص کو کہ بسبب خمار کے بیتاب اور بیقرار ہی وعلی ہذا القیاس **ف** مشہور یہ ہی کہ المغضوب علیہم سے مراد
یہود ہین جیساکہ کلام اللہ مین آیا ہی من لعنہ اللہ وغضب علیہ اور ضالون سے مراد نصاری ہین واسطے اس آیت کے کہ ذکر
ذکر ہوچکی اور بعضون نے کہا کہ خاص کرنا ان دونون لفظون کا ساتھ ان دو نو گروہ کے قول ضعیف ہی اسواسطے کہ جو لوگ منکر
خدا کے یا مشرک ہین یہود و نصاری سے بھی اخبث ہین انکی دین سے احتراز کرنا ضرور ہی بلکہ اولی یہ ہی کہ المغضوب علیہم سے
مراد وہ لوگ ہین کہ اعمال ظاہرہ مین خطا کرتے ہین اور وہ فاسقون ہین اور ضالون سے مراد وہ لوگ ہین کہ خطا اعتقاد
مین رکھتے ہین اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ المغضوب علیہم سے مراد کفار ہین اور ضالون سے مراد منافقین ہین جب سورۂ فاتحہ
کی تفسیر سے فراغت پائی تو ضروری معلوم ہوا کہ کچھ لطائف و نکات جو اس سورۃ اور بسم اللہ سے متعلق ہین لکھے
جاوین - جاننا چاہئے کہ علم لطیفون اور نکتون کلام مجید کا بے نہایت ہی اور ہمیشہ بڑھتا رہتا ہی اور سبب ترقی کا یہ ہی کہ
ہر صاحب فن کا موافق حوصلہ اور استعداد اپنی کے جو باتین اوس فن کی ہین کلام اللہ سے نکالتا ہی اور سلسلہ اہل کمال کا
قیامت تک رہیگا پس پورا پورا بیان اس علم کا بیچ دنیا کے ممکن نہین اسیواسطے بیان اس علم کا اس تفسیر مین نہین
کیا گیا مگر بیچ اس سورہ کے تھوڑا سا بطور نمونہ کے ذکر کیا جاتا ہی معلوم ہو کہ نکتے اس سورہ کی دو قسم کی ہین بعضے نکتے ایسے
ہین کہ ہر ہر آیت کے ساتھ علیحدہ علیحدہ تعلق رکھتے ہین اور بعضے ایسے ہین کہ تمام سورہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہین پس
پہلی قسم مین جو نکتے کہ تعلق ساتھ بسم اللہ کے رکھتے ہین یہ ہین کہ تمام علوم جہان کے چارون کتاب آسمانی مین جمع ہوئے
ہین اور چارون کتابکے علوم کلام مجید مین مندرج ہین اور سب علوم کلام اللہ کے سورۂ فاتحہ مین پائے جاتے ہین
اور علوم سورۂ فاتحہ کے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اندر ہین اور علوم بسم اللہ کے فقط اندر حرف بے کے کہ بسم اللہ کے

بیان ان نکات کا جو بسم اللہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہین

سرے پر رکھتے ہوئے ہین توضیح اس مذکور کی یہ ہی کہ مقصود سب علمون سے وصل ہوجانا بندہ کا ساتھہ ذات پاک باری
کے ہی اور ہرگاہ کہ بندہ بیچ کمال نقصان کے ہی اور سجاستون بشریت مین آلودہ ہی اور ذات اللہ تعالی کی نہایت کمال اور
پاکیزگی مین پس طرف ذات اُسکیکے پہونچنا ممکن نہین مگر اسطرح سے کہ اُسکے نامون کو یاد کرے اور اُسکے نام سے چپٹا رہی اور
ایسا اُسکی یاد مین مشغول اور مستغرق ہو کہ آپ کو فنا کرے اور اس درجہ کو پہنچ جائے کہ ذکر اور ذکر کرنیوالا اور ذکر کیا گیا ایک
ہو جاوے اور دوئی درمیان سے اُٹھے اور یہ اتصال لفظ بے کے معنی ہین کہ نحو مین باالصاق کے کہتے مین اور اُسکے معنی
چپٹا دینے کے ہین اور معلوم رہے کہ لڑکون کو وقت تعلیم کے الف سے شروع کرواتے ہین اور کلام مجید کا شروع حرف
بے کے ساتھ کیا سبب اسکا یہ ہی کہ الف مین بلندی اور بڑائی پائی جاتی ہے اسواسطے محل نظر رحمت الٰہی کا نہوا۔ اور بے
مین انکسار اور پستی پائی گئی ہی اس جہت سے مقبول بارگاہ الٰہی کی ہوئی اور جاننا چاہیئے کہ بادشاہ اور امیر جسوقت
کوئی چیز دل پسند اپنی خرید کرتے ہین اوپر اُسکے مہر کر دیتے ہین تاکہ ارادہ چورون کا اُسکے چورانے سے ہٹ جاوے اور
ایسے ہی جو کسی جانور کو اصطبل خاص بادشاہی مین داخل کرتے ہین اُسکے اُپر داغ لگا دیتے ہین تاکہ کوئی چور اور قزاق
اُسکے لینے کا ارادہ نکرے۔ پس بندہ جسوقت کوئی کام نیک اور عبادت شروع کرے چاہیئے کہ اُسکو مہر خدا تعالے کے نیچے
داخل کرے اور داغ اوپر اُسکے لگاوے اور وہ مہر مضمون بسم اللہ الرحمن الرحیم کی ہی کہ جسوقت بسم اللہ کے ساتھ
اس کام کو شروع کیا تو لائق مقبولیت کے ہو گیا اور شیطان کے تصرف سے بچ رہا کہتے ہین کہ جسوقت حضرت نوح
علی نبینا وعلیہ السلام کشتی پر سوار ہوئے اور ڈوبنے اُسکے سے ہراسان تھے پس واسطے نجات پانے کے ڈوبنے سے یہ الفاظ
کہے بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا کشتی انکی ڈوبنے سے بچ گئی غور کرنا چاہیئے کہ آدھی بسم اللہ کی برکت سے حضرت نوح علیہ السلام کی
کشتی ڈوبنے سے بچگئی جو شخص کہ تمام بسم اللہ کو عمر بھر نبیچ شروع ہر کار کے پڑھتا رہے کیونکہ محروم اُسکی
عنایت سے رہیگا کہتے ہین کہ ایک عارف باللہ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھوا کر وصیت کی تھی کہ اسکو کفن
میرے مین رکھ دیجیو آدمیون نے سبب اس کا اُس سے پوچھا اُس نے جواب دیا کہ سنا ہی مین نے کوئی فقیر
اوپر ایک دروازے بہت بلند کے سائل ہوا وہان سے تھوڑا سا اُسکو ملا فقیر چلا گیا اور ایک تیشہ لایا اور دروازے
کو گرانا شروع کیا مالک دروازے کا آیا اور کہا کہ کیا کرتا ہی کہا کہ یا اس دروازے کو موافق بخشش اپنی کے کر
یا بخشش اپنی کو لایق دروازے کے کر یہ آیت بھی یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم دروازہ اُسکی کتاب کا ہی پس
دن قیامت کے یہ ایک دست آویز کامل ہی کہ اُسکے ذریعہ سے اللہ تعالے سے درخواست رحمت کی کرونگا علما
نے لکھا ہی کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم مین اُنیس حرف ہین اور فرشتے دوزخ کے بھی اُنیس ہین پس ایک ایک حرف

کی برکت سے ایک ایک فرشتہ عذاب کا دور ہوسکتا ہی اور یہ بھی کہا ہی کہ رات اور دن کے چوبیس ساعت ہین منجملہ انکے پانچ ساعتون کے واسطے پانچ نمازین مقرر فرمائین کہ ان ساعتون مین عبادت اسکی پائی گئی اور واسطے انیس ساعتون باقی کے یہ انیس حرف عنایت ہوئے ہین تا کہ اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ساتھ ذکر خدا کے کہ انیس حرفون مین ہی انیس ساعتون باقی کو مشغول رکھے اور انکی برکت سے جو گناہ کہ ان انیس ساعتون مین ہوتے ہین بخشے جاوین اور یہ بھی علما نے کہا ہی کہ سورۂ برات مین حکم قتال کفار کا مذکور ہی اسی واسطے بسم اللہ الرحمن الرحیم سے خالی ہی اور ایسی ہی وقت ذبح کے بسم اللہ و اللہ اکبر کہتے ہین اور بسم اللہ الرحمن الرحیم نہین کہتے کہ ذبح ظاہر مین صورت قہر کی ہی اور بسم اللہ الرحمن الرحیم رحمت کو تقاضا کرتی ہی پس جو شخص اس کلمہ رحمت کو ہر وقت اور ہر لحظہ ہمیشہ پڑہے اور اس سے کم نہین کہ سترہ بار البتہ نماز فرضون کی مین پڑھیگا یقین ہی کہ غضب اللہ اور عذاب اسکے سے محفوظ رہے اور ثواب اسکے سے محظوظ ہووے اور بعضے خواص اس آیت کے سے یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو آدمی پاخانے مین جاوے چاہئے کہ پہلے بسم اللہ کہے تا کہ یہ آیت درمیان شرمگاہ اسکے اور درمیان نظر جنون کے پردہ ہوجاوے اور جسوقت یہ کلمہ درمیان اسکے اور درمیان دشمنون دنیاوی اسکیلے پردہ ہوا پس بیچ آخرت کے یہ کلمہ اسمین اور عذاب آخرت مین پردہ ہوجاویگا **ف** جاننا چاہئے کہ یہ نکات کہ مذکور ہو چکے تفسیر کبیر مین موجود ہین پس بعضے نکتے اور بھی کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سے نکل سکتے ہین اس تفسیر سے لکھے جاتے ہین ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو درد شکم ہوا اور نہایت شدت ہوئی پس جناب الٰہی سے التجا کی خدا تعالیٰ نے ایک بوٹی جنگل کی بتلائی حضرت موسے عم نے اس بوٹی کو کھایا حکم اللہ سے فی الفور شفا ہوگئی بعد ایک مدت کے وہی مرض پھر ہوا اگر جناب الٰہی سے عرض نکی خود بخود وہی بوٹی کھائی مرض زیادہ ہوگیا حضرت موسے علیہ السلام نے کہا اے میرے رب پہلے اس بوٹی کو کھایا تھا شفا ہوگئی تھی اور اب جو کھایا الٹا نقصان کیا جناب الٰہی سے حکم ہوا کہ پہلی مرتبہ میری طرف ہو کر بوٹی کی طرف گیا تو پس شفا ہوگئی تھی اور بار دوسری اپنی طرف سے اُس بوٹی کی طرف گیا پس بیماری زیادہ ہوگئی آیا نہین جانتا ہی تو دنیا تمام زہر قاتل ہے اور تریاق اسکا نام میرا ہی اور فرمایا ہی رسول علیہ السلام نے جو شخص اُٹھائے اُس کاغذ کو زمین سے جس مین بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہوئی ہی اللہ کے نام کی تعظیم کو واسطے لکھا جاتا ہی وہ شخص نزدیک اللہ تعالیٰ کے صدیقون سے اور تخفیف عذاب کی کی جاتی ہی والدین اُسکے سے اگرچہ مشرک ہون

اور روایت ہی ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے اے ابو ہریرہ جسوقت وضو کرے تو پس کہہ تو
بسم اللہ پس تحقیق فرشتے لکھنے والے اعمال کے نہین قرار پکڑینگے لکھنے نیکیون کے سے واسطے تیرے یہانتک
کہ فارغ ہو تو اور جسوقت صحبت داری کرے تو ساتھ بیوی اپنی کے پس کہہ تو بسم اللہ پس فرشتے نگہبان
تیرے ہین لکھینگے واسطے تیرے نیکیون کو یہان تک کہ غسل کرے تو جنابت کا پس اگر ہو جاوے اس
جماع سے بچہ لکھی جائینگی واسطے تیرے نیکیان ساتھ شمار دم اس بچے کے اور ساتھ شمار دمون اولاد اس
بچے کے اگر ہو گا واسطے اُسکے کوئی فرزند یہان تک کہ نہ باقی رہے اُن مین سے کوئی اور جسوقت سوار ہو تو کشتی پر
پائے پر پس کہہ بسم اللہ والحمد للہ لکھی جاوینگی واسطے تیرے نیکیان ساتھ شمار ہر قدم کے اور جسوقت سوار ہو تو کشتی مین
پس کہہ بسم اللہ والحمد للہ لکھی جاوینگی واسطے تیرے نیکیان یہانتک کہ نکلے تو اُس کشتی سے اور معلوم ہو کہ بے
بسم اللہ کی نکلی ہوئی ہی لفظ بر سے کہ اللہ تعالیٰ نیکی اور احسان کرنیوالا ہی اوپر مومنین کی ساتھ طرح طرح کی بخششون
کے بیچ دنیا اور آخرت کی اور بڑی بخشش اور نہایت کرم اُسکا یہ ہی کہ بزرگی دیگا دن قیامت کے اپنے دیدار کی مروی ہے
بعض اصحاب کے ہمسائے مین ایک یہودی رہتا تھا اور وہ بیمار ہوا اُس مومن نے کہا کہ اسلام لے آ یہودی نے کہا کس
چیز پر اسلام لاؤن اور کیا حاصل ہو گا۔ کہا دوزخ سے نجات ہو گی اُس نے کہا کہ اُسکی پروا مین نہین رکھتا پس اُس مومن
نے کہا کہ جنت مین اسلام کی برکت سے جاویگا اُس نے کہا یہ بھی نہین چاہتا ہون کہا پھر کیا چاہتا ہی تو کہا اسلام اس شرط
پر لاتا ہون کہ اللہ تعالیٰ اپنا دیدار مجکو عنایت کرے کہا اُنہون نے کہ اسلام لے آ یہ مطلب تیرا حاصل ہو جاویگا پس یہودی
نے کہا اس بات کو ایک کاغذ پر لکھدے پس ایک خط اُسکو لکھ دیا پھر مسلمان ہوا وہ یہودی اور مر گیا اسی وقت
پس نماز جنازہ کی اوپر اُسکے پڑھی اور دفن کیا جن کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا فرماتے ہین کہ دیکھا مین نے
اُسکو بیچ خواب کے گویا کہ خوش پھر رہا ہی کہا مین نے اُس سے کہ اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا کہا
اُس نے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو بخش دیا اور کہا کہ واسطے شوق میرے کے اسلام لایا تو اور سین بسم اللہ
کا نکلا ہوا ہی نام اُسکے سے کہ سمیع ہی یعنی سنتا ہی دعا خلق کی عرش سے تحت الثریٰ تک روایت ہے کہ
زید بن حارثہ ایک منافق کے ہمراہ مکے سے طرف طایف کے گئے پس جسوقت پہونچے ایک جنگل مین منافق
نے کہا یہان آ اور آرام کریں دونون اُس جنگل مین داخل ہوئے اور سو گئے پھر منافق نے اُٹھ کر خوب
مضبوط اُن کو باندھ لیا اور اس بات کا ارادہ کیا کہ انکو مار ڈالون زید بن حارثہ نے کہا کہ کسواسطے مجکو
مارتا ہے تو اُس منافق نے کہا کہ محمد دوست رکھتا ہی تجکو اور مین اُسکو دشمن رکھتا ہون پس کہا زید نے

ای رحمن فریاد کو پہونچ میری پھر منافق نے ایک آواز غیب سے سُنی کہ ہلاکت ہو تجکو مت قتل کر اسکو وہ منافق اُس جنگل سے
نکلا اور دیکھا تو وہان کوئی نہ تھا پس پھر اور دوسری دفعہ ارادہ اُنکے مارنے کا کیا پھر ایک آواز قریب سے سُنی کہ کوئی شخص
کہتا ہی مت قتل کر اسکو پھر دیکھا تو کوئی اسجگہ موجود نہ تھا پس تیسری بار مارنے کا ارادہ کیا پھر آواز اُس سے بھی نزدیک سُنی
کہ کوئی کہتا ہی مت قتل کر اسکو اور ناگاہ ایک سوار ظاہر ہوا کہ اسکے پاس ایک نیزہ ہی پس اُس سوار نے ایک ضرب اُسکے ماری
کہ مر گیا اور اس جنگل مین آکر زید کو کھولدیا اور کہا کہ مجکو نہین پہچانتا مین جبرئیل ہون جسوقت دعا کی تونے ساتوین آسمان
پر تھا پس اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ پہونچ تو پاس بندے میرے کے اور دوسری مرتبہ مین آسمان پچھلے پر تھا اور تیسری دفعہ
مین منافق کے پاس پہونچ گیا اور میم بسم اللہ کی مراد اُس سے یہ ہی کہ عرش سے تحت الثریٰ تک ملک اُسکا ہی اور وہی مالک
ہے۔ سدی رضہ فرماتے ہین ایکبار حضرت سلیمان عم کے عہد مین خشک سالی ہو گئی لوگون نے حضرت سلیمان عم
سے واسطے دعا باران کے عرض کی حضرت سلیمان عم نکلے تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک چیونٹی اپنے پانو پر کھڑی ہے
اور دونون ہاتھ پھیلا رہی ہی اور کہتی ہی اللھم انا خلق من خلقک ولا غنی لے عن فضلک۔ یعنی اے پروردگار
مین ایک مخلوق ہون مخلوقات تیری سے اور نہین بے پروائی مجکو فضل تیرے سے کہتے ہین کہ مینہہ برسایا اللہ تعا
نے اوپر اُنکے حضرت سلیمان نے فرمایا کہ یہ دعا اور کی سے مینہہ تمہارے اوپر برسا اور فرمایا رسول علیہ السلام
نے جو شخص وضو کرے اور اللہ کا ذکر نہ کرے تو بسبب وضو کے فقط اعضا اُسکے پاک ہو جاوینگی اور جس نے
وضو کیا اور اللہ کا نام بھی لیا تو تمام بدن کی پاکی حاصل ہوئی پس جسوقت ذکر الٰہی وضو کے اوپر باعث طہارت
تمام بدن کا ہوا سو ذکر اُسکا ساتھ دل کے بدرجہ اولی پاک کریگا دل کو کفر اور بدعت سے آور گذرے حضرت عیسی علیہ السلام
اوپر ایک قبر کے پس دیکھے فرشتے عذاب کے کہ عذاب کرتے ہین میت کو پس اپنی حاجت رفع کر کے پھر اُس
قبر پر گذرے پس اُس قبر پر دیکھے فرشتے رحمت کے ساتھ اُنکے طبق نور کے ہین حضرت عیسی علیہ السلام
کو اس بات سے تعجب ہوا پس نماز پڑھی اور اللہ سے دعا مانگی اللہ تعالی نے وحی بھیجی اے عیسے یہ بندہ
گنہگار تھا اور جب سے مرا تھا بیچ عذاب کے گرفتار تھا اور یہ ایک عورت حاملہ چھوڑ گیا تھا اُس نے ایک
فرزند جنا اور اُسکو اس عورت نے پرورش کیا یہانتک کہ بڑا ہوا بعد اُسکے اُس عورت نے اُس فرزند کو مکتب
مین بھیجا اُستاد نے اُسکو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھائی پس حیا آئی مجکو بندے اپنے سے کہ عذاب کرون مین
اُسکو ساتھ آگ اپنی کے اندر زمین کے اور فرزند اُسکا لیتا ہی نام میرا اوپر زمین کے لازم ہی انسان کو کہ
ذکر اللہ نزدیک جان اپنی کے رکھے یہانتک کہ دور نہ رہے اُس سے دونون جہان مین۔ روایت ہے

رسول علیہ السلام سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشتری ابی بکر صدیق رضؓ کو دی اور فرمایا کہ اس پر
لا الہ الا اللہ کندہ کروالے حضرت ابو بکر نے انگوٹھی نقاش کو دی اور کہا لکھ اسمین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
پس نقاش نے یہی لکھ دیا پس حضرت ابو بکر رضؓ اوس انگوٹھی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے
اُسمین لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ابو بکر صدیق سے حضرت نے فرمایا اے ابو بکر یہ زیادتی کیا ہے
ابو بکر رضؓ نے کہا یارسول اللہ میری طرف سے فقط یہ بات ہوئی کہ اللہ کے نام کے ساتھ آپ کا نام مین نے لکھوادیا
اس واسطے کہ یہ بات مجکو خوش آئی کہ نام تیرا اللہ کے نام سے جدا ہو لیکن باقی کے واسطے مینے اُس نقاش سے
نہین کہا اور حضرت ابو بکر اپنے دل مین شرمندہ ہوئے کہ میرا نام انگشتری مین کیون لکھا گیا پس جبرئیل حضرت
کے پاس آئے اور کہا یارسول اللہ نام ابو بکر کا مینے اس انگشتری مین لکھ دیا ہے اسواسطے کہ مجکو یہ بات خوش
نہ آئی کہ ابو بکر کا نام تیرے نام سے جدا ہو اور نکتہ اسجگہ پر یہ ہے جسوقت حضرت ابو بکر کو سبب ملادینے نام حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نام اللہ کے یہ بزرگی حاصل ہوئی پس جو شخص کہ اپنی جان اور دل کو اللہ کے نام
کے ساتھ وصل کرے کیا بزرگی حاصل ہوگی اور درنظم مین لکھا ہی کہ امام جعفر صادق رضؓ سے منقول ہی جس شخص کو
کچھ حاجت ہو پس چاہیے کہ لکھے ایک رقعہ اور اُسمین یہ عبارت ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم من العبد الذلیل
الی رب الجلیل رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین۔ پھر ڈالدے اس رقعہ کو پانی جاری مین اور کہے اللہم
بمحمد والہ الطیبین الطاہرین وصحبہ المرضیین اقض حاجتی یا اکرم الاکرمین اور اُس اپنی حاجت کا نام لیوے
پس تحقیق وہ حاجت اُسکی پوری ہوجاویگی انشاء اللہ تعالی اور اسی کتاب مین ہی کہ بیان کیا مجھسے بعضے عالم
نیکبخت نے تحقیق جو شخص پڑھے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو بارہ ہزار مرتبہ اس طرح سے کہ ایک ہزار بار بسم اللہ
کو پڑھے اور دو رکعتین نماز پڑھے پھر اللہ تعالے سے حاجت چاہے جو حاجت رکھتا ہو بعد اسکے پھر بسم اللہ ہزار
بار پڑھے اور دو رکعتین نماز پڑھے اور دعا مانگے اور حاجت چاہے اس ترکیب سے تا حاجت روا ہونے تک بارہ
ہزار پورا کرے انشاء اللہ تعالے حاجت اُسکی روا ہوگی اور یہ منقول ہی ابو محمد عبد المہیمن حضرمی سے اور بعضے
عارفین نے کہا ہی کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم چار کلمات ہین اور گناہ بندے کے بھی چار قسم ہوتے ہین ایک گناہ دن کے
دوسرے گناہ راتکے تیسرے گناہ ظاہر کے چوتھے گناہ باطن کے پس جو شخص بسم اللہ کو ساتھ ایمان اور اخلاص
و صاف نیت سے پڑھیگا برکت اُسکی سے چارون قسم کے گناہ اللہ تعالے اسکے بخشے گا اور نکات بسم اللہ کے
و تحقیقات اسکی بہت سی ہین مگر یہان اسی قدر کافی اور شافی ہی جسکو زیادہ خواہش ہو تفسیر کبیر وغیرہ مین

ملاحظہ کرے کہ اور عجایب اور غرایب ظاہر ہونگے فقط اور بیان اُس نکتے کا کہ ساتھ الحمد للہ کے تعلق رکھتی ہی یہ ہے
کہ بیچ اسجگہ کے تین لفظ ہین حمد اور مدح اور شکر لیکن مدح زندہ کے واسطے بھی ہوتی ہی اور غیر زندہ کے واسطے بھی
جیسا کہ مدح باغ اور شہر اور جواہر وغیرہ کی مشہور ہی اور حمد زندہ ہی کے لیے ہوتی ہی اور مدح بیشتر احسان سے
بھی ہوتی ہی اور حمد بعد احسان کے ہی ہوتی ہی اور مدح کبھی ممنوع بھی ہوتی ہی اسیواسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ
واٰلہ وسلم نے فرمایا ہی احثوا التراب فی وجوہ المداحین یعنی خاک ڈالو تم بیچ مُنہ مدح کرنیوالون کے اور حمد ہمیشہ
جائز بلکہ مستحب ہی جیسا کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا من لم یحمد الناس لم یحمد اللہ یعنی جس نے تعریف
آدمیون کی نکی اللہ کی تعریف بھی نکریگا اور شکر نعمت کے ہی اوپر ہوتا ہی کہ کسی کی طرف سے پہونچی ہو اور حمد
دونو طرح ہوتی ہی خواہ نعمت اُسکی طرف سے پہونچی ہو خواہ نہ پہونچی ہو بلکہ حمد اوپر کمال ذاتی شخص کی بھی ہوتی
ہے پس بسبب انہین وجہونکے اسجگہ حمد کا لفظ اختیار کیا مدح یا شکر کا لفظ نہین ذکر کیا ف اگر المدح للہ کہتا
یہ معلوم ہوتا کہ اللہ تعالے فاعل مختار ہی اسواسطے کہ مدح مین شرط نہین کہ ممدوح فاعل ہو جیسے کہ مثالین اسکی
بیان کی گئین اور الحمد للہ سے یہی بات سمجھی جاتی ہی کہ اللہ تعالے مختار ہی اپنے فعلون مین اختیار رکھتا ہی۔
چاہے کرے چاہے نکرے پس الحمد للہ کہنا بہتر ہوا کہ اسمین مذہب فلاسفہ کا رد ہوگیا وہ کہتے ہین اپنے فعلون
مین اللہ کو اختیار نہین بلا اختیار صادر ہوتے ہین اور الحمد کا لفظ الشکر للہ کیسے اسواسطے اولے ہوا کہ اس
لفظ سے استحقاق حمد کا واسطے ذات کے ہر طرح ثابت ہوا خواہ انعام اُسکا بہ نسبت حمد کرنیوالے کے اعتبار کرو
یا نکرو گویا بندہ کہتا ہی حمد تیرے واسطے ثابت ہی چاہے دے تو یا نہ دے تو مجھکو اور الشکر للہ کے معنی یہ ہوئے
کہ شکر ثابت ہی واسطے اللہ کے اوپر اُن نعمتون کے کہ دی تو نے مجھکو پس یہ خاص ہوا بہ نسبت حمد کے کہ وہ عام
ہے جاننا چاہیے کہ یہ مقام ایسا ہی کہ لفظ احمد اللہ کا بولا جاوے یعنی بندہ اسطرح کہے کہ حمد کرتا ہون مین خدا تعالی
کی لیکن ہرگاہ کہ آدمی نہایت عاجز ہوتا ہی کہ بسبب عجز کے حمد لایق ذات اُسکی کے نہین کرسکتا اسواسطے جو چیز
کہ اُسکی طاقت سے باہر تھی تکلیف اُسکی نہ دی بلکہ اس عبارت کو تعلیم فرمایا کہ الحمد للہ یعنی حمد کامل حق اور ملک
اسکی ہی خواہ بندہ اوپر ادا کرنے اُسکے کے قدرت رکھے یا نرکھے کہتے ہین کہ حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام
نے بیچ جناب باری تعالی کے عرض کی یارب کیف اشکرک یعنی ای رب کسطرح شکر کرون مین تیرا اور کیونکہ ذمہ شکر تیرے
سے باہر آؤن اسواسطے کہ توفیق شکر کی اور تعلیم اُسکی تیری طرف سے ہی اور یہ بھی ایک انعام ہی اسکے واسطے
اور شکر چاہیے اور ایسے سلسلے غیر متناہی شکر کا چلا جاویگا اور کہین ٹھہرنے کا نہین پس شکر ممکن نہوا الہٰی
ہی

بیان اس چیز کا کہ لفظ الحمد کا بہ نسبت الشکر کے کیون بہتر ہی

سے ارشاد ہوا اے داؤد جب تو نے اپنے تئین شکر میرے سے عاجز جانا پس تیرا یہی شکر ہے اور یہی اگر احمد اللہ
کہا جاتا اس سے یہ سمجھا جاتا کہ حمد اللہ تعالی کی یہ شخص کرتا ہی اور حال یہ ہی کہ بیشتر تعریف کرنی کرنے والون سے حمد کیا گیا
ہی اسی واسطے فرمایا الحمد للہ یعنی ہر حمد اور ثنا لایق اُسکے ہی ازل سے ابد تک اگرچہ کہنے والا موجود ہو یا نہو ہمہ
اگر گمان کیا جاوے کہ جو کوئی کسی پر انعام کرے منعم علیہ کی نسبت سے وہ انعام کرنیوالا مستحق حمد کا ہوا جیسا کہ پیر
مرید کی طرف سے استحقاق حمد کا اور اُستاد شاگرد کی نسبت سے اور بادشاہ عادل رعیت کی نسبت سے اور ماں باپ
فرزند کی نسبت سے حق ستایش کا رکھتا ہی پس سب حمدون کا حق اللہ کیواسطے کسطرح ثابت ہوا پس جواب
یہ ہی کہ ایسی صورتون مین بھی محمود خدا تعالی ہی اور ان صورتون کو پردہ سمجھا چاہیئے اسواسطے کہ صاحب
نعمت کے دل مین ارادہ انعام کا ڈالنا اور اس نعمت کو اُسکے تئین عطا کرنا اور تصرف دے دینے اس نعمت
کا دوسرے کو اُس منعم کے تئین بخشنا اور جسکو نعمت دلوائی ہی نفع اُس نعمت کا اس شخص کو پہنچانا اور رکھنا جانے
اور گم ہونے نعمت کیسے امن مین رکھنا کام اللہ تعالے کا ہی اسیواسطے فرمایا ہی کہ ما بکم من نعمة فمن اللہ یعنی جو نعمت
کہ ساتھ تمھارے ہی اللہ کی طرف سے ہی پس اور انعام کرنیولے خدمت گار اور اُٹھانے والے ہین کہ ساتھ حکم مالک
خوانون کے کھانے اورون کی طرف پہنچاتے ہین یہ نعمت اُنکی طرف منسوب نہین اور بھی جو شخص کہ ہم جنس اپنے
کو کوئی نعمت پہونچاتا ہی ضرور عوض اُس نعمت کا چاہتا ہی یا ثواب یا تعریف منظور ہوتی ہی یا خصلت سخاوت کی
پیدا کرنی یا دور کرنا بخل کا ارادہ کرتا ہی یا حال ہمجنس کا دیکھکر کہ اُسکے دل کو شکستگی حاصل ہوئی تھی اسکو دور کرتا
ہے اور جو شخص کہ عوض طلب کرتا ہی منعم نرہا اور استحقاق حمد کا اُسکے واسطے ثابت نہوا اور اللہ تعالے ہر وجہ سے
کامل ہی کسی طرح سے طلب کرنا کمال کا اور دور کرنا نقصان کا اپنی ذات سے اُسکو منظور نہین کہ موجود شئے کا
طلب کرنا محال ہی پس انعام اُسکا محض بخشش ہی اور اُسکے سوا کوئی مستحق حمد کا نہین اور اسجگہ ایک شبہہ
پیدا ہوتا ہی کہ ہر جگہ تسبیح مقدم تحمید سے ہے اسیواسطے کہا جاتا ہی سبحان اللہ والحمد للہ اس سورۃ مین کسواسطے
تحمید کو پہلے ذکر کیا اور جواب اس شبہہ کا یہ ہی کہ تسبیح اُسوقت مقدم تحمید پر ہوتی ہی کہ دونون ایک کلام مین ذکر
کئے جاوین اور اس سورۃ مین فقط تحمید مذکور ہی تسبیح کا ذکر نہین ہی اسجگہ اسکی وجہ چاہیئے کہ فقط تحمید ذکر کی
اور تسبیح کا ذکر نہین کیا پس وجہ یہ ہی کہ مضمون تسبیح کا تحمید مین داخل ہی اسواسطے کہ مضمون تسبیح کا یہ ہے کہ
ذات اُسکی تمام نقصانون سے پاک ہی اور مضمون تحمید کا یہ ہی کہ جو کمال اور نعمت کہ خیال بشر کے مین آوے
تمام اُسی کی ذات سے ہی اور جسوقت تمام کمالات اور نعمتین اُسکے واسطے اعتقاد کرین اُس سے یہ بات لازم ہوئی

کہ کسیطرح کا نقصان اُسمین نہین کہتے ہین کہ لفظ الحمد للہ کے آٹھ حرف ہین اور دروازے بہشت کے بھی آٹھ
ہین پس جو شخص کہ خلوص نیت سے ان آٹھون کو کہیگا مستحق آٹھون دروازے جنت کا ہوا اور حمد کا دو چیزون
کے ساتھ تعلق ہی ایک ساتھ ماضی کے اس وجہ سے کہ حمد کرنیسے شکر نعمتون پہلی کا ادا ہوتا ہی دوسرے تعلق اسکا
ساتھ مستقبل کے کہ یہ کلمہ شکر کا ہی اور شکر سے نعمتین زیادہ ہوتی ہین جیسا کہ فرمایا ہی لئن شکرتم لازیدنکم پس
باعتبار تعلق پہلے کے دروازے دوزخ کے حمد کرنیوالے سے بند ہوئے اسواسطے کہ موخذہ بابت شکر کے اُسکے ذمہ نرہا
اور باعتبار تعلق دوسرے کے مستحق کھلنے دروازون بہشت کا ہوا عقلا نے کہا ہی کہ الحمد للہ نہایت بزرگ کلمہ
ہے لیکن چاہئے کہ اچھے محل مین اسکو کہا جاوے تا ثمرہ اسکا اچھا حاصل ہو حضرت سری سقطی قدس اللہ سرہ العزیز
سے نقل ہی کہ فرماتے تھے ایک مرتبہ مین نے الحمد للہ کہی اسوقت سے اب تک تیس برس ہوچکے ہین کہ اُس
الحمد للہ کہنے سے استغفار کرتا ہون سبب یہ ہی کہ ایک دفعہ بغداد مین آگ لگی اور جس بازار مین میری دوکان
تھی تمام جل گیا کوئی شخص پاس میرے آیا اور کہا کہ تمام بازار جل گیا اور تیرے دوکان بچی مینے الحمد للہ کہا
پھر جب مینے فکر کیا کہ یہ کلمہ مخالف دین اور مروت کے مجھ سے سرزد ہوا کہ مسلمانون کی مصیبت سے غمناک نہوا
مین اور واسطے تھوڑے سے نفع اپنے کے خوش ہوا مین اسواسطے اُسی وقت سے استغفار کر رہا ہون اسیواسطے
کہا ہی کہ حمد اوپر نعمتون دین کے بہتر ہے حمد کرنے سے اوپر نعمتون دنیا کے اور حمد کرنی اوپر اچھے احوالون دل کے
بہتر ہے حمد کرنے سے اوپر نیک کام بدن کے اور حمد کرنی نعمتون پر اس نیت سے کہ عطا یا محبوب حقیقی کے ہین
بہتر ہے اس جہت سے کہ لذت اور خوشی نفس کے واسطے حمد کیجاوے پس ایسے مقامات کا حمد کرنے مین فکر کرنا
چاہئے تاکہ حمد غیر موقع مین پائی نہ جاوے اور نقل ہے کہ ابتک روح حضرت آدم علیہ السلام کی ناف تک پہونچی
تھی کہ چھینک آئی الحمد للہ رب العالمین فرمایا اور کلام اللہ مین مذکور ہی کہ پچھلا کلام بہشتیون کا جنت
مین بھی الحمد للہ رب العالمین ہی پس ابتدا عالم انسان کا اوپر حمد کے ہوا اور خاتمہ اس عالم کا بھی اوپر
حمد کے پایا گیا بندہ کے تئین بھی چاہئے کہ ابتدا اعمال اپنے کو اور اخیر اعمال کو ساتھ کلمہ حمد کے ملایا کرے
اس جگہ جاننا چاہئے کہ نزول اس سورہ کا واسطے تعلیم بندون کے ہی کہ بیچ وقت مناجات الٰہی کے اس طرح
کہیں اصل اس لفظ کی یہ ہی قُولُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ یعنی کہو تم الحمد للہ لیکن قولوا اس جگہ پوشیدہ کیا اور ظاہر
مین نلائے نکتہ اسکا یہ ہی کہ اگر ظاہر اس لفظ کو ذکر کردیتے پس یہ صیغہ امر کا ہی اور امر کی مخالفت سے عتاب
ہوتا ہی جیسا کہ باپ اگر بیٹے اپنے کو کہے کہ فلانا کام کر اور بیٹا فرمان برداری اُسکی نہ کرے پس بیٹے پر عقوق ثابت

ہوجاوے اور اگر باپ بیٹے کو اس طرح کہے کہ فلانی چیز اچھی ہی یا کرنے کے لایق ہی ایسی صورت مین اگر
بیٹا فرمان برداری نکرے عقوق بیٹے کا ظاہر مین نہین ہوتا ہی پس رحمت کاملہ آلہی بندون کے واسطے
ہوئی کہ الحمد للہ کو ظاہر مین بصیغہ امر ذکر نکیا بلکہ بطریق تلقین کے تعریف اپنی فرمائی تا کہ مخالفت
صریح امر کی لازم نہ آوے اور بندہ ہونے کی جہت سے اسکے اوپر عمل کرین اور جو چیز کہ تعلق ساتھ رب العالمین
کے رکھتی ہے یہ ہے کہ جو کچھ بیچ جہان کے دیکھا یا سنا یا دریافت کیا جاوے دو حال سے خالی نہین یا واجب
الذات ہی یعنی ایسی ذات کہ خود بخود موجود ہے اور کسی نے اسکو پیدا نہین کیا اور نہونا اسکا محال ہو اور
وہ ذات اللہ کی ہے فقط یا ممکن الذات کہ دونون امر یعنی ہونا اور نہونا اسکا برابر ہو اور اللہ کے پیدا
کرنے سے پیدا ہوا ہو اور اس قسم کا نام عالم ہے خواہ موجود ہو چکا ہو یا آیندہ کو موجود ہوگا اور عالم
مشتق ہے علامت سے اور اس قسم کا نام عالم اسواسطے رکھا ہے کہ یہ علامت ہے اوپر اسمار
اور صفات آلہی کے اسواسطے کہ جو فرد افراد عالم مین سے ہے مظہر کسی اسم یا صفت اسکی کا ہے اور
جنسین اور نوعین عوالم کے مظہر اسمون کلیہ اور صفتون مطلقہ کی ہین اور جب ہر فرد افراد جہان
کی سے مظہر اسم خاص خاص کا ہے اسمار آلہی سے پس شمار عالمون کے اس اعتبار سے حد مین نہین
آسکتے مگر اصول اور کلیات عالم کے جو کچھ شرع شریف مین مقرر ہین بیان کیے جاتے ہین تفصیل اسکی
یہ ہی کہ جو کچھ جہان مین موجود ہے یا ذات ہے یا صفت ہین ذات اسے کہتے ہین کہ وجود اسکا بغیر شئے
دوسری کے قایم ہو سکے جیسا کہ آسمان اور زمین اور صفت وہ ہوتی ہے کہ دوسری شئے کے ساتھ
ملکر پائی جاوے جیسا کہ رنگ اور بو اور مزہ اور سوا اسکے معقولیون کی اصطلاح مین ذات کو جوہر کہتے
ہین اور صفت کا نام عرض رکھتے ہین اور ذات بھی دو قسم ہے جسم اور روح جسم وہ ہوتا ہے
کہ ایک اندازہ اور شکل معین رکھے اور اس مقدار کو نچھوڑے اور روح وہ ہے کہ مقدار اور
شکل معین نرکھے اور ساتھ شکلون جدی جدی کے ظاہر ہووے اور جسم بھی دو قسم ہے علوی
اور سفلی اور علوی کی بہت قسمین ہین عرش اور کرسی اور سدرۃ المنتہی اور لوح اور قلم اور
کہان بہشت کی اور کہان دوزخ کی اور ستارے خواہ ثابت ہون یعنی حرکت نکرین خواہ سیارہ کہ
حرکت کرین اور سات آسمان اور جسم سفلی بھی دو قسم ہے ایک بسیط ہی کہ کسی اجزا سے مرکب نہو جیسا
کہ عناصر اربعہ یعنی زمین اور پانی اور ہوا اور آگ اور قسم دوسری مرکب وہ بھی دو قسم ہے اسواسطے

بیان ان چیزون کا جو تعلق ساتھ رب العالمین کے رکھتی ہین

یا مرکب ہوگا عناصر سے یا بعض عناصر سے اول کو مرکب تام اور دوسرے کو مرکب ناقص کہتے ہین اور
مرکب تام منحصر بیچ تین عالم کے ہے ایک عالم معادن کا یعنی کھانون کا دوسرا عالم نبات یعنی جو چیزین
اگنے کی ہین چنانچہ گھاس درخت وغیرہ اور تیسرا عالم حیوان کا یعنی جاندار چیزین اور ان تینون مین
عالم بیشمار بہت ہین کہ تفصیل اسکی طول چاہتی ہے اور مرکب ناقص کی بھی تین قسمین ہین ایک بخار
یعنی پانی اور ہوا اور دوسرا غبار یعنی مٹی اور ہوا اور تیسرا دھوان یعنی آگ اور ہوا اور ان تینون
عالم سے بھی بہت چیزین پیدا ہوتی ہین پس غبار محض سے بگولے پیدا ہوتے ہین اور بخار سے مینہ برستا
ہے اور جسوقت بخار زیادہ بلند ہوجاتا ہے اور بیچ مقام سردی کے جاتا ہے جم کر اولہ اور برف پیدا ہوجاتی
ہے اور دھوین سے بجلی اور ستارہ گرنے والے اور ستارہ دم دار اور صورتین نیزون کی پیدا ہوتی ہین
اور جسوقت بخارات اور دھوان الٹکر زمین مین بند ہوجاتے ہین نیچے زمین کے بگولے پیدا ہوتے ہین اور
اُسکو زلزلہ کہتے ہین اور جو بخار نیچے زمین کے جاکر بند ہوجاتا ہے اور ساتھ قوت ہوا کے نکلتا ہے چشمے
جاری ہوتے ہین اور جو بخار ہلکا درمیان آسمان اور زمین کے بسبب سردی رات کے جم جاتا ہے
پھر اوپر زمین کے گرتا ہے اُسکو شبنم کہتے ہین اور اگر جم کر درمیان آسمان اور زمین کے پھیلا رہتا ہے
اُسکو صقیع اور ہندی مین کہل کہتے ہین اور بعض شہرون مین یہی بخار ہلکے اور تھوڑے تھوڑے
جم کر مانند شکر سفید کے اور سرخ کے کوہر[۱۲] اوپر زمین کے برستی ہے اُسکو ترنجبین و خشک انگبین اور من اور
شیرخشت کہتے ہین یہ اقسام مرکب ناقص کے موافق عادت کے ہین اور کبھی بطور خرق عادت کے
اور چیزین اور طرح طرح پیدا ہوتی ہین اور درمیان آسمان اور زمین کے معلق گھڑی رہتی ہین اور
زمین پر بھی گر پڑتی ہین اور تفصیل اسکی اپنی جگہ مذکور ہے اور درمیان کتابون عجائب کائنات الجو
کے لکھی ہوئی ہے اور روح یا نیک محض ہے اور اُسکو فرشتہ کہتے ہین یا صرف بد ہے اور اسکو شیطان
کہتے ہین یا ملی ہوئی نیک اور بد سے اور وہ دو قسم ہین جن اور روحین بنی آدم کی اور فرشتون
کی بھی تین قسمین ہین ایک فرشتے ایسے ہین کہ علاقہ اُنکو جسمون کے ساتھ ہے بعضے جسمون عالیہ کے
ساتھ علاقہ رکھتے ہین جیساکہ اُٹھانے والے عرش کے اور محافظ کرسی اور داروغے بہشت کے
اور دوزخ کے اور رہنے والے سدرۃ المنتہیٰ اور مجاور بیت المعمور کے اور کھینچنے والے ستارون
کے اور حرکت دینے والے آسمانون کے اور دربان آسمانون کے اور بعضے اجسام سفلیہ

فرشتون کی قسمون کا بیان

کے ساتھ علاقہ رکھتے ہین جیسے وہ فرشتے کہ ابر اور مینہ کے اوپر موکل ہین اور ہمراہ ہر قطرہ کے اُترتے
ہین آور وہ فرشتے کہ اوپر دریاؤن اور پہاڑون اور درختون کے موکل ہین آور وہ فرشتے کہ بنی آدم کے
محافظ ہین اور عمل اُنکے لکھتے ہین اور وہ فرشتے کہ بیچ اعانت اُن لوگون کے کہ اسمار الٰہی کا وظیفہ رکھتے
ہین اور عزیمت پڑھنے والون کے مصروف ہین دوسری قسم کے فرشتے ایسے ہین کہ بیچ عبادت الٰہی کے
ڈوبے ہوئے رہتے ہین اور خدمت اُنکی یہی ہے کہ یاد خداوند اپنے کی کیا کرین اور یہ فرشتے اس کثرت سے
ہین کہ شمار اُنکا ممکن نہین چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ درمیان آسمانون کے ایک بالشت کی بھی
جگہ خالی نہین کہ اُسجگہ فرشتہ نہو عبادت اللہ کی مین مشغول کھڑا ہے یا بیچ رکوع کے ہے یا بیچ سجدے کے
تیسری قسم ملائکہ مقرب ہین کہ کام بڑے بڑے جہان کے اُنکی تدبیر سے اور اُنکے واسطے سے سرانجام ہوتے ہین
جیساکہ اُتارنا وحی اور شریعت کا اور پہونچانا رزق کا اور دولت کا اور مدد کرنی اور تصرف کرنا اور خراب کرنا
ملکون اور دولتون کا آور قبض کرنا ارواح بنی آدم کا اور چار فرشتے یعنی حضرت جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل
اور عزرائیل علیہم السلام آور لشکر اور مددگار اُنکے بھی اسی قسم مین داخل ہین آور مطلق فرشتون کے حال مین
اور اُنکی کثرت مین حق تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ مَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ یعنی نہین جانتا ہے شمار لشکرون رب تیرے
کا مگر وہی یہانتک اقسام ذات کا بیان ہوچکا آور صفت کے بھی عالم بہت ہین جیسا مکان اور زمان اور کم
اور کیف اور وضع اور نسبت اور جہت اور پورا پورا بیان ان عالمون کا بیچ کتابون بڑی بڑی حکمت کے
ہے حاصل یہ ہے جس کسی کو احاطہ احوال موجودات اور تفصیلون اُنکی کا زیادہ تر ہوگا رب العالمین کی تفسیر سے
اُسکو خوب واقفیت ہوگی اسجگہ ایک بات دل مین چبھتی ہے آور وہ یہ ہے کہ جب نزول اس سورہ کا اسواسطے
ہے کہ بندے بیچ وقت مناجات پروردگار کے ساتھ اس نوعکے شکر نعمتون اُسکی کا بجالاوین پس ذکر کرنا پرورش
تمام جہانون کا اسجگہ کیا مناسب ہے چاہیئے تھا کہ پرورش عالم انسانی کی فقط اسجگہ ذکر کی جاتی۔ جواب
اس شبہہ کا یہ ہے کہ پرورش خدا کی نے ہر جہان کو ساتھ جہان دوسرے کے ایک ربط اور ملاپ دیدیا ہے کہ
آپسمین محتاج ایک دوسرے کے ہین پس جاننا ربوبیت انسانی کا بغیر دریافت کرنے ربوبیت تمام جہانون کی ممکن
نہین اور جسوقت بندے جانینگے کہ تمام جہانون کو بیچ پرورش ہماری کے مصروف کیا ہے پس قدر نعمت اللہ کی
اُنکی ذہن مین نہایت درجہ حاصل ہوگی اور موافق اُسکے عاجز ہونا شکر اللہ تعالےٰ کے سے اُنکو معلوم ہوگا اور اسی قدر
انکسار نفس کا مقابلہ انعام منعم حقیقی کے کہ خلاصہ شکر کا ہے اور اصل حمد کا ہے حاصل ہوگا تفصیل اس

اس اجمال کی طول چاہتی ہو لاکن واسطے نمونہ کے تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے تاکہ باقی کو اُسی پر قیاس کیا
جاوے مثلاً جو تربیت خدایتعالی کی کہ آدمی کے حق مین ہوئی ہے ابتدا اُسکی وجود سے ہے اور انتہا اُسکی
حصول سعادت ہمیشگی کی اور سعادت ابدی کو اگر کھولا جاوے اور اجزا اُسکے جدے جدے کرینہین آوین تو
تین چیزین نکلتی ہین ایک اعتقاد سچا دوسرے عمل نیک تیسرے خلق نیک اور یہ تین چیزین موقوف ہین اوپر
چار چیز بدنیکے ایک صحت دوسری قوت تیسرے جمال چوتھے طول عمر کا اور یہ چارون چیزین موقوف اوپر اور
چار چیز کے ہین مال اور اہل اور مرتبہ اور کنبا اور مددگار اور معاون اور ربط فضیلتون بدنی کا ساتھ
فضیلتون نفسی کے کہ یہ اجزا سعادت ابدیہ کے ہین سواے اور پانچ چیز کے نہین ہوسکتا اول اُنکا ہدایت
ہے یعنی پہچاننا طریق بھلائی اور برائی کا ساتھ عقل اور شرع کے دوسرے ثمرہ مجاہدون اور ریاضتون کا
یعنی روشنی نور کی کہ عالم نبوت اور عالم ولایت سے بعد کمال مجاہدہ کے ظاہر ہووے تیسرے مرشد یعنی وہ
کہ باعث ہو اوپر توجہ کے طرف سعادت کے چوتھے توفیق اور تائید یعنی آسان ہونا راستے صواب پر چلنا
اور پہونچنا طرف مطلب کے پانچوین استقامت یعنی باقی رہنا عزم قوی کا آخر کار تک اور کھل جانا بصیرت کا
اس کام مین پس ان سولہ چیزون کے اوپر تربیت آدمی کی موقوف ہے اور سب سے ادنے انہین صحت ہی اور صحت
کے واسطے بہت اسباب ہین کہ تفصیل انکی کتب طب مین موجود ہے اور ادنے ان اسباب کا کھانا ہی اور ہرگاہ کہ
کھانا فعل اختیاری ہے اسکو حاجت طرف ایک جسم کے ہی جسمین قدرت اور ارادہ اور علم ہو اور نباتات
اگرچہ قدرت اور علم اور ارادہ نہین رکھتے ہین مگر قوت جذب کرنے غذا کی انکو بھی دی گئی ہے اور اسی
واسطے نباتات کو جماد سے کامل کیا ہی لیکن نبات طلب کرنے اُس غذا سے کہ اُس سے دور ہو عاجز ہے اسواسطے
کہ اسکو نہ علم مکان اُس غذا بعید کا ہے اور نہ قوت چلنے کی اُسکی طرف پس حیوان کو یعنی ذی روح کو پانچ
حواس دئیے ہین ایک قوت لامسہ ہی کہ بسبب اُسکے معلوم ہو جاتی ہے گرمی آگ کی اور سردی برف کی اور
کاٹنا تلوار کا پس بھاگتا ہے ایسی چیزون سے اور محفوظ رہتا ہے مگر جس حیوان مین فقط یہی قوت ہے جیسا
کہ بعضی کرم پس وہ عاجز ہوتا ہے اس بات سے کہ دشمن سے دور بھاگے یا جو چیزین کہ مرغوب ہین اور دور ہین
اُنکو طلب کرے پس واسطے دریافت کرنے اُن اشیا کے کہ دور ہووین قوت دوسری عطا فرمائی کہ اسکو شامہ
کہتے ہین تاکہ اُس قوت سے بو سونگھی جاوے اور جو کہ بو سونگھنے سے بھی معلوم نہین ہوتا کہ شے مطلوب اور
مرغوب کس طرف ہے اسکے واسطے قوت دوسری عطا فرمائی کہ اسکو باصرہ کہتے ہین اور بسبب اس قوت کی اُسکی جانب

بیان اسباب سعادت

معلوم ہو جاتی ہے اور جو اس قوت سے بھی جو شئے کہ پردے مین ہو معلوم نہین ہوتی پس شئے مطلوب کا طلب کرنا
کہ پردہ مین ہو اور شئے مرہوب سے بھاگنا کہ پردہ مین ہو متصور نہین ہو سکتا مگر بعد پاس آجانے کے پس
واسطے معلوم کرنے اشیاء پوشیدہ کے قوت دوسری دی گئی کہ اُسکو سمع کہتے ہین اور جو کسی شخص کو رغبت
کسی غذا کی طرف ہو اور وہ غذا حواس خمسہ سے غائب ہو پس اُسکی طلب کرنیکے واسطے بنی نوع اپنے سے کلام عنایت
کیا کہ مرکب حرفون سے ہی تاکہ بسبب اُس کلام کے اُنکو فرمایش کرے کہ فلانی فلانی چیز بازار سے لاؤ اور درست کرو
اور جب غذا پہونچی اُسکی لذت دریافت کرنے کیواسطے قوت ذایقہ بخشی تاکہ بسبب لذت کے اُس غذا کی طرف
طبیعت متوجہ ہو اور جذب اُسکا طبیعت پر آسان ہو پھر حس مشترک اور قوت خیال کی بھی بخشی تاکہ مجموع
محسوسات کو خیال مین محفوظ رکھے اور وقت غیبت کی طلب کرے مثلاً ترنج کی شیرینی اور زردی اور خوشبو
تین حس سے دریافت کرکے صورت مرکبہ اُسکی خیال مین رکھے تاکہ وقت حاجت کے طلب کرے پھر ایک قوت شہوانیہ بھی
عطا فرمائی کہ بسبب اُسکی خواہش شئے مطلوب کی ہو اور ایک قوت کارہہ عنایت کری کہ بسبب اُسکے شئے مکروہ سی طبیعت
نفرت کرے اور قوت غضبیہ واسطے دفع کرنے خصم کے دی گئی تاکہ غذا حاصل کی ہوئی کو غصب کرنے نہ پاوے اور پانوں دئے تاکہ
واسطے طلب کرنے غذا کیجاوے اور ہاتھ دئے تاکہ غذا کو اس سے پکڑ کر مونہہ کیطرف پہونچاوے اور مونہہ واسطے پہونچانے
غذا کیطرف معدہ کے اور جبڑا اور دانت واسطے پیسنے کھانیکے تاکہ نگلنا اُسکا آسان ہو اور زبان واسطے حرکت دینے
طعام کے بیچ مونہہ کے اور واسطے چکھنے مزہ کے اور واسطے لینے نام اُس غذا کے وقت حاجت کے اور
لب واسطے گوندھنے کے اور مری اور حنجرہ یعنی حلق واسطے پہونچنے طعام کے طرف معدے کے اور معدہ اسواسطے دیا
کہ کھل جاوے اور طعام کو اپنے اندر لیلے اور پھر مل جاوے تاکہ کھانا مدت تک اُسمین رہے اور پکے اور کھانیکے اجزا
ہضم ہوکر ایک سے مثل آشجو کے ہوجاوین اور واسطے پکانے غذا کے معدہ کی اندر حرارت اور تلی اور ثرب کے کہ ایک
پردہ شکم کا ہی بھی ضرور ہوئی اسواسطے ان اعضا کو حرارت دی گئی تاکہ کھانا معدہ کے اندر طبخ پاکر اور کیلوس
ہوکر رگون کے رستون سے جگر مین پہونچے اور اسجگہ پککر خون ہوجاوے اور بسبب پخت کے کچھ اُس غذا
مین سے سودا ہوجاتا ہی مثل تل چھٹ کے اور اُسکو تلی لے لیتی ہے اور جو کچھ صفرا ہوجاتا ہے مثل کف کے
جیساکہ ہانڈی کے اوپر آجاتا ہی اور اُسکو پتہ جذب کرتا ہی اور چونکہ خون مین ابھی تک پتلا پن اور رطوبت
باقی ہی اسواسطے دو گردہ عنایت ہوئے تاکہ خون صاف ہوکر مائیت اُسکی اُنکی طرف آجاوے اور جسوقت خون
صالح غذا کا ہوگیا اُسکی تقسیم کرنیکے واسطے کوئی شئے چاہیئے کہ تمام بدن مین اُسکو بانٹ دے اور بدنکو غذا پہونچے

اسواسطے رگین عنایت فرمائین رگین بڑی بڑی اور باریک باریک بھی اور ہر گاہ کہ غذانے معدہ مین طبخ پایا تھا اور فضلہ بعد پکنے کے باقی رہا تھا اگر معدہ مین رہجاتا باعث بیماریونکا ہوتا اسواسطے پتے کو قوت دی اور رستہ بھی کھول دیا کہ تھوڑا سا صفرا امعا کی طرف بھیجے اور وہ صفرا اُس امعا کو کھجاوے تاکہ احتیاج دفع کرنے فضلہ کی پائی جاوے اور راہ مقعد کیسے نکلے اور بدن ہمیشہ تحلیل ہوتا رہتا ہے اسواسطے سودا مین سے کہ طحال نے جذب کیا تھا اور اسمین ترشی اور قبض آگئی تھی کچھ طرف فم معدہ کے پہونچایا تاکہ قوت شہوانیہ حرکت مین آوے اور طبیعت غذا کو چاہے اور جو ماہیت گردہ نے جذب کی تھی اپنی غذا کے موافق لیکر باقی کو مثانہ کی طرف ڈال دیتا ہے تا رستے باریک سے کہ سوراخ ذکر کی طرف آتا ہے دفع ہو اور پیشاب ہو کر نکلے بعد اسکے جاننا چاہیئے کہ آدمی کیواسطے کھانیکی چیزین بہت درکار ہین کہ تخم اُنکا باقی رہے اور اگر تخم جاتا رہیگا وہ چیزین گم ہو جاوین اور آدمی بھوکا رہیگا اسواسطے ایک پیشہ تعلیم کیا کہ بسبب اُسکے تخم اُن چیزون کا باقی رہیگا اور وہ پیشہ کھیتی کا ہے اور اسکے واسطے تین رکن ہین اول مٹی کہ تخم کو اُس مین نگاہ رکھے دوسرے پانی تیسرے ہوا تاکہ وہ تخم پھول کر شاخ اور پتے لاوے اور ہوا کو ضرور ہے کہ سخت حرکت کرکے زمین مین گھُسے اور تخم کے اجزا مین آوے اور درمیان تینون چیزون کے کمال خلط ہو جاوے اور باوجود اسکے گرمی موسم گرما کی ضرور ہے اسواسطے کہ بغیر گرمی کے ہوا سے اجزا تخم کے اوپر کو اُٹھ نہین سکتے اس جہت سے کہ ہوا ٹھنڈی سے شے جم جاتی ہے اور باعث اوپر کو اُٹھنے کا نہین ہوتی پھر واسطے پانی دینے کھیتی کے احتیاج کھودنے کنوئین اور نہر اور جاری کرنے چشمون کے اور درست کرنے نالیون پانی کی ہوئی اور ایسے ہی حاجت آلات پانی دینے کی کنوون سے پڑتی ہے اور بعضی زمینین بلند ہوتی ہین کہ نہرون کا اور چشمونکا اور کنوون کا اُسجگہ پانی نہین پہونچتا اسواسطے جناب باری نے ابر پیدا کر دئے اور ہواؤن کو اُنکے اوپر مقرر کیا تاکہ ابر کو ہر طرف لیجاوین اور چونکہ پانی باران کا ہر وقت میسر نہین اسواسطے پہاڑون کو خزانہ مینہہ کے پانی کا مقرر فرمایا تاکہ نہرین اور چشمے بتدریج جاری ہووین اور شہرون کو غرق نکرین اور گرمی کیواسطے آفتاب کو بیچ وقت حاجت کے فرمان بردار کیا تاکہ نزدیک ہو کر ہوا مین گرمی پیدا کرے اور جب سبزہ زمین سے بلند ہو سختی اور پستگی اُسمین پیدا ہو جاوے اور رطوبت پانی اور ہوا کی اُس سبزہ کو کمتر پہونچتی ہے اور ابھی تک رطوبت بہت درکار ہے سواس رطوبت کیواسطے چاند کو فرمان بردار کیا اور ایسے ہی جو ستارے کہ آسمان بین ہین زراعت مین انکا فائدہ ہے کہ بعد تفتیش کے معلوم ہوتا ہے اور مسخر ہونا آفتاب اور چاند اور ستارون کا بغیر حرکت آسمانون کے متصور نہین اور سر انجام حرکات افلاک کا فرشتون کے ذمہ ہے بعضے فرشتے

بیان پیشہ زراعت

واسطے تدبیر غذا کے آدمی کے بدن پر موکل ہین اسواسطے کہ فائدہ غذا کا یہ ہی کہ جز غذا کا قائم مقام جز بدن کے
کہ بسبب حرکتون کے تحلیل ہوگیا ہی ہوجاوے پس ضرور ہی کہ ایک فرشتہ ایسا ہو کہ غذا کو طرف گوشت اور
استخوان کے کھینچ کر لیجاوے اس واسطے کہ غذا جسم ثقیل ہے میل اسکا نیچے کی طرف ہے اور طرف کو میل نہین اور
ایک فرشتہ ایسا چاہیئے کہ غذا کو عضو کے اندر رکھے آور تیسرا فرشتہ بھی ہو تاکہ صورت خون کی غذا سے جدا کرے
اور چوتھا فرشتہ اور ہو کہ صورت گوشت اور پوست کی ہڈیون کو پہناوے آور پانچوان فرشتہ واسطے دفع کرنے
فضلہ کے اور چھٹا تاکہ جنس کو ساتھ جنس کے چپٹا دیوے آور ساتوان فرشتہ ایسا چاہیے کہ رعایت مقدار
کی کرے کہ اونچاپن اور نیچاپن عضو کی صورت مین پیدا نہووے پس یہ سات فرشتے واسطے غذا ہر عضو کے
درکار ہین اور بعضے اجزا بدن کے ایسے ہین جیسے آنکھ اور دل کہ سو فرشتون سے زیادہ کیطرف احتیاج رکھتے
ہین اور تمام فرشتون زمین کے کو آسمان کے فرشتون سے مدد پہونچتی رہتی ہی اور آسمان کے فرشتون کو مدد پہنچتی
ہے اُن فرشتون سے جو اُٹھانیوالے عرش کے ہین پس یہ تمام جو مذکور ہوا ایک شاخ ہے شاخون تربیت الٰہی
سے کہ فقط کھانیکی صورت مین پائی گئی اور کھانا ایک سبب صحت کا ہی اور سباب صحت کے اور بھی ہین
اور صحت ادنے چیز ہے کہ اعلے درجہ تربیت کا اس پر موقوف ہی آور جو شخص تمام اسباب صحت کی اور اور چیزین
جنکے اوپر تربیت موقوف ہی ساتھ نظر تفصیلی کے مشاہدہ کرے یقین ہوجاوے کہ حقیقت تربیت کی بغیر ربط
ہونے تمام عالمون کے آپسمین ممکن نہین اسی واسطے بیچ مقام شکر نعمتون کے لفظ رب العالمین کا ذکر کیا گیا
تاکہ اشارہ ہو اسطرف کہ تربیت عالم کی بیچ تربیت ہر فرد کے داخل ہے اور حقیقت مین تربیت تمام عالم
کی تربیت اُسکی ہی اور کیا اچھا ہی کہ کہا گیا بیت ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند * تا تو نانے بکف
آری و بغفلت نخوری * ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمان بردار * شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری *
جاننا چاہیئے کہ لفظ رب کا بیچ لغت عربی کے کئی معنون کیواسطے آتا ہے آور سب معنی اس جگہ مناسب ہین
پس ایک معنی رب کے مالک کے ہین آور مالک ہونا تمام جہانون کا اُسکے واسطے ظاہر ہے اسواسطے کہ جب
سب چیزین مخلوق اُسکی ہین مملوک بھی اُسکی ہوئین اور آدمی کی ملکیت ایسی نہین ایک اس وجہ سے کہ ملکیت
مطلقہ نہین یعنی سب چیزون کا مالک ہو بلکہ ملکیت خاص ہے یعنی بعض چیزون کی ملکیت اُسکے واسطے ثابت ہی دوسرے
اس وجہ سے کہ ملکیت اُسکی بطور عاریت کے ہی مالک حقیقی سے اور دوسرے معنی رب کے پیدا کرنیوالا اور یہ معنی
بھی مناسب مقام حمد کے ہین بلکہ خالق ہونا اُسکا سزاوار اعلے درجہ حمد کے کو چاہتا ہی کہ نعمتین اُسکی مخلوقات

کیطرف پہونچ گئی ہین باوجودیکہ کچھ استحقاق اُنکا نہین تھا اور اب بھی پُہنچتی رہتی ہین بغیر استحقاق اُنکے تیسرے رب کے معنے سید کے ہین یعنی سردار گروہ کا اور باعتبار اسی معنی کے رب النوع کہتے ہین یعنی سردار نوع کا اور حقیقت اس معنی کی بلند ہونا مرتبہ کا ہی اور یہ وصف بھی چاہتا ہی کہ اُسکے واسطے اعلے درجہ کی حمد کیجاوے اور چوتھے معنی رب کے مربی کے ہین یعنی درستی کامون کی کرنیوالا اور پہنچانیوالا ہر چیز کو اوپر مرتبہ کمال کے مثلاً نطفہ کو خون کے ساتھ ملا کر علقہ کیا اور علقہ کو منجمد کرکے مضغہ کیا اور مضغہ مین اعضا جدے جدے بنا کر روح اُس پر فایض کی اور ہر عضو کو جو قوت کہ لایق اس عضو کی ہی عطا فرمائی پھر روح کو ساتھ شریعت اور طریقت کے اور حقیقت کے کامل کیا پس سزاوار حمد کامل کا ہوا اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ تربیت دو قسم ہے ایک قسم وہ ہی کہ جو کوئی شخص اپنے نفع کیواسطے کسی کی پرورش کرے تاکہ وہ چیز اُسکے کام مین آوے اور تربیت اس قسم کی شان مخلوقات کی ہی کہ پابند غرضون اور حاجتون کی ہین دوسری قسم تربیت کی یہ ہے کہ اُسی شے کے فائدے کے واسطے تربیت کیجاوے اور شان خالق کی یہی ہی کہ مخلوقات کے فائدے کے واسطے تربیت اُنکی کرتا ہی اور اُسکو اس بات کی حاجت نہین کہ بسبب مخلوقات کے کمال اپنا چاہی اور اسی واسطے اللہ تعالے کے حق مین یہ حدیث شریف آئی ہی اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُلِحِّیْنَ فِی الدُّعَاءِ یعنی اللہ تعالے دوست رکھتا ہے گڑگڑا کر دعا مانگنے والون کو اور بھی آیا ہی کہ مَنْ لَا یَسْئَلُ اللّٰہَ یَغْضَبْ عَلَیْہِ یعنی جو شخص کہ نہ مانگے اللہ سے اللہ غصہ ہوتا ہی اوپر اُسکے اور اسجگہ سے جانا گیا رب العالمین بڑی کامل صفات اللہ کی ہی جل شانہ اسواسطے کہ ابتدا ظاہر ہونے نور وجود کے سے تا انتہا پہنچنے ہر شخص کیطرف معاد اپنی کے اسی اسم عظیم کے حیطہ مین داخل ہے اور جو نسبت اور علاقہ کہ جہانکا دیکھا یا سنا جاتا ہی ایک پرتو انوارون اسی اسم مبارک کا ہے اسیواسطے بعد اسم مبارک اللہ کے اس اسم کو بیچ مقام حمد کے لائے بسبب اسکے کہ اسم اللہ کا دلالت اوپر تمام اور کمال کے کرتا ہی یعنی ذات اللہ تعالے کی اپنے آپ کامل اور پوری اور واجب ہی کسی شئے کی طرف اپنے کمال مین محتاج نہین اور یہ اسم دلالت اوپر مافوق تمام اور کمال کے کرتا ہی یعنی ذات اُسکی باوجود کمال اپنے کے آگے کو بڑھی یعنی اُنکی تکمیل ہوئی اور اور چیزون کا کمال بسبب اس ذات کے حاصل ہوا پس تربیت اور چیزون کی ناقص ہوئی اور اُسکی تربیت کامل کہ یہ محتاج کسی کا نہین اور اور چیزین محتاج اسی کی ہین اب آیندہ بیان اُن چیزون کا ہوتا ہی جو متعلق ساتھ الرحمن الرحیم کے ہین کہ حقیقت رحمت کی حق تعالے کے حق مین یعنی جو رحمت کہ صفت اللہ کی ہوسکتی ہے وہ کیا ہے پہونچانا خیر کا اور دفع کرنا

اور دفع کرنا شر کا ہے اور رحمت الٰہی دو قسم ہے ایک ذاتی ہے دوسری صفاتی اور ذاتی بھی دو قسم ہے
عام اور خاص رحمت عام عطا کرنا وجود کا کہ یہ رحمت سب موجودات مین پائی جاتی ہے اور رحمت
خاص استعداد قرب الٰہی کا بخشنا کہ یہ بات بعضے بندون کے واسطے ثابت ہے اور رحمت صفاتی بھی دو قسم ہے
عام اور خاص عام یہ ہے کہ جو صفات اور اعراض لایق ہر موجود کی ہین اُسکے تئین عنایت کرنا اور
خاص یہ ہے کہ ہر موجود کو ایسی شے عطا کرنی کہ اُسکو بسبب اُس شئے کے اور چیزون پر فضیلت حاصل ہو
اس جگہ سے معلوم ہوا کہ رحمن اور رحیم کا دوسری بار اس سورہ مین ذکر کرنا باوجودیکہ بسم اللہ مین بھی
یہ دونون اسم ایکبار ذکر ہو چکے تکرار نہین اس واسطے کہ وہ رحمت کہ جو بسم اللہ مین ذکر ہوئی ہی ذاتی ہی اور وہ
رحمت کہ اسجگہ ذکر ہوئی صفاتی ہی اور ہر گاہ کہ ذاتی دو قسم کی ہی عام اور خاص پس دونون قسمونکی ذکر کرنیکے واسطے
دونون لفظ رحمن اور رحیم کے بسم اللہ مین ذکر کیے اور رحمت صفاتی بھی دو قسم کی ہے عام اور خاص اسواسطے اسجگہ
بھی دونون اسم ذکر کیے تا کہ دونو قسم کی رحمت پر دلالت کرین اور بعضے کہتے ہین کہ بسم اللہ مین ذکر رحمن اور
رحیم کا واسطے تسکین ہیبت کی ہے کہ اسم اللہ کے ذکر کرنے سے دل پر آتی ہے اور خوف سے دل مدہوش ہوتا ہے
اور اس جگہ کہ رحمن اور رحیم کا ذکر ہوا واسطے امیدوار کرنے بندون کے ہی تا کہ خوف مالک یوم الدین کے سے
بیقرار نہون اور جو بیچ کلام آیندہ کے عبادت کا ذکر ہے اور عبادت نہایت شاق فعل ہے پس ضرور ہوا کہ دو
امر ہمراہ اُسکے ہون ایک رجا اور دوسرا خوف پس دونون جگہ دو دو اسم ذکر کیے کہ پہلا دلالت اوپر
تسکین عوام کے کرتا ہے اور دوسرا خواص کے واسطے آور یہ بھی علمانے فرمایا ہے کہ ابتدا ظہور
عالم کا ساتھ رحمت عام اور خاص کے ہے اور ایسے ہی انتہا اُسکا بھی دونون قسم کی رحمت کی ساتھ
ہے پس ذکر دونون اسمون کے اندر اشارہ طرف رحمتون ابتدائی کے ہے اور اس جگہ ذکر کرنا اُن کا
اشارہ طرف رحمتون انتہائی کے ہی اور یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے کہ ابتدا حمد کا رحمتین عام اور
خاص ہین عام بیچ نظر عام کے اور خاص بیچ نظر خاص کے پس چاہیئے کہ منتہا حمد کا بھی دونون
قسم کی رحمتین ہون ساتھ اسی تفصیل کے اس مین اور یہ بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ حمد اگرچہ کامل اور پوری
پوری ہو لیکن مکافات نعمتون الٰہی کے کہ سابقہ ہین خواہ عام ہون خواہ خاص نہین کر سکتے کیا جگہ
اسکے کہ رحمت موجب جزاے مزید کا ہو سکے مگر ساتھ اسطرح کے کہ یہ دو قسم رحمت کی اس حمد کے ساتھ
مل جاوین اور موجب جزاے مزید کا ہووین عام واسطے مزید عام کے اور خاص واسطے مزید خاص کے

حاصل یہ ہے کہ حمد اگرچہ کیسی ہی پوری اور کامل ہو لیکن کیا ممکن کہ اُس کی نعمتوں کی کہ پہلے سے ذمہ اسکے ہین مکافات کر سکے پس اسی سے لازم آیا کہ جب حمد نے اُس کی نعمتوں کا مقابلہ نہ کیا لایق جزاے مزید کے کیونکر ہو۔ اسواسطے دوبارہ رحمتین ذکر کین کہ ان رحمتوں کے سبب سے جزاے مزید حامد کو عطا کی جاوے اور یہ بھی اشارہ دوبار ذکر کرنے مین ہے کہ جیسے رحمت دنیا کی دو قسم ہے ایک عام کہ وہ ایجادی ہے اور خاص کہ تفضیلی ہے یعنی ساتھ انعام بزرگ کے مشرف کرنا کہ بعض خاص لوگون کے واسطے ہو ایسی ہی رحمت آخرت کی بھی دو قسم کی ہے ایک عام ہے کہ جسکے سبب سے نجات عذاب سے ہووے اور دوسری خاص کہ جس کے سبب سے قرب الٰہی حاصل ہو اور اسکی طرف بھی اشارہ نکل سکتا ہے کہ رحمت اللہ تعالےٰ کی سبب حمد اسکیکا ہے بلا واسطے خاص سبب حمد خاص کا ہے اور عام سبب عام کا اور بھی وہی رحمت سبب عبادت کا ہے اگر مضمون مَالِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ کا ملاحظہ کیا جاوے رحمت عامہ واسطے عبادت عامہ کے اور خاصہ واسطے عبادت خاصہ کے پس حمد کے تئین ساتھ دو وجہ کے ضرور جاننا چاہیئے اول یہ کہ مقتضاے رحمت کا ہے اور دوسرے یہ کہ مقصود عبادت سے بھی حمد ہے اور عبادت مقصود ہے انسان کے پیدا کرنے سے اور انسان کا پیدا کرنا مقصود ہے پیدایش تمام جہان کی سے اور بعضون نے کہا ہے کہ رَحۡمٰن اور رَحِیۡم کے معنی ایک ہین جیسے ندمان اور ندیم کے پس جمع کرنا دونون لفظون کا تاکید کے واسطے ہی جیسا کہ کہتے ہین کہ فلانا تیز اور تند ہے۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ رَحۡمٰن مین مبالغہ زیادہ ہے رَحِیۡم سے اسواسطے کہ رحمٰن مین پانچ حرف ہین اور رَحِیۡم مین چار حرف اور زیادتی لفظون کی دلالت کرتی ہے اوپر زیادتی معنون کے اور اسیواسطے رَحۡمٰن خاص ہوا ساتھ ذات پاک باری کے غیر کے اوپر بولا نہین جاتا ہے اور بسبب غلبہ اہمیت کے حکم علم کا اس نے پیدا کیا ہے اسواسطے جو کوئی غیر اللہ تعالی کو رحمٰن کہے کافر ہو جاویگا اور مبالغہ کہ رحمٰن مین پایا جاتا ہے تین طرح سے سمجھنا چاہیئے اول باعتبار کثرت افراد رحمت ایجادی کے دوسرے باعتبار کثرت افراد مرحومین کے اور یہ دو نو قسم کے مبالغے زیادتی بیچ کمیت کے ہے تیسرے باعتبار زیادتی کیفیت کے کہ اسم رحمٰن کا خاص ہے ساتھ رحمتون بڑی کے کہ ہمیشہ ہون اور جو کوئی کہ کہتا ہے کہ رَحۡمٰنُ الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَرَحِیۡمُ الدُّنۡیَا

اشارہ طرف ایک کے انہین تین وجہ مبالغہ کی طرف ہے اور بعضون نے کہا کہ یا رحمٰن الدنیا وَرَحِیْمَ الْاٰخِرَۃِ اسکی وجہ یہ ہے کہ رحمت دنیا کی عام ہے نیک اور بد اُس مین شریک ہین بخلاف رحمت آخرت کے کہ خاص مومنین کے واسطے ہے پس اس وجہ سے رحمٰن مین مبالغہ کل آیا اور یہ بھی کہا ہے کہ رحمٰن باعتبار لفظ کے خاص ہے اور باعتبار معنی کے عام اسواسطے کہ سوائے ذات باری کے دوسرے کو رحمٰن نہین کہا جاتا اور خالقیت اور رازقیت اور نفع رسانی کہ معنی اسکے شامل ہین تمام موجودات کو اور رحیم باعتبار لفظ کے عام اور باعتبار معنی کے خاص اسواسطے کہ مخلوقات کے اوپر یہ لفظ بولا جاتا ہے جیسا کہتے ہین فلانا رحیم ہے اور لطف اور توفیق کہ معنی اسکے ہین خاص مومنین کیواسطے ہے ضحاک نے کہا ہے کہ رحمٰن مین اشارہ طرف ظہور رحمت اُسکی کے ہے اوپر اہل آسمانون کے اور رحیم مین اشارہ ہے طرف نزول رحمت اُسکی کے اوپر اہل زمین کے ابن مبارک نے کہا ہے کہ رحمٰن وہ ہے کہ جو اُس سے سوال کرین پورا کرے اور رحیم اُس کو کہتے ہین کہ جو اُس سے کچھ نہ طلب کرین ناخوش ہو اور غصہ مین آوے اور بعضون نے کہا ہے کہ نعمتین طرح طرح دنیا اور آخرت کی آثار رحمت رحمانی کا ہے اور دور کرنا بلیات کا اور آفات دارین کا بسبب رحمت رحیمی کے ہے اور ہر تقدیر پر اگر رحمٰن ابلغ رحیم سے ہے پس بیچ ترتیب ان اسمار کے کہ اول اللہ کو ذکر کیا پھر رحمٰن کو پھر رحیم کو مناسبت تنزیلی ہے یعنی درجہ بدرجہ ذکر ہے کہ پہلے ذکر اسم ذات کا کیا پھر ذکر اُس اسم کا اسمار صفات مین کیا کہ مانند اسم ذات کی ہے بیچ اختصاص کے کہ اور کسی کے اوپر اطلاق نہین ہوتا بعد اسکے اسمار صفات مین سے ایسے اسم کا ذکر فرمایا کہ وہ عام ہے لیکن اسجگہ ایک شبہ وارد ہوتا ہے کہ جب لفظ رحمٰن کا کہ دلالت اوپر کمال کے کرتا ہی ذکر ہو گیا پھر حاجت ذکر رحیم کی کیا ہے جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ ذکر رحیم کا ارداف اور تتمیم کے قبیلہ سے ہے یعنی جو رحمت کہ اس مین مندرج نتھی لفظ رحیم کے ساتھ اُسکا ذکر کیا اس واسطے کہ لفظ رحمٰن کا شامل ہے نعمتون بزرگ اور کلیات اور اصول منافع کو اور لفظ رحیم کا نعمتون حقیر اور جزئیات اور فروع کو شامل ہے اور یہ تتمیم اسواسطے کی گئی تا کہ بندہ کو بیچ مانگنے حاجتون چھوٹی چھوٹی کے مثل نمک کے اور پاپوش کے اور گھاس جانور کے جناب الٰہی سے شرم دامنگیر نہو

اور بے دھڑک ہوکر اللہ تعالےٰ سے سوال کرے گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر ہم اپنے تئین فقط رحمن
کہتے حشمت ہماری تیرے دل پر غالب ہوتی اور سہل سہل چیزون کا سوال ہمسے بے ادبی جانتا تو اب کہ اپنے
تئین رحمن اور رحیم کہا ہمنے اجازت اور پروانگی دی کہ ہر حاجت خواہ بڑی ہو خواہ چھوٹی ہمسے طلب کر
اور یہ اُسکا کمال احسان ہی بندون کے اوپر برخلاف عادت بادشاہون اور امیرون اور متکبرون دنیا
کے ایک کتاب مین دیکھا گیا کہ ایک شخص نے کسی سہل مقدمہ مین عرضی بیچ حضور بادشاہ کے گذاری بادشاہ
نے فرمایا کہ اسکو تادیب کرین کہ مقدمات سہل کے تئین سہل آدمیون سے چاہیئے طلب کرنی اسجگہ کمال رحمت
الٰہی ظاہر ہوتی ہی کہ بندہ کو ساتھ اس مرتبہ کے دلیر کرنا اور بعضون نے کہا ہے کہ رحمن دلالت کرتا ہی اوپر اُن
نعمتونکے کہ ملنا اُن نعمتون کا بندون سے نہو سکے جیسا کہ زندگی دینی اور قوت شنوائی اور بینائی کی عطا کرنی
اور فرزند دینے اور رحیم دلالت اوپر اُن نعمتون کے کرتا ہے کہ آدمیون کے خیال مین حاصل ہونا اُسکا
آدمیون سے بھی ممکن ہے جیسا کہ تشخیص مرض کی اور معالجہ کرنا ساتھ دوا کے اور تعیین روزینہ کی کرنی
اور جاگیر دینے اور اعانت کرنی بیچ امور معاش اور معاد کے پس گویا فرماتے ہین کہ مین رحمان ہون نطفہ
گندہ کو تو میرے حوالہ کرتا ہی مین اُسکو آدمی خوش قامت اور خوبصورت بناکر حوالہ تیرے کرتا ہون اور تخم
خشک بوسیدہ مجکو سونپتا ہے تو مین اُسکو درخت معہ شاخ اور پتون کے پھل لانے والا بناکر تیرے تئین
عطا کرتا ہون اور عبادت ناقص میرے واسطے بھیجتا ہے تو مین اُسکو ایک محل بلند کہ حورین اور مکانات
اور درخت اور نہرین اُسمین ہون بناکر تیرے حوالہ کرتا ہون اور بھی رحیم ہون مین کہ جو کچھ باپ
اور ما اور خاوند اور مالک اور اُستاد اور پیر اور طبیب اور عطار اور آقا اور مربی تیرے ساتھ کرتے
ہین ہمسے توقع رکھ اور اسی واسطے کہا ہے شعر لکل شئی اذا فارقتہ عوض ⁂ ولیس للہ ان فارقت من
عوض ⁂ یعنی واسطے ہر شے کے جسوقت مفارقت ہو جائے تیری اُس سے بدل ہی اور نہین ہی واسطے اللہ کے
اگر مفارقت کرے تو اُس سے کوئی بدلا۔ اس جگہ ایک شبہ ہے بہت مشکل اور وہ یہ ہے کہ جو وہ رحمن
اور رحیم ہے پس کسواسطے اُس نے بُری چیزین اور قباحت کی باتین پیدا کرین اور افعال مذمومہ اور اخلاق
نکمے اور غم اور طرح طرح کے سوچ اور فکر اور حاجتین ساتھ ہمارے لگائین اور یہ کیا تقاضا رحمت کا ہے
جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ حقیقت مین کوتہ نظری ہماری ہے کہ ان چیزون کو خلاف رحمت کا جانین
اگر باپ شفیق بیٹے کے تئین تادیب نکرے البتہ رحمت کے موافق اُس نے کام نکیا اور ظاہر مین تادیب

صورت عذاب کی ہے لڑکی سے پوچھنا چاہیئے کیا اوس پر گذرتی ہے جسوقت صبح کے وقت
اوٹھتا ہے اور اوسکو گھر میں سے ہمجنسوں سے علیحدہ کرکے مکتب میں لیجاتے ہیں اور معلم مکروہ صورت
کہ کوڑہ ہاتھ میں ہے اور چین پیشانی پر پڑی ہوئی ہے اوسکے حوالہ کر دیتے ہیں اور وہ اوستاد اوسکو
فرصت ایک لحظہ کی نہیں دیتا ہے کہ تھوڑا سا کھیل میں مشغول ہوکر آرام کرے پھر جب دن جمعہ کا آتا
ہے اس بلا سے خلاصی ہوتی ہے حجام کے حوالہ کرتے ہیں کہ ناخن اور بال اوسکے مونڈے پھر جب گھر میں
آوے پانی گرم سے اوسکو غسل دیتے ہیں اور میل بدن سے کیسہ ملکر دور کرتے ہیں اور جو کہیں اوسکو صورت
بدہضمی کی ہوجاتی ہے پانی اور کھانا اوسکا بند کرتے ہیں تمام گھر کو دیکھتا ہے کہ کھانے لطیف اور
شربت لذیذ کھاتے ہیں اور پیتے ہیں اور یہہ ایک لقمہ اور ایک گھونٹ کے واسطے ترستا ہے اور ہر چند
فریاد کرتا ہے کوئی نہیں سنتا ہے پس یہہ باتیں صورت کمال عذاب کی ہیں اور حقیقت میں عین رحمت
ہے من لم یودبہ الابوان ادبہ الملوان اگرچہ طفل ناقص العقل ہرگز نہیں سمجھتا ہے کہ یہہ سب کچھ
اسکے حق میں رحمت ہے پس جو کچھ روز و شب جہان میں محنت اور بلا ہے حقیقت میں رحمت اور نعمت
ہے عسی ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئاً وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون قصہ
حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا عبرت کے واسطے اس مقام میں کافی اور شافی ہے
جس جگہ ایسے پیغمبر اولوالعزم کے تئیں اسرار بعضے فعلوں الٰہی کے ظاہر نہوں اور
حضرت خضر کے اوپر انکار سے پیش آوے دوسروں کو کہ اب تک کشف ظاہر عالم کا بھی
میسر نہیں حکمتیں اللہ تعالیٰ کی معلوم کرنی کیونکر ممکن ہو طریق عام و خاص کا یہہ کہ اوسکو
رحیم مطلق اور رحمٰن برحق اعتقاد کریں اور اپنے تئیں مثل طفل ناقص العقل کے ناعاقبت
بیں پہچانیں کہ ہر چند وہ لڑکا کوشش کرے ہرگز وجہ تعذیب اور تادیب والدین کے
نہیں سمجھتا ہے اور اس جگہ جاننا چاہیئے کہ جو چیزیں دنیا اور آخرت میں خلق پر وارد ہوتی
ہیں چار قسم کی ہیں قسم پہلی یہہ ہے کہ نافع بھی ہو اور ضروری بھی ہو جیسا دم لینا دنیا میں
کہ جو لحظہ بھر دم رک جائے اور ٹوٹ جاوے آدمی مرجاوے اور مثل معرفت الٰہی کے بیچ
آخرت کے کہ جو ایک لحظہ دل سے دور ہو مستحق عذاب ہمیشگی کا ہو قسم دوسری وہ چیز ہے کہ نفع
دینے والی ہے اور ضروری نہیں جیسا کہ مال دنیا میں اور کثرت علوم اور معرفتوں کے اوپر

کثرت نوافل اور طاعتوں کے آخرت میں (قسم تیسری) وہ ہے کہ ضروری ہے اور نفع دینے والی نہیں جیسے آفات اور امراض دنیا کے اور آخرت میں اس قسم کی کوئی نظیر نہیں (قسم چوتھی) وہ ہے کہ نہ نفع دینے والی اور نہ ضروری مثل فقر کی دنیا میں اور عذاب کے آخرت میں پس جو چیز کہ نفع دینے والی ہے خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں تقاضا رحمت خاص کا ہے اور وہ کہ ضروری ہے خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں تقاضا رحمت عام کا ہے کہ کل عالم کے ساتھ اوسکا تعلق ہے اور وہ کہ نہ نفع دینے والی ہے اور نہ ضروری ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تقاضا رحمت اضافی کا ہے یعنی بہ نسبت بعضوں کے رحمت ہے تفصیل اسکی یہ ہے جو دنیا میں فقر نہو تونگری اور جو لوازم اوس کے ہیں بادشاہت اور امارت وغیرہ کی صورت ظاہر نہو کیونکہ جب کسیکو کسیکی طرف احتیاج ہی نہو تو کیوں کوئی کاروبار کے سرانجام میں ذلیل ہو اور کیوں اپنے اوقات عزیز کو محتاج الیہ کے اوامر و نواہی کے تابعداری میں صرف کرے پس یہ سب منصب برہم درہم ہو جاویں اور بالکل انتظام عالم جڑ سے اوکھڑ جاوے بلکہ بنی آدم کا ایک جگہ رہنا اور جمع ہونا اور ایک دوسرے کی مدد کرنا بالکل یک قلم جاتی رہے اور خلقت انسانی مثل خلقت جانوروں کے پراگندہ اور بے سر ہوں پس رحمت اضافی اللہ تعالی کی کہ بہ نسبت ہر منصب اور مرتبہ اور ہر حرفت اور پیشہ کے کہ تعلق پکڑے ہوئے ہے تقاضا کرنیوالے فقر اور احتیاج اور لاحق ہونے مرضوں و مصیبتوں اور آفتوں کے ہوئی فرض کیا چاہیے کہ جو بیچ جہان کے چور نہو تو چوکیدار کیا کریگا اور اگر بیماری نہو طبیب و عطار اور جراح اور سالوتری معطل ہیں گے اور اگر فقر اور احتیاج نہو بادشاہ بے لشکر اور امیر بے خدمتگار رہے اور تاجر بے گماشتہ کے اور متصدی بے پیشکار کے کیا کریں اس جگہ سے حقیقت رحمت الٰہی کی ظاہر ہوئی کہ بیچ ہر شہر کے آفت مخفی ہے اور باوجود اس کے آفتیں و بلائیں چلتی پھرتی تمام عالم میں پراگندہ کرتی ہیں بہت بادشاہ قدرت والے مرضوں میں گرفتار ہیں اور محتاج طبیبوں اور عطاروں اور دواسازوں کے ہیں اور بہت فقیر ہیں کہ کسی سے خوف نہیں رکھتے ہیں اور ساتھ امن تمام کے گزارتے ہیں حاجت لشکر اور چوکیدار کی نہیں رکھتے ہیں اور بادشاہ اور امیر اور تونگر رشک اون کی حالپر

لیجاتے ہیں پس مرض بادشاہ کا رحمت عظیم ہے طبیبوں کے حق میں اور مفلسی اور احتیاج طبیبوں کی رحمت ہے بادشاہوں کے حق میں اور اوپر اسیکے قیاس کرنا چاہئے تمام آفتوں اور بلاؤں کو کہ ظاہر میں خلاف رحمت کا دکھائی دیتے ہیں ہاں یہہ بات ہے کہ ایکو مخلوقات میں سے سب قسم کی رحمتیں نہیں دی ہیں و الا انتظام عالم کا فاسد ہو جاوے اور صفت قہر اور غضب کی بے مظہر رہے اسجگہ ایک نکتہ باریک ہے کہ حضرت مریمؑ کو ایک رحمت عطا کی کہ سبب نجات اون کے کا طعنہ کفاروں بدبخت کے سے ہوا جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا ہے وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا اور تمام امت مصطفوی کو بھی ایک رحمت عمدہ تر عنایت فرمائی ہے کہ وہ وجود با جود رسول مقبول کا ہے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ پس کیا بعید ہے کہ بسبب اس رحمت کے عذاب دوزخ کے سے خلاص ہوں اور وہ چیز کہ متعلق ساتھ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ کے ہے وہ یہہ ہے کہ بمقتضا عدالت کا فرق کرنا درمیان نیکی کرنے والے اور بدی کرنے والے اور مطیع اور عاصی اور موافق اور مخالف کے ہے اور یہہ فرق ظاہر نہوگا مگر قیامت کے دن اسواسطے کہ اگر دنیا میں نیکوں کو نعمت اور دولت اور صحت دیویں اور بدوں کو فقر اور مصیبت اور مرض حوالہ کریں کل آدمی بالطبع راہ نیکی کا اختیار کریں اور بدی سے پرہیز کریں بباعث طمع حصول دولت اور عافیت کے اور ایمان کی جہت سے نیکی نہ قبول کریں پس امر تکلیف کا برہم جاوے اور کام نیک بلا اختیار آدمیوں سے ظاہر ہوویں نہ ساتھ حکم الٰہی کے اسی واسطے دن جزا کا جدا مقرر کیا اور دن عمل کا جدا تا کہ حقیقت تکلیف اور معاملہ امتحان کا متحقق ہووے جاننا چاہئے کہ اسجگہ دو قرأتیں صحیح اور متواتر ہیں مالک اور ملک اور دونوں طرح سے پڑھنا اس کا درست ہے لیکن علما نے بیچ ترجیح کے کلام کیا ہے کہ کون سی قرأت افضل ہے جو لوگ کہ قرأۃ مالک کی پڑھتے ہیں کئی وجہ سے اس قرأت کو ترجیح دیتے ہیں اول یہہ کہ مالکیت عام ہے اسواسطے کہ آدمی اور غیر آدمی کے ساتھ بھی متعلق ہوتی ہے بخلاف ملک اور بادشاہت کے کہ خاص آدمیوں کے ساتھ ہے دوسرے یہہ مالک کو اوپر مملوک کے بکمال قدرت ہے اگر چاہے مملوک اپنے کو بیچ ڈالے یا بخشے بخلاف بادشاہ کے کہ یہہ قدرت رعیت کے اوپر نہیں رکھتا ہے تیسرے یہہ کہ نسبت مالکیت کی قوی زیادہ نسبت بادشاہت کی سی ہے اسواسطے کہ مملوک کے تئیں ملک مالک سے نکلنا ممکن نہیں

اور رعیت کو ممکن ہے کہ رعیت ہونے بادشاہ کے سے ساتھ اختیار اپنے کے نکل جاوے ۔ چوتھے زیادتی مرتبہ مالک کی بہ نسبت مملوک کے اعلی ہے زیادتی مرتبہ بادشاہ کی سے بہ نسبت رعیت کے ہو اسطے کہ مملوک کمتر درجہ میں ہے رعیت سے پس غلبہ اور قہر مالکیت میں زیادہ ہوتا ہے بادشاہت سے پانچویں غلام کو خدمت مولی کی واجب ہے اور رعیت کو خدمت بادشاہ کی واجب نہیں چھٹی غلام بغیر اذن مالک کے کچھ نہیں کر سکتا بخلاف رعیت کے کہ بدون پروانگی بادشاہ کے کام کر لیتی ہے ساتویں بندہ کو طمع خاوند سے لازم ہے اور بادشاہ کو رعیت سے طمع ہوتی ہے آٹھویں نہایت اوس چیز کا کہ بادشاہ سے امید ہے عدل اور انصاف ہے اور ہیبت اور سیاست اور غلام کو کہ مولا اپنے سے امید ہے طرح طرح کی چیزیں ہیں خوراک اور پوشاک اور پرورش اور مہربانی اور رحمت پس قرأت مالک کی میں زیادہ تر امید جناب الٰہی میں نکلتی ہے اور آدمی کو احتیاج طرف بخشش و تربیت اور مہربانی اور رحمت کے زیادہ ہے احتیاج ہیبت اور سیاست اور عدل اور انصاف سے جیسے حدیث قدسی میں آیا ہے یا عبادی کلکم جائع الا من اطعمته فاستطعمونی اطعمکم یا عبادی کلکم عار الا من کسوته فاستکسونی اکسکم یعنے ای میری بندو سب تم بھوکے ہو مگر وہ شخص کہ اوسکو کھلاؤں میں پس کھانا مجھ سے مانگو تم تاکہ کھلاؤں تمہیں تم کو ای میری بندو سب تم برہنہ ہو مگر وہ کہ پہناؤں میں اسکو پس طلب پوشاک کی کرو تم مجھ سے تاکہ پوشاک دوں تمہیں تم کو نویں بادشاہ جسوقت موجودات لشکر اپنی کی لیتا ہے بڈھے اور ضعیف اور شکستہ حال اور مریض اور عاجز کو نظر سے دور کرتا ہے اور مالک جسوقت تفحص غلاموں اپنے کا کرتا ہے اوپر ضعیفوں اور مریضوں اور بڈھوں کے زیادہ تر رحمت فرماتا ہے اور ساتھ معالجہ اور اعانت کے مشغول ہوتا ہے پس مرتبہ مالک کا بہتر مرتبہ بادشاہ کے سے ہے دسویں مالک میں ایک حرف بڑھتی ہے ملک کے لفظ سے پس اس کے پڑھنے میں ثواب زیادہ ہے گیارھویں قیامت میں بادشاہت ہوں گے اور سب ساتھ حالت اپنی کے گرفتار اور مالک سوائے خدا کے کوئی نہو گا بارھویں بندہ کو ساتھ خاوند اپنے کے اتصال زیادہ رعیت کے اتصال سے ساتھ بادشاہ کے اسی واسطے فقہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ جو خاوند کسی غلام کی نیت سفر کی یا نیت اقامت کی کی غلام بے اختیار مسافر اور مقیم ہوتا ہے بخلاف رعیت کے اور جو لوگ لفظ ملک پڑھتے ہیں کہتے ہیں کہ ہر بادشاہ مالک ہے اور ہر مالک بادشاہ نہیں پس صفت بادشاہی کی بہتر صفت مالکیت کی سے ہے اور حکم

تفسیر مجملی

بڑے دل کی خیر خواہ ہونے کی اور عمدہ باتوں میں اور سراسر باتوں کا ظاہر کر رعایا بادشاہ کی بادشاہت دل سے مان لے اور اس کے قانون کی مخالفت کو نہایت ہی بری بات سمجھے اور بادشاہ کی خیر خواہی کرنے میں مشغول رہے اسی طرح خدا نے اپنے تمام بندوں کے لیے اپنا قانون یہی کلام اللہ شریف بھیجا ہے اس میں ہر طرح کی باتیں انتظام کی جرم

بادشاہ کا اوپر مالک کے نافذ ہے اور حکم مالک کا اوپر بادشاہ کے نافذ نہیں اور بھی سیاست بادشاہ کی
اقوی اور اتم اور اشمل اور اعم ہے ہزار مالک مقابلہ ایک بادشاہ کا نہیں کر سکتے اور مالک بہت سے شہر میں موجود
ہیں اور بادشاہ سوائے ایک شخص کے نہیں ہوتا ہے اور لفظ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کا دلالت اوپر مالکیت کے کرتا ہے
پس اگر اس جگہ بھی لفظ مالک پڑھا جاوے تکرار لازم آتا ہے اور بھی لفظ مالک کا ننانوے نام حسنی میں واقع ہے اور
مالک اوس جگہ نہیں ہاں مَالِكُ الْمُلْكِ ننانوے نام میں موجود ہے کہ بمعنی ملک کے ہے اور بھی لفظ ملک کا بیچ آخر قرآن
کے مذکور ہے یعنے ملك الناس اور ختم کلام کا اشرف چیز پر ہوتا ہے پس شروع کلام کا بھی ساتھ اوسی چیز کے
مناسب دکھائی دیتا ہے اور اطاعت بادشاہ کی اوپر کل کے واجب ہے اور اطاعت مالک کی واجب نہیں مگر اوپر
مملوکوں اوس کے یہ مذکور وجوہ ترجیح دونوں قرأتوں کا تھا اور ان وجہوں میں بحثیں ہیں پہلے قرأت کی وجوہ
میں اس سبب سے بحثیں ہیں کہ بادشاہت کے ساتھ غیر آدمیوں کے تعلق نہیں پکڑتی وجہ اوس کی یہ ہے کہ سوائے
آدمیوں کے اور چیزیں سر امر اور نہی بادشاہ کی کا نہیں سمجھتے ہیں اور باوجود اس کے حضرت سلیمان علیہ السلام
کو عام بادشاہی بھی حاصل تھی اور بادشاہت میں ساتھ ایک وجہ کے عموم تھی اس واسطے کہ بادشاہ کو غلبہ اور
تصرف اوپر غلاموں اور دیگر اشخاص کے حاصل ہوتا ہے اور اوپر اور لوگوں کے اختیار کامل ہے اور رعیت کو نکلنا
ولایت بادشاہ کی سے اوس صورت میں ممکن ہے کہ ولایت اوس کی عام نہو اور اس جگہ جو اضافت طرف یوم الدین
کے واقع ہوئی عام ہونا ولایت کا سمجھا گیا اور غلام کافر حربی کے واسطے جائز ہے کہ دار الاسلام میں بھاگ
کر چلا آوے اور ملک مالک سے باہر ہو بلکہ اس کو شرعًا جائز ہے کہ مولیٰ اپنے کو مغلوب کر کے غلام بنا لے اور جیسا
کہ غلام کے تئیں خدمت آقا اپنے کی واجب ہے ایسی ہے رعیت کو فرمان برداری حکم بادشاہ کی واجب ہے اور یہ
بھی ایک قسم خدمت سے ہے اور غلام کو کبھی مستقل ہونا بیچ کسب کرنے کے ساتھ اجازت مولیٰ کے حاصل ہوتا
ہے چنانچہ فقہ میں عبد ماذون کی بحث میں مذکور ہے اور رعیت کو اخذ کرنا حقوق اور اجرائے حدود اور قصاص
کا بدون اذن بادشاہ کے متصور نہیں اور خداوند اور مولیٰ کو ہر چند کہ طمع غلام کے مال میں نہیں ہے لیکن بیچ خدمت
غلام کے اور منافع میں ہمیشہ طمع رکھتا ہے اور بھی مولیٰ کو اوپر غلاموں اپنے کے ہیبت اور سیاست ہوتی ہے اور
عفو اور مہربانی اور رحمت اور تربیت کی بادشاہ سے بھی رعیت کے ضعیف آدمیوں کو امید ہوتی ہے کہ ذمہ بادشاہ
کے واجب ہے کہ ضعیفوں کو کھانا کپڑا اور دوسرے حوائج ضروری لوں صدقے کے سے پہنچاوے اور باوجود اس کے تمدن اور اجتماع میں
احتیاج ہیبت اور سیاست کی زیادہ ہوتی ہے اور اسی واسطے بادشاہ رعیت کو دشمنوں سے محفوظ رکھتا ہے

اور یہ بہتر ین انواع تربیت اور رعایت کا ہے اور کثرت ثواب کی بسبب کثرت حرفوں کے اوس وقت ہے کہ
کہ دونوں کلمہ ثواب میں برابر ہوں اور اگر کلمہ تھوڑے حرفوں والا اشرف اور افضل ہو بہت حرفوں والے کلمہ سے
پس ایسی صورت میں ثواب چھوٹے کلمہ کا بھی زیادہ ہو جائیگا چنانچہ سورہ اخلاص کی نسبت دوسری سورتوں کے
اور باوجود اسکے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ لفظ ملک کا چھوٹا ہے لفظ مالک کے سے پس ملک بہتر ہوا اسواسطے کہ بیچ
پڑھنے لفظ مالک کے طول امل لازم آتا ہے کہ جائز ہے پہلے تمام کرنے سے موت آجاوے اور تمام کرنا اوسکا ممکن
نہو اور وہ حجتیں کہ بیچ وجوہ قرأت ملک کے ہیں یہ ہیں کہ بادشاہت یا دشاہ کی مالکیت مالک کی نسبت کے اوس
صورت میں عام ہوتی ہے کہ مالک کی اضافت طرف کل موجودات کی نہو ہیں اور اسجگہ اضافت مالک کی
طرف یوم الدین کی ہے کہ ظرف محیط ہے کل موجودات کو پس عموم میں دونوں لفظ برابر ہوگئے اور حکم مالک کا
کہ بادشاہ کے اندر نافذ نہیں اس جہت سے ہے کہ بادشاہ اوسکی ملک میں داخل نہیں اور اسجگہ ذکر اوس مالک کا
ہے کہ مالکیت اوسکی شامل تمام بادشاہوں اور رعیتوں کو ہے اور سیاست مالک کی کہ سب سے زبردست ہے
تمام بادشاہوں کی سیاست سے اقوی ہے اور مالک سے کہ مقابلہ بادشاہ کا نہیں ہوسکتا وہ مالک ہے کہ مالکیت
اوسکی عام نہیں اور وہ کہ کہا ہے کہ شہر میں مالک بہت ہوتے ہیں اور بادشاہ سوائے ایک آدمی کے نہیں ہوتا
یہ بھی اوسی مالک میں ہے کہ ملک اوس کی شامل ہو اور اسجگہ مالک علی الاطلاق ہے کہ سوا اوس کے کوئی
مالک نہیں اور ذکر مالک یوم الدین کا بعد رب العالمین کے قبیلہ ذکر کرنے خاص کے ہے بعد عام
کے اور یہ تکرار نہیں اور یہ لازم نہیں کہ جو نوع نہ تام میں ہو افضل و اعلی غیر سے ہو جیسا کہ ظاہر ہے
اور نوع نہ تام میں ہرگا بلکہ مالک الملک مذکور ہوا اوس کی ضمن میں مالک بھی ذکر ہو گیا اسواسطے
کہ ذکر مقید کا مستلزم ذکر مطلق کا ہے اور لفظ ملک کا آخر قرآن میں مذکور ہوا اسبات سے فضیلت جب
ثابت ہو کہ تخصیص کی اوسجگہ کچھ دوسرا فائدہ منظور ہو اور اخیر کلام اللہ میں اس لفظ کے لانے کا فائدہ
اور ہے جیسا کہ آجاویگا انشاء اللہ تعالی بہرحال وجوہ ترجیح کی دونوں طرف سے موجود ہیں اور
تواتر دونو طرف میں موجود ہیں پس تطویل کلام کی اسجگہ محض فضول ہے ناچار ساتھ اوس تحقیق کے ہم مشغول
ہوتے ہیں جاننا چاہیے کہ لفظ یوم کا عرف میں ابتدا طلوع آفتاب سے غروب اوسکے تک لیتے ہیں اور شرع
شریف میں طلوع صبح صادق سے جبتک آفتاب غروب ہووے اور کبھی ساتھ معنی مطلق وقت کے آتا ہے خواہ دن
ہو خواہ رات ہو خواہ سال ہو خواہ ماہ جیسا کہ کہتے ہیں جس روز فلانا آدمی آیا ایسا ہوگا یعنی جس وقت

فلانا آدمی ہوا اور بھی کہتے ہیں کہ روز حنین کے ایسا ایسا واقع ہوا اور روز خندق کے ایسا اتفاق پڑا حال آنکہ
یہ مدتیں مہینوں اور دنوں کی تھیں پس اسجگہ جو یوم کی اضافت طرف دین کی کی گئی معلوم ہوا مراد اس سے
مطلق وقت ہے اور حد اوسکی ابتدا نفخہ ثانیہ سے ہے اور انتہا اوسکی یہہ ہے کہ بہشتی بہشت میں اور دوزخی
دوزخ میں چلی جاویں اور اگرچہ اس درمیان میں وقائع بہت اور حالات بیشمار ہوویں گے لیکن مقصود سب
چیزوں سے جزا ہے اسیواسطے اضافت یوم کی طرف دین کے کی گئی اور دین کے معنی جزا کے ہیں اور ہر چند کہ بعضے
وقتوں میں دنیا میں بھی صورت جزا کی پائی جاتی ہے مگر اصلی جزا کہ انعام صرف اور انتقام صرف ہو دنیا میں
نہیں ہو سکتا ہے اسواسطے جو انعام کہ دنیا میں پایا جاتا ہے ملا ہوا ساتھ ایک نوع انتقام کے ہے
اور ایسے ہی جو انتقام کہ دنیا میں ہے ملا ہوا ہے ساتھ طرح طرح کے انعاموں کے باقی رہی یہہ بات کہ حمد کو
اوپر اس مالکیت کے کسواسطے معلق کیا اور مالکیت کی جہت سے استحقاق حمد کا کسواسطے ہے جواب یہہ ہے
کہ اوس دن میں بزرگی فضل اور احسان خالق تعالی کی کمال مرتبہ کے ساتھ ظاہر ہوگی کہ ایک کلمہ پر
اور اوپر عمل ایک ساعت کے ثواب غیر متناہی کہ ہمیشہ باقی رہے عنایت فرما دیگا اور ایسا ہی کمال عدل بھی
اوسکا اوس دن ظہور فرما ہوگا کہ فرق کرنا درمیان نیک اور بد کے مقتضائے کمال حکمت کا ہے اور اسوجہ سے
بھی مالکیت جزا کے سبب استحقاق حمد کا ہو سکتی ہے کہ جزا فی نفسہ ایک بڑی عمدہ نعمت ہے کہ اصلاح ظاہر اور باطن
کی کرتی ہے اور حجابوں تاریکی کو کہ بری شہوت اور غضب سے جمع ہو جاتے ہیں دفع کرتی ہے اور حال تمدن
اور اجتماع کا ساتھ اسکے سر انجام پاتا ہے اور یہہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ایسی صفت ہے
کہ ترجمہ اسکا بعد رحمن و رحیم کے ہے اسواسطے کہ رحمت خاص حقیقت میں سعادت ہمیشگی کی ہے کہ ظہور اس
سعادت کا دن جزا کے ہوگا اور ربوبیت کی بھی مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ فرع ہے اسواسطے کہ انجام ربوبیت
کا اصلاح کرنا ظاہر اور باطن انسان کا ہے تاکہ سعادت ابدی کی طرف پہنچا دے اور ربوبیت مقتضائے
الوہیت کا ہے پس ہر صفت کہ اوپر صفت اوپر والی اپنی کے ترتیب ہے یعنے مافوق والی کے سبب سے
ہے جو نیچے والی صفت کا ہے اب جاننا چاہیئے کہ اس سورہ میں دو مضمون ہیں ایک حمد اور ثنا کہ
زبان بندہ کی سے جناب الہی میں معروض ہوتی ہے دوسری خواہش اور چاہنا مطلب کا کہ بعد حمد اور ثنا کے
منظور ہے اور اس سورۃ میں پانچ نام اللہ تعالی کے ذکر ہوئے ہیں اللہ - رب - رحمن - رحیم - مالک یوم الدین
کہ اس سارے کلام اور بیان کے ایک معنی ہیں اور ان پانچوں ناموں کے ساتھ دونوں مضمونوں کو کمال ربط ہے ربط حمد کے ساتھ

اسواسطے کہ پہلے حمد باعتبار کمال ذاتی اللہ تعالی کی ہے کہ لفظ اللہ سے سمجھا جاتا ہی بعد اوس کی حمد باعتبار
عطا کرنے وجود اور توابع اوسکے کی ہے اور ربط حمد کی ساتھ اسم رب کے یہی معنی ہیں بعد اس کی حمد باعتبار
آسانی اور میسر کرنے اسباب معاش اور گذران دنیا کی ہے کہ یہ بھی نعمت ہی اور لفظ رحمن کا یہی مفہوم ہی بعد اوسکی
حمد باعتبار مہیا کر دینے اسباب اصلاح معاد کی ہے اور یہہ مضمون رحیم کا ہی بعد اسکے حمد اوپر نعمت جزا کی کہ حصول
اوسکا اوپر کامل کرنے حمد اور شکر کے یا ترک کرنے اون کی کے موقوف ہی اور دوسرے مضمون کی ساتھ ربط
اسطرح سی ہے کہ جن چیزوں کا سوال منظور ہے کئی چیزیں ہیں اول عبادت اور یہہ الوہیت کا مقتضا ہی دوسرے
استعانت اور وہ مقتضائی ربوبیت کا ہی تیسرے طلب ہدایت اور وہ مقتضائی رحمانیت کا ہی چوتھے استقامت اور
یہ مقتضے رحیمیت کا ہی پانچویں انعام اور یہہ مقتضائی مالکیت کا ہی وقت استقامت کے اور غضب بھی مقتضائے
مالکیت کا ہی مگر بیچ صورت عدم استقامت کی اور بعضوں نے وجہ خاص ذکر ان پانچ اسموں کی بعد حمد کی اسطرح
بیان کی ہی کہ حمد اور ثنا درمیان آدمیوں کی ان چار وجہوں میں سے ضرور کسی کی ساتھ ہوتی ہی اول باعتبار کمال
ذاتی کہ اوسکی ذات میں پایا جاوی گو کہ وہ محمود صاحب احسان نہو دوسری وجہ تعریف کی یہہ ہوتی ہی کہ احسان
اوس شخص کا طرف تعریف کرنیوالی کی پہنچا ہو تیسرے اسطرح پر ہوتی ہی کہ امید اور توقع احسان کی اوس سے رکھے چوتھی
وجہ تعریف کی خوف اور ڈر غصے اوسکی سے پس کمال ذاتی کو ساتھ لفظ اللہ کی بیان کیا کہ اسم ذات ہی اور دلالت اوپر استجماع
کمالات کی کرتا ہی اور پہونچنا احسان کا بسبب عنایت کرنے وجود کی اور توابع اوسکی کی ساتھ لفظ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کی ارشاد کیا
اور صلاح معاش و معاد کی کہ ہر بندی کو امید اوس کی جناب سے ہی ساتھ دو لفظ رحمن اور رحیم کی ظاہر ہوئی اور
خوف اور ڈر کو دن جزا کی ساتھ مالک یوم الدین کے بیان کیا پس گویا ایسا ارشاد ہوا کہ جو بندی تعظیم میری واسطے کمال ذاتی
میرے کے کریں پس لائق اوسکی ہوں میں اسواسطے کہ نام میرا اللہ ہی اور جو باعتبار احسان کرنیکے ثنا میری بجالاویں
بھی مستحق اوسکا ہوں میں کہ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ صفت میری ہی اور اگر بسبب توقع انعام اور احسان میرے کی کہ دنیا
اور آخرت میں پایا جاوی تعریف میری کریں بھی گنجایش اسکی ہی کہ رحمن اور رحیم ہوں میں اور جو خوف عذاب
میرے کی سے حمد اور ثنا کریں بھی روا ہے کہ مالک روز جزا کا ہوں **رباعی** من بندگیت بجا نیارم چکنم چو احسان
ترا کہ زیر بارم چکنم ۰ خوبیست ترا و بیم و امید ز تو ۰ چیچم کہ وجود از تو دارم چکنم ۰ اور یہہ بھی کہا ہے
کہ تخصیص ان چار اسموں کی اسواسطے ہی کہ نعمتیں عمدہ آدمی کی اوپر آثار ان پانچوں ناموں کا ہی اسواسطے
کہ پہلے آدمی کو بتقاضائے الوہیت کی عدم سے طرف وجود کی لائے اور پھر ساتھ طرح طرح کی

ان کی نیکی بھی برباد جاتی ہے اُن کے بدلے دین و دنیا میں بڑی بڑی نعمتیں معزز کر رکھی ہیں ان کو بخشے بخشے اُس بھاری اور کڑے جیل خانے یعنی دوزخ میں جلاتا رہے گا۔ قرآن شریف چونکہ اصل بادشاہ کا کلام اور قانون ہے تو سب کا ہوں اور قانونوں اور بادشاہ کے اسکے واسطے اُس کے حافظوں کا برادر ہے کیونکہ وہ لوگ بڑے بڑے قانون دان

نعمتوں کے تقاضائے ربوبیت کرسے پرورش کیا پھر گناہ اور عیب اوسکے دنیا میں پوشیدہ رکھے
اور سہو النفر مایا اور یہ بمقتضائے صفت رحمانیت کا ہے پھر گنجایش توبہ کی دی اور اگر توبہ کرے قبول کرے
اور بخشے اور یہ بمقتضائے صفت رحیمی کے ہے پھر موافق اعمال اوس کے جزا دیگا اور یہ مضمون مالك
يوم الدين کا ہے اب بیان اوس چیز کا ہوتا ہے جو اِیَّاكَ نَعْبُدُ سے تعلق رکھتی ہے اس کلمہ میں تقدیم مفعول
کی فعل کے اوپر ہے اور اہل عربیت کے نزدیک تقدیم مفعول کی اختصاص کا فائدہ دیتی ہے یعنی کسی کی سوائے
تیرے عبادت نہیں کرتا ہوں میں اور اگر مفعول کو مقدم نکریں اور نَعْبُدُكَ کہا جاوے تو اختصاص
نہیں سمجھا جاتا ہے اور وجہ خاص ہونے عبادت کی اوسکی ذات پاک کیواسطے یہ ہے کہ حقیقت عبادت کی
نہایت ذلیل ہونا ہے واسطے نہایت تعظیم غیر کے جو اختیار سے صادر ہو جسوقت عبادت کے معنوں میں یہ قیدیں
معتبر ہوئیں پس جو تذلل کہ اختیار سے نہو بلکہ کسی کے زور سے وہ تذلل ہوا تو اسکو عبادت نہیں کہتے اور ایسے
ہی مسخرہ اور تھوڑی تعظیم کو کہ نہایت درجہ کی نہو اوسکو بھی عبادت نہیں کہتے اور ایسے ہی جو تذلل کہ بلا اختیار
پایا جاوے وہ بھی عبادت میں شمار نہوگا اور عبادت حقیقی کے لائق کوئی نہیں مگر وہ ذات کہ جسکی طرف سے نہایت
درجہ کا انعام اس شخص کو پہنچا ہو پس وہ ذات اللہ تعالی کی ہے کہ کمال درجہ انعام کا اوس کا کام ہے تفصیل
اسکی یہ ہے کہ بندہ کے تین حال ہیں ماضی اور حاضر اور مستقبل ماضی کا حال یعنی پیشتر کا پس بندہ پیچ ایک
وقت کے نیست اور نابود تھا بعد اوسکو عدم سے طرف وجود کے لائے وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ
شَيْئًا پھر بیچ حالت نطفہ ہونیکے مردہ تھا اوسکو زندہ کیا كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ پھر جاہل تھا اوسکو
تعلیم کیا اور اسباب علم کے کہ حواس اور عقل ہیں اوسکو بخشے اَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُوْنِ اُمَّهَاتِكُمْ لَا
تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ایسے ہی حاضر یعنی حال بالفعل کا پس
حاجتیں اوسکی حد شمار سے زیادہ ہیں اول عمر سے آخر تک طرح طرح کی حاجتیں قیاس کر لی
چاہئیں کہ کس قدر پہنچتی ہیں اور باوجود گوناگون تقصیروں اور نافرمانیوں کے کہ دمبدم
اوس سے سرزد ہوتی ہیں حاجتیں اوس کی رفع ہوئی چلی جاتی ہیں اور کمال فضل اور احسان
سے کاربراری اوسکی ہوتی رہتی ہے ایسے ہی حال آیندہ کا پس ابتدا موت سے پہنچنے جنت تک
طرح طرح کے انعام اور بچنا انواع عذاب سے اوسکی ذات سے امید ہے پس بندے کو کسی حال
میں جائے پناہ سوائے ذات اوسکی کے نہیں پس بندگی کی عبادت کا بھی مستحق وہی ہے

اور کوئی نہیں سوا اوسکے اور جو چیز کہ جہان میں دیکھی جاتی ہے اور سنی جاتی ہے یا ایسی شے ہے کہ نفع اوس کا فی الحال ہے نہ پہلے وجود سے تھا اور نہ بعد موت کی ہوگا مثل آفتاب و ماہتاب کے اور دریا اور زمین اور پہاڑ کی یا نفع اوسکا بیچ زمانہ گذری ہوئی کے پہنچا بعد اوس کے منقطع ہوا مثل باپ دادوں کے اور دودھ پلانے والے کی اور مانند انکی یا نفع کی توقع اوس سے آگے کو ہو جیسے کہ امداد ارواح پاک کی اور ایسا نفع کہ تینوں حال میں بندہ کیواسطے ثابت ہوا اسد کی ذات سے متصور ہے اسواسطے کہ جو چیز سوائے اللہ کے ہے ممکن ہے اور محتاج طرف ذات اوسکے ہے اور جو کہ محتاج ہوتا ہے بیچ نفس اپنے کے گرفتار ہے پس فائدہ غیر کو پہچانا بے تائید غنی مطلق کے کہ روا کرنیوالا حاجتوں تمام مخلوق کا ہے ممکن نہیں پس استحقاق عبادت کا منحصر اوسیکی ذات میں ہے اور اسیواسطے فرمایا ہے وَقَضٰى رَبُّكَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ آنچہ ہم اوپر لکھا مطلب ہے کہ بعضے ملحد بطور شبہ کہتے ہیں کہ ہرگاہ کہ اسد تعالی بے نیاز مطلق ہے ہماری عبادت کی پروا نہیں رکھتا ہے پس ہم کو کیا ضرور ہے کہ مشقت بے فائدہ اوٹھاویں اور بھید اسمیں کیا ہے کہ تمام دینوں میں عبادت اسد کی واجب ہے اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے جواب اس شبہ کا یہہ ہے کہ اسد جل شانہ بسبب کمال ذات اور صفات و افعال اپنی کے تقاضا اس امر کا کرتا ہے کہ جو شخص خالی نقصان سے نہو واسطے اوس کے اپنی تئیں پست کرے اور ذلیل ہونا اپنا آگے اوسکے ظاہر کرے اور نہایت درجہ کی تعظیم اوسکی بجا لاوے واسطے رعایت حکمت کے اور وہ یہہ ہے کہ وضع کل شئ فی مرتبتہ یعنے رکھنا ہر شے کا اپنے مرتبہ میں پس واجب کرنا عبادت کا مقتضائے حکمت کا ہے نہ اس جہت سے کہ اوسکو کچھہ حاجت عبادت کی ہے یا نفع اوسکا ہے اور ظاہر ہے کہ جس شے کو صاحب کمال تقاضا کرے بیچ مقابلہ اوسکے کے صاحب نقصان تذلل و پستی کرے والا مساوات نقصان اور کمال کی لازم آوے اور یہہ خلاف حکمت کا ہے اور اسی جہت سے ہے کہ دنیا میں ہر صاحب کمال کو چھوٹے مرتبے والے معظم اور مکرم اپنے نزدیک ٹھہراتے ہیں اور واجب ہونے عبادت کی یہی وجہ ہے کہ انعام اسد جل شانہ کا دنیا میں خاصکر انسان کے نوع پر اس درجہ کو پہنچ گیا ہے کہ زیادہ اس سے خیال میں نہیں آتا ہے اسواسطے کہ انسان کو دفتر الوہیت سے اختصار کیا ہے اور صفات کاملہ اپنے سے کہ وجود اور حیات اور علم اور ارادہ اور قدرت اور سمع اور بصر اور کلام ہی پرتو اوسکے اوپر ڈالا اور تمام جہان اسکو اندر گھیر لیا ہے جیسا کہ تھوڑا سا سابق میں بیان اسکا ہو چکا پس لازم ہوا انسان پر کہ جو نعمتیں اسد تعالی نے اوسکو عنایت کی ہیں اوسیکے حکم میں صرف کرے اور جس چیز کیواسطے کہ وہ نعمتیں پیدا ہوئی ہیں اوسی میں خرچ کرے

نوٹ: بڑی بڑی کوششیں کیں اور ایسی بڑی بڑی تفسیر جس درجہ کی تفسیر لکھتے ہیں جیسے نواب صدیق حسن خاں صاحب نے اپنی ترجمان القرآن میں لکھا ہے کہ قرآن شریف کی تفسیر میں دنیا میں بڑی گنتی ہیں ۱۲۰ ہزار سو تفسیر و تکمیل ... کتاب اکسیر میں دیا گیا ہے پھر وہ تفسیر بھی ... فارسی عربی تھوڑی ... ایک دو میں

پس عقل ایک نعمت ہی کہ واسطے معرفت کے دی ہی اور آلات جسمانیہ ہاتھ پانو وغیرہ اسواسطے عطا کئے ہیں کہ اللہ
کی عبادت میں انکو مشغول رکھے اور عبادت نگہبان معرفت کا ہی اگر عبادت نہو تو تخم معرفت کا محفوظ نہیں
رہتا بلکہ اگر تامل کیا جاوے اصل مال آدمی کا معرفت ہی اور عبادت اوسکا ثمرہ اور بڑھانا اوسکا ہی اسواسطے
کہ حضور اور توجہ نہایت کامل ہوجاتا ہی اگر عمل بدن کے موافق عمل قلب کے ہوں اسواسطے کہ آپسمیں ان
دونوں کو نہایت ارتباط ہی ہر عمل دل کے کو تاثیر ہے بیچ عمل بدنی کے اور ہر عمل بدنی کو تاثیر ہی بیچ عمل قلبی کے
پس انسان کہ پیدا کیا ہوا واسطے معرفت اور عبادت کے ہے اگر یہہ دونو چیزیں ترک کردے حقیقت میں وہ
انسان نہیں اسجگہ سے معلوم ہوا کہ عبادت جیسا کہ مقتضے حکمت کا ہی ایسا ہی صورت انسان کی بھی
تقاضا عبادت کو کرتی ہی اور اگر کوئی ملحد شبہ کرے کہ حاجت شرع کی کیا ہی معرفت میں اور عبادت میں عقل
بھی کفایت کرتی ہی جواب اسکا یہ ہی کہ عقل کو اوپر طور اوسکے کی نہیں چھوڑا ہی بلکہ اوسکے ساتھ وہم اور خیال
لگا دیے ہیں اور یہہ دونو عقل سے جھگڑتے رہتے ہیں شاید کہ صرف غلطی میں آکر اور طرف چلی جاوے اسواسطے
اسکی تائید شرع سے کردی ہی تاکہ عقل ادراک بعض امور سے کہ معرفت اور عبادت میں ضرور ہیں عاجز
نہو پس عقل بمنزلہ بصارت کے ہی اور شرع بمنزلہ شعاع آفتاب کے کہ بدون اسکے دیکھنا اشیا کا اچھی طرح
ممکن نہیں اور بھی آدمی زندگی اپنی میں محتاج طرف اس بات کے ہے کہ آپسمیں آدمی ایک دوسرے کی مدد کریں
اور معاملہ جاری کریں اور اسکی زندگی ایسی نہیں جیسے اور جانور زندگی اپنی کرتے ہیں کہ اون کو حاجت
طرف مدد ہم جنس اپنے کے نہیں اور انسان کو اسی واسطے مدنی الطبع کہتے ہیں یعنے اس کی طبیعت اسطرح
پر مخلوق ہوئی ہے کہ آپس میں ملکر رہیں اور ایک جگہ رہنے سہنے کا اور اجتماع کا اور معاملات اور معاونات
کا کہ آپسمیں جاری ہی پایدار اور مضبوط نہیں جبتک کہ قاعدہ عدل کے مقرر نہوں اور اتفاق آدمیونکا اوپر
قاعدون عدل کے حاصل نہیں ہوتا ہی جبتک یہہ نہ جانیں کہ یہہ حکم خدا کا ہے اور اسے پھرنا نہ چاہئے اور
یہہ بات حاصل نہیں ہوتی جبتک امید ثواب کی اور خوف عذاب کا نہو اور امید اور خوف دلمیں اس وقت
پایدار اور مستحکم نہیں ہوتا ہی کہ صفات اوسکی کرات اور مرات دل پر گذرتے رہیں اور دل میں ہمیشہ صفات کا
رہنا نہیں ہوسکتا مگر اسطرح پر کہ افعال جوارح بھی اوسکے ہمراہ ہوں اور اسی کا نام عبادت ہی اور بھی
کمال انسان کا یہہ ہی کہ آئینہ دل کا صفائی اور روشنی قبول کرنے اور مقابل نظر اوسکے کے ہو اور نہایت صفائی
دل کی یہہ ہی فرشتوں کے ساتھ ملجاوے اور اگر اسطرح نہو تو زنگ آئینہ دل کے بسبب پیروی کرنے

خواہشوں نفس کے بڑھتی جاویگی اور چوپایوں کے رتبہ کو پہنچاویگی اور صفائی آئینہ دل کی حاصل نہیں ہوتی
مگر ساتھ مجاہدہ کے اور حقیقت مجاہدہ کی اوکھاڑ دینا اور دور کرنا تاریکیوں روحانیوں کا ہے کہ بیماریاں دل کی
ہیں اور روح کو وقت جدا ہونے کے کمال الم پہنچاتے ہیں اور تاریکیوں روحانی کا دور کرنا اور انکا اکھیڑنا
بغیر عبادت کے متصور نہیں اور ہمیشگی عبادت کی ایسی شے ہے کہ دل کو بسبب مشاہدہ کے نورانی کر دیتی ہے اور
زبان کو ذکر کے ساتھ مشرف کرتی ہے اور اعضا اور جوارح کو خدمت کے ساتھ زیب و زینت دیتی ہے
پس عبادت ظاہر میں ثقیل ہوتا ہے لیکن باطن میں کمال عزت اور زینت ہے اور باوجود اسکے جو کوئی
عبادت میں توجہ دل کے ساتھ مشغول ہوتا ہے ایسی لذت اور خوشی اوسکو حاصل ہوتی ہے کہ بیان میں نہیں
آتی ٹھنڈک آنکھوں کی اور روشنی دل کی اور خوشی روح کی سب اسمیں موجود ہیں اور جو کوئی انکار
لذت عبادت کا کرے اوسکی مثال نامرد کی ہے کہ لذت جماع کی جانتا نہیں اسواسطے انکار کرتا ہے
یا مثل اندھے مادر زاد کی ہے کہ دیکھنے کی لذت کا منکر ہے اور حقیقت عبادت کی انتقال کرنا عالم غرور
کے سے طرف عالم سرور کی اور سفر کرنا ظلمت خانہ خلق سے طرف حضرت نور حق کی اور مشاہدہ جمال ازلی کا
بلکہ ثابت کرلی نسبت امکان کی ہے اور اسی سبب سے ہے کہ عبادت باعث کھل جانے دلوں کا ہوجاتی
ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اسکی طرف اشارہ ہے وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السَّاجِدِينَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِينُ **ف** اس آیت میں
اول ذکر ضیق صدر کا فرمایا بعد اوسکے امر چار چیزوں کا کیا ایک تسبیح کا چنانچہ لفظ فسبح کا دلالت
کرتا دوسرے تحمید کا جیسا لفظ بحمد ربک سے سمجھا جاتا ہے تیسرے سجود کا چنانچہ لفظ کن من الساجدین
کا مدلول ہے چوتھے عبادت کا جیسا کہ لفظ واعبد ربک سے نکلتا ہے پس معلوم ہوا کہ عبادت
تنگی دل کی دور کرتی ہے اور کھل جانا دل کا اس سے حاصل ہوتا ہے اور یہ اس سبب سے ہے کہ عبادت
ہٹا دیتی ہے آدمی کو خلق سے اور متوجہ کرتی ہے طرف حق کے اور اسی سے تنگی دل کی جاتی رہتی ہے **روایت**
ہے ابن مسعود سے کہ فرمایا پڑھا نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قول اللہ تعالی کا اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ
صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ کہا میں نے یا رسول اللہ کسطرح کھل جاتا ہے دل اوس کا
فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جسوقت داخل ہوتا ہے نور دل میں کھل جاتا ہے اور فراخ ہوجاتا ہے پھر کہا
میں نے نشانی اسکی کیا ہے یا رسول اللہ فرمایا الانابة الی دار الخلود والتجافی عن دار الغرور

کے واسطے وہ نور پر ہے اپنے رب کی طرف سے

والذاهب للموت قبل نزول الموت یعنے رجوع کرنا طرف گھر ہمیشگی کے اور دور ہونا گھر فریب کے سے یعنی دنیا سے اور تیار ہونا واسطے مرنے کے پہلے آنے موت سے نقل ہے امام ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالمیں کہ ایک روز ایک سانپ چھت میں سے گرا جتنے آدمی وہاں موجود تھے بسبب خوف کے بھاگ گئے اور امام صاحب نماز میں مشغول تھے اونکو اوسکے گرنے کی خبر بھی نہوئی اور حضرت عبد اللہ بن الزبیر کے حالمیں لکھا ہے کہ ان کو کسی عضو میں ایک زخم تھا اور حاجت اوس کے کاٹنے کی پڑی پس جسوقت نماز پڑھنی اونھوں نے شروع کی اوس عضو کو کاٹ لیا اور اون کو بسبب کمال استغراق کے معلوم بھی نہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسوقت نماز شروع فرماتے تھے پس سینہ مبارک سے ایسی آواز سنتے تھے کہ ہانڈی پکتی ہوئی جوش کر رہی ہے اور جو شخص ان باتوں کو بعید سمجھے پس چاہیے کہ مضمون اس آیت کا فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ معلوم کرے جبکہ عورتوں کا یہ حال ہوا کہ بسبب دیکھنے جمال یوسف علیہ السلام کے اپنے وجود سے غافل ہوئیں اور ہاتھ کاٹ ڈالے اور حضرت یوسف علیہ السلام مخلوقات الٰہی سے ہیں اگر بسبب عظمت الٰہی کے اوپر ہیبت اوسکی کے انسان کے دل پر غالب ہوجاوے کیا عجب ہے کہ اپنے وجود سے غافل ہوکر بیخود ہوجاوے اور اوسکی مثال یہ ہے کہ جو شخص بادشاہ ہیبت ناک کے سامنے حاضر ہوتا ہے اور بیٹے اوسکے اور باپ اوسکا اوسجگہ موجود ہوتے ہیں اور وہ اونکو دیکھتا ہے مگر بسبب غلبہ دہشت اوس بادشاہ کے اون کو نہیں پہچانتا اور بالکل شعور اوسکا جاتا رہتا ہے جسوقت بادشاہ مجازی کے روبرو یہ حال ہو لائق ہے کہ سامنے بادشاہ حقیقی کے اس سے بڑھکر حال ہوجاوے یہ سب تفسیر کبیر میں مذکور ہے باقی یہ بات رہی کہ لفظ اِيَّاكَ نَعْبُدُ کو مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کے ساتھ کیا مناسبت اور ربط ہے کہ اوسکے پیچھے اوسکو ذکر کیا جواب اسکا یہ ہے کہ عبادت کے تین درجے ہیں ایک یہ ہے کہ واسطے رغبت حور و قصور اور باغوں اور نہروں کی عبادت کیجاوے اور یہ حقیقت میں معاملہ اور مبادلہ ہے اسواسطے کہ جو شخص صاحب عقل ہو یقینا جانے کہ دنیا اور لذتیں اور اسباب اسکے سب فانی ہیں اور طرح طرح کے رنج اور نقصان اسمیں موجود ہیں اور ایک جہان دوسرا بہتر اس سے اور ہمیشہ رہنے والا کہ کبھی اوسکو فنا نہیں آگے آنے والا ہے پس ایسا شخص اوقات عزیز اپنی کو دنیا فانی سے ہٹا کر بیچ حاصل کرنے اوس باقی کے خرچ کرتا ہے اور ثمرہ اس عبادت کا نہیں حاصل ہوگا مگر روز قیامت کے اسواسطے کہ تمام تمام ثواب کے اوسی دن حاصل ہونگے دوسرے یہ کہ عذاب کے ڈر سے عبادت کرے اسواسطے کہ تمام انبیا ڈراتے چلے آئے ہیں کہ جو بندے عبادت نکریں تو لایق عذاب کے ہوویں اور جس ایک آدمی کے کہ

که سچا اور امین ہو یقین آجاتا ہے اور جسوقت ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کہ سچے اور امانتدار ہیں ایک امر کو
کہیں کیوں کر یقین نہ آوے پس ایسی عبادت مانند تابعداری لونڈی اور غلام کے ہے کہ مار کوٹ کی خوف سے
چار نا چار مالک کی خدمت سے کسی طرح کا قصور نکرے اور ظاہر ہونا ثمرہ اس عبادت کا کہ وہ خلاصی امر نجات
گوناگون عذاب سے ہے بھی دن قیامت کے ساتھ علاقہ رکھتا ہے تیسرے یہہ ہے کہ عبادت واسطے مشاہدہ حق کے ہووے
اور یہ تینوں درجوں سے اعلی درجہ ہے اور اسیواسطے نماز کی نیت میں بھی یہی تعلیم ہوا ہے کہ اُصلی للہ او سطرح تعلیم
نہیں ہوا کہ للثواب یا للخلاص من عذاب اللہ اور حقیقت میں درمیان خداوند اور بندہ کے ایسا رابطہ ہے کہ قطع نظر
ثواب و عذاب سے عبادت کو تقاضا کرتا ہے اسواسطے کہ الٰہیت عزت اور ہیبت کو چاہتی ہے اور عبودیت عاجزی
اور ذلت کو تقاضا کرتی ہے اور یہہ بات ظاہر ہے کہ مشاہدہ خدا کا پورا پورا بھی اوسیدن ہوگا اور دنیا
کا مشاہدہ کو اس مشاہدہ سے کچھ نسبت نہیں ہے مگر چہ اون لوگوں نے کہ غلبہ عشق الٰہی کا اون کے اوپر غالب ہوا ہے حالت
سکر میں خلاف اوس کے دم مارا ہے جیسا کہ کسی کہنے والے نے کہا ہے **بیت** امروز چون جمال تو بے پردہ
ظاہر ست ٭ درحیرتم کہ وعدۂ فردا برای چیست ٭ پس عبادت کو باعتبار تینوں درجوں کے تعلق روز جزا
کے ساتھ ہے اسواسطے کہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کے پیچھے مَالِکِ یَوۡمِ الدِّیۡن کا ذکر کیا اور ذکر معبود کا مقدم فرمایا یعنی لفظ
اِیَّاکَ نَعۡبُدُ سے پہلے لائے تاکہ باعث ہیبت اور اجلال کا ہو اور عبادت میں التفات بائیں اور داہنے
نہ ہے جیسا کہ مشہور ہے کہ ایک پہلوان نامی ساتھ ایک آدمی کمینہ کے کشتی کرنے لگا اور لوگوں نے عین کشتی
میں اوس آدمی کمینہ سے کہا کہ کچھ جانتا ہے تو کہ یہہ کون ہے فلانا پہلوان اوستاد ہے وہ شخص بمجرد سننے نام بڑی
پہلوان کے گر پڑا اور مغلوب ہوا جسوقت نام پہلوانوں کے سے اسقدر خوف اور اجلال دل میں آجاوے نام احکم
الحاکمین سے کہ سب سے زبردست ہے کس قدر ہیبت اور اجلال ہونا چاہیے اور یہہ بھی وجہ مقدم کرنے ذکر اللہ
کے ہے تاکہ بندہ کو اللہ کے نام سے ایک قوت حاصل ہو کہ بسبب اوس قوت کے ثقل عبادت
کا اوسکے اوپر آسان ہو جاوے جیسا کوئی شخص دور کا کام کرنا چاہے بیشتر اوس سے یاقوتی یا غذا
مقوی کھالے تاکہ وہ کام بھاری بسہولت کرے اور یہہ بھی وجہ ہے کہ جب بندہ نے عبادت سے پہلے
نام اللہ کا یاد کیا بسبب اسکے حضور معنوی محبوب کا حاصل ہوا اور عاشق کو بیچ حضور محبوب اپنے کے
کچھ کلفت محسوس نہیں ہوتی ہے پس بندہ کو بیچ حضور محبوب کے عبادت کے اندر کچھ کلفت اور ملال حاصل
نہوگا اور شوق اور ذوق کے ساتھ ادا کریگا اور یہہ بھی خاصیت ذکر الٰہی کی ہے کہ شیطان کو دل سے

بھگا دیتی ہے قال اللہ تعالیٰ ان الذین اتقوا اذا مسہم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ہم
مبصرون پس بندہ کو چاہئے کہ پہلے عبادت سے ذکر معبود کا بجا لاوے تاکہ شیطان کہ جو عبادت کا ہے بسبب
سستی لانے اور غافل کرنے کے نقصان نکرے اور عبادت اوسکی محفوظ رہے اور بھی یہہ جاننا چاہئے کہ عبادت
کرنے والا ایک آدمی ہے اور صیغہ نعبد کا واسطے جمع کے ہے یعنی ہم سب عبادت کرتے ہیں اس صیغہ کو
لانے میں کیا نکتہ ہے نکتہ یہہ ہے کہ بندہ عبادت ناقصہ اپنی کو بیچ عبادتوں کاملہ تمام عبادت کرنیوالوں
کی ملا کر بیچ حضور اقدس کی عرض کرتا ہے تاکہ وہ کریم بموجب کرم اپنے کے عبادتوں کے اندر فرق نکرے
اور سب عبادتوں کو بسبب نقصان بعضوں کے رد نفرماوے اور ہمراہ عبادتوں انبیاؤں و اولیاؤں
بلکہ فرشتوں مقربین کے اسکی عبادت ناقصہ بھی مقبول ہو جاوے جیسا کہ فقہ میں لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دس
چیزیں ملا کر ایک قیمت اونکی کر کے بیچے اور بعضے اونمیں ناقص ہو ویں اور بعضے کھرے ہوں اس
صورت میں خریدار کو نہیں جایز کہ اچھے اچھے لیلے اور ناقص کو پھیر دے بلکہ یا سب کو خرید کے
یا کل کو پھیر دے اور ہرگاہ کہ ایسا معاملہ اکرم الاکرمین کی ساتھ ہو رد کرنا متصور نہیں ضرور سب مقبول
ہو ویں گے اور کیا اچھا کہا ہے کسی کہنے والے نے بیت مے پذیر بدان را بطفیل نیکان پرشتہ
وا پس بد بد ہر کہ گہر میگیرد۔ اور بھی جمع کے صیغے لانے میں اشارہ ہے طرف فضیلت نماز جماعت کے
گویا مقام عبادت کا مقام اجتماع کا ہے اور بدون اجتماع کی عبادت ناقصہ ہوتی ہے ف فضیلت
جماعت کی اوپر قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دلالت کرتا ہے التکبیرۃ الاولی فی صلوۃ الجماعۃ
خیر من الدنیا وما فیہا یعنے تکبیر اولی جماعت کی نماز میں بہتر ہے دنیا سے اور جو چیزیں دنیا میں
ہیں چنانچہ تفسیر کبیر میں منقول ہے اور بھی بیچ تلقین صیغہ جمع کے کمال بزرگی ہے بندہ کیواسطے اللہ
کیطرف سے گویا ایسا فرمایا ہے کہ جو عبودیت اپنی میرے ساتھ درست کی تونے اور میری بندگی سے
تنگ نہوا تو پس ہمنے تیرے تئیں برابر ایک امت کے مقرر کیا اور لفظ جمع کا تلقین کیا ہمنے قال اللہ
تعالیٰ ان ابراہیم کان امۃ اور بھی اگر ایاک اعبد کہتا مضمون اوسکا یہہ ہو جاتا کہ میں بندہ
تیرا ہوں اور جب ایاک نعبد کہا یہہ مضمون ہوا کہ میں ایک بندہ ہوں بندوں تیری میں سے اور
اس مضمون میں کمال ادب و تواضع ہے اور جو کچھ تعلق ایاک نستعین کی ساتھ رکھتا ہے وہ یہہ ہے کہ
استعانت کی طلب کرنا معونت کا یعنی یاری کا کسی سے اور معونت ہر کام میں چہار قسم پر ہے اول

وہ چیز کہ قدرت اوپر کار کے بخشے دوسری وہ چیز کہ اوس کام کو آسان کرے تیسرے وہ چیز کہ ساتھ اوس کام کی نزدیک کر دی چوتھے وہ چیز کہ اوپر اوسکی برانگیختہ کرے اور رغبت پیدا کرے مثلاً عقل اور شعور اور ہاتھ اور پانو عبادت کے واسطے قسم اول کی چیزیں ہیں اور دور کرنا موانع اور اشتغال اور فراغت خاطر کی دینی یہہ قسم ثانی میں سے ہے اور داعیہ اوسکا دلمیں ڈالنا اور حسن اوسکا نزدیک عقل کے ظاہر کرنا اور لذت عبادت کی اوپر کھل جانا دل کا زیادہ کرنا یہہ تیسری قسم سے ہے اور مرشد انبیاؤں اور اولیاؤں میں سے پیدا کرنا تاکہ دمبدم ساتھ نصیحت کے رغبت اور تاکید اوپر عبادت کے کرے یہہ قسم چوتھی سے ہے اور مقدم کرنا اِيَّاكَ کا نَسْتَعِينُ کے اوپر اسجگہ بھی مفید حصر اور اختصاص کا ہے یعنے غیر تیرے سے ہم استعانت نہیں کرتے اور یہہ استعانت یا خاص عبادت کے واسطے ہے یا عام ہے سب کاموں دنیا اور دین میں اگر مراد خاص ہے پس بھید بیچ استعانت کے یہہ ہے کہ عبادت ہر چند کسب اور عمل بندہ کا ہے لیکن بندے کا عمل موقوف اسکے اوپر ہے کہ اسکے دل میں تصور اوس فعل کا آوے کہ جبتک خیال اسکا دلمیں نہ آوے کیونکر اوسکو کرے اور پیدا کرنا تصور کا خدا کے اختیار ہے اور بھی علم نفع اور ضرر عبادت کا پھر اُس علم کو اوسکے دلمیں بٹھانا اور محکم کرنا یہہ سب پیدا کیا ہوا خدا کا ہے بندے کو اسمیں دخل نہیں اور بھی یہہ بھی بھید ہے کہ عقل اور نفس آپسمیں لڑتے رہتے ہیں عقل کا کام یہہ ہے کہ انجام کو سوچتی ہے اور جس شی کا مآل اچھا ہو اوسکو اختیار کرتی ہے اگرچہ فی الحال اوسمیں رنج اور مشقت ہووے اور خواہش نفس کی اوس چیز کو اختیار کرتی ہے کہ فی الحال اوسکا نفع ہو اور انجام کا موٹکا اوسپر پوشیدہ رہتا ہے اور اس جھگڑے میں اکثر لشکر خواہش نفس کا غالب ہو جاتا ہے اور باعث ہلاکت دل کا ہوتا ہے اور دور کرنا اس لشکر کا بغیر عون الٰہی کے ممکن نہیں اور بھی عبادت آسان نہیں ہوتی مگر ساتھ دور کرنے موانع کے اور وہ چار چیزیں ہیں دنیا اور خلق اور شیطان اور نفس اور بھی ممکن نہیں مگر ساتھ دور کرنے عوارض کے اور عوارض کتنی چیزیں ہیں مصیبتیں اور خطرے مصیبتوں کے اور انواع ہموم و غموم کے اور بغیر اسکے بھی عبادت درست نہیں ہوتی کہ جو چیزیں توڑنیوالی عبادت کی ہیں اونکو دور کیا جاوے جیسا کہ ریا اور سمعہ اور عجب اور سوا اسکے اور ماورا اسکے بھی تمام نہیں ہوتی ہے کہ خوف اور رجا اور اشتیاق مشاہدہ حق کا موجود ہو اور یہہ سب چیزیں گھاٹیں سخت ہیں کہ قطع کرنا انکا سوائے عون الٰہی کے متصور نہیں لیکن اسجگہ دو شبہ وارد ہوتے ہیں ایک یہہ کہ اگر عبادت مقدر ہے اعانت بھی ضرور ہوگی فائدہ طلب کرنے اعانت کا کیا ہے ہم کہتے ہیں کہ مدد خدا کی اکثر وقت اون لوگوں کو حاصل ہوتی ہے کہ استعانت اوسکی جناب میں چاہتے ہیں پس یہہ سبب عادی ہے واسطے حاصل ہونے عون کے اور اسباب عادیہ میں یہہ نہیں کہہ سکتے کہ کیا فائدہ رکھتے ہیں

تفسیر خلیلی ہدایت بسمل کی کتاب ... (۱) ملتقین ... (۳) ارشاد الجہلا الی علم الاعراب

فائدہ انکا یہی ہے کہ اللہ تعالی نے عادت کی اندر ان چیزون کو سبب حاصل ہونے مطلب کا کر دیا ہے جیسا کہ کھانا طعام کا پیٹ بھرنے کیواسطے عادت مین سبب ہو گیا ہے اور پینا پانی کا کہ پیاس کی دور کرنے کا سبب ہے پس اعتراض جبریہ اور قدریہ کا ساقط ہے دوسرا شبہہ یہ ہے کہ استعانت کسی کام کے پہلے اوس کام کے شروع کرنے سے مناسب ہے نہ پیچھے اوسکے پس چاہیئے تھا کہ استعانت کو اوپر عبادت کے مقدم کرتے جواب اسکا یہہ ہے کہ عبادت وسیلہ ہے اور استعانت حاجت ہے اور وسیلہ کو اوپر حاجت کی تقدم ہے اور یہ کہ مگر استعانت واسطے تمام کرنے عبادت کی ہے اور تمام کرنا ہر چیز کا بعد شروع کرنے اوسکے کے ہوتا ہے اسواسطے استعانت کو بھی بعد عبادت کی لائے گویا بندہ اسطرح کہتا ہے کہ مینے عبادت تیری ساتھ حکم تیرے کے شروع کی ہے لیکن تمام کرنا اوسکا بیچ ہاتھ میرے کے نہیں ایسا نہو کہ کوئی مانع منع کرے اور حرج درپیش آوے پس ساتھ تیری استعانت کرتا ہوں بیچ تمام کرنے اسکے کی فَاِنَّ قَلْبَ الْمُؤْمِنِ بَيْنَ اُصْبُعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ یعنے تحقیق دل مومن کا درمیان دو انگلیوں رحمان کے ہے اور اگر مراد اس استعانت سے عام ہے کہ تمام کاموں دنیا اور دین میں ہو پس وجہ اس اختصاص کی یہہ ہے کہ جو کوئی غیر اپنے کی اعانت کرتا ہے نہایت کار اوسکے کا یہہ ہے کہ اس شخص کی دل میں داعیہ اعانت اوسکے کا ڈالا جاتا ہے یعنے یہہ بات اسکے دلمیں مضبوط ہو جاتی ہے کہ میں اعانت اس شخص کی کروں اور یہہ دل میں خیال ڈال دینا اللہ تعالی کا فعل ہے پس گویا بندہ کہتا ہے کہ سوا تیرے کسی سے اعانت میری ممکن نہیں مگر جسوقت تو اعانت اوسکی فرما دے تاکہ اسباب اعانت کا بہم پہنچا دے پھر اوسکے دلمیں داعیہ اعانت میرے کا ڈالے تو پس میں وسائط سے قطع نظر کرتا ہوں اور سوائے اعانت تیرے کے نہیں دیکھتا ہوں میں توضیح اس مقام کی یہہ ہے کہ بندے کو ظاہر میں قدرت دی ہے کہ بسبب اوس قدرت کے گمان کرتا ہے کہ کرنا اور نکرنا میرے اختیار میں ہے لیکن ترجیح کرنے کے اوپر چھوڑنے کے ہرگز اپنی طرف سے اوسکو میسر نہیں اسواسطے جو مرجح بندے کی طرف سے ہو پس اوس مرجح میں کلام کی جاویگی کہ اسکے وجود کو ترجیح اوپر عدم کے کہاں سے آئی یہانتک کہ تسلسل لازم آوے پس وہ مرجح نہو گا مگر خدا کیطرف سے پس استعانت سوائے خدا کی کسی سے لائق نہیں اور یہی ہم دیکھتے ہیں کہ تمام مخلوقات اپنے مطلب طلب کرتے ہیں اور اپنی قدرت اور عقل اور شعور اور کوشش میں کوئی قصور نہیں کرتا ہے اور مطلب کو نہیں پہونچتے مگر بعضے پس حاصل ہونا مطلب کا بغیر اعانت غیبی کے ممکن نہیں اور یہی بار ہا دیکھا گیا کہ ایک انسان نے دوسرے انسان سے حاجت طلب کی اور وہ شخص مدت تک ٹالتا رہا اور لیت ولعل میں گذارتا رہا پھر دفعۃً حاجت اوسکی پوری کر دی

تکمیلہ تفسیر رحم ارشاد الشیب و الادب یعرفہ الی علم حال کتب کے بیچ میں بیان ہے وہ بھی کچھ سب درج ہے ... [illegible]

اسجگہ سے معلوم ہو کہ اوسکے دلمیں خیال حاجت روائی اوسکی کا آ جانا غیب کی طرف سی ہے پس مرد مومن کو
کہ شرک سی بھاگتا ہے اول ہی مرتبہ میں چاہیے کہ غیر کی اعانت کو کہ فقط ظاہر میں اعانت ہے اور حقیقت میں
کسی طرح کی قدرت نہیں رکھتا ہے نظر سے ڈال دی اور ساتھ اعانت قادر حقیقی کی کفایت کرے کہتی ہیں کہ جسوقت
حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کو نمرود لعین نی ہاتھ اور پانو باندھ کر آگ میں ڈالدیا حضرت جبرئیل علیہ السلام
پہنچے اور کہا اگر تم کو حاجت میری ہے ہو فرماؤ حضرت خلیل علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ طرف تیری کچھ
حاجت نہیں رکھتا ہوں تب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ خدا سی التجا کر حضرت خلیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ
جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا ہی حاجت عرض میری کی نہیں اور ہر گاہ کہ بندہ مومن نماز میں کھڑا ہوا دونوں
پانو اوسکے چلنے پھرنے سی بند ہوئی اور دونوں ہاتھ کام کرنے سی معطل ہیں اور زبان سوای قرأت اور ذکر کے
اور کچھ نہیں کہہ سکتی گویا اسباب طلب اور ہرب کی جیسا کہ حقیقت میں بیکار تھے ظاہر میں بھی بیکار دیکھلائی
دئی اسوقت میں اون اسباب کو بیکار دیکھکر کھوج طرف حقیقت کام کی لے گیا اور کہا اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اور بعضے
علما نے کہا ہے کہ جسوقت بندہ مومن نی اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہا اسبات کا خوف آیا کہ یہہ نہو وے کہ نسبت عبادت کے
صرف اپنی ہی طرف کروں اور خود پسندی میں پڑوں تب واسطے دور کرنے اس خوف کی اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ تعلیم
فرمایا اور اسجگہ سے بھید مقدم کرنے نعبد کا اوپر نستعین کی بھی ظاہر ہوا کہتے ہیں اس سورہ میں دو مقام ہیں ایک
مقام معرفت ربوبیت کا دوسرا مقام عبودیت کا اور جسوقت یہہ دونوں مقام جمع ہو جاویں معاملہ بندہ کا
خدا کے ساتھ پورا پورا ہو جاوی اور معنی اَوْفُوْا بِعَهْدِیْۤ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ کے جلوہ گر ہوں شروع
سورہ سے مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ تک بیان مقام ربوبیت کا ہی مبدء سی معاد تک اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ بیان شروع
مقام عبودیت کا ہی اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ بیان کمال اوسکی کا ہی اور جسوقت فا دونوں عہد کی دونوں طرف سی ثابت
ہوئی ثمرہ اوسکا اوپر مترتب ہوا کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ہی اکثر علما نی بیچ وجہ التفات کی غیبت سی طرف حضور
کی کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں موجود ہی ایسا فرمایا ہی کہ مصلی نی وقت شروع نماز کی اجنبی کی مانند گاہ
ہو کر ثنا خدا تعالی کی ساتھ لفظ غائب کے شروع کی یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لفظ غائب ہے اسواسطے کہ اسم
ظاہر بیچ حکم غائب کی ہوتا ہی اور جسوقت ثنا کو ساتھ کمال کی پہنچایا وہ حجاب کہ درمیان میں تھا اوٹھ گیا اور دوری
ساتھ نزدیکی کے بدل گئی اور اجنبیت ساتھ یگانگت کی بدلی پس یہہ شخص قابل اسکے ہوا کہ ساتھ لفظ خطاب کے تکلم
کری اور یہہ بھی کہا ہی کہ دعا اور سوال کیواسطے حضور بہتر ہی سوال غائبانہ چنداں مفید نہیں ہوتا ہی اور ثنا

تفسیر عزیزی
کو اور جو کچھ سمجھا ہے پکار کر
لفظوں میں ادا کر اور
مجھکو اوسکے نفع حاصل
اجمل دونوں سے بہتر
فرما اور مجھکو اور میرے
ماں باپ بھائی بہنوں
اہل و عیال استادوں
شاگردوں اور ہمارے
کنبوں اور جمیع مومنین
و مومنات کو بخشدے
اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ
الرَّحِیْمُ ای محذرات
سراپردہ ہائے قرآنی
چہرہ دلبر اندر کر دل میں بند
پنہانی یہہ قرآن مجید
خاص اللہ کا کلام ہے
لوح محفوظ سے اوترا
ہے آسمان سے
جبرئیل امین حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پر

اور تعریف پس پشت کرنی بہتر ہوتی ہے تا کہ گمان خوشامد کا نکیا جاوے سمجھا جاننا چاہئے کہ مشرکین
ساتھ اہل اسلام کے برخلاف ہیں بیچ خاص کرنے عبادت اور استعانت کے کہ سوائے خدا کے اوروں کی عبادت
کرتے ہیں اور استعانت اونسے چاہتے ہیں بعضے مشرک اجسام معدنیہ کے تئیں جیسا کہ بڑی بڑی پہاڑوں
اور چاندی اور سونے کی عبادت کرتے ہیں اور بعضے بعض درختوں کی پرستش کرتے جیسے کہ درخت پیپل
اور تلسی اور سوا اسکے اور بعضوں نے روح حیوانیہ بہیمیہ کو مربی اپنا قرار دیا ہے بلکہ ایک جماعت نے انمیں سے
ہر اقلیم کیواسطے ایک روح کو ارواح فلکیہ سے مقرر کر رکھا ہے کہ اوس روح کو اوس اقلیم کا مدبر اور مربی سمجھتے
ہیں اور جتنے انواع عالم کے ہیں ہر نوع کیواسطے ایک روح کو مربی اور مدبر اعتقاد کرتے ہیں اور واسطے دور
کرنے ہر مرض کے اور واسطے حصول ہر کیفیت کے بدن میں کہ حرارت اور برودت اور رطوبت اور یبوست ہے
بھی ایک روح مقرر کی ہے کہ اوس روح سے استعانت چاہتے ہیں اور چونکہ وہ ارواح نظروں سے غائب ہیں
صورتیں اور شکلیں اونکی بنا کر نہایت تعظیم اور عاجزی سے پیش آتے ہیں اور بعضے ان مشرکین سے ایسے ہیں کہ جو
انسان کامل ہیں اونہیں کی عبادت کرتے ہیں اور بعضے اجسام بسیط کی عبادت کرتے ہیں خواہ سفلیہ ہوں
مثل آگ کے کہ معبود مجوس کی ہے اور کہتے ہیں کہ یہ جسم نہایت لطیف اور نورانی ہے اور باوجود اسکے بیچ ہر صنعت
آدمی کے دخل رکھتی ہے پس ظہور ربوبیت الٰہی کا اوسمیں کامل ہے اور کسی شئی کو انواع حیوانات سے طرف
اس عنصر کے بیچ معاش اپنی کے احتیاج نہیں مگر آدمی کو پس یہ عنصر کہ خاص ساتھ نوع انسان کے ہے
اور ربوبیت خاص انسان کی نے اس عنصر میں ظہور پایا ہے قابل اس کے ہے کہ نہایت تذلل بہ نسبت
اوسکے کیا جاوے اور ایک جماعت اجسام علویہ مثل ماہتاب اور آفتاب اور اور ستاروں کی پرستش کرتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ تدبیر عالم کی موقوف اوپر بدلتے رہنے نور اور ظلمت کے ہے کہ دن اور رات کا انتظام اسی
سبب سے ہے اور بھی موقوف ہے اوپر بدلنے فصول اور اختلاف ہوا اور زیادتی رطوبت کے بیچ بعض وقت کے
اور قوت یبوست کے دوسرے وقتمیں اور یہ چیزیں آثار انہیں جسموں کا ہے پس بہ نسبت ان اجسام کے نہایت تعظیم
رعایت کرنی چاہئے اور باوجود اسکے ان جسموں کیواسطے ارواح بھی ہیں کہ انھوں نے کمال مناسبت اسمائے الٰہی
کے ساتھ بہم پہنچائی ہے پس بالاولی قابل عبادت کے ہوئی اور تمام ان مذاہب کو مرد مسلمان ساتھ ان دو کلموں
کے رد کرتا ہے اور حقیقت ملت حنفی کی کہ مقرر کی ہوئی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ہے تفصیل انہیں دو
کلموں کی ہے کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین باقی رہی تفصیل عبادت کی اور استعانت چاہنے غیر سے اور وہ

یہ ہے کہ عبادت یعنی غایت تذلل واسطے نہایت تعظیم کے مطلقا اس ملت میں خاص واسطے خدا تعالی کے ہے
اور کسی ذی حق کیواسطے جیسا کہ دایا یا باپ یا اوستاد یا پیر یا آقا اور خاوند اور سوا ان کے اور جو مظاہر انعام حق
کے مثل عناصر کے اور فلکیات کے اور ارواح علیہ کے جایز نہیں اسواسطے کہ اسباب نہایت تعظیم کے ان میں پائے
نہیں جاتے اور جسوقت اسباب نہایت تعظیم کے متحقق نہوئی نہایت تذلل بے موقع او بیجا ہے اور تلف کرنا حق
مالک الملک علی الاطلاق کا ہے اور ظلم ہے نہایت بڑا اعاذنا اللہ منہ اور استعانت یا ساتھ ایسی چیز کے ہے کہ توہم
استقلال اوس چیز کا بیچ وہم اور فہم کسی شخص کے خواہ مشرک ہو خواہ موحد نہیں گذرتا ہے جیسا کہ استعانت ساتھ
اناج وغیرہ کے بیچ دور کرنے بھوک کے اور استعانت ساتھ پانی اور شربتوں کے بیچ دور کرنے پیاس کے اور استعانت
واسطے راحت کے بیچ سایہ درخت وغیرہ کے اور استعانت طرف دواؤں اور بوٹیوں کی بیچ دور کرنے بیماریوں کی
اور استعانت ساتھ امیر اور بادشاہ کے بیچ تعین وجہ معاش کی کہ حقیقت میں معاوضہ خدمت کا مال کے ساتھ ہے اور
موجب تذلل کا نہیں اور ایسی ہی استعانت ساتھ طبیبوں اور علاج کرنیوالوں کے بسبب تجربہ اور زیادتی وقفیت کے
اون سے طلب مشورہ کی ہے اور استقلال کا وہم نہیں کیا جاتا پس اس قسم کی استعانت بلا کراہت جایز ہے اسواسطے
کہ حقیقت میں استعانت نہیں اور اگر استعانت ہے تو بھی استعانت بخدا ہے اور یا استعانت ایسی چیز کے ساتھ ہو کہ
توہم استقلال اوس چیز کا مشرکین کے ذہنوں میں بیٹھا ہوا ہے جیسا کہ استعانت ساتھ ارواح اور روحانیات
فلکیہ یا عنصریہ یا ارواح سائرہ کے مثل ہوانی وشیخ سدو زینخاں اور جو مانند انکی ہوں اور اس قسم کی استعانت
عین شرک ہے اور منافی ملت حنفی کے ہے اور اگر کوئی دلیل اسکی طلب کرے کہ حصر عبادت اور استعانت کا اللہ
کی ذات میں کیوں ہے کہیں گے ہم کہ تین آئینہ ہیں پہلی دلیل اس حصر کی یہ ہے اسواسطے کہ عبادت اور استعانت یا
اسواسطے ہے کہ وہ شخص کمال ذاتی رکھتا ہے اور یا اسواسطے ہے کہ انعامات اوسکے ہمیشہ سے خلق کے اوپر مبذول ہیں
تا کہ اون کے مقابلہ میں شکر اوسکا ادا کرتے رہیں اور طلب زیادتی کی ہمیشہ ہوتی رہے اور اعانت اوسکی
مستمر ہے یعنے ابدالاباد تک موجود ہے اور کسی امر موقوف نہیں بالسبب اسکے ہے کہ ربوبیت اوسکی شامل اور
گھیرنیوالی تمام خلق کو ہے اور اعانت بھی تتمہ حق ربوبیت کا ہے یا واسطے خوف تلف ہونے کسی کمال کے یا باعث
لاحق ہونے کسی آفت اور نقصان کے ہے اور یہ چیزیں ساتھ صفت عموم اور احاطہ کے اور باعتبار خلقت اور ایجاد
کے اور اقتدار اور تمکین کے خاص اللہ کی ذات کے ساتھ ہیں اسیطرح جاننا چاہئے کہ اس مقام میں کئی عبارتیں اس مطلب کے
ادا کرنے کے واسطے ذہن میں آتی ہیں اور سب کو چھوڑ کر یہ عبارت خاص کیوں اختیار فرمائی اور نکتہ اسمیں

تقسیم خطاب کی

کیا ہی جواب اسکا یہہ ہی کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَنَسْتَعِیْنُ نکہا بلکہ دو بار اِیَّاکَ ذکر کیا تاکہ کوئی وہم نکرے کہ استعانت ساتھ عبادت کی ہے بلکہ بمجرد فضل الٰہی کے ہی اور لَکَ نَعْبُدُ بھی نکہا تاکہ کوئی وہم نکرے کہ یہہ عبادت بندوں کی اللہ تعالیٰ کو نفع ہی اسواسطے کہ لام لغت عرب میں واسطے نفع کی آتا ہی جیسا یہہ مَالَہٗ وَ مَاعَلَیْہِ کی مشہور ہے اور ایسے ہی بِکَ نَسْتَعِیْنُ نکہا تاکوئی وہم نکرے کہ حق تعالیٰ کو واسطہ اور آلہ مقرر کیا ہی درمیان اپنے اور درمیان مطلوب اپنے کے اور لَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاکَ بھی نکہا باوجودیکہ اس عبارت میں تصریح ساتھ نفی کی تھی اسواسطے کہ خبردار کیا اوپر کم التفاتی کی طرف منقبات کی یعنی مصلے کو یہہ مقام مناجات کی التفات ساتھ نفی کی نہیں بالکل غرض ثابت کرنے مقصد اپنے سے ہی اور عِبَادَتِیْ لَکَ بھی نکہا تاکہ آگاہی ہو اوپر اوسکے کہ عبادت اوسکی آرام لے کر ہر وقت ہوتی رہتی ہی کہ محصل استمرار تجددی کا ہی یعنے لحظ بلحظ ہونا اور اس عبارت سے یہہ سمجھا جاتا ہی کہ برابر عبادت ہمیشہ چلی جاوے اور منقطع نہو اور یہہ طاقت بشری سے خارج ہی اور اِیَّاکَ عَبَدْتُ اور عَبَدْنَا بھی نکہا تاکہ کوئی وہم نکرے کہ عبادت سے فراغت ہوگئی اور اوسکو چھوڑ دیا اور اِیَّاکَ اَعْبُدُ اَنَا بھی نکہا تاکہ آگاہی ہو ساتھ ضعف اوس عبادت کی گویا بسبب کمال ضعف کی قابل تاکید کی نہیں اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ نَحْنُ بھی نکہا تاکہ آگاہی ہو ساتھ قصور عبادت تمام خلق کی حق اوسکے سے گویا ساتھ اس عبادت ناقصہ کے نہیں کہہ سکتا کہ یہہ سب عابد ہیں حاصل کلام یہہ ترکیب کہ اختیار کی گئی سب ترکیبوں سے کہ تصور اور خیال میں آتی ہیں بہتر ہے اور اَعِنَّا بھی نکہا جیسا کہ اِھْدِنَا تاکہ اطلاع کریں اوپر اس بات کی کہ حاجت بندوں کی حقیقت میں طلب کرنا عبادت کا ہی اور ذکر استعانت کا محض اسطے درخواست اجازت طلب حاجت کی ہے اور وہ شی کہ متعلق ساتھ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی ہی یہہ ہے کہ معنی ہدایت کی نشان دینا مطلب کا ہی یا ساتھ الہام کی یعنے خود بخود اللہ تعالیٰ اوسکے دل میں ڈالدے جیسا کہ چوسنا پستان کا بغیر سکہلانے اور سوچنے کی لڑکے کی دل میں آجاتا ہی اور جیسا کہ ظاہر کرنا شکایت کا ساتھ رونے کے کہ ابتدا پیدا ہونے کی ماکے پیٹ سے بچہ کو تعلیم ہوتا ہی اور یا نشان دینا مطلب کا ہی ساتھ حواس ظاہرہ اور باطنہ یا ہدایت عقل کی یا دلائل نظریہ یا ساتھ بھیجنے رسولوں کی پس مرتبے ہدایت کے علی الترتیب ہیں یعنی بعضے پہلے اور بعضے پیچھے اول ہدایت الہامی ہی کہ لڑکپن کی حالت میں حاصل ہی بعد اوس کی ہدایت احساسی کہ جسوقت حواس آدمی کی ظاہر اور باطن میں قوت پکڑتی ہیں نیک اور بد چیزوں کو پہچانتا ہی اور جس چیز کی طرف حواس نہیں پہنچتے اوسکے دریافت کرنے کے واسطے ہدایت عقل کی عنایت کی تاکہ مدرکات ظاہرہ اور باطنہ سے کلیات اون کی نکال کر کام میں لاوے اور جو چیز ہدایت عقل سے بھی حاصل نہیں

ہوئی وہ اونکو دریافت کرنے اوسکے کے دلائل نظریہ عطا فرمائی کہ اون دلیلوں سے نتیجہ نکالکر مطلب حاصل کرے اور جو
چیزیں کہ نظر عقل سے بھی خارج ہیں اور حسن اور قبح اونکا قوت عقلیہ سے معلوم نہیں ہوتا یا اوسکے ادراک
کو نہیں وہم اور خیال اوس سے معارضہ کرتے ہیں واسطے دریافت کرنے اون چیزوں کے پیغمبروں کو بھیجا ہے اور جو
ہدایت کہ ساتھ بھیجنے رسولوں اور اوتارنے کتابوں کے پائی جاتی ہے دو قسم ہے عام اور خاص عام وہ ہے کہ راہ خیر
اور شر کی ظاہر کریں اور یہ بھی دو قسم ہے تبیانی اور توفیقی تبیانی کھول دینا اوس چیز کا کہ رسول اوسکو لایا ہے
اسطرح پر کہ کسی وجہ کا احتمال اور شک اور شبہ بیچ سمجھنے مراد کے راہ نپاوے اور اسکو عرف فقہا میں ابتلا کہتے ہیں
اور توفیقی وہ ہے کہ اسباب چنگل مارنے کے ساتھ ہدایت انبیا علیہم السلام کے بیچ حق کسی شخص کے جمع کریں اور
اوپر اوس کے یہہ طریق آسان فرماویں تاکہ ساتھ سعادت ہمیشگی کے پہنچنے والا ہوا اور بیچ مقام اصطفائی کے
مشرف ہو جاوے اور غایت اس توفیق کی یا بہشت ہے آخرت میں یا دریافت کرنا حق کا ہے دنیا میں اور خاص
وہ ہے کہ ایک نور عالم نبوت یا عالم ولایت سے اوپر قوۃ مدرکہ اس شخص کے روشن ہو اور حقیقتیں جیسے کہ نفس الامر میں
ہیں اوسپر کھلجاویں اور یہہ تین وجہ رکھتی ہے یا من اللہ ہے جیسا کہ فرمایا ہے قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى
یا الی اللہ ہے جیسا کہ فرمایا ہے اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ یا باللہ ہے جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ہے
لولا اللہ ما اهتدینا اور اسی ہدایت خاص میں داخل ہے یہہ بات کہ آدمی کو درمیان سیر سلوک کے انتقال پاک
حال سے طرف دوسرے حال کے اور ایک مقام سے طرف دوسرے مقام کے کسی بندہ کی امداد سے مثل مرشد کے
حاصل ہوتا ہے اب سمجھا جانا چاہیے کہ اگر ہدایت سے نشان دینا راہ کا مراد ہوتا ہے تو اوسکو ساتھ الی کے متعدی کرتے
ہیں اور اگر پہنچنا رستہ کا منظور ہوتا ہے تو ساتھ لام کے متعدی کرتے ہیں اور اگر قطع کروانا رستہ کا اور پہنچانا
طرف مقصد کے مراد ہوتا ہے تو متعدی بنفسہا ہوتی ہے پس بیچ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کے کہ متعدی بنفسہ
ہے ظاہر کرنا کمال عجز اور ناتوانی بندہ کا ہے کہ کفایت اوپر نشان دینے اور اوپر پہنچنے رستہ کے سر ہی پر نہیں کرتا
اور کہتا ہے کہ راہ مطلب کی طرف نہیں لیجاتا ہے جبتک کہ دمبدم ہدایت اللہ تعالی کی دلیل راہ کی اور رفیق سفر
کی اور ہاتھ پکڑنے والی نہو اور لانا صیغہ جمع کا بیچ اِهْدِنَا کے واسطے اوسی نکتہ کے ہے کہ نَعْبُدُ میں مذکور ہوا علی الخصوص
بیچ اسجگہ کے کہ مقام دعا کا ہے اور دعا جماعت مسلمانوں کی قریب تر طرف قبولیت کے ہے اور بھی حمد میں شامل تمام
حمد کرنیوالوں کو کیا ہے اور اِیَّاكَ نَعْبُدُ میں بھی سبکی عبادت شامل ہے اور استعانت بھی سبکی طرف سے بیان ہوئی
لاچار طلب ہدایت کی بھی سب کے واسطے چاہیے اور بھی اگر تمام گھر والوں میں یا ایک محلہ والوں میں یا ایک شہر والوں

یا ایک ملک والوں میں سے ایک شخص کو ہدایت حاصل ہوا اور دوسرے گمراہی میں گرفتار رہیں پس اس شخص کو
نہایت مشکل پڑ جاوے اگر اون کی موافقت کرے تو دیدہ و دانستہ ہلاکت میں پڑتا ہے اور اگر مخالفت اونکی کرے
تو مسخرہ اون لوگوں کا بننا پڑتا ہے اور صحبت بُرے لوگوں کی اختیار کرنی پڑتی ہے اور اوقات بیچ قیل و قال
اور لڑائی اور جھگڑے کے بے مزگی سے گذرتی ہے اور علاقے قرابت اور صداقت اور عون اور نصرت کے تمام برہم
ہو جاتے ہیں ناچار اپنے تئیں اور ہمجنسوں اپنے کو ہدایت کی دعا میں شامل کرنا چاہیئے تاکہ کشاکش ان
برائیوں کی سے محفوظ رہے اور لفظ صراط کا ہم معنی طریق اور سبیل کا ہے اور ان سب کے معنی راہ کے ہیں اور اس جگہ
اس لفظ کو اسواسطے اختیار فرمایا ہے کہ مسلمانوں کو ذکر کرنے اس لفظ کے سے گذرنا پل صراط کا یاد آوے
کہ اوس میں صراط کا لفظ ہے اور یہ جانے کہ مجکو اس پر گذرنا ہے اور گذرنا اوس سے سوائے چلنے طریق مستقیم
کے ممکن نہیں اور مشہور یہ ہے کہ طریق مستقیم پر چلنا اختیار کرنا میانہ روی کا ہے یعنے نہ افراط اوس میں ہو
اور نہ تفریط کہ یہ دونوں مذموم ہیں مثلاً عبادت میں افراط یہ ہے کہ جس جگہ ظہور کسی صفت کا صفات
الہیہ سے دیکھا جاوے بے اختیار پرستش اوسکی کرنے لگے جیساکہ مذہب ہنود کا ہے اور تفریط یہ ہے کہ کسی وقت
شغلوں دنیا اور طلب معاش سے اپنے تئیں فراغت نکرے اور عالم غیب کیطرف متوجہ نہو جیساکہ معمول فرقہ
انگریز اور دوسرے بیدینوں کا ہے اور افراط استعانت میں یہ ہے کہ ہر چیز کیواسطے بباعث وہم کے سب
درخواست کریں اور ہر کاموں مطلوبہ کے اوسکی طرف رجوع کریں اور تاثیریں ستاروں کی اور سعادت اور
نحوست دنوں کی اور خواص پوشیدہ معادن اور نباتات اور حیوانات کے رعایت کریں اور شوم اور یمن کو
بی بیوں اور اولاد اور غلاموں اور لونڈیوں اور گھوڑوں اور حویلی اور تلوار اور اور چیزوں میں خیال میں
لاویں اور اوقات زندگی کی اپنے اوپر تنگ کریں اور مثل سودائیوں کے ہر چیز سے ڈریں اور ہر چیز سے توقع
نفع بڑے رکھیں اور تفریط یہ ہے کہ اسباب معتبر کے ہوں کو بھی مثل دوا اور غذا کے اور پرہیز کے اور مثل
صحبت نیکوں کے اور صحبت بدوں کے اور مثل دعا اور التجا کرنے جناب الٰہی میں سبکو ساقط الاعتبار جانیں
اور اسی قیاس پر میانہ روی تمام کاموں میں بہتر ہے اور بیشی اور کمی مذموم ہے جیساکہ بالتفصیل کتابوں
علم اخلاق وغیرہ میں مذکور ہے اور طریق نمونہ کے اسجگہ کچھ ذکر کرتے ہیں کہ آدمی کیواسطے تین قوتیں ہیں ایک قوت
نظریہ کہ اوسکو عقلیہ بھی کہتے ہیں صفت اوسکی جاننا اشیاؤں کا اور دریافت کرنا حقیقتوں کا ہے اور حقیقتیں
یا ذات اور صفتیں اللہ تعالی کی ہیں یا افعال اور آثار اوسکے دنیا اور آخرت میں اور اس قسم کے علم کو علم الٰہی کہتے ہیں

اور افراط اور تفریط اس قسم میں وہ ہے کہ اللہ تعالی کی ذات میں تفکر کرے اور درپے دریافت کرنے بھید
اوس کے کے ہو یا صفتوں کا مطلقاً انکار کرے واسطے تنزیہ کے یا ثابت کرے صفتوں کو اوپر طریق تشبیہ کے
کہ خالق کو مخلوق کے ساتھ ہمرنگ کرے یا جن صفات کو شرع نے ثابت کیا ہے ساتھ تاویل باطل کے انکار اونکا
کرے مثل کلام کے اور سمع کے اور بصر کے اور رویت اور رضا کے اور غضب کے یا افعال اللہ تعالی کے تئیں مثل افعال اپنے کے
غرضوں کے ساتھ ملی ہوئی جانے یا اصلح اور الطف کے تئیں موافق قرارداد عقل اپنی کے اوپر اوسکے واجب پہچانے اور
افعال بندہ کی طرف بندے کی نسبت کرے اور خلق اور تاثیر اللہ تعالی کی کا ان فعلوں میں منکر ہو یا بندے
کو مثل پتھر کے بے دخل اعتقاد کرے اور جبری ہو جاوے اور سوا اسکے اور عقائد باطلہ کہ اہل افراط اور تفریط کی
طرف ہیں اور یا حقائق ارواح اور ملائکہ اور انبیا اور اولیا اور امام دین کے ہیں اور اس قسم کے علم کو علم نبوات
کہتے ہیں اور افراط اور تفریط اس قسم میں وہ ہے کہ بالکل ان مرتبوں و منصبوں کا انکار کرے یا انکی عصمت کا اور محفوظ
رہنے کا گناہوں سے اور خطاؤں سے اعتقاد نکرے اور مثل اپنی آلودہ ساتھ غرضوں دنیاوی اور طلب کے مطلب
کمینوں کے اور مغلوب حاجتوں نفسانیہ کا جانے یا رتبہ اماموں اور اولیاؤں کا برابر رتبہ انبیاؤں اور مرسلین علیہم السلام
کے مقرر کرے اور انبیا اور مرسلین علیہم السلام کے واسطے لوازم الوہیت کے جیسا کہ علم غیب اور فریاد سننے ہر کسی کی
ہر جگہ میں اور قدرت اوپر تمام مقدورات کے ثابت کرے اور ملائکہ اور ارواح اور انبیا اور اولیاؤں کے تئیں بیچ
صورتوں اور بتوں و قبروں اور تعزیوں کے معبود ٹھہراوے اور رزق اور فرزند اور خدمت اور منصب اون سے
بالاستقلال درخواست کرے اور شفاعت اور عرض اونکی اللہ تعالی کی درگاہ میں واجب القبول جانے گو کہ
جناب باری کے نزدیک یہ امر مکروہ ہو یا وہ حقائق معاملات قبر کے اور دوزخ اور بہشت کے اور حساب اور میزان
اور دوسرے امور آخرت کے ہیں اور اس علم کو علم معاد اور علم سمعیات کا بھی کہتے ہیں اور افراط اور تفریط اس قسم
میں وہ ہے کہ مثلاً ایمان کو اس حد کے ساتھ مؤثر بیچ نجات کے پہچانے کہ بالکل خوف کو دل سے اوٹھاوے اور یہ بات
جانے کہ کوئی گناہ اگر ایمان دل میں ہو ضرر نکریگا یا ایمان کو اس مرتبہ پر ساقط الاعتبار گردانے کہ ساتھ ہر گناہ کے
تاثیر اوسکی دور ہو جاویگی اور گناہگار ایمان والے مانند کافروں بے ایمان کے دوزخ میں ہمیشہ رہیں گویا اعمال نیک
اور بد کی تاثیر ذاتی آخرت میں ثابت کرے اور جانے کہ حضرت اللہ تعالی بیچ مقام جزا دینے کے بے اختیار ہے اور نتائج
اعمال بندے کے سے معاف کرنا گناہوں کا یا نہ قبول کرنا طاعت کا اوس سے ممکن نہیں یا بہشت اور دوزخ
کو اور لذت اور الم اونکو مانند انقلابات دنیا کے زائل اور فانی اعتقاد کرے اور اوپر اسی کے ہے قیاس اور

چیزونکا یا وہ حقائق اجسام اور اعراض دوسری ہیں کہ اس علم کو علم الجواہر والاعراض کہتے ہیں اور علم طبیعی
اور ریاضی بھی نام رکھتے ہیں اور افراط اور تفریط اس قسم میں وہ ہے کہ مثلاً ہیچ شرح اور بسط ان چیزوں کی
غور تمام کرے اور قوت مدرکہ اپنی کو ہیچ حاصل کرنے مالایعنی کے یعنی احوال اور خواص اور تاثیرات انکے
مصروف کرنے مثل تعمق کرنے کی علم ہیئت اور ہندسہ اور حساب اور فنون ریاضی ہیں اور موسیقی اور
جر الاثقال اور مناظرہ اور شعبدہ اور طلسمات اور نیرنجات اور علم فلاحت اور علم حیوان اور خواص نباتات
اور حجار اور علم طب ہیں اور سوا اسکے یا ان چیزونکا مطلق انکار کرے اور ان سے بے بہرہ اور بدنصیب ہے
اور جسقدر علم ان چیزونکا نفع دین اور دنیا میں ہو اوس میں بھی متوجہ نہوا اور دوسری قوت شہویہ ہے
کہ باعث کھینچنے منافع کی اور وسیلہ خواہش مرغوبات کی ہے اور افراط اسکا فجور ہے اور خلاعت
بھی کہتے ہیں یعنے ڈوب جانا لذتوں اور رغبت کی چیزوں میں زیادہ اوسقدر سے کہ حاجت ہو اور
تفریط یعنی نقصان اوسکے کو جمود کہتے ہیں یعنے سکون اور باز رہنا اوس چیز سے کہ عقل اور شرع
اوسکی طرف رغبت لاتی ہے جیساکہ نکاح حلال اور کھانا لذیذ کہ بے شبہ کا ہو اور مرتبہ توسط کا عفت
ہے یعنی تابع کرنا شہوت کا ساتھ حکم عقل اور شرع کی تاکہ خواہش نفس سے سلامتی حاصل ہو اور اس میانہ
روی سے اخلاق پسندیدہ بہت پیدا ہوتے ہیں جیساکہ حیا اور صبر اور قناعت اور تورع اور جوانمردی اور
سخاوت ہے اور توابع سخاوت سے ایثار اور کرم اور معاف کرنا اور مروت اور آسانی کرنی معاملات میں اور
تیسری قوۃ غضب ہے کہ منشا پیش دستی کرنے کا اوپر چیزوں خطرناک کی ہے اور مقتضا اسکا تسلط اور
بلندی اور دور کرنا ضرر غیر کا ہے آپ سے اور متعلقوں اپنے سے اور افراط اس قوۃ کا تہور ہے یعنی دلیری
کرنی بیجا اور بیجگہ کے اور اوپر اوس چیز کے نہیں چاہیئے اور تفریط اسکا جبن ہے یعنے ڈرنا اوس چیز سے کہ
نچاہیئے اوس سے ڈرنا اور توسط اسکا شجاعت ہے اور اس توسط سے بہت اخلاق پسندیدہ پیدا ہوتے
ہیں مثل علو ہمت اور استقلال اور حلم اور تحمل اور حمیت اور سوا اسکے اور توسط استعمال قوت نطقیہ کے
بیچ کو حکمت کہتے ہیں اور اوس سے ذکا اور سرعت فہم کی اور صفائی ذہن کی اور آسانی سے سیکھ لینا کسی
فن کا اور اچھی طرح یاد کرنا اور سمجھنا اور سوچنا حاصل ہوتا ہے اور اسکے افراط کا نام جزیرہ ہے اور تفریط
اسکے کا نام بلادت اور غباوت ہے اور جسوقت تینوں قوتوں میں توسط حاصل ہو جاوے اسکا نام
عدالت ہے اور توابع عدالت کی ہے دوستی اور الفت اور وفا اور شفقت اور بارلا دینا احسان کا

اور نگاہ رکھنا علاقوں اور حسن صحبت کا اور مشارکت کا اور توکل اور ادا کرنا حق معبود مطلق
کا اور ملائکہ اوسکے کا اور پیغمبروں اوسکے کا اور اولو الامر کا اور فرماں برداری کرنے او امر و نواہی
شرع کی اور یہی ہے کمال تقوی لیکن اسجگہ ایک نکتہ ہے اوسکو بھی معلوم کرنا چاہئے اور وہ یہہ ہے کہ
قوت نطقیہ انسانی ذات میں داخل ہے کہ اسکی روح کیواسطے پہلے بدن کی آنے سے حاصل تھی اور قوت
شہویہ اور غضبیہ بعد تعلق پکڑنے روح کے ساتھ بدن کے حاصل ہوئیں پس کمال توسط کا قوت نطقیہ کے
اندر وہ ہے کہ استعمال اوسکا اس حد کو پہنچا دیں کہ زیادہ اوس سے ممکن نہو اور کمال توسط قوت شہویہ
اور غضبیہ کا وہ ہے کہ اون کے تئیں بقدر ضرورت کے استعمال کریں ساتھ اس حد کے کہ کمتر اوس سے متصور
نہو لاچار طریق توسط کا دریافت کرنا بغیر ہدایت انبیا علیہم السلام کے اور رفاقت صدیقوں اور شہیدوں
اور صالحین کے دشوار ہے اور اسواسطے کہا ہے کہ صراط مستقیم پیروی کرنے ساتھ انبیا علیہم السلام کے ہے اور
قدر مشترک وہ ہے کہ انسان اپنے دل ہو ماسوای اللہ سے اعراض کرنیوالا ہو اور دل اور فکر اور ذکر اوسکا
بالکلیہ طرف خالق اپنے کے متوجہ ہو یہانتک کہ اگر اوس جناب سے حکم پہنچے کہ بیٹے اپنے کو بیچ راہ خدا کے ذبح
کر تابعداری کرے مثل حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے اور اگر حکم ہو کہ جان اپنی کو بیچ راہ خدا کے قربان
کر ساتھ کمال رضامندی اور خوشی کے قبول کرے مثل حضرت اسمعیل علیہ السلام کے اور اگر فرماویں کہ
اپنے تئیں دریائے زخار میں ڈال دے فرماں برداری کرے جیسا کہ حضرت یونس علیہ السلام نے کی
اور اگر پہلے حاصل ہوئی منصب بڑا ہوئے اور مرتبہ بلند کے اشارہ فرماویں کہ اپنے تئیں مانند شاگردوں
کے آگے ایک شخص مجہول الحال کے پہنچا اور اوس سے ایک دو بات کام کے سیکھ عار نکرے اور ننگ
اپنی طرف نہ آنے دے جیسے حضرت موسی علیہ السلام کہ طرف حضرت خضر علیہ السلام کے دوڑے اور
شاگردی انکی اختیار کی حدیث شریف میں آیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تئیں جسوقت مکہ معظمہ
میں کفاروں کے ہاتھ سے اذیت بہت پہنچی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی جناب
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے فرمایا کہ بیشتر تم سے ایمان اروں
کو کفاروں کے ہاتھ سے بڑی بڑی مصیبتیں پہنچیں ہیں اس حد تک کہ بعضوں کے تئیں زمین میں گاڑ
کے کھڑا کر دیتے اور آرہ تیز لاکر اوسکے سر پہ چلاتے تھے یہانتک کے بدن اوسکا دو ٹکڑے ہو جاتا تھا اور وہ
لوگ ہرگز دین اپنے سے نہ پھرتے تھے اور بعضوں کے تئیں لوہے کی کنگھیوں سے پوست بدن [illegible]

عثمان غنی [illegible] کہ نسخہ [illegible] گھر اسکے تو عثمان [illegible] سے آکر عرض کی یا امیر المومنین امت کی جلد خبر لیجیے ورنہ قرآن میں بھی یہود و نصاری کی کتابوں کی طرح اختلافات پیدا ہو جائیں گے [illegible] عثمان رض نے حفصہ کے پاس سے اوراق قرآنی منگا بھیجے پھر زید بن ثابت و عبد اللہ بن زبیر و سعید بن العاص و عبد الرحمن بن حارث بن ہشام [illegible] قرآن [illegible] تیار کی

چھیلتے تھے اور ہرگز خلاف دین اپنے کوئی بات زبان پر نہ لاتے تھے کہتے ہیں کہ خط مستقیم اوس خط کا
نام ہی کہ سب خطوں سے کہ دو نقطوں میں فرض کر سکیں چھوٹا ہو گویا بندہ کہ صراط مستقیم کی اپنے
واسطے دعا کرتا ہے عجز اور ضعف اپنا بیان کرتا ہے یعنی لائق ناتوانی میرے کے نہیں مگر طریق مستقیم
اور اسیواسطے جو کوئی بوڑھا یا ناتوان کسی حاجت اپنی کیواسطے جاتا ہی نزدیک رستہ تلاش کرتا
ہے اور دور کے رستہ سی بھاگتا ہے اور بھی کہا ہے کہ بندہ جبتک دنیا میں ہی بیچ کشمکش مشوش
بنانیوالوں اور راہ جتانیوالوں کے ہی عورت اور فرزند ایک راہ کیطرف بلاتے ہیں اور ماں باپ
دوسری راستے کی ہدایت کرتے ہیں اور دوست اور شفیق اور راہ کی صلاح دیتے ہیں اور دشمن اور
حاسد دوسری راہ کی عقل بتاتی ہیں اور اپنا نفس اور طرف کو کھینچتا ہے اور شیطان رستہ دوسرا
سکھلاتا ہے اور شہوت اور غضب اور طریق سوجھاتے ہیں اور عقل اسکی ضعیف ہی اور عمر اسکی
کوتاہ میدان کوشش کا تنگ حیران ہو کر اپنے تئیں خاوند کے دروازہ پر لاکر فریاد کرتا ہی کہ
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ اسجگہ بعضے جاہل شبہ کرتے ہیں کہ جسوقت مرد مسلمان کو یہ
دعا تعلیم ہوئی کہ نماز میں پروردگار سے اسطرح عرض کرے سوال کرنا ہدایت کا بموقع ہے اسواسطے کہ مومن
نماز پڑھنے کو بقدر ہدایت حاصل ہوئی ہی کہ حضور میں پہنچ گیا پھر طلب کرنا ہدایت کا تحصیل حاصل کی ہی اور اسکا
کیا فائدہ ہی جواب اسکا یہ ہی کہ مرتبہ ہدایت کی جیسے کہ ذکر بھی ہو چکا بہت ہیں پس آدمی ہر وقت میں ہدایت
کے مانگنے سی مستغنی نہیں کہ علم آدمی کا ایک ہی چیز کے ساتھ دو طرح سے ہمیشہ بڑھتا رہتا ہی اول دوام اور
علم کا یعنی برابر چلا جانا تمام وقتوں میں اور کم ہونا فترات کا یعنے درمیاں میں غفلتیں آجانی دوسری ساتھ
زیادتی دلیلوں کے اسواسطے کہ جو علم ایک دلیل سی حاصل ہوا ہے اور دوسرا علم کئی دلیلوں سے حاصل ہوا ہے
دونوں علم برابر نہیں ہو سکتے اور جو چیز اقسام ممکنات سی جہان میں موجود ہی اوس میں دلالت اوپر وجود
ذات الٰہی کی اور علم اور قدرت اور کرم اور رحمت اور حکمت اوسکی کی رکھی ہوئی ہی جیسا کہ کہا ہی شعر وفی کل
شئ له اية ؛ تدل علی انه واحد ؛ فرد ہر گیاہے کہ از زمیں روید ؛ وحده لاشریک له گوید پس
علم آدمی کا ہر وقت زیادتی قبول کرنیوالا اور استعداد رکھنے والا ترقی پڑیکا ہی فرد در بند آں مباش کہ
مضموں نماندہ است ؛ صد سال می تواں سخن از زلف یار گفت ؛ مع ہذا فرماں برداری تمام اوامر اور نواہی
اوس کی کے اور حاصل کرنا فضائل اور مرتبوں بلند کا میدان بہت بڑا ہی یعنے اسکے بہت مرتبے ہیں اور

اور سب سے اعلیٰ مقصود ثابت رہنا آدمی کا اوپر اوس مرتبہ ہدایت کی کہ اسکو حاصل ہے اسیواسطے حضرت امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ اہدنا کی تفسیر ساتھ ثبتنا علی الهدایة کی فرمائی ہے یعنے ثابت رکھ تو ہم کو
اوپر ہدایت کے اور کلام مجید میں گویا اسی کلمہ کی شرح کیواسطے بیچ جگہ دوسری کے ارشاد فرمایا ہے ربنا لا تزغ
قلوبنا بعد اذ هدیتنا یعنے اے رب ہمارے نہ پھیر تو دل ہمارا بعد اسکے کہ جسوقت ہدایت عطا کی تونے
ہمکو اور بھی اسجگہ شبہ دوسرا وارد ہوتا ہے کہ سوال کرنا مطلب کا غیر سے دو وجہ سے خالی نہیں ہوتا یا یاد دلانا اوس
مطلب کا ہوتا ہے کہ وہ شخص بھول گیا ہو یا برانگیختہ کرنا بخیل کا اوپر سخاوت کے ہوتا ہے اور یہ دو تو وجہیں
حکیم مطلق اور جواد برحق کی شان میں متصور نہیں ہو سکتیں پس فائدہ اس مانگنے کا اور اس دعا کا کیا ہوا
علی الخصوص کہ دعا رضا بقضا کو بھی منافی ہے ہم کہتے ہیں کبھی حکمت حکیم کی تقاضا کرتی ہے کہ مطلب طالب کا
سوائے تضرع اور زاری کے نہ دیویں تاکہ نفس اوسکا ٹوٹے اور تکبر اوسکا پست ہو پس شاید کہ مانگنا اور ذلیل
ہونا ہمارا کارگر پڑ جاوے اور جو شرط کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت میں رعایت کی گئی ہے صورت پکڑے فرد تا نگرید
طفل کے جوشد لبن ؛ تا نگرید ابر کے خندد چمن ؛ اور دعا منافی رضا بقضا کو بھی نہیں سو واسطے کہ جایز ہے رضا
الٰہی اس میں ہو کہ بندہ خواری اور زاری اپنی ظاہر کرے اور عطا بعد طلب اسکی کے واقع ہو اب سمجھنا چاہیے کہ
سوال ہدایت کا اوپر استعانت کے متفرع کیا ہے اسواسطے کہ ہدایت ایک قسم استعانت کا ہے اور خاص کی تفریع
کرنا عام کے اوپر ظاہر ہے اور عبادت کے اوپر بھی بواسطہ استعانت کے متفرع ہے اسواسطے کہ عبادت جب مدد الٰہی کے
سبب سے کمال قبول کرتی ہے مفید اعلیٰ درجہ کی ہدایت کو ہوتی ہے قال اللہ تعالیٰ والذین جاهدوا فینا لنهدینهم
سبلنا یعنے اور جنہوں نے محنت ہمارے واسطے کی ہم سوجھا دیں گے اونکو اپنی راہیں اور مجاہدہ محتاج
طرف استعانت کے ہے اور جسوقت عبادت اور استعانت ملحوظ ہوئیں تفرع ہدایت کا مالک یوم الدین پر بھی
ظاہر ہوا اسواسطے کہ کمال نفع ہدایت کا اوس دن میں بسبب عبادت کا مالک کے کہ بے اعانت اوسکی کے میسر نہیں ظاہر ہوگا اور
تفرع ان تینوں چیزوں کا اوپر رحمت عام اور رحمت خاص ملکہ اوپر رب العالمین کو بہتر سب ترتیبوں میں سے
ہدایت ہے جو ظاہر ہے اور وہ شے کہ تعلق ساتھ صراط الذین انعمت علیہم کے رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ حقیقت نعمت کی کیا ہے
ایک منفعت ہے کہ بطریق احسان کے غیر کی طرف پہنچا دیں اور نفع اپنا اوسمیں منظور نہ ہووے اور اسیواسطے منعم حقیقی سوائے اللہ تعالیٰ کے
کوئی نہیں اسواسطے کہ مخلوقات کو جو انعام کرتے ہیں منافع اپنے بھی خیال میں رکھتے ہیں جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا اور کافروں اور فاسقوں کو نعمتیں
دی گئیں حقیقت میں نعمتیں نہیں ہیں سو واسطے کہ انعام اونکو مقصود نہیں ہے اور جو چیزیں کہ جنس منافع سے اونکو عطا ہوئے ہیں ظاہر میں نعمت ہے اور باطن

عثمان غنی
جنہوں نے شہروں میں
روانہ کر دیا اور حکم دیا
کہ اس قرآن کے
سوا اور جو مصحف
ہیں سب جلا دیے
جائیں (ب)
مشہور قول یہ
ہے کہ پانچ قرآن
لکھے گئے ایک ایک
کوفہ، بصرہ، شام
کی طرف بھیجا گیا
اور ایک کو عثمان رضی اللہ عنہ
نے اپنے پاس رکھ
لیا [illegible] اور ابو حاتم
نے کہا ہے سات
نسخے لکھے گئے ایک
ایک [illegible] شام
یمن، بحرین، بصرہ
کوفہ کی طرف روانہ
کیا اور ایک مدینہ
میں

بیان صراط الذین انعمت علیهم

میں بلا اور آفت ہے پس اسکی مثال یہہ ہے کہ زہر قاتل حلویٰ میٹھی یا حلوہ لذیذ اگرچہ زہر اوسمیں ہو ایک شخص مزاج بگڑے ہوئے کو
کھلا دیں کہ اوسکے معدہ میں خلاط سمیہ کیطرف مستحیل ہو کر حکم زہر قاتل کا پیدا کرے یا ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کو حلوا الیف
دیں اور وہ شخص اوسکو بیوقت یا بھوک سے زیادہ نوش جانکرے اور باعث بدہضمی اور بیمار کا ہو اور اسی واسطے کلام مجید میں
فرمایا ہے وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا یعنے یہہ نہ سمجھیں
منکر کہ ہم فرصت دیتے ہیں اونکو کچھ بہتر ہے اون کے حق میں بلکہ ہم فقط اسواسطے اونکو فرصت دیتے ہیں تا کہ بڑھ جاویں گناہ
میں اور اسیواسطے نعمت الٰہی کو دوسری آیت میں خاص فرمایا ہے ساتھ چار گروہ کے کہ عبارت انبیاؤں اور صدیقوں
اور شہیدوں اور صالحین سے ہیں پس لفظ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کا اگرچہ ظاہر میں شامل سبکو ہے لیکن حقیقت میں خاص
انہیں چار گروہ کے ساتھ ہے اور اسجگہ میں مفسرین نے لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ فرمایا اور اسطرح
نفرمایا صِرَاطَ مَنْ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اسواسطے کہ لفظ مَنْ کا کبھی لغت عرب میں نکرہ موصوفہ ہوتا ہے پس مَنْ کہنے سے علم
خاص اون شخصوں کا کہ مشہور ہیں اوساتھ انعام الٰہی کے مذکور ہو چکے ہیں حاصل نہو گا اس جہت سے کہ نکرہ شی غیر معین کے
اوپر دلالت کرتا ہے اور جسوقت علم خاص اون شخصوں کا حاصل نہوا طلب کرنے متابعت مجہول کو لازم آئی اور یہہ محال ہے اور
اَلَّذِينَ موصوفہ ہے اور معرفہ اوسجگہ استعمال کریں گے کہ مدلول اوسکا معین اور معلوم ہو اور لفظ أَنْعَمْتَ فرمایا اور
نسبت انعام کیطرف ذات الٰہی کے کی تا کہ آگاہی اوپر کمال انعام کے ہو اسواسطے کہ ذات الٰہی سب طرح سے کامل
ہے اور جو چیز کامل سے حاصل ہو وہ بھی کامل ہوتی ہے اور لفظ خطاب کا اسمیں ذکر کیا تا کہ بندہ کو بعد حضور کے طرف
غیبت کے رجوع نہو کہ وہ حضور بعد کو یعنی نقصان پیچھے کمال کے ہے اور عَلَيْهِمْ کو أَنْعَمْتَ کے اوپر مقدم نفرمایا اسواسطے
کہ تقدیم کرنے سے تخصیص سمجھے جاتے یعنے انعام خاص انہیں کیواسطے ہے اور تخصیص منع کرتی ہے طلب کرنے مثل کرنے سے
اور بندہ درپے طلب کے ہے مثال اوسی انعام کے ہے پس تخصیص منافی اوسکی غرض کے ہے اور أَنْعَمْتَ کو ساتھ صیغہ ماضی کے
ذکر کیا تا کہ کوئی وہم نکرے کہ وہ انعام مشکوک ہے اسواسطے کہ مستقبل محل شک کا ہے اور مفعول انعام کا حذف کیا تا کہ
انعام دنیوی اور اخروی کو شامل ہو اور اسجگہ ایک شبہ وارد ہوتا ہے کہ صراط مستقیم ایک رستہ ہے اور یہہ چاروں گروہ
رستہ جدا جدا رکھتے ہیں پس رستہ واحد راہ ان چاروں گروہ کا کسطرح ہو سکے اور ایسا ہی ہر نبی کا طور اور شریعت
اوسکی جدی جدی تھی اور ایسا ہی ہر ایک ولی اذکار اور اشغال جدے جدے طریقت میں برتتا ہے پس باوجود کثرت رستوں کے
اور یہہ قول مشہور کہ اَلطُّرُقُ إِلَى اللهِ بِعَدَدِ أَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ مذکور ہے وحدت رستہ کی کیونکر ٹھیک بیٹھے جواب اس شبہ کا
ساتھ ایک مثال کے ذہن نشین کیا جاوے اور وجہ یہہ ہے کہ طب یونانیوں کی مثلاً ایک راہ مستقیم علاج کا ہے اور بقراط اور جالینوس

کی وقت سے علوی خاں کے عہد تک برتاؤ اوسکا چلا آتا ہے باوجود اسکے معالجات بقراط اور جالینوس کے انکے زمانہ میں اسطرح پر تھے اور معالجات علوی خاں اور حکیم علی گیلانی کے انکے وقت میں دوسری طرح پہلے طبیب مفردات کو استعمال کرتے تھے اور تنقیہ سے کہ فصد اور اسہال سے بکمال احتراز رکھتے تھے اور پچھلے لوگ مرکبات معجونیں اور شربتوں وغیرہ کو کام میں لاتے ہیں اور ہر مرض میں علاج تنقیہ او رسہل کے ساتھ کرتے ہیں پس معلوم ہوا کہ اسطرح کے اختلافات اور کثرتیں منافی وحدت راستہ کو نہیں ہیں اور بھی بعض اطبا یونانی قاعدوں کے بنانیوالے ہوئے ہیں اور بعضے پیروی کرنیوالے اون قاعدوں کے پس یہ اختلاف بھی موجب خلاف راہ کا نہیں ہوتا ہے جیسا کہ ایک قافلہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف ایک ہی رستہ میں جاتے ہیں لیکن بعضے آدمی اوس قافلہ میں پیشہ تجارت کا کرتے ہیں اور بعضے بوجھ اوٹھانیوالے ہیں اور بعضے کرایہ پر جانیوالے اور بعضے بدرقہ اور چوکیدار ہیں اور حال یہ ہے کہ سب ایک ہی رستہ میں چلے جاتے ہیں لیکن کام مختلف موافق خدمتوں اور منصبوں اپنے کے عمل میں لاتے ہیں ایسے ہی انبیا علیہم السلام اس راہ میں راہبر اور بدرقہ ہیں اور صدیق اور شہید اور صالحین مرتبہ بمرتبہ رفیق اور دست کش اور بوجھ اوٹھانے والے اور چوکیدار ہیں یہ سب مرتبہ وحدت رستہ کو منافی اور مخالف نہیں اور جو اختلاف کہ انبیا اونکی شریعت میں ہے اصل دین میں نہیں بلکہ بسبب اختلاف استعداد امتوں کے اور مختلف ہونے مصلحتیں ہر وقت کے احکام جدی جدی عوام کی نظر میں معلوم ہوتی ہیں اور گمان مخالفت کا ہو گیا ہے اور حقیقت میں مقصود سب انبیاء علیہم السلام کو ایک امر مشترک ہے کہ مختلف نہیں مثلاً ایک طبیب اگر کسی مریض گرم مزاج واسطے گرمی کے موسم میں آبزن میں بیٹھنا فرما دے اور ٹھنڈے پانی کے دلوا دے اور دوائیں سرد اور غذائیں تر اوسکے واسطے تجویز کرے اور طبیب دوسرا واسطے مریض سرد مزاج والے کے جاڑے کے موسم میں حمام میں بیٹھنے کا حکم کرے اور دوائیں گرم اور غذائیں خشک تجویز کرے ہرگز اسمیں مخالفت نہیں اسواسطے اگر طبیب پہلا بجائے طبیب دوسرے کے یا دوسرا بجائے پہلے کے ہوتا اور مریض ایک کا دوسرے کے پاس جاتا وہی حکم بعینہ کرتا اور اسیواسطے حدیث شریف میں آیا ہے لو کان موسیٰ حیا ما وسعه الا اتباعی یعنی اگر موسیٰ زندہ ہوتا نہ گنجایش ہوتی اوسکو مگر پیروی میری کی اور وہ چیز کہ تعلق ساتھ غیر المغضوب علیہم کے رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ اسجگہ ایک شبہ ہے کہ جسوقت انعام الٰہی دنیا اور آخرت میں نصیب ہو پس احتمال غضب اور گمراہی کا نہایت اوس بندہ سے دور ہوا حاجت احتراز کرنیکی غضب اور گمراہی سے کیا ہے جواب اسکا پیشتر ذکر ہو چکا کہ ایک جماعت اپنے تئیں طرف صاحب نعمتوں کے یعنے انبیاؤں اور اولیاؤں کی نسبت کرتے ہیں اور اپنے طریقہ کو انبیا اور اولیا کا طریقہ خیال کرتے ہیں اور حقیقت میں غضب گمراہی کی ورطہ میں گرفتار ہیں مبادا کہ وہ راہ اولیا عوام کے ذہن نشین راستہ صاحب نعمت کے ہووے اور دونوں راہیں آپسمیں ملجاویں اور پیروان لوگوں کے کوئی

انبیا اور اولیا کو گمان کریں اور اللہ کے غصہ میں اور گمراہی میں نہ جا پڑیں واسطے دور کرنے اس شتباہ کے
یہ لفظ لائے ہیں اور اکثر مفسرین بیچ تعین کرنے مَغْضُوْبِ عَلَيْهِ اور ضال کے اقوال مختلف لائے ہیں تھوڑے سے
ذکر کیئے جاتے ہیں بیضاوی کہتا ہے مغضوب علیہ گناہگار لوگ ہیں اور ضالین سے مراد جاہل ہیں سو اسطے
کہ پورا پورا انعام الہی بندوں کے حق میں وہ ہے کہ انکو معرفت حق کی اور عمل نیک دونوں عنایت ہوں اور جس
شخص کو تئیں دونوں نصیب نہوئی نعمت تمام نہوئی پس اگر فقط معرفت حق کی رکھتا ہے اور عمل نیک
نہیں رکھتا ہے فاسق ہے اور محل غضب کا ہے اور جو شخص معرفت حق کی نہ رکھے گو عمل نیک کرتا ہے جاہل اور گمراہ ہے
اور پیشتر گذرا کہ مغضوب علیہ دو فرقہ ہیں ایک کافر عناد کرنیوالا کہ دیدہ و دانستہ انکار کرتا ہے اور دوسرا
گناہگار کہ قصداً گناہ کرتا ہے اور ضال بھی دو فرقہ ہیں ایک کافر کہ ساتھ تقلید کے کفر میں پڑا ہوا ہے یا بسبب قصور
نظر کے کہ حقیقت دین کی اوسکے اوپر ظاہر نہوئی اور دوسرا گناہگار کہ اللہ کے کرم اور بخشش پر اعتماد اور
بھروسا کرکے گناہ کرتا ہے یا بسبب نہ سوچنے اور بغیر دریافت کرنیکے اہل ذکر سے نادانستہ منہیات کو اختیار کرتا ہے
اور بعضوں نے کہا ہے مَغْضُوْبِ عَلَيْهِ کافر ہے اور ضال مبتدع اور بعضوں نے کہا ہے مغضوب علیہ وہ شخص ہے کہ
یقیناً قیامت کے دن انتقام اوس سے لیں گے اور سزا دیں گے اور ضال عام ہے احتمال عفو کا بھی رکھتا ہے اور حدیث
شریف صحیح میں بیٹے حاتم طائی کے سے کہ عدی نام رکھتا تھا اور بیچ حضور پر نور پیغمبر علیہ السلام کے پہنچا تھا روایت
ہے کہ جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معنی ان دو لفظ کے پوچھے فرمایا مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ یہودی ہیں اور
ضالین نصاری اور تصدیق اسکی قرآن مجید میں موجود ہے یہود کے حق میں یہ ہے وَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ اور
نصاری کے حق میں یہ ہے وَضَلُّوْا عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ اور بعضوں نے کہا ہے کہ جو کوئی اعتقاد حق اور خلق
نیک اور عمل صالح میں طرف تفریط کی گیا یعنے جو چیز چاہئے تھی اوس سے کوتاہی کی مغضوب علیہ ہے اور
جو شخص افراط کی طرف گیا وہ گمراہ ہے اور اس جگہ جاننا چاہئے کہ ظاہر میں حاجت اس لفظ کی معلوم نہیں
ہوتی ہے اگر ایسا فرماتے اهدنا الصراط الذين انعمت عليهم من النبيين والصديقين والشهداء
والصالحين کافی اور شافی ہو جاتا اور ذکر ضلال اور غضب کا اتنا درکار نہ تھا لیکن ایمان کے دو بازو ہیں مومن
کو ان دو بازو کے زور سے سیر اور سلوک اس راہ کا میسر ہوتا ہے اور وہ بازو عبارت خوف اور رجا سے ہیں
اور دو تو ایسے چاہئیں کہ اعتدال پر رہیں اور اسیواسطے قرآن مجید میں جا بجا وعدہ کو ساتھ وعید کے ملا کر
ذکر فرمایا ہے اور صراحۃً ارشاد فرمایا ہے کہ نبئ عبادي اني انا الغفور الرحيم وان عذابي هو العذاب

عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ یعنے خبر دار کردے میرے بندونکو کہ مین بخشنے والا مہربان ہوں اور تحقیق عذاب میرا عذاب دردناک ہے اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ لَوْ وُزِنَ خَوْفُ الْمُؤْمِنِ وَرَجَاءُهٗ لَاعْتَدَلَا یعنے اگر تولے جاویں خوف اور رجا مومن کے البتہ برابر اوتریں پس ہرگاہ کہ ذکر انعام کے نے دلالت رجا کے اوپر کی لازم آیا کہ ذکر غضب اور ضلال کا بھی کیا جاوے تا کہ دلالت خوف کی اوپر کرے اور دو نو رکن ایمان کی برابر ہیں اور یہہ بھی جاننا چاہیے کہ غضب کو ذلت حق کیطرف نسبت نفرمائی اور ایسی ہی گمراہی کو بخلاف انعام کہ کہ اوسکی نسبت ذات باری کی طرف کی اسواسطے کہ انعام محض فضل اوسکا ہے بے سابق ہونے استحقاق کے اور غضب بسبب شامت اعمال بندونکے اور گمراہی بسبب کوتاہی فہم اونکی کے ہے پس گویا حق تعالی فاعل حقیقی نہیں مگر انعام کا اور غضب اور ضلال ساتھ شرکت بندون کے اور ساتھ استحقاق اون کے اوس سے صادر ہوتے ہیں اور سبجگہ غیر الذین غضب علیہم نفرمایا اسواسطے کہ مقصود تعین اشخاص خاص اسکی انمار داخل ہوتے اور یہہ مطلوب نہیں کہ جو شخص غضب اور ضلال کے ساتھ مشتبہ ہیں وہ نہیں ہے احتراز ہو بلکہ جسمیں غضب اور ضلال پایا جاوے کوئی ہو اور یہی معلوم ہو منعم علیہ کا ایک مقابل ذکر ہو گیا کہ وہ مغضوب علیہ ہے پس ضَآلِّیْنَ کے بیچ مقابلہ مہتدین کے ہے منعم علیہ کے مقابلہ میں اسکا ذکر کرنا مناسب نہیں لیکن ہرگاہ کہ منعم علیہم یقینًا مہتدین یعنے راہ پائے ہوئے بلکہ ہادین ہیں یعنے راہ بتانے والے اسواسطے کہ راہ اونہیں کی طلب کرتا ہے اور ہدایت ساتھ اوسی راہ کے چاہتا ہے ناچار ضالین بھی بیچ مقابلہ منعم علیہم کے مذکور ہوا اور یہہ بھی جاننا چاہیے کہ مقدم کرنا مَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ کا اوپر ضَآلِّیْنَ کے اشارہ اس امر کی طرف کرتا ہے کہ مغضوب علیہم زیادہ تر تباہ ہیں اور آخرت مین بھی سزا انکی بہت ہے بہ نسبت ضالین کے پس ان دونو لفظوں کی تفسیر میں مغضوب علیہم کی برائی حال کی زیادہ تر بہ نسبت ضالین کے رعایت کرنی چاہیے تا کہ خلاف نظم قرآنی کا لازم نآوے اور قسم دوسری یعنے وہ چیز کہ تعلق ساتھ تفسیر تمام سورہ کے ہے یعنے ہیئت مجموعی کے ساتھ یہہ ہے کہ اس سورۃ کو نماز میں واجب القراۃ مقرر کیا ہے اور اعمال محسوسہ بیچ نماز کے سات رکن ہیں اور آیتیں اس سورۃ کی بھی سات ہیں ارکان سات نماز کے قیام اور رکوع اور قومہ اور سجدہ پہلا اور جلسہ درمیان دو سجدوں کے اور سجدہ دوسرا اور قعدہ ہیں پس یہہ سات فعل بغیر اس سورۃ کے مثل جسم انسانی کے ہے کہ بغیر روح کے ہو اور سورہ بمنزلہ روح کے ہے اور جسوقت روح بدن کے ساتھ متصل ہووے حیات اور زندگی حاصل ہوتی ہے ایسی ہی یہہ سورہ کہ سات آیتیں ہیں جسوقت نماز میں پڑھی جاوے ساتوں ارکان نماز کے کمال قبول کریں گے پس بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو مقابلہ قیام کے تصور کیا چاہیے اسواسطے کہ قیام وجود ہر چیز کا ساتھ ظہور اسم الہی کے ہے اوس چیز میں اور بھی بسم اللہ واسطے ابتدا ہر کام کے مقرر ہے اور قیام ابتدا اعمال نماز کا ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ مقابل رکوع کے ہے اسواسطے کہ بیچ حمد کرنے

قرآن کی اور کسی کی کتاب کا حافظ بھی نہین ہے پھر بھی اختلاف ہزار دو ہزار تمام دنیا مین قرآن شریف قلمی اور چھاپے کے نسخہ اگر تمام ہو جاوین تو کاتب حافظون کے سینون سے پورا قرآن لکھ سکتے ہین کسی کلمہ اور لفظ کا فرق کیا تو کیا ذکر ہے ایک نقطہ کا بھی فرق نہوگا۔ رہا اختلاف قراءت سو یہ بھی توحید اونٹ عالم ہی کا اوتارا ہوا ہے کیون نہو جسکا نگہبان خود خدا ہے پاک ہی ہو

کے ساتھ اس صیغہ کو نظر حق کیطرف بھی ہے اور نظر خلق کیطرف بھی ہے اور بھی ملاحظہ منعم کا ہے اور نعمت کا بھی اسواسطے
کہ حمد اسی کو کہتے ہیں کہ ثنا کیجاوے بسبب انعام کے کہ مبذول ہے طرف بندہ کی اور بندہ اسحالت میں منعم کیطرف بھی متوجہ
ہے اور نعمت کیطرف بھی پس حمد ایک حالت متوسط ہے درمیان غفلت اور استغراق کے جیسا کہ رکوع بھی ایک حالت متوسط
ہے درمیان قیام اور سجود کے یا یہہ سبب ہے کہ جسوقت حمد میں اوصاف بیشمار اللہ تعالی کے ملاحظہ کئے پشت بوجھہ کے
مارے جھک گئی اور خم ہوئی اور صورت رکوع کی نمودار ہوئی اور اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مناسب قومہ کے ہے اسواسطے کہ جو بندہ
کہ اپنی بڑائی اور بلندی کو خدا کے واسطے عاجزی اور پستی کے ساتھ بدل کرے رحمت الہی اوسکو پھر بلندی کی طرف پھیر
دیتی ہے کہ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ اور مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ مناسب پہلے سجدہ کے ہے اسواسطے کہ یہہ لفظ دلالت
کرتا ہے اوپر تجلی قہری جلالی کے کہ پیدا کرنیوالے خوف شدید کے اور ثمرہ دینے والے کمال خواری اور عاجزی کے ہے
اور خاک ہونا اور منہہ کو خاک پر ملنا اسکے آثار سے ہے اور بھی ابتدا یَوْمِ الدِّیْنِ کا بعد مرنے کے ہے اور موت رجوع ہونا بنیہ انسانی
کا طرف اصل اپنی کے ہے کہ وہ خاک ہے اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ مناسب قعدہ کے کہ درمیان دو سجدوں کے ہے اسواسطے کہ اِیَّاکَ
نَعْبُدُ بیان فراغت کا پہلے سجدہ سے ہے کہ کمال ذلیل و سہیں ہوتا ہے اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ طلب کرنی مدد کی دوسرے سجدہ کے
واسطے ہے اور لفظ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سوال بڑے مطلوب کا ہے پس مناسب سجدہ دوسرے کے ہے کہ محل اجابت کا ہے اور
صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ گویا فال ہے حاصل ہونے مطلب کے اور پہنچنے انعام الہی کے
پس مناسب قعدہ کے ہے اسواسطے کہ عادت مقرر بادشاہوں و سلاطین کے اوپر اوسکے جاری ہے کہ جسوقت اونکے بندے اور غلام کمال
تواضع کے ساتھہ مجرا اور تسلیمات کو ادا کرنے سے فارغ ہوتے ہیں واسطے بیٹھنے کے اونکو حکم کرتے ہیں اور اکرام اور انعام اونکو اوپر پہنچاتے
اور بیٹھنا روبرو خداوند اپنے کے کمال مرتبہ کا انعام ہے اسیواسطے بعد حاصل ہونے اس مرتبہ کے تحیات کو اوسمیں ذکر او شکر اور ثنا منعم حقیقی کا ہے
اور درود اور سلام اوپر کبیلوں اس راہ کے اور رفیق اس طریق کے ہے مقرر ہوئی اور بعضوں نے ایسا کہا ہے کہ لفظ بسم اللہ کا مناسب
طہارت کے ہے اسواسطے کہ نور اسم الہی کا تاریکی حدث کو دور کرتا ہے اور لفظ حمد کا کہ بسم اللہ میں ہے مناسب استقبال قبلہ کے ہے اسواسطے
کہ رحمت ایجاد کی حاصل اوسکا متوجہ ہونا حق کا طرف اشیا کے اور متوجہ کرنا اشیا کا طرف حق کے ہے اور استقبال قبلہ میں بھی بدن
متوجہ طرف اصل اپنی کے کہ وہ مٹی کعبہ کی ہے ہوتا ہے اور جو مٹی کا زیادہ سبب عنا صر سے بدن میں ہے اور مٹی سب کی کعبہ کے نقطہ سے پھیلی
ہے جیسے کہ احادیث میں موجود ہے اور یہہ حالت باعث متوجہ ہونے روح کیطرف پیدا کرنیوالے اپنے کے ہوتی ہے اسواسطے کہ بعد
بنا ہونے کعبہ کے اوسجگہ مبارک میں وہ متجلی ہے پس الا ما و لفظوں کا یعنے رحمن اور رحیم کا اشارہ ہے طرف استقبال [illegible] اور توجہ روحانی
کے اور حمد مناسب قیام کے ہے اسواسطے کہ اشارہ کرتا ہے ساتھ قائم ہونے خلق کے ساتھ حق کے یہانتک کہ تمام تعریفیں مخلوقات کی

رجوع ذات باری کیطرف ہوئیں اور رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ مناسب رکوع کے ہی اسواسطے کہ شامل ہی پرورش کرنیوالی اور پرورش
پائے ہوئیکو جیسا کہ رکوع شامل ہی قیام اور قعود کی معنی کو اور ذکر رحمن اور رحیم کا مناسب اعتدال کی ہی اسواسطے کہ بعد فنا ہونی
کے بقا لازم ہی اور بقا کو اعتدال لازم ہی اور مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ مناسب سجدہ کی ہی اسواسطے کہ تمام مخلوقات اوس دن میں
بیچ نہایت فروتنی کی ہوں گے اِیَّاكَ نَعْبُدُ مناسب جلسہ کے ہی کہ درمیان دو سجدوں کی ہی اسواسطے کہ بسبب سجدہ کے
کمال نزدیکی حاصل ہوئی اور مقرب حضور کا مستحق بیٹھنے کی ہوتا ہی اور اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ مناسب سجدہ دوسرے کی ہی
اسواسطے کہ استعانت بسبب کمال عاجزی اور تذلل کا ہی کہ تکرار سجدہ کی سی لازم آتا ہی اور اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ مناسب
قعود تشہد کی ہی اسواسطے کہ آگاہی کرتا ہی اوپر بزرگی حبیب ما سبقا کے صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ آخر تک مناسب قرأۃ تشہد
اور درود اور دعا کی ہی جیسا کہ پوشیدہ نہیں اور اسجگہ شبہ عوام کی ذہن میں گذرتا ہی کہ ارکان ایک ایک مرتبہ کئے جاتی
ہیں اور سجدہ دو دفعہ کسواسطے مقرر ہوا جواب اسکا یہ ہی کہ پہلا سجدہ مناسب ازل کی ہی اور سجدہ دوسرا مناسب ابد کے
اور جلسہ کہ درمیان دونوں سجدونکی ہی صورت دنیا کی ہی پس ساتھ ازلیت اسکیکے اس بات کو سمجھاتے ہیں کہ
وہ اول ہی اور اس سے اول کوئی نہیں اس صفت کو خیال کرکے سجدہ کرنا چاہئے اور ساتھ ابدیت اسکیکے یہ
بات معلوم ہوتی ہی کہ وہ آخر ہی اور اسکے واسطے دوسرا آخر نہیں اس صفت کا لحاظ کرکے سجدہ دوبارہ کیا گیا اور
یہ بھی اشارہ ہی کہ پہلے سجدے سی فنا دنیا کی سمجھی جاوے کہ آخرت میں ہوگی اور سجدہ دوسرے سے فنا آخرت کی
کہ بیچ جلال الٰہی کے ہوگی معلوم کیجاوے اور بھی سجدہ پہلا اشارہ طرف فنا کل مخلوقات کی ہے [illegible] اُنکی
کی اور سجدہ دوسرا اشارہ ہی طرف تناسب کائنات کے ساتھ بقا اللہ تعالے کے اور بھی سجدہ پہلا دلالت کرتا ہے
اوپر فرمانبرداری عالم شہادت کے واسطے قدرت اللہ تعالے کے اور سجدہ دوسرا دلالت کرتا ہی اوپر فرمانبرداری
عالم ارواح کے بیچ ملاحظہ ہیبت عزت کے اور بھی سجدہ پہلا سجدہ شکر کا ہے اوپر نعمت معرفت ذات
اور صفات کے اور سجدہ دوسرا سجدہ خوف کا ہی تقصیر ادا ہونی حقوق کبریائی کیسے اور یہ بھی مشہور ہے
کہ نماز بیٹھ کر پڑھنا آدھا ثواب رکھتی ہی بہ نسبت کھڑا ہوکر کے پڑھنے سے پس سجدہ ہرگاہ کہ بیٹھ کر ادا ہوتا ہی
اسواسطے دو سجدونکو قائم مقام ایک رکوع کے کیا گیا اور بھی ہر شے کیواسطے دو گواہ درکار ہیں یہ دونوں
سجدہ بھی قیامت کے دن دو گواہ عادل ہیں واسطے بندگی بندہ کے اور بھی ابتدا وجود کا وحدت سے
طرف کثرت کی ہی اور فردیت سی طرف زوجیت کے پس مناسب وجود کی ابتدا اور انتہا کو بھی ہی کہ دو سجدے
مقرر ہوں اور بھی سیدھا ہونا قد کا صفت انسان کی ہی اور خمدار پشت ہونی صفت چارپایوں کی ہے

تقریر خطبہ ... کبھی ... میں کوئی بات ... نہیں رکھی

فضائل قرآن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن سیکھے اور سکھاوے وہ بہتر ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسجد میں جاکر قرآن کی دو آیتیں پڑھتا یا پڑھاتا ہے اسکے حق میں بہتر ہے ... دو اونٹنیوں سے ... [illegible]

اور زمین کے اوپر سر رہنا صفت حشرات اور ہوام کی ہی پس رکوع میں شکستگی نفس کی ہیچ ایک مرتبہ کی ہی اور سجدہ مین دو مرتبہ کے عاجزی ہی لاچار سجدہ کو مکرر کیا تا کہ ٹوٹنا نفس کا زیادہ حاصل ہو فائدہ دوسرا سورۂ فاتحہ مین دس چیزین ہین پانچ چیزین صفتین ربوبیت کی اللہ رب رحمن رحیم مالک اور پانچ چیزین صفتین بندہ کی عبادت استعانت طلب ہدایت طلب استقامت طلب نعمت کی اور پناہ غضب سی عبادت اللہ کے ساتھ علاقہ رکھتا ہی اور استعانت رب کے ساتھ اور طلب ہدایت کی رحمن کے ساتھ اور طلب استقامت کی رحیم کے ساتھ اور طلب نعمت کی اور پناہ غضب سے ساتھ مالک کے تعلق رکھتی ہی اور بھی آدمی مرکب پانچ چیزون سے ہی بدن اور نفس شیطانی اور نفس سبعی اور نفس بہیمی اور جوہر ملکی کہ عقل ہی اور ذات پاک باری کی نے اُپران پانچون کے تجلی فرمائی اور ثمرات انکی ان چیزون پر ظاہر ہوئے پس اطمینان جوہر ملکی کا ساتھ تجلی اسم اللہ کے ہی اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ یعنی عارفون کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہین — اور نرمی اور فرمان بردار ہونا نفس شیطانی کا ساتھ تجلی اسم رب کی ہی اسواسطے کہ جب اللہ تعالی اُسکی طرف ساتھ انعام اور احسان کے متوجہ ہوا اپنی شرارت سی باز آیا اور فرمانبرداری اختیار کی رَبِّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ یعنی اے میرے رب مین پناہ چاہتا ہون تیری شیطانی وسوسون سے — اور اصلاح نفس سبعی کی بسبب تجلی اسم رحمن کے ہی اسواسطے کہ یہ اسم مرکب قہر اور لطف سے ہی جیسے کہ فرمایا ہی اَلْمُلْکُ یَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ اور اصلاح نفس بہیمی کی بسبب تجلی اسم رحیم کے ہی اسواسطے کہ جب اُسکے واسطے پاک چیزین اور طرح طرح کی نعمتین عطا فرمائی نافرمانی سے بچا جیسا کہ فرمایا ہے وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْکُنُوْا فِیْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ یعنی یہ اللہ کی محض رحمت ہی کہ تمھارے واسطے دن اور رات کو پیدا کیا تا کہ رات مین آرام کرو اور دن مین روزی پیدا کرو اور یہ سب کچھ اسواسطے کہ شکر کرو — اور دور کرنا غلظت اور کثافت بدن کا ساتھ تجلی صفت مالکیت کی ہی اسواسطے کہ بدن غلیظ اور کثیف ہی اسکے واسطے قہر بھی شدید چاہیئے اور وہ قہر یہ ہی کہ خوف قیامت کے سی حاصل ہو جیسے کہ فرمایا ہے لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یعنی آج سوائے اللہ واحد قہار کے کسی کی بادشاہی نہین — اور ہرگاہ کہ بسبب ان تجلیات خمسہ کے آدمی ساتھ تمام اجزا اپنے کے درست اور آراستہ ہوا پچھلے پاؤن پھرا اور راہ اطاعت کی طرف متوجہ ہوا پس واسطے اطاعت بدن کے اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہا اور واسطے اطاعت نفس بہیمی کے تا کہ ترک کرنا لذتون کا

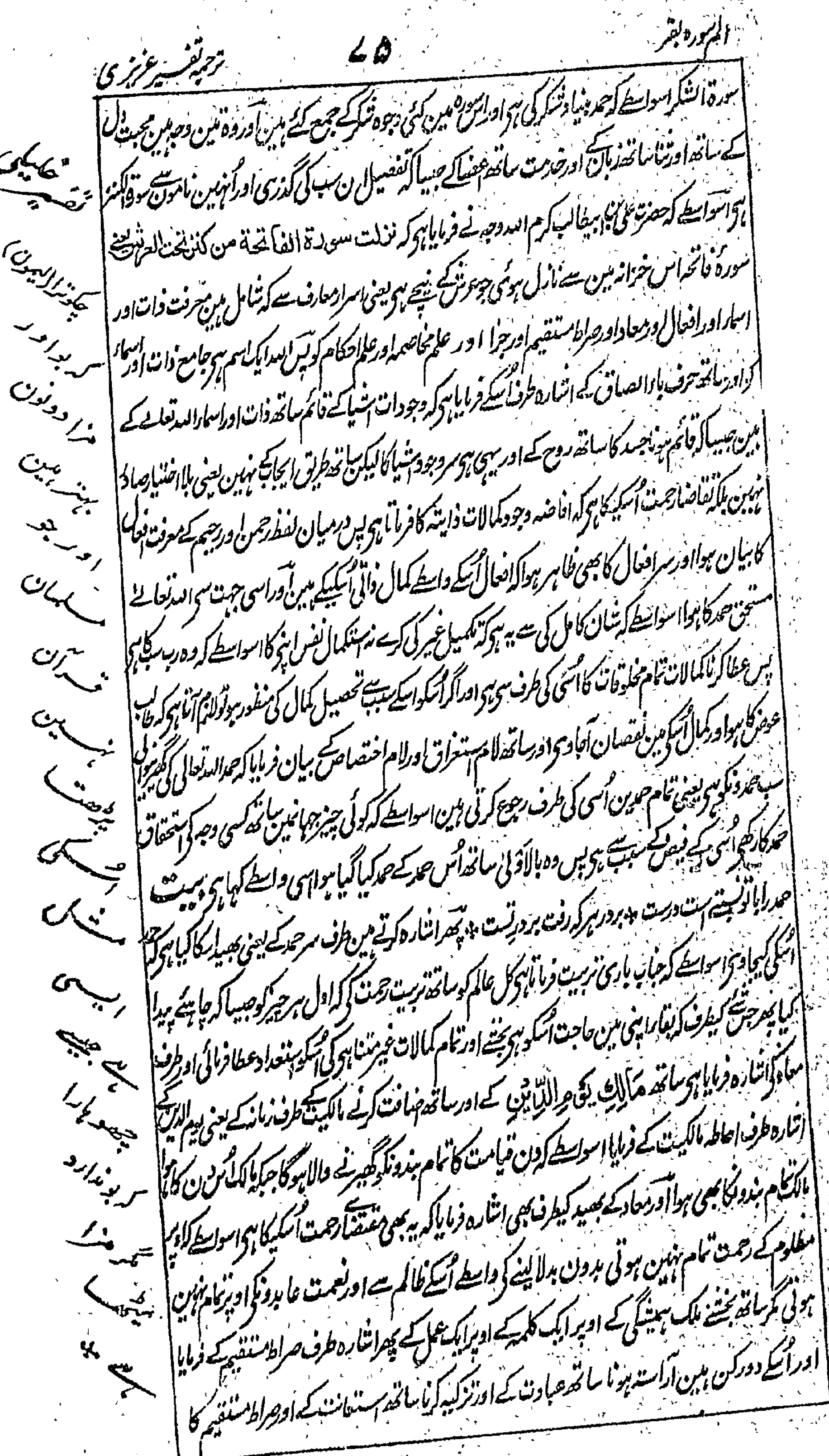
اور گناہ کی باتون کا آسان ہو اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن ذکر کیا اور واسطے خلاصی کے غلبہ نفس سبعی کیسے اِہْدِنَا کہا اور واسطے
دور کرنے مکرون نفس شیطانی کے طلب استقامت کی کی اور واسطے اصلاح جوہر ملکی کے رفاقت ارواح مقدسہ کی
درخواست کی آور دور ہونا ارواح خبیثہ سے ساتھ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّالِّیْن کے چاہا اور بھی ہر گاہ
بندہ بیچ مقام مناجات کے کھڑا ہوا اور صفات کمال ذات باریتعالی کی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے شروع کرکے مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن
تک ملاحظہ کئے بے اختیار اسکو شوق آلی اللہ کا دامنگیر ہوا ناچار قصد اس سفر کا مصمم کیا اور سفر کے واسطے توشہ
در کار ہی توشہ اس سفر کا عبادت ہی اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہا اور جسوقت جانا کہ سفر نہایت دور دراز ہی اور توشہ نہایت تھوڑا
اور طاقت بھی اسقدر نہین کہ پا پیادہ اتنی مسافت کو قطع کرے سواری بھی چاہئے ناچار اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن کا ذکر کیا کہ برکت
توشہ بین اور سواری واسطے قطع کرنے مسافت کے جناب آلہی سے عنایت ہو نقل ہی حضرت ابراہیم ادھم رض کے
حال مین کہ ایک وقت بے سواری حج کے رستہ مین جاتے تھے ایک اعرابی نے اُن سے کہا کہ اَے شیخ تیرا کیا حال
ہی کہ یہ سفر بڑا ہی اور تونے بغیر سواری کے ارادہ اُسکا کیا اُنھون نے فرمایا کہ پاس میرے سواریان بہت ہین اگر بلا میرے
اوپر آتی ہی سواری صبر کی رکھتا ہون مین اور اگر نعمت مجکو پہونچتی ہی سواری شکر کی اور اگر قضا مقدر ہوتی ہی اوپر
سواری رضا کے سوار ہوتا ہون مین اور اگر نفس خلل انداز ہوتا ہی اوپر سواری قناعت اور زہد کے سوار ہوتا ہون مین
اور اگر شیطان وسوسہ ڈالتا ہی ساتھ بدرقہ ذکر کے پناہ مین رہتا ہون مین اعرابی نے کہا کہ تجکو سفر اسکا
ہی اور حقیقت مین تو سوار ہی اور مین پیادہ ہون اور جب بندہ نے توشہ اور سواری سے خاطر اپنی جمع کی
راستے مختلف اسکی نظر مین نمودار ہوئے ناچار طلب کرنا راہ مستقیم کا شروع کیا اور جسوقت راہ مستقیم بھی
ظاہر ہوئی رستہ مین رہنما اور رفیق بھی چاہیئے اپنے نبی کو رہنما اپنا کیا اور اولیاؤن کو رفیق اپنا ٹھیرایا اور حجاب
اور پتھر اور کانٹے کہ اُس رستہ مین درپیش آتے ہین ساتھ لفظ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّالِّیْن کے اُن سے
اجتناب کیا جانا چاہئے کہ اس سورہ کے نام بہت ہین تھوڑے سے نام ساتھ بیان وجہ تسمیہ کے ذکر کئے جاتے
ہین تاکہ وہ فائدے کہ بیچ نام اس سورہ کے رکھے ہوئے ہین منکشف ہون بعض ان نامون سے فَاتِحَۃُ الْکِتَاب
ہی اور وجہ تسمیہ کی اس نام کے ساتھ یہ ہے کہ کتاب آلہی ساتھ اسی سورہ کے شروع کرنے مین لکھنے مین
اور پڑھنے مین اور نماز مین بھی قرارت کا شروع اسی کے ساتھ ہی بلکہ بسم اللہ اور حمد اس سورہ کی شروع
ہر کتاب کا ہی اور ہر شئے کا وجود اسم آلہی کے ظہور سے ہی جو اس شئے کی ذات مین ہی اور بقا ہر شئے
کی اللہ تعالی کی رحمت سے ہی پس اس سورہ کا نام فاتحہ بھی اسی سبب سے مقرر کیا کہ کھولنے ہی

نے فرمایا جو قرآن جاننے والا لکھنے والا بزرگ نیکو کاروں فرشتوں کے ساتھ ہے اور جو قرآن کو مشکل سے اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اس کو دوہرا ثواب ملتا ہے (ق) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

فضائل علوم کے پس بسم اللہ اشارہ طرف ذات اور اسمار آلہی کے ہی کہ ہزار ہا ہین بلکہ اس سے بھی زیادہ اور تمام دین اور شریعت واسطے معرفت اور عبادت اُسکے ہی آور لفظ الرحمن الرحیم کا اشارہ ہی طرف ظہور ذات اور صفات اللہ تعالے کے بیچ جہان کے اور انتہا علومون کی جاننا اسی بھید کا ہی اور حرف با کا کہ واسطے الصاق کے ہی اشارہ کرتا ہی طرف متصف ہونے خلق کے ساتھ اسمار آلہی کے کہ غایت کمال نوع انسانی کی یہی ہی آور حمد اشارہ طرف شکر نعمتون اُسکیکے ہی کہ تمام جہانمین پھیلی ہوئی ہین اور جو نعمتین کہ خاص بدن انسان مین موافق اُسکے کہ بڑے بڑے طبیبون نے ذکر کیا ہی پانچہزار نفع ہین اور اسقدر نعمتون کو اگر بہ نسبت کل نعمتون اُسکیکے قیاس کیا جاوے جیسے کہ قطرہ کو دریار زخار سے نسبت ہے اُس سے بھی کمتر ہے اور بیچ ضمن معرفت اُسکیکے معرفت نفس کی حاصل ہوتی ہے کہ بسبب اُسکے معرفت تمام خلائق کی میسر ہوتی ہی اور رب العالمین اشارہ ہی طرف اقسام موجودات کے خواہ ارواح ہون خواہ اجسام اور وہ بھی شہادی ہون یا مثالی اور خواہ اعراض ہون شہادی سے مراد یہ ہی کہ عالم شہادت مین پائی جاتی ہین اور مثالی سے مراد یہ ہی کہ عالم مثال مین موجود ہو اور الرحمن الرحیم اشارہ ہے طرف تمام خیرات کے اور وجوہ خلاصی کے تمام آفتون سے اور یہ مبحث بڑا مقصد سب علمون مین سے ہی اور مالک یوم الدین اشارہ ہی طرف معاد اور باقی رہنے نفسون کے بعد مفارقت کے بدنون سے اور نیک بخت ہونے بعضون کے اور بدبخت ہونے بعضون کے اور طرف خراب ہونے عالم اعلی اور عالم اسفل کے اور نفخ صور کے اور کیفیت زندہ ہونے کی بعد مرنے کے اور کھڑے ہونے کی بیچ میدان قیامت کے اور طرف حساب اور میزان کے اور درجون جنت کے اور طبقون دوزخ کے اور مرتبے شفاعت انبیاؤن اور اولیاؤن اور عالمون اور شہیدون کے اور یہ مطلب بزرگ تر مطلبون علم اعتقاد مین سے ہے اور ایاک نعبد اشارہ ہی طرف انواع عبادت قلبی کے اور قالبیہ کے یعنی عبادت دل اور اعضا کے کہ بیچ کتابون فقہ اور سلوک اور رسائل اوراد اور اشغال ہر طریقہ کے تھوڑا سا انمین سے بیان ہوا اور ایاک نستعین اشارہ ہی طرف طرح طرح کے حرفتون اور پیشون کے کہ جہان مین رائج اور معمول ہین اسواسطے کہ تمام پیشون بنی آدم کے اور کاریگری اُنکی مین استعانت پکڑی ہے ساتھ مخلوقات اللہ تعالے کے مثلا پیشہ کھیتی کا اسمین استعانت ہی ساتھ مقتضاے صورت نوعیہ تخم کے اور مقتضائے کیفیت زمین کے اور ساتھ آب اور ہوا اور آفتاب اور ماہتاب اور لوہے اور بیل اور چمڑے وغیرہ

کے کہ یہ سب چیزین مخلوقات الٰہی ہین اوپر اسی قیاس کے تمام پیشے اور حرفتین سمجھنی چاہیئین اور اسی واسطے کہا ہی کہ کاریگر تینبین بنی آدم کی تین چیز کی طرف رجوع کرتی ہین ایک استنتاج دوسرے استخدام تیسرے نقل اور حکایت استنتاج یہ ہی کہ کسی چیز کو دوسری چیز کے ساتھ جمع کرین اور تیسری چیز اُس سے حاصل ہو جیسے زراعت اور درخت کہ جمع کرنے تخم اور زمین سے پیدا ہوتی ہی یا مثل نسل اور دودھ اور دہی اور گھی کے کہ جمع کرنے حیوان نر کے سے ساتھ مادہ اُسکیکے حاصل ہوتی ہین یا جیسے کہ حیوانات مین ایک نوع کی حیوان نر کو اوپر مادہ دوسری نوع کی ڈالکر بچہ اور قسم کا حاصل ہوتا ہی یا جیسے قیاسات کے اندر ایک مقدمہ کو دوسرے مقدمے کی ساتھ ملانے سے نتیجہ حاصل ہوتا ہے اور استخدام وہ ہی کہ قوت اور نفع کسی چیز کا اپنے کام مین صرف کیا جاوے جیسا سواری کرنی اوپر جانورون کے اور خدمت لینی غلامون سے اور لونڈیون سے اور سپاہیون اور درزیون اور ملاحون سے اور دوسرے مزدور خاص اور مشترک سے اور نقل اور حکایت وہ ہی کہ ساتھ واسطے بعض مخلوقات کے بیچ بعض مخلوقات دوسری کے ایک ہیئت اور شکل اور کیفیت پیدا کرین کہ حکایت چیز مرغوب کی کرے مثلاً جسوقت چاہین کہ سونے اور چاندی کو پہننے مین استعمال کرین پہلے اُنکو مصالح لگاکر آگ سے گرم کرکے پانی کرلین بعد اُسکے سوت یا روئی یا ریشم پر اُسکو دوڑاوین تاکہ چمک اور صفائی اور رنگت سونے چاندی کی روئی مین پیدا ہووے اور وہ روئی حکایت سونے اور چاندی کی کرے جیسے کہ کناری اور طاش اور بادلہ علی ہذا القیاس بیچ حکایت کرنے آوازون کے اور نغمون تارونکی اور بیچ خوشبوؤن پھولون اور کلیون اور رنگتون اُنکیکے فکر کرنا چاہئے کہ علم موسیقی اور عطاری اور رنگریزی اُس سے پیدا ہوا اور اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيمَ اشارہ ہی طرف دو طریق حاصل ہونے علمون اور معرفتون کے کہ ایک بطور استدلال کے حاصل ہوتا ہی اور دوسرا بطور تصفیہ کی اور اول کو طریق مشائین کا اور دوسرے کو طریق اشراقین کا کہتے ہین اور صِرَاطَ الَّذِينَ أَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ اشارہ طرف مباحث نبوت اور ولایت اور اعتقادات صحیحہ اور اخلاق پسندیدہ اور اعمال نیک اور تاریخین انبیاؤن اور تذکرے اولیاؤن اور مقامات اور ملفوظات اُنکیکے ہی اور غَيۡرِ الۡمَغۡضُوبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّينَ اشارہ ہی طرف فرقون کفار اور مبتدعون کے اور طرف اعمال فاسدہ اور اخلاق ردیہ اور اعتقادات باطلہ کے کہ تمام ولایتون مین اور ہر ایک زمانہ مین پہلے ہوئی تھے اور ہین اور اُنہین نامون سے نام اسکا سورۃ الحمد ہی اسواسطے کہ ابتدا اس سورۃ کا ساتھ لفظ حمد کے ہی اور حمد اس سورہ کی شامل ہے اور تمام حمدون قرآن اور غیر قرآن کے جیسا کہ انشاء اللہ تعالےٰ درمیان مقام اپنے کے بیان کیا جاویگا اور اُنہین نامون سے ہی

تفسیر حقانی
... اس مین ... رات دن ... رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قرآن پڑھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے مسلمان کی ایسی مثال ہے جیسے



سورة الشکر اسواسطے کہ حمد بنیاد شکر کی ہی اور اس سورہ مین کئی وجوہ شکر کے جمع کیے ہین اور وہ تین وجہ ہین محبت دل کے ساتھ اور ثنا ساتھ زبان کے اور خدمت ساتھ اعضا کے جیسا کہ تفصیل ان سب کی گذری اور انہین نامون سے سورة الکنز ہی اسواسطے کہ حضرت علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہی کہ نزلت سورة الفاتحة من کنز تحت العرش یعنی سورہ فاتحہ اس خزانہ مین سے نازل ہوئی جو عرش کے نیچے ہی یعنی اسرار معارف سے کہ شامل ہین معرفت ذات اور اسمار اور افعال اور معاد اور صراط مستقیم اور جزا اور علم مخاصمہ اور علم احکام کو پس اللہ ایک اسم ہی جامع ذات اور اسمار کا اور ساتھ حرف بار الصاق کے اشارہ طرف اسکے فرمایا ہی کہ وجودات اشیا کے قائم ساتھ ذات اور اسمار اللہ تعالے کے ہین جیسا کہ قائم ہوتا جسد کا ساتھ روح کے اور یہی ہی سر وجود اشیا کا لیکن ساتھ طریق ایجاب کے نہین یعنی بلا اختیار صادر نہین بلکہ تقاضا رحمت اسکی کا ہی کہ افاضہ وجود کمالات ذاتیہ کا فرماتا ہی پس درمیان لفظ رحمن اور رحیم کے معرفت افعال کا بیان ہوا اور سر افعال کا بھی ظاہر ہوا کہ افعال اسکے واسطے کمال ذاتی اسکے ہین اور اسی جہت سے اللہ تعالے مستحق حمد کا ہوا اسواسطے کہ شان کامل کی یہ ہی کہ تکمیل غیر کی کرے نہ استکمال نفس اپنے کا اسواسطے کہ وہ رب سب کا ہی پس عطا کرنا کمالات تمام مخلوقات کا اسی کی طرف سے ہی اور اگر اسکو اسکے سبب سے تحصیل کمال کی منظور ہو تو لازم آتا ہی کہ طالب عوض کا ہوا اور کمال اسکی مین نقصان آجاوے اور ساتھ لام استغراق اور لام اختصاص کے بیان فرمایا کہ حمد اللہ تعالی کی گھیرنے والی سب حمدونکو ہی یعنی تمام حمدین اسی کی طرف رجوع کرتی ہین اسواسطے کہ کوئی چیز جہان مین ساتھ کسی وجہ کی استحقاق حمد کا رکھے اسی کے فیض کے سبب سے ہی پس وہ بالاولی ساتھ اس حمد کے حمد کیا گیا ہوا اسی واسطے کہا ہی بیت

حمد را با تو نسبتیست درست ٭ بر در ہر کہ رفت بر در تست ٭

پھر اشارہ کرتے ہین طرف سر حمد کے یعنی بھید اسکا کیا ہی کہ حمد اسکی کیجاوے اسواسطے کہ جناب باری تربیت فرماتا ہی کل عالم کو ساتھ تربیت رحمت کی کہ اول ہر چیز کو جیسا کہ چاہیے پیدا کیا پھر جس شے کیطرف کہ بقا اپنی مین حاجت اسکو ہی بخشے اور تمام کمالات غیر متناہی کی اسکو استعداد عطا فرمائی اور طرف معاد کی اشارہ فرمایا ہی ساتھ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ کے اور ساتھ اضافت کرنے مالکیت کے طرف زمانہ کے یعنی یوم الدین کے اشارہ طرف احاطہ مالکیت کے فرمایا اسواسطے کہ دن قیامت کا تمام بندونکو گھیرنے والا ہوگا جبکہ مالک اس دن کا ہوا مالک تمام بندونکا بھی ہوا اور معاد کے بھید کیطرف بھی اشارہ فرمایا کہ یہ بھی مقتضا رحمت اسکی کا ہی اسواسطے کہ اوپر مظلوم کے رحمت تمام نہین ہوتی بدون بدلا لینے کی واسطے اسکے ظالم سے اور نعمت عابدونکی اوپر تمام نہین ہوتی مگر ساتھ بخشنے ملک ہمیشگی کے اوپر ایک کلمہ کے اوپر ایک عمل کے پھر اشارہ طرف صراط مستقیم کے فرمایا اور اسکے دو رکن ہین آراستہ ہونا ساتھ عبادت کے اور تزکیہ کرنا ساتھ استعانت کے اور صراط مستقیم کا

بھیہ بھی فرمایا کہ حاصل اس کا شکر ہے کہ لفظ حمد کے سبب سمجھا گیا اور صبر ہے کہ لفظ عبادت کے سے ظاہر ہوا پھر اشعار
فرمایا ساتھ لب لباب اور مغز عبادت کے کہ دعا ہے اسواسطے کہ وہ متضمن ہے تضرع اور زاری کو کہ ظاہر کرنا نسبت امکان
اور افتقار کی ہے اور وہ روح عبودیت کی ہے اور اشارہ فرمایا طرف جزا کے ساتھ ذکر انعام اور غضب کے اور بھید دینے
جزا کا بھی بیان فرمایا کہ عبادت اور استعانت سے پیدا ہوتا ہے اسواسطے کہ حق ربوبیت کا عبادت ہے اور حق عبودیت
کا اعانت ہے اور جب دونوں حق جمع ہوے لابد حصول جزا کا واسطے ہر ایک چلنے والے راستہ ہدایت اور گمراہی
کے ضرور ہوا اور طرف تعلیم حجت کے بھی کہ مسلمان لوگ مشرکین کے مقابلہ مین لاوین اور انکو الزام دین ارشاد فرمایا
اسطرح سے کہ الوہیت اور ربوبیت اور رحمت اور مالکیت اسکی بلا واسطہ تمام مخلوقات کیطرف منسوب ہین پس حاجت مقرر کرنے وسیلوں
کے کیا ہے اور ان امور مین فساد شرک کا کرنا اسواسطے کہ جسوقت پرورش تمام مخلوق کی اور رحمت سب کے اوپر اوسکی طرف سے ہے
اور مملوک بھی اسکے ہین پس شریک ٹھیرانیسے برابری عابد کی ساتھ معبود کے لازم آتی ہے اور نہایت تذلل ایکطرف مین اور
نہایت تعظیم دوسری طرف مین تہی اور ساتھ لفظ عبادت اور استعانت کے تمام احکام شرع کیطرف اشارہ کیا کہ سب
عبادتون اور معاملات کو شامل ہے اور انہین نامون سے نام اسکا سورۃ المناجات ہے اسواسطے کہ مصلی مناجات کرتا ہے
ساتھ اس سورۃ کے پروردگار اپنے سے اور اللہ تعالی اسکو نجات دیتا ہے سختیون دنیا اور آخرت کیسے اور انہین نامون سے
سورۃ التفویض نام اسکا ہے اسواسطے کہ اسمین استعانت خاص جناب باری کیساتھ فرمائی اور انہین نامون سے نام اسکا
وافیہ ہے اسواسطے کہ مضمون اسکا وفا کرتا ہے بیچ معراج ہونے نماز کیواسطے مومن کے اسواسطے کہ باسم اللہ کے اشارہ ہے طرف
ظاہر ہونے تمام موجودات کی ذات اوسکی سے پس وہ سب سے زیادہ تر ظاہر ہے لیکن بسبب نہایت ظہور کے آنکھون سے غائب ہے
اور یہانتک رحمت اسکی عام ہوے کہ خلق اور تمام کمالات اسکے فیض سے موجود ہوے یہانتک کہ مستحق تمام حمد دن کا
ہوا اور ہر چیز کی پرورش اس نے فرمائی اولا ساتھ عطا کرنے وجود کے اور ثانیا ساتھ عطا کرنے ان خواص کے کہ تابع ماہیات کے
ہین اور یہ کمالات ان اشیاؤن کی ذاتون کا مقتضا نہین اسواسطے کہ دن قیامت کے بسبب قہر الہی کے تمام کمالات انکی
ذاتون سے جدی ہو جاوینگے مگر بدلے ان کمالات کے اہل عبادت اور استعانت کو کمالات دوسرے عطا ہونگے پس
طریق طلب کرنے ان کمالات کا وہ ہے کہ ہدایت اور استقامت اور انعام اس سے چاہین اور نقصان کو بعد کمال کے مفر
جانکر اس سے بچین **فائدہ** ہرگاہ ذکر اس بات کا آیا کہ نماز معراج مومن کی ہے کچھ تفصیل اس کی بیان کیجاتی ہے کہ کس
طریق سے ہوتی ہے جاننا چاہیے کہ معراج سے مراد یہ ہے کہ پستی سے طرف علو کے پہونچے اور تنزل سے طرف ترقی کی جاوے
اور ہر عارف کیواسطے بقدر اپنے مرتبہ کے یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ عالم سفلی سے طرف عالم علوی کی سیر کرتا ہے اور آنحضرت

اور اوس منافق کی مثال جو قرآن نہین پڑھتا ایسی ہے جیسے اندرائن کا پھل کہ بو بھی خراب اور مزا بھی کڑوا اور اوس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے ایسی ہے جیسے ریحان کہ بو تو اچھی اور مزا کڑوا (ق) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دو طرح کا معراج ہوا تھا ایک معراج جسمانی اور دوسری معراج روحانی معراج جسمانی اس طرح سے تھا کہ مسجد حرم سے مسجد اقصےٰ تک تشریف لیگئے اور وہان سے طرف انتہا عالم ملکوت کیگئے اور معراج روحانی یہ تھا کہ عالم شہادت سے طرف عالم غیب کے اور عالم غیب سے طرف غیب الغیب کے انتقال فرمایا اور یہ دونو بمنزلہ دو قوسون ملی ہوئی کے ہین کہ آنحضرتؐ ان دونو کی طرف فائز ہوے جیسے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی فکان قاب قوسین او ادنیٰ اور ادنیٰ اشارہ طرف مرتبہ فنا کے ہی عالم شہادت جسم اور جسمانیات سے عبارت ہی کہ مشاہدہ اور دیکھنے مین آتا ہی اور عالم غیب عبارت عالم ارواح سے ہی پس سفر کرنا روح کا عالم اجسام سے طرف عالم ارواح کے اسی کا نام سفر کرنا عالم شہادت سے طرف عالم غیب کے ہی اور عالم ارواح بہت بڑا عالم ہی بلکہ بے نہایت ہی اسواسطے کہ تمام ارواحون کے مرتبون سے پچھلا مرتبہ ارواح انسانی کا ہی بعد کمال پیدا کرنیکے ترقی ہوتی جاتی ہی اور جو ارواح کہ متعلق آسمان دنیا کے ہین وہانتک پہونچتے ہین پھر اس سے ترقی کرکے طرف ارواح آسمان دوسرے کے پہونچتے ہین اور اسیطرح ترقی کرتے کرتے اون ارواح کی طرف پہونچتے ہین جو کہ کرسی کے گرد رہتی ہین اور وہی روحین بھی جدے جدے مراتب رکھتی ہین اور بعضی اعلی بہ نسبت دوسرے کے ہین بعد اسکے ترقی کرکے طرف ان فرشتون کے پہونچتے ہین جنکا ذکر اس آیت مین ہی وتری الملٰئکۃ حافین من حول العرش یعنے دیکھے تو فرشتون کو گرداگرد عرش کے ہین بعد اسکے جو فرشتے اُنسے بھی اعلی ہین انکی طرف پہونچتی ہین اور انکا ذکر اس آیت مین ہی ویحمل عرش ربك فوقہم یومئذ ثمانیۃ یعنی اٹھارہے ہین تخت رب تیرے کا اپنے اوپر اُس دن آٹھ شخص بعد اسکے طرف ارواح مقدسہ کے کہ جسم سے بالکل تعلق نہین رکھتے ہین اور طعام انکا ذکر اللہ ہی اور شراب انکی محبت ہی اور انس انکا ساتھ ثنا آلہی کے ہی اور لذت انکی بیچ خدمت اللہ جل شانہ کے ہی پہونچتی ہین اور انکا ذکر اس آیت مین ہے ومن عندہ لا یستکبرون عن عبادتہ ولا یستحسرون یسبحون اللیل والنہار لا یفترون یعنے اور جو اسکے نزدیک رہتے ہین تکبر نہین کرتے اسکی عبادت سے اور نہ کاہلی کرتے ہین یاد کرنے مین رات اور دن نہین تھکتے اور یہ اروحین بھی بہت ہین اور درجے انکے مختلف ہین اور عقل بشری اُنکے اوصاف کا احاطہ نہین کرسکتی ہی اور بعد اسکے بھی ترقی ہوتی رہتی ہی جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فوق کل ذی علم علیم یعنی اوپر ہر علم والیکے اور علم والا ہی یہانتک کہ انتہا ترقیات کا طرف نور الانوار اور روح الارواح کے کہ وہ ذات باری کی ہی ہوتا ہی جیسے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی وان الی ربك المنتہیٰ اور جلال ربوبیت کا نام غیب الغیب ہی اسی واسطے آنحضرتؐ نے فرمایا ہی ان للہ سبعین حجابا من النور لو کشفہا لاحرقت سبحات وجہہ کل ما درکہ البصر پس انتقال کرنا عالم ارواح سے طرف جلال آلہی کے یہی ہی سفر کرنا عالم غیب سے طرف غیب الغیب کے پس دونون قسمونکی

معراج کا بیان ہو چکا مقصود یہ ہے کہ جب آنحضرت صلعم معراج کو پہونچے اور وہان سے ارادہ پھرنیکا کیا جناب الٰہی مین
عرض کی یا رب بعزت مسافر جب اپنے وطن کو جاتا ہی تحفے و تحائف اپنے عزیزون اور دوستون کو لیجاتا ہی میرے واسطے
بہی امت کیلئے کچہ تحفہ عنایت ہو حکم ہوا کہ تحفہ امت تیری کا نماز ہی اور یہ اسواسطے کہ اسمین معراج روحانی اور جسمانی دونو
موجود ہین اور ظاہر اس سے یہ بات حاصل نہین معراج جسمانی بسبب افعال کے کہ قیام اور رکوع اور سجود وغیرہ ہی
پایا جاتا ہی اور معراج روحانی بسبب اذکار اور تلاوت قرآن کے ہے اسواسطے کہ مومن کامل کو وقت ادا کرنے نماز کے ایسا حال
لاحق ہوتا ہی کہ اس جہان سے تعلق اسکے باطن کا منقطع ہوتا ہی اور بالکل دوسرے جہان کی طرف متوجہ ہوجاتا ہی اور یہی حالت
معراج ہی مگر جس نماز سے کہ یہ حالت حاصل ہو اسکا طریق ادا کرنے کا کہ شرائط اور ارکان وغیرہ کسطرح کرنے چاہئین بیان
ہوتے ہین نمازی کو چاہیے کہ جس وقت اذان موذن کی سنے دل مین آواز موذن کو ایسا سمجھے کہ قیامت کے دن اسکو واسطے
حاضر ہونیکے روبرو پروردگار کے بلایا جاویگا اور جسطرح وہان خوف دل پر غالب ہوگا اور جلدی سے بعد پکارنیکے حاضر ہوگا
ایسا ہی اذان کی آواز کا بھی خوف دل مین بیٹھ جاوے کہ جلد سے نماز کیواسطے حاضر ہو جاوے اسواسطے کہ قیامت
کے دن یہان جلدی دوڑ جانیوالون کو کمال نرمی اور مہربانی سے بلایا جاویگا اور دل اپنا اس آواز موذن کی
طرف لگا دی اگر اس آواز سے اسکو خوشی اور راحت پہونچتی ہی پس یہ علامت اسبات کی ہی کہ قیامت کے دن اسکو آواز
خوشخبری اور فتح یابی کی پہونچے گی اور اسیواسطے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی ارحنا یا بلال یعنی راحت پہونچا تو ہمکو ای
بلال ساتھ بلانیکے طرف نماز کی اور یہ بھی فرمایا ہی کہ قرۃ عینی فی الصلوۃ اور نمازی کیواسطے طہارت بھی
ضرور ہی ایک طہارت مکان کی کہ جسجگہ نماز ادا کیجاوے اور یہ ایک شے علیحدہ ہی بعد اسکے کپڑے کی طہارت چاہئی کہ
یہ نمازی کے بدن کے ساتھ ملا ہوا ہی بعد اسکے بدن کی پاکیزگی چاہیے کہ یہ جز آدمی کا ہی لیکن جب نماز کے اندر ان اشیا کا
پاک کرنا ضروری ہوا لازم ہی کہ جو لب لباب اور خلاصہ آدمی کے اندر ہی اوسکی طہارت سے بھی اور پاک کرنے سے غافل نہو
اسواسطے کہ سب سے زیادہ اسی کا پاک کرنا منظور ہی یعنی دل کا پاک کرنا اخلاق ذمیمہ سے اور بسبب توبہ کرنیکے گناہ ہونے کا ماتم
اور تقصیرات کی اور ارادہ محکم کرلی کہ اس کے نہ کرنیکا اور باطن کا پاک کرنا اس جہت سے ہی کہ معبود کی جائے نظر ہی اور ستر
عورت بھی لازم ہی ستر عورت ظاہری یہ ہی کہ مخلوقات کی نظر سے جن اعضا کا ڈہکنا ضروری ہی پوشیدہ کرے لیکن دل مین
خیال کرے کہ مخلوق کی حیا سے تو یہ بات عمل مین آئی مگر اندر سے کہ بری باتین اور گناہ کی چیزین ہین خالق
انکو دیکھتا ہی اور انکا پوشیدہ کرنا ممکن نہین اسواسطے کہ وہ علام الغیوب ہی اسکو کیونکر پوشیدہ کرون سو اسکی تدبیر یہ ہی کہ ندامت
اور حیا اور خوف کما ینبغی عمل مین لاوے کہ انکے سبب سے برائی باطن کی ڈہکی جاویگی یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اسکو

دور کریگا پس جسوقت یہ پاک ہوگیا اور کپڑون وغیرہ سے اپنے تئین درست کرلیا اب چاہتا ہی کہ نماز کیواسطے کھڑا
ہون تو اسحالت کو ایسا تصور کرے کہ ایک بادشاہ عالیجاہ کے روبرو کھڑا ہوتا ہون اور یہ بات بھی دلمین خیال
کرے کہ میرے ساتھ دو چیز دنمین سے کونسی چیز ہی فرشتہ ہی یا شیطان ہی دین ہی یا دنیا ہی عقل ہی یا ہوی ہی خیر ہی
یا شر ہی صدق ہی یا کذب قناعت ہی یا حرص حرص ہر شی کا اور ضد اسکی کا تصور کرکے اپنی رفاقت مین نیک چیز کو
لیلے اور بریکو چھوڑ دے اسواسطے کہ رفاقت جس شے کے ستحکم اور مضبوط ہوجاویگی ہمیشہ کو وہی چیز اسکے ساتھ رہیگی
اور مفارقت اُس کی نہوگی چنانچہ حضرت صدیق اکبر نے صحبت آنحضرت کے اختیار کے دنیا مین بھی انہیں کے ساتھ رہے
اور قبر مین بھی اور قیامت مین اور جنت مین بھی اور کتا اصحاب کہف کا کہ اونکے ساتھ ہولیا تھا دنیا مین بھی اسکا ساتھ
بچھڑا اور آخرت مین بھی ساتھ رہیگا اسیواسطے اللہ تعالی نے فرمایا ہی یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا
مع الصادقین یعنی اے ایمان والو ڈرو تم اللہ سے اور ہوجاؤ تم ساتھ سچون کے اور نماز مین اسطرح کھڑا ہو جیسے قیام
اصحاب کہف کا تہا اللہ تعالی کی خدمتمین اذ قاموا فقالوا ربنا رب السموات والارض یعنی جسوقت
کھڑے ہوئے پس کہا انہون نے رب ہمارا رب آسمانون اور زمین کا ہی یا ایسا کھڑا ہو کہ مخلوقات قیامت کے دن
روبرو پروردگار اپنے کے کھڑی ہوگی جیسا کہ اس آیت مین ذکر ہی یوم یقوم الناس لرب العالمین یا ایسا
کھڑا ہوئے جیسے کہ غلام گنہگار مولی اپنی سے کہ نہایت زبردست ہی بہاگ گیا ہو اور بعد بہاگ جانیکے اسکو شرمندگی حاصل
ہوئی ہو اور پہر اپنے مولی کیطرف اُسنے رجوع کیا ہو اس حال مین نہایت ہی خوف اسکو ہوگا اور سرنگون کمال
شرمندگی سے اسکے سامنے کھڑا ہوگا اور وقت کھڑا ہونیکے قبلہ کیطرف مونہہ کرے مگر یہ نہ سوچے کہ صرف مونہہ قبلہ کیطرف
کرلے بلکہ دل کو بھی سب چیزون سے اسکیطرف پھیرے اسواسطے کہ ظاہر کے افعال باعث باطن کے احوال کے ہین مقصود بالذات افعال باطنی
ہین پس جیسے کہ مونہہ جبتک ہر طرف سے نہ پھیریگا قبلے کیطرف متوجہ نہوگا ایسے ہی دل کو جبتک ماسوا سے خالی
نکریگا اوسکی طرف کیونکر متوجہ ہوگا اور ایسا یقین کرلے کہ اللہ تعالی ظاہر اور باطن میرے کو دیکھ رہا ہی اور دیکھنے درجہ ہی
اس سے کمتی نکرے جیسیکہ کسی بزرگ کے روبرو لحاظ کے مارے دہر اودہر نہین دیکھتا ہی اور اسکی حیا اور توقیر دلمین بیٹھی
ہوئی ہی بعد اسکے نیت کرے کہ ارادہ کرے اس بات کا کہ مین نماز پڑہتا ہون واسطے بجالانے حکم اسکے اور اسکے ثواب
کی امید رکھے اور عذاب اسکا خوف کرے اور یہ بہی خیال کرے کہ یہ وقت مناجات کا ہی اور کیسے مالک سے مناجات کرتا ہون
اور کیونکر مناجات کرون کہ گناہون مین سرشار ہون اور اسوقت لایق ہی کہ شرمندگی کے مارے عرق پیشانی سے آجاوے اور گین
لرزنے لگین اور خوف کے مارے رنگ پھیکا زرد ہوجاوے اور اسوقت یہ نمازی اُن شخصون مین سے ہو جنکے حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی

یریدون وجھہ یعنی ارادہ کرتے ہین اسکی ذات کا پس اسکو چاہیے کہ اس حال مین تمام مخلوقات کا اپنے ذہن
مین تصور کرے خواہ عالم اجسام سے ہون خواہ عالم ارواح سے اور نفس اپنے سے تصور شروع کرے کہ پہلے اپنی عقل مین
تمام اعضا بسیط اور مرکبہ اپنے اور قوتین طبعیہ اور حیوانیہ اور انسانیہ کو حاضر کرے بعد اسکے جو چیزین کہ اس جہان مین ہین
معدنیات اور نباتات اور حیوانات سے پھر اُن چیزونکا تصور کرے کہ ما بین آسمان اور زمین کے ہین مثل طبق ہوا وغیرہ کے
بعد اُسکے آسمان دنیا کا مع عظمت اور فراخی اسکی کے اور اسی طرح اوپر کو چڑھتا جاوے کہ تمام آسمانون کو اور سدرۃ المنتہیٰ
اور رفرف اور لوح اور بہشت اور دوزخ اور کرسی اور عرش کا تصور کرے بعد اسکے انتقال کرے طرف ارواح بشریہ اور غیر بشریہ
اور ان ارواح کے جو متعلق پہاڑون اور دریاؤن کے ہین بعد اسکے فرشتون آسمان پہلے اور دوسرے کا ساتوین تک بعد
اسکے اون فرشتونکا کہ گرداگرد عرش اور کرسی کی ہین تصور کرے بعد اسکے انتقال طرف اس چیز کے کرے کہ خارج اس عالم
سے ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما یعلم جنود ربک الا ھو جب تمام ان روحانیات اور جسمانیات کو عقل مین حاضر کر لیا
بعد اسکے ہاتھ اوپر کو اُٹھاوے اور ان دونوں ہاتھون کے اُٹھانے سے اشارہ طرف رخصت کرنے دونو جہانکے اور ہاتھ اٹھا کر اللّٰہ
اکبر کہے اور مراد اللہ اکبر سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی ذات ہے کہ تمام ان چیزونکو اسی نے پیدا کیا ہے اور اس بات سے
وہ منزہ اور بڑا ہے کہ کوئی چیز اسکے ساتھ مشابہت رکھے بلکہ جائز اور ممکن بھی نہین یا معنی اللہ اکبر کے یہ ہین کہ اللہ بڑا ہے
اور منزہ ہے اس بات سے کہ عقل اور وہم خلق کے اسکی طرف پہونچین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے توحید یہ ہے کہ نہ
وہم مین لاوے تو اسکو یا معنے اللہ اکبر کے یہ ہین کہ اللہ بڑا ہے اس بات سے کہ بندے حق بندگی اس کے کا ادا
کرین مگر وقت اللہ اکبر کہنے کے چاہیے زبان اور دل موافق ہون ایسا نہو دل اسکو کاذب اور جھوٹا بنا دیگے اگر دل
مین شئے دوسری اللہ سے بڑی ہووے پس اللہ کے نزدیک وہ جھوٹا ہے مگر یہ بات دل مین کوئی نہین کہتا ہے کہ یہ شئے
اللہ سے بڑی ہے سو اسکے نزدیک بڑا ہونا اللہ اس طرح ہو جاوے گا کہ خواہش نفسانی مین مصروف زیادہ ہے اور امر الٰہی
کے بجا لانے مین نہایت کاسل اور سستی کرتا ہے پس اس نے نفس کے اطاعت زیادہ کی اور اللہ کے حکم کی ایسی اطاعت
نکی اگر اسکے نزدیک اللہ کی بڑائی یقینی ہوتی۔ اسکی اطاعت نفس کی طاعت سے زیادہ کرتا اسواسطے کہ اطاعت زیادہ اسی
کی بجا لانی ہے جو دوسرے سے بڑا ہو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ اکبر فقط زبانی اقرار ہے اور ہرگاہ کہ اللہ اکبر مین کبر کا بیان ہے اسکو
بھی سمجھنا چاہیے اس قسم کے کئی لفظ ہین ایک علو اور ایک عظمت اور یہ دونون دو درجے ہین کمال
کے درجون مین سے مگر درجہ عظمت کا علو کے درجے سے زیادہ ہے اسواسطے کہ علو صفت کرسی کی ہے
اور عظمت صفت عرش کی ہے جیسے کہ قرآن مجید مین آیا ہے وسع کرسیہ السمٰوٰت والارض

اور دوسری جگہ ہے فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اور
کرسی کو بڑائی اسقدر ہے کہ تمام آسمان اوسکی نسبت سے ایسے ہیں جیسے کہ جنگل فراخ مین ایک حلقہ
پڑا ہوا ہو اور کرسی درمیان ساتوین آسمان اور عرش کے ہے اور کرسی بہ نسبت عرش کے بھی یہی
نسبت رکھتی ہے اور اسکی عظمت کے آگے عرش کی عظمت ایسی ہے جیسے کہ سمندر کے مقابلہ میں ایک
قطرہ اور کبر کا مرتبہ علو اور عظمت سے بڑا ہے اسواسطے کہ حدیث قدسی میں آیا ہے اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ وَالْعَظَمَۃُ
اِزَارِیْ اور ردا بڑی ہوتی ہے ازار سے اور تینوں سے بڑھکر جلال کا رتبہ ہے اسیواسطے کلام اللہ میں آیا ہے وَیَبْقٰی
وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ تَبَارَکَ اسْمُ رَبِّکَ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اور یہ بات بھی سمجھنی
چاہئے کہ لوگ عظیم اوسکو جانتے ہیں کہ جثہ اوسکا بڑا ہو اور عالی اسے جانتے ہیں کہ بہت اونچا ہو
اور کبیر اوسکو سمجھتے ہیں کہ عمر اوسکی بڑی ہو لیکن اللہ تعالی ان سب باتوں سے پاک ہے اوسکی عظمت ایسی
نہیں کہ جثہ اوسکا بڑا ہو اسواسطے کہ جثہ سے وہ پاک ہے اور کسی شئے سے مرکب نہیں اور علو اسکا ایسا نہیں کہ
سب سے اوپر کے مکان میں ہو اسواسطے کہ جہت سے وہ پاک ہے اور کبر اوسکا بھی ایسا نہیں کہ بہت دنوں کا
ہو اسواسطے کہ مدت بدلتی رہتی ہے اور مدت کو اوسی نے پیدا کیا ہے پس بسبب مدت کے وہ کبیر کیونکر ہو سکے
پس کبریائی اوسکی کبریائی عظمت کی ہے اور عظمت اوسکی عظمت علو کی ہے اور علو اسکا علو جلال کا ہے یعنی اجل ہے
اس بات سے کہ مشابہت اوسکو محسوسات کے ساتھ دیجاوے اور اکبر ہے اس سے کہ وہم کسی کے میں آوے اور اعظم ہے
اس سے کہ کوئی وصف کرنیوالا وصف اوسکے بیان کرے اور اعلی ہے اس سے کہ کوئی بڑائی اوسکی کما ینبغی ظاہر کر سکے
پس جسوقت مصلے نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا عقل اوسکی جلال الہی کے ادراک کرنے سے عاجز ہوئی اور سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ
کہے اس مقام میں تجلی انوار جلال الہی کی ہوئی بعد اسکے تسبیح سے طرف تحمید کے انتقال کرے اور وَبِحَمْدِکَ اور
تَبَارَکَ اسْمُکَ کہے اور اس مقام میں نور ازلی اور ابدی منکشف ہو اسواسطے کہ تبارک اسمک اشارہ ہے طرف
دوام کے کہ منزہ ہے فنا اور عدم سے اور دوام کا تعلق ساتھ ازل اور ابد کے ہے بعد اسکے وَتَعَالٰی جَدُّکَ کہے
اسمیں اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ صفتیں جلال اور کمال اوسکے کی منحصر کسی حد معین میں نہیں پھر
وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ کہے اسمیں اشارہ طرف اس بات کے ہے کہ جتنی صفتیں جلال اور نعوت کمال کی ہیں
اوسی کیواسطے ثابت ہیں غیر کیواسطے نہیں پس وہی کامل ہے اور کوئی کامل نہیں اور وہی مقدس ہے اور کوئی
مقدس نہیں اور اسجگہ عقل بند ہوجاتی ہے آگے اسکا ادراک نہیں چلتا اور تمام حواس وہم اور خیال

وغیرہ حیران ہوجاتے ہیں بعد اسکے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ کہے مگر یہ کلمہ فقط تلفظ زبانی نہو
بلکہ دلمیں بھی سمجھے کہ شیطان میرا دشمن ہے اور سب بات کا منتظر ہے کہ دل میرا اللہ تعالی کیطرف سے پھیر دیگا
اور اسواسطے حسد کرتا ہے کہ یہ شخص مناجات جناب الٰہی سے کرتا ہے اور سجدہ کرنے کیواسطے مستعد ہے اور میں تو
بسبب ایک سجدہ نکرنے کے ملعون ہوگیا اور اوس سے پناہ اسوجہ سے اللہ کے ساتھ پکڑی کہ جس چیز کو
شیطان چاہتا ہے اوسکو چھوڑدے اور جس چیز کو اللہ طلب کرتا ہے وہ بجالاوے اور اگر اسطرح نکرے اور فقط زبان
سے کہہ لیوے اسکی مثال یہ ہے کہ کسی شخص پر دشمن مارنے کیواسطے یا شیر پھاڑنے کے واسطے چلا آتا ہے پس اوسوقت
اسنے اپنی زبان سے یہ بات کہہ لی کہ میں اس قلعہ کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں اور وہاں ہی کھڑا رہا سو یہ کہنا
اوسکے حق میں نفع نہ دیگا اور وہ دشمن یا شیر اوسکو پکڑ لیگا ایسے ہی جو شخص فسق و فجور میں مشغول ہے شیطان
کے قبضہ میں ہے اور اقرار زبانی اوسکا فائدہ نہیں کرتا ہے پس چاہئے کہ دل سے متوجہ ہوکر اعوذ پڑھے اور
شیطان کے شر سے بچنے کیواسطے اللہ کے قلعہ میں آوے اور قلعہ اوسکا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے اسواسطے کہ اللہ تعالی
فرماتا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حِصْنِیْ فَمَنْ دَخَلَ حِصْنِیْ اٰمِنَ مِنْ عَذَابِیْ اور اللہ کے قلعہ میں وہی شخص رہنے
والا ہے جو کہ سوائے اللہ کے کسی کو معبود اپنا نہ ٹھہراوے فَاَمَّا مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوَاہُ فَھُوَ فِیْ مَیْدَانِ الشَّیْطَانِ
یعنے جس شخص نے مقرر کیا معبود اپنا خواہش نفس اپنی کو پس وہ بیچ میدان شیطان کے ہے بعد اسکے بسم اللہ
پڑھے اور اوسکے پڑھنے کے وقت یہ سمجھے کہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے سبب سے ہیں اور جب سب چیزیں
اللہ ہی کیطرف سے ہوئیں مستحق حمد کا بھی وہی ہوا پس بعد اسکے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھے اور اسکے معنی یہی ہیں کہ
شکر اللہ کے واسطے ہے اسواسطے کہ سب نعمتیں اوسیکی طرف سے ہیں اور ساری الحمد کے پڑھنے سے تمام عجائب دنیا
اور آخرت کی نظر آویں گے اور مطالعہ انوار اسمائے حسنیٰ اور صفات علیا کا ہوویگا اور ادیان پہلے اور اسرار کتب
الٰہی اور شریعتوں نبیوں کی ظاہر ہوں گی اور شریعت سے طرف طریقت کی اور طریقت سے طرف حقیقت کے
پہنچ جاویگا اور درجے انبیاؤں اور مرسلین کے اور مقامات مردودوں اور ملعونوں کے بھی منکشف ہوجاویں
گے اب اس اجمال کی تفصیل معلوم کرنی چاہئے پس جسوقت بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہا اسکے کہنے کیوقت تمام دنیا کا
مشاہدہ کرلیا اسواسطے کہ اوسکے اسم کے ساتھ تمام آسمان اور زمین قائم ہیں اور جسوقت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہا
عالم آخرت کا اس سے علم آگیا جیسے کہ فرمایا ہے وَاٰخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور جسوقت اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
کہا اسکے ساتھ ملاحظہ عالم جمال رحمت اور فضل اور احسان کا ہوگیا اور جسوقت مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کو پڑھا اس سے

عالم

تفسیر خلیلی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت میں قرآن اور اس کے پڑھنے والے جو اس پر عمل بھی کرتے تھے حاضر کیے جائیں گے سب سے پہلے سورہ بقرہ اور آل عمران آکر خوب ہی سفارش کریں گے اور ان دونوں کے درمیان میں نور چمکتا ہوگا

عالم جلال اور ہول اوسکی کا تصور ہو گیا اور جسوقت اِیَّاکَ نَعْبُدُ پڑھا عالم شریعت پیش نظر ہوا
اور جسوقت اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہا طریقت کا رستہ معلوم ہوا اور جسوقت اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ
پڑھا حقیقت کی طرف عقل نے سیر کی اور جسوقت صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کہا درجہ صالحین اور اہل
کرامات کی مثل انبیاء اور صدیق اور شہدا کے ظاہر ہوئی اور جسوقت غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ زبان پر لایا
فساق کے مرتبے کہلے اور جسوقت وَلَا الضَّآلِّیْنَ کو پڑھا کافروں اور منافقوں کے درجے ذہن
میں آئی اور جسوقت اس سورہ الحمد کو اس طریق سے پڑھا اور اوسکے اسرار پر واقف ہوا سو اسکی سات
آیتیں ہیں یہ ساتوں آیتیں مع اعوذ کے کنجیاں آٹھوں بہشت کے دروازوں کی ہو گئیں اور نمازیکو واسطے
آٹھوں دروازے جنت کے کھل گئے اور جسوقت احوال و مراتب بڑے بڑے منکشف ہوئے اوسکے دلمیں عظمت
خالق کی ٹھہر گئی اور گویا ایسا خوف اوسکی عظمت کا اسکے دلمیں سمایا کہ تاب کھڑے رہنے کی نرہی اور پشت اوسکی
جھک گئی اور اپنے تئیں ذلیل و عاجز سمجھ کر کبریائی اوسکی بیان کرنے کو واسطے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہکر رکوع میں جاوے
اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہے اور اس جگہ باربار عظمت سے اوسکو یاد کرے تاکہ بسبب تکرار کرنے کے عظمت اسکے دلمیں قرار
پکڑے بعد اسکے سر اپنا رکوع سے اوٹھا کر امیدوار اوسکی رحمت کا ہو اور اپنی امید کے محکم کرنے کیواسطے سَمِعَ اللّٰہُ
لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے یعنے سن لیا اللہ نے جس شخص نے اوسکی حمد کی مراد یہ ہے کہ اوسنے شکر اوسکا قبول کیا اور اسمیں
نکتہ کیا ہے کہ اس جگہ مصلے نے اپنے حمد کا خاص کرکے ذکر نکیا بلکہ سب حمد کرنیوالوں کو ذکر کیا اسواسطے جو مسلمان
اپنے مسلمان بھائی کیواسطے دعا مانگے اللہ تعالی وہ چیز اوس مانگنے والے کو عطا کرتا ہے حدیث شریف میں آیا ہے
لایزال اللّٰہ فی عون الرجل مادام الرجل فی عون اخیہ المسلم یعنے ہمیشہ رہتا ہے اللہ تعالی بیچ مدد آدمی
کے جبتک وہ آدمی بیچ مدد بھائی مسلمان اپنے کے ہے بعد اسکے سجدہ میں گرے اور یہ اعلی درجہ عاجزی کا ہے
اسواسطے کہ جو شریف اور بزرگ عضو آدمی کا بدن میں ہے اوسکو خاک پر کہ سب سے ذلیل ہے رکھدیا اور اسجگہ بھی نہایت
عظمت اللہ تعالی کی بیان کرے یعنی سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے اور اپنے تئیں یہ سمجھے اور خیال کرے کہ اسی
زمین سے پیدا ہوا ہوں اور اسی میں مجکو پھر جانا ہوگا اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ ایک فرشتہ ہے
عرش کے نیچے نام اوسکا حزقیل ہے اللہ تعالی نے اوسکو امر کیا کہ اڑ تو تیس ہزار برس وہ اڑا پھر تیس ہزار برس
تک اوڑا لیکن ایک کنارے عرش سے دوسرے کنارے تک نہ پہونچا پس ارشاد الہی ہوا کہ اگر صور پھونکنے تک اڑتا
تب بھی تو عرش کے دوسرے کنارے تک نہ پہنچتا اوسوقت اس فرشتہ نے کہا سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی

بعد اسکے سر سجدہ سی اوٹھا کر دوبارہ تواضع بجا لاوے اور سجدہ میں گرے اور دو سجدے کرنے میں اشارہ ہے
طرف ازل اور ابد کے کہ وہ ازلی ہے یعنی اول اوس سی کوئی نہیں اور ابدی ہے یعنی پیچھے اوس کے کوئی
چیز نہیں اور یہی مضمون اَلْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ کا ہے اور بابین دونو سجدوں کی اشارہ ہے طرف وجود دنیا
کے کہ درمیان ازل اور ابد کے ہے اور اور وجوہات اسکے بھی اصل کتاب میں بیان ہو چکے اور اسی وجہ
سی باقی نماز ادا کی جاوی اور ہر گاہ کہ حالت معراجیہ نماز کی ایک شعلہ معراج محمدی کی سی ہے اور انہیں
کے طفیل سی یہ نعمت عظمے اس امت مرحومہ کو جناب الٰہی سی عنایت ہوئی اس جہت سی کمال عنایت اور اکرام
اسکے حال پر فرمایا کہ روبرو مالک بے نیاز کے اوسکو بیٹھنا نصیب ہوا اور جو چیز معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے پڑھی تھی ویسا ہی پڑھنا اسوقت میں اسکو بھی تعلیم ہوا کہ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ
اور معنی اسکے یہ ہیں کہ جو اعمال اچھے خواہ زبان سی ہوں خواہ اعضا سی خواہ دل سی تیرے ہی واسطے ہیں اور یہ
معنی اپنے دل میں حاضر کرے جب اسو جہ سی نماز ادا کر چکے اپنے باطن میں روح مبارک آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا تصور کری اور یہ سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک اوپر سے اوترتی ہے اور
میری روح اوپر کو جاتی ہے اور گویا درمیان میں تلاقی اور ملاقات دونو روحوں کی حاصل ہوئی اور راحت اور فیضان
اسکو حاصل ہوا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح کیواسطے حمد اور ثنا اور تحیت ضرور ہے اسواسطے
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ پڑھے اور یہ خیال کرے کہ میرے سلام سے بہتر اور
اعلی جواب میری طرف پہونچا اور اس سلام میں اپنے نفس کو اور نیک بندوں کو شامل کرے اور کہے
اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ بعد کہنے کے یہ خیال کرے کہ حق سبحانہ نی میرے حق میں
اپنا سلام عنایت فرمایا اور جسقدر نیک بندے جہاں میں ہیں بعد اسکے کہے کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اسکے کہنے میں نکتہ یہ ہے کہ کوئی اس سی کہتا ہے کہ کس وسیلہ سی اس
رتبہ کو تو پہنچا پس یہ شخص جواب میں کہتا ہے کہ اس کلمہ کی برکت سی بعد اسکے کہا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے ذریعہ سے مجکو یہ نعمت حاصل ہوئی اون کے واسطے کیا شکریہ ادا کیا اسنے کہا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ بعد اسکے کہا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس رسول کے پیدا ہونے کے
واسطے اللہ تعالی سے دعا مانگی تھی جیسے کہ اس آیت میں مذکور ہے رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ
اس کے عوض میں اون کے حق میں تونے کیا خدمت گزاری کی اسنے کہا کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى

تفہیم حلبی
جب آپ نے منبر سے سینہ پر ہاتھ مارکر یہ دعا دی کہ الٰہی منذر کے باپ ابو قتادہ تمہارے علم میں برکت دے (مسلم)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سورہ کہف کے شروع کی دس آیتیں یاد رکھے دجال کے فتنے سے محفوظ رہے (مسلم)
ایک صحابی ہر قرات کے بعد قل ہو اللہ کی سورۃ پڑھکر رکعت ختم کیا کرتے تھے لوگوں نے ان کی یہ عادت

اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ بعد اسکے کہا گیا کہ تجھکو یہہ مرتبہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا حضرت ابراہیم نے
عنایت فرمایا اسنے کہا اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ یعنے اے رب تحقیق تو حمد کیا گیا عظمت والا ہے جو کچھ ہے تیرے
کرم سے ہے بعد اسکے دعا پڑھے کمال تواضع و خشوع سے اور امید قبولیت کی جیسے اور اس دعا میں اپنے
والدین اور تمام مسلمانوں کو شریک کرے پہر گاہکہ اس طریق سے نماز ادا کی اللہ تعالی نے اسکی تعریف فرشتوں
کے گروہ میں کی ہو اسطے کہ حدیث شریف میں آیا ہے اذا ذکرنی عبدی فی ملاء ذکرته فی ملاء خیر منه
یعنے جسوقت یاد کرتا ہے بندہ میرا مجکو بیچ جماعت کے یاد کرتا ہوں میں اوسکو بیچ ایک جماعت کے کہ بہتر ہے
اوسکی جماعت سے جبکہ اسکا ذکر فرشتوں میں آیا فرشتے اسکی ملاقات کے مشتاق ہوئے پس اللہ تعالی نے
اسکو فرمایا کہ فرشتے تیری زیارت کے مشتاق ہیں اور تیرے پاس آئے ہیں پیشتر تو اسکے اوپر سلام کر
تا کہ تو سابقین میں سے شمار کیا جاوے پس یہہ کہے داہنی طرف بھی اور بائیں طرف بھی اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اسی سبب سے جسوقت بہشتی بہشت میں داخل ہونگے ہر طرف سے فرشتے آکر انسے سلام
کرینگے اور کہینگے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ اور وقت سلام کرنے کے ایسی حالت
مصلی کی ہو کہ تصور کرے اس بات کا کہ اس نماز کو گویا رخصت کرتا ہوں شاید دوسری نماز تک زندگی
میری وفا کرے یا نکرے اور یہی مضمون حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ کسیکو وصیت کی تھی اور فرمایا تھا
کہ صل صلوة مودع یعنے پڑھ تو نماز مثل نماز رخصت کرنیوالے کے اور اس بات کا خوف کرے کہ نماز
میں مجھ سے کچھ تقصیر ہوگئی ہو اور ترساوے اور اندیشہ کرے اس امر کا کہ بسبب کسی گناہ کے ظاہری ہو یا باطنی
نماز میری اولٹی میرے موںھ پر ماری جاوے اور اس بات کی امید رکھے کہ اللہ تعالی اپنے فضل اور کرم سے
اس نماز کو قبول کریگا مروی ہے کہ بعضے کاملین نماز کے بعد ایک ساعت توقف کرتے اور ایسا حال
اونکا ہو جاتا کہ جیسے کوئی بیمار ہوتا ہے یہہ طریق نماز خاشعین کا ہے یعنے خشوع اور عاجزی کرنیوالونکا جنکی تعریف
کلام اللہ میں کی ہے اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلٰوتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ وَالَّذِیْنَ
هُمْ عَلٰى صَلٰوتِهِمْ دَآئِمُوْنَ پس اگر ایسی نماز مصلے سے ادا ہووے شکر خدا کا بجا لاوے اور اگر
یعنی نماز ایسی ہوئی اوس سے خوش ہو اور جتنی ایسی نہوئی اوسکے واسطے حسرت اور غم کرے
اور نماز میں چھ چیزیں چاہئیں جب کامل ہوتی ہے ایک حضور ہو دوسرے سمجھنا معانی کا تیسرے
تعظیم معبود کی چوتھے ہیبت پانچویں رجا چھٹے حیا اور تفصیل اسکی کتابوں میں لکھی ہوئی ہے

مگر حضور اوسکو کہتے ہیں کہ دل اوسکا خالی ہو غیر اوس شی سے جسکو کر رہا ہی یا زبان سی بول رہا ہے پس فکر
اسکا اس شی کیطرف رہی اور جگہ جگہ دوڑتا نہ پہرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی نہیں نظر
کرتا ہے اللہ طرف اوس نماز کی کہ دل مصلے کا مع بدن کے جس نماز میں حاضر نہوا اور دیکھا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو کہ اپنی ڈاڑھی سے نماز میں کھیل رہا تھا پس فرمایا آنحضرت صلعم نے اگر رجوع ہوتا
دل اسکا اور خوف ہوتا اسکو اسکے جوارح اور اعضا بھی خشوع کرتے اور روایت ہی کہ جب وقت نماز کا آتا حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کانپنے لگتے اور رنگ چہرہ کا متغیر ہوتا پس کہا گیا اون سے کیا سبب ہے اسکا امیر المومنین پس
فرماتے تھے کہ یہ وقت ادا کرنے ایسی امانت کا ہی کہ آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر اللہ تعالی نے وہ امانت
پیش کی تھی اور اوسکے اوٹھا لینے کیواسطے کہا تھا پس سب نے خوف کے مارے اوسکے اوٹھانے سے انکار کیا اور
ہمنے اوس امانت کو اوٹھا لیا اور مروی ہی حضرت علی بن الحسین سی کہ جسوقت وضو کرتے تھے رنگ اونکا
زرد ہو جاتا تھا پس اون سی اونکے گھر کے لوگوں نے کہا کہ یہ وضو کے وقت تمہاری کیا عادت ہی اونہوں نے
فرمایا جانتے ہو تم کہ اب میں کس کے روبرو کہڑا ہونیکا ارادہ کر رہا ہوں اور مروی ہی کہ حاتم اصم رضی اللہ عنہ
سے اونکی نماز کا حال دریافت کیا گیا اونہوں نے کہا کہ جب وقت نماز کا آتا ہے اچھی طرح تر بتر وضو کرتا ہوں
اور جس مکان میں نماز پڑھنے کا ارادہ ہوتا ہے تھوڑی دیر وہاں بیٹھ جاتا ہوں تا کہ اعضا میرے
قرار پکڑ جاویں پھر اوٹھتا ہوں نماز کے واسطے اور کعبہ کو درمیان دونو بھووں اپنی کے کرتا ہوں
اور پل صراط نیچے قدم اپنے کے اور جنت کو داہنی طرف اپنی اور دوزخ کو بائیں طرف اور ملک الموت کو
پیچھے اپنی سمجھتا ہوں اور اس نماز کو پچھلی نماز تصور کرتا ہوں کہ شاید بعد اسکے زندگی رہے یا نہ رہے
پھر درمیان خوف اور رجا کے کہڑا ہوتا ہوں اور اسیطرح سب افعال نماز کا بیان کرکے کہا کہ مع اخلاص
انکو ادا کرتا ہوں پھر فرمایا مجکو معلوم نہیں کہ نماز میری قبول ہوئی یا نہوئی اور ابن عباس نے فرمایا ہی
کہ دو رکعتیں کہ متوسط ہیں تفکر میں بہتر ہیں قیام تمام رات کے سی کہ دل کی غفلت سی ہو پس ضرور ہی مومن
کیواسطے کہ نماز کیوقت عظمت الہی اور خوف اور امیدواری رحمت اوسکی کی اور حیا تقصیر اپنی سے لحاظ میں رہے
اور یہ بات جب حاصل ہوتی ہے کہ خطروں اور وسوسوں کو نماز کے اندر دل سی دور کرے اور خطرات کے
سبب کئی قسم کی ہوتی ہیں بعضے خطرے اسطرح ہوتے ہیں کہ کسی شے کے سننے سی یا کسی شی کے دیکھنے سے خیال
اوسطرف آجاتا ہی اور اوسکے ساتھ اور خیال آجاتے ہیں اور بڑھتے بڑھتے ایک سلسلہ خیالات کا بن جاتا ہے

اور بعضے فکر سبب دو سرے فکروں کے ہوجاتے ہیں اور اسکا علاج کتابوں میں اسطرح لکھا ہے کہ ایسے سببوں کو نہونے دے اور تدبیر اسکی یہہ ہے کہ آنکھ بند کرے یا کسی علیحدہ گھر میں نماز پڑھے کہ آواز سے امن ہو یا سامنے اپنی ایسی چیز رکھے کہ اوسکے دیکھنے سے خیال اودھر جاوے اور راستوں کے اوپر نماز پڑھنے سے پرہیز کرے اور جگہ منقش اور خوبصورت اور فرش رنگ برنگ سے بھی احتراز کرے کہ ایسی جگہ نماز پڑھنے سے بھی خیال ہٹتا ہے اسیواسطے پہلے زمانہ کے بزرگ ایسی جگہ عبادت کرتے تھے کہ چھوٹا سا گھر اور اندھیرا اوسمیں ہوتا تھا اسواسطے کہ ایسے مکانمیں دل پریشان نہین ہوتا ہے اور بڑے نیک بخت اونمیں ایسے ہوتے تھے کہ جسوقت مسجد میں آتے تھے اپنی نظریں ادہر اودہر نہ دوڑاتے تھے اور سوائے جگہ سجدہ کے اور طرف نگاہ نہ اوٹھاتے اور کمال نماز کا اسمیں جانتے تھے کہ جو شخص داہنے اور بائیں اون کے ہوتا اوسکو نہ پہچانتے کہ کون کہڑا ہے اور بعضے خطرے ایسے ہوتے ہیں کہ آنکھ بند کرنے وغیرہ سے بھی نہیں جاتے ہیں بلکہ اول ہی دلمیں وہ خیال جمع ہوئے ہوتے ہیں سو اوسکے دفع کرنیکا علاج یہہ ہے کہ زور اور جبر سے نفس کو طرف سمجھنے الفاظ اور معنی قرأت کے متوجہ کرے اور اور اطراف سے دل ہٹاوے اور پہلے نیت کرنے سے آخرت کا ذکر اور کہڑا ہونا پروردگار کے سامنے دل میں بیان کرے اور جس چیز کا خیال اور سوچنا نماز کے اندر پڑیگا پہلے ہی اوسکے خیال سے فراغت کرلے اور تدبیر اوس شے کی سوچ لے کہ نماز میں دوبارہ اوسکا سوچنا پڑیگا اسیواسطے اہل باطن کے نزدیک نماز پوری پوری نہیں ہوتی ہے کسیکی آدھی ہوتی ہے اور کسیکی تہائی وعلی ہذالقیاس مگر فتوی کی راہ سے بسبب مشکل ہونے کے کہ اکثر آدمیوں سے تمام نماز میں حضور ممکن نہیں فقہانے کہدیا ہے کہ اگر تمام نماز میں حضور نہو اور تھوڑیسی میں ہوجاوے جب بھی نماز ذمہ سے ساقط ہوجاویگی اور ادنی درجہ یہہ ہے کہ ایک لحظ بھی اگر حضور ہوجاویگا یعنے وقت تکبیر تحریمہ کی امید ہے کہ نماز صحیح ہوجاویگی اور حاصل یہہ ہے کہ حضور دل کا روح نماز کی ہے اور اخیر درجہ اسکا کہ جسکو سدرمق کہتے ہیں یہہ ہے کہ حضور تکبیر کیوقت ہو اور اتنا بھی اگر نہویں یہہ مرتبہ ہلاکت کا ہے اور جسقدر زیادہ ہو اوسی قدر روح پھیلتی ہے اور بعضے زندے ایسے ہوتے ہیں کہ حرکت اونمیں نہیں ہوتی ہے ایسی ہی مثال نماز کی ہے کہ تمام نماز میں غافل رہے اور فقط تکبیر کیوقت حضور ہوجاوے اور نماز جسوقت کامل ہو ادا کرتے شروط باطنی کے کہ وہ خشوع اور تعظیم اور حیا وغیرہ ہے بجالائی جاوے سبب حاصل ہونے انوار اور تجلیات کا دلمیں ہوتی ہے اور ان انوار کے سبب سے اولیاء اللہ کو مکاشفات حاصل ہوتے ہیں اور اسرار ربوبیت کی نمازمیں کھلتے ہیں خصوص سجدہ کے وقت کہ قرب الٰہی سجدہ کے سبب سے ہوتا ہے

لیکن مکاشفات مختلف ہوتے ہیں جسقدر کہ کدورات دنیا کے سے صفائی ہو اوسی قدر مکاشفہ بھی زیادہ ہوگا اور جسقدر کم ہوگی اوسی قدر کمتی مکاشفے کی ہوگی جاننا چاہیے کہ خشوع اور خوف ثمرہ ایمان و نتیجہ یقین کا ہے جسقدر معرفت زیادہ ہوگی اوسیقدر خشوع بڑھے گا اور خشوع کچھ نماز کے ساتھ خاص نہیں سوائے نماز کے بھی ہوتا ہے اسیواسطے بعضے کاملین کے حال میں آیا ہے کہ چالیس برس تک آسمان کیطرف واسطے حیا و خوف الہی کے نظر نہ اوٹھائی اور ربیع بن خثیم بسبب اسکے کہ آنکھیں اپنی بند اور نیچے کو رکھتے تھے بعضے آدمی اونکو نابینا سمجھتے تھے اور بیس برس تک ابن مسعود کے مکان پر انکا آنا جانا رہا جسوقت لونڈی انکی اونکو دیکھتی ابن مسعود سے کہتی کہ تمہارا اندھا دوست آیا ہے ابن مسعود اوسکی بات سے ہنسا کرتے اور وہ لونڈی اسیواسطے یہ بات کہتی کہ جسوقت دروازہ پر آکر دستک دیتے اور وہ لونڈی اونکی طرف آتی ہمیشہ آنکھیں بند کیے ہوئے اور نیچے کو سر انکا دیکھتی اور ایکدن ابن مسعود کے ساتھ جسجگہ لوہار کام کر رہے تھے اور کوئلے اون کی بھٹی میں دہکائے جاتے تھے اور آواز اونکی دھونکنے کی آتی تھی بیہوش ہوکر گر پڑے اور ابن مسعود انکے سر کے پاس بیٹھ گئے یہاں تک کہ وقت نماز کا آگیا اور انکو ہوش نہوا لاچار اپنی پیٹھ پر اوٹھا کر اپنے مکان پر لے آئے آٹھ پہر تک ویسے ہی بیہوش پڑے رہے اور پانچ نمازیں ان سے فوت ہوئیں اور ابن مسعود ان کے سر کے پاس بیٹھکر فرماتے کہ خوف اسکا نام ہے یہ تمام مذکور تفسیر کبیر اور احیاء وغیرہ سے مستخرج ہے اور کچھ بیان اصل کتاب میں بھی آویگا اور انہیں ناموں سے نام اسکا سورۃ الشفا اور شافیہ ہے اسواسطے کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ فاتحۃ الکتاب شفا ہے ہر بیماری سے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ نور اسم الہی کا اوس تاریکی کو کہ جو مرضوں کے اسباب کا باعث ہے دور کرتا ہے اور رحمت اللہ تعالی کی اوس آفت کو کہ مرض سے در پیش آنیوالی ہے دور کرتی ہے اور حمد اللہ تعالی کی نعمت کو کھینچنے والی ہے بموجب اس آیت کے کہ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ یعنے اگر شکر کروگے تم البتہ زیادہ کرونگا میں اوپر تمہارے انعام کو اور وہ نعمت کہ حالت مرض میں درکار ہے شفا و صحت ہے اور اقرار کرنا ساتھ ربوبیت کے اس بات کو چاہتا ہے کہ آثار پرورش کے ظاہر ہوں اور انہیں سببوں سے شفا کامل ہوتی ہے اور ذکر رحمت کا کامل ہونے افعال کو چاہتا ہے اسواسطے کہ کمال فعلونکا بعد کمال صحت کے ہوتا ہے اور بغیر صحت کے فعلونمیں نقصان رہتا ہے اور یوم دین کی مالکیت اس بات کو چاہتی ہے کہ اسباب مرض کے ضعیف ہو جاویں اور تقویت اسباب شفا کی ہو اسواسطے کہ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ میں اشارہ طرف جزا کی ہے اور یہ باتیں منجملہ حمد کے جزاؤں میں سے ہے اور یہ طلب کرنے ہدایت کی اشارہ طرف عصمت کے

خطاسے

خطا سے بیچ تجویز کرنے دوا کے اور تشخیص مرض کی کرتا ہے اور استقامت احوال بدنکی کہ سواری روح کی
ہے درخواست کرتا ہے اور ساتھ ذکر انعام کے اشارہ کرتا ہو کہ بعد شفا کے پرہیز میرا ٹوٹے اور لذیذ اور پاک
چیزوں سے نفع مجکو اور مزہ حاصل ہو اور ساتھ دور ہونے غصہ اور گمراہی کے احتراز کرتا ہے سو پرہیز
اور اولٹ جانے اسباب مرض کے سے ہو اور انہیں ناموں سے نام اسکا رقیہ ہے اسواسطے کہ ایک صحابی نے
ایک صرع کی بیماری والی پر جاکر اس سورۃ کو اوس پر پڑھکر دم کیا تھا اوس مرگی والے نے شفا
پائی تھی اور وجہ مناسبت کی بیان ہو چکی اور اور انہیں ناموں سے اساس بھی نام اسکا ہی اسواسطے
کہ شعبی نے ابن عباس رض سے نقل کی ہے کہ اساس اور بنیاد کتابوں آسمانی کی قرآن ہے اور اساس قرآن کا
فاتحۃ الکتاب ہے پس ہر گاہ بیمار ہو تو چاہیے کہ ساتھ اساس قرآن کے التجا لیجاوے تو اور شفا حاصل
کرے تو اور بھی یہ سورۃ رکن نماز کا ہے اور نماز اساس سب بندگیوں کی ہے لانہا تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر
اور بھی نماز طرف مقام مناجات اور مشاہدہ کے پہنچاتی ہے کہ جڑ سب کمالات کی ہے اور بھی اس سورۃ میں
معاد کو ساتھ مبدء کے ربط دیا ہے اور ترتیب کے ساتھ مرتبے اس میں رکھ دیے ہیں اور ہر مرتبہ اساس
ہر تبے دوسرے کا ہے مثلاً انعام کہ مترتب اوپر ہدایت اور استقامت کے ہے اور غضب اوپر ضد
ان کی کے ہے اور ہدایت موقوف اوپر استقامت کے ہے کہ عبادت میں ہو اور عبادت موقوف اوپر جانے
فعلوں الہی کے کہ دنیا اور آخرت میں موجود ہیں کہ رحمن اور رحیم اور مالک یوم الدین ان فعلوں کی طرف اشارہ
کرتے ہیں اور افعال الہی آثار اسماء اور صفات اللہ کے ہیں کہ جلالہ اوپر اون کے مرتب ہے اور انہیں ناموں سے
سورۃ الصلوۃ نام اسکا ہی اسواسطے کہ نماز میں پڑھنا اس سورۃ کا ضرور ہے ابوہریرہ رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
روایت کرتے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی سے حکایت فرماتے ہیں کہ نماز کو تقسیم کیا میں نے درمیان
اپنے اور درمیان بندے اپنے کے دو حصہ برابر کر کے جب بندہ کہتا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم حق تعالی
روبرو فرشتوں کے فرماتا ہے کہ دیکھو تم بندے میرے نے مجکو یاد کیا مجکو یعنی وہ ذکر کہ ذات اور اسماء اور صفات
اور افعال میرے کو شامل ہے اوس سے ظاہر ہوا اور جب بندہ کہتا ہے الحمد للہ رب العالمین حق تعالی
فرماتا ہے کہ بندے میرے نے تعریف میری کی یعنے ایسی تعریف کی کہ سب تعریفوں کو شامل ہے اور جب بندہ کہتا ہے
الرحمن الرحیم حقتعالی فرماتا ہے کہ ساتھ بزرگی اور تعظیم کے یاد کیا مجکو بندے میرے نے اسواسطے کہ ہر چیز کو
میری طرف نسبت کیا اور جانا کہ پیدا کرنا میرا ہر چیز کا موافق حکمت اور منفعت کے ہے اور جب بندہ کہتا ہے

مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ حق تعالی فرماتا ہے خاص کیا بندی میرے نے مجکو ساتھ بزرگی کی اسواسطی کہ اوسدن کو
یاد کیا کہ جسدن کوئی مالک و بادشاہ نہیں و جب بندہ کہتا ہے اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ حق تعالے
فرماتا ہی کہ مضمون اس ایت کا ملا ہوا درمیاں میرے اور درمیان بندہ میرے کے ہے ہو اسطے کہ عبادت میرا حق ہی کہ مقتضا
ربوبیت کا ہے اور اعانت حق بندہ کا ہی کہ لوازم عبودیت کی سے ہی پس ساتھ لفظ اِیَّاكَ نَعْبُدُ حق میرا ادا کیا
اور ساتھ لفظ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کی حق اپنا چاہا اور جب بندہ کہتا ہی اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ آخر سورۃ تک
حق تعالی فرماتا ہے کہ یہ سب بندہ میرے کے واسطے ہی اور بندہ کو سوال اوسکا دیا میں نے یعنی طلب ہدایت کی اور
استقامت کی اور انعام کی اور طلب امن کی غضب و ضلال سی یہ سب منافع بندہ کی ہیں اور بندہ فروتنی کی ساتھ
کہ روح عبودیت کی ہی تقاضا اونکا کرتا ہی پس حق ربوبیت اس بات کو چاہتا ہی کہ اوسکو طرف اس مطلب کے
پہنچاویں اور اونہیں ناموں سی نام اسکا سبع المثانی ہی یعنے سات آیتیں کہ مکرر پڑی جاتی ہیں بیچ ہر نماز کے
اور وہ سات آیتیں یہ ہیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہ کنجی دروازہ ذکر کی ہی اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہ
کنجی دروازہ شکر کی ہے اور اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہ کنجی دروازہ رجا اور امید کی ہی اور مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ کہ کنجی
دروازہ خوف کی اور بیم کی ہی اور اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کہ کنجی دروازہ اخلاص کی ہی اور اخلاص
پیدا ہوتا ہی معرفت عبودیت اور معرفت ربوبیت کی سے اور اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کنجی دروازہ دعا کی
اور تضرع کی ہی اور صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ آخر سورۃ تک کنجی دروازہ اقتداء کی ہی اور اقتداء کرنیکے
ساتھ ارواح طیبہ کے اور طلب نزول برکتوں کی اور انوار کی بھی اسمیں ہی کہ بسبب اوسکے سالک کو اوطرف
جانے سی امن حاصل ہوتا ہی اور موافق مضمون اس آیت کے فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ
الرَّجِیْمِ کلمہ آٹھویں کو کہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ہے ان ساتوں آیتوں کے ساتھ ملایا جاوی
آٹھ کنجییں واحانیہ واسطے آٹھ دروازوں بہشت کی ہاتھ میں آئیں اور اونہیں ناموں سی نام اسکا قرآن عظیم ہی
اسواسطے کہ یہ سورۃ سب سورتوں سی بہتر اور افضل ہی بیچ ثواب کے اور اونہیں ناموں سی سورۃ تعلیم المسئلۃ نام ہے
اسواسطے کہ ادب سوال کو پروردگار کیطرف سی اس سورہ میں بندوں کو تعلیم ہوئی ہیں کہ پہلے ثنا بعد اوسکے اخلاص
بعد اوسکے دعا کریں اور اونہیں ناموں سی نام اسکا کافیہ ہی اسواسطی کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ یہ سورہ اور
سی کفایت کرتی ہی اور اور کوئی سورۃ اس سی کفایت نہیں کرتی اور اونہیں ناموں سی نام اسکا ام الکتاب اور
ام القرآن ہی اسواسطی کہ یہ سورۃ اوپر تینو علموں کے کہ موجب کمال علمی اور عملی بندہ کا ہی شامل ہی اور وہ تین علم یہ

ترجمہ ۱
اور جب تو قرآن پڑھنے لگے تو پناہ چاہ اللہ سے شیطان مردود سے ۱۲۱۲ تفسیر حقانی

(۱) کلام اللہ شریف جسمیں ہدایت اور نور ہے تم لوگ اُسی پر عمل کرنا اور اُسی پر رہنا، آپ نے قرآن شریف پر عمل کرنے کی بہت ہی تاکید کی اور بڑی رغبت دلائی پھر فرمایا (۲) اور میرے اہل بیت میں تم لوگوں کو اُنکے بارے میں اللہ سے

ہیں ایک علم شریعت کا یعنے تکلیفات و احکام شرع کا اور دوسرا علم طریقت کا یعنی پہچاننا معاملات فی لوگنکا اور تیسرا
علم حقیقت کا یعنے دریافت کرنا مکاشفات ارواح کی لیکن علم شریعت کا دو قسم ہی ایک اصول عقاید کا اور دوسرا
علم فروع احکام کا اور اس سورہ میں پہلے معرفت ذات کی ہی اسطرح سے کہ وہ ایسی چیز ہے کہ سب موجودات
ساتھ اوسکے قائم ہیں مانند قیام بدنوں کی ساتھ ارواح کے پھر معرفت وجود اوس ذات پاک کی ہی اس دلیل
سے کہ اپنی رحمت سی ممکن کو کہ عدم اور وجود اسمیں برابر تھا ساتھ ایک طرف کی دونوں طرفوں سی ترجیح دی ہے
پس ضرور ہے کہ خود بھی موجود ہو پھر معرفت صفتوں اوسکی کی ہے ساتھ اسطرح کی کہ وہ صفتیں تمام کمالات
ہیں کہ موجب کمال حمد کی ہیں اور دلیل اوسکی تربیت ہی اسواسطے کہ پرورش بغیر حیات اور علم اور ارادہ اور
قدرت کی متصور نہیں اور دلیل اوسکی رحمت بھی ہی اسواسطے کہ حقیقت رحمت کی بخشنا اوس چیز کا ہی کہ جسکی
حاجت ہی اور یہہ بخشنا بغیر جاننے احوال مرحومین کی تفصیلاً اور بغیر جاننے اوس چیز کے کہ لایق ہر ایک کی ہی علیحدہ
علیحدہ اور بغیر قدرت کی اور پہچاننے ہر چیز کے ساتھ ہر کسی کی اور بدون ربط عالموں مختلف کی ساتھ ایک
دوسرے کے اور داخل ہونے ایک تدبیر کے بیچ تمام کثرتوں کے ممکن نہیں اور دلیل اوسکی جزا بھی ہی اسواسطے
کہ جزا بغیر سننے اور دیکھنے اقوال و افعال مکلفین کے اور بغیر کلام کی کہ اوسکے ساتھ تکلیف بن ممکن نہیں پھر
معرفت اسما اوسکی کی ہے ساتھ اسطرح کے کہ حقائق اسما کی واسطے قریبہ ہیں درمیان اوسکے اور درمیان خلق کی
اور وہ ساتھ اون حقائق کی دیکھتا ہی اور سنتا ہی اور مہربان ہوتا ہی اور فضیلت دیتا ہی بعضوں کو اوپر بعضوں کے
پھر معرفت توحید کی ساتھ اس دلیل کی کہ وہ رب تمام مخلوقات کا ہی اور جو چیز سوا اسکے ہی تمام اوسکا مربوب ہے
پس مرتبہ اور منصب میں کوئی اوسکے ساتھ شریک نہیں ہو سکتا اور بعد وجود اوسکے کی احتیاج دوسری
شے کی باقی نہیں رہتی پس اگر الہ دوسرا فرض کریں ہم لغو ہوا اور لغو قابل ربوبیت کی نہیں پھر معرفت استحقاق
عبادت کے اوسکے واسطے ہی ساتھ اس دلیل کے کہ ہر چیز کو ہر حالت میں اور ہر حاجت میں رجوع اوسکی طرف ہی اور
احتیاج طرف جناب اوسکی کی بیچ حالت ابتدا کی ساتھ ربوبیت کی اور بیچ حالت درمیان والے کی ساتھ رحمانیت اور
رحیمیت اوسکی کی اور بیچ حالت انتہا کی ساتھ مالکیت اوسکی کی واسطے دن جزا کے اور ہر گاہ کہ وہ ایسی ذات ہی کہ اس حالت
میں اور ان حاجتوں میں انعام اور فضل فرماتا ہی پس لایق عبادت کے بھی وہی ہو پھر معرفت نبوت اور ولایت کی اور مرتبہ
ایمان کی الصراط المستقیم اور صراط الذین انعمت علیہم میں مذکور ہی اور معرفت کفر اور بدعت اور فسق کی بیچ
غضب اور ضلال کی سمجھی جاتی ہی اور معرفت سعادت اور شقاوت کی ان دونوں معرفتوں سی حاصل ہوتی ہی اور معرفت

اور ترمذی نے روایت کی ہے ایک روایت میں ہے کہ قرآن شریف اسکی ڈوری ہے جس نے اوسکو پکڑا وہی ہدایت پر ہے اور جس نے اسکو چھوڑا وہی گمراہ ہوا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا روز قیامت صاحب قرآن خوان سے کہیں گے قرآن پڑھ اور جنت کے درجوں پر چڑھ جیسا دنیا میں پڑھتا تھا ویسا ہی پڑھ تیری جگہ پچھلی آیت کے پاس ہے جو پڑھے

قضا اور عدل کے ان دونوں صفتوں سے کہ اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ اور مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ میں پائی جاتی ہیں اور معرفت
حکمت الٰہی کی اسجگہ سے معلوم ہوتی ہے کہ عبادت سے استقامت پیدا کرتا ہے اور استقامت سے انعام اور اوپر شقاوت اور
ضلالت کے غضب مترتب کرتا ہے اور معرفت قضا اور قدر کے ذکر عبادت اور استعانت کے سے حاصل ہوتی ہے سواسطے
کہ اگر خلاف تکلیف کے مقدر نفرماتا استعانت کی کوئی وجہ نہو سکتی اور معرفت مبادی کے بِسۡمِ اللّٰهِ سے مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ
تک اور معرفت معاد کی مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ سے تا ذکر کرنے انعام اور غضب کے اور علم فروع میں سے معرفت عبادات کے
ساتھ نعبد کے اور معرفت معاملات کی اور مناکحات اور حکومات کی ساتھ نستعین کے اسواسطے کہ خواہش نفسانی
برخلاف مقتضائے عقل کے معاملات میں ہوتی ہے پس واجب اور مستحب اور مباح اور صحیح کو ساتھ ہدایت کے جان
سکتے ہیں اور حرام اور مکروہ اور فاسد کو ساتھ غضب و ضلال کی پہچان لیتے ہیں اور ماخذ معاملات اور عبادات
کا کہ امر و نہی ہے ذکر عبادت اور غضب کے سے معلوم ہوتا ہے اور ثمرہ امر اور نہی کا کہ وعد اور وعید ہے ساتھ انعام
اور غضب کے منکشف ہوتا ہے اور علم طریقت کا کہ معرفت کمال قوت نظریہ اور عملیہ کے ہی ساتھ صراط مستقیم
کے ادا کیا گیا اور نقصان ان دونو قوتوں کا ساتھ لفظ غضب اور ضلال کی ذکر میں آیا اور جو طریقت کی جس چیز کی رعایت
واجب ہے ابتدا سلوک میں نام اوسکا عبادت ہے اور وہ چیز کہ درمیان سلوک کی رعایت اوسکی ہے لقب اوسکا
استعانت ہے اور وہ شے کہ انتہا میں ہے استقامت کے نام سے مشہور ہے اور معرفت اوصاف نفس کی ذکر غضب اور ضلال
کے سے معلوم ہو سکتے ہیں کہ حقیقت اوسکی پھیرنا نفس کا طریق استقامت کی سے ہے اور معرفت اوصاف قلب کے
ساتھ استقامت اور ہدایت کی پہچان سکتے ہیں اور معرفت تحلیہ کے ساتھ عبادت اور استعانت کے اور
حصول تجلیہ کا ساتھ ہدایت اور استقامت کی اور تخلیہ میں ضرور ہے خالص ہونا دونوں شہوتوں سے
اور اوسکو تعبیر فرمایا ہے ساتھ عبادت کے کہ ضد شہوت کی ہے اور بھی ضرور ہے خالص ہونا غضب سے
اور طرف اسکے ساتھ رحمت الٰہی کی اشارہ فرمایا اسواسطے کہ جو کوئی امیدوار رحمت الٰہی کا ہو اوس کے
تئیں غصہ کرنا اوپر اون شخصوں کے کہ رحمت الٰہی جنکے حال پر ہے کیونکر جائز ہو حدیث شریف میں وارد
ہے اَلرَّاحِمُوۡنَ يَرۡحَمُهُمُ الرَّحۡمٰنُ اِرۡحَمُوۡا مَنۡ فِي الۡاَرۡضِ يَرۡحَمۡكُمۡ مَنۡ فِي السَّمَآءِ یعنے جو رحم کرنیوالے
ہیں رحم کرتا ہے اونپر اللہ رحم کرو تم اوس شخص پر کہ جو شخص زمین میں ہے رحم کریگا تم پر وہ شخص کہ آسمانوں میں ہے
اور پرہیز کرنا ہوا اور خواہش نفسانی سے ساتھ ذکر استقامت کے بیان فرمایا اسواسطے کہ خواہش نفسانی راہ
استقامت سے ڈگاتی ہے اور فروع شہوت اور غضب اور ہوا کی کئی چیزیں ہیں اول حسد اور خلاصی

سلا یعنے تقدیر جبر کی بھی ہے اور نہ کی بھی ہے اگر تقدیر میں صرف جبر ہی ہوتی حاجت استعانت کی کیا ہوتی پس واسطے حاصل کرنے جبر کے استعانت کی ضرورت ہوئی ۱۲ منہ

سلا جس شخص کے اندر عبادت اور استعانت پائی جاوے گی وہ اسباب کی ہو سکا کہ تجلیہ یعنے صفائی باطن کی اور روشنی دل کی اسکو حاصل ہے اور حاصل ہوا اسکا سبب ہدایت الٰہی اور استقامت کا ہے ۱۲ منہ

اور

اوس سے ساتھ ملاحظ معنی الحمد للہ کی ہو واسطے کہ یہ لفظ اس پر دلالت کرتا ہے کہ بندہ راضی اور خوش ہوا ساتھ عطایا الٰہی کے یہ حق تمام خلائق کے اور ضد حسد کی خوشنودی ہے اور دوسرے بخل ہے اور راہ خلاصی کا اوس سے سمجھنا مضمون رب العالمین کا ہے ہو واسطے کہ تمام نعمتیں جب پیدا کی ہوئی خدا کی ہیں پس بخل ساتھ اوس چیز کی کہ مالک اسکی نہ ہو کیا وجہ رکھی یعنے اللہ تعالیٰ سب نعمتوں کا مالک ہے جسکو چاہیے اپنی شے کو دیدے غیر کی چیز میں اسکو کیا دخل ہے اور تیسرے عجب اور خود پسندی ہے اور طریق خلاصی کا اوس سے ساتھ مضمون اِيَّاكَ نَعْبُدُ کے ہے اور چوتھے کبر ہے اور طریق خلاصی کا اوس سے ساتھ مضمون اِيَّاكَ نَسْتَعِينُ کے ہے اور پانچویں کفر اور بدعت ہے اور طریق خلاصی کا ان دونوں سے احتراز کرنا غضب اور گمراہی سے ہے اور یہی تخلیہ کی اندر میانہ روی بیچ اخلاق کے ضرور ہے مثل تعفف کے اور شجاعت کے اور سخاوت کے اور میانہ روی اعتقادات میں بھی چاہیے کہ افراط اور تفریط کی طرف مائل نہو اور اعمال میں بھی میانہ روی ضرور ہے کہ حد رہبانیت سے محفوظ رہے اور مرتبہ اہمال اور تقصیر سے تجاوز کرے اور طرف اس توسط کی اشارہ ہے ساتھ صِرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کے اور یہی تجلیہ میں لابد ہے زہد اور محبت اور شوق اور ان سبکو ساتھ حمد کے ادا فرمایا ہو واسطے کہ جب تمام نعمتیں اوسکی طرف سے دیکھیں اسباب ظاہری نظر اوسکی سے گم ہوئے اور زہد اور بے رغبتی اسباب کیطرف حاصل ہوئی اور محبت اور شوق منعم کا ہر انسان کی جبلت میں بلکہ ہر حیوان کی طبیعت میں ہے اور یہی تجلیہ میں ضرور ہے اپنی احتیاج ظاہر کرنے اور اسکا بیان استعانت کی ساتھ ہوا اور ضرور ہی تذلل اور انکسار ہی اور وہ عبادت سے سمجھے گئے اور ضرور ہی معرفت عزت ربوبیت اور ذلت بشریت کی اور یہ بات مجموع رَبِّ الْعَالَمِينَ اور اِيَّاكَ نَعْبُدُ سے ظاہر ہوتی ہے اور تجلیہ میں معرفت بھی ضرور ہے اور معرفت کی طرف اشارہ فرمایا ساتھ با الصاق کے یعنے اتصال روحانی کہ بندہ کو ساتھ خالق اپنے کے حاصل ہے **بیت** اتصالی بی تکیف بے قیاس ٭ ہست رب الناس را با جان ناس ٭ اور ذکر کرنے پانچ اصول سے اس سورۃ میں اشارہ ہی طرف مقام ذکر کے اور ساتھ ذکر حمد کے اشارہ طرف مقام شکر کے ہے اور اشارہ طرف مقام رضا کی ساتھ ذکر رحمت کے اور طرف مقام خوف کے ساتھ مالکیت دن جزا کے اور ذکر غضب کے اور طرف مقام اخلاص کے ساتھ اِيَّاكَ نَعْبُدُ کے اور طرف مقام دعا کے ساتھ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کے اور طرف مقام اویسیت ارواح طیبہ کے ساتھ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کے اور طرف احتراز کرنے صحبت بد اور بچنے توسل کے سے ساتھ ارواح خبیثہ کے ساتھ لفظ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کے **بیت** نخست موعظت پیر صحبتم این است ٭ کہ از

ے مقام مراقبت سے مراد وہ ہے کہ نیکی معیت جسمانی سے فیض روحانی کسی مقبول الٰہی سے حاصل ہو مدد مرشد مد ظلہ العالی خلاصہ تفسیر

وہی ہے ہوا کہ جب معلوم شخص کسی کو پڑھتا قرآن یا دیکھ ایک آیت سے ایک ایک پارہ ایک ایک پارہ کو آخر قرآن تک لیکن اوسکی علیک جنت میں ترقی ہوگی الخ حدیث میں جانتا ہو سے بہی

مصاحبت ناجنس احتراز کنید۔ اور علم حقیقت کہ علم مکاشفہ کا ہی اس سورۃ سے ساتھ اس طریق کی سمجھنا چاہئے کہ معرفت سر ربوبیت کی الحمد للہ کے کلمہ سے حاصل ہوتی ہیں اسواسطے کہ سب حمد کا رجوع اوسکی طرف اسطرح سے ہے کہ وجود کل کا اوسکے ساتھ قایم ہے اور یہی مدلول بار بِسْمِ اللّٰهِ کا اور معرفت تجلی جلالی کی ساتھ ذکر مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کی اور ذکر غضب کے اور معرفت تجلی جمالی کی ساتھ ذکر الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور انعام کی اور معرفت کمالات الٰہی کی ذکر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کی سے يَوْمِ الدِّيْنِ تک حاصل ہوتی ہے اور معرفت اسما الٰہی کے ساتھ ذکر اسما رحمت کے اور معرفت نفس کی ساتھ ذکر ضلال کی اور معرفت قلب کی ساتھ استعانت کے اور معرفت روح کے ساتھ ہدایت کی اور معرفت سر اور خفی اور مافوق اوسکے کی ساتھ ذکر استقامت اور انعام کے اور معرفت سر نبوت کے ساتھ ذکر الحمد للہ کی رحیم تک اور ساتھ ذکر انعام کے اور معرفت وحی کی ساتھ لفظ یا کے اسواسطے کہ حقیقت وحی کے اتصال بعض روحوں کا ساتھ بعضوں کی یہانتک ہے کہ یہ سلسلہ اتصالی طرف حق کی پہونچ جاتا ہے اور بحث فرق کی درمیان نبوت اور ولایت کی ساتھ ذکر تابع اور متبوع کی بیچ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی معلوم کرنے چاہئے اور بحث احوال و مقامات کی ساتھ اِيَّاكَ نَعْبُدُ اور اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کے اور ذکر ہدایت و استقامت اور انعام کی سمجھنی چاہئے اور مرتبہ علم الیقین کا ساتھ ذکر الفاظ غیبت کے کہ الحمد للہ سے مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ تک ہے حاصل ہوتا ہے اور مرتبہ عین الیقین کا ساتھ خطاب ایاک کی اور معرفت حق الیقین کے ساتھ ذکر رحمت اور ہدایت اور انعام اور استقامت کی اور سر قضا اور قدر کا ساتھ لفظ رحیم کی کہ مفید تخصیص ہر ایک کا ساتھ قدر اور استعداد اوسکی کے ہے اور معرفت اسرار عبادات کی تفریع ان کی ہے اوپر اسماء خمسہ رحمت کرنے چاہئے اور پہچاننا اسرار معاملات کا تفریع ہدایت کی سے اوپر استعانت کی ہوسکتا ہے اور اسرار اخروی ساتھ انعام کرنیکے اوپر مستقیم کے اور غضب کرنیکے اوپر غیر مستقیم کی دریافت ہوتی اور تسخیر عالم شہادت کی واسطے عالم غیب کے لفظ استعانت کے سے مفہوم ہوئی اور فنا ماسوا اللہ کے درمیان اوس ذات کی ساتھ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کے معلوم کروائی اور معرفت بقا کے ساتھ استقامت اور انعام کی ارشاد کی سیکھی چاہئے جاننا کہ اکثر رستے داخل ہونی شیطان کی آدمی کے دلمیں اصل میں تین راہ ہیں شہوت اور غضب اور ہوا شہوت کو بہیمیت کہتے ہیں اور غضب کو سبعیت اور ہوا کو شیطانیت اور مرتبہ غضب کا بڑھا ہوا ہے مرتبہ شہوت کی سے اور مرتبہ ہوا کا بڑھا ہوا ہے مرتبہ غضب کے سے اسواسطے کہ انسان بسبب شہوت کی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور بسبب غضب کے غیر پر ظلم کرتا ہے اور بسبب ہوا کی اوپر پروردگار اپنے کی اور اسیواسطے حدیث شریف میں وارد ہے کہ الظلم ثلثۃ

تعلیم جاہلی ... عاقلا کو جنت میں مکان عنایت ہوگا (ج) قرآن شریف میں تین لاکھ بیس ہزار چھ سو اکہتر حروف اور فی حرف دس دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے تو اس حساب سے ایک ختم قرآن کرنے والے کو بتیس لاکھ چھیالیس ہزار سات سو دس نیکیاں ملتی ہیں اور جسنے ایک ایک کر مشکل سے تمام کیا ہے اسکو اسکا بھی دونا یعنی چونسٹھ لاکھ ترانوے ہزار چار سو بیس

فظلم لا یغفر وظلم لا یترکہ وظلم عسی اللہ ان یترکہ فالظلم الذی لا یغفر ھو الشرک باللہ والظلم
الذی لا یترک ظلم العباد بعضھم بعضاً والظلم الذی عسی اللہ ان یترکہ ھو ظلم الانسان
نفسہ یعنے ظلم تین قسم کا ہے ایک ظلم ایسا ہے کہ اوس کے سبب آدمی ہرگز نہ بخشا جاویگا اور ایک ظلم ایسا
ہے کہ معاف نہیں ہوگا اور ایک ظلم ایسا ہے شاید اپنی رحمت سے اوسکو معاف کر دیوے پس وہ ظلم کہ
اوسکے کرنے سے بخشش نہیں وہ شرک کرنا اللہ کے ساتھ اور وہ ظلم کہ معاف نہیں ہوگا ظلم آدمیونکا ہے ایک دوسرے اوپر اور
وہ ظلم کہ شاید معاف ہو وہ ظلم انسان کا ہے اوپر نفس اپنے کے اور نتیجہ شہوت کا آدمی میں دو چیزیں ہیں حرص اور بخل اور نتیجہ غضب کا
بھی دو چیزیں ہیں عجب اور تکبر اور نتیجہ ہوا کا بھی دو چیزیں ہیں کفر اور بدعت اور جمع ہونے ان چھ چیزوں کے سے آدمی
میں خصلت ساتویں پیدا ہوتی ہے کہ سب اخلاق ذمیمہ سے بری ہے اور اوسکو حسد کہتے ہیں حکیموں حکمت ایمانی نے
ایسا فرمایا ہے کہ مرتبہ حسد کا اخلاق ذمیمہ میں ایسا ہی جیسا کہ مرتبہ شیطان کا اور لعنت کئے ہوؤں کے اندر جب یہ تمہید
معلوم ہوئی جاننا چاہیے کہ تین اسم کہ بسم اللہ کے اندر ذکر ہوتے ہیں واسطے دفع کرنے تین اخلاق صلیہ کے ہیں اور سات
آیتیں الحمد کے واسطے دفع کرنے اخلاق سبعہ فرعیہ کے ہیں بیان اسکا یہ ہے کہ جسنے اللہ کو پہچانا شیطان ہوا کا
اوس سے بھاگیگا اور جسنے رحمانیت اوسکی دریافت کی غضب سے بالکلیہ پاک ہوا اور جسنے رحیمیت اوسکی پہچانی اپنے دیکھی
روا نرکھے گا کہ اوپر نفس اپنے کے ظلم کرے اور ساتھ افعال بہیمیہ کے اوسکو آلودہ کرے اور جسوقت الحمد للہ کہا مرتبہ
شکر کا حاصل کیا اور جو شئے موجود ہے اوسکی اوپر قناعت کرنے نصیب اوسکے ہوئی اور تب شہوت کو توڑا اور جسنے
کہ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ کا اعتقاد کیا حرص اوسکی بالکل دور ہوئی اور بخل اوسکا بھی جاتا رہا اسواسطے کہ حرص اوس چیز میں
ہوتی ہے کہ پاس اپنے موجود نہیں اور بخل اوس چیز میں ہوتا ہے کہ پاس اپنے موجود ہے اور یہ شخص سب چیزونکو خواہ
موجود ہوں خواہ غیر موجود طرف ربوبیت اوسکی کے حوالہ کرتا ہے اور جسنے مالکیت دن جزا کی پہچانی بعد اوسکے
الرحمن اور رحیم کو جانا تھا غضب اوسکا دور ہوا اور جسنے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کا تلفظ کیا تکبر کو ساتھ کلمہ اول
کے اور عجب کو ساتھ کلمہ دوسرے کے جڑ سے اوکھاڑا اور جسوقت اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کہا اور صراط الذین
انعمت علیھم کو آخر تک اسکے ساتھ ملاحظہ کیا کفر اور بدعت دور ہوا اور جبکہ یہ چھ خلق بد اوسمیں نہ رہے حسد
خود بخود دور ہوا اور لطائف اس سورہ کو سے یہ ہے کہ اسمیں سات حرف مذکور نہیں ہیں ثا اور جیم اور خا اور زا اور
شین اور ظا اور فا اور یہ سات حرف الالت اوپر سات قسم کے عذاب جہنم کے کرتے ہیں اور ایسے ہی سات دروازے
دوزخ کے ہیں اصر و یہ گمان مسلمان کی پڑجاتا ہے کہ جسوقت سورہ فاتحہ کو پڑھیگا جہنم اور طبقات جہنم اور گونا گون

عذاب اوسکے سے اور داخل ہونے دروازوں اوسکے سے خلاصی حاصل ہوگی اور حرف تا کا پس اشارہ طرف ثبور کے کرتا ہے کہ دن قیامت کے خاصہ اہل دوزخ کا ہوگا قال اللہ تعالیٰ لا تدعوا الیوم ثبورا واحدا وادعوا ثبورا کثیرا اور جیم طرف نام جہنم اور جحیم کے اشارہ کرتی ہے اور خا اشارہ طرف خزی اور رسوائی کی ہے کہ دوزخیوں کو حاصل ہوگی اور ہمیشہ رہیں گے اوسمیں رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ اور زا اشارہ ہے طرف زفیر کے کہ نعرہ دوزخیوں کا ہے اور طرف زقوم کے ہے کہ طعام اوس گروہ کا ہے اور شین اشارہ طرف شہیق کے ہے کہ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ اور ظا حرف عمدہ لظی کا ہے کہ ایک طبقہ ہے جہنم کا اور فا سر لفظ فراق کا ہے کہ دوستوں کی نزدیک فراق بدترین انواع عذاب کا ہے اور بھی اشارہ طرف فرقت اور اختلاف کی ہے کہ بسبب دخول دوزخ کی ہے **فائدہ** ہرگاہ کہ لطائف اور نکات اس سورۃ کی سے فارغ ہوئی لازم ہوا کہ بعضے فضائل اس سورۃ کی کہ حدیث شریف میں مذکور ہیں بھی لکھیں بخاری اور باقی صحاح ستہ اور کتب معتبرہ میں مروی ہے کہ ابو سعید بن المعلی صحابی نقل کرتے ہیں کہ میں ایکدن مسجد مقدس میں نماز پڑھتا تھا کہ آنحضرت نے مجکو آواز دی میں بسبب مشغول ہونے کی نماز میں جواب نہ دے سکا یہانتک کہ نماز سے فراغت کی میں نے اور آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر عذر بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ عذر قابل سننے کے نہیں رسول اللہ کے پکارنے کو ہر حال میں اجابت کی چاہئے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ یعنے اے ایمان والو مانو تم حکم اللہ کا اور رسول کا جسوقت بلاوے تم کو ایک کام پر جسمیں تمہاری زندگی ہے بعد اسکے فرمایا کہ ہمراہ میرے آؤ کہ ایک سورۃ بڑی کہ قرآن میں ہے مسجد کے نکلنے سے پہلے تجکو سکھلاؤنگا ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پکڑ کر روانہ ہوا جسوقت نزدیک دروازے مسجد کے پہنچا یاد دلاتا ہوں میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سورۃ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ہے اور یہی ہے سبع المثانی اور قرآن العظیم کہ حق تعالیٰ نے میرے اوپر بسبب نازل کرنے اسکے کے احسان کیا ہے جسجگہ کہ فرمایا ہے وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ اور بیچ مسند دارمی اور مسند امام احمد اور ترمذی اور نسائی و سنن بیہقی اور صحیح ابن خزیمہ کے مثل اس قصہ کے سید القرا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہوا ہے اور اس میں یہ کلمہ بھی واقع ہوا کہ اتحب ان اعلمك سورة لم تنزل فی التوریة ولا فی الانجیل ولا فی الزبور ولا فی القرآن مثلها قال الی نعم یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابی بن کعب سے فرمایا کہ آیا دوست رکھتا ہے تو کہ سکھاؤں تجکو ایسی سورۃ کہ نہیں وتری مثل اوس کے نہ توریت میں اور نہ انجیل میں اور نہ

زبور میں اور نہ قرآن میں کہا ابی نے کہ سکھلا دیجیئے لیں اوسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سورہ
ام القرآن ہے کہ ہر نماز میں اوسکو پڑھتا ہے اور صحیح مسلم اور نسائی کے اور ابن حبان اور طبرانی اور
حاکم کے ساتھ روایت ابن عباسؓ کی آیا ہے کہ ایکدن حضرت جبرئیل علیہ السلام پاس آنحضرتؐ کے بیٹھے ہوئے
تھے کہ آسمان سے آواز دروازہ کے کھلنے کی سُنی اور تامل سے آسمان کیطرف دیکھا اور فرمایا کہ یہ ایک فرشتہ
ہے کہ ایسا نازل ہوتا ہے کبھی جب سے پیدایش آدم کی ہوئی ہے اس دم تک زمین کے اوپر نہیں آیا جب وہ
فرشتہ پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہنچا فرمایا خوشوقت ہو تم او دو نور کہ تجکو دیا ہے کسی نبی کو کہ پہلے
تجسے بھی نہیں دیا وہ کیا سورہ فاتحۃ الکتاب و آمن الرسول آخر سورہ بقرہ تک کوئی حرف تو انسے نہ پڑھے گا مگر تو
ثواب عظیم اوپر اوسکے پاویگا او صحیح بخاری و مسلم اور باقی صحاح ستہ میں وارد ہے کہ اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے سانپ کے کاٹے ہوے اور بچھو کے کاٹے ہوے اور صرع والوں کو اور مجنونوں کو اس سورہ کے ساتھ منتر کیا ہے
اور آنحضرت نے اوسکو جائز فرمایا ہے اور دارقطنی اور ابن عساکر نے سائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ اسکے
اوپر آنحضرت نے ساتھ اس سورہ کے افسوں پڑھا ہے اور آب دہن مبارک کا بعد پڑھنے اس سورہ کے درد کی جگہ
اوسکے ملا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور سعید بن منصور بیچ سنن اپنی کے لائے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے
فَاتِحَةُ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ یعنے فاتحۃ الکتاب شفا ہے واسطے ہر بیماری کے اور بزار مسند اپنی میں انس بن مالکؓ
سے لائے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس کسی نے پہلو اپنا فرش پر رکھا اور فاتحہ اور قل ہو اللہ احد
پڑھکر اپنے اوپر دم کیا ہر بلا سے امن میں ہو مگر موت اگر اوسکی تقدیر میں ہو اور عبد بن حمید بیچ مسند اپنی کے ابن
عباسؓ سے مرفوعاً روایت کرتا ہے کہ فاتحۃ الکتاب برابر دو ثلث قرآن کے ہے بیچ ثواب کے اور اسمیں روایات بہت ہیں
کہ نزدیک حاکم کے صحیح ہیں اور بیہقی نے شعب الایمان میں بھی اونکی تئیں صحیح کیا ہے لفظ افضل القرآن آخر سورہ تک
اس سورہ کے حق میں وارد ہوا اور ابو الشیخ اور طبرانی اور ابن مردویہ دیلمی اور ضیاء مقدسی بیچ احادیث کے کہ نزد
اونکے مختار ہیں روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے چار چیز عرش کے خزانہ سے مجکو عنایت ہوئی
ہیں اور کوئی چیز سوائے ان چار چیزوں کے اوس خزانہ سے کسیکو نہیں پہنچی اور وہ چار چیزیں یہ ہیں ام الکتاب
اور آیت الکرسی اور خاتمہ سورہ بقرہ کا اور سورہ کوثر اور ابو نعیم اور دیلمی نے ابو الدرداء سے روایت کی ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاتحۃ الکتاب کفایت کرتی ہے اوس چیز سے کہ کوئی چیز قرآن میں ہے اور کوئی چیز
کو کفایت نہیں کرتی ہے اور اگر فاتحۃ الکتاب کو بیچ ایک پلہ ترازو کے رکھیں اور تمام قرآن کو دوسرے پلہ میں

البتہ فاتحۃ الکتاب ساتھ قرآن کے برابر ہوگی اور ابو عبید فضایل قرآن میں حضرت حسن بصری سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی فاتحۃ الکتاب پڑھے گویا توریت اور انجیل اور زبور اور فرقان کو پڑھا ہو اور یہی ہے تفسیر وکیع اور کتاب المصاحف ابن انباری کے اور کتاب العظمہ ابو الشیخ اور حلیۃ الاولیاء ابو نعیم کی بیچ وارد ہے کہ ابلیس علیہ اللعنۃ کو بیچ عمر اپنی کے چار بار نوحہ زاری اور سر پر خاک ڈالنے کا اتفاق پڑا اول جسوقت کہ اوسکے اوپر لعنت اللہ کیطرف سے ہوئی اور جسوقت کہ اوسکو آسمانوں سے نکالکر زمین پر ڈالا اور جسوقت بعثت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوئی اور جسوقت کہ فاتحۃ الکتاب نازل ہوئی اور ابو الشیخ بیچ کتاب الثواب کے لایا ہے کہ جس کسی کو کچھ حاجت ہو چاہیے کہ فاتحۃ الکتاب پڑھے اور بعد ختم کے حاجت اپنی چاہے انشاء اللہ تعالی وہ حاجت حاصل ہووے اور ثعلبی نے شعبی سے روایت کی ہے کہ ایک شخص اوسکے پاس آیا اور شکایت درد گردہ کی کی شعبی نے اوس سے کہا کہ تجکو لازم ہے کہ اساس القرآن پڑھے اور اوپر جگہ درد کے دم کرے اوسنے کہا کہ اساس القرآن کیا ہے شعبی نے کہا فاتحۃ الکتاب اور اعمال مجربہ مشائخ میں مذکور ہے کہ سورہ فاتحہ اسم اعظم ہے واسطے ہر مطلب کے پڑھا کریں اور اوسکے دو طریق ہیں اول یہ کہ درمیان سنت فجر اور نماز فرض کے ساتھ ملانے میم بسم اللہ کے ساتھ لام الحمد کے اکتالیس مرتبہ چالیس روز تک پڑھیں جو مطلب کہ ہو حاصل ہو اور اگر شفا مریض کی یا تندرست ہونا جادو کئے ہوئے کا منظور ہو پانی پر دم کر کے اوس مریض اور جادو کئے ہوئے کو پلاویں اور دوسرے یہ کہ نوچندی یکشنبہ کو درمیان سنت اور فرض فجر کے بیچ قید ملانے میم کے ساتھ لام کے ستر مرتبہ پڑھیں بعد اوسکے ہر روز اوسی وقت دس دس بار کم کر کے پڑھا کریں تا کہ ہفتہ کے دن ختم ہو اور اگر پہلے مہینے میں مطلب حاصل ہو فبہا الا دوسرے اور تیسرے مہینے میں بھی ایسا ہی کریں اور لکھنا اس سورہ کا اوپر پیالہ چینی کے گلاب اور مشک اور زعفران سے اور دھو کر پلانا اوسکا واسطے شفا بیماریوں مزمنہ کے چالیس روز تک مجرب ہے اور اوپر درد دانتوں اور سر اور درد شکم اور اور دردوں کے اوپر پڑھکر دم کرنا بھی مجرب ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ البقر یعنے وہ سورت کہ جسمیں ذکر بقرہ کا ہے مدنی ہے دو سو اور چھیاسی آیت ہیں اور چھ ہزار اور اکیس کلمے ہیں اور پچیس ہزار اور پانسو حرف ہیں اور یہ سورت سب سے بڑی سورتوں قرآن کی ہے

مسئلہ پڑھنا بسم اللہ کا ہر سورۃ کی ابتدا میں ... بھی سورہ میں لکھی جاتی ہے اور نماز میں زیادہ بھی اسی سے شروع کی جاتی ہے ... ہر نماز کی سب رکعتوں میں اس سورہ کا پڑھنا فرض ہے نماز ادا ہو یا قضا فرض ہو یا واجب سنت ہو یا نفل نمازی منفرد ہو یا امام یا مقتدی سب پر ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکی نماز میں

اور جسقدر احکام شرعیہ کہ اس سورۃ سے نکلتے ہیں اور کسی سورۃ سے اسقدر مستنبط نہیں ہوئی ہیں تفسیر کرنے والوں نے لکھا ہے کہ پانسو حکم شرعی اس سورۃ میں مندرج ہیں اور ایک آیت مداینت کی کہ اوس میں یہی سب آیتوں قرآن کی سے بڑی ہے اور بیس حکم شرعی پر شامل ہے اور ہرچند کہ اس سورۃ میں قسم قسم کے امور عجیبہ اور صنف صنف کے حالات غریبہ الہیہ مذکور ہیں مگر اسکے نام میں اضافت بقرہ ہی کیطرف کی اور کسی امر کی طرف نکی اور سورۃ البقرہ اسکا نام رکھا بسبب دو وجہ کے اول یہ کہ ذکر بقرہ کا اسی سورۃ میں ہے اور کسی سورۃ میں بقرہ کا ذکر نہیں پس قصہ بقرہ کا خاصہ اس سورۃ کا ہے اور امتیاز کی جگہ اضافت طرف خاص شے کے ضرور ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ قصہ بقرہ کا اوپر تمام مہمات اور مقاصد دین کی دلالت کرتا ہے پس یہ قصہ گویا کہ خلاصہ تمام قرآن کا ہے اور علی الخصوص خلاصہ مطالب اس سورۃ کا ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ دین متین میں مطلب اعلی اور مقصد بڑا ثابت کرنا وجود صانع کا ہے اور اس قصہ سے یہ مقصد اسطرح سمجھا جاتا ہے کہ زندہ ہونا اوس مرے ہوئے کا اپنی ذات سے نتھا والا ہر ایک مرا ہوا زندہ ہو جاتا اور نہ اس سبب سے زندہ ہوا کہ اعضا بقرہ کو اوس کے اوپر مارا والا ہر وقت اعضا بقرہ کی میت کے اوپر مارنے سے میت زندہ ہو جاتی پس یہ زندگی نتھی مگر ساتھ قدرت اللہ کے نزدیک موجود کرنے اس سبب کے نہ ساتھ اس سبب کے اور اس جگہ سے قدرت اللہ تعالی کی ثابت ہوئی بلکہ حکمت اوس کی بھی ✽ اسواسطے کہ زندہ کرنے اس مردہ سے اشارہ فرمایا طرف اسکے کہ دل مرے ہوئے کو بھی ساتھ ذبح کرنے نفس امارہ کے زندہ کر سکتے ہیں پھر مقصود دوسرا ثابت کرنا نبوت کا ہے اور یہ مقصد اوس قصہ سے صریح ثابت ہوا اسواسطے کہ وہ قصہ معجزہ حضرت موسی علیہ السلام کا تھا اور جسوقت نبوت حضرت موسی علیہ السلام کے ثابت ہوئی نبوت سب نبیوں کی خواہ متقدمین ہوں خواہ متاخرین ثابت ہوئی اسواسطے کہ تمام انبیا دو حال سے خالی نہیں یا تصدیق کرنیوالے حضرت موسی علیہ السلام کے تھے یا تصدیق کئے گئے حضرت موسی علیہ السلام کے اور مصدق اور مصدق صادق کے دونو صادق ہیں اور بیچ ضمن ثابت کرنے نبوت کے بیچ اس قصہ کے ایک اشارہ ہے بہت مفید طرف اس بات کی کہ اطاعت انبیاء علیہم السلام کی بے تفتیش وجہ حکم کے آدمیوں کو اوپر واجب ہے تاکہ مؤنت کم ہووے اور فضیحت واقع نہو جیسا کہ اون لوگوں کو جنھوں نے کہا تھا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا رسوائی درپیش آئی پھر مقصد تیسرا استقامت ہے اور یہ مطالب اس قصہ سے اسطرح سمجھا جاتا ہے کہ قاتل اوس مقتول کے نے دنیا طلبی کی او

ذلیل ہوا پس معلوم ہوا کہ طلب دنیا کی ذلت ہے اور طلب ما سوائے اللہ کے خطا پھر مقصد چوتھا مجاہدہ ہے
اور یہ قصہ اوپر مجاہدہ اور شرائط مجاہدہ کے ساتھ وجہ شائع کی دلالت کرتا ہے مثلا چاہیئے کہ مجاہدہ
ساتھ قتل نفس امارہ کی بڑھاپے میں نہیں ہوتا اسواسطے کہ جب خواہش نفسانی نے قوتوں اور
جوارح میں رگ اور ریشہ دوڑا کر استحکام قبول کیا ہوا اوکھیڑنا اوسکا بہت دشوار ہے علے الخصوص
کہ وقت ضعف اور گر جانی قوتوں کا ہے ضعیف سے نہیں ہو سکتا کہ درخت قوی کو جڑ سے اوکھیڑے
اور یہی چاہیئے کہ بیچ زمانہ مستی جوانی اور شروع شباب کی بھی نہو اسواسطے کہ عقل اوسوقت میں کم
اور بے تجربہ ہے طاقت محاربہ ہوا کے نہیں رکھتی ہے غالب ہے کہ مغلوب ہو جاوے اور یہی شرائط مجاہدہ
کی سی زردی نیک بختی کی ہے کہ تَسُرُّ النَّاظِرِينَ شان اوسکی ہے اور سلامتی ہے دنیا کی کاموں
میں گر جانے سے جیسا کہ زراعت اور تجارت اور صحت استعداد کی ہے اور بیداغ ہونا
جوہر روح کا وعلے ہذا القیاس پھر مقصد پانچواں معاد ہے اور یہ مقصد بھی صراحۃ اس
قصہ سے ثابت ہوتا ہے اسواسطے کہ حیات نے کہ بدن قتیل کی سے جدا ہو گئی تھی پھر طرف
اوس کے عود کیا اور یہی پانچ مقصد ہیں کہ خلاصہ مطلبوں اس سورت کا ہے اور باقی
امور متمات اور مقدمات ان امور پنجگانہ کے ہیں جاننا چاہیئے کہ بیچ مسند امام احمد اور اور کتابوں
معتبرہ حدیث کی میں وارد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سورہ بقرہ بمنزلہ
کوہان قرآن کے ہے ہمراہ ہر ہر آیت کی اوس سے اسی اسی فرشتہ نازل ہوئے ہیں
اور آیت الکرسی کہ بہترین آیتوں قرآن کا ہے عرش کے نیچے سے لا کر اس سورۃ میں رکھدی ہے اور اس
حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت الکرسی بمنزلہ دل اس سورۃ کے ہے اور واقع میں بعد تامل اور غور کرنیکے
معلوم ہوتا ہے کہ تمام مطالب اس سورۃ کے گرداگرد اسی ایت کے دوران کرتے ہیں پس وہ
کہ بمنزلہ جان کے ہے لفظ الحی القیوم کا ہے کہ بیچ آیت الکرسی کے موجود ہے اور تمام آیتیں
سورہ کی شیون اور مظاہر اس کلمہ کی ہیں جیسا کہ تمام اعضا انسانی مظاہر اور شیون جان
پاک کے ہیں تفصیل اس مقام کی نہایت طول رکھتی ہے کہ یہ تفسیر تحمل گنجایش اوس کی کا نہیں
رکھتی ہے لیکن ساتھ حکم مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے بطریق نمونہ کے لکھنا ضرور ہے غور سے سُننا
چاہیئے وہ چیز کہ اس سورۃ میں افادہ اوسکا منظور ہے حیات اور قیومیت اللہ تعالی کی ہے کہ ساتھ رنگا رنگ

صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین

ظہور کے عالم میں جلوہ گر ہوئی ہے اول حیات ہر فرد کی افراد انسانی سے ہے کہ کنتم امو اتا فاحیاکم طرف اوسکے اشارہ فرماتا ہے پھر حیات اور قیام تمام نوع کا ہے ساتھ پیدا کرنے ابو البشر کے اور عطا کرنے منصب خلافت کو واسطے اوسکے ٹھہرنے اور قرار پکڑنے اوسکے کے زمین میں کہ و اذ قال ربک للملٰئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ آخر قصہ تک شرح اوسکی ہے پھر حیات قیام ایک خاندان کہ خاندانوں اس نوع کے سوا مانند اسکے کوئی خاندان دوسرا بزرگی اور مرتبہ میں نزدیک اللہ کے اور دیر تک رہنے میں تا وقت نزول اس سورۃ تک موجود نہوا تھا اور ابتدا شرح اس حیات اور قیام کی شروع رکوع یا بنی اسرائیل سے تا انجام یا بنی اسرائیل تیسری تک کہ آخر سیپارہ میں واقع ہے چلی گئی اور منجملہ اقسام حیات کے سو کہ اس خاندان عالی میں اونہوں نے ظہور فرمایا ہے اول اوس قسم کو بیان فرمایا ہے کہ ظہور اوسکا اوسوقت میں ہوا کہ جسوقت فرعون نے قصد دور کرنے حیات اس خاندان کا بہ سبب ذبح کرنے بیٹوں کے اور زندہ رکھنے بیٹیوں کے کیا تھا بعد اوسکے اس خاندان کے دلوں کی حیات بسبب عطا کرنے توریت کے با وصف اسکے کہ جاہلوں اس خاندان کے نے بسبب گوسالہ پرستی کے فکر دور کرنے اس حیات کا کیا تھا ارشاد موسیٰ اور طریق دفع کرنے مضرت گوسالہ پرستی کا کہ ساتھ صورت قتل کی تھا اور حقیقت میں یہ قتل نہ تھا بلکہ زندہ کرنا تھا مثال اسکی یہہ ہے کہ تمام آدمی کے بدن میں سے ایک عضو گندہ اور بوسیدہ ہو جاوے واسطے سلامتی دوسرے اعضا کے اوسکو کاٹ ڈالا کرتے ہیں ہمراہ اسی کے ارشاد ہوا بعد اوس کے جماعت دوسری نے کہ بے ادبانہ سوال رویت کا کیا اور حیات اپنی برباد دی بسبب دعا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نئی طرح سے خلعت حیات کے پہنے پھر تمام بنی اسرائیل بسبب نافرمانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بیچ تیہ کے گرفتار ہوئی اور قریب تھا کہ نقد حیات کی ہار دیں اول غیب سے اسطرح سامان زندہ رہنے اور قایم رہنے اونکی کا کیا کہ بہا بلیہ بدرگا اون کے واسطے ظاہر کیا اور من و سلوا کھانے کے واسطے نازل فرمایا بعد اوسکے طرف ایک گانوں کے نشان دیدیا بعد اوسکے چشمے پانی کے جاری کئے پتھر سے نکال دیے تا کہ صورت حیات اونکی کے برہم نہو اور جسوقت ایک فرقہ اس خاندان میں سے بسبب ہتک حرمت کے مستحق دور کرنے حیات انسانیکا ہوا اور خلعت حیات خسیسہ حیوانیت کے بدلے اوس حیات طیبہ انسانیکی پہن کر مسخ عنایت الٰہی نے پھر اون کے کو اور طرف جانے سے باز رکھا اور اس قصہ کو واسطے دوسروں کی عبرت کی

تقسیم ضابطہ کلی

ایسے ہے اور ایسے ہی نے جو بتایا ہے اسکا سورۃ پایا امر اس حدیث میں فقط سورۃ کا ترجمہ کی تقسیم بیان ہوئی ہے اور اس سورۃ ہی کی اسکا نام نماز فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جسنے نماز میں سورۃ نہ ترجمہ نسبت اپنے پڑھی رکھنے نماز ہی نہیں بہہ بھی اوسنمازکی تقسیم سے محروم رکھ اس بارہ میں اور بھی بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں اور ترمذی شریف میں سورۃ شریفہ سے اور بھی بہت نماز میں ہیں

مقرر کیا تاکہ آیندہ کو حیات و قیام اس خاندان کا ساتھ امتثال ان کی ہوں کے مختل ہو پھر بیچ
قصہ بقرہ کے حیات عجیبہ غیبیہ نمودار کرکے دستور العمل واسطے اون کے ارشاد فرمایا اور ارشاد اس بات کا ہوا
کہ باوجود ان تمام باتوں کے سبب اہی لون اونکے کی بسبب لڑنے اور مشغول ہونے تخالف ایک دوسرے کے
اور توڑ ڈالنے عہدوں اور پیمانوں الٰہی کے بسبب نفاق فیما بین کے اور مشغول رہنے کے بیچ فکر دور
کرنے قیام اس خاندان کے بڑھتے رہے اور اسپر بھی عنایتیں الٰہی پے درپے ظاہر ہوتے رہیں یہانتک
کہ کلام پہنچ گئی طرف بیان حرص اونکی کے اوپر حیات کے باوجودیکہ سباب حیات کی جڑسے اوکھیڑتے
تھے اور دواعی موت کی ہر طرف سے واسطے اپنے جمع کرتے تھے پس فعل ونکا مخالف خواہش اون کی کے
تھا اور عجیب تر یہ کہ باوجود شدت حرص کے اوپر حیات کے اور قیام خاندان اپنے کے جو فرشتہ کہ احکام
پر مقرر ہے او حیات و قیام ہر خاندان اپنے کا ساتھ امداد و اعانت اوسکی کے ہے اوس سے دشمنی کرتے تھے
جیسا کہ بیچ آیت قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ میں مذکور ہے اور ساتھ طریق تتمہ کلام کے مشغول ہونا اس فرقے
کا ساتھ سحر اور اور کلمات کفر کے کہ دور کرنیوالے حیات غیبیہ الٰہی کے ہیں بہی بیچ بیان کے آیا یہانتک
کہ قصہ اس خاندان کا تمام ہوا بعد اوسکے بیان زندگی و قائمی خاندان دوسرے کا نبی اسمٰعیل میں سے
شروع کیا اور ابتدا اوسکی آیت وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ سے شروع ہوئی پہلے قیام خاندان
اسمٰعیل کا بسبب بنانے کعبہ معظمہ اور باقی رہنے اوس گھر منور کے بیچ اوسجگہ متبرک کے ارشاد ہوا بعد اوس کے
طرف امر استقبال اوس گھر کے بیچ عبادتوں کے اور تعظیم اور حرمت اوسکی کے کہ سبب قیام اوس خاندانکا
تھا اشعار فرمایا اور جب بیان حیات اور قائمی ان دونوں خاندان عمدہ سے فارغ ہوئے بعد اوسکے چند اقسام
حیات کے کہ ظاہر میں حیات کے خلاف معلوم ہوتے ہیں اور حقیقت میں خلاصہ اقسام حیات کے ہیں بطریق
تنبیہ کے شروع کیے منجملہ اون کے شہادت فی سبیل اللہ ہے کہ بمقتضائے وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ بہترین انواع حیات کا ہے اور اسی واسطے اوپر سباب
اس قسم حیات کو دلیر فرمایا اور ترغیب کی اور اوپر صبر کرنے کے مصیبتوں پر وعدہ ثواب بزرگ کا کیا
اور بشارت عمدہ عنایت فرمائی اور منجملہ اون کے ہے قصاص کہ ظاہر میں دور کرنا حیات قاتل کا
ہے اور حقیقت میں سبب زندگی ایک جہان کا ہے اور منجملہ اون کے ہے حیات معنوی ہر میت کی ساتھ
جاری کرنی وصیت اوسکے کی بے تبادل اور تغیر کے اور منجملہ اون کے ہے حیات روح کی بسبب تقوےٰ کے پایا

تفسیر حقانی
اس سورہ شریف میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو پیشتر دربار شاہی میں حاضری کے آداب سکھاتا ہے قاعدہ ہے کہ جب کسیکو کوئی غرض کسی سے ہوتی ہے تو اہل غرض پہلے اُسکی حمد و ثنا کرتا ہے پھر اُسکے ساتھ اپنا تعلق بیان کرتا ہے اور اُسی سے مدد پانیکا معمول یاد دلاتا ہے پھر اپنی غرض پیش کرتا ہے اسیطرح پر اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی جناب میں پیش کر

رکھنے بدن کو روزہ میں اور منجملہ اون کے ہے حیات دین کی بسبب جہاد کرنے اور لڑنے کو دین کے دشمنوں سے حاصل ہوتی ہے کہ قصہ اوسکا بیچ آیت وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ کے مذکور ہے اور منجملہ اون کے ہے حیات اور قائمی ملت کی بسبب قائم کرنے شعائر حج کے اوس مکان میں کہ جائے پیدائش اور جائے پرورش اس خاندان عالی کے ہے حج کے دنوں میں پھر متوجہ ہوتے ہیں ساتھ حیات اور قائمی ہر ہر گھر کے ساتھ بیان کرنے آداب نکاح کے اور منع کرنے مجامعت کو حالت حیض میں کہ موجب باقی رہنے حیات خبیثہ فاسدہ کا ہے اور منع کرنے تلف کرنے حقوق زوجیت کو سے ساتھ بہانہ قسم کے کہ عرف میں اوسکو ایلا کہتے ہیں اور پرورش یتیموں کی اور کیفیت نفقہ اقارب کی بھی خانہ داری کے ضمن میں مذکور ہوئی بعد اوسکے اگر نوبت ٹوٹ جانے نکاح اور برہم ہونے خانہ داری کے واقع ہو کہ اوسکو عرف میں طلاق کہتے ہیں بیچ باقی رہنے آثار اور نکاح کے اور قائم رکھنے حقوق اوس خانہ داری کے ساتھ محافظت عدت کو اور دینے متعہ کو اور دودھ پلوانے اولاد کے کس کس طرح کوشش کرنی چاہئے تا حیات اور قائمی اوس عقد کی بالکلیہ برہم ہو اور انتہے مضامین آیت اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ تک بیان ہو چکے اور جب اس سے فارغ ہوئے چند قصے عجیبہ کہ جنمیں حیات غیبیہ بے اسباب کے پائی جاتی ہے ذکر فرمائی تا کہ معنی حَيٌّ اور قَيُّوْمٌ کے پہلے بھی اس کلمہ سے اور بعد کو بھی اس کے اترنے سے سننے والوں کے ذہنوں میں ٹھہر جاویں اور وہ کہ پہلے اوترنے اس کلمہ کے ہیں دو قصے ہیں اول قصہ حیات ایک جماعت کا بنی اسرائیل میں سے کہ وبا کے خوف سے بھاگے تھے اور مر گئے تھے اور پھر ساتھ دعا حضرت خزقیل علیہ السلام کے زندہ ہوئے دوسرا قصہ حضرت شمویل اور طالوت علیہما السلام کا کہ بعد زوال خاندان بنی اسرائیل کے پھر بیچ اوس خاندان کو اونہوں نے قائم کیا اور آخر میں ویرانہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اور بسبب آنے تابوت سکینہ کے قیومیت اوسکی بدرجہ اتم ظاہر ہوئی اور وہ تین قصے کہ بعد اوترنے اس کلمہ کے ہیں الٰہی قصے ہیں اول قصہ نمرود کا ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کہ وہ مردود خدا کے جلانے اور مارنے کو نہ سمجھا اور اپنے تئیں جلانے اور مارنے والا ٹھہرایا اور دوسرا قصہ حضرت عزیر علیہ السلام کا کہ اونہوں نے زندگی اور آبادی شہر کی بعد ویران ہونے کے بعید سمجھی یہانتک کہ ساتھ مرتبہ حق الیقین کو اپنے اوپر اور اپنی سواری پر مرنے سے حیات اور قیام معلوم کیا تیسرا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا

الحمد لله رب العالمين الرحمن الرحيم مالك يوم الدين اياك نستعين

کہ بیچ کیفیت جلانے مردوں کے کس طرح مردے زندہ ہو جاتے ہیں توقف کیا یہانتک کہ کیفیت زندہ ہوتے
مردوں کے اور جانوروں سر کٹے ہوئے اوپر اوکھڑے ہوں کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لے اور اتنے مضامین
اس آیت تک کہ مثل الذین ینفقون اموالھم ختم ہوئی لیکن اوسکے نوبت ذکر حیات اور قایم رہنے بقا
مالوں کے شروع ہوئی اور جو چیز کہ آدمی اوسکو مالوں کی واسطے نفع اور بقا سمجھتے ہیں یعنے سود لینا کہ سبب
باقی رہنے اور بڑھنے مال کا آدمیوں کے نزدیک ذہن نشین ہے اور حقیقت میں اللہ کے نزدیک باعث تلف کرنے اون
مالوں کا ہے مفصل ارشاد ہوا اور بالعکس اسکے کہ خرچ کرنا اور صدقہ کرنا فی سبیل اللہ کہ آدمیوں کے ذہنوں میں موجب
تلف کرنے مالوں کا ہے اور اللہ کے نزدیک سبب حیات کا اور بڑھنے مالوں کا ہے تفصیل اسکی بھی ارشاد ہوئی
اور واسطے حیات اور قایمی مالوں کہ بیچ اور معاملات مشروعہ کے مثل خرید و فروخت کی اور ادھار کے لین دین
میں ایک دستور العمل کتابت اور استشہاد کے باب میں عنایت فرمایا اور سورت کو ختم کیا پس معلوم ہوا
کہ مطالب اس سورت کی تمام شرح اور بسط حی اور قیوم کی ہیں اور یہ کلمہ بمنزلہ جان اس سورہ کے ہے اور
آیت الکرسی بمنزلہ دل اس سورۃ کے اور تمام باقی اس سورت کا بمنزلہ اعضا اور جوارح کی واللہ اعلم اور بھی
یہ سورت بیچ بیان کرنے حدود زمانیہ اور مکانیہ شرعیہ کی ایک خصوصیت رکھتی ہے کہ دوسری سورت کو وہ
خصوصیت نہیں اول ذکر اربعین حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے کہ قاعدہ مقررہ اہل خلوت اور ریاضت کا ہے
پھر ذکر ماہ مبارک رمضان کا اور مقرر ہونا روزہ فرضی کا اور اسمیں پھر ذکر مہینوں حج کا کہ شوال اور ذی القعدہ اور
عشرہ ذی الحجہ اسکے اندر آیا پھر ذکر شہر الحرام کہ چار مہینے ہیں اور ابتدا قتل ان مہینوں میں حرام ہے اور نیکیاں
دو چند ہوتی ہیں اور بدیاں گھٹ جانے والیں پھر بیان مدت .... حیض کا کہ نزدیکی بیوی اور لونڈی
کی اوس میں حرام ہے پھر ذکر مدت ایلاء کا کہ چار مہینے ہیں پھر ذکر عدت طلاق کا کہ مدت تین حیضوں کی
یا تین طہروں کی ہے پھر ذکر عدت وفات کا کہ مدت چار مہینے اور دس دن کے ہے اور نہایت اوسکی
ایک برس تک بھی پہنچتی ہے ہوا یہ بیان اون حدود شرعیہ کا تھا کہ تعلق زمانہ کے ساتھ رکھتی
ہیں ایسے ہی وہ حدیں کہ تعلق مکان کے ساتھ رکھتے ہیں پس اون میں سے ہے استقبال کہ تعلق
اوسکا ساتھ کعبہ معظمہ اور مسجد الحرام کی ہے اور حرمت تمام شہر مکہ کی اور گرد و پیش اوسکی
کی کہ مراد اوس سے حرم ہے اور مقام ابراہیم مصلی بنانا توابع اسکے سے ہے اور اونہیں
میں سے ہے صفا اور مروہ کہ طواف اور سعی درمیان ان دونوں کے واجب ہے اور

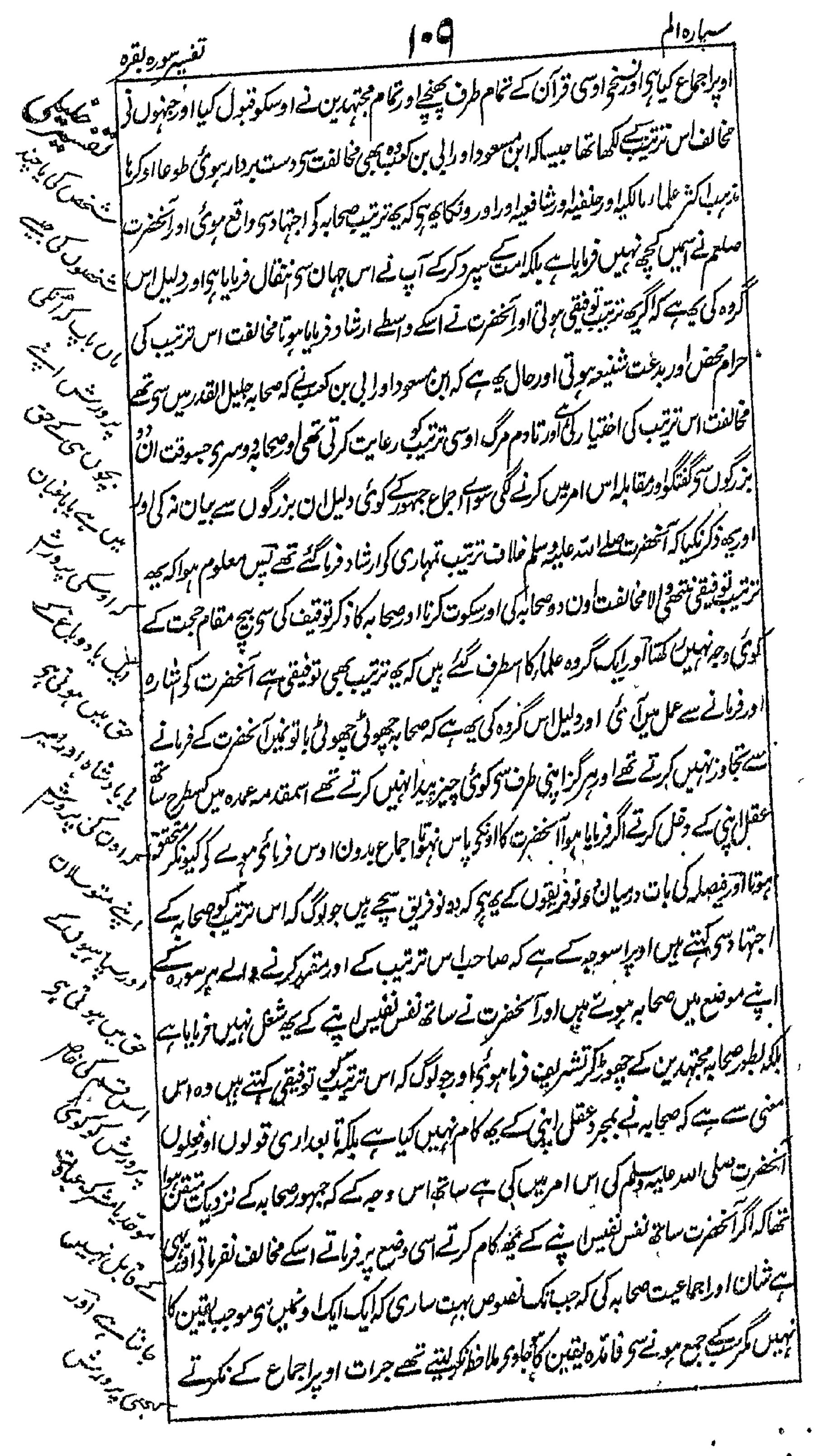
اوران میں سے ہے عرفات اور مشعر الحرام اور منی کہ بیچ آیت فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ
عَلَيْهِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ کے اشارہ طرف رات گذارنے کے اوس مقام میں ہے اور
بیان جز اممنوعات احرام کا بیچ صورت نہونے استطاعت مالی کے ساتھ روزہ رکھنے تین دنکے
درمیان میں حج کے اور اوپر اسی قیاس کے تمتع کو خاص حرم کے رہنے والوں کے ساتھ کرنا
اور واجب کرنا کامل دس دن کے روزوں کا بیچ صورت نہ میسر آنے ہدی کے اوپر متمتع
کی بھی درمیان میں بیان ہے اور علم خصوصیات زمانیہ اور مکانیہ کا کہ احکام شرعیہ اون کے ساتھ تعلق
رکھتے ہیں اوس قبیل سے ہے کہ بدون وحی کے ہرگز دریافت نہیں ہوتا اور تعبدی محض ہے کہ عقل کو
کسی حیلہ سے جاننا اوسکا ممکن نہیں پس جس سورت کہ ایسے علوم کا اوسمیں بیان ہے کمال اصالت وحی
ہونے میں رکھتی ہے اور اسیواسطے اس سورت کو بواسطہ اس سبب کے خصوصیت بہم پہنچی ہے کہ کتنی چیزوں
میں سب قرآن کی سورتوں سے ممتاز ہے منجملہ اون کے وہ کہ ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے
کہ من حلف بسورة البقرة فعليه بكل اية منها يمين يعنے جس کسی نے قسم کھائی ساتھ سورہ بقرہ کے
پس اوپر ذمہ اوسکے ہے بشمار ہر آیت کی اوس سورہ سے ایک قسم ہوتی ہے پس گویا سورہ بقرہ کے ساتھ قسم
کھانے دوسو اوچھیاسی قسم کھائی ہے اور اس مضمون کو ابن ابی شیبہ مجاہد سے مرفوعا روایت کرتا ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من حلف بسورة البقرة فعليه بكل اية منها يمين صبر
فمن شاء بر ومن شاء فجر اور منجملہ اون کے وہ ہے کہ صحیح مسلم میں انس بن مالک سے روایت
لایا ہے کان الرجل اذا قرأ البقرة وآل عمران جد فينا یعنے جسوقت کہ کوئی شخص
زمرہ ہمارے سے سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھکر تمام کرتا تھا اوسکے واسطے درمیان
ہمارے عظمت اور مرتبہ پیدا ہوتا تھا اور اسیواسطے حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت
علیہ السلام لشکر بھیجتے تھے اور بیچ مقرر کرنے امیر کے تردد کرتے تھے ہر ایک کو اہل لشکر
سے روبرو اپنے بلاکر تفتیش فرماتے کہ کون سے کون سے سورہ قرآن سے پڑھتے ہو تم جو
کوئی جو کچھ یاد رکھتا تھا پڑھتا تھا یہانتک کہ نوبت ایک نوجوان کی پہنچی کہ عمر میں سب سے چھوٹا
تھا اوس سے بھی پوچھا کہ تجکو کونسی سورہ قران سے یاد ہے اوسنے عرض کی کہ فلانی سورۃ اور فلانی
سورۃ اور سورہ بقر بھی آنحضرت نے فرمایا کہ آیا سورت بقر بھی یاد ہے تجکو عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ

فرمایا جاتو امیر اس لشکر کا ہے اوسوقت میں ایک شخص نے بزرگوں میں سے اوس قوم کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں بھی سیکھتا تھا یا دکرتا سورہ بقرہ کا لیکن ڈرا میں کہ اگر سورہ بقر کو یاد کروں میں پس تہجد میں بسبب بڑے ہونے اوس کے کہ ہر روز نہ پڑہ سکوں گا اس سبب سے اس سورہ کو یاد نہ کیا میں نے فرمایا یہہ خیال نکرو اور قرآن کو سیکھو اسواسطے کہ جو کوئی قرآن سیکھے اور تہجد میں پڑھے مثال اوسکی ایسی ہے جیسا کہ ایک تھیلا مشک سے بہرا ہے اور مونہہ اوسکا کھولدیا ہے بو اوسکی ہر مکان میں پہونچتی ہے اور جو کوئی قرآن کو یاد کرتا ہے اور پھر نہیں پڑھتا اور قرآن اوسکے سینہ میں ہوتا ہے وہ مانند ایک تھیلہ کے ہے کہ مشک سے بہرا ہے کہ مونہہ اوسکا خوب باندہ رکھا ہے اور اس حدیث کو ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابو ہریرہ سے روایت کی ہے اور بیہقی کتاب الدلائل میں عثمان بن ابی العاص رض روایت لایا ہے کہ میں صغیر سن تھا اور باوجود اسکے آنحضرت نے مجھکو صوبہ داری شہر طائف کی دی تھی اس سبب سے کہ میں نے سورہ بقر پڑھی تھی اور منجملہ اون کے وہ ہے کہ بطریق تواتر کے آنحضرت سے ثابت ہوا کہ فرماتے تھے کہ سورہ بقرہ کو اپنے گہروں میں پڑھتے رہو اسواسطے کہ شیطان اوس گھر سے بھاگتا ہے جس گھر میں سورہ بقر پڑھی جاوے اور ابو یعلی اور طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں سہیل ابن سعد رض سے روایت کی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا ہر چیز کے واسطے کوہان ہے اور کوہان قرآن کا سورہ بقر ہے جو کوئی اس سورہ کو اپنے گھر میں دن کو پڑھے شیطان تین دن تک اوس گھر میں نہ آویگا اور جو کوئی رات کو پڑھے تین رات تک شیطان اوس گھر میں نہ آویگا اور منجملہ اون کے ہے وہ کہ حدیث متواتر میں اس سورہ کے حقمیں فرمایا ہے کہ لا یستطیعها البطلة یعنے طاقت مقابلہ اوسکے کی نہیں رکھتے ہیں ساحر اور یہہ بھی فرمایا ہے کہ تعلموا سورة البقرة ان تعلمها برکة و ترکها حسرة اور منجملہ اون کے وہ ہے کہ حدیث مشہور میں وارد ہوا ہے کہ سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران قیامت کے دن بیچ صورت دو ٹکڑے ابر یا دو سائبان سیاہ کے آوینگے اور درمیان ان دونو سورہ کے ایک خط روشن ہوگا یا مانند دو قطار جانوروں اوڑنے والوں کے جیسے کہ کبوتر اور کلنگ صف باندھکر آوینگے اور پڑھنے والے اپنے کیطرف ہوکر شفاعت میں جھگڑا کرینگے اور اصرار کرینگے یہانتک کہ اوسکو بہشت میں لیجاوینگے اور اسواسطے ان دونوں سورتوں کو زہراوین لقب دیا ہے اور اصفہانی بیچ کتاب الترغیب اپنی کے عبد الواحد

ف یعنی سیکھو تم سورہ بقرہ کو پس تحقیق سیکھنا اوسکا برکت ہے اور چھوڑنا اوسکا حسرت ہے
تفسیر حلبی
علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جو بھاری کام بسم اللہ کے ساتھ شروع نہیں کیا گیا وہ ادھورا ہے (فی) بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اونیس حروف ہیں اور دوزخ کے فرشتے اونیس ہیں ابن مسعود نے فرمایا اوجسکو دوزخ کے اونیس فرشتوں کے عذاب سے بچنا ہو وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم

بن امین سے روایت لایا ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی سورہ بقر او رآل عمران کو
جمعہ کی رات کو پڑھے اوسکو ایسا ثواب دیتے ہیں کہ مابین لبیدا اور عروبا کا پر کرتا ہے لبیدا نام ساتویں
زمین کا ہے اور عروبا نام ساتویں آسمان کا ہے اور منجملہ اون کے وہ ہے کہ ابو عبید ام الدرداؤ
رض سے روایت کرتا ہے کہ ایک شخص کہ قرآن کا پڑھنے والا تھا رات کیوقت ایک ہمسایہ
پر دوڑا اور اسکو مار ڈالا صبح کے وقت اوس شخص کو پکڑا اور قصاص میں مار ڈالا جب وسکو دفن
کیا تمام قرآن سورۃ سورۃ سینہ اوسکے سے بھاگ کر جاتی تھی یہانتک کہ سورہ بقر اور آل عمران
ہمراہ اوسکے ایک جمعہ تک رہیں اور اوسکو عذاب سے محافظت کرتی تھیں بعد ایک جمعہ کے
سورہ آل عمران بھی بھاگ کر چلی گئی اور سورہ بقر نا ایک جمعہ دوسرے تک اوسکی نگہبانی میں رہی اور
عذاب کے فرشتوں کو آنے نہ دیا یہانتک کہ جناب رب العزۃ سے ندا پہونچی کہ مایبدل القول لدی وما
انا بظلام للعبید یعنی نہیں بدلی جاتی ہے بات نزدیک میرے اور نہ میں ظلم کرنیوالا بندونکا ہوں یہ آواز
سنکر سورہ بقر بھی نکل گئی ام الدرداء کہتی تھے جسوقت کہ یہ سورۃ آئی ایسا دکھائی دیا کہ ایک بڑا ابر آیا
اور منجملہ اون کے وہ ہے کہ بخاری نے تعلیقات او مسلم اور دوسرے اصحاب صحاح نے ساتھ سند صحیح کے روایت
کیا ہے کہ اسید بن حضیر ایکدن رات کو وقت اپنے گھر میں سورہ بقر پڑھتے تھے اور گھوڑا اوسکا اوس مکان کے
کے نزدیک بندھا ہوا تھا دفعۃً گھوڑے نے کودنا پھاندنا شروع کیا اسید پڑھنے سے باز رہا بعد خاموش
ہونے اونکے گھوڑا بھی کودنے سے ٹھیر رہا پھر پڑھنا شروع کیا گھوڑے نے پھر کودنا از سر نو شروع
کیا پھر یہ خاموش ہوئے گھوڑا بھی ٹھیر گیا جب چند بار اسیطرح معاملہ ہوا وہ اوٹھا اور بیٹے اپنے کو کہ یحیی
نام تھا اور اوس مکان کے پاس سوتا تھا اوٹھا کہ مبادا گھوڑا شوخی و جولانی اپنی میں کچھ زیان اوسکو
کو پہنچاوے اس درمیان میں کہ سر اپنا آسمان کی طرف اوٹھایا دیکھا کہ ایک سائبان چراغوں سے بھرا ہوا زمین
سے آسمانکی طرف چڑھا چلا جاتا ہے سبب جس لائی گھوڑیکا یہی روشنی تھی اوس سائبان کو اپنی نظر میں رکھا
یہانتک کہ غائب ہوا صبح کو یہ تمام ماجرا بروبرو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عرض کیا آنحضرت نے فرمایا کہ
یہ فرشتے تھے کہ بسبب پڑھنے اس سورت کے اوترے تھے اگر صبح تک تو پڑھتا جاتا تو صبح کو آدمیونکی نظر و نمیں آتے
اور ہرگز پوشیدہ نہوتے اور ابو جابر نے ایک سفید ریشوں مدینہ منورہ سے روایت کی ہے کہ اہل محلہ انصار کے ایکدن
وقت صبح کے نزدیک آنحضرت کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ رات کو محلہ ہمارے میں ایک طرفہ

عجوبہ نمودار ہوا کہ تمام گھر ثابت بن قیس بن شماس کا چراغوں کی روشنی سے بھرا تھا سبب اسکا معلوم
نہیں آنحضرت نے فرمایا کہ شاید وہ اپنے گھر میں سورۂ بقر پڑھتا ہوا اوس سے پوچھو آدمی آگے ثابت
بن قیس کے گئے اور پوچھا کہ شب کو تہجد میں کیا تو نے پڑھا تھا کہا کہ سورۂ بقرا اور بیہقی نے شعب الایمان
میں ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطابؓ نے سورۂ بقرہ کو بارہ برس میں پڑھا
تھا تمام حقائق اور دقائق کے ساتھ اور ختم کے دن ایک اونٹ ذبح کر کے کھانا بہت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے یاروں کو کہلایا تھا اور ابن عمر سے بھی روایت کی ہے کہ سورۂ بقرہ کے پڑھنے میں آٹھ
برس مشغول رہے بعد آٹھ برس کے ختم کی خلاصہ یہ ہے کہ یہ سورۂ　　آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور
صحابہ کرام کے نزدیک بڑی عظمت رکھتے تھے کہ اور سورتیں اسقدر نہیں رکھتی تھیں اور خواص آزمودہ اس
سورہ کی سے یہ ہے کہ وقت نکلنے ایک اطفال کے کہ اوسکو چیچک کہتے ہیں وقت صبح کی نہار موںہ اس سورۂ کو خوب
حرفوں کو ادا کر کے آہستہ آہستہ بچہ کے سامنے پڑھکر دم کریں اور لڑکا بھی نہار موںہ ہو سا نہ فضل خدا
کے اوس برس چیچک اوس لڑکے کے نکلے اور اگر نکلے تکلیف زیادہ نہو اور کچھ نقصان نہ پہونچے لیکن شرط یہ
ہے کہ وقت شروع اوسکے کہ ڈھائی پاؤ چاول شکر اور دہی کے ساتھ کہ بقدر حاجت ہو کسی مستحق کو اوس جگہ
بٹھا کر کہلا دیں اور وہ مستحق سورہ پڑھنے والے اور اوس لڑکے کی کھا دے اسجگہ جاننا چاہیے کہ علما کو خلاف ہے
اس بات میں کہ ترتیب سورتوں قرآن کی فرمائی ہوئی شارع کی اور توفیقی ہے یا صحابیوں کے اجتہاد سے ہوئی
ہے کہ اپنی عقل سے مناسبت سورتوں کی درمیان میں دیکھکر اور دریافت کر کے ایک کو پیچھے دوسری کے لکھا ہے
اور ہر تقدیر بیان کرنی وجہ ربط کی درمیان دو سورتوں کی ضرور ہے اسواسطے کہ اگر یہ ترتیب توفیقی ہے شارع
کی طرف سے پس شارع حکیم ہے اور فعل حکیم کا خالی حکمت سے نہیں ہوتا ہے اور اگر سبب اجتہاد صحابہ کے ہے پس وجہ مناسبت
اسوجہ سے ضرور ہے کہ صحابہ کو کوئی باعث ہوا کہ اس سورۂ خاص کو بعد اس سورۂ خاص کی لکھا و افعال صحابہ
کا محمول اوپر فقط اٹکل کے دین کے اندر ہو جاوے اور یہ باطل ہے لان سیرتہم نشہد بخلاف ذلک و بھی فرق
کیا ہوا یہ امر ہے کہ یہ ترتیب اجتہادی ہے جزافی نہیں یعنے بلا تامل صرف اٹکل سے کر دی ہو اجتہاد کے
واسطے ماخذ چاہیے اور بیان وجہ ربط کی گویا اشارہ طرف اوس ماخذ کے ہے اور بھی جاننا کہ ترتیب آیتوں
ایک ایک سورہ کے بالاتفاق ساتھ توفیق کے اور شارع کی طرف سے واقع ہوئی اس ترتیب میں بالکل اختلاف
نہیں اور اختلاف سورتوں کی ترتیب میں ہے جس وجہ سے کہ بیچ مصحف عثمانی لکھی گئیں اور کل صحابہ نے اوسکی



اوپر اجماع کیا ہے اور نسخے اوسی قرآن کے تمام طرف پہنچے اور تمام مجتہدین نے اوسکو قبول کیا اور جنہوں نے
مخالف اس ترتیب کے لکھا تھا جیسا کہ ابن مسعود اور ابی بن کعب بھی مخالفت سے دست بردار ہوئے طوعا او کرہا
مذہب اکثر علما مالکیہ اور حنفیہ اور شافعیہ اور اوسکا یہ ہے کہ یہ ترتیب صحابہ کے اجتہاد سے واقع ہوئی اور آنحضرت
صلعم نے اسمیں کچھ نہیں فرمایا ہے بلکہ امت کے سپرد کر کے آپ نے اس جہان سے انتقال فرمایا ہے اور دلیل اس
گروہ کی یہ ہے کہ اگر یہ ترتیب توفیقی ہوتی اور آنحضرت نے اسکے واسطے ارشاد فرمایا ہوتا مخالفت اس ترتیب کی
حرام محض اور بدعت شنیعہ ہوتی اور حال یہ ہے کہ ابن مسعود اور ابی بن کعب نے کہ صحابہ جلیل القدر میں سے تھے
مخالفت اس ترتیب کی اختیار کی ہے اور تا دم مرگ اوسی ترتیب کو رعایت کرتے تھے اور صحابہ دوسرے جس وقت ان دو
بزرگوں سے گفتگو اور مقابلہ اس امر میں کرنے لگے سوائے اجماع جمہور کے کوئی دلیل ان بزرگوں سے بیان نہ کی اور
اور یہ ذکر نکیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلاف ترتیب تمہاری کے ارشاد فرما گئے تھے پس معلوم ہوا کہ یہ
ترتیب توفیقی نتھی والا مخالفت اون دو صحابہ کی اور سکوت کرنا اور صحابہ کا ذکر توقیف کی سے بیچ مقام حجت کے
کوئی وجہ نہیں رکھتا اور ایک گروہ علما کا اسطرف گئے ہیں کہ یہ ترتیب بھی توفیقی ہے آنحضرت کے اشارہ
اور فرمانے سے عمل میں آئی ہے اور دلیل اس گروہ کی یہ ہے کہ صحابہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں آنحضرت کے فرمانے
سے تجاوز نہیں کرتے تھے اور ہرگز اپنی طرف سے کوئی چیز پیدا نہیں کرتے تھے اسقدر مہ عمدہ میں کسطرح ساتھ
عقل اپنی کے دخل کرتے اگر فرمایا ہوا آنحضرت کا اونکے پاس نہوتا اجماع بدون اوس فرمائے ہوئے کے کیونکر متحقق
ہوتا اور فیصلہ کی بات درمیان دونو فریقوں کے یہ ہے کہ دونو فریق سچے ہیں جو لوگ کہ اس ترتیب کو صحابہ کے
اجتہاد سے کہتے ہیں اوپر اسوجہ کے ہے کہ صاحب اس ترتیب کے اور مقرر کرنے والے ہر سورہ کے
اپنے موضع میں صحابہ ہوئے ہیں اور آنحضرت نے ساتھ نفس نفیس اپنے کے یہ شغل نہیں فرمایا ہے
بلکہ بطور صحابہ مجتہدین کے چھوڑ کر تشریف فرما ہوئے اور جو لوگ کہ اس ترتیب کو توفیقی کہتے ہیں وہ اس
معنی سے ہے کہ صحابہ نے بمجرد عقل اپنی کے یہ کام نہیں کیا ہے بلکہ تابعداری قولوں اور فعلوں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس امر میں کی ہے ساتھ اس وجہ کے کہ جمہور صحابہ کے نزدیک متیقن ہوا
تھا کہ اگر آنحضرت ساتھ نفس نفیس اپنے کے یہ کام کرتے اسی وضع پر فرماتے اسکے مخالف نفرماتے اور یہی
ہے شان اور اجماعیت صحابہ کی کہ جب تک نصوص بہت ساری کہ ایک ایک ونمیں سے موجب یقین کا
نہیں مگر سب کے جمع ہونے سے فائدہ یقین کا جاوے ملاحظہ نکر لیتے تھے جرات اوپر اجماع کے نکرتے

اور ساتھ اس فیصلہ کے حل ہو جاتے ہیں اختلافات بہت ساری کہ درمیان توفیقی ہونے
اور اجتہادی ہونے بعض امور شرعیہ کے واقع ہو گئے ہیں جیسا کہ قائم ہونا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا
واسطے خلافت کے کہ اجماع کے ساتھ تھا یا نص کے ساتھ وعلی ہذا القیاس اور بڑے بڑے صحابہ
کہ اسباب نزول کے مشاہدہ کرتے تھے اور معانی وحی کے خوب پہچانتے تھے اور بسبب طول صحبت کر بارہا
سنتے رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فلانی سورۃ بعد فلانی سورۃ کے پڑھتے ہیں اور خوب توجہ
اس امر پر رکھتے تھے گو کہ اوروں کو یہ خبرداری میسر نہو چنانچہ بیچ مصنف ابن ابی شیبہ کے بہت آدمیوں
اہل مدینہ سے روایت آئی ہے کہا حکم نے ظن کرتا ہوں کہ ابو جعفر بھی اونہیں ہیں کہ کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الجمعۃ بسورۃ الجمعۃ والمنافقین اما سورۃ الجمعۃ فیبشر بہا المؤمنین و
یحضضہم و اما سورۃ المنافقین فیؤیس بہا المنافقین و یوبخہم اور خطابی نے حکایت کی ہے
کہ جس وقت صحابہ کبار واسطے جمع کرنے کلام مجید کے مشغول ہوئے سورہ قدر کو بعد سورہ علق کے
لکھا اور اوپر مقدم ہونے سورہ علق کے اوپر سورہ قدر کے یہ دلیل لائے کہ ضمیر انزلنا کی سورۃ قدر بیچ
قرآن کیطرف پھرتی ہے کہ لفظ اقرأ سے سمجھا جاتا ہے اور حضرت عثمان نے درمیان سورۃ انفال
اور سورۃ براءۃ کے فرمایا کہ رأینا قصتہا شبیہۃ بقصتہا یعنے جانا ہمنے قصہ اوسکا مشابہ قصہ
اوسکے کے اس جگہ سے معلوم ہوا کہ بعض با ساتھ عقل اپنی کے بھی کام کیا ہے اور ظاہر ربط کا اعتبار
کیا ہے چنانچہ وضوح ارتباط کا بیچ سورہ طلاق اور تحریم اور سورہ تکویر اور انفطار اور سورہ ضحی
اور الم نشرح اور سورہ فیل اور لایلاف اور درمیان معوذتین کے اظہر من الشمس ہے اور اسواسطے قاضی
ابو محمد عبد الحق بن عطیہ ترتیب سورتوں میں ایک بات نہیں کہتے ہیں بلکہ تفصیل کے قائل ہیں اسطرح
پر کہ ترتیب اکثر سورتوں قرآن کی آنحضرت کے زمانہ میں معلوم تھی جیسا کہ سبع طوال اور
حوامیم اور مفصل اور ترتیب بعض سورتوں کے بعد رحلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
ظاہر عقل کے دریافت کی اور بموجب اوسکے عمل میں لائے اور حق یہ بات ہے کہ بات اس
بزرگ کی بہت محکم ہے اسواسطے کہ صحیح مسلم اور اور کتابوں معتبرہ حدیث کی میں وارد ہے یؤتی
بالقرآن یوم القیامۃ واہلہ الذین کانوا یعملون بہ تقدمہ سورۃ البقرۃ وآل عمران الحدیث
اور بیچ مصنف ابن ابی شیبہ کے سعید بن خالد سے مروی ہے کہ صلی رسول اللہ بالسبع الطوال

مترجم
ف جمعہ کی نماز بیچ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورہ جمعہ اور سورہ منافقین پڑھا کرتے تھے مومنوں کو بہشت کی خوشخبری کا عمل نیک کا شوق پیدا ہوتا تھا اور منافقوں کو سبب ناامیدی کے بد اعمالی پر تنبیہ حاصل ہوتی تھی
ف قیامت کے دن قرآن اور اوسپر عمل کرنے والے لائے جاویں گے اور سورہ بقرہ اور آل عمران سارے قرآن کے آگے

فی رکعۃ اور یہ بھی مصنف میں موجود ہے کہ کان یجمع المفصل فی رکعۃ اور صحیح بخاری میں عبد الرحمن بن یزید سے روایت ہے قال سمعت عبد اللہ بن مسعود یقول فی بنی اسرائیل والکہف و مریم و طٰہٰ والانبیاء انہن من العتاق الاول وہن من تلادی یعنی تحقیق یہ سورتیں بہت جید ہیں اور پہلی ہیں اور پہلی یاد کی ہوئی میری ہیں اور صحیح بخاری میں عائشہ رض سے مروی ہے ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کان اذا اوی الی فراشہ کل لیلۃ جمع کفیہ ثم نفث فیہما فقرأ فیہما قل ہو اللہ احد و قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس الحدیث اور مصنف ابن ابی شیبہ میں مروی ہے امیر المومنین عمر رض سے قرأ فی رکعۃ واحدۃ الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل و لایلاف قریش فی رکعۃ واحدۃ اور اگر تتبع کتابوں حدیث اور کتابوں فضائل القرآن اور کتابوں تفسیر ماثورہ کا کیا جاوے بہت کچھ اس جنس سے نکل آتا ہے اور وہ کہ بعضے ناواقف اس فن کے گمان کرتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ترتیب نزول کی رعایت نہیں کی پس اسکے دو جواب ہیں ایک یہ کہ ترتیب آیتوں ہر سورہ کے بالاجماع توفیقی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام بموجب فرمودہ جبرئیل کے عمل میں لاتے اور اوس ترتیب میں تقدم مدنی کا مکی پر بہت واقع ہے پس معلوم ہوا کہ ترتیب نزول کی شارع کی نظر میں اعتبار سے ساقط ہے اور جو چیز کہ شارع کی نظر میں کسی جگہ ساقط ہوئی ہو اوسکو دوسری بار اوس جگہ اعتبار کرنا منافی تشرع اور تدین کو ہے کا یفعلہ علیہ الا جاہل دوسری یہ کہ اگر ترتیب نزول کی اعتبار کرتے طرفہ بے انتظامی سورتوں کے درمیان میں لازم آتی اور سورۃ چھوٹی اوپر سورہ بڑی کے مقدم ہوتی اور تین بڑی بڑی چھوٹی سورتوں کے درمیان میں آجاتیں اور بالعکس وقوع میں آتا اور ترتیب کلام مجید کی بہت نازیبا معلوم ہوتی بلا تشبیہ ایسی مثل ہو جاتی کہ ایک شاعر ایک دیوان جمع کرنے لگے اور جو کہ پہلے نظم کیا تھا اوسکو ترتیب میں پہلے ذکر کرے اور وہ کہ پیچھے نظم کیا تھا اوسکو پیچھے پس اول فرد لکھی اور بعد اوسکے غزل بعد اوسکے فرد دوسری اور رباعی دوسری بعد اوسکے قصیدہ بعد اوسکے مثنوی لیلی اور مجنوں اور قیس اور لبنیٰ کی اور مانند اس کی بعد اوس سے پھر فرد اور قطعہ و علی ہذا القیاس کہ نہایت مکروہ اہل عقل و اہل طبع موزوں کے نزدیک معلوم دیتا ہے اسیواسطے شعرا وقت تالیف دیوانوں کے تقدم اور تاخر نظم اور فکر کو اعتبار نہیں کرتے

ترجمہ (حاشیہ): ... ربعون ... ہر رات ... جب سونے ... صلی اللہ علیہ وسلم ... اپنی ہتھیلیاں ... دونوں ہم ... قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس نہیں ... ایک رکعت میں ... سورہ الم ترکیف ... اور دوسری ... بیچ ... نہیں ... معتبر

بلکہ اول قصائد کو لکھتے ہیں بعد اوسکے مثنویات کو بعد اوسکے غزلیات کو بعد اوسکے قطعوں اور
رباعیوں کو اور فردوں کو اور اگر کوئی اونمیں تقدم اور تاخر نظم اور فکر کا اعتبار کرے ملامت کیا جاوے
اور مطعون ہو اور اگر بے انتظامی بھی اختیار کیجائے پھر بھی تقدم اور تاخر نزولی ممکن نہیں ہو سکتی
کہ تقدم اور تاخر آیتونکا بہر طور لازم اویگا کہ آیتونکی ترتیب جیسی ہے اوس سے انفکاک نہیں ہو سکتا
پس یہہ بے انتظامی مفت اختیار کرنیکا کیا حاصل تھا اور جب یہہ تمہید ذہن نشین ہوئی پس وجہ ربط
اس سورہ کے ساتھ سورہ فاتحہ کی سننی چاہئے سورہ فاتحہ میں اجمالاً تمام قرآن کے معانی پائے جاتے ہیں اور سورہ
بقرہ سے تفصیل اون معانی کی شروع ہوئی اور بھی سورہ فاتحہ میں ساتھ آیت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کے
بندوں کو طلب ہدایت کی تعلیم کی ہے اور سورہ بقرہ میں ساتھ آیت ہدی للمتقین تا اولئک علی ہدی من ربہم کے بیان
فرمایا ہے کہ دولت اور ہدایت کسکو میسر ہوئی اور یہہ نعمت کسنے پائی اور یہہ سعادت کسنے پائی الی آخر سورہ فاتحہ میں ذکر
گروہ مسلمانوں اور دو فرقہ کافروں کا تھا اور یہی شروع سورہ بقر کی بھی کہ گروہ مومنین اور دو فرقہ کافرین کا یعنی
مجاہرین اور منافقین کا ارشاد فرمایا اور بھی سورہ فاتحہ میں جو صفات الہیہ میں سے ربوبیت کی صفت مذکور ہے اور اس
سورہ میں بھی پہلی صفت ربوبیت کا بیان ہے کہ نوع انسان میں پائی جاتی ہے کہ كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا
فَأَحْيَاكُمْ اور یہی آیت یا ایہا الناس اعبدوا ربکم کی اس معنی کو بطور تمہید تفصیل کے پہلے ذکر کیا پھر سورہ فاتحہ میں
انواع رحمت دینی اور دنیوی کی ساتھ دونو اسم رحمن اور رحیم کے ارشاد ہوئے اور اس سورہ میں تفصیل
انواع رحمت دینی اور دنیوی کی ہے کہ طرف دو فرقہ بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل کے اللہ کی طرف
سے عنایت ہوئی پھر سورہ فاتحہ میں طرف مقدمہ جزا کے ساتھ لفظ مالک یوم الدین کے اشارہ
کیا اور اس سورہ میں یہی ذکر بنی اسرائیل کے مقابل ہر کفران اور عصیان کی جزا اونکی ساتھ
عذابوں دنیاوی کے مذکور ہوئی اور پھر سورہ فاتحہ میں بیان عبادت اور استعانت کا ہے اور اس
سورہ میں آیت فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون سے آخر مسائل جہاد اور حج تک انواع
عبادتونکا بیان ہے یسئلونک عن الیتامی آخر مسائل صدقات اور ربوا تک تفصیل اقسام استعانت
کی ہے اور یہی آیۃ امن الرسول کے بیان صراط مستقیم کا ہے کہ حقیقت میں سورہ فاتحہ اور یہ
طلب کرنی اون مطالب کی تمام ہوئی پس یہہ سورہ حکم شرح سورہ فاتحہ کی رکھتی ہے اور مرتبہ
شرح کا مرتبہ متن کے بعد ہے اور اس جگہ جاننا چاہئے کہ سورہ بقرہ اون تیئیس برسوں میں سے ہے کہ جنکا شروع

ساتھ حروف مقطعات کے ہے اور وہ انتیس سورتین ہین اور حروف مقطعات بعد گرا دینے
مکررات کے چودہ حرف ہین الف[1] اور لام[2] اور میم[3] اور صاد[4] اور را[5] اور کاف[6] اور ہا[7]
اور یا[8] اور عین[9] اور طا[10] اور سین[11] اور حا[12] اور قاف[13] اور نون[14] کہ نفظ صراط علی حق نمسکہ
جمع کرنے والا اُن حرفون کا ہے اور بیچ ذکر کرنے ان چودہ حرفون کے ان انتیس
سورتون مین نکتے اور باریکیان رعایت کی گئی ہین کہ بیضاوی اور حواشی اُس کے
مین مذکور اور مندرج ہین اور جس قدر اس جگہ بیان کرنا مقصود ہے یہ ہے
کہ معنی ان حرفون کے کیا ہین اور بغیر تمہید ایک مقدمے کے بیان اُس کا
نہین کر سکتے اس واسطے تقدیم اُس مقدمے کی کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ
علماء محققین کا اس مین اختلاف ہے کہ دلالت الفاظ کی اوپر معانی وضعیہ اُنکے
فقط بسبب وضع کے ہے کہ واضع نے جس لفظ کو چاہا جس معنے کے واسطے وضع
کر دیا بدون لحاظ اسکے کہ اُس لفظ کی ذات مین اُس معنی کے ساتھ مناسبت ہو
اکثر علما نے اسی مذہب کو اختیار کیا ہے اور بعض علما نے کہا ہے کہ درمیان لفظ
اور معنی کے مناسبت طبیعی ہے کہ اختصاص اُس لفظ کا ساتھ اُس معنی کے اُسکو
چاہتا ہے اور اگر وہ مناسبت نہو لازم آتا ہے کہ بیچ وضع کرنے واضع کے کسی لفظ کو
واسطے کسی معنی کے ترجیح بلا مرجح لازم آوے دلیل پہلے مذہب کی یہ ہے کہ اگر دلالت
لفظ کی باعتبار تقاضا لفظ کے ہوتی اختلاف زبانون کا ساتھ اختلاف فرقون اور
شہرون کے موجود نہوتا اور ہر شخص معنی ہر لفظ کے سمجھ لیتا اور نقل کرنا لفظ کا ایک
معنی سے دوسرے معنی کی طرف محال ہوتا اس واسطے کہ انفکاک اُس چیز کا کہ بالذات ہو
محال ہے اور وضع ایک لفظ کی واسطے دو معنی متنافی کے جیسا کہ لفظ جون کا کہ سیاہ
اور سفید کو کہتے ہین اور قرء کہ حیض اور طہر کا نام ہے محال ہوتے اور دلیل مذہب
دوسرے کی یہ ہے کہ بعد تتبع کے معلوم ہوتا ہے کہ حرفون کے فی حد ذاتہا
خواص مختلف ہین مثلاً جہر اور ہمس اور شدت اور رخاوت اور استعلا اور تسفل اور
ہیئتون ترکیبی کے بھی خواص مختلف ہین مثلاً فَعَلان کا وزن ساتھ تحریک کے کہ حرکت

تفسیر جلیلی

کے اوپر دلالت کرتا ہے جیسا کہ نزوان اور خفقان اور باب فعل مضموم العین کا کہ اوپر فعلون طبعیہ لازمہ کے دلالت کرتا ہے اور فعل بالتشدید کثرت پر دلالت کرتا ہے پس اگر واضع ان خواص کی باوجود علم ان خواص کے رعایت نکرے اور مناسبت کو ترک کرے تو لازم آتا ہے کہ اس نے حق کلمہ کا ادا نکیا اور یہ منافی حکمت کے ہے اور حال یہ ہے کہ واضع ذات پاک خدا تعالے کی ہے کہ جہان کے حکیمون کی حکمت ایک قطرہ ہے دریاے بے نہایت اسکے سے اور فیصلہ درمیان دونون فریقون کے یہہ ہے کہ مناسبت ذاتی درمیان الفاظ اور معانی کے البتہ رعایت کی گئی ہے اور جو لوگ کہ انکار اس مناسبت کا کرتے ہین غرض انکی یہ ہے کہ یہہ مناسبت فقط سمجھنے معنی مین کفایت نہین کرتی ہے والا محذورات ذکر کئے گئے لازم آوین بلکہ ہمراہ مناسبت ذاتی کے وضع واضع کی بھی معانی کے سمجھنے مین درکار ہے اسواسطے کہ حروف تہجی کے جس وقت ترکیبات مختلفہ مین رکھے جاوین مناسبتین جدی جدی پیدا ہوتی ہین اور وہ مناسبتین مختلفہ اوضاع جدی جدے کو چاہتی ہین جیسا کہ عناصر اربعہ ساتھ کیفیات اپنی کے کہ جدی جدی ہین اجزا مرکبات تمام جہانکے ہین لیکن کیفیات انکی بسبب مل جانے دوسری کیفیتون کے اور مختلف ہونے طرق انضمام کے یعنی کسی جگہ کوئی کیفیت غالب ہے کسی جگہہ کوئی کیفیت غالب اور کسی جگہہ اعتدال ہے بحسب مراتب ترکیب کے بیحد اور بیشمار ہوگئین اور آثار ان کیفیتون کے نظر عقل ظاہر بین سے پوشیدہ کئے گئے کہ ہرگز سواے ذات علام الغیوب کے کوئی نہین معلوم کرسکتا کہ اثر اس کیفیت کا اس ترکیب خاص مین کیا ہوگا مگر بعد تجربہ کے مثلاً کیفیت برودت اور یبوست کی کہ افیون مین پائی جاتی ہے کیفیت پانی اور مٹی کی سے غالب نہوگی اور حال یہ ہے کہ تھوڑی سی افیون مار ڈالتی ہے اور آب وخاک کئی حصہ اس سے زیادہ بھی ہون تو تغیر مزاج کا بھی نہین کرتے مار ڈالنے کا تو بڑا رتبہ ہے اور اسیواسطے عقل ظاہر بین اس قسم خاص کو صور نوعیہ کی طرف نسبت کرکے تسلی خاطر اپنی کی کرتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ فعل اس مرکب سے بالخاصیت صادر ہوا مقتضا کیفیتون اجزا اس مرکب کا نتھا وعلی ہذا القیاس اس جگہ سمجھنا چاہئے کہ واضع نے

دوسرا یہی ہے جو اصل پرورش کرنے والا ہے اور حقیقت میں ہر طرح سے قابل اور سزاوار کے لائق وہی ہے اور وہ اسوجہ سے رب العالمین ہے کیونکہ تمام جہان مین اسی کی پرورش جاری ہے اور سب اسی کے محتاج ہین اور انکی پرورش کسی زمانے یا جگہ یا وضع یا جنس یا نوع یا شخص کے ساتھ مقید نہین ہے اور نہ اسکو کوئی غرض

بسبب کمال علم محیط اپنے کے مناسبت مفردات الفاظ کی ہر ترکیب مین جانکر ہر ترکیب کو
مقابل معنی کے وضع فرمایا ہے لیکن ہرگاہ کہ عقلین ظاہر بینون کی اُس کے دریافت کرنیکی
مناسبت نہین رکھتی ہین کوئی چارہ سواے حوالہ کرنے کے طرف ارادہ واضع کے نہین جانتے
اور ارادہ واضع کا بجاے صورت نوعیہ کے عصا اعتماد اپنے کا کرتے ہین والا حقیقت امر
کی وہی ہے کہ مذکور ہوئی اور اسی واسطے علماء اشتقاق کہ بعد تامل اور تتبع کرنے ترکیبون
متناسبہ کے علم انکا حقیقت کار کیطرف گیا ہے اور ترکیبون متقاربہ مین اُنہون نے فرق
کیا ہے جیسا کہ لفظ فصم کا بالفاء اور لفظ قصم کا بالقاف فصم کے معنی توڑنا کسی چیز کا
بے اسکے کہ جدا ہو اور قصم کے معنی توڑنا کسی چیز کا یہان تک کہ جدا ہو و علی ہذا القیاس
جبذ و جذب اور مدح اور حمد اور بھی مناسبتین اجزاء لفظون کی بہ نسبت ہر فرقہ اور ہر
ملک کے اسی سبب سے مختلف ہوتی ہین کہ ایک فرقہ اور رہنے والے ایک ملک کے کسی معنی مین
کوئی چیز ایسی پالیتے ہین کہ بسبب اُس شے کے کسی لفظ کو اُس معنی کے مقابل وضع کرتے
ہین اور دوسرے لوگ اُس چیز کو نہین دریافت کرسکتے اور بسبب غفلت کے اُس چیز سے
رعایت اُسکی بیچ وضع کرنے لفظ کے مقابل اُس معنی کے نہین کرتے ہین اس واسطے
اختلاف الفاظ اور لغات ہر قوم کے بیچ پڑتا ہے اور علاوہ اسکے مزاجون ہر قوم کے
کو کہ بسبب عوارض سماویہ اور ارضیہ کے صورت اُنکی حاصل ہوئی ہے بیچ کیفیت صوتون کے
کہ حکایت معانی سے کرتی ہین دخل تمام ہے اور اسی جگہہ سے ہے کہ زبان پہاڑیون کی
سخت اور بھاری ہوتی ہے بہ نسبت زبان جنگل کے رہنے والون کے اور زبان جنگل کے رہنے
والون کی بہ نسبت زبان شہریون کے و علی ہذا القیاس عادتین ہر فرقہ اور ہر ملک کی کو بھی
دخل کلی ہے اور اسی سبب سے ہر کوئی زبان ہر کسی کی نہین سمجھتا اور صاحب مسلم نے
بعض شیوخ اپنے سے نقل کیا ہے کہ اُسکو ایک برہمن پہاڑ سوالک کے رہنے والے سے
کہ ہندوستان کے شمال کی جانب مین واقع ہے اتفاق ملاقات کا پڑا تھا اُس برہمن کو
ایسے قاعدے کلیہ یاد تھے کہ بسبب اُن قاعدون کے ہر ایک زبان ساتھ وجہ کلی کے
سمجھ سکتا تھا اور ذمہ داری اوپر ناقل کے ہے البتہ یہ محذور اُسوقت لازم ہوتا ہے

کہ تناسب ذاتی بیچ دلالت الفاظ کے اوپر معنی کے کافی ہو جیسا کہ مذہب عباد بن سلیمان وغیرہ کا ہے لیکن حق یہ ہے کہ تناسب ذاتی فقط کافی نہین بیچ سمجھنے معنی کے لفظ سے بلکہ سبب مرجح ہے بیچ نظر واضع حکیم کے اور اس مبحث کو اگر چاہین کہ تحقیق واقعی کرین بیچ مبحث حسن اور قبح افعال کے نظر کرین کہ اس حسن اور قبح کو اشاعرہ نے شرعی محض جانا ہے یعنی ذات فعل مین تقاضا کسی حکمت کا نہین پس نزدیک انکے اگر بالفرض شارع زنا کو واجب اور نماز کو حرام کرے ہو سکتا ہے اور ظاہر بین اس فرقہ کے احکام شرعیہ کو محض جزاف اور تحکم جانتے ہین مانند علماء ظاہر بین کے کہ وہ بھی الفاظ کی وضع مین واسطے معنی کے اس قسم کا جزاف اور تحکم اعتقاد کرتے ہین اور فرقۂ معتزلہ نے عقل کو حاکم مستقل جانا ہے اور حسن اور قبح افعال کا ذاتی اُن افعال کا جانتے ہین اور اُن کے اوپر نسخ کی صورت مین اور بدلے جانے حسن کے ساتھ قبح کے دائرہ قیل و قال کا نہایت تنگ ہوتا ہے اور اوپر اسی قیاس کے اجتماع نقیضین کا بیچ مانند واللہ لاکذبن غدا کے[1] اُنکے اوپر لازم آتا ہے مانند مذہب عباد بن سلیمان ضمیری کے اس مبحث مین اور محققین ماتریدیہ کہتے ہین کہ حسن اور قبح عقلی ہے لیکن نہ ساتھ اس معنی کے کہ کوئی حکم بندہ کے حق مین واجب کرے بلکہ ساتھ اس معنی کے کہ فعل مین کوئی ایسی چیز ہے کہ وہ فعل مستحق کسی حکم کا ہو جاتا ہے حکیم علی الاطلاق کی طرف سے کہ شان اُسکی ترجیح مرجوح کی نہین اور جب تک حکیم علی الاطلاق حکم نفرمادے مکلفین کے حق مین کوئی حکم متحقق نہین ہوتا ہے اور اسی جگہ سے ہے کہ پہونچنا دعوت کا شرط تکلیف کی ہے جیسا کہ مذہب مختار اس مقام مین یہی ہے پس وہ مناقشے کہ اوپر قول بالتناسب کے ذکر کیے گئے ہین تھوڑے سے تامل کرنے سے حل ہو جاتے ہین ۞

جس وقت یہ مقدمہ ممہد ہو چکا پس جاننا چاہیے کہ ہر حرف کے واسطے ہجا کے حرفون مین سے باعتبار ہیئت کے اور مخرج کے یعنی جس جگہ سے وہ حرف نکلتا ہے اور باعتبار نکلنے آواز اسکی کے اور تاثیر اُسکی کے بیچ سننے والے کے ساتھ قرع اور حدت کے اور مانند اسکے کہ قراء کے عرف مین اسکو صفت حرف کی کہتے ہین ایک حالت بسیط اجمالی ہے کہ واضع نے وقت وضع کے ترکیبات مختلفہ مین اسی کا اعتبار کرکے لفظون کو جدے جدے معانی کے واسطے

[1] یعنی اس مثال مین کذب مین قبح ذاتی ہے اور اگر عقل کو حاکم مستقل گردانا جاوے پس اگر کے اُسکو کسی مصلحت کیواسطے حسن معتبر کر لیا سو اس صورت مین لازم آیا کہ حسن اور قبح دونون ایک حالت مین جمع ہو جاوین ۱۲

وضع کر دیا ہے اور علماء اشتقاق نے مثل امام راغب اصفہانی وغیرہ نے اُن حالتون کو قوت
ذکا کے ساتھ دریافت کیا ہے اور وہ حالت بسیطہ بیچ استعمال واضع کے فقط خصوصیات
ترکیبیہ سے نہین آئی البتہ عقل کو ممکن ہے کہ اُس حالت کو خصوصیات ترکیبیہ سے اخذ کر کے
ساتھ نظر دقیق کے متعین کرے اور اُس سے ساتھ کسی کیفیت کے کیفیتون معلومہ اپنی سے تعبیر
کرے جیسے کہ تعبیر موسیقی والون کی الحان نغمات کو ساتھ صور اور اوقات کے اور جیسے کہ
حکایت اہل نجوم کی مطابق کرنا کواکب کا اوپر اقسام کائنات کے اور اس معنی کو حضرت
سلطان العارفین خلاصہ حکماء متالہین حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز
نے آخر کتاب خیر کثیر مین کہ ملقب بخزائن حکمت ہے شواہد اور دلائل کے ساتھ تفصیل فرمائی ہے
اور بیچ آخر کتاب فوز کبیر فی علم التفسیر کے جسقدر کہ تفسیر مقطعات قرانی مین کام آوے کفایت کی
ہے جیسا کہ عبارت سراسر بشارت اُنکی کتاب فوز الکبیر سے منقول ہوتی ہے ۔ فرماتے ہین
خلاصہ اُس کا یہ ہے جاننا چاہیئے کہ حروف ہجا کے کہ اصول کلمات عرب کے ہین ہر ایک
کے واسطے ایک معنی بسیط ہین کہ نہایت نزاکت سے تعبیر اُس سے سوائے رمز اجمالی
کے نہین کر سکتے اسی جگہ سے ہے کہ بہت مادے الفاظ کے ایسے آپس مین مناسبت رکھتے
ہین کہ ہم معانی یا قریب المعانی ہوتے ہین جیسا کہ اذکیا و اہل ادب نے ذکر کیا ہے کہ جس
لفظ مین نون اور فا جمع ہوتے ہین دلالت کرتا ہے اوپر معنی خروج کے کہ کسی وجہ سے
ہو مانند نفر اور نفث اور نفح اور نفخ اور نفق اور نفذ اور نفد کے اور جس جگہ فا اور لام جمع ہوا ہے
دلالت کرتا ہے اوپر چیرنے کے مثل فلق اور فلج اور فلح اور فلذ اور فلد کے اور اسی جگہہ سے
ہے کہ اذکیا اہل ادب کے جانتے ہین کہ عرب بہت جگہہ ایک کلمہ کو اوپر کئی وجہ کے تکلم کرتے
ہین ساتھ تبدیل حروف متقاربہ کے جیسا کہ دق اور دک اور لج اور لز بالجملہ شواہد
اس امر کے بہت ہین اور ہم کو اس جگہہ مطلب فقط تنبیہ ہے اور یہہ سب لغت
عرب کے ہین اگر چہ عرب فصح ساتھ تنقیح اسکیکے نہ پہونچا ہین اور نحات بھی معلوم نکر ہین
جیسا کہ مفہوم تعریف جنکی ساتھ خواص ترکیب کے اگر کوئی عرب فصح سنے دریافت کرے
تو اوپر تنقیح حقیقت اسکیکے قادر نہو ہر چند کہ اپنے برتاؤ مین برتتا ہے پھر باریکی کو

پہونچنے والے کلام عرب کے بھی اور ہر ایک وضع کے نہین ہین بعضون کے ذہن لطیف ہین
بہ نسبت بعض کے بہت ایسی مفہوم ہین کہ ایک جماعت نے اُسکو منقح کیا ہے اور بعضے
اُس کی تنقیح کو نہین پہونچے اور یہ علم بھی لغت عرب سے ہے لیکن اکثر مو شگاف
تنقیح اُس مفہوم کی سے قاصر ہین پس حروف مقطعہ نام سورتون کے ہین باعتبار
اسکے کہ مجملا دلالت کرتے ہین اوپر اُس چیز کے کہ مفصلا اُس سورۃ مین مذکور ہوئی ہے
مثال اُسکی ایسی ہے کہ کسی کتاب کا ایک ایسا نام مقرر کرین کہ حقیقت اُس کتاب کی
سامع کے ذہن مین ظاہر کرے جیساکہ بخاری نے کتاب اپنی کا نام جامع الصحیح المسند
فی حدیث رسول اللہ رکھدیا پس معنی الم کے یہہ ہین کہ غیب غیر متعین متعین ہوگئے
بہ نسبت عالم شہادت کے کہ متدنس ہے اور آلودگیون مین بھرا ہوا ہے اسواسطے کہ ہمزہ
اور ہا دونون غیب کے معنون مین ہین مگر اتنا فرق ہے کہ ہا غیب اس عالم کا ہے اور
ہمزہ اوپر غیب عالم مجرد کے دال ہے اور اسیواسطے استفہام کے وقت أأ اور أم کہتے ہین
اور بیچ وقت عطف کے تردید کیوقت او لاتے ہین اسواسطے کہ شئے مستفہم عنہ ایک امر
منتشر ہے اور وہ غیب ہے بہ نسبت متعین کے اور ایسے ہی متردد فیہ غیب ہے اور اول
امر مین ہمزہ زیادہ کرتے ہین تا کہ دلالت کرے اوپر اسکے کہ خاطر اُسکی مین ایک صورت
مقرر ہوئی ہے کہ تفصیل اُسکی فلانا مادہ ہے اور ضمیرون مین ہا کو اختیار کیا ہے اسواسطے
کہ غیب اس عالم کا ہے اور متعین کو فی الجملہ اجمال حاصل ہوا اور لام بمعنی تعین کے ہے
اسی واسطے تعریف کے وقت لام زیادہ کرتے ہین اور میم اس جہت سے کہ دونون لب ساتھ
اسکے جمع ہوتے ہین دلالت کرتی ہے اوپر ہیولا متدنس کے کہ حقایق مختلف اُس مین
جمع ہوتے ہین اور مقید ہوگئے ہین اور میدان تجرد سے قید تحیز مین پڑے ہین پس الم کنایۃ
فیض مجرد سے ہے کہ عالم تحیز مین آیا اور موافق عادتون اور علوم اُنکے کے متعین ہوا اور
سیاہی دلون اُنکے کو ساتھ نصیحت دینے کے دور کردیا اور بری باتون اور کھوٹے
کامون کو دلیلون محکم سے توڑا اور تمام سورت شرح اور بیان اُس کا ہے اور آلر
مثل آلم کے ہے مگر یہ کہ را اوپر تردد کے دلالت کرتی ہے یعنی جو غیب کہ متعین ہوئے

تفسیر حقانی
پرورش کرنے مین
اور نفع پہونچانے مین
اور دکھ کو اٹھا سکنے
اور نیز پرورش کا
سامان مہیا کرنے
مین تو اب یقینی طور
پر معلوم ہوگیا کہ
پرورش کے قابل
اللہ تعالی کے سوا
دوسرا کوئی ہرگز
نہین ہے (ع)
پرورش کے معنی اوپر کی
نمونہ دونون کی تفسیر مین
لکھے جاچکے
الرحمن الرحیم
ت بڑا ہی مہربان
نہایت ہی رحم والا
ف خاص ... بڑے ...
پر بندون ...

ساتھ آلودگی کے دوسری بار پھر آلودگی مین آیا اور متعین ہوا اور تیسری بار بھی ایسا ہی
اور یہ کنایہ ہے علمون سے کہ بسبب قباحتون بنی آدم کے بار بار اُن مین صدمے آگئے ہین
اور یہ بات سچی ہے ساتھ قصون انبیاؤن اور باتون اُنکی کے کہ کئی کئی دفعہ وقوع مین آئین اور
ساتھ سوال اور جواب مکرر اُنکیکے اور طا اور صاد دونون عبارت ہین اُس حرکت سے کہ صعود کرے عالم
ناپاک سے طرف عالم پاک کے مگر یہ طا دلالت کرتی ہے اوپر بزرگی اور بڑائی یا آلودگی اور
ناپاکی اُس متحرک کے اور صاد دلالت کرتا ہے اوپر صفائی اور لطافت کے آور سین
دلالت کرتا ہے اوپر سریان کے اور متلاشی ہونے اور پھیل جانے کے بیچ تمام جہان کے
پس طٰہٰ مقامات انبیا کے ہین کہ آثار متوجہ ہونے اُنکیکے ہین طرف عالم اعلے کے کہ صورت غیبی
پیدا کی ہے اس عالم مین ساتھ بیان اجمالی کے اور مذکور ہونے کے کتابون مین اور مانند
اُسکے اور حمٓ مقامات انبیا کے ہین کہ آثار حرکتون فوقانیہ اُن کی کے ہین کہ پھیلے ہوئے
ہین اس عالم ناپاک مین اور پراگندہ ہوگئے ہین جہان مین اور حا وہی ہا ہے کہ
جسکے معنی بیان کئے گئے مگر جو چیز روشنی اور ظہور اور تمیز رکھتی ہو اُسکو حا کے ساتھ تعبیر
کرتے ہین پس معنی حمٓ کے ایک اجمال ہے نورانی اور روشن کہ مل گیا ساتھ آلودگیون
اس عالم کے کہ وہ عقائد جھوٹے اور اعمال کھوٹے ہین اور یہ کنایت ہے رد کرنے قولون اُنکے
سے اور ظاہر ہونے حق کے سے بیچ شہادت اور مناظرات اور عادات اُنکی کے آور عین
دلالت کرتا ہے اوپر ظاہر اور روشن ہونے اور متعین ہونے کے آور قاف مثل میم کے دلالت
کرتا ہے اوپر اس عالم کے لیکن قوت اور شدت کی جہت سے آور میم دلالت کرتی ہے اوپر
اس عالم کے باعتبار جمع ہونے صورتون کے اُس مین اور انبوہ ہونے اُنکے کے پس
عسقٓ مراد حق سے ہے کہ روشن ہے اور پھیلا ہوا ہے جہان مخلوط اور مکدر مین آور
نون عبارت ہے اُس نور سے کہ تاریکی مین ظاہر اور پراگندہ ہوا مانند اُس حالت کے کہ
وقت صبح صادق کے یا نزدیک غروب سورج کے ہوتی ہے آور ہا بھی ایسی ہی ہے مگر
یہ کہ ہا مین نورانیت کمتر سمجھی جاتی ہے بہ نسبت نون کے اور تعین کمتر ہے بہ نسبت
ہا کے پس ہا کنایت اُن معانی سے ہے کہ عالم مین پھیلے ہوئے ہین آور ص ایک ہیئت

تفسیر حکایتی
حق نے ظاہر کیا جس نے ساری چیزین بندون کے آرام کے لئے پیدا کردین اور ہر وقت کے مناسب سارا بندوبست درست فرمادیا کرتا ہے اور بندے جو دکھ درد مین مبتلا ہوجاتے ہین یہ بھی اسکا کمال لطف و کرم ہے اس سے بندے کے گناہ معاف کرتا ہے یا درجے بلند کرتا ہے یا اور کسی فہم

ہے کہ پیدا ہوئی وقت متوجہ ہونے انبیار علیہم السلام کے طرف پروردگار اپنے کے خواہ
جبلی ہو خواہ کسبی اور قاف قوت اور شدت اور شکستگی ہے کہ بیچ اس عالم کے متعین
ہوئی جیسا کہ کوئی کہے جائے انداخت قصد میرے کی یہ ہیئت ہے کہ اس عالم مین پیدا
ہوئی ہے واسطے شکستگی اور صدمے کے اور کشل قاف کے ہے مگر یہ فرق ہے کہ قوت
کے معنی اس مین قاف کی نسبت سے کمتر سمجھے جاتے ہین پس معنی کہیعص کے عالم ناپاک
ظلمانی کہ متعین ہو گئے اُس مین علوم نورانی اور غیر نورانی نزدیک رجوع کرنے کے طرف
پروردگار اعلے کے مجمل کلام یہ ہے کہ معنی ان کلمات کے بطریق ذوق سمجھائے گئے اور
اُن معانی اجمالیہ کو بجز ان کلمات کے کہ تحریر مین آئے اور کچھ تقریر کرنی ممکن نہین ہرچند
کہ یہ کلمات پورے پورے بیچ بیان کنہ اُنکی کے نہین پہونچتے بلکہ بعض وجہ سے
بیان کرتے مین اور بعض وجہ سے نہین بیان کرتے واللہ اعلم بالصواب تمام ہوئی تقریر
فوز الکبیر کی اور شیخ کبیر اور شیخ صدر الدین قونوی رح کے دو رسالے مین درمیان معانی
اجمالیہ ان حروف کے اور اُن رسالون مین قریب انہین مضامین کے کہ ذکر کئے گئے مذکور
فرمایا ہے مثلاً ایک رسالہ مین فرماتے ہین الالف کل قیم محیط مستقل بما ہو مقام
بہ کادم وعیسیٰ علیہما السلام والکعبۃ اللام کل وصلۃ تستقل بالایصال لما
یقصد لہ کالرسل المستقلۃ المیم کل تمام وفی بمقصدہ کالفلک والارض
وعلے ہذا القیاس رسالہ دوسرے مین فرماتے ہین الالف غیب واحاطۃ اللام وسع و
صلۃ و لطف المیم تمام اظہر مثال حس وعلے ہذا القیاس اور نزدیک علمار جفر کے
ایک طریق جدا ہے بیچ بیان مناسبات ان حروف کے ساتھ ارکان اس عالم کے اور
وہ طریق موقوف اوپر شکلون خطیہ ان حروف کے ہے حاصل یہ ہے کہ حروف ہجا کے معانی
اجمالیہ ہونے اور باعتبار اُن معانی کے حقایق کلیہ کے ساتھ مناسبت ہونی ایک امر
مانا گیا ہے نزدیک اہل کشف اور تحقیق اور اہل اشتقاق اور تصریف کے اگر ظاہر بین
متکلمین اور فقہا انکار اسکا کرین حساب مین داخل نہین اور جو کچھ قدمار مفسرین سے
بیچ تحقیق ان مقطعات کے منقول ہے پس کل سولہ قول ہین قول اول یہہ ہے

کہ یہ حروف اسرار محبت کے ہین کہ اورون سے پوشیدہ کرکے پیغمبر حبیب اپنے کو صلے اللہ علیہ وسلم نشان دے دیا ہے کہتے ہین کہ التخاطب بالحروف المفردۃ سنۃ الاحباب فان سر الحبیب مع الحبیب یجب ان لایطلع علیہ الرقیب اور اس قول کی تائید کی ہے ساتھ اس چیز کے کہ حضرت امیر المومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فی کل کتاب سر وسر القرآن اوائل السور اور ساتھ اس چیز کے کہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ لکل کتاب صفوۃ وصفوۃ ھذا الکتاب حروف التہجی اور یہ بھی کہا ہے کہ علم بمنزلہ دریاے بے پایان کے ہے کہ اُس سے نہر جاری کی ہے اور اُس نہر سے ایک اور چھوٹی نہر اور اُس چھوٹی نہر سے ایک نالی نکالی ہے اگر نہر کو کہین کہ تمام پانی دریا کا اُٹھالے نہین اُٹھا سکتی ہے اسی واسطے حق تعالے نے فرمایا ہے انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرھا پس دریاے بے پایان علم کا خدا کے پاس ہے اور اُس دریا سے بڑی بڑی نہرین مختلف پیغمبرون علیہم السلام کو عنایت ہوئین اور ان بڑی نہرون سے چھوٹی چھوٹی نہرین بڑے بڑے عالمون کو پہونچین اور اُن عالمون کی نہرون سے نالیان عوام الناس کی طرف بقدر استعداد کے پہونچتی ہین اور جو نیچے کے مرتبہ کا ہوگا اوپر والے کے مرتبہ کا متحمل نہوسکے گا اسی واسطے اخبار مین وارد ہوا ہے کہ العلماء سر الخلفاء سر والانبیاء سر وللملائکۃ سر و للہ تعالے من بعد ذلک کلہ سر پس علما کو ممکن نہین کہ خلفا کے اسرار پر مطلع ہون وعلی ہذا القیاس اور سبب اسکا یہ ہے کہ ضعیف عقلین اسرار قویہ کا تحمل نہین کرسکتی ہین چنانچہ بینائی چمگادڑ کی تحمل نور آفتاب کا نہین رکھتی اور یہ قول شعبی سے منقول ہے کہ اُس سے ان حرفون کے معنی سے سوال کیا تھا اُنہون نے کہا تھا ھذا سر اللہ تعالی فلا تطلبوھا یعنی یہ بھید اللہ تعالے کا ہے پس نہ طلب کرو تم اُسکو اور رد کہ بیچ رد اس قول کے کہا ہے کہ اگر مقدمہ ایسا ہو قرآن معلوم المعنی نہو یعنی اس کے معنی معلوم نہووے پس جواب اسکا یہ ہے کہ فائدہ نزول قرآن کا منحصر اس مین نہین کہ سب جگہ معانی اُسکے سمجھے جاوین بلکہ بہت جگہ ایسی ہین کہ فقط اُن کے اوپر ایمان مطلوب ہوتا ہے جیسا کہ تمام متشابہات مین یہی معنی مطلوب ہین موافق نص کے وما یعلم تاویلہ الا اللہ الی قولہ

تعین تحلیل کو
بادشاہ حبشی کے
دفینہ وغیرہ پاکیزہ
دیا ہے اس مین
ایسی نسبت بھی
نہ رکھی
اپنا کیا کیا تعجب
تجھی سے کو ہم
پہونچتے ہین
نعت مین عبارت
کے معنی دلیل
ہونے کے ہین
اور شرع مین عبارت
ایسی بات کرتے
ہین جب مین
کمال درجہ
محبت اور
.. کی اور
خبری کا ..

کل من عند ربنا اور جیسا کہ افعال مکلف بہا شریعت مین دو قسم آئے ہین بعضے اُنہین سے اُس
قبیل سے ہین کہ وجہ حکمت اُس مین ظاہر ہے مثل نماز کے کہ تواضع معبود کی ہے اور شکر
منعم کا اور روزہ کہ توڑنا نفس کا اور قہر شہوت کا ہے اور زکوۃ کہ روا کرنی حاجت مسکینوں کی
اور دور کرنی خصلت بخل کی ہے اور کتنے اُس قبیل سے ہین کہ بالکل وجہ حکمت کی اُنہین
ظاہر نہین ہوتی ہے مثل اکثر افعال حج کے اور تکلیف ساتھ دونو قسم کے واقع ہے تاکہ بسبب
فرمان برداری اُس تکلیف کے مکلفین بیچ مراتب کمال اپنے کے ترقی کرین بلکہ کمال فرمانبرداری
کا قسم دوسری مین زیادہ ظاہر ہوتا ہے ایسا ہی قرآن شریف کے کلمون مین بھی دونون قسم
اُتری ہین تاکہ قوت ایمان کی دوسری قسم مین زیادہ ظہور کرے **قول دوسرا** یہ ہے کہ یہ
حروف مقطعہ نام سورتون کے ہین اور یہ مذہب اکثر متکلمین کا ہے اور خلیل اور سیبویہ نے
بھی اسی کو اختیار کیا ہی **قول تیسرا** یہ ہے کہ یہ حروف اسمار الٰہی ہین اور یہہ قول
ابن مسعود اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی
منقول ہے کہ اپنی دعا مین فرماتے تھے یا کھیعص یا حمعسق اور قریب اسی کے ہی یہ قول کہ یہ
حروف اسمار الٰہی کے اجزا ہین بعضی جگہون مین ترکیب ہمارے تئین ممکن ہے مثلاً الرحم
نون کو جمع کرین الرحمن نکل آیا اور بعضون مین ہمکو ترکیب ممکن نہین اور یہ مروی ہی سعید
بن جبیر رضہ سے **قول چوتھا** یہ ہے کہ یہ حروف نام قرآن کے ہین اور یہی ہے مذہب کلبی
اور سدی اور قتادہ کا رضی اللہ عنہم **قول پانچوان** یہ ہے کہ ہر ہر حرف حروف مقطعہ کا
بطریق اشارہ کے دلالت کرتا ہے اوپر ایک اسم کے اسمار الٰہی مین سے مثلاً الم مین الف اشارہ
طرف احد اور اول اور آخر اور ازلی اور ابدی کے ہے اور لام اشارہ طرف لطیف کے
اور میم اشارہ طرف ملک کے اور مجید کے اور منان کے اور کھیعص مین کاف اشارہ ہی طرف
کافی کے اور ہا طرف ہادی کے اور ہر گاہ کہ یا سے شروع کسی اسم الٰہی کا نہین اسواسطے
اسکا اشارہ طرف اس بات کے کیا جاتا ہے کہ ھو یجیر یعنی اللہ تعالیٰ پناہ دیتا ہی مظلوم کو
اور عین طرف عالم کے اور صاد طرف صادق کے اور بھی کاف طرف کبیر اور کریم اور عین
اشارہ طرف عزیز اور عدل کے ہوسکتا ہے ابن عباس رض سے یہی قول پانچوان منقول ہے

تفسیر حقانی — اسی واسطے العنہم کو بندے کی صفتون مین غلامی کی صفت سے زیادہ اور کوئی صفت بہتر نہین۔ اللہ تعالی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑے عزت کے مقامات مین غلامی ہی کی صفت سے مذکور فرمایا ہے کیونکہ بندے کے حق مین اس سے بڑھکر کوئی کمال نہین [illegible] ان مین آیتون کے [illegible] بندہ اللہ تعالے

لیکن صحابہ رضا کبھی ان حروف سے صفات مرکبہ بھی استنباط کرتے تھے مثلا بیچ الم کے انا
اللہ اعلم کہتے تھے اور بیچ الف لام میم صاد کے انا اللہ اعلم وافصل اور بیچ الر کے
انا اللہ اری اور محمد بن کعب قرظی صفات افعال کی ان حرفون سے نکالتا تھا اور
کہتا تھا الف الاء اللہ اور لام لطف الٰہی اور میم مجد اُسکا ہے **قول چھٹا** یہ ہے کہ الف ملفوظ
اللہ سے ہے اور لام جبرئیل سے اور میم محمدؐ سے یعنی اللہ نے اس کتاب کو بوساطت جبرئیل
علیہ السلام کے اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجا ہے اور بعضے صوفیہ نے کہا ہے کہ الف انا
اور لام لی اور میم منی یعنی تمام عالم مین ظاہر مین ہون اور ہر چیز ملک اور خلق میری ہے
اور مجھ سے پیدا ہوئے **قول ساتوان** عبد العزیز بن یحیی نے کہا ہے کہ طریقہ تعلیم لڑکون
کا یہ ہے کہ اول اُنکو مفردات حروف ابجد کے جدے جدے تعلیم کرتے ہین بعد اس کے
مرکبات سکھاتے ہین اور حروف مقطعہ کے لانے مین اشارہ طرف اُسی طریقہ کے
ہے کہ بسبب انکے تعلیم مفردات کی طرف پہلے اشارہ ہوگیا اور بعد اسکے مرکبات کا منبہ
ہے **قول اٹھوان** قطرب نحوی کہتا ہے کہ کفار نے جسوقت اس قرآن کو سنا استہزا اور کلام
لغو کرنے لگے اور اچھی طرح سنتے بھی نتھے جیسا کہ قرآن مجید مین فرمایا ہے وقال الذین
کفروا لا تسمعوا لهذا القرآن والغوا فيه حق تعالے نے بعد اسکے ان حروف مقطعہ کو نازل
فرمایا تاکہ انکو عجیب الفاظ جانکر سنین اور کان لگاوین اور اس جہت سے معنی قرآن کے انکے
دلپذیر نشین ہووین اور انکو فائدہ ہوجاوے گو کہ اُنکو اس بات پر اطلاع نہو **قول
نوان** مبرد نے کہا ہے کہ لانا ان حروف مقطعہ کا بیچ اوائل بعضی سورتون کے واسطے
بیدار کرنے اور آگاہ کرنے کافرون کے ہے بیچ وقت معارضہ کے کہ دیکھو تم اس قرآن کو
کہ جن حرفون سے تم کلام اپنے کو مرکب کرتے ہو ہمنے بھی کلام اپنے کو انہین حرفون سے مرکب
کرکے نازل فرمایا پس اگر یہ کلام ہمارا نہین تو تم سب کسواسطے عاجز ہوئے مقابلہ سکے سی **قول
دسوان** ابو العالیہ نے کہا ہے کہ یہ حروف بحساب ابجد کے اشارہ طرف اجلون اور مدتون
انقلابات عمدہ اس امت کے ہے کہ بعضی اُن سے معلوم ہین اور بعضی اُنسے معلوم نہین اور اسی
قول کی تائید کرتا ہے وہ کہ بخاری بیچ تاریخ اپنی کے اور ابن جریر بیچ تفسیر اپنی کے

سند ضعیف کے ساتھ ابن عباس سے روایت کرتے ہین اور وہ جابر بن عبد اللہ سے کہ ایکدن
ابو یاسر بن اخطب ساتھ ایک جماعت یہود کے آنحضرت کے پاس کو گذرتا تھا سنا کہ آنحضرت
علیہ السلام اول سورہ بقرہ کا پڑھتے ہین بھاگا ہوا روبرو بھائی اپنے کے کہ نام اُسکا حیی بن اخطب
تھا گیا اور کہا کہ آج مینے ایک چیز عجیب محمد سے سُنی ہے کہ کتاب الٰہی مین لفظ الم کا پڑھتے تھے حیی نے کہا
تونے اپنے کانون سے سنا کہا ہان حیی اُٹھا اور ایک جماعت علماے یہود کی ہمراہ لیکر آگے آنحضرت
کے آیا اور کہا کہ ان حرفون کو جبرئیل عم پاس تمہارے اللہ کیطرف سے لایا ہے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہان حیی نے ہمراہیون اپنے سے کہا کہ کسی پیغمبر کو پہلے پیغمبرون سے مدت
حکومت اپنی کی معلوم نہین ہوئی اس پیغمبر کو کسواسطے اوپر اس مدت کے آگاہ کیا پھر طرف
ہمراہیون اپنے کے متوجہ ہو کر کہا کہ شمار کرو تم الف ایک ہے اور لام تیس اور میم چالیس
پس مدت اس دین کی تمام ستر اور ایک برس ہے ایسے دین کو کہ جسکی تھوڑی سی مدت ہو
کسواسطے قبول کرین پھر آنحضرت صم کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا کہ سواے ان حرفون کے اور
حرف بھی تیرے اوپر اُترے ہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہان المص کہا یہ مدت بڑی
ہے ایک سو اکسٹھ برس ہوتے ہین پھر پوچھا کہ اور بھی تمھارے پاس ہے آنحضرت علیہ السلام نے
فرمایا الر و المر حیی نے کہا کہ یا محمد تونے اوپر ہمارے کام کو خلط کیا نہین جانتے ہم کہ مدت
رواج ملت تیری کی کم ہے یا زیادہ اور جسوقت اُٹھکر گیا یارون اپنے سے کہا کہ شاید
یہ مدتین امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جمع کردی ہون لیکن دورا اور
انقلابات احوال امت اُسکیکے ان مدتون مین رنگ برنگ ہوتے رہین اُسکے ہمراہیون
نے کہا کہ ابتک حال نہ کُھلا کچھ معلوم نہوا کہتے ہین کہ حق تعالے نے بعد اس قصہ کے
یہ آیت بھیجی ھو الذی انزل علیک الکتب منہ آیات محکمات ھن ام الکتاب واخر متشابہات

قول گیارھوان وہ ہے کہ یہ حروف دلالت اوپر انقطاع ایک کلام کے اور ابتدا کلام
دوسرے کے کرتے ہین اسواسطے کہ عرب کا یہی قاعدہ ہے جب دوسرے کلام کے شروع
کرنے کا ارادہ ہوتا ہے درمیان پہلے اور پچھلے کلام کے کسی اور شے علیحدہ کا ذکر کرتے
ہین تاکہ سننے والون کو معلوم ہو کہ اب اور کلام شروع ہوگا **قول بارھوان**

یہ ہے کہ حق تعالی نے ان حرفون کے ساتھ قسم کھائی ہے اور حرف قسم کا محذوف ہے جیسے کہ اور
چیزون کے ساتھ بیچ اوائل دوسری سورتون کے قسم کھائی ہے اور واقع مین یہ حرف شرافت رکھتے
ہین کہ بسبب اُس شرافت کے قابل قسم کے ہین اسواسطے کہ اصول لغات کے ہین اور بسبب اُنکے
تعارف مافی الضمیر آدمیون کا حاصل ہوتا ہے اور مادے ذکر الٰہی کے ہین اور اصول کلام اللہ
تعالی کے اور خطاب اُسکے کے طرف بندون کے **قول تیرھوان** الف اشارہ ہے طرف استقامت
کے اوپر شریعت کے بیچ ابتداء سلوک کے جیسا کہ فرمایا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم
استقاموا اور لام اشارہ ہے طرف اس چیز کے کہ وقت مجاہدے کے حاصل
ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا اور میم اشارہ ہے طرف اسکے کہ
بندہ بیچ مقام محبت کے مانند دائرہ کے پھرتا ہے کہ نہایت اُسکی عین ہدایت اُسکی کا ہوتی ہے
جیسا کہ کسی عارف نے فرمایا ہے **بیت** - نہایت در آخر ہدایت شود ٭ جو شاکرد مر درس
تاب ہون **قول چودھوان** وہ کہ الف کہ حلق کی جڑ مین سے نکلتا ہے اور لام زبان کیطرف
سے کہ درمیان مخارج کا ہے اور میم لب سے کہ آخر مخرجون کا ہے اشارہ اس طرف ہوا کہ ابتدا
کلام بندہ کا اور درمیان اور اخیر اُسکا چاہیئے کہ ذکر اللہ ہو **قول پندرھوان** وہ کہ
ال علامت تعریف کی ہے اور میم علامت جمع کی گویا اشارہ فرماتے ہین کہ نزول قرآن کا
واسطے تعریف تمام آدمیون کے ہے تاکہ احکام الٰہی کو اپنے حق مین جانین اور مرضیات
اور نامرضیات اُسکی کو پہچانین **قول سولھوان** لانا ان حروف مقطعہ کا اوائل سور مین
واسطے ثابت کرنے اعجاز کے ہے اسواسطے کہ تمام حرفون کے نام سوائے لکھنے اور پڑھنے کے نہین
پہچانتے جاتے امی محض کہ کبھی مکتب مین نہ بیٹھا ہو اُسکو نام حرفون کے بالکل معلوم نہین ہوتے
البتہ نفس حرفون کے ساتھ کلام کرتا ہے پس جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغیر پڑھنے
کے ان اسمون کو ذکر کرین یقین حاصل ہو کہ بسبب وحی کے معلوم کیا ہے خصوصاً جب غور سے
نظر کیجاوے تو ظاہر ہوتا ہے کہ بیچ لانے ان حرفون کے اس قدر دقیقے اور نکتے رعایت کئے
گئے ہین کہ عربیت کے جاننے والے کہ ماہر ہون اُنکو بھی ایسی رعایت کرنی ممکن نہین منجملہ اُن
دقائق کے یہ ہے کہ حروف مقطعات کے چودہ ہین کہ حروف تہجی کی نسبت سے آدھے ہین اگر

الف کو جدا حرف شمار نکیا جاوے اور انتیس سورتوں مین انکو لائے کہ حروف ہجا کے اسی قدر ہین اگر الف کو بھی حرف علیحدہ شمار کرین پس آدھے نام حرفون کے تمام مسمیات کے عدد مین لانا اشارہ اس طرف ہے کہ الف کو ہمزہ کے ساتھ مشارکت تمام ہے فرق انکے درمیان مین سکون اور حرکت کا ہے اور منجملہ انکے یہ ہے کہ بیچ لانے ان حرفون کے اشارہ طرف جمیع اقسام حرفون کے ہو کہ نصف نصف ہر قسم کا لائے ہین مثلاً حروف دو قسم ہین مہموسہ اور مجہورہ مہموسہ حروف ستشحثک خصفہ کے ہین کہ ان دس حرفون سے حا اور ہا اور صاد اور سین اور کاف کہ نصف حقیقی انکا ہے مقطعات قرآنی مین وارد ہے اور حروف مجہورہ سے بھی نصف حقیقی یا نصف اقل مذکور ہے اور وہ یہ ہے لام اور نون اور یا اور قاف اور طا اور عین اور ہمزہ اور میم اور را اور یہی حروف دو قسم ہین شدیدہ اور رخوہ شدیدہ آٹھ حرف ہین ہمزہ جیم دال تا طا با قاف کاف اور نصف ان حرفون کا کہ الف اور قاف اور طا اور کاف ہے ان مقطعات مین مذکور ہے اور بیس حروف رخوہ کہ باقی ہین انہین سے دس حرف مذکور ہین حا میم سین عین لام ہا نون صاد را یا اور یہی حرف دو قسم ہین مطبقہ اور منفتحہ مطبقہ کہ چار حرف ہین صاد اور ضاد اور طا اور ظا نصف ان کا مذکور کیا ہے کہ صاد اور طا ہی اور باقی حروف منفتحہ سے نصف انکا ذکر کیا کہ بارہ حرف ہین اور حروف قلقلہ مین سے کہ پانچ حرف ہین قاف دال طا با جیم نصف اقل ذکر کیا کہ قاف اور طا ہی تا کہ اشارہ ہو طرف قلت ان حرفون کے بیچ کلام عرب کے اور دو حرفون لین سے کہ واو اور یا ہین یا کو اختیار فرمایا ہے اسواسطے کہ ثقل اسکا واو کے ثقل سے کم ہے اور حروف مستعلیہ سے کہ سات ہین قاف اور صاد اور طا کو کہ نصف اقل ہے اختیار فرمایا ہے اور خا اور غین اور ضاد اور ظا کو ترک کیا اور حروف منخفضہ سے کہ اکیس حرف باقی ہین نصف اکثر کو کہ گیارہ حرف ہین ذکر فرمایا اور حروف بدل سے کہ گیارہ حرف ہین موافق مذہب سیبویہ کے الف اور جیم اور دال اور طا اور واو اور یا اور تا اور میم اور نون اور ہا اور ہمزہ نو حرف کہ نصف اکثر ہے ذکر فرمائے ہین اور ان حرفون سے کہ اپنی مثل مین مدغم ہوتے ہین اور بیچ قریب المخرج اپنے کے مدغم نہین ہوتے اور وہ پندرہ حرف ہین ہمزہ اور ہا اور عین اور صاد اور طا اور میم اور یا ذکر کیا ہی کہ نصف اقل انکا ہوتا ہی اور خا اور غین اور ضاد اور فا اور ظا اور شین اور زا اور واو

له کل اٹھارہ یا انیس کلمہ ہین ۱۲ [illegible] جن سے [illegible] چار کے [illegible] ۱۲

کو چھوڑ دیا اور ان حرفوں سے کہ دونون بین مدغم ہوتے ہین یعنی اپنی مثل مین بھی اور قریب المخرج
مین بھی اور وہ تیرہ حرف باقی ہین نصف اکثر اُسکا ذکر فرمایا ہی کہ حا اور قاف اور کاف اور را
اور سین اور لام اور نون ہی تا کہ اشارہ ہو طرف اسکے کہ ادغام سبب ہلکا ہونے کلام اور فصاحت
کا ہے کہ جو حرف ادغام زیادہ قبول کرے رعایت اسکے حال کی کرنی زیادہ ہے اور ان چار حرفون سے
کہ قریب المخرج اپنے مین ادغام نہین قبول کرتے اور قریب المخرج انکا اُنھین ادغام قبول کرتا ہے اور وہ
حروف میم اور را اور شین اور فا ہی نصف اُسکا ذکر فرمایا ہے کہ میم اور را ہے اور حروف ذلقیہ سے
کہ پانچ رب منفل کے مجموع انکا ہے اور ایسے ہی حروف حلقیہ سے کہ حا اور خا اور عین اور غین اور ہا اور
ہمزہ ہی اور زیادہ تر کلام عرب مین آتے ہین دو ثلث انکے ذکر فرمائے ہین تا کہ اشارہ ہو طرف کثرت وقوع انکی کے
کلام عرب مین اور دس حروف زوائد سے کہ سالتمونیہا مین جمع ہین سات حرفونکو ذکر فرمایا تا کہ اشارہ
ہو طرف اسکے کہ بنا مین مزید کی سباعی سے تجاوز نہین کرتی ہین اور وہ بھی اسم مین جیسے کہ استفعال
اور افعیلال پھر یہ حروف کبھی مفرد آتے ہین مثل صاد اور قاف اور نون کے اور کبھی دو دو حرف ذکر
کرتے ہین مثل حامیم اور یاسین اور طاسین اور کبھی تین تین مثل طسم اور الم اور کبھی چار چار مثل المص
اور کبھی پانچ پانچ مثل کہیعص اور حمعسق تا کہ اشارہ ہو طرف اس بات کے کہ حروف مفرد تینون قسمون مین
یعنی اسم اور فعل اور حرف مین موجود ہین اسم مین مانند کاف خطاب کے اور فعل مین جیسا کہ ق اور ل کہ
صیغہ امر کا ہے وقی یقی سے اور ولی یلی سے اور حروف مین مانند باء جارہ کے اور کاف تشبیہ کے اور دو
حرفی چار جگہہ لائے ہین طہ طس یس حم تا کہ اشارہ ہو طرف اس بات کے کہ ترکیب دوگانی کبھی حرف
مین ہوتی ہے بغیر حذف کے مثل بل اور ہل کے اور کبھی فعل مین ہوتی ہے ساتھ حذف کے مثل قل کے
اور کبھی اسم مین ہوتی ہے بغیر حذف کے مثل من کے اور حذف کے ساتھ بھی مثل دم کے اور نو جگہ یہ
ترکیب ذکر کی تا کہ اشارہ ہو طرف اس بات کے کہ یہ ترکیب تینون قسم کلمہ یعنی اسم فعل حرف مین تین تین طرح پر واقع
ہوتی ہے ضمہ کے ساتھ بھی اور فتح کے ساتھ بھی اور کسرہ کے ساتھ بھی پس اسمونکی مثالین ہمن اذ ذو اور
فعلونکی مثالین قل اور بع اور خف اور حروف کی مثالین آن اور من اور منذ مین اور ترکیب سہ گانی
کہ الم اور الرا اور طسم ہی اشارہ ہی طرف اسی بات کے کہ یہ ترکیب تینون قسمون مین یعنی اسم اور فعل اور حرف مین
موجود ہی اور تیرہ سورتون مین لائے تا کہ اشارہ ہو طرف اس امر کے کہ اصل بنا مین جو استعمال مین آتی ہین

تیرہ بنائین ہین دس واسطے اسم کے مثل فلس فرس کتف عضد حبر عنب ابل قفل صرد عنق اور تین واسطے فعل ماضی کے مانند نصر اور علم اور شرف کے آور ترکیب چار گانی دو جگہ وار د فرمائی المر والمص اور ایسے ہی ترکیب خماسی کو بھی دو جگہ وارد فرمایا کہیعص حمعسق تا کہ اشارہ ہو طرف اسبات کے کہ ہر ایک ترکیب رباعی اور خماسی کی دو قسم ہین اصل جیسا کہ جعفر اور سفرجل اور ملحق جیسا کہ قردد اور جحنفل اور واسطے انہین اشارون کے ان حرفونکو اوپر کئی سورتون کے جدا جدا ذکر فرمایا ہے اور ایک جگہ اول قرآن مین جمع کر کے نلائے واللہ اعلم بسم اللہ الرحمن الرحیم الم یعنی اصل لازم الاتباع محکم کہ منکرون کے واسطے معجزہ ہے اور دلیل پکڑنے والون کو مفید کہ بڑے بڑے مطلبون کے واسطے ساتھ دلیلون روشن کے ثابت کرنیوالی ہے اور شبہات واہیہ کو دور کرنے والی

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ یعنی وہ کتاب ہے کہ بسبب بلند درجہ کمال اپنے کے اور روقت اسرار اور دقائق اپنے کے وہم اور فہم سننے والونکے سے غائب اور جولانگاہ فکرون اور نظرون سے دور ہے اسی واسطے اسکے حق مین لفظ ذلک الکتاب کہا کہ معنی اسکے وہ کتاب ہین کہ دلالت اوپر دور ہونے کے کرتا ہے اور اس طرح نہ کہا کہ ہذا الکتاب کہ معنی اُسکے یہ کتاب ہین کہ دلالت اوپر نزدیکی کے کرتا ہے اسجگہ جاننا چاہیئے کہ اصول احکام دین کی چار چیزین ہین کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس اسواسطے کہ بعضے احکام دین کے کتاب سے ثابت ہوئے مثل نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور حرام ہونا خنزیر کا اور حلال ہونا گاؤ اور مانند اُسکے آور بعضے احکام قول اور فعل پیغمبر کے سے کہ اُسکو سنت کہتے ہین ثابت ہوئے جیسا کہ نماز جنازہ کی اور حرمت گدھے کی اور خچر کی اور مانند اسکے اور بعضے حکم اجماع مجتہدین سے ثابت ہوئے مثل حرمت بیع لونڈی کے کہ مالک اپنے سے اُسکے اولاد ہوئی ہو اور حرمت جمع کرنے دو بہنون کے کہ اسکی ملک مین ہون وطی کرنے مین آور بعضے احکام ساتھ قیاس ظاہر کے کہ غیر منصوص کو منصوص پہ قیاس کیا ہو مثل حرمت سود لینے کے پیسون اور ٹکون مین کہ ظاہر مین ملحق سونے چاندی کے ساتھ ہوتے ہین اس باب مین لیکن جو اصل کہ لازم اور محکم ہے سوے کتاب کے دوسری شئے نہین اسواسطے کہ قیاس کے واسطے ایک مستند چاہیئے کہ مقیس علیہ ہین اسکے سبب سے حکم شرعی ثابت ہوا ہو اور مستند قیاس کا یا کتاب ہی یا سنت یا اجماع اور اجماع بھی بذاتہ اصل نہین اسواسطے کہ اجماع نام اُس قیاس کا ہی کہ سب مجتہدین نے اُسکے اوپر اپنا قیاس پہونچایا پس اُسکی

تفسیر خلیلی

اور کلمہ پانا اور سمجھنا اور سمجھ کر اُس کی معرفت مین ڈوبا رہنا اور مال کے متعلق یہ ہے کہ زکوٰۃ صدقہ خیرات دیتے رہنا اُس بیان سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ اپنے تمامی بدن اور ظاہری اور باطنی قوا کو اللہ کی راہ مین اور اُس کی خوشنودی مین پڑنا دینا عبادت ہی ہے (عزم) ان مین سے جتنی کی ہے

اصول احکام دین [illegible]

واسطے بھی مستند ہوگا کتاب اور سنت سے اور سنت نام فعل اور قول پیغمبر کا ہے لیکن جبتک نبوت
پیغمبر کی ثابت نہوئی ہو قول اور فعل اسکا معتبر نہین ہوتا ہے اور نبوت پیغمبر علیہ السلام کی
ساتھ قرآن کے ثابت ہے کہ معجزہ ہمیشہ رہنے والا ہی پس حقیقت مین اصل محکم کہ اوپر ہر کسی کے خواہ
مجتہد خواہ عامی لازم الاتباع ہے یہی قرآن ہے اور بس اور کتاب ہر چند اصل لغت مین بمعنی مکتوب
کے ہی کہ ہر لکھی ہوئی چیز کو کہتے ہین چنانچہ لباس بمعنی ملبوس کے لیکن بیچ اصطلاح شرع کے خاص
قرآن کے ساتھ ہی یہانتک کہ اگر کہا جاوے کہ فلانی چیز کتاب مین ہے یہی سمجھا جاتا ہی کہ قرآن مین
ہے اور قرآن کے سواے قرآن اور کتاب کے اور بھی بہت نام ہین کہ خود قرآن مین مذکور ہین منجملہ انکے
نام اسکا فرقان ہے کہ بیچ آیت تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ کے مذکور ہے اور وجہ تسمیہ
اسکی ساتھ فرقان کے دو چیزین ہین اول یہ کہ قرآن تفرقہ کرتا ہے درمیان حق اور باطل کے
دوسرے یہ ہی کہ نزول مین متفرق آیا ہے تیئس ۲۳ برس مین آغاز سے انجام کو پہونچا اور انہین
نامون سے نام اسکا تذکرہ اور ذکرا اور ذکر ہے جیسا ان تینون آیتون مین تینون نام مذکور ہین
وہ آیتین یہ ہین وانہ لتذکرۃ للمتقین اور وذکر فان الذکری تنفع المؤمنین اور وانہ لذکر لک
ولقومک اور معنی تذکرہ اور ذکرے اور ذکر کے یاد دلانے کے مین یعنی یہہ قرآن بندون کو
احکام الٰہی یاد دلاتا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ ذکر بمعنی شرف اور فخر کے ہے اور انہین
نامون سے نام اسکا تنزیل ہے بیچ آیۃ وانہ لتنزیل رب العالمین اور انہین نامون سے نام اسکا
احسن الحدیث ہے یعنی بہترین باتون کا بیچ آیۃ اللہ نزل احسن الحدیث اور انہین نامون سے
نام اسکا موعظہ ہے یعنی نصیحت بیچ آیۃ یا ایہا الناس قد جاءتکم موعظۃ اور انہین نامون سے
نام اسکا حکم اور حکمت اور حکیم اور محکم ہے بیچ اس آیۃ کے وکذلک انزلناہ حکما عربیا اور بیچ آیۃ
حکمۃ بالغۃ اور بیچ آیۃ یس والقرآن الحکیم اور بیچ آیۃ کتاب احکمت آیاتہ اور انہین نامون سے
نام اسکا شفا اور رحمت ہی بیچ آیۃ وننزل من القرآن ما ہو شفاء ورحمۃ للمؤمنین اور انہین نامون سے نام اسکا
ہدی اور ہادی ہی بیچ اس آیۃ کے کہ ہدی للمتقین اور بیچ آیۃ ان ہذا القرآن یہدی للتی ہی اقوم
اور انہین نامون سے نام اسکا صراط مستقیم ہے بیچ آیۃ وان ہذا صراطی مستقیما اور انہین نامون سے
نام اسکا حبل اللہ ہے بیچ آیت واعتصموا بحبل اللہ جمیعا یعنی قرآن رسی خدا کی ہے مانند کمند

تنبیہ جاہلی
عبادت میں جاہلی
ہے عبادت میں
اخلاص بھی
شرط ہے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے
فرمایا اے سعو
یون پوجو جیسے
اسکو دیکھ رہے
تو رہے ہو
اگر نہیں ہو سکے
تو سمجھو وہ دیکھتا ہے

کی کہ اوپر بلند کوٹھے کے لٹکا دیوین تا کہ جو کوئی چاہے رسی کو ہاتھ مین پکڑ کے اوپر چڑھے اور ترقی حاصل کرے اور انہین نامون سے ہے نام اسکا روح بیچ آیۃ وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا اسواسطے کہ قرآن سبب زندگی روحون کا ہے جیسا کہ روح سبب زندگی بدنونکی ہے پس قرآن بمنزلہ روح روح کے ہوا اور انہین نامون سے نام اسکا قصص حق ہی بیچ آیۃ ان ھذا لھو القصص الحق اسواسطے کہ جو کوئی قصہ کو بیان کرتا ہے اکثر لغو اور باطل بھی اسمین ملا دیتا ہے سوائے امر کلام کے کہ کوئی چیز سوائے حق کے اسمین نہین ہے اور انہین نامون سے نام اسکا بیان اور تبیان اور مبین ہی بیچ آیۃ ھذا بیان للناس وتبیانا لکل شیئ وقرآن مبین اور انہین نامون سے نام اسکا بصائر ہے یعنی حجتین روشن بیچ آیۃ ھذا بصائر من ربکم اور انہین نامون سے نام اسکا قول فصل ہے بیچ آیۃ انہ لقول فصل اور انہین نامون سے نام اسکا نجوم ہے بیچ آیۃ فلا اقسم بمواقع النجوم اور انہین نامون سے نام اسکا مثانی ہے اسواسطے کہ اس مین قصے اور خبرین اور وعدہ اور وعید کو تکرار کیا ہی بیچ آیۃ مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم اور انہین نامون سے نام اسکا متشابہ ہے اسواسطے کہ ہر آیت اسکی متشابہ ہی آیت دوسری کے فصاحت اور بلاغت اور اعجاز اور لطف اسلوب مین اور انہین نامون سے نام اسکا برہان ہے بیچ آیۃ قد جاءکم برھان من ربکم اور انہین نامون سے نام اسکا بشیر اور نذیر ہے بیچ آیۃ قرآنا عربیا لقوم یعلمون بشیرا و نذیرا اور انہین نامون سے نام اسکا قیم ہے بیچ اول سورہ کہف کی اور انہین نامون سے ہی مہیمن درمیان سورہ مائدہ کے بیچ آیۃ مصدقا لما بین یدیہ من الکتاب ومھیمنا علیہ اور انہین نامون سے نام اسکا نور ہے بیچ آیۃ واتبعوا النور الذی انزل معہ اور انہین نامون سے نام اسکا حق اور حق الیقین ہے بیچ آیۃ یا ایھا الناس قد جاءکم الحق من ربکم اور بیچ انہ لحق الیقین اور انہین نامون سے نام اسکا عزیز ہے بیچ آیہ انہ لکتاب عزیز اور انہین نامون سے نام اسکا کریم ہے بیچ آیۃ انہ لقرآن کریم اور انہین نامون سے نام اسکا عظیم ہے بیچ آیہ ولقد آتیناک سبعا من المثانی والقرآن العظیم اور انہین نامون سے نام اسکا مبارک ہے بیچ آیۃ کتاب انزلناہ الیک مبارک اور انہین نامون سے نام اسکا نعمت ہی موافق تفسیر ابن عباس کے کہ نعمت کو بیچ آیہ واما بنعمۃ ربک فحدث قرآن کے ساتھ تفسیر فرمایا ہے اور بیان ان نامون کا انشاء اللہ تعالے

تفسیر جلیلی
سبب سے کبھی عجب نہ آجائے یعنی گویا بندہ عرض کرتا ہے کہ الٰہی تیری عبادت میں بھی تیری مدد درکار ہے کیونکہ وصال کیلئے محبوب کی مدد ضرور ہے ف خدا کے سوا دوسرے سے اسطرح پر مدد چاہنا کہ اسی پر پورا بھروسا کر لیا جائے اور یہ نہ سمجھنا کہ حقیقت میں یہ کام پایہ اتمام خدا کے حکم سے ہے حرام ہے اور اگر بندے کا وسیلہ جان خدا کی طرف

لہ خود بینی

بیچ مقام اپنے کے آوے گا اور یہ کتاب اس سبب سے اصل لازم الاتباع محکم ہوئی کہ لاریب فیہ
یعنی کچھ تھوڑا شبہہ کی اسمین گنجایش نہین بسبب اسکے کہ خود یہ کتاب اوپر مطلبون اپنے کے دلیلین
روشن قائم کرتی ہے اور شبہات کو ساتھ بیان شافی کے دفع کرتی ہے پھر تائید کی گئی ساتھ اعجاز
کے ہی کہ بیچ دور کرنے شبہون منکرون کے سیف قاطع ہے پھر کتابون الٰہی نے کہ پیشتر اسکے نازل
ہوئی ہین اور نزدیک گروہ ہون خلقت کی وحی ہونا انکا مسلم الثبوت ہے تصدیق اسکی کی ہے پھر
کشوف اولیا کے اور صاحب مجاہدات حق کی مطابق اس کتاب کے ہوئے ہین بعد نازل ہونے اسکے
کے بلکہ صدق کشوف کا بسبب مطابقت اسکیکے جانا جاتا ہی اور ایسی دلیلین عقلی کم ہین کہ معارضون
اور مناقضون اور نقضون سے خالی ہون پس لائق اسکے نہین ہین کہ اصل محکم لازم الاتباع انکو
کیا جاوے اور دلیلین نقلی کہ ماخوذ اور کتابون سے ہین احتمال تحریف کا رکھتی ہین اور وہ دلیلین
کہ ماخوذ انبیا سابقین علیہم السلام سے ہین بسبب منقطع ہونے سند کے اور پھیل جانے جھوٹ اور
بہتان کے امتون انکی مین محل اعتماد کی نہین ہین اور باوجود اسکے جو عاوم سچے اور معارف یقینی کہ پہلی
کتابون الٰہیہ اور خبرون گذری ہوئی نبیون مین پراگندہ اور متفرق تھے اس کتاب مین ایک جگہ جمع ہین پس
اتباع اس کتاب کا گویا اتباع تمام کتابون الٰہیہ اور تمام انبیاؤن سابقین کا ہے بمنزلہ اسکے کہ کتاب متاخر
ہر فن کی شامل اوپر خلاصہ کتابون پہلی اس فن کے ہوتی ہے اور وہ ایک کتاب مطالعہ کرنیوالے
اپنے کو سب کتابون پہلی سے بےپرواہ کرتی ہے اور جب یہ کتاب اصل لازم الاتباع محکم ہے پس
هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یعنی ہدایت ہے واسطے متقیون کے اسواسطے کہ متقی نام اس شخص کا ہے کہ اپنے
تئین نگاہ رکھے اس چیز سے کہ اسکو ضرر کرتی ہے آخرت مین خواہ وہ چیز اعتقاد بد ہو یا خلق
بد ہو یا عمل بد ہو اور پہچان مضرتون آخرت کی خواہ اعتقاد ہو خواہ اخلاق خواہ اعمال بدون
اس اصل محکم لازم الاتباع کے متصور نہین بیچ اس جگہ کے جاننا چاہئے کہ تقوے کی شرع بیچ تین
مرتبہ مقرر کئے ہین مرتبہ پہلا اپنے تئین عذاب ہمیشگی سے بچانا ہے اور یہ ادنے مراتب تقوی کا ہے
کہ بسبب دور رکھنے کے نفس اپنے کو انواع شرک سے حاصل ہوتا ہے اور ساتھ اس معنے کے ہے
بیچ آیت والزمہم کلمۃ التقوی مرتبہ دوسرا اپنے تئین گناہون سے دور رکھنا ہے اور ساتھ اس
معنی کے ہی قولہ اهل التقوی واهل المغفرة اور اصطلاح اہل شرع مین اسی مرتبہ کا تقوی نام رکھتے ہین

مرتبہ تیسرا یہ کہ شبہون سے بھی آپکو نگاہ رکھے اور بعضے مباحات سے بھی کہ گناہ کی طرف لیجاوین
پرہیز کرے اور باطن اپنے کو غیر حق کی طرف میل کرنے سے بچاوے اور بالکلیہ ساتھ تمام
اعضا اور جوارح کے متوجہ طرف جناب خالق کے ہو اور اس مرتبے کو تقوی حقیقی اور مرتبہ
ولایت کا کہتے ہین اور طرف اسی مرتبہ کے اشارہ ہے بیچ آیت واتقوا اللہ حق تقاتہ
اب تھوڑی سی علامتین اور شرطین متقیون کی کہ بیچ حدیثوں صحیحہ اور آثار صحابہ اور
تابعین رضی اللہ عنہم کے وارد ہوئی ہین ذکر کرتے ہین تا کہ فی الجملہ معنی متقی اور تقوے
کے ذہن مین جگہہ پکڑین ابن ابی حاتم معاذ بن جبل رض سے روایت کرتے ہین کہ آدمیون کو
قیامت کے دن ایک بڑے میدان مین قید کر دینگے پھر ایک منادی ندا کریگا کہ متقین کہان ہین
اس آواز کے سننے سے متقی اُٹھین گے اور بیچ سایہ پروردگار کے متصل مقام تجلی الٰہی کے
ہونگے اس طرح پر کہ شان اُس تجلی کی ایک لمحہ اُن سے محجوب اور پوشیدہ نہو گی آدمیون نے
پوچھا کہ متقی کونسے فرقے ہین معاذ بن جبل رض نے کہا کہ وہ ہین کہ اُنھون نے انواع شرک اور بت
پرستی سے آپکو بچایا اور عبادتون اپنی کو خالص واسطے خدا کے کیا اور امام احمد اور ترمذی اور اور
محدثون معتبر نے عطیہ سعدی رض سے کہ صحابی ہین روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
تھے بندہ ساتھ اسدرجہ کے نہین پہونچتا ہے کہ متقیون سے شمار کیا جاوے یہانتک کہ چھوڑ دے
اور ترک کرے اُن چیزون کو کہ کوئی خطرہ شرعی بھی اُن مین نہین بسبب خوف اسی کے کہ اُن
چیزون کے کرنے سے کوئی حرام سرزد نہو جاوے اور اک دن ابوہریرہ رض سے ایک شخص نے
معنی تقوی کے پوچھے ابوہریرہ رض نے کہا کہ کبھی ایسے رستہ مین چلا ہے تو کہ کانٹون سے پر ہو اس شخص
نے کہا ہان انحضرت نے فرمایا کہ ایسے راستہ مین تو کسطرح کرتا تھا کہا جس جگہ کہ مین کانٹا دیکھتا تھا
اُس سے ایک طرف کو ہو جاتا تھا اور راہ دوسری لے لیتا تھا ابوہریرہ رض نے کہا یہی حقیقت تقوی کی ہے اگر مقدمات
دین مین بھی ایسی ہی چال تو اختیار کرے البتہ متقی ہو جاوے اس حکایت کو ابن ابی الدنیا نے کتاب
التقوی مین روایت کیا ہے اور بھی اس کتاب مین حضرت حسن بصری رض سے لائے ہین کہ مازالت التقوی
بالمتقین حتی ترکوا کثیرا من الحلال مخافۃ الحرام یعنی ہمیشہ تقوی باقی رہیگا ساتھ متقیونکے یہانتک کہ چھوڑ دینگے
بہت حلالون کو بسبب خوف حرام کے اور بھی عبداللہ بن مبارک سے لائے ہین کہ اگر کوئی شخص سو

گناہون سے بچے اور ایک گناہ سے پرہیز نکرے متقیون سے شمار نہوا اور عون بن عبداللہ سے لائے ہین کہ
تمام تقوی یہ ہی کہ بندہ ہمیشہ ڈھونڈنے والا تقوے کی شرطون کا رہے اور او پر دانست اپنی کے کفایت
نکرے جیسا کہ نگاہ رکھنے والا صحت کا اور ڈرنیوالا بیماری سے ہمیشہ ڈھونڈنے والا معرفت اسباب مرض کا
رہتا ہی اور او پر دانست اپنی کے کفایت نہین کرتا ہے اور بھی امام مالک رض سے روایت کی ہی کہ وہب
بن کیسان کہتے تھے کہ عبداللہ بن زبیر نے ایک شخص کو بطریق نصیحت کے یہ عبارت لکھی ہی اما بعد فان
لاھل التقوی علامات یعرفون بہا ویعرفونہا من انفسہم صبر علی البلاء ورضی بالقضاء والشکر
للنعماء وذل لحکم القرآن اور بھی ابن مبارک سے لائے ہین کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان ع
کو فرمایا کہ او پر تقوے آدمی کے تین نشانیون سے دلیل پکڑی جاوی اول ساتھ کمال توکل اسکے
اوپر خدا کے ہر چیز مین کہ آگے اسکے آوے دوسرے ساتھ حسن رضا کے بیچ اس چیز کے کہ اسکو عنایت
ہوئی تیسرے ساتھ حسن زہد کے بیچ اس چیز کے کہ اس سے فوت ہوئی اور بھی سعید مقبری سے
لایا ہی کہ ایک شخص آگے حضرت عیسی علیہ السلام کے آیا اور کہا یا معلم الخیر مجکو نشان دے کہ
متقی کیونکر ہوسکے فرمایا کہ یہ امر بہت آسان ہی ساتھ تمام دل اپنے کے محبت خدا کی بجالا اور
بقدر قوت استطاعت اپنی کے واسطے اسکے عمل کر اور او پر ہم جنس اپنے کے ایسی رحمت کر جیسی کہ
او پر جان اپنی کے رحمت کرتا ہے تو اس نے کہا کہ ہمجنس میرا کون ہی فرمایا تمام بنی آدم اور جو چیز
کہ تجکو خوش نہ آوے کہ میرے ساتھ کیجاوے تو وہ چیز اور کے ساتھ مت کر اگر یہ سب کام کرے تو حق
تقوے کا بجالاوے اور سہم بن منجاب سے لائے ہین کہ کمال تقوی یہ ہے کہ زبان تیری ہمیشہ
ذکر خدا سے تر ہو اور عون بن عبداللہ سے لائے ہین کہ ابتداء تقوے کی حسن نیت ہی اور انتہاے تقوے کی
توفیق اور بندہ کے تئین درمیان اس ابتدا اور انتہا کے بہت ہلاکت کی جگہ اور شبہہ بہت درپیش لئے
ہین اور نفس ایک طرف سے اپنی طرف کھینچتا ہی اور شیطان کہ دشمن مکار ہی ایک آن غفلت نہین
رکھتا ہی اور محمد بن یوسف فریابی سے لائے ہین کہ مینے ایک دن سفیان ثوری کو کہا کہ نام تمہارا
آدمیون مین ساتھ اس مرتبہ کے مشہور ہے کہ ہر مقدمہ مین سفیان ثوری سفیان ثوری کہتے ہین اور تمکو دیکھا مین نے
کہ رات کو خواب مین گذارتے تھے فرمایا کہ خاموش ہو مدار اس امر کا او پر تقوی کے ہی اور بھی روایت لائی
ہین کہ ایک شخص حکیمون اس زمانہ کے سے پاس عبدالملک بن مروان کے آیا عبدالملک نے اس سے

پوچھا کہ وصف متقی کے کیا ہین جب اُس حکیم نے کہا کہ متقی وہ مرد ہے کہ خلقت کو چھوڑ کر اُس نے خدا کو اختیار کیا اور دنیا کو چھوڑ کر آخرت اختیار کی اور مطلبون اور خواہشون سے ہاتھ دھویا ہوا اور دل کی آنکھ سے روح کے بلند مرتبون کو دیکھ کر اُن مرتبون کی طرف متوجہ ہوا اور آدمی سوئے رہتے ہین اور وہ ترقی کے غم مین بیدار رہتا ہے تحفہ اُسکی قرآن اور ورد اُسکی حکمت اور نصیحت کی باتین دنیا کو اُسکے بدلے مین پسند نہین کرتا اور کوئی لذت سوا اسکے نہین جانتا حاضرین مجلس سے کہ اکثر بڑے بڑے تابعین تھے ان کلمون کو نہایت پسند کیا اور بھی قتادہ سے لائے ہین کہ جسوقت حق تعالے نے بہشت کو پیدا فرمایا ارشاد کیا کہ کچھ کہہ بہشت نے کہا طوبیٰ[1] للمتقین اور مالک بن دینار[2] لائے ہین کہ تمام قیامت شادی کتخدائی متقیون کی ہی اور بھی محمد بن یزید رحبی سے لائے کہ ایک دن ابو درداء کو کہا تھا کہ کوئی شخص انصار مین سے ایسا نہین کہ شعر کہے کیا سبب ہے کہ تم شعر نہین کہتے ابو درداء نے کہا کہ مین بھی شعر کہتا ہون لیکن قابل اُسکے نہین کہ شاعرون کی مجلس مین وہ شعر پڑھا جاوے بلکہ کہا کہ مجکو کچھ سنواو یہ دو بیتین پڑھین [شعر] یرید[3] المرء ان یعطے مناہ + ویابی اللہ الا ما ارادا + یقول المرء فائدتی وذخری + وتقوی اللہ افضل ما استفادا[4] اور ابن ابی حاتم معاذ بن جبل سے لائے ہین کہ مدار کار دیار بہشت کا اوپر چار فرقون کے ہے اول متقین بعد اسکے شکر گذار بعد اُسکے ڈرنے والے بعد اُسکے اصحاب الیمین[5] اور ابن ابی شیبہ اور ابو نعیم حلیۃ الاولیاء مین میمون بن مہران سے روایت کرتے ہین کہ کوئی شخص متقیون کے درجہ کو نہین پہنچتا ہی یہانتک کہ ساتھ نفس اپنے کے ہر روز محاسبہ سخت کرتا رہے جیسا کہ کوئی اپنے شریک کے ساتھ محاسبہ کرتا ہے تاکہ جانے کہ کھانا میرا کہان سے ہی اور پہننا میرا کہان سے ہی اور پینا میرا کہان سے ہی حلال سے یا حرام سے اور اس جگہ مین ایک اشکال ہے کہ مفسرین اُسکو ذکر کرتے ہین اور پوچھتے ہین کہ ہدایت مناسب گمراہون کے ہی پس ظاہر ایسا تھا کہ ھدی للضالین فرماتے متقیون کے واسطے کہ علامتین اسلام کی اور شرطین ایمان کی خوب طرح سے جانکر برسون اور عمرون اس راہ مین چلے ہین اور نشیب اور فراز اسکے کو طے کیا ہے ہدایت کے کیا معنی کہ تحصیل حاصل کی ہے اور وہ باتفاق عقلاء کے باطل جواب اس اشکال کا یہ ہے کہ معنی ہدی للمتقین کے یہ نہین کہ یہ کتاب پیچھے متقی ہو جانے کے اُنکو ہدایت کرتی ہے بلکہ معنی اسکے یہ ہین کہ کوئی متقی بغیر ہدایت قرآن کے متقی نہین ہوا اور بغیر رہنمائی اس کتاب کے اُس نے راہ نپایا جیسا کہ کہتے ہین یہ دایہ دودھ پلانے والی اس جوان کی ہی حال آنکہ جوانی کے وقت مین

[1] یعنی خوشوقتی ہے واسطے متقیون کے ۱۲
[2] یعنی بہت آدمی کردی جاوین
[3] آرزو کرتا ہے مرد یہ کہ دیا جاوے آرزوئین میری اور نہین کرتا ہے اللہ مگر جس چیز کو چاہا اُس نے
[4] کہتا ہے آدمی فائدہ میرا اور ذخیرہ میرا اور تقوی بہتر ہے سب چیزون سے کہ حاصل ہوتی ہین ۱۲
[5] اور ان کا ذکر آگا ہے

دودہ پلانا درکار نہین بلکہ دودہ پلانا لڑکپن کی حالت مین ہوتا ہے نہ جوانی کی حالت مین لیکن ہرگاہ کہ
جوانی بسبب دودہ پلانے اُسکیکے حاصل ہوئی کہہ سکتے ہین کہ شیر دینے والی جوان کی ہے اور صاحب کشاف
نے اور طور کے ساتھ تقریر اس معنی کی کی ہے اور کہا ہی کہ ھدی للمتقین اس قبیلہ سی ہی کہ من قتل
قتیلا فلہ سلبہ ساتھ اس معنی کے کہ یہ کتاب ہدایت ہے واسطے اُن گمراہون کے کہ آخر کو
ساتھ درجے تقوے کے پہنچینگے اور بیضاوی نے کہا ہے کہ ہرچند ہدایت قرآن کی عام ہی ہر مسلمان
اور کافر کو چنانچہ دوسری جگہ مین فرمایا ہے کہ ھدی للناس لیکن انتفاع ساتھ ہدایت قرآن کے
خاص نصیب متقیون کے ہی اور بس اور امام رازی نے فرمایا ہے کہ مراد متقیون سے وہ آدمی ہین کہ ارادہ
شناخت خدا کا بے تعصب اور سخن پروری کے اُنکے دل مین محکم ہوگیا اور عقل اور فہم اُنکا زنگ
تقلید باپ دادون سے اور بزرگون اپنے کیسے صاف ہو ایسی ہی جماعت ہے کہ ساتھ ہدایت قرآن
کے راہ پایا ہوئی نہ وہ آدمی کہ عقل اُنکی آفت ناک ہو آئینہ دل اُنکے کا زنگ آلودہ ہو اور اس معنی کو تشبیہ
دی ہے ساتھ غذائے صالح کے کہ موجب حفظ صحت کی ہوتی ہی لیکن بشرط حصول اصل صحت کے
ورالا غذائے صالح اگر ایسے بدن مین جاوے کہ بھرا ہوا ہے اخلاط فاسدہ سے ہرگز مفید نہو بلکہ باعث زیادتی
مرض کا ہو اور قرآن مجید مین بھی طرف اس تحقیق کے اشارہ ہی اس آیت مین وننزل من القرآن
ما ھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین ولا یزید الظالمین الا خسارا یعنی ہم اُتارتے ہین قرآن
مین اس چیز کو کہ جس سے بیماریان اچھی ہوتی ہین اور رحمت ایمان والون کو اور
نہین بڑھتا ہے گنہگارون کو مگر نقصان اور بیچ اس آیت کے یضل بہ کثیرا و
یھدی بہ کثیرا وما یضل بہ الا الفاسقین ۞
اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ آدمی باعتبار انجام کام اپنے کے سات گروہ ہین اسواسطے
کہ نص قرآنی مین آدمی یا شقی ہے یا سعید قال اللہ تعالیٰ فمنھم شقی و سعید اور اشقیا
کا اصطلاح قرآن مین اصحاب الشمال اور اصحاب المشأمہ نام رکھا ہے اور اُن کے دو گروہ
ہین اول مطرودین کہ جن کے حق مین فرمایا ہے ولقد ذرأنا لجھنم کثیرا من الجن
والانس لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اذان
لا یسمعون بھا اولئک کالانعام بل ھم اضل اولئک ھم الغفلون ٥

یعنی اور تحقیق پیدا کیے ہمنے واسطے دوزخ کے بہت آدمی اور جن کہ واسطے انکے ایسے دل ہین کہ نہین
سمجھتے ہین اُنسے اور آنکھین اُنکی ایسی ہین کہ نہین دیکھتے ہین اُن سے اور کان اُنکے ایسے ہین کہ نہین سُنتے
ہین اُنسے وے مثل چوپایون کے بلکہ اُنسے بھی زیادہ بے راہ ہین وہی لوگ ہین غافل اور یہ گروہ حقیقت مین
خارج انسانیت سے ہین گو بصورت انسان کی ہون بیت اینکہ می بینی خلاف آدم اند نیستند
آدم خلاف آدم اند اسواسطے کہ باعتبار اصل فطرت کے قابل نور آلہی کے نہین ہین پیدایش ان کی
محض واسطے بہر کرنے دوزخ کے ہے کہ ہؤلاء خلقتہم للنار ولا ابالی یعنی ان لوگون کو پیدا کیا مین نے
واسطے آگ کے اور نہین پرواہ ہی مجکو اور دوسرے منافقین کہ اصل مین استعداد قبول کرنے نور آلہی
کی رکھتے تھے مگر بسبب کسب کرنے خصائل قبیحہ اور اختیار کرنے گناہون اور مشغول ہونے اعمال
بہیمیہ اور سبعیہ اور مہارت کرنے فریبون شیطانیہ کے تاریکی اور سیاہی انکے دلون مین پھیلی
اور محکم ہوئی اور رفتہ رفتہ زنگ بیٹھ گیا حالت اس گروہ کی بدتر فریق اول سے ہے اسواسطے کہ
استعداد اصلی انکی مخالف حال اُنکے ہوگئی اور اسی واسطے انکے حق مین وارد ہی کہ ان المنافقین
فی الدرک الاسفل من النار ۝ اور سعید کی شرع مین دو قسم فرمائی ہین ایک قسم سابقین اور مقربین
ہین اور دوسری قسم اصحاب الیمین اور مقتصدین اور اصحاب المیمنہ اور اس گروہ کی تین قسمین
ہین ایک فرقہ اہل فضل اور ثواب کا ہی کہ ایمان اور عمل صالح ساتھ امید فضل اور ثواب آلہی کے بجالائے
اور وجدوا ما عملوا حاضرا ط و لکل درجات مما عملوا ط یعنی پاوینگے جو کیا ہی سامنے اور
واسطے ہر شخص کے درجے جدے جدے ہین بسبب اعمال اپنے کے اُنکے حال کا بیان ہے اور
ایک فرقہ اہل عفو کے ہین کہ خلطوا عملا صالحا وآخر سیئا عسی اللہ ان یتوب علیہم یعنی ملایا اُنھون نے
عمل نیک اور عمل بد شاید کہ اللہ معاف کرے اُنکو اور عفو کے دو طریق ہین اول یہ کہ بسبب قوت
اعتقاد صحیح کے اور نہ تاثیر کرنے برائیون کے بیچ جوہر قلب کے بے توبہ اور بے شفاعت اور
بغیر عذاب کے گناہ اُنکے معاف ہوجاوین دوسرے یہ کہ بیچ مقابلہ ہر عمل اُنکے کے توبہ
ہوتی رہے اور بجاے عمل کے وہ توبہ اُنکے صحیفہ اعمال مین لکھی جاوے فاولئک یبدل اللہ
سیئاتہم حسنات یعنی سو انکو بدل دیگا اللہ برائیون کی جگہ بھلائیان اور ایک گروہ انہین سے
ایسے ہین کہ بقدر گناہون اپنے کے معذب ہونگے یہانتک کہ ساتھ شفاعت انبیا اور علما اور شہدا اور

مانکہ کی نجات پاوین اور انکو اہل عدل اور اہل عقاب نام رکھتے ہین والذین ظلموا من ھؤلاء
سیصیبھم سیئات ما کسبوا یعنی جو گنہگار ہین انہین سے اُنپر پڑینگی برائیان جو کمائی ہین
بیان حال اُنکے کا ہے ومنہم ظالم لنفسہ بھی عنوان انکا ہی اور سابقین مقربین بھی دو فرقے ہین کہ
عبارت شرع مین فرقہ اول کو مجتبی اور فرقے دوسریکو منیب کہتے ہین چنانچہ بیچ آیۃ اللہ یجتبی الیہ
من یشاء ویہدی الیہ من ینیب کے طرف اس نام کے اشارہ فرمایا ہی یعنی اللہ چن لیتا ہی اپنی طرف جسکو چاہے اور
راہ دیتا ہی اپنی طرف جو رجوع لاوے اور اہل سلوک کی اصطلاح مین ان دونون فرقونکو محبوبین اور محبین
نام رکھتے ہین اور مجذوبین اور سالکین جانتے ہین پس محبین وہ آدمی ہین کہ اول مجاہدہ اور انابت
اختیار کرتے ہین اُس کے بعد رستہ معرفت کا اُنکے اوپر کھولا جاتا ہے اور محبوبین وہ آدمی ہین کہ اول اُنکو
مقبول کر کے معرفت حاصل کروادی بعد اُسکے اُنکے تئین شوق مجاہدہ اور انابت کا دل مین پڑا
اور ان دونون فرقون کو اہل اللہ کہتے ہین چنانچہ تینون فرقے اصحاب الیمین کو اہل آخرت کہتے ہین اور
دونون فرقون اشقیا کو اہل دنیا نام رکھتے ہین جب کہ یہ تفصیل ذہن نشین ہوئی پس چاہیے جاننا کہ قرآن
مجید پہلے فرقے کے اشقیا کو ہدایت نہین کرتا ہی اسواسطے کہ قبول کرنا ہدایت کا اُن سے محال ہی بسبب اسکے
کہ استعداد قبول کرنے اسکی نہین رکھتے ہین اور بمنزلہ شیاطین کے ہین اور ایسا ہی فرقے دوسریکو
بھی ہدایت نہین کرتا ہی اسواسطے کہ استعداد اُنکی بعد موجود ہونیکے دور ہوئی اور صورت معنوی اُنکی مسخ
ہوگئی جیسا کہ گندم کھانے کی اصلاح نہین کرسکتے پس ہدایت قرآن شریف کی خاص ہوئی واسطے پانچ
فرقون اخیرہ کے کہ لفظ متقین کا اُنکو شامل ہے اور وہ کہ بعضے ناواقف گمان کرتے ہین کہ ایک
فرقہ سابقین مقربین سے کہ محبوبین ہین اور جذب الٰہی نے اُنکو شناسائی معرفت کی عنایت فرمائی
کسواسطے محتاج طرف ہدایت قرآن کے ہون پس گمان اُنکا باطل ہی اسواسطے کہ محبوب بھی محتاج طرف
ہدایت کتاب کے ہی بعد جذب اور وصول کے تاکہ سلوک فی اللہ کرے جیسا کہ قرآن مجید مین طرف اس
معنی کے اشارہ فرمایا ہے کہ کذلک لنثبت بہ فؤادک - و کلا نقص علیک من انباء الرسل
ما نثبت بہ فؤادک یعنی جو چیز کہ بیان کرتے ہین ہم اوپر تیرے خبرون رسولون کی سے وہ شے کہ
ٹھیرتے ہین بسبب اسکے دل تیرے کو البتہ فرق درمیان محبوب اور محب کے وہ ہی کہ محب محتاج کتاب کی
ہدایت کا ہوتا ہی پہلے وصول کے اور پہلے جذب سے اور بعد اسکے بھی تاکہ سلوک الی اللہ اور فی اللہ کرے

تفسیر نیکلی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ولا الضالین کے بعد آمین ایسی آواز سے فرماتے کہ اول صف والے جو قریب ہوتے سن لیتے (د) اور مسجد میں گونجناہٹ سی آواز ہوجاتی (ر) (جر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اور محبوب بعد جذب کے محتاج ہدایت کا ہوتا ہی اور اوپر اس تقریر کے متقی اس جگہ قریب معنی لغوی اپنے کے ہی یعنی جو کوئی کہ اوپر استعداد صحیح کے باقی رہا ہوا اور زنگ شرک اور شک اور ظلمت ہمیشگی محبت گناہوں کی سے آئینہ فطرت اسکی کا برہم نکیا ہو پس یہ تقوی مقدم اوپر ایمان کے ہی چنانچہ دوسرے مرتبے تقوی کے ایمان سے متاخر ہین پس معلوم ہوا کہ تقوی بیچ عرف شرع کے کئی معنی پر بولا جاتا ہی کبھی ساتھ معنی ایمان کے آتا ہی جیسا کہ بیچ آیۃ والزمہم کلمۃ التقوی یعنی اور لگار کھا انکو تقوی کی بات پر اور کبھی ساتھ معنی توبہ کے آتا ہی جیسا کہ بیچ آیہ ولو ان اهل القری امنوا واتقوا کبھی ساتھ معنی طاعت کے آتا ہے جیسا کہ بیچ آیۃ ان انذروا انہ لا الہ الا انا فاتقون ط اور کبھی ساتھ معنی ترک گناہ کے جیسا کہ بیچ آیت واتوا البیوت من ابوابها واتقوا الله اور کبھی ساتھ معنی اخلاص کے جیسا کہ بیچ آیۃ فانها من تقوی القلوب اور بیچ فضائل تقوی کے وہ چیز کہ قرآن مجید مین وارد ہی یہ ہی ان الله مع الذین اتقوا - وتزودوا فان خیر الزاد التقوی - ان اکرمکم عند الله اتقاکم اور حدیثوں مین فضائل تقوی کے بیشمار ہین اور لطائف اس مقام سے یہ ہی کہ جسوقت اس آیۃ کو ملاحظہ کرین کہ هدی للمتقین اور ہمراہ اس آیت کے دوسری آیت بھی نظر مین لاوین کہ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس صریح معلوم ہووے کہ ناس منحصر متقیوں مین ہین یعنی آدمی یہی ہین اور باقی آدمی کالانعام ہین یعنی مثل چارپایوں کے باقی رہا اس جگہ ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ تمام قرآن کی تعریف ساتھ ہدایت کے کیونکر درست ہو حالانکہ قرآن مین مجملات اور متشابہات بھی موجود ہین کہ تعین مراد کا اسے نہین کر سکتے مگر ساتھ عقل کے اور جب عقل دخیل ہوئی پس ہدایت شان عقل کی ہوئی نہ شان قرآن کی اور اسی واسطے تمام فرقے اسلام کے خواہ اہل حق ہون خواہ باطل قرآن کے ساتھ حجت پکڑتے ہین اور بھی بیچ روایت صحیحہ کے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے وارد ہو کہ جب حضرت ابن عباس رض کو واسطے مناظرہ خارجیون کے بھیجتے تھے فرماتے کہ علیک بالسنۃ فان القرآن ذو وجوہ یعنی لازم پکڑ سنت کو اسواسطے کہ قرآن صاحب بہت وجوہ کا ہے اور اگر قرآن ہی ہادی ہوتا تو حضرت علی اسطرح کیون فرماتے اور بھی بعضے مسائل اعتقادیہ ایسے ہین کہ ثبوت ہدایت قرآن کا ان کے اوپر موقوف ہے ساتھ دلیل عقلی

تفسیر عیلی

جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی اس کے اگلے گناہ بخشے جاوینگے (ت) اور ایک روایت مین ہے کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو خدا تمہاری دعا قبول کریگا (م) اور ایک روایت مین ہے کہ جب

کے جیسے کہ مباحث ذات اور صفات اور نبوت کی پس معرفت ذات اور صفات اور معرفت نبوت
مین ہدایت قرآن کی نہ پائی گئی اور اگر انہین بھی ہدایت قرآن کی کہی جاوے دور لازم آجاوے
پس لازم آیا کہ قرآن مطلقا ہادی نہوا جواب اس کا یہ ہے کہ ہدایت قرآن کے معنی
یہ نہین کہ فقط قرآن کے ساتھ الزام مخالف کو دے سکین بلکہ معنی اسکے یہ ہین کہ اسکے
سبب سے تامل کرنے والے کو حقائق نفس الامریہ منکشف ہوجاتے ہین اور مجملات اور متشابہات
قرآن کے بعد رجوع کرنیکے طرف محکمات کے موجب زیادتی انکشاف کے ہوتے ہین یا بسبب
فقط ایمان لانے کے ساتھ مدلول اُن مجملات اور متشابہات کی ترقی درجۂ ایمان کی ہوتی ہے
اور یہہ بھی ایک قسم کی ہدایت ہے اور لازم سائل پر بھی کہ قرانیت قرآن کی موقوف اوپر انکے
ہے ہدایت قرآن کی باطل نہین ہوتی ہے بلکہ اُن مین ہدایت باعتبار اسکے ہے کہ جو مطلب
عقل سے ثابت ہوتا ہے بسبب قرآن کے وہ محکم اور قوی ہوجاتا ہے اسواسطے کہ دلائل
اُسکے بین اسوقت وہم دخل نہ دے گا گو اصل مطلب کا ثبوت قرآن کے اوپر موقوف نہ ہو
اور یہ بھی نوع عمدہ ہے ہدایت سے اور علاوہ اسکے یہ ہے کہ لفظ ہدی للمتقین کا دلالت
اوپر اسکے نہین کرتا ہے کہ ہر چیز اُسکی واسطے ہر متقی کے ہدایت ہو تاکہ محذور لازم آوے بلکہ
معنی اُسکے یہ ہین کہ تمام قرآن واسطے تمام افراد متقیون کی ہدایت ہے علی حسب تفاوت دراجاتہم
فی الفہم والاستنباط اور علما کو ہدایت کے معنی مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ حقیقت
ہدایت کی محض مطلب کی طرف راہ دکھلاتا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ ہمراہ اسکے پہونچانا
طرف مطلب کے ضرور ہے اور تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ ہدایت اور تعلیم اور ارشاد
اور انذار اور مانند ان الفاظ کے کبھی بیچ معنی فاعل کے مستعمل ہوتے ہین اگرچہ اثر
اس کا مفعول مین ظاہر نہوا اور اسی قبیل سے ہے اما ثمود فہدیناہم فاستحبوا العمی
علی الہدیٰ یعنی اور ثمود پس ہدایت کردی ہم نے اُنکو یعنی رستہ دکھلادیا پس
اختیار کیا اُنھون نے گمراہی کو اوپر ہدایت کے اور کبھی ساتھ معنی تاثیر فاعل کے کہ
منفعل مین پائی جاوے مستعمل ہوتے ہین جیسا کہ کہین ہدیٰہ اللہ فاہتدی مثل احییٰ اماتہ
اور دونون معنی حقیقی ہین بلکہ عند التفتیش ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مآل دونون معنون کا ایک

تقسیم متکلمین میلادون سے نبیوں آ زمین اسکے بعد آمین سے جیسے (رب) اسلیے رب اور دین مین ہے کہ اسکا پانے ضرورت ہو دین نہین جسکی نوبت کر سکی بات بیان ہے نبی اور دین دین ہو سکتے ہیں نہ علم اور زمین پر کو کو دین ہے ضرور نے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تمام ہوئی [illegible]

چیز ہے اسواسطے اگر تاثیر فاعل کی نسبت طرف تفاعل کے اعتبار کریں اور منفعل میں تاثیر اس کی کا اعتبار نکریں تو معنی اول ہیں اور اگر اُسی تاثیر کو منفعل میں اعتبار کریں تو معنی دوسرے ہیں اور دونوں معنوں کے اعتبار سے صفت خدا کی بھی ہوتی ہے اور صفت قرآن کی بھی اور اور پیغمبروں اور مرشدونکی بھی لیکن پیدا کرنا اہتدا کا خاص ساتھ حضرت حق کے ہے مگر پیدا کرنا اہتدا کا معنی حقیقی ہدایت کی نہیں حاصل یہ ہے کہ علامت ہدایت پانے کی ساتھ قرآن کے یہ ہے اور یہی علامت تقوی کی ہے کہ آدمی پہلے اعتقادوں اپنے کو صحیح کرے پھر اعمال جوارح اپنے کو مطابق امر اور نہی قرآن کی عمل میں لاوے پھر اخلاق خبیثہ کو کہ روح کے واسطے مرض مہلک ہیں ترک کرے اور درست کرنا اعتقادوں کا سوائے اجتناب کے شبہوں واہیہ اور دخل وہم کے سے متصور نہیں اور اسی واسطے متقین وہ آدمی ہیں کہ اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ یعنی وہ جماعت کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ غیب کے اور غیب نام اُس چیز کا ہے کہ ادراک حواس ظاہرہ اور باطنہ سے خارج ہو جیسا کہ ذات اور صفات پروردگار کی اور فرشتے اور روز آخرت اور وہ چیز کہ اُسدن میں ہوگی اور تقدیرات الٰہی اور کتابیں الٰہی باعتبار نسبت اُنکی کے طرف خدا کے اور ایسے ہی تمام پیغمبر علیہم السلام ساتھ اس حیثیت کے اور ایمان بالغیب کو اس جہت سے بیچ علامات متقیوں کے اعتبار فرمایا ہے کہ جو چیزیں محسوسات میں سے ہیں خواہ حواس ظاہری سے مدرک ہوں خواہ حواس باطنی سے آدمی کو اُن کی تصدیق کرنے میں اختیار نہیں بلکہ خود بخود تصدیق اُن کی کرتا ہے پس یہ علامات اتقیا کی نہیں ہو سکتی۔ اور ہدایت قرآن کی اس باب میں اس طرح ہے کہ قرآن کے سبب سے اوپر حقائق اور تفاصیل ان امور کے زیادہ اطلاع ہوتی ہے اور مسائل مقصودہ عقائد کے یہی امور ہیں جس وقت ان امور کے ساتھ تمام حقائق اور تفصیلوں کی کہ کلام اللہ میں وارد ہیں تصدیق کریں جزو اعظم تقوے کا کہ درست کرنا اعتقادوں کا ہے حاصل ہوا اور ہر چند جو ایمان کہ اس جگہ مذکور ہے ایمان لغوی ہے بمعنی تصدیق کے لیکن معمول مفسرین کا اس مقام میں بیان کرنا حقیقت ایمان شرعی کا ہے اور اقوال رطب و یابس معتزلہ

تفسیر تعلیمی

نماز اور دعا میں آمین کہنا ایسی چیز دی گئی جو پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئی ... البتہ دعا کرتے اور ہارون آمین کہتے ... تم دعا کو ... تمام کیا کرو ... اس سے خدا تمہاری دعا قبول کرتا ہے

اور خوارج اور زیدیہ اور کرامیہ کے نقل کرکے دماغ سننے والے کا پریشان کرتے ہین اور
جس قدر کہ منقح ہے یہ ہے کہ ایمان عرف شرع مین عبارت تصدیق سے ہے یعنی مان لینا اور یقین
کرنا اُس چیز کا کہ یقینا معلوم ہے کہ یہ چیز دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سے ہے اسواسطے
کہ ایمان کو جا بجا قرآن مین کار دل کا فرمایا ہے ایک جگہ آیا ہے قلبہ مطمئن بالایمان اور ایک جگہ
فرماتے ہین کتب فی قلوبہم الایمان اور ایک جگہ ولما یدخل الایمان فی قلوبکم اور ظاہر ہے کہ کام دل کا
یہی تصدیق ہے اور بس اور کبھی ایمان کو عمل صالح کے ساتھ ملایا ہے جیسا کہ بیچ آیت
ان الذین امنوا وعملوا الصلحت کے اور معاصی کے ساتھ بھی ملایا ہے جیسا کہ بیچ آیت وان
طائفتان من المؤمنین اقتتلوا اور بیچ آیت والذین امنوا ولم یھاجروا پس معلوم ہوا کہ عملون
نیک کو ایمان مین دخل نہین اور نہ عملون بد کے سبب سے ایمان برہم ہو جاتا ہے یعنی ایمان
جاتا نہین اور صرف اقرار کی بغیر تصدیق کے اسی سورۃ مین مذمت فرمائی ہے بیچ آیت ومن الناس
من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ھم بمؤمنین پس معلوم ہوا کہ اقرار محض حکایت ایمان کی
ہے اگر حکایت ساتھ محکی عنہ کے مطابق ہوئی بہا والا سواے فریب اور جھوٹ کے کوئی شے
نہین اور محکی عنہ فقط تصدیق ہے اور تحقیق مقام کی یہ ہے کہ جیسا کہ ہر چیز کے واسطے
تین قسم کا وجود ہے ایک وجود عینی اور دوسرا وجود ذہنی اور تیسرا وجود لفظی ایسا ہی
ایمان کا بھی تین قسم کا وجود ہے اور قاعدہ مقرر ہے کہ وجود عینی ہر چیز کا اصل ہے اور
باقی وجود جو ہین فرع اور تابع اُس وجود کے ہین پس وجود عینی ایمان کا گویا ہی ایک نور ہے
کہ دل مین حاصل ہوتا ہے بسبب رفع ہونے حجاب کے کہ درمیان اُسکے اور درمیان خدا کے
ہے اور یہی نور ہے کہ بیچ آیت مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح کے تمثیل اُسکی ساتھ وضاحت
تمام کے مذکور فرمائی ہے یعنی مثل اُسکے نور کی جیسے کہ ایک طاق اس مین ایک چراغ ہے
اور بیچ آیت اللہ ولی الذین امنوا یخرجہم من الظلمت الی النور کے سبب اُسکا بیان کیا اور یہ نور
مانند اور نورون کے کہ محسوس ہین قابل قوت اور ضعف اور شدت اور نقصان کے ہے
جیسا کہ بیچ آیت اذا تلیت علیہم ایاتہ زادتہم ایمانا یعنی جس وقت پڑھی جاوین اوپر اُن کے آیتین
اُسکی بڑھتا ہے ایمان اُنکا اور ایسے ہی بیچ اور آیتون کے بھی طرف اسکی اشارہ فرمایا ہے

اور طریق زیادتی اُسکی کا یہ ہے کہ جسوقت حجاب مرتفع ہوتا ہے وہ نور زیادتی قبول کرتا ہے
اور ایمان قوت پکڑتا ہے یہان تک کہ اوپر اوج کمال اپنے کے پہونچتا ہے اور وہ نور پھیل کر
اور فراخ ہو کر تمام قوتون اور اعضا کو گھیر لیتا ہے پس پہلے انشراح صدر حاصل
ہوتا ہے اور اوپر حقائق اشیا کے مطلع ہوتا ہے اور عیوب الغیوب اُسکی مدرکہ پر منجلی ہو جاتی ہیں
اور ہر چیز کو اپنی جگہ مین پہچانتا ہے اور صدق انبیا علیہم السلام کا جن چیزون مین
خبر دی ہے اجمالا اور تفصیلا وجدانی ہو جاتا ہے اور بقدر نور کے پھر بہ قدر انشراح
صدر کے داعیہ دل کا طرف اُسکے پہونچتا ہے کہ موافق ہر امر الٰہی کے کام کرتا ہے اور
جو ممنوعات شرعی ہین اُن سے پرہیز کرتا ہے اور اس حالت مین انوار اخلاق فاضلہ اور خصائل
حمیدہ اور اعمال صالحہ متبرکہ کے نور معرفت کے ساتھ مل کر اور ایک جا ہو کر عجیب چراغ
بیچ تاریکیون گھر طبیعت بہیمیہ اور شہویہ کے روشن کرتے ہین جیسا کہ طرف اسی معنی کے
آیتون فرقانی مین اشارہ ہوا ہے ایک جا فرمایا ہے نورھم یسعی بین ایدیھم و بایمانھم
یعنی روشنی اُنکی دوڑتی چلتی ہے آگے اُنکے اور داہنے اُنکے اور ایک جگہہ فرمایا ہے
نور علی نور یھدی اللہ لنورہ من یشاء اور وجود ذہنی ایمان کا دو مرتبے رکھتا ہے اوّل
ملاحظہ اجمالی کرنا اُن معارف اور امور غیبیہ کا کہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا مدلول
ہے اور ظہور اور انکشاف اُنکا ساتھ وجہ کلی کے ہو اور اس ملاحظہ کا تصدیق اجمالی
نام رکھا ہے اور گرویدن اور باور کردن کے ساتھ بھی تعبیر کرتے ہین دوسرے ملاحظہ
تفصیلی ہر ہر شے کا امور غیبیہ سے علٰحدہ علٰحدہ کرنا اور جو ارتباط کہ آپس مین اُنکے درمیان
ہین ہے اُسکو بھی لحاظ کرنا اور اس ملاحظہ کا تصدیق تفصیلی نام رکھتے ہین اور وجود
لفظی ایمان کا بیچ اصطلاح شارع کے نام شہادتین کا ہے اور بس اور ظاہر ہے کہ وجود
لفظی ہر چیز کا بدون موجود ہونے اُس شے کے اصلا فائدہ نہین کرتا ورنہ پیاسے
کو پانی کے نام لینے سے سیرابی ہوتی اور بھوکے کو نام لینا روٹی کا تسلی بخشتا مگر یہہ
بات ہے کہ ہرگاہ کہ تعبیر اور بیان کرنا مافی الضمیر کا بغیر واسطہ کلام کے عالم بشریت
مین ممکن نہین ناچار تلفظ کو ساتھ کلمہ شہادت کے دخل بہت دیا ہے آدمی کے

مومن کہتے ہین اور فرمایا ہے امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ فاذا قالوھا
عصموا منی دماءھم واموالھم الا بحقھا وحسابھم علی اللہ یعنی امر کیا گیا ہون مین اسبات کا
کہ قتال کرون مین آدمیون سے یہانتک کہ کہین لا الٰہ الا اللہ ط پس جس وقت
کہہ لیا اُنھون نے یہ کلمہ بچالئے اُنھون نے مجھسے خون اپنے اور مال اپنے مگر ساتھ حق اُسکیکے
اور حساب اُنکا اوپر اللہ کے ہے اور اس تحقیق سے معلوم ہوئی کیفیت زیادتی اور
نقصان ایمان کی اور قوت اور ضعف اُسکا اور وہ بھی ظاہر ہوا جو حدیث صحیح مین آیا ہے
لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مؤمن والحیاء من الایمان ولا یؤمن احدکم حتی یامن جارہ بوائقہ
یعنی نہین زنا کرتا ہے زنا کرنیوالا جس وقت کہ زنا کرتا ہے اور وہ مومن ہو اور حیا
ایمان سے ہے اور نہین ایمان والا ہوتا ہے کوئی تمہارا جب تک امن مین نہو ہمسایہ اسکا تکلیفون
اُسکی سے کہ یہ سب محمول اوپر کمال ایمان کے ہین بیچ وجود عینی اپنے کے اور جن
آدمیون نے انکار زیادت اور نقصان ایمان کا کیا ہے مراد اُن کی مرتبہ اول ہے
وجود ذہنی ایمان کے سے پس کوئی نزاع اور بر خلافی نہین اور ایمان کی دو قسمین ہین
اول ایمان تقلیدی دوسرے ایمان تحقیقی اور تحقیقی بھی دو قسم ہے استدلالی اور کشفی اور ایک
ان دونون قسمون سے یا نہایت رکھے اور اُس حد سے تجاوز نکرے یا نہایت نرکھے اور جو کہ
نہایت رکھے اُسکو علم الیقین کہتے ہین اور جو کہ انجام نرکھے وہ بھی دو قسم ہے یا مشاہدہ ہے
کہ اُس کا نام عین الیقین ہے اور یا مشہود ذاتی ہے کہ نام اُسکا حق الیقین ہے اور
یہ دو قسم اخیر یعنی عینی اور حقی داخل ایمان بالغیب مین نہین اور قدما رصحابہ رض
نے ایمان بالغیب کو اس جگہہ اوپر اور معنی کے حمل کیا ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود رض
سے ساتھ روایت امام احمد کے بیچ مسند اُنکی کے ساتھ روایت حاکم اور اور محدثین معتبر
کے ثابت ہے کہ حارث بن قیس نے ایک دن اُن سے کہا کہ ہم بہت حسرت اور افسوس
کرتے ہین اوپر اُس چیز کے کہ ہم سے فوت ہوئی اور تم کو حاصل ہوئی اے یارو
محمد کی تم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئے عبد اللہ بن مسعود نے
فرمایا کہ ہم بھی افسوس اور حسرت کرتے ہین اوپر اُس چیز کے کہ ہم سے فوت ہوئی اور تمکو حاصل

ہوئی کہ بے دیکھے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان لائے قسم ہے خدا پاک کی
کہ نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نزدیک اُس شخص کے کہ آپ کو دیکھا ہو تم آفتاب سے
بھی ظاہر زیادہ ہے ایمان کامل ایمان تمہارا ہے پھر سورۂ بقرہ کا پڑھنا شروع کیا اور
مفلحون تک پہونچے اور اس مضمون کو بزار اور ابو یعلی اور حاکم ساتھ روایت حضرت
امیر المومنین عمر بن الخطاب رض کے لائے ہین کہ اُنھون نے فرمایا ہے کہ مین ایک دن
ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھا تھا فرمایا کہ روبرو میرے بیان کرو تم کہ بہتر
ایمان کی قسمون مین ایمان کونسے آدمیون کا ہے آدمیون نے عرض کیا یا رسول اللہ
ایمان فرشتون کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُنکو ایمان سے کیا چیز منع
کرنے والی ہے جانتے ہو کہ فرشتون کا اللہ کے نزدیک کیا رتبہ ہے یعنی قرب جلال الٰہی
کا اُنکو میسر ہے آدمیون نے عرض کیا یا رسول اللہ ایمان پیغمبرون کا فرمایا کہ ایمان
پیغمبرون کا کیا عجب ہے کہ حق تعالےٰ نے اُنکو ساتھ رسالت اور نبوت اپنی کے ممتاز
فرمایا ہے آدمیون نے عرض کیا یا رسول اللہ ایمان اُن آدمیون کا کہ ہمراہ انبیاؤن کے حاضر
ہوئے اور اوپر دین کے جان اپنی کو قربان کیا اور شہادت پائی فرمایا ایمان اُنکا کیا
عجیب ہے کہ یہ لوگ انبیاؤن کی صحبت مین رہے اور طور اور وضع اُنکی دیکھکر یقین کامل
حاصل کیا آدمیون نے عرض کیا یا رسول اللہ پس فرماؤ تم کہ ایمان کونسے فرقے کا افضل ہے فرمایا
ایمان اُس فرقہ کا کہ ابھی اپنے باپ دادون کی پشت مین ہین اور مجھسے پیچھے پیدا
ہونگے اور میرے اوپر ایمان لاوین گے اور مجکو اُنھون نے نہین دیکھا چند ورق لکھے
ہوئے اُنکی نظر مین پڑے بسبب قوت ایمان کے موافق اُس لکھے ہوئے کے عمل کیا یہ
گروہ ایمان مین افضل ہین اورون سے اور اسی قصہ کو طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے اسی طریق سے روایت کیا ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر مین
صبح کو اُٹھے اور فرمایا کہ پانی ہے تا کہ وضو کرون مین آدمیون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
اس جگہہ پانی نہین فرمایا کسی کے پاس پانی پینے کا بھی ہے آدمیون نے ایک آبخورہ
آنحضرت کے پاس حاضر کیا آنحضرت نے اُنگلیون مبارک کو اُس آبخورہ مین رکھکر بلال کو

اس مسئلہ کو دُور کرنے کا موں کی ... کافرون کی ... سین پھر ... بھیجیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... قسم ...

فرمایا کہ لشکر مین آواز دے تا کہ آدمی آوین اور وضو کرین آدمی آتے تھے اور درمیان
اونگلیون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کرتے تھے اور پانی فوارہ کی مانند انگلیون
مین سے جوش مارتا تھا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کے درمیان سے پانی پینے
مین مشغول تھے بار بار اس پانی کو نوش فرماتے تھے جب تمام لشکر وضو سے فارغ ہوا
آنحضرت اوٹھے اور نماز صبح کی ادا فرمائی بعد نماز صبح کے آدمیون کی طرف متوجہ ہوے
اور فرمایا کہ اے آدمیو مخلوقات کے درمیان مین کونسا فرقہ ہے کہ ایمان اوسکا عجائبات
سے ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ فرشتے آن حضرت نے فرمایا کہ فرشتے امر اور نہی آلہی
کو پہونچاتے ہین آپ کسواسطے اوپر اس کے ایمان نہ لاوین ایمان لانا اون سے کیا
عجب ہے عرض کیا یا رسول اللہ ایمان پیغمبرون کا فرمایا کہ اوپر پیغمبرون کے وحی آسمان
سے نازل ہوتی ہے پیغمبر کسواسطے ایمان نہ لاوین عرض کیا یا رسول اللہ ایمان یارون
تمہارے کا فرمایا کہ یارون میرے کو کیا ہے کہ ایمان نلاوین اور حال یہ کہ مین اون
کے درمیان مین موجود ہون اور ہر دم اور ہر لحظہ دیکھتے ہین جو کچھ کہ دیکھتے ہین ایمان
اس گروہ کا تعجب ہے کہ بعد میرے آوین گے اور بن دیکھے میرے اوپر ایمان لاوینگے
اور تصدیق میری کرین گے اور یہی لوگ ہین بھائی میرے اور تم یار میرے ہو
ابو داؤد طیالسی نافع سے روایت کرتے ہین کہ ایک شخص روبرو عبد اللہ بن عمرؓ کے آیا اور کہا کہ اے ابا عبد الرحمن
تمنے آنحضرت کو اپنی آنکھون سے دیکھا ہے عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ ہان اس شخص نے کہا کہ ان زبانون کے ساتھ آنحضرت
سے تمنے کلام بھی کیا ہے کہا ہان پھر کہا ساتھ ان ہاتھون اپنے کے بیعت بھی تم نے آن حضرت
سے کی ہے کہا ہان اس شخص کو حالت وجد کی ہو گئی اور کہا کہ تم عجب خوش حالت
رکھتے ہو عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ تیرے سے ایک بات کہتا ہون مین نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ خوشحال وہ شخص ہے کہ مجکو دیکھا اور
میرے اوپر ایمان لایا اور خوشحالی ہے اور پھر خوشحالی ہے اور پھر خوشحالی ہے واسطے
اس شخص کے کہ بن دیکھے میرے اوپر ایمان لایا اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن فرماتے تھے کہ ایک جماعت امت

خلاصہ کی تفسیر
ترتیب بندی
ہوتی ہے
قرآن کی
بندی
سورہ بقرہ
ہے اور
اس مین
ایک آیت
ہے جو ساری
آیتون کی
سردار ہے
وہ آیۃ الکرسی
ہے اور
فرمایا تم
اپنے

میری سے بعد میرے پیدا ہوگی کہ محبت میری مین اس قدر فریفتہ ہونگے کہ اگر دیدار میرا
حاصل کرین تو اہل اور عیال اور مال اور اسباب اپنے سے خرید لین حاصل کلام ایمان
بالغیب جس قسم کا ہو مستلزم اعمال قلبیہ اور بدنیہ اور خرچ کرنے مال اور جاہ کا ہی اور
روگردانی لذتون جسمانی اور خواہشون طبیعت کی سے اوسکو لازم ہے اور اسیواسطے
ہرگاہ یومنون بالغیب سے اعمال قلبیہ متقیون کا اور درستی اعتقادون اونکی کا نشان دیا
اب اعمال بدنیہ اونکے سے نشان دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ یعنی اور
قایم رکھتے ہین نماز کو اس جگہہ سمجھنا چاہیے کہ نماز گزاری ایک شے ہے اور قایم رکھنا
نماز کا شے دوسری ہے اور قرآن مجید مین جابجا بیچ مقام مدح اور تاکید کے ادا کرنے
نماز کو ذکر نہین فرمایا بلکہ قائم کرنا نماز کا بیان کیا ہے اور اقامت لغت مین ماخوذ قیام سے
ہے یعنی سیدھا کھڑا کرنا اور قاعدہ ہے کہ جب کسی چیز کو سیدھا کھڑا کرلتے ہین ہر ہر جزو اسکا
اپنی اپنی جگہہ کہ مناسب وضع طبعی اوسکی کے ہی بیٹھ جاتا ہی پس قائم کرنے نماز کے معنی یہ ہین
کہ نماز کو ہر کجی اور خلل سے محافظت کرین خواہ وہ خلل اور کجی دل کی کام مین ہو یا زبان کے
کام مین ہو یا جوارح اور اعضا کے کام مین ہو اور خواہ یہ محافظت فرائض مین ہو یا شرطون مین
یا سنتون مین یا مستحبات مین اور اسی واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہی اقامة
الصلوٰة اتمام الرکوع والسجود والتلاوة والخشوع والاقبال علیہا فیہا یعنی قائم کرنا
نماز کا پورا کرنا رکوع اور سجدہ کا اور تلاوت کا اور خشوع اور متوجہ اوپر اسکے کا اور قتادہ رضی
اللہ عنہ نے کہا ہے اقامة الصلوٰة المحافظة علیہا وعلی مواقیتہا ووضوئہا ورکوعہا وسجودہا
یعنی قائم کرنا نماز کا حفاظت کرنی ہی اوپر اسکے اور اوپر وقتون اسکے کے اور اوپر وضو اسکی کے اور رکوع اور سجدے اسکے کی
اور صوفیہ کرام کے نزدیک یہ بھی اقامت صلوٰة مین داخل ہے کہ وقت ادا کرنے
ارکان اور اداب نماز کے سر ہر ایک کا معلوم کرے اور قصد کرے کہ اپنے تئین ساتھ
اس سر کے ملاوے اور دریافت کرنا اسرار نماز کا اس وجہ سے کہ تحقیق اونکا اسمین بہم
مختلف ہے باعتبار اختلاف مراتب اور استعداد نماز یون کی پس جو کہ مناسب حال مبتدی
کے ہے لکھا جاتا ہے کہتے ہین کہ طہارت نجاست حکمی سے کہ حدیث اکبر و اصغر سے ہے

گھرونکو قبرستان نہ بناؤ جس گھر مین یہ سورة پڑھی جاتی ہے شیطان نہین گھستا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

اور نجاست حقیقی سے کہ بول اور براز اور خون اور پیپ وغیرہ ہے اسواسطے مقرر ہوئی ہے
تاکہ دلالت کرے اوپر حاصل کرنے طہارت کے علاقون دنیا وی سے کہ تمام
حادث اور نو پیدا ہین اور کسی قسم کے خبث سے خالی نہین ہین تاکہ وقت خدا کی طرف
متوجہ ہونے کے ایک مناسبت ساتھ اس جناب پاک کے حاصل ہووے اور لیاقت حضور
اُس جناب کی اور بجا لانے اس خدمت کی جسکے واسطے اسکو امر ہے بہم پہونچے جیسا کہ
بادشاہون کے دربار مین بغیر اسکے کہ پہلے حمام اور غسل اور استعمال خوشبو اور صفائی کپڑون
اور بدن کی نہ کرلین نہین جاسکتے اور اون کی خدمت مین قائم نہین ہوسکتے اور متوجہ
ہونا طاہر بدن کا طرف قبلہ کے کہ زمین پاک اُس جگہہ کی اصل جمیعت آدمی کی ہے
اسواسطے کہ تمام زمین اسی جگہہ سے پہیلائی گئی ہے دلالت کرتا ہے اوپر اسکے کہ باطن اپنے
کو بھی متوجہ طرف جناب حق کے کہ منشار روحانیت آدمی کا وہی ہے کرنا چاہئے اور تکبیر تحریمہ
رفع یدین کے ساتھ اشارہ اسکے اوپر کرتی ہے کہ مینے دونو جہان سے ہاتھ اوٹھایا اور
اللہ تعالی کی جناب کو سب چیزون سے مین نے بڑا جانا اور واسطے تائید اعتقاد کے دعار
استفتاح یعنے سبحانک اللہم الخ زبان سے کہنا ہے اور کہڑا ہونا دلالت کرتا ہے اوپر استقامت
کے اس راہ مین اور پڑہنا الحمد کا کہ ثنار زبانی اس مین ہے اور زبان ترجمان دل کا ہے
دلالت کرتا ہے اوپر اسکے کہ دل میرا بالکلیہ طرف اوسکے مائل ہوا اور اس سورۃ مین
الفاظ خطاب کے جیسا کہ ایاک نعبد وایاک نستعین اور ایسے ہی تخصیص ساتھ عبادت
اور استعانت کے دلالت کرتے ہین اوپر اس کے کہ بسبب کمال توجہ اور التفات کے
رتبہ مشاہدہ اور مخاطبہ کا مین نے پایا اور عبادت اور استعانت مین کہ یہ دونون ایسے
شغل ہین کہ لائق بنی آدم کے یہ ہے کہ کسی دم انسے خالی نرہے غیرون سے اعراض
کلی مینے کیا اور سوال ہدایت کا اور بچا گنا راستہ اہل غضب اور گمراہی کے سے دلالت اوپر
اس کے کرتا ہے کہ حب اور بغض اور میل اور نفرت میری اوس جناب کے تابع ہوئی
پہر رکوع دلالت کرتا ہے کہ بسبب مشاہدہ عظمت اُسکی کے پشت میری خم ہوئی اور پہر
قومہ دلالت کرتا ہے اوپر اسکے کہ بیچ اس انکسار کے استقامت مین نے قبول کی پہر سجدہ کہ

تفسیر نکاتی
جب سمجھ
مین سورۃ
نقب پڑہی
جاتی ہے
نیکیان
دو بھی
سوز سر
ہوا ہجا آسمانا
اپنے اور
فرمایا
جو شخص
سورۃ
بقرہ
سی ویش

اس مین کمال تذلل ہے بعد انکسار کے دلالت کرتا ہی اوپر کمال تقرب کے اسواسطے کہ جو
تقرب کہ بشر کی قدرت مین ہی اسی قدر ہے کہ جو شے اس مین معظم ہی اس کو اسقدر نیست
کرے کہ ساتھ اصل خاکی اپنی کے پہنچے اور سجدہ دوسرا دلالت کرتا ہی اوپر دور کرنے تکبر کے
بسبب حصول قرب کے اور قعود اشارہ کرتا ہے طرف حاصل ہونے عزت اور بزرگی کے
اس جناب کی طرف سے کہ مجرا قبول فرماکر پروانگی بیٹھنے کی دی اور سلام دلالت کرتا ہی
اوپر پھرنے کے اس سفر باطنی سے اور یہ بھی کہا ہے کہ نماز اصل سب عبادتون بدنی کی
ہے اسواسطے کہ شامل ہے اوپر طہارت اور استقبال قبلہ اور ذکر اور تسبیح اور تہلیل
اور شہادتین اور درود اور دعا کے کہ اصول زبان کی عبادتون کے ہین اور بھی
شامل ہے اوپر معنی روزے کے مراد بند کرنے نفس کے سے ہے خواہشون اوس کی سے
بلکہ نماز مین روزہ کی نسبت سے زیادہ بندی ہے اسواسطے کہ آنکھ کو بھی غیر دوست کی طرف
سے ہٹاتا ہے اور زبان کو بھی سواے تلاوت اور ذکر اوسکے کے اور چیزون سے بچاتا ہے
پاؤن کو اور طرف حرکت کرنے سے اور ہاتھ کو داد و ستد سے روکتا ہے علی ہذا القیاس قوۃ
خیالیہ اور فکریہ کو سیر کرنے سے بیچ مخزونات اپنے کے اور یہ معنی روزے مین متحقق نہین
اور بھی شامل ہے اوپر معنی حج کے تکبیر تحریمہ اوس کی بجاے احرام کے ہے اور
استقبال قبلہ کا بجاے طواف کے اور قیام بجاے وقوف عرفات کے اور رکوع اور سجدہ
اور حرکتین رکعتون کی مثل سعی کے درمیان صفا اور مروہ کے اور بھی شامل ہے اوپر
معنے زکوۃ کے اسواسطے کہ خرچ کرنا مال کا واسطے ستر عورت اور حاصل کرنے
آلات طہارت کے اس مین واجب ہے اور بھی ایک وقت کو اوقات مین سے نفع اپنے
سے خالی کرنا اور ساتھ حکم خدا کے مصروف رکھنا مانند جدا کرنے ایک حصہ کے مال مین
سے ہے واسطے مصارف الٰہی کے اور بھی عبادت جمادات یعنے پتھر وغیرہ کی کہ جو
چیزین چلتی پھرتی نہین بیٹھنا ہے اور عبادت جانورون چرنے والون کی رکوع ہے
اور عبادت جانورون اڑنے والون کی ذکر اور تلاوت اسما الٰہیہ کی ہے ساتھ خوش
آوازی کے فرد مرغان چمن بہر صباحے ٭ خوانند ترا با صطلاحے ٭ اور عبادت حشرات

کی سجود ہے اور عبادت درختون اور سبزیون کی قیام ہے اور عبادت ہر فرقہ کی فرشتو
ین سے انہی قسمون کی عبادتین ہین اور عبادت کرّوبیون کی کہ اون کو مہیمن بہی کہتے
ہین استغراق اور مشاہدہ ہے اور نماز مین یہ سب عبادتین پائی جاتی ہین اور اسی
واسطے مرتبہ اس عبادت کا سب عبادتون کے مرتبہ سے بڑا ہے کہ جامع تمام عبادتو
بدنی اور نفسی کو ہے اور اسی واسطے حدیث شریف مین وارد ہے کہ جب آن حضرت سے
پوچھا کہ ای الاعمال افضل یعنی کونسا عمل افضل ہے فرمایا کہ الصلوٰة لوقتہا یعنے نماز
اپنے وقت پر پڑہنی اور اسی واسطے ہے کہ بیچ بیان کرنے علامتون تقوے کے اوپر
اقامت صلوٰۃ کے کفایت کی گویا اشارہ فرماتے ہین طرف اس کے کہ تمام اعمال اسکے موافق
شرع کے ہین اسواسطے کہ اس عبادت کے تئین اصل الاصول اعمال بدنی کی ہے ساتھ اس خوبی
کے ادا کرلیتے ہین اور جسوقت بیان خوبی اعمال متقیون کے سے فارغ ہوئے اب حسن
اخلاق اون کے سے نشان دیتے ہین کہ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ یعنی اوس چیز سے کہ
روزی دی ہمنے اون کے تئین خرچ کرتے ہین تاکہ شہوت اور حرص اپنی کو پاک
کرین اور خرچ کرنا مال کا شریعت مین سات قسم سے عبادت ہے پہلے ادا کرنا زکوة مفروضہ
کا کہ سونے چاندی سے بشرط پہنچنے حد نصاب کے اور گذر جانے برس کے
چالیسوان حصہ اوس کا واجب ہے اور مواشی اور مالون تجارت اور محصول زمین
عشری بھی جیسا کہ کتابون فقہ مین لکھا ہے واجب ہوتا ہے دوسرے صدقہ فطر کہ بعد
دیکھنے چاند عید کے دو سیر گیہون ہر آدمی کے اوپر واجب ہوتے ہین تیسرے خیرات
کہ عبارت ہے دینے سائلون کے سے اور ضیافت مہمانون کی سے اور اعانت ضعیفون
اور یتیمون اور قرضدارون کی سے سواے قدر زکوة کے چوتھے وقف مانند بنانے
مسجدون اور مدرسون اور پل اور کوئین اور مہمان سراے کے پانچوین مصرف حج کا کہ
خواہ واسطے اپنے یا واسطے دوسرے کے سامان حج کا درست کر دے
جیسا کہ سواری اور زادراہ وغیرہ چھٹے مصرف جہاد کا کہ ایک درم خرچ کرنا اس
مین برابر سات سو درم کے ہوتا ہے جیسا کہ بیچ آخر اس سورة کے آویگا انشاء اللہ تعالیٰ

تفسیر خلیلی
آیة الکرسی اور دو آیتین اوسکے بعد کی اور تین آیتین آخر سورۂ بقر کی خفیہ پڑھے اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب رات

ساتوین اداکرنا نفقون واجبہ کا اور وہ نفقہ بیوی اور چھوٹی اولاد کا ہے اور نفقہ
اور محارم کا بھی بشرط طاقت اس شخص کے اور محتاج ہونے اون کے اور
بیچ لفظ مما کے بسبب لانے من تبعیضیہ کے اشارہ فرمایا ہے طرف اسکے کہ اسراف مال
کے خرچ کرنے مین خواہ اپنے نفس کے اوپر کرے خواہ اہل کے ممنوع ہے اور حد اسراف
کی یہ ہے کہ خرچ کرنا مال کا بیچ ایسی جہت کے کہ سبب فوت کرنے حق کا جہت دوسری
مین ہو اور بیچ نسبت کرنے خداے تعالی کے رزق کی طرف اپنے اشارہ ہے طرف
اِس کے کہ ہر چیز ملک اور مال ہمارا ہے پس بخل کرنا ساتھ اُس چیز کے کہ بیچ ہاتھ انکے
کے ہے اور عاریۃً اونکو دیا ہے بخل بیجا ہے اُس جگہہ جاننا چاہیے کہ اوپر مذہب اہل
سنت وجماعت کے جیسا کہ حلال رزق ہے حرام بھی رزق ہے پس لانا لفظ من کا کہ دلالت
اوپر تبعیضیت کے کرتا ہے بہت مناسب پڑتا ہے کہ وہ قسم رزق کی کہ حرام ہے
لایق خرچ کرنیکے نہین جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ لا یقبل صدقة من غلول
یعنی نہین قبول کیا جاتا ہے صدقہ چوری کی چیز سے اور فرقہ معتزلہ رزق کو عبارت
ملک سے جانتے ہین اور مال حرام کو اوس جہت سے کہ بیچ ملک غاصب کے داخل نہین
رزق نہین کہتے اور یہ صریح خطا ہے اسواسطے کہ رزق عبارت انتفاع سے ہے اور انتفاع
مین حلال اور حرام برابر ہے اور اگر رزق عبارت ملک سے ہو تو چاہیئے کہ جانورونکے واسطے بسبب
لیاقت ملکیت کی نہین رکھتے رزق نہو اور آیۃ قرآنی مین یعنی وما من دآبۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا
دلیل صریح ہے کہ جانورون کے واسطے بھی رزق مقدر خدا کی طرف سے ثابت ہی
اور جس وقت متقیون کی صفت مین ایمان بالغیب کا اعتبار فرمایا مظنہ اس کا ہوا کہ
لفظ متقی کا خاص ساتھ فرقے عربون اور اور امیون کے کہ مثل ان کے ہون ہووے
اسواسطے کہ اکثر مسائل ذات اور صفات کے اور مباحث نبوات اور معاد کے انہین کی نسبت
سے غیب ہین اور اہل کتاب جیسا کہ یہود اور نصاریٰ ان اشیا کو بسبب کمال شہرت
کے اور تواتر خبرون انبیاءون اور کتابون آسمانی کے مثل آنکھہ کی دیکھی ہوئی شے کے
جانتے تھے یہانتک کہ چھوٹے چھوٹے لڑکے بھی اُن کے ان چیزون کو بیان

کرتے تھے ناچار واسطے داخل کرنے اہل کتاب کے کہ مشرف اسلام سے ہوئے ہین متقیون کے زمرہ مین ایک صفت دوسری کا اوپر ایمان بالغیب کے عطف کیا تاکہ اشارہ ہو طرف اسکے کہ متقی دو قسم ہین قسم پہلی وہ لوگ ہین کہ ایمان بالغیب لاتے ہین اور بمقتضاے اوس ایمان کے اعمال اور اخلاق اپنے کو درست کرتے ہین اور قسم دوسری وہ لوگ ہین کہ پہلے سے ان امور غیبیہ کو جانتے ہین اور واسطے تاکید اور تقویت اون معلومات اپنی کی التجا طرف اس کتاب کے لاتے ہین مثل عبداللہ بن سلام اور امثال اون کی اور یہی لوگ مراد ہین اس آیۃ مین وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ یعنی متقیون سے وہ لوگ بھی ہین کہ ایمان لاتے ہین ساتھ اوس چیز کے کہ اوتاری گئی ہے طرف تیری کہ وحی متلو ہے یعنی کتاب اور وحی غیر متلو یعنی سنت کہ اون کو بسبب اس ایمان کے زیادتی اطلاع کی اوپر تفصیل اور تحقیق امور غیبیہ کے حاصل ہوتی ہی اور ساتھ ہدایت قرآن کے راہ پانے والے ہوتے ہین وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یعنی اور بھی ایمان لاتے ہین ساتھ اُس چیز کے کہ اوتاری گئی ہے پہلے تیرے اوپر انبیا پہلون کے کہ مراد اس سے کتابین آلہی ہین کہ بیشتر اوتری جیسا کہ توریت اور انجیل اور زبور اور صحیفے انبیا ؤن پہلون کے اور سنتین انبیا سابقین کی اور نصیحتین اور ارشاد اونکے پس اس جماعت کو بسبب احاطہ کرنے اور گھیر لینے تمام افراد وحی کے مرتبہ تقوے اور اہتدا کا حاصل ہوا جیسا کہ جماعت پہلی کو اہتدا حاصل ہوا تھا اور معنی ہدایت قرآن کے اس جماعت کی نسبت سے یہ ہین کہ تفصیل اور تحقیق امور اخروی اور امور غیبیہ کی اون کو قرآن سے حاصل ہوئی اور اسی واسطے اور ابنا جنس اون کے ہرچند کہ دعوی ایمان کا آخرت کے اوپر کرتے ہین لیکن یقین تام نہین رکھتے وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ یعنی ساتھ آخرت کے وہ ہین کہ یقین پورا رکھتے ہین اسواسطے کہ یقین پورا ساتھ کسی چیز کے سوای جاننے تفصیلون اُس شے کے اور دور ہونے شبہون کے حاصل نہین ہوتا ہے اور یہ بات سواے اون کے اور اہل کتاب کو حاصل نہین ہیچ اس جگہہ کے جاننا چاہیے کہ جیسا کہ ایمان قرآن کے ساتھ ہر مکلف پر فرض ہے ویسے ہی ایمان ساتھ کتابون پہلی کے بھی فرض ہی

تقسیب خلاصی
سب سمجھ... بہت سکا... (margin annotations)

لیکن اوپر بعض احکام اون کتابون کے کہ منسوخ ہوئے ہین عمل درست نہین جیساکہ ایمان
ساتھ قبلہ ہونے بیت المقدس کے فرض ہے اور منھ کرنا نماز مین اوس طرف درست نہین
اسواسطے کہ منسوخ ہو گیا حاصل یہ ہے کہ دونو فرقے ساتھ اس کتاب کی ہدایت پانیوالے
ہوے اگرچہ ہدایت کی تفصیل پر کہ پہلی کتابون آکر یہ سے حاصل ہوتی ہین مطلع نہون
لیکن اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى یعنے وہ تمام گروہ کہ مذکور ہوئے اوپر بڑی ہدایت کے ہین مِّنْ
رَّبِّهِمْ پروردگار اپنے کی طرف سے اسواسطے کہ پہلا گروہ اگرچہ بتدریج ہدایتون پر تفصیلا
واقف نہوے لیکن ہرگاہ کہ یہ کتاب تمام مضمونون پہلی کتابون پر شامل تھی دفعتہ بہ
سبب اس کے نور تمام ہدایتون اون کتابون کا اس گروہ کے دل پر چھا گیا اور دوسرے
گروہ نے اگرچہ انوار ہدایتون پہلیون کے حاصل کئے تھے لیکن یہ امر غیبی کہ نزول قرآن مجید
کا ہے مع انوار اور برکات اپنی کے نظر اون کی سے غائب تھا پس حقیقت مین اون کو بھی
ایمان بالغیب اوپر درجہ کمال کے حاصل نہوا تھا اور اسی واسطے دونو فرقے بہ سبب
اس قرآن کے ساتھ مطلب اپنے کے پہنچے وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنے اور وہ گروہ بھی
ہین مطلب کے پانیوالے فرق اسی قدر ہے کہ پہلے فرقے نے دفعتہً اس خزانہ کی
طرف راہ پایا اور فرقے دوسرے نے بتدریج گذر کیا اس جگہہ جاننا چاہیے کہ سورۂ فاتحہ
ساتھ آیتون اپنی کے اور ان چار آیتون سورۂ بقرہ کے آن تنتیس آیتون مین سے ہین
کہ برکتین اون کی مشہور اور معروف ہین عبداللہ بن احمد بن حنبل نے بیچ زوائد مسند
کے اور حاکم اور بیہقی نے بیچ کتاب الدعوات کے ابی بن کعب سے روایت کی ہے
کہ مین ایک دن پاس آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بیٹھا تھا ناگاہ ایک اعرابی
آیا اور عرض کی کہ ایک بھائی میرا ایسے درد سخت مین مبتلا ہے فرمایا کیا درد ہے عرض
کیا کہ آسیب جن کا اوس کے اوپر معلوم ہوتا ہے فرمایا کہ اوس کو روبرو ہمارے لا
اعرابی نے اپنے بھائی کو لاکر روبرو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بٹھلایا آن حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے ان آیتون کے ساتھ دم فرمایا فی الفور اچھا ہوا اور اوٹھا گویا
کبھی عرض اس کو نہ تھا سورۂ فاتحہ اور چار آیتین اول سورۂ بقر سے اور دو آیۃ الٰھکم

اللہ واحد اور آیۃ الکرسی اور تین آیتین آخر سورۂ بقرہ سے اور ایک آیۃ سورۂ آل عمران سے یعنے شہد اللہ انہ لا الہ الا ھو اور سورۂ اعراف سے ان ربکم اللہ اور سورۂ مومنون سے فتعالی اللہ الملک الحق اور سورۂ جن سے وانہ تعالی جد ربنا اور دس آیتین اول صافات اور تین آیتین آخر سورۂ حشر سے اور قل ھو اللہ احد اور معوذتین اور دارمی نے ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ جو کوئی چار آیتین اول سورۂ بقرہ سے رات کو پڑھے اس گھر مین اس رات دخل شیطان کا نہو صبح تک اور بیچ بعضی روایتون بیہقی کے شعب الایمان مین اور سعید بن منصور کے بیچ سنن اپنی کے اور دارمی کے مغیرہ بن سبیع رضی اللہ عنہ سے کہ عبداللہ بن مسعودؓ کے یارون مین سے تھا وارد ہوا ہے کہ جو کوئی دس آیتین سورۂ بقرہ سے وقت خواب کے پڑھے قرآن کو فراموش نہین کرے گا چار آیتین اول سے اور آیۃ الکرسی اور دو آیتین بعد اوس سے اور تین آیتین آخر سورۂ بقرہ سے کہ شروع اون کا للہ ما فی السموات ہے اور طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان مین ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ سے مینے سنا ہے کہ فرماتے تھے جو کوئی تم مین سے مرے اوسکو گھر مین نہ رکھ چھوڑو بلکہ جلدی قبر مین پہنچا اور چاہیے کہ قبر پر کھڑے ہو کر مردہ کے سر کے پاس شروع سورۂ بقرہ کا پڑھو اور پیر کی طرف آخر سورۂ بقرہ کا اور ابن النجار نے تاریخ اپنی مین محمد بن سیرین سے روایت کی ہے کہ ایک بار ہمنے نہر تستر کے کنارہ پر خیمہ کھڑا کیا آدمی اس جگہہ آے اور کہا کہ یہ جگہہ خوف کی ہے جو قافلہ اس جگہہ اوترتا ہے اسباب اس کا چور لوٹ لے جاتے ہین ہمراہی میرے اس خبر کے سننے سے شہر مین آگئے اور مین بسبب اس حدیث کے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سُنی تھی اوسی مکان مین ٹھہر رہا اور حرکت نکی اور وہ حدیث یہ ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی رات مین تینتیس آیتین پڑھے اوس کو اُس رات مین کوئی درندہ اور چور ایذا نہ پہنچا دے گا لاکن گھر کا چور نہو اور جان اور اہل اور مال اوس کا محفوظ رہے صبح تک جب رات ہوئی تو چورون کے ڈر سے مین نسویا یہان تک کہ دیکھا مین نے ایک جماعت بڑی شمشیر برہنہ لئے میرے اوپر تیس بار سے زیادہ حملہ کیا لیکن پاس میرے نہ آسکے جب صبح ہوئی تو وہان سے کوچ کیا راستہ مین ایک

بیان خواص بعضے آیتین سورۂ بقرہ کی

بیان فضیلت فضیلت

تفسیر شیطان الجعیم

سب سے بہلے ردین کرے پچاس سے

بوڑھے آدمی سے ملاقات ہوئی اوس نے مجھسے کہا کہ تو جنس آدمی کی ہے
یا جنس جن کی سے مین نے کہا کہ مین انسان ہون اس نے کہا رات کو کیا حال تیرا تھا
کہ ہم ستر آدمی سے زیادہ تھے اور اوپر تیرے حملہ کرتے تھے اور ہمارے اور تیرے درمیان
ایک قلعہ لوہے کا پیدا ہوتا تھا اوس ضعیف مرد کے روبرو مین نے قصہ اس حدیث کا ذکر
کیا اوس نے پوچھا کہ وہ تینتیس آیتین کون کون سی این مینے کہا چار آیتین شروع
سورۂ بقر سے مفلحون تک اور تین آیتین آیت الکرسی سے خالدون تک اور تین آیتین
آخر سورۂ بقرہ کی للہ ما فی السموات سے آخر سورہ تک اور تین آیتین اعرف کی ان
ربکم اللہ سے محسنین تک اور دو آیتین بنی اسرائیل کی قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن سے آخر
سورہ تک اور دس آیتین اول صافات سے لازب تک اور دو آیتین سورۂ رحمن
کی یا معشر الجن والانس سے تنتصران تک اور آخر حشر لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل سے
آخر سورہ تک اور دو آیتین سورۂ جن کی انہ تعالی جد ربنا سے شططا تک اور
ہر گاہ کہ بیان کرنے حال پانچ گروہ آدمیون کے سے کہ لفظ متقی کا اونکو شامل ہے اور وہ
قرآن کی ہدایت سے اون کو نفع ہے فراغت ہوئے اب بیان دو فرقے دوسرون کا کہ
اشقیا ہین فرماتے ہین گویا اس ارشاد مین تسلی ہے جناب رسول مقبول علیہ السلام کی
کہ منتفع نہونا ان دو گروہ کا اس سبب سے نہین کہ قرآن کی ہدایت مین کچھ قصور اور سستی
ہے اور نہ اس سبب سے کہ تیرے انذار اور تبلیغ مین کسی طرح کا نقصان ہے بلکہ بسبب
باطل ہونے استعداد اور فاسد ہونے فطرت انکی کے ہے اسواسطے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یعنی تحقیق وہ
آدمی کا کہ کافر ہوے اور کفر پر مر گئے اسواسطے کہ جو کوئی آخر عمر مین ایمان لایا عند اللہ
کافر نہین اور اسیواسطے شیخ ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ کسی کافر کو
کافر نہین کہہ سکتے جب تک کہ خاتمہ اوسکا اوپر کفر کے نہو اور اس مسئلہ کا نام نزدیک
اشاعرہ کے مسئلہ موافات ہے اور حقیقت کفر کی یہ ہے کہ کسی چیز کا کہ یقینا دین
محمدی سے ہے انکار کرے اور معنی انکار کے نہ ماننا ہے خواہ حقیقت اسکی
پہچانے یا نہ پہچانے بلکہ خواہ اقرار بھی ساتھ حقیقت اوسکی کے کرے یا نکرے پس اگر یہ حالت

نصیب ہوئی یعنی نیکبخت ضعیف سبب روزی ہم سے پہچانا روز پیدا کی طرف مر گئے

تادم مرگ معاذ اللہ مستمر رہی تو کفر حقیقی ہو ورنہ صورت کفر کی ہے حقیقت مین کفر نہین کہ اسلام و
ایمان اور کفر مین اعتبار خاتمہ کا ہے پس جو لوگ کہ اسی مرض مین مرے
انہون نے کبھی زندگی اپنی مین توفیق قبول کرنے دین تیرے کی نپائی اور
ساتھ اس مرتبہ کے کفر اونکا محکم ہوا کہ تیرے ڈرانے سے ہرگز باز نرہے یہانتک
کہ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ یعنی برابر ہے اوپر اونکے خواہ ڈراوے تو خواہ نڈراوے
تو اونکو اسواسطے کہ کفر اونکا بسبب شبہہ کے نہین کہ اعجاز قرآن مین یا نبوت تیری مین
آگیا ہو بلکہ بسبب بے التفاتی اور کم توجہی اونکی کے ہے اس طرف مین یا بسبب کمال
دشمنی اور بغض کے ہے کہ دیکھے ہوئے کو بن دیکھا اور سنے ہوئے کو بن سنا جانتے ہین
پس برابر ہے حال اونکا خواہ اونکے تئین دلیل ظاہر ہو یا نہو لَا يُؤْمِنُوْنَ یعنی ایمان نہ
لاوینگے اور لفظ علیہم کا سوآء علیہم مین اسواسطے زیادہ کیا ہے کہ ڈرانا اور نہ ڈرانا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا اون کی نسبت برابر ہے لیکن آن حضرت کی نسبت سے برابر نہین
اسواسطے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بیچ ڈرانے اونکے کے سراسر اجر اور ثواب
حاصل ہوتا تھا اور اس کے چھوڑ دینے مین اجر اور ثواب حاصل نہین ہوتا تھا پس گویا
ایسا ارشاد ہوا کہ سوآء علیہم لا علیك اور اسی جہت سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بعد اس آیت کے بھی ڈرانے اون کے سے باز نرہے بلکہ بیچ مبالغہ اور کوشش کے زیادتی
کرتے تھے تاکہ اجر اور ثواب زیادہ حاصل کریں اور سبب بقا کفر اون کے کا باوجود کمال ہدایت
قرآن اور کوشش پیغمبر اور رہنمائی اپنکے یہ ہے کہ دلائل ہر چند کہ یقینی اور قطعی ہون فائدہ
اونکا نہین ہوتا ہے مگر اس کسی کو کہ دروازہ دل اس کے کا کھلا ہو اور یہ گروہ خَتَمَ اللّٰهُ
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ یعنی مہر رکھی ہے اللہ تعالی نے اون کے دلون پر پس اون سے ممکن نہین
کہ ساتھ کسی دلیل کے علم حاصل کرین اسواسطے کہ اون کے دلون مین دلیل آنہین
سکتی اور جب تک دلیل آدمی کی دل مین نہ آوے اوس کو تامل اُس دلیل مین اور
نتیجہ حاصل کرنا متصور نہین اور قلب لغت مین نام گوشت صنوبری کا ہے کہ بائین طرف
سینہ کے ایک جگہہ خالی مین رکھا ہوا ہے اور روح حیوانی اسی گوشت مین پیدا ہوتی ہے

تفسیر خلیلی
چہ سپیبتک
دیکھا جب
سعد سیدی
آستیہ انک
تاب تراہ
وسلم
بعض ملک
سن

اور یہی روح ہے کہ منشا حس اور حرکت کی ہے اور اسی گوشت سے طرف باقی اعضا
کے بواسطہ شرائین کے پہونچتی ہے اور بیچ اصطلاح اہل شرع کے نام لطیفہ انسانی
کا ہے کہ انسانیت انسان کی اوسی کے ساتھ ہے اور فرمان برداری اوامر اور نواہی
شرع کی اور عمل کرنا بموجب تکلیفات الٰہیہ کے اسی سے ہے جیسا کہ قرآن مجید مین فرمایا
ہے ان فی ذالک لذکریٰ لمن کان لہ قلب　اور یہ لطیفہ عالم امر سے ہے کہ وجود اسکا مادہ پر موقوف نہیں
جیسا کہ فرمایا ہے　انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون　جیسا کہ گوشت صنوبری بلکہ
تمام بدن عالم خلق سے ہے کہ وجود اوس کا موقوف اوپر مادہ کے ہے اور کبھی اس لطیفہ ہی
سے قرآن مجید مین نفس کے ساتھ بھی تعبیر فرمائی ہے جیسا کہ بیچ آیۃ ونفس وما سوّٰھا
فالھمھا فجورھا وتقوٰھا　اور کبھی روح کے ساتھ تعبیر آئی ہے جیسا کہ بیچ آیت قل
الروح من امر ربی ونفخت فیہ من روحی اور اس مقام مین لفظ قلب سے یہی لطیفہ مراد رکھا ہے
اسواسطے کہ دلیل سے استدلال کرنا اور مدلول کو نکالنا کام اسی لطیفہ کا ہے اور یہی لطیفہ
ہے کہ اوس کو مشعر الٰہی اور محلِّ الہام ربانی مقرر کیا ہے اور جسوقت اس لطیفہ پر مہر کبھی
راہ استدلال اور راہ الہام اور ذوق اور کشف کا بالکل بند ہوا اور بیچ حق اونکے کے
اسی قدر پر کفایت نہین کہ اوپر دلون اونکے کے مہر رکھی ہے وَعَلٰی سَمْعِہِمْ　یعنی اور
اوپر قوت سمع انکی کے بھی مہر رکھی ہے پس استدلال دوسرونکے بھی نہین سُنتے تا
کہ رفتہ رفتہ مضمون اُس استدلال کا سوراخون پوشیدہ کے راستہ سے اون کے دلون
مین پہونچتا اور اگر اون آدمیون کو کہ استدلال کا راستہ چلے ہین یا استدلال دوسرونکے
سنکر کمال حاصل کیا ہے دیکھتے ہین تو ہرگز کمالات اون کے نہین معلوم کرتے تا کہ
آپ بھی کمالات کے حاصل کرنے مین مشغول ہون اور راہ ہدایت کی چلین اسواسطے
کہ وَعَلٰی اَبْصَارِہِمْ غِشَاوَۃٌ یعنی اور اوپر بینائیون اونکی کے پردہ ہے لٹکا ہوا کہ بالکل دیکھنے
نہین دیتا اس جگہہ چند سوال ہین کہ اہل عربیت اس مقام مین ساتھ
جواب اونکے کے مشغول ہوتے ہین پہلا سوال یہ ہے کہ علٰی سمعہم معطوف اوپر قلوبہم
کے ہے پس یہ بھی داخل نیچے ختم کے ہے یا عطف جملہ کا اوپر جملہ کے ہے یا ہمراہ

بصر کے غشاوہ کے حکم مین داخل ہے پس کونسی وجہ کو اختیار کیا جاوے جواب اس
سوال کا یہ ہے کہ القرآن یفسر بعضہ بعضا یعنی قرآن تفسیر کرتا ہے بعض اوسکا بعض
کو دوسری جگہہ قرآن مجید مین سمع کو ختم کے حکم مین داخل فرمایا ہے اور غشاوہ کے حکم
مین داخل نہین کیا بیچ آیۃ وختم علی سمعہ وقلبہ وجعل علی بصرہ غشاوۃ سوال دوسرا کہ
متفرع اس جواب پر ہے وہ یہ ہے کہ دل اور کان کو کسواسطے نیچے مہر کے داخل کیا اور
بینائی آنکھ کی کو ساتھ لٹکانے پردہ کے کسواسطے بند کیا اور حال یہ ہے کہ غرض اس
طرح پر بھی حاصل ہوجاتی ہے کہ مہر تینون پر رکھی جاوے یا پردہ تینون پر لٹکایا جاوے
وجہ تخصیص کی کیا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ سبب دریافت کرنے دل کا مدرکات کو تین چیزیں
ہین حس سلیم اور خبر صادق اور عقل اور سبب سننے کا مسموعات کو موج مارنا ہوا کا
کہ کیفیت صوت کی اُس مین ملی ہوئی ہے پس مہر کرنا دل اور کان پر اسواسطے ہے کہ یہ
چیزین باہر سے اندر کی طرف نہ پہنچین اور سبب دیکھنے آنکھ کا مرئیات کو موافق مذہب
قوی کے نکلنا شعاع کا ہے اور پہونچنا اُس شعاع کا طرف مرئی کے پس پردہ آنکھ کا شعاع
کو باہر نکلنے سے منع کرتا ہے اور وہی منشاء رؤیت کا ہے اور قاعدہ باندھا ہوا عقلا کا ہے
کہ واسطے محافظت آنے باہر کی چیزون کے مہر رکھتے ہین اور واسطے محافظت نکلنے اندر
کی چیزون کے پردہ ڈالتے ہین موافق اسی قاعدہ معمولہ کے یہ دونو تعبیرین مختلف آئین
سوال تیسرا یہ ہے کہ سمع کو مفرد کسواسطے لائے اور ابصار کو جمع کس واسطے فرمایا اور حال
یہ ہے کہ اگر نظر طرف معنی جنسی دونو کے کرین اوس مین تعدد نہین دونو جگہہ مفرد
کفایت کرتا ہے اور اگر نظر اوپر افراد کے دونو نکے کیجاوے کہ مضاف جمع کے صیغہ کیطرف
ہین تو دونو جگہہ جمع لانا چاہیے تھا بیچ بدلنے اس طریق کے کیا نکتہ ہے جواب
اسکا یہ ہے کہ محل سننے کی قوت کا ایک پٹھا ہے کہ کان کے سوراخ مین بچھا ہوا
ہے اور محل قوت بینائی کا طبقے مختلف اور رطوبتین متعدد ہین جیسا کہ علم تشریح
مین مشرح ہے اور ہر طبقہ سے نکلنا شعاع کا ہے اور ہر رطوبت مین صورتین منقش
ہوتی ہین پس ہر طبقہ اور ہر رطوبت بیچ کار اس قوۃ کے دخل رکھتا ہے

پس اس قوت نے گویا مکانون مختلف مین جگہہ پکڑی ہے تعدد محال کا لحاظ کرکے جمع لانا
مناسب ہوا بخلاف قوت سننے کے کہ آپ بھی ایک ہے اور محل بھی اُس کا ایک ہی
جو تعدد کہ لفظ جمع سے مفہوم ہوتا ہے کسی وجہ سے مناسب حال اوسکے کے نہین
سوال چوتھا یہ ہی کہ مہر کرنے کو دل اور کان پر بصورت جملہ فعلیہ کے ذکر فرمایا ہے کہ
ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم اور پوشیدگی آنکھ کا بیان بصورت جملہ اسمیہ کے لاے
کہ فائدہ دوام اور ثبات کا دیتا ہے کہ علی ابصارھم غشاوۃ وجہ فرق کی کیا ہی جواب یہ ہی
کہ مہر کرنی اوپر دل اور کان کے منع کرنے والی داخل ہونے باہر کی چیزون سے ہے
کہ دل اور کان مین نہین آنے دیتی اور حقیقت مین تمامیت علت اور تاثیر اسکی کو منع کرتی ہی
جیساکہ تیر کو مانع ہی جو چیز کہ تاثیر علت کو منع کرتی ہے وجود علت سے متاخر ہوتی ہی پس تعبیر کرنی
ایسی شے کی ساتھ جملہ فعلیہ کے مناسب زیادہ ہوئی اسواسطے کہ جملہ فعلیہ حدوث کے
اوپر دلالت کرتا ہے اور بسبب تاخر کے اس مین بھی حدوث پایا گیا اور غشاوہ آنکھ کا
شعاع کو آنکھ سے باہر نکلنے کو منع کرتا ہے کہ سبب دیکھنے کا ہے اور حقیقت مین منع کرنیوالا
علت کے پیدا ہونے کو ہے جیساکہ شل ہونا ہاتھ کا کہ تیر ڈالنے کو منع کرتا ہے اور جو چیز کہ
علت کے پیدا ہونے کو منع کرتی ہے موجب باقی رکھنے معلول کی اوپر عدم اصلی کے ہی
اور عدم اصلی ایک امر ثابت ہے حادث نہین تاکہ اُس کی ساتھ جملہ فعلیہ کے تعبیر کی
جاوے بلکہ تعبیر اوس کی جملہ اسمیہ کے ساتھ چاہیے کہ دلالت ثبوت اور دوام پر کرتا ہی
سوال پانچوان کہ متفرع اس جواب پر ہے وہ یہ ہے کہ بیچ آیت ختم علی سمعہ وقلبہ وجعل
علی بصرہ غشاوۃ کے غشاوہ بصر کا بیان بھی جملہ فعلیہ سے ساتھ لائے ہین مانند ختم علی
سمعہ وقلبہ پس اگر یہ وجہ فرق کی درست ہو توہس آیت مین ترک اولے کا لازم آوے
جواب اس کا یہ ہے کہ جَعَلَ اگرچہ فعل ہے لیکن ملحق افعال قلوب کے ساتھ
ہے اور افعال قلوب کی یہ خاصیت ہے کہ جملہ اسمیہ کو دوام اور ثبات کے معنی پر
باقی رکھتے ہین اور متغیر نہین کرتے اور مبتدا اور خبر کو دو مفعول اپنے بنا لیتے ہین
چنانچہ علمت زیدا فاضلا مین تصریح کی ہے کہ اسناد علمت کی حادث ہے اور

تفہیم جاہلی دیکھو تو معلوم ہوا کہ بڑی بن کوئی چیز جراغون کی طرح جانچ بلکہ بھی ہے

اسناد فضل کی زید کی طرف حادث نہین پس بیچ علی بصرہ غشاوۃ کے بیان غشاوۃ بصر کا
اوس کے ساتھ متعلق ہے افادہ معنی ثبوت اور دوام کا متحقق ہے اسواسطے کہ
اسناد مفعول ثانی کی طرف مفعول اول کے اوسی وتیرہ پر باقی ہے اگرچہ متعلق جعل
کے ساتھ ہوگیا ہے پس اس آیت مین بھی بیچ بیان غشاوۃ ابصار کے معنی جملہ اسمیہ ہے
اور بیچ بیان ختم سمع اور قلب کے جملہ فعلیہ کو اختیار کیا اور اسی فرق کا اعتبار رکھا سوال
چھٹا یہ ہے کہ سمع کو بصر کے اوپر کسواسطے مقدم فرمایا حال آنکہ نزدیک حکما کے حس بصر
کے افضل حس سمع سے ہے کہ متعلق ابصار کا نور ہے اور متعلق سمع کا ہوا اور بصر دور سے
دیکھتی ہے اور سمع دور سے نہین سنتے اور عجائب کارگیری الٰہی کی بصر کی پیدایش
مین زیادہ ہے بہ نسبت اوس کے کہ سمع کی پیدایش مین ہے اور حضرت موسی علیہ السلام
کو سماعت کلام الٰہی کی بدون خواہش اور سوال کے عطا ہوئی اور جب بصر سے دیکھنا
چاہا نہ دیا اور آنکھ سے جمال چہرہ کا ہے بخلاف کان کے اور جو انکشاف کہ بصر کے سبب سے
حاصل ہوتا ہے تمام انکشافات سے اقوی اور اتم ہے اور اسیواسطے عرب کی مثلون
مین وارد ہے کہ لیس وراء العین بیان جواب اس کا یہ ہے کہ ہر چند یہ وجوہ افضلیت کی
بصر مین پائی جاتی ہین لیکن اس مقام مین رعایت ان وجوہ کی کرنی مناسب نہین
اس جگہہ رعایت اون وجوہ کی کہ حق کو پہچاننے مین باعث ترجیح کا ہون کرنی چاہیئے
اسی واسطے دل کو دونو پر مقدم فرمایا اور قوت سننے کی کو ہدایت کے ساتھ نفع
پکڑنے مین اور بیچ ارشاد پیغمبر اور ڈرانے اوسکے کے دخل کلی ہے کہ اس قدر بینائی
کو نہین اس مقام مین رعایت اسوجہ کی اولی ہے اور معہذا سمع کو شرط نبوت کی لکھا ہے
اسواسطے کہ کوئی پیغمبر نہین کہ بہرا ہوا ہو اور بعضے پیغمبر اندھے ہوے ہین مثل حضرت
یعقوب علیہ السلام اور حضرت شعیب کے اور بھی قوت سمع کے سبب سے معارف اور نتائج
دوسرونکی عقلون کی فہم کی طرف پہنچتے ہین بخلاف بصر کے کہ محض محسوسات کو اوس کے
ساتھ ظاہر کرسکتے ہین اور بھی ادراک قوت سامعہ کا چھون طرفون سے ممکن ہے بخلاف
ادراک قوۃ بینائی کے کہ محض جانب سامنے کی سی ہے حاصل کلام یہ ہے کہ بیچ بیان

کرنے عدم انتفاع کافرون کے ساتھ ہدایت قرآن کے اور ڈرانے پیغمبرون کے ہین
کان کے اوپر مہر رکھنی مقدم ہے پردہ آنکھ کے سے چنانچہ تفسیر مین بھی اشارہ طرف اس
معنی کے گیا ہی اور اس جگہہ مظنہ شبہہ کا ہے کہ کسی کے دل مین گذرے کہ جب
خدای تعالی نے دوام کفر کافرون کے ارادہ کیا اور راستے قبول کرنے کے بند کر دئے
پس یہ لوگ کفر اختیار کرنے مین مجبور ہین اور دن قیامت کے ایک عذر معقول بے
اطلاعی حقیقت کار کا انکے ہاتھ مین ہے اس مظنہ کے دفع کرنے کے واسطے فرماتے ہین کہ
وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ یعنے اور اونکے تئین ہے عذاب بڑا اسواسطے کہ مہر رکھنی اوپر دلون
اون کے کے اور آنکھ اور کان اون کے کو دیکھنے اور سننے اسباب نصیحت کے سے بلا رکھنا
ابتدا از اللہ کی طرف سے وقوع مین نہین آیا تا کہ جاے عذر ہوے بلکہ بسبب تقصیر انکے
کے فکر کرنے مین اور بسبب دشمنی کرنے پیغمبرون اور نصیحت دینے والون کے اور اصرار
کرنے تقصیر اور عناد پر یہ حالت پیدا ہوئی پس یہ حالت اونکی بمنزلہ مرض مہلک کے ہی
کہ خود شخص اپنے تئین بسبب کھانے زہر قاتل کے مارتا ہی کہ صریح محل ملامت اور عتاب
کا ہے اور جب بیان حال ایک فریق کے اشقیاؤن مین سے فارغ ہوئے اب بیان فرقے
دوسرے کا اشقیاؤن مین سے شروع فرماتے ہین کہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَ
بِالْيَوْمِ الْآخِرِ یعنی اور آدمیون مین سے وہ آدمی ہین کہ کہتے ہین ایمان لائے ہم ساتھ خدا
کے اور دن آخرت کے پس گویا دعوی دونون علمون کا کرتے ہین واسطے اپنے علم توحید
کا اور علم معاد کا اور یہی دو علم اصل دین کی ہین پس حقیقت مین ایسا کہتے ہین کہ ہم نہ مشرک
ہین کہ حق سے محجوب رہے ہوئے ہین اور نہ اہل کتاب سے ہین کہ محجوب دین اور معاد سے
ہین اور حقیقت کفر کی احتجاب ہی یا حق سے کہ مشرکین کے تئین ہوتا ہی یا دین سے جیسا
کہ اہل کتاب کو اور جو کوئی محجوب حق سے ہی محجوب دین سے ہے اسواسطے کہ دین نہین
مگر طریق پہونچنے کا حق کی طرف اور جو کوئی محجوب دین سے ہی کبھی حق سے محجوب نہین
ہوتا ہی پس یہ گروہ واسطے اپنے دعوے کرتے ہین کہ ہمسے دونو حجاب رفع ہوے حال آن کہ
اس دعوی مین جھوٹے ہین وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ یعنی اور نہین ہین وہ ایمان لانیوالے حاصل یہ کہ ایمان

اونکی ذات سے مسلوب ہو کسی وقت وقتوں میں سے نصیب اون کے نہوگا اور اس گروہ کو
شرع میں منافق کہتے ہیں اور نفاق کی کئی قسمیں ہیں اصلی اور کامل وہ ہو کہ ایمان اپنا ظاہر کرے
اور باطن میں صاف منکر ہو دوسرے وہ کہ ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی متردد اور
دوطرف ہو تیسرے یہ کہ بسبب کثرت گناہوں کی اور پہونچنے اثر برائیوں کے اور زیادتی
محبت دنیا کی اور جمع ہونے اخلاق مذمومہ کے ایمان اونکا چھپ جاوے اور نہایت ضعیف
ہو ساتھ اس مرتبہ کے کہ آخرت کی ضرر کو دنیا کی ضرر سے بڑا نہیں سمجھتا اور نفع آخرت کو دنیا
کی نفع سے بہتر نہیں جانتا پس حقیقت میں یہ فرقہ بھی ایمان نہیں رکھتے اسواسطے کہ مقصود
ایمان سے بلند ہمت ہونا پستی دنیا سے اور بسبب اختیار کرنے مرضیات الہی کی طرف درجات عالیہ
معاد کے پہونچنا اور اس فرقہ میں اگرچہ تصدیق پائی جاتی ہے لیکن نہایت ضعیف ہے کہ
بیچ علو ہمتی کے ہرگز تاثیر نہیں رکھتی اور قاعدہ مقررہ عقلیہ ہے کہ الشئ اذا خلا عن مقصودہ
لغا یعنے شے جسوقت خالی ہوئے مقصود اپنے سے لاطائل ہوئے پس تصدیق اونکی محض لغو ہوئی
اور ہونا نہونا اوس کا برابر ہوا اور اوپر اسی تین مرتبہ نفاق کی آیتوں اور حدیثوں مختلف کو
منطبق کیا چاہیے کیا مثلاً ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار وان المنافقین یخادعون اللہ
وھو خادعھم واذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ مذبذبین بین ذالک تک بیان حال مرتبہ
اول اور دوسرے کا ہے اور آیۃ ومنھم من عاھد اللہ الخ بیان حال مرتبہ تیسرے کیا اور وہ
کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ آیۃ المنافق ثلث وان صام وصلے وزعم انہ مسلم اذا حدث
کذب واذا عاھد غدر واذا ائتمن خان بھی اوپر اسیکے محمول ہے یعنے نشانیاں منافق
کی تین ہیں اگرچہ روزہ اور نماز کرے اور گمان کرے کہ میں مسلمان ہوں ایک یہ ہے
جسوقت بات کرے جھوٹ بولے اور جسوقت عہد کرے توڑ ڈالے اور جسوقت امانت
اوس کے پاس رکھی جاوے خیانت کرے اور سب سے ظاہر دلیل نفاق اون کے کی
کہ گواہی بے ایمانی اون کی کی دیتی ہے یہ ہے کہ کہتے ہیں کہ اگر دن جزا کا بالفرض
ثابت ہو اور ہم سے اللہ تعالیٰ تفتیش حال ہمارے کی کرے دستاویز ہماری یہی
ایمان زبانی ہمارا ہے جیسا کہ دنیا میں مسلمانوں میں ہم اسی دستاویز کے ساتھ

دلیل پکڑتی ہیں اور جان اور مال اپنی کو امان میں رکھتے ہیں ایسا ہی آخرت میں ساتھ اسی ایمان
کے چنگل مار کے نجات پاویں گے پس یہ لوگ اپنے زعم میں یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یعنے فریب
دیتے ہیں خدا کو اور اون آدمیوں کو کہ ایمان واقعی رکھتے ہیں بسبب اس ایمان ظاہری اپنے کے
وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ یعنے اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے ہیں مگر جانوں اپنی کو سواسطے
کہ مرتبہ خدا کا اوس سے بلند زیادہ ہے کہ فریب دینے اون کے سے فریب میں آوے اور مومنین
کو بھی حق تعالی پیغمبر کے فرمانے سے اور بسبب قرآن اور نشانیوں کے اوپر حال اون کے کے اطلاع
کر دیتا ہے پس مومنین بھی فریب نہیں کھاتے ہیں اگرچہ بپاس کلمہ طیبہ کے اون کی جان اور مال
کا قرض نہیں کرتے ہیں وَمَا يَشْعُرُوْنَ اور وہ شعور نہیں رکھتے ہیں کہ ساتھ اس آرزوے باطل
اور طمع کاذب کے جان اپنی کو فریب دیں مانند مریض کے کہ مرض مہلک میں گرفتار ہوا اور نام
دواؤں کا یاد کر کے ساتھ زبان کے پڑھتا ہے اور آرزو کرتا ہے کہ زبان سے یاد کرنا دواؤں
کا بیماری میری کے واسطے کافی اور شافی ہوگا کہ صریح جان اپنی کو دغا دیتی ہے اور یہ فریب
کھانا باوجودیکہ نہایت ظاہر ہے اوپر عاقلوں کے لیکن انپر ظاہر نہیں ہوتا ہے اسواسطے کہ
فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ یعنے بیچ دلوں اون کے کے بیماری ہے محکم اور وہ مرض قصور قوۃ علمیہ کا ہے
بسبب الفت کرنے دین اور آئین باپ دادوں اپنے کے اور بسبب غلبہ خلط فاسد شہوت کے
لذتوں نفسانی اور خواہشوں جسمانی اپنی کو ضبط نہیں کر سکتے ہیں اور یہ کتاب ہر چند باعث
شفا کا اس قسم کی مرضوں سے ہے لیکن جب اونھوں نے بسبب کمال بغض اور دشمنی رسول
کی اور مستحکم ہونے مرض جہل کے بیچ دلوں اپنے کے اسکو نہ سمجھا اور اوس میں تامل نہ کیا
اوس سے کیا فائدہ اوٹھاویں مانند دوا کے کہ اگر اوسکا استعمال نہ کریں کیا فائدہ دیوے
بلکہ یہ قسم دوا کی کہ اپنے طور پر استعمال نکیجاوے موجب زیادتی مرض کا ہوتی ہے فَزَادَ
هُمُ اللّٰهُ مَرَضًا پس زیادہ کیا اللہ نے اون کے تئیں مرض دوسرا ساتھ اس طریق کے
کہ جب اونہوں نے مضمون اس قرآن کے مخالف وضع اور آئین اپنی کے دیکھے اور لذتوں
نفسانی اور شہوتوں جسمانی سے منع کرنیوالا پایا تو قوت غضبیہ اون کی نے جوش کیا اور واسطے
لڑائی اور مقابلہ کے اوٹھے اور درپے ایذاے پیغمبروں علیہم السلام اور واعظوں کے ہوئے

تفہیم خلیلی
نجمل (۱۲) (۴) بجوز
سے نجات اور حلال
روزی طلب فرمایا جو
تقوی کرتا ہے خدا
اسکو سب سختیوں
سے نجات دیتا ہے
اور ایسی جگہ سے
روزی دیتا ہے
کہ جہاں اوسکو گمان
بھی نہیں ہوتا ،،
(پ ۲۸ س طلاق ر۱)
(۵) عمل کی درستی
فرمایا اے ایمان
والو تقوی کرو اور
سچی بات کہو تاکہ
خدا تمہارے کام
سنوار دے ،،
(پ ۲۲ س احزاب ر۹)
(۶) گناہ بخشا
جانا جیسا کہ اسی

اور اگر کہیں کہ جب ہم نے قران میں نظر نکی اور تامل نکیا پس ہم بے ایمان ہونے میں معذور ہوئے اوسکے جواب میں کہنا چاہیئے کہ نظر نکرنی اس قسم کی سبب ہدایت میں عذر نہیں ہوسکتا اور اگر بالفرض عذر بھی ہو تو اسقدر میں عذر ہوگا کہ ایمان نلائے لیکن تکذیب اور انکار را در مقابلہ میں کیا عذر ہوگا البتہ سزا اس تکذیب کی اور انکار کی پاویں گے وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ یعنے اور اون کے تئیں ہے عذاب درد دینے والا اسبب اس کے کہ جھوٹھ کہتے تھے اسواسطے کہ قران کی تکذیب کرتے تھے بغیر دلیل کے بلکہ باوجود ظاہر ہوتے دلیلوں صدق اوسکی کے اور اعجاز اوسکی کے انکار سے دست بردار نہیں ہوتے ہیں اور بھی اپنی تئیں مومن اور متقی ظاہر کرتے تھے اور حال یہہ ہے کہ سوائے نام ایمان اور تقوی کے کہ اوپر زبان اون کی کے جاری تھا کچھ اثر دل میں نرکھتے تھے باقی رہی اسجگہ چند سوال کہ جوابوں کے ساتھ مرقوم ہوتے ہیں اول یہہ کہ حق تعالی نے بیچ اول اس سورہ کے بیچ نشان مومنین کے کہ خالص ہیں تمام چار آیتیں نازل فرمائیں اور بیچ شان کافروں کے کہ مجاہر ہیں یعنے ظاہر اور باطن اونکا برابر کفر کے ساتھ آلودہ ہے تمام دو آیتیں بھیجیں اور بیچ نشان ان کافروں پوشیدہ کے کہ مراد منافقین سے ہے تیرہ آیتیں فرمائیں اور ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کفر کافر مجاہر کا کہ ظاہر اور باطن اوسکا کفر سے آلودہ ہے زیادہ برا ہے منافق کے کفر سے اسواسطے کہ کافر مجاہر کا دل بھی جہل کے مرض میں گرفتار ہے اور زبان بھی بسبب انکار کرنے حق کے اور جھوٹھ بولنے کے بسبب بیان کرنے عقائد کفر کے گنہگار ہے بخلاف کافر منافق کے اگرچہ دل اوسکا جہل کے مرض میں گرفتار ہے لیکن زبان اوسکی بیچ بیان عقائد حقہ اسلام کے راست گفتار ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ منافق کی زبان بھی جھوٹھ اور انکار کے ساتھ آلودہ ہے اسواسطے کہ وہ زبان سے کہتا ہے میرے دلمیں عقائد اسلام کی جگہہ پکڑے ہوئے ہیں اور حال یہہ کہ وہ اسبات میں جھوٹھا ہے قال اللہ تعالی واللہ یشھد ان المنافقین لکاذبون پس دل و زبان اوسکے بھی دونو بیکار ہیں اور علاوہ اوپر اسکے یہہ ہے کہ منافق قصد فریب دینے کا کرتا ہے اور جو کافر ظاہر ہے قصد فریب کا نہیں رکھتا ہے اور بھی کافر مجاہر مردوں کی مثل ہے کہ جو کرتا ہے ویسا ہی کہتا ہے اور منافق مانند عورتوں ناقص کے ہے کہ کرتا ہے کچھ اور کہتا ہے

پچھا اور بھی کافر ہرچند کہ جھوٹا ہے لیکن اپنے زعم میں سچا ہے اور ہرگز واسطے نفس اپنے کے
جھوٹھ کو پسند نہیں کرتا ہے بلکہ اوس سے عار کرتا ہے اور اسیواسطے اپنے دل کی عقیدہ
کو کھول کر بیان کرتا ہے اور منافق اس قدر کمینہ ہے کہ دیدہ و دانستہ جھوٹھ کہتا ہے
اور اس جھوٹھ کو کمال اپنا جانتا ہے اور بھی منافق ہمراہ کفر اپنے کے استہزا اور فریب
دینا خداے تعالی کا ارادہ کرتا ہے اور کافر مجاہر یہ بے ادبی نہیں رکھتا ہے اور اسیواسطے
کفر منافق کا بہت سخت ہے اور حجاب اوسکا کثیف زیادہ ہے اور حال اوس کا مخفی
زیادہ ہوتا ہے سو واسطے فضیحت اوسکی کے تیرہ آیتیں نازل ہوئیں اور بعد بیان حال اونکی
کے ضرب المثل بھی اوسکی مذکور ہوئی اور اسجگہ سے معلوم ہوا کہ جس مذہب کی بنا تقیہ پر ہو
اور ظاہر اپنا مخالف باطن کی رکھے بدتر ہے اوس مذہب سے کہ صاحب اوسکا ظاہر انکار کرے
اسواسطے کہ تقیہ والے کے حال باطنی کا اعتبار نہیں رہتا ہے اور اقرار اور انکار اوسکا اگرچہ
کبھی سچا بھی ہو جھوٹھا معلوم ہوتا ہے اور اسیواسطے علما نے کہا ہے لا تقبل توبۃ الزندیق
یعنے نہیں قبول کی جاتی ہے توبہ زندیق کی اور معنی اس کلام کے یہ ہیں کہ آدمیوں کو اعتماد
اوسکی توبہ پر نہیں ہوتا ہے اسواسطے کہ طریق معلوم کرنے توبہ اوسکی کا بھی اقرار زبانی ہے
اور اقرار زبانی اوسکا محل اعتماد کا نہیں کہ وہ قائل تقیہ کا ہے اور یہ معنی اس کلام کے
یعنے لا تقبل توبۃ الزندیق کے نہیں کہ اگر دل سے اور صدق نیت سے بھی اپنے عقیدہ سے
پھر جائے اور باطن اوس کا صاف ہو جائے اسپر بھی اللہ کے نزدیک مردود اور راندہ گیا
ہے اسواسطے کہ اللہ تعالی جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا ہے ہر بندہ کے دل کا حال خوب
جانتا ہے اور آدمیوں کو علم اوس چیز کا کہ دلوں میں ہے ممکن نہیں مگر بسبب اظہار زبانی
کے سوال دوسرا یہ ہے یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ منافق بھی خدا کو فریب
دیتے ہیں اور مسلمانوں کو اور خدا تعالی اور مسلمان بھی اون کو فریب دیتے ہیں اسواسطے
کہ یہ لفظ ماخوذ مخادعت سے ہے اور مخادعت باب مفاعلۃ ہے اور باب مفاعلۃ مشارکت
کو چاہتا ہے اور حال یہ ہے کہ خداے تعالی کی نسبت سے نہ فریب دینا ممکن ہے اور نہ فریب کھانا
اسواسطے کہ علم اللہ تعالی کا کہ سب چیزوں کو گھیرنے والا ہے اور جو چیزیں پوشیدہ ہیں اوسکے

(۱۰) دونوں جہان کی خوشخبری کا فرمادی جو ایمان والے اور تقوی والے ہیں انہیں کو دنیا و آخرت میں خوشخبری ہے (پ۱۱ س یونس ع۱۰)

(۱۱) دوزخ کی آگ سے نجات فرمادیا دوزخ پر سے سب گذر لینگے پھر ہم فقط متقیوں کو بچالیں گے (پ۱۶ س مریم ع۵)

(۱۲) بہشت میں ہمیشہ رہنا فرمادیا بہشت متقیوں ہی کے لیے بنائی گئی ہے (پ۴ س آل عمران ع۱۴)

نزدیک سب ظاہر ہیں فریب نہیں کھانے دیتا اور حکمت اوسکی اسباب کو چاہتی ہے کہ کسیکو فریب
ملنے اسواسطے کہ افعال اللہ تعالیٰ کے ہر طرح کے قبح اور نقصان سے پاک ہیں اور مومنین کو
ہر چند فریب کھانا ممکن ہے اسواسطے کہ مومنین بسبب کمال حلم اور حسن ظن کے منافقوں کو
ساتھ سختی نہیں کرتے ہیں اور جھوٹھ اون کے کو سچ جانتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف
میں وارد ہے المومن غر کریم والمنافق خب لئیم یعنے مومن فریب کھانیوالا ہے اور
سخی ہے اور منافق فریب دینے والا لئیم ہے لیکن فریب دینا اُن کی شان سے بھی بعید ہے
پس استعمال مخادعت کی کیا وجہ ہو جواب اسکا یہ ہے کہ باب مفاعلت اس جگہ میں
مشارکت کے واسطے نہیں بلکہ واسطے اصل فعل کے چنانچہ عاقبت اللص اور مسافرت
میں موجود ہے اور بالفرض اگر مشارکت کیواسطے بھی ہو پس معنی خداع کے اللہ کی نسبت
سے وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندہ اپنے سے معاملہ موافق نیت اور ارادہ اوسکے کی کرتا ہے اسیواسطے
حدیث شریف میں وارد ہے کہ اَصْدَقُکُمْ رُؤْیَا اَصْدَقُکُمْ حَدِیْثًا یعنے جو کوئی اپنے
کلام میں عادت سچ بولنے کی رکھتا ہو خواب میں بھی اوسکو غیب سے سچی خبریں دکھلائی
دیویں اور جو کوئی باتوں میں دروغ گوئی کی عادت رکھے اوس طرف سے بھی باعتبار حال
اوسکے کے معاملہ ہوتا ہے پس جو کوئی عقیدہ اور عمل ناشایستہ کو پسند کرکے واسطے اپنے
اختیار کرتا ہے اور اوس عقیدہ اور عمل سے اوسکو قصد رضامندی الٰہی کا ہوتا ہے اولا
اوس شخص کو شہوات نفسانی میں غرق کرتے ہیں تاکہ وہ شخص جان لے کہ یہی عقیدہ اور
عمل میرا درمیان میرے اور درمیان پروردگار میرے کے بڑا وسیلہ ہے اور غیب کیطرف
سے اوسکو بسبب قبول ہو جانے دعا کے اور القا ہونے خطرات پے درپے کے اور خوابہائے موافق
دیکھنے اور انشراح خاطر کے بہم بدعتوں اور گناہوں اور افعال رکیکہ اور آلودگی نجاستوں اور
صحبت حیوانات ملعونہ کے امداد اور اعانت حاصل ہوتی ہے تاکہ یقیناً اوس کو خوبی
اوس بدعقیدہ اور عمل کی دل میں جگہ پکڑتی ہے اور یہی ہے معاملہ خداع کا اللہ کی طرف
سے پھر اگر خدا کو منظور ہوتا ہے وقت مرنے کے یا صدمہ ہمت قوی یا مرشد کے سے وہ سب کرم
لطف گم ہو جاتے ہیں اور معاملہ اور طرح ہو جاتا ہے اسپر مخادعت مومنین کی بس منافقوں کی

طرف سے وہ تھی کہ اپنے تئیں دوستوں اور موافقوں کی صورت میں ظاہر کرکے واسطے دور کرنے
دولت مومنین کے اور توڑنے مرتبہ اون کے کے حیلے اوٹھاتے تھے جیسا کہ بیچ زمانہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے عبداللہ بن ابی واسطے مقابلہ اوس جناب کے یہودیوں کو ورغلان کر
دلیر کرتا تھا اور مومنین کیطرف سے وہ تھی کہ باوجود دیکھنے اور جاننے حال اون منافقین کے
تعرض اون سے نکرتے تھے تاکہ ظاہرداری برتتے رہیں اور اس سے نہ بھاگ جاویں اور کثرت
ظاہری ہماری بنی رہے اور گروہ کافروں کا اون کے ملنے کے سبب سے بہت نہو جاوے
پس معنی خداع کے دونو طرف سے پائے گئے اور بعضو اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ مخادعت خدا
کی عبارت مخادعت رسول اوسکے سے ہے اسواسطے کہ رسول کسی شخص کا اس امر میں بیچ حکم
اوسی شخص کے ہوتا ہے جو معاملہ کہ اوس کے ساتھ کریں اوس شخص کی طرف رجوع کرتا ہے
اور کہنا رسول کا بعینہ کہنا اوس شخص کا ہے جیسا کہ بیچ ایۃ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ
یعنے جس شخص نے اطاعت رسول کی پس تحقیق اوسنے اطاعت اللہ کی کی اور بیچ آیت ان الذین
یبایعونک انما یبایعون اللہ یعنے وہ لوگ کہ بیعت تیرے ساتھ کرتے ہیں سوا اسکے نہیں کہ وہ بیعت اللہ
کے ساتھ کرتے ہیں اور بیچ آیت ما رمیت اذ رمیت لکن اللہ رمی یعنی اور نہیں پھینکا تونے جسوقت پھینکا تونے لیکن اللہ نے
پھینکا اس معنی کا صاف ارشاد کیا ہے پس فریب دینا ان منافقوں کا رسول خدا کو ساتھ ظاہر کرنے ایمان کے
گویا فریب دینا خدا کا ہے علی الخصوص ہرگاہ کہ اس رسول کے واسطے باوجود رسالت کے مرتبہ محبوبیت کا
بھی ثابت ہے اور محبوب خدا کو فریب دینا بمنزلہ اس بات کے ہے کہ خدا کو فریب دیا جیسے کہ صحیح بخاری کے
اندر حدیث قدسی میں وارد ہے کہ بندہ مومن طرف میرے نزدیک ہوتا ہے بسبب ادا کرنے نوافل کے
یہانتک کہ اوسکو محبوب اپنا کرتا ہوں کان اور آنکھ اوسکی ہو جاتا ہوں میں کہ ساتھ میرے سنتا ہے
اور دیکھتا ہے اور زبان اوسکی ہوتا ہوں میں کہ ساتھ میرے باتیں کہتا ہے اور ہاتھ اوسکا ہو جاتا ہوں
میں کہ ساتھ میرے کام کرتا ہے اور پاؤں اوسکا ہو جاتا ہوں میں کہ ساتھ میرے چلتا ہے انتہی اور جسکو
کہ ایسی حالت قرب کے ساتھ جناب الٰہی کی حاصل ہو قصد فریب دینے اوس کے کا بلاشبہ قصد فریب دینے
خدا کا ہوگا اور فریب دینا رسول کا ان منافقوں کو ساتھ قبول کرنے ایسے اسلام اون کے کے ہے
اور فریب دینا اللہ کا اون کو اسطرح پر ہے کہ بسبب اس اسلام ظاہری کے قتل کرنے اور قید کرنے اور

اوٹنے سے امن میں رکھا او غنیمتنا اور منافع میں اونکو بھی شریک کیا گو کہ اسلام تمہارا مقبول ہوا او
ہمارے قہر سے تم نے نجات پائی سوال تیسرا یہ کہ بیان حال منافقونکا بعد بیان حال کافروں کے
عطف کے طریق پر لائے اور بیان حال کافرونکا حال مومنوں کے سے قطع کیا اور بطریق عطف کے
ملائے اس تغیر کرنے اسلوب میں نکتہ کیا ہے اور بہت جگہ قران میں سے کہ ان دونو گروہ کا حال بیان
کیا ہے اوس جگہ عطف کی صورت پر لائے ہیں جیسا کہ اس آیت میں ان الابرار لفی نعیم
وان الفجار لفی جحیم اور موافق قاعدہ اہل معانی کے بھی جامع وہمی کہ وہ تضاد ہے دونو
میں پایا جاتا ہے اسواسطے کہ کفر ضد ایمان کی ہے باوجود جامع اور تناسب کے عطف نکرنا خلاف
آئین بلاغت کی ہے جواب اوسکا یہ ہے کہ کلام پہلے اصل میں بیان حال کتاب میں تہی کہ یہ
کتاب سبب ہدایت فلانی فلانی فرقہ کا ہوئی ہے پس ذکر کافروں کا اور برائی اون کی کہ مضمون
جملہ ان الذین کفروا کا ہے مخالف اس مقام کے ہوا نہ مناسب اور جامع وہمی کہ تضاد ہے
درمیان مومن اور کافر اور ایمان اور کفر کے پایا جاتا ہے نہ درمیان مدح کتاب اور برائی کفار کے
اور تقاضا کمال بلاغت کا یہ ہے کہ تباین اور تغایر مقام کو باوجود تناسب کے مقدم کرتے ہیں اور
اعتبار ترک عطف کا عمل میں لاتے ہیں جیسا کہ بیچ صورت اختلاف دو کلاموں کے کہ ایک خبر ہو اور ایک
انشا اس اختلاف کو ترجیح دیتے ہیں اوپر وجوب تناسب کے اور عطف کو چھوڑ دیتے ہیں ایسا ہی اس مقام
میں سمجھنا چاہئے صاحب مفتاح نے باب فصل ووصل میں قاعدہ تباین مقام کا واسطے لزوم فصل کے
تفصیلاً بیان کیا ہے سوال چوتھا یہ کہ من یقول امنا باللہ مبتدا ہے اور من الناس خبر اوسکی اور
خبر ایسی چاہئے کہ اوس کے ثابت کرنے سے فائدہ سننے والے کو حاصل ہوا ور ہونا منافقوں کا
آدمیوں کے زمرہ سے ہر کسی کو معلوم ہے اسکی خبر دینے سی کیا فائدہ ہے جواب اسکا یہ ہے کہ من پر
من یقول کے موصوف ہے پس مدلول کلام کا یہ ہوا کہ آدمیوں کی جنس سے ایسے ایسے گروہ ہیں
پس مدار فائدہ کلام کا وصف کی اوپر ہے جیسا کہ اس قول میں کہا ہے من المومنین رجال
صدقوا اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ذکر من الناس کا اسواسطے ہے کہ اس فرقہ میں محض وصف
ایک آدمی ہونے کی پائی جاتی ہے اور کوئی صفت نیک آدمیوں کی جیسا کہ ذکا اور علم اور فہم
ان میں موجود نہیں جیسا کہ بیچ اصطلاح علماء مصنفین کے لفظ من الناس کا اسی اشارہ کیواسطے مذکور

ہوتا ہے اور صاحب جامی نے کہا ہے ومن الناس من عمل فی النصوص بوجہ آخر ہی فاسدة اور شارحوں نے کہا ہے کہ معنی اس کلام کے یہ ہیں کہ ومن الناس لا من العلماء اور بعضے مفسروں نے کہا ہے کہ لفظ من الناس کا اس جگہ میں لانا واسطے تعجب سننے والوں کے ہے یعنی جملہ آدمیوں میں سے اس قسم کے بیوقوف بھی ہوتے ہیں پس ساتھ صورت انسانیہ اپنی کے غرہ مت ہوا اور بیچ اصلاح علم اور فہم اپنے کے کوشش کر سوال پانچواں یہ ہے کہ بیچ عذاب کافروں کے لفظ عظیم کا لائے ہیں اور منافقوں کے عذاب میں لفظ الیم ذکر کیا فرق درمیان ان دونوں عذابوں کو ساتھ بڑائی اور درد دینے کے کس راہ سے ہے یعنی کافروں کے عذاب کو کہا کہ بڑا ہے اور منافقوں کے عذاب کو کہا کہ درد دینے والا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ گروہ کافروں کا کہ موت اون کی کفر کے اوپر مقدر ہے راندے گئے ازل کے ہیں کہ تقدیر کیونت نعمتوں دینی سے محروم کیا ہے پس عذاب ونکا بڑا ہے لیکن بسبب باطل ہونے استعداد اپنی کے اور کمال تیرگی دل اپنے کے شدت درد اوس عذاب کی دریافت نہیں کرتے ہیں مانند حالت عضو مردہ اور مفلوج کے یا ایسے عضو کے کہ سن ہو جائے کہ اوسکے کاٹنے اور داغ دینے اور کسی طرح کے درد پہنچانے سے خبر نہیں ہوتی لیکن منافق پس واسطے باقی رہنے اصل استعداد اپنی کے ادر قوت ادراک کی شدت درد اوس عذاب کی معلوم کرینگے اسیواسطے عذاب اونکا نہایت دردناک ہوگا اور بھی کافروں نے کہ بالکل حلاوت ایمان کی نہیں چکھی اور اوپر دروازہ ایمان کی نہیں پہونچے کیفیت لذتوں ایمان کی باوجود بالکل محروم ہونے کے چنداں خواہش نہیں رکھتے ہیں برخلاف منافقین کے کہ اس گھر کے دروازہ پر پہونچے ہیں اور فی الجملہ حلاوت ایمان کی اون کے تالو اور زبان میں لگ گئی ہے لیکن پورا کرنے اوس لذت کے سے محروم کیئے گئے ہیں ضرور اوپر گم کرنے لذتوں دیکھی ہوئی اور چکھی ہوئی کے حسرت اون کی زیادہ تر ہوگی جیسا کہ آدمی ولایت کے کہ انہوں نے ولایت کے میوؤں سے نفع اوٹھایا ہے اگر وطن سے دور جا پڑیں حسرت نہ ملنے اون میوؤں کی زیادہ اونکو حاصل ہوگی بخلاف اون آدمیوں کے کہ ولایت کو کبھی دیکھا نہیں اور وہاں کے میووں کی لذت نہیں چکھی کہ اون کو اوس قدر حسرت نہیں سوال چھٹا کہ ماھم بمؤمنین بیچ جواب امنا کے کیونکر واقع ہو سکے اور حال انکہ امنا میں ذکر شان فعل کا ہے نہ ذکر شان فاعل کا اور وماھم بمؤمنین میں ذکر شان فاعل کا ہے

نہ ذکر شان فعل کا جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ جواب بطریق ترقی ہے یعنے یہہ دعوے کرتے ہیں کہ ہم ایمان میں داخل ہوے حال آنکہ وہ اہلیت اوسکی نہیں رکھتے ہیں کہ کسی گروہ مسلمانوں کے بیں شمار کئے جاویں اور اگر جواب اس کلام کا اس طرح فرماتے کہ و لم یومنوا یہہ ترقی نہ سمجھی جاتی اوپر اسی طریق کے ہے آیت دوسری یریدون ان یخرجوا من النار و ماہم بخارجین منہا اور ہو سکتا ہے کہ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ میں ساتھ اور دو وجہ کی ترقی سمجھی جاوے اول عموم اوقات کی جہت سے یعنے یہہ دعوی کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے زمانہ قریب میں اور حال یہہ ہے کہ یہہ لوگ کسی وقت میں نہ بالفعل اور نہ زمانہ آیندہ میں صلاحیت ایمان کی رکھتے ہیں دوسرے عموم متعلقات کی جہت سے یعنے یہہ دعوی کرتے ہیں کہ ہم ایمان ساتھ خدا اور دن آخرت کے ایمان لائے اور حال یہہ ہے کہ وہ ساتھ کسی چیز کے ایمان نہیں رکھتے ہیں نہ ساتھ خدا کے اور نہ ساتھ پچھلے دن کے اور نہ ساتھ قرآن کے اور نہ ساتھ اور چیز کے اون چیزوں سے کہ ایمان ساتھ اون کے فرض ہے سوال ساتواں یہہ کہ فی قلوبہم مرض فرمایا اور قلوبہم مرضی کسواسطے نفرمایا جملہ ظرفیہ لانے میں کیا نکتہ ہے جواب اسکا یہہ ہے تاکہ معلوم ہووے کہ مرض اونکا عارض ہے اصلی نہ تھا لیکن باوجود عارضی ہونے کے استقرار اور رسوخ تمام بہم پہونچایا ہے اور اسیواسطے مرض کو نکرہ کرکے لائے اور یہہ معنی لفظ قلوبہم مرضی کے سے سمجھے نہیں جاتے تھے اسواسطے کہ قلوبہم مرضی یا لو دلالت اوپر ہمیشگی مرض اور اصلیت اوسکی کے کرتا پس اس صورت میں عروض نہ سمجھا گیا یا اوپر عروض کے کہ بے استقرار اور رسوخ کے ہو دلالت کرتا اور مقصود یہہ ہے کہ عروض مع استقرار اور رسوخ کے ہوا اور حقیقت مرض کی کہ دل منافقین میں ہر وقت پیدا ہوتا ہے نزدیک محققین طب روحانی کے یہہ ہے کہ ہر گاہ کوئی امر امور غیبیہ الہی سے بیچ دار دنیا کے لباس ظاہر ہونے کا پہنتا ہے اوس کے تئیں دو قسم کے عوارض ضروری ہیں اول نزاہت اور پاکیزگی عالم غیب کی اسواسطے کہ معدن اوس کی عالم غیب ہے دوسرے لوازم نشاء دنیا کے اسواسطے کہ نشاء دنیا میں وارد ہوا یعنے جو امر غیبی دنیا میں آتا ہے اوس کے ساتھ دنیا کی باتیں بھی ملی ہوتی ہیں پس جو مومنین مخلص ہیں اوسی

امر غیبی کو دیکھکر یقین کر لیتے ہیں اور لوازم دنیا وی کا لحاظ نہیں کرتے اور حقیقت کار کی طرف پہونچتے ہیں اور منافقین جب لوازم غیب کے اوسکے ساتھ دیکھتے ہیں اقرار کرتے ہیں اور جب عوارض اس جہان کے اوسکے ساتھ پاتے ہیں پھر جاتے ہیں اور انکار کے ساتھ پیش آتے ہیں مثلاً پیغمبر علیہ السلام کو جسوقت نور کے ساتھ اور دلیلوں کے پاس اوس کے تئیں ملاحظہ کرتے تھے بے اختیار جھک جاتے تھے اور فرماں برداری قبول کرتے پھر جب دیکھتے کہ پیغمبر عورتوں کے ساتھ ہم صحبت ہوتے ہیں اور کھانا بھی کھاتے ہیں اور بازاروں میں پھرتے ہیں اور کبھی لڑائی میں شکست بھی اون کی ہوتی ہے اور مرض بھی ہوتا ہے تو کہتے تھے کہ اگر یہ بندہ خدا کا مقرب ہوتا خدا تعالیٰ اوسکے ساتھ کسواسطے یہ معاملہ کرتا ؟ و ما لھذ الرسول یاکل الطعام و یمشی فی الاسواق لولا انزل الیہ ملک فیکون معہ نذیرا او یلقی الیہ کنز او تکون لہ جنۃ یاکل منہا الی غیر ذلک من الشبہات یعنے کیا ہے واسطے اس رسول کے کہ کہاتا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے کیوں نہ اوتارا گیا طرف اسکے فرشتہ کہ ساتھ اسکے رہتا ڈرانے والا یا دیا جاتا اسکو خزانہ یا ہوتا اسکے پاس باغ کہ کھاتا اوس سے اور سوا اسکے اور ایسے ایسے شبہ نکالتے اور طریق زیادتی اس مرض کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمراہ ہر آیت کی آیتوں الہیہ سے اور بیچ جبلت ہر شخص کے ہدایت کرنیوالوں اس راہ کے لوازمات دنیا کے بھی لگا دئیے ہیں جسقدر کہ وہ لوگ بیچ فکر کرنے آیتوں اور تلاش کرنے ہادیوں کے کمال درجہ کو پہونچیں اوسی قدر شک اور شبہ اون کے تئیں زیادہ ہوویں اور مقصد سے دور پڑیں و من یضلل اللہ فما لہ من ھاد یعنے جس شخص کو اللہ گمراہ کرے پس کون ہے اوسکا ہدایت کرنیوالا اور باوجود مستحکم ہونے اس مرض کے بیچ جوہر ذات اون کی کے طرفہ یہ ہے کہ حقیقت مرض اپنے سے بے خبر ہیں اور اس مرض مہلک کو صحت جانتے ہیں اور شاہد اسکا یہ ہے کہ افعال سقیمہ اپنے کو افعال سلیمہ جانتے ہیں وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ یعنے اور جسوقت کہا جاتا ہے اون سے کہ فساد مت کرو زمین میں اور فساد اونکا زمین میں کئی قسم پر تھا اول یہ کہ عمل کرتے مقتضیات قوت شہویہ اور قوت غضبیہ میں زیادتی کرتے تھے

تقسیم علمی بیشک آفتاب میں زردی آ جاوے اور مغرب کا وقت جب تک شفق نہ چھپے اور عشا کا وقت آدھی رات تک ہے اور صبح کی نماز کا وقت طلوع فجر سے جبتک آفتاب نہ نکلے ''

(م) نماز کی ترکیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا بغیر پاکی کے نماز نہیں ہوتی '' (ب) آپ تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں

اور مقتضیات قوت حکمیہ کی حاصل کرنے میں اون سے تقصیر سرزد ہوتی تھی اور حال یہ ہے کہ صحت مزاج روح انسانی کی اسطرح پر ہے کہ قوت حکمیہ غالب ہوا ور قوت شہویہ اور غضبیہ مغلوب اور تابع تاکہ فرماں برداری احکام شرع کی ممکن ہوا ور بسبب اوس انقیاد کے انتظام دونوں جہاں کے کاموں کا میسر ہوا ور انسانیت کے معنے متحقق ہوں دوسرے یہہ کہ درمیان کافروں اور مسلمانوں کے آنا جانا رکھتے تھے اور باتیں ایک گروہ کی دوسرے گروہ سے کہتے تھے تاکہ دونوں گروہوں میں مرتبہ اور عزت ہماری حاصل ہوا ور ایک طرف ہوکر مسلمانوں سے دوستی نہ رکھتے تھے تیسرے یہہ کہ ملنا جلنا کفاروں سے بہت رکھتے تھے اور مدارات اون کی حد سے زیادہ کرتے تھے اور دین کی باتوں میں سستی سے پیش آتے تھے اور جسوقت اپنے تئیں مسلمانوں کے گروہ سے کہتے تھے کفار کے نزدیک ایسا ثابت ہوتا تھا کہ کام پیغامبر اور اعتقاد یاروں اوسکے کا ایسا سست ہے کہ ہماری آ آکر خوشامد کرتے ہیں اور ہم سے طمع رکھتے ہیں اس سبب سے کفار دلیر ہوتے تھے اور مسلمانوں کے روبرو شبہات کفار کے کہ دین اور نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی میں ذکر کرتے تھی نقل کرتا اور اس سبب سے ضعیف ایمان والوں کو شک پڑ جاتا تھا ان سب باتوں کو تعبیر فساد کے ساتھ کیا ہے اور جب مسلمان اون کو ایسے فسادوں سے منع کرتے تھے جواب میں قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ یعنے کہتے تھے کہ سوا اسکے نہیں کہ ہم اصلاح کرنیوالے ہیں حاصل اون کے کلام کا یہہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ حال ملک اور ملت کا اوپر حالت اصلی اپنی کے آدے اور تمام آدمی آپس میں متفق اور شیر و شکر ہو جاویں اور جھگڑا اور مخالفت کہ بسبب اس دین اور آئین نئی کے کہ آدمیوں میں پھیل گئی ہے دور ہو جاوے اور حقیقت اصلاح کی یہی ہے کہ حال ملک اور ملت کا جیسا کہ قدیم سے چلا آتا تھا ویسا ہی ہو جاوے اور تعصب آئین نئی کا کہ باعث مخالفتوں کا ہے درمیان سے اوٹھے اور کوئی درپے قتل اور ایذا اور قید کرنے اور لوٹنے اور ہتک حرمت کسی کے نہو پس حقیقت میں صلاح کو منحصر اسی میں جانتے ہیں کہ اسباب تحصیل معاش کے آسانی سے میسر ہوں اور انتظام دنیا کے کاموں کا بخوبی وجہ رہے

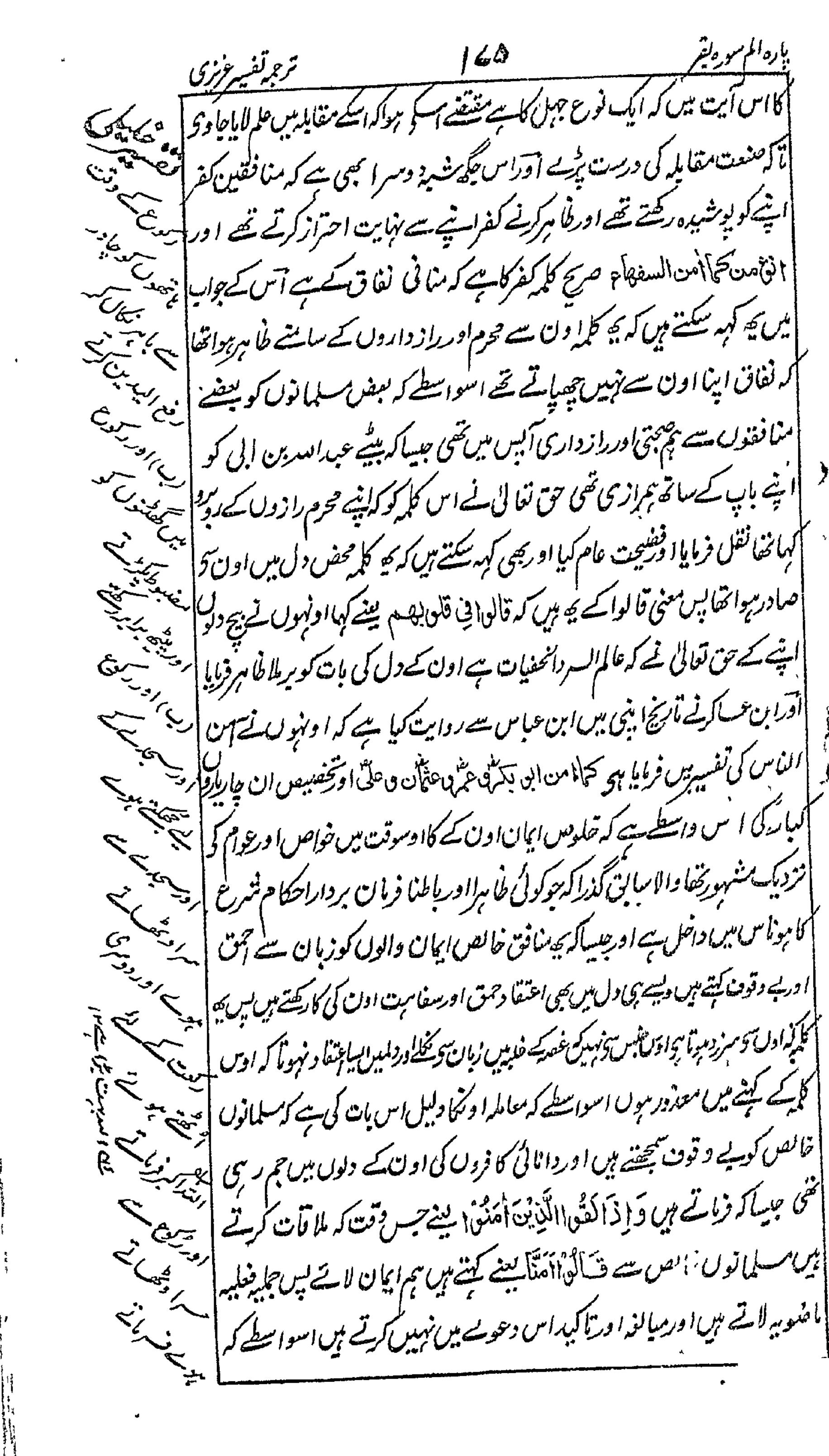
ربط تقصیر ہیں کہ تھے سزا ہوں ہم برابر اٹھاتے (ب) اور بانٹھ ... پیٹ پہنتے ہیں ... رج) ... طرح ... اوٹھ بیٹھے اور ... واسطے ہاتھ ... ہم پر رکھتے (ب) اور ... اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰھُمَّ نَقِّنِیْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ ... بِالْمَاءِ

اور سبب اس سمجھ اونکی کا یہ ہے کہ دنیا کی محبت میں کمال مشغول ہیں اور لذات بدنیہ میں
نہایت ڈوبے ہوئے ہیں اور بسبب کمال توجہ کیطرف منفعتوں جزئیہ اور لذتوں جسمیہ
کے دریافت کرنے مصالح کلیہ عامہ اور لذتوں عقلیہ کے سے کہ باقی رہنے والے ہیں محجوب
ہیں اور یہ عین فساد ہے جیسا کہ بیچ رد اس فہمید اون کی کے ساتھ تاکید تمام کی
ارشاد ہوتا ہے اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ یعنے دانا اور آگاہ ہو تم کہ تحقیق یہ گروہ یہی ہیں
فساد کرنے والے اسواسطے کہ حال ملک اور ملت کا پہلے بعثت اس رسول کے فاسد تھا کہ
ہمیشہ سے فساد چلا آتا تھا اور حق تعالی نے چاہا کہ اوس فساد کو دور فرماوے اور
وہ چاہتے ہیں کہ اوس فساد کو پھر اپنی جگہ پر لاویں پس یہ لوگ فساد کا کام بعد صلاح
کے کرتے ہیں اور یہ سب سے بڑا فساد ہے اور حقیقت اصلاح کی اللہ کے نزدیک وہ ہے
کہ دین حق کو اوپر تمام دینوں کے غالب کیا جاوے اور فرماں برداری اس ارادہ الہی
کی جان اور دل سے بجا لائی جاوے اور حتی المقدور بیچ جاری کرنے اس ارادہ حق کے
کوشش کی جاوے اگرچہ اس صلاح کے واسطے قتل اور لوٹ مالوں اور سختیاں طرح
طرح کی ساتھ اپنے اور ساتھ بنی نوع اپنی کے پہنچیں چنانچہ دوسری آیت میں اسی سورۃ
کی فرمایا ہے وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ یعنے لڑو تم اون سے یہاں
تک کہ نرہے فتنہ اور ہو جاوے دین اللہ کا اور بھی اسی سورۃ میں فرمایا ہے یسئلونک
عن الشھر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر وصد عن سبیل اللہ وکفر بہ والمسجد الحرام واخراج
اھلہ منہ اکبر عند اللہ والفتنۃ اکبر من القتل یعنے پوچھتے ہیں تجھسے مہینے حرام سے اوس
میں لڑائی کرنے سے تو کہہ لڑائی اوس میں بڑا گناہ ہے اور روکنا اللہ کی راہ سے
اور اوسکو نماننا اور مسجد الحرام سے روکنا اور نکال دینا اوسکے لوگوں کو اوس سے
زیادہ گناہ ہے نزدیک اللہ کے اور دین سے بچانا مارنے سے زیادہ ہے پس ان سختیوں
کو فساد سمجھنا اور سختیوں سے بچنے کو اصلاح جاننا اور باقی رہنا حال کا جیسا کہ تھا اسکو
صحت کاملہ تصور کرنا مثال اسکی یہ ہے کہ ایک مریض کا کوئی عضو بسبب کسی زخم کے
گل گیا اور اوس میں تعفن پیدا ہو گیا اور خوف اسکا ہے کہ دوسرے عضو کی طرف

کسی طرف کسی اعضائے رئیسہ سے کیفیت سمیہ اوسکی سرایت کرے اور کوئی طبیب حاذق کاٹنا
اور داغ دینا اوس عضو کا تجویز فرماوے اور یہ مریض ناقص العقل اوس سے پرہیز کرے اور کہے
کہ کاٹنا اور داغ دینا اس عضو کا فاسد کرنا بنیاد بدن کا ہے مجکو چاہیئے کہ اصلاح بدن اپنی
کی کروں اور پہلے سے جیسا کہ تھا ویسے ہی رہنے دوں اور جو چیز کہ اوسمیں موجود تھی اپنے حال
پر باقی رہے کہ یہ تجویز اوس کی صریح خطا اور موجب ہلاکت کی ہے لیکن بحکم اس کے کہ
رای العلیل علیل یعنے فکر علیل کا بھی علیل ہوتا ہے یہ جماعت کہ دل انکا بیمار ہی نہیں
سمجھتے ہیں کہ اس قسم کی اصلاح دو نو جہان کے کاموں کو خراب کرنے والی ہے بلکہ خراب
کرنیوالی حقیقت انسانی کی ہے جیسا کہ فرماتے ہیں وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ یعنے اور لیکن
شعور نہیں رکھتے ہیں کہ عین اصلاح میں فساد کا کام کرتے ہیں اور شاہد قوی اوپر
بے شعوری اون کی کے یہ ہے کہ اہل عقل کامل کو بیوقوف اور احمق سمجھتے ہیں وَاِذَا
قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا یعنے اور جب کہا جاتا ہے اون سے کہ ایمان لاؤ تم ایمان حقیقی
کہ جس سے فتنہ اور فساد اوٹھ جاوے اور مال اور اسباب دنیا کے سے بے رغبتی پیدا
ہو اور لذتوں فانیہ نفسانی اور نام اور جاہ ڈھونڈنے سے روگردانی حاصل ہو کَمَآ
اٰمَنَ النَّاسُ یعنے جیسا کہ ایمان لائے ہیں آدمی کہ حقیقت میں آدمی نام اوسی گروہ
کا ہے اسواسطے کہ حقیقت انسانیت کی اصلاح اور انتظام دارین کے سبب سے ہے اور
اصلاح اور انتظام بدون فرماں برداری شرع کے کہ ظاہر اور باطن میں ہو میسر نہیں
اور جسوقت بیچ غیر ان کے یہ فرماں برداری متحقق نہیں گویا معنی انسانیت کے
متحقق نہیں اولٰئک کالانعام بل ھم اضل مصداق حال اون کے کا ہے اور اسیواسطے
اس آیت میں ناس کو بے تعین کے ارشاد فرمایا تا کہ اشارہ ہو طرف اسبات کے کہ سوا مومنوں
حقیقی کے کسی کو انسان نہ کہنا چاہیئے قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ کَمَآ اٰمَنَ السُّفَھَآءُ یعنے کہتے ہیں ایا ایمان
لاویں ہم مانند بے عقلوں کے کہ ایک طرف کو محکم پکڑتے ہیں اور انقلابات زمانہ کے
سے نہیں ڈرتے ہیں کہ مبادا غلبہ دوسری طرف کا ہو جاوے اور اوسوقت میں آدمی
اوس طرف کے درپے عداوت کے پڑیں اور دائرہ کو تنگ کریں اور بھی فرمانبرداری

احکام شرع کی محض واسطے توقع دور دراز کے ہے اور فائدے کثیرہ دنیا کہ بالفعل موجود ہیں اون سے محرومی اور اوٹھانا مشقتوں سخت اور نقصانوں بے نہایت کا مقتضائے عقل کا یہہ ہے کہ ظاہر میں احکام شرع کی تابعداری کر لی چاہیئے تا کہ لکد کوب مسلمانوں کی سے کہ بالفعل تسلط اونکا ہے بچے رہیں اور نفعے دنیا کے بھی ہاتھ سے نجاویں اور دوسری طرف کے آدمیوں کو بھی خفیہ خفیہ راضی رکھنا چاہیئے تا کہ وقت انقلاب کی رضامندی اون کی کام میں آوے اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَآءُ یعنے دانا اور آگاہ ہو تم کہ تحقیق یہی لوگ بے عقل ہیں اسواسطے کہ اگر مدارا اوپر حاصل کرنے منافع اور دور کرنے مضرت کے ہے پس اختیار کرنا شے فانی خسیس.... کا اور جو چیز کہ باقی اور اشرف ہے اوسکو چھوڑنا کمال بے عقلی ہے اور آخرت کو دنیا کی بدلے میں بیچنا نہایت بے وقوفی ہے اور اگر مدار اوپر راضی رکھنے دونو جانب کی ہے پس ایک طرف علام الغیوب ہے کہ اوس کے نزدیک پوشیدہ اور ظاہر ایک ہے خصوصاً کہ وقت وقت نزول وحی کا اور آنا خبروں غیب کا ہے اوپر ہر عقیدہ آدمی کے کہ وہ اوسکو پوشیدہ رکھے ہر کسی کو بسبب وحی کے اطلاع ممکن ہے اور باوجود اسکی جو شے کہ موافق دلیل کے ہے اوس سے اعراض کرنا اور جو کہ دلیل کے موافق عمل کرتا ہے اوس کو سفیہ اور بیوقوف کہنا عین نادانی ہے وَلٰکِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ یعنے ولیکن وہی نہیں جانتے کہ سفیہ کون ہے اور معنی بے عقلی کے کیا ہیں اور اس جگہ ایک سوال مشہور ہے کہ پہلی آیۃ کو اوپر لایشعرون کے ختم فرمایا ہے اور دوسری آیۃ کو اوپر لایعلمون کے ختم کیا یہہ فرق کس نکتہ کے واسطے ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ لفظ شعور کا اکثر بیچ علم حسی کے استعمال ہوتا ہے اور اسی جہت سے حواس خمسہ کو مشاعر کہتے ہیں اور فساد اونکا زمین میں ایک امر تھا محسوس پس نہ معلوم کرنے قباحت اس کی گویا کہ بے شعوری کے تعبیر فرمایا اور ترجیح نعمت آخرت کی اوپر نعمت دنیا کے اور حقیقت طریقہ ایمان خالص کی اور باطل ہونا طریقہ نفاق کا اور تقیہ کا ایک امر استدلالی عقلی ہے اس کے نجاننے کو لایعلمون کے ساتھ تعبیر کرنا مناسب ہوا اور یہی ذکر سفہ

تتمہ تحقیق: پڑھتے اوراب بھی عصر اور صبح میں کی آپ نے مغرب کی نماز میں سورہ طور اور کبھی سورہ والمرسلات پڑھی ہے عشا کی نماز کے بارے میں فرمایا والشمس وضحیہا اور والضحی اور واللیل اذا یغشی اور سبح اسم ربک الاعلی کی سورتیں پڑھا کرو اور آپ نے عشا میں سورہ والتین بھی پڑھی ہے (ق) اور آپ



کا اس آیت میں کہ ایک نوع جہل کا ہے مقتضے اسکو ہوا کہ اسکے مقابلہ میں علم لایا جاوے
تا کہ صنعت مقابلہ کی درست پڑے اور اس جگہ شبہ دوسرا بھی ہے کہ منافقین کفر
اپنے کو پوشیدہ رکھتے تھے اور ظاہر کرنے کفر اپنے سے نہایت احتراز کرتے تھے اور
انؤمن کما آمن السفہاء صریح کلمہ کفر کا ہے کہ منافی نفاق کے ہے اس کے جواب
میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ کلمہ اون سے محرم اور رازداروں کے سامنے ظاہر ہوا تھا
کہ نفاق اپنا اون سے نہیں چھپاتے تھے اسواسطے کہ بعض مسلمانوں کو بعضے
منافقوں سے ہم صحبتی اور رازداری آپس میں تھی جیسا کہ بیٹے عبداللہ بن ابی کو
اپنے باپ کے ساتھ ہمرازی تھی حق تعالی نے اس کلمہ کو کہ اپنے محرم رازوں کے روبرو
کہا تھا نقل فرمایا اور فضیحت عام کیا اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ کلمہ محض دل میں اون سے
صادر ہوا تھا پس معنی قالوا کے یہ ہیں کہ قالوا فی قلوبھم یعنے کہا اونہوں نے بیچ دلوں
اپنے کے حق تعالی نے کہ عالم السر والخفیات ہے اون کے دل کی بات کو برملا ظاہر فرمایا
اور ابن عساکر نے تاریخ اپنی میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اونہوں نے آمن
الناس کی تفسیر میں فرمایا ہے کما آمن ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ اور تخصیص ان چار یاروں
کبار کی اس واسطے ہے کہ خلوص ایمان اون کے کا اوس وقت میں خواص اور عوام کے
نزدیک مشہور تھا والا سابق گذرا کہ جو کوئی ظاہرا اور باطنا فرمان بردار احکام شرع
کا ہوتا اس میں داخل ہے اور جیسا کہ یہ منافق خالص ایمان والوں کو زبان سے احمق
اور بے وقوف کہتے ہیں ویسے ہی دل میں بھی اعتقاد حمق اور سفاہت اون کی کا رکھتے ہیں پس یہ
کلمہ کہ اون سے سرزد ہوتا ہو اوس قسم سے نہیں کہ غصہ کے غلبہ میں زبان سے نکلے اور دل میں ایسا اعتقاد نہ ہوتا کہ اوس
کلمہ کے کہنے میں معذور ہوں اسواسطے کہ معاملہ اونکا دلیل اس بات کی ہے کہ مسلمانوں
خالص کو بیوقوف سمجھتے ہیں اور دانائی کافروں کی اون کے دلوں میں جم رہی
تھی جیسا کہ فرماتے ہیں وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا یعنے جس وقت کہ ملاقات کرتے
ہیں مسلمانوں خالص سے قَالُوا آمَنَّا یعنے کہتے ہیں ہم ایمان لائے پس جملہ فعلیہ
ماضویہ لاتے ہیں اور مبالغہ اور تاکید اس دعوے میں نہیں کرتے ہیں اسواسطے کہ

جانتے ہیں کہ مومن خالص بیوقوف ہوتے ہیں اور گمان نہین کرتے ہیں کہ جہان میں
کوئی جھوٹھ بھی کہتا ہو پس بمجرد کہنے ہمارے کے بغیر تاکید اور مبالغہ کے قبول کریں گے اور
جان اور مال ہمارے سے ہاتھ تعرض کا کوتاہ کریں گے وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ یعنے
جسوقت خلوت میں جاتے ہیں طرف شیطانوں اپنوں کے یعنے بہکانے والوں
کے ساتھ تاکید تام کی قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ یعنے کہتے ہیں کہ بلاشبہ ہم ہمراہ تمہارے ہیں
حاصل یہہ ہے کہ ہم ہرچند مسلمانون کے روبرو واسطے بچانے جان اور مال
اپنے کے ظاہرداری کرتے ہیں اور دکھانے کے واسطے مسلمان ہوتے ہیں لیکن
حقیقت میں ہم تمہارے ہمراہ ہیں جیسا کہ تمنے کفر کے اعلے مرتبہ میں ترقی کی ہے ہم
بھی اوسی مرتبہ میں ہیں اور اس کلام میں طرح طرح کی تاکیدیں اور مبالغہ کی رعایت کرتے ہیں
جملہ اسمیہ لاتے ہیں پھر اوسکو حرف تاکید کے ساتھ موکد کرتے ہیں اور بجاے انا کافرون کے
انا معکم کہتے ہیں تاکہ دلالت اوپر متحد ہونے مرتبہ کفر کے کرے اسواسطے کہ معتقد کمال دانائی
اور عقلمندی کا کافروں کے ہیں جانتے ہیں کہ جتنے مسلمانوں کے پاس ایمان اپنا ظاہر کیا
ہے اگر اس کفر باطنی اپنی کو تاکید اور کمال مبالغہ سے اون کے روبرو ظاہر نکریں
گے ہمارے اقرار کو قبول نکریںگے اور باوجود اس تاکید اور مبالغہ کے تسلی خاطر اون کی
نہیں ہوتی ہے اور گمان کرتے ہیں کہ کافر اس دعوے میں ہم کو جھوٹا جانیں گے اور
اعتراض کریں گے کہ اگر تم درجہ کفر میں ہمارے شریک ہو پس لفظ انا کا تمہاری زبان
پر کیونکر جاری ہوتا ہے اس لفظ کا زبان کے اوپر لانا اگرچہ ظاہرداری اور زمانہ سازی کے واسطے ہو
دلالت اوپر ضعف اعتقاد کے کفر میں کرتا ہے اسیواسطے بطریق پیش بندی کے کہتے ہیں کہ
اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ یعنے نہیں ہیں مگر ہم مسلمانوں سے ہنسی کرتے ہیں اور بے عقلی اونکی برملا
ظاہر کرتے ہیں تاکہ آدمی جانیں کہ یہہ گروہ سادہ لوح بمجرد اقرار زبانی کے بغیر تامل کرنے مخالفت
فعلوں ہمارے کے ساتھ قول ہمارے کے دعوی ایمان ہماری کا سچا جانتے ہیں پس
بسبب اس استہزا کے کمال مضبوطی ہماری کفر کے اندر ظاہر ہوگی اسواسطے کہ جو
کوئی جس چیز کے استہزا کرتا ہے اوس چیز کو سبک اور خفیف جانتا ہے اور ہرگز

اور اعتبار اوسکا نہیں رکھتا ہے اب حق تعالی فرماتا ہے کہ ہرچند یہہ گروہ کسی وقت میں اہل
ایمان کو محل استہزا اور استخفاف کا بناتے ہیں لیکن یہہ گروہ ہمیشہ محل استہزا اور استخفاف
عالم الغیوب کے بیچ پڑے ہوے ہیں اور ساتھ تجدد امثال کے کسی وقت میں استخفاف
اور استہزا اوس جناب کے سے خالی نہیں ہوتے ہیں اسواسطے کہ اَللّٰہُ یَسْتَھْزِئُ بِھِمْ ......
یعنے حق تعالی خود استہزا اون کے ساتھ کرتا ہے اسواسطے کہ مسلمانوں کو ساتھ تعرض نکرنے
جان اور مال اون کو کے حکم دیتا ہے تاکہ دمبدم نفاق اونکا زیادہ ہوا اور بسبب زیادتی
نفاق کے مستحق عذاب کے ہوں کہ رنج اور مشقت اوس کی مال اور جان کے جانے سے
بھی زیادہ سخت ہے اسواسطے کہ مال اور جان کا جانا دنیا کی زندگی میں ضرر کرتا ہے اور
بس اور یہہ نفاق تو بر تو حیات ابدی کے واسطے مضر ہے پس گویا اوس جناب کیطرف سے
انکو ساتھ دمبدم ایسا معاملہ ہوتا ہے کہ بے عقلوں اور بے وقوفوں کے ساتھ کرنا چاہیے کہ کنکریاں
دیویں اور یاقوت لے لیں اور اسی سبب سے ہے کہ حق تعالی اون کو جلدی سے دنیا میں
مواخذہ نہیں فرماتا ہے بلکہ فرصت دیتا ہے وَیَمُدُّھُمْ یعنے اور مہلت دراز دیتا ہے اونکو تاکہ
مستغرق اور ڈوبے ہوے ہوں فِیْ طُغْیَانِھِمْ سرکشی اپنی میں یَعْمَھُوْنَ یعنے اندھے دل کے
ہیں اور برائی حال اپنے سے بے خبر ہیں اسجگہ جاننا چاہیے کہ ابتدا اپنی طرف سے کسیکے ساتھ استہزا
اور ہنسی کرنی جہالت ہے جیسا کہ اسی سورۃ میں آویگا کہ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا ھُزُوًا قَالَ
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجَاھِلِیْنَ لیکن استہزا کے جواب میں استہزا کرنا عین حکمت
اور کمال انصاف ہے جیسا کہ اس آیت میں واقع ہو خصوصا حبیب کوئی محبوبوں اپنے
سے استہزا کرتا ہے تو محبوبوں کی طرف سے واسطے انتقام کے جواب استہزا کا دینا عالم محبت
میں واجبات سے ہے اور اس آیت میں اس مقصد کی نظر سے کمال بزرگی شان
خالص مسلمانوں کی نکلتی ہے کہ حق تعالی اون کی حمایت کے واسطے استہزا منافقوں
کا جواب آپ اون کی طرف سے دیتا ہے اور بھی اس آیۃ میں دلیل صریح ہے اوپر
رد کرنے وجوب اصلح کے کہ مذہب معتزلوں کا ہے اسواسطے کہ رکھنا منافقین کا سرکشی
اور سیاہ دلی میں کسی وجہ سے منافقوں کے حق میں اصلح نہیں ہے اور لغت عرب میں جیسا

اندھے ہوتے آنکھ کو عمی کہتے ہیں دل کے اندھے ہونے کو عمہ کہتے ہیں اور یہ گروہ کیونکر قایل
استہزا الٰہی کے نہوں اور حال انکہ جو معاملہ کہ اونہوں نے خدا کے ساتھ کیا ہے کمال بیوقوفی
ان کی اوس میں ظاہر ہوئی اسواسطے کہ اُولٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدٰى یعنے یہ
گروہ آدمی ہیں کہ خرید کی ہے گمراہی نفاق کی ساتھ دے دینے ہدایت ایمان کے اسواسطے
کہ جب اونہوں نے کلمہ اسلام کا زبان پر چلایا تو کچھ اون کو ساتھ حقیقت ایمان کے ایک ربط
پیدا ہوا اور گویا مالک اوس کے ہوئے پھر بسبب نفاق باطنی اپنے کے اوس ایمان کو کہ اپنے
ہاتھ میں لائے تھے برباد کیا اور گمراہی نفاق کی اپنے واسطے اوس کے بدلے میں اختیار کی
باوجودیکہ ایمان میں سراسر نفع دو جہانوں کا تھا اور نفاق میں نقصان آخرت کا موجود ہے
اور خسارہ دنیا کا ہر چند کہ نفاق میں معلوم نہیں ہوتا ہے لیکن ہرگاہ کہ خدا کی طرف سے رسوائی
ان کے حال کی ہوئی اور مسلمانوں کو اوسپر اطلاع فرمائی اور قرآن مجید میں ان کے نفاق کا
ذکر فرمایا اور ایسا مشہور اور ظاہر ہوا کہ مکتبوں میں لڑکے بھی تلاوت کرتے ہیں دنیا کا خسارہ
بھی بُری طرح سے انکی طرف عائد ہوا پس یہ سودا انکا مانند سودے اوس شخص کے ہے
کہ تریاق کو دیکر زہر ہلاہل خریدا ہو فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ یعنے پس ان کی سوداگری نے کچھ
فائدہ نہ دیا اسواسطے کہ دنیا میں بھی نفع نہیں رکھتی ہے اور آخرت اپنی کو بھی برباد کیا اسواسطے کہ
اصل مال آخرت کا کہ ایمان ہے اس نفاق کے بدلے میں ہارا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِيْنَ یعنے
اور نہوے وہ راہ پانے والے اسواسطے کہ فقط ایمان زبانی کہ اب بھی رکھتے ہیں ہدایت نہیں
ہے اور اگر بالفرض ہدایت بھی ہو پس اوس صورت میں ہے کہ اعتقاد دل کا مخالف اوسکے
نہو اور سمجھ تکذیب اور انکار اوسکے بدلے میں حاصل ہوا پس اس معاملہ میں کسیطرح نفع
پانیوالے نہوتے اگرچہ سعادت دنیا کی سعادت ابدی کے بدلے میں حاصل کرنے میں
بھی خسارہ تھا چہ جائے اسکی سعادت دنیا کی بھی ہاتھ میں نہ لائی اور مفت برباد کی اور اس سے
زیادہ کیا بے وقوفی ہوگی لیکن بسبب کمال حمق اپنے کے محض کلمہ توحید کو زبان سے
کہنے کو مرتبہ کمال کا جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مقصود جاری کرنے اس کلمے سے اوپر زبان کے
نگاہ رکھنا مال اور جان کا ہے اور اوسکو ہمنے حاصل کیا بعد اسکے اور مرتبوں سے ہم کو بے پروائی حاصل

حاصل ہوئی پس مَثَلُهُمْ یعنے تمثیل اون کی اسکوتہ نظری اور غلط فہمی اور خریدنے گمراہی اور تاریکی کی ہدایت اور نور کے بدلے میں کَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا یعنے مانند تمثیل اوس شخص کے ہے کہ روشن کیا اوسنے آگ کو تاکہ شعلہ اوسکا بلند ہوا و بسبب اوسکی روشنی اور گرمی اور پکانا طعام کا اور اور منافع آگ کے حاصل ہوویں ایسی ہی اس گروہ نے بھی چاہا کہ نور جبلی ایمان کا کہ ہر شخص کی استعداد میں رکھا ہے بیچ صحبت پیغمبر علیہ السلام اور رفاقت اہل ایمان کے روشن اور قوی کریں تاکہ منافع اوس نور کے کہ ظاہر ہونا حقائق اور معارف کا اور گرمی شوق اور ذوق کی عبادتوں اور ذکروں میں اور پختہ ہونا اخلاق اور خصلتوں کا ہے حاصل ہوویں فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهٗ یعنے پس جسوقت کہ روشن کیا اوس آگ نے گرد و پیش روشن کرنیوالے کا اور قدرے روشنی اوسکی سے آنکھ اوسکی کھلی اور دیکھنے لگا اور جزائے لما کی محذوف ہے یعنے اطفاءھا حاصل یہہ ہے کہ اوس آگ کو بجھا دیا اس گمان سے کہ اب مجھکو کیا حاجت ہے کہ اور اس آگ کو روشن کروں اسواسطے کہ آنکھ میری کھل گئی ہے خودبخود ہر چیز کو میں دیکھ لونگا اور جسقدر گرمی کہ میں نے حاصل کی ہے مجھکو کفایت کرے گی بہتر یہہ ہے کہ تاریکی میں بیٹھوں اور محنت روشن کرنے آگ کی نکھنچوں اور منت طلب کرتے لکڑی اور بھوس وغیرہ کی نہ اوٹھاوں ایسے ہی یہہ گروہ بسبب صحبت سرسری آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور مسلمانوں میں ملجانیکے تھوڑی سی بینائی بصیرت کی پیدا کرکے قناعت کرنیوالے ہوئے اور یہہ جانا کہ جان اور مال ہمارا کہ گرد و پیش ہمارے ہی حمایت مسلمانوں میں داخل ہوا اب کسواسطے محنت مراتب ایمان کے طے کرنے کی کھینچنی چاہیئے اور تلخی جدائی رشتہ داروں اور کنبے کے لوگوں کی اور چھوڑنا وطن کا کیا ضرور ہے جب اسی حالت میں مرے ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ یا لکل لے گیا اللہ نور اونکا کہ حاصل کیا تھا اسواسطے کہ فائدہ اوسکا فقط نگاہ رکھنا جان اور مال کا تھا اور یہہ فائدہ بعد مرنے کے جاتا رہا وَتَرَكَهُمْ فِیْ ظُلُمَاتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ۔ یعنے اور چھوڑا اون کو حق تعالی نے بعد مرنے کے اندھیروں میں کہ ہرگز کسی چیز کو نہیں دیکھتے ہیں اور کسی وجہ سے حیلہ خلاصی کا اون تاریکیوں سے اونکی نظر میں نہیں آتا ہے

اور ظلمات کو جمع اسواسطے لائے ہیں کہ ان منافقوں کو بعد مرنے کے کئی قسم کے اندھیرے گھیر
لیں گے اوّل اندھیرا کفر کا دوسرا اندھیرا مکر اور فریب کا کہ اللہ سے اور مسلمانوں سے کرتے
تھے تیسرا اندھیرا جھوٹ اور افترا کا کہ اپنے تئیں مومن کہتے تھے چوتھا اندھیرا طعن کرنے اور
برا کہنے مسلمانوں خالص کا کہ اون کو احمق اور بے وقوف کہتے تھے پانچواں اندھیرا جہل
مرکب کا کہ فساد اپنے کو صلاح جانتے تھے چھٹا اندھیرا گناہوں اور شہوتوں کا کہ
ان میں گرفتار ہو کر ہمیشہ نفاق کو حیلہ اپنے اعمال شنیعہ کا قرار دیا تھا ساتواں اندھیرا تخلیوں
اور ہولوں اوس جگہ کا کہ طرح طرح کے عذابوں اور غضب الٰہی میں گرفتار ہوں گے پس یہ
تمثیل اون کی ہے اگر سنیں لیکن یہ لوگ دنیا میں صُمٌّ یعنے بہرے ہیں ہرگز حق بات کو نہیں
سنتے ہیں اور اگر سنتے ہیں تو تدارک حال اپنے کا نہیں کرتے ہیں اس طرح سے کہ ایمان خالص
ظاہر کریں اور عذر تقصیروں اپنے کا کہ پیغمبر کی جناب میں اور مسلمانوں خالص کے
حق میں کی نہیں زبان سے عمل میں لاویں نہ لائے اسواسطے کہ وہ لوگ بُکْمٌ یعنے گونگے
ہیں سوائے کفر کے کہ اون کے دلمیں بھرا ہوا ہے اور کچھ زبان سے نہیں کہہ سکتے اور اگر
بناوٹ اور تکلف کی راہ سے قصد گویائی کا بھی کریں لیں اوسوقت در پے تدارک اور اصلاح
حال اپنے کے ہوویں کہ بھلائی ایمان کی اور برائی نفاق کی نظر کے سامنے آوے لیکن خوبی
ایمان کی اور زبونی نفاق کی بسبب گھیر لینے تاریکیوں کے اون کی نظر سے غائب ہے
اسواسطے کہ وہ لوگ عُمْیٌ یعنے اندھے ہیں کہ خوبی اور برائی اشیاؤں کی نہیں
دیکھ سکتے فَهُمْ یعنے پس یہ لوگ ہرچند قصد پھیرتے اس معاملہ کا کریں لیکن
لَا یَرْجِعُوْنَ یعنے ہرگز نہ پھر سکیں گے اسواسطے کہ بعد موت کے کہ جو چیز کہ دنیا میں
جوہر روح کے اندر محکم ہوئی ہرگز دور نہیں ہو سکتی اور تدارک اوس کا امکان
کے درجہ سے باہر ہے اور جتنے حواس اور قوتیں ہیں اوسوقت میں تابع اوسی
کیفیت کو کہ دلمیں بیٹھی ہوئی ہے ہوتے ہیں اور مخالفت اوس کے دیکھنا اور سننا اور
کہنا اوس حال میں کسی سے نہو سکے گا لیکن آثار جزا اس کیفیت کے اوسی
کیفیت کے ساتھ ترتیب ہوں گے اسواسطے کہ وہ کیفیت ملزوم ہے اور آثار اوسکے

لازم ہیں اور ملزوم کا وجود بغیر لازم کے متحقق نہیں ہوتا ہے اور ان آثار کے واسطے
علیحدہ سننا اور دیکھنا اعتبار کرنا ضرور نہیں بلکہ اوس کیفیت کے ادراک کے ساتھ
انکار ادراک بھی ہوجاویگا اور یہی ہیں معنی عذاب کے اور اسیواسطے اجماع اہل عقل اور
اہل شرع کا اسپر ہے کہ بعد موت کے کسب دنیا کا ممکن نہیں اور وہ کسب کہ زندگی
میں کئے تھے اونکا دور کرنا بھی ممکن نہیں جیساکہ سورہ بنی اسرائیل میں فرماتے ہیں وکل
انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ یعنے ہر انسان چپٹا دی ہے ہمنے بُری قسمت اوسکی
بیچ گردن اوسکی کے اور جو کہ دوسری آیتوں میں فرمایا ہے کہ کافر اور منافق بعد
موت کے قیامت کے دن تیز حواس ہوویں گے اور سننا دیکھنا اونکا ترقی کریگا
جیساکہ سورہ مریم میں کہ اسمع بہم وابصر یوم یاتوننا پس مخالف اس آیت کی نہیں اسواسطے
کہ تیزی حواس اون کے کی اسباب میں ہوگی کہ جزا اعمال اپنے کی کہ زندگی میں کئے تھے
بخوبی معلوم کریں گے اور تیزی حواس کی اسواسطے نہوگی کہ حق کو دریافت کریں اور
اگر دریافت کرنا حق کا بھی اون کے نصیب ہیں اوس عالم میں ہوگا محض بطریق حسرت
اور افسوس کے ہوگا نہ واسطے کسب تہذیب کے کہ مفید پڑے مانند دق والے کے کہ اگر
اوسکو آخیر درجہ دق کے میں سو تدبیر اپنی سنے ضروریہ اور اسباب مرض میں ظاہر
ہووے بجز حسرت اور ندامت اور تاسف کے کچھ اثر نرکھے اعاذنا اللہ من امثال ھذہ الحالات
فی الدنیا والاخرۃ اور ہوسکتا ہے کہ جواب لما کا ذھب اللہ بنورھم ہووے اسواسطے کہ تمام عمر
اون کی بیچ روشن کرنے گردپیش اپنے کے گذری اور جسوقت اس جہان سے روانہ
ہونے اوس نور کو گم کیا اور اکثر مفسرین نے ذھب اللہ بنورھم کو تشبیہ او تمثیل میں داخل کیا
ہے اور نور کے لیجانے سے مراد یہ رکھی ہے کہ دنیا میں توفیق بندگی کرنے کی اون کو حاصل
نہوئی اور خذلان میں مبتلا رہے لیکن اس تقدیر پر ایک خدشہ قوی ہے اسواسطے
کہ اثر ایمان لسانی اونکی کا کہ مراد اوس سے نور ہے دنیا میں اون کے واسطے حاصل ہوگی کبھی
اون سے جدا نہیں ہوا اور ہمیشہ جان اور مال اون کے محفوظ رہے اور مسلمانوں نے اونسے
تعرض نکیا پس معنی ذھب اللہ بنورھم کے کیا ہوویں گا اور اثر ایمان اون کا زیادہ اس سے

نہ تھا کہ بیان ہوا اور وہ زائل نہیں ہوا کہ اوس کے بدل میں تاریکی لائی جاتی پس نہیں
مگر حالت آخرت کی کہ بعد موت کے درپیش آوے گی اور ہر چند یہ تمثیل بیچ بیان کرنے خسارہ
منافقین کے کہ گمراہی کے خریدنے اور ہدایت کے دینے میں لائی گئی ہے کافی اور شافی ہے
اپر اگر حال اون کے پر کہ بعد خرید فروخت کے ہوا نظر کیجاوے اور نفرت تام اور روگردانی
مالا کلام کے کہ اون کو اسباب ہدایت کے سے ظہور میں آئی دیکھا جاوے تمثیل دوسری موافق
حال اون کے کے پڑتی ہے پس سننے والے کو اختیار ہے اگر چاہے اسی تمثیل پر قناعت
کرے چاہے دوسری کو بھی ملاحظہ کرے جیسا کہ فرماتے ہیں اَوْ یعنی یا تمثیل اونکی خرید کرنے
گمراہی اور ہدایت کے دینے میں باوجود تنفر تام کے اسباب ہدایت کے سے کَصَيِّبٍ مِّنَ
السَّمَاءِ یعنے مانند اوس شخص کے ہے کہ جگہ بہت مینہ والی سے کہ آسمان سے برستا ہے بھاگ کر
اوس کے بدلے میں قحط والی جگہ کو اختیار کرے جب یہ گروہ منافقوں کے اسلام سے کہ مکان
بارش نفع علموں کا ہے اور جگہ اوترنے روشنیوں اور برکتوں مرضیہ الٰہی کی ہے آسمان سے
بھاگ کر کفر کو کہ وہ جگہ قحط کی ہے نہ علم نفع دینے والا اوس میں آسمان سے برستا ہے
اور نہ روشنیں اور برکتیں اعمال صالحہ کی اوسمیں نزول کرتی ہیں ماوی اور مسکن اپنا
اختیار کیا اور اپنے خیال میں اس معاوضہ کو عین حکمت اور دانائی جانتے ہیں اسواسطے
کہ بارش کی جگہ میں خوف تکلیفوں کا رکھتے ہیں بسبب اسکے کہ فِيهِ ظُلُمَاتٌ یعنے
اوس مینہ میں اندھیرے ہیں اول اندھیرا ابر کا کہ نہایت گہرا ہے کہ ہر تہ اوسکی گویا
ایک اندھیرا جدا جدا ہے دوسرا اندھیرا بوندوں بے شمار کا کہ مل کر برستی ہیں تیسرا
اندھیرا رات کا اور ہر چند ذکر رات کا اس تمثیل میں صراحۃً نہیں آیا لیکن ذکر کرنے برق
اور كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُم مَّشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا سے قریب تصریح کے ہو گیا کہ یہ رات
ہی کا ذکر ہے اسواسطے کہ یہ حالت نہیں ہوتی ہے مگر رات میں وَرَعْدٌ یعنے اور اوس
مینہ میں آواز ہولناک ہے کہ سنی جاتی ہے ابر سے خواہ بسبب ٹکرانے بادلوں کے ہو یا بسبب
پھاڑنے اجزاء دخانیہ کے وَبَرْقٌ یعنے اور اس مینہ کے اندر بجلی بھی چمکتی ہے کہ آنکھ کو خیرہ
کرتی ہے ایسے ہی یہ گروہ منافقوں کے اسلام لانے میں اذیتوں کا خوف رکھتے

ہیں اور مطاعن جاہلوں کے اور مشقتیں جہاد کی اور گھر بار کو ترک کرنا اور کنبے قبیلہ
سے جدا ہونا اون کی نظر میں تاریکیاں دکھائی دیتی ہیں اور تہدیدات شرعی کہ اوپر
شہوت رانی اور غصہ کے اسلام میں سنتے ہیں مانند رعد سخت کے اون کے جگروں کو
پھاڑتے ہیں اور انوار جلالیہ کہ دلیلوں اور معجزوں سے چمکتے ہیں بینائی بصیرت اونکی
کو خیرہ کرتے ہیں اور اون کو مانند بجلی کے جانتے ہیں بلکہ جیسے بھاگنے والے مینہ کی
جگہ سے یَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ یعنے لاتے ہیں اونگلیاں اپنی فِیْٓ اٰذَانِهِمْ بیچ سوراخ کانوں
اپنی کے ڈر سے مِنَ الصَّوَاعِقِ یعنے تاثیر آوازوں تند رعد اور گرنے آگ بجلی کی سی
حَذَرَ الْمَوْتِ یعنے بسبب خوف مرنے کے کہ مبادا وہ آواز تند صدمہ دل کو پہنچا وے اور
موت کی طرف پہونچ جاویں ایسے ہی یہ گروہ منافقوں کا سننے تہدیدات شرعیہ
کے سے کان اپنے بند کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ سننے اوس تہدیدات ہولناک سے
شہوت اور غصہ کہ باعث لذتوں زندگی دنیا کا ہے مرتا ہے اور یہ بھاگنا اون کو کچھ
فائدہ نہیں کرتا ہے اسواسطے کہ یہ لوگ خدا کے ہاتھ سے نہیں چھوٹ سکتے وَاللّٰهُ مُحِيْطٌ
بِالْكٰفِرِيْنَ۝ یعنے اور خدا ہر طرف سے پکڑنے والا ہے کافروں کو قہر اوس کے سے
خلاصی نہیں پاویں گے اسواسطے کہ اگر قہر تشریعی اوسکے سے بھاگے قہر تکوینی اوسکے
سے کس طرح بھاگیں گے یعنے اگر اللہ تعالیٰ اونپر عذاب کریگا ہرگز نہیں بھاگ سکیں گے
اور اگر سننے تہدیدات قرانی سے کانوں اپنوں کو بند کیا سننے آواز گھوڑوں غازیوں
اور آواز تلواروں اور نیزوں مجاہدین اور نعرے تند اون کے سے کیونکر کان اپنے
بند کر سکیں گے اور جیسا کہ مینہ سے بھاگنے والوں کو چمک بجلی کی موجب خوف کا ہوتی
ہے ساتھ اس حد کے یَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ یعنے نزدیک ہے کہ تیزی چمک
بجلی کی بینائی آنکی اوچک لے اور اون کو اندھا کرے ایسی ہی روشنیاں دلیلوں
ظاہر کی بینائی بصیرت ان خفاش خصلتوں کی کو اندھا کرتی ہیں اور جیسا کہ
مینہ سے بھاگنے والوں کو بسبب تاریکیوں بارش کے حیرت اور بائیں داہنے چلنا
سرزد ہوتا ہے ساتھ اس حد کے كُلَّمَآ اَضَاۤءَ لَهُمْ یعنے ہر گاہ کہ روشن ہوتا ہے

واسطے اون کے عالم بسبب چمکنی بجلی کے مَشَوْا فِیْهِ یعنے راستہ چلتے ہیں اوسکی روشنی
میں ایسے ہی گروہ منافقین کے جسوقت غلبہ نور اسلام کا اور ظاہر ہونا معجزات قویہ کا پاتے
ہیں ظاہر میں اوپر طریق حق کے مستقیم ہوتے ہیں وَ اور جیسا کہ بھاگنے والے مینھہ
کے اِذَا اَظْلَمَ یعنے جسوقت تاریک ہوتا ہے جہان عَلَيْهِمْ یعنے اوپر اون کے بسبب
چلے جانے روشنی بجلی کے قَامُوْا یعنے ٹھہر جاتے ہیں اور راستہ نہیں چل سکتے ایسے ہی
یہہ گروہ منافقوں کے جسوقت کوئی اذیت اور مشقت اونکے اوپر اسلام میں ظاہر ہوتی ہے
لیے کفر پر جاتے ہیں اور کلمے بے دینی اور نفاق کے اون سے ظہور میں آتے ہیں اور یہہ
نہیں سمجھتے ہیں کہ مینھہ ہر چند اس قسم کی مشقتیں اور اذیتیں رکھتا ہے اور اوپر حاسۂ سمع اور
بینائی کے صدمہ پہنچاتا ہے لیکن جو نفعے کہ اوس سے امید کیے جاتے ہیں ہزاروں حصہ
زیادہ اوٹھانے ان مشقتوں اور قبول کرنے ان صدمون کے سے بہتر ہیں اور باوجود
اسکے بھاگنا اوس سے فائدہ نہیں کرتا ہے اسواسطے کہ اسباب مشقت کے کارخانہ
خدائی میں منحصر اس مین نہیں ہیں کفر میں بھی اسباب مشقت کے بہت ہیں اور صدمے
حواس کے بھی منحصر اسمیں نہیں ہیں بہت ہیں کہ کفر کی حالت میں بھی پہنچتے ہیں بلکہ باوجود اسقدر احتیاط
اون کی کے کہ اونگلیاں اپنی بسبب خوف آواز رعد کے کانوں میں کرتے ہین اور چمک
بجلی کی سے بھاگتے ہیں خدا ئے تعالی کو طاقت ہے کہ کان اون کے بہرے اور آنکھیں
اونکی اندھی کرے بلکہ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ یعنے اگر چاہے اللہ تعالے
لیجاوے شنوائی اونکی اور بینائی اون کی بغیر رعد اور بجلی کے اسواسطے کہ اِنَّ اللّٰهَ
عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنے تحقیق اللہ تعالی اوپر ہر چیز کے قادر ہے اور قدرت اوسکی محتاج
طرف کسی سبب کے نہیں اور کوئی مانع اونکو منع نہیں کرسکتا جو چاہے اپنی قدرت
سے کرلے پس جو جگہہ کہ اوس میں نفع بے نہایت ہے تھوڑے ضرر کے خیال سے
کسواسطے چھوڑنا چاہیئے علی الخصوص کہ چھوڑ دینے میں بھی یقین خلاصی کا اوس
ضرر سے نہو باقی رہے اس جگہہ کئی سوال کہ مفسرین اس مقام میں درپے
جواب اون کے ہوتے ہیں اول یہہ کہ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ کے لفظ کو مناسب

نقش ... کردن او ... کسی ... بال برابر ... کردن (ق) ... دو نوں

ایسا تھا کہ ذہب اللہ بضوئہم فرماتے ذہب اللہ بنورہم کسواسطے لائے کیونکہ ......
لفظ اضاءت میں مادہ ضوء کا موجود ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ ضوء کا استعمال بیشتر مضئی
بالذات کے اثر میں ہوتا ہے اور نور عام ہے خواہ اثر مضئی بالذات کا ہو خواہ اثر مضئی
بالعرض کا جیسا کہ بیچ آیت هو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا کے طرف اوس کی
اشارہ ہے پس بیچ مقام بیان بے اثر ہوتے اوس آگ کے ذہب اللہ بنورہم مناسب
زیادہ ہوا تاکہ دلالت کرے اوپر اسکے کہ اثر اوس آگ کا خواہ بواسطہ ہو خواہ بیواسطہ سب برباد گیا
اور کچھ نام اور نشان اوس کا باقی نرہا یہہ توجیہ جواب کی اوپر اوس تقدیر کے ہے کہ
ذہب اللہ بنورہم تمثیل میں داخل اور جواب لما کا ہوا اور اگر موافق تفسیر لکھی ہوئی کے
ذہب اللہ بنورہم بیان حال منافقین کا ہو بعد مرنے کے اور داخل تمثیل میں نہو پس
وجہہ اسکی یہہ ہے کہ ضوء کا استعمال ظاہر کی روشنی میں ..... ہوتا ہے اور اسجگہ منظور برباد
کرنا روشنی ایمان کا تھا کہ معنوی ہے پس استعمال لفظ نور کا ضرور ہوا تاکہ خیال سننے
والے کا طرف روشنی ظاہر کے نجاوے دوسرا سوال یہہ ہے اس آیت میں کہ حال دنیاوی
کافروں کا اوس میں بیان ہے اول بہرا ہونا بعد اوس کے گونگا ہونا بعد اوس کے
اندھا ہونا بیان فرمایا ہے اور دوسری آیت میں کہ سورہ بنی اسرائیل میں ہے یعنے
ونحشرهم یوم القیمة علی وجوههم عمیا وبکما وصما بیان حال اخروی کافروں کا
اوس میں ہے اندھے ہونے کو اوپر گونگے ہونے کے اور گونگے ہونے کو اوپر
بہرے ہونے کے مقدم کیا نکتہ بیچ بدلنے اس اسلوب کے کیا ہے جواب اس کا
یہہ ہے کہ دنیا میں حقائق الہیہ اور حقائق اخرویہ مخفی اور پوشیدہ ہیں اور اکثر آدمی
اون حقائق سے اندھے ہیں کہ علم اونکا نہیں رکھتے اور طریق اون کے معلوم کرنے
کا یہی ہے کہ واعظین اور مرشدین اور پیغمبر کہ اون حقایق کو دیکھتے ہیں اور طرف ہماری
...... پہونچاتے ہیں اون کے فرمانے کو سنتے ہیں اور بعد سننے کے اگر شبہ اور خلجان کسی طرح کا
باقی رہے تفتیش اور تحقیق کرتے ہیں بعد تحقیق کے نشانیاں حقیقت کی ظاہر ہوتی ہیں اور حجاب
اوٹھ جاتا ہے اور اندھاپن نہیں رہتا پس فقدان ان تینوں مرتبوں کا دنیا میں

اسی ترتیب سے یاد فرمایا اور آخرت میں کہ حجاب بالکل اوٹھ جاوے گا اور پردہ نہ رہے گا
اور آدمی ہر شے خود بخود معلوم کرلے گا واعظ اور مرشد کی اوس جگہ درکار نہیں کہ العیان
لا یحتاج الی البیان پس طریق گم ہوجانے دریافت حقائق کا اوس مقام میں بھی ہے
کہ پہلے آنکھیں حقیقت کی اندھی ہوجاویں بعد اوسکے آلۂ سوال اور تفتیش کا کہ حرف
اور صوت ہے جاتا رہے بعد اوس کے اگر بغیر سوال اور تفتیش کے بھی کوئی آواز کان میں
پہونچے محسوس نہوگی لاچار آخرت کی نسبت سے یہی ترتیب مناسب زیادہ ہوئی تیسرا
سوال یہہ ہے کہ لفظ او کا کلام عرب میں شک کے واسطے آتا ہے اور اللہ تعالی کی خبر
میں شک کی گنجایش نہیں پس استعمال کلمہ او کا بیچ او کصیب من السماء کی کیا
وجہ رکھتا ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ اگرچہ اصل میں کلمہ او کا کلام خبری میں واسطے
شک کے ہے لیکن جسوقت کلام خبری میں متضمن تخییر اور تسویہ کے ہو تو لفظ او کا شک
کے معنوں سے مجرد کرکے لاتے ہیں اور تسویہ اور تخییر میں استعمال کرتے ہیں اور
اس جگہ واسطے ظاہر کرنے اس کے کہ دونو تشبیہیں جواز میں برابر ہیں اس کلمہ کو لائے
ہیں حاصل کلام کا یہہ ہے کہ منافقوں کے حال کی تشبیہہ دونو طرح جائز ہے خواہ مشبہ بہ
ان کے حال کا حال روشن کرنے والے آگ کا کہ جلدی سے اپنی آگ کو اوسنے بجھا
دیا کیا جاوے یعنے جیسا اوس شخص نے اپنی آگ بجھاکر نقصان اور خسارہ پایا ایسا ہی
ان منافقوں نے بھی کہ آخرت کے بدلے میں دنیا کو لیا اور ہدایت کے عوض
میں ضلالت کو خریدا خسارہ اور نقصان حاصل کیا اور خواہ مشبہ بہ اس کا حال
اوس شخص کا گردانا جاوے کہ مینھ سے بھاگتا ہے اور رعد اور تاریکی سے ڈرتا ہے
یعنے جیسا کہ وہ شخص نفع کی جگہ سے بسبب تھوڑے سے خوف کے بھاگتا ہے یہہ لوگ
بھی بسبب وہم کرنے تھوڑے ضرر کے اور خوف مشقت کی کہ اسلام میں ہے بڑے بڑے
فائدوں کو ترک کرتے ہیں پس سامع کو اختیار ہے خواہ اس تشبیہہ کو سنے یا اوس تشبیہہ کو
کہ دونو تشبیہیں بیچ تصویر حال اونکے کے برابر ہیں چوتھا سوال یہہ ہے کہ مینھ سوائے آسمان
کے اور طرف سے نہیں آتا پس فائدہ لفظ من السماء کا کیا ہوا جواب اس کا یہہ ہے

کہ کبھی بارش کا اور چیزوں میں بھی جنمیں منفعت ہے مجازا استعمال کرتے ہیں جیسا کہ
کہتے ہیں فلانی جگہ نعمت برستی ہے اور فلانی شہر میں زر برستا ہے پس واسطے دفع کرنے
توہم اس مجاز کے اس لفظ کے ساتھ تاکید کرنی ضرور ہوئی تاکہ کوئی لفظ صیب کو اوپر
بینہ مجازی کے محمول نکرے جیسا کہ بیچ اذا استیقظ احدکم من منامہ میں کہا ہے کہ غرض
زیادہ کرنے لفظ من منامہ کی یہی دور کرنا اس توہم کا ہے کہ کوئی استیقاظ کو اوپر
خبرداری خواب غفلت کی حمل نکرے اور اوپر اسی قیاس کے بیچ لفظ ولا طائر یطیر
بجناحیہ کے کہا ہے کہ کوئی طیران کو ساتھ طیران ہمت کے تاویل نکرے والا طیران
جناح ہی سے ہوتا ہے اس کے زیادہ کرنے کا کچھ فائدہ نہیں پانچواں سوال یہ ہے کہ
کانوں میں سر اونگلی کا ڈالتے ہیں نہ تمام اونگلی پس مناسب ایسا تھا کہ یجعلون انا ملھم
فرماتے نہ اصابعھم اسواسطے کہ اصابع تمام انگلیوں کو کہتے ہیں جواب اسکا یہ ہے کہ ڈالنا
اونگلی کا سوراخ کان میں اسبات کو نہیں چاہتا ہے کہ ساری اونگلی اوس کے اندر داخل
ہو جاوے بلکہ سر اونگلی کا جسوقت کان کے سوراخ میں گیا کہہ سکتے ہیں کہ اونگلی
کان میں آئی اور لفظ اصابع کے لانے میں کہ نام تمام اونگلی کا ہے ایک نوع کا مبالغہ
سمجھا جاتا ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ بسبب کمال خوف اور ڈر کے چاہتے ہیں کہ تمام
اونگلیاں اپنے کانوں کے سوراخوں میں ڈال لیں تاکہ کسی وجہ سے آواز سخت
رعد کی اون کے کان میں نہ آوے چھٹا سوال یہ ہے کہ مینہ ابر سے برستا ہے نہ آسمان
سے پس او کصیب من السماء کے کیا معنے ہوں جواب اسکا یہ ہے ہر چند کہ مینہ ابر سے
برستا ہے لیکن پیدا ہونا ابر کا موقوف اوضاع آسمانی پر ہے جیسا کہ اگلی آیت
میں مذکور ہے پس کہہ سکتے ہیں کہ مینہ آسمان سے آتا ہے معہذا مراد آسمان سے طرف
آسمان کی ہے نہ جرم آسمان کا اور ابر آسمان کی طرف میں ہے اگرچہ آسمان میں نہو
اس جگہ حکمت والوں نے کہا ہے کہ جسوقت قوتیں فلکیہ عناصر میں تاثیر کرتی ہیں بسبب
گرمی پیدا کرنے اور تبخیر کے عناصر حرکت میں آتے ہیں اور آپسمیں مخلوط ہوتے ہیں اور
عناصر کے آپسمیں ملجانے سے مخلوقات طرح طرح کی پیدا ہوتی ہیں مثلاً جب گرمی

موسم گرما کی عناصر میں تاثیر قوی کرتی ہے دریا سے بخار اور زمین سے دھواں اوٹھتا
ہے اور طرف آسمان کے جاتا ہے پس دھواں کبھی ہوا کے مقام سے آگے بڑھ جاتا ہے
اور کرۂ آگ تک پہونچتا ہے اور وہاں جاکر روشن ہو جاتا ہے اور کبھی کئی روز
تک اوسکا روشن ہونا باقی رہتا ہے اور ستارۂ دم دار کیصورت اور نیزہ کی شکل
نمودار ہوتی ہے اور اگر جلدی سے بعد روشن ہونے کے غائب ہو جاتا ہے شہاب
ہوتا ہے اور کبھی مشتعل نہیں ہوتا ہے بلکہ احتراق قبول کرتا ہے اور علامات سرخ اور
سیاہ آسمان اور زمین کے درمیان ظاہر ہوتی ہیں اور بخار زمین سے جب اوٹھتا ہے
کئی قسم ہوتا ہے اور بہت بلند جاتا ہے اور ایسے مکان پر پہنچتا ہے کہ عکس شعاع آفتاب
کا جو زمین سے اوٹھتا ہے اوس مکان تک منقطع ہو جاتا ہے اور سردی اور جم جانا قبول
کرتا ہے اور قطرہ قطرہ ہوکر زمین پر گرتا ہے اوس بخار جمے ہوے کو ابر کہتے ہیں اور
کبھی اتنا لطیف نہیں ہوتا ہے بلکہ ثقل بھی اوس میں موجود ہے اور اسی واسطے
بہت بلند نہیں جاتا ہے اور یہ بخار بسبب سردی کے آخر رات کو جلدی سے منجمد
ہوکر گرتا ہے اور اوسکو شبنم کہتے ہیں اور کبھی بسبب شدت سردی ہوا کے بخار رستہ میں
جم کر زمین پر گرتا ہے اور اوسکو اولہ کہتے ہیں اور بھی کہا ہے کہ جسوقت بخار اور
دھواں اور غبار مخلوط ہوکر زمین سے اوپر کو اوٹھتے ہیں اور بعد اوٹھنے کے آپس سے جدا
ہوتے ہیں غبار اولٹا پھرتا ہے اور ہوا تند چلتی ہے باؤ گولہ پیدا ہوتا ہے اور بخار
اور دھواں جسوقت برودت کی حد پر پہونچتے ہیں بخار سرد ہو جاتا ہے اور دھواں
اوپر کو جانا چاہتا ہے پس بباعث شدت نفوذ کرنے دھویں کے کہ اوپر کو راستہ چاہتا ہے
آواز سخت پیدا ہوتی ہے کہ اوسکو رعد کہتے ہیں اور کبھی بسبب حرکت سخت کے
وہ دھواں روشن بھی ہو جاتا ہے اور بجلی دکھائی دیتی ہے اور کبھی بسبب سردی
زیادہ کے دھواں جم کر زمین پر گرتا ہے اور اوسکو صاعقہ کہتے ہیں اہل حکمت کے
طور پر اسطرح یہ چیزیں پیدا ہوتی ہیں چونکہ نظر اون کی ہیں تصور سے ایسی
چیزوں کی پیدایش میں سوا استعداد مادہ اور تاثیر صور نوعیہ کے کچھ معلوم نہیں

کر سکتی ناچار اسی پر کفایت کرتے ہیں اور حقیقت میں ہمراہ ان اسباب کے اسباب دوسرے بھی
واسطے اس کارخانہ کے بلکہ واسطے تمام کارخانوں جہان کے درکار ہیں کہ وہ ارادہ اور اختیار
ارواح مدبرہ کا کہ موکل ان مواد اور صورتوں پر ہیں اور اون ارواح کو زبان شرع میں ملائکہ
اور فرشتے کہتے ہیں اور خصوصیتیں زمانی اور مکانی اور نہونا اثر کا باوجود اجتماع مادیہ اور
صوریہ کے اختلاف اسی ارادہ اور اختیار کے سے ہے اسی واسطے شارع نے جزو اخیر
علۃ تامہ کو کہ تعلق ارادہ اور اختیار ارواح مدبرہ کا ہے اعتبار فرمایا ہے اور انجام اوس
کارخانہ کا بلکہ تمام کارخانوں جہان کا نسبت طرف فعل فرشتوں کے فرمایا اور ملائکہ کو
تابع امر تکوینی جناب باری کا کیا کہ فرشتے اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتے ہیں فللہ
درہ ما ادق نظرہ وما احلی ثمرہ اگر قوت فکریہ انسانیہ بیچ اسباب مادیہ اور صوریہ ہر
شے کے غور کرے کمال غفلت نتہی اسباب سے یعنے انتہا تمام اسباب کا جس کی
طرف ہے اوس کو حاصل ہوا اور معرفت مسبب کے ہرگز میسر نہوا اور اگر نفی اسباب
کی بالکل کرے کارخانہ حکمت الٰہی کا منکر ہوا اور خلقت اسباب کی باطل سمجھے سبحانک
ما خلقت ھذا باطلا پس جو اعتقاد کہ اوسکو دنیا اور آخرت میں نفع کرے یہی اعتقاد
ہے کہ اللہ تعالیٰ فاعل ہر شے کا بلا واسطہ ہے لیکن اسباب واسطے عادت
اپنی کے درمیان میں لاتا ہے تاکہ معطل ہونا کسی شے کا اور خالی ہونا حکمت
اور قدرت سے لازم نہ آوے والا **بیت** از سبب سازیش من سودائیم ٭ وز سبب
سوزیش سوفسطائیم ٭ اور جب یہ معنی معلوم ہوئے پس جاننا چاہیے کہ جو کچھ حکما
اور فلاسفہ نے بیچ پیدائش ابر اور مینہ اور رعد اور برق کے کہا ہے محض واسطے صورت
باندھنے اون چیزوں کے کہ قدرت الٰہی سے پیدا ہوئی ہیں ذکر کیا ہے تاکہ عقل ہی بعید نہ
معلوم ہوں اور ذہن کہ مالوف اور ادراک قدرت کے باعتبار اسباب مشہورہ کے ہے قبول کرے
والا واسطے ان چیزوں کے اسباب اور درستی اور بھی ہو سکتے ہیں بلکہ موجود ہیں جیسا کہ اگلی
آیت کی تفسیر میں اور بیچ قصہ عذابوں پہلی امتوں کے انشاء اللہ تعالیٰ اشارہ طرف اوسکے
آجاویگا اور ہر گاہ کہ بیان فرقوں نیک بختوں اور بدبختوں کے سے فارغ ہوئے اور فرمایا کہ یہ

کتاب ہدایت ہے واسطے متقیوں کے کہ پانچ فرقوں کو شامل ہے اب بیچ بیان اوس
چیز کے کہ مقصود نازل کرنے اس سورۃ کے سے ہے شروع فرمایا اور اوپر طریق حاصل کرنے تقوی
کے کہ سبب نفع پکڑنے کا ساتھ ہدایت قرآن کے ہے دلالت فرمائی گویا ایسا فرماتے ہیں کہ جس وقت
جانا کہ یہ کتاب واسطے ہدایت متقیوں کے نازل ہوئی پس چاہیئے کہ فکر تقوی حاصل کرنیکا
کریں اور رستہ اوسکے حاصل کرنیکا ہم سے سنیں یَاۤ اَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ یعنے اے آدمیو عبادت
کرو تم پروردگار اپنے کی اور منافقوں کی مثل نہو کہ یہ گروہ دین اسلام سے کہ ہر امر نفع ہے بسبب
تاریکیوں اور شدائد و عد اور وعید کے بھاگتے ہیں جیسا آدمی مینہ سے کہ عین رحمت ہے
بسبب خوف اندھیرے اور رعد اور برق کے بھاگتے ہیں اور ایسی تمثیل اپنے اوپر مطابق ذکر
کہ فقط منافقوں کو نہ نظر کے حال بیان کرنے کے واسطے لائی گئی ہے اور مفید علمی نہیں
پس یہ تمثیل معارض دلائل قطعیہ کے کہ اوپر واجب ہوتے عبادت کے دلالت کرتے ہیں نہو گی
پھر جو شخص اس اصل محکم کو چھوڑ کے اور ایسی تمثیل ضعیف کے ساتھ تمسک پکڑے گویا انسانیت
سے نکل گیا اور مفہوم لفظ ناس کے سے باہر ہوا اور اصل اوس تمسک کا یہ ہے کہ حقیقت ربوبیت
کی معبودیت کو تقاضا کرتی ہے اور حقیقت عبدیت کی عابدیت کو چاہتی ہے خصوصاً جس وقت
رب نے بندہ کو ایسی بڑی نعمت دی ہو کہ تمام نعمتیں بعد اوس نعمت کے موجود ہوتی
ہوں اور وہ نعمت نعمت پیدا کرنے کی ہے کہ ذات بندہ کو بھی عدم سے طرف وجود کے لایا
اور اوسکے اصول کو بھی یعنے جن سے یہ پیدا ہوا ہے اوسی نے نیست سے ہست کیا اسواسطے کہ
پروردگار وہ منعم ہے الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ یعنے وہ کہ پیدا کیا ہے تم کو
اور ان آدمیوں کو کہ پہلے تم سے تھے باپ اور دادے تمہارے اور یہ پیدا کرنا ایک نعمت ہے
نہایت عمدہ اس کے بدلے میں ایسا شکر چاہیئے کہ کمال درجہ کا ہو اور وہ عبادت ہے پس معلوم ہوا
کہ عبادت کو بندہ ہی واسطے نفع اپنے کی نہیں چاہتے ہیں بلکہ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ یعنے واسطے اسکے کہ شاید
متقی ہو تم اور ساتھ ہدایت قرآن کے کہ بیچ نصیب متقیوں کے ہے نصیب پانے والے ہو اور
اسی واسطے محققین نے کہا ہے کہ حقیقت عبادت کی صحیح کرنی نسبت عبودیت کی ہے اسواسطے
کہ جب بندہ نے اپنی تئیں ممکن پہچانا رب اپنے کو ساتھ وجوب کے پہچانیگا اور جب اپنے تئیں مملوک سمجھا

رب اپنے کو مالک جانیگا اور جب اپنے تئیں مقہور دیکھا رب اپنے کو قاہر دیکھے گا اور جب اپنی تئیں
تحت قدرت کے دیکھا رب اپنے کو قادر دیکھے گا اور جب اپنے تئیں مامور اور ذلیل پہچانا رب
اپنے کو آمر اور عزیز پہچانیگا اور اوپر اسی قیاس کے تیں حد اپنی سے تجاوز نکریگا اور اس
قضیہ عقلیہ کو منعکس نکریگا اور اپنی قدرت اور تصرف کسی وجہ سے معلوم نہیں کریگا اور
آپ کو مانند غلام ذلیل کے کہ روبرو خاوند اپنے کے کھڑا ہوا ہے اور کمر اطاعت کی باندھی
ہوئی منتظر امر و نہی کا ہونیوالا جانیگا اصمعی نے روایت کی ہے کہ ایک غلام کو آگے ایک شخص
کے لائے تا کہ اوسکو خرید کرے اوس شخص نے غلام سے پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے کہا جو
نام تو رکھے اوس شخص نے پوچھا کیا کھائے گا کہا جو تو مجھکو کھلاوے پھر پوچھا کہ کیا
پہنے گا کہا جو تو پہنا دے اوس شخص نے کہا کہ میں تجکو خرید وں غلام نے کہا کہ بندہ
کو کوئی خواہش نہیں ہوتی ہے خواہش اوسکی وہی ہے جو خواہش مولی کی ہے اور مگر کہ
معنی عبادت کے صحیح کرنا نسبت عبودیت کی ہے پس امر فرمانا ساتھ عبادت کے شامل ہے
کافر اور مسلمان کو اور بھی شامل ہے تمام مبادی اور نہایتوں عبادت کو اور اصول اور
فروع اوسکے کو کہ تشریع الٰہیہ شرح اوس کی ہیں اس جگہ جاننا چاہئے کہ ہر چند حقیقت
عبادت کی بمجرد متوجہ ہونے کے طرف حال نفس اپنے کے اور دیکھنے داغ عبودیت
کے اپنے اوپر ظاہر اور روشن ہے لیکن بسبب قصور بشری اور ضعف قوت فکری کے معرفت
معبود کے رستہ کا ایسا نشان دیا ہے کہ بہت آسان اور ظاہر ہے اور حاصل اوسکا یہ ہے کہ ہر
اہل عقل جانتا ہے کہ میں ایک وقت میں معدوم تھا بعد اوس کے موجود ہوا اور جو چیز بعد
عدم کے موجود ہووے اوسکے واسطے ایک پیدا کرنیوالا چاہئے اور خالق میرا نہ نفس میرا ہے
اور نہ ماباپ میرے اور نہ ہم جنس میرے اسواسطے کہ یہ سب مانند میرے عاجز ہیں اگر یوست
بدن میرے کا بسبب کسی صدمہ کے اوتر پڑے اون کو یہ طاقت نہیں کہ اوس چمڑے کو نئے
سرے سے پیدا کریں اور طبیعتیں فصلوں اور آسمانوں اور عناصر اور کواکب کے بھی خالق نہیں
ہو سکتیں اسواسطے کہ یہ چیزیں بھی متغیر اور متبدل ہوتی ہیں پس خالق میرا اور چیز ہے کہ
عجز اور حدوث اور تغیر اور تبدل اور نقصان سے پاک ہے اور وہ ذات معبود کی ہے

تصیص
ہے پکتی
سنبھ
[illegible]
الحمد
[illegible]
[illegible]
[illegible]
رشید دہلی

باقی رہیں اس جگہ کئی بحثیں کہ مفسرین نے اون میں کلام بہت کی ہے اول یہ کہ علقمہ
سے روایت آئی ہے کہ جس آیت کے اول میں یا ایہا الناس ہو مکی ہے اور جس آیت کے
اول میں یا ایہا الذین امنوا ہے مدنی ہے اور یہہ دونو قاعدے منقوض ہیں اسواسطے کہ یہہ
آیت مدنی ہے بالاجماع باوجودیکہ اس کے اول میں یا ایہا الناس ہے اور آیت ـ
یا ایہا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا کہ سورہ تحریم میں ہے مکی ہے اور حال یہہ ہے
کہ اسکے اول میں یا ایہا الذین امنوا ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ معنی مکی اور مدنی کے علقمہ کے کلام
میں یہہ نہیں کہ مکہ اور مدینہ میں اوتری ہو بلکہ مراد اوسکی یہہ ہے کہ جس جگہ یا ایہا الناس
آیا ہے خطاب طرف مشرکین مکہ کے ہے کہ اکثر رہنے والے مکہ کے تھے اور جس جگہہ
یا ایہا الذین امنوا وارد ہوا ہے خطاب طرف مومنین کو ہے کہ اکثر مدینہ میں تھے اسواسطے
کہ اوسوقت میں کفر کے غلبہ کی جگہ مکہ تھا اور اسلام کے غلبہ کی جگہ مدینہ تھا دوسرے
یہہ کہ لفظ لعل کا لغت عرب میں واسطے امید اور توقع کے ہے اور امید اور توقع
اوس کسی کو لائق ہے کہ انجام کار سے آگاہ نہو کلام الہی میں کیونکر واقع ہو جواب
اسکا یہہ ہے کہ حرف امید کا کلام الہی میں دو طرح سے آتا ہے اول واسطے نقل کلام حالی
یا قالی بندوں کے جیسا کہ لعلہ یتذکر او یخشی اسواسطے کہ حضرت موسی اور حضرت ہارون
علی نبینا وعلیہما السلام جسوقت میں طرف فرعون کے بھیجے گئے تھے حال اونکا اس توقع
کو چاہتا تھا گو وقوع میں نہ آئے دوسرا طریقہ یہہ ہے کہ امید کے معنی سے مجرد کرکے تعلیل
محض میں استعمال کرتے ہیں اور اسی واسطے قرّاء نے کہا ہے کہ لعل کلام الہی میں بمعنی
کَے کے ہے تیسری بحث یہہ ہے کہ عبادت سوا تقوے کے اور چیز نہیں پس لعلکم تتقون
بعد اعبدوا ربکم کے ذکر کرنا ایسا ہو کہ اعبدوا ربکم لعلکم تعبدون یا بمنزلہ اسکے ہے
کہ اتقوا ربکم لعلکم تتقون کہیں اور یہہ کلام نہایت نامناسب ہے جواب اسکا یہہ ہے
کہ معنی عبادت کے صحیح کرنی نسبت عبودیت کی ہے اور منتہی اس تصحیح کا متصف ہونا
ساتھ صفت تقوے کے ہے پس عبادت اور تقوی باعتبار نہایت کے آپس میں اتحاد
رکھتے ہیں اور باعتبار ابتدا کے فرق اور تغائر رکھتے ہیں اس جگہ کلام کی بنا اوپر

اعتبار ابتدا حال کی ہے اور احتمال ہے کہ معنی اتقا کے اسجگہ موافق مفہوم لغوی کے پرہیز
کرنا اور اپنے تئیں نگاہ رکھنا ہو یعنے عبادت پروردگار اپنے کی بجالاؤ تم تاکہ اپنے
تئیں اوسکے غصہ سے بچاؤ اسواسطے کہ تلف کرنا حقوق کا موجب غصہ اوسکے کا ہے
اور عبادت کے چھوڑنے میں تین حق تلف ہوتی ہیں اول حق اللہ تعالی کی پرورش کا دوسرے
حق عبودیت اپنی کا تیسرے حق نعمت اوسکی کا کہ ترک کرنا شکر کا لازم آتا ہے اور جو
تمثیل کہ منافقین کے حال میں گذری ہے قابل اوس کے نہیں کہ عبادت کے چھوڑنے
والے اسکو اپنے مطلب کے واسطے سند پکڑیں بلکہ وہ تمثیل اوپر خلاف مدعا اون کے
کے کمال مبالغہ کے ساتھ دلیل ہے اسواسطے کہ جسکو اونہوں نے منشا بہا گنے کا اسلام
سے قرار دیا ہے وہ حقیقت میں اسباب دخول اسلام کے سے ہے باعتبار ذات اپنی کے
بھی اور باعتبار مبدا اور منتہا اور ثمرات اپنی کے بھی اسواسطے کہ وہ خالق ہے اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ
فِرَاشًا یعنے وہ کہ گردانا ہے اوسنے زمین کو مانند فرش کے واسطے تمہارے کہ اوپر اوسکے قرار
پکڑو اور سکونت اختیار کرو باوجود احاطہ دریا شور کے ہر طرف سے تھوڑا ٹکڑا زمین کا
ظاہر کیا اور اوسکو نہ ایسا سخت کیا جیسا کہ سنگ خارا کہ سکونت اور قرار پکڑنا اوپر
ممکن نہو اور نہ اس قدر لطیف اور نرم بنایا مانند پانی اور ہوا اور گارے کے کہ پانو
اوسپر پھسلے پس گویا تمام زمین مانند فرش کے بچھی ہوئی ہے اور اپنی جگہ پر ٹھہری ہوئی
ہے تاکہ اوپر اوسکے خواب کرو اور بیٹھو اور عجائب مصنوعات الہی سے زمین میں وہ ہے
کہ اوسکو اپنے حیز میں ٹھہرا دیا ہے کہ تمام جہان کا درمیان ہے اسواسطے کہ ہر چیز بھاری
بالطبع نیچے کیطرف مائل ہے جیسا کہ ہر چیز ہلکی بالطبع مائل اوپر کیطرف ہے نیچے کی طرف
زمین کے مرکز کو کہتے ہیں کہ عین درمیان زمین کے نقطہ کا نام ہے اور اوپر کیطرف وہ
جہت ہے کہ آسمان کیطرف جسکا مونہ ہو جیسا کہ بلند ہونا زمین کا اس طرف سے
کہ ہم اوپر اوسکے ہیں آسمان کی طرف کو مستبعد ہیں ایسے ہی نیچے کو زمین کا جانا بھی
اس جگہ سے بعید ہے اسواسطے کہ نیچے کو جانا زمین کا عین بلند ہونا ہے آسمان کی طرف پس اس تدبیر سے بیچ ٹھہرانے
زمین کے حیز اپنے میں کسی چیز کی احتیاج نہ رہی تاکہ اوپر کی طرف سے کسی شے سے باندھیں

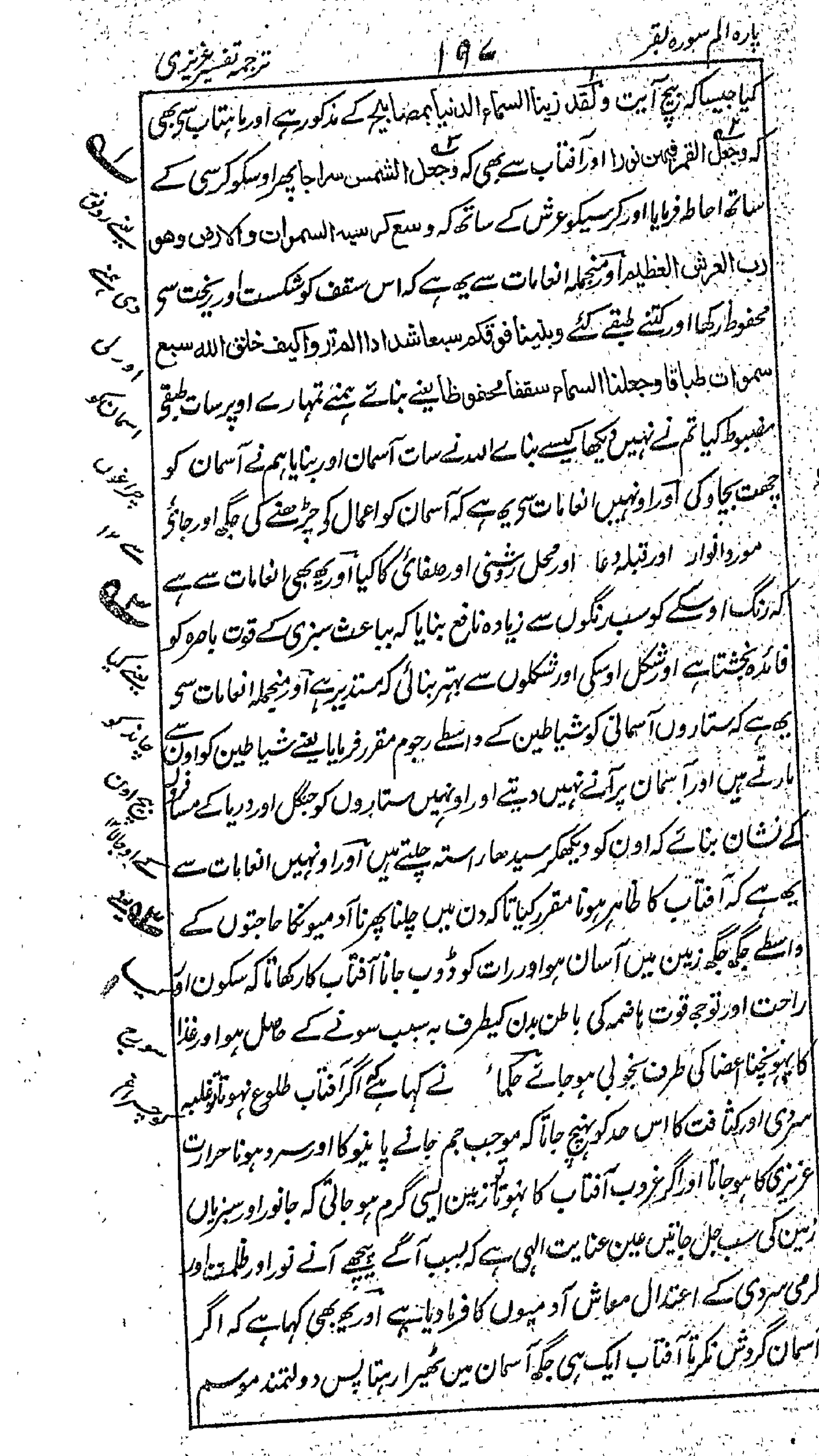
یا نیچے کی طرف سے ساتھ کسی ستون کے مضبوطی اوسکی کریں بلکہ میل طبعی اوسکی طبیعت
میں وسط حقیقی کی طرف رکھا ہے وہی کفایت کرتا ہے کہ نیچے یا اوپر کو نہیں جا سکتی
جیسا کہ اس آیت میں ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا یعنے تحقیق اللہ تعالیٰ
تھام رہا ہے آسمانوں کو اور زمینوں کو کہ ٹل نجاویں اس معنی کی طرف اشارہ ہے اور نعمتیں
الٰہی بندوں کی اوپر کہ زمین کی پیدایش میں ہیں یہ ہیں کہ اسکو مانند پتھر کے سخت نکیا
اور نہ مانند پانی کے نرم بنایا تاکہ چلنا پھرنا بیٹھنا سونا اوپر اوسکے آسان ہو اور
کھیتی اور عمارت کا بنانا ممکن ہو اور کھودنا کوؤں کا اور جاری کرنا نہروں کا ہو سکے
اور اونھیں نعمتوں سے وہ ہے کہ اوسکو نہایت لطیف اور شفاف ہوا کی مانند نہیں
کیا تاکہ شعاعیں انوار آسمانی کی اوپر اوسکی ٹھیریں اور بہ سبب اون شعاعوں کے
اوسکی باطن میں حرارت اور گرمی پیدا ہو اور کھیتی کے کام میں آوے اور اونھیں
نعمتوں میں سے وہ ہے کہ طبیعت اوسکی خشک کی تاکہ عناصر رطوبت والوں کو
اوسکے ساتھ خمیر کریں اور قوام مرکبات کے مدتوں کا حاصل ہو اور جملہ نشانیوں الٰہی
سے کہ زمین میں رکھی ہوئی ہیں اور مجملاً اون آیات کی طرف یہ آیت وفی الارض
آیات للموقنین یعنے اور زمین میں نشانیاں ہیں واسطے یقین کرنیوالوں کے اشارہ
کیا ہے کتنی چیزیں ہیں بعضی اون میں سے اختلاف زمینوں کا ہے اسطرح پر کہ کوئی سخت
ہے اور کوئی نرم کسی میں روئیدگی خوب ہے کسی میں کم وعلی ہذا القیاس اور اسی
نشانی کی طرح اس آیت میں تفصیلاً اشارہ ہے کہ وفی الارض قطع متجاورات اور بعضی نشانی
اون میں سے یہ ہے کہ زمینوں کا رنگ جدا جدا ہوتا ہے اور اس آیت میں بیان اسکا ہے
ومن الجبال جدد بیض وحمر مختلف الوانہا وغرابیب سود یعنے اور پہاڑوں میں گھاٹیاں
ہیں سفید اور سرخ طرح طرح کے اونکے رنگ اور بالکل سیاہ اور بعضی اون نشانیوں میں سے اگنا
نباتات کا کہ یہ آیت والارض ذات الصدع کی ذکر اسکا ہے اور بعضی اون میں سے یہ
ہے کہ بسبب خشکی طبیعت اپنی کے پانی مینہ کا جذب کر کے کھاتی ہے اور نگاہ رکھتی ہے
جیسا کہ یہ آیت وانزلنا من السماء ماء بقدر فاسکناہ فی الارض کی مذکور ہے یعنی اتارا ہمنے آسمان سے

فائدہ یعنی زمین لطیف اور شفاف ہوئی شعاعیں اس میں نہ ٹھہرتیں ۱۲
فائدہ یعنے اور قسم قسم کے زمین کے ٹکڑے ملے ہوئے ۱۲

پانی ساتھ اندازہ کے پھر اوسکو ٹھیرا دیا زمین میں اور بعضی اون میں سے ہے جوش کرنا چشموں
کا اور جاری ہونا نہروں کا کہ بیچ آیت والارض مددناہا کی مذکور ہے اور بعضی اون
میں سے یہہ ہے کہ زمین کی طبیعت میں کرم اور سخاوت رکھی ہے ایک دانہ
لیتی ہے اور سات سو دانہ اوسکے بدلے میں دیتی ہے جیسا کہ بیچ اس آیت کی مذکور ہے
کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ یعنے جیسے ایک دانہ اوگیں اوس سے
سات بالیں ہر ہر بال میں سو سو دانے اور بعضی اون میں سے حیات اور موت ہے
کہ نمونہ حشر اور قیامت کا ہر سال اوسکے اوپر دیکھا جاتا ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے
وآیۃ لہم الارض المیتۃ احییناہا یعنے اور ایک نشانی ہے زمین مردہ اوسکو جلایا ہم نے
اور بعضی نشانی اون میں سے جانور مختلف کہ اوسمیں پیدا ہوتے ہیں اور اس آیت میں
ذکر فرمایا ہے وبث فیہا من کل دابۃ یعنے بکھیرے اوس میں سب قسم کے جانور اور اونہیں
میں سے روئیدگیاں طرح طرح کی جیسا کہ اس آیت میں بیان ہے وانبتنا فیہا من
کل زوج بہیج یعنے اور روئیدہ کی ہم نے ہر قسم کی رونق کی چیز اور اگر سبزیوں اور
بوٹیوں کے حال میں تامل کیا جاوے پس رنگتیں جدی جدی کہ اون میں پائی
جاتی ہیں یہہ بڑی نشانی ہے اور مزے جدے جدے ہونے نشانی دوسری ہے اور
خوشبوئیں جدا جدا ہونی نشانی دوسری ہے اور بوٹیاں مختلف ہونی یہہ اور نشانی ہے پھر
بعضی انہیں سے قوت آدمیوں کا ہیں اور بعضی قوت جانوروں کا خواہ چرندہ ہوں خواہ
پرند اور بعضی اون میں سے کھانے کی چیزیں ہیں اور بعضی سالن ہیں اور بعضی دوا اور
بعضی میوہ ہیں اور بعضی لباس آدمیوں کا جیسا روئی اور کتاں سوائے پوششوں حیوانی
کے کہ بالوں اور پشم اور ریشم اور پوست اون کے سے بناتے ہیں اور اونہیں نشانیوں
میں سے پتھر مختلف ہیں کہ بعضے اون میں سے واسطے زینت کے ہیں مثل یاقوت اور الماس اور
عقیق اور فیروزہ کے اور بعضے اون میں سے واسطے استحکام بنا کے مثل خارا اور غلولہ کے اور بعضے
واسطے دونوں فائدوں کے مثل مرمر اور سرخ کے اور عجائب قدرت الہی سے ان پتھروں میں
یہہ ہے کہ جسکی منفعت زیادہ ہے قیمت اوسکی کم ہے جیسا کہ پتھر چقماق کا اور جسکی

منفعت کم ہے قیمت اسکی زیادہ مثل یاقوت سرخ کے اور اونہیں نشانیوں میں سے کانیں عجیب
اور غریب کہ اللہ تعالی نے زمین میں پیدا کردی ہیں اور سب سے بہتر اون میں سونے
چاندی کی کان ہے اور عجائب قدرتوں الہی کے سے بیچ اس قسم کے یہ ہے کہ
آدمی کو حرفتیں مشکل اور صنعتیں باریک اور حیلے بڑے بڑے تعلیم کردیے ہیں یہانتک
کہ مچھلی کو قعر دریا سے اور جانوروں کو ہوا میں سے شکار کرتے ہیں اور باوجود اسکے
سونے چاندی کے بنانے سے عاجز رکھا ہے یعنے سونا چاندی ہر شخص نہیں بنا سکتا
اور بھید اسکا یہ ہے کہ اکثر فائدے سونے چاندی کے باعتبار ثمنیت کے ہیں یعنے اور
چیزوں کی ثمن ہوتے ہیں اور ثمن ہونا بغیر عزت کے نہیں ہوتا اور عزت اسبات کو چاہتی
ہے کہ آدمی کو اوسکے بنانے کی قدرت نہو والا کچھ قدر نرہے اور اسی واسطے کہا ہے
کہ من طلب المال بالکیمیا افلس اور انہیں نشانیوں سے یہ ہے کہ کوہستان میں
اور بعض قطعات زمین کے میں بڑے بڑے درخت پیدا کردیے ہیں اور اونپر پھول پھل
نہیں آتا تاکہ عمارت کے کام میں آویں اور کوئلہ وغیرہ میں خرچ ہوں اور تخت وغیرہ کے
کام میں رہیں خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ اگر آدمی اپنے حال میں فکر کرے اور اپنی حاجتوں کو
اور جہان کو اندازہ کرے اور تولے تو بالیقین جان لیوے کہ تمام جہان میرے واسطے مانند
گھر کے ہے کہ جو چیزیں احتیاج کی ہیں اوسمیں رکھی ہوئی ہیں اور آسمان کو مانند چھت کے اوپر
اسکے رکھدیا ہے اور زمین کو مانند فرش کے بچھا دیا اور ستاروں کو مانند چراغوں اور
قندیلوں کے لٹکا دیا ہے اور غذا اور دوا اور پوشاک اور سواری اور زیور جنس نباتات
اور حیوانات اور معادن کی سے اوسکو بخشکر مالک اس گھر کا بنا دیا ہے اور مرہون
انعام اور احسان اپنے کا کیا چنانچہ طرف اسی معنی کے بیچ مقام طلب شکر اس نعمت کی
ساتھ ادا کرنے عبادتوں اور بندگیوں کے اشارہ فرماتے ہیں وَالسَّمَاءَ بِنَاءً یعنے بنایا ہے
تمہارے واسطے آسمان کو بنائے عالی مانند چھت کے کہ تمہارے تئیں سایہ کرے تاکہ چمکاری
نوروں فرشتوں علویہ کے بنائے تمہاری کو برہم نکریں اور منجملہ انعامات الہی سے کہ بنائے آسمان
میں بندوں اپنے کے اوپر مرحمت فرمائی یہ ہے کہ آسمانوں کو چراغوں سے مزین

اور دونوں سجدوں کے درمیان میں بھی اتنا ہی ٹھہرے (م)



کیا جیسا کہ بیچ آیت ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح کے مذکور ہے اور ماہتاب سے بھی
کہ وجعل القمر فیہن نورا اور آفتاب سے بھی کہ وجعل الشمس سراجا پھر اوسکو کرسی کے
ساتھ احاطہ فرمایا اور کرسیکو عرش کے ساتھ کہ وسع کرسیہ السموات والارض وھو
رب العرش العظیم اور منجملہ انعامات سے یہ ہے کہ اس سقف کو شکست اور ریخت سے
محفوظ رکھا اور کتنے طبقے کئے وبنینا فوقکم سبعا شدادا الم تروا کیف خلق اللہ سبع
سموات طباقا وجعلنا السماء سقفا محفوظا یعنے بنائے ہمنے تمہارے اوپر سات طبقے
مضبوط کیا تم نے نہیں دیکھا کیسے بنائے اللہ نے سات آسمان اور بنایا ہم نے آسمان کو
چھت بچاؤ کی اور اونہیں انعامات سے یہ ہے کہ آسمان کو اعمال کے چڑھنے کی جگہ اور جائے
مورد انوار اور قبلہ دعا اور محل روشنی اور صفائی کا کیا اور یہ بھی انعامات سے ہے
کہ رنگ اوسکے کو سب رنگوں سے زیادہ نافع بنایا کہ بباعث سبزی کے قوت باصرہ کو
فائدہ بخشتا ہے اور شکل اوسکی اور شکلوں سے بہتر بنائی کہ مستدیر ہے اور منجملہ انعامات سے
یہ ہے کہ ستاروں آسمانی کو شیاطین کے واسطے رجوم مقرر فرمایا یعنے شیاطین کو اون سے
مارتے ہیں اور آسمان پر آنے نہیں دیتے اور اونہیں ستاروں کو جنگل اور دریا کے مسافروں
کے نشان بنائے کہ اون کو دیکھکر سیدھا راستہ چلتے ہیں اور اونہیں انعامات سے
یہ ہے کہ آفتاب کا ظاہر ہونا مقرر کیا تاکہ دن میں چلنا پھرنا آدمیونکا حاجتوں کے
واسطے جگہ جگہ زمین میں آسان ہو اور رات کو ڈوب جانا آفتاب کا رکھا تاکہ سکون اور
راحت اور توجہ قوت ہاضمہ کی باطن بدن کیطرف بہ سبب سونے کے حاصل ہو اور غذا
کا پہونچنا اعضا کی طرف بخوبی ہوجائے حکما نے کہا ہے اگر آفتاب طلوع نہوتا تو غلبہ
سردی اور کثافت کا اس حد کو پہنچ جاتا کہ موجب جم جانے پانیوکا اور سرد ہونا حرارت
عزیزی کا ہوجاتا اور اگر غروب آفتاب کا نہوتا زمین ایسی گرم ہو جاتی کہ جانور اور سبزیاں
زمین کی سب جل جاتیں عین عنایت الہی ہے کہ بسبب آگے پیچھے آنے نور اور ظلمت اور
گرمی سردی کے اعتدال معاش آدمیوں کا فرما دیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اگر
آسمان گردش نکرتا آفتاب ایک ہی جگہ آسمان میں ٹھیرا رہتا پس دولتمند موسم

سرما میں اوس طرف کو کھول لیا کرتے کہ آفتاب کی شعاع سے نفع اوٹھاتے اور گرمیوں
میں اوس طرف کو بند کر دیا کرتے تاکہ اوسکی گرمی سے امن میں رہتے اور فقیر دونو حالتوں
میں محروم اور مایوس رہتے اللہ تعالی نے بہ سبب گردش فلکی کے اس نعمت اور اس شفقت
کو غنی اور فقیر کیواسطے برابر کر دیا پھر آفتاب کو بسبب نزدیک اور دور ہونے اوسکے کے
سمت راس سے چار فصلوں کا سبب بنا دیا تاکہ موسم سرما میں گرمی اشجار اور
نباتات کے اندر چلی جاوے اور میوے اور دانے پک جاویں اور ہوا بسبب کم
ہونے گرمی کے پاک اور صاف ہو جاوے اور ابر اور برف برسے اور بدن حیوانات
کا بہ سبب بند ہونے حرارت غریزیہ کے باطن میں قوت پکڑے اور بہار کے موسم
میں طبیعتیں حرکت میں آویں اور مواد کہ سرما میں پیدا ہوئے تھے ظاہر ہوں اور درخت
کلیاں لے آویں اور جانوروں کو جفت ہونیکے واسطے ہیجان ہو اور موسم گرمیوں میں
ہوا حرارت پیدا کرتی ہے تاکہ میوے پختہ ہو جاویں اور فضول بدنوں کی تحلیل ہو جاویں
اور مونھ زمین کا خشک ہو جاوے اور قابل کھیتی اور عمارت کے ہووے اور خریف میں
سردی اور خشکی غلبہ کرے اور جو میوے کہ تر ہیں قابل ذخیرہ کے ہوں اور بدن حیوانوں کو
آہستہ آہستہ جاڑوں کی مشقت اوٹھانے کے واسطے تیار ہوویں اور ماہتاب کو خلیفہ آفتاب
کا کیا ہے اور عدد برسوں کے اور حساب فترا اور مدتیں اسی کے ساتھ متعلق کیں اور احکام
شرعیہ کی اندازہ اسی سے مقرر کئے گئیں پس اگر آدمی اپنے حال کو سوچے یقینا جانے کہ مجکو
کسی حالت میں زمین اور آسمان سے چارہ نہیں اور اسیواسطے وجوہ فضل ہونی ایک کی
دوسرے سے متعارض ہیں بعضے وجوہ سے زمین کی افضلیت معلوم ہوتی ہے اور بعضے
سے آسمان کی اگر آسمان اس جہت سے بزرگی رکھے کہ عبادت گاہ فرشتوں کی ہے
اور خالی گناہ سے اور سقف محفوظ ہے اور برکت کے ساتھ موصوف ہے اور اسکے ستاروں
کی شعاعیں تاثیر قوی زمین کی چیزوں میں کرتی ہیں اور موثر اشرف ہوتا ہے متاثر سے اور
اسیواسطے ذکر آسمان کا جابجا قرآن میں زمین سے مقدم ہے تو زمین بھی اس جہت سے بزرگی رکھتی ہے
کہ خانہ کعبہ عظمت اللہ اور مسجد اقصی زمین میں ہے اور زیادہ پیدایش نبیوں کا اور دفن ہونا

اے اللہ مجکو بخش اور مجھپر رحم کر اور مجھکو ہدایت کر اور آرام دے اور میری شکستگی دور کر (تر) اور بلند کر اور میری رکعت میں دو دو سجدوں

پاک بدنوں اون کے کا اسی میں ہے خصوصا آدمی کے حق میں مادر شفیق کا حکم رکھتی ہے بلکہ ما ایک قسم کی غذا کہ دودھ ہے اوسکو دیتی ہے اور زمین طرح طرح کی غذائیں نفیس کہلاتی ہے اور اسی سبب سے ہے کہ جب آدمی کو حکم ہوتا ہے کہ ماکے پیٹ میں سے نکل تو بکمال خوشی اس حکم کو قبول کرتا ہے اور سر کی طرف سے باہر آتا ہے اور جسوقت کہ حکم ہوتا ہے کہ دنیا سے نکل تو ہرگز اپنے پانوں سے نہیں جاتا ہے یہانتک کہ موکل روحونکو قبض کرکے اوسکو کھینچ کر لیجاتے ہیں اور اسی سبب سے ہے کہ اس آیت میں ذکر زمین کا اوپر ذکر آسمان کے مقدم فرمایا ہے اور آسمان اور زمین کو ہرچند بندوں کے حق میں عمدہ نعمتیں بنائی ہیں لیکن ان دونو کو جدا جدا نہیں چھوڑا بلکہ دونو کو آپسمیں ربط دیا اور قوت ایک کی دوسرے کی طرف پہنچائی تاکہ ترکیب سے آثار نعمتوں کے ظاہر ہوویں چنانچہ فرماتے ہیں وَاَنْزَلَ یعنے اور نازل فرمایا ہے مِنَ السَّمَآءِ یعنی بعضے اوضاع آسمانی سے حرکتوں کواکب میں خصوصاً آفتاب کی حرکت میں مَآءً یعنی پانی کو واسطے اوگانے سبزیوں طرح طرح کے اوٹھانے والیاں مواد طرح طرح کے میووں کی ہیں فَاَخْرَجَ بِهٖ یعنی پس نکالا بسبب اوس پانی کے کہ قوت فاعلہ رکھتا ہے اور زمین میں قوت قابلہ سونپی گئی ہے تاکہ بسبب جمع ہونے ان دونو قوتوں کو پیدا کرے مِنَ الثَّمَرٰتِ یعنے جنس میووں کی سے رِزْقًا لَّكُمْ یعنی رزق واسطے تمہارے اور طریق اوتارنے پانی کا اوضاع آسمانی سے یہہ ہے کہ جب آفتاب ساتھ حرکت اپنی کے قریب سمت الراس کسی ملک اور شہر کے پہنچتا ہے گرمی اور خشکی اوس ملک میں شدة قبول کرتی ہے اور اجزائے اوس زمین کی میں تخلخل پیدا ہوتا ہے اور غبار اوٹھتے ہیں اور اگر اوس ملک کے گرد کوئی ٹکڑا دریائے شور کا ہو تو اوس دریا کے اجزا میں تبخیر پیدا ہوتی ہے اور بخارات اوٹھتے ہیں اور آبادی کی جگہ اور شہروں سے دھوئیں بہت جمع ہوکر اوپر کو جاتے ہیں اور یہہ تینوں چیزیں کہ غبار اور بخار اور دھواں ہے مابین زمین اور آسمان کے جمع ہوتے ہیں پس موسم گرمی میں کہ تپش غالب ہوتی ہے اور بخارات رطوبت والی کمتر ہوتے ہیں غبار غالب ہوتا ہے اور بگھولے اوٹھتے ہیں اور ہوائیں ہولناک تیز چلتی ہیں اور جب آفتاب نقطہ انقلاب صیفی سے پھرتا ہے اور روز بروز سمت الراس اوس ملک کی سے

دور ہوتا جاتا ہے اون غبارات اور دخانات میں طراوت پیدا ہوتی ہے اور بسبب گرمی
کے کہ پہلے سے مابین آسمان اور زمین کے تھی رقت اور لطافت اون میں آجاتی ہے اور
بیچ ولایتوں گرم سیر کے کہ متصل دریائے شور کے کناروں کے ہیں موسم برشکال کا ظاہر ہوتا
ہے پس ارواح مدبرہ جو کہ تیلیں یعنے فرشتے کہ ابر پر متعین ہیں حکم ہوتا ہے کہ ان
تینوں چیزوں کو ساتھ تحریک ہواؤں کے طبقہ زمہریر تک لیجا کر نضج دیں اور بعد نضج کے
ادرار کریں یعنے برساویں پس بیچ حالت نضج کے غبارات خام کہ ارضیت اونپر غالب ہے مانند
مواد سوداویہ کے پختہ ہو کر پانی ہو جاتے ہیں اور مستعد برسنے کے بن جاتے ہیں اور اس جگہ
صورت دیگ کے پکنے کی بہم پہنچتی ہے اس طرح سے کہ سردی طبقہ زمہریری کی باہر
کیطرف سے ابر میں کہ تین چیز یعنی غبار اور بخار اور دخان سے مرکب ہے تاثیر کرتی ہے اور
قاعدہ حکمت کا ہے کہ سردی اور گرمی آپس میں جیسا کہ موضوع اور محل میں تضاد رکھتی
ہیں مکان میں بھی ضدیت رکھتی ہیں اور اسی سبب سے ہے کہ اندر زمین کا جاڑوں میں
گرم ہوتا ہے بہ نسبت ظاہر کے اور گرمیوں میں بالعکس اسکا ہے اور پانی کوؤں کا جاڑوں میں
گرم ہوتا ہے اور گرمیوں میں سرد پس گرمی دھوں کی ابر کی باہر سے بھاگ کر اندر کیطرف
پوشیدہ ہوتی ہے اور فرشتے کہ ابر کے اوپر موکل ہیں اوس گرمی کو بجائے حرارت غریزیہ معدہ
اور آلات غذا کے قرار دیکر روشن کرتے ہیں اور یہ روشن کرنا حقیقت بجلی کی ہے اور اسوقت
میں ابر کو مانند ایک دیگ کے مقرر کرنا چاہیے کہ اوسکو پکانے کے واسطے چولھے پر رکھیں فرق
یہی ہے کہ حرارت پکانے والی دیگ کی باہر سے پکاتی ہے اور حرارت پکانے والی ابر کی
اندر کی طرف سے پکاتی ہے مانند معدہ اور جگر کے اور ہر گاہ کہ پکانے میں ضرور ہے کہ تری کی
مدد سے ہووے الا خشک چیزیں آگ کی گرمی سے جل جاتی ہیں اور راکھ ہو جاتی ہیں اور اسیواسطے
غذاؤں کے پکانے میں پانی وغیرہ ڈالتے ہیں اور بغیر اسکے غذا جل جاتی ہے اور ایسی ہی دانے
اور غلے اور اور چیزیں سخت کہ خشک ہوں جب تک کہ پانی ہمراہ اون کے نہو پکنا اونکا نہیں
ہو سکتا اسیواسطے ابر کے پکانے میں غبارات کو بجائے دانوں اور غلوں کے مقرر کرتے ہیں اور بخارات
کی رطوبت کو بجائے رطوبت پانی کے اور گرمی دھوں کی بجائے آگ کے اور قاعدہ

تفسیر چلپی

سفر حکمت کا ہے کہ جسوقت حرارت کو جسم تر کے اوپر مسلط کرتے ہیں تو قوت تاثیر اوس کی سے آواز جوش کرنے کی اور شور اوس جسم رطب کے اجزا میں ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ ہانڈی پکنے کے وقت معلوم ہوتا ہے ایسے ہی ابر میں وہ شور آواز رعد کی سمجھنی چاہئے اور جیسا کہ ہانڈی میں کبھی زیادہ آواز ہونے لگتی ہے کبھی کم ایسی ہی سمجھو اور جیسا کہ پکانے میں ہوا کی حاجت آگ کے روشن کرنے میں پڑتی ہے ایسی ہی سمجھو کبھی واسطے جمع کرنے اور جدا کرنے ٹکڑے بادلوں کے ہوائیں مسلط کی گئیں اور اس درمیان میں کبھی بسبب شدت بھڑکنے شعلہ دھوؤں کے ہواؤں کے زور سے کوئی ٹکڑا کود کر زمین پر گرتا ہے جیسا کہ چنگاری اور پتنگے چولھے میں سے اڑتے ہیں تو اوس شرارہ کو کہ ابر میں سے جدا ہو کر گرتا ہے صاعقہ سمجھنا چاہئے اور ہر گاہ کہ نضج کامل ہوتا ہے اور غبارات میں رقت اور سیلان کمال درجہ کا آجاتا ہے تو برسنا مینھ کا اور جاری ہونا ندیوں کا ہو جاتا ہے جیسا کہ منضجات اور مسہلات میں آزمایا گیا کہ بعد نضج کامل کے تحریک ضعیف سے بھی اخلاط کا نکلنا شروع ہو جاتا ہے اور اس جگہ جاننا چاہئے کہ اس کارخانہ میں مدار کار اوپر مسخر کرنے ہواؤں کے ہر وقت میں ہے اول واسطے اوٹھانے غبارات اور بخارات اور دخانات کے اور جمع کرنے ان تینوں کے اوس میدان میں کہ زمین اور آسمان کے بیچ میں ہے بعد اوسکے واسطے پیدا کرنے تری کے اور لانے بخارات رطوبت دار کو پانی کی جگہوں اور دریاؤں سے پہلی قسم کی ہواؤں کو مبشرات کہتے ہیں کہ فقط ابر سے آنا شان اون کی ہے اور دوسری قسم کی ہواؤں کو لواقح بولتے ہیں کہ بمنزلہ تخم کے رطوبت کو منتشر کرتی ہیں مانند تلقیح کھجور کے درخت کے وارسلنا الریح لواقح صفت اون کی ہے بعد اوسکے واسطے برابر کرنے ٹکڑے بادلوں کے بھی ہواؤں کا ہونا ضرور ہے تاکہ اثر نضج کا برابر قبول کریں اور اس قسم کی ہوائیں بھی لواقح میں داخل ہیں بعد اوسکے واسطے پیدا کرنے سوراخوں کے درمیان ٹکڑے بادلوں کی اور کھولنے مسام اون کے کے تاکہ پانی خوب طرح جاری ہو بھی ہوائیں ضرور ہیں اور اس قسم کی ہواؤں کو بھی مبشرات نام رکھتے ہیں اور کبھی اتفاق ایسا پڑتا ہے کہ سرما کے موسم میں مینھ کے قطرے بعد جدا ہونے کے ابر سے راستہ میں ہوا سرد کا کر جم

جاتے ہیں اور اولہ ہوکر گرتے ہیں پس یہ فعل بھی ہواؤں کا ہے اور فصل ربیع میں تمام
جسم ابر کا جم کر ایک پہاڑ اولوں کا ہوجاتا ہے اور سبب اسکا یہ ہے کہ جاڑوں کے موسم
میں باہر کیطرف ابر کی بسبب سردی ہوا عالم کے سرد ہوتی ہے اور سردی سے مسام بند
ہوجاتے ہیں اور مسام کے بند ہونے سے گرمی بادل کے اندر گھٹی ہوئی رہتی ہے پس
جبتک کہ قطرے مینھ کے بادل کے اندر رہتے ہیں رقیق اور بہنے والے ہوتے ہیں اور
جسوقت اوس سے وہ قطرے جدا ہوتے ہیں بسبب سردی ہوا کے جم کر گرتے ہیں اور
موسم ربیع میں بسبب گرمی ہوا باہر کے بادل کی باہر کی طرف گرم ہوتی ہے اور بسبب تضاد مکانی
کے اجزا سرد بخارات کے بادل کے اندر کیطرف پوشیدہ رہتے ہیں اور باطن ابر کا بسبب
سردی اون کی کے جم کر کھڑا رہتا ہے جسوقت بعضے فرشتوں کو حکم ہوتا ہے تو ہوا کو اوپر اوسکے
مسلط کرتے ہیں اور وہ ہوا اون اجزا جمے ہوؤں کو پھاڑتی ہے اسیواسطے ربیع کے موسم میں
وقت برسنے اولوں کے شور بہت سنا جاتا ہے بلکہ نوبت قلع اور قرع سخت کی پہنچتی ہے اور سورہ
نور میں اسی حالت ربیع کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس آیت میں وینزل من السماء من
جبال فیہا من برد فیصیب بہ من یشاء ویصرفہ عمن یشاء یکاد سنا برقہ یذہب بالا
بصار اور وجہ شدت چمکنے بجلی کی اسوقت میں یہ ہوتی ہے کہ شعاع بجلی کی جسم شفاف پر کہ وہ
ابر جما ہوا ہے پڑتی ہے پس چمک اوسکی دوچند ہوجاتی ہے اور آنکھ کو خیرگی حاصل ہوتی
ہے اور حالت شبیہ بحالت قمور پیدا ہوجاتی ہے اور جیسا بادل جما ہوا ان اسباب کے
ساتھ معلق کھڑا رہتا ہے ایسا ہی کبھی بادل پتلا بسبب شدت رطوبت ہوا کے بغیر نضج
زیادہ کے بہنے کی صورت پیدا کرکے مانند دریا کے معلق درمیان زمین اور آسمان کے
کھڑا رہتا ہے گویا ہوا عالم کی طبقۂ زمہریری میں تمام پانی بن گئی بسبب تصرف ارواح
مدبرہ کے نیچے کو نہیں جاری ہوتی اور جسوقت ہوا تند اوس دریا معلق پر گذرتی ہے
قطرات بیشمار کو اوس دریا سے پھواروں کی مانند اوڑاتی ہے اور اس حالت کو ترشح کہتے
ہیں کہ درمیان موسم بارش کے ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ وقت چلنے ہوا تیز کے دریا کے
کناروں یا چشمہ یا تالاب پر ایسی ہی شکل نمودار ہوتی ہے اور یہ ہے طریق نزول

یعنے اوتار تا ہے آسمان سے جو پہاڑ ہیں اوسمیں اولوں کے پھر ڈالتا ہے جسپر چاہے اور بچا دیتا ہے جس سے چاہے ابھی اوسکی کوند بجلی کی لیجاوے آنکھیں یعنی خیرگی آنکھ کی کہ بسبب چمک برق یا برف وغیرہ چیز دیکھنے کے ہو ۱۲ ۱۲ ۱۲

مینہ کا نیچ ولایت گرم سیر کی کہ متصل دریا شور کے ہو لیکن جو ولایات سرد سیر ہیں اوسا جگہ میں طریق اور ہے اور وہ یہہ ہے کہ جب آفتاب سمت راس اون شہروں کی سے موسم خریف میں بہت دور چلا جاتا ہے تو ہوا جو اوس جگہ کی یعنی میدان کی کہ مابین زمین اور آسمان کے ہے متکاثف ہو کر یعنی غلیظ بہ صورت ابر کے دکھلائی دیتی ہے اور جم کر یخ ہو جاتی ہے مانند پانی کے کہ وقت زیادہ سردی کے جم جاتا ہے جسوقت ہوا تیز اوسپر مسلط ہوتی ہے تو وہ ہوا منجمد ٹکڑے ٹکڑے ہو کے گرتی ہے کہ اوسکو برف کہتے ہیں اور جسوقت آفتاب انقلاب شتوی سے پھرتا ہے یعنی وقت سردی کم ہونے کا آتا جاتا ہے اور قریب اعتدال ربیعی کے پہونچتا ہے اور گرمی پیدا کرتا ہے تو وہ ہوا جمی ہوی پانی ہو کر زمین پر برستی ہے اور فصل ربیع میں اون ولایتوں میں بارش کثرت سے ہوتی ہے گویا وہ مینہ تنقیہ ہوا کا برف کے مادہ سے کرتا ہے اور گرمیوں کے موسم میں اون ولایتوں میں بہ سبب دور رہنے آفتاب کے سمت راس سے یعنی ولایتوں سرد سیر میں آفتاب سر کے اوپر نہیں آتا ہے ایسی گرمی نہیں ہوتی ہے کہ سبب تخلخل بدن کا ہووے اور بخارات اور غبارات وہاں سے اوٹھیں اسیواسطے ان شہروں میں باؤ گولے بھی نہیں اوٹھتے اور برسگال بھی نہیں ہوتا ہے اور بھی جاننا چاہیئے کہ زور شور کارخانہ بارش اور برف کا اکثر پیچھے پھرنے آفتاب کے انقلاب صیفی سے موسم برشگال میں اور بعد پھرنے کے انقلاب شتوی سے موسم زمستان میں ہوتا ہے اور اعتدال ربیعی سے انقلاب صیفی تک اور اعتدال خریفی سے انقلاب شتوی تک یہہ کارخانہ اتنا زور نہیں رکھتا ہے بلکہ اگر کبھی کبھی مینہ کا برسنا اور برف کا گرنا ان وقتوں میں ہوتا بھی ہے تو نادر اور خلاف عادت ہے اور سبب اسکا یہہ ہے کہ بغیر حرارت شدیدہ کے کہ تابستان میں اول نہووے تاثیر حرارت شعاع آفتاب کی بخارات کے اوٹھانے میں اور غبارات کے رقیق کرنے میں ظاہر نہیں ہوتی اور ایسے ہی بدون سردی اور خشکی کمال درجہ کے موسم زمستان میں تاثیر دور ہونے آفتاب کی بیچ جما دینے بخارات اور ہواؤں کے متصور نہیں ہوتی یہہ جو کچھ کہ بیان اسباب اس کارخانہ کا موافق شرع اور عقل کے معلوم ہوتا ہے

اور سوائے ان اسبابوں اور طریقوں کے اور سباب اور طریق بھی ہیں کہ نادر موجب برسنے مینھ اور گرنے برف اور اولوں کے ہوتے ہیں اور وہ اسباب بھی بہت ہیں پس جو کوئی احاطہ اسباب اس کارخانہ کا ارادہ کرے نافہم ہے وللہ خزائن السموات والارض ولکن المنافقین لایفقھون باقی رہا اس جگہ ایک سوال مشہور کہ ثمرات جمع قلت ہے کہ دلالت اوپر تین کے دس تک کرتی ہے اور حال یہ ہے کہ میوے بہت ہیں استعمال جمع قلت کا باوجود اسقدر کثرت کے کیونکر جائز ہو جواب اسکا یہ ہے کہ کریم حساب بخشش اور عطا کامل کا بہت کو تھوڑا جانتا ہے اس سبب سے صیغہ جمع قلت کا لائے کہ یہ تمام میوے طرح طرح کہ تمہاری نظروں میں بہت دکھائی دیتے ہیں بہ نسبت بخشش اور عطا اوسکی کے تھوڑے اور حقیر ہیں اور جو کہ صاحب کشاف نے یہ جواب اس سوال کے ذکر کیا ہے کہ عبارت اوسکی یہ ہے انما قیل الثمرات علی القلة وان کان الثمر المخرج بماء السماء جما کثیرا لانہ قصد بالثمرات جماعة الثمرة التی فی قولھم ادرکت ثمرة بستانہ یریدون ثمارہ کقولھم القصیدة کلمة اور حاصل اوسکا یہ ہے کہ لفظ ثمرات کا گویا فائدہ جمع الجمع کا دیتا ہے اور معنی جماعات ثمرات کے ہے لیکن یہ جواب اس سوال کے دفع کرنے میں کافی نہیں اسواسطے کہ لفظ ثمرات کا ہر چند اس تقدیر پر دلالت اوپر قلت فردوں ثمار کے نہیں کرتا ہے لیکن دلالت اوپر قلت عدد جماعات ثمار کے بلاشبہ کرتا ہے اور یہ خلاف واقع کے ہے اور منافی مقام بیان کثرت کی ہے اور اس جگہ جاننا چاہیے کہ حق تعالیٰ نے ان دو آیتوں میں پانچ چیزیں نعمتوں اپنی سے کہ دلیلیں وحدانیت اوسکی کی ہیں اپنے بندوں کے اوپر شمار کریں اول پیدائش آدمیوں کی ہر وقت دوسری پیدائش باپ دادوں اون کے کی اور ان دو نو نعمتوں کو ایک جگہ ذکر فرما کر آیت کو ختم کیا تیسری پیدائش زمین کی چوتھے پیدائش آسمان کی پانچویں وہ چیز جو دونو سے حاصل ہوئی کہ آسمان سے پانی کو نازل کرایا اور زمین سے بسبب اوس پانی کے میووں کو اگایا اور اون کو رزق مخلوقات کا ٹھہرایا اور یہ تینوں نعمتیں دوسری آیت میں ایک جگہ لائے وجہ اس تفریق

اسواسطے کہ جماعتوں کی بھی کثرت ہے ۱۲

حاشیہ: سوا اسکے نہیں کہا گیا ثمرات اوپر وزن جمع قلت کے اور اگرچہ ثمر کہ نکلتے ہیں ساتھ پانی آسمان کے بہت سارے ہیں سوا اسکے کہ قصد کیا گیا ساتھ ثمرات کے جماعت ثمرہ کی کہ بیچ قول اون کے ادرکت ثمرة بستانہ ارادہ رکھتے ہیں ثمار اوسکی جیسا کہ قول اون کا القصیدة کلمة ۱۲

اور ترتیب کی کیا ہے وجہ اسکی یہہ ہے کہ پہلی دو نو نعمتیں اقسام روحانی سے
ہیں اور تینوں نعمتیں اخیر کی عالم اجسام سے ہیں پہلی دونو نعمتوں کو مقدم اور ایک
جگہہ اس واسطے ذکر کیا کہ انسان کو بہ نسبت تمام چیزوں کے نفس اپنے سے زیادہ
قریب ہوتا ہے بعد اوس کے اپنے اصول کے ساتھ یعنی باپ دادا وغیرہ اور اخیر
نعمتوں میں بھی ترتیب رعایت کی اسواسطے کہ زمین مکان اور جائے قرار بنی آدم کی
ہے بیٹھنا اور اوٹھنا اور جاگنا اور سونا اونکا اسی پر ہے اور کسی وقت میں اوس سے
غافل نہیں ہوتے ہیں پھر جب نظر اوٹھاتے ہیں تو آسمان کو دیکھتے ہیں کہ مثال ایک
قبہ کے اون کے سروں پر سایہ ڈالی ہوئی ہے اور انوار اور شعاعیں طرح طرح کی
اوس سے چمک رہی ہیں پھر اوس چیز کو کہ مجموع ان دونو صحن اور چھت سے پیدا
ہوتی ہے بیان فرمایا اسواسطے کہ مرتبہ مرکب کا بعد مرتبہ بسائط کے ہے آور بھی جاننا چاہئے کہ
بعضی کوتہ اندیشوں نے لفظ فراشا کے سے دلیل اسبات کی اوپر پکڑی ہے کہ زمین اوپر
شکل کرہ کے نہیں اسواسطے کہ کرہ کو فرش نہیں کہہ سکتے اور یہہ استدلال نہایت بیہودہ ہے
بسبب اسکے کہ زمین کا فرش ہونا اس قسم کا نہیں کہ اوسکو بمنزلہ توشک اور بندی اور
قالین اور شطرنجی کے ٹھہرایا جاوے اور ایسا قیاس کرنا کمال غفلت ہے فرش کیواسطے
لازم نہیں کہ سطح ہموار ہی ہو زمین باوجود کرویت اور مدور ہونے کے بسبب اسکے کہ حجم
اسکا بڑا ہے اور طرفین اوسکی آپس میں نہایت دور دور ہیں اور بلندی اور پستی اوسکی
نظر میں نہیں آتی ہے بیشبہ قابلیت فرش ہونے کی رکھتی ہے اور باوجود اسکے دلائل
قوی اور قطعی اوپر کرویت اوسکی کے قایم ہیں آور جو کہ سب دلیلوں عقلیہ اس مدعا کی سے
زیادہ دلیل ظاہر ہے یہہ ہے کہ طلوع اور غروب ستاروں کا اہل مشرق پر مقدم اور پر
طلوع اور غروب اہل مغرب کے ہوتا ہے اور دریا میں شمالی اور جنوبا کے قطب ظاہر
کا زیادہ ارتفاع ...... اور قطب خفی کا زیادہ انحطاط ہوتا ہے جس صورت میں کہ
نہایت شمال کیطرف ہولیں او سکمال درجہ کو پہونچیں اور جانب جنوب میں بالعکس ہوتا ہے یہہ دلیل صریح
اوپر کرویت زمین کے ہے اسواسطے کہ اگر زمین مسطح ہوتی تو تقدم اور تاخر طلوع

اور غروب کا اور ارتفاع اور انحطاط دونو قطبونکا کیون ہوتا اور اسی واسطے محققین فقہا نے فتاوون مین لکھا ہے کہ اگر دو بھائی طلوع آفتاب کے وقت مرین ایک چین مین اور دوسرا اندلس مین بلکہ سمرقند مین تو دوسرا وارث پہلے کا ہوتا ہے اور پہلا وارث دوسرے کا ہوگا اسواسطے کہ چین مین آفتاب پہلے نکلتا ہے اور سمرقند مین پیچھے پس موت برادر چینی کی مقدم برادر سمرقندی کی موت سے ہے اور دلائل شرعیہ سے بہت سے کہ اس مطلب پر ہین اون مین سے ظاہر دلیل یہہ ہے کہ اوقات نماز کے اوپر اوضاع آفتاب کے مقرر کیے ہین اس وجہ پر کہ تمام مکلفین کو کہ اطراف زمین مین ولایتون مختلفہ مین پھیلے ہوے ہین شامل ہوا اور یہہ صورت بغیر کرویت زمین کے درست نہین ہوتی اور بھی جاننا چاہیے کہ اس آیت سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ رزق خاص ساتھ غذا بنی آدم کے نہین بلکہ جس چیز کے ساتھ نفع اوٹھاوین رزق ہے اسواسطے کہ یہہ مقام بیان کرنے عموم نعمتون کے کفایت اوپر اون میوون کے کہ فقط غذا آدمیون کی ہو ہرگز مناسب نہین اور بھی جاننا چاہیے کہ مفسرین سلف سے ایسا منقول ہے کہ پانی مینھ کا آسمان سے آتا ہے نہ ابر سے اور بادل صرف ایک واسطہ ہے مانند غربال کے جیسا کہ ابو الشیخ نے کتاب العظمت مین حضرت حسن بصریؒ سے روایت کی ہے کہ اون سے پوچھا پانی مینھ کا آسمان سے آتا ہے یا ابر سے فرمایا آسمان سے ابر فقط علامت ہے اس سے زیادہ نہین اور پانی آسمان سے ہے اور کعب احبار سے روایت کی ہے کہ السحاب غربال المطر اگر ابر نہوتا پانی آسمان کا وقت برسنے کے اسقدر شدت کرتا کہ زمین پھٹ جاتی اور ایسی ہی خالد بن معدان سے روایت کی ہے کہ مینھ عرش کے نیچے سے آتا ہے اور ساتون آسمانون سے گذرتا ہے یہانتک کہ نیچے کے آسمان مین جمع ہوتا ہے اور اوس جگہ سے ابر اوسکو جذب کرکے اپنی طرف کھینچتا ہے اور عکرمہ سے ایسی نقل کی ہے کہ مینھ کا پانی ساتوین آسمان سے ہے۔ اور خالد بن یزید سے روایت کی ہے کہ مینھ دو قسم ہے ایک قسم اس سے آسمان سے آتا ہے اور ایک قسم اوس سے یہہ ہے کہ ابر پانی کو سمندر سے پی لیتا ہے اور بسبب رعد اور بجلی کے اوسکو زمین پر ڈالتا ہے پس جو قسم مینھ کی کہ دریا مین سے ہے اوسمین قوت روئیدگی کی نہین

الله کی رحمت اور برکت ہم پر اور اس کے بلکہ ہم پر اسلام مین اس بات کی گواہی دیتے ہون کہ اللہ کے سوا کوئی پوجنے کے لائق نہین

کوئی شے اوس سے زمین میں سے نہیں اوگتی اور جو قسم کہ آسمان سے ہے اوسمیں قوت
اوگانے اور پیدا کرنے کی ہے اور حقیقت ان قولوں کی یہ ہے کہ پیدائش بادل
کی بلاشبہ درمیان آسمان اور زمین کے ہے اور استحالہ غبارات اور بخارات
کا بھی اوسی جگہ ہوتا ہے لیکن ہرگاہ کہ اکثر چڑھنا بخارات کا دریا رشور سے ہوتا
ہے اور رعد اور برق سبب پھیل جانے اور رقیق ہونے غبارات کے ہوتے ہیں
کہہ سکتے ہیں کہ ابر نے دریا سے پانی پیا اور بسبب رعد اور برق کے زمین پر برسا
اور فعل اس کارخانہ کی اوضاع آسمانی سے اور افعال فرشتوں ساتوں آسمانوں
کے سے ماخوذ ہے کہ ساتھ حکم قضائے عرشی کے تدبیر اس کام کی کرتے ہیں پس تمام
عبارتیں منطبق ہوئیں اور حقیقت میں تمام کارخانے عالم کے اگرچہ ظاہر میں ساتھ
اسباب ارضیہ سافلہ کے متعلق دیکھلائی دیتے ہیں لیکن تاثیر قضاء عرش کی ہے
کہ اون اسباب کو جمع کرکے ان کارخانوں کیطرف مصروف کرتی ہے خصوصاً پیدائش
زمین اور آسمان کی اور جو کچھ کہ ترکیب قوتوں فاعلہ اور قابلہ ان دونوں کی سے نمودار
ہوتا ہے بلاشبہ تاثیر پاک الہی کی سے ہے اور اللہ تعالی اس امر میں یگانہ ہے اور جیسا
کہ اللہ تعالی ساتھ ان انعامات کے منفرد ہے کہ کوئی اس انتظام میں شریک اوسکا
نہیں پس بندوں کو چاہیئے کہ ان انعامات کے شکر میں عبادت بھی خاص اوسکے
واسطے کریں اور دوسرے کو شریک نکریں فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا یعنی نہ ٹھیراؤ واسطے
خدا کے ہمسر کہ اونکو مستحق عبادت میں اوسکے ساتھ شریک مقرر کرو چہ جای اسکے
کہ الہیت میں یا کسی صفات کمال میں برابر اوسکے اعتقاد کرو وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یعنی حال یہ
ہے کہ تم جانتے ہو کہ تم کو اور باپ دادوں تمہارے کو اور آسمان اور زمین کو سوا اوسکے
دوسرے نے پیدا نہیں کیا ہے اور مینہ کو سوا اوسکے دوسرے نے نہیں اوتارا
اور میووں کو سوا اوسکے دوسرے نے زمین سے نہیں نکالا اور یہ بات ظاہر ہے
کہ تفرد انعام میں موجب تفرد کا شکر میں ہے پس اختیار کرنا دین اسلام کا مقتضا شکر
باران وغیرہ کا ہے اس واسطے کہ خود مینہ اور مبدا اوس کا کہ آسمان ہے

اور منتہا اوسکا کہ زمین ہے اور ثمرہ اوسکا کہ حصول رزق ہے اوسی کے قبضہ
قدرت میں ہے اور تم کو مینے سے چارہ نہیں پس جو تمثیل کہ تمنے واسطے بھاگنے اپنے
کے دین اسلام سے بنائی تھی اولٹی تمہارے واسطے مفر ہوئی اور مقتضی واسطے فرماں
برداری دین اسلام کے ہوئی اس جگہ جاننا چاہیئے کہ کوئی شخص جہان میں ایسا نہیں
کہ شریک خداکا وجوب الوجود اور علم اور قدرت اور حکمت میں اعتقاد کرے لیکن بہت
فرقوں نے اور چیزوں میں غفلت کی راہ سے اللہ تعالی کے واسطے شریک مقرر کیئے
ہیں اور جسوقت اچھی طرح غور کریں تو ان چیزوں کی شرکت بھی انھیں اون چار صفتوں میں
اعتقاد شرکت کا آجاتا ہے پس حقیقت میں اعتقاد شرک کا مناقض اور منافی اعتقاد
وحدانیت ان چار صفتوں کے ہے کہ اس امر کو بعد تحقیق اور تفتیش کے ہر شخص مسلم رکھتا ہے
پس مشرکین اپنی زبان سے آپ ملزم ہوتے ہیں تفصیل شرک کی کہ جہان میں موجود ہے یہ ہے
کہ ایک گروہ جہان کے واسطے دو خالق قرار دیتے ہیں ایک حکیم ہے کہ پیدا کرنیوالا نیکیوں کا ہے
اور ایک سفیہ کہ پیدا کرنیوالا بدیوں کا ہے اور اس گروہ کو ثنویہ کہتے ہیں اور بطلان اس مذہب کا
اونہیں کی زبان سے معلوم ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ سفیہ پیدا کیا ہوا کسکا ہے اگر پیدا
کیا ہوا صانع حکیم کا ہے پس صادر ہونا شر کا حکیم سے لازم آیا اور اگر خود بخود پیدا ہوا ہے
پس واجب الوجود ہوا اور واجب الوجود کو کمال علم اور کمال قدرت اور کمال حکمت
لازم ہے یہ کیونکر ہو کہ واجب الوجود جاہل اور بے وقوف ہو اور فرقہ دوسرا کہ اپنے
تئیں صابئین کہتے ہیں اونکا اعتقاد یہ ہے کہ ہر چند وجوب وجود اور علم اور قدرت اور
حکمت خاص خداکے واسطے ہے لیکن اوس نے جہان کے کارخانے آسمان کے ستاروں کو
دے رکھے ہیں اور تدبیر خیر و شر کی اونہیں کے حوالہ کی ہے پس ہم کو چاہیئے کہ ارواح
ان ستاروں کے واسطے نہایت تعظیم بجالاویں اور کمال تعظیم عبادت ہے تاکہ کارروائی
ہماری کریں اور انکا مذہب بھی ان کی زبان سے باطل ہوتا ہے اسواسطے کہ اگر خداے تعالی
عبادت ہماری جانتا ہے پس یہ عبادت کواکب کی لغو اور بے حاصل ہوئی اسواسطے
کہ تقرب ہمکو بسبب عبادت کے اللہ تعالی کیجناب میں حاصل ہوا پس ہم کو ساتھ توسل ارواح

ان کواکب کی کیا حاجت ہے اور اگر اللہ تعالی ہماری عبادت کو نہیں جانتا ہے
پس اوسکے علم میں قصور پڑا اور اوسکا علم کامل نہوا اور بھی ستارے اگر خود بخود
کارروائی ہماری کرتے ہیں پس قدرت میں خدا کے ساتھ برابر ہو گئے اور شرک
قدرت میں لازم آیا اور اگر بسبب قدرت دینے خدا کے کارروائی کرتے ہیں پس
ہم کو کیا ضرور ہے کہ ان واسطوں کی طرف رجوع کریں اسواسطے کہ قدرت اللہ تعالی
کی نے جیسا کہ اونکو واسطے اور وسیلے کارروائی ہماری کے مقرر کئے ہیں ایسا ہی خواہش
فیضرسانی ہماری کی بھی اون کے دلوں میں ڈالنا اوسکا کام ہے فرقہ تیسرا ہنود کا جو کہتے ہیں
کہ روحانیات غیبیہ کہ مدبر جہان کے کاموں کی ہیں رنگ برنگ کی صورتیں رکھتی
ہیں ہم سے درپردہ ہیں اور مخفی رہتی ہیں پس ہم کو چاہئے کہ صورتیں اون روحانیات
کی سونے اور چاندی سے بناکر تعظیم کے ساتھ پیش آویں تاکہ یہ روحانیات ہم سے
راضی ہوویں چوتھا فرقہ پیر پرستوں کا ہے کہتے ہیں کہ جب کوئی بزرگ شخص کہ بسبب کمال
ریاضت اور مجاہدہ کے مستجاب الدعوات اور مقبول الشفاعۃ عند اللہ ہوا تھا اس
جہان سے گذرتا ہے تو اوسکی روح کو قوت بڑی اور وسعت نہایت بہم پہنچتی ہے
جو کوئی صورت اوسکی کو برزخ کرے یا اوسکی نشست برخاست کی جگہ یا اوسکی
گور پر سجدہ اور تذلل کرے تو روح اوسکی بسبب وسعت اور اطلاق کے اوسکے
اوپر مطلع ہوتی ہے دنیا اور آخرت میں اوسکے حق میں شفاعت کرتی ہے پانچواں گروہ
جاہلوں میں سے وہ کہتے ہیں کہ حق تعالی اپنی ذات میں پاک ہے اسبات سے کہ
کوئی اوسکی عبادت کرے پس طریق عبادت اوسکی کا یہ ہے کہ کسی کو مخلوقات
اوسکی سے قبلہ توجہ اپنی کا کیا جاوے تاکہ توجہ ہماری طرف اوس قبلہ کے بعینہ
توجہ طرف خدا کے ہووے اور وہ مخلوق کہ صلاحیت قبلہ ہونے کی رکھے
ساتھ ایک جنس کے خاص نہیں بلکہ جو چیز کہ خواص عجیبہ اور غریبہ اوس میں
موجود ہوں قبلہ ہو سکتا ہے جیسا کہ پانی گنگا کا دریاؤں میں اور درخت تلسی کا
درختوں میں سے اور اوپر اسی قیاس کے حیوانات اور نباتات اور معادن اور

پہاڑوں اور پریوں سے قبیلے اپنے ٹہرا لئے ہیں اور یہی ہے مذہب عوام ہنود کا
یہہ تفصیل اون آدمیوں کی ہے کہ عبادتیں دوسروں کو خدا کے ساتھ شریک کرتے ہیں
اور شریک کرنیوالے سواے عبادت کے اور چیزوں میں پس وہ لوگ بہت ہیں بعضے
اون سے وہ ہیں کہ ذکر کرنے میں اوروں کو خدا کے ساتھ برابر کرتے ہیں اور نام دوسروں کا
مانند نام خدا کے تقرب کی راہ سے ذکر کرتے ہیں اور بعضے اون سے وہ لوگ ہیں کہ
ذبح اور نذر اور قربانیوں میں خدا کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہیں اور بعضے
اون سے وہ آدمی ہیں کہ نام رکھنے میں بندہ فلاں اور عبد فلاں کہتے ہیں اور یہہ شریک
فی التسمیہ ہے اور بعضے اون سے وہ لوگ ہیں کہ واسطے دفع بلاؤں کے دوسروں کو بلاتے
ہیں ایسے ہی واسطے حاصل کرنے منافع کے دوسروں کیطرف رجوع کرتے ہیں مستقل سمجھکر
نہ اس طرح سے کہ توسل اون دوسروں سے کریں کہ یہہ شرک نہیں اور بعضے اون سے وہ
آدمی ہیں کہ نام دوسرے کو خدا کے نام کے ساتھ بیچ مقام عموم علم اور قدرت کے برابر
کرتے ہیں چنانچہ نسائی اور ابن ماجہ نے ابن عباس رض سے روایت کی ہے کہ ایک دن ایک
شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ ما شاء اللہ و شئت یعنے جو چیز کہ خدا نے
چاہی اور تم چاہو ہو جاوے گی آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا جعلتنی للہ ندا بل ما شاء اللہ
وحدہ یعنے مقرر کیا تو نے مجکو اللہ کا شریک بلکہ خدا کی ہی مشیت سے ہر چیز ہوتی ہے
اور امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے حذیفہ بن الیمان سے روایت کی
ہے کہ آں حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے لا تقولوا ما شاء اللہ و شاء فلان قولوا
ما شاء اللہ ثم شاء فلان یعنے نہ کہو تم وہ چیز کہ چاہی اللہ نے اور چاہی فلانے نے کہو تم
کہ جو چیز چاہی اللہ نے پھر چاہی فلانی نے اسجگہ جاننا چاہیے کہ جیسا کہ عبادت غیر خدا
کی مطلقا شرک اور کفر ہے تابعداری غیر اللہ کی بھی بالاستقلال کفر ہے اور معنی اطاعت
غیر کی کہ بالاستقلال ہو یہہ ہیں کہ اوسکو یہہ نہ سمجھے کہ یہہ شخص پہنچانی والا احکام الہی کا
ہے بلکہ حاکم خود بخود سمجھکر بیٹہ اطاعت اوسکی کا گردن میں ڈالے اور تقلید
اوسکی لازم جانے اور باوجود ظاہر ہونے مخالفت حکم اوسکے کے ساتھ

حکم خدا کے اوس کے اتباع سے باز نرہے اور یہ بھی ایک قسم شریک ٹھہرانا ہے
کہ بیچ آیت اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله والمسیح ابن مریم کے یعنے
مقرر کیا عالموں اور راہبوں اپنے کو پرورش کرنے والے سوا اللہ کے اور مسیح بیٹے
مریم کو برائی اوسکی بیان فرمائی ہے پس وہ لوگ کہ اطاعت اونکی ساتھ حکم
خدا کے فرض ہے چھ گروہ ہیں بعضے اون میں سے پیغمبر ہیں کہ اطاعت اونکی حقیقت
میں اطاعت خدا کی ہے اسواسطے کہ اطلاع اوپر اوامر اور نواہی اللہ تعالی کے بغیر
وسیلہ اون کے کے نہیں ہوسکتی اسواسطے کہ خلق کو بسبب دوری اور احتجاب کے
ممکن نہیں کہ علوم سچے اپنے پروردگار سے بلا واسطہ سمجھیں اور روح پیغمبر کی نے
بسبب مشاہدہ حق کے نہایت مناسبت جناب الہی سے حاصل کری اور نفس اوسکی
نے بسبب مخالطت خلق کے رتبہ بشریت کا رکھا تا قلب اوسکا روح اوسکی سے کلمات
ربانیہ کو اخذ کرے قوائے نفسانی میں القا اون کلمات کو کرے اور خلق اوسکو واسطے
سے بسبب ربط جنسیت کے قبول اون کلمات کو کرے اور اسیواسطے اطاعت اون کی
مقید ساتھ اسکے ہے کہ اوامر اور نواہی اونکی رسالت کی جہت سے القا کیئے گئے ہوں نہ
مطلق اور اسی واسطے بیچ قبول کرنے مشورہ اور اور احکام اجتہادیہ پیغمبر علیہ السلام کی
بھی زیادہ گنجایش کی گئی ہے بریرہ رضی اللہ عنہا کو پہلے فرمایا کہ زوج اپنی کو اختیار
کرے اور جب اوسنے پوچھا کہ یہ حکم رسالت کا ہے یا سفارش کا او صلاح ناموافقت
کی فرمایا حکم رسالت کا نہیں بلکہ بطریق سفارش اور مشورہ کے کہتا ہوں میں خواہ تو
قبول کر خواہ نہ کر اور کبھی فرمایا ہے انتم اعلم بامور دنیاکم اذا امرتکم بامر من امور دینکم
فخذوا به یعنے تم خوب جاننے والے ہو امور دنیاوی کو جسوقت حکم کروں میں تم کو ساتھ
کسی چیز کے دین کی چیزوں میں سے پس پکڑلو اوسکو اور بعضے اونمیں سے مجتہدین شریعت
اور شیوخ طریقت کے ہیں کہ حکم اونکا اوپر طریق واجب مخیر کے لازم الاتباع
عوام کے اوپر ہے اسواسطے کہ سمجھنا اسرار شریعت اور دقایق طریقت کا
اونکو میسر ہے فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنے پس پوچھ لو اہل ذکر سے اگر ہو

بیان اون شخصوں کا کہ اطاعت جنکی ساتھ حکم خدا کے فرض ہے اور وہ چھ گروہ ہیں ۱۲

تم نہیں جانتے اور بعضے اونمیں سلاطین اور امرا اور اہل خدمت ہیں جیسا کہ قاضی اور
محتسب اور حکام کہ اوامر اور نواہی اون کے بھی معاملات روزمرہ میں واجب الاتباع
ہیں رعایا کے حق میں اور بعضے اون میں سے شوہر ہے بی بی کے حق میں اور اونہیں
سے والدین ہیں بیچ حق اولاد کے اور اونہیں میں سے مالک ہے بیچ حق مملوک کے لیکن
اطاعت ان پانچ فرقوں کی مشروط اور مقید ہے بشرط اسکے کہ اوامر و نواہی انکی
مخالف شرع کے نہوں اسی واسطے فرمایا ہے لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق یعنی نہیں
فرمانبرداری لائق ہے کسی مخلوق کو بیچ گناہ خالق کے اور بھی فرمایا ہے اطیعوا اللہ و
اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول یعنی مانو حکم اللہ
کا اور حکم مانو رسول کا اور حکم مانو اونکا جو اختیار والے ہیں تم میں پھر اگر جھگڑ پڑو
کسی چیز میں تو اوسکو رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول کے اور وجہ فرق کی
اطاعت اور عبادت میں کہ اطاعت غیر کی ساتھ شرطوں اوسکی کے احکام
شرعیہ میں جائز بلکہ واجب ہے اور عبادت غیر اللہ تعالی کی کسی حال میں روا
نہیں رکھی یہہ ہے کہ اطاعت . . . بجا لانا حکم اوس شخص کا ہے کہ وہ لائق حکم چلانے
کے ہے اور لیاقت حکمرانی کے سوا اللہ کی نیابۃً اوروں میں بھی ہے مثل رسول
اور حاکم کی بخلاف عبادت کے کہ حقیقت اوسکی نہایت ذلیل ہونا ہے اور یہہ اوسکے
واسطے شایاں ہے کہ کمال درجہ کی عظمت رکھتا ہوں اور یہہ منحصر اللہ تعالی کی
ذات میں ہے اور بس اور جو جاہل کہ اطاعت اور عبادت کے معنوں میں
فرق نہیں کرتے ہیں بسبب اسکے شبہ اور حیرانی میں پڑتے ہیں اور مشرکین ہر
فرقہ کے اون کو الزام دیتے ہیں کہ شرک ہر مذہب اور ہر دین میں ہے اسواسطے کہ اطاعت
غیر اللہ کی تمام دینوں میں جائز ہے مثل اطاعت پیغمبر اور مرشد اور مجتہد اور حاکم کے
اور مطاع ہونا سوا عظمت اور مرتبہ کے متصور نہیں پس اعتقاد مشارکت کا
عظمت میں لازم آتا ہے اور یہہ نہیں سمجھتے کہ مطاع ہونے کو عظمت ذاتی لازم نہیں اور
معبود ہونے کو عظمت ذاتی کہ نہایت درجہ کو پہنچی ہو لازم ہے پس قیاس

(ترجمہ) اور فرمایا جب تم لوگ نماز کو کھڑے ہو تو صفوں کو خوب برابر کرلو پھر ایک آدمی امامت کرے پھر جب امام

فرق درمیان اطاعت اور عبادت کے

عبادت کا اطاعت کے اوپر قیاس مع الفارق ہے حاصل کلام کا یہہ ہے جبکہ عبادت تقاضا
ذات حضرت خالق کا ہے اور بندہ کی ذات بھی عبادت کرنیکو مقتضی ہے اور انعام اور احسان
اللہ تعالیٰ کا بندوں کے اوپر ہے یہہ بھی تقاضا عبادت کو کرتا ہے پس حکمت الٰہی میں
عبادت سے چارہ نہیں اور ہرگاہ کہ عبادت موقوف اوپر فرماں برداری اوامر کے ہے
اور اوامر الٰہیہ چار طریق سے معلوم ہوتے ہیں کتاب اللہ یا سنت پیغمبروں کی یا اجماع
مجتہدین کا یا قیاس جلی اور اصل ان سب میں کتاب اللہ ہے پس کتاب کا نازل
کرنا ضرور ہوا اور ہرگاہ کہ شان کتاب کی سوائے دور کرنے شک اور شبہ کے اوس کے
تمام نہیں ہوتی ہی طریق اوس ازالہ کا ارشاد فرماتے ہیں وَاِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا
عَلٰى عَبْدِنَا یعنی اگر ہو تم شک اور شبہ میں اوس چیز سے کہ اوتاری ہمنے اوپر بندہ اپنے
کے اور اسجگہ لفظ نزلنا کا فرمایا اور انزلنا ذکر نکیا اسواسطے کہ منشا شک اور شبہ کا فرونکا
حقیقت قرآن میں تنزیل تھا اور وجہ اسکی یہہ ہے کہ تنزیل لغت عرب میں دلالت
اوپر تدریج کے کرتی ہے اور کافر جب دیکھتے کہ آنحضرت علیہ السلام بیچ جواب
ہر سوال کے اور موافق ہر واقعہ کے . آیت قرآن کی لاتے ہیں اسبات
سے اون کو شبہ پیدا ہوتا تھا کہ مبادا امانند دوسرے شاعروں کے کہ بہ
مقتضائے ہر وقت کے تالیف کرتے ہیں یہہ کلام بھی کلام آنحضرت کی ہو کہ
اپنی طرف سے بنالی ہو نہ کلام الٰہی اسواسطے کہ کلام الٰہی اگر ہوتی تو تمام ایکدفعہ
خدا کی طرف سے انکے اوپر نازل ہوتی پس گویا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم کو
بسبب اس طرح اوترنے قرآن کے کلام الٰہی ہونے میں شبہ ہو پس علاج اسکا
یہہ ہے کہ تم بھی قوتون فکریہ اپنی کو جمع کرو اور الفاظ کی ترکیب اور نظم معانی میں کوشش
بہت کرکے تتبع اس کلام کا کرو اسواسطے کہ اس شخص کو تم خوب جانتے ہو کہ چالیس برس
تک محض امی تھا اور عمر بھر اپنی کبھی ایک بیت بھی موزوں نہیں کی اور ایک فقرہ نثر کا
نہیں لکھا اور تم سب مشاق اس کام کے اور اوستاد نادر زمانہ کے ہو اور سلیقہ
تالیف کرنے خطبوں بڑے بڑے کا اور قصیدوں دلکش کا رکھتے ہو اور اگر تم سے

تتبع اُس کلام کا ہو سکے فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ پس لاؤ تم ایک سورۃ ایسی کلام سے کہ ادنیٰ درجہ اوسکا تین آیت ہو اور مانند اس کلام کے نہایت فصاحت اور بلاغت میں ہو اور ہر ترکیب اوسکی ترکیبوں میں سے اوپر موقع اپنے کے واقع ہوئی ہو اور ہر تشبیہ اور ہر مجاز اور ہر کنایہ کو اوپر حسن اور لطافت اوسکی کے لایا گیا ہو اور باوجود ان سب امور کے تنافر اور وحشت کلموں اور انغلاق ترکیبوں سے سلامت اور پاک ہو تاکہ معلوم ہووے کہ یہ کلام بھی تالیف بشری سے ہے اور سلیقہ شعری سے صادر ہوئی اور یہ بات بھی تمہاری سہولیت کے واسطے کہی گئی والا اس کلام میں سوائے فصاحت اور بلاغت کے اور چیزیں بھی ہیں کہ اگر تتبع اونکا تم سے طلب کیا جاوے بہت مشکل تمہارے اوپر پڑ جاوے اول یہ کہ طریقہ اس کلام کا مخالف کلام بشر کے طریقوں سے ہے خصوصا مطلع اور مقطع سورتوں کے دوسرے یہ کہ تناقض اور اختلاف سے میرا اور پاک ہے تیسرے یہ کہ شامل ہے غیب کی خبروں پر کہ قصے گذرے ہوئے پہلے قرنوں کے بے مطالعہ کتاب اور رجوع کرنے تواریخ کے اوسمیں بالتفصیل مذکور ہیں اور آیندہ کی خبریں بھی صراحۃً اور کہیں اشارۃً اوس سے معلوم ہوتی ہیں اور وہ خبریں جیسا کہ اسمیں مذکور ہیں واقع ہوتی ہیں پھر جب اس کلام میں ہم تامل کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کلام اللہ کے ایسے مضامین ہیں کہ آدمی سے رعایت کمال فصاحت کی اوس میں نہیں ہو سکتی اور چند مواقع اوسکے واسطے اس امر سے موجود ہیں اور باوجود اسکے فصاحت اوسکی نہایت کے درجہ کو پہنچی اس جگہ سے ظاہر ہوا کہ سوائے قادر مطلق کے کسیکا کام نہیں کہ باوجود موانع کے ایسی کلام کہ کمال درجہ فصاحت اور بلاغت کا اوس میں پایا جاوے تالیف کی ہو اور بعضے اون موانع میں سے یہ ہے کہ فصاحت عرب کی اور اور لوگوں کی اکثر اون چیزوں کے وصف میں ہوتی ہے کہ دیکھی اور سنی ہوں مثل شتر اور گھوڑوں اور غلام اور لونڈی اور زن و فرزند اور بادشاہت اور جنگ اور لوٹ اور مانند اسکے اور اس کلام میں ان چیزوں کا ذکر قدر قلیل ہے بیشتر اس کلام میں ذکر اون

نفس مجلس ... کہ کسی کو ... ہر رکعت ... کیونکہ امام ... رکوع کرنا ... اور تم ... سر اوٹھانا ... تو امام ... کا رکوع ... جمعفر

چیزوں کا ہے کہ کسی نے اون کو نہ دیکھا ہے اور نہ سنا ہے اور ایسی چیزوں کے بیان میں رعایت تشبیہات دقیقہ اور استعارات بلیغہ کی مقدور کسی فرقہ کا نہیں اور بعض اون مواقع میں سے یہ ہے کہ اس کلام میں رعایت طریق صدق کی اور پرہیز کرنا کذب سے کمال درجہ کا موجود ہے اور باوجود اسکے فصاحت کاملہ اسمیں پائی جاتی ہے اور اور نظم اور نثر اگر اوس میں رعایت صدق کی اور احتراز کذب اور مبالغہ سے کیا جائے رکاکت اور خساست پیدا کرتی ہے اور اسیواسطے کہا ہے اَحْسَنُ الشِّعرِ اَکذَبُہ یعنی جس قدر شعر میں مبالغہ بہت اوسی قدر لطف پیدا کرتا ہے اور بعض اون مواقع میں سے یہ ہے کہ کوئی شخص خواہ شعر کی تالیف کرے خواہ نثر کو لکھے جسوقت کلام اپنے میں بیان قصہ کا یا بالفرض مضمون مکرر کا کرے کلام اوسکے بیچ دوسری بار میں بہ نسبت پہلے مرتبہ کے حسن کم ہو جاتا ہے اور نقصان قبول کرتا ہے اور اس کلام میں جسجگہ تکرار فرمایا ہے زیادہ لطف پایا جاتا ہے اور بعض اون مواقع میں سے یہ ہے کہ کلام جسوقت طویل ہوتی ہے رعایت فصاحت اور بلاغت کی اوس میں دشوار پڑتی ہے اور ضرور بالضرور بعضی جگہوں میں اعلیٰ رتبہ سے گر جاتی ہے اور یہ کلام باوجود اس طول کے کسی جگہہ درجہ اعلیٰ سے نہیں گری اور بعض اون مواقع میں سے یہ ہے کہ مضامین اس کلام کے واجب کرنا عبادتوں شاقہ کا ہے اور حرام کرنا لذتوں اور خواہشوں نفسانی کا اور برانگیختہ کرنا آدمیوں کا اوپر بے رغبتی دنیا کے اور خرچ کرنا مال کا اور صبر کرنا مصیبتوں پر اور یاد کرنا موت کا اور توجہ کرنی طرف آخرت کے اور ظاہر ہے کہ ان امور کے بیان کرنے میں دائرہ بلاغت کا بہت تنگ ہوتا ہے اور بعض ان مواقع میں سے یہ ہے کہ جو نظم یا نثر بنانے والا ہے بعضے مضمون میں دخل زیادہ رکھتا ہے بعضے بیچ بیان کرنے حسن معشوق کے قدرت تمام رکھتے ہیں اور بعضے مجلس طرب وغیرہ کے بیان میں اور بعضے بیچ بیان لڑائی کے اور بعضے بیچ ہجو کے اور اسیواسطے عرب کے استادوں نے کہا ہے کہ امرء القیس بیچ بیان حسن عورتوں کے اور گھوڑوں کی صفت میں بے نظیر ہے

اور نابغہ لڑائی کا مضمون خوب باندھتا ہے اور اعشی مجلس شراب اور طرب اور رقص
اور تماشا کی خوب بیان کرتا ہے اور زہیر عرض مطلب اور اظہار طمع میں قدرت
خوب رکھتا ہے اور اس کلام کو جب ہم اچھی طرح دیکھتے ہیں تو ہر فن میں بے نظیر ہے ترغیب
کے اندر اوسکی ایک آیت کافی ہے کہ فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعين یعنی پس نہیں جانتا ہے
کوئی نفس اوس چیز کو کہ چھپا رکھی ہے واسطے اون کے جو ٹھنڈک ہے آنکھوں کی اور
خوف دلانے میں یہ آیت کہ وخاب كل جبار عنيد من ورائه جهنم ويسقى من ماء
صديد يتجرعه ولا يكاد يسيغه ويأتيه الموت من كل مكان وما هو بميت یعنی نامراد ہوا
جو سرکش تھا ضد کرنیوالا پیچھے اوس کے دوزخ ہے اور پلاویں گے اوسکو پانی پیپ کا
گھونٹ گھونٹ لیتا ہے اوس کو اور گلے سے نہیں اوتار سکتا ہے اور چلی آتی ہے اوسپر
موت ہر جگہ سے اور وہ نہیں مرتا اور زجر اور توبیخ میں فكلا اخذنا بذنبه فمنهم من
ارسلنا عليه حاصبا ومنهم من اخذته الصيحة ومنهم من خسفنا به الارض ومنهم من
اغرقنا یعنی پس سبکو پکڑا ہم نے بسبب گناہ اون کے پس بعضوں کے اوپر بھیجے ہمنے پتھر اور بعضوں کو
اون میں سے پکڑا چنگھاڑنے اور بعضوں کو اون میں سے دھنسا یا ہم نے زمین میں اور بعضوں
کو ڈبو دیا اور وعظ اور عبرت میں یہ آیہ افرايت ان متعناهم سنين ثم جاءهم ما كانوا يوعدون
ما اغنى عنهم ما كانوا يمتعون یعنی بھلا دیکھ اگر نفع اوٹھانے دیا ہم نے اون کو کئی
برس پھر پہنچا اونپر جسکا اون سے وعدہ تھا کب کام آویگا اون کی وہ جو نفع اوٹھاتے
تھے اور الہیات میں یہ آیت الله يعلم ما تحمل كل انثى وما تغيض الارحام وما تزداد وكل
شيء عنده بمقدار عالم الغيب والشهادة الكبير المتعال یعنی اللہ جانتا ہے
جو پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ اور جو سکڑتے ہیں پیٹ اور جو بڑھتے ہیں) اور ہر چیز
کی ہے اوس کے پاس گنتی جاننے والا چھپے اور کھلے کا سب سے بڑا بلند اور بعض
اون موانع سے یہ ہے کہ یہ کلام اصل سب باریک علموں کی ہے مثل علم عقائد
اور علم مناظرہ کے کہ باطل دین والوں کے ساتھ ہو اور مثل علم اصول فقہ اور علم
فقہ اور علم احوال اور علم اخلاق کے اور علاوہ ان کے اور بھی دقیق علم ہیں اور اس قسم کو غوامض

تفسیر جلالی الذین [illegible] ربنا لك الحمد کہو تو خدا تمہاری سنتا ہے (۴) اور نماز کی اقامت میں یعنی نماز کو جھک کر [illegible] پڑھنے میں نمازی اس بات کا بھی اہتمام رکھتے ہیں جو بات اون کو [illegible]

بیان کرنے مین بلاغت اختیار کرنی مقدور بشر کا نہین اگر کسی نثر بنانے والے سے کہ بلیغ
ہو فرمایش کرین کہ ایک دو مسئلہ منطق کے عبارت رنگین مین لکھے یا ایک دو مسئلہ فرایض
کے ساتھ کلام بلیغ کے ادا کرے ہرگز اوس کو ممکن نہ ہوگا پس ایسی چیزون سے یقیناً دریافت
کرین گے کہ یہ کلام کلام بشر کا نہین کلام آلہی ہے اور اگر باوجود اس کے کہ تتبع اس کلام
کے سے عاجز آؤ اور شک اور شبہ تمہارا دور نہو اور کہو تم کہ شاید سواے ہمارے دوسرا
اوپر اوس کے قدرت رکھتا ہو گو ہم عاجز ہون پس علاج اوس کا بہی ہم کہتے
ہین اور وہ یہ ہے کہ جن مخلوقات کی قدرت کاملہ اور علم شامل اعتقاد کرتے ہو اُن کے
ساتھ استعانت ڈہونڈو وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنے تضرع اور زاری کے
ساتھ بلاؤ تم معبودون اپنے کو سواے خدا کے تاکہ اس کار مین مدد تمہاری کرین اور حل اس
مشکل کو کرین اور اون کے معبودون کو شہدا دو وجہ سے کہتے ہین اول یہ کہ شہدا
جمع شہید کی ہے اور شہید ماخوذ ہے شہود سے اور شہود کے معنے حضور کے ہین اور اون کو
اعتقاد ایسا تہا کہ ہمارے معبودون کو ایسا علم احاطہ کرنے والا ہے اور قدرت کاملہ حاصل ہے
کہ جو کوئی اون کو کسی وقت مین اوقات سے یا کسی مکان مین مکانون مین سے پکارے اور
فریاد کرے اور مدد ڈہونڈے فی الفور حاضر ہوتے ہین اور امداد اور اعانت کرتے ہین اور
وہ مشکل حل ہوتی ہے اور اس واسطے کہ یہ اعتقاد خاص اُن کے ساتھ تھا شہدا کی
اضافت ان کی طرف کی دوسرے یہ کہ شہید ماخوذ شہادت سے ہے اور مشرکین اپنے
معبودون کے حق مین کہتے تھے کہ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ط یعنی یہ گواہی دین گے ہمارے
واسطے اللہ کے پاس اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ یعنی اگر ہو تم سچے اس اعتقاد مین کہ معبودون ہمارے کو
منصب حضور اور مشکل کشائی کا یا منصب شفاعت اور شہادت کا عند اللہ حاصل ہے پس اگر
باوجود اس استعانت اور استمداد کے بھی مدعا تمہارا حاصل نہو پس جانو تم کہ مذہب تمہارا دو
طریق سے باطل ہوا ایک یہ کہ تم منکر اعجاز قرآن کے ہو اور اوس کو کلام بشری کہتے ہو
اب ثابت ہوا کہ یہ کلام معجز بشر کا نہین دوسرے یہ کہ معبودون اپنے کو حل کرنے والا
مشکل کا اور عقدہ کشاے جز اور کل کا تم جانتے ہو اور وہ سب جھوٹ نکلا اور بعضے مفسرین نے

شہدا کو بمعنی گواہون کے لیا ہے اور وجہ ربط اِس کلام کی پہلے کلام سے اِس طرح تقریر کی کہ اگر بقدر ایک سورت کے مانند اِس کلام کے تالیف کر کے مجمع عقلا اور مجلس مقابلہ اور معارضہ مین پڑہو تم اور یہ گمان تم کو ہو کہ مسلمان تعصب کی راہ سے مکابرہ کرین اور تمہارے کلام کو کہ حقیقت مین مانند اوس کلام کے ہے مثل نہ اعتقاد کرین اور کہین کہ یہ اُس کو نہین پہونچتی پس تدبیر دوسری کرو تم اور گواہ معتبر اپنے شاعرون اور نثر نویسون مین سے کہ تمہارے نزدیک گواہی اون کی معتبر ہو اوس مجلس مین حاضر کرو تا کہ گواہی دیوین کہ وہ کلام لایا ہوا تمہارا برابر اِس کلام کے ہے اور اِس صورت مین لفظ من دون اللہ کا اسواسطے زیادہ کیا ہے کہ خدا کو گواہ مقرر کرنا ہر شخص عاجز کی عادت ہے خواہ سچا ہو خواہ جھوٹا پس قطع نزاع کی نہو سکتی اسواسطے کہ اطلاع اوپر گواہی اس کی کے قطعا اور یقینا ممکن نہین مگر معجزہ سے یا وحی سے اور اوپر پہلی تقدیر کے لازم آتا ہی تسلسل اور اوپر تقدیر دوسری کے دور لازم آتا ہے باقی رہے اِس جگہہ کئی سوالات کہ ظاہر وارد ہوتے ہین اور دفع کرنا اون کا واجب ہے اول یہ کہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کلام مین ساتھ لفظ عبدنا کی کسواسطے ذکر فرمایا لفظ نبینا اور رسولنا کسواسطے ارشاد نکیا کہ مناسب مقام کے ہوتا اسواسطے کہ نزول کتاب کا نہین ہوتا ہے مگر اوپر رسول اور نبی کے جواب اسکا یہ ہے کہ منصب رسالت اور نبوت کا یہ سبب خلوص بندگی اور کمال عبودیت کی حاصل ہوتا ہے وذکر الاصل یغنی عن ذکر الفرع یعنی ذکر اصل کا بے پروا کرتا ہے ذکر فرع کے سے اور کیا اچھا شعر ہے کہ کہا گیا شعر دہد داغ غلامیت کردیا یہ خسرو بلند: پس مبر ولایت شود بندہ کہ سلطان خرید: پس واسطے ظاہر کرنے شرف عبودیت کے لفظ عبدنا کا مناسب زیادہ ہوا جیسا کہ بیچ انزل علی عبدہ الکتاب ونزل الفرقان علی عبدہ اور اور آیتون کے اسی امر کی رعایت کی گئی دوسرا یہ ہے کہ قرآن میں بعضی آیتین بطریق نقل کے کلام دوسرون کے سے لائے ہین پس اگر وہ آیتین انہین عبارتون کے ساتھہ بہین کہ اون سے صادر ہوئے تہین پس اعجاز قرآن کا ثابت نہوا اسواسطے کہ کلام بشر کا بہی ساتھہ اس حد بلاغت کے پہونچا اور اگر ان عبارتون کے ساتھہ اون سے صادر نہوئی تہین پس خبر مطابق واقع

ہوا اسطے کہ اس بحث مین کلام کی جاودانگی و عملی طور پر بچانے کی واسطے اور معجزہ بچانے حق ہونا کلام کی اور وحی سے ثابت کرنا بعینہ دعوی ہے دعوی کا ثابت کرنا

تتمہ بیان پانچوین رکوع مین آیات تحدی کے مسائل میں زیادہ تفصیل سے طریق الاعجاز فی ترجمۃ التعویض من اللغو مین دیکھنا چاہیے اور یہاں جواب دیا ہے
ہم نے اپنی تصنیف کے ضمن میں ... اور یہاں ... ساتھ اس سے برابر کرتے ہیں

نہوئی اور نہ مطابق ہونا خبر آلہی کا واقع کے ساتھ محال ہے جواب اس کا یہ ہے کہ حکایت
کلام دوسرون کی دو طریق سے ہے اول یہ کہ اوس کا کہا ہوا بعینہ لاوین اور کسی وجہ کا اس مین
تغیر اور تبدل نہو جیساکہ استفتا مین کہ احکام طلاق اور عتاق اور اقرار اور انکار اور یمین اور وصیت
کے ہون بعینہ عبارت قائل کی لاتے ہین یا کلام لڑکون کو انہین کے لغت کے ساتھ نقل کرتے
ہین دوسرا طریق یہ ہے کہ نقل بالمعنی کرین اور دوسرون کے مضمون کو عبارت مین ترتیب دیوین
جیساکہ منشی لوگ احکام بادشاہی لکھتے ہین اور قبالہ لکھنے والے اور خطوط لکھنے والے اور محضر
لکھنے والے یہی کام کرتے ہین پس حکایات اور قصص قرآنی بھی دوسری قسم مین داخل ہین
دوسرون کے کلام کو اپنی عبارت مین نقل فرمایا ہے اور ایسا ہی بعض جا بندون کی زبان پر اوپر
وجہ تعلیم اور تلقین کے ارشاد فرمایا ہے مثل ایاک نعبد و ایاک نستعین اور ایسی جگہہ صدق خبر مین
مطابقت معنی کی واقع کے ساتھ کافی ہے مطابقت الفاظ کی درکار نہین تیسرا یہ ہے کہ وقوع
شک اور شبہ کا کافرون کو قرآن کی حقیقت مین یقینی تھا امر یقینی کو ساتھ حرف شک کے کہ وہ
ان ہے کس نکتہ کی واسطے لاے جواب اس کا یہ ہے کہ واسطے ظاہر ہونے دلائل اعجاز قرآن
کے کہ شک اور شبہ کو جڑ سے اوکھیڑتے ہین اس امر یقینی کو مشکوک قرار دیا اور حرف
شک کا استعمال کیا چوتہا یہ ہے کہ صاحب شک کا مدعی نہین تاکہ اس سے حجت کی درخواست
کرین اسواسطے کہ حجت اوپر مدعی کے ہے نہ اوپر منکر کے اور منکر کے مقابلہ مین اپنی طرف
سے حجت لانی چاہیے پس طلب کرنا معارضہ قرآن کا منکرون سے کس وجہ سے کیا گیا
جواب اسکا یہ ہے کہ جو شخص اعجاز قرآن کا منکر ہوا گویا اوس نے دعوی کیا کہ تالیف مثل اس
کلام کے مقدور آدمی کا ہے اوپر اس دعوے ضمنی کے طلب کرنا حجت مدعی سے ضرور ہوا
جیساکہ کہا ہے **بیت** باچنین بیہودہ گوئی مے توان گفتن اگر ؛ قوتے داری بگو در
قدرتے داری بیار ؛ پانچوان یہ ہے کہ جو کوئی کہ کسی چیز مین شک کرتا ہے اوس کے
دل مین حکم نہین ہوتا ہے اور صدق اور کذب لواحق حکم کے سے ہے پس درمیان وان
کنتم فی ریب اور ان کنتم صادقین کے کس وجہ سے ربط ہے جواب اس کا یہ ہے کہ ان کنتم
صادقین مین دو احتمال ہین ایک یہ کہ ساتھ ان کنتم فی ریب کے مربوط ہو اوپر اس

تتمہ نکات سابق ف یعنے سنتی ہین بجیلک نہین ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان سے ساتھ وجب ہین بخیلی اور بدخلقی جمع نہین ہوسکتین اور دنیا اور ہمیشہ ... اور دوسرا ... آلہی ... (ق) والذین یؤمنون بما انزل الیک

تقدیر کے یہ سوال متوجہ ہوتا ہے اور دفع اوس کا یہ ہے جو کوئی اعجاز قرآن مین شک کرتا ہی
پس گویا خبر دیتا ہے ساتھ اس بات کے کہ قرآن تالیف بشر کی ہو سکتی ہے اور یہ کلام
ضمنی کاذب ہے پس بہ نظر اسی کلام ضمنی کے ان کنتم صادقین فرمایا دوسرا احتمال یہ ہی
کہ مربوط ساتھ ادعوا شہداءکم من دون اللہ کے ہو اور اوپر اس تقدیر کے مراد یہ ہی کہ اگر تم
اس دعوی مین سچے ہو کہ معبود ہمارے فریاد ہمارےکو پہونچتے ہین اور مشکلات ہماری حل کرتے
ہین پس اسوقت واسطے دور کرنے شک اور حیرت اپنی کے اون کے تئین بلاؤ پس
سوال اصل سے متوجہ نہین ہوتا ہے بیچ اس جگہہ کے چاہیے جانا کہ ضمیر من مثلہ کی
بعضے مفسرین نے عبد کی طرف پھیری ہے اور معنی اس طرح مقرر کئے کہ لاؤ
تم بقدر ایک سورت کے مانند اس بندہ ہمارے سے کہ امی محض ہے اور مشق نظم
اور نثر کی بالکل نہین کی اور یہ تفسیر اگرچہ اس مقام مین محتمل ہے لیکن اختیار کرنا
اس تفسیر کا بے موجب دائرہ اعجاز کو تنگ کرنا ہے اور دوسرے مقامون مین
دوسری آیتین مخالف اس تفسیر کی ہین منجملہ اون کے سورہ یونس مین فاتوا بسورۃ
من مثلہ اور بیچ سورہ ہود کے فاتوا بعشر سور مثلہ اور بیچ سورہ اسرا کی قل لئن اجتمعت
الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا خلاصہ
یہ ہے کہ طلب معارضہ قرآن کی ہر فرد بشر اور جن سے واقع ہوئی اور اس جگہہ کہ
مخاطبین دم فوقیت کا اس ہنر مین مارتے تھے خطاب اونہین کے ساتھ خاص ہوا
اور یہ بھی اون کو اجازت دی گئی کہ دوسرون کو بھی اپنے شامل کرلو اور ارشاد کیا کہ
وادعوا شہداءکم من دون اللہ بلکہ بعد ظاہر ہونے عجز اون کے معارضہ سے اور اصرار
کرنے کے اوپر انکار کے تدبیر دوسری کا بھی ارشاد ہوا کہ فان لم تفعلوا یعنی پس اگر
نہ کر سکو یہ کام باوجود مبالغہ ہمارے کے بیچ طلب کرنے معارضہ کے اور مشہور ہونے
تمہارے کے فصاحت اور بلاغت مین اور حرص تمہاری کے اوپر معارضہ اور مقابلہ کے
ولن تفعلوا یعنے اور ہرگز نہ کرسکوگے اس کام کو اس واسطے کہ مخالف کے الزام
دینے مین یہ امر سہل کافی تھا اور تمنے اس امر کو چھوڑ دیا اور لڑائی اور فساد اور

ف ۵ یعنی تم مین کوئی شخص امی محض مانند حضرت صلعم کے ہو اس سے ایک سورۃ قرآن کی بنوا لو ۱۲

تفسیر خلیلی

ور کتاب پر یقین کرتے ہین جو رسول پر اتاری گئی ہے یعنی قرآن مجید کو مانتے ہین وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ اور جو تجھ سے پہلے اتارا گئی ہے یعنی توراۃ و زبور و انجیل وغیرہ کل آسمانی کتابون کو مانتے ہین

پاک کرنا یعنی جانا ان کا اور دل سخت عزیز ہونگا اور جادو پیتی اور خرابی مت پہنچ کے اور سوائے
کے اور قباحتین اختیار کی اور یہ بات عقل سے بعید ہے پس ہرگز وہ کہ قدرت ایسی چیزون
کے شکل کو اختیار کیا اور اس امر مسئل سے کنارہ کیا بالیقین معلوم ہوا کہ یہ کام مسئل نہیں
بلکہ بشر کی قدرت سے خارج ہے پس نہیں ہے یہ مگر کلام الٰہی پس ایمان اوس کے
ساتھ لانا ضرور ہے اور پھر ابتک شک اور شبہہ میں ہو اور راہ عناد کی سپہلے جاتے ہو اور
عناد کرنے والون کے واسطے آگ دوزخ کی مہیا ہے فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا
النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ یعنی پس بچو اوس آگ جلانے والی سے کہ ایندھن اوسکا
آدمی اور پتھر ہین اور وہ آگ آگ غضب الٰہی کا ہے کہ سبب روشن ہونے اوس آگ کا
ابتدا جنس آدمیون سے گناہ ہین اور جنس مخلوقات دوسری مین سے پتھر ہین کہ اکثر
پتھر سے بناتے ہین اور اوسکے تئین عبادت مین ساتھ خداے عزوجل کے برابر کرتے ہین
اور سونا اور چاندی کہ معبود دنیا کی طلب کرنے والون کا ہے اور شہوت اور غصہ کہ مطلوب
شہوت پرستون اور دردمندون کی خصومت والون کا ہے پتھر اور آدمی مین داخل ہے جیسا
کہ پوشیدہ نہین اور ساتھ اسی تقدیر کی دفع ہوا سوال کہ نہایت دشوار ہے اور اس مقام
مین اوسکو لایا کرتے ہین اور حاصل اوس کا یہ ہے کہ وقودها الناس والحجارة کہ علامت
ممیز و اوس آگ کی مقرر کی ہے کس راہ سے ہے اگر مراد یہ ہے کہ ابتدا مین روشن ہونا
اس آگ کا ساتھ ان دونو چیزون کے پایا گیا پس یہ خلاف واقع ہے اسواسطے کہ احادیث
صحیحہ مین وارد ہے کہ اوقد علی النار الف عام حتی ابیضت ثم اوقد علیها الف عام حتی احمرت
ثم اوقد علیها الف عام حتی اسودت فهی سوداء مظلمة یعنی روشن کی گئی ایک ہزار برس
یہانتک کہ سفید ہو گئے پھر روشن کیے گئے ہزار برس یہانتک کہ سرخ ہو گئے پھر روشن
کیے گئے ہزار برس یہانتک کہ سیاہ ہو گئے پس اب وہ سیاہ تاریک ہے اوس وقت
آدمی اور پتھر کہان تھے کہ ایندھن اس کا ہوتے اور اگر مراد یہ ہے کہ آدمیون اور پتھرون کو
جلاوے گی پس ہر ایک آگ یہی خاصیت رکھتی ہے کہ جو چیز اوس مین ڈالین بقدر
استعداد قابل کے باعتبار جلانے اور گرم کرنے کے متغیر کرتی ہے دوزخ کی آگ کی کیا

خصوصیت ہے اور بیان دفع اس سوال کا یہ ہے کہ آگ دوزخ کی ظہور آگ آلہی کا ہے کہ روشن ہونا اس کا ابتدائً واصالۃً بسبب کفر اور بت پرستی کے وقوع مین آیا اور ارکان اس کاربد کی یہی دو چیزین ہین آدمی اور بت کہ ایک عابد ہے اور دوسرا معبود اور روشن ہونا اور بھڑکنا اوس آگ کا بسبب گناہون کے رجوع بھی اوس کا طرف قوتون فاسدہ انسانیہ کے ہے پس اس وجہ سے بھی ایندھن اوس آگ کا آدمی ہوتے ہین اور بعضے مفسرین نے ایسا کہا ہے کہ بسبب کثرت اور ہجوم آدمیون کے کہ اوس آگ مین ہوگا گویا ایسا ہے کہ بجائے لکڑیون کی یہی گروہ ایندھن اوس آگ کا ہے پس کلام کی بنا اوپر تشبیہ کے ہے اور اس جگہہ ایک سوال اور ہے کہ اس سورت مین النار التی وقودھا الناس والحجارۃ بطریق موصول اور صلہ کے لائے ہین اور اس طریق کے واسطے علم مخاطب کا پہلے سے درکار ہے اور بیچ سورۃ تحریم کے نارا وقودھا الناس والحجارۃ بطریق موصوف اور صفت کے ارشاد ہوا اور اوس طریق کو جہل مخاطب کا پہلے سے چاہیے پس وجہ تطبیق کی یہ ہے کہ سورہ تحریم پہلے اس سورت سے اوتری ہو اوس سورت مین مخاطبین کو علم ایسی آگ کا کہ صفت اوس کی یہ ہو حاصل نہ تھا پس لفظ نار کا نکرہ کرکے لائے ہین اور موصوف اس صفت کے ساتھ کیا اور بیچ وقت نزول اس سورت کے کہ بعد اوس کے ہوئی اوس نار کو کہ علم اوس کا آگیا ساتھ ترکیب موصول اور صلہ کے یاد دلایا اور بعض مفسرین سلف سے منقول ہے کہ اونہون نے حجارہ کو اوپر حجارہ کبریت کے منطبق کیا ہے نہ اوپر بتون کے لیکن قرآن کی آیتین اکثر جگہہ مین دلالت اس پر کرتی ہین کہ مراد حجارہ سے بت ہین جیسا کہ آیا ہے انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم اور مانند اس کے اور اس سے زیادہ بعید یہ ہے کہ حجارہ کہ محمول کیا جاوے اوپر دلون سخت اہل قسوۃ کے اور اس آیۃ کو کہ ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ بطریق شاہد کے لایا جاوے اس واسطے کہ دل سخت اہل قسوۃ کے ناس کے اندر داخل ہین پس حاجت اعادہ اوس کے کی نہین مگر اس طرح پر کہ تخصیص بعد تعمیم کہین اور یہ اس مقام مین چندان چسپان نہین اور بعضے مفسرین اس مقام مین اور شبہہ کرتے ہین کہ آگ دوزخ کی کہ نمونہ آگ قہر آلہی کا ہے جیسا کہ

[حاشیہ:] [illegible] آگ اس آیت مین [illegible] آگ غضب الہی کی ہے اور جو [illegible] کا ظاہر ہونا بسبب انہین [illegible] دون کی ہے ۱۲ تفسیر خلیلی [illegible] کی بات نہین ہے [illegible] علی [illegible] ت بھی لوگ اللہ کی طرف سے [illegible] لوگ [illegible] مراد [illegible] بیان ہو

افعال شنیعہ آدمیون کے سے اشتعال قبول کرتی ہی ایسی ہے بلکہ زیادہ اس سے
ساتھ افعال قبیحہ شیطانون کے برانگیختہ ہوتی ہے پس تخصیص ناس کی اس جگہہ کس واسطے
ہے جواب اس کا یہ ہے کہ مخاطبین ہرگاہ کہ جنس آدمیون کی سے تھے اونکو اسی آگ سے
ڈرانا چاہیئے کہ جو افعال شنیعہ آدمیون کے سے مشتعل ہوئی اور ہوتی ہی گو کہ اوسجگہہ
اور آگ بہی ہے کہ وقودھا الشیاطین وکفار الجن یعنی ایندہن اس کا آدمی اور کافر جن ہین
اور غرابت اور ندرت آگ کی اسی مین ہے کہ آدمی اور پتھر ایندہن اوس آگ کا ہوے
ہین اور جن اور شیاطین چونکہ ناری ہین اور مادہ اُن کا آگ ہے پس اون سے آگ
کا روشن کرنا کچھہ عجیب اور غریب نہین اور تحقیق مقام کی یہ ہے کہ حرارت آگ کی بھی
تابع صورت نوعیہ اوسکی کے ہے کہ وہ ظل روحانیت اور ملکوت اوس کے کا ہے
اور اگر صورتین نوعیہ کہ ظل روحانیات اور ملکوت ہر جسم کی بلکہ ہر جوہر اور عرض
کی ہین درمیان مین نہووین تمام اجسام خواص مین برابر ایک دوسرے کی ہوجاوین
اور بالکل امتیاز آپس مین نرہے اور روحانیت آگ شرری کی آگ قہر الہی
سے ہے کہ بعد تنزل کے مراتب کثیرہ مین نفس کے مرتبہ مین غضب کی صورت
مین ظاہر ہوئی اور ایسی اخلاط اور ارواح کے جلانے مین موثر ہوتی ہے کہ
نار جسمانیہ اوس قدر لکڑی کے جلانے مین تاثیر نہین رکہتی ہے اور ہرگاہ کہ قیامت
کے دن احکام روحانیہ ہر چیز کے غالب ہووین گے وہ آگ درد پہونچانے اور دوام
تاثیر مین دنیا کی آگ سے ان گنت درجے زیادہ ہوجاوے گے اور یہی ہے مضمون
حدیث صحیح کا نارکم ھذہ جزء من سبعین جزء من نار جہنم کلھن مثل جزء ھا اور وہ
آگ قیامت کے دن کافرون سے دور نہوگی کہ روشن کرکے تیار رکہین گے
بلکہ آثار جلا بینے اوس کے کے بعد مرنے کے بہی برابر پہونچین گے اس واسطے کہ
اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ یعنے تیار کی گئی ہے واسطے عذاب دینے اونکے کے پہلے اُنکی
پیدایش سے اور پہلے کفر اور گناہون اون کے سے اس واسطے کہ وہ آگ اور کچھہ
نہین مگر شرر قہر الہی کا اور غصہ اوسکا اور یہ کافر ازل سے خدا کے غضب مین ہین اس جگہہ

جاننا چاہیئے کہ مہیا کرنے اس آگ کے سے واسطے کافرون کے یہ بات لازم نہین آتی ہے
کہ سوائے کافرون کے اور گنہ گارون اور اہل کبائر کو اوس کے ساتھ عذاب نکرین
جیسا کہ بنانے بندی خانہ کے سے واسطے چورون کے لازم نہین آتا ہے کہ قرضدارون
اور اہل حقوق کو اس مین قید نہ کرین یا بنانے گھر کے سے اپنی سکونت کیواسطے لازم
نہین آتا ہے کہ مہمانون کو اس گھر مین جگہہ نہ دیوین یا کرایہ دارون اور عاریتاً
لینے والون کو اوس مین نہ اوترنے دیوین پس تمسک معتزلہ کا اور خوارج
کا اس آیت سے واسطے اس کے کہ اہل کبائر کافر ہین اور اہل صغائر واجب العفو
ہین ساقط اور پوچ ہے بدلیل اس کے کہ بہشت کی صفت مین اعدت للمتقین فرمایا
ہے اور اس مین لڑکا اور مجنون بھی اجماعاً معتزلہ اور خوارج کے نزدیک بھی داخل
ہونگے اور لڑکے اور مجانین متقی نہین ہین بلکہ لفظ اعدت کا کہ ماضی کے صیغہ کے
ساتھ واقع ہوا ہے دلیل صریح اہل سنت کی ہے اوپر اس کے کہ بہشت اور دوزخ
مخلوق ہو چکے ہین اور تیار ہین جیسا کہ احادیث متواتر المعنے اس کے اوپر شاہد ہین اور
معتزلہ برخلاف اس کے اصرار رکھتے ہین اور اس جگہہ مین ایک سوال ہے جواب طلب
اور وہ یہ ہے کہ اس آیت مین اول آدمیون اور پتھرون کو ایندھن آگ کا قرار دیا پھر
فرمایا ہے کہ وہ آگ تیار کی گئی ہے کافرون کے واسطے اور جس وقت کافر عذاب دئے
گئے آگ کے ساتھ ہون گے اور پھر او آدمی کون ہین کہ وہ اوس کا ایندھن ہونگے جواب
اسکا یہ ہے کہ جب معرفہ کو بعد معرفہ کے لاتے ہین اتحاد کے اوپر دلالت کرتا ہے جیسا کہ
جاءنی زید فاکرمت الجائی جائی اور زید ایک شے ہے پس کافر ذکر کئے گئے
اور وہ آدمی کہ ایندھن آگ کا ہین مصداق دونون کا ایک ہے اور ہر گاہ کہ غرض اولی
اس کلام مین تاکید اور تقید کرنا آدمیون کا ساتھ عبادت اور توحید کے تھا اور اہین
ذکر مین ذکر اعجاز قرآن کا اور طلب کرنا معارضہ منکرون اوسکے سے آیا اور بیچ
صورت عاجز ہونیکے معارضہ سے اور اصرار کرنے کے اوپر انکار کے ڈرانا آگ دوزخ کی سے
مذکور ہوا موافق قاعدہ حکمت کے تہذیب نفس کی لازم آئی کہ جو آدمی اس کلام سے راہ پانیوالے ہوئے

اور مطابق اوامر اور نواہی اس کے انہون نے عمل کیا ہو اون کے تئین خوش خبری لذتون
ہمیشگی کی اور راحت دائمی کی دی جاوے تاکہ ڈرانے کے ساتھ خوش کرنا بھی جمع ہو جاوے
اور رجا اور خوف ملجاوین اور اعتدال ان کیفیتون کا سننے والون کے دلون مین پیدا
ہووے اور یہی ہے عادت الٰہی اس کلام مجید مین کہ وعد کو وعید کے ساتھ ملایا ہے
اور کسی چیز مین ایک امر کی اوپر کفایت نہین کی ہے تاکہ خوشخبری اور ڈرانا دونون آپس مین
جمع ہو کر برابری دونون کیفیتون خوف اور رجا کی کرتے رہین اور دونو بازو ایمان
کو کہ سبب اڑنے اور چڑھنے کا قرب کے مرتبون مین اور باعث اصلاح کرنے
جوہر نفس کا ہے برابر ایک دوسرے کے کیا جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ
لو وزن خوف المؤمن ورجاءہ لاعتدلا یعنے اگر تولے جاوین خوف اور رجا مومن کے البتہ
برابر آوین اسی واسطے بطریق عطف کے اوپر یا ایہا الناس اعبدوا کے یا اوپر انذرھم بالنار
الموصوفۃ کے کہ بعد اعدت للکافرین کے مقدر ہے ارشاد فرماتے ہین کہ ڈرا تو اس آگ سے
منکرون اس کتاب کو وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یعنی اور خوشخبری دے اُن لوگون کو کہ ایمان
لائے ہین ساتھ اس کتاب کے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یعنی اور کئے اونہون نے کام اچھے
اور اچھا کام وہی ہے کہ اس کتاب مین امر اس کے واسطے ہوا ہو یا ثین فروع اس
کتاب کے مین سے کسی فرع نے اس کے اوپر دلالت کی ہو اور فروع اس کتاب کی
سنت پیغمبر کی اور اجماع مجتہدین کا اور قیاس جلی ہین لَهُمْ جَنّٰتٍ یعنے ساتھ اس بات
کے کہ واسطے اون کے تیار ہین باغ باعتبار مرتبے ایمان کے اور موافق عملون شایستہ
اُن کے اور آٹھ باغون بہشتین سے ایکا کا نام جنت الفردوس ہے اور
دوسرے کا نام جنت عدن اور تیسرے کا نام جنت الماوی اور چوتھے کا نام دار الخلد اور پانچوین
کا نام دار السلام اور چھٹے کا نام دار المقامہ اور ساتوین کا نام علیین اور آٹھوین کا نام
جنت النعیم اور یہ عطا ہونا بہشتون کا بدلے اوس چیز کے ہے کہ باطن اون کے مین بسبب
ایمان کے معارف حقہ اور خصایل پاکیزہ مانند باغون کے مرتب ہوئے تھے اور وہ
باغ ہمیشہ سرسبز اور تر و تازہ ہین اس واسطے کہ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یعنے

جاری ہین نیچے درختون اون باغون کے نہرین جیسا کہ نہرین حکمت ایمانی کی باطن
اون کے سے اوپر زبانون اونکی کے جاری ہوتی تھین اور فیض اون کا عالم مین
پہونچتا تہا اور اُس وقت ہین کہ وہ نیک لوگ اُن باغون مین داخل ہون گے اور لذتین
اوس جگہہ کی استعمال کرین گے تو اون کو معلوم ہوگا کہ یہ سب لذتین گوناگون کی
بدلہ اُسی ایمان اور عمل صالح کا ہے تاکہ لذت اون کی بسبب اس جاننے کے دوچند
ہووے اور قدر ایمان اور عمل شایستہ کی اون کے ذہن مین بڑہ جاوے اور اگر یہ امر
اون کو معلوم نہو تو ان نعمتون کو بہی مانند نعمتون دنیا کے نعمتین ابتدائی تصور کرین اور
لذت جزا پانے کی معلوم نکرین یا دلیل اس جاننے اون کے کی یہ ہے کہ كُلَّمَا
رُزِقُوْا مِنْهَا یعنی جس وقت کہ روزی دئے جاوین اون باغون سے مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا
یعنے جنس میوہ کی سے رزق خواہ حسّی ہو یا عقلی یا خیالی قَالُوْا هٰذَا یعنے کہین گے
یہ رزق جزا ہے الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ اُس چیز کی ہے کہ ہمکو عنایت کی تھی
پہلے اس سے دنیا مین یعنی مقامات اور احوال کہ ثمرے ایمان اور اعمال نیک ہمارے
کے تھے اور ہر گاہ کہ ہر عمل کے ثمرے بے نہایت اون کے باطن مین پیدا ہوے تھے
اور یہ تمام ثمرے باوجود تشابہ اور تماثل کے کہ بسبب اتحاد منشا کے رکھتے تھے کیفیتین
اون کی بسبب قوی ہونے اور لاحق ہونے وسعت اور رسوخ کے آپس مین ایک دوسری
سے بڑی ہوتی تہین وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا یعنی اور دئے جاوین گے اوس رزق کو ہمرنگ
اور ہم صورت اور باوجود اس کے لذتون مین تفاوت ہوگا یعنے لذتین جدی جدی ہونگی
تاکہ تشابہ منشا کا اور تفاوت آثار کا دونون برقرار رہین اور اکثر مفسرین نے هٰذَا الَّذِیْ
رُزِقْنَا کو اوپر نوعیت اور جنسیت کے حمل کیا ہے نہ اوپر جزائیت کے اور اونکے
اوپر ایک اشکال محکم وارد ہوتا ہے اس واسطے کہ لفظ کلما کا تمام افراد رزق اور مراتب
رزق کو گھیرنے والا ہے اور ظاہر ہے کہ اول دفعہ مین یہ قول اون سے متصور نہین
ہو سکتا ہے اسواسطے کہ پہلے اس سے کبھی رزق اخروی اون کے تئین عنایت
نہوا تہا تاکہ پہلے رزق کو مثل کسی اور رزق کے کیا جاوے اور اسی واسطے بعضے مفسرین

لئے رزقنا من قبل کو اوپر رزق دنیوی کے حمل کیا ہے اور یہ بھی مستقیم نہین
ہوتا ہے اسواسطے کہ اس صورت مین لازم آتا ہے کہ آخرت مین کوئی نعمت غیر نعمت
دنیوی کے موجود نہو اور حال یہ ہے کہ آیتین اور حدیثین بے شمار اس بات کے اوپر
دلالت کرتی ہین کہ آخرت مین بہت نعمتین نادیدہ اور ناشنیدہ بھی ہووین گی منجملہ
اون کے یہ آیت ہے فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین اور حدیث اعددت لعبادی
الصالحین ما لا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر اور واسطے انہین دو اشکال کے
متاخرین مین سے ایک جماعت نے رزقنا من قبل کو عام کیا ہے کہ خواہ دنیا مین ہو خواہ
آخرت مین پس اول مرتبہ مین رزق دنیوی کو یاد کرین گے اور دوسرے مرتبہ مین رزق
اخروی کو لیکن یہ توجیہ بھی باوجود تکلف کے کہ اوس مین ہے مطلقا درست نہین ہوتی
ہے اسواسطے کہ اکثر افراد بہشتیون کے مفلس اور مساکین بے مایہ ہونگے اونکو دنیا
مین زیادہ قدر مایحتاج الیہ سے عنایت نہین ہوا تھا پس نعمتین بہشت کی دیکھکر کونسی نعمتون
کو یاد کرین گے کہ اون کو پہونچی تھین اور باوجود اسکے کہ ہیچ بار بار لانے اونہین چیزون
کے لذت کم ہو جاتی ہے اور خواہش اوس کی طرف نہین رہتی ہے گو منافع اور مزہ مین
تفاوت ہو اس واسطے کہ مثل مشہور ہے ؎ چو حلوا بیک بار خوردند بس ٭ پس صحیح
یہی ہے کہ حمل هذا الذی رزقنا من قبل مین حمل جزا کا اوپر مجزی علیہ کے ہے نہ حمل نوع کا
اوپر فرد کے اور جو اتحاد کہ درمیان جزا اور مجزی علیہ کے واقع مین متحقق ہے قوی زیادہ
ہے اس اتحاد سے کہ درمیان فرد اور نوع کے نظر ظاہر بین مین معلوم ہوتا ہے اسواسطے
کہ جزا حقیقت مین ظہور مجزی علیہ کا ہے بیچ لباس دوسرے کے اور بیچ دریافت کرنے
اس امر کے کہ یہ نعمت ظہور اوس عمل کا ہے کہ دنیا مین ہم سے صادر ہوا تھا ایسی لذت
اور لطف حاصل ہوتا ہے کہ حد بیان سے زیادہ ہے اور وہ کہ کہتے ہین کہ آدمی کو اپنے
مالوفات سے انسیت بہت ہوتی ہے اور مالوف چیزون کی طرف رغبت اور میلان
بہت کرتا ہے پس یہ اوس وقت مین ہے کہ مزاج معتاد اور قوتین شہوانیہ پہلی حالت
پر ہووین اور رہیگا کہ اس صورت مین نشأۃ ثانی مین مزاج بدلا جاوےگا اور قوت شہویہ

بسبب کمال علو اپنے کے ترقی قبول کی ہو لجد اس کے آدمی کو پابند مالوف سابقہ
اپنی کا جاننا نادانی ہے البتہ اس قدر حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ اور اور تابعین سے
منقول ہے کہ میوے بہشت کے صورت مین یک رنگ ہون گے اور مزہ مین مختلف
اور جدے جدے لیکن ان بزرگون نے آیت کو اس پر حمل نہین کیا ہے بلکہ بیان
واقع فرمایا ہے اس واسطے کہ یہ طریق بھی لذت کے طریقون اور خوش آنے شے کے سے
ہے بعضے وقتون مین اور لفظ انہار کا کہ اس جگہہ مجمل واقع ہوا ہے احتمال رکھتا ہے کہ محمول
اوپر اُس تفصیل کے ہو کہ سورہ محمد مین مذکور ہو گی اور وہ یہ ہے کہ نہرین بہشت کی چار قسم پر
ہونگی بعضی پانی کی نہرین اور بعضی شہد کی نہرین اور بعضی دودھ کی نہرین اور بعضی
شراب کی نہرین اور احتمال ہے کہ اس جگہہ فقط نہرین پانی کی مراد ہون اس واسطے کہ
سرسبزی درختون اور تر و تازگی اون کی مین یہی نہرین پانی کی کام مین لاتے ہین
اور بہشتیون کے پینے کے واسطے وہی چار نہرین کہ موافق خواہشون مختلف کے اون
سے کہاوین اور پیوین گے مہیا ہین اور بعضے اہل فلاحت کہیتی کے درختون کو بھی ساتھ
دودہ اور شہد اور شراب کے تربیت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ نرمی اور چکناہٹ درخت کے
میوہ مین دودہ کے دینے سے زیادہ ہوتی ہے اور حلاوت شہد کے دینے سے بڑہتی ہے اور
تفریح طبیعت کی شراب کے دینے سے حاصل ہوتی ہے اور بیچ اس صورت کے بہشت کے درختون
کی تربیت کیواسطے چارون نہرین کام مین آتی ہین اور جبوقت مقام سکونت اور کہانا پینا
بہشتیون کا اس خوبی کے ساتھ بیان فرمایا اور یہ بھی ارشاد کیا کہ یہ لذتین اور نعمتین انکو
اعمال کے بدلے مین دی جاوین گی تاکہ فرحت اور خوشی اُن کی بڑہے اور قاعدہ ہے کہ بغیر
یارون موافق کے اور محبوبان دل فریب کے ہر نعمت مکدر ہو جاتی ہے اسی واسطے ارشاد ہوتا ہے
کہ واسطے کامل اور پورا کرنے خوشی ان کی کے ہم صحبت موافق بھی دئے جاوین گے
وَلَهُمْ فِيهَا یعنے اور واسطے اون کے اون باغون اور نہرون اور میوؤن مین بدلے اون
اخلاق الٰہیہ کے کہ اپنے اندر لازم جوہر روح اپنے کا کیا تہا اور متخلق اون اخلاق کے
ساتھ ہوئے تھے کہ از روے عبارتون اور اشارتون اس کتاب کی سے اون کے تئین

تفسیم خلیلی
ان دو آیتون مین
کافرون کا حال
بیان ہوا آگے ہی
تیرہ آیتون میں
تیسرا فرقہ
یعنے دوگون کا
بیان ہے جو
ظاہر مین مسلمان
ہین اور باطن
مین کافر ایمان
کا دعویٰ کرتے
ہین لیکن جا بجا
مین نہین اور شرع
دین اسلام
مین اس فرقہ
کا نام منافق ہے
یعنی دو رخا اس
فرقہ کے تئین جو
مرد اور ایک

سمجھتے تھے اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ یعنے عورتین پاک اوصاف اخلاق ردیہ سے اور نجاستون بول و براز اور حیض اور نفاس
سے اور ناک کی رطوبت اور مونھہ کی رطوبت اور میل اور بد بو اور سوا اس کے اور
چیزون سے کہ طبیعت اون سے نفرت کرتی ہے اور باوجود ان نعمتون کے اگر
خوف دور ہو جانے اور ٹھہر جانے ان نعمتون کا اور خوف موت کا بھی ہو وہ سب
نعمتین مکدر ہو جاوین جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے **شعر** مرا در منزل جانان
چہ امن و عیش چون ہر دم ٭ جرس فریاد می دارد کہ بر بندید محملها ٭ اسی واسطے اون
کے تئین اس قسم کے خوف سے امن کلی نصیب ہو گا وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اور وہ
لوگ اون باغون مین کہ بھرے ہوے نعمت کے ہین ہمیشہ رہین گے اسواسطے کہ روحانیت
اون کے جسمون پر آئی اور تئین ایمان اور عملون کی اوپر روحون اور دلون اون کے کے غالب
ہوئین پس جسم اون کے بسبب غلبہ روحانیت کے قابل فنا کے نرہے اور ارواح اور دل
اون کے ساتھہ آثار ایمان اور اعمال کے ہمیشہ لذت پانیوالے اور خوش رہین گے اس
جگہہ محققین نے کہا ہے کہ آدمی کو تین چیزین یافت کی ضرور ہین اول مبدا اپنا کہ کہان سے
آیا ہون اور کیا تھا ہین دوسرے معاش اپنی کہ کہان سے کہاتا ہون اور کہان سے
پیتا ہون تیسرے معاد اپنی کہ آخر کار سیر کیا ہے اور ان آیتون مین تینون چیزون کو
یاد دلایا ہے اور مبدا کے بیان مین فقط اس قدر فرمایا ہے کہ الذی خلقکم یعنے وہ ذات
ہے کہ پیدا کیا تمکو اسواسطے کہ زیادہ اس سے کہنا اس کی حقیقت کا ممکن نہین اور بیان معاش کا آیت
الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء مین رزقا لکم تک کچھہ تھوڑی تفصیل
کے ساتھہ ارشاد ہوا اسواسطے کہ معاش اپنی کو ہر کوئی سمجھہ سکتا ہے اور یہی بیان معاد
دونو فرقون کے فاتقوا النار التی سے خالدون تک نہایت بسط کیا اس واسطے کہ اس
بحث کو معاش کے اوپر قیاس کر کر اگر سمجھا چاہین نہین سمجھتے ہین پس زیادہ تر حاجت بیان
کی پڑی اور جب اس ضمن مین ثابت کرنا اعجاز قرآن کا اور تقریر دلیل حقیت
اوس کی کسی مذکور ہوئی تو جواب معارضہ کافرون کا کہ مناظرہ کے وقت
وارد کرتے ہین بطریق جواب سوال مقدر کے ذکر کرنا بھی ضرور پڑا تاکہ

تفسیر خلیلی ... حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ...

دفع شبہہ کا اقامت حجت کے ساتھ ملکر کلام کو تمام کرے تقریر معارضہ مقدر کی
کافرون کی طرف سے کہ بیچ باطل کرنے حقیت قرآن کے کہتے تھے یہ ہے کہ ہرچند
ہم مقابلہ کرنے قرآن کے اور تتبع اس کے سے عاجز ہین اور یہ دلیل اس امر کی
ہی کہ یہ کلام بشری نہین کلام آلہی ہے لیکن ہمارے واسطے ایک دلیل دوسری ہی
اوپر اس بات کے کہ یہ کلام کلام بشری ہی کلام آلہی نہین اور وہ یہ ہے کہ بزرگ لوگ
ذکر کرنے اشیار حقیرہ کے سے اپنے کلام مین پرہیز کرتے ہین اور مثلین خسیس اپنی باتون
مین ذکر نہین کرتے ہین اور حق تعالی نے کہ سب بزرگون سے بزرگ ہی کسواسطے اپنے کلام
مین ذکر مکھی اور مکڑی کا فرمایا ہی سورۂ حج کے آخر اور اوسط سورۂ عنکبوت مین واسطے
تحقیر بتون اور پوجنے والون اُنکے کے پس ذکر ان چیزون کا دلالت کرتا ہی اوپر اس بات
کے کہ یہ کلام کلام آلہی نہین اسواسطے کہ ایسا ذکر لایق عظمت اوس کی کے نہین اور تقریر
جواب اُس معارضہ کی یہ ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا یعنی تحقیق
خدائے تعالی شرم نہین کرتا ہی اس بات سے کہ بیان کرے بیچ کلام اپنے کے جس
مثل کو کہ چاہے خواہ حقیر ہو خواہ خطیر ہو اس واسطے کہ غرض تمثیل سے وہ ہے کہ معنے
معقول کبھی بسبب منازعت واہمہ کے اچھی طرح ذہن نشین نہین ہوتے اور جسوقت معنی
معقول کو بیچ صورت محسوس کے ظاہر کرین وہم کی کشاکش سے خلاصی حاصل ہوتی ہے
اور ادراک اس معنی معقول کا بکمال وضوح کے میسر ہو جاتا ہی اور اس غرض مین حقارت
اور عظمت اس شے کی کہ بیچ مقام تمثیل کے لاتے ہین برابر ہی بلکہ تمثیل مین واجب یہ ہی کہ موافق
ممثل لہ کے ہو اگر حقیر ہے حقیر ہو اور اگر صاحب عظمت ہی صاحب عظمت چاہئے البتہ اس قدر
بزرگ لوگ اور صاحب عظمت اپنے کلام مین رعایت کرتے ہین کہ ذکر فحش سے اور لانے
تمثیلات کے سے کہ فحش باتین اُس مین ہون حیا کرتے ہین اور قرآن مجید مین بھی
اس ادب کی کمال وجہ کے ساتھ تعلیم فرمائی ہے جس جگہہ مذکور جماع یا اعضائے
مستورہ انسان کا ہے کنایۃً اور بطریق ابہام کے ادا ہوا ہے کافرون کو اس حیا
محمود کا ساتھ تمثیل اشیا حقیرہ کے اشتباہ پڑا اور قیاس مع الفارق کرکے اعتراض کیا

اور واقع مین ذکر اشیاء حقیرہ کا جس مقام مین کہ مقتضے ذکر اون کے کا ہو کمال بلاغت اور
عین فصاحت ہی برابر ہی کہ وہ شئے حقیر بعوضۃ فما فوقہا یعنی مچھر ہو پس اوپر اوس
کے اور پشہ سے اوپر ہونا دو احتمال رکھتا ہی ایک یہ کہ اوپر اوس سے یعنی زیادہ اوس سے
جثہ مین ہو جیسا کہ مکھی اور عنکبوت اور مانند اوس کے دوسرے یہ کہ اوپر اوس سے چھوٹا پن
مین ہو اور حقارت مین مانند پر پشہ کے کہ حدیث شریف مین تمثیل دنیا کی اُس کے
ساتھ فرمائی ہے جس جگہہ ارشاد کیا ہے لو کانت الدنیا تعدل عند اللہ جناح بعوضۃ
ما سقی کافرا منہ شربۃ ماء یعنی اگر دنیا کی اللہ کے نزدیک پشہ کے پر کے برابر بھی قدر
ہوتی کسی کافر کو اس سے ایک گھونٹ پانی کا بھی نہ دیتا اور عرب مین مشہور ہے کہ ما
البق وما شحمہ وما رجل الجراد وما لحمہ اور فارسی کی امثال سے مین ہی کہ از بستن پاے
پشہ چہ کشاید و علے ہذا القیاس حاصل یہ ہی کہ خوبی تمثیل کی موقوف اوپر کمال مطابقت
کے ہے درمیان تمثیل کے اور درمیان اوس شئے کہ تمثیل جس کی لاتے ہین اگر یہ مطابقت
اوپر وجہ کمال کے متحقق ہو حسن کلام کا اور بلاغت اوسکی زیادہ ہووے اور اگر مطابقت اچھی
طرح نہو کلام کی بلاغت مین قصور آجاوے گا اور یہ بات ظاہر ہے کہ مطابق اشیاء حقیرہ
کے نہین ہوتی مگر شئے حقیر پس چھوڑ دینا تمثیل کا ساتھ امور حقیرہ کے اوس
مقام مین کہ مناسب تحقیر اور اہانت کے ہے سبب نقصان بلاغت کا ہے کلام آلہی اس
سے مبرا ہے اور بسبب اس حقارت کے تمثیل چھوڑ دینی اور اوس معنی کو بغیر مثال
کے لانا سمجھانے مطلب اور ظاہر کرنے اس کے مین خلل ڈالتا ہے اسی واسطے کہا ہے کہ
الامثال مصابیح الاقوال یعنی تمثیلین چراغ ہین قولون کے اور ظاہر ہے کہ چراغ خواہ
سونے کا ہو خواہ مٹی کا روشنی مین فرق نہین رکھتا ہے پس حیا کرنی تمثیل سے ساتھ اشیاء
حقیرہ کے حق تعالی کی نسبت سے محال ہی اور اگر کافر کہین کہ حیا نکرنی خدای تعالی کی تمثیلات
حقیرہ سے کونسی دلیل سے ثابت ہی اگر اسی کلام کے ساتھ تمسک پکڑتے ہو پس مصادرہ لازم
آتا ہے اسواسطے کہ بیچ ہونے اس کلام کے کلام آلہی اب تک بحث ہے اور اسی کے ساتھ
ثابت کرنا کہ یہ کلام کلام آلہی ہے اثبات الشئی بنفسہ ہے ہم کہتے ہین اس مطلب کو

تفسیر نکتہ بلیغ فائدہ ذکر اس نفاق کا نقصان انہین پہلو نفاق سے خدا کا باسوسنون کو سمجھنا نہین بلکہ تمثیل وہ لکا حیرت میں بیان لاسے خدا نے بھی اس نکاہ داری کی کا ثمرہ اون کو دکھانا کہ اون کی نگاہ حالت یعنی اچھی زندگانی مین دنیا کا عذاب جو بلائے اون کے لئے ہوا ہے اس سے اون کو بچانا

اور کتابون سے کہ اون کا کلام الٰہی ہونا اور ملت والون کے نزدیک بھی مسلم ہو ثابت کرتے
ہین مثل انجیل مقدس کے کہ اُس کتاب بزرگ مین اشیاء حقیرہ کے ساتھ تمثیل فرمائی ہے مثل زوان
کے کہ لغت ہندی مین منمنہ کو کہتے ہین اور منمنہ ایک دانہ کا نام ہے کہ گیہون مین مل کر اوگتا
ہے اور اُس کو خراب کر دیتا ہے اور مثل رائی کے دانہ کے اور مانند چھالنی کے اور سنگریزہ
کے اور مانند کیڑے لکڑی کے اور پتھر کے کیڑے کے اور مثل زنبور ہن کے جس جگہہ
فرمایا ہے تمثیل ملکوت آسمانی کی مانند اس شخص کے ہے کہ کہیت اپنی مین گیہون بوئے جس
وقت سو گیا ایک دشمن آیا اور گیہون کے درمیان مین بہت سارے منمنے بکہیر کر چلا گیا جب
کہیتی اُگی اور سبز ہوئی غلامون اور خادمون اُس شخص کے نے دیکہا کہ منمنے کے درخت
گیہون پر غالب ہین عرض کی اے سردار ہمارے اس کہیت مین گیہون خالص ہمنے بوئے
تھے یہ اور درخت کہان سے پیدا ہو گئے اگر فرماؤ منمنے کے درختون کو گیہون کے بیچ مین سے
اوکہیڑ ڈالین اوس شخص نے فرمایا کہ اگر اس وقت تم درپے اوکہیڑنے اون کے پڑو گے
ہمراہ اوس کے اچھے گیہون بھی اوکھڑ جاوین گے ان دونو کو چھوڑ دو تاکہ دونون ملے
ہوے پرورش پاوین ویساہی کیا جس وقت کاٹنے کا زمانہ آیا تو کاٹنے والون کو فرمایا
کہ منمنے کے درختون کو جدا کرو اور اس کے گٹھے باندہ کر آگ مین جلا دو اور جو اچھے خالص
گیہون ہین اس کا انبار لگا دو اور بیان کرتا ہون واسطے تمہارے اس تمثیل کو وہ مرد جسنے
گیہون خالص بوئے تھے ابوالبشر یعنی حضرت آدم علیہ السلام ہے اور کہیت اون کا دنیا
ہے اور گیہون پاک اور صاف اچھے شخص ہین کہ خدا کی بندگی کرتے ہین اور دشمن جسنے
منمنے کے دانے گیہون مین بکہیرے ابلیس ہے اور یہ دانے گناہ اور معاصی ہین کہ ابلیس انکو
بوتا ہے اور کاٹنے والے فرشتے ہین کہ اجل کے آنے تک نیک اور بد کو یکسان پرورش
کرتے ہین اور جس وقت اجل آتی ہے نکمے دانون کو گیہون سے جدا کرتے ہین
کو طرف دوزخ کے لیجاتے ہین اور نیکون کو عالم بالا مین سونپتے ہین اور جب
کو آگ دوزخ مین لیجاتے ہین اُس جگہہ گریہ اور زاری ہوتی ہے اور گہسنا دانتون
کا اور نیک لوگ راحت مین ہوتے ہین جس کسی کے تئین کان سننے والا ہو بس

ف بیان اُن مغضوبون کا کہ انجیل مقدس مین اونکا ذکر ہے ۱۲ تفسیر خلیلی
رکہا اور اون کے باطن مین جو کچھ بہرا ہوا تہا اس سے اون کے باطنی حال کا اثر یہ ہوا کہ موت کے بعد از عذاب کا وعدہ ہوا قبر مین عذاب کے مستحق ہوے جہنم مین سب سے نیچے درجے مین جگہہ پائی دوزخ منافقون کا حال مرتبے مین اسی کے اثر کا

چاہئے کہ کان رکہے ہین تمثیل دوسری واسطے تمہارے بیان کرتا ہون کہ ملکوت آسمانی
کیساتہ بہت مناسب ہے ایک اور شخص نے دانہ رائی کا لیا کہ سب دانون سے چہوٹا ہے اور
اس کو اپنے کہیت مین بویا جب وہ دانہ اگا اور درخت بڑا ہوا یہان تک کہ اور ترکاریون کے
درخت سے بلند ہوا اور جانور آسمان سے آئے اور اس کی شاخون مین انہون نے
گہونسلے بنائے یہی تمثیل ہے ہدایت کی جو کوئی طرف ہدایت کے دعوت کرتا ہے
خدائے تعالے اجر اس کے کو بڑہاتا ہی اور ذکر اس کے کو بلند کرتا ہے اور جو کوئی اوس
ہدایت کے ساتہ راہ پاتا ہے اوس کو نجات حاصل ہوتی ہی اور یہی انجیل مقدس مین فرمایا ہی
کہ تم مانند چہلنی کے ہو کہ اچہا اچہا اوس مین سے نکل آتا ہے اور ردی ردی رہ جاتا ہے ایسا نہو
کہ حکمت تمہارے دلون مین سے نکل جاوے اور کینہ تمہارے سینون مین باقی رہین اور یہہ بہی
فرمایا ہے کہ دل تمہارے مانند کنکریون کے ہین کہ نہ اوس کو آگ پکاتی ہے اور نہ پانی نرم
کرتا ہے اور نہ ہوا اون کو ہلاتی ہے اور یہی فرمایا ہے کہ اے بندو خدا کے اگلے دن کے
ذخیرہ کا فکر نہ کرو اور جانورون کا حال دیکہو کہ لباس صوف اور پشم کا اون کو دیا ہے
اور رزق ہر روز کا ان کو پہونچتا ہے نہ سوت کاتتے ہین اور نہ کہیتی کرتے ہین اور بعضے جانور پتہر
کے اندر اور لکڑی کے اندر ہوتے ہین کون ہے کہ اوس جگہہ اون کو لباس اور رزق
پہونچاتا ہی مگر خدائے تعالی آیا نہین سمجہتے ہو تم اور یہی فرمایا ہے زنبورون کو اپنی جگہہ
سے نہ اوڑاؤ بس کاٹین گے تمکو ایسے ہی بیوقوفون اور بے عقلون کے ساتہ تکرار
نہ کرو تا کہ دشنام نہ دیوین انتہے حاصل یہ ہے کہ حق تعالے پیدا کرنے والا بڑے چہوٹے
کا ہے اور جس چیز کو پیدا کیا ہے حکمت اوس کی اوس مین ظاہر ہے پس تمثیل ہر شئے
کے ساتہ کہ جس مین حکمت اور نفع ہو بہتر اور نیک ہے بلکہ چہوٹی چیزون مین کہ جسم اور
قد اون کے نہایت چہوٹے ہین اگر حکمت بڑی اور نفع عمدہ ظاہر ہو نہایت عجیب ہووے
جیسا کہ پشہ کی پیدائش مین کتنی عجیب چیزین پائی جاتی ہین کہ باوجود اس چہوٹے
جسم [illegible] کے تمام اعضا ہاتہی کے کہ نہایت بڑا ہے اس مین موجود ہین اور کچہہ زاید
بہی [illegible] کی سونڈ مین یہ عجیب بات ہے کہ باوجود چہوٹے ہونے کے اور نرم ہونیکے

اگر بھینس کے چمڑے مین یا ہاتھی کے جھوڑے تو ایسی چلی جاتی ہے جیسا کہ حلوے مین انگلی اور بھید اس کا یہ ہے کہ اوس کی خرطوم کے سر مین سمیت رکھدی ہے کہ بسبب اوس کے ایسی سخت چیزون کے اندر بیٹھ جاتی ہے پس اللہ تعالے حکیم ہے تمثیل ساتھ اشیاء حقیرہ کے کہ اون مین حکمتین رکھی ہوئی ہین ہرگز ترک نہین فرماتا ہے لیکن سننے والے کلام آلہی کے دو قسم ہوتے ہین ایک قسم اہل ایمان ہین کہ قول اونکا معتبر ہے اس واسطے کہ موافق عقل کے چلتے ہین اور قسم دوسری کفار ہین کہ قول اون کا معتبر نہین اس واسطے کہ عناد کی راہ سے برخلاف مقتضائے عقل کے چلتے ہین فَاَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فَیَعۡلَمُوۡنَ اَنَّہُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّہِمۡ یعنی پس اے پردہ آدمی کہ ایمان لاے ہین پس وہ جانتے ہین کہ وہ تمثیل سچی آئی ہوئی ہے اون کے پروردگار کی طرف سے اس واسطے کہ بیان خست کسی چیز کا اور حقارت اس کی کا بغیر تمثیل کے ساتھ حقیر اور خسیس شئے کے نہین ہو سکتا اگر اس مقام مین بڑی بڑی چیزون کے ساتھ تمثیل دیوین بے موقع پڑتی ہے اور پروردگار کہ تمام اشیاء کے مراتب کو جانتا ہے اور ہر چیز کو اپنے مرتبہ مین رکھتا ہے ہرگز خلاف اس کا نہ کرے گا وَاَمَّا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فَیَقُوۡلُوۡنَ یعنے اور اے پردہ آدمی کہ کافر ہوے پس کہتے ہین باوجود اس کے کہ مطابقت مثال کی ممثل لہ کے ساتھ جانتے ہین اور سمجھتے ہین کہ اس شئے کی تمثیل سوائے شئے حقیر کے نہین ہو سکتی مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ یعنی کس کا ارادہ کیا ہے اللہ نے باوجودیکہ عظمت اوس کی بے نہایت ہے بِھٰذَا مَثَلًا یعنے ساتھ مقرر کرنے اس چیز حقیر کے مثال تاکہ سبب ہدایت کا ہو اور حال یہ ہے کہ یہ شئے حقیر مناسب عظمت اس کی کے نہین اور یہ نہین سمجھتے ہین کہ مثال ایسی چاہئے کہ مطابق ممثل لہ کے ہو عظمت اور حقارت مین نہ مطابق ممثل کے کہ ذکر کرنے والا مثال کا ہے البتہ حق تعالے نے بسبب لانے ان حقیر چیزون کے قرآن کی تمثیلون مین ارادہ ایک امر عظیم کا فرمایا ہے اور وہ کیا ہے امتیاز ہونی درمیان مومنون اور کافرون کے اس واسطے کہ یُضِلُّ بِہٖ یعنی گمراہ کرتا ہے بسبب اس مثال کے باوجود اس کے کہ وہ فی نفسہ سبب ہدایت کا ہے کَثِیۡرًا یعنے بہت آدمیون کو کہ غلط فہمی سے

تفہیم خلق

اللہ تعالے نے ایمانداروں کو خبر کردی کہ تم اور نہ ظاہری اسلام پر دھوکا کھاؤ وہ دل مین کافر ہین گو کہ ظاہر مین اپنا مسلمان ہونا جتلاتے ہین یہ لوگ جو خیال کرتے ہین کہ جس طرح ہم اپنے کفر کو چھپا کر ایمان کو ظاہر کر کے مسلمانون کو دھوکا دیا ہے اسی طرح یہ فریب ہمارا اللہ کے آگے بھی چل جاویگا یہ انکا خیال خام ہے (مترجم)

تمثیل حقیر چیزون کی کو ساتھ حقیر چیزون کے مثل عظیم القدر کی شان سے نامناسب جانتے
ہین اور ایسے گروہ بہت ہین لیکن کثرت اون کی کچھہ اعتبار نہین رکھتی ہے تاکہ قول
اون کا صواب کے اوپر حمل کیا جاوے یا مذمت اور طعن اون کے کو شمار مین لایا
جاوے وَّيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا اور ہدایت کرتا ہے بسبب اس مثال کے بہت آدمیون
کو اس واسطے کہ بسبب اس مثال کے حقارت یعنی چیزون کی اون کے ذہنون مین
بکمال وضاحت جلوہ گر ہوتی ہے اور اون چیزون سے پرہیز کرتے ہین اور یہ کس طرح ہو
کہ اون چیزون کی عبادت کرین اور اس جگہہ ایک سوال ہی جواب طلب اور وہ یہ ہے
کہ راہ پانے والون کو اور بہت جگہہ قرآن مین قلت کے ساتھ وصف فرمایا ہی جیسا کہ
بیچ آیت منهم المؤمنون واكثرهم الفاسقون یعنی بعضے اون مین مسلمان ہین اور بہت
اون مین فاسق ہین اور بیچ آیت وقليل من عبادي الشكور یعنی تھوڑے ہین بندون میرے سی
شکر کرنے والے اور بیچ آیت کہ الا الذين امنوا وعملوا الصلحت وقليل ما هم اور اس جگہہ دونون فرقون
کو موصوف بکثرت کیا اور فرمایا کہ یضل به كثيرا ويهدي به كثيرا اور یہ ظاہر مین تخالف کلامونکا
معلوم ہوتا ہے پس وجہ تطبیق کی کیا ہو جواب اس کا یہ ہی کہ کبھی چیز باعتبار ذات اپنی
کے کثیر ہوتی ہے لیکن بہ نسبت چیز دوسری کے کہ اوس سے کثیر ہے اوس کو قلیل
کہتے ہین حال راہ پانے والون کا بھی یہی ہے کہ اپنی جگہہ بہت ہین لیکن بہ نسبت گمراہون
کے تھوڑے ہین اس جگہہ حال مہتدین کا باعتبار ذات اون کی کے کہ بہت ہین ذکر فرمایا
ہے اور دوسری جگہہ ہین حال مہتدین کا بہ نسبت غیر مہتدین کے ہے پس آپسمین تعارض نہین
علاوہ اس کے ہرچند کہ راہ پانے والے عدد مین تھوڑے ہین لیکن حقیقت مین زیادہ ہین جیسا
کہ کہا ہے **بیت** ان الكرام كثير في البلاد وان + قلوا كما غيرهم قل وان كثروا
اور ایک سوال دوسرا ہی جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ ذکر راہ پانے والون کا کسواسطے مقدم نکیا
اور حال یہ ہے کہ شرافت اونہین کی تقدیم کو چاہتی ہے اور اسی واسطے اکثر جگہہ قرآن
مین ذکر نیکون کا بدون کے ذکر پر مقدم ہے جواب سوق اس کلام کا واسطے رد کرنے
کلام کافرون کے ہے کہ واسطے باطل کرنے اعجاز قرآن کے اس شبہہ کے ساتھ تمسک

پتھر کے زبان طعن کی دراز کرتے ہین اور گمراہ ہوتے ہین پس پہلے بیان حال اُن کے کا منظور ہوا اور اسی واسطے اُس کلام مین بہ نسبت کلام سابق کے کہ فاما الذین اٰمنوا واما الذین کفروا ہے نشر اوپر غیر ترتیب لف کے اختیار فرمایا ہے یعنی فاما الذین اٰمنوا اور واما الذین کفروا مین مومنون کا ذکر پہلے ہے اور کافرون کا پیچھے اور یضل بہ کثیرا ویہدی بہ کثیرا مین بالعکس ہے اور یہ ہدایت اور گمراہی کہ بسبب نزول قرآن اور تمثیلات اوس کی کے آدمیون کو بہ تفریق حاصل ہوتی ہے یعنے کبھی ہدایت اور کبھی گمراہی تحکم کی جہت سے اور ترجیح بلا مرجح نہین بلکہ نزول قرآن کا اصل مین سبب ہدایت کا ہوا نہ سبب گمراہی کا لیکن بشرط صحت مزاج مدرکہ کے اور قصور استعداد سامعہ کا مانع ہے اور اسی واسطے جو اشخاص کہ صحیح المزاج اور کامل الاستعداد ہین اون کے حق مین نزول قرآن کا سبب گمراہی کا نہین ہوتا ہے وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ یعنے اور گمراہ نہین کرتا ہے خداے تعالے بسبب تمثیل کے ساتھ اشیاء حقیرہ کے کہ قرآن مین نازل فرماتا ہے مگر فاسقون کو کہ حد عقل اور حد شرع کی سے نکلے ہوے ہین اور استعداد حق بات سمجھنے کی اون مین نہین اب یہان جاننا چاہئے کہ لفظ فاسق کا عرف قرآن مین دو معنی رکھتا ہے ایک اون دو معنون سے کہ اہل شرع کے عرف مین رائج اور مشہور ہین یہ ہے کہ کوئی شخص حکم الٰہی بجا نلاوے اور مرتکب کبیرہ یا اصرار کرنے والا صغیرہ پر ہو اور تدارک اُس کا ساتھ توبہ کے نہ کرے اور ایسا شخص اہل سنت کے نزدیک مسلمان ہے مگر گنہ گار ہے امید نجات اور عفو تقصیر اوس کی کی اور قبولیت شفاعت کی اوس کے حق مین رکھنی چاہئے اور نکاح اور ورثہ لینے دینے مین مثل اور مسلمانون کے اوسکو شامل رکھین اور بعد مرنے کے اوس کو مسلمانون کی روش پر غسل دیوین اور نماز اوس کے جنازہ پر پڑھین اور مسلمانون کی قبرون مین دفن کرین اور لعنت اوپر اوس کے اور تبرا اور بغض اس سے دین کی جہت سے حرام ہے بلکہ مدد کرنی اوس کی ساتھ استغفار اور فاتحہ اور درود اور صدقات اور خیرات کے رکھنی چاہئے اور نزدیک خارجیون کے

ایسا شخص کافر ہے اسلام سے نکلا ہوا اور معتزلون کے نزدیک مومن اور کافر کے
درمیان مین ہے نہ بالکل مومن ہے اور نہ بالکل کافر اور زیدیون کے نزدیک قابل
امامت کے نہین وہ کہتے ہین کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز درست نہین اگر پڑھ لی ہو
اعادہ کرنا اوس کا فرض ہے اور دوسرے معنی یہ ہین کہ شخص کفر مین حد سے گذرے
اور سرکشی اور عناد اختیار کرے اور دیدہ دانستہ انکار حق بات کا کرے اور اس آیت
مین کہ بئس الاثم الفسوق بعد الایمان یعنی بڑا گناہ فسق ہے بعد ایمان کے پہلے معنی مین
مستعمل ہوا اور بیچ آیت ان المنافقین هم الفاسقون یعنی بتحقیق منافقین وہی فاسق ہین
اور بیچ آیت منهم المؤمنون واکثرهم الفاسقون کے دوسرے معنی مین مستعمل ہے اور اس
آیت مین بھی معنے دوسرے مراد ہین اس واسطے کہ فاسق بمعنی پہلے کے بالکل مزاج
اوس کا اب تک فاسد نہین ہوا حکم مریض کا رکھتا ہے کہ مرض اوس کا عارضی ہے
اور مزاج روح اوس کی کا بسبب اعتقاد عقاید حقہ کے درست ہے کلام اللہ کی
نصیحتون اور تمثیلون سے نفع پاتا ہے اور اصلاح قبول کرتا ہی بخلاف فاسق کے کہ
ساتھ دوسرے معنی کے ہے کفر اوس کا حد جہل بسیط سے تجاوز کرکے جہل مرکب کی
حد کو پہونچا قرآن اور تمثیلات قرآن کی بہ نسبت مزاج فاسد اوس کے کے ایسے ہین جیسا کہ
غذا اچھی بہ نسبت مزاج مریض کے کہ معدہ مین جاکر باعث ازدیاد مرض اور فساد کا ہوتی
ہے اور اگر کسی کو شبہہ ہو کہ فاسق مطلق خصوصا وہ فاسق کہ ساتھ صفت آیندہ کے متصف
ہین خود گمراہ ہین پس گمراہ کرنا گمراہون کا اس کے کیا معنی ہین کہ اس مین تحصیل حاصل
کی ہے ہم اس کے جواب مین کہتے ہین کہ مرتبے گمراہی کے انند مراتب ہدایت کے انتہا نہین
رکھتے ہین ایک مرتبے سے طرف دوسرے مرتبہ کے ترقی ہوتی ہے پہلے قرآن کے انکار
اور اس کی تمثیلون پر طعن کرنے سے اصل گمراہی اونکو حاصل تھی اور بعد نزول
قرآن کے اور انکار کرنے اعجاز اوس کے سے گمراہی دوسرے مرتبہ کی حاصل کی کہ پیشتر
اون کو حاصل نہ تھی البتہ استعداد بڑھنے گمراہی کی اون مین موجود تھی کہ اس وقت مین
اس نے ظہور کیا اسواسطے کہ یہ فاسق الَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ یعنی وہ آدمی ہین

کہ توڑتے ہین عہد کو کہ خدا کے ساتھہ باندہا ہے بعد پختہ کرنے اُس عہد کے اُس جگہہ جاننا
چاہیئے کہ جسوقت شخص نے کلمہ اسلام کا زبان پر جاری کیا اور ساتھہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کے یا ساتھہ کسی خلیفہ کے اوس کے خلیفون مین سے بیعت کی اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
کو بہیجا ہوا اور نائب خدا کا تصور کیا پس اوس شخص نے خدا کے ساتھہ عہد باندہا کہ جو حکم
اور احکام اس کے بواسطہ اس پیغمبر کے میری طرف پہونچے سب قبول کئے اور جب وقت
پیغمبرصلعم کی صحبت مین پہونچا یا کتابین سیر اور شمائل اس کے کی مطالعہ کین اور اوضاع اور
اطوار ان کے کہ سراسر دلیل حقانیت اسکی کے ہین مطلع ہوا اور معجزے اوس کے اور
کرامتین اولیا امت اوسکے کی دیکہین اور سنین اس عہد کو پختہ کیا بعد اس حالت کے
اگر معاذ اللہ شبہہ اسلام مین اس کے دل مین آوے اور بسبب اوس شبہہ کے طعن
بیچ احکام شرعیہ کے شروع کرے یقین ہے کہ یہ شخص حد عقل اور شرع سے خارج
ہوا اور اعلے مرتبہ گمراہی کے مین ترقی کی کہ پہلے مسلمان ہونے سے اور دیکہنے پیغمبر اور
معجزات یا سننے اوضاع اور اطوار اس کے سے حاصل نتہا پس یہ حالت علامت ظاہر ہے اوپر
اسبات کے کہ یہ شخص اونے حد کفر کی سے خارج ہوا اور طرف اعلے حد کفر کے پہونچا اور بعضے
مفسرین نے اس عہد کو اوپر عہد الست بربکم کے حمل کیا ہے اور کہا ہے کہ تمام روحین آدمیون
کی بعد پیدایش حضرت آدم علیہ السلام کے اون کی پشت سے نکال کر مانند چیونٹیون کے پیدا کین
اور علم حق تعالے کی وحدانیت کا اونکے اندر رکھدیا اور اون سے ساتھہ مضمون اوس کے
کے اقرار کروایا پس اوس وقت مین تمام روحون نے اپنے پروردگار سے عہد
باندہا کہ اس کے ساتھہ کسی کو شریک نکرین گے اور اوس کی اطاعت سے قدم
باہر نہ نکالین گے اور میثاق اوس عہد کا اور محکم کرنا اوس کا دو طرح سے ہے اول قایم
کر دینا توحید کی دلیلون کا اون کی عقلون مین اس طریق سے کہ اگر عقلون اپنی کو وہمون
کے پردون سے مجرد کرین اون دلیلون کو معلوم کرلین اور یہی ہین معنی اشہدہم
علے انفسہم کے دوسرے بہیجنا رسولون کا واسطے یاد دلانے اس عہد کے اور دور کرنے
شبہات وہمیہ کے اور توڑنا اوس عہد کا یہ ہے کہ اس قدر بیچ تقلید باپ دادون اپنے کے

تفسیر خلیلی
چین و آرام مین
خلل مت ڈالو قَالُوا
إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ
ت تو کہتے ہم تو
سنوارنے والے
ہین ف ابن
عباس رضی اللہ
عنہما نے فرمایا کہ
جب منافقون سے
کہو کہ فساد نکرو
تو کہتے ہین کہ
ہم دونون فریق
مومنین اور اہل
کتاب مین صلح
کرانے ہین (دیکھو)
آجکل کے مسلمان
صلح کل والون کا
حال ہے

اور پیروی کرنے خواہشون نفسانی کے مشغول ہووین اور لذتین بدنی اور دنیا کے فائدون
کو ایسا اختیار کرین کہ وہ علم ضروری اون سے محجوب ہووے اور اس کو معلوم نہ کرسکین
اور جو لوگ باوجود ان تاکیدون کے کہ بیچ اس عہد کے کی گئین اس کو توڑ ڈالین اور
برخلاف اوس کے اصرار کرین یقین ہے کہ کمال سرکشی اور عناد اون کا ثابت ہووے
اور حال یہ ہے کہ وہ لوگ اوپر اسی قدر کے کفایت نہین رکھتے ہین بلکہ وَیَقْطَعُوْنَ مَا
اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ یُّوْصَلَ یعنی اور قطع کرتے ہین اس علاقہ کو کہ حکم فرمایا ہے اللہ نے
ساتھ اسبات کے کہ اوس علاقہ کو ملایا جاوے اور وہ کئی علاقے ہین اول وہ علاقہ کہ روح
کو ساتھ مبادی عالیہ اور ملاء اعلی اور گروہ جبروت اور ملکوت کے ہے اور قطع کرنا اس کا بسبب مستغرق
ہونے کے شہوات مین اور محبت کرنے جواہر دنیاوی کے اور حرص کرنے اوپر امور خسیسہ
کے ہے دوسرا علاقہ کہ ساتھ حضرات انبیاؤن اور مرشدون اور واعظون کے باعتبار جبلت
انسانی کے متحقق ہے اور قطع کرنا اس علاقہ کا بسبب مصاحبت کفار اور منافقون اور مبتدعون
کے اور سننے شبہے اون کیکے اور بسبب طعن کرنے کے بیچ اوضاع اور اطوار نیکون
کے ہے تیسرا علاقہ قرابت اور رحم کا ہے اور قطع کرنا اس کا کئی طرح پر ہے ایک بسبب
ترک کرنے ملاقات کے اور بسبب نہ حاضر ہونے کے جس وقت مین کہ امیدوار حضور کے ہووین
مثل شادی اور ماتم اور بیمار پرسی اور اعانت کے دوسرے باعث ترک کرنے احسان
اور مروت کے تیسرے بسبب ایذا پہونچانے قریبون کے اور قطع کرنا ان علائق کا باوجود
اس کے کہ یہ علاقے عقل اور شرع کے موافق ہین دلیل صریح ہے اوپر اوس کے
کہ یہ شخص دائرہ عقل اور شرع کے سے نکلا وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ یعنے اور فساد
کرتے ہین زمین مین کئی وجہ سے اول یہ کہ آدمیون کو ایمان سے نفرت دلاتے ہین اور
مسلمانون کے مخالفون کو اوپر لڑائی اون کی کے ورغلاتے ہین اور کافرون کو مسلمانون
کے اسرار پر مطلع کرتے ہین اور عیب صحابہ اور نیک لوگون کے ڈہونڈ کر مشہور کرتے ہین تا کہ
آدمی تاثیر صحبت پیغمبر اور خوبی اس دین کی سے بد اعتقاد ہووین دوسرے
یہ کہ طمع مال اور احسان اور انعام کی جڑ سے کر بد رسمین اور ممنوع بدعتین آدمیون

مین رائج کرتے ہین تیسرے یہ کہ واسطے شہوت رانی اور غصہ اپنے کے بیباکی
کرکے قتل کرنا اور زخمی کرنا اور مارنا اور دشنام دینا اور تاوان لینا اور سلب لینا
مال کا کرتے ہین اور تلف ہونا جانون کا اور مواشی اور کہیتیون کا اور قطع طریق اور
احتکار سبب اوس کے وقوع مین آتا ہی اور ان چیزون سے زمین کا فساد ہے
لیکن ان باتون سے مقصد اپنے کو کہ وہ اہانت دین حق کی اور تحقیر اہل صلاح اور
نیک لوگون کی ہے نہین پہنچتے ہین بلکہ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ یعنی یہ لوگ ٹوٹے مین
ہین کہ راس المال اپنا کہ وہ عقل تہی اور سبب اُسکے توقع بڑے بڑے فائدون کی تہی کہ
دنیا مین فائدے کتاب کے اون کو ملتے اور آخرت مین لذتین بہشت کی حاصل ہوتین
بالکل برباد گئے اور بدلے اسکے ان مہلکات کو کہ بعد مرنے کے بصورت سانپ اور بچہوون کے
نمودار ہونگی خریدا اور بیچ جو اونکے کے وہی مثل درست آئی کہ اعطی درۃ واخذ اٰجرۃ
یعنی دیا موتی کو اور لیا ایک اینٹ کو اور اگر تتبع اس قرآن کے سے تم عاجز ہوئے اور
معبود اور مشکل کشا تمہارے بہی مدد تمہاری سے عاجز آئے پس معلوم ہوا کہ تم اس قرآن
کو کلام الٰہی جانکر انکار کرتے ہو پس یہ انکار کرنا کفر کرنا خدا کے ساتھ ہے اور کفر کرنا خدا کے
ساتھ باوجود واقفیت حال اپنے کے ابتدا اور انتہا مین اس طرح سے متصور نہین کَیْفَ
تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ کس طرح کفر کرتے ہو تم ساتھ اللہ کے وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا یعنی اور حال
یہ ہے کہ تھے تم جسم بغیر جان کے کہ کچھ حس اور حرکت تمہارے مین نتھی پہلے تم عناصر تھے
بعد اس کے غذا ماں اور باپ کی ہوئے بعد اس کے نطفہ بعد اس کے خون بندھا ہوا ہوئے
بعد اس کے گوشت کے ٹکڑے اور اسحالت مین عنایت الٰہی طرف تمہارے متوجہ ہوئی
فَاَحْیَاکُمْ یعنی پس زندہ کیا تمکو ساتھ پہونکنے روح کے یہانتک کہ حس اور حرکت
تم مین پیدا ہوئی لیکن ابہی تک کہ تمکو عقل عنایت نکی تہی مردہ اور جاہل تہے پہر عقل
کامل تمکو بخشی اور زندگی دوسری تمہارے تئین سونپی اور راہ بتاسا نیچ جاننے اون چیزون
کے کہ عقل وہان نہین پہونچتی ہے مانند مردہ کے تھے پہر کتاب اوپر تمہارے نازل فرمائی
اور پیغمبر کی زبان سے اوس کتاب کا بیان کروایا اور زندگی دوسری بخشی ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ

تفسیر خلیلی
تفسیر یعنی خدا
اور رسول پر ایمان
لاؤ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ
کَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ
تو کہتے ہیں کیا
جیسا بیوقوف لوگ
مان گئے ہم بہی
مان جائیں ہاہاہا
تفسیر یعنی جو لوگ
ایمان لاسکے وہ
تو احمق ہین ہم
لوگ احمقون کا
سا کام نہین کرینگے
یہ پیشتر اب بہی
الحمد والون کو
دنیا دار دنیا
پرست لوگ بیوقوف
کہا کرتے ہین

یعنی پھر مارے گا تمکو لیکن اسواسطے نہین مارتا ہے کہ پھر تمکو زندہ نہین کرنے کا بلکہ اسواسطے
دنیا مین مارتا ہے کہ اس گھر تنگ فانی سے طرف گھر فراخ ہمیشہ رہنے والے کے لیجاوے
تاکہ جزا علم اور عمل اپنے کی اُس مین دیکھو تم ثُمَّ یُحۡیِیۡکُمۡ پھر زندہ کرے گا تمکو جس وقت
کہ صور پھونکا جاوے گا اور یہ زندگی مانند پہلی زندگی کے نہین اسواسطے کہ پہلی زندگی مین
خالق اپنے سے محجوب تہے اور اس زندگی مین حجاب بالکل مرتفع ہوگا ثُمَّ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ
یعنی پھر طرف اوس کے رجوع کروائے جاوگے تم پس جو کوئی ابتدا سے انتہا تک مرہون
احسان اور متوقع انعام کسی کا ہو اور ہر حالت مین کام اُس کا اُسی کے ساتھ سرانجام پاوے
اوس سے کیونکر ہوسکے کہ کفر ساتھ ایسے منعم کے اختیار کرے باقی رہے اس جگہہ کئی
سوال جواب طلب ہین پہلا یہ کہ جملہ وکنتم امواتا کو ساتھ تکفرون باللہ کے کیا ربط ہے
ظاہر یہ ہے کہ حال ہو اور حال ہونے اُس کے مین کئی وجہ سے اشکال آتا ہے اول یہ کہ جملہ
ماضویہ جوقت حال واقع ہووے ضرور ہے تقدیر قد سے اور خاصہ قد کا وہ ہے کہ ماضی کو
حال سے نزدیک کرتا ہے اور رہنا اونکا ماؤن کے پیٹ مین بغیر جان کے یہ ماضی بعید ہے
لفظ قد کا اس کے اوپر نہین آسکتا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ کبھی ماضی بعید کو قریب
اعتبار کرتے ہین اور لفظ قد کا اوسکے اوپر داخل کرتے ہین جیسا کہ بیچ کیف نکذب وقد
قال رسول اللہ صلعم المومن لا یکذب یعنی کسطرح جھوٹ بولین ہم حالانکہ فرمایا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن نہین جھوٹ بولتا ہے ہرگاہ کہ فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا اس حدیث کو ذہن مین محفوظ ہے قریب اعتبار کیا گیا ہے اگرچہ ماضی بعید ہے
ایسے ہی اس جگہ ہرگاہ کہ ساعتین حیات کی اور زمانہ عمر کا شتابی چلا جاتا ہے
اگرچہ دور ہے نزدیک دکھلائی دیتا ہے دوسرا یہ کہ اوپر اس تقدیر کے عطف ثم یمیتکم ثم
یحییکم ثم الیہ ترجعون کا اوپر وکنتم امواتا کے مشکل ہوتا ہے اس واسطے کہ یہ امور بالکل
آگے آنے والے ہین اگر اوپر اسکے معطوف ہون تو یہ بھی حال ہوجاوین اور مستقبل محض حال
نہین ہوسکتا ہے صاحب کشاف نے اس اشکال سے اس طرح پر جواب دیا ہے
کہ فقط جملہ ماضویہ حال نہین بلکہ تمام قصہ حال واقع ہوا ہے پس گویا ایسا ارشاد ہوتا ہے

کہ کیف تکفرون باللہ وقصتکم ھذہ القصۃ لیکن اس جواب مین اب تک خدشہ باقی ہے
اس واسطے کہ جو قصہ اوپر امور مستقبلہ کے شامل ہو ثابت ہونا مجموع اوسکے کا بیچ حالت
وجود عامل کے مشکل دکھلائی دیتا ہے اور حال ہونیکے واسطے ضرور ہے کہ عامل ذوالحال
اور حال کا زمانہ مقارن ہو اسی واسطے اکثر توجیہ کرنے والون عبارت کشاف کے لئے ایسا
اختیار کیا ہے کہ مجموع قصہ کا حال واقع ہوا ہے باعتبار معلومیت کے نہ باعتبار وقوع
کے اور علم ساتھ اس قصہ کے مقارن عامل کے ہے اور اس جواب مین بھی خدشہ باقی ہے
اور وہ یہ ہے کہ کافرون کو اس قصہ کا علم تھا اور اگر بعضے دیدہ و دانستہ مکابرہ کرتے ہون یہ بھی
احتمال ہے لیکن اون مین سے دوسری بار زندہ ہونیکا اور رجوع کرنے کا یقین نہیں کہتے
تھے اور بعضے پچھلون مفسرون نے ایسا کہا ہے کہ اس جگہہ مستقبلات باعتبار معنی ثم کے ماول
ساتھ ماضی کے ہین اس واسطے کہ معنے ثم کے عطف مع تراخی کے ہے پس معنی کلام کے
یہ ہوے کہ فاحیاکم وتراخی اماتتہ وتراخی احیاءہ ایاکم وتراخی رجوعکم الیہ - یعنی
پس زندہ کیا تمکو اور متراخی ہوا مارنا اوس کا اور متراخی ہوا جلانا اوس کا تمھارے تئین
اور متراخی ہوا رجوع تمھارا طرف اوس کے اور اس وجہ مین بھی خدشہ باقی ہے اس واسطے
کہ تراخی ان امور کو بیچ ہونے کفر کے دخل نہین اور باوجود اس کے کہ تراخی مدلول ثم کا ہے
معنی حرفی ہین کہ ہرگز استقلال نہین رکھتے ہین بلکہ فقط مرآۃ ملاحظہ غیر کی ہے اور حال
کو چاہیے کہ معنی مستقل ہون اور اگر معنی حرفی کو بیچ حکم معنی اسمی کے لیوین اور وصف
اور حال مین استعمال کیا جاوے پس کچھہ فرق معنی حرفی اور اسمی مین نہین رہتا ہے
پس سب سے صحیح توجیہ یہ ہے کہ جملہ وکنتم امواتا فاحیاکم کا مقطع کلام کا ہے اور ثم
یمیتکم معطوف اوپر جملہ کیف تکفرون باللہ کے ہے اور حاصل کلام کا یہ ہے کہ باوجود جاننے
ابتداء حال اپنے کے کفر تم سے نہایت بعید ہے اور اگر باوجود اس تمام جاننے کے
کفر قبول کرتے ہو پس تمکو پھر موت اور حیات دوسری درپیش ہے سزا اس کفر کی
اوس موت اور حیات مین تم چکھو گے سوآل دوسرا یہ ہے کہ بیچ فاحیاکم
کے استعمال فا کا کیا اور معطوفات اوس کے مین لفظ ثم کا لائے ان دونوین فرق کیا ہے

تفسیم جلیلی

اختیار کرے اس

مبادا دل آن فرو مایہ شاد و کہ از بہر دنیا دہد دین بباد

واذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنا

اور یہ منافق جب مومنون سے ملتے تھے تو ہم بھی مان لائے ہین

واذا خلوا الی شیاطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزءون

اور جب اپنے شیطانون یعنی رئیسون کے خاص جلسے مین ہوتے کہتے ہم تو تمہارے ساتھ ہیں

جواب اسکا یہ ہے کہ جو موت بیچ وکنتم امواتا کے مذکور ہے وہی ہے کہ نطفہ کے واسطے
پشت پدر مین اور جنین کے واسطے ما کے پیٹ مین ہوتی ہے یعنی نہونا حیات کا اور عدم
حیات ممتد ہے وقت احیا تک پس زندہ کرنا اُس کے متصل ہوا اور محل دخول فا کا ہو گیا
اور امات احیا سے بہت پیچھے ہے گو کہ حیات سے متراخی نہو اور ایسے ہی احیا دوسرا بھی امات
سے بہت متراخی ہے گو کہ موت سے متراخی نہو اور ایسے ہی رجوع الی اللہ احیا دوسرے
سے متراخی ہے پس محل ثم کا ہوا سوال تیسرا یہ ہے کہ بعضے مفسرین نے ثم یحییکم کو
اُس کے اوپر حمل کیا ہے کہ یہ احیا وہ ہے کہ قبر مین واسطے سوال منکر اور نکیر کے ہوگا اور
ثم الیہ ترجعون کو اوس احیا پر حمل کیا ہے کہ دن حشر کے ہوگا واسطے ثواب اور عذاب
کے یہ توجیہ درست ہے یا کسیطرح کا اس مین خلل ہے جواب اسکا یہ ہے کہ یہ توجیہ ہر چند من
حیث اللفظ محتمل ہے لیکن من حیث المعنی چندان چسپان نہین اسواسطے کہ اگر حیات قبر کی
حیات حقیقی اعتبار کیا جاوے پس بیچ وقت بعث اور حشر اور نشر کے آنا حیات دوسری کا
اوپر اوس حیات کے کہ قبر مین ہو چکی درست نہین ہو سکتا اسواسطے کہ زندہ کو زندہ کرنا بے معنے
ہے پس ضرور ایک بات دو چیزون مین سے اختیار کرنی چاہیے یا قائل ہونا چاہیے موت دوسری کا
کہ قبر مین ہوا اور یہ خلاف اجماع کا ہے اور بھی خلاف اسلوب اس کلام کا ہے اسواسطے
کہ اس صورت مین ایسا فرمانا چاہیے تھا کہ ثم یحییکم ثم یمیتکم ثم الیہ ترجعون یا قائل ہونا
اس کا چاہیئے کہ حیات بعث اور حشر اور نشر کی مجازی ہے حقیقی نہین وھو صریح البطلان
بلکہ تحقیق یہ ہے کہ حیات کے معنی کیا ہین تعلق پکڑنا روح کا ساتھ بدن کے اور قبر مین
ہرگز تعلق روح کا ساتھ بدن کے نہین یعنی حلول روح کا نہوگا بلکہ ادراک اور شعور روح
کا کہ بعد مفارقت کے بدن سے اوس کو باقی رہتا ہے اسی کو حیات قرار دیا ہے پس حمل
کرنا حیات قبر کا اوپر حیات مجازی کے متعین ہے اور بس سوال چوتھا یہ کہ بعضے آدمیون کو
ساتھ دلیل نصوص قرآنی کے تین بار موت درپیش آئی مثل حضرت عزیر کے کہ انکو
سو برس تک مرا ہوا رکھکر پھر زندہ کیا پھر موت دوسری کہ قیامت تک رہے گی کھائی
اور ایسے ہی وہ آدمی کہ بنی اسرائیل مین سے تھے اور وبا کے ڈر سے بھاگ کر چلے

گئے تھے اون کو حکم ہوا کہ موتوا پھر اون کو زندہ کیا اور ایسے ہی وہ آدمی بنے اسرائیل
مین سے کہ ہمراہ حضرت موسی علیہ السلام کے میقات مین گئے تھے بجلی سے مرگئے تھے
بعد اس کے پھر انکو زندہ کیا جیسا کہ بیچ اس سورت کے آتا ہی ثم بعثناکم من بعد موتکم
اور جب بعد ہر موت کے احیا لازم ہے پس اس جماعت کو احیا بھی تین مرتبہ واقع ہوا اس
آیت مین مطلقاً دو موت اور دو حیات پر کفایت کرنی کس طرح درست بیٹھے جواب
اس کا یہ ہی کہ عادت مین دو موت اور دو حیات سے زیادہ نہین اور اس جگہہ مذکور اون
نعمتون اور تصرفات کا ہی کہ موافق عادت کے کثیر الوقوع ہین اور ہر اہل اور نا اہل مین
پائے جاتے ہین اور موت اور حیات زیادہ دو بار سے خاص بعض افراد اور بعض جماعات
مین ہے کلیہ نہین اور باوجود اس کے علم ساتھ موت اور حیات کے زیادہ دو بار سے
مخاطبین کو حاصل نتہا اس واسطے کہ یہ لوگ اوپر قصون پہلی امتون کے خبردار نہ تھے پس
اون کے خطاب مین ذکر زائد کا بے وجہ تہا اس جگہہ جاننا چاہیے کہ اس آیت مین بڑے
مقاصد عمدہ علم عقائد کے دلیلون کے ساتھ مذکور ہین سامع کو چاہئے کہ اون مقاصد
کو مع دلیلون کے معلوم کرے مقصد پہلا یہ کہ عالم کا پیدا کرنے والا ہے دانا اور توانا
اور زندہ اور سننے والا اور دیکھنے والا اور غیر محتاج ماسوے اپنے سے اور انہین
مقاصد سے ہے کہ قدرت جلانے اور مارنے کی غیر اوس کے کو حاصل نہین اور
اونہین مقاصد سے ہے کہ حشر اور نشر حق ہے اس واسطے کہ دوسری بار کام
کرنا پہلی دفعہ سے آسان ہوتا ہے اور اونہین مقاصد سے ہے کہ حق تعالی نے اپنے
بندون کو ساتھ امر اور نہی کے تکلیف دی ہے اور اسباب خوف اور رجا کا عالم آخرت
مین اون کے واسطے تیار کیا ہے اور اونہین مقاصد سے ہے کہ دنیا مین زہد اور بے رغبتی
اختیار کرنی چاہیے اس واسطے کہ بعد اس زندگی کے موت درپیش اور یہ زندگی ساتھ
موت کے بدل ہوگی اور جو شے کہ اس حالت مین ہے خواہ مال خواہ اولاد خواہ گھر اور
باغ کہ واسطے نفع اس زندگی کے ہین تمام اوس سے دور کئے جاوین گے یہانتک
کہ بعد موت کے مالک کسی چیز کا نرہے گا اور دنیا مین کوئی اثر اور نشان اوس سے نچھوٹینگے

تفسیر حقانی

کہ ہم ایمان لائے ہین تو ہم ادعی کرتے ہین اور حقیقت مین ہم تمہین لوگون کے ساتھ ہین اور تمہارے ہی ہم خیال ہین اللہ یستھزئ بہم ویمدہم فی طغیانہم یعمہون ف اللہ اون کے دل لگی کرتا ہے اور اونکی شرارت مین اونکو ڈھیل دیتا ہے کہ وہ اور بھی بھٹک جاوین ف برخلاف ان کے وہ جو مسلمانون سے ہنسی کرتے ہین وہ احمق ہین

بیان علم عقائد کا مع دلائل

مدت دراز لحد مین گذارے گا کہ ہر چند اوسکو آواز دیتے ہین جواب نہین دیتا ہے اور ہر چند اس
سے پوچھتی ہین بات نہین کہتا ہے اور ساتھ اس مرتبہ کے دلون سے محو ہوجاتا ہے کہ
اقرباکو پرواز یارت اسکی کی نہین رہتی ہے اور کنبے والے اوس کو مطلق فراموش
کرتے ہین جیساکہ کہنے والے نے کہا ہے **بیت** دو بیتم جگر کرد روزے کباب ؛ کہ می گفت
گوئندہ بار یاب ؛ دریغا کہ بے ما بسے روزگار ؛ بیاید گل و بشگفد نو بہار ؛ بسا تیر و دی ماہ و اردی
بہشت ؛ بیاید کہ ما خاک باشیم و خشت ؛ اور جب کہ حالت اس حیات کی ایسی ہے پس قابل
اس کے نہین کہ دل اس کے ساتھ باندھا جاوے اور اوس کو اوپر زندگی ہمیشگی کے کہ آگے
آنے ہی اختیار کیا جاوے اور اگر کافر کہین کہ ہر چند خدائے تعالے جلانے والا اور مارنے
والا ہمارا ہوا لیکن کسی طرح کا حق اوسکا اوپر ہمارے ثابت نہین تا کہ ہمکو کفران نعمت اوسکے کا
اور التجا طرف غیر اس کے کے مضر ہو اس واسطے کہ زندگی اور موت ہماری اوس کی طرف
سے قصد اور اختیار کی راہ سے نہین بلکہ اسباب وجود ہمارے کے اس سے صادر ہوئے
اور وہ اسباب رفتہ رفتہ اس نہج پر بہم ہوگئے کہ ہم موجود ہوگئے ابتداءً اللہ تعالی کو قصد
پیدا کرنے ہمارے کا نہ تہا تا کہ ہمارے اوپر منت اوس کی ہوتی ہم کہتے ہین یہ اعتقاد تمہارا
غلط ہے اسواسطے کہ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ یعنی ذات پاک وہ ہے کہ مقدر کیا واسطے تمہارے
پیدایش تمہاری مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا یعنی وہ چیز کہ بیچ زمین کے ہے تمام جیساکہ غذائین
ستہری اور خوشبوئین پاکیزہ اور آوازین دلپسند اور صورتین زیبا اور لذت کی چیزین موافق
خواہشون کے اور بعضی زمین کی چیزون کو کہ وسیلہ ان چیزون کے حاصل کرنے کا
کیا جیساکہ تیر اور کمان اور جال اور شست شکار کے واسطے اور لکڑی اور لوہا اور بیل
اور رسی کہیتی کے واسطے اور درختون کے بونے کے واسطے اور بعضی چیزون کو وسیلہ
تکلیفون کے دور کرنے کا اور آرام اور قرار حاصل ہونیکا کیا جیسے کہ مکان اور خیمہ واسطے
دور کرنے گرمی اور سردی کے اور دوا واسطے دور کرنے بیماری کے اور بعضی چیزونکو
واسطے حاصل ہونے عبرت اور سوچ اور سمجہ کے پیدا کیا مانند موت اور بیماری کے
اور مشقت اور درد کے اور موت مین فائدہ دوسرا بہی ہے کہ اگر پہلے لوگ نہ مرتے اور

پچھلے پیدا ہوئے جاتے زمین واسطے معاش اس جماعت کثیر کے تنگ ہو جاتی اور لڑائی
اور جھگڑے بے شمار واقع ہوتے اور پہلے لوگ ریاست اور مرتبہ پر غالب اور قایم رہتے
اور پچھلے لذت ریاست اور حکمرانی سے محروم رہتے اور ایسے ہی مشقتون اور تکلیفون
مین بھی فائدے ہین اور عمدہ فائدہ اون مین سے یہ ہے کہ اگر مشقت نہوتی کارخانہ اسباب
دفع کرنے اس مشقت کا اور سرانجام کرنے والے اون اسباب کے معطل رہتے مثلاً اگر
چور نہوتا چوکیدار کیا کام کرتا اور اگر خوف غنیم کا نہوتا قلعہ اور قلعہ بان بیکار رہتے اور ایسے
ہی اگر مشقت سردی کی نہوتی شال بننے والے معطل رہتے اور اگر گرمی نہوتی خس خانہ
اور پنکھا کھینچنے والے بے کار رہتے اور اگر بھوک نہوتی باورچی کیا کام کرتا اور
اگر پیاس نہوتی آبدار اور سقا بے کار رہتا اور اگر مرض نہوتا دوا اور طبیب اور عطار
اور فصاد اور جراح سب رائگان ہوتے اور بعضی چیزون کو اسباب حاصل کرنے
کمالات کا کیا ہے مانند حواس باطن کے اور حواس ظاہر کے اور مدد اور معاون ان
امور کے جیسا کہ دوات اور قلم اور کاغذ اور سیاہی اور استاد اور معلم اور بعضی چیزون
کو واسطے ثابت کرنے عذر تقصیرات کے پیدا کیا ہے مثل نسیان اور خطا کے حاصل یہ
ہے جو کچھ کہ جہان مین ہے تمام آدمیون کے کام مین صرف ہوتا ہے یہان تک کہ زہر قاتل
وہ بھی بعضی دواؤن مین کام مین آتا ہے اور پہلے پیدایش آدمی کی سے ان چیزونکو
مقدر کرنا دلیل صریح ہے اوپر اس بات کے کہ آخر کام مین ایک مخلوق کو پیدا کرینگے
کہ ان چیزون کو کام مین لاوے گی اور صرف کریگی جیسا کہ پیدایش آدمی کی اور محتاج
کرنا اوس کا طرف تمام ان چیزون کے دلیل صحیح ہے اوپر اس بات کے کہ آدمی مین
اسرار ان سب چیزون کے سونپے گئے ہین والا تصرف اس کا ان چیزون مین
اور استعمال کرنا اون چیزون کو اوپر وجہ مناسب حکمت کے متصور نہوتا اور جب یہ
چیزین کہ مقدر رہین خود بخود زمین سے ظاہر نہین ہو سکتین اسواسطے کہ زمین قابل
محض ہے اور قابل محض سے کوئی چیز بالفعل نہین ہوتی ہے واسطے کامل کرنے
منفعت تمہاری کے عنایت دوسری فرمائی ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ یعنے پھر متوجہ

ہوا طرف پیدایش آسمان کے اسواسطے کہ آسمان متضمن ہے اسباب حاصل کرنے
اون چیزون کا کہ زمین مین ہین فَسَوّٰھُنَّ پس ٹھیک کیا اون آسمانون کو اس
طرح سے کہ کہین سوراخ یا شگاف اور ٹیڑہا پن اوس مین نرہا اور اعتدال کلی
حاصل ہوا سَبْعَ سَمٰوٰتٍ یعنی سات آسمان تاکہ کواکب سیارہ اون مین حرکت
کرین اور حرکتون ان کی سے طرح طرح کے اوضاع ظاہر ہووین اور اون اوضاع
سے جو چیزین کہ زمین مین مخفی ہون ظہور کرین مثل ریزش مینہہ کے اور پکنا میوون
اور دانون اور غلون اور گہاس کا ساتھ آفتاب کے اور رنگت دینے اور مزہ اور
خواص ساتھ ماہتاب کے اور اور ستارون کے اور تبدل چارون فصلون کا ساتھ
قرب اور بعد آفتاب کے اور ایسے ہی غلے اور میوے ہر موسم کے اور احتیاج طرف
سامان درست کرنے ہر موسم کے کہ تکلیفات اوس کی دفع ہووین جیساکہ عمارتین مضبوط
بارش کے وقت اور لباس گرم سردی کے موسم مین وعلی ہذا القیاس اور روشنی
ہر حال مین بسبب ستارون آسمانی کے ہے اسواسطے کہ جو ہر چمکدار زمین کی چیزون
مین بجز آگ کے دوسری شے نہین اور آگ کو اگر ہمیشہ پاس رکہو نقصان پہونچاتی ہے
اور آسمان کے ستارے ایسے نہین اور علاوہ اس کے آگ کی روشنی ہر وقت باقی
نہین رہتی بلکہ حاجت لکڑیون وغیرہ کی دم بدم پڑتی رہتی ہے کہ اوس کے سبب
سے جلتی رہے اور آدمی مین جیساکہ اسرار تمام زمین کی چیزون کے رکہین ہین اور
بسبب اوس کے تمام چیزون زمین کی سے نفع اوٹہاتا ہے ایسا ہی اسرار تمام
آسمان کی چیزون کا اس کے اندر رکھ دیتے ہین تاکہ آسمان کی چیزون سے بہی
نفع اوٹہاوے اور ایک قسم نفع کی کہ سب فائدون سے عمدہ ہے اور بہی ہے اور
کل چیزون سے وہ نفع حاصل ہوسکتا ہے خواہ مخلوقات سفلے ہون خواہ مخلوقات علوی
مگر یہ نفع خاص نوع انسان کیواسطے ہے اور وہ خاص نفع یہ ہے کہ انسان دلیل پکڑے ساتھ
نشانیون قدرت اور دلیلون الوہیت اللہ تعالی کے جیساکہ طرف اس نفع کے اشارہ
فرمایا ہے بیچ آیت سَنُرِیْھِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَھُمْ اَنَّہُ الْحَقُّ یعنی اب ہم دکہاوینگے

تفسیر خلیلی

بچہار اسوقت اون لیے ہیں سوا نے کا اسیلی سے سمجھے نہیں ہیں نیاں کی ہیں رنگا میں سے تعد سکی ہو کہ اللہ ہو کر سے وسیا ہو رنگ کے ساتھ وہ ساحلہ جاری ہے جب پیچ بیچو نیوں سے سیاہ ہو گئے ہیں سرکہ رنگ ہو کر دیکھیں اور نیسے یاقوت لیتے ہیں جلدی دنیا میں جلدی اور کسی کی بیج نہیں ہوتی

اونکو اپنے نمونے دنیا مین اور انکی جانون مین تاکہ کہل جاوے اونپر کہ یہ بات ٹہیک ہے اور
ایک اور نفع ان چیزون سے یاد دلانا آخرت کا اور یاد دلانا ثواب و عقاب اس جہان کا
حاصل ہوتا ہے اور وہ بہی خاص انسان کیواسطے ہے یہ ہے کہ لذتین کہانے اور پینے اور
میوون اور نکاح اور سواریون کی دیکہتا ہے اور سنتا ہی قیاس کرتا ہے بہشت کی
نعمتون کو اور اسباب وحشت اور تکلیفات کے جیساکہ غم اور خوف اور بجلی اور آگ اور پہاڑنیوالے
جانور اور طوق اور زنجیر اور سانپ اور بچہو دیکہکر اور سنکر دوزخ کے عذاب کو اوس پر
قیاس کرتا ہے اور تخصیص سات آسمان کی کہ اس مقام مین مذکور ہے اسواسطے ہے کہ آثار
سفلی کہ نوع انسانی کو اکثر درکار ہین بسبب انہین سات آسمانون کے اور ستارون انکے کی
ہے والا صلین ان سب چیزون کی ارواح مدبرہ عرش اور کرسی کی سے پیدا ہوئی ہین اور
بڑا نفع انسان کا بلکہ ہر مخلوق کا انہین سی ہے لیکن ہرگاہ کہ ارتباط موجودات سفلی کا انکے ساتھ
ظاہر مین لوگون کی نظر سے پوشیدہ ہے ذکر عرش اور کرسی بلکہ لوح اور قلم کا بہی اس مقام
مین نہین فرمایا حاصل یہ ہے کہ آدمی کو زمین اور آسمانون کی چیزون سے نفع دینا اور
اون چیزون کو اس کے کام کے واسطے پیدا کرنا دلیل صریح ہے اوپر اس کے کہ وجود
اور حیات اور موت اوس کی بسبب عنایت خاص جناب الٰہی کے ہوئے اوس قبیل سے
نہین کہ بسبب پیدائش اور چیزون کے تبعا اس کی بہی پیدائش ہوگئی بغیر اسبات
کے کہ مقصود بالذات ہو اسواسطے کہ اللہ تعالے ساتھ ربط دینے تمام چیزون کے اون کے
اسباب کے ساتھ دانا ہے وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ یعنے اور وہ ساتھ ہر چیز کے
دانا ہے پس جو چیزین کہ زمین اور آسمان مین ہین جانتا ہے اور اسرار اون سب
چیزون کے آدمی کے اندر رکھ دینے کی طاقت رکھتا ہے اور ایسے ہی بعد موت کی
مردہ کے تمام اجزا اون کو جانتا ہے پس جمع کرنا اجزا مردہ کے واسطے دوبارہ پیدا
کرنے کے اوس کے نزدیک ایک آسان کام ہے اور بہی چونکہ مقتضا سے ہر عمل
کا ہے کہ جزا اوس کی اچہی ہے یا بری اوس کو بہی جانتا ہے اور شکر کرنے ان
نعمتون کے سے یہ چیز لازم ہے اور ناشکری اون کی سے یہ شے لازم ہے اوسکو بہی جانتا ہے

تفسیر فیضی
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ
یہ وہی لوگ ہین جنہون نے راہ کے بدلے گمراہی مول لی سو انکو یہ دہندا بہلا نہین اور دو راستہ پانے والے بہی نہین
[illegible]

پس معلوم کرتا آدمی کا ان سب چیزون کو خواہ مخواہ اس کی طرف لاتا ہی کہ ناشکری اسکی
نکرے اور انکار احکام منزلہ اوسکے کا اس سے سرزد نہوا اس جگہہ دو سوال ہین کہ جواب انکا
چاہیے اول یہ کہ خلق لکم ما فی الارض جمیعًا اسپر دلالت کرتا ہے کہ جو کچھہ زمین مین
ہے ہر کسی کے واسطے نفع لینا اوس کا مباح ہی جیسا کہ مذہب اباحتیون کا ہے اور حال
یہ ہے کہ حرام چیزون کی حرمت سب شریعتون مین قطعًا ثابت ہوئی ہے جواب اس کا یہ ہے
کہ پیدایش تمام چیزون کی واسطے انتفاع سب آدمیون کے تقاضا اسبات کو کرتی ہی
کہ ہر چیز سے ہر شخص نفع اوٹھاوے بلکہ اس آیت مین کہ مقابلہ جمیع ما فی الارض کا ساتھ
تمام بنی آدم کے ہے اسکو تقاضا کرتا ہے کہ افراد اول کے اوپر افراد دوسرے کے
منقسم ہون گے یعنی کسی شے سے کوئی نفع اوٹھاوے اور کسی سے کوئی پس جو چیز کہ غیر کا
حق اس مین متعین ہوا اور کسی سبب سے اوس کی ملکیت مین آئی نفع پکڑنا اس سے
دوسرے کو بغیر اجازت صاحب حق کے روا نہوا اور ایسے ہی نفع پانا بنی آدم کا جمیع ما فی الارض
سے اسبات کو بھی تقاضا نہین کرتا ہے کہ ہر کسی کو ہر چیز سے ہر قسم کا نفع لینا روا ہو بلکہ ایک
شے کے نفعے کئی طرح کے ہوتے ہین اور ہر ایک طریق نفع اوٹھانے مین شرع کی طرف رجوع
کرنا چاہیے مثلاً جو انتفاع کہ زوجہ سے ہے وطی کے ساتھ ہے اور انتفاع ما اور بہن کی
طرف سے باعتبار شفقت اور امداد کے ہے اور انتفاع پانی سے ساتھ پینے کے ہے اور
انتفاع آگ سے ساتھ پکانے کے ہے بلکہ لفظ لکم کہ لام نفعیہ اوس مین موجود ہے
دلیل صریح اسبات پر ہے کہ ان سب چیزون کا نفع اپنے استعمال مین لاؤ نہ ضرر
اور ضرر دو قسم ہے دنیوی اور دینی ضرر دنیوی کو اہل تجربہ جانتے ہین اور سمجھتے ہین
اور ضرر دینی سوائے تعلیم انبیا کے معلوم نہین ہو سکتے اسواسطے کہ وقت ظہور
ضرر دینی کا آخرت ہے اور وہ وقت کسی نے ابتک نہین دیکھا تا کہ تجربہ اوس ضرر کا
اسکو ہوتا پس طریق معرفت ضرر کا بجز اس کے نہین کہ پیغمبرون سے سنا جاوے اور
یقین کیا جاوے اور اسی سبب سے ہے کہ تحریم محرمات کی سب شریعتون مین موجود ہے
دوسرا اگر کوئی کہے کہ بعضی چیزین زمین کی ایسی ہین کہ شرع مین نفع اوس کا بالکل

تفسیر خلیلی

باطل ہے اور مال متقوم کی جنس سے نکال دیا ہے جیسا کہ خمر اور خنزیر پس ایسی چیزون
سے نفع کیونکر متصور ہو ہم جواب دیتے ہین جیسا کہ زمین کی چیزین بعضی اس
قسم کی پیدا کی ہین کہ بے قدر محض ہین ایسے ہی بنی آدم مین ایک ایسا فرقہ پیدا کیا ہے
کہ عند اللہ بے قدر محض ہین وہ فرقہ ساتھ ان چیزون بے قدر کے منتفع ہوتا ہے
مثل مشہور ہے ہر گندہ پیرے را گندہ خوری ست اور نزدیک عقل اور اہل شرع کے
جس وقت اس جماعت بے قدر کو ان چیزون کے ساتھ نفع اوٹھاتے دیکھین اور نفس
اُن کا بھی تقاضا اس انتفاع کو کرے اور وہ لوگ اپنے تئین موافق حکم شرع کے
اس سے بند کرین بہت بڑا نفع حاصل ہوتا ہے کہ صبر کے ثواب کے مستحق ہون گے
انما یوفی الصابرون اجرهم بغیر حساب ۔ یعنی دیا جاوے گا صبر کرنے والون کو
ثواب اون کا بے شمار دوسرے یہ ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ پیدایش اس
چیز کی کہ بیچ زمین کے ہے مقدم اوپر پیدایش آسمانون کے ہے اور یہی مضمون سورہ حم
سجدہ مین صراحت کے ساتھ مذکور ہے اور وہ کہ سورہ والنازعات مین مذکور ہے کہ
والارض بعد ذلک دحٰها صراحتًا دلالت کرتا ہے کہ وجود زمین کا یعنے چوڑا کرنا
اور بچھانا اوس کا بعد پیدایش آسمان کے اور برابر کرنے اوس کے کے بلکہ بعد
حرکتون ستارون اوس کے کے ہے اور بعد موجود ہونے دن اور رات کے اور یہ ظاہر ہے
کہ پیدایش زمین اور اوس چیز کی کہ زمین مین ہے بجز پھیلانے زمین کے ممکن
نہین پس دونو آیتون کے مضمون مین تعارض اور تناقض ہوا اور باوجود اس کے
یہ بھی خلل ہے کہ خلق لکم ما فی الارض کم سے کم دلالت اوپر اس کے کرتا ہے کہ جو
کچھ زمین مین ہے ابتدا پیدایش اوس کی سے خطاب تک مقدم اوپر تسویہ آسمانون
کے ہے اور یہ بات مخالف حس اور بداہت کے ہے قطع نظر اس سے کہ معارض دوسری
آیت کے ساتھ ہو جواب اس کا یہ ہے کہ خلق لکم ما فی الارض بمعنی قدر لکم کے سمجھنا
چاہیے اور ایسے ہی سورہ سجدہ مین وجعل فیها رواسی من فوقها وبارک فیها وقدر فیها اقواتها
اس واسطے کہ پیدایش جمیع ما فی الارض کی بدون حرکتون آسمانی کی واقع نہین پس

ف ۔۔۔ کہ ثم استوی الی السماء بعد خلق لکم ما فی الارض کے مذکور ہے اور اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کی پیدایش پیچھے ہوئی ۱۲

تفہیم خلقی

ت اون کی مثل ایسی ہے جیسے کسی نے آگ سلگائی جب اوس کے ارد گرد روشن ہوا تو خدا نے اون کی آنکھوں کی روشنی بھی چھین لی اور اون کو ایسی

تسویہ آسمانون کا متاخر نہین ہوسکتا ہے اور بعضے مفسرین نے کہا ہے کہ وجود زمین کا متاخر
پیدایش آسمان کی سے ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ تسویہ آسمان کا زمین کی پیدایش
سے پیچھے ہے اور یہ اقوال مفسرین کے بسبب غفلت کرنے عموم ما فی الارض جمیعا
کے سے ناشی ہین اور اس آیت کے مضمون سے بھی غفلت ہے و رفع سمکہا فسوٰیہا
واغطش لیلہا واخرج ضحٰہا والارض بعد ذلک دحٰہا البتہ یہ احتمال ہے کہ اول زمین کو
نہایت چھوٹا سا پیدا کیا ہو اور اس مین اصول پہاڑون کے اور برکت نہرون اور
چشمون کی رکھدی ہو اور قوت حیوانون کے اوس مین مقدر کئے ہون بعد اسکی
طرف آسمان کے متوجہ ہو کر اور اوس کو سات آسمان بنا کر گردش مین لا کر نور اور
ظلمت رات دن کے ظاہر کر کے پھر زمین کو بچھا کر چوڑا اور فراخ کیا ہو اور اس
احتمال کے سب آیتین مطابق ہوتی ہین مگر ما فی الارض جمیعا کو مخصوص اصول معادن
اور نباتات کے ساتھ کرنا ضرور ہے اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے تائید
اسی احتمال کی منقول ہے کہ فرمایا ہے خلق اللہ الارض فی موضع البیت کھیاۃ الفہر
علیہا دخان ملتزق بہا ثم اصعد الدخان وخلق منہ السموٰت وامسک الفہر فی
موضعہ وبسط منہ الارض فذلک قولہ کانتا رتقا یعنی پیدا کیا اللہ تعالی نے زمین
کو بیت اللہ کی مانند ایک غلولہ پتھر کے اوپر اوس کے دھوان لپٹا ہوا تھا پھر بلند
کیا دھوین کو اور پیدا کئے اوس سے سب آسمان اور ٹھیرا رکھا اوس غلولہ کو اپنی
جگہہ اور پھیلائی اوس سے زمین پس یہی ہے مضمون قول اوس کے کانتا رتقا
یعنی تھے آسمان اور زمین مونہہ بند یعنے ایک چیز تھے اس جگہہ مین کتنے فائدے
جاننے چاہئین اول یہ کہ ساتھ روایت سدی کے ابن عباس سے اور اور گروہ صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم سے ایسا منقول ہے کہ پہلے پیدایش آسمان اور زمین کی سے دو
چیزین موجود تھین عرش اور پانی جب ارادہ الٰہی ساتھ پیدایش آسمان اور
زمین کے متعلق ہوا پانی سے ایک دھوان اوٹھا اور سبب اس دھوین اوٹھنے کا بعضی
روایتون مین ایسا آیا ہے کہ ہوا کو اوس کے اوپر مسلط کیا اور لہبیا اوسن

ہوا کے پانی مین موج اور جنبش پیدا ہوئی اور بسبب سختی حرکت کے گرمی پانی مین موجود ہوئی اور اس سبب سے دہوان پیدا ہوا اور اس دہوین نے اوپر کی طرف کو صعود کیا اور وہی دہوان مادہ آسمان کا ہوا کہ دوسری آیۃ مین اوس کی طرف اشارہ ہے ثم استوی الی السمآء وھی دخان پہر تہوڑے سے پانی مین خشکی اور تحجر پیدا ہوا اور وہ مادہ زمین کی پیدایش کا ہوا پس پہلے اوس زمین کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے سات زمینین بنائین بعد اس کے طرف مادہ آسمان کے متوجہ ہوا اور اوس کے سات آسمان بنائے اور آن روایتون مین پیدایش زمین کی چار دن مین اس تفصیل کے ساتھ ذکر کی ہے کہ یکشنبہ کے دن ابتدا پیدایش دہوین کی کہ مادہ آسمان کا ہے اور پیدایش کیچڑ جمی ہوئی کی کہ مادہ زمین کا ہے وقوع مین آئی اور دوشنبہ کے دن زمین کو سات ٹکڑے بنایا اور سہ شنبہ کے دن پہاڑون کو زمین پر قایم کیا اور نہرون کو جاری کیا اور چہارشنبہ کے دن درختون کو اگایا اور قوت جانورون کا کہ دانہ اور گہاس ہے اس مین پیدا کیا اور پنجشنبہ کے دن آسمان کے مادہ کی طرف متوجہ ہوا اور اوس کو سات آسمان کئے اور جمعہ کے دن ہر آسمان مین ستارے پیدا کئے اور گردش ہر ستارے کی مقرر فرمائی اور فرشتون کو واسطے کاروبار ہر ایک آسمان کے قایم کیا پس تمام پیدایش جہان کی چھہ دن مین اس تفصیل کے ساتھ پائی گئی جیسا کہ سورہ حم السجدہ مین اس تفصیل کی طرف اشارہ فرمایا لیکن ایک اشکال اس جگہہ آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ وجود رات دن کا آفتاب کے طلوع اور غروب پر موقوف ہے پس پہلے پیدایش آسمان اور زمین سے رات دن کا ہونا کیونکر ہوسکے بعضے عالمون نے جواب اس اشکال کا ایسا دیا ہے کہ مراد ان دنون سے حقیقت دنون کی مراد نہین بلکہ اتنی مدت مراد ہے یعنی تمام پیدایش جہان کی اتنی مدت مین واقع ہوئی کہ اگر اوس مدت کو اوپر مدت رات دن کے قیاس کرین چھہ دن حساب مین ہووین اور بعضے علما نے ایسا کہا ہے کہ دن رات جیسا کہ طلوع اور غروب آفتاب کے سبب سے ہوتا ہے ایسے ہی اور حرکتون اور حوادثات سے بہی متصور ہے

ہم نے خلق کی ... جو ... ہیں ... سے لوگ ... بہی ... لائے ایمان ... لاکر ... تو اونہون ... ایمان لاکر ... اور نہی پائی ... حرام حلال ... پہر ایمان ... حیرت مین ... اور حلال حرام ... بہول گئے اب ... نہین پایہ ... ظاہری ... اور ... جس سے

پس احتمال ہے کہ پہلے پیدایش آسمان اور زمین کی سے نور عرش کا کسی وقت مین پھیل جاتا ہو اور اس وقت کو دن کہین اور کسی وقت مین چھپ جاتا ہو اور اس وقت کو رات قرار دین جیسا کہ اب بھی بعضے مقامون مین رات دن اس حساب سے نہین ہوتا ہے جیسا کہ عرض تسعین مین رات دن اوسی طرح سے ہے کہ چھہ مہینے رات اور چھہ مہینے دن شمار مین آتا ہے پس اول حمل سے آخر سنبلہ تک اسکو دن کہتے ہین اور اول میزان سے اخر حوت تک اسکو رات ٹہیراتے ہین اسی قیاس پر جب کہ آفتاب موجود نتہا اور حرکتون اور حوادث کے ساتھ تعین رات اور دن کی ہوئی ہو اور اسی حساب سے پیدایش تمام جہان کی چھہ دن کی مدت مین ہوئی ہو اور محققین اس کے اوپر ہین جیسا کہ رات اور دن بسبب حرکات سابقہ کے متعین ہوتے ہین ایسے ہی بسبب حرکات لاحقہ کے بھی متعین ہو سکتے ہین پس جس جس مدت مین پیدایش آسمان اور زمین کی ہو اسی مدت کا نام دن رکھدیا اور پیدایش اس کی اسکے ساتھ محدود اور مشخص ہوئی جب ایک کام کیا ایک دن ہو گیا دوسرا کام کیا دوسرا دن ہوا پس دنون کے معنی دفعات کے ہین یعنی چھہ بار توجہ اوس کی ہوئی دو بار توجہ طرف آسمان کے ہوئی ایک بار واسطے جدا کرنے مادہ اوس کے کے ہیولا مشترکہ سے کہ اوس کو پانی کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے اور دوسری بار توجہ اوس کی طرف واسطے ڈالنے صورتون اسکی کے ہوئی کہ وجود ستارون اور ترتیب سات آسمانون اور صادر ہونا حرکتون خاص خاص تمام آسمانون کا بہ طفیل اونہین صورتون کے ہے اور چار دفعہ توجہ طرف زمین کے پائی گئی ایک بار واسطے جدا کرنے مادہ سفلیات کے اور دوسری بار واسطے پیدا کرنے صور بسیطہ کے اور تیسری بار واسطے افاضہ صور معدنیہ کے اور چوتھی بار واسطے القاے صور نباتیہ کے کہ اکثر قوت حیوانات کی اوس سے حاصل ہوتی ہے اب یہ ہم بیان کرتے ہین کہ صحیح مسلم اور تاریخ بخاری اور صحیح نسائی اور دوسری کتابون حدیث مین ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اوس کا پکڑا اور اوپر اونگلیون اوسکی کے شمار کیا اور فرمایا خلق اللہ التربة یوم السبت وخلق فیہ الجبال یوم الاحد وخلق الشجر یوم الاثنین وخلق المکروہ

یوم الثلثاء وخلق النور یوم الاربعاء وبث فیہ الدواب یوم الخمیس وخلق آدم یوم الجمعۃ
بعد العصر یعنی پیدا کیا اللہ نے زمین کو ہفتہ کے دن اور پیدا کیئے اوس مین پہاڑ
یک شنبہ کے دن اور پیدا کیئے درخت دوشنبہ کے دن اور پیدا کین مکروہ چیزین سہ شنبہ
کے دن اور پیدا کیا نور چہارشنبہ کے دن اور پھیلائے بیچ اوس کے چوپائے پنجشنبہ کے دن
اور پیدا کیا آدم کو دن جمعہ کے بعد عصر کے اور اس روایت اور پہلی روایت مین ظاہر مین
تعارض اور تناقض ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اس حدیث مین بیان ابتدا پیدائش آسمان
اور زمین کا نہین بلکہ بیان پیدائش زمین کی چیزون کا ہے گو یہ پیدائش برابر ہو بلکہ
ان کی پیدائش مین آپس مین فاصلہ دراز پڑا ہوا ہو فائدہ دوسرا یہ کہ آسمانون
کی ذاتین اور جوہر ان کے مغائر جواہر زمینی کے ہین پس وہ کہ بیچ روایتون ربیع بن انس
اور سلمان فارسی اور کعب احبار کے واقع ہوا ہے کہ آسمان دنیا کا ایک موج ہے
معلق ٹھہری ہوئی اور آسمان دوسرا چاندی سفید کا ہے اور آسمان تیسرا لوہے کا ہے
اور چوتھا آسمان تانبے کا اور پانچوان سونے کا اور چھٹا زمرد سبز کا اور ساتوان یاقوت
سرخ کا اور دوسری روایتون مین بھی مانند اس کے ہے ان سب کی بنا اوپر تشبیہ
کی ہے یعنی اون جواہر کو اگر دنیا کے جواہر پر قیاس کرین یہ تشبیہ دے سکتے ہین اور
اسی واسطے ان روایتون مین اختلاف بہت آیا ہے اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ
کلام کی بنا اوپر تشبیہ کے ہے فائدہ تیسرا یہ کہ اہل حکمت نے بہ مقتضائے حرکتون معلومہ
اپنی کے ایسا مقرر کیا ہے کہ آسمان کے نو طبقہ ہین پہلے آسمان کو اوپر کی طرف سے فلک
الافلاک کہتے ہین اور یہ حرکتین روزمرہ کی کہ طلوع اور غروب آفتاب کا اور اور ستارون
کا کہ ہر خاص اور عام جانتے ہین اوسی کی طرف نسبت کرتے ہین اور دوسرے
طبقہ کو فلک الثوابت کہتے ہین اور حرکتین آہستہ آہستہ ستارون کی بسبب اون
کی صورتون اور برجون کے اور منزلون کے پس وپیش ہوتی ہین اوس کی طرف نسبت
کرتے ہین اور سات آسمان دوسرے ہین کہ سات ستارہ سیارہ کہ ایک ایک ستارہ
ہر ایک ایک آسمان مین علے الترتیب ثابت کرتے ہین اور وہ ترتیب یہ ہے بلیت

قمر ہست و عطارد و زہرہ و شمس و مریخ و مشتری و زحل * اور ہر گاہ کہ دلیلین نقلیہ
تمام دلالت اس کلام پر کرتی ہین کہ عدد آسمان کے سات ہین پس واسطے تطبیق کے درمیان
معلومات اپنی کے اور ادلہ نقلیہ کے کہتے ہین کہ اون دو آسمان کو شرع مین عرش اور کرسی
کہتے ہین لیکن یہ سب بنی اوپر تکلفات کے ہین جیساکہ پوشیدہ نہین اس واسطے کہ احتمال
ہے کہ ان ساتون آسمانون کا ایک فرشتہ مدبر ساتھ حرکت یومیہ کے سب کو حرکت دیتا
ہو اور تمام ستارے ثوابت آسمان زحل کی پشت کے اوپر گڑے ہوے ہون اور زحل آسمان
کے مثابے مین ثابت ہو پس سات آسمان سے زیادہ ثابت نہ ہون گی اور وہ کہ عرش
اور کرسی کے اوصاف مین بیچ روایات شرعیہ کے آیا ہے منطبق اوپر اون دو آسمانون
کے کہ حکما قرار دیتے ہین نہین ہوسکتا پس بہتر یہ ہے کہ عدد آسمانون کے سات
اعتقاد کرنے چاہئین اور عرش اور کرسی سواے اون کے ثابت ہو وین ابو الشیخ نے
حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ نام آسمان دنیا کا
رفیع ہے اور نام آسمان ساتوین کا براح اور ابن المنذر نے ابن عباس سے روایت
کی ہے کہ سید السموات السماء التی فیہ العرش و سید الارضین التی نحن علیہا اور ابن ابی حاتم نے
حبہ عرنی سے روایت کی ہے کہ سمعت علیا ذات یوم یحلف والذی خلق السماء من دخان و ماء
اور بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات مین ابن عباس سے روایت کی ہے کہ تفکروا فی
کل شیء ولا تفکروا فی ذات اللہ فان بین السماء السابعۃ الی کرسیہ سبعۃ الاف نور وھو فوق
ذلک یعنی فکر کرو تم بیچ ہر شے کے اور نہ فکر کرو تم بیچ ذات اللہ کے اس واسطے کہ
درمیان ساتوین آسمان کے کرسی تک سات ہزار نور ہین اور وہ فوق اون کے ہے
اور اس جگہہ مین جاننا چاہیے کہ تعدد عرش اور کرسی کا یعنی جدا جدا ہونا اون کا اب تک
دلیل سے ثابت نہین بلکہ بہت دلیلون سے ایسا سمجھا جاتا ہے کہ ساتون آسمانون
کے اوپر بہت فاصلے سے کہ اوس فاصلہ مین انوار بے شمار موجود ہین ایک جسم نورانی
ہے کہ اوسی جسم کا کبھی عرش نام فرمایا ہے اور کبھی کرسی اور وہ جسم تمام آسمانون اور
زمین کو گھیر لینے والا ہے جیساکہ بیچ آیت وسع کرسیہ السموات والارض

مین بہی اس طرف رمز کی ہے واللہ اعلم حاصل یہ ہے آدمی کو کہ ساتھ ایسی شرافت کے
ممتاز فرمایا اور تمام مافی الارض کو اوس کے واسطے پیدا کیا اور ساتون آسمان کو واسطے
کاروبار اوسکے کے درست کیا اس سبب سے ہی کہ وہ جمع کرنے والا دونون اسرار
یعنی اسرار خدائی اور اسرار عالم کا اور قابل اللہ تعالی کی خلافت کے ہے اوپر تمام
عالم کے رہنے والون کے اسواسطے کہ اللہ تعالے نے مخلوقات طرح طرح کی پیدا کی ہین
بعضی علوی اور بعضی سفلی اور وہ باوجود خالق ہونے اور مالک ہونے کے بے احتیاج
ایسا ہے کہ کسی شے کے ساتھ آپ نفع نہین اوٹہاتا اور کچہہ اوس کو غرض نہین اسواسطے
کہ اگر وہ بہی کسی چیز کے ساتھ نفع اوٹہاوے احتیاج اوس کو لازم ہووے اور محتاج
ہونا منافی صمدیت اوس کی کے ہے پس ضرور ہوا کہ کوئی مخلوقات اوس کی سے
ایسی مخلوق ہو کہ ساتھ اخلاق الٰہی کے متخلق اور ساتھ اوصاف اوسکے کے متصف ہو اور
تنفیذ اور جاری کرنا اوامر اور نواہی اوسکے کا اور سیاست مخلوقات کی اور تدبیرات
کامون اون کے کی اور نگاہ رکہنا انتظام خلق کا اور مشغول کرنا اون کا ساتھ بندگی خدای
تعالے کے اوس سے ہوسکے والا یہہ تمام مخلوقات طرح طرح کی معطل اور
بے کار رہین اور یہ حکمت کے خلاف ہے پس اس تدبیر سے گویا اس خلیفہ کے سبب
سے تمام چیزون کے فائدے اور نفعے اوس نے ظاہر کئے جیسا کہ کہنے والے نے
کہا ہے **بیت** ہر کہ عندلیب ست پروائے زر ندارد ؛ یارش گل ست وگل را یک
مشت زر ضرور ست ؛ اور جب ایسا ہوا پس خلیفہ کے حق مین یہ بات ضرور ہوئی کہ بعد
پیدایش تمام انواع کے پیدا ہو تاکہ نفع اوٹہانا تمام مخلوقات سے اوس کو حاصل
ہووے اور دوسری چیزین جہان کی مانند مصالح اور اسباب خانگی کے کہ گہر والے
کو اون سے گریز نہین پہلے موجود ہونے اوس کے سے تیار ہو کر ساتھ زبان استعداد
اپنی کے خلیفہ کے وجود کی خواستگار ہوئین اور زبان حال اون کی اس کلام کے ساتھ
بولنے والی ہو کہ مصرع متی ترکب الناقۃ المسرجۃ اور وہ شخص کہ
قابل ان امور کے ہو بجز انسان کے نہین اس واسطے کہ انسان کے پیدا ہونے سے

[illegible] خلیفی
گویا خلیفے مین امور
بین اسلئے وہ (حق)
کی طرف (سے) نائب ہے
[illegible] اللہ نے
نبی سے دین
اسلام روشن کیا
اور خلق سے اس
مین [illegible] اور
منافق [illegible]
[illegible] ہوگئے
آنکہ کی روشنی
ہو تو مشغول کیا
کام اوسے [illegible]
ہو تو کسی کو بیکار رکہے
یا کسی کی بات
سے [illegible] ہو
اور گو [illegible]
ہو تو [illegible]

پہلے جن چیزون کو شعور اور ارادہ دیا ہے دو قسم سے زیادہ موجود نہین فرشتے اور جن اور
اسباب کے لایق نہین ہین کہ تمام اشیاء علوی اور سفلی سے نفع اوٹھاوین اسواسطے کہ بہت
حاجتون سے وہ بری ہین عورت اور فرزند اور کہانا اور پہننا اور جو چیزیان ان کے لوازمہ سے
ہین اونکو درکار نہین کہ شہوت اور غضب نہین رکھتے ہین اور جن ہرچند کہ شہوت اور غضب
رکھتے ہین لیکن قوت خیالیہ اوپر قوت عقلیہ اونکی کے غالب ہے یہانتک کہ جس چیز کو
خیال کرلیتے ہین اوس کو واقعی جانتے ہین مانند لڑکون کے کہ بالش کو اوپر سوار ہوکر اوسکو
حقیقت مین سوار گھوڑے کا جانتے ہین اور لکڑی کی سواری کو گھوڑا سمجھتے ہین پس جو
اگر تمام مخلوقات کو اون کے نفع مین خرچ کیا جاوے بجز تخیل کے منافع کا سرانجام اون سے
نہوگا اور منظور یہ ہے کہ حقیقۃ منفعتین اون چیزون کی بے کم و کاست ظہور پکڑتین اور علاوہ
اس کے جن ایک حال پر قایم اور باقی نہین رہتے ہین اور اون کی حرکات اور سکنات بسبب
غلبہ خیال اور رنگ برنگ ہونے قولون اور فعلون انکے کے بدلتے رہتے ہین پس آثار
دائمی کہ ثبات اور بقا اون مین پایا جاوے اونکے اندر ممکن نہین جیسا کہ کہا ہے شعر فا
تدوم علی حال تکون بہا کما تلون فی اثوابہا الغول - بلکہ اگر نظر بغور کی جاوے تو ظاہر
ہووے کہ رتبہ جنونکا بہ نسبت رتبہ آدمیون کے ایسا ہی جیسا کہ رتبہ نقالوں اور بہروپیونکا بہ نسبت
اون لوگون کے جنکی نقلین قولون اور فعلون اور شکلون اور لباسون کی کرتے ہین اور ظاہر
کہ ع لیس التکحل فی العینین کالکحل اور یہی جنون کو بسبب لطافت بدنی اور قدرت
فرار اور نفوذ کرنیکے تنگ جگہون اور مسام باریک مین اور بسبب غلبہ ناریت کے اوپر مزاج
اونون اونکی کے متصف ہونا ساتھ تمام اخلاق الٰہی کے مثل صبر کے اور حلم کے اور قناعت
نفس کے اور مانند اوسکے کے ممکن نہین اور اکثر چیزون کی طرف جیسا کہ قلعہ اور حویلی اور
عمارتین اور ہتیار اور مانند انکے حاجت اونکو نہین اور ایسی چیزون سے انکو انتفاع ہے
پس یہ فرقہ مانند فرشتون کے منافع تمام مخلوقات کے اپنے استعمال مین نلا سکتے جیسا کہ متصف
ہونا ساتھ تمام صفات ربانیہ اور متخلق ہونا ساتھ تمام اخلاق الٰہیہ کے اون کے تئین میسر
نہین پس تمام مخلوقات مین سے آدمی کو لیاقت اس منصب کی ہوئی اور اگر کوئی انکار

اس امر کا کرے اوس کے روبرو قصہ حضرت آدم کا یاد دلا وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ یعنے اور
یاد دلا اوس وقت کو کہ فرمایا پروردگار تیرے نے واسطے ظاہر کرنے فضیلت آدم کے
پہلے پیدایش اوسکی سے تاکہ بعد پیدا ہونے اوسکے کے کوئی اوس کو نظر حقارت سے
نہ دیکھے اور تابعداری حکم اوس کے سے عار نہ کرے لِلْمَلٰٓئِکَۃِ یعنی فرشتوں کو اسواسطے
کہ منافع تمام مخلوقات کے حقیقت مین فرشتونکے ہاتھہ مین ہین بسبب اسکے کہ محافظت ہر مخلوق کی اور ظاہر ہونا
خواص انکے کا اللہ تعالے نے انھین کے سپرد کیا ہے جیسے آسمانون اور ستارونکی گردش اور مینھہ کا برسانا اور نباتات
کا اگانا اور معدنیات کو پہاڑون مین قایم کرنا سب انکے حوالے ہے پس تمام جہان بمنزلہ ایک آباد شہر کے
ہے کہ فرشتون کے ہاتھہ مین سونپ رکھا ہے اور اوس کے عامل اور کارکن انھین
کو مقرر کیا گیا اور جب تک یہ فرشتے اطاعت خلیفہ حق کی نہ کرین تصرف اوس خلیفہ
کا کسی چیز مین جاری نہو مثلاً اگر انسان تخم زمین مین بووے جب تک کہ وہ فرشتے
کہ اوس کے اگانے پر متعین ہین اطاعت اوس کی نہ کرین کھیتی اور درخت زمین سے
نہ نکلے اور معنی خلافت کے متحقق نہون اور کیا نہ کیا اوس کا برابر ہو جاوے اور جس وقت
یہ فرقہ تابعداری اور اطاعت قبول کرے پھر کسی چیز سے نافرمانی اور سرکشی متصور
نہو اس واسطے کہ زمام اختیار کی اونھین کے ہاتھہ مین ہے اور حیوانات اور جن
ہرچند کہ کچھہ ارادہ اور اختیار رکھتے ہین لیکن فرشتون کی تسخیر کے مقابلہ مین وہ ارادہ
اور اختیار اون کا بالکل باطل اور لغو ہو جاتا ہے جیسا کہ جس وقت حاضر ہونے موکلون
کے لاچار ہوتے ہین اور جانور سایئسون کے ہاتھہ مین عاجز ہوتے ہین پس جسوقت
کہ قبول کروانا خلافت حضرت آدم علیہ السلام کا تمام جہان کے رہنے والون سے
منظور تھا اول فرشتون کو اوس کی طرف جھکایا اور تابعدار کیا تاکہ اور چیزین
چار و ناچار اوس کی طرف جھکین اسی واسطے جس وقت خلافت آدمیون کی
حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام کے وقت مین اپنے کمال کو پہنچی جن اور
ہوا اور اور مخلوقات بے سر کو فرشتون نے چار و ناچار فرمان بردار کیا اور حکم
اوپر اون مخلوقات کے چلایا گیا بلکہ بیچ شروع عہد حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام

تفسیر حقانی وَاللّٰہُ مُحِیْطٌ بِالْکٰفِرِیْنَ یَکَادُ الْبَرْقُ یَخْطَفُ اَبْصَارَھُمْ کُلَّمَآ اَضَآءَ لَھُمْ مَّشَوْا فِیْہِ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَیْھِمْ قَامُوْا وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَذَھَبَ بِسَمْعِھِمْ وَاَبْصَارِھِمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
[illegible] آسمان ... اور ... کی اندھیری ہے اور گرج بھی ہے اور بجلی بھی کو نہیں ... اب لوگ ... بارش ... موت کے ڈر سے

کے بہی جانورون سے اسی طرح کی تسخیر قسری ظاہر ہوئی تہی جیساکہ تواریخ مین مذکور ہے اور اسی واسطے سب موجودات مین سے خطاب خاص فرشتون کی طرف فرمایا اور ارشاد کیا کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ط یعنی تحقیق مین بنانے والا ہون زمین مین ایک خلیفہ کہ خلافت میری کرے اور زمین کی چیزون مین تصرف کرے اور چونکہ تصرف زمین کی چیزون مین بغیر تصرف کرنے ہوا آبنکے مین کہ آسمان سے اون کا ربط ہے متصور نہین پس ہرچند وہ خلیفہ عناصر زمین کے سے پیدا ہوا اور کون اور فساد کی جگہہ ٹہیرایا اوس مین روح آسمانی بہی ہم پہونکین گے کہ بسبب اوس روح کے آسمان کے رہنے والون اور ستارون کے موکلون پر حکم چلاوے اور اون کو اپنے کام مین مصروف کرے جیساکہ کہنے والے نے کہا ہے **بیت** گداے مصطبہ ام لیک وقت مستی بین ؛ کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم ؛ اور طریق خلافت دینے کا اوس خلیفہ کو یہ تہا کہ روح اوس کی کو نمونہ صفات اپنی کا عطا فرمایا یعنی علم اور حکمت کہ اس مین رکہدیا کہ مراد دریافت کرنے کلیات اور قاعدون کے سے ہے اور ارادہ اور اختیار دیا کہ بسبب ارادہ کلیہ کے برانگیختہ ہوتا ہے اور قصد کرتا ہے کہ نظامات کلیہ جہان مین ظاہر ہون اور مدتون تک باقی رہین اور سمع اور بصر اور کلام عنایت کیا بیچ پورا کرنے اس مراد کے اور سرانجام پہنچانے اس مہم کے صرف ہوتے ہین پہر اوسکو قدرت دی کہ نمونہ قدرت اوس کی کا ہے ساتھ اس طرح کے کہ جیسا قدرت کاملہ الٰہی سبب ہے موجود ہونے چیزون کی کہ جن کے آثار واقع مین ثابت اور قایم ہین ایسے ہی قدرت اس خلیفہ کی سے بسبب جمع اور تفریق اور تحلیل اور ترکیب وغیرہ کے بہت چیزین بن جاتی ہین اور اس وجہ سے وہ مصنوعات مختلفۃ الآثار موجود ہوتی ہین کہ مدتون تک باقی رہتی ہین پس بیچ تمام صفتون اور آثارون کے نمونہ صفات الٰہی کا ہوا اور معنی خلافت کے متحقق ہوے اور علم اور حکمت اس مرتبہ کو پہونچا کہ قواعد کلیہ ہر نظام کے دریافت کئے اور علم کہیتی کا اور علم کیمیا اور بدلنے کانون کی چیزون کا اور سوا اس کے استخراج کیا گویا محافظت انتظام بدلون

تفسیر خلیفہ کی
یعنی اپنی جگہہ بان
رکہنے اور نہین ...
سکنے تو ...
مین اور ...
سکنے ...
...
بسبب ...
...
کہ بجلی ...
...
سبب ... جب
بجلی کی روشنی ...
چمکتی ہے تو
جلنے لگتی ہین
روح جب ...
ہوتا ہے
سمجھ ...
مین اور اگر
...
روشنی ...

انسانی اور حیوانی اور نباتی اور معدنی کو اپنے قابو مین لیا بلکہ نظام اصلاح نفس
اور ترقی بخشنے روح آسمانی کا پست درجہ سے طرف بلند درجہ کے اور طے کرنا مراتب
سلوک کا بہی مالک ہوا اور بسبب اس علم شریف کے ملکوت آسمان مین بہی تصرف کرنا
پکڑا اور طریق مسخر کرنے ستارون کی قوتون کا اور تابعدار کرنا موکلون کا بہی جانا
اور اس مرتبہ کی قدرت کو پہونچا کہ مختلف چیزون کو جمع کرکے ایک شے مرکب
بنالے جیسا کہ شہد اور سرکہ سے سکنجبین درست ہو جاتی ہے اور شورہ اور گندہک
سے باروت اور قند اور ہلیلہ سے شربت اور تفریق اجزا چیزون کی بہی کر لیتا ہے
یعنی بعضے جز جدا ہو جاوین بعضون سے جیسا کہ جدا کرنا سمیت اور جنبیت کا مار الجبن سے
اور جدا کرنا سمیت کا زہردار چیزون سے کشتہ کرکے اور بعضے اجزا اشیا کے تحلیل بہی
کر سکتا ہے جیسا کہ گلاب اور عرقیات کے کہینچنے سے اور جہدی جہدی دواون کو
اس طرح ترکیب کر لیتا ہے کہ نیا مزاج اون پر آجاتا ہے جیسا کہ تریاق فاروق اور
مثرودیطوس اور بعضی چیزون مین تصرف اپنا کرکے صورتین نئی ڈالتا ہے جیسا کہ
برتن اور اقسام زیور کے کہ کانون کی چیزون سے بناتے ہین اور توپ اور بندوق
کو دہاتون چیزون سے تیار کرتے ہین اور مثل اوس کے حقیقتین اور خواص نئے نئے
[illegible] حد سے ظہور مین آتے ہین اور سمع اور بصر مین ایسی گنجایش پیدا کی کہ آلات رصدیہ
کی استعانت سے آسمان کے اوپر ستارون کو شمار کر لیا اور مقدارین حرکتون اجسام
علویہ کی یہانتک کہ دقیقے اور ثانیہ اور ثالثہ دیکہنے شروع کئے اور ساتھ استعانت آلات
موسیقی کے مسموعات بیحد حاصل کئے اور اون مسموعات سے کہ ہر ادا نغمون مختلف ہے
ہے لذتین اور کیفیتین جدی جدی پیدا ہوئین کہ قوت سامعہ آدمی کی اوس سے
بہرہ مند ہوے اور کلام مین بہی ایسی وسعت اور تعمق رکہتا ہے کہ نہایت اوسکی ظاہر نہین
طرح طرح کے مضمون کوئی ہجو کا اور کوئی مدح کا اور کوئی معشوق کے حسن کا بیان کرنے لگا
اور مظہر قدرت الہی کا کہ طرح طرح کی چیزون مین باعتبار جمع اور تفریق اور تحلیل اور ترکیب اور
حکایت اور تصویر کے ظاہر کرتا تہا بعینہ لفظ اور معنی مین جاری کرکے کارخانہ درست کیا

تفسیر حکیمی

کہ ایسا طریق بجز انسان کے اور مخلوقات کے خیال مین نہین گنجایش رکھتا ہے عالم لفظ
اور معنی کو ایک نمونہ عالم اجسام اور ارواح کا کیا پہر واسطے محافظت الفاظ غیر قارہ کے
کہ انکے وجود کو قیام نہین ایسی تدبیر سوچی کہ ساتھ استعانت قلم اور کاغذ کے اون امور
غیر قارہ کو ثبات اور دوام دیا اور اون الفاظون کے نقشون کو قایم مقام اون کے کیا
اور اس امر مین ایسا سحر کیا کہ حرف منقوط اور غیر منقوط اور متحرک اور ساکن بلکہ
اظہار اور اخفا اور اور دقایق خفیہ سب کی شکلین محفوظ رکہین تاکہ جو شخص کہ دور ہے
وہ بہی معلوم کر لے اور ظاہر ہوگا کہ مدار اس خلافت کا دو چیزون پر تہا اول علم ساتھ قواعد
اور کلیات ہر نظام کے نظامات آلہیہ سے دوسرے متوجہ کرنا قصد اور اختیار کا موافق اس
نظام کے تاکہ حکایت اس نظام کی کرے یا محافظت اور باقی رکہنے اوس کے مین کوشش
کرے مگر فرشتون کو یہ بات حاصل ہونی ممکن نہین اس واسطے کہ اولا اون کو علم
قواعد اور کلیات ہر نظام کا حاصل نہین ہو سکتا ہے غایت کمال اون فرشتون کا یہی
ہے کہ جن خدمات اور نظامات کے واسطے مقرر ہین اونہین کے قواعد اور کلیات کو پہچانتے
ہین دوسرے نظام کا اونکو علم نہین مثل قوت بصریہ کے کہ آدمی کے بدن مین ہے نظام
اصوات اور متعلقات اوس کے سے بے خبر محض ہے یا قوت سمعیہ کہ نظام رنگون کے سے
مطلق غافل ہے اور اوپر اسی قیاس کے تمام قوتین اور حواس کہ ہر ایک ایک کام کے ساتھ
مشغول ہے اگر دوسرے کام کے ساتھ مشغول ہو سلسلہ اوس کام کا برہم ہو جاوے اور ثانیا قصد
اور اختیار موافق معلومات اپنے کے بہی انکو ممکن نہین اس واسطے کہ ان کو اختیار
بے اتفاق طور آن کے نہین دیا ہے بلکہ موقوف اپنی مرضی پر رکہا ہے اور تابع حکم اپنے
کا کیا ہے وما نتنزل الا بامر ربک یعنے نہین اترتے ہین ہم مگر ساتھ حکم رب تیرے کے لا یعصون اللہ ما
امرہم ویفعلون ما یؤمرون یعنی نافرمانی نہین کرتے ہین اللہ کی اس چیز مین کہ امر کیا اون کو
اللہ نے اور کرتے ہین وہ چیز کہ حکم کیے جاتے ہین اور قابل اس منصب کے وہ ہے کہ
اختیار اس کا بطور اوس کے چہوڑین بلکہ ارادہ اپنا تابع ارادہ اوس کے کا کرین یہان
تک کہ جس چیز کا ارادہ کرے خود سر انجام اوس کا فرماکر اوس کے حوالہ کرین اور نافرمانی

اور مخالفت حکم اسکے کی بھی اس سے متصور ہو اور اسی واسطے قوتین اور حواس انسان کے قابل خلافت اونکی کے نہین ہین لیکن فرشتون نے لفظانی جاعل فی الارض خلیفہ سے سمجھا کہ جب یہ خلیفہ زمین مین پیدا ہوئے اور عناصر مختلفہ زمین کے سے نفع اوٹھاوے ضرور ہے کہ خواہش لذات سفلیہ کی جبلت اوس کی مین رکھی جاوے کہ مادہ اسکابھی اس خواہش کو چاہتا ہے اور بھی غرض کہ خلافت اوس کی سے منظور ہے یعنی انتفاع لینا زمین کی چیزون سے بجز اس خواہش کے سرانجام نہین ہوتی ہے پس اس مین قوت شہویہ زور وشور کے ساتھ ہو گی اور قوت غضبیہ بھی واسطے دفع کرنے مزاحم اور معارض کے جوش کرے گی کہ تقاضا بعضے چیزون اوس کے کا بلکہ تقاضا صورت جامعہ اوسکی کا ہے اور یہ دونو قوتین ایسی ہین کہ بہ سبب اُن کے برہم ہونا نظامات صالحہ کا ہو گا اسی واسطے بطریق استفسار اور دریافت کے جناب الٰہی مین قَالُوٓا یعنی عرض کی فرشتون نے کہ پیدا کرنا خلیفہ کا زمین مین اگر محض اس واسطے ہے کہ زمین کو آباد کرے اور اصلاح اوس کی کرے پس یہ امر بغیر محتاج ہونے اسکے کے طرف اشیاؤن زمین کے ممکن نہین اور جسوقت اوسکو احتیاج سفلی چیزون کی طرف پڑی قوت شہویہ جوش مین آئی اور جسوقت دوسرا شخص نفع اور لذت لینے سے ساتھ اون چیزون کے مزاحمت کرے پس قوت شہویہ اس وقت مین غضب کی صورت مین نمودار ہو گی اور نوبت قتل اور جنگ اور جدال کی پہونچے گی پس پیدا کرنا اس قسم کا خلیفہ واسطے عمارت اور اصلاح زمین کے بیچ نظر قاصر ہماری کی موافق حکمت تیری کے نہین دکھلائی دیتا ہے اَتَجْعَلُ فِيهَا یعنی آیا متصرف کرے تو اس زمین مین مَنْ يُّفْسِدُ فِيهَا یعنی اوس کسیکو کہ فساد کرے اس زمین مین اسواسطے کہ وجود اس کا عناصر مختلفہ سے کہ داعی طرف لذات سفلیہ کے ہین وقوع مین آوے گا اور ہر گاہ کہ نمونہ صفات کاملہ تیرے کا اوس کی روح مین تجلی فرماوے گا اون سب کو بیچ کار لذتون سفلیہ کے صرف کرے گا اور پیروی شہوت کی کر کے اون صفات پاک کو ساتھ کدورت کے ملوث کرے گا مثلاً علم اور حکمت اسکا بیچ لذتون نفسانی کے ساتھ طرح طرح کے حیلون اور تدبیرون شیطانی

تفسیر حقانی
جو کبھی کبھی منافقون کے دل مین چمک جاتی ہے تو جب اونکو اسلام کے سبب سے کچھ آرام وغیرہ ملتا ہے تو چین سے رہتے ہین اور جب کوئی تکلیف یا بوجھ پڑتا ہے تو کافر ہو جاتے ہین اور جب حق کو پہچانتے ہین قبول کرتے ہین اور جب کفر کی طرف جھکتے ہین تو تحیر ہو کر بیٹھ رہتے ہین

کے خرچ ہوگا اور قدرت اوسکی بیچ تمام ماکولات اور مشروبات اور مساکن محرمہ کے خرچ
ہو گی اور ارادہ اور اختیار اوسکا ساتھ گناہون اور قبایح کے متعلق ہوگا اور سمع اور بصر
اوس کی بیچ سننے باجون اور غیبت اور چغل خوری اور مسخراپن کے اور دیکھنے لڑکون
اور عورتون سکے رائگان ہوگی اور کلام اوس کی بیچ تعریف اور خوشامد متکبرون کے اور ہجو
اور مذمت نیکون کے اور برا کہنے اور گالیان دینے اور لعن اور طعن سکے خرچ ہوگی پس
ایسی مخلوق کو کہ بندہ شہوت اور غضب کا ہو نمونہ اپنی صفات کا بخشنا ایسی مثال ہے
کہ قلادہ جواہر اور مروارید کا کتے کے گلے مین ڈالنا اور یہ مخلوق ساتھ تقاضا جزو
ناریت اپنے سکے کہ اس کے بدن مین ہے اوپر اسی قدر کے کفایت نہ کرے گا بلکہ جسوقت
کوئی ہم جنس اوسکا واسطے حاصل کرنے لذتون اپنی کے اوس کے ساتھ مزاحمت کریگا
آگ غصہ اوسکے کی روشن ہوگی اور واسطے جنگ اور قتال کے مستعد ہوگا ویسفک
الدماء یعنی اور کرے گا بہت سے خون جانورون چرنے والون کے واسطے گوشت کہانے
اور پوست لینے اونکے کے ماریگا اور جانورون اوڑنے والون کو بلکہ دریا کی مچھلیونکو واسطے
بازی اور شکار کی ہلاک کرے گا اور اپنے ہم جنسون کو واسطے ملک اور مال سکے ماریگا
تاکہ میرے شریک نہو جاوین اور ظاہر ہے کہ سب مخلوقات زمین کی سے بہتر ذی روح
ہین اور حیوان سکے تمام جزون سے بہتر خون ہے کہ جزو قریب بدنون کے واسطے یہی ہے
اور جب کہ ایسی جنس عزیز اور شریف کو ساتھ اس بے باکی کے ضایع کرے پھر توقع صلاح
کی اس سے کیا رکھنی چاہیے اور اگر پیدا کرنے خلیفہ کے سے منظور یہ ہے کہ پروردگار
اپنے کو ساتھ کمالات اوسکے کے پہچانے اور نقصان اور قصور سے اوس کو پاک جانے
اور کمالات اور پاکی اوس کی زبان سے ظاہر کرے پس ہم اس کام مین کیا قصور
رکہتے ہین ونحن نسبح بحمدک یعنی ہم سب تسبیح کرتے ہین ذات پاک کی ملی ہوئی
ساتھ حمد تیری کے کہ اوپر کمالات ذات تیری کے ہو پس حق ذات اور صفات تیری کا ادا
کرتے ہین ادا کرنا حق ذات کا ساتھ تسبیح کے اور ادا ے حق صفات کا ساتھ حمد
سکے ونقدس لک یعنی اور بھی پاک جانتے ہین ہم افعال تیرے کو اس بات سے

کہ خلاف حکمت کا اور عبث اور بیفائدہ ہے اوسمین راہ پاوے اور یہ تسبیح اور تقدیس اور حمد او پر کمالات ذاتیہ تیرے کے ہمسے صادر ہوتی ہے لک یعنی محض واسطے تیرے ہے دوسرے کو اسمین شرکت نہیں بخلاف اس مخلوق ارضی کے کہ جس وقت کہ بندہ حرص اور ہوا ہی کا ہوگا جس طرف سے حاصل ہونا مطلب اپنے کا سوچے گا تسبیح اور تقدیس اور حمد اوسی کا اوسی طرف معروف کریگا اور اسباب کے فکر مین ایسا مشغول ہوگا کہ مسبب سے غافل ہوگا پس ہماری نظر مین پیدا کرنا ایسی مخلوق کا اور دینا اوسکو منصب خلافت کا کسی وجہ سے موافق حکمت کے نہین دکھلائی دیتا ہے حق تعالے نے بیچ جواب اس عرض ملائکہ کے قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ یعنی فرمایا البتہ جانتا ہون مین قصور تسبیح اور تقدیس تمہاری کا اور قابل نہونا تمہارا واسطے خلافت میری کے اوپر تمام عالم کے اور واسطے ظہور مقتضا سے اسماء لطفیہ اور قہریہ میرے کے مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی وہ کہ تم نہین جانتے ہو اس واسطے کہ معنی خلافت الٰہیہ اور تجلی اوصاف ربانیہ کے خواص ہیئات اجتماعیہ ترکیبیہ کے سے ہے پس ایسی ترکیب چاہیے کہ جمع کرنے والی دونو عالم کی ہو اور شہوت اور غصہ کا ہونا بھی اس مین ضرور ہے کہ تعلق روح کا بدن کے ساتھ بدون ان دونو کے باقی نہین رہتا اور قوت عقلیہ پاک کا ہونا بھی اوسمین لابد ہے کہ کائنات کی چیزون کی حکایت اور صورت نظام کل کی اس مین متصور ہو اور نتیجے ان تینون قوتون کی ترکیب کے ظہور مین آوین اور ظاہر ہے کہ ہر ایک طبقے ملائکہ کے تئین اوسیہ کمالات اپنے کے اطلاع ہے پس حمد اون کی اونہین کمالات کے مقابلہ مین ہوگی نہ مقابلہ اون کمالات کے کہ اوپر یا نیچے اونکے ہون اور ایسے ہی تسبیح اور تقدیس بھلا وقوع مین نہ آوے گی مگر مقید اونہین نقصانون کے ساتھ کہ ضد اون کمالات کے ہین اور دوسرے نقصانون سے تقدیس نکرینگے پس نہ مقرر کرنا خلیفہ جامع کا ملائکہ کی تقریرون سے کہ بیچ وقت مشورہ کے اونہون نے ظاہر کین مثال اوسکی ایسی ہے کہ قوی اور جوارح کسی شخص کے عرض کرین کہ حاجت پرورش غلام کی نہین ہم سب کفایت کرتے ہین یہ نسمجھے کہ غلام تربیت یافتہ منتظم ہر ایک کاروبار مالک و

ہر بی اپنے کا ہوگا اور قوی اور جوارح اوس کے فقط ایک ایک شان ظاہر کر سکتے ہین پس وجود اون کا سے بیچ حصول ہیئت جامعہ کی کفایت نہین ہوسکتی اور فرشتون نے فساد اور برائیان قوت شہوت اور غضب انسان کی ذکر کین مگر ان دونو قوتون مین جو دو چیزین نفع کی تہین اون سے غفلت قبول کی اول یہ کہ جب شہوت اوسکی کارخانہ حق مین صرف ہووے کیا کیا نتیجے عمدے اس سے ظہور مین آتے ہین کہ ہرگز فرشتون کے حوصلہ مین نگذرین مثل غلبۂ عشق آلہی کا اور جوش کرنا محبت کا اور ایسے ہی جسوقت قوت غضب و سکلے کی کارخانہ حق مین صرف ہووے جانبازی اور شہادت اور جہاد اور غیرت دین کی وقوع مین آوے دوسرے یہ کہ اگر جہان مین برائیان اور قباحتین موجود نہون معنی تکلیف اور بعثت رسولون کے اور اتارنا کتابون کا اور کارخانہ وحی اور امر اور نہی اور ترغیب اور ترہیب اور وعدا اور وعید کا تمام برہم ہووے اور صورت مجازات کی آخرت مین اور آبادی دار الثواب اور عقاب کی متحقق نہو اور یہ تمام شیون آلہیہ بیچ پردہ پوشیدگی کے اور معطل رہین جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے **بیت** درکار خانۂ عشق از کفر ناگزیر ست، دوزخ کرا بسوزد گر بولہب نباشد، اور یہ بھی کہا ہے **بیت** تا تلش غازی و مقتولش بود صائب شہید، ہیچ کافر را درین دنیا بچشم کم مبین، باقی رہے فائدے کئی کہ اطلاع کرنی اوپر اون کے ضرور ہے اول یہ کہ جب ارادہ آلہی نے واسطے پیدا کرنے اس قسم مخلوق کے اور دینے منصب خلافت کے اوس کے تئین تعلق پکڑا پس ظاہر کرنا اس غرض کا فرشتون سے کس وجہ سے تہا اور اس امر کی فرشتون کے خبر کرنے سے کیا حاصل تہا اور اون سے بطور مشورہ کرنے کے خبر کرنی کیا ضرور تہی اور حقیقت مشورہ کی مدد چاہنی غیر کی عقل سے ہے اور حق تعالے ہر چیز مین دوسرون سے بے پروا ہے کس واسطے ساتھ کسی کے مشورہ کرے جواب اوسکا یہ ہے حقیقت خلافت کی جیسا کہ تفسیر مین مذکور ہوئی یہ ہے کہ نفع اوٹھانا جہان کی چیزون سے اور تصرف کرنا اون مین ہے اور منافع تمام جہان کے فرشتون کے ہاتھ مین ہین جیسا کہ گذرا پس عامل اور کارکن اس آبادی کے فرشتے ہین اور دوسری چیزین مانند آلات اور اسباب کے ہین

پس پہلے قایم کرنے خلیفہ کے سے کہ جس کی اطاعت فرشتون پر واجب ہوا اونکو اطلاع دینی اور واسطے اطاعت حکم اوسکے کے مسخر کرنا ضرور رہا اس واسطے کہ اگر بلا اطلاع کے اونکے اوپر خلیفہ بنایا جاتا استحقاق خلافت اوسکے مین قدح کرتے اور سلسلہ اطاعت کا کما ینبغی سرانجام نہوتا اور ہرگاہ کہ پہلے پیدایش اوس کی سے شبہہ ونکا دور کیا بعد اسکے اطاعت مین ساتھ کمال رغبت کے رجوع ہونگے اور بعضے مفسرین نے کہا ہے اس معاملہ مین منظور یہ ہے کہ بندے اس بات کو جان لیوین کہ عمدہ کامون مین مشورہ کرنا آن کام والون سے ضرور ہے اس واسطے کہ حق تعالی نے باوجود بے احتیاجی کے مشورہ کیا اور خطاب کو ساتھ صورت مشورہ کے القا فرمایا پس بندے کہ بسبب نقصان عقل کے اور نہ علم ہونے ساتھ انجام کامون کے بالکل محتاج طرف مشورہ کے ہین ہرگز مشورہ ترک نکرین اور اسی واسطے حدیث شریف مین وارد ہے ما خاب من استخار ولا ندم من استشار یعنی بے بہرہ نہوا وہ شخص جس نے استخارہ کیا اور پشیمان نہوا وہ شخص جس نے مشورہ کیا اور بعضے صوفیہ نے کہا ہے کہ جو چیز جہان مین حادث ہوتی ہے اوسکی ایک صورت ہے پہلے پیدا ہونے اوس کے سے بیچ عالم قضا کے پھر لوح محفوظ مین پھر لوح محو اور اثبات مین کہ اوس کو اکثر استعمالون شرع مین تعبیر ساتھ سماء دنیا کے بھی فرماتے ہین پس لفظ قال ربك للملئكة کنایہ ہے نزول صورت اس ارادہ کے سے بیچ ان مراتب کے بے اسکے کہ کلام اور اظہار اور مشورہ درمیان مین آوے جیسا کہ آدمی کو اپنے خیال مین تامل کرنا طرف بھیدان مرتبون کے پہونچاتا ہے اسواسطے کہ جو چیز اوپر اعضاء اور جوارح آدمی کے کہ عالم کون اور شہادت اوس کی کے ہین خواہ قول خواہ فعل ظاہر ہوتے ہین اول اسکا وجود مرتبہ روح مین ہوتا ہے کہ ماذرا غیب الغیب اوسکا ہے پھر قلب اوسکے مین کہ غیب الغیب اوسکا ہے پھر قوای نفسانیہ آسکے ہین کہ غیب دنے اور سماء دنیا اوسکا ہے پھر اوپر جوارح اور اعضا کے ظاہر ہوتا ہے فائدہ دوسرا یہ کہ حقیقت مین فرشتہ کہ اوسکو لغت عربی مین ملک کہتے ہین آدمیون کو باوجود اتفاق ہونے کے اوپر ثابت ہونے اوس حقیقت کے خلاف بہت ہے اکثر مسلمان اور یہود اور نصاری اس طرف گئے ہین کہ فرشتے اجسام

له بحر خیز الغیب اسے ابو الاالا عربی ۱۲

تقسیم خلیلی

اسکا سا کوئی بلکی بات مین انہیں کچھ اور بعد کی صفت کچھ کہی است

یعنی ہر چیز مین عنصر کی نشانی ہے مجازی ہر گز خدا ایک ہے اور

درختان بہم در نظر ما و نیشان ہم درہر بہ نوبت نو نوبت کر دگار عقیدہ پہر ایسا سو اسکا اور دوسرا کوئی نہ

لطیفہ نورانیہ ہین اور حق تعالے نے اون کو قدرت بخشی ہے کہ بسبب اوس کے طاقت رکھتے ہین کہ جس شکل مین چاہین اپنے تئین ظاہر کرین اور مجاہدے کرنے والے کشف کی راہ سے اون صورتون کے اوپر مطلع ہوتے ہین اور بعضے اوقات حاجتون اور ضرورتون والون کو بھی عجیب عجیب شکلین اور آثار نادر اون کے واسطے حل مشکلون کے اور کفایت کرنے مہمون کے ظاہر ہوتے ہین جیسا کہ بیچ تواریخ حکما کے لکھا ہوا ہے کہ جالینوس کو ایک دفعہ درد جگر لاحق ہوا ہر چند کہ معالجے طرح طرح کے کئے اچھا نہوا ایک دن خواب مین دیکھا کہ گویا ایک شخص نورانی شکل اوسکو فرماتا ہے کہ فصد اوس رگ کی کہ اوپر پشت داہنے ہاتھ تیرے کے ہے درمیان انگوٹھے اور انگشت شہادت کے اس بیماری کے واسطے مفید ہوگی نیند سے اوٹھا اوس رگ کو ڈھونڈھ کر فصد کری اور اچھا ہوا اور شرعیتون مین تواتر کے راستہ سے ثابت ہوا ہے کہ کثرت فرشتون کی اس حد کے ساتھ ہے کہ اوپر کثرت دوسری مخلوقات کے اوسکو قیاس نکرنا چاہیے حدیث شریف مین وارد ہے کہ بولتا ہے اور چرچڑ کرتا ہے آسمان اور لایق ہے اوس کو کہ آواز کرے اسواسطے کہ آسمان مین کسی جگہہ ایک قدم کی جگہہ نہین کہ اس جگہہ فرشتہ نہو مشغول ہے وہ فرشتہ ساتھ سجدہ کے یا رکوع کے اور جو کچھہ حال خدمتون اس گروہ کا احادیث صحیحہ سے ثبوت کو پہونچا ہے یہ ہے کہ بعضے اون مین سے عرش کے اوٹھانے والے ہین اور بعضے اون سے بڑے فرشتے ہین کہ کام عمدہ اونکی تدبیر کے ساتھہ متعلق ہین مانند حضرت جبرئیل علیہ السلام کے کہ صاحب علم وحی کے ہین اور حضرت میکائیل کہ صاحب رزق اور غذا کے ہین اور حضرت اسرافیل کہ صاحب لوح محفوظ اور صاحب صور اور نفخ ارواح کے ہین اور حضرت عزرائیل کہ ملک الموت ہین اور بعض اون مین سے خازن بہشت کے ہین اور بعض اون مین سے دوزخ کے اوپر موکل ہین اور بعضے اون سے محافظت کرنے والے بنی آدم کے ہین آفتون اور بلاؤن سے اور بعضے اون سے اعمال بنی آدم کے لکھنے والے ہین اور بعضے اون سے موکل ہین واسطے محافظت نظام اس جہان کے جیسا کہ ملک الجبال اور ملک البحار اس جگہہ مین جاننا چاہیئے کہ جمہور علمار دین نے

تفسیر بکاملی ... سورہ فاتحہ مین ... تعالی ... ثمنی ... [illegible]

اجماع کیا ہے اسپر کہ فرشتے ہر قسم کے گناہون سے محفوظ اور معصوم ہین اور
آیتین صریح اس مضمون پر گواہ ہین جیسا کہ قول اللہ تعالے کا بل عباد مکرمون
لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون یعنے بلکہ بندے ہین عزت دیے گئے نہین پیشدستی
کرتے ہین بات مین اور وہ ساتھ حکم اوسکے کے کام کرتے ہین اور دوسری آیتین اس
جنس کی بہت ہین اور اس قصہ مین خلاف اس عقیدہ کا کئی وجہ سے ظاہر مین معلوم ہوتا ہے
جیسا کہ فرقہ حشویہ نے اسی قصہ کے ساتھ دلیل پکڑکر عصمت فرشتون کا انکار کیا ہے منجملہ
ان وجوہات سے یہ ہے کہ فرشتون نے یہ لفظ کہا اتجعل فیھا من یفسد فیھا اور یہ
طریق اعتراض کا ہے اور اعتراض کرنا اوپر خدا کے گناہ ہے بہت بڑا اور اونہین مین سے
یہ ہے کہ بنی آدم کو نسبت قتل اور فساد کی طرف کیا ہے اور یہ غیبت کی قسم سے ہے
اور غیبت کبائر سے ہے اور اونہین مین سے یہ ہے کہ اپنی تعریف مین طول کلامی کی
کہ نحن نسبح بحمدک ونقدس لک کہا اور یہ بات دلالت اوپر عجب اور خود پسندی کے
کرتی ہے اور اونہین مین سے یہ ہے کہ حق تعالے نے اون سے فرمایا کہ ان
کنتم صادقین یعنی اگر ہو تم سچے پس معلوم ہوا کہ وہ جھوٹے تھے اور اونہین مین سے
یہ ہے کہ حق تعالے نے فرمایا ہے الم اقل لکم انی اعلم غیب السموات والارض یعنی کیا نہ کہا تھا
تم سے کہ مین جانتا ہون چھپی چیزین آسمانون اور زمین کی اور اس عبارت سے معلوم
ہوتا ہے کہ فرشتون کو اسبات مین شک اور شبہہ تہا کہ اللہ تعالے کو علم تمام چیزونکا
ہے اور اونہین مین سے یہ ہے کہ قول فرشتون کا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا
یعنی تسبیح کرتے ہین تیری نہین علم واسطے ہمارے مگر اوس قدر کہ سکھلایا تونے اوپر
بیان عذر اور توبہ کے دلالت کرتا ہے اور عذر اور توبہ دلیل گناہ کی ہے اور جمہور علمائے
ان وجوہ کا جواب دیا ہے کہ غرض اونکی کہنے اس قول کے سے کہ اتجعل فیھا من یفسد فیھا
یہ نتھی کہ اعتراض اوپر خداے تعالے کی کرین بلکہ بیان اسبات کا ہے کہ ہمارے تئین
وجہ حکمت کی اس ارادہ مین معلوم نہین ہوتی ہے تشفی ہماری فرمانی چاہئے اور اشکال
بیان کرنا یعنی جو شبہہ دل مین آوے اوسکو ظاہر کرنا واسطے جواب معلوم کرنے اوسکیکے

[حاشیہ:] لے یعنی حضرت آدم کے قصہ مین ۱۱ یعنی معصوم ہونا فرشتونکا تمام گناہون سے ۱۱ قسم ... اچھا اگر تم (اس بات مین سچے ہو (کہ تم قرآن خود گڑھ لیتے ہو) تو اس قسم کی ایک ہی سی سورہ تم (بنا) لاؤ اور خدا کے سوا ایسے تمہارے جو بھی مددگار ہو ان کو بلا لو ورنہ انکار تمہارا ناحق ہے باوجود ایسی تحدی و منادی کے کسی سے ایک ... ہوسکا

بے ادبی نہین ہے جیساکہ شاگردون کا اوستاذون کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا رہتا ہے اور
قاعدہ ہر عاقل کا ہی کہ جو کسی کے حق مین حکمت کاملہ کا اعتقاد رکھتا ہے اور اس سے کوئی
ایسا فعل معلوم کرے کہ وجہ حکمت کی اوسکو معلوم نہو بے اختیار تعجب کی راہ سے اوس سے
دریافت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بھید پوشیدہ اس محل مین کیا ہے اور غیبت بنی آدم کی
کہ اس سوال مین پائی گئی محض شبہہ جو دل مین آیا تھا اوس کے بیان کرنے کیلئے سرزد
ہوئی حقارت اور اہانت کے ارادہ سے نہین اور یہ قسم غیبت کی حلال ہے جیساکہ استفتا
کے وقت اور واسطے بیان کرنے صورت مسئلہ کے حال بیان کرنا کسی شخص کا درست ہے
ومنه ما ورد فی الحدیث الصحیحان هند زوجة ابی سفیان قالت بحضرت رسول الله صلی
الله علیه وسلم ان ابا سفیان رجل شحیح ای بخیل ممسك ولم یمنعها رسول الله صلی
الله علیه وسلم عن هذه الغیبة ۔ یعنی اسی قسم سے ہے وہ کہ آیا ہے بیچ حدیث صحیح
کے تحقیق ہند بی بی ابی سفیان کی نے کہا روبرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ تحقیق
ابا سفیان مرد شحیح ہے یعنی بخیل ممسک اور نہ منع کیا اوس کو آن حضرت صلعم نے اس غیبت
سے اور تعریف اپنی کہ فرشتون نے بیان کی خود پسندی کی راہ سے نہتی بلکہ واسطے بیان
کرنے عذر اس سوال کے حال اپنا بیان کردیا یعنی یہ سوال ہمارا اس وجہ سے نہین کہ تیری
پاکی اور کمال حکمت مین کچھ ہمکو شک اور شبہہ ہوا اسواسطے کہ ہم ہمیشہ ساتھ تسبیح اور تقدیس
اور حمد اور شکر تیرے کے مشغول ہین بلکہ سوال ہمارا محض واسطے طلب کرنے وجہ حکمت
کے ہے کہ یہ بھید پوشیدہ ہم پر ظاہر ہوجاوے اور فرمانا حق تعالے کا اون کے تئین
ان کنتم صادقین دلالت اوپر جھوٹے ہونے اونکے کے صراحۃ نہین کرتا ہے بلکہ مراد
یہ ہے کہ تم تسبیح اور تقدیس اپنی کے تئین اور حمد اور شکر اپنے کو کامل جانتے ہو اور ایسا
نہین اور اگر کسی شے خلاف واقعی کو اپنی غلط فہمی سے کوئی شخص مطابق واقع کے جانکر
خبر دی اوسکو ایسا جھوٹ کہ کہنے والے کی مذمت اُسکے سبب سے کیجاوے نہین کہین گے بلکہ ایسی
صورت مین اگر اس خبر کو قسم کے ساتھ بھی تاکید کرے جب بھی وہ شخص ماخوذ نہوگا جیسا کہ
بیچ تفسیر آیۃ لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم کے آوے گا انشاء اللہ تعالے اور ایسے ہی فرمانا

اللہ تعالی کا اونکو کہا الم اقل لکم انی اعلم غیب السموت والارض اوپر شک اور شبہ اونکے کے دلالت نہین کرتا ہے بلکہ اوپر یاد دلانے انکے کے اُس چیز کو کہ پہلے جانتے تھے اور سوال کے وقت اس سے غافل ہوے تھے اور ایسے ہی کہنا اونکا سبحانک لا علم لنا کہ اعتذار اور توبہ ہی دلالت اسپر نہین کرتا ہے کہ صدور گناہ کا اون سے ہو بلکہ دلالت اوپر وقوع ترک اولی کے کرتا ہے اسواسطے کہ سوال کرنا اور پوچھنا اللہ تعالی کے فعلون کی حکمتین اہل کمال کی شان سے نہین ایمان اجمالی اونکا حکمت الٰہی کے ساتھ مقتضی ہی کہ ایسے سوالات نکرین کہ ہر فعل اللہ تعالی کی جدی جدی حکمتین دریافت کرین فائدہ تیسرا یہ ہے کہ انی جاعل فی الارض خلیفہ ارشاد فرمایا اور سطرح نفرمایا کہ خالق فی الارض خلیفۃ اور حال یہ ہی کہ خلق لکم ما فی الارض کے مناسب یہی لفظ تہا کہ جاعل کے جگہہ خالق فرماتے جیسا کہ اور جگہہ بہی اسی قسم کا ارشاد ہوا ہے انی خالق بشرا من طین جواب یہ ہی کہ منظور اس جگہہ بیان بنی آدم کو خلافت دینے کا ہی اور خلافت کے معنی بغیر دو چیزون کے موجود نہین ایک جسم عنصری کہ عالم خلق سے ہی دوسرے روح آسمانی کہ عالم امر سے ہی پس لفظ خالق اس مقام مین مناسب نتہا کہ وہ ایک ہی چیز کے اوپر دلالت کرتا ہے اور اور مقامو مین منظور بیان خلافت کا نہین بلکہ محض بیان خلقت اوس کی کا ہے اسی واسطے اون مقامو مین لفظ خالق کا مناسب ہوا فائدہ چوتہا خلیفہ وہ ہی کہ سجادہ نشین کسی شخص کا ہو اور حکایت قولون اور فعلون اسکے کی کرے یہان وہ کون ہی کہ جسکا خلیفہ ہونا قرار دیا ہی جواب محققین کے نزدیک وہ ذات پاک حق تعالی کی ہی اور انسان خلیفہ اوسکا زمین مین ہی جیسا کہ بعضے آدمیونکی صراحۃ کلام الٰہی سے خلافت ثابت ہوتی ہی چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے حق مین ارشاد ہوا ہی یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق یعنی ای داؤد بنایا ہمنے تجکو خلیفہ زمین مین پس حکم کر تو آدمیون مین ساتھ حق کے اور نزدیک بعضے مفسرین کے خلافت سے مراد یہ ہی کہ خلیفہ جنون کے ہوئے کہ حضرت آدم کی پیدائش سے پہلے کئی ہزار برس زمین پر قابض اور متصرف تھے اور زمین کے منافع کو اپنی حاجتون مین خرچ کرتے تھے اور روایتون مین ابن عباس اور دوسرے صحابہ مفسرین سے بہی یہ قصہ جنون کی تصرف کا اور اونکے فتنہ اور فساد کا اس مین مشہور اور منقول ہی جیسا کہ حاکم نے اسکو صحیح کیا ہی فائدہ پانچوان یہ کہ خلافت الٰہی منحصر حضرت آدم علیہ السلام پر نہین بلکہ تمام نوع انسان کیواسطے ثابت ہی اور کوئی وقت ایسا نہین

نو سوم خلیفہ ... وحرام وغیرہ وغیرہ ... دنیا میں ضرب المثل ... بہتین گویا بیان ... کنایہ استعارہ ... وغیرہ وغیرہ ... اور فروع ... علاوت کا کلام ہو ... ناتمام ... التی وقودها الناس والحجارۃ

کہ تمام نوع بنی آدم کی فاسد ہو جاوے اور طریق حق سے باہر نکلے جیسا کہ خلافت پیغمبر علیہ السلام
کے مجموع اس امت کو من حیث المجموع ثابت ہے اور اسیواسطے اجماع اس امت کا خطا سے محفوظ
ہے اور حضرت آدم کی خصوصیت اسواسطے ہے کہ اوسوقت مین انسان کا وجود منحصر اونہین کی ذات
شریف مین تہا بعد اس کمال سے کثرت اور شیوع پیدا کیا کہ خلافت منحصر ایک شخص پر نرہی لیکن باوجود
تکثر کے یہ ضرور نہین کہ ہر شخص انسانی کو رتبہ خلافت کا حاصل ہو بلکہ مجموع من حیث المجموع مین پایا جاتا ہے
اور اس تقدیر پر بسبب وجود کفار اور فساق کے اور بدوضعی اونکی کی ہیچ معنی خلافت مجموع کے کسی طرح کا اشکال
نہین آتا ہے اور اگر ہر فرد کیواسطے خلافت آلہی ثابت کیجاوے تو صحیح نہین اسواسطے کہ خلافت عبارت ہے
تمام منافع جہان کے حاصل کرنے سے اور استخراج حقایق صناعیہ کے سی معہ خواص اور اثار اونکی کے اور یہ
معنی ہر فرد انسانی مین ثابت نہین اور یہ ظاہر ہے پس ہر فرد خلیفہ اوسکا نہین ہوسکتا ہی اور لفظ خلیفہ
کا کہ مفرد واقع ہوا ہی مشعر اسبات پر ہی کہ منظور ثابت کرنا خلافت کا ہی کہ وہ حقیقت وحدانیہ مشترک تمام
افرادون اس نوع کی مین ہی اور نہین تو لفظ جمع کا فرماتے فائدہ چہٹا یہ ہی کہ علما کا اختلاف اوپر اسبات
کے ہی کہ فرشتون نے کہان سے جانا کہ یہ خلیفہ زمین مین فساد اور خونریزی کریگا بعضے علمانے کہاہی کہ
فرشتون نے حال آدمیون کا اوپر حال جنون کے قیاس کیا اور ان ہی کی آدمیون کی طرف نسبت کی
جیسا کہ ابن عباس اور کلبی رض سے منقول ہی اور بعضون نے کہاہی کہ جب حقتعالی نے فرشتونکو فرمایا کہ
انی جاعل فی الارض خلیفۃ انہون نے عرض کیا کہ ربنا وما یکون الخلیفۃ یعنے اے رب ہمارے اور کیسا ہو گا
خلیفہ حقتعالے نے فرمایا یکون لہ ذریۃ یفسدون فی الارض ویتحاسدون ویقتل بعضہم بعضا
یعنی ہوگی واسطے اوسکے اولاد کہ فساد کرینگے زمین مین اور حسد کرینگے اور قتل کرینگے ایک دوسرے کو
آپس مین بعد اوس کے فرشتون نے عرض کیا اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء اور یہ توجیہ ابن مسعود
سے اور اور صحابہ رض سے منقول ہی اور بعضون نے کہاہی کہ خاص فرشتون کو اوپر لوح محفوظ کے اطلاع
تہی اور تمام فرشتون نے اپنے سرداروں سے بعضی چیزین لوح محفوظ کی لکھی ہوئی کو سیکھ لیا تھا
اس سبب سے پیدایش خلیفہ کی یعنی انسان اور افعال شنیعہ اوسکی بہی معلوم ہوئے بلکہ بعضی
روایتون مین ایسا وارد ہی کہ جب حقتعالی نے آگ کو پیدا کیا فرشتون کو اوسکی دیکھنے سے بہت
خوف آیا عرض کیا کہ یہ شے کسواسطے پیدا کی ہی حق تعالی نے فرمایا واسطے گناہ گارون اور نافرمان بردارون

کرے اور اسوقت مین سواے فرشتون کے کوئی مخلوق صاحب شعور اور صاحب ارادہ موجود نتھی
جب ارشاد ہوا کہ انی جاعل فی الارض خلیفہ اس سے انہون نے جان لیا کہ معصیت اور نافرمانی
اسی مخلوق سے صادر ہوگی اور بعضون نے کہا ہے کہ جبکہ خلیفہ نائب خدا کا ہوا بیچ احکام جاری
کرنے کے اور یہ بات ظاہر ہے کہ احتیاج حاکم کی نہین ہوتی مگر وقت تنازع اور تظالم کے
پس لفظ خلیفہ کے سے التزاما معلوم ہوا کہ فساد اور شر موجود ہوگا اور تفسیر آیت مین وجہ دوسری
اسکی کہ فرشتون نے کیونکر یہ حال معلوم کیا ہے یاد کرنی چاہیے فائدہ ساتوان اس آیت سے
معلوم ہوا کہ خونریزی اور فساد زمین مین خدا کے نزدیک بڑا گناہ ہے اور فرشتون کے نزدیک
بھی اور اسیواسطے اسگناہ کو خلیفہ کی برائی اور خساست ذکر کرنے سے اللہ کی جناب مین عرض
کیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ باوجود نقصان عقل کے وجوہات حکمت فعلون الٰہی کی تفصیلاً دریافت
کرنی ایک قسم کی بے ادبی ہے فائدہ آٹھوان استفہام پر تتمہ اس قصہ کا محذوف ہے اور حذف اسواسطے
کیا کہ کچھہ غرض اسکی تمام کرنے مین متعلق نتھی بلکہ جس شے سے لیاقت خلافت کی معلوم ہوتی تھی
اور اوسکو دخل اس امر مین تھا تمام قصہ مین سے اسکا بیان کیا اور تمام قصہ یہ ہے کہ ابو الشیخ اور محدثین نے
آنحضرت علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب حقتعالی نے چاہا کہ آدم کو پیدا کرے جبرئیل کو بھیجا اور
فرمایا کہ تمام روے زمین سے خواہ سفید ہو خواہ سیاہ خواہ سرخ خواہ شور خواہ شیرین خواہ نرم خواہ سخت
ایک مٹھی خاک کی اوٹھا لا اوس مشت خاک سے ایک مخلوق پیدا کرونگا جسوقت جبرئیل زمین کے
پاس گئے اور چاہا کہ ایک مشت خاک اوٹھاوین زمین نے پوچھا کہ کسواسطے مجھسے تو اتنی مٹی کم کرتا
ہے جبرئیل ع نے کہا کہ حقتعالی تجھسے ایک مخلوق پیدا کریگا کہ خلافت زمین کی اسکو بخشے گا اور وہ ایسا اور
ایسا کریگا اور ثواب اور عقاب مین وہ پڑیگا زمین نے کہا کہ مین اللہ تعالی کی عزت کیساتھہ پناہ پکڑتی ہون
اسبات سے کہ ایک مشت مجھسے وہ اٹھا دے تو کچھہ اس سے جہنم مین چلے جبرئیل پھر آے اور عرض کی کہ بار خدایا زمین
نے ساتھہ عزت تیری کے پناہ پکڑی مین تیرے نام اور عزت کے ادب سے مٹی نہ اوٹھا سکا اور
خالی پھر آیا حق تعالی نے میکائیل کو بھیجا میکائیل بھی اسیطرح پھر آئے پھر اسرافیل ع کو بھیجا وہ
بھی اسیطرح پھر پھر آے ملک الموت کو بھیجا ملک الموت نے زاری زمین کی اور عاجزی نہ سنی اور
کہا کہ مین تابعدار اللہ کے حکم کا ہون تیری زاری کرنے سے اطاعت اللہ کے حکم کی نہین چھوڑونگا

حق تعالی نے روحون کے قبض کرنے کا کام اسی واسطے اون کو سونپا اور فرمایا کہ اس مشت خاک کو جس جگہہ کہ خانہ کعبہ فے الحال موجود ہے جمع کرو بعد اوس کے فرشتون کو حکم ہوا کہ اوس خاک کا گارا بناوین اور چالیس دن تک اوس خاک پر مینہہ برسا انتالیس ۳۹ دن تو غم اور رنج کا مینہہ برسا اور ایک دن خوشی کا مینہہ اور اسی سبب سے ہے کہ آدمی کو غم اور الم بہت رہتے ہین اور خوشی کم ہوتی ہے بعد اوس کے اوس کیچڑ کو خشک کیا جیسے کمہار کا کچا برتن خشک ہوتا ہے اور ہوا کے چلنے سے آواز کرتا تہا جیسا کہ اور جگہ اس کو فرمایا ہے صلصال کالفخار بعد اوس کے فرشتونکو حکم ہوا کہ اوس خشک گارے کو درمیان مکہ اور طائف کے وادی نعمان مین کہ متصل عرفات کے ہے لیجا کر ڈالین اور حق تعالی نے دست قدرت اپنے سے اوس گارے سے قالب آدم کا بنایا اور صورت اوسکی تیار کی فرشتون نے کہ کبھی ایسی صورت نہ دیکھی تہی تعجب سے آس پاس اوس کے پہرتے تھے اور خوبصورتی اوسکی سے حیران ہوتے تہے ابلیس بہی اوس قالب کو دیکھنے کیواسطے آیا اور گرداگرد اوسکے پہرا اور کہا کہ اس قالب سے کیا تعجب کرتے ہو کہ ایک جسم ہے کہ اندر سے خالی ہے اور جگہ جگہہ اندر اسکے خلل ہین بغیر پر کرنے کے اندرونہ اسکا سیر نہین ہوسکتا اور اگر پر نکرین تو بسبب ضعف کے زمین پر گر پڑے اور اگر سیر ہوجاوے تو پیٹ اسکے کہچنے لگین اور چلنے پہرنے مین سستی پیدا ہووے پس اس قالب خاکی سے کسی حال مین کچہہ کام ہوگا مگر سینہ اسکے مین بائین طرف ایک حجرہ ہے بغیر دروازے کا اوس کو مین نہین جانتا ہون کہ کیا چیز اوس مین پوشیدہ ہے شاید کہ وہی مقام لطیفہ ربانی کا ہو کہ بسبب اوسکے استحقاق خلافت کا حاصل کرے بعد اسکے حکم روح کو ہوا کہ اس قالب مین آوے اور اوسکے گڑہون مین بہر جاوے جب روح قالب کے پاس پہونچی اور دیکہا کہ جگہہ تنگ اور تاریک ہے اوس کے اندر جانے سے ٹہر گئی اوسکو اللہ کے حکم سے جبرا قالب مین داخل کیا اب تک روح سر مین آئی تہی کہ حضرت آدم کو چہینک آئی اور الہام سے کلمہ الحمد للہ کا زبان سے نکلا حقتعالی نے جواب مین فرمایا یرحمک اللہ جیسا کہ روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو ابن عباس سے اور بیہقی نے روایت کی کتاب الاسماء والصفات مین ابن مسعود سے اور محدثین نے دوسرے صحابہؓ سے روایت

تفسیر خلیلی

اور اچھے اچھے سے اپنے پیرا کیے کہ مرتے اب لیتے اب جنت میں باغ ہین جنکے نیچے نہرین جاری ہین جب اونکو جنت کا کوئی میوہ کہانیکو دینگے عنایت ہوگا کہینگے یہ وہی میوہ ہے جو پہلے بھی عنایت ہوا تھا اور انکے پاس ملتی صورت کے میوے حاضر کیے جاوینگے اور جنت مین انکے لیے صاف ستہری بیبیان ہونگی جنت کی اور یہ لوگ ہمیشہ رہینگے

کی ہے کہ جب روح حضرت آدم کی کمر تک پہنچی تھی کود کر اٹھے چونکہ نیچے کے دھڑ مین ابھی تک نہ آئی تھی اسواسطے زمین پر گر پڑے حق تعالی نے فرمایا کہ خلق الانسان من عجل یعنی پیدا کیا گیا انسان شتابی سے بعد اوس کے جب تمام بدن مین روح پھیل گئی حکم ہوا کہ فرشتون کے پاس جا اور اون کے اوپر سلام علیک کر اور دیکھ کہ تجکو کیا جواب دیتے ہین حضرت آدم علیہ السلام فرشتون کی طرف گذرے اور کہا السلام علیکم فرشتون نے کہا وعلیك السلام ورحمۃ اللہ حکم ہوا کہ یہی کلمات تحیت تیری اور تحیت اولاد تیری کے مقرر کئے ہمنے حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ خداوندا میری ذریت کیا ہے فرمایا کہ ذریت تیری دونون ہاتھون میرے مین ہے ان دونون ہاتھون مین سے جسکو تو چاہے اوسی مین سے پہلے تجکو دکھلاؤن حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اول مینے داہنا ہاتھ پروردگار اپنے کا اختیار کیا اور دونون ہاتھ پروردگار میرے کے سیدھے ہین حق تعالی نے پہلے داہنا ہاتھ اپنا حضرت آدم علیہ السلام کی پشت پر پھرایا اور پشت اون کی سے جس قدر نیک بخت قیامت تک پیدا ہون گے اون کی صورتین حضرت آدم کو دکھلادین پھر دوسرا ہاتھ حضرت کی پشت پر پھرایا اور بدبختون کو نکالا اور صورتین اونکی دکھائین جب حضرت آدم علیہ السلام نے صورتین اولاد اپنی کی دیکھین کہ بڑا فرق اون مین ہے بعضے خوبصورت ہین اور بعضے بدشکل اور بعضے توانگر اور بعضے مفلس اور بعضے لنبے قد کے اور بعضے چھوٹے اور بعضے صحیح الاعضا اور بعضے اندہے اور بعضے لولے وغیرہ عرض کیا کہ بار خدایا یہ سب بندے تیرے ہین سب کو یکسان کسواسطے پیدا نکیا تو نے حق تعالی نے فرمایا کہ اگر انکو یکسان بناتا مین کوئی شکر میرا نکرتا اور اب کہ اونمین تفاوت واقع ہوا ہر کوئی اوس نعمت کو جو اوسکے واسطے حاصل ہے پہچانیگا اور شکر ادا کریگا بعد اسکے نبیون کو دیکھا کہ بسبب زیادتی نور کہ اونکی پیشانیون مین چمک ماہتاب کے درمیان مین ممتاز تھے اور بہ نسبت اور پیغمبرون کے حضرت داود کی پیشانی کا نور زیادہ چمکتا تھا حضرت آدم کو بہت خوش معلوم ہوا اور وجہ اوس کی یہ ہے کہ حضرت داود علیہ السلام سب نبیون مین سے ایک خطا مین گرفتار ہوئے تھے اور تدارک اوسکا توبہ اور استغفار سے اس قدر کیا کہ کسی بشر سے ویسا تدارک ممکن نہین پس نور نبوت اونکی کا نور توبہ اور ندامت کیساتھ مل کر زیادہ تر روشن ہوا اور حضرت آدم علیہ السلام

کو بہی ایسا ہی حال درپیش ہوا کہ وہ بہی اللہ تعالی کی نافرمانی مین گرفتار ہوئے اور اونہون
نے بہی اوس کا تدارک توبہ اور ندامت اور استغفار اور گریہ اور زاری سے قرار واقعی کیا اسواسطے
نور داؤدی کو ساتھ نور حضرت آدمؑ کے کمال مناسبت ہوئی اور جس قدر مناسبت زیادہ ہوتی
ہے محبت بڑھتی جاتی ہے حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت داؤدؑ کا نور دیکھکر
عرض کیا کہ بارخدایا یہ بندہ تیرا کون ہے اور کیا نام اسکا ہے ارشاد ہوا کہ یہ بیٹا تیرا داؤد ہے
عرض کی کہ عمر اسکی کتنی ہے ارشاد ہوا کہ ساٹھ برس کی عرض کیا کہ عمر میری کسقدر ہے فرمایا
کہ ہزار برس کی عرض کیا کہ میری عمر مین سے چالیس برس کم کرکے اسکی عمر مین زیادہ
کر دے اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی عمر مین چالیس برس
باقی رہے ملک الموتؑ اور ہمراہی اونکے روبرو آکر حاضر ہوئے اور کہا کہ وقت مرنے
تمہارے کا پہونچا حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ ابہی عمر میری مین چالیس برس باقی ہین
فرشتون نے کہا کہ وہ چالیس برس تمنے اپنے بیٹے داؤد کو دیدئے ہین حضرت آدم
علیہ السلام نے کہا کہ مجہکو یاد نہین کہ کسی کو مینے اپنی عمر دی ہو اور کوئی شخص کسیکو عمر
اپنی نہین دیا کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت آدمؑ نے معاملہ مین
دین کا فراموش کیا اور منکر ہوئے یہی رسم اون کی اولاد مین بہی باقی ہے اور اسی
وقت سے حکم ہوا کہ جو کوئی کسیکو کوئی چیز دیوے چاہیے کہ ہبہ نامہ لکہے اور شاہدی اور گواہی کرے
تاکہ عند الحاجت کار مین آوے اور امام احمدؒ اور ابن ابی شیبہؒ نے حضرت حسن بصریؓ سے
روایت کی ہے کہ جب حق تعالی نے حضرت آدم کو اولاد اون کی دکہلائی فرشتون نے
عرض کیا کہ بارخدایا اس جماعت کثیر کی زمین مین گنجایش نہوگی حق تعالے نے فرمایا
کہ مینے واسطے کم کرنے انکے ایک چیز ٹہرا رکہی ہے اور وہ موت ہے فرشتون نے
عرض کیا کہ اگر موت اپنی کو یہ دیکہین گے تو ہرگز زندگانی انکو گوارا نہوگی اور بسبب یاد
کرنے موت کے عیش اونکا بالکل تلخ ہوگا اور رنج و غم رات دن گذریگا حق تعالی نے
فرمایا کہ انکے غافل کرنیکے واسطے طول امل اور امیدین بڑی بڑی انکے دل مین ڈالدونگا کہ
بسبب اسکے موت سے غافل رہینگے اور صحاح ستہ مین اور اور کتابون معتبرہ حدیث کی مین

آیا ہے کہ حق تعالی نے حضرت آدمؑ کو ہر ایک قسم کی مٹی سے پیدا کیا ہے اور اسی جہت
سے آدمی رنگ مین مختلف ہوتے ہین کوئی سرخ کوئی سفید اور کوئی سیاہ اور طبیعت
اور خلق مین بہی جدے جدے کوئی نرم کوئی سخت کوئی نیک کوئی بد کوئی خبیث کوئی
طیب اور بیہقیؒ نے کتاب الاسماء والصفات مین ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ فرشتے اس
خلیفہ کے پیدا ہونے سے نہایت ڈرتے تہے کہ جب یہ خلیفہ ہمارے اوپر حکم چلاوے گا
ساتھ اسکے کیا معاملہ ہوگا اور کس طرح کیا جاویگا ابلیس آیا اور حضرت آدمؑ کی پتلے کو دیکھا
اور ہر ایک عضو کو علیحدہ علیحدہ نظر مین لایا کہا کہ لا ترهبوا من هذا فان ربکم صمد و هذا
اجوف لئن سلطت علیه لاهلكنه یعنی نہ ڈرو تم اس سے اسواسطے کہ رب تمہارا
بے پرواہ ہے اور یہ اندر سے خالی ہے اگر مین مسلط کیا جاؤن اوپر اسکے البتہ ہلاک
کرون مین اسکو اور دیلمی نے ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ ہوا اور بلا اور شہوت
کو چالیس دن تک حضرت آدمؑ کی مٹی مین خمیر کیا ہے اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح
مین مروی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بہتر سب دنون مین دن جمعہ
کا ہے اسواسطے کہ اسی دن مین حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے اور اسی دن بہشت
مین انکو داخل کیا ہے اور اسی دن بہشت سے نکال کر زمین پر ڈالا ہے اور اوسی دن حضرت
آدمؑ نے وفات پائی ہے اور اسی دن قیامت ہوگی اور روایت مین امام احمدؒ اور طبرانیؒ
اور اور محدثین کی آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہشتی جسوقت کہ
بہشت مین آوینگے بغیر داڑہی کے ہونگے اور بدن پر بہی بال نہون گے اور رنگ اونکا
سرخ و سفید اور سر کے بال پیچ دار اور آنکھین اونکی سرگین گویا کہ تینتیس ۳۳ برس کے ہین اور
سب آدمی حضرت آدمؑ کی صورت پر ہونگے اور قد اونکا ساٹھ ہاتھ کا اور عرض بہی مناسب اسکے
طول کے ہوگا اور ابن سعدؒ اور ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ اور ابن عساکرؒ اپنی تاریخ مین ابن
عباسؓ سے روایت کرتے ہین کہ حق تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام روی زمین سے
پیدا کیا ہے خواہ شور ہو خواہ شیرین جس مین شیرین جزو کو غلبہ ہے آخر کو نیک بختی کی طرف
جہکے گا اگرچہ ماں اور باپ اوسکے کافر ہون اور جس کسی مین اولاد اونکی سے شور جزو غالب

تفسیر حقانی
آرزو کا خون ہوگا اللہ تم فرماتا ہے اور جنت مین جو تمہارا جی چاہے طالب پہر اوقت موجود ہوگا اور وہان تم جو چاہو گے سب پہر جاوے یہ سب بخشنے والے مہربان خدا کیطرف سے مہمانی ہے (پ۲۴ حم سجدہ ع۴)
ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ فما فوقها فاما الذین آمنوا فیعلمون انه الحق من ربهم واما الذین کفروا فیقولون

ہوگا وہ آخر مین بدبختی کی طرف جھکے گا اگرچہ نبی کا بیٹا ہوا اور جب منظور پیدا کرنے حضرت آدمؑ سے خلافت روی زمین کی تہی اور خلافت کو دو چیزین لازم ہین اول جاننا صفات اور افعال اس کے کا جسکی طرف سے خلیفہ ہے تاکہ موافق اون صفات اور افعال کے اپنی طرف سے سرانجام کرے دوسرے جاننا اون چیزون کا کہ زیر حکم خلافت اوس کی کے داخل ہین تاکہ ہر چیز کے ساتھ وہ معاملہ کرے کہ اوس کے واسطے مناسب ہے جیسا کہ کلاہ کو پیر مین اور کفش کو سر پر استعمال نہین کرتے ہین پس حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم اسمائے الٰہی اور اسمار مخلوقات کی ضرور ہوئی کہ ساتھ اسمار الٰہی کے بیچ حقائق کائنات کے تصرف کرے اسی واسطے حق تعالی نے بعد پیدایش حضرت آدم علیہ السلام کے اس علم کو اونکے دل مین ڈالا بے اسکے کہ کلمہ اور کلام اور صوت اور حرف درمیان مین ہو وَعَلَّمَ آدَمَ یعنی تعلیم فرمایا آدم علیہ السلام کو اسطرح پر کہ اونکے دل مین ڈالا کہ فلان چیز کا فلانا نام ہے اور فلانی چیز کا فلانا نام اور بعضے علما اس مقام مین شبہہ کرتے ہین کہ تعلیم اسما کی موقوف اوپر جاننے بعض لغتون کے ہے اسواسطے کہ تعلیم عبارت اس سے ہے کہ بتلا دین فلانی چیز کا فلانا نام اور اوس چیز کا یہ نام اور سمجھنا اس کلام کا بغیر جاننے معانی مفردات اس جملہ کے ممکن نہین پس چاہیے کہ حضرت آدم کی تعلیم مین دور لازم آوے اسواسطے کہ تعلیم اسما کی موقوف اوپر جاننے بعضے اسمون کے ہے اور جاننا ان اسمون کا موقوف اوپر تعلیم کے اور اس شبہہ کے جواب مین یہ کہا ہے کہ تعلیم اسما کی حضرت آدم کو ساتھ دو وجہ کے تہی بقدر ضروری اس سے کہ جس کے سبب سے خطاب اون سے کیا جاوے اور افادہ اور استفادہ اوس پر موقوف ہو بلا واسطہ حرف اور صوت کے اور بغیر کلمہ اور کلام کے اونکے دل مین ڈالا اور باقی الفاظ معلومہ کے واسطے سے بیان کیا اور اس جواب مین تطویل لاطایل ہے اول سے ہی کہنا چاہیے کہ یہ تعلیم بواسطہ الفاظ نہ تہی بلکہ بہ طریق القا فی القلب کے تھی اور اس وضع کی تعلیم بعضے الفاظ کی اگرچہ وقت پیدایش کے بہی تہی کہ اب تک روح اونکی نیچے کے دھڑ مین نہ آئی تہی کہ چھینک کے بعد شکر مین الحمد للہ کہا اور اوس کے جواب مین یرحمک اللہ سنا لیکن بعد پیدایش اونکی تعلیم عام اور شامل ہوئی الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا یعنی نام سب

تفسیر

مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ الَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ

تنبیہ اس سے یہی چھوٹی سی تمثال جیسی بیان کرنے سے خدا کو جیسے نہیں شرم تا جواب بیان دے ہے مین وہ جان لیتے ہین

چیزونکے جیساکہ ابن عباسؓ نے فرمایا ہی علمہ اسم کل شئ حتی القصعہ والقصیعۃ یعنی سکہلایا اسکو نام ہر شے کا یہانتک کہ پیالہ اور پیالی کا اور سعید بن جبیرؓ نے کہا ہی حتی البعیر والبقرۃ والشاۃ یعنی یہانتک کہ اونٹ اور بیل اور بکری اور تعلیم نامون کی اسواسطے کی گئی کہ نام عبارت اُس لفظ سے ہے کہ دلالت کرے اوپر حقیقت کے اور منظور فائدہ دنیا علم حقایق کا تہا تاکہ کام خلافت کا سرانجام کرسکے اور نام کمتر اون چیزون مین سے ہے جن کے سبب سے امتیاز حقایق کا ہوتا ہے اور یہ بہی منظور تہا کہ خواص تمام چیزون کے اور نفع اور نقصان اونکے سکہلاے جاوین اور طریق استعمال اون خواص کا بہی اور مقدمہ اس تعلیم کا یعنی وہ چیز کہ تعلیم اوسپر موقوف ہی یہ ہی کہ اول اوس کو نام ہر چیز کا تعلیم کرین تاکہ وقت بیان کرنے اسبات کے کہ فلانی چیز فلانی خاصیت رکہتی ہی اور فلانا نفع اس سے لینا چاہیے اور فلانا ضرر اس سے دور کرنا چاہیے آسانی سے معلوم ہو جاوے اور زیادہ ترحاجت طوالت کی نہ پڑی اس مقام مین جاننا چاہیے کہ فرشتون اور آدمیون کے درمیان مین مابہ الامتیاز کہ جس کے سبب سے فرشتہ پر فوقیت حاصل کی فقط تعلیم اسمون اور معرفت حقیقتون اشیا اور خواص و منافع اور ضرر اونکے کی نہین اسواسطے کہ قطعا ثابت ہی کہ پہلے پیدایش حضرت آدم علیہ السلام سکے فرشتون کو بہی خطاب الٰہی ہوتا تہا کہ فلانی چیز اس طرح کرو جیساکہ اسی قصہ مین گذرا کہ پہلے جبرئیل علیہ السلام کو واسطے لینے ایک مشت مٹی کے روے زمین پر بہیجا اور بعد اوس کے دوسرے فرشتون کو پس اگر فرشتون کو علم حقیقتون اور اسمون ان حقیقتون کا حاصل نہوتا تو حکم الٰہی کہ مخلوقات کے حق مین صادر ہوتا تہا کیونکہ بجالا سکتے بلکہ امتیاز آدمؑ کی فرشتون سے ساتھ دو وجہ کے ہی اول یہہ کہ پہلے پیدایش حضرت آدم علیہ السلام کی سے فرشتون کو علم ہر چیزون کے نامون کا حاصل نہتا بلکہ علم اونکا منحصر تہا بعضی چیزون مین کہ تعلق اون کی خدمتون سے رکہتی تہین دوسری حقیقتون اور اسمون سے کچہہ کار اونکا متعلق نہتا اور اطلاع بہی اون کو ان امور کی نہ تہی بخلاف حضرت آدم علیہ السلام کے کہ انکو بسبب خلیفہ بنانے کے تعلیم عام کی گئی تاکہ منفعت ہر حقیقت اور مضرت اوسکی سے آگاہ ہوجاوین جیساکہ حاکم نے اور ابن عساکر نے مرفوعا روایت کی ہے کہ آن حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ حقتعالی نے حضرت آدمؑ کو اسما کی تعلیم مین

تفسیر حقانی: یہ مثل بہت عمدہ ہی کی فرمائی ہمی ہے اور بہتر لوگ کہتے ہیں کہ بہلا ایسی مثال لانے سے خدا کا کیا مطلب ہے خدا ایسی مثال سے بہتون کو گمراہ کرتا ہے اور بہتون کو راہ دکہاتا ہے اور گمراہ نہین کرتا ہے مگر بدکارون کو جو خدا کا عہد و پیمان مضبوط کرنے کے بعد توڑ ڈالتے ہین اور خدا نے جسکو جوڑنے کو فرمایا ہے اوسکو توڑتے ہین

ہزار حرفتین طرح طرح کی حرفتون مین سے تعلیم فرمائین اور ارشاد کیا کہ اولاد اپنی کو کہہ اے آدم کہ اگر تم صبر نکر سکو دنیا سے پس دنیا کو ان حرفتون کے ساتھ طلب کرو اور دنیا کو دین کے ساتھ طلب نکرو اسواسطے کہ دین خالص واسطے میرے ہے اور وائی اوپر اس شخص کے کہ دنیا کو ساتھ دین کے طلب کرے اور دیلمیؒ نے ابو نافعؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مثلت لی امتی فی الماء والطین یعنی تصویرین امت میری کی پانی اور مٹی مین بنا کر مجکو دکھلائین وعلمت الاسماء کلها کما علم آدم الاسماء کلها اور سکھلائے مجکو تمام چیزون کے نام جیسا کہ سکھلائے آدمؑ کو نام سب چیزون کے اور اس آیت مین جو لفظ کلها کہ واسطے تاکید عموم اسما کے زیادہ کیا ہے اسی نکتہ کیواسطے ہے کہ امتیاز آدمؑ کی فرشتون سے بسبب تعلیم عام کہ تھی نہ بسبب فقط تعلیم اسما کے دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ تعلیم عام بھی ابتداءً خاص ساتھ حضرت آدم علیہ السلام کے تھی اور بعد اسکے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتون کو ہر چیز کے نامون سے خبر دی اور فرشتون نے استعمال ہر چیز کا حضرت آدم اور اونکی اولاد سے سنا بعضے فرشتون نے جیسا کہ حضرت جبرئیلؑ اور اور بڑے فرشتے اونہون نے نام ہر چیز کے معلوم کر لیے اسواسطے کہ قطعا یہ بات شریعتون سے ثابت ہے کہ حضرت جبرئیلؑ اور دوسرے فرشتے بڑے بڑے وبر وانبیاؤن کے آتے تھے اور ہر چیز مین بحث اور تفتیش کرتے تھے اور امور مختلفہ کا ذکر آتا تھا اور کسی وقت افادہ اور استفادہ اور کہنے سننے مین عاجز نہین ہوے اور سباب کو نہین پوچھا کہ فلانا کس چیز کا نام ہے اور اس لفظ کے کیا معنی ہین اور حقیقت فلانی چیز کی کیا ہے البتہ یہ تعلیم ابتداءً خاص حضرت آدم کو ہوئی تاکہ زیادتی علم اونکی فرشتون کے اوپر خصوصًا اس علم کی کہ تعلق ساتھ سیاست اور خلافت کے رکھتا ہے ظاہر ہووے اور اسی واسطے اوپر محض تعلیم حضرت آدم علیہ السلام کے کفایت نہوئی بلکہ ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ یعنی پیش کیا حق تعالے نے اون نامونکو اوپر فرشتون کے ساتھ اس طریق کے کہ تصویرین اون چیزون کی کہ نام اونکے حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم فرمائے تھے فرشتونکو دکھلائین فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ یعنی پس فرمایا کہ خبر دو تم مجکو اے فرشتو ساتھ نامون ان چیزون کے اسواسطے کہ اونے اون چیزون کی جو تمیز دینے والی ہین نام ہے اور واسطے استحقاق خلافت کے معرفت حقایق کی اور امتیاز کرنا اونمین

شرط ہی اگر تمہارے تئین نامون ان چیزون کے سے خبر ہو گی دعوی استحقاق خلافت کا تم سے ممکن ہوگا اور اگر تم ان چیزون کے نامون سے بے خبر ہو تو خلافت کہ عبارت ہے تصرف کرنے سے تمام چیزون مین تم سے کس طرح سرانجام اوسکا ہوگا اور ہر چند کہ تمنے ظاہر مین استحقاق خلافت کا دعوی نہین کیا ہی لیکن تمہارے کلام سے دعوی لازم آیا پس شرطین اس دعوی کو ثابت کرو اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ اگر ہو تم سچی بیچ کلام اپنے کے کہ نحن نسبح بحمدك ونقدس لك اسواسطے کہ معنی اس کلام کے یہ ہین کہ تسبیح اور تقدیس ہماری کمال کے رتبہ کو پہونچی اور شکر ہمارا نہایت کے مرتبہ کو ملا اور ظاہر ہے کہ کمال تسبیح اور تقدیس کا یہ ہے کہ ساتھ تمام اسمار الٰہی کے ہو اور ایسے ہی نہایت حمد اور شکر کی یہ ہی کہ مقابل ہر کمال اور ہر نعمت الٰہی کے ہو اور اس امر کو علم تمام اسمار الٰہی کا اور تمام اسمار کونی اور علم تمام کمالات اور نعمتون الٰہی کا درکار ہے اور یہ علم بدون جاننے تمام حقیقتون جہان کے تفصیلاً متصور نہین اور درمیان حقیقتون کے امتیاز بہت وجوہ سے ہی ادنے اون کا یہ ہے کہ نام انکا جان لے اگر اس قدر بھی امتیاز تمکو حاصل نہوا پس دعوی تسبیح اور تقدیس علی الاطلاق کا اور حمد کامل کا تم سے کیونکر درست ہوا باقی یہان کئی بحثین ہین کہ مفسرین اون بحثونکو اس مقام مین ذکر کرتے ہین اول تو یہ کہ اکثر عالمون نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے اوپر اسکے کہ مقرر کرنا الفاظ کا معانی کیواسطے خدا کی طرف سے ہی اسواسطے کہ اس آیت مین فرمایا ہی کہ وعلّم اٰدم الاسمآء كلها - اور اگر واضع الفاظ کا معانی کے واسطے آدم یا اولاد آدم کی ہوتی تعلیم اسمار مین اللہ کی طرف سے گنجایش نتھی لیکن اس آیت سے معلوم ہوتا ہی کہ وضع لغات کی وقت پیدایش آدم علیہ السلام کے نتھی بلکہ بہت پہلے اس سے تھی اور واقع مین اسی طرح سے ہے اسواسطے کہ پہلے پیدایش حضرت آدمؑ کی سے نام فرشتونکے اور اور چیزونکے بھی کہ جن چیزونکے سرانجام کیواسطے فرشتون کو خطاب ہوتا تھا مقرر تھے اور کلام کرنا فرشتونکا آپس مین اور سمجھنا مضمون احکام الٰہیہ کا بواسطہ الفاظ کے قطعًا پہلے حضرت آدمؑ کی پیدایش سے موجود تھا اور جو لوگ کہ وضع لغات کی ساتھ اصلاح آدم اور آدمیون کے جانتے ہین فرشتون کے کلامون سے کہ آپس مین کرتے ہین شاید وہ غافل ہین اور یہ

تفسیر حقانی

مثالین ہوتین یہ ہم اللہ تعالی نے [illegible] دو آدمیون اُتارین جس وقت صاحب کسی نے اسلام کا کلمہ پڑھا اور محمد صاحب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا کا بھیجا ہوا اور خدا کا نائب سمجھ لیا تو اب اسنے یہ عقیدہ باندھا کہ خدا جو حکم احکام پیغمبر صاحب کے ذریعہ سے بھیجے گا مین اوسکو قبول ہی کرونگا اور [illegible] جب پیغمبر صاحب کی صحبت سے

بیان وضع الفاظ کا

کہنا اونکا کہ معنی تعلیم اسماکے حضرت آدم کے تئین یہ ہین کہ خدا نے تعالے نے اونکے
دل مین خواہش ڈال دی کہ متوجہ طرف وضع الفاظ کے ہون پہر طریق وضع کا اون کو
سکہلا دیا جیسا کہ معنی وعلمنٰہ صنعۃ لبوس لکم کے بہی یہی ہین یعنی سکہلا دیا ہمنے اونکو پیشہ
زرہ بنانے کا واسطے تمہارے یعنی پہلے دل مین زرہ بنانے کا داعیہ ڈال دیا پہر طریق اُسکے
بنانے کا تعلیم کیا سو فساد اسکا ظاہر ہے اس واسطے کہ تکلیف دینی فرشتون کو ساتھ اسکے
کہ الفاظ اور معانی اصطلاحیہ آدمیون کے سے خبر دو قبیلہ تکلیف مالایطاق کے سے ہوگی با وجود
اسکے کہ کچہہ حاصل بہی نہین اسواسطے کہ اگر کوئی کسی کی اصطلاح سے واقف نہو تو اسکے
علم مین کیا قصور اور اوس دوسرے کو اوسپر کیا فوقیت والا عربا کے عالمون پر بسبب نہ
جاننے اصطلاح ترکون کے قصور لازم آوے اور ترکون کو انکے اوپر فوقیت ہو البتہ
بسبب نجاننے علم لغات اور اسما کے کہ علم آلہی مین واسطے معانی مخصوصہ کے مقرر تہے علامت قصور کی ہے اور
جاننا اوس کا دلیل ترجیح اور فوقیت کی اسواسطے کہ جس قدر احاطہ معلومات آلہی کا زیادہ
ہوگا اسی قدر مناسبت اور تشبیہ جناب باری کے ساتھ بہت ہوگی اور زیادتی تشبیہ کی
جناب آلہی کے ساتھ سبب کمال فوقیت مخلوق کا ہے دوسرے یہ کہ ضمیر ثم عرضہم
کی ظاہر اس طرح ہے کہ رجوع طرف اسما کے کرے باعتبار مسمیات کے اور مسمیات اسما کی
ذوی العقول اور غیر ذوی العقول دونو ہین اس ضمیر کو کہ مخصوص مذکرین ذوی العقول
کے ساتھ ہے کسواسطے لاسے جواب اس کا یہ ہے کہ عرض کرنا مسمیات کا فرشتون پر باعتبار
جسامت ظاہری کے نتہا کہ محل ظاہر ہونے تذکیر اور تانیث اور عقل اور غیر عقل کا ہے بلکہ
باعتبار وجود روحی اور ملکوتی کے تہا کہ تمام مخلوقات باعتبار اس وجود کے عاقل اور مدرک
اور مبرا تذکیر اور تانیث سے ہین البتہ بسبب نہونے تانیث کے اس وجود مین الفاظ اور صیغے تذکیر کے
اونکے واسطے بولے جاتے ہین جیسا کہ فرشتون کے حق مین بہی اسی اعتبار سے الفاظ تذکیر
کے استعمال کئے گئے ہین تیسرے یہ کہ صیغہ امر کا یعنی انبئونی کے واسطے عاجز کرنے اور الزام
دینے کے ہے نہ واسطے تکلیف اور حکم کرنے کے پس جن شخصون نے بسبب اس صیغہ کے
تکلیف مالایطاق جائز رکہی ہے اونہون نے خطا کی ہے اور اسی واسطے فرشتون نے بہ مجرد

سننے اس امر اور خطاب کے عاجزی اپنی شروع کی اس طریق سے کہ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ یعنی کہا اونہون نے پاک جانتے ہین ہم تجکو ای پروردگار ہمارے اسبات سے کہ تیرے علم مین کچھہ قصور ہو یا تیرے فعل مین کوئی بات عبث واقع ہو اور خلاف حکمت کے وقوع مین آوے اور سوال ہمارا فقط واسطے طلب ہدایت اور ارشاد کے تہا اسواسطے کہ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا یعنے کوئی علم حاصل نہین ہوتا ہی ہمکو مگر اس قدر کہ تونے تعلیم فرمایا ہمکو اور اسی سبب سے ہمنے وجہ حکمت پیدا کرنے اس خلیفہ کی نجانی اور تسبیح اور تقدیس اور حمد اور شکر اپنے کو کامل جانا اور معرفت حقیقتون اشیا کی تفصیلا اور ممیزات انکے ہمکو حاصل نہوے اور نام بہی اون چیزون کے کہ منجملہ ممیزات کے ہین ہمنے نجانے اور جب ہمکو جناب تیری سے ابتداءً یہ علوم حاصل نہوئے تو کچھہ جگہہ اعتراض کی نہین اسواسطے کہ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ یعنی تحقیق تو نہایت دانا ہی اور تو جانتا ہی کہ حقیقتین ہماری ایسی نہین کہ یہ علم بلاواسطہ تیرے معلوم کرین اسیواسطے اس مخلوق کو خلیفہ اپنا کیا تونے اور قدرت اور طرح طرح کی فعلون کے دی تونے اور ہمکو واسطے پورا کرنے مرادون اور خدمتون اوسکی کے مامور کیا تاکہ ہم بہی بواسطے اس خلیفہ کے اور خدمت اس کی کے اوپر اون فعلون اور حقیقتون کے مطلع ہون اسواسطے کہ تو الْحَكِيْمُ یعنی صاحب حکمت کامل کا ہی ساتھہ اس تدبیر کے ہماری حقیقتون کو بہی ان علمون سے بہرہ مند کرے گا جب حقتعالی نے ملائکہ سے یہ عجز اور زاری اور اقرار کرنا اون کا ساتھہ علم اور حکمت اپنی کے پسند کیا قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ یعنی فرمایا کہ اے آدم خبر دے ان فرشتون کو اگرچہ علایق جسمانیہ کے تجرد سین تو انسے بہت کم ہی اور مقرر ہے کہ جس قدر تجرد زیادہ ہووے اطلاع حقیقتون کے اوپر بہی زیادہ ہو بِاَسْمَآئِهِمْ یعنی ساتھہ نامون ان چیزونکے کہ فرشتونے دریافت کی ہمنے اسواسطے کہ ان چیزونکا علم ساتھہ خواص اور نفعون اور ضررون اونکے کے حاصل نہین ہوسکتا مگر ساتھہ عقل کے کہ وہم اور شہوت اور غضب کے ساتھہ ملی ہوئی ہو اور یہ بات خاص تیرے ہی مین پائی جاتی ہی حضرت آدم ع نے جب یہ حکم سنا بیان اون حقیقتون اور اسمون اور صفتون انکی کا روبرو فرشتونکے شروع کیا اور نام ہر چیز کا ساتھہ تمام خواص اور تاثیرات کے ظاہر کیا فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ یعنی جب بتلادئے حضرت آدم نے فرشتون کو نام انکے باوجودیکہ وہ چیزین بیشمار اور بے انتہا تہین اور اس بیان کرنے مین

تفہیم خلیفہ

فرشتوں کی عاجزی اور علم کا اقرار ... [illegible]

کچھہ غلطی نہین ہوئی فرشتے کمال علم آدم ع کے سے حیران ہوے اور اسوقت مین قَالَ یعنی فرمایا
حقتعالی نے واسطے تاکید کرنے امر خلافت آدم ع کے فرشتون سے اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ یعنی ایا نکہا تہا مین نے
تمکو پہلے پیدایش اس مخلوق کی سے کہ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ یعنی تحقیق جانتا ہون مین اون چیزونکو کہ تم نہین
جانتے اور غرض میری اس کلام سے یہ ہے کہ مین جانتا ہون غَیْبَ السَّمٰوٰتِ یعنے اون چیزونکو
جو عالم علوی مین پوشیدہ ہین جیسا کہ احوال اور چال ڈھال ستارون کے اور حرکتین آسمانونکی
معہ تمام آثار اور خواص انکے کے باوجودیکہ تم فرشتے عالم علوی کے رہنے والے ہو ہرگز ان باتونکو
نہین جانتے ہو اور یہ شخص باوجودیکہ عالم سفلی کی مخلوقات مین سے ہے اون سبکو جانتا ہے اور قرانات
صغری اور کبری اور وسطے اور عظمی اور کسوف اور خسوف اور دورے اوضاع ستارونکے ان اوضاع کی
پیدا ہونے سے ہزارون برس پہلے جانتا ہے اور ہراک کے نام بیان کرتا ہے اور احکام ان اوضاع
کے خواہ باعتبار انفراد کے خواہ باعتبار اجتماع کے نکالتا ہے وَالْاَرْضِ یعنی اور بہی جانتا ہون مین وہ
چیز کہ پوشیدہ ہے عالم سفلی مین ہرچند کہ عالم سفلی حس کے نزدیک بہت ظاہر ہے لیکن تمکو ہرگز طریق پیدا ہونے
نباتات کا اور بدل ڈالنا معدنیات کا اور طریق پیدایش حیوانون عجیب شکل کا اور فائدے تخیل اون اور
تلقیح کے اور بنالینا کاریگری سے شے مرکب کو جیسا کہ گاڑی بہلونکی کہ ایک حقیقت مرکب ہے النا
اور لکڑی اور حیوان اور لوہے سے وغیرہ ذالک معلوم نہین اور یہ شخص اس قسم کی چیزین پوشیدہ بہت
جانتا ہے اور ایسی چیزین بنا سکتا ہے کہ علم تمہارا اونکے نام تک بہی نہین پہونچتا ہے باوجودیکہ تعلقات
سفلی سے کہ عقل اور ادراک کے مانع ہین بالکل تم پاک ہو وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ یعنی اور جانتا ہون مین
اس چیز کو کہ تم ظاہر کرتے ہو یعنی تسبیح اور تقدیس اور معرفت اسماء الٰہی کی جسقدر کہ استعداد
اور حوصلہ تمہارا ہے وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ یعنی اور وہ چیز کہ تم اوسکو پوشیدہ رکہتے تہے یعنی بہت کام
اور قوتین تمہاری ایسی تہین کہ ہرگز تمکو اطلاع نہ تہی کہ اون قوتون اور فعلون کو اللہ تعالے نے
تمہارے اندر رکھہ چہوڑا ہے جیسا کہ آدمیون کی صورت رحم مین بنانی اور خدمت مسجدون کی اور انس
پکڑنا ساتھہ ذکر الٰہی کے اور حاضر ہونا بیچ مکانون متبرکہ صلحا کے اور اعانت اور مدد کرنی غازیون
اور حاجیون کی اور تماشا مظہر اسم قہار اور غفار اور اور اسماء الٰہی کا اور پہونچانا ثواب اور تحفون کا
زندون کی طرف سے مردونکو اور فائدہ پہنچانا نیک عملونکا اور ترقی دینی خدا کے رستہ چلنے والونکو اور

خدمت کرنی تجلیات شہودی کی بیچ عالم مثال کے واسطے کاملون کے جو اس خلیفہ کی اولاد مین سے ہونے والے ہین اور آثار وحی اور کتابون آلہیہ کا اور قایم کرنا شریعتون اور دینون اور ملتون اور طریقون اور مذہبونکا اور اوسی قسم کی چیزین اور حال یہ ہی کہ سب چیزین بالقوہ تمہارے اندر موجود نہین اور ظہور ان چیزون کا موقوف اوپر وجود اس خلیفہ کے ہمنے کہا تہا کہ بواسطے اس خلیفہ کے تم اون چیزون پر خبردار ہوا ور تم بسبب خدمت اس خلیفہ کے اُن کمالات بالقوہ کو اپنے تصرف مین لاؤگے اب یہ خلیفہ پیدا ہوا اور اوسنے تمکو آنکر خبر دی اور تمنے جانا کہ ہمنے کیا کیا چیزین تمہارے اندر رکھی تہین پس یہ حق اس خلیفہ کا تمہاری گردن پر بہت بڑا ہی کہ تمکو حقیقت تمہاری سے آگاہ کیا اور باعث زیادہ نزدیکی تمہاری کا جناب آلہی مین ہوا لازم یہ ہی کہ تم اس خلیفہ کو مانند استاد اور مرشد کے سمجہکر آداب تعظیم اسکی بجا لاؤ اب اس جگہہ کئی بحثین ہین اول یہ کہ جیسا ملائکہ کو اشیا کی حقیقتون کا علم بطفیل حضرت آدمؑ کے حاصل ہوا پس کسواسطے علّمھم نفرمایا اور انبئھم کہا جیسا کہ انبئونی کہا تہا جواب اسکا یہ ہی کہ کسب اور حاصل کرنا علم کا اور مشق کرنا اوسکا استاد سے یہ خاصیت ہیئت جمعیہ انسانکی ہی فرشتونکو یہ ترقی ممکن نہین اسواسطےکہ سب کمالات فرشتونکے انکے وجود کے ساتھ پائے جاتے ہین البتہ حضرت آدمؑ کے طفیل سے ہر قسم کے فرشتونکو انکی جنس مدرکات مین سے بہت چیزونکا ادراک کہ پہلے حاصل نہ تہا حاصل ہوا لیکن یہ کثرت معلومات کی سبب ترقی مرتبہ علم کا نہین ہوتی ہی جیسا قوت بصر کی آدمی مین کہ بسبب کثرت مبصرات کے مرتبہ اسکا علم مین زیادتی نہین قبول کرتا ہی بلکہ باوجود کثرت مبصرات کے اسکو ممکن نہین کہ سواے دیکہنے شے کے اور چیز کو قبول کرے ایسے ہی حال فرشتونکا بیچ زیادہ ہونے معلومات اپنی کے بطفیل حضرت آدمؑ کے ہی اور واسطے اسی نکتہ کے انبئھم باسمائھم فرمایا اور علّمھم باسمائھم نفرمایا دوسری بحث یہ ہی کہ یہ آیت اور یہ قصہ دلیل ظاہر ہی اوپر فضیلت اور شرف علم کے اسواسطے کہ جو بیچ عالم امکان کے اگر اور کوئی چیز سواے علم کے اس حد کی شرافت رکہتی البتہ بیچ مقام بیان کرنے فضیلت حضرت آدمؑ کے اوپر فرشتون کے اُس چیز کو پیش کرتے اور بہی اس قصہ سے معلوم ہوا کہ ملائکہ باوجود اسکے کہ رہنے والے مکان قدس کے ہین اور عبادت اور اخلاص انکا زیادہ عبادت اور اخلاص آدمیون کے سے ہی اور طہارت اور عصمت انکی کہ جو ہر ذات کو لازم ہی اور ہر امر مین لا یعصون اللہ ما امرھم

تفسیر علمی اور ملک میں فساد ڈالنا جیسے خونریزی نافرمانی زنا چوری بغاوت چوری ڈاکہ نقب زنی مسلمانون سے کیکو ستانا وغیرہ وغیرہ ف اللہ کا عہد توڑنے والے اور اس رسم کو ملانیکو کہا اور اسکو توڑنے والے اور فسادی اس قسم کے لوگ ابرار بدکار ہین کہ قرآن سے بھی انکو سوا گمراہی کے اور کچھ نصیب نہین

ویفعلون ما یؤمرون یعنی نافرمانی نہین کرتے اللہ کی اس چیز مین کہ حکم کیا اونکو اللہ نے اور وہ کرتے ہین
اس چیز کو کام کہ کیئے گئے شان اونکی ہی اور بے رغبتی اور بے پروائی کہانے اور پینے اور
نکاح اور سواری کی اور حوائج سفلانی اور علاقون جسمانی سے مخصوص نہین کے ساتھ ہے
اور جو قدرت کہ بڑے بڑے سخت کامون مین رکھتے ہین آدمی کے واسطے عشر
عشیر بھی اسکا نصیب نہین اور رفع حجابونکا اور مشاہدہ تجلیات آلہی کا اور سننا خطاب آلہی کا
بلا واسطے اور قرب اور مرتبہ اللہ تعالی کے نزدیک جسقدر اونکو حاصل ہی آدمیون کو میسر نہین
اور باوجود ان سب باتون کے استحقاق خلافت کا اونکو حاصل نہین ہوا اسواسطے کہ علم تمام
حقایق کونیہ کے نہین رکھتے ہین اور سیاست رعایا کی عالم کون و فساد مین نہین کر سکتے اس
جگہہ سے معلوم ہوا کہ عصمت اور طہارت یا کمال درجہ ولایت کا یا ظاہر ہونا خوارق اور کرامات کا
یا کثرت عبادت اور زہد کی یا حاصل ہونا فنا اور بقا کا اور مشرف ہونا ساتھ تجلیات آلہی کے
اور دیکھنا عالم غیب کا اور سننا غیب کی آوازون کا شرطون خلافت کی سے نہین شرط خلافت
کی یہی فضیلت ہی کہ علم تینون قسم کی سیاستون کا حاصل ہو یعنی منزلی اور ملکی اور ملی مین دخل
زیادہ تر رکہے اور خوب طرح تجربہ ان سیاستون مین رکہتا ہو اور یہی ہے مذہب اہل سنت و
جماعت کا کہ مدار استحقاق خلافت کا اس علم کی فضیلت پر ہے علما اور حکما نے علم کی فضیلت
مین بہت کلام کہے ہین فقیہ ابو اللیث سمرقندی نے کہا ہے کہ حاضر ہونا بیچ مجلس عالم کے بغیر
اس بات کے کہ کچہہ اوس سے فائدہ اوٹہا وے یا مسئلہ دریافت کرے سو جب سات کرامتونکا ہوتا ہی
اوّل یہ کہ متعلمون کے زمرہ مین گنا جاتا ہی اور جو ثواب کہ واسطے طالب علمون کے وعدہ کیا گیا ہی
اوس مین شریک ہوتا ہی دوسرے یہ کہ جب تک اس مجلس مین بیٹہا رہے گا گناہون سے بند رہتا
ہی تیسرے یہ کہ جسوقت اپنے گہر سے بہ نیت طلب علم کے نکلتا ہی جو ثواب کہ واسطے طالب علمونکے
وعدہ کیا گیا ہی اس مین بھی داخل ہوتا ہی چوتہے یہ کہ بیچ حلقہ علم کے وقت نازل ہونے رحمت
کے شریک ہوتا ہی پانچوین یہ کہ جب تک ذکر علم کا سنتا ہے عبادت مین ہی چہٹے یہ کہ جسوقت مسئلے
مشکل کو سنتا ہی اور اوس کے سمجھنے مین کنہ کو نہین پہونچتا ہی اور دل تنگ و شکستہ
خاطر ہوتا ہے بس بیچ گروہ منکسرۃ القلوب کے شمار کیا جاتا ہی ساتوین یہ کہ عزت علم کی

اور ذلت فسق اور جہل کی اوس کی خاطر مین بیٹھتی ہی اور جاہلون اور فاسقون سے اُس کو
نفرت پیدا ہوتی ہی یہ حال اُس شخص کا ہی کہ مجلس علما کی سے اوسکو بہرہ نہین پہونچا ہی
اور حال اس شخص کا کہ فائدہ بے شمار دین کا اور دنیا کا صحبت اونکی سے اوٹھاتا ہی قیاس
کرنا چاہیے حضرت امیر المومنین مرتضے علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہی کہ علم کو مال کے اوپر سات وجہ
سے فضیلت ہی اول یہ کہ علم میراث پیغمبرون کی ہے اور مال میراث فرعون اور ہامان اور
شداد اور نمرود کی دوسرے یہ کہ علم خرچ کرنے سے کم نہین ہوتا ہی بلکہ زیادہ ہوتا ہی اور مال بہ
سبب خرچ کرنے کے کم ہوتا ہی تیسرے یہ کہ مال کو حاجت نگہبانون کی ہی اور علم خود آدمی کا
نگہبان ہی چوتھے جب آدمی مرتا ہی مال کو چھوڑ جاتا ہی اور علم ساتھ اوسکے قبر مین جاتا ہی پانچوین
یہ کہ مال ایسی نعمت مشترک ہی کہ مومن اور کافر دونو کو مل جاتی ہی اور منفعت علم کی صرف ایماندار آدمی کو حاصل
ہوتی ہی چھٹے یہ کہ کوئی فرقہ آدمیون کا ایسا نہین کہ اس کو حاجت عالم کی نہو بیچ امر دین اپنے
کے اور بہت فرقے ایسے ہین کہ مالدارون کی طرف اونکو حاجت نہین ساتوین یہ کہ دن قیامت
کے علم پل صراط پر گذرنیکی قوت دیگا اور مال موجب ضعف کا ہوگا بعضے حکمانے کہا ہی کہ قرآن مجید
مین حق تعالی نے سات چیزون کو فرمایا ہی کہ آپس مین برابر نہین بلکہ ایک دوسرے سے بہتر ہی اول
هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون یعنی آیا کیا برابر ہین وہ شخص کہ علم رکھتے ہین اور جو بے علم ہین
دوسرے قل لا يستوي الخبيث والطيب یعنی کہہ تو کہ نہین برابر ہے خبیث اور طیب تیسرے
لا يستوي اصحب النار واصحب الجنة یعنی نہین برابر ہین صاحب دوزخکے اور صاحب جنت کے
چوتھے اور پانچوین اور چھٹے اور ساتوین لا يستوي الاعمى والبصير ولا الظلمات ولا النور و
لا الظل ولا الحرور وما يستوي الاحياء ولا الاموات یعنی نہین برابر اندھا اور آنکھون والا اور
نہ اندھیرے اور نہ روشنی اور نہ سردی اور نہ گرمی اور نہین برابر ہین زندے اور مردے اور رجوع
ہونا ان ساتون چیزون کا عالم کی فضیلت اوپر جاہل کے ہی اس جگہہ سے معلوم ہوا کہ جو فضیلت
ہے رجوع اسکا تفضیل عالم کی جاہل کے اوپر ہی اور اسی واسطے حدیث شریف مین عالم کو اوپر عابد کے
بار بار ساتھہ عبارتون مختلفہ کے ترجیح دی ہی اور حق تعالی نے بھی بیچ مقام تفضیل بعضے نبیون
کے اوپر دوسرون کے ساتھہ اسی صفت اور شاخون اُسکی کے ترجیح فرمائی ہی خصوصا سات آدمیون کو

انبیا میں سے بسبب سات علوم کے صراحۃً تفضیل دی ہے حضرت آدم علیہ السلام کو بسبب علم لغت کی
کہ فرمایا وعلم آدم الاسماء کلہا اور حضرت خضر کو ساتھ علم فراست کے کہ وعلمناہ من لدنا علما اور حضرت
یوسف کو ساتھ علم تعبیر کے کہ وعلمتنی من تاویل الاحادیث اور حضرت داؤد کو ساتھ علم صنعت
کے کہ وعلمناہ صنعۃ لبوس لکم اور حضرت سلیمان کو بسبب جاننے زبان جانوروں کے کہ علمنا
منطق الطیر اور حضرت عیسیٰ کو ساتھ علم توریت اور انجیل کے کہ ویعلمہ الکتاب والحکمۃ والتوریۃ
والانجیل اور حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کو ساتھ علم اسرار کے کہ وعلمک مالم تکن تعلم علمانے
کہا ہے کہ ان سات علوم نے بیچ حق ان سات پیغمبروں کے عجیب ثمرے ظاہر کئے ہیں حضرت آدم
کو اونکے علم نے فرشتوں سے سجدہ کروایا اور حضرت خضر کو اون کے علم سے استادی حضرت موسیٰ جیسے
پیغمبر کی عنایت ہوئی اور حضرت یوسف کو اونکے علم نے بادشاہی زمین مصر کی دلوائی اور حضرت
سلیمان کو اونکے علم نے بلقیس جیسی عورت مالدار اور صاحب مرتبہ اور ملک اور لشکر کی بخشی اور
حضرت داؤد کو اونکے علم نے طرف ریاست اور بادشاہت کے پہونچایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علم
نے تہمت انکی ماں سے دور کرائی اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اونکے علم نے ساتھ
خلافت کبری اور شفاعت عظمی کے سرفراز کیا اہل نکات نے کہا ہے کہ حضرت آدم کو نام مخلوقات
کے جاننے نے مسجود فرشتوں کا کیا پروردگار کے ناموں اور صفات کا جاننا کس حد کو پہونچاویگا
اور حضرت خضر کو فراست نے ساتھ صحبت موسیٰ کے مشرف کیا امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو علم
حقیقت اور شریعت اور طریقت کا اگر بیچ صحبت انبیا کے پہونچاوے کیا بعید ہے اولئک مع الذین
انعم اللہ علیہم من النبیین یعنی وہ لوگ ساتھ اون شخصوں کے ہیں جنکے اوپر انعام کیا اللہ
نے کہ وہ انبیا ہیں حضرت یوسف کو جاننے تاویل خواب کے نے دنیا کی قید سے نجات بخشی اگر مفسروں
اس امت کو تاویل کتاب اللہ کی بندیخانہ شبہوں اور بندیخانہ آخرت کے سے نجات بخشے کیا بعید ہے

حکایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کسی بڑے ذریعہ سے ملازمت بادشاہ کی حاصل کی
اور بادشاہ سے چاہا کہ موافق دستور اور خواصوں کے مجکو بھی خدمت حضور کی عنایت ہو بادشاہ
نے فرمایا کہ اول علم حاصل کر تاکہ قابل میرے حضور کے ہووے تو وہ شخص حضرت امام محمد غزالی کے پاس
آیا اور تحصیل علم کی شروع کی بعد اسکے کہ لذت علم کی اسکو حاصل ہوئی اور آفتیں بادشاہوں کی

صحبت کی جانین بادشاہ نے اوسکو بلایا اور امتحان کیا اور بعد امتحان کے کہا کہ اب قابل خدمت
میری کے ہوا تو طلب علم سے بس کر اور میری خدمت مین مشغول ہو اس شخص نے عرض کیا کہ جو
لایق تمہاری خدمت کے تہا تمنے قبول نکیا اور اب مین لایق خدمت خدا کے ہوا اُسکو نہین قبول
کرتا ہون کہا ہی کہ فضیلت علم کے واسطے یہی بس ہی کہ کتے تعلیم یافتہ کا شکار حلال ہی محض برکت
تعلیم سے یہ بات حاصل ہوئی باوجود اس کے کہ کتا اصل مین نجس ہی چیونٹی ضعیف کو حقتعالی
نے کہ ایسے بڑے مرتبہ والا ہی ساتہہ برکت ایک نکتہ علمی کے اس قدر پسند کیا کہ اُس نکتہ کو زبان اُسکی
سے بیچ کلام اپنے کے نقل فرمایا اور تمام سورۃ کی نسبت طرف اسی چیونٹی کے کی اور سورۃ النمل نام
رکہا اور وہ نکتہ یہ ہی کہ لشکر انبیاؑ ع کے دیدہ و دانستہ اوپر چیونٹی ضعیف کے بہی ظلم نہین کرتے
ہین جیسا کہ زبان اسکی سے نقل فرمایا لا یحطمنکم سلیمان و جنودہ وہم لا یشعرون یعنی نہ پیس ڈالے
پاؤن مین تمکو سلیمان اور لشکر اوسکا اور اونکو خبر نہو پس قدر صحبت انبیاؑ کی جاننی چاہیے کہ صحبت
سرسری اونکی کہ لشکریون کو میسر ہوتی ہی اسقدر روشن کرنے باطن اونکے مین تاثیر کرتی ہی اور
نہ ظلم کرنے مین موثر ہے کہ دیدہ و دانستہ چیونٹی ضعیف پر بہی ظلم نہین کرتے ہین پس وای اوپر
حال اون لوگون کے کہ مصاحبون قدیمی پیغمبر کو ظالم اور غاصب حقوق خاندان پیغمبر اپنے کا بیان
کرتے ہین عقل ان بیوقوفون کی اُس چیونٹی کی عقل سے بہی کم ہی اور اعتقاد ان نفاق پیشونکا
بیچ حق پیغمبر کے ہزارون درجہ سست اعتقاد مثل اس چیونٹی سے ہے کہ بیچ حق سلیمانؑ کے
رکہتی تہی اور جو آیتین قرآن کی کہ علم اور عالمون کی فضیلت مین آئی ہین بہت ہین کہ انشاء اللہ تعالی
ہر ایک کو اپنے مقام مین بیان کیا جاویگا اور جو کچہہ لایق اس مقام کے ہی یہ ہے کہ حق تعالے
نے خوف اور ڈر اپنا خاص نصیب عالمون کے کیا ہی اور فرمایا ہی کہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء
یعنی سوا اسکے نہین کہ ڈرتے ہین اللہ سے بندون اوس کے سے علما اور دوسری جگہہ بہشت کو حصہ
ڈرنیوالونکا کیا ہی اور فرمایا ہی کہ ذلک لمن خشی ربہ یعنی یہ واسطے اُن لوگونکے کہ ڈرتے ہین رب
اپنے سے پس تمام ان دونو آیتون سے معلوم ہوا کہ بہشت خاص حصہ عالمون کا ہی اور سبب اسکا یہ ہی
کہ علما کو حقتعالی نے اپنے خوف کیساتھ خاص کیا ہی اور جو شخص کسی چیز کو نجانے محال ہی کہ وہ شخص
اُس سے ڈرے مگر واقفیت اس شے کی سبب خوف اس چیز کا نہین ہوتا ہی بلکہ تین چیزین اور بہی

ہمراہ جاننی ذات اوسکی کے ضرور ہین تاکہ خوف اور ڈر حاصل ہو اول یہ کہ اسکو قادر توانا جانے
اسواسطے کہ ہر ایک بادشاہ جانتا ہی کہ رعیت میری اوپر افعال قبیحہ میرے کے مطلع ہی اور اون فعلونکو
مکروہ اور معیوب جانتی ہی لیکن بادشاہ اپنی رعیت سے ڈرتا نہین اسواسطے کہ جانتا ہی اونکو قدرت
مقابلہ اور باز رکہنے میرے کی نہین دوسری یہ بہی جانے کہ میرے حال سے یا آگاہ ہی اسواسطے کہ
اگر کوئی چور بادشاہ کے خزانہ مین سے کچہہ چراوے اسکو یقینا معلوم ہی کہ بادشاہ مجکو سزا دیسکتا ہی
لیکن جانتا ہی کہ بادشاہ کو میرے حال سے خبر نہین اس جہت سے نہین ڈرتا ہی تیسرے یہ کہ اسکو
یہہ بہی سمجہے کہ حکمت اور دانائی سے کام کرتا ہی اور اپنی قدر اور منزلت کا اسکو پاس ہی اسواسطے کہ
مسخرے آدمی بادشاہون کے سامنے بُری بُری باتین کرتے ہین اور خود بادشاہ اور امیرون کو
گالیان دیتے ہین اور خوب جانتے ہین کہ بادشاہ اور امیر ہماری ان باتون کو جانتے ہین اور منع
اور تنبیہہ کرنے پر بہی اونکو قدرت ہے لیکن بسبب ہلکاپن اور کم ظرفی کی بُری باتون اور گالیون
سے راضی اور خوش ہوتے ہین اسواسطے ہرگز نہین ڈرتے ہین پس ثابت ہوا کہ ڈرنا بندہ کا خدا سے
نہین ہوتا ہے جب تک یہ نجانے کہ خدا ہر چیز کو دیکہتا ہے اور ہر چیز پر اوسکو قدرت ہی اور حکمت والا
ہے اور سفیہ نہین کہ ہمارے بُرے کامون کو پسند کرے حاصل یہ کہ اول ہی اول جہان مین علم کی فضیلت
ظاہر ہوئی ہے کہ حضرت آدمؑ کو منصب استادی فرشتون کا بسبب اسی فضیلت کے حاصل ہوا
اور حق تعالی نے حق اوستادی کا فرشتون سے ادا کروایا اور نہایت درجہ کی تعظیم اونکی فرشتون
سے کروائی جیساکہ واسطے بیان اس بات کے فرمایا ہی وَاِذْ قُلْنَا یعنی اور یاد دلا ان کافرون
کو کہ باوجود عاجز ہونے کے تتبع اس کلام سے فرمانبردار نہین ہوتے ہین اور خشوع اور خضوع
سے رجوع نہین لاتے اور ٹیڑہی راہ چلتے ہین اس وقت کو کہ کہا ہمنے بعد اسکے کہ فرشتے بیان
کرنے نامون اشیا کے سے عاجز ہوے اور آدم نے سبہا کے نام روبرو انکے بتلائے اور
خلافت اوسکی بلاواسطہ جناب الٰہی کی طرف سے ثابت ہوئی جیساکہ بسبب عاجز ہونے
ان کافرون کے تتبع اس قرآن کے سے نبوت تیری اور تعلیم قرآن کی بلاواسطہ ثابت
ہوئی لِلْمَلٰٓئِکَۃِ یعنے تمام فرشتون علوی اور سفلی کو کسواسطے کہ خلافت اور فضیلت
آدمؑ کی اُن سب پر ثابت ہوئی پس ملائکہ سے خاص سفلی مراد لینے بلاوجہ اور خلاف روایتون

کے ہے جیساکہ ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے ضمرہ سے روایت کی ہے کہ اوس نے کہا
سمعت من یذکر ان اول الملئکة خر ساجدا لله حین امرت الملئکة بالسجود لآدم اسرافیل فاثابه الله
بذالك ان کتب القران فی جبهته یعنی سنا مین نے اس شخص کو کہ بیان کرتا تھا تحقیق
پہلا فرشتون مین سے کہ سجدہ مین گرا واسطے اللہ کے جسوقت حکم ہوا فرشتون کو سجدہ کرنیکے
واسطے اسرافیل تھا پس اجر دیا اللہ تعالے نے اسکو بسبب اس جلدی کے یہ کہ لکھا گیا قرآن بیچ پیشانی اسکی
کے اور ابن عساکر نے عمر بن عبد العزیز سے روایت کی ہے کہ جب حق تعالے نے فرشتونکو آدم کے سجدہ
کو فرمایا پہلے جسنے کہ سجدہ کیا اسرافیل تھا حق تعالی نے اوس کو بدلے اس عبادت کے یہ مرتبہ بخشا
کہ تمام قرآن کو اس کی پیشانی مین لکھا اور باوجود اس کے دوسری آیت قرآن مجید مین ہے
کہ فسجد الملئکة کلهم اجمعون اس قدر عموم اور استغراق مین صریح ہے کہ تخصیص اس کی
حد تعریف کو پہونچتی ہے اور امر واقعی ہے جیساکہ فرشتون سفلی کو وجود اس خلیفہ کے سبب سے وسعت
کمالات کی حاصل ہوئی فرشتون علوی کو بھی کمالات عالیہ نصیب ہوئے کارخانہ بعثت نبیونکا
اور اتارنا وحی کا اور قائم کرنا شریعتونکا اور عذاب اور انتقام دنیوی متکبرون اور سرکشون
سے لینا اور کارخانہ مجازات اخروی کا قبر سے لیکر بہشت اور دوزخ تک اور کارخانہ سلوک
الی اللہ کا توبہ اور انابت سے لیکر فنا اور بقا تک اور کارخانہ تجلیات اور تدلیات کا اور
قائم کرنا شعائر اللہ کا یہ تمام امور تحت خدمت علویون کے ہیں پس جیساکہ سفلی خادم اس خلیفہ
کے ہین ویساہی علویون نے بھی محنت اس خلیفہ کی سے حظ کامل اوٹھایا ہے اور یہ خلیفہ
نسبت اون کے بھی قبلہ تقرب الی اللہ کا ہوا اور حکم کعبہ کا اس نے پیدا کیا اور اسی واسطے
تمام فرشتے خواہ علوی ہون خواہ سفلی مخاطب ساتھ اس خطاب کے ہوے کہ اسجدوا
لآدم یعنی سجدہ کرو تم آدم کو ساتھ اس طرح کے کہ اوس کو قبلہ سجدہ اپنے کا مقرر
کرو تاکہ دلیل ہو اوپر اطاعت کرنے تمہاری کے احکام ہماری کی کہ بیچ حق اس خلیفہ کے
فرماوینگے گویا اول سے بسبب اس سجدہ کے تمکو استعداد تابعداری امر آلہی کی کہ واسطے
خدمتون اس خلیفہ کے ہر وقت علیحدہ علیحدہ اوترینگی حاصل ہووے جیساکہ بادشاہ جب
کسی کو اپنی جگہہ پر ولیعہد یا خلیفہ کرتا ہے ملک کے سرداروں کو حکم کرتا ہے کہ نذرین اوسکو دیوینا

آدم کا قصہ جب اللہ نے آدم کو پیدا کرنا چاہا تو فرشتون سے فرمایا کہ مین زمین مین اپنا ایک نائب

اور تعظیم بجالاوین تاکہ دلیل ہواوپر اسکے کہ فرمان برداری اون کی اور امور مین ہو لیکن اس طرح کا قبلہ بنانا مخلوقات کا واسطے بعضی مخلوقات کی حکمت الٰہی مین مشروط ساتھ دو چیزون کے ہے اول یہ کہ ہم جنس اپنا نہو بلکہ غیر جنس اپنا ہو اس واسطے جس صورت مین قبلہ ہم جنس اپنا ہو اکما ینبغی تعظیم اوسکی نہو گی اور توہم شرکت اور اعتقاد استقلال کا پیدا ہو جاوے گا مانند سجدہ کے واسطے تصویرون صلحا کے کہ آدمیون اور جنون کی جنس سے گذرے ہین اور آدمی اور جن اس امر مین ایک جنس ہین اسواسطے کہ احکام تکلیفی مین دونو شریک ہین دوسرے یہ کہ قبلہ بنانا ساتھ امر الٰہی کے ہو نہ ساتھ استحسان عقلی کے یعنی عقل جس کو پسند کرے اوسکو قبلہ بنالے اسواسطے کہ کسی چیز کو وسیلہ تقرب الی اللہ کا ٹھہرانا موقوف اوپر ظاہر ہونے شان الٰہی کی ہے کہ اس وقت مین شان خدا کی فلانے طور پر ہے اور یہ ایسی شے نہین کہ عقل کسی مخلوق کی خود بخود اس کو دریافت کرے پس جس جگہہ یہ دونو شرطین متحقق ہون اسکو قبلہ توجہ کا کرنا شرع مین جائز بلکہ واجب ہے جیسا کہ کعبہ معظمہ اور صخرہ بیت المقدس کا جنون اور انسانون کے حق مین اور مثل حضرت آدم علیہ السلام کے بیچ حق فرشتون کے کہ فرشتے جنس آدمی کی سے نہین ہین اور اس سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ قبلہ افضل ہو اس شخص سے جو کہ قبلہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اسواسطے کہ قطعًا معلوم ہے کہ کعبہ معظمہ جناب آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نتھا باوجود اس کے قبلہ اونکا تھا پس جو لوگ کہ محض قبلہ بنانے حضرت آدم علیہ السلام کے سے واسطے فرشتون کے دلیل اوپر افضلیت حضرت آدمؑ کے اوپر سب فرشتون کے پکڑتے ہین راہ صواب کی نہین چلے اور جبکہ فرشتے علویون اور سفلیون کو واسطے اطاعت اور فرمانبرداری اور اعزاز و اکرام اس خلیفہ کے حکم ہوا تو جن جو اوسوقت مانند تابعین فرشتون کے گروہ میں داخل تھے خصوصًا ابلیس کہ بسبب کمال مخالطت فرشتون کے مثل فرشتون کے ہوا تھا بالاولی اس حکم مین داخل ہوا فَسَجَدُوْا یعنی پس سجدہ کیا سب فرشتون نے اور جنون نے کہ شعور اور ادراک اور فہم اور خطاب مین فرشتون کے مانند تھے اِلَّآ اِبْلِیْسَ یعنی مگر ابلیس کہ اصل مین جنون کے فرقہ مین تھا اور بسبب کمال اختلاط کے فرشتون مین داخل ہوا تھا اور سبب باز رہنے اوس کے کا حضرت آدمؑ کے سجدہ سے یہ تھا کہ کئی ہزار برس پہلے پیدایش حضرت

تکلیفی تفسیر
... فرشتون نے عرض کی کیا تو وہان ایسے کو بناتا ہے جو وہان فساد کرے اور خونریزی کرے حالانکہ ہم تیری تعریف کی تسبیح اور تیری پاکی بیان کرتے ہین ... فرمایا ... جانتا ہون ... نہین جانتے ...

آدم علیہ السلام کی سے اولاد جان کی زمین مین قابض اور متصرف تہے اور حیوانات اور نباتات زمین کے سے بقدر استعداد اپنی کے نفع اوٹہاتے تھے اور آسمان پر بھی چلتے اور پھرتے تھے جبکہ جنون کے گروہ مین فتنہ اور فساد اور خونریزی بہت ہوئی تو حق تعالی الی آسمان دنیا کے فرشتون کو حکم فرمایا کہ جنون کو زمین کے اوپر سے دفع کر دو تاکہ زمین انکی آلودگی سے پاک ہو آسمان دنیا کے فرشتون نے زمین پر آکر بہت مار ڈالے اور بہت بہاگ کر جزیرون اور پہاڑون مین چھپ گئے ابلیس بھی انہین مین سے تہا اور اسکا نام عزازیل تہا اور بباعث کثرت علم اور عبادت کے سب جنون مین سے ممتاز تہا ہمراہ فرشتون کے آسمان دنیا پر گیا اور عذر اپنا بیان کیا کہ مین اس خونریزی مین جان کی اولاد کے ساتھ شریک نہین ہوا حق تعالے نے اوسکو بسبب شفاعت آسمان کے فرشتون کی نکال لئے اور مارنے سے محفوظ رکہا اوس نے بسبب اس طمع کے کہ جب تمام جنون کو نکالا گیا پس فقط مین انکی جگہہ کل زمین قابض اور متصرف ہونگا زیادہ کوشش عبادت مین شروع کی اور جس وقت آسمان دنیا کے فرشتون کو کوئی حکم جناب الہی کی طرف سے پہونچتا تہا کہ فلانی مہم مین ایسا اور ایسا کام کر دو یہ مین سب سے آگے اور زیادہ اس مہم مین دوڑتا تہا اور سرانجام کرتا تہا یہان تک کہ آسمان دنیا کے فرشتون مین اوسکو قدر اور منزلت حاصل ہوئی اور اپنے دل مین امیدوار منصب خلافت کا رہتا تہا کہ حکم الہی فرشتون کو پہونچا کہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ ط اوس وقت سے اس نے جانا کہ یہ منصب مجکو نہ دیوینگے اور وہ سب بندگی اور عبادت کہ ریا سے کرتا تہا برباد ہو گئی اس واسطے رگ حسد اور رشک اوس کی نے جوش کیا کہ درپے توڑنے قدر اس خلیفہ کے رہتا تہا جب حکم سجدہ کا سنا بے پردہ مخالفت کی یہان تک کہ ابی یعنی ہٹ رہا سجدہ کرنے سے واسطے حضرت آدم علیہ السلام کے اور یہ انکار اس راہ سے نہ تہا کہ حکمت طلب کرے یا شاگرد بنے بلکہ اپنے تئین حضرت آدمؑ سے بہتر جانتا تہا واستکبر یعنے تکبر قبول کیا اور آپ کو بڑا سمجہا اس بات سے کہ مجکو باوجود اس کے کہ آگ روشن سے پیدا ہوا ہون اور سالہا سال عبادت اور بندگی مین مشغول رہا اور بیچ سرانجام کرنے احکام کے بہت کوششین بجا لایا حکم کرین کہ ایسی مخلوق کو کہ سیلی مٹی سے قالب اوسکا بیدا

ترجمہ ظاہری اور سکھا دیے آدم کو نام سارے پھر ان چیزون کو فرشتون کے سامنے پیش کر کے فرمایا اگر سچے ہو تو ان چیزون کے نام بتاؤ فرشتون نے عرض کی اے خدا پاکی تجھی کو ہے جو کچھ تو نے ہمکو سکھایا اوسکے سوا ہم کچھ نہیں جانتے بیشک تو ہی جاننے والا حکمت کار ہے پھر فرمایا اے آدم تو ان سب کے نام فرشتون کو بتا دے سو جب آدم نے بتا دیے

ساسنے تیار کیا اور ابہی تک کوئی کام بڑا اور مہم شائستہ اس سے وقوع مین نہین
آئی اور کہوٹا کہرا ہونا اس کا بندگی مین امتحان نہوا مین سجدہ کرون اور تابعداری اوسکی
مین اختیار کرون صریح خلاف حکمت اور ناقدردانی اور ضایع کرنا حق خدمت سیری کا ہی
اور اس استکبار نے رفتہ رفتہ اس حد کو پہونچایا کہ اس حکم الہی کو خلاف حکمت کے کہنا
پکڑا اور انکار بہتر ہونے اس امر کا کیا وَکَانَ مِنَ الکَافِرِینَ اور ہوا وہ انکار
کرنے والون سے خدا کے ساتھ اس واسطے کہ انکار حقیقت امتثال امر قطعی الٰہی کا کا
کیا اور جو کوئی انکار امر الہی کا کرے اس وجہ سے کہ ماننا اور بجالانا اس کا واجب نہین
وہ شخص کافر ہے جیسا کہ انکار وجوب نماز اور زکوۃ وغیرہ کا پس منکرون اس قرآن کے کو
تو سمجہا کہ جب ایک حکم قطعی کے انکار سے ابلیس کافر اور ملعون ہوا تم کہ انکار تمام قرآن کا
کرتے ہو باوجودیکہ اس معارضہ مین عاجز بہی ہوگئے اور یقینا جان چکے کہ یہ کلام الٰہی ہے
کس حد کے کفر اور ملعونیت کو پہونچوگے باقی رہین اس جگہہ بحثین کتنی کہ اس مقام کی تفسیر سے
علاقہ رکھتی ہین اول یہ کہ ان آیتون سے ایسا سمجہا جاتا ہے کہ حکم سجدہ کا بعد پیدایش
حضرت آدم علیہ السلام اور تعلیم اسما کی اور بعد ظہور عجز بیان کرنے اون اسما کے سے ہوا اور
دوسری آیتون سے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ مین اور سورتون مین آئی ہین ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ پہلے پیدایش حضرت آدم علیہ السلام کے سے فرشتونکو فرمایا تہا فاذا سویتہ ونفخت فیہ
من روحی فقعوا لہ ساجدین یعنی پس جس وقت درست کرون مین اسکو اور پہونکون بیچ اوس کے
روح اپنی پس گر پڑو اس کے واسطے سجدہ مین اور یہی ان آیتون کا ساتھ آیتون دوسری کے
سجدہ کے وقت مین تعارض ہے اسواسطے کہ اون آیتون سے معلوم ہوتا ہے کہ بمجرد پہونکنے روح
کے فرشتون کو حکم کیا تہا کہ سجدہ کرو اور اس جگہہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سجدہ کا حکم بہت پیچھے اس
سے ہوا تہا جواب پہلے تعارض کا پہلے پیدایش حضرت آدم کی سے بہی حکم ہوا تہا کہ حضرت
آدم کو بعد پیدایش کے سجدہ کرین لیکن وجوب ادا سجدہ کا دوسرے امر سے ثابت
ہوا جیسا کہ لڑکے نوآموز کو پہلے آفتاب کے پہرنے سے کہتے ہین کہ جب آفتاب پہرے
وضو کر اور نماز ادا کر اور بعد پہرنے آفتاب کے پہر اوسکو تقید کرین کہ اب وقت نماز کا پہونچا

وضو کر اور نماز پڑھ اور رفع تعارض دوسرے کا یہ ہے کہ مراد نفخ روح سے ظاہر ہونا آثار اس نفخ کا ہے بیچ عقلون فرشتون کے اور ظاہر اثر نفخ خاص روح الٰہی کا کہ گھیر لینے والی شانون الٰہی کے ہو اور اسی روح کے سبب سے قابلیت خلافت کی آدمؑ کو حاصل ہوئی اونکے نزدیک اس وقت مین پایا گیا کہ تعلیم اسما کی جو حضرت آدمؑ کے واسطے حاصل ہوئی تھی ملاحظہ کی اور اپنے اندر یہ جمعیت اور استیعاب نپایا اور باوجود اسکے بیچ آیتون اس مقام کے تصریح اس امر کی نہین کہ قصہ سجدہ کا بعد قصہ تعلیم اسما اور اعجاز فرشتون کے ہوا ہو البتہ ترتیب بیان قصون کی کہ ساتھ پیدایش آدمؑ کے تعلق رکھتی ہین اس امر کو تقاضا کرتی ہے اور احتمال ہے کہ قصہ پہلے کو ترتیب بیانی مین متاخر لائے ہون بحث دوسری یہ ہے کہ حقیقت سجدہ کی پہونچانا پیشانی کا اوپر زمین کے ہے اور یہ معنی شرع مین واسطے غیر خدا کے جائز نہین اور اس جگہہ مین فرشتون کو ساتھ ادا کرنے اسی فعل کے واسطے حضرت آدمؑ کے امر فرمایا ہے وجہ اس امر کی کیا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ پیشانی کو زمین پر پہونچانا دو طرح سے ہوتا ہے ایک یہ کہ واسطے ادا کرنے حق عبودیت کے ہو اور یہ قسم سب دینون مین اور سب ملتون مین واسطے غیر خدا کے حرام اور ممنوع ہے اور کبھی جائز نہین ہوئی اسواسطے کہ محرمات عقلی سے ہے اور محرمات عقلی ساتھ بدلنے دینون اور ملتون کے نہین بدلتے ہین اور دلیل اوسکی یہ ہے کہ اس قسم کی تعظیم نہایت تذلل کے اوپر دلالت کرتی ہے اور نہایت تذلل اس کسی کے واسطے لایق ہے کہ نہایت بڑائی اوس مین ہو اور نہایت بڑائی یہ ہے کہ ذاتی ہو اور عظمت ذاتی خاص خدا کے واسطے ہے اور کسی مخلوق مین پائی نہین جاتی ہے دوسری یہ کہ واسطے تکریم اور تحیت کے ہو مانند سلام کے اور سر جھکانے کے اور یہ سجدہ بسبب اختلاف رسمون اور عادتون اور تبدل وقتون کے مختلف ہے کبھی جائز ہے اور کبھی حرام پہلی امتون مین جائز تھا جیسا کہ بیچ قصہ حضرت یوسفؑ اور بھائیون اونکے کے وقوع مین آیا کہ خروا لہ سجدا یعنی گر پڑے واسطے اوسکے سجدہ کرنے والے اور ہماری شریعت مین یہ طریق بھی درمیان مخلوقات کے کہ آپس مین کیا جاوے حرام اور ممنوع ہے ساتھ دلیل حدیثون متواترہ کے کہ اس امر مین وارد ہوئی ہین اور سجدہ فرشتون کا واسطے حضرت آدم علیہ السلام کے اسی طریق کا تھا

اس واسطے کہ بسبب تعلیم اسما کے حضرت آدم کا احسان اور فوقیت ان کی اوپر فرشتون کے
حاصل ہوئی تہی اور فرشتون کی طرف سے پہلے انکی پیدایش سے بےادبی ہوئی تہی واسطے
مکافات اس احسان اور کفارہ اس بےادبی کے ملائکہ کو حکم اس نوع کی تعظیم اور تکریم کا
کیا بحث تیسری یہ ہے کہ بعضے مفسرون ظاہر بین نے ابلیس کو فرشتون مین سے گنا ہے ساتھ اس
دلیل کے کہ گروہ فرشتون سے نہوتا حکم سجدے کا اس کو شامل نہوتا اور بیچ ترک کرنے سجدے کے
ملامت اور عتاب بہی اسکی طرف متوجہ نہوتا اسواسطے کہ حکم سجدے کا خاص ساتھ فرشتون کے تہا
اور بہی استثنا اسکا ملائکہ سے کہ بیچ فسجدوا الا ابلیس کے وارد ہے متصل نہ ہوتا اسواسطے
کہ استثنا غیر جنس کا متصل نہین ہوتا ہے اور اصل استثنا مین اتصال ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ ابلیس
فرشتہ نہتا جیسا کہ تفسیر مین گذرا اور بیچ سورہ کہف کے اس کے حق مین صریح فرمایا ہے کہ
کان من الجن اور سورہ سبا مین بہی قریب صریح کے ہے کہ ویوم یحشرھم جمیعا
ثم یقول للملٰئکۃ اھؤلاء ایاکم کانوا یعبدون قالوا سبحانک انت ولینا من دونھم بل
کانوا یعبدون الجن اور بہی قرآن مجید مین ابلیس کے واسطے ذریت ثابت فرمائی ہے کہ
افتتخذونہ وذریتہ اولیاء من دونی اور فرشتون کے واسطے ذریت نہین اسواسطے کہ ذریت
یعنے اولاد کے ہے اور اولاد نر اور مادہ کے ملنے سے پیدا ہوتی ہے اور فرشتون مین مادہ
یعنے مونث موجود نہین جیسا کہ حق تعالی نے بیچ مقام انکار کے فرمایا ہے کہ وجعلوا الملٰئکۃ
الذین ھم عباد الرحمن اناثا یعنی اور مقرر کیا اونہون نے فرشتون کو کہ وہ بندے رحمن کے
ہین عورتین اور علاوہ اس کے فرشتون کو جابجا ساتھ عصمت اور طہارت کے وصف فرمایا ہے
اور حال ابلیس کا سراسر مخالف ان دونو صفتون کے ہے اور یہ بات اون کی کہ حکم سجدے کا
خاص واسطے فرشتون کے تہا لیس یہ صحیح ہے لیکن اصالتا حکم فرشتون کو تہا اور جن خصوصا ابلیس
بطریق تبعیت کے اوس حکم مین داخل ہوے تہے جیسا کہ بادشاہ سپاہیون کے اوپر کوئی حکم فرماتا
ہے اونکے شمول مین حکم سائیسون اور فراشون اور دربانون وغیرہ پر بہی ہوجاتا ہے اور واسطے
تبعیت کے استثنا ابلیس کا فرشتون سے بطریق اتصال کے صحیح ہوتا ہے بحث چوتہی یہ
ہے کہ ایک جماعت مفسرین نے اس قصہ سے دلیل پکڑی ہے اوپر اس بات کے کہ

حضرت آدمؑ تمام فرشتون سے خواہ علوی ہون خواہ سفلی افضل تھے اسواسطے کہ حکم کرنا فرشتون کو واسطے سجدہ حضرت آدمؑ کے بغیر اسکے کہ حضرت آدمؑ کو اوپر اونکے فضیلت ہووے خلاف حکمت کے ہی لیکن یہ استدلال اُس وقت صحیح ہوتا ہی کہ سجدہ حقیقۃً طرف حضرت آدمؑ کے ہووے اور غرض سجدہ حضرت آدمؑ کے سے قبلہ بنانا اونکا تہا پس یہ استدلال صحیح نہین اسواسطے کہ قبلہ کو یہ بات لازم نہین کہ مستقبل سے افضل ہو ورنہ لازم آتا ہی کہ کعبہ پیغمبرؑ سے افضل ہو وہو خلاف الاجماع یعنی یہ خلاف اجماع کے ہی بحث پانچوین یہ ہی کہ اس قصہ مین دلیل واضح ہے اوپر فضیلت سجدہ کے اور جتنے کام تعظیم کیواسطے مقرر ہین ان ہین سے سجدہ کی شان اور رتبہ بڑا ہے اسواسطے کہ ترک ایک سجدہ کے سے کہ بندہ کیواسطے اسکا حکم کیا تہا ابلیس کو اس حد کو پہونچایا کہ مستحق لعنت ہمیشگی کا ہوا پس ترک کرنا بہت سے سجدون کا کہ اللہ تعالے نے اپنے واسطے مقرر کئے ہین کس حد کو پہونچاوے گا بیچ روایتون کے آیا ہے کہ جس وقت دوزخ کو عرصات قیامت مین حاضر کرینگے اور آگ اوسکی بھڑکیگی اسوقت بڑا ہول ہین واسطے فرق کرنے درمیان مسلمان اور کافر اور مخلص اور منافق کے حکم سجدہ کا ہوگا خاص مسلمانون کو سجدہ میسر ہوگا اور کافر اور منافق جب چاہینگے کہ سجدہ مین گرین پشت اونکی مانند تختہ لوہے کے ہو جاوے گی یعنے نیچے کو نہ جھکے گی اور حکم پہونچے گا کہ وامتازوا الیوم ایہا المجرمون پس معلوم ہوا کہ یہی سجدہ ہے کہ واسطے امتحان دوست اور دشمن اور کافر اور مومن کے مقرر ہوا ابتدا مین بھی اسکے ساتھ امتحان فرمایا اور آخر مین بھی اسی کے ساتھ امتحان فرماوینگے اور حدیث شریف مین وارد ہے جب مرد مسلمان خدا کے واسطے سجدہ مین جاتا ہی شیطان خاک اپنے سر پر ڈالتا ہے اور واویلا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ابن آدم کو خدا نے سجدہ کا حکم کیا اور بجا لایا پس اوسکو بہشت نصیب ہوئی اور مجکو سجدہ کے واسطے فرمایا اور مین نے انکار کیا پس مجکو دوزخ ملا اور اسی جگہہ سے معلوم ہوا کہ غیر کے واسطے سجدہ کرنا علامت کفر کی ہے اسواسطے کہ آدمی زاد کی شرافت یہی ہے کہ فرزند آدمؑ کا ہی اور آدم کو یہ شرافت حاصل ہوئی کہ اوس کے سجدہ نہ کرنے سے ابلیس ملعون ہوا اگر یہ فرزند ناخلف اس فعل کو واسطے دوسرے کے بجالاوے شرافت پدری اپنی کو برباد کرے ابن ابی الدنیا مکائد الشیطان مین ابن عمرؓ سے

روایت لاے ہین کہ ایک دن ابلیس نے حضرت موسیٰؑ سے التجا کری اور کہا کہ اے موسیٰ اللہ تو
نے مجکو اپنی رسالت کے واسطے پسند کیا اور ساتھ تیرے ہم کلام ہوا اور مین گنہگار ہون اور چاہتا ہون
کہ توبہ کرون مین شفاعت میری کر تا کہ حق تعالی توبہ میری قبول کرے حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ البتہ
جناب الہی مین دعا کرتا ہون کہ توبہ تیری قبول کرے حضرت موسی دعا مین مشغول ہوئے جناب الہی
سے حکم ہوا کہ حق تعالی نے توبہ اسکی بسبب شفاعت تیری کے قبول کی مگر یہ کہہ کہ حضرت آدمؑ کی
قبر کی طرف سجدہ کرے تا کہ عفو تقصیر تیری کا ہو حضرت موسیٰؑ نے یہ بات ابلیس سے کہی اوس نے
جواب مین کہا کہ جب آدم زندہ تہا سجدہ اوسکو نہین کیا اب مردہ کو کیونکر سجدہ کرون پہر ابلیس نے
حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ میرے اوپر تمہارا حق ثابت ہو گیا کہ تم نے میری شفاعت کی مین بہی
تمکو ایک فائدے کی بات بتاتا ہون تا کہ امت اپنی کو سمجہا دو کہ میری شرارت سے تین حالتون
مین بہت خبردار رہو کہ انہین تینون مین آدمیون کو خراب کرتا ہون اول بیچ حالت غصے
کے کہ اوس وقت آدمی کے اندر بجاے خون کے دوڑتا ہون اور آنکہ اور کان اور زبان
اور ہاتہ اور پاؤن اوس کے اختیار سے باہر نکالتا ہون اور جو چاہتا ہون اوس سے
کراتا ہون دوسرے بیچ حالت جہاد اور لڑائی کے کافرون کے ساتہ مین کہ اوس وقت خیال
گہر بار اور عورت اور فرزند کا دل مین ڈالتا ہون اور اوس کو ایسے ایسے خیال دلا کر لڑائی کے
میدان سے بہگاتا ہون تیسرے وقت خلوت کے نامحرم عورت کے ساتہ اوس وقت مین کٹناپن
رنگ برنگ کا ظاہر کرتا ہون اور دونو کے دلون مین طرح طرح کے فریب ڈالتا ہون کہ ارادہ
گناہ کا یہ دونو کرین اور ابن المنذر نے عبادہ بن امیہ سے روایت کی ہے کہ سب سے پہلا
جو گناہ جہان مین ہوا ہے حسد ہے ابلیس کو حسد آدم علیہ السلام کے لئے ایسا تباہ کیا کہ
نافرمانی اللہ کے حکم کی کی اور ملعون ہوا خلاصہ یہ ہے کہ بعد اس قصہ کے حضرت آدم علیہ السلام
تنہا زمین مین پہرتے تھے اور ہر جانور کو غیر جنس اپنا دیکہہ کر اس سے گہبراتے تہے اور یہ آرزو
اپنے دل مین کرتے تھے کہ کاش کوئی شخص ہم جنس میرا پیدا ہو کہ اوس کی صحبت سے انس
پکڑون بن حق تعالے نے یہ خواہش دیکہہ کر رحمت فرمائی اور دوسرے جہہ کو کہ حضرت آدمؑ
اس وقت سوتے تھے فرشتون کو فرمایا کہ بائین پسلی انکی چاک کرو اور اس جگہہ سے ایک

عورت خوب صورت نکالو کہ ایک لحظہ مین قد اور قامت اوس کا درست ہوا پھر اس پسلی
چیری ہوئی کو ملا دیا اور اس چیرنے سے کچھ درد اور تکلیف حضرت آدم کو معلوم نہین ہوئی جب
حضرت آدمؑ جاگے دیکھا کہ ہم جنس میرا دوسرا شخص برابر میرے بیٹھا ہی پوچھا کہ تو کون ہی
حکم الٰہی پہونچا کہ یہ لونڈی ہماری ہے نام اس کا حوا تیرے انس اور دل لگی کو ہمنے پیدا
کیا ہے حضرت آدم علیہ السلام نے چاہا کہ ہاتھ اپنا ان پر ڈالین حکم ہوا کہ ہاتھ اس کے اوپر
نہ پہونچا جب تک کہ مہر اوسکا ادا نکرے حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ مہر اس کا کیا ہے
حکم ہوا کہ مہر اوسکا یہ ہے کہ اوپر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اور اوپر آل اوسکی کے دس مرتبہ درود
بھیجے تو حضرت آدمؑ نے عرض کیا کہ محمدؐ کون ہے حکم ہوا کہ خاتم المرسلین اولاد تیری مین سے
ہے اور اگر اوسکی پیدایش منظور نہوتی تجکو پیدا نکرتا مین حضرت آدم علیہ السلام نے دس بار
اوپر محمد اور آل اونکی کے درود بھیجا اور فرشتے گواہ ہوے اور عقد نکاح اونکے درمیان مین
منعقد ہوا بعد اسکے پچھلے پہر اسی جمعہ کے حق تعالی نے فرشتون کو بھیجا کہ حضرت آدمؑ کو اور
حضرت حوا کو ساتھ زیورون گوناگون کے کہ بازو بند اور کمر بند اور خلخال سنہری اور دستانے
یاقوت کے اور مروارید کے جڑے ہوے ہون اور طرح طرح کے لباسون کے ساتھ آراستہ
اور سنوار کر ایک سنہرے تخت پر بٹھا کر بادشاہون کی مانند اوٹھا کر بہشت مین داخل کرین
وَقُلْنَا يَا آدَمُ یعنی اور کہا ہمنے ای آدم ہر چند کہ ہمنے تجکو واسطے خلافت زمین اور عمارت اسکی کے
پیدا کیا لیکن تجکو وضع خلافت کی اور طریق عبادت کا معلوم نہین ہو سکتا ہے مگر جب
کتنی مدت بہشت مین رہے اور وہان کی چیزون کو ملاحظہ کرے تاکہ نمونے اون چیزونکے زمین
مین اپنی صنعت سے تیار کرے اور آبادی زمین کی بعضے تخمون اور بعضے آلات کے اوپر بھی موقوف
ہی اور یہ چیزین بہشت مین موجود ہین اور دوسری جگہہ نہین پائی جاتی ہین پس تجکو چاہیے
کہ مانند باغبان کے کہ اوسکو واسطے کشتکاری زمین افتادہ کے یا باغ لگانے کے قرار دیا جاوے
اور باغبان جبتک سیر باغون اور چمنون کی نکرے اور وضع درخت لگانے اور تخم بونے اور جاری
کرنے نہرون اور نالیون کی اور طریق پیوند وغیرہ کے نہ دیکھے کبھی اس سے سرانجام اس مہم کا
ممکن نہین یا مانند میر عمارت کے مقرر کیا جاوے کہ اوسکو مالک واسطے تعمیر قلعہ اور حویلی کے کسی جگہہ پر

حکم فرماوے اور جب تک کہ وہ میر عمارت نقشہ قلعون اور مکانات خاوندا پنے کا ملاحظہ نکرے بنوانا قلعہ کا اور رکہنا برجون وغیرہ کا اس مین ممکن نہو پس چاہیے کہ قصد بہشت کے جانیکا کرے تو اور فقط چلنے پہرنے پر کفایت نہین بلکہ چند مدت بطریق وطن بنانے کے اُسْكُنْ اَنْتَ یعنی سکونت اختیار کر اس جگہہ کی تاکہ کیفیت تعمیر کی اور سرانجام کام باغ کا اور جاری کرنا پانی کا اور نہرون اور چشمون کا دیکہے تو اور موافق اوسکے زمین کے آباد کرنے مین عمل کرے اور یہ کام محض تجہسے سرانجام نہوگا بلکہ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ یعنی اور عورت تیری بہی سکونت کرے بہشت مین واسطے دو سبب کے ایک یہ کہ جو چیزین آرایش مین سے عورتون کے ذمہ پر ہین مثل آرایش مکان اور زیب وزینت اور طریق استعمال زیور اور پوشاک وغیرہ کے بہشت کی چیزین دیکہکر سیکہہ لے اور موافق اُس کے زمین پر عمل کرے اور آبادی دونو طرح کی خواہ مردون کی وضع کی یا عورتون کی ہو متحقق ہووے اور اگر عورت تیری ان چیزون کو نجانیگی تمام زمین ایسی ہو جاوے گی جیسا کہ گہر مین عورتین نہون یا اگر ہون تو پہوڑ ہون اسواسطے کہ مردون سے عورتون کے کام سرانجام نہین ہو سکتے دوسرے یہ کہ اگر عورت تیری ہمراہ تیرے بہشت مین نہو خاطر تیری اُسکی طرف لگی رہے گی اور دلجمعی سے رہنا تیرا بہشت مین نہوگا اسواسطے کہ آدمی بہشت مین نہوگا علاوہ اس کے آدمی وطن اپنا اُسی جگہہ کو جانتا ہے جس جگہہ عورت اور فرزند اوس کے ہو دین اور بغیر دلجمعی کے رہنے سے معلوم کرنا حقیقتون اس جگہہ کا ممکن نہوگا اور تم دونو کو چاہیے کہ بہشت کے رہنے مین فقط میوون کے دیکہنے پر کفایت نکرو اس واسطے کہ حقیقت ماکولات اور مشروبات کی سواے کہانے اور پینے اور دریافت کرنے مزے اور خوشبون کے اور خواص اور نفع اور ضرر بغیر تجربہ کے حاصل نہین ہوتے ہین بلکہ چاہیے کہ تم اوس جگہہ کے میوون مین تصرف کرو تاکہ کیفیتین اون میوون کی یاد رکہو تم وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا یعنے اور کہاؤ تم اوس بہشت سے کہانا بہت فراغت سے اسواسطے کہ فقط چکہنے ماکولات اور مشروبات کے سے جب تک کہ سیری اون سے نہو اچہی طرح خواص اور نفع اور ضرر اونکے دریافت نہین ہوتے اور جبکہ ہر طبقہ بہشت کا آب وہوا دوسری طرح کی رکہتا ہو اور مکانات اور حویلیان اور محل ہر طبقہ کے رنگ برنگ کے اور جدے جدے ہین تو تم دونو کو چاہیے کہ فقط اوپر سکونت ایک طبقہ

اور کہانے میودن ایک قطعہ کے اوس مین سے کفایت نکرو بلکہ حَیۡثُ شِئۡتُمَا یعنی جس جگہہ
چاہو تم سکونت کرو اور اوس کے میودن مین تصرف کرو تاکہ تمام طبقے بہشت کے مع تمام چیزون
کے کہ اونکے اندر ہین تمہارے خیال مین یاد رہین اور جسوقت زمین مین جاؤ نمونہ اوسکا کہ تمہارے
خیال مین بیٹھا ہوا ہے ظاہر کرو اور معنی خلافت داخلی اور خارجی اور بدنی اور منزلی کے بسبب
اجتماع اور مشورہ مرد عورت کے پائے جاوین لیکن تم کو باوجود اس اجازت عام اور
وسعت تام کے واسطے آزمایش تکلیف قبول کرنے اور بچنے منہیات کے کہ جوہر جبلیات تمہارے
مین رکھا ہے اور ظہور اوسکا وقت ظاہر ہونے خلافت تمہاری کے زمین مین پایا جاویگا منع
کرنا بعضی چیزون بہشت کا بھی ضرور ہوا تاکہ اباحت عامہ کے ساتھ خوگر نہو جاؤ اور پرہیز کرنا
لذتون نفسانی اور مرغوبات طبعی سے تمہارے اوپر شاق نہو اور وہ چیز منع کی ہوئی ایسی نہو کہ قبح
عقلی اور طبعی اوس مین ہو بلکہ اوس جنس سے ہو کہ قبح عقلی اور طبعی اوس مین نپایا جاوے
والا اجتناب قبایح عقلی اور طبعی سے جبلت انسانی کا تقاضا ہے احکام شرعی کی فرمانبرداری
اس مین معلوم نہین ہوتی ہے اسواسطے تمکو کہتا ہون کہ اس درخت کو بہشت کے بیے انتہا
درختون مین سے اپنے اوپر حرام جانو اور بے تحقیق کرنے وجہ ضرر اوس درخت کی بچنا اس
سے لازم سمجھو وَلَا تَقۡرَبَا یعنی اور نزدیک نہو تم چہ جائیکہ اوس سے کچھہ توڑکر کھالو
هٰذِهِ الشَّجَرَةَ یعنی اس درخت کے اور طرف کسی درخت بہشت کے درختون مین اشارہ فرمایا
اور تعیین کرنی اس درخت کی کہ گیہون کا درخت تھا یا انگور کا درخت یا سوا اس کے
ہے جیساکہ روایتین آن سکی آئی ہین ضرور نہین لیکن کہ اکثر روایتون مین یہ ہے کہ وہ درخت گیہون
کا تھا اور ابن عباس اور دوسرے صحابہ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور وہب بن منبہ
نے ایسا کہا ہے کہ ہر ہر دانہ اوس گیہون کا بیل کے گردہ کے برابر تھا اور مسکہ سے نرم
اور شہد سے میٹھا تھا اور ابن مسعود اور جعد بن ہبیرہ سے منقول ہے کہ وہ درخت انگور کا تھا
اور کہا ہے اونہون نے کہ اسی درخت کے پھل سے بڑی بڑی نشہ کی چیزین بناتے
ہین اور دنیا مین باعث فتنہ اور فساد کا ہوتا ہے اور موجب بے عقلی اور بے حیائی اور ظاہر
ہونا ستر عورت کا ہوتا ہے اور قتادہ سے روایت ہے کہ وہ درخت انجیر کا تھا اور ابوالشیخ

نے یزید بن عبداللہ بن قسیط سے روایت کی ہی کہ وہ درخت ترنج کا تہا اور ابن ابی حاتم نے
اور ابو الشیخ نے ابی العالیہ سے روایت کی ہے کہ وہ درخت ایسا تہا کہ جو کوئی اس سے کچھ
کہاوے حاجت پاخانہ کی اوس کو ہووے اور یہ بھی ضرور نہین کہ وجہ حکمت حرام کرنے اسکی
دریافت کیجاوے کیونکہ اسمین کچھ فائدہ نہین بلکہ غرض کے واسطے مضر ہے اسواسطے کہ منظور اس
تحریم سے عادت کروانی حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی اونکی کی تہی تاکہ زمین مین وقت
تکلیف اور حرام کرنے مشتہیات اور مرغوبات کے کہ ضرر عقلی اور طبعی اونکا معلوم نہو اون چیزون
کے چہوڑنے مین حیلا اور توقف نکرین اور فرمانبرداری حکم آلہی کی کرین اور اگر وجہ حکمت حرام
کرنے کی معلوم کرلین اور نزدیک اونکے اور اولاد اونکی کے حرمت عقلی اور طبعی محرمات کی ظاہر
ہو پس یہ ترک کرنا اونکا فقط واسطے فرمانبرداری حکم شرعی کے نہوا بلکہ حسن اور قبح عقلی اور طبعی
بہی اوس کے ساتھ مل گیا کہ عقل اور طبع بہی اونکے مانع آئی اور اسی واسطے سزا اوس میوے
کہانے کی مین کوئی وجہ ضرر عقلی یا طبعی بیان نہین فرمائی بلکہ یون ارشاد ہوا کہ اگر تم اس درخت
کے پاس جاؤگے یا اس مین سے کہاؤگے برخلاف میرے حکم کی تم سے سرزد ہوگی فَتَكُونَا
مِنَ الظّٰلِمِيْنَ پس ہوجاؤگے ظلم کرنے والون مین سے اس واسطے کہ ظلم نام حق تلفی کا ہے اور
حق مالک کا یہ ہے کہ مملوک اوس کے کہنے سے سر مو تجاوز نکرے اور ایسا مالک کہ پردہ نیستی سے
تمکو وجود مین لایا اور پہر تمکو نام سب چیزون کے سکہلاے اور جو سب سے بہتر مخلوق کہ فرشتے ہین انکے
اوپر تمکو فوقیت دی کہ قبلہ عبادت اونکی کا تمکو بنایا پہر واسطے سکہلانے آئین خلافت زمین کے
حرم خاص اپنے مین کہ وہ بہشت ہے سکونت تمکو دی اور وہان کی چیزون سے نفع لینے مین اجازت
عام دی اور فقط ایک قسم کے درخت سے منع فرمایا اور اگر تم اس سے اجتناب نکروگے اور بغیر مرضی
اسکی کے اوسکو کہاؤگے کس قدر اس کے حقوق تلف کروگے اور جب شیطان نے معلوم کیا کہ
اسوقت تک اونکو کسی طرح کی تکلیف شاق ندی تہی اور ہر طرف سے ہر چیز کی اجازت تہی مگر اور
فریب میرا پیش نہین جاتا تہا اسواسطے کہ صدور گناہ کا اور ذلت کا اسوقت ہوتا ہی کہ شرع کی طرف
سے کچھ قید ہو اور انکو کوئی چیز منع نہین اب اونکو تہوڑی سی تنگی آگئے آئی ہے کہ ایک جنس
بہشت کی سے اونکو منع کیا سو میرا قابو اوپر ہوگیا پس فکر ہمکا نے اون کے کا اپنا شروع کیا

حضرت آدمؑ اور حوا کے روبرو گیا اور کہا کہ کچھہ تم جانتے ہو کہ انجام کار تمہارا کیا ہوگا اور
بسبب اس تعظیم اور تکریم کے فریفتہ مت ہو آخر کار واسطے تمہارے موت ہے حضرت آدم نے
پوچھا کہ موت کیا ہے شیطان نے اپنے تئین مردہ جانور کی صورت بناکر روبرو اونکے ڈال
دیا اور جس طور سے کہ جانکندنی کے وقت حالت غرغرہ کی اور ہاتھہ پانو مارنے کی اور روح
نکلنے کی ہوتی ہے اونکو دکہلایا بمجرد دیکھنے اس حالت کے ہول اور خوف حضرت آدم پر غالب
ہوا پوچھا کہ اس حالت سے محفوظ رہنے کی تدبیر کیا ہے شیطان نے کہا کہ هل ادلك على شجرة
الخلد و ملك لا يبلى یعنی مین نشان دیتا ہون تمکو ایک درخت کا کہ جو کوئی اوس سے
کچھہ کہاوے ہرگز مردہ نہوگا اور بادشاہت اوسکی فنا نہوویگی اونہون نے کہا کہ وہ درخت
کونسا ہے شیطان نے اوسی درخت کو بتایا جسے اللہ تعالی نے اونکو منع کیا تہا کہ وہ یہی
درخت ہے اونہون نے کہا کہ یہ درخت تو فنا کا ہی درخت ہمیشگی کا نہین ہے اور یہ درخت
سبب زوال ملک کا ہے سبب دوام کا نہین بلکہ سبب سوائی اور باعث دور کرنیکا خدا کی جناب
سے ہے اور موجب قرب اور وجاہت کا نہین اسواسطے کہ اللہ تعالے نے ہمکو اس درخت کے نزدیک
جانے سے منع فرمایا ہے اگر اس درخت مین یہ فائدے ہوتے ہمکو اس کے پاس جانیسے کیون
منع فرماتا کہ وہ ارحم الراحمین ہے شیطان نے کہا کہ ما نهكما ربكما عن هذه الشجرة الا ان
تكونا ملكين او تكونا من الخالدين یعنی حق تعالی نے تمکو اس درخت سے اسواسطے منع
نہین فرمایا ہی کہ اس کا میوہ کہانے سے کچھہ تمکو ضرر پہونچیگا بلکہ اسواسطے منع فرمایا ہی کہ تم اس
درخت کا میوہ کہانے سے فرشتون کی مانند ہوجاؤگے کہ ہرگز خدا کی یاد سے غافل نہین ہوتے
ہین اور کہانے پینے اور عورت اور بچون کے فکر مین نہین رہتے ہین اور تمکو اگر یہ حالت
حاصل ہوجاویگی زمین کی خلافت کا کام تمسے سرانجام نہوسکے گا اسیواسطے اللہ چاہتا ہی
کہ تمکو کہانے پینے اور زن و فرزند کے فکر مین مشغول رکہے اور ایک مدت یاد اپنی سے تمکو غافل
کرے تاکہ تم سے کام خلافت کا ہووے پس حقیقت مین ارادہ اللہ تعالی کا یہ ہے کہ تم اس سے
دور جا پڑو اور کہانا اس درخت کے میوے کا سبب قرب اور اتصال الہی کا ہے پس اس منع
کرنیکی مثال ایسی ہی کہ بادشاہ کسی شخص کو اگر کہین بہیجتا ہی تو وہ شخص خدمت حضور سے دور رہتا

تفسیر حقانی کہ یہ تمکو جنت سے نکالدے تاکہ تم بدبخت ہوجاؤ یہ وہ جگہ ہے کہ نہ تم کبھی بھوکے ہوگے نہ ننگے ہوگے نہ پیاسے ہوگے نہ کبھی دہوپ میں جلوگے (الخ) پہر شیطان نے انکو وسوسے مین ڈالدیا کہ اونکی ڈہنکی شرمگاہ کہولدین (الخ) شیطان نے کہا اے آدم کہو تو مین تمہین ہمیشہ رہنے کا درخت اور پرانی نہونے والی سلطنت

یا اس واسطے منع فرمایا ہے کہ بسبب کہانے میوہ اس درخت کے بہشت سے نکلنا تمہارا
نہو سکیگا اور بہشت مین موت نہین ہے اور ارادہ اللہ تعالی کا یہی کہ تمکو وضع اور آئین خلافت
بہشت کے رہنے سے یاد دلاکر دنیا کی طرف بھیجے اور اس جگہہ موت اور فوت تمکو لاحق ہووے
تاکہ ہر طرح کے گروہ تمہاری نسل سے زمین پر ظاہر ہووین اور یہ قرب کہ اب جناب باری
کے ساتھ تمکو میسر ہے جاتا رہے حاصل کلام یہ ہے کہ یہ نہی تنزیہی اور ارشادی ہے
مخالفت اس نہی کی واسطے حاصل کرنے مرتبہ بلند کے کہ جو اعلے امتثال اس نہی کے مرتبہ
سے ہو مضائقہ نہین حضرت آدم اور حوا کو بہ سبب سننے باتون فریب آمیز کے دل مین تردد
پیدا ہوا اور اسوقت شیطان نے قسمین بہت سی کہائین کہ مین محض ارادہ خیر خواہی تمہاری
کا رکہتا ہون اسواسطے کہ ایک بے ادبی مجھسے تمہاری جناب مین ہوئی ہے کہ مین نے سجدہ
نہین کیا اور بسبب اسکے ملعون ہوا اب چاہتا ہون کہ آلودگی اس بے ادبی کی اپنے سے
دہوؤن مین اور تمکو ایسے مرتبہ کی طرف پہونچاؤن کہ تمام عمر شکر گذاری میری کرتے رہو
حضرت آدم کے دل مین آیا کہ مخلوق کو جرأت نہین کہ جہوٹی قسم اللہ تعالے کی اس تاکید سے
کہاوے البتہ اس شخص نے سچ کہا ہے فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا یعنی پس بہلا دیا ان دونو
کو شیطان نے اس درخت کے بچنے سے اس طرح پر کہ پہلے مور کے آگے گیا اور اسکو کہا کہ بہشت
مین جاکر اپنے تئین روبرو آدم اور حوا کے آراستہ کر کے رقص کر اور جب وہ دونو تماشے
مین فریفتہ ہوین آہستہ آہستہ اونکے پاس سے ہٹکر اپنے تئین بہشت کی دیوار تک پہونچا
جسوقت وہ دونو بہشت کی دیوار کے پاس پہونچے سانپ کے پاس جاکر اس کے منہ مین بیٹھا اور
کہا کہ مجکو بہشت کی دیوار پر پہونچادے دیوار پر چڑھکر حضرت آدم اور حوا سے ملاقات کی اور
جس درخت سے منع فرمایا تہا اوس کے کہانیکی رغبت دلائی اور وسوسہ شروع کیا اور یہ
حیلہ شیطان نے اون دونو کی ملاقات کے لئے اسواسطے کیا تہا کہ بعد انکار سجدہ کے حقتعالی
نے اوسکو بہشت سے نکالدیا تہا اور بہشت کے دربانون کو حکم تہا کہ اندر بہشت کے نہ آنے دیوین
اس تدبیر سے چاہا کہ آدم اور حوا کو بہی اس مکان سے نکالے فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ
پس نکالا اوس نے اون دونو کو اس چیز سے کہ وہ اس مین تھے اور میوے نفیس کہاتے تھے

اور لذتین مرغوب اور خوش ہوائین اور سایہ باغون کا اور نہرین جاری اور انواع نعمتین طرح
طرح کی بستر تہین اور کیفیت نکالنے حضرت آدم اور حوا کی بہشت سے اور کہانا اونکا اس درخت
سے اور برہنہ ہوجانا اونکا لباس بہشتی سے اور حیران اور سرگردان ہونا انکا لباس عریانی سے
اور ڈہونڈہنا درختون کے پتو نکا واسطے پوشش شرمگاہ کے کلام اللہ کی اور سورتون مین
مین مذکور ہہ اس سورت مین واسطے ظاہر کرنے برائی گناہ کے اسی قدر فرمایا کہ وَقُلْنَا اهْبِطُوا
یعنے اور کہا ہمنے آدم اور حوا کو اور اولاد اونکی کو کہ اللہ تعالی نے اونکی نسل مین مقدر کردیا
تہا اور شیطان کو کہ اوترو تم بہشت سے اسواسطے کہ بہشت گناہ کی جگہہ نہین لایق گنہگارون
کے دار التکلیف ہی یعنی دنیا کہ سراسر جگہہ رنج اور مشقت کی ہے اور اوسے رنج اور مشقت کے تمہارے تئین
مین عداوت آپس کی ہو کہ دنیا مین بہی مضرت اسکی ہی اور دین مین بہی مضر ہی اور یہ امر تمکو ہوا
ہے اسواسطے کہ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ یعنی بعضا تمہارا بعض کا دشمن ہی جیساکہ شیطان ہمیشہ
بسبب عداوت کے درپے گمراہ کرنے آدمی کے ہی اور آدمی ہمیشہ درپے ذلیل کرنے شیطان
کے پس درمیان ان دونو کے دشمنی دینی اور شرعی ہی جیساکہ آدمی اور سانپ اور طاؤس مین
دشمنی طبعی ہے اور اولاد آدم کو ہرچند کہ آپس مین یگانگت اور اتحاد جنسی ہی لیکن بعضے
انمین سے بسبب تعلیم شیطان کے راہ شیطنت کی اختیار کرتے ہین اور اونکی طبیعت مین
ایذا رسانی ہم جنس اپنے کی ہوتی ہی اور اسکی عادت کرتے ہین اور دشمن بنتے ہین اور
بعضے ان مین سے سانپ کی طبیعت قبول کرتے ہین اور قوت سبعیہ اور غضبیہ انکی ہیجان
کرتی ہی اور عادت نیش زنی خلق اللہ کی اونکے اندر ہوجاتی ہی اور بعضے ان مین سے طاؤس
کی طبیعت اختیار کرتے ہین کہ شہوت پرستی اور آرایش اپنی اور خود پسندی اور پندار انکے اندر سماتا ہی
اور اپنے ہمجنسون کا حسد اور کینہ اور بغض کا شیوہ اختیار کرتے ہین اور اسی واسطے انکو بعد نکلنے
کے بہشت سے جلدی رجوع اسکی طرف ممکن نہین اسواسطے کہ بہشت جگہہ بغض اور عداوت اور دشمنون
کے جمع ہونیکی نہین بلکہ بود و باش تمہاری زمین مین ہی وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ یعنی اور تمہاری
واسطے ہی زمین مین ٹہرنا ایک مدت دراز اور بسبب اس استقرار کے امید تمہاری بڑہ جاویگی
اور دروازہ حرص کا کہل جاویگا ہر ایک آدمی زندگی بڑہی خیال کرکے دوسرے سے لڑیگا

اور اسباب دشمنی کے آپس مین موجود ہونگے ومتاع یعنی اور نفع لینا ہی زمین کی چیزون سے
اور وہ نفع پکڑنا طرح طرح کی خواہشون نفسانی مین تمکو پہنساویگا اور فکر پہر بہشت مین
جانیکا تمہارے دلسے بالکل بہلاویگا لیکن یہ قرار پکڑنا اور نفع اوٹہانا ہمیشہ نہین ہوگا بلکہ
منقطع ہو جاویگا الی حین یعنی ایک وقت معین تک کہ وہ وقت موت کا ہی ہر ہر شخص کے حق مین
اور وقت قیامت کا ہی بہ نسبت تمام نوع کے اور جب حضرت آدم نے یہ خطاب عتاب کا سنا اور بہشت سے
نکلے ندامت اور شرمندگی بہت انکو حاصل ہوئی اور گریہ اور زاری کرتے تھے کہ رحمت الٰہی انکو پہنچی
فتلقی آدم یعنی پس سیکھا آدم نے من ربہ یعنی الہام پروردگار اپنے سے کلمات یعنی کتنے
کلمہ کہ سبب قبولیت توبہ اونکے کے ہوئے اور وہ کلمہ یہ ہین کہ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا
وترحمنا لنکونن من الخسرین اور طبرانی نے معجم صغیر مین اور حاکم اور ابو نعیم او بیہقی نے حضرت
امیر المومنین عمر بن الخطاب سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت
آدم سے یہ گناہ سرزد ہوا اور انپر عتاب الٰہی نازل ہوا تو یہ قبول ہونے مین حیران تہے کہ اتنے
مین انکو یاد آیا کہ مجکو جس وقت خدای تعالی نے پیدا کیا تہا اور روح خاص میرے اندر پہونکی تہی
اسوقت مینے اپنے سر کو عرش کی طرف اٹہایا تہا اُس جگہہ لکہا دیکہا تہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
یہان سے معلوم ہوتا ہی کہ قدر کسی شخص کی اللہ کے نزدیک برابر قدر اس شخص کے نہین کہ
نام اسکا اپنے نام کے ساتھ برابر لکہا ہی تدبیر یہہ ہے کہ بحق اسی شخص کے سوال مغفرت کا
کرون مین پس دعا مین کہا اسئلک بحق محمد ان غفرلی حق تعالی نے انکی بخشش کی اور وحی بہیجی
کہ محمد کو کہان سے جانا تو نے اونہون نے تمام ماجرا عرض کیا حکم پہنچا کہ اے آدم محمد سب پیغمبرون
سے پچھلا پیغمبر ہے اولاد تیری مین سے اور اگر وہ نہوتا تجکو نہ پیدا کرتا مین اس جگہہ سے جاننا چاہئے
کہ فقہ کی کتابون مین مذکور ہے کہ دعا کرنے مین لفظ بحق فلان کا لانا مکروہ ہے اسواسطے کہ کسی کا
اوپر خدا کے حق نہین ہوتا ہی اور تفصیل مقام کی یہ ہی کہ معتزلون کے نزدیک کہ بندونکو اونکے
فعلون مین خالق سمجہتے ہین جزا اون فعلون کی حقیقۃ حق بندونکا ہے اور اوپر مذہب
اہل سنت وجماعت کے افعال بندون کے مخلوق خدا کے ہین پس بندون کو بسبب اون
فعلون کے کوئی حق حقیقۃ ثابت نہین بلکہ باعتبار وعدہ اور رحمت کے اپنی طرف سے مقرر کیا

جیسا کہ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ من اٰمن باللہ ورسوله واقام الصلوٰة وصام رمضان کان حقا
علی اللہ ان یدخله الجنة هاجر فی سبیل اللہ او جلس فی ارضه التی ولد فیها یعنی جو شخص ایمان لایا
ساتھ اللہ کے اور رسول اُسکے کے اور ادا کیا اوسنے نماز کو اور رکھے روزے رمضان کے ہوگیا حق
اُسکا اللہ کے اوپر یہ کہ داخل کرے اوسکو بہشت مین ہجرت کرے اللہ کے رستہ مین یا بیٹھے
بیچ زمین اپنی کے جس پر کہ پیدا ہوا ہے اور بھی حدیث صحیح مین معاذ بن جبل سے آیا ہے
هل تدری ما حق العباد علی اللہ الی اٰخرہ پس جو کہ حضرت آدمؑ کی توبہ کی روایت مین لفظ حق کا
آیا ہے محمول اوپر اُسی حق جعلی اور تفضلی کے ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے تقرر کردیا
نہ یہ کہ حقیقةً حق ہے اور وہ کہ فقہ کی کتابون مین جس سے منع کیا ہے حق حقیقی ہے اور زمانہ
سابق مین مذہب معتزلہ کی کثرت تھی اور استعمال اس لفظ کے سے وہم اون کے مذہب کا
ہوتا تھا فقہا نے مطلقاً استعمال اس لفظ کے سے منع فرمایا ہے تاکہ خیال کسی کا اوس مذہب
کی طرف نجاوے یہ تقریر موافق قرارداد علماء ظاہر کے ہے اور اہل تحقیق نے ایسا کہا ہے
کہ ہر ایک کے واسطے کاملین بنی آدم سے ایک اسم ہے اسماء الٰہی سے کہ تربیت اُسکی ہوتا
ہے پس سوال کرنا ساتھ حق کسی کامل کے اشارہ اُسی اسم کی طرف ہے اگر کوئی شخص وقت استعمال
اس لفظ کے اِس معنی کا لحاظ کرے ہرگز لائق ملامت اور عتاب کے نہین اور طبرانی نے معجم اوسط مین
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جب وقت توبہ حضرت
آدم علیہ السلام کا پہونچا حضرت آدم سامنے کعبہ کے کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی
اور ساتھ الہام الٰہی کے یہ دعا اونکی زبان سے جاری ہوئی اللّٰھم انك تعلم سری وعلانیتی
فاقبل معذرتی وتعلم حاجتی فاعطنی سؤلی وتعلم ما فی نفسی فاغفر لی ذنبی اللّٰھم انی اسألك
ایمانا یباشر قلبی ویقینا صادقا حتی اعلم انه لا یصیبنی الا ما کتبت لی وارضنی
بما قسمت لی - حق تعالیٰ نے طرف اُنکی وحی بھیجی کہ توبہ تیری قبول ہوئی اور
دعا تیری مستجاب ہوئی اور جو کوئی تیری اولاد مین سے ساتھ اِس دعا کے توسل
پکڑے گا مدعا اُس کا حاصل ہوگا اور اِس حدیث کو ازرقی نے بیچ تاریخ مکہ اور جندی نے
بیچ فضائل مکہ کے اور بیہقی نے بیچ کتاب الدعوات اپنی کے بریدہ اسلمی سے بھی ساتھ اسنادون

تفسیر خلیلی
ہمنے اپنی جانون پر ظلم کیا اگر تو ہمکو نہ بخشیگا اور مہربانی نہ کریگا تو ہمارا بڑا خسارہ ہوگا (اعراف) تب اللہ نے معاف کیا (بقرہ) اور انکو ٹھیک راہ پر لایا (طٰہٰ) بیشک وہ بڑا معاف کرنیوالا نہایت مہربان ہے (بقرہ) پھر خدا نے فرمادیا اگر کبھی تمکو میری طرف سے راہ کا بتانے والا پہونچے تو جو کوئی میری بتائی راہ پر چلا تو اسکو پھر نہ کچھ ڈر ہوگا نہ غم اور جیسے نمانا

متعددہ کے روایت کی ہے اور عبد بن حمید ساتھ روایت ضحاک کے ابن عباس سے لایا ہے
کہ حضرت آدم علیہ السلام دو سو برس تک توبہ اپنی کے فکر مین گریہ اور زاری کرتے رہے ایک روز
کف دست اپنا پیشانی پر رکھکر اور سر زانو مین ڈال کر مشغول رونے کے تھے کہ ناگاہ جبرئیل ع وارد
ہوئے اور اس قدر گریہ اور زاری حضرت آدم علیہ السلام نے اُن مین تاثیر کی کہ انکو بھی
رونا گیا اور پوچھا کہ اسقدر گریہ اور زاری تمہاری کس واسطے ہے حضرت آدم علیہ السلام نے
کہا کہ مین تضرع اور زاری کسطرح نکرون کہ خداے تعالی نے مجھکو بسبب شامت اس گناہ کے
بلندی آسمان سے زمین کی پستی مین ڈال دیا اور دار المقامہ سے بیچ دار الزوال کے
گرایا اور نعمت کے گھر سے باہر کرکے رنج اور بلا کے گھر مین پہونچایا اور مقام جاودی اور ہمیشگی سے
بیچ محل فنا کے لایا اے جبرئیل اگر شدائد اس مصیبت کے شمار کرنا چاہون پس یہ بات
میرے امکان سے باہر ہے حضرت جبرئیل ع نے بارگاہ الٰہی مین یہ حقیقت عرض کی حکم ہوا کہ آگے
آدم کے جا اور کہہ میری نعمتون کو کہ کسقدر تجھکو عطا ہوئین یاد کر اول دست قدرت اپنے سے
تجھکو پیدا کیا پھر تیرے قالب مین روح خاص اپنی کو پھونکا پھر اپنے فرشتون سے تجھکو سجدہ
کروایا اور تو نے ان نعمتون میری کی قدر نجانی اور حکم میرے کی نافرمانی کی حضرت آدم
علیہ السلام نے عرض کی البتہ اے پروردگار مجھسے یہ تقصیر سرزد ہوئی اور مین نادم ہون
حکم پہونچا کہ رحمت میری غصہ میرے پر غالب ہے آواز تیری سُنی مین نے اور تضرع
اور زاری تیری پر رحم کیا مینے اور تقصیر تیری سے درگذر کی ان کلمون کو کہہ لا اله
الا انت سبحانك وبحمدك عملت سوء وظلمت نفسي فاغفر لي ذنوبي انك انت خير
الغافرين لا اله الا انت سبحانك وبحمدك عملت سوء وظلمت نفسي فارحمني انك انت خير
الراحمين لا اله الا انت سبحانك وبحمدك عملت سوء وظلمت نفسي فتب علي انك انت التواب
الرحيم اور ساتھ روایت ابن المنذر کے حضرت امیر المؤمنین علی کرم الله وجهه سے
یہ الفاظ مع اس زیادتی کے اللهم اسالك بجاه محمد عبدك وكرامتك عليك ان
تغفر لي خطيئتي وارد ہوئے اور ابتداء دعا مین لا اله الا الله وحده لا شريك له بھی
هو على كل شئ قدير تک وارد ہوا اور ساتھ روایت ابن مسعود رض کے خطیب اور ابن عساکر نے

مرفوعا ایسا لائے ہین کہ جب حضرت آدمؑ بسبب شامت اس گناہ کے بہشت سے نکلکر زمین پر پڑے تو رنگ انکا سیاہ ہوگیا تہا جب وقت توبہ اُن کی کا پہونچا حکم ہوا کہ تیرہوین تاریخ چاند کی روزہ رکھو اونہون نے اُسدن روزہ رکھا اور تیسرا حصہ اُنکے بدن کا حالت اصلی پر آیا پھر فرمایا کہ تاریخ چودہوین کو بھی روزہ رکھو اور ایک حصہ رنگ اور درست ہوا پھر تاریخ پندرہوین کو بھی حکم ہوا اور روزہ رکھا اور تمام بدن رنگ اصلی پر آیا بعد اسکے یہ تینون روزے اوپر اُنکے اور اولاد اُنکی کے فرض ہوئے حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ تک لیکن ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینون روزے واسطے کامل کرنے توبہ کے ہونگے اسواسطے کہ صحیح روایت مین آیا ہی کہ قبول ہونے توبہ اُنکی کا عاشورہ کا دن ہی اور ابن عساکر نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بعد اسکے کہ بہشت سے نکلے اور زمین پر گرے جسقدر گریہ اور زاری کی کہ اگر گریہ اور زاری تمام بنی آدم کی اور گریہ کرنا حضرت داؤد علیہ السلام کا ساتھ اُسکے برابر کرین گریہ اور زاری حضرت آدمؑ کی زیادہ ہوجاوے اور بیہقی نے شعب الایمان مین بریدہؓ سے مرفوعا روایت کی ہی کہ لو وزن دموع ادم بجمیع دموع ولدہ لرجح دموعہ علی جمیع دموع ولدہ یعنی اگر برابر کئے جاوین اشک آدم کے ساتھ تمام اشک اولاد اسکی کے البتہ زیادہ ہووین اشک آدم کے اوپر تمام اشک اولاد اُسکی کے اور امام احمد کتاب الزہد مین حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے لائے ہین کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پہلے اس گناہ ہونے سے یہ حالت تھی کہ موت انکی روبرو آنکھون کے رہتی تھی اور امید انکی پس پشت جبکہ یہ گناہ صادر ہوا امید اونکی آنکھ کے روبرو ہوئی اور اجل کو پس پشت ڈالا اور ابن عساکر مجاہد سے روایت لایا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو حکم نکالنے کا ہوا حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام آئے اور تاج کو سر اُن کے سے اٹھایا اور کمربند یعنی پٹکا انکی کمر سے کھولا اور انکو برہنہ کیا اور عربی زبان اُن سے موقوف کروائی اور بجائے اسکے زبان سُریانی جاری کی بعد قبولیت توبہ کے پھر حکم ہوا کہ عربی زبان مین باتین کرتے رہین حاصل کلام بعد کد و کاوش بہت کے دعا حضرت آدم علیہ السلام کی جناب الٰہی مین مستجاب ہوئی فَتَابَ عَلَيْهِ یعنی پس رجوع ساتھ رحمت کے حق تعالیٰ نے طرف اُنکی اور توبہ انکی قبول فرمائی آیندہ کو گناہون سے معصوم

بیان روزہ ایام البیض

تفسیر خلیلی

پھر ذری سی ہی نافرمانی بن گیا کیا زور تہا رے آدم علیہ السلام کی زاری اور انکی نافرمانی پھر انکی ندامت پھر اللہ کا کرم اور ساتھ اس کرم کے ذلیل دنیا مین چھوڑ دینا بڑی عبرت کا دفتر ہے ابلیس ہی شیطان اور پھر اس کا بد حسد اور نتیجہ ہے بالکل ہی پھر ذلیل و خوار ہو رہا اور ابدی عذاب دوزخ کا بھی

کیا اور یہ سب بسبب کمال رحمت اور عنایت اُسکی کے ہے اسواسطے کہ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ
یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ قبول کرنے والا توبہ بندون کا ہے اور بے شمار مہربان
کہ بار بار گناہ اُنکے بخشتا ہے اور باوجود کمال رحمت اور عنایت کے کہ اوپر کل بندون
اپنے کے رکھتا ہے اور خصوصاً حضرت آدمؑ کے اوپر اُنکو بمجرد قبول کرنے توبہ کے فوراً
بہشت کے اندر نہ لیگئے بلکہ قُلْنَا اهْبِطُوْا یعنی کہا ہم نے کہ ابھی اُسی جگہہ رہو جہان تمکو اُتارا ہے
مِنْهَا یعنی بہشت سے دور پڑے ہوئے جَمِيْعًا یعنی سبکے سب اور اگر تمکو اس وقت مین
طرف بہشت کے اُٹھا دین تمہاری اولاد مین تفرقہ لازم آوے اسواسطے کہ نیک لوگ پیروی
حضرت آدم علیہ السلام کی کرکے مستحق بہشت کے ہو جاوین اور بہشت مین اُنکو پہنچایا جاوے
اور بدون کو کہ برخلاف حضرت آدم کے طریقہ اختیار کیا دنیا مین چھوڑا جاوے یا دوزخ مین
ڈالا جاوے اور یہ تفرقہ منافی غرض کے ہے کہ نیچے اُتارنے مین تھی اسواسطے کہ مقصود زمین
مین لانے سے تکلیف احکام کی اور امتحان کرنا ساتھ امر اور نہی کے فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ
هُدًى یعنی پس اگر ثابت ہووے یہ کہ آوے تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت کہ دلائل
عقلیہ اور معجزون قولیہ اور فعلیہ سے میری طرف سے ہونا اُس کا یقینی ہو فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ
پس جو کوئی تابعداری کرے اُس ہدایت کی میری ہدایت جان کر فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ یعنی
پس کچھ ڈر اوپر اُن کے نہیں اسبات کا کہ وہ ہدایت فریب دینا ہو میری طرف سے یا کام
شیطان کے سے ہو یا بعضے اوضاع سماویہ اور استعداد ارضیہ سے صورت پکڑی ہو یعنی انکی
ہدایت کو ایسے احتمالون سے کچھہ خلل نہین پہنچیگا بلکہ اُس ہدایت پر مضبوط رہینگے اسواسطے
کہ بیچ علوم عادیہ کے اس قسم کے احتمالات ضرر نہین کرتے ہین وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ یعنی
اور نہ وہ غمناک ہونگے اوپر فوت ہونے سکونت بہشت کے اور لذتون اُسکی کے کہ اُن کے
باپ کے ہاتھہ مین سے نکل گئی اسواسطے کہ پھر اُن کو بعد مفارقت بدن کے رجوع بہشت کی طرف
میسر ہوگا اور خوشی اور لذتین پوری پوری اُن کو ہمیشہ کے واسطے میسر ہونگی وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
یعنی اور وہ لوگ کہ جنہون نے انکار کیا اُس ہدایت میری کا اور احتمالات بعیدہ کو اپنے
دل مین راہ دی اور وجوہات باطلہ اپنے ذہن مین محکم کئے وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ یعنی اور نسبت

جھوٹ کی کری طرف علامتون اور نشانیون بھیجی ہوئی ہماری کے کہ بسبب اُن نشانیون کے صدق متیقن ہوتا ہے پس وہ محروم ہوئے اسبات سے کہ پھر بہشت کو دیکھین اور مقام نزول آدم سے کہ وہ زمین ہے ترقی کرین بلکہ اُس مقام سے بھی اُنکو نیچے ڈالا جاوے اسواسطے کہ اُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ یعنی یہ گروہ یار دوزخ کے ہین کہ ہرگز صحبت اُسکی سے جدا ہونگے اور اُس جگہہ سے انتقال نکرینگے بلکہ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ یعنی وہ دوزخ مین ہمیشہ رہین گے اسواسطے کہ امتحان تمام نہین ہوتا ہے مگر ساتھ وعدہ عذاب ہمیشگی کے اسواسطے کہ عذاب موقوف ہوجانیوالے کو وہم خاطر مین نہین لاتا ہے اور اُس سے نہین ڈرتا ہے اور جب کہ وعدہ عذاب ہمیشگی کا وقوع مین آیا پھر پورا کرنا اُس وعدہ کا لازم ہوا کہ خلاف وعدہ کا کرنا نقصان اور عیب ہے اور جناب الٰہی نقصان اور عیب سے پاک و مبرا ہے باقی رہین اس قصہ مین چند بحثین کہ بیان کرنا اُنکا ضرور ہے اول یہ کہ حق تعالی نے سکونت بہشت کی اصالۃً حضرت آدمؑ کے حق مین فرمائی اور زوجہ اُنکی کو کہ حضرت حوا تھین تابع اُنکے کیا کہ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ اور بیچ کھانے میوون کے دونو کو بالاصالت خطاب فرمایا کہ كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا اور ایسے ہی منع کرنے مین نزدیکی درخت ممنوع کے سے دونو کو شریک کیا نکتہ اس طریق مین یہ ہے کہ مقرر کرنا مکان سکونت کا مرد کے اختیار مین ہوتا ہے عورت کو اوسمین دخل نہین جس جگہہ چاہے اُسکو لیجاوے اور کھانے اور پینے اور منہیات کے بچنے مین دونو برابر ہین کوئی تابع دوسرے کا نہین دوسرے یہ کہ وَزَوْجُكَ معطوف او پر ضمیر اسکن کے ہے پس چاہیئے کہ اسکن طرف زوجک کے بھی مسند ہو اور حال یہ ہے کہ صیغہ امر حاضر کی اسناد طرف اسم ظاہر کے جائز نہین جواب اسکا یہ ہے کہ عطف سبب مشارکت کا اصل نسبت مین ہوتا ہے کیفیت نسبت مین نہین ہوتا ہے دلیل اسکی یہ ہے کہ جاءنی زید لا عمرو درست ہے باوجودیکہ معطوف علیہ مین نسبت ثبوتی ہے اور معطوف مین نفی ہے اور ایسے ہی قامت هند و زید مین معطوف علیہ کا عامل صیغہ مونث کا ہے اور معطوف ہے مذکر عامل اسکا صیغہ مونث کا نہین ہوسکتا ہے اس طرح جائز نہین کہ قامت زید کہا جاوے اس جگہہ بھی اسکن انت وزوجک ساتھ معنی اسکن انت و لتسکن زوجک کے سمجھنا چاہیئے تیسرے یہ جو بہشت کہ حضرت آدم کو اُس مین داخل کیا تھا وہی بہشت ہے کہ دن قیامت کے بہشتیون کو اُس مین داخل کیا جاویگا یا کوئی اور جگہہ ہے

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ

زمین مین کہ مانند بہشت کے اُس مین درخت میوہ دار اور چشمے اور نہرین تھین صحیح یہ ہی کہ وہی بہشت ہے کہ قیامت کے دن ہو گی اور بہت احادیث اور آثار اُسی کے اوپر دلالت کرتے ہین اور وہ کہ بعضون نے کہا ہی کہ پیدایش حضرت آدم کی زمین مین تھی اگر اُس بہشت مین لیجاتے البتہ اس قصہ مین یہ بھی ذکر ہوتا کہ آسمان کی طرف اُنکو درجہ بدرجہ لیگئے اور یہ کہین ذکر نہین پس جواب اسکا یہ ہے کہ اس جگہہ غرض منازل اس سفر کے ذکر کرنیکی نہین مدعا اور مطلب ذکر مقصد کا ہی کہ وہ بہشت ہی اسیواسطے اوپر ذکر مقصد کے کفایت کی بخلاف سفر معراج محمدی کے علی صاحبہ الصلوۃ والسلام کہ اس سفر مین ہر منزل مین وقایع عجیبہ اور ملاقات نبیون کی روحون سے اور ہر آسمان کے فرشتون سے تھی اس جہت سے معراج کی حدیثو مین تفصیل اُن منزلون کی مذکور ہوئی جو تھے یہ کہ اس سورۃ مین وکلا منہا رغدا حرف واو کیساتھ مذکور ہی اور سورہ اعراف مین اسی قصہ مین فکلا حرف فا کیساتھ وجہ اس فرق کی کیا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ پہلے نبیون کے قصے جابجا کلام الٰہی مین مناسب ہر جگہہ کے مکرر ہوئے ہین اور بیان کرنے اُس قصہ مین مقتضا اُس مقام کی رعایت فرمائی ہی اس سورہ مین قصہ حضرت آدمؑ کا باعتبار خلافت اُنکی کے زمین مین مذکور ہوا اور خلافت بسبب سکونت زمین کے ہے اور واسطے تعلیم کرنے طریقہ سکونت زمین کے اور نفع لینے اوسکی چیزون کے سکونت بہشت کی بھی مذکور ہوئی پس سکونت مقصود اولی ہی وسیلہ اکل و شرب کا نہین اگر اس جگہہ مین فکلا فرماتے معلوم ہوتا کہ سکونت واسطے کہانے میوون کے تھی اور یہی مقصود بالذات تھا اور سورۂ اعراف مین سابق اور لاحق سے ذکر تیار کردینے اسباب معیشت کا آدمیون کے واسطے ہی اور اکثر یہ امر کہانے اور پینے سے تعلق رکھتا ہی چنانچہ پیشتر اس قصہ سے بھی وجعلنا لکم فیہا معایش فرمایا ہی اور بعد اسکے بھی کلوا واشربوا ولا تسرفوا ارشاد ہوا اور حلال کرنا طیبات رزق کا بیان کیا پس اُس جگہہ قصہ حضرت آدمؑ کا باعتبار وجود معاش اور خوبی کہانے اور پینے کے مذکور ہوا اور اسیواسطے اوتار لینا لباس بہشتی کا حضرت آدمؑ سے اور عوض اسکے الہام کرنا طریق لباس دنیاوی کا تفصیلا وارد فرمایا پس مقصود بالذات اس سورۃ مین کھانا اور پینا میوون بہشتی کا ہی اور سکونت بہشت کی وسیلہ اُس کھانے اور پینے کا پس لانا فا کا بیچ فکلا کے اُس جگہہ ضرور پڑا اور اسی واسطے کہ مقصود بالذات کھانا اور پینا ہی فراخی کھانیکی اُس جگہہ مین ذکر نہین فرمائی اور اوپر اسی قدر کی کفایت کی کہ فکلا من حیث شئتما اور اس جگہہ مین کہ

تفسیر خلیفگی

اور نہیں جی بابت
ذات کسی کو بابت کرنے
والے سجود میں
فرمایا جو بین
جانتا ہون تم
نہین جانتے
فرشتونکو
کہنا یہ اعتراض
سے کعبہ نہ تھا
اور تحت سے
سبب تھا بلکہ
بابت پوچھی کہ جب
اللہ تعالی نے
دنیا مین آدم
کو بنایا تب بابت
کلام اور ذلک ارادہ فرمایا
اور فرشتون کو
بابت پہلے سے
معلوم تھی

کھانا مقصود نہ تھا فراخی کھانے کی ساتھ ذکر خدا کا منظور ہوا اسواسطے کہ جو چیز مقصود ہوتی ہی خود بخود کثرت اور فراخی اسکی لازم آتی ہی حاجت تاکید کی نہیں ہوتی پانچوین یہ کہ لا تقربا صیغہ نہی کا ہی اور نہی الله کیطرف سے دو طرح سے وارد ہوتی ہی اول بطریق تحریم شرعی کے کہ اُسکے کرنے مین ضرر دینی ہوتا ہی اور اُسکا کرنا خدا سے دور ڈالتا ہی دوسرے اسطرح پر کہ اُسکی کرنے مین مضرت دنیوی ہوتی ہی اُس سے بچانے کیواسطے نہی کی ہو جیسا کہ یہ ولا تسأموا ان تکتبوہ صغیرا او کبیرا الی اجلہ یعنی کاہلی نکرو اُسکے لکھنے سی چھوٹا ہو یا بڑا اُسکے وعدہ تک اور مثالین اسکی اور بھی ہین پس پہلے طریق مین خلاف اُس نہی کا کرنا موجب گناہ کا ہوتا ہی اور کرنیوالے کو حاجت توبہ اور استغفار کی ہوتی ہے اور نہی دوسری مین ان چیزون کے کرنیسے کچھ لازم نہین آتا ہے بلکہ ترک اولی اور خلاف مصلحت کا لازم ہوتا ہی اور علما نے اس مین اختلاف کیا ہی کہ یہ نہی کونسے قبیل سے تھی ایک گروہ اُسکی طرف گیا ہی کہ دوسرے قبیل سے تھی لیکن صحیح یہ ہے کہ پہلی قسم سے تھی اسواسطے کہ لا تقربا دلالت کرتا ہی اوپر منع نزدیک ہونے اس درخت کے سی اور کھانا تو بڑی چیز ہے اور اسقدر تاکید اُسکے بچنے مین نہین ہوتی ہے جو کہ واسطے احتیاط مضرت دنیوی کے ہو اور اسیواسطے یہ صیغہ محرمات شدیدہ مین مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ لا تقربوا الزنا اور لا تقربوا مال الیتیم اور لا تقربوهن حتی یطهرن اور لفظ فتکونا من الظلمین کا بھی موید اس کا ہی اور نکالنا بہشت سے اس گناہ کے سبب سے اور گریہ اور زاری حضرت آدم علیہ السلام کی خوف اُسکے سے اور تلقین توبہ کی اور لفظ فتاب علیہ اور ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین کا سب دلیلین ترجیح اسی قول کی ہین چھٹے یہ کہ جب کھانا درخت ممنوع کا موافق قول صحیح کے معصیت ہوا پس حضرت آدم علیہ السلام سے گناہ کا ہونا لازم آیا اور یہ خلاف قاعدہ عصمت انبیا کے ہے بعضے مفسرون نے جواب اس شبہہ کا ایسا کہا ہی کہ یہ گناہ اون سے نبوت سے پہلے ہوا تھا اسواسطے کہ مرتبہ نبوت کا بعد اُترنے کے زمین مین حاصل ہوا لیکن یہ جواب قوی نہین اس واسطے کہ مرتبہ نبوت کا اُنکو بمجرد پیدایش کے حاصل تھا اور دلیل اسکی تعلیم کرنا اسما کا بلا واسطہ اور حکم کرنا فرشتون کو واسطے سجدہ اُنکے کے اور سجدہ کرنا تمام فرشتون کا واسطے غیر نبی کے بہت بعید ہے

تفسیر خلیلی
آدمی کی خلقت مین فساد کا مادہ بھی ہے تو دریافت کیا کہ ایسی فسادی اور خونریز خلقت کو نائب بنانے مین کیا مصلحت ہے اگر اُسے عبادت مطلوب ہے تو ہم لوگ تیری پاکی بیان کرنے کو موجود ہی ہین اور ہم لوگون سے کسی قسم کے فساد وغیرہ کی بھی امید نہین ہے اسپر جناب باری تعالے نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اسکی مصلحت خوب معلوم ہے تم نہین

اور طبرانی اور ابو الشیخ اور ابن ابی شیبہ نے ابوذر سے روایت کی ہے کہ قلت یا رسول اللہ
أرأیت آدم کان نبیا قال نعم کان نبیا رسولا کلمه الله قبلا قال له یا آدم اسکن انت وزوجك الجنة
یعنی کہا مینے خبر دو کیا آدم تھے نبی فرمایا ہان تھے نبی اور رسول اللہ نے اُنسے کلام کیا اور کہا
واسطے اُسکے کہ اے آدم رہ تو اور بیبی تیری بہشت مین اور بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت
حسن بصری رض سے روایت کی ہے کہ قال موسی رب کیف یستطیع آدم ان یؤدی شکر ما صنعته
خلقته بیدك ونفخت فیه من روحك واسکنته جنتك وامرت الملئکة فسجدوا له فقال
یا موسی علم ان ذلك منی فحمدنی علیه فکان ذلك شکرا لما صنعت الیه
یعنی کہا موسی نے اے رب میرے کسطرح طاقت رکھے آدم کہ ادا کرے شکر اُس چیز کا کہ کیا تو نے
ساتھ اُسکے پیدا کیا تو نے اُسکو ساتھ ہاتھ اپنے کے اور پھونکی تو نے اُسمین روح اپنی اور رکھا تو نے
اُسکو اپنی بہشت مین اور حکم کیا تو نے فرشتون کو پس سجدہ کیا اُنھون نے اُسکو پس فرمایا اللہ نے
اے موسی جانا آدم نے کہ یہ سب باتین میری طرف سے ہین پس حمد کی اُسنے میری پس یہی ہے شکر اُس
چیز کا کہ کی مینے ساتھ اُسکے اور اسیواسطے اکثر محققین اس طرف گئے ہین کہ صادر ہونا اس گناہ کا
حضرت آدم سے بطریق زلت کے تھا اور معنی زلت کے یہ ہین کہ کوئی شخص امر مباح کا یا بندگی کا
ارادہ کرے اور بسبب غفلت اور بے احتیاطی کے اُس امر مباح یا مستحب مین اُس سے خلاف
شرع کوئی امر ظہور مین آوے پس صورت اس عمل کی صورت گناہ کی ہے اور حقیقت مین طاعت یا مباح ہے حضرت
آدم علیہ السلام کو بسبب قسم کھانے ابلیس کے اور تقریر دلفریب اُسکی کے ایسا معلوم ہوا کہ مجکو
اس درخت کے کھانے سے واسطے خلافت زمین کے منع فرمایا ہے اور اگر اس درخت سے کچھ
کھا لونگا تو اور بڑا مرتبہ خلافت زمین کی سے زیادہ مجکو حاصل ہوگا اس واسطے جرأت اُسکے کھانے کی
پر کی اور جسوقت لباس اور زیور بہشت کا اُنسے چھن گیا تب جانا کہ یہ سمجھ میری خطا پر تھی اور کھانا
درخت ممنوع سے سبب ناراضمندی خدا تعالی کا ہوا اسواسطے توبہ و استغفار مین کوشش کی اور
یہی ہے شان کاملون کی کہ تھوڑے گناہ کو بہت جانتے ہین اور اوپر ترک اولی یا بے احتیاطی کی
جزع اور فزع کرتے ہین ساتوین یہ کہ سورہ اعراف مین مذکور ہے کہ شیطان نے جس وقت حضرت
آدم کے سجدے سے انکار کیا بہشت سے اُسکو فورا نکالدیا تھا اور حضرت آدم بہشت مین رہتے تھے پس شیطان نے کیونکر حضرت

آدم کے دل مین وسوسہ ڈال دیا اور درخت ممنوع کے کھانے پر دلیر کیا جواب اسکا یہ ہے کہ بیشتر تفسیر آیت مین گذرا کہ بسبب طاؤس اور سانپ کے اُس لعین نے سر انجام اس کام کا کیا اور اہل اسرار نے بیچ تخصیص ان دو جانوروں کے کہ شیطان نے انہین دونون کے واسطے سے کسواسطے یہ کام کیا اسکی یہ وجہ لکھی ہے کہ شیطان ہر چند سعی اور کوشش کرے کہ آدمی کو نیکی کے رستے سے دور ڈالے اور گمراہی کے راستے مین چلاوے مگر یہ مطلب ہرگز حاصل نہین ہوتا ہے جب تک قوت شہویہ اور قوۃ غضبیہ اسکی اپنے قابو مین نہین کر لیتا ہے اسواسطے کہ یہ دونو قوتین آدمی کے نفس پر غالب ہین اور طاؤس مظہر قوت شہویہ کا ہے اور سانپ مظہر قوت غضبیہ کا جیسا کہ شیطان مظہر قوت وہمیہ کا ہے اور اکثر تسلط شہوتونکا خارج بدن سے ہے اور تسلط غضب کا داخل بدن سے پس صورت وسوسہ شیطان نے اس طرح سے ظہور کیا کہ طاؤس کو باہر سے بھیجا اور سانپ کو وسیلہ بہشت کی دیوار پر آنے کا کیا تاکہ اشارہ ہو طرف اثبات کے کہ قوت غضبیہ ساتھ مکان روح اور دل کے زیادہ تر نزدیک ہے بہ نسبت قوۃ شہویہ کے آٹھوین یہ کہ اھبطوا صیغہ جمع کا ہے اور بہشت مین سواے حضرت آدمؑ اور حوا کے دوسرا قابل نکالنے کے نتھا بس چاہئے تھا کہ اھبطا یعنی صیغہ تثنیہ کا فرماتے جواب اسکا یہ ہے کہ اس جگہہ خطاب تمام نوع آدمیون کیواسطے تھا اور یہ دونو اصل اس نوع کی تھے پس بیچ خطاب ان دونو کے صیغہ جمع کا لائے تاکہ دلالت کرے اوپر اثبات کے کہ منظور نکالنا تمام نوع تمہاری کا ہے اور بعضے مفسرین نے کہا ہے کہ ابلیس اور سانپ اور طاؤس بھی اس خطاب مین شریک ہین نوین یہ کہ اس قصہ مین عجیب عبرت ہے اور بڑی نصیحت ہے بنی آدم کیواسطے بیچ پرہیز کرنے گناہون کے جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے **بیت** یا ناظرا یرنوا بعینی راقد + ومشاہدا للامر غیر مشاہد + تصل الذنوب الی الذنوب وترتجی + درک الجنان ونیل اجر العابد + انسیت ان اللہ اخرج آدما + منہا الی الدنیا بذنب واحد خلاصہ ان شعرون کا یہ ہے کہ اے شخص آنکھین تیری غفلت کی نیندین بھری ہوئی ہین اور جو شے لائق دیکھنے کے نہین اسکو دیکھتا ہے تو اور گناہونکو گناہون کے ساتھ ملاتا چلا جاتا ہے اور پھر امید رکھتا ہے کہ درجے بہشت کے مجکو ملین اور ثواب عبادت کرنیوالون کا حاصل ہو آیا بھول گیا تو کہ اللہ تعالے نے نکال دیا آدم کو بہشت سے طرف دنیا کے بسبب ایک گناہ کے دسوین یہ کہ ایک بار قلنا اھبطوا فرمایا اور مطلب اس سے خارج کرنا بہشت سے تھا اور وہ معلوم ہوا دوسری بار ذکر کرنے کی کیا حاجت تھی کہ

قلنا اهبطوا منها جميعا ارشاد ہوا جواب اسکا یہ ہی کہ پہلی بار یہ حکم واسطے نکالنے کے بہشت سے تھا اور
دوسری بار واسطے مقیم ہونیکے زمین مین اور قطع کرلنے توقع شتابی رجوع کرنیکی طرف بہشت کی
تاکہ بسبب قبول ہونے توبہ کے یہ آرزو نکرین کہ پھر بہشت مین آجاوین اور اس جگہہ کی نعمتون
سے لذت اٹھاوین گیارہوین یہ کہ اما حرف شک کا ہے اور نون تاکید ثقیلہ کہ یاتینکم مین موجود
ہے دلالت اوپر متیقن کے کرتا ہے جمع کرنا درمیان شک و یقین کے کس طرح ہوسکے جواب
اس کا یہ ہی کہ آنا ہدایت کا اللہ کی طرف سے کہ یقینی ہے بہ نسبت سننے والون کے مشکوک تھا اس
واسطے حرف شک کا لائے پس گویا حرف شک اوپر مجموع اتیان متیقن کے داخل ہوا یعنے اگر نزدیک تمہارے تحقق
ہوا آنا ہدایت کا میری طرف سے اور اس صورت مین کوئی اشکال لازم نہین آتا ہی اسواسطے کہ متعلق
شک کا اتیان متحقق ہی اور متعلق تیقن کا اتیان محض پس مورد شک و تیقن کا جدا جدا ہوا اور بعضے
مفسرین نے کہا ہے کہ آنا ہدایت کا اللہ کے نزدیک متیقن ہی اور سننے والونکے نزدیک مشکوک تھا اور
قاعدہ علم معانی کا ہی کہ اسباب مین جزم اور عدم جزم سامع کا بھی معتبر ہی پس تاکید فعل کی ساتھ نون ثقیلہ
کے اس جہت سے ہی کہ وقوع فعل کا بیچ علم متکلم اور ارادہ اسکے کے یقینی ہی اور لانا ان کا کہ حرف شک کا ہی
اس جہت سے ہی کہ وقوع فعل کا نزدیک سامع کے مشکوک ہی پس شک باعتبار سامع کے ہوا اور یقین
باعتبار متکلم کے اور جمع ہونا شک اور یقین کا ایک شخص کی نسبت سے محال ہی نہ بہ نسبت دو شخصونکے
بارہوین یہ کہ حقیقت توبہ کی تین چیز سے مرکب ہی اول علم اور دوسرے حال اور تیسرے عمل اب
علم پس جاننا ضرر گناہ کا ہی اور اسبات کا کہ یہ گناہ درمیان بندہ اور درمیان رحمت الٰہی کے حجاب واقع
ہوا اور جبکہ یہ بات ذہن نشین ہوئی پس اسکے دل مین طپش اور بیقراری بسبب فوت ہونے محبوب کے
پہونچتی ہی اور تاسف اوپر اس کام کے آتا ہی جس کے باعث سے یہ چیز اسکو حاصل نہوئی اور یہ تاسف ایک حال
ہی دل کے احوالات سے کہ اسکو ندامت کہتے ہین اور اس حالت کا تعلق ساتھ تینون زمانون کے ہی تعلق
اسکا ساتھ زمانہ ماضی کے اسطرح ہے کہ تلافی مافات کی کیجاوے اور کفارہ اور قضا ادا کرے اگر قابل
کفارہ اور قضا کے ہو اور تعلق اسکا زمانہ حال کے ساتھ اس طرح ہے کہ ترک کیا جاوے اس فعل کو
فی الفور اور تعلق اسکا ساتھ زمانہ آیندہ کے اس طرح ہے کہ پختہ ارادہ کرلے اسبات کا کہ یہ کام ہرگز پھر
نکرون پس مجموع ان امور کا آدمی کو حاصل نہین ہوتا ہے مگر ساتھ توفیق خدا تعالیٰ کے اور مہربانی

اسکی کے لئے اسی واسطے لفظ حصر کا فرمایا کہ انہ ھو التواب الرحیم یعنی تحقیق وہی ہے بہت قبول کرنیوالا توبہ کا مہربان اور معنی تاکید کے تواب مین یہ ہین کہ آدمی کی طبیعت باربار قبول کرنے عذر کے سے رکتی ہے بخلاف خداے تعالی کے کہ ہر وقت دروازہ توبہ کا اُس کی جناب مین کھلا ہوا ہے اور کبھی آدمی کثرت گناہگارون کی سے عاجز ہو جاتا ہے اور جواب دیتا ہی بخلاف جناب باری کے کہ جسقدر گنہگار زیادہ ہون جوش رحمت اسکی کا زیادہ تر ہوتا ہے حضرت ذی النون مصری سے پوچھا کہ حقیقت توبہ کی کیا ہے کہا توبہ چھہ چیزون سے مرکب ہے اول ندامت اوپر گناہون گذرے ہوؤن کے دوسرے ارادہ محکم کرنا کہ زمانہ آیندہ مین اس گناہ کو نہین کرنے کا تیسرے ادا کرنا ہر فرض کا جو فوت ہوا چوتھے ادا کرنے حقوق مخلوقات کے خواہ حقوق مالی ہون یا حقوق جانی یا حقوق ناموسی پانچوین گلا دینا اُس گوشت اور خون کا جو مال حرام سے پیدا ہوا چھٹے چکھانا اپنے تئین تلخی بندگیون کی جیساکہ حلاوت گناہ کی چکھائی تھی تیرہوین یہ کہ معنی خوف کے ایک الم ہے کہ نفس آدمی کو مکروہ بات کی توقع سے حاصل ہوتا ہی یعنی آدمی کے ذہن مین بیٹھ جاتا ہی کہ فلانی سختی مجکو پہنچے گی اور معنی حزن کے ایک الم ہی کہ نفس آدمی کو بسبب گم کرنے مرغوب شے کے یا فوت ہونے کسی مطلب کے لاحق ہوتا ہی اور اس آیت مین نفی خوف کی مقدم اوپر نفی حزن کے فرمائی اسواسطے کہ معنی نفی خوف کے سلامت رہنا تمام آفتون سے ہی اور معنی نفی حزن کے پہنچنا ساتھ مرادون کے اور دور ہونا آفتون کا مراد کے حاصل ہونے سے پہلے چاہیے اور اوپر اس تقدیر کے یہ شبہہ دل مین آتا ہی کہ بمجرد اتباع ہدایت کے خوف اور حزن بالکل کیونکر جاتا رہے اسواسطے کہ باوجود اتباع ہدایت کے ابھی تک خوف باقی ہی کہ شاید تقدیر کی تحریر غالب آوے اور سعادت اسکی ساتھ شقاوت کے بدل جاوے جبتک کہ مشکل گھاٹیون سے کہ موت اور قبر اور اُٹھنا بعد مرنے کے اور کھڑا ہونا موقف کا اور ظاہر ہونا اعمال نامون کا اور قائم ہونا میزان کا اور جب تک پل صراط پر سے سلامتی سے نگذرے اطمینان اور امن حاصل ہونا محال ہی اور اسیواسطے ہول روز قیامت کا کافرون اور فاسقون اور مسلمانون کو بلکہ انبیا اور مرسلین کو بھی ہوگا اور دلیل اسکی قول اللہ تعالی کا ہی کہ یوم ترونھا تذھل کل مرضعة عما ارضعت و تضع کل ذات حمل حملھا و تری الناس سکاری وما ھم بسکاری ولکن عذاب اللہ شدید یعنی جسدن اُسکو دیکھوگے بھول جاویگی ہر

دودھ پلانیوالی اپنی پلائی کو اور ڈال دیگی ہر پیٹ والی اپنا پیٹ اور دیکھے تو لوگونپر نشا اور
نہین ہین وہ نشہ مین پر عذاب اللہ کا سخت ہے فکیف تتقون ان کفرتم یوما یجعل الولدان
شیبا یعنی پھر کیونکر بچوگے اگر منکر ہو گئے اُسدن جو کر ڈالے لڑکونکو بوڑھا یعنی اتنا بڑا دن ہوگا
کہ لڑکے بوڑھے ہو جاوینگے اگرچہ وہان جیسے ہین ویسے ہی رہینگے یوم یجمع اللہ الرسل فیقول
ماذا اجبتم یعنی جسدن اللہ جمع کریگا رسولونکو پھر کہیگا تم کو کیا جواب ملا فلنسئلن الذین ارسل
الیھم ولنسئلن المرسلین یعنی پس البتہ پوچھینگے ہم اُن سے جنکے پاس رسول بھیجے تھے
اور البتہ پوچھینگے رسولون سے بلکہ اکثر علمانے لکھا ہے کہ اہل بہشت کو بعد داخل ہونے بہشت
کے بھی خوف جلال الٰہی اور عظمت اُسکی کا باقی رہیگا جواب اس کا یہ ہے کہ خوف اور حزن
آخرت مین نہوگا اور اتباع ہدایت کا دم واپسین تک موجب بشارت اجمالی کا ہوتا ہے اس
طرح پر کہ ہر معاملہ مین آسانی اونکے ساتھ کیجاویگی اور اپنے مطلبون اور مرادون کو پہنچینگے جیساکہ
دوسری آیت مین مذکور ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ
ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون یعنی تحقیق جنہون نے کہا رب ہمارا
اللہ ہے پھر اسی پر ٹھیرے رہے اونپر اُترتے ہین فرشتے کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشی سنو اس
بہشت کی جسکا تمکو وعدہ تھا اور لاحق ہونا خوف عام کا آخرت مین واسطے دہشت سختیون قیامت
کے ہوگا اور قیامت کی دہشت ایسی ہوگی کہ سبب اُسکے جو کہ بشارت اجمالی حاصل ہوئی تھی
وہ بھی فراموش ہو جائیگی لیکن ہرگاہ کہ وہ خوف سریع الزوال ہے گویا کہ خوف نہین ہے لا یحزنھم
الفزع الاکبر وتتلقٰھم الملائکۃ ھذا یومکم الذی کنتم توعدون یعنی نہ غم ہوگا انکو اس بڑی
گھبراہٹ مین اور لینے آوینگے اُنکو فرشتے آج دن تمھارا ہے جسکا تم سے وعدہ تھا اور دہشت
جلال الٰہی کے تئین خوف نکہنا چاہئے اور نہ وہ موجب غم اور اندوہ کا ہے پس باقی رہنا دہشت
جلال الٰہی کا بہشت کے اندر منافی نفی خوف کے نہین اور کیا اچھا ہے وہ کہ کہا گیا نظم بلبلے
برگ گلے خوشرنگ در منقار داشت :: واندران برگ ونوا خوش نالہای زار داشت :: گفتمش در
عین وصل این نالہ و فریاد چیست :: گفت مارا جلوہ معشوق براین کار داشت :: اور اسیواسطے
اہل تدقیق نے کہا ہے کہ خوف کو جسوقت ساتھ لفظ علی کے استعمال کرتے ہین بمعنی الم اور ضرر کے آتھین

رعایت کئے جاتے ہین اور جو لوگ کہ اتباع ہدایت کا کرتے ہین اُنکو اس قسم کا خوف نہو گا اگر
اُنکو خوف ہو وہ بھی اُنکے نفع کیواسطے ہو کہ اُس خوف سے ترقی درجون کی اور زیادہ ہونا ثواب
اُنکے کا ہے ولمن خاف مقام ربہ جنتان اور اسی واسطے لاخوف لھم ارشاد نکیا بلکہ لاخوف
علیھم فرمایا اور ایسے ہی خوف جلال آلہی کا بھی اس خوف مین داخل نکرنا
چاہیے کہ خوف جلال آلہی کا باعث ضرر اور تعب کا نہین جیسا کہ خوف باپ اور اُستاد اور پیر کا کہ باقتضاء طبع
برانگیختہ کرنیوالا اوپر ادب کے ہے اور بنا اُسکی اوپر توقع ضرر یا فوت ہونے کسی منفعت کے نہین اور
مناسب اس مقام کے ہے جو کہ شیخ ابوالحسن اشعری علیہ الرحمۃ نے ایک قاعدہ کلیہ مقرر کیا ہے
اور وہ یہ کہ تمام چیزون مین خواہ سعادت خواہ شقاوت خواہ ایمان خواہ کفر خواہ ہدایت خواہ ضلالت
اعتبار خاتمہ پر کیا ہے پس کافر اللہ کے نزدیک وہ ہے کہ موت اُسکی کفر پر ہو اور مومن وہ ہے کہ جو
ساتھ ایمان کے اس جہان سے جاوے پس تابع ہدایت کا اس آیت مین وہی ہے کہ ختم اُسکا اوپر
ہدایت کے ہوا نہ وہ شخص کہ بالفعل اُسنے راہ نیک اختیار کی اور خاتمہ اُسکا مستور ہے چودھوین یہ کہ
متعلقات اس قصہ کی موافق حدیثون کے کئی چیزین ہین منجملہ اُنکے یہ ہے کہ اول حضرت حوا نے
فریب شیطان کا کھایا اور بعد اسکے اُنکے مشورہ سے حضرت آدم نے اس خطا کو اختیار کیا جیسا کہ
حاکم اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قال اللہ لآدم ما حملک علی
ان اکلت من الشجرۃ التی نھیتک عنھا قال یارب زینتہ لی حواء قال فرنت حواء عند
ذلک فقیل لھا علیک الرنۃ وعلی بناتک یعنی کہا اللہ نے آدم سے کیا شئے باعث ہوئی اوپر اس بات
کے کہ کھایا تو نے اس درخت سے کہ منع کیا تھا مینے تجکو اُسکے کھانے سے کہا اے رب رغبت
دلائی اُسکی مجکو حوا نے کہا پس چیخ ماری اسوقت حوا نے پس کہا گیا واسطے اُسکے اوپر تیرے
رہیگا چیخنا اور اوپر لڑکیون تیری کے اور دارقطنی نے کتاب الافراد مین حضرت امیر المومنین
عمر بن الخطاب رض سے روایت کی ہے عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ بعث جبرئیل
الی حواء حین دمیت فنادت ربھا جاء منی دم لا اعرفہ فناداھا لادمینک وذریتک
ولاجعلنہ لک کفارۃ وطھورا یعنی روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ کہا انحضور
نے تحقیق اللہ تعالی نے بھیجا جبرئیل کو طرف حوا کے جسوقت خون آیا اُسکو پس پکارا اُس نے

السموات والارض واعلم ما تبدون وما کنتم تکتمون

رب اپنے کو کہ آیا مجکو خون نہین پہچانتی ہون مین اُسکو پس پکارا اللہ نے اسکو البتہ خون جاری کرونگا تیرا اور اولاد تیری کا اور البتہ مقرر کرونگا مین واسطے تیرے کفارہ اور پاک کرنا گناہون سے اور صحاح ستہ مین ساتھہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ لولا بنوا سرائیل لم یخنز اللحم ولولا حواء لم تخن انثی زوجھا الدھر یعنی اگر نہوتے بنی اسرائیل نہ سڑتا گوشت اور اگر نہوتی حوا نہ خیانت کرتی کوئی عورت خاوند اپنے کی تمام وقت اور بیہقی نے دلائل النبوۃ مین اور خطیب نے بیچ تاریخ کے ساتھہ روایت ابن عمر رضی کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فضلت علی آدم بخصلتین کان شیطانی مسلما وشیطانہ کافرا وازواجی عونا لی علی دینی وزوجہ عونا لہ علی خطیئتہ ٭ یعنی فضیلت دیا گیا مین اوپر آدم کے ساتھہ دو فضیلتون کے ہوگیا شیطان میرا مسلمان اور شیطان اُسکا کافر رہا اور عورتین میری مددگار میری رہین اوپر دین میرے کے اور عورت اُسکی مددگار ہوئی اوپر خطا اُسکی کے اور منجملہ اُنکے یہ بھی ہے کہ جگہہ اُترنے حضرت آدم کی موافق اکثر روایتون کے زمین ہے ملک ہندمین سے کہ اسکو دجنا کہتے ہین اور حاکم اور بیہقی ساتھہ روایت ابن عباس کے لائے ہین کہ حضرت امیر المومنین مرتضے علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کچھہ جانتے ہو تم کہ زمین ہند کی خوشبوناک اور زمینون سے کسواسطے ہے اور قسم قسم کی خوشبوئین جیسا کہ عود اور جوز اور قرنفل خاص اسی زمین کے ساتھہ کیون ہین وجہہ اُسکی یہ ہے کہ جب حضرت آدم ع اس زمین مین اُترے بہشت کے درختونکے پتے انکے بدن پر تھے ہوا نے اُن پتون کو منتشر کردیا جس درخت پر کہ کوئی پتا اُن پتون مین سے پہنچا اور اُس درخت سے چمٹ گیا خوشبو اُس مین پیدا ہوگئی اور حضرت حوا موافق اکثر روایتون کے جدہ مین گرین اور ابلیس بیچ جنگل بیسان کے کہ کئی کوس بصرہ سے ہے اور سانپ اُس جگہہ کہ اصفہان بالفعل آباد ہے جب حضرت آدم کو واسطے توبہ کے حج خانہ کعبہ کا فرمایا اور وہ حج سے فارغ ہوے تو حضرت حوا کے ساتھہ ملاقات ہوئی اور توالد اور تناسل جاری ہوا اور انھین مین سے یہ ہے کہ جب حضرت آدم ع کو بہشت سے زمین پر بھیجا تو تیس قسم کے میوے جنت کے ہمراہ اُنکے کردیئے کہ وہ زمین مین تھے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اھبط آدم بثلثین صنفا من فاکھۃ الجنۃ منھا ما یوکل داخلہ وخارجہ ومنھا ما یوکل

حاشیہ: تخصیص حضرت کی ... فرمایا ... حرمت ... سے ... بیان ... بعض ... زمین ... خوشبو ... پیدا ہوا ... چھپ ... علم ... فضیلت ... زیادہ ...

داخلہ و بطیخ خارجہ و منہا ما یؤکل خارجہ و یطرح داخلہ یعنی اُتارے گئے آدم ساتھ تیس قسمون کے میوؤن جنت کے سے بعضے اُن مین سے وہ تھے کہ کھایا جاتا ہی اندر اُنکا اور باہر اُنکا بھی اور بعضے اُنمین سے وہ ہین کہ کھایا جاتا ہی اندر اونکا اور پھینکا جاتا ہی باہر اُن کا اور بعضے اُنمین سے وہ ہین کہ کھایا جاتا ہی باہر اونکا اور پھینکا جاتا ہی اندر اُنکا اور بعضی روایتون مین تعین بھی اُن میوؤن کی آئی ہے کہ عجوہ اور ترنج اور موز اُن مین سے تھا اور بھی ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی سے اور ابن عساکر نے تاریخ اپنی مین ساتھ سند صحیح کے سلمان فارسی سے روایت کی ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُدم اہبط بالھند و معہ السندان والکلبتان والمطرقۃ اہبطت حوا بجدۃ یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آدم اُتارے گئے ہند مین اور ہمراہ اُنکے تین اوزار لوہار کے تھے یعنی اہرن اور جس سے لوہے کو پکڑتے ہین اور ہتوڑا اور اُتاری گئی حوا بیچ جدہ کے اور ساتھ روایت ابن جریج کے وارد ہوا ہے کہ حجر اسود بھی ہمراہ حضرت آدم کے بہشت سے آیا ہی اور عصا موسی علیہ السلام کا بھی ہمراہ اُنکے بہشت سے آیا اور وہ عصا آس کے درخت کا تھا کہ یہ بھی بہشت کے درختون مین سے تھا طول اُسکا دس گز کا تھا موافق قد حضرت موسی علیہ السلام کے اور جب حضرت موسی علیہ السلام نے حج خانہ کعبہ کا ادا کیا حجر اسود کو اوپر پہاڑ ابو قبیس کے رکھا اور وہ پتھر اندھیری راتون مین چاند کی مانند چمکتا تھا جہان تک شعاع اُسکی پڑی حد حرم کی مقرر ہو گئی اور طبرانی اور ابو نعیم اور ابن عساکر ساتھ روایت ابو ہریرہ رض کے لائے ہین کہ جبکہ حضرت آدم بہشت سے نکل کر زمین پر پڑے تو کمال وحشت اُنکو تھی حضرت جبرئیل نے آکر آواز بلند سے آذان کہی جبکہ اس کلمہ پر پہنچے کہ اشہد ان محمد رسول اللہ حضرت آدم کو بسبب سننے اس نام کے اُنس اور اطمینان حاصل ہوا اور وحشت دُور ہوئی اور اُنھین مین سے یہ ہی کہ ابن حاتم نے روایت کی ہی کہ حضرت آدم نے وقت اُترنیکے دنیا مین بہشت سے دونو ہاتھ اوپر دونو زانوا اپنی کے رکھے تھے اور سر اپنا درمیان دونو زانون کے رکھکر شرمندونکی مانند گردن نیچے ڈالی تھی اور ابلیس نے اپنے دونو ہاتھون کی انگلیونکو پنجہ بنا کر اُن دونو کو اپنی کوکھ پر رکھا تھا اور سر اپنا آسمان کی طرف بلند کر کے بشکل حیرت زدون کے کہ متکبر ہوتے ہین نیچے اُترا تھا اور ابن ابی شیبہ نے بیچ مصنف اپنے کے حمید بن ہلال سے روایت کی ہی کہ ہاتھ اپنا تہی گاہ پر رکھنا نماز مین اسی سبب سے مکروہ ہی کہ ابلیس بیچ وقت زمین کے آنیکے

اسی شکل پر آیا تھا اور ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کی ہی کہ جب حضرت آدم بہشت سے نکلے تو
ہمراہ انکے تخم طرح طرح کے مُوئے لیکن حضرت آدم بعد اترنے کے اُن تخمون کو بسبب غم اور الم گناہ
کے اور توبہ کے فکر مین بھول گئے کہ کون کون سے درخت کے تھے ابلیس نے اُسوقت مین فرصت پاکر
ہاتھ اپنا اُن تخمون پر پہنچایا جس تخم کو ہاتھ اُسکا لگا بے منفعت ہوگیا اور سمیت پیدا ہوگئی اور جو اُسکے ہاتھ
سے محفوظ رہا منفعت اُسکی برقرار رہی اور اُنھین مین سے یہ ہے کہ حضرت آدم کو بہشت مین کبھی حاجت
براز کی نہوئی تھی جب زمین پر آئے اول اول میوہ بہی کا کھایا اور اُنکو حاجت پاخانہ کی شکم مین معلوم
ہوئی نہایت حیران ہوے بائین دائین دوڑتے تھے اور یہ نہین جانتے تھے کہ کیونکر یہ حاجت دفع
ہووے جبرئیل آئے اور اُنکو طریق قضا حاجت کا تعلیم کیا جب آپنے براز مین بدبو سونگھی گریہ اور زاری
اُنپر غالب ہوئی ستر دن اسی غم مین روتے کذا رواہ ابن ابی الدنیا فی کتاب البکاء عن
امیر المؤمنین علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ واخرج ابن عساکر من طریق جعفر بن
محمد عن ابیہ عن جدہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لما خلق الدنیا لم یخلق
فیہا ذھبا ولا فضۃ فلما اھبط آدم وحواء انزل معہما ذھبا وفضۃ فسلکہ ینابیع فی
الارض منفعۃ لاولادھما من بعدھما یعنی جیسا کہ روایت کیا ہے اِسکو ابن ابی الدنیا نے
بیچ کتاب بکا کے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اور نکالا ہے ابن عساکر نے طریق
جعفر بن محمد سے کہ روایت کی اُس نے باپ اپنے سے اور باپ اُس کے نے دادے اُس کے سے
کہ کہا اُس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالی نے ہرگاہ پیدا کیا دنیا کو نہی
پیدا کیا تھا اُس مین سونا اور نہ چاندی پس ہرگاہ کہ اُتارے گئے آدم اور حوا اُتارا ساتھ اُنکے سونا چاندی
پس جاری کئے اِسکے چشمے زمین مین واسطے اولاد ان دونوکے کہ بعد اُنکے ہونگے اور دیلمی نے مسند
فردوس مین ساتھ روایت انس بن مالک رضی کے آنحضرت سے نقل کی ہے کہ اول من حاک آدم
یعنی پہلے پہلے کام بُننے کا حضرت آدم نے شروع کیا اور حاکم نے ابن عباس رض سے روایت کی
ہے اور ابن عساکر نے بھی کہ کان آدم حراثا یعنی حضرت آدم مشغول ساتھ کھیتی کے تھے اور معاش
اپنی اسی پیشے سے حاصل کرتے تھے اور حضرت نوح علی نبینا و علیہ السلام بڑہئی تھے اور حضرت
ادریس علیہ السلام درزی اور حضرت ہود اور حضرت صالح دونو تجارت کرتے تھے اور حضرت

ابراہیم بھی زراعت کرتے تھے اور حضرت شعیب علیہ السلام صاحب مواشی کے تھے اور اولاد
مواشی کی سے اور دودھ سے اور پشم انکی سے معاش اپنی کرتے تھے اور حضرت لوطؑ بھی زراعت
کرتے تھے اور حضرت موسیٰ نے خدمت بکریاں چرائین اور حضرت داؤدؑ زرہ بنایا کرتے تھے
اور حضرت سلیمان علیہ السلام خواص تھے اور خواص وہ ہے کہ درخت کے پتون سے کوئی چیز
بنے مثل زنبیل اور بوریے اور پنکھے کے اور باوجود اسکے کہ انکو بادشاہت تمام زمین کی تھی
سوا کسب ہاتھ اپنے کے نہین کھاتے تھے اور ہر مہینے مین نو دن روزہ رکھتے تھے تین روز اول
چاند کے اور تین روز درمیان سے اور تین اخیر چاند کے اور باوجود اس زہد کے انکے تئین قوت
بشری اس مرتبہ کی تھی کہ سات سو کنیزک اور تین سو عورتین منکوحہ انکے گھر مین تھین اور حضرت
عیسےٰ سیاحی کرتے تھے اور کسی طرح کا پیشہ نہین کرتے تھے اور کسی چیز کو نقد و جنس سے کل کیواسطے ذخیرہ نکرتے تھے اور
کہتے تھے کہ جسنے کھانا چاشت کا مجکو کھلایا ہے وہی کھانا شام کا بھی کھلائیگا اور جو کھانا شام کا کھلاتا ہے کھانا چاشت
کا بھی کھلاویگا اور باوجود اس تمام سیر اور سفر کے تمام رات جاگتے اور دن کو روزہ رکھتے اور حضرت محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کا پیشہ جہاد کا تھا حق تعالیٰ نے آخر عمر مین رزق انکا نیچے سایہ نیزہ انکے کے کیا
تھا اور ان سب مین سے یہ ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام مقبول التوبہ ہوے حضرت جبرئیل
علیہ السلام آئے اور پکارا کہ اے جانورو زمین کے حق تعالے نے تمہارے اوپر خلیفہ کو بھیجا ہے
پس اطاعت اور فرمانبرداری اس کی کرو جانورون دریا کے نے سر اپنا اٹھایا اور اطاعت و
فرمانبرداری ظاہر کی اور جانور جنگل کے تمام گرداگرد حضرت آدمؑ کے آکر کھڑے ہوے حضرت
آدم علیہ السلام ہر ہر جانور کو آگے اپنے بلاتے تھے اور اوپر سر اور پیٹھ اس کی کے ہاتھ پھیرتے
تھے جو جانور جنگل کا پاس حضرت آدم علیہ السلام کے آیا اور ہاتھ انکا اس جانور پر پہنچا اہلی
اور خانگی ہوا کہ معاش اس کی آدمیون مین ہے جیسا کہ گھوڑا اور اونٹ اور بیل اور بکری
اور کتا اور بلی اور جس کسی نے اپنے تئین کھینچا ہوا رکھا اور پاس حضرت آدم علیہ السلام
کے نہ آیا اور برکت ہاتھ انکے کی نپائی وحشی رہا کہ بنی آدم سے نفرت کرتا ہے جیسا نیل گاو
اور گورخر اور ہرن اور سوائے اسکے اور ان مین سے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے
بعد توبہ کے جناب الٰہی مین عرض کی کہ بار خدایا یہ بندہ تیرا کہ ابلیس ہے درمیان میرے

تفہیم حقانی
آدم کو سجدہ نہ کیا یہ بھاری گناہ ہوا بلکہ پہلی اسی کام و دوسرے ہوا اللہ تعالیٰ سے اسکو کفر و ضلالت ہاتھ آیا پیدا کیا تھا گو وہ ظاہر مین عبادت کرتا تھا مگر اصل بد تھی آخر پلٹ کر اصلی کو اپنی پہنچ گیا اور خدا کا ایک ہی حکم نہ ماننے سے کافر ہو گیا ہر کام مین اعتبار خاتمہ کا ہے خدا ہم مسلمانوں کے ہر کام کو خاتمہ بخیر کرے

اور اُس کے عداوت مستحکم ہوئی اگر تو اعانت میری اور اولاد میری کی نکرے تو ہمکو قدرت مقابلہ اُسکے کی نہوگی حق تعالی نے فرمایا کہ جو شخص اولاد تیری مین سے پیدا ہوگا اُسکے ساتھہ ایک فرشتہ اپنے فرشتون مین سے مقرر کرینگے تا اُس کو وسوسہ اس دشمن کے سے منع کرے حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ بارخدایا اس سے بھی زیادہ اعانت چاہتا ہون مین حق تعالی نے فرمایا کہ دروازہ توبہ کا واسطے اولاد تیری کے کھلا ہوا رکھین گے جب تک کہ روح بدن مین ہے توبہ مقبول ہے حضرت آدم علیہ السلام نے کہا اب مجکو کفایت ہوئی جب ابلیس نے یہ معاملہ معلوم کیا ساتھہ کمال تضرع اور زاری کے جناب الٰہی مین عرض کی کہ بارخدایا اس بندہ اپنے کی کہ دشمن میرا ہے اسقدر اعانت کی اب کس طرح مجکو قدرت اُس کے بہکانے پر ہوگی میری بھی مدد فرما حق تعالی نے فرمایا کہ ہمراہ ہر ایک شخص کے اُسکی اولاد مین سے تیرا بھی ایک فرزند پیدا ہوگا کہ تمام عمر اُسکے گمراہ کرنے مین مصروف رہیگا ابلیس نے عرض کی کہ بارخدایا اس سے بھی زیادہ مدد اپنی چاہتا ہون حق تعالی نے فرمایا کہ تجکو اور اولاد تیری کو ایسی قدرت دی کہ خون کی جگہہ رگ اور پوست بنی آدم مین چلین اور سینہ اور دلون اُنکے مین اپنا گھر بنالیوین ابلیس نے عرض کی کہ اس سے بھی زیادہ اعانت چاہتا ہون حق تعالی نے فرمایا کہ تجکو قدرت دی کہ اوپر ہر شخص کے بنی آدم سے تمام فوج اور لشکر اپنا خواہ سوار خواہ پیادہ جمع کرے تو اور ہر طرف سے اوپر اُسکے ہجوم کرے اور بیچ مالون اور اولاد اُنکی کے شریک ہووے تو کذا رواہ ابن ابی الدنیا فی مکائد الشیطان وابن المنذر عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ یعنی جیسا کہ روایت کیا اسکو ابن ابی الدنیا نے بیچ مکائد الشیطان کے اور ابن المنذر نے روایت کیا جابر بن عبداللہؓ سے اور انھین مین سے یہ ہے کہ امام احمد اور بیہقی نے سلمان فارسیؓ سے اور ابن عساکر نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت آدمؑ کو بعد توبہ کے وحی ہوئی کہ چار باتون کو یاد رکھہ اور ہر ایک کو اپنی اولاد مین سے پہنچا ایک اُن چار مین سے حق میرا ذمہ تیرے ہے اور دوسرا حق تیرا جو ذمہ میرے ہے اور تیسرا معاملہ کہ درمیان میرے اور درمیان تیرے ہے اور چوتھا معاملہ کہ درمیان تیرے اور درمیان خلق کے ہے اسپر حق میرا ذمہ تیرے پس یہ ہے کہ میری عبادت کرے اور ساتھہ میرے کسی شے کو شریک نکرے

اور جو کہ حق تیرا میرے ذمہ ہے پس وہ یہ ہے کہ تیرے عملوں کی جزا تمام و کمال تجکو پہنچا دون اور کسی طرح کا ظلم اور نقصان اس جزا مین نکرون اور جو معاملہ کہ درمیان میرے اور تیرے جاری ہے پس وہ یہ ہے کہ تیری طرف سے سوال اور دعا اور میری طرف سے قبولیت اور عطا اور جو معاملہ کہ درمیان تیرے اور درمیان خلق کے ہے پس وہ یہ ہے کہ جو چیز اپنے اوپر پسند کرے تو دوسرونکے اوپر بھی مت پسند کر اور جو چیز چاہے تو کہ آدمی میرے ساتھ کرین تو بھی ویسا ہی آدمیونکے ساتھ کر اور انھین مین سے یہ ہے کہ خطیب اور ابن عساکر نے انس بن مالک سے مرفوعا روایت کی ہے کہ حضرت آدم نے آخر عمر مین جبکہ اولاد اور اولاد کی اولاد انکی کی چالیس ہزار کو نوبت پہنچی خاموشی اختیار کی اور قلت کلام کو التزام کیا اسواسطے تمام اولاد انکی پاس جمع ہوئی اور عرض کی کہ اے باپ ہمارے تمہارے تئین کیا ہے کہ ہمارے ساتھ کلام نہین کرتے ہو اگر ہم سے بہ نسبت تمہارے کچھ تقصیر اور گناہ صادر ہوا ہو تو اسکی اطلاع کر دو تاکہ ہم توبہ اس سے کرین حضرت آدم نے اسوقت مین کلام کیا اور کہا کہ اے بیٹو میرے حق تعالی نے مجکو بسبب شامت گناہ میرے کے بہشت سے نکالکر زمین پر ڈالا اور تمام عمر میری اسی تپ و تاب مین گذری کہ ساتھ کسی حیلہ کے اپنے تئین پھر اسی مکان مین پہنچاؤن اسوقت مجکو وحی آئی کہ اقل الکلام حتی ترجع الی جواری یعنی باتین کم کر تاکہ پھر طرف ہمسائگی میری کے پہنچے تو اور ابن صلاح نے بیچ امالی اپنی کے محمد بن نصیر سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم ع نے جناب الہی مین عرض کی کہ بار خدایا مین چاہتا ہون کہ تمام دم عمر میری کے تیری حمد اور تسبیح مین گذرین لیکن تو نے کھیتی اور حرفت مین ایسا مشغول کیا کہ اس سے فرصت نہین پس مجکو ایسی چیز تعلیم کر کہ تسبیح اور حمد تمام خلق کی اسمین جمع ہو حق تعالی نے وحی بھیجی کہ وقت صبح اور شام کے ان کلمونکو تین بار کہہ الحمد للہ رب العالمین حمدا یوافی نعمہ ویکافی مزیدہ کہ اسواسطے کہ یہ کلمے شامل سب قسم کی حمد اور تسبیح کو ہین اور ابو الشیخ نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے تمام عمر میٹھا پانی پیا زمین کا پانی ہرگز نہ پیا اور ابن ابی شیبہ نے کعب احبار سے روایت کی ہے کہ اول روپیہ اور اشرفی حضرت آدم نے بنایا تھا اور سونے اور چاندی کو چیزون کی قیمت مین رواج دیا اور ابن سعد اور حاکم اور دوسرے محدثین نے ابی بن کعب سے اور انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب وفات حضرت آدم کی نزدیک

تنبیہ عقلی

(۴) اور فرمایا ہے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اُس نے کفر کیا (دیکھ) خدا کی نافرمانی ایسی بری چیز ہے کہ شیطان ... مزہ ... عمر ساری عبادت کر ایک ہی نافرمانی نے اُسکو ایسا گرایا کہ پھر اٹھ نہ سکا بھلا اُن بندوں کا کیا حال ہوگا کہ جنکی نیکیاں تھوڑی ہیں ہزار نیکیوں کے مقابلہ میں ایک اور گناہ اُس

پہنچی اسوقت خواہش بہشت کے میوے کھانے کی غالب ہوئی خود بسبب ضعف اور نہونے قوت
کے حرکت نہین کر سکتے تھے بیٹون اپنون کو کہا کہ جاؤ تم اور میرے واسطے خدا سے میوے بہشت
کے مانگو اور اسوقت مین آدمیون کی عادت یہ تھی کہ جو مطلب خدا سے مانگتے تھے کعبہ معظمہ کی
زمین پر آتے تھے اور وہان دعا کرتے تھے حاجت روا ہو جاتی تھی حضرت آدم کے بیٹے اس قصد
پر نکلے حضرت جبرئیل اور اور فرشتے انسے مل گئے اور مطلب دریافت کیا انھون نے حضرت آدم
کی فرمایش کا حال بیان کیا فرشتون نے کہا کہ ہمراہ ہمارے پھر آؤ کہ ہم خود بخود مطلب تمھارا لائے
ہین جب پاس حضرت آدم علیہ السلام کے پہنچے حضرت حوا اسوقت کے فرشتون کو دیکھ کر ڈرین اور حضرت
آدم کے پاس کو ہونے لگین حضرت آدم نے انکو ترش روئی سے کہا کہ اسوقت مین مجھ سے دور ہو
کہ جو کچھ مجکو پہنچا تیرے سبب سے پہنچا میرے درمیان مین اور درمیان بھیجے ہوئے پروردگار میرے کے حائل
مت ہو فرشتون نے حضرت آدم علیہ السلام کی روح قبض کی اور کہا کہ اے بیٹو آدم کے دیکھو تم
کہ ہم ساتھ باپ تمھارے کے کیا کرتے ہین ویسے ہی تم بھی اپنے مردون کے ساتھ کرتے رہو حضرت
جبرئیل خوشبو مرکب بہشت کی خوشبوؤن سے مانند ارگجہ کے اور کفن بہشت کے کپڑون سے اور بیر کے
پتے بہشت کی بیریون مین سے لائے اور حضرت آدم علیہ السلام کو غسل دیا اور کفن پہنایا اور حنوط
ملا اور بعد اسکے انکو اٹھا کر کعبہ مین لیگئے اور اوپر انکے نماز پڑھی اور متصل مسجد خیف کے دفن کیا اور
دارقطنی نے بیچ سنن اپنی کے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ صلی جبرئیل علی آدم و
کبر علیہ اربعا صلی جبرئیل بالملائکۃ یومئذ فی مسجد الخیف واخذہ من قبل القبلۃ ولحد لہ وسنم
قبرہ یعنی حضرت جبرئیل نے اوپر جنازہ حضرت آدم علیہ السلام کے امام ہو کر نماز پڑھی اور چار تکبیرین
کہین اسدن بیچ مسجد خیف کے اور بدن انکا قبلہ کیطرف سے قبر مین لائے اور قبر انکی بغلی کی اور بعد دفن
کرنیکے قبر انکی کو ڈھلوان کوہان اونٹ کی شکل پر بنایا اور ابن عباس نے ابی بن کعب سے مرفوعا
روایت کی ہے کہ واسطے حضرت آدم علیہ السلام کے قبر بغلی بنائی اور باعتبار عدد طاق کے انکو غسل
دیا اور ابن عساکر عطار خراسانی سے لایا ہے کہ حضرت حوا علیہا السلام نے سات روز تک اوپر حضرت آدم کے
ماتم رکھا اور گریہ اور زاری کرتی تھین اور ابو الشیخ اور ابن عدی اور ابن عساکر نے جابر بن عبد اللہ
سے روایت کی ہے کہ کوئی آدمی اہل بہشت سے نہو گا مگر کہ اسکو اسی جگہ اوسکے نام کیساتھ

بلا دین گے مگر حضرت آدم علیہ السلام کہ اُنکو اُنکی کنیت سے اُس جگہہ بلا دین گے اور کہین گے
کہ ابا محمد اور کسی بہشتی کے منہ پر داڑھی اور موچھین نہونگی مگر حضرت ہارون علیہ السلام کہ اُن کی
داڑھی لمبی ناف تک ہوگی اور بیہقی نے دلایل النبوۃ مین حضرت امیر المومنین مرتضے علی کرم
اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل الجنۃ لیست کنی لہم الا
آدم فانہ یکنی ابا محمد تعظیما وتوقیرا یعنی کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اہل جنت کے واسطے
کنیتین نہونگی مگر آدم پس تحقیق اُنکی کنیت ابو محمد ہوگی واسطے تعظیم اور توقیر کے اور ابو الشیخ نے اسی
مضمون کو بکر بن عبد اللہ مزنی سے روایت کیا ہے اور ابن عساکر غالب بن عبد اللہ عقیلی سے لائے
ہین کہ کنیت آدم کی ابو البشر ہے دنیا مین اور ابو محمد ہے جنت مین اور ابو الشیخ سے خالد بن معدان
نے روایت کی ہے کہ اترنا حضرت آدم علیہ السلام کا ہند مین تھا اور بعد مرنے کے اُنکو اُٹھا کر خانہ کعبہ
کے پاس لائے تھے اور ڈیڑھ سو آدمی اُن کی اولاد مین سے نوبت بنوبت اُٹھانیکی خدمت مین
مقرر تھے اور ابو الشیخ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ قبر حضرت آدم علیہ السلام کی منا مین ہے بیچ مقام
مسجد خیف کے اور قبر حضرت حوا علیہا السلام کی جدہ مین ہے اور اُنھین مین سے یہ ہے کہ جب حضرت آدم
کو فرمایا کہ فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون تو ابلیس نے جناب آلہی
مین عرض کی کہ بار خدایا آدم کو وعدہ کرامت کا فرمایا تو نے اور واسطے اولاد اُسکی کے کتاب اور رسول
اور علم اور جگہہ رہنے آنیکی اور کھانا اور پینا اور شراب اور آواز خوش عنایت فرمائی تو نے مجکو
فرما کہ ان چیزون مین سے کیا دیا تو نے حق تعالی نے فرمایا کہ کتاب تیری وشم ہے یعنی نیلا کرنا بدنکا
ساتھ سوئی کے اور قرآن تیرا شعر ہے اور رسول تیرے کاہن اور برہمن اور شاعر ہیں اور رمل خوان اور علم
تیرا سحر ہے اور کھانا تیرا ہر مردار کہ اُسکے ذبح کرنیکے وقت نام خدا کا نہ لیا گیا ہو اور پینا تیرا جو چیز کہ مست
کرنیوالی ہو جیسا کہ پانی بھنگ کا اور پانی پوست کا اور شراب اور مانند اسکے اور جگہہ رہنے تیری کی
حمام ہے اور باتین تیری جھوٹے قصے اور موذن تیرا مزامیر اور بربط اور مسجد تیری بازار ہے اور آواز
تیری آواز گھنٹے کی اور جال شکار تیرے کا عورتین ہین ابلیس نے کہا کہ اے رب میرے یہ سب باتیں
کافی شافی ہین اپنی معاش مین مجکو اور منجملہ اُن چیزون کے یہ ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام
قرب آلہی سے دور ہوئے اُنکو بسبب اسکے کمال وحشت حاصل ہوئی حق سبحانہ تعالی نے اُنکو حکم

تفسیر [illegible]

وقلنا یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ ... اور کہا ہم نے اے آدم تم اور تمھاری بی بی (حوا) جنت مین رہو اور جہان چاہو با فراغت کھاؤ اور اس درخت کے قریب بھی نہ جانا نہین تو گنہگار ہو جاؤ گے ف خدا نے اُس درخت کا نام نہین بتایا نہ کسی صحیح حدیث مین آیا ہے واللہ اعلم بالصواب [illegible] کھانے پینے کی چیزون کو

فرمایا کہ جس جگہہ اب کعبہ ہے ایک گھر تیار کرو مانند بیت المعمور کے کہ آسمان مین کعبہ فرشتونکا ہے اورگرد اُسکے طواف کرو جیساکہ فرشتے گرد بیت المعمور کے طواف کرتے ہین حضرت آدم علیہ السلام جیساکہ فرشتونکو انھون نے طواف کرتے ہوے دیکھا تھا اُسی طرح طواف خانہ کعبہ کا کرتے تھے اور نماز اُسکی طرف پڑہتے تھے جیساکہ فرشتے بیت المعمور کی طرف پڑہتے تھے روایت کیا اُسکو طبرانی نے عبداللہ بن عمرؓ سے اور بیہقی نے شعب الایمان مین ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت آدمؑ نے ہندوستان کی زمین سے چالیس حج پیادہ پا کئے ہین اور منجملہ اُن چیزونکے یہ ہے کہ صحیح بخاری اور مسلم اور باقی صحاح ستہ مین اصل اس قصہ کا مذکور ہے اور بیہقی نے اسماء صفات مین اور واحدی نے کتاب الشریعۃ مین اور ابو داؤد نے ایسا ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے کہا ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الٰہی مین عرض کی کہ بارخدایا حضرت آدم سے میری ملاقات کروا دے تاکہ اُن سے دریافت کرون کہ اُنھون نے ہمکو اور اپنے تئین بہشت سے کسواسطے نکلوایا اور محنت اور بلاؤن مین دنیا کے اندر پھنسایا حقتعالیٰ نے انکو اُن سے ملوا دیا حضرت موسیٰؑ نے بطور اعتراض کے حضرت آدمؑ سے کہا کہ تم وہی آدم ہو کہ حق تعالیٰ نے روح خاص اپنی تمھارے اندر ڈالی اور ہر چیزونکے نام تمکو سکھلا دئے اور فرشتون سے تمکو سجدہ کرادیا اور بہشت اپنی مین تمھاری سکونت مقرر کی حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ ہان مین وہی آدم ہون حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ پس کیا سبب ہوا کہ بہشت سے تم نکلے اور ہمکو بھی نکالا اور زمین پر پڑے حضرت آدمؑ نے جب یہ اعتراض سنا اُسنے فرمایا تو کون ہے انھون نے کہا کہ مین موسیٰ ہون حضرت آدمؑ نے کہا وہی موسیٰ ہے کہ خدا کیساتھہ تونے باتین کین ہین اور تجکو پیغمبر برگزیدہ اپنا کیا ہے اور رتبہ مناجات کا تجکو عطا کیا اور توریت عنایت کی حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ ہان مین وہی موسیٰ ہون حضرت آدمؑ نے کہا پس سچ کہہ کہ توریت میری پیدایش سے کتنی مدت پہلے لکھی گئی تھی حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ دو ہزار برس پہلے تم سے لکھی گئی تھی پھر حضرت آدمؑ نے کہا کہ آیا توریت مین یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ وعصیٰ آدم ربہٗ یا نہین یعنی نافرمانی کی آدم نے رب اپنے کی حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ البتہ موجود ہے حضرت آدمؑ نے کہا پس کسواسطے مجکو ملامت کرتا ہے اوپر اس امر کے کہ میری پیدایش سے دو ہزار برس پہلے اُسکو لکھدیا اور مقدر کردیا آنحضرتؐ نے بعد نقل کرنے اس قصہ کے فرمایا کہ حضرت آدمؑ

حضرت موسی پر غالب ہوئے اور حضرت موسی خاموش ہوئے اور اس قصہ مین عوام لوگونکو ایک بڑا
اعتراض ہاتھ لگا کہ اگر ایسی گفتگو صحیح ہو لازم آتا ہی کہ ہر شخص بدکار جو اُسکو نصیحت کرے ایسی ہی باتین
کرنے لگے اور اپنے نصیحت کرنیوالے کو خاموش کر دے اور باب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
کا بالکل مسدود ہو جاوے اسواسطے کہ وہ بدکار کہنے لگے کہ نیکی اور بدی پہلے سے ہی ہماری تقدیر
مین لکھی گئی اور جو تقدیر مین ہو چکا اُسکا کرنا ہمکو خواہ مخواہ پڑیگا بلکہ تقدیر مین وہی چیز لکھی گئی ہی
جو ہم کرینگے خواہ اختیار سے خواہ بغیر اختیار کے اور جواب اس اعتراض کا یہ ہی کہ حضرت موسیٰ کی
غرض یہ نتھی کہ بسبب اُس تقصیر کے حضرت آدمؑ کے اوپر انکار کیا ہو اسواسطے کہ انکار گناہ کا وقت
تکلیف کے ہوتا ہی اور حضرت آدمؑ اُسوقت مکلف نتھے اسواسطے کہ بعد مرنیکے آدمی مکلف نہین رہتا
ہے اور گنہگار اسوقت لائق سرزنش کے ہوتا ہی کہ قصد جرأت گناہ کے اوپر کرے یا راضی گناہ پر ہو
اور حضرت آدمؑ سے یہ گناہ اپنے ارادہ اور رضامندی سے صادر نہوا تھا بلکہ اتفاقا سرزد ہو گیا بلکہ
غرض حضرت موسی علیہ السلام کی سوال کرنے سے یہ تھی کہ تم سے یہ گناہ کس سبب سے صادر ہوا تھا پس
حضرت آدم علیہ السلام نے تقدیر کے حوالے کر دیا اور طریقہ شریعت کا یہی ہی کہ جو شخص اپنے گناہ سے
توبہ کر چکے سرزنش اور طعن اسکو نکرنا چاہیے اسواسطے کہ وہ خود نادم اپنے گناہ پر ہی لائق سرزنش
اور طعن کے وہی گنہگار ہی کہ اپنے گناہ پر نادم نہو اور پھر ارادہ گناہ کرنے کا رکھے اگر قدرت پاوے
اور ایک عارف کی زبانی سنا گیا کہ لغزش انبیاؤن کی اگرچہ ظاہر مین گناہ کی شکل مین ہوتی ہی
لیکن اُسکے اندر بھید اور حکمتین ہوتی ہین پس طعن کرنا اُس شخص کا کام ہی جو بیخبر ہو اور اسرار
اور حکمتون سے واقف نہو اور حضرت موسیؑ ایسے شخص نتھے کہ ناواقف ہون اسیواسطے حضرت
آدمؑ نے حضرت موسیؑ کی بہت سی تعریف کر کے الزام دیا اَفتلومنی علی امر قد قدر علی قبل ان اخلق
یعنے ایا پس ملامت کرتا ہی تو مجکو اوپر ایسی شے کے کہ مقدر ہو چکی پہلے پیدایش میری سے پس حاصل کلام
حضرت آدمؑ کا یہ ہی کہ حضرت موسیؑ سے کہا کہ تم سے باوجود اسکے کہ عارف کامل ہو یہ بات بعید ہی
کہ اُس لغزش میری مین کہ سراسر حکمت ہی میری طرف نسبت کرو اور حکیم کی حکمتون سے جو اُسکے اندر اُسنے رکھدی تھین غافل
ہو جاؤ اور اسباب کو جانو تم کہ اسواسطے اُسنے مجکو پیدا کیا کہ خلافت زمین کی مجکو عنایت کرے اور احکام تکلیفیہ میری اولاد پر
جاری ہون اگر وہ گناہ مجھسے سرزد نہوتا یہ کارخانہ کسطرح سے ہوتا اور کیا اچھا کہنے والے نے کہا ہی بیت کار پاکان را قیاس از خود مگیر

ترجمہ خلاصہ
مگر نہ جاؤ اس درخت کے قریب بھی نہ پھٹکنا نہیں تو ظالم ہی ہو جاؤگے کیونکہ غلام پر مالک کا حق یہ ہی کہ غلام سب باتون مین اُسکی فرمانبرداری کرے سو جب تم مالک کی نافرمانی کروگے تو مالک کی حق تلفی ہوگی اور یہی حق تلفی ظلم ہے (ف) فازلہما الشیطان عنہا فاخرجہما مما کانا فیہ پھر پھسلا دیا انکو شیطان نے

گرچہ ماندز نوشتن شیر و شیرہ اور حضرت موسیٰ کے اس قسم کے اعتراض بہت ہین کہ اپنے کمال کی راہ سے کئے تھے اور کچھ نقصان
کی بات اُنکے حق مین نہ تھی منجملہ اُن کے حضرت خضر کے قصہ مین تین باتون کا اتفاق پڑا تھا چنانچہ
وہ حکایتین سورہ کہف کے آخر مین مذکور ہین واللہ اعلم اور جبکہ ان باتون سے فراغت ہوئے
یعنی اثبات نبوت کا بسبب عاجز ہونے کفار کے بنانے مثل قرآن کے سے پھر یاد دلانا حال ابلیس کا کہ
باوجود ثابت ہونے خلافت حضرت آدم کے نص صریح سے اور عاجز ہونے تمام فرشتون کے روبرو حضرت
آدم کے بیان کرنے نام چیزونکے سے فرمانبرداری اُسنے قبول نکی اور انکار اور تکبر کیا پھر یاد دلانا اُس عہد کا
کہ حضرت آدم اور اولاد اُنکی سے بعد قبول ہونے توبہ اُنکی کے زمین مین لیا تھا بعد اسکے یہ بھی ضرور
ہوا کہ بنی اسرائیل کو وہ عہد بھی یاد دلانے چاہئین کہ اُنکے باپ دادون نے خدا سے کئے تھے اور کئی
کئی وجہ سے ضرورت ہی اول یہ کہ بنی اسرائیل تمام آدمیون سے ممتاز تھے نبیون کے پہچاننے مین کہ یہ
لوگ نبیونکی علامتین خوب جانتے تھے بسبب اسکے کہ حضرت یعقوبؑ سے حضرت عیسیٰؑ تک چار ہزار پیغمبر ان
مین ہوئے تھے جنمین سے بعضے پیغمبر بادشاہونکی صورت مین گذرے ہین جیسے کہ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ
اور بعضے عالمون اور مشائخون کی صورت مین جیسیکہ حضرت ذکریاؑ اور حضرت یحییٰؑ اور بعضے وزیرون اور
مشیرون ملک کی صورت مین جیسیکہ حضرت شموئیلؑ اور بعضے زاہدون اور راہبون کی صورت مین جیسے کہ
حضرت یونسؑ پس ان باتون سے اُنکو چاہیئے کہ نبوت کو منحصر ایک وضع اور ایک شکل مین نہ سمجھین بلکہ یہ بات
جانین کہ انبیا کئی وضع پر ہوتے ہین اور پیغمبر آخر الزمان پر بھی نبی برحق سمجھکر ایمان لاوین اور فرمانبردار ہون
تاکہ اُنکے ایمان لانے سے اور لوگ بھی کہ جنکو شناخت پیغمبرونکی نہین ہی اس نبی پر ایمان لاوین اور برحق
سمجھین اور سوا اسکے اُنکے پاس کتب الٰہی موجود ہین اور سوا اسکے اور دلیلین بھی ہین کہ اُنسے برحق ہونا
اس نبی کا معلوم ہوتا ہی اور جسوقت کہ مدعی اور مدعا علیہ محکمہ مین حاضر ہون اور نوبت اداے شہادت کی
پہنچے تو گواہون کے ذمہ گواہی دینی فرض ہوتی ہے پس فرقہ بنی اسرائیل تمام آدمیونکے درمیان سی
ایسے ہین جیسیکہ دفتر کے متصدی ہوتے ہین کہ ہر شخص کی خدمت اور عہدہ اور صحت اور سقم اُسکے سے واقف
ہوتے ہین اور اُنکی بات معتبر ہوتی ہی اور گواہی مقبول ہوتی ہی اگر ایسے لوگ حاجت کے وقت حق بات
ظاہر نکرین تو وبال حق تلفی کا اُنکو اور آدمیونسے بھی سرزد ہوا اُنکی گردن پر ثابت ہوتا ہی اور اُنکے سکوت کرنے
سے ناواقفونکو بھی شک پڑتا ہی اور گمان کرتے ہین کہ اگر یہ شخص اپنے دعوے مین سچا ہوتا تو یہ آدمی کہ اُنکو

حال خوب معلوم ہو اسکے سچے ہونیکی گواہی دیتے دوسری وجہ یہ ہے کہ اگرچہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اسوقت
تک بیشمار آدمی ہوے ہین لیکن ہر وقت بعضے اشخاص انمین سے منتخب ہوتے رہے ہین
اول حضرت نوح کیوقت مین کہ تمام آدمی شرک اور بت پرستی مین مبتلا ہو گئے تھے اور اسقدر اعتقاد
باطل انکے محکم ہو گئے تھے کہ قریب ہزار برس کے حضرت نوح انکو سمجھاتے رہے لیکن درستی پر
نہ آئے اللہ تعالی نے سبکو یکقلم محو کر کے خلاصۂ اولاد حضرت نوح کو باقی رکھا اور ان سب سے منتخب کیا
دوسرے حضرت ابرہیم کیوقت مین کہ پرستش ستارونمین تمام آدمی گرفتار تھے اور پابند اسباب کے اسقدر
ہو گئے تھے کہ مسبب حقیقی سے بالکل غافل ہو گئے تھے حضرت ابراہیم کے تابعدارونکو کہ حنفا تھے ممتاز کیا
اور واسطے انکے طریق خاص جیسیکہ ختنہ اور غسل جنابت کا اور اور قسم کی طہارتین بدنی اور حج خانہ کعبہ کا اور
قربانی حیوانات کی اور عقیقہ اولاد کا اور اور رسمین اور عادتین کہ ہر حال مین اللہ کیطرف متوجہ رہین جان مین بھی مال
مین بھی اور اولاد مین بھی مقرر فرمائین پھر حضرت موسی کیوقت مین بنی اسرائیل کو کہ حضرت ابرہیم کی اولاد
مین سے تھے منتخب کیا اور انکو دفتردار اپنا بنایا تاکہ کتابون الہی اور احکام الہی کے محافظ رہین اور وحی
کے فرشتونکی بھی انہین پر آمد ورفت رہی اور پیغمبر بھی اسی گروہ مین سے ہوتے رہے بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے عہد مین یہ عنایت طرف فرقہ قریش کے بنی اسمعیل مین سے کہ یہ بھی حضرت ابراہیم کی اولاد
مین ہین متوجہ ہوئی اور انکو منتخب کیا لیکن انتقال اس منصب کا بنی اسرائیل کو بہت شاق ہوا اور
رگ حسد انکی نے جنبش کی پس لازم ہوا کہ اول بنی اسرائیل کو انکے عیبونپر مطلع کیا جاوے تاکہ انکو بھی
اور اورونکو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ اس گروہ کی استعداد بالکل جاتی رہی اور لایق اس منصب کے
نرہے تاکہ ظاہر بینونکی نظر مین یہ امر بلا وجہ نسمجھا جاوے بلکہ حکمت کی راہ سے جانین تیسری وجہ یہ ہے
کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ مین تشریف رکھتے تھے اکثر مناظرہ اور گفتگو قریش کیساتھ
رہتی تھی اسواسطے کہ اس جگہہ سواے اس گروہ کے اور کوئی نہین رہتا تھا اور جسوقت مدینہ کیطرف
ہجرت فرمائی اکثر صحبت اور گفتگو بنی اسرائیل سے ہوئی اور تمام عرب اسی امر کے منتظر تھے اسواسطے کہ
بنی اسرائیل کو اہل کتاب اور واقف ان امور کے جانتے تھے اور جسوقت بنی اسرائیل اس پیغمبر سے پھر گئے
اور تابعداری قبول نکی اس سبب سے گمان اسبابکا ہوا کہ اور آدمیونکے دل مین شبہ اور شک آجاوے اس شبہہ
کے دفع کرنیکے واسطے بنی اسرائیل کی پہلی پچھلی برائیونکا بیان ہوا تاکہ لوگونکے نزدیک قول و فعل انکے کا

وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ
اور ہمنے کہا یہان سے اترو تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمکو ایک مدت تک زمین مین ٹھہرنا ہے اور کام چلانا ہے
ف دنیا مین [illegible]

اعتبار نسب کے اور یہ لوگ قابل استدلال کے نہین چوتھی وجہ یہ ہی کہ تمام گروہون مین سے
بنی اسرائیل کو بڑا فخر تھا کہ ہم مین سے پیغمبر ہوتے چلے آئے ہین اور جو کوئی فخر بسبب باپ دادون
اپنے کے کرے اُسکو چاہیے کہ اول اپنے نفس کو سنوارے اور برائیان ظاہری اور باطنی اُسکی دور کرے
تاکہ موافق اس قول کے کہ الولد سر لابیہ دلیل صحت نسب اور فخر اُسکے کی پائی جاوے لا محالہ اُسکا مخالف
دعوے اسکے کا ہوگا اور خود اپنی زبان سے الزام کھاویگا اسواسطے پہلے تمام آدمیونکو خطاب فرمایا کہ
یا ایہا الناس اعبدوا اور جو نعمتین کہ عام سبکے واسطے تھین جیسیکہ پیدایش زمین اور آسمان سے لیکر
پیدایش حضرت آدم علیہ السلام تک اور داخل کرنا اُنکا بہشت مین اور خلیفہ کرنا اُنکا زمین مین یاد دلائین بعد
اسکے خاص خطاب بنی اسرائیل کو کیا اور جو نعمتین کہ خاص انکے بزرگونکو عطا کی تھین اور انھون نے
ناشکری کی اور اپنی وضع اور طور بدل ڈالے سب باتین یاد دلائین جیسے کہ فرماتے ہین یا بنی اسرائیل
یعنی اے بیٹو یعقوب کے کہ وہ بیٹا اسحاق کا اور اسحاق بیٹا ابراہیم کا ہی اور اسرائیل نام حضرت یعقوب کا ہی
اور معنی اسرا کے عبرانی زبان مین بندہ کے ہین اور ئیل بمعنی اللہ کے ہی پس معنی اس کلمہ کے عبد اللہ ہوے
اور عبد بن حمید نے ابومجلز سے روایت کی ہی کہ اصل نام انکا کہ حضرت اسحاق نے رکھا تھا یعقوب تھا اسواسطے
کہ حضرت یعقوب اور حضرت عیص ایک حمل سے دونو پیدا ہوے تھے حضرت عیص اول پیدا ہوے اور
حضرت یعقوب پیچھے اسواسطے حضرت اسحاق نے نام انکا یعقوب رکھا کہ عیص کے عقب مین پیدا ہوے اور
معنی یعقوب کے عبرانی زبان مین پیچھے آنے والیکے ہین اور یہی نام انکا باقی رہا کہ قریب جوانی کے پہنچے
ایکدن حضرت اسحاق خلوت خانہ مین تھے اور انکو خلوت خانہ کے دروازہ پر بٹھلا دیا تاکہ کوئی نامحرم خاص
وقت مین اندر نجاوے اور مناجات الٰہی مین تشویش نڈالے دفعۃً ایک فرشتہ مقرب فرشتون مین سے آدمی
کی صورت بنکر حضرت اسحاق کی زیارت کیواسطے آیا اور چاہا کہ خلوت خانہ مین جاوے انھون نے اسکے
ساتھ دست وپائی کی اور آنے ندیا یہانتک کہ حضرت اسحاق اندر سے نکلے اور جب یہ حال دیکھا کہ
فرشتے سے مقابلہ کر رہے ہین اُنھون نے فرشتے سے عذر کیا اس فرشتے نے حضرت یعقوب کو بہت سراہا اور
آفرین کی کہ حق خدمت کا ایسا ہی بجالانا چاہیے اور حضرت اسحاق سے کہا کہ اس فرزند کا تمھارے نام
کیا ہی انھون نے کہا یعقوب فرشتہ نے کہا کہ میری طرف سے نام اس فرزند کا اسرائیل رکھو اسواسطے
کہ ہماری زبان مین اسرا کے معنی برگزیدہ کے ہین اور ئیل بمعنے خدا کے اور یہ فرزند تمھارا مرد خدا کا ہے

کہ ہرگز پاس کسی کا نہین کرتا ہے اوسوقت سے نام انکا اسرائیل مشہور ہوا اور اسیواسطے یہ نام فرشتون
کے نام کے ساتھ ملتا ہی جیسے کہ جبرائیل اور میکائیل اور خطاب کیوقت اس طرح فرمایا کہ یا اولاد یعقوب
تاکہ اشارہ اسکی طرف ہو جاوے کہ اے بنی اسرائیل تم بیٹے اُس مرد خدا کے ہو کہ مقبول خدا کا تھا اور
اپنے باپ کی فرمانبرداری کیواسطے کسی کی پروا نکی اور پاس کسی چیز کا نکیا تم کو بھی چاہیے کہ وافق
الولد سر لابیہ کے خدا کے عہد پورا کرنے مین اور بجالانے حکم اُسکے مین پروا دنیا کے چلے جانیکی نکرو اور
زوال مرتبے اور ریاست کے سے نہ ڈرو اور اگر اس کام مین تم قصور کروگے تو مخالفت طریقہ باپ
اپنے کی کروگے اور صحت نسب اپنے مین خلل ڈالوگے اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت
کی ہے کہ انبیا جو ذکر نمین آتے ہین اور مشہور ہین تمام بنی اسرائیل مین سے ہین مگر دس پیغمبر حضرت
نوح اور حضرت ہود اور حضرت صالح اور حضرت لوط اور حضرت شعیب اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل
اور حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور بھی نقل کی ہے کہ کوئی
پیغمبر ایسا نہین جسکے دو نام قرآن مین آئے ہون مگر حضرت یعقوب اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کہ حضرت
یعقوب کا نام اسرائیل بھی ذکر کیا اور حضرت عیسیٰ کو مسیح بھی کہتے ہین انتہے لیکن یہ تلاش ناقص ہے اسواسطے
کہ حضرت یونس کو ذوالنون بھی فرمایا ہی مگر یہ کہا جاوے کہ ذوالنون علامتون اور لقبون مین سے
ہے نام نہین اور بیان پھیلنے اولاد حضرت یعقوب کا یہ ہے کہ انکے باپ حضرت اسحاق نے حضرت لوط
کی لڑکی سے نکاح کیا تھا اور اُس بی بی سے دو بیٹے ایک حمل سے پیدا ہوئے تھے اور جب وفات
حضرت اسحاق کی قریب پہنچی تو دونو بیٹونکو اپنی مسجد مین سجادہ نشین کیا اور مال اپنا بھی دونوکو آدھا
آدھا دیدیا اور حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت عیص کو بہت چاہتے تھے اور بی بی انکی حضرت یعقوب
کو بہت دوست رکھتی تھی ایکدن حضرت اسحاق نے آخر عمر اپنی مین حضرت عیص کو فرمایا کہ وقت
خاص میرے مین حاضر رہیو اور پکاریو تاکہ واسطے تیرے دعا کرون یہ بات انکی بی بی نے سُنی اور
حضرت یعقوب کو لباس حضرت عیص کا پہنا کر بھیجا اور کہا کہ آواز اپنی عیص کی آواز سے مشابہ کر کے
پکاریو کہ مین حاضر ہون جو وعدہ دعا کا میرے واسطے کیا ہی پورا کر دو اور حضرت اسحاق کو اخیر عمر
مین ضعف بصارت ہو گیا تھا جب کہ حضرت یعقوب اُسی شکل اور لباس مین روبرو حضرت اسحاق
کے گئے تو حضرت اسحاق نے واسطے اون کے دعا کی اور مضمون دعا کا یہ تھا کہ حق تعالے

[illegible] ای قوم کیا تھا کہ بر کیا نسب سب کا ناس ہو گیا جنت سے نکال دئے گئے واسطے بر حال ان لوگون کے جو رات دن نابرابر گناہ کئے جاتے ہین اور کچھ خبر بھی نہین ہوتی دیکھئے انکا کیا انجام ہوتا ہی الٰہی ہم لوگون کے حال زار پر رحم فرما نہین تو گذرے ہین ابا ہم لوگ جنت کی قوم سے شیطان ہمکو دنیا مین قید کر لایا

نبوت تیری اولاد مین جاری رکھے بعد کتنی دیر کے حضرت عیص آئے اور اُنھون نے دعا کروانی چاہی
حضرت اسحاق نے فرمایا کہ اُسوقت خاص مین پیشتر تو آیا تھا اور مینے دعا کردی ہے حضرت عیصؑ نے کہا
مجکو خبر نہین بعد تحقیق کرنیکے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام آکر برکت دعا آپکی کی لیگئے حضرت
اسحاقؑ نے واسطے حضرت عیص علیہ السلام کی دعا دوسری فرمائی کہ حق تعالی تیری نسل سے بادشاہ
کرتا رہیگا اور جب حضرت اسحاق علیہ السلام کی وفات نزدیک پہنچی دونو بیٹون اپنے کو وصیتین فرمائین
لیکن مسجد اور سجادہ حوالہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے کیا اس سبب سے حضرت عیصؑ کو حضرت یعقوبؑ سے
کدورت خاطر کی ہوگئی تھی بعد انتقال حضرت اسحاقؑ کے تمام مال پر حضرت عیصؑ متصرف ہوے
اور آدمیونکا رجوع انہین کی طرف ہوا اور حضرت یعقوبؑ فقیر اور بیمایہ رہے حضرت یعقوبؑ کی ماں نے
جب حال اس وضع پر دیکھا حضرت یعقوب علیہ السلام کو کہا کہ اس جگہہ بود و باش تمھاری مناسب
نہین بھائی میرا کہ نام اُسکا لایان ہے اُسکے پاس جاؤ اُسکے گھر مین کئی لڑکیان ہین اور آدمی مالدار
ہے ایک لڑکی کا نکاح تمھارے ساتھ کردیگا اور تمکو معاش کی طرف سے فراغت حاصل ہوگی جب
حضرت یعقوب علیہ السلام لایان کے یعنی اپنے مامون کے پاس پہنچے وہ انکے آنے سے بہت خوش
ہوا اور حال اُنکی والدہ اور اُنکے بھائی کا دریافت کیا تمام حقیقت اُنھون نے بیان کی لایان
نے کہا کہ بدسلوکی بھائی کی سے اندیشہ مت کر کہ تو فرزند میرا ہے اور تمام امور اپنے گھر کے اُنکے
حوالہ کئے اور بڑی بیٹی اپنی سے شادی اُنکی کردی چار بیٹے اس لڑکی سے پیدا ہوے روبیل
اور شمعون اور لاوی اور یہودا بعد اُسکے وہ لڑکی فوت ہوئی لایان نے اپنی دوسری لڑکی کا
اُنکے ساتھ نکاح کردیا اُسسے بھی دو بیٹے پیدا ہوے اور یہ بھی مرگئین لایان نے تیسری لڑکی کا
انکے ساتھ نکاح کردیا دو بیٹے اور ایک لڑکی اُسسے پیدا ہوئی اور وہ بھی مرگئین لایان نے
چوتھی لڑکی اپنی کہ اُسکا راحیل نام تھا انکے ساتھ اسکا بھی نکاح کردیا اور یہی لڑکی والدہ حضرت
یوسف علیہ السلام اور بنیامین کی تھی اور اسوقت مین عمر حضرت یعقوب علیہ السلام کی چالیس برس کو
پہنچی تھی اور طرف انکے وحی آئی کہ ہمنے تجکو پیغمبر کیا اور کنعان کی طرف جا اور وہان کے آدمیونکو
دین آبا اور اجداد اپنے کا تلقین کر اُنھون نے یہ حقیقت لایان سے کہی لایان سجدہ شکر کا بجا لایا اور کہا
ہر چند کہ جدائی تیری اور جدائی لڑکی کی میرے اوپر بہت شاق ہے لیکن رضامندی خدا کی

مقدم اور پر رضامندی میری کے ہے اب جو کچھ چاہے تو میرے مال مین سے لے حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ مجکو مال کی کچھ حاجت نہین لیکن آل و عیال میرے کو ہمراہ میرے رخصت کر لابان نے لڑکی اپنی کو مع فرزندونکے رخصت کیا اور پانسو بکریان اور پانسو بیل اور پانسو اونٹ اور پانسو گھوڑے اور پانسو خچر اور غلام بہت واسطے خدمت اور نگاہ رکھنے جانورون کے اور نقد اور پوشاک بہت انکو دی جب وہ متوجہ طرف کنعان کے ہوے اور یہ خبر عیص کو پہنچی اول جوش و خروش بہت کیا اور مقابلہ اور لڑائی کیواسطے تیار ہوا آخر صلح کر لی اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے اچھی طرح ملاقات کی اور کمال ادب سے اُسنے درخواست کی کہ حقتعالی نے تمکو بسبب نبوت کے میرے اوپر بزرگی دی ہے واسطے میرے دعا کر کہ نسل میری سے بھی پیغمبر پیدا ہووے حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ تمھاری پشت سے ایوب پیغمبر پیدا ہوگا اور ذوالقرنین بادشاہ نیک بخت کہ مالک مشرق اور مغرب کا ہوگا بعد اسکے حضرت عیص اور حضرت یعقوبؑ آپس مین رخصت ہوے اور حضرت یعقوبؑ نے قصد شہر کنعان کا کیا اور شہر کنعان مین راحیل سے حضرت یوسفؑ اور بنیامین پیدا ہوے اور حضرت یوسفؑ دو برس کے تھے کہ راحیل فوت ہوئی لابان نے یہ ماجرا سنا پانچوین لڑکی اپنی کہ چھوٹی تھی بہت جہیز کیساتھ واسطے اُنکے بھیجی اور حضرت یوسفؑ کو اُسنے پرورش کیا اور تمام فرزند حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے ہین اور ہر ایک بیٹے سے بہت سی نسل چلی اور بنی اسرائیل تمام بارہ قبیلے ہین اور اس خطاب مین اُن سبکو شریک کر کے فرماتے ہین کہ اے اولاد یعقوب کی تقاضا کمال تابعداری آبا اور اجداد اپنی کا یہ ہے کہ کوئی لحظہ یاد میری سے غافل نہو تم جیسا کہ امت مرحومہ مصطفویہ کو فرمایا ہے کہ یا ایھا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا فاذکرونی اذکرکم اور اگر استعداد تمھاری اس حد کو نہ پہنچی کہ ہمیشہ واسطے یاد میری کرو بس اس قدر تو ضرور کرو کہ اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم یعنی یاد کرو تم نعمت میری وہ نعمت کہ انعام کیا مینے تمھارے اوپر اور فائدہ اس قید کا یہ ہے کہ جو نعمتین کہ خاص نہون بلکہ عام ہون کہ انکو اور اورونکو بھی عطا ہوئین ہون زیادہ تر دل مین نہین سماتی ہین اور بسبب شرکت ادنے اور اعلے کی وہ نعمت بیقدر معلوم ہوتی ہے اسواسطے بیچ مقام شکر کے ملاحظہ خاص نعمت کا انکو کروایا اور ہر چند کہ لفظ نعمت کا مفرد ہے لیکن مراد جنس نعمت کی ہے یعنی کوئی نعمت ہو اور تفصیل اس جنس کی اس سورۃ مین اور دوسری سورتون مین مذکور ہوگی منجملہ اُن نعمتون کے نجات پانی فرعونیون کے ہاتھ سے ور منجملہ اُنکے پھاڑنا دریا کا واسطے اُنکے اور پیدا کرنا سایبان ابر کا جنگل مین واسطے اُنکے اور اوتارنا من اور

تفسیر ... بیچ جنگل ... نبی ... تنگی ... جب ... پیدا ... گیہون ... بنی اسرائیل ... شمعون ... تورات ... الیشع ... اسرائیل ... پیغمبر ...

سلوے کا اور جاری کرنا بارہ چشمونکا ایک پتھر سے اور بھیجنا پیغمبرونکا اس فرقہ مین پے در پے اور آتارنا
کتابونکا انکی زبانمین اور انکے خاندان مین اور حمایت انکی ہر وقت دشمنونسے اور خبردار کردینا انکو سبب تقصیرونسے
اور غفلت مین بچھوڑنا پھر بھیجنا آنحضرت کا واسطے ہدایت انکی کے اور یہ نعمتین ان عمدہ نعمتون مین سے ہین کہ خاص
انہین کیواسطے ہین اور کسی فرقے کے تئین بنی آدم مین سے اس قسم کے خوارق عادات کثرت سے اور اس قسم کی
تنبیہین اور نصیحتین اور تعلیمین اللہ کی جناب سے عطا نہین ہوئین پس گویا سب دمیونمین سے اس فرقے
کو امتیاز تمام دیا اور ہر چند کہ اکثر یہ نعمتین اوپر بزرگون اور باپ دادون انکے کی تھین لیکن جو نعمت کہ باپ
دادون کے اوپر ہوتی ہے بیٹون کے حق مین بالاولی ہوتی ہے اسواسطے کہ اگر وہ نعمتین نہوتین تو نسل انکی جاری
نہوتی اور بیٹے پیدا نہوتے اور پھر بھی ہے کہ بیٹونکو بسبب ایسے باپ دادونکے کہ نعمتین عمدہ انکے حق مین اللہ جلشانہ
کی طرف سے عنایت ہوئی ہین بڑا فخر ہوتا ہے اور یہ بھی ہے کہ جسوقت بیٹے یہ جانین کہ ہمارے باپ دادونکو
یہ نعمتین بطفیل بجالانے حکم الٰہی کے اور صبر کرنیکے اوپر سختیونکے اور روگردانی کرنے کفر سے حاصل ہوئی تھین
انکو بھی رغبت ہوگی کہ ہم بھی طریقہ باپ دادونکا اختیار کرین اور یہ امر مقرر ہے کہ ہر ایک بیٹے کی جبلت مین
اتباع طریقہ باپ اپنے کا ہوتا ہے پس یاد کرنا اُن نعمتونکا کہ باپ دادون انکے کو عطا ہوئی تھین انکو بھی
طمع ان نعمتونکی مین ڈالتا ہے اور یہ طمع ظاہر کرنے مخالفت حکم الٰہی کی سے اور توڑنے عہد کے سے منع کریگی اور
اسیواسطے کہا ہے کہ الانسان عبید الاحسان اور بیچ یاد دلانے ان نعمتونکے فائدے دوسرے بھی منظور ہین
ایک فائدہ یہ ہے کہ بیان کرنا پیغمبر علیہ السلام کا ان نعمتون کو دلیل نبوت اُسکے کی ہے کہ بغیر مطالعہ کسی کتاب
کے اور مخالطت اہل کتاب کے ان قصون کو بیان کرتا ہے اور یہ بھی فائدہ ہے کہ جسقدر نعمتین بہت
ہوتی ہین نافرمانی منعم کی سے اور گناہ سے زیادہ تر خوف اور ہیبت ہوتی ہے اور بُرائی مخالفت کی
معلوم ہوتی ہے اور کم درجہ یہ ہے کہ حیا کرنی مخالفت منعم کی سے ہر عاقل کی جبلت مین ہے اور سب
فائدے عمدہ و معادن مدعا کے ہین کہ وہ ثابت کرنا نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اور اصلاح کرنا فرقے
بنی اسرائیل کا ہے اور بھی یہ نعمتین باعث بڑائی اور بزرگی کا ہین جیساکہ بزرگی حضرت آدم کی بسبب
سجدے فرشتون اور سکونت بہشت کے حاصل ہوئی تھی مگر بزرگی حضرت آدم کی ہین بسبب ادنے گناہ
کے کہ سوا ایک درخت ممنوع کا کھالیا تھا خلل آگیا انکی بزرگیونکو بھی اگر ان سے کفران نعمت کا ہوگا
دور ہونیوالی سمجھنا چاہیے اور قطع نظر اس سے کہ یاد کرنا ان نعمتون کا باعث مخالفت چھوڑنیکا ہو سکے

تفسیر حقانی
پھر سیکھ لیے آدم نے اپنے رب سے کئی کلمے پھر متوجہ ہوا اللہ تعالیٰ انکی توبہ قبول فرمائی بیشک اللہ بڑا ہی معاف کرنیوالا اور نہایت ہی مہربان ہے
ف یعنی اس خطا کے بعد جب آدم شرمندہ ہوئے تو خدا نے بھی انکو یہ دعا سکھائی کہ کہو اے ہمارے رب ہمنے اپنی جانون پر بڑا ہی ظلم کیا اگر تو ہمکو نہ بخشیگا اور ہم پر رحم نہ فرمائیگا تو بیشک ہم لوگ بڑے گھاٹے مین

تم سے عہد بھی اوپر ظاہر کرنے حق کے لیا ہی اور جو کوئی کیسے کے ساتھ عہد کر لیتا ہی اگرچہ وہ منعم نہو اور
اُسکی طرف سے نعمت نہ پہنچی ہو پورا کرنا عہد کا ہر فرقہ بنی آدم کے نزدیک واجب ہوتا ہی پس تمکو چاہیے کہ
اگر یاد کرنے ہماری نعمتوں کے سے غافل ہو اس عہد ہمار یکو یاد کرو وَاَوْفُوْا بِعَهْدِیْ یعنی وفا کرو تم عہد
ہمارا کہ تم سے لیا ہمنے اسواسطے کہ وہ عہد ہمارا مضبوطی مین کمتر اُس عہد سے نہین کہ آدم سے بہشت کے
اندر لیا تھا کہ درخت منع کیئے ہوے سے بچیو اور کمتر اُس عہد سے بھی نہین کہ آدم سے بعد قبول کرنے توبہ
کے اور سکونت زمین کے لیا تھا کہ جسوقت ہدایت ہماری طرف سے آوے تابعداری اُس ہدایت کی لازم
جانو اسواسطے کہ اگر تم میرا عہد پورا کروگے اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ یعنی مین بھی پورا کرونگا وہ عہد کہ مینے تمکو دیا ہی کہ خوف
اور غم تم سے دور کرون اور گناہ تمہارے بخشون اور نیکیان تمہاری دوچند کرون اور تکلیفین سخت تم سے
دور کرون اور بہشت کہ مسکن تمہارے باپ کا تھا اور بسبب شامت گناہ کے اُسکے ہاتھ سے نکل گیا تھا
پھر تمہارے نصیب کرون اور تفصیل اس عہد کی کہ جو بنی اسرائیل سے ہوا تھا سورۂ مائدہ مین اس آیۃ کی
اندر ہی وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَیْ عَشَرَ نَقِيْبًا اخیر تک کہ یہ ہی وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اور سورۂ اعراف مین بھی ان آیتو مین ہی کہ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ اس آیت تک کہ الَّذِيْنَ
يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ آخر تک مذکور ہی اور احتمال ہی کہ مراد
اس عہد سے وہی عہد ہی کہ وقت اُترنے حضرت آدم کے لیا ہی کہ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًى یا وہ عہد ہی کہ ہر ایک
نبی پہلے سے لیا ہی کہ تائید اور نصرت پچھلے نبی کی کرے جیسا کہ بیچ سورۂ آل عمران کے مذکور ہی وَاِذْ اَخَذَ
اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ آخر آیۃ تک یا وہ عہد مراد ہی کہ تمام عالمون سے لیا ہی
جیسا کہ بیچ آخر سورۂ آل عمران کے مذکور ہی کہ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ
وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ اسواسطے کہ جو عہد کہ عام سے لیا جاتا ہی خاص کے اوپر بھی لازم ہوتا ہی اور جو عہد کہ پیغمبر سے
لیا جاتا ہی امت کے اوپر بھی لازم ہوتا ہی پس اوپر ذمہ بنی اسرائیل کے چار عہد الٰہی واجب الوفا تھے
اول وہ عہد کہ خاص انہین سے لیا ہی اور ہر چند کہ اس عہد مین یہ ذکر نہین کہ خاص آنحضرت صلعم کے اوپر ایمان
لاوین بلکہ مضمون اُسکا عام اور شامل ہی کہ سب رسولون کے ساتھ ایمان لاوین اور تائید اور تصدیق انکی
کرین اور قائم کرین نماز کو اور ادا کرین زکوۃ کو اور اور انفاقات مالی بجالاوین لیکن مدعا حاصل ہی
اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی رسولون کے زمرہ مین داخل ہین اور نہین عملونکا حکم فرماتے مین

نعمتی علیکم

یعنی یاد کرو ہمارا احسان جب آدم من عصیان کا بہت بڑا گناہ کیا تب اسی پر نظر ڈالی نے بخشا خدا کی عنایت و کرم کا صدقہ کہ باوجود اس غفلت کے بھی توبہ کرو تو سب گناہ بخش دیتا ہی ص

جو طلب پیغمبر کی بجلی عنایت سے دیا پہر سامنا فرمان مرے کا نام ظلم والے پہ اصل فی پر کہ وقت بیست کہ جو وقت آدمی کے [illegible]

پس ایمان ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تقویت اور تائید اُن کی بمقتضاے اس عہد
کے بنی اسرائیل کے ذمہ واجب ہوئی اور مذکور اس عہد کا سورۂ مائدہ کے اول مین ہے دوسرا
عہد کہ خاص واسطے اتباع نبی امی ؐ کے لیا ہے اور مذکور اُسکا سورہ اعراف مین ہے تیسرا وہ عہد کہ
تمام انبیاء سابقین سے واسطے تائید اور تصدیق پچھلے نبیون کے لیا ہے اور ہر گاہ کہ بنی اسرائیل کے
گروہ مین بہت نبی گذرے ہین اور بنی اسرائیل اپنے تئین اُن نبیون کی امت مین گنتے ہین پس
وہ کرات و مرات انکے اوپر لازم الوفا ہوا اور مذکور اس عہد کا بیچ وسط سورۂ آل عمران کے ہے چوتھا عہد
کہ علی العموم آدم کی اولاد سے لیا ہے جیسا کہ اس جگہہ مذکور ہوا یا سب علما سے لیا ہے جیسا کہ آخر سورۂ آل عمران
مین مذکور ہے یہ عہد بھی بنی اسرائیل کے فرقہ پر کہ اپنے تئین حضرت آدم کی اولاد مین سے اور علما کے
گروہ سے گنتے ہین لازم الوفا ہوا پس اس جگہہ بنی اسرائیل سے پورا کرنا ان چارون عہدونکا طلب
کیا گیا اولاً اس تقریب سے کہ وفا کرنا عہد کا تقاضا جبلت انسانی کا ہے اگر اسمین قصور کروگے تو انسانیت
کے دائرہ سے خارج کئے جاؤگے اور ثانیاً اس طرح سے کہ ہم ہر عہد کے مقابلہ مین اپنے بھی عہد دیا ہے اگر تمکو
طمع بیچ پورا کرنے اُن عہدون میرے کے ہو پس طریقہ اسکے حاصل کرنیکا پورا کرنا عہد کا ہے پس گویا ایسا
ارشاد ہوا کہ وفا کرنا عہد کا جوانمردی اور سخن پروری اپنی سے نکرو اور طریقہ اور معاملہ سوداگری کا سمجھ کر وہ
کہ اس طرف سے کچھ دینا اور اُس طرف سے دس گنا لینا ہے اور اگر تمہارے دلمین یہ بات آوے کہ منفعتونکا
حاصل کرنا اگرچہ بہت ہون اسوقت خوب ہوتا ہے کہ خوف ضرر کا نہو اور ہمکو اُن عہدونکے پورا کرنے مین بہت
ضرر معلوم ہوتے ہین ایک ضرر یہ ہے کہ مرتبہ اور ریاست ہماری برہم ہو جاوے اور یہ بھی ضرر ہے کہ نذر اور
نیازین اور فتوح اور تحفے کہ ہم مذہب ہمارے ہمکو دیتے ہین یک قلم موقوف ہو جاوین اور یہ بھی ضرر ہے کہ
اگر توریت اور انجیل کے احکام ہم موقوف کرین معاملہ رشوت ستانی کا کہ ہم کرتے ہین بالکل بند ہو جاوے
اسواسطے کہ درصورت منسوخ ہونے ان دونو کتابون کے کوئی ہم سے ان احکام کو کہ اُن مین مندرج
ہین دریافت نکریگا اور یہ بھی ضرر ہے کہ ناخوشی قوم اور قبیلہ اور اقربا کی ہم سے ہوگی اور جدائی اور
ترک کرنا ناصر اور دیگر رشتہ دارون کی کہ بسبب قومیت کے اور قرابت کے ہے ظہور مین آویگی اور
اسی کی مانند اور ضرر بھی ہین پس ہم بیچ پورا کرنے ان عہدون کے اگرچہ منفعتین ہین ان بڑے نقصانون
سے خوف کرتے ہین اور عاقل کا کام یہی ہے کہ جس چیز مین نفع بھی ہو اور ضرر بھی ہو اُس سے بچے ہم کہتے ہین جیسا کہ

ان عہدونکے پورا کرنے مین تھوڑے تھوڑے ضررونکا اندیشہ کرتی ہو پس چاہیے کہ جو مضرتین نہ پورا کرنے عہدمین ہین کہ وہ ہزار درجہ ان مضرتون سے زیادہ ہین اندیشہ کرو واسطے کہ بیچ صورت بیوفائی کے ہم تم سے ناخوش ہونگے اور ناخوشی ہماری وبال دنیا اور آخرت کا ہی پس ان دونو قسموں کی مضرتون کو آپس مین برابر کرو کہ انکے درمیان مین تفاوت آسمان اور زمین کا ہی بلکہ دنیا کی مضرتون سے نہ ڈرو کہ اس مین میری رضامندی ہو سکتی ہی وَاِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ یعنی ناخوشی میری سے البتہ ڈرو واسطے کہ وہ نعمتین دنیا کی اسکے عوض مین نہین ہو سکتی ہین جیسا کہ کہا ہی بیت لکل شیٔ اذا فارقتہ عوض+ ولیس للہ ان فارقت من عوض اس جگہہ جاننا چاہیے کہ معنی رہبت کے لغت عرب مین ڈرنا ہی تقصیر کرنے سے کسی کے حق ادا کرنے مین اور یہ ڈرنا یا عذاب اسکے سے ہی اور یہ نصیب اہل ظاہر کا ہی یا ڈرنا جلال اسکے سے ہی اور وہ لائق اہل دل کے ہی اور خوف پہلا زائل ہو سکتا ہی اور خوف دوسرا زائل نہین ہو سکتا ہی یعنی خوف جلال اسکے کا ہر وقت موجود رہتا ہی اور اسی واسطے وَاِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ فرمایا یعنی اس کلام مین خوف اپنے جلال کا بیان کیا اور اس طرح نہکہا کہ ومن عقابی فارهبون یعنی اور عذاب میرے سے ڈرو اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ اہل کتاب پہلے سے ساتھ ریاست اور رجوع خلائق کے مالوف تھے اور نذرین اور نیازین اور تحفے آدمیون سے علم اور تعلیم کے حیلہ سے لیتے تھے ترک کرنا اس دین کا ان کے اوپر بہت شاق تھا پس صبر اوپر اس مشقت کے اور متابعت کرنی پیغمبر آخرالزمان کی کہ ان سے وقوع مین آوی سبب زیادتی ثواب کا ہے اللہ کے نزدیک اور اسی واسطے بیچ حق مومنین اہل کتاب کے سورۂ قصص مین ارشاد ہوا کہ اولٰئک یؤتون اجرھم مرتین بما صبروا یعنی یہ لوگ دئیے جاوینگے اجر اپنا دو بار بسبب صبر انکے کے اور صحیحین مین ساتھ روایت ابوموسی اشعری رضی کے آیا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تین شخصون کو ثواب دگنا جناب الٰہی سے عطا ہوگا اول جو کوئی کہ اہل کتاب مین سے اسلام کے ساتھ مشرف ہو دوسرا وہ شخص کہ لونڈی مدخولہ اپنی کو آزاد کر کے پھر اپنے نکاح مین لاوے تیسرا وہ غلام کہ بندگی خدا کی بھی بجالاوے اور اپنے مولی کی خدمت مین بھی قصور نکرے پس فرقہ بنی اسرائیل کو جیسا کہ بیچ تابعداری نبی آخرالزمان کے مشقت بہت کھینچنی پڑیگی ویسی ہی توقع ثواب کی بھی زیادہ رکھنی چاہیے مصرع ہم بقدر عنایت دہم بیشتر عنا مشقت کو نظر مین لانا اور بڑی بڑی منفعتون اور فائدون سے چشم پوشی

کرنا او اخفا کرنا عالی ہمتونکا کام نہین جیسا کہ کہنی والے کہا ہی شعر یھون علینا فی المعالی نفوسنا + و
من خطب الحسناء لم یغلہ المہر + اور اگر تم سے عہد نہ لیتا مین کہ ساتھ اس پیغمبر کے ایمان لاؤ
اور اس کتاب کو سچا جانو پھر بھی تمھارے ذمہ واجب تھا کہ اس کتاب پر ایمان لاتے تم اسواسطے کہ
جو موافق حق کے ہو البتہ حق ہی اور یہ کام عاقل کا نہین کہ جس چیز کو حق جانے اور جو چیز اسکے موافق
ہو اسکا انکار کرے اسواسطے کہ اس صورت مین انکار حق کا لازم آتا ہی پس تم اس پیغمبر کو برحق جانو
وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ یعنی اور ایمان لاؤ تم ساتھ اُس کتاب کے کہ اُتاری مین نے اور تمکو یقینا معلوم ہوا کہ
میری اُتاری ہوئی ہی اسواسطے کہ معجزہ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سراسر ہدایت ہی اسواسطے کہ مُصَدِّقًا
لِّمَا مَعَکُمْ یعنی موافق ہی اُس چیز کے کہ ہمراہ تمھارے ہی یعنی توریت اور انجیل اور زبور اور موافق ہی سا تھ
صحیفون پہلے نبیونکے بیچ اعتقاد ذات اور صفات اور احوال ملائک کے اور نبیونکے قصونمین اور بہشت
اور دوزخ کے ذکر مین اور توحید اور عبادت کے امر مین اور کبائر کی نہی مین اور جس چیز مین اُسکو مخالف
کتابون اپنی کے جانتے ہو یعنی منسوخ ہونا بعض حکمون توریت اور انجیل کا پس اگر تامل کرو یہ بھی دلیل موافقت
کی اور شاہد تصدیق اُسکے کی ہی اسواسطے کہ اس کتاب مین جابجا مذکور ہی کہ دین موسیٰ ع اور دین عیسیٰ ع
کا حق ہی اور احکام توریت اور انجیل کے اپنے وقت مین حق تھے پس ایمان لانا ساتھ قرآن کی تاکید
کرتا ہی ایمان لانے کو ساتھ توریت اور انجیل کے بیچ احکام منسوخہ اُنکے کے اور اُن کتابون مین خوشخبری
اس پیغمبر کے آنیکی اور اسکتاب کے اُترنیکی بھی موجود ہی اور یہ بھی مذکور ہے کہ بسبب آنے اُس پیغمبر کے
اور نازل ہونے اسکتاب کے تکلیفات شاقہ اور احکام بھاری تم سے رفع ہونگے پس اگر یہ پیغمبر اور یہ کتاب
اُن حکمونکو منسوخ نکرے تو وعدہ خلافی اللہ تعالی کی متصور ہوگی پس بسبب نسخ کرنیکے تصدیق اُن کتابون
کی کرتی ہے اور واسطے اسی نکتہ کے صراحۃ اس طرح نفرمایا کہ امنوا بالقرآن وبھذا الکتاب بلکہ
طریق کنایت کا اختیار کیا اسواسطے کہ کنایت مین مبالغہ زیادہ ہوتا ہی صریح سے اور اس کنایت سے علت
وجوب ایمان کی بھی سمجھی جاتی ہی اور اگر تمکو اس قرآن مین اور اس پیغمبر پر ایمان لانے مین باوجود
قائم ہونے دلیل عقلی کے اور تمسک عہد کے کچھ شبہہ باقی ہی تو ایسا نکرو کہ پہلے ہی مرتبہ مین ساتھ انکار اور تکذیب
کے پیش آؤ بلکہ اپنی کتابونکی طرف رجوع کرو اور احوال اس قرآن اور اس پیغمبر کا جیسا کہ ان کتابونمین لکھا ہے
مطابق کرو کہ شان عقل والونکو یہی ہی وَلَا تَکُوْنُوْٓا اَوَّلَ کَافِرٍۭ بِہٖ یعنی اور مت ہو تم اول دن آدمیونمین سے کہ دینے

تفسیر نظامی کی اسکی ذہن میں ... یعنی دنیا مین جا کر لیسو ویران ہم تمہاری اولادکی ہدایت کیلئے انبیاء ... جو انکو ... وہ دنیا مین ... ہونگا آخرت مین ... [illegible]

دانستہ حق پوشی اسکی کرین اسواسطے کہ دوسرے فرقے اہل کتاب کے تابعداری تمھاری کرکے انکار اور تکذیب کرینگے اور وبال انکا تمھاری گردن پر پڑیگا اور اسوقت تک کہ مشرکین مکہ اور قریش نے کہ انکار اور تکذیب اس پیغمبر کی اور اس قرآن کی ہے دیدہ و دانستہ حق پوشی نہین کی بلکہ بسبب جہل و بے خبری اپنی کے اور جہالت اور نادانی کے سبب سے پس لایق اسکے نہین کہ کوئی پیروی انکی کرے بخلاف تمھارے کہ باوجود واقف ہونے احوال اس پیغمبر کے ہو اور اس قرآن کے سے چشم پوشی کرکے حق کو چھپاتے ہو تو حقیقت کفر کی کہ حق پوشی ہے پہلے تم سے وقوع مین آویگی گو کفر حکمی تم سے پہلے بھی اور وان سے سرزد ہوا ہے اور سوا اسکے کفر اہل مکہ کا خاص اسی قرآن کیساتھ نتھا بلکہ توحید اور معاد اور تمام پیغمبرون اور تمام کتابون الٰہیہ کا انکو انکار تھا اور تم اپنے زعم مین ان سب چیزونکو برحق سمجھکر خاص اسی قرآن کے منکر ہوتے ہو پس تم خاص انکار کرنیوالون قرآن کے ہو اول شمار کئے جاؤگے اور یہ امر بہت بعید ہے اسواسطے کہ جو کچھ اس قرآن کے اندر توحید اور نبوت اور معاد اور خوبی عبادت اور برائی گناہ کی ہے ہے سب کو سچ اعتقاد کرکے پھر انکار اسکا کرتے ہو اور یہ دلیل تعصب کی ہے اور مشرکین مکہ چونکہ سب چیزونکے منکر تھے اگر قرآن مین ان چیزونکا ذکر سنکر یقین نکرین اور انکار کیساتھ پیش آوین چندان بعید نہین کہ انکار مضمونون اس کتاب کے سے انکار کتاب کا بھی لازم آتا ہے اور اگر تصدیق تمام مضمونون کتاب کی کرکے پھر انکار کتاب کا کرین تو دلیل تعصب و عناد کی ہے اور اگر کہو تم کہ ہرچند یہ کتاب موافق وعدہ توریت اور انجیل کے نازل ہوئی ہے اور آیتین توریت اور انجیل کی کہ بیچ انکے وعدہ اس کتاب کا ہے ہمارے پاس موجود ہین لیکن اگر اوپر ان آیتونکے عمل کرین ریاست اور مرتبہ ہمارا بالکل فوت ہو جاوے بلکہ کارخانے معاش ہمارے کے درہم برہم جاوینگے پس واسطے اس ضرورت اور عموم بلوے کے ان آیتونکے اوپر ہم سے عمل نہین ہو سکتا ہے اسواسطے کہ حرج کے سبب سے تکلیف ساقط ہوتی ہے جواب اسکا یہ ہے کہ یہ سب اسواسطے ہے کہ دنیا کے ضررونکو بہت برا سمجھتے ہو اور انکا خوف کرتے ہو اور ناخوشی ہماری سے نہین ڈرتے اور دنیا کے فائدونکو آیتونکے عمل کے فائدونسے افضل سمجھتے ہو اور یہ کام نہایت قبیح ہے اور توریت اور انجیل مین مذمت اسکی وارد ہے پس اگر ایمان ساتھ توریت اور انجیل کے رکھتے ہو اس کام سے دست بردار ہو وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا یعنی اور خرید نکرو میری آیتونکے عوض دنیا کی تھوڑی قیمت کو کہ بہ نسبت ثواب ان آیتونکے کوئی شے نہین اور باوجود اسکے سب فانی ہے اور کوئی عاقل قلیل کو اوپر کثیر کے اور فانی کو اوپر باقی

سکے ترجیح نہین دیتا ہی وَاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ یعنی اور ناخوشی میری سے چاہیئے کہ پرہیز کرو تم اور مرتبے
اور ریاست کے چلے جانے سے اندیشہ نکرو اسواسطے کہ عوض اُسکا تمکو بسبب خوشنودی میری کے
حاصل ہوسکتا ہی اور میری خوشنودی سے ریاست اور مرتبہ بدل نہین ہوسکتا ہی باقی رہا اس جگہہ ایک سوال اچھا
طلب اور وہ یہہ ہی کہ اس آیت کی معنی یہہ ہین کہ نہ خریدو تم بدلے آیتون میری کے قیمت تھوڑی پس خریدنا قیمت کا
اسکے کیا معنی ہین اسواسطے کہ عرف مین رائج اسطرح ہے کہ قیمت سے اسباب خرید لیتے ہین نہ یہہ کہ اسباب
دیوین اور قیمت کو خریدین پس اگر آیتونکو متاع ٹھیرایا جاوے اسطرح کہنا چاہیئے تھا کہ ولا تبیعوا ایاتی بثمن
قلیل یعنی مت بیچو تم آیتون ہماری کو ساتھ قیمت تھوڑی کے اور اگر آیتونکو قیمت مقرر کرین پس اسطرح
کہنا چاہیئے کہ ولا تشتروا بایاتی متاعا قلیلا یعنی مت خریدو آیتین ہماری دیکر متاع تھوڑی
کو اور جو ترکیب کہ اسجگہہ مذکور ہی دونو ترکیبون سے علیحدہ ہی وجہہ اسکی کیا ہی جواب اسکا یہہ ہی کہ اصل مقصود
بالذات آدمی کیواسطے حاصل ہونا فائدون آخرت کا ہی کہ بسبب رضامندی خدا اور فرمانبرداری اسکی کے
میسر ہوتے ہین پس حقیقت مین بیچے گئے فائدے آخرت کے ہین کہ اہل کتاب اُنکے بدلے مین رشوتین
اور تحفے اور ہدیئے اور حصے مقرر کیئے ہوے اور کھیتیان اور میوے اور اعانت اور نصرت اور دوستی
اور قرابت کے فائدے لیتے تھے اور فائدے دنیا کے مقصود بالذات نہیں ہین بلکہ یہہ وسیلے آخرت کے
حاصل کرنیکے ہین جیسا کہ کہا ہی الدنیا مزرعة الآخرة یعنی دنیا کھیتی آخرت کی ہی پس حقیقت مین دنیا اور
جو چیزین دنیا کی ہین بمنزلہ نقدی کے ہین کہ قیمت اور چیزونکی جنسے نفع اُٹھایا جاوے ہوسکتی ہین اور
خود نافع نہین ہین اور ہرگاہ کہ اہل کتاب نے فائدے آخرت کے برباد کرکے ان فائدون فنا ہونیوالونکو
کہ مقصود بالذات نتھے اسکے عوض مین لیا گویا انھون نے معاملہ اُلٹا کر لیا کہ جس چیز کو دینا تھا اسکو لیا
اور جس چیز کو لینا تھا اُس کو دیدیا پس اللہ تعالی نے موافق غلط فہمی اُنکی کے ایسی ترکیب ارشاد فرمائی
کہ ولا تشتروا بایاتی ثمنا قلیلا گویا اس مین اشارہ فرماتے ہین کہ آیتین میری ایسی نتھین کہ اُنکو وسیلہ
کسی چیز کے حاصل کرنیکا کرتے بلکہ مقصود بالذات تھین اور اگر اسکے عوض مین کوئی چیز ایسی بھی لیتے کہ قابل ذخیرہ بقا
کے ہوتی تو بھی صورت معاملہ کی درست ہوتی لیکن تمنے اُسکے عوض مین ایسی چیز لی کہ فانی اور چلی جانیوالی ہی کہ حکم
قیمت کا رکھتی ہی اور دینے کے لائق ہی لینے کے لائق نہین جیسا کہ حضرت امیر المومنین علی نے فرمایا ہی بیت تدادلع
الناس فی الدنیا باربعة + اکل وشرب ملبوس ومنکوح + ومرجع الکل ان فکرت فیه الی + روث وبول ومطروح ومفضوح بہان

جاننا چاہیے کہ ہر چند یہ آیتیں ظاہر میں نصیحت بنی اسرائیل کیواسطے ہیں لیکن حقیقت میں یہ جھڑ واسطے چند فریق اس امت کے بھی ہے کہ عوض آیتون آلہی کے تھوڑی سی قیمت لیتے ہیں اور وہ نعمت عظمے برباد کرتے ہیں چنانچہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی نے اس آیت کی تفسیر میں ایسا ہی فرمایا ہے کہ قد مضی بنو اسرائیل و دد جا ما یسمع بهذه الآيات غير کم فرقہ پہلا علماؤنکا بسبب حرص نفسانی کے دنیاداروں اور ظالمونکے ساتھ خلط کرتے ہیں اور واسطے جائز کرنے اور درست کرنے ناجائز باتون انکی کے روایتیں غیر معتبرہ اور غیر مشہورہ نکالتے ہیں یہانتک کہ اس حیلہ سے باعث اونکے شہوتوں اور لذتون انکی کے ہوتی ہیں فرقہ دوسرا قاضیونکا کہ رشوت کھاتے ہیں اور مفتیون بیباک کا کہ واسطے رشوت کے حکم شرع کے بدلتے ہیں اور مدعی کو مدعا علیہ اور مدعا علیہ کو مدعی قرار دیتے ہیں فرقہ تیسرا بادشاہون اور سرداروں ظالم کا کہ داد مظلومونکی نہیں دیتے ہیں اور اوپر احوال کارندون اور متصدیون اور کارپردازون اپنے کے اطلاع اور تفتیش نہیں رکھتے ہیں اگرچہ رعایا پر تعدی کریں فرقہ چوتھا وزیرون اور متصدیون دفتر کا کہ بیچ تحصیل کرنے مالونکے اور خراج لینے کے رعایا سے خوف آخرت کا نہیں کرتے کہ موافق حکم خدا اور رسول کے لینا چاہیے فرقہ پانچوان علم پڑہانیوالوں اور وعظ کہنے والونکا کہ غرض انکی سکھلانے احکام آلہی سے حاصل کرنا دنیا کا مطلوب ہوا اور جس شخص سے امید فائدے کی ہو اسکی طرف خوب متوجہ ہوں اور جس جگہہ توقع نفع کی نہو بے پروائی اور بدخلقی کریں لیکن فرقہ تعلیم کرنیوالے لڑکونکا کہ لڑکونکے پڑہانے کیواسطے نوکر ہوتے ہیں وہ اس گروہ میں داخل نہیں اسواسطے کہ نوکری انکی عوض تعلیم انکی کا نہیں ہے بلکہ وہ مشاہرہ اجرت محنت انکی کا ہے کہ صبح سے شام تک اپنے گھر سے علیحدہ ہو کر اور اپنا کاروبار معاش کا چھوڑ کر لڑکوں بے ڈھنگونکے اوپر جانفشانی کرتے ہیں اور جیسا کہ چرواہا اپنی بکریونکو جگہہ جگہہ سے گھیر گھار کے اکٹھا کرتے ہیں ایسے ہی معلم لڑکونکے بھی انکو جمع کر کے احتیاط سے رکھتے ہیں البتہ یہ بات واقعی ہے کہ جو شخص فقط تعلیم قرآن اور حدیث اور فقہ کے اوپر بغیر مقرر کرنے مکان یا وقت کے اجورہ طلب کرے اس فرقہ میں شمار کیا جاویگا اور بیچ اجرت امامت کے اور اذان اور خطبہ کے خلاف عالمونکا ہے بعضے کہتے ہیں کہ جائز نہیں لیکن یہ چیزیں عبادات ہیں اور اجرت لینے سے عبادت کا ثواب جاتا رہتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جائز ہے اسواسطے کہ یہ اجرت اوپر اس عبادت کے نہیں بلکہ اوپر ادا کرنے اس عبادت کے بیچ مکان خاص یا وقت خاص کے ہے اور یہ خصوصیت داخل عبادت نہیں پس اسواسطے وہ اجرت جائز ہے اور تحقیق یہ ہے کہ پہلے زمانہ میں امام اور خطیب اور موذن خالص خدا کیواسطے یہ کام اختیار کرتے تھے اور قاضی اور مفتی اور محتسب اور خراج اور عشر اور زکوۃ کے جمع کرنیوالے اسی نیت سے اپنے کاموں میں مشغول ہوتے تھے اور جس وقت اس زمانہ میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم ...

بیان علامت کی قسم سے لوگونکا کہ اس امت میں ہیں ۱۲

لڑکونکی پڑہانیوالے کہ نوکر ہوتے ہیں لا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا میں داخل نہیں

تفسیر حلیلی

اسرائیل یعقوب بن اسحق بن ابراہیم کا نام ہے حاکم نے ابن عباس رضی سے روایت کی ہے کہ اسرا کے معنی ...

دیکھا کہ ان لوگون نے اللہ کیواسطے ان کامونکو اختیار کر رکھا ہے انکی معاش کیواسطے مسلمانونکے مالونمین ہر روز
خرچ مقرر کیجاوے اور اجرت کے طور پر مقرر نہین کرتے تھے رفتہ رفتہ کہ سستی اسلام کی ہوتی گئی ان کامونکو بھی
مثل اور پیشونکے ایک صورت معاش کی مقرر کر لی اسواسطے اس زمانہ مین یہ وجہ معاش کی مشکوک ہے بلکہ قریب حرام
کے ہے حتی المقدور بچنا اس سے ضرور ہے باقی رہا ایک اور مسئلہ کہ اجرت لینی اوپر تعویذ اور منتر کے کہ قرآن مین ہے ہواور
یہ بالاجماع جائز ہے اور نص اسکے جواز پر آگئی ہے جیسا کہ حدیثین صحیح بخاری اور مسلم نے اسکے جواز مین ذکر کین اور اور
کتابون معتبرہ مین بھی اسکا ذکر ہے اور علماء محققین نے ایک قاعدہ مقرر کیا ہے کہ بہت کام کا ہے انھون نے کہا ہے
کہ جو چیز بالکل عبادت ہے خواہ فرض عین ہو خواہ فرض کفایہ خواہ سنت موکدہ اسکے اوپر اجرت لینی جائز نہین
جیسا کہ تعلیم قرآن اور حدیث اور فقہ کی کہ اور قید اسکے ساتھ نہو اور مثل نماز اور روزہ اور تلاوت اور ذکر اور
تسبیح کے اور جو چیز کہ کسی وجہ سے عبادت نہین اور وہ مباح محض ہے اسکے اوپر اجرت لینی جائز ہے جیسا کہ
افسون کرنا ساتھ قرآن کے یا تعویذ لکھنا اور مانند اسکے اور جو عبادتین کہ بسبب مقرر کرنے مدت کے یا تھہرانے مکان
کے مباح ہوتی ہین انکے اوپر بھی اجرت لینی جائز ہے جیسا کہ تعلیم قرآن کی لڑکونکو کہ فقط تعلیم قرآن ہی نہین
بلکہ صبح سے شام تک گھر پر بیٹھنا اور خبرداری انکی کرنی کہ دنگہ اور شرارت نکرین بھی اسکے ساتھ ہوتی ہین
اور یہ چیزین عبادت نہین اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ جیسا کہ اوپر عبادتون اور بندگیون کے اجرت لینی
روا نہین ایسے ہی اوپر چھوڑنے گناہون اور بچنے محرمات کے بھی اجرت لینی جائز نہین اور یہ بھی اجرت
کے حکم مین ہے کہ منصب کیواسطے محرمات سے بچے رہین کہ اگر ہم محرمات سے نہ بچین گے منصب ہمسے چھین
جاویگا گو کہ ظاہر مین اجرت نہین دو تین آدمیونکو عالمون سے دیکھا گیا کہ جب تک قضا اور افتا کے
عہدہ پر متعین تھے باجے اور مزامیر کے سننے سے نہایت کنارہ کش تھے بلکہ فقط سننے آواز مباح سے بھی
اجتناب کرتے تھے جبکہ اس عہدہ سے معزول ہوئے تدارک مافات کا بخوبی عمل مین لائے باقی رہین
اس جگہ کئی بحثین کہ مفسرین اس مقام مین بیان انکا کرتے ہین اول یہ کہ بنی اسرائیل کو فرمایا کہ تم
کافر پہلے ساتھ اسکتاب کے نہو اور حال یہ ہے کہ بنی اسرائیل کا پہلے کافر ہونا ممکن نتھا اور منع فعل کی
جب ہووے کہ ممکن ہو اسواسطے کہ آدمی کو نہین کہہ سکتے کہ اوپر آسمان کے مت اڑ اور بنی اسرائیل
کا اول کافر ہونا اس سبب سے ممکن نہین کہ پہلے انسے مکہ کے مشرکون نے اور قریش نے دس برس تک
کفر اختیار کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانون کو طرح طرح کی تکلیفین دیتے تھے جواب اس کا

عین تفسیر مین گذرا کہ مراد کافر سے اس جگہہ دیدہ و دانستہ حق بات کا چھپانیوالا ہے اور یہ معنی سواے اہل کتاب کے اورون مین ممکن الحصول نہین اور اہل کتاب مین سے پہلے دعوت اس دین کی اسی فرقہ بنی اسرائیل کیطرف پہنچی کہ جنسے خطاب اس کلام کا ہے اور دوسرے مفسرین نے ایسا کہا ہے کہ اس جگہہ لفظ مثل کا محذوف ہے اصل مین لاتکونوا مثل اول کافر بہ ہے یعنی نہ تم ہو پہلے کافرونکے ساتھ اسکے اور حاصل یہ ہے کہ تم باوجود جاننے نعت اس پیغمبر کے اور حقیقت قرآن کے مانند کفار مکہ کی نہو اور بعضون نے کہا ہے کہ من اہل الکتاب اس عبارت مین مقدر ہے اصل مین اس طرح تھا کہ ولا تکونوا اول کافر بہ من اہل الکتاب یعنی اور نہو تم پہلے کافر ساتھ اسکے اہل کتاب مین سے اسواسطے کہ بنی اسرائیل اور اہل کتاب سے قرآن کے انکار کرنے مین سابق ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ ضمیر بہ کی طرف ما معکم کے پھرتی ہے نہ طرف ما انزلت کے یعنی تم اول اُن لوگون مین سے نہو کہ ساتھ کتاب اپنی کے کافر ہون اسواسطے کہ کفر تمھارا ساتھ اس قرآن کے موجب کفر تمھارے کا ساتھ کتاب اپنی کے ہے اور ابتک جہان مین ایسا کوئی نہیں گذرا ہے کہ اپنی کتاب سے کافر ہوا ہو پس اگر تم یہ کام کروگے اول مرتبہ مین کافر ہوگے اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد اول کافر سے وہ ہے کہ بمجرد سننے اس قرآن کے کفر قبول کرے بے اسکے کہ اسکے حال مین تامل اور غور کرے اور عقل اپنی سے سوچے دوسری بحث یہ ہے کہ لاتکونوا اول کافر بہ سے بطریق مفہوم مخالف کے سمجھا جاتا ہے کہ کافر ہونا انکا جائز ہے لیکن اول کافر نہونا چاہیے اور ایسے ہی لاتشتروا بایاتی ثمنا قلیلا بھی اسی راہ سے دلالت کرتا ہے کہ اگر ثمن کثیر ہو تو مضائقہ نہین جواب اسکا یہ ہے کہ مفہوم مخالف کا اسوقت مین اعتبار کرنا چاہیے کہ منطوق صریح اوپر خلاف اسکے کے دال نہو اور اس جگہہ مین اٰمنوا بما انزلت اور دوسری آیتین بہت دلالت اوپر حرمت کفر کے مطلقا کرتی ہین علاوہ اس کے دلالت مفہوم مخالف کی کلیہ بھی نہین جیسا کہ درمیان لاتاکلوا الربوا اضعافا مضاعفۃ اور رفع السموٰت بغیر عمد ترونہا کے کہا ہے بحث تیسری یہ کہ پہلی آیت کو ختم کیا ساتھ فارھبون کے اور دوسری آیت کو ساتھ فاتقون کے اور حال یہ ہے کہ معنی رہبت اور اتقا کے ایک ہین یعنی ڈرنا اور پرہیز کرنا تخصیص کرنے مین ایک لفظ کیساتھ ایک آیت اور دوسرے لفظ کیساتھ دوسری آیت کے کیا نکتہ ہے جواب اسکا یہ ہے کہ آیت پہلی مین ابتک بنی اسرائیل کو صریح خطاب ساتھ ایمان کے نہین ہوا تھا پس گویا ابھی تک یہودیت اپنی پر باقی ہین اور یہودیونکی اصطلاح مین خدا سے ڈرنے کو راہبت اور رہبانیت کہتے ہین اور خدا سے

[illegible] نعمتی
[illegible] غلامی سے
بچایا [illegible]
[illegible] جاری کر دی
من و سلوی اتارا
[illegible] کا سایہ
کر دیا اور طرح طرح
کی نعمتوں اور
بلاؤں سے بچا کر
شام کے ملک مین
بسا دیا اور زمانہ
کا بادشاہ بنا دیا
ان نعمتوں کو یاد
کر کے [illegible]
[illegible] اقرار
[illegible]

دُرنیوالیکو انکی اصطلاح مین احبار و رہبان کہتے ہین پس اس آیت کے آخر مین خطاب ساتھ لفظ اصطلاحی انکی کے مناسب ہوا اور ہر گاہ دوسری
آیت مین ساتھ تحریر ایمانکے مامور ہوے اور مومنین کے عرف مین جو شخص کہ خدا سے ڈرتا ہے اسکو متقی کہتے ہین اور پرہیزگاری اور دین مین احتیاط
کرنیکا نام تقوی رکھتے ہین اسیواسطے اس آیت مین خطاب ساتھ لفظ التقوی کے مناسب زیادہ ہوا تاکہ اشارہ ہو طرف اسکی کہ جس شخص نے ایک
دین اور مذہب ترک کیا اور دوسرے مذہب مین داخل ہوا اسکو چاہیے کہ استعمال کرے ان لفظونکے جو کہ پہلے دین مین مشہور تھے احتراز کرے اور جو لفظ
کہ مروج ہین اس دین مین انکو برتے تاکہ التباس اور اشتباہ واقع نہو اور بعضے مفسرین نے کہا ہے کہ اگرچہ رہبت اور اتقا دونو ہم معنے ہین ڈر اور حذر
کے ایسے شے سے لیکن رہبت اکثر اس جگہہ استعمال کیجاتی ہے کہ جائز الوقوع ہو یعنی رہبت خوف ایسی شے کو کہتے ہین کہ اس شے کا
ہونا جائز ہو یقین اسکے ہونیکا ہو یا نہو اور اتقا اس جگہہ بولا جاتا ہے کہ جس شے کا ہونا یقینی ہو پس یہی سبب ہے کہ
کہ انکو ساتھ ایمان اسکتاب کے امر فرمایا تھا انکے ذہن مین عذاب نہ ہونا اوپر کفر کے جائز تھا یقینی نہ تھا اور دوسری
آیت مین کہ انکو ساتھ ایمان قرآن کے مامور فرمایا اور قرآن مین وعدہ ہو چکا کہ کافرونکو یقینا عذاب ہوگا پس لفظ جواز
یقین کے ساتھ بدلگیا اور ساتھ اتقا کے مامور ہوے بحث چوتھی یہہ ہے کہ یہان تک بنی اسرائیل کو اعتقاد دونمین کامل ہونیکا
امر فرمایا اور دو طریق سے راہ ہدایت کہ ایک پورا کرنا عہد کا ہے اور دوسرے اتباع دلیل کا انکو جتلایا اب انکو فرماتے
ہین کہ جیسا اوپر تمھارے واجب ہے کہ اپنے تئین گمراہی سے بچاؤ اور اوپر اسکتاب کے ایمان لاؤ اور عمل کرو جیسے
اوپر ان آیتونکے کہ تمھاری کتابونمین بیچ شان اس پیغمبر اور اس قرآن کے تمھارے پاس موجود ہین بسبب
خیال دور ہونے نعمت اور ریاست کے دل کو نہ چھپاؤ اور ایسے ہی ذمہ تمھارے واجب ہے کہ دوسرونکو اغوا اور گمراہ نکرو اور
بہکانے اور گمراہ کرنے کے دو طریق ہین کبھی یہ اور کبھی وہ اسواسطے کہ جس شخص نے دلیل ہدایت کی سنی ہو پس اسکے گمراہ
کرنیکا طریق یہہ ہے کہ اس دلیل مین شبہہ ڈالین تاکہ نزدیک اس شخص کے حق اور باطل ملجاوے اور اسکو تشویش
ہو جاوے اور جس شخص نے اصل سے دلیل ہدایت کی نسنی ہو اور بیخبر محض ہو پس اسکے گمراہ کرنیکا طریق یہہ ہے
کہ ہدایت کی دلیلین اس سے پوشیدہ کرین اور اسکو دلیل تک پہنچنے بھی ندین اور واسطے منع ان دونو طریقونکے
فرماتے ہین کہ وَلَا تَلْبِسُوا یعنی اور شبہہ اور خلط عوام اپنی کے وہ نکرو الحق یعنی سچی بات کو اور وہ یہہ ہے کہ
عوام لوگ توریت اور انجیل اور دوسری کتابون الہیہ کی آیتونسے موافق عبارت انکے اور مطابق سیاق اور سباق
کے مطلب سمجھتے ہین اور انکے مضمونونسے نبی آخر الزمان کا اور قرآن کا برحق ہونا انکے ذہن مین بیٹھا ہے یا لباطل
یعنی ساتھ تاویل باطل اپنی کے کہ اس مین حاجت اضمار کی یا معنی غیر حقیقی کے طرف لیجانیکے یا مخالفت سیاق
اور سباق کی پڑے جیسا کہ بہت فرقے گمراہ اس امت کے بھی مثل خارجیون اور رافضیون اور معتزلیون اور قدریون

اور ملحدون کے کہ ایسی باتین قرآن مین کرتے ہین اور علاوہ اسکے اور جتنی صورتین حق بات کے لانے
کے ساتھ باطل کی ہین تمام اس نہی اور منع مین داخل ہین بعضی صورت یہ ہے کہ کوئی لفظ کسی قصہ کی روایت
مین اپنی طرف سے بڑھالین جیساکہ شیعون نے یہ حرکت کی ہے کہ ساتھ حدیث جھزوا جیش اسامۃ کے لفظ
لعن اللہ من تخلف عنہا کا زیادہ کرلیا ہے اور بیچ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ کے لفظ
وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ کا بڑھالیا ہے اور انھین صورتون مین سے یہ ہے کہ کسی لفظ قریب المخرج کیساتھ دوسرے لفظ کو
بدل کرین جیساکہ نواصب اور خوارج نے بیچ حدیث انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ کے لفظ ہارون کو ساتھ
قارون کے بدل کیا ہے اور انھین صورتون مین سے یہ ہے کہ حدیث یا قرآن مین کوئی لفظ مبہم ہو اور بسبیل انکو
اپنی خواہش سے معین کرلین جیساکہ فرقہ شیعہ نے قرطاس کی حدیث مین کہ قالوا اھجر استفھموہ ہے قال عمر
روایت کیا ہے اور نواصب اور خوارج نے بیچ حدیث علیؓ کے کہ ان آل ابی فلان لیسوا لی باولیاء انما اولیائی
المتقون ہے لفظ آل ابی طالب کا روایت کیا ہے اور رافضیون نے بیچ حدیث واظن فلانا وفلانا
لا یعرفان من امرنا شیئا کے واظن ابا بکر و عمر روایت کیا ہے اور تمام کلمے حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ
کے کہ بیچ حق قریشیون معاندین کے باعث اور جنگ جمل اور صفین کے تھے فرمائے تھے اوپر خلفاء ثلثہ اور حضرت طلحہ
اور حضرت زبیرؓ کے رجوع کرتے ہین اور انھین صورتون مین سے یہ ہے کہ اشارہ کسی شے کی طرف ہوا ہو اور
اس اشارہ کو دوسری چیز پر منطبق کرین جیساکہ رافضیون نے بیچ اس حدیث کے کہ الا ان الفتنۃ ھٰھنا
من حیث یطلع قرن الشیطان کہ اشارہ مشرق کیطرف کرکے ارشاد کیا تھا اس اشارہ کو طرف حجرہ حضرت عائشہؓ کے
کہ جانب مشرق تھا لیگئے وعلیٰ ہذا القیاس وتکتموا الحق یعنی اور مت چھپاؤ حق کو اسطرح پر کہ جو نصوص
توریت اور انجیل اور کتب الٰہیہ کے اوپر حقیت اس پیغمبر اور اس قرآن کے دلالت کرتے ہین عام لوگون سے پوشیدہ
رکھو اور انکو نہ سناؤ اور وقت تلاوت کے اگر ان نصوص پر گذرتے ہو آہستہ پڑھتے ہو اور اگر اس کتاب کو دکھلاتے ہو
پس جس صفحہ مین کہ وہ نصوص موجود ہین اگر وہ ظاہر ہون انپر ہاتھ رکھ لیتے ہو جیساکہ یہودیون نے رجم کی
آیت مین یہی کام کیا تھا اور اگر کوئی تم سے پوچھے کہ تمنے کوئی آیت توریت اور انجیل مین بیچ شان اس کتاب
اور اس پیغمبر کے دیکھی ہے یا سنی ہے صاف کہدیتے ہو کہ ہمنے نہین دیکھی اور نہ سنی یا ہمکو یاد نہین چنانچہ رافضیون
نے بیچ نصوص نہج البلاغت کے یہی کام کیا ہے کہ جو نص شیخین کی مدح اور تعریف مین نزدیک انکے متواتر ہے
عوام اپنے سے پوشیدہ کرتے ہین اور حق کے چھپانیکی ایک صورت یہ بھی ہے کہ معین کو مبہم کرین جیساکہ جامع

نہج البلاغت سید رضی نے بلاد عمر کو بعد بلاد فلان کر کے نقل کیا ہی خلاصہ یہ ہی کہ اوپر ذمہ علما کے واجب ہی
کہ کوئی وجہ بہکانے اور گمراہ کرنیکی اپنے اندر نرکھین جیسا کہ ذمہ اُنکے واجب ہی کہ خود راہ پانے والے ہون پس
اے بنی اسرائیل تمکو بھی لازم ہی کہ ان دونو طریق اغوا کے سے پرہیز کرو وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یعنی اور حال یہ ہی کہ
تم جانتے ہو کہ حق حق ہی اور باطل باطل حق کو چھپانا نچاہیے اور باطل کو ہمرنگ حق کے کر کے ظاہر کرنا نچاہیے
اور یہ قید اسواسطے بڑہائی ہی کہ کبھی مشتبہ کرنا ساتھ باطل کے اور پوشیدہ کرنا حق کا خطا فہمی کی راہ سے بھی
کہ اسکو بیچ عرف اصول والونکی خطا اجتہادی کہتے ہین ہوتا ہی اور پوشیدہ کرنا حق کا محل عتاب
سخت کا نہین کہ کفر کی طرف پہنچا وے بلکہ اس مین تفصیل ہی اگر صاحب اس خطا کے سلنے بیچ تلاش
کرنے حق اور جمع کرنے اسباب ہدایت کے کوشش کمال درجہ کی کی اور ذہن اُسکا طرف صرف حق کے نہ پہنچا معذور
ہی بلکہ اجر دیا جاوے گا اور اگر بیچ دریافت کرنے حق کے موافق مقدور اپنی کے کوشش نکی اور ساتھ فکر سرسری کے
قناعت کر کے خطا کی البتہ وہ مستحق عتاب اور ملامت کا ہی لیکن باوجود اسکے نوبت طرف کفر کے نہین پہنچیگی
بخلاف اُس صورت کے کہ حق پوشی اور فریب دیہی دانستہ کیا کہ وہ کفر کی طرف پہنچا ویگا اور بعضے مفسرین نے
کہا ہی کہ معنی وانتم تعلمون کے یہ ہین کہ تم قباحت اس فعل کی جانتے ہو اور ہر چند حق پوشی اور تلبیس
باوجود نجاننے قباحت اُسکی کے بھی حرام ہی لیکن بباعث جاننے کے نہایت قبیح ہوتی ہی جیسا کہ زہر کو جانکر کھانا
پس یہ قید واسطے بیان کرنے زیادتی قباحت اُس فعل اُنکے کے ہی سمجھنا چاہیے کہ اکثر عوام جانتے ہین
کہ تحصیل علم دینی کی ساتھ خوف اس مفسدہ کے مضر ہی اور جہل مین رہنا بہتر ہی اسواسطے کہ عالم کے حق مین باوجود
جاننے احکام شرع کے کہ فلانی چیز واجب ہی اور فلانی حرام مخالفت اُن حکمونکی کرنی زیادہ برائی ہی
بہ نسبت جاہلونکے کہ اُنسے مخالفت احکام شرع کی نادانستہ ظاہر ہوتی ہی پس علم حاصل کرنے مین یہ وبال سخت اپنی
گردن پہ لینا ہی اور علم نہ سیکھنے مین اس وبال سے امن ہے اور واسطے تائید اس اعتقاد اپنے کے حدیث ابو درداء
اور ابن مسعود کی کہ بیچ مصنف ابن ابی شیبہ اور کتاب الزہد امام احمد کے موجود ہی لاتے ہین کہ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویل لمن لا یعلم مرۃ ولوشاء اللہ لعلمہ وویل لمن یعلم ولا یعمل سبع مرات یعنی فرمایا
رسول اللہ نے وبال ہی واسطے اس شخص کے کہ نہین علم رکھتا ہی ایکبار اور آنحضرت نے اُسکے حق مین یہ بھی فرمایا
فرمایا اور اگر چاہے اللہ تعالی البتہ عالم کر دے اُسکو اور وبال ہی واسطے اس شخص کے کہ عالم ہی اور عمل نہین
کرتا ہی اور اُسکے واسطے سات بار فرمایا اور رفع اور دور کرنا اس شبہہ کا یہ ہی کہ حقیقت مین وبال جہل کا

زیادہ ہی وبال علم بے عمل سے اسواسطے کہ جہل مین دو فرض ترک ہوتے ایک علم اور دوسرا عمل اور علم بے
عمل مین ایک شے فرض ترک ہوئی کہ وہ عمل ہی پس مواخذہ کرا اوپر ترک دو فرض کے کیا جاوے زیادہ
سخت اور برا ہی اُس مواخذہ سے کہ اوپر ترک ایک فرض کے کیا جاوے البتہ یہ بات ہی کہ باوجود علم کے
عمل نکرنا عقل کے نزدیک بہت قبیح دکھلائی دیتا ہی اور آدمیون کے نزدیک جاہل معذور ہوتا ہی لیکن جب کہ
تحصیل اُس علم کی ضرور نہو اور اگر تحصیل اُس علم کی ضروری ہو پس آدمیونکے نزدیک بھی وہ جاہل
زیادہ تر مطعون اور ملامت کیا گیا ہی جیسا کہ کوئی شخص اپنے باپ کو نہ پہچانے اور اُسکے ساتھ معاملہ غلامون
کا کرے یا والدہ اپنی کو نہ پہچانے اور اسکے ساتھ معاملہ لونڈیونکا کرے اور یہ جو حدیث شریف مین آیا ہی کہ جاہل
کے حق مین ایک بار ویل ہے اور عالم بے عمل کے حق مین سات بار پس یہ بات اوپر کم ہونے عذاب
جاہل کے دلالت نہین کرتی ہی بلکہ اوپر کثرت عتاب اور ملامت عالم بے عمل کے کرتی ہی کہ اُسکو ہر فعل مین
ملامت ہو سکتی ہی اور جاہل کے اوپر فقط ملامت نہ حاصل کرنے علم کی ہی جیسا کہ کافر بسبب انکار کرنے دین کے نماز روزہ
اور زکوۃ اور حج اور واجبات کے مواخذہ سے چھوٹ جاتا ہی مگر جو عذاب کہ ایمان نہ لانے اُسکے پر مقرر ہی ہزارون
حصے سخت زیادہ عذاب ترک کرنے واجبات اور محرمات کے سے ہے ایسے ہی اس جگہہ سمجھنا چاہیے کہ ایک ویل
جاہل کا زیادہ سخت ہی ہزار ویل عالم بے عمل کے سے اور ایک ظریف نے اس شبہہ عوام کو ایک شخص سے
سنکر اُسکے جواب مین کہا کہ یہ بھی برکت علم کی سے ہی کہ وبال جاہل کا کمتر وبال عالم بے عمل کے سے ہی اس
حدیث کو سمجھکر یہ شبہہ دل مین آیا پس انکار کرنا فضیلت علم کا بسبب اس شبہہ کے الٹا اقرار کرتا ہی ساتھ
فضیلت علم کے اسواسطے کہ اگر علم مسئلہ کا ساتھ اس حدیث کے حاصل نہوتا تو شبہہ کب دل مین گذرتا
اور اس حیلہ سے تخفیف عذاب اسکے کی کب معلوم ہوتی اور ہر گاہ کہ بنی اسرائیل کو واسطے صحیح کرنے عقائد
اور باز رہنے گمراہی اور گمراہ کرنے سے حکم فرمایا اب بیان فرماتے ہین کہ اگر تم نے اس کتاب اور اس
پیغمبر کی تصدیق کی اور حق بات کے چھپانے سے اور خلط کرنے اُسکے سے بھی باز رہے فقط اسقدر سے نجات
تمھاری حاصل نہین ہوتی ہی جب تک احکام اس کتاب کے نمانو اور اس پیغمبر کی اطاعت نکرو اور اپنے تئین
اُسکے گروہ مین داخل نکرو اسواسطے کہ عمل کرنا اُس کتاب منسوخ پر اگرچہ کسی طرح کا تغیر اور تبدل نہو اور حق
پوشی بھی اُس مین نہو جائز نہین بلکہ اوپر تمھارے لازم ہی کہ شریعت کی اصلون مین پیروی اسی کتاب
اور اسی پیغمبر کی کرو تم وَاَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ یعنی اور قایم رکھو تم نماز کو اور دو تم زکوۃ کو موافق حکم

استکتاب کے اور اس پیغمبر کے بلکہ فضائل اور مستحبات دین مین بھی پیروی اسی کتاب اور اسی پیغمبر کی
کرو تم اسواسطے کہ بعضے فضائل اور مستحبات اس جنس سے ہوتے ہین گویا کہ شعار دین کے ہوتے ہین
اور انکا کرنا علامت قبول کرنے اُس دین کی ہوتی ہے جیسا کہ جماعت نماز مین اسیواسطے نماز کو تنہا نہ
پڑھو وارکعوا مع الراکعین یعنی اور نماز ساتھ جماعت کے پڑھو ہمراہ اور نمازیونکے اسواسطے کہ اس
شریعت مین نماز جماعت کا ثواب ستائیس درجہ زیادہ ہوتا ہے تنہا پڑہنے سے اور جماعت کی نماز خاصہ
اسی دین کا ہے اور دینون مین نہین اور اس مقام مین نماز کو لفظ رکوع کے ساتھ بیان کیا اسواسطے کہ یہودیون
کی نماز مین رکوع نہین اور رکوع خاصہ اسی امت کا ہے پس گویا ایسا ارشاد ہوا کہ نماز کو مسلمانونکے طور پر پڑھو
رکوع کیساتھ اور رکوع کو اس خوبی کیساتھ ادا کرو کہ ایسا معلوم ہو کہ مقصود بالذات رکوع ہی سب نماز کے فعلون
مین سے تاکہ تدین تمہارا ساتھ دین اسلام کے یقینی ہو اور اس آیت سے اکثر شافعیون نے دلیل پکڑی ہے
کہ کافرونکو کفر کی حالت مین جیسا کہ تکلیف ایمان کی ہے ایسی ہی تکلیف اور عبادتون کی جیسا کہ نماز اور
روزہ اور زکوۃ بھی ثابت ہے اور حنفیہ جواب دیتے ہین کہ یہ خطاب بعد خطاب ایمان کے ہے گویا ایسا فرماتے
ہین کہ اول ایمان لاؤ بعد اُس کے نماز پڑھو اور زکوۃ دو لیکن حرف واؤ کا واسطے مطلق جمع کے ہے
اوپر اس تعقیب اور ترتیب کے دلالت نہین کرتا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک بھی خطاب کفار کا
ساتھ عبادت کے کہ ملا ہوا ساتھ خطاب ایمان کے ہو کچھ مضائقہ نہین رکھتا ہے اسواسطے کہ خطاب ساتھ
مجموع ایمان اور عبادت کے ہے نہ ساتھ صرف عبادت کے اور بعضے حنفیہ نے لفظ اقیموا الصلوۃ اور اتوا الزکوۃ
کو اوپر قبول کرنے امر نماز اور زکوۃ اور اعتقاد فرضیت اُنکی کے حمل کیا ہے لیکن یہ معنی درست نہین
ہوتے ہیں اسواسطے کہ قبول کرنا نماز اور زکوۃ اور اعتقاد فرضیت اُنکی کا بیچ مضمون امنوا بما انزلتُ
مصدقا لما معکم کے داخل ہے حاجت تکرار کی نہین اور بعضے علماء ظواہر بسبب اقتضا اس آیت کے
اس طرف گئے ہین کہ تنہا نماز پڑھنی جائز نہین طلب کرنا جماعت کا نماز مین فرض ہے اور بعضے
علما نے واسطے باطل کرنے تمسک انکے کے کہا ہے کہ قید مع الراکعین کی سے ثبوت جماعت کا نہین
ہوتا ہے مقصود یہ ہے کہ ہمراہ مسلمانون کے تم بھی بطور انکے نماز پڑھو کہ جس مین رکوع ہو نہ یہ کہ تحریمہ
اور ادا مین بھی موافق ہو جیسا کہ جماعت کے اندر ہوتا ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ لفظ مع کا دلالت
اوپر واجب ہونے موافقت کے ساتھ مسلمانون کے کرتا ہے خواہ ارکان اور ہیئت نماز مین ہو خواہ

زیبح ادا اور تجربہ کے لیکن تحقیق یہ ہے کہ ہر امر واسطے وجوب کے نہین پس لفظ امر کا دلالت اوپر اسیقدر کے کرتا ہے کہ جماعت تم سے مطلوب ہے گو واجب نہو خصوصًا جسوقت دلیل دوسری اوپر عدم وجوب کے دلالت کرے امر کو اوپر وجوب کے حمل کرنا بیجا ہے اور وہ دلیل یہ ہے کہ قدرت اوپر جماعت کے دوسرے کے اوپر موقوف ہے کہ ایک شخص سے جماعت نہین ہوسکتی ہے اور بسبب غیر کے قدرت ہونی حقیقةً قدرت نہین اور تکلیف بے قدرت کے نہین ہوتی ہے پس اگر جماعت فرض ہو تکلیف بے قدرت کے لازم آوے اور بعضے کوتہ نظرون نے اس دلیل مین نقض اور قدح کیا ہے کہ جمعہ کی نماز مین جماعت بالاجماع فرض ہے اگر قدرت اوپر جماعت کے متعلق ساتھ غیر کے ہے اور قدرت بالغیر حقیقت مین قدرت نہین پس جمعہ کی نماز مین کس واسطے تکلیف بے قدرت کے ہوئی اور جواب اسکا یہ ہے کہ فرضیت نماز جمعہ کی اوپر تقدیر بہم پہنچنے جماعت کے ہے اور بیچ صورت نہ منعقد ہونے جماعت کے جمعہ فرض نہین ہوتا ہے اور بعد حاضر ہونے جماعت کے امام کو اوپر امامت کے اور مقتدیونکو اوپر اقتدا کے ذات اپنی سے قدرت حاصل ہے پس تکلیف بغیر قدرت کے متحقق نہین اور اسیواسطے جو اندہا کہ بغیر ہاتھ پکڑنے والے کے مسجد تک نہین پہنچ سکتا ہے نماز جمعہ کی اُس سے ساقط ہے اس واسطے کہ قدرت اُسکی متعلق ساتھ غیر کے ہے نہ اپنی ذات سے حاصل یہ ہے کہ جماعت نماز پنجگانہ مین ہر آدمی کے اوپر سنت موکدہ ہے کہ بغیر عذر کے جیسا بیماری یا سفر یا مینھ یا کیچڑ یا ہوا سے سرد اور تیز ہرگز ترک نکرے اور اوپر کل مسلمانون کے فرض کفایہ ہے اگر آدمی شہر کے سب کے سب جماعت کے چھوڑنے پر اصرار کرین گنہگار ہوتے ہین اسواسطے کہ یہ سنت شعائر دین سے ہے جیسا کہ اذان اور جو سنتین کہ اس جنس سے ہون چاہیے کہ کسیوقت بالکل متروک نہوان والا امتیاز اور فرق دین کا اور دینون سے کم ہوگا اور ہرگاہ کہ بنی اسرائیل کو بلکہ اکثر علماء ظاہر دین کو شبہ اس مقام مین آتا ہے اور کہتے ہین کہ جسوقت تعلیم کرنے دین اور حکمون الٰہی مین قصور نکرین اور حق پوشی بھی نکرین پھر ہمکو حاجت نہین کہ آپ بھی موافق اُن حکمونکے عمل کرین اسواسطے کہ ہمارے فرمانے اور تعلیم ہماری سے بہت آدمی اُن حکمونپر عمل کرتے ہین اور وہ سب عمال ہمارے اعمال نامہ مین لکھے جاتے ہین ساتھ حکم الدال علی الخیر کفاعلہ کے یعنی راہ بتلانیوالا اوپر نیک امر کے مثل کرنیوالے اُسکے کے ہے مثلاً نماز سب نماز پڑھنے والونکی کہ بسبب تعلیم ہماری کے پڑھتے ہین گویا نماز ہماری ہے اور ایسے ہی روزہ اور زکوٰۃ اور تلاوت اور ذکر اور منشا اس غلط فہمی اُنکی کا یہ ہے

تفہیم خلیلی

اور اسکو سورۂ فاتحہ پڑھکر جھاڑا وہ بیمار اچھا ہوگیا اور صحابی بکریان لیکر اپنے یاران کے پاس آئے تو وہ دوسرے صحابی نے اعتراض کیا کہ تونے قرآن پر مزدوری کی پھر مدینہ پہنچکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی اس شخص نے قرآن پر مزدوری لی ہے آپ نے فرمایا تم لوگ جن چیزون پر مزدوری لیتے ہو اُن مین مزدوری لینے کے لائق

کہ شرع کے کامونکو اوپر امداد مال اور خدمت بدنی کے قیاس کرتے ہین جیسا کہ کسی نے کسی کے کہنے سے
کسی شخص کو کچھ مال دے دیا یا خدمت ہاتھ پانو سے کر دی نزدیک اُس شخص کے یہ مدد اور یہ خدمت گویا
مدد اور خدمت اُس کہنے والے کی ہوتی ہی اور اسیواسطے شکرگزار اُسکا ہوتا ہی اور کہتا ہی کہ تو نے یہ
کام کیا اور طفیل تیرے یہ نفع مجکو پہنچا مگر احکام شرعیہ ایسے نہین ہین بلکہ تکلیفات شرعیہ کو ایسا سمجھنا
چاہیے جیسا کہ دوائین اور پرہیز کرنا مضر چیزون سے کہ جب تک خود شخص بیمار استعمال اُس دوا
اور اُس پرہیز کا نکرے اُسکو کچھ فائدہ نہین ہوتا ہی اور صحت بدن کی کبھی حاصل نہین ہوتی ہے
اگرچہ اُسکے فرمانے سے ہزارون آدمی اُس دوا اور اس پرہیز سے آرام پاوین جیسا کہ طبیب کو اگر
حاجت اپنے تنقیہ اور مسہل کی ہی تو اور بیمارون کے تنقیہ اور مسہل سے اُسکو کچھ فائدہ نہوگا اور
بدن امتلاء سے کہ بسبب اخلاط کے عارض ہوا ہی پاک نہوگا لہذا واسطے دور کرنے اس شبہہ کے کہ بسبب
غلط فہمی کے آیا تھا بطریق عتاب کے فرماتے ہین اَتَامُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ + یعنی آیا حکم کرتے ہو
آدمیونکو ساتھ نیکی کے مثل ادا کرنے نماز اور دینے زکوۃ کے اور پورا کرنے عہد کے اور ظاہر کرنے
حق کے وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ یعنی اور بھلا تے ہو اپنے نفسونکو پس اپنے نفسون کو نیکیون کی طرف
متوجہ نہین کرتے ہو اور اصلاح اُنکی مین مشغول نہین ہوتے ہو اور اپنے نفسونکے حال سے ایسے غافل ہو
کہ جو چیز بھول گئے ہو ہرگز اُسکو یاد نہین کرتے ہو اور غفلت مین گذارتے چلے جاتے ہو وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ
الْكِتٰبَ یعنی اور حال یہ ہی کہ تم ہمیشہ تلاوت کرتے ہو کتاب الٰہی کی اور دوسرے لوگ اُس کتاب کو
تم سے سنکر اور مضمون اُسکے عمل کرتے ہین پس حق تمھارا یہ ہی کہ سب سے زیادہ اور سب سے پہلے
بیچ عمل مضمون اسکے کی کوشش کرو اور کتاب الٰہی مین بھی جا بجا پڑھتے ہو کہ جو کوئی برخلاف حکم الٰہی
کے عمل کرے اور قول اُسکا مخالف عمل اُسکے کے ہو وہ شخص مستحق وبال اور عذاب کا ہے جیسا کہ
قرآن مجید مین اسی امر کو تین مقام مین ارشاد فرمایا ہے اوّل بیچ اس آیت کے اور دوسرے بیچ
آیت لم تقولون ما لا تفعلون کے اور تیسرے بیچ آیت ما ارید ان اخالفکم الی ما انہاکم عنہ
کے اور عاقل سے بہت بعید ہی کہ بیچ اصلاح حال غیر کے کوشش کرے اور ہلاکت نفس اپنے کی سے
چشم پوشی کرے اور ہمیشہ تلاوت کلام الٰہی کرے اور ہرگز موافق اُسکے عمل نکرے اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ یعنی
آیا پس تم نہین سمجھتے ہو معنی کتاب الٰہی کے اور برائی کام اپنے کی اور حال یہ ہی کہ صراحۃ عقل اوپر

برائی اس کام کی دلالت کرتی ہے اس واسطے کہ مقصود امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے یہ ہی کہ دوسرے
لوگ مصلحت اپنی کو جانین اور ضرر اپنے سے بچین اور ظاہر ہے کہ مصلحت نفس اپنے کی سمجھنی اور دور کرنا
مضرت اسکی کا جاننا زیادہ تر مطلوب ہی اورون کی مصلحت اور دور کرنے مضرت کے سے پس جو کوئی
اورونکو نصیحت دے اور اپنے تئین نصیحت کرنیوالا نہو وہ ایسی چیز کو اختیار کر رہا ہی کہ اسکو عقل صحیح
قبول نہین کرتی ہے اور بھی ایسی قسم کی نصیحت دینی سبب دلیر کرنے اورونکا ہی اوپر گناہ کے اسواسطے
کہ سننے والے کہین گے کہ اگر ان چیزون کی وعظ کرنیوالے کے نزدیک کچھ اصل ہوتی اور یہ ڈرانا اور
تاکید اسکی سچی ہوتی آپ کسواسطے برخلاف اسکے عمل کرتا پس معلوم ہوا کہ یہ سب نصیحتین اسکی بے
اصل ہین اور یہ شبہہ انکا باعث ہلکا جاننے دین کے حکمونکا اور جرأت کرنیکا اوپر گناہون کے ہوتا ہی اور
جو کہ نصیحت اور وعظ سے غرض ہی یہ بات اسکے مخالف ہی اور صاحب عقل ایسا کام نہین کرتے کہ عین اسی
کام مین غرض اسکی کو توڑ ڈالین اور اس قسم کا وعظ کہ عمل اسکا مخالف قول اسکے کے ہو تو
کلام مین بھی تاثیر نہین ہوتی اور بات اسکی دلکو نہین لگتی اور آدمی اسکی بات کو قبول نہین کرتے ہیں
پس تمام محنت اسکی آدمیونکے نصیحت کرنے مین رائگان پڑتی ہی اور کیا نکیا اسکا برابر ہوتا ہی اس
مقام مین جاننا چاہیے کہ بعضے ظاہر بینون نے اس آیۃ کے ساتھ اور ساتھ دوسری آیت کے کہ سورۂ
صف مین ہی لم تقولون ما لا تفعلون دلیل پکڑی ہی اوپر اسبات کے کہ گنہگار کو جائز نہین کہ امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر کرے اور یہ صحیح نہین بلکہ حق یہ ہی کہ آدمی کو دو چیزونکا حکم ہی کہ آپ بھی گناہ کو چھوڑ دیوے
اور دوسرونکو بھی اس سے ہٹاوے اور اگر آپ اس نے گناہ کو نہ چھوڑا دوسرونکو نصیحت کرنے سے سستی
نکرے کہ ایک حکم کے چھوڑنے سے لازم نہین آتا ہی کہ دوسرا حکم اسکے ذمہ سے ساقط ہو جاوے اور
عتاب اور مذمت کہ ان آیتون مین آئی ہی واسطے منع کرنے واعظ کے وعظ سے نہین بلکہ اسواسطے ہی
کہ پہلے اپنے نفس کو پاک اور کامل کرے اور قاعدہ مقرر کیا ہوا اصول کا ہی کہ جب انکار مجموعہ دو چیزون
کیطرف متوجہ ہوتا ہی تو ہر ہر چیز پر علیحدہ علیحدہ ان دونون سے انکار سمجھنا خطا ہی اسی قاعدہ کے موافق اس
آیت مین بھی انکار اوپر مجموع امر کرنے غیر کے اور بھلا نے نفس اپنے کے ہی اگرچہ یہ انکار جب بھلانے نفس اپنے
ہی کے ہو البتہ دن قیامت کے بلکہ دنیا مین بھی اس قسم کے عالم بے عمل کی فضیحت اور رسوائی بہت
ہو گی جیسا کہ معراج کی حدیث مین ساتھ روایت انس بن مالک کے کہ تمام صحاح ستہ مین موجود ہے

وارد ہوا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مینے معراج کی رات مین ایک گروہ دیکھا
کہ اُنکے ہونٹون کو آگ کی مقراضون سے کاٹتے ہین اور جسوقت کاٹنے سے فراغت ہوتے ہین پھر وہ ہونٹ
درست ہو جاتے ہین مین نے حضرت جبرئیلؑ سے پوچھا کہ یہ جماعت کن لوگون کی ہی کہا جبرئیل نے کہ یہ وعظ
کہنے والے تیری امت کے ہین کہ آدمیون کو نیکی کیواسطے کہتے تھے اور اپنے تئین فراموش کرتے تھے
اور صحیحین مین ساتھ روایت اسامہ بن زید کے آنحضرتؐ سے وارد ہی کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو لاکر
دوزخ مین ڈالین گے اور انتڑیان اُسکی نکل کر باہر پڑینگی وہ شخص اُن انتڑیون کو کھینچتا ہوا چکر دیگا
جیساکہ گدھا چکی کا چکی کے گرد پھرتا ہی اور دوزخی اُسکے پاس آکر کہین گے کہ اے فلانے تجکو کس
بلا نے مارا تو ہمکو نیک باتین بتلایا کرتا تھا اور بُرے کامون سے منع کرتا تھا وہ کہیگا کہ مین تمکو کہتا تھا اور آپ
نہین کرتا تھا اور تمکو منع کرتا تھا اور آپ اُس چیز کو کرتا تھا اور خطیب اور ابن النجار ساتھ روایت جابر کے
آنحضرتؐ سے لائے ہین کہ قیامت کے دن ایک گروہ بہشتیونکا دوزخ کے آدمیونکی طرف گذریگا اور
آواز دینگے کہ اے فلانے اور فلانے تمکو کیا ہوا کہ دوزخ مین جا پڑے اور ہم تمھاری تعلیم سے بہشت مین
آئے وہ جواب دینگے کہ ہم تمکو تعلیم کرتے تھے اور آپ عمل نہین کرتے تھے اور طبرانی اور خطیب اور ابن
ابی شیبہ نے جندب بن عبد اللہ بجلی اور ابو بریدہ اسلمی اور سلیک غطفانی سے ساتھ اسناد صحیح کے
روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عالم بے عمل ایسا ہی جیسیکہ چراغ کی بتی کہ اپنے
تئین جلاتی ہی اور دوسرونکو روشنی بخشتی ہے اور ہر گاہ کہ پورا کرنا عہد اور ظاہر کرنا حق کا اور چھوڑنا
دین مالوف کا اور تابعداری کرنی نئے دین کی اور ادا کرنا نماز کا بطریق ہمیشگی کے اور رعایت
جماعت کی اور دینا زکوٰۃ کا کھلے دل سے نفس کے اوپر بہت شاق اور بھاری ہی اسواسطے فرماتے
ہین کہ اگر عمل کرنا ان چیزون کا جو اورونکو کہتے ہو خود تم سے نہو سکے اور مشکل معلوم ہو پس علاج اسکا یہ ہی کہ
دو دوائین استعمال کرو وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ یعنی اور طلب مدد کی کرو تم اوپر اُن کامون
کے کہ مشکل ہین ساتھ صبر اور نماز کے اور صبر پس تین قسم ہی اول صبر اوپر مشقت بندگی کے جیساکہ
اُٹھنا واسطے نماز اور غسل اور وضو کے بیچ وقت سردی کے اور جانا مسجد مین گرمی کے وقت اور
اندھیرے مین اور اوپر اسی قیاس کے اور عبادتین دوسرے صبر گناہ کی لذتون سے کہ بے اختیار
طبیعت اُنکی طرف راغب ہوتی ہی تیسرے صبر کرنا اوپر مصیبت کے کہ اپنے تئین جزع اور فزع اور شکایت

اور اور حرکتون نامرضیہ سے بزور ہٹاوے اور جب آدمی نے ان تینون حالتون مین صبر کی عادت اختیار کی یقین ہے کہ ہر حال مین مالک نفس اپنے کا ہوگا اور نفس اسکا مغلوب اور عقل اسکی غالب ہوگی اور یہ سب چیزین اسپر آسان ہونگی پس صبر مثل ورزش اور پرہیز کے ہے یعنے جیساکہ ورزش اور پرہیز سے حفظ صحت اور اس مرض سے رہتا ہے ویسی ہی صبر سے ایمان سلامت رہتا ہے اور اسی لیے حدیث شریف مین وارد ہے کہ الایمان نصفان نصف فی الصبر ونصف فی الشکر رواہ البیہقی فی شعب الایمان عن انس مرفوعا یعنی ایمان کے دو ٹکڑے ہین ایک ٹکڑا بیچ صبر کے اور ایک ٹکڑا بیچ شکر کے روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے بیچ شعب الایمان کے حضرت انس سے مرفوعا گویا اس حدیث مین اشارہ فرماتے ہین اسبات کا کہ ایمان بمنزلہ صحت کے ہے اور صحت دو چیزون سے حاصل ہوتی ہے پرہیز اور دوا پرہیز صبر ہے اور دوا شکر ہے اور ہرگاہ کہ پرہیز نہو دوا کچھ فائدہ نہین کرتی ہے اور پرہیز بدون دوا کے بھی مفید پڑتا ہے حضرت امیر المومنین مرتضے علی کرم اللہ وجہہ نے صبر کو جزو اعظم ایمان کا قرار دیا ہے جیساکہ ابن ابی شیبہ نے بیچ کتاب الایمان کے اور بیہقی نے انسے روایت کی ہے کہ الصبر من الایمان بمنزلۃ الراس من الجسد اذا قطع الراس نان ما فی الجسد ولا ایمان لمن لا صبر لہ یعنی صبر کو ایمان سے ایسی نسبت ہے جیساکہ سر کو بدن سے جسوقت کاٹا جاوے سر بگڑ جاتی ہے وہ چیز کہ بدن مین ہے اور نہین ایمان واسطے اس شخص کے جس شخص کیواسطے صبر نہین اور اسیواسطے حدیث شریف مین بھی ساتھ روایت عبید بن عمیر لیثی کے سوافق قول حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے آیا ہے کہ ایک دن ایک شخص پاس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آیا اور پوچھا کہ یارسول اللہ ما الایمان قال الصبر والسماحۃ یعنی یارسول اللہ کیا ہے ایمان فرمایا آپ نے صبر اور سماحت اور بھی صحاح ستہ مین روایت ہے کہ ما اعطی احد عطاء خیرا واسع من الصبر یعنی نہین دیا گیا کوئی شخص عطا کہ بہتر ہو صبر سے اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حسن بصری رضی سے روایت کی ہے کہ ایکدن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے نکلے اور اپنے یارونکو فرمایا کہ تم مین سے کوئی چاہتا ہے کہ اسکو خداتعالی بغیر سیکھنے کے علم عطا کرے اور بغیر راہ جتلانے کے راستہ ہدایت کا اسکو ملے اور کوئی تم مین چاہتا ہے کہ حق تعالی اسکی کورچشمی کو کھودے اور اسکو بینا کرے یارون نے عرض کیا کہ ہر شخص ہم مین سے یہی چاہتا ہے فرمایا کہ جو کوئی دنیا مین زہد قبول کرے اور رسی امید اپنی کی کوتاہ کرے

تفسیر خلیلی

سیدھی راہ پر چلے رہنا واجب ہے اوسی طرح یہ بھی واجب ہے کہ دوسروں کو دھوکہ نہ دیں گمراہ نہ کریں تو اسے بنی اسرائیل تم کو بھی ان دونوں ڈھب سے بچنا اور پرہیز کرنا لازم ہے (ع ف منہ) یعنی تبلیغ جسکو جو حق بات معلوم ہو اسپر اسکا چھپانا حرام ہے اور اسکو ظاہر کر دینا فرض ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس سے کوئی علم

حق تعالیٰ اسکو بغیر سیکھنے کے علم عطا فرماتا ہی اور بغیر ہدایت کے اسکو رشد دیتا ہی دانا اور آگاہ ہو تم کہ پیچھے میرے
ایسے آدمی پیدا ہونگے کہ بادشاہت انکی بغیر قتل اور تکبر کے درست نہ پکڑیگی اور دولت انکی بغیر بخل اور ظلم کے
برقرار نرہیگی اور محبت انسے بغیر سستی دین کے اور پیروی خواہش نفس انکی کے حاصل نہوگی پس جو کوئی تم
مین سے اسوقت کو پاوے اور پر فقر اپنے کے صبر کرے اور دولت انکی سے اپنے تئین ہٹاوے اور اوپر ناخوشی
انکی کے صبر کرے اور محبت انکی سے دست بردار ہو اور اوپر ذلت اپنی کے صبر کرے اور عزت کو چھوڑے اور غرض
اسکی بیچ ان امور کے سواے رضامندی خدا کے چیز دوسری نہو حق تعالیٰ اسکو ثواب پچاس ولی کا عنایت
کریگا اور حکیم ترمذی نوادر الاصول مین ساتھ روایت ابن عباس کے لائے ہین کہ مین ایکدن ردیف
آنحضرت صلعم کا تھا یعنے پس پشت آنحضرت کے سوار تھا فرمایا کہ مین تجکو کئی چیزین کہ نفع دینے والی ہین تعلیم کرونگا
مینے کہا البتہ فرمایا علیك بالعلم فان العلم خليل المؤمن والحلم وزيره والعقل دليله والرفق اخوه
والصبر امير جنوده یعنی لازم کرلے علم کو تحقیق علم دوست خیر خواہ مومن کا ہی اور حلم بمنزلہ وزیر اسکے کے ہی اور عقل
بمنزلہ راہ بر اسکے کے ہی اور رفق یعنی تواضع اور نرم خوئی بمنزلہ بھائی اسکے کے ہی کہ ہر وقت اس کے کام مین
آتی ہی اور صبر بمنزلہ امیر اور سردار اسکے کے ہی کہ کوئی مہم بدون اعانت اسکی کے فتح نہین ہوتی ہی اور
بیہقی نے اشعث بن سلامہ سے روایت کی ہے کہ اسنے ابو حاضرہ اسدی سے سنا کہ آنحضرت نے ایک شخص
کو یارون اپنے سے کہ ہمیشہ آپکی مجلس مین حاضر ہوتا تھا چند روز نہ دیکھا حال اسکا دریافت فرمایا یارون
نے کہا کہ اس نے فلانے پہاڑ مین گوشہ اختیار کیا ہی اور عبادت مین مشغول ہوا ہی فرمایا کہ اسکو میرے سامنے
لاؤ جب وہ شخص آنحضرت کی خدمت مین پہنچا فرمایا کہ تجکو کیا باعث ہوا کہ پہاڑ مین جا کر گوشہ اختیار کیا
تو نے اور مسلمانونکی صحبت سے کنارہ کیا تو نے اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے تئین صحبت
آدمیونکی عبادت خدا مین تشویش دیتی ہے فرمایا کہ صبر کرنا آدمی کا بیچ ایک صحبت مسلمانونکے اور
مکروہات اس صحبت کے اپنے اوپر گوارا کرنے بہتر اس عبادت سے ہین کہ خلوت مین بیٹھ کر ساٹھ برس تک
بجا لاوے اور بخاری نے کتاب الادب مین اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ساتھ روایت عبد اللہ بن عمر
کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ جو مسلمان آدمیون کے ساتھ ملا رہے اور ان کی
ایذاؤن پر صبر کرے بہتر ہی اس مسلمان سے کہ انکی ایذا اوپر صبر نکرے اور انکی صحبت کو چھوڑ دی اور نماز پس قناعت
اسکی دو طریق سے ہی طریق پہلا کہ نصیب عوام کی ہی یہ ہی کہ جب کوئی حاجت درپیش آوے اور کوئی چارہ

اسکا نجا مین اور سر انجام اسکا نکر سکین واسطے حاصل ہولنے اُس مطلب کے سجدہ مین جاوین اور
دوگانہ ادا کرین اور دعا مین مشغول ہون اور اس طریق کو ترمذی اور دوسرے صحاح نے اس وضع
پر روایت کیا ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ حاجۃ الی اللہ او الی احد من بنی آدم فلیتوضأ
ولیحسن الوضوء ثم لیصل رکعتین ثم لیثن علی اللہ ولیصل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم لیقل
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَۃَ مِنْ
کُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً ھِیَ لَکَ
رِضًی اِلَّا قَضَیْتَھَا یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ط یعنی کہا رسول اللہ نے جو شخص کہ ہووے اسکو
حاجت طرف اللہ کے یا طرف کسی آدمی کے پس چاہیے کہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر چاہیے
کہ پڑھے دو رکعتین پس چاہیے کہ ثنا بھیجے اوپر اللہ کے اور چاہیے کہ درود بھیجے اوپر نبی کے پس چاہیے
کہ کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ آخر تک اور فائدہ اس طریق کی استعانت کا یہ ہے کہ آدمی کو کوئی حاجت دنیا کی
حاجتون مین سے اپنی طرف نہ کھینچے اور بیچ حاصل کرنے اسباب اُسکے کے مستغرق نکرے اور باعث
غفلت کا خدا کی طرف سے نہو جاوے بلکہ پیش آنا حاجتون دنیاوی کا اُسکے حق مین حکم آنے نماز کا پکڑے
اور نظر اُسکی اور اسبابون سے منقطع ہوکر خالص مسبب الاسباب کیساتھ متعلق ہو اور ہر گاہ کہ تمام اسباب
اُسیکے قبضۂ قدرت مین ہین اور اُسی کے تصرف سے جمع ہوتے ہین اور اُسی کے ارادہ سے علیحدہ ہوجاتے ہین
تمام اسباب کے رنجون سے فراغت حاصل ہووے اور خصوصیتین اسباب کی کہ اکثر باعث حسد اور بغض اور طمع اہل
کی ہین اور پاسداری ان آدمیون کی جنکی طرف سے حصول اُن اسباب کا متوقع ہے نظر سے ساقط ہووے اور کم ہونا
اسبابکا اور زوال مرتبہ اور ریاست کا عقل کے نزدیک ہلکا معلوم ہو اور چھوٹنا اُنکا دشوار نہو اور طریق دوسرا یہ ہے کہ
بیچ استعانت کے ساتھ نماز کے حاصل ہونا مطلب کا لحاظ مین نہین رہتا ہے بلکہ کھینچنا نفس کا ساتھ تمام قوت
کے طرف جناب کبریا خدا تعالیٰ کے ہوتا ہے اسواسطے کہ حاجتین دنیاوی اکثر بسبب تنزل روح کے طرف شہوتون اور
اسباب شہوتون کے ہوتی ہین جب اسکو اس عالم سے طرف عالم بالا کے کھینچا جاوے اور استغراق بیچ لذت مکالمہ اور مناجات
الٰہی کے اور حضوری انوار جلال و جمال اُسکے کی حاصل ہووے اس طرف سے غفلت آجاتی ہے اور دنیا کی چیزوں سے خواہ درکار
اُسکے ہون یا نہون بیخبر ہوجاتا ہے جیسا کہ زخمی یا ہڈی ٹوٹے ہوئے کو وقت سینے زخم اسکے یا باندھنے ہڈی ٹوٹی ہوئی اسکی کے

تفہیم جاہلی طرح متشابہ بیان کرتے ہین کہ شیخ زوالا اس کو خدا و رسول کی بات جان لیتا وہ بھی بیچ مین جھوٹ ملا دیتے ہین بعض مفسرین بھی اپنے لوگون مین اپنے امامون کی باتون کو چھپا لیے ہی طور پر بیان کر دیتے ہین تین سے اُن نادانون کو یقین ہو جاتا ہے کہ یہ خدا ہی کا حکم ہے حالانکہ وہ فقط انہی زور پر ہے قرآن و حدیث سے انکار کر دیتے ہین

نشہ کی کہلاتے ہین تاکہ درد زخم اور ٹوٹ جانے ہڈی کے سے بے خبر ہووے ایسے ہی اس جگہہ جب جاہتے دنیاوی نفس کو بیچ کشاکش اپنی کے ڈالین چاہیے کہ اُسکو بیچ مطالعہ حسن محبوب حقیقی کے مشغول کرین تاکہ بسبب لذتون مشاہدہ اُس جمال کے اپنے تئین اور اور چیزونکو فراموش کرے اور بسبب اُٹھانے لذتونکے مکروہات اُسکی نظر مین خفیف دکھلائی دیوین اور یہ طریق اکثر معمول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا کہ خود ساتھ ذات پاک اپنی کے یہی طریق برتتے تھے اور اس طریق کو طریق قلندریہ کہتے ہین کہ واسطے غفلت کے امور دنیا کے سے باوجود آلودگی کے کوئی علاج بہتر اس سے نہین طریق خوف دلانے اور ڈرانے کا اور سمجھانا حُسن آخرت کا اور بقا اُسکی اور قبح دنیا اور فنا اُسکی کا طریق دشوار ہے کہ ہر کسی کو آسانی سے میسر نہین ہو سکتا ہے واسطے شیطان السبب اس کے کرنے شبہون اور وسوسون کے اس راہ کے چلنے سے اکثر شخصونکو اکثر وقتون مین مانع آتا ہے جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے بیت صنارہ قلندر سزد ار بمن نمائی ؛ کہ دراز و دور دیدم رہ و رسم پارسائی پس یہ نماز حکم شغل کا رکھتی ہے جیسا کہ نفی اور اثبات یا اسم ذات کہ واسطے برانگیختہ کرنے شوق اور دور کرنے خطرون کے تریاق مجرب ہے امام احمد اور ابو داؤد نے خذیفہ بن یمان رض سے روایت کی ہے کہ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا احزنہ امر فزع الی الصلوۃ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب غم مین ہوتے تھے اور کوئی امر درپیش آتا تھا تو التجا کرتے تھے طرف نماز کے اور نسائی اور ابن حبان نے ساتھ روایت صہیب رومی کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ کان الانبیاء یفزعون اذا فزعوا الی الصلوۃ اور ابن عساکر اور ابن ابی الدنیا ساتھ روایت ابی الدرداء کے لاے ہین کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانت لیلۃ ریح کان مفزعہ الی المسجد حتی تسکن واذا حدث فی السماء حدث من کسوف شمس او قمر کان مفزعہ الی الصلوۃ حتی ینجلی یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جسوقت ہوتی تھی رات کو ہوا سخت واسطے اُسکے التجا کرتے تھے طرف مسجد کے یہانتک کہ ٹھہر جاتی تھی اور جسوقت پیدا ہوتا تھا آسمان مین کوئی حادثہ جیسا کہ گہن سورج یا چاند کا رجوع کرتے تھے آپ طرف نماز کی یہانتک کہ صاف ہو جاتا تھا اور محب الدین طبری ساتھ روایت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لایا ہے کہ جسوقت آنحضرت کے گھر مین فاقہ ہوتا تھا اور رات کو کچھ نکھاتے تھے اور بھوک غلبہ کرتی تھی تو بار بار مسجد مین جاتے تھے اور نماز مین مشغول ہوتے تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک بیٹا اُن کے بیٹون مین سے قریب مرنے کے ہوا انکو خبر پہنچی بمجرد خبر کے نماز مین مشغول ہوئے اور ایسا نماز مین

استغراق کیا اور طول بجالاے کہ اُنکو کچھ خبر نہوئی یہانتک کہ اُس لڑکے کو دفن کرکے آئے آدمیون نے
پوچھا فرمایا کہ مجکو محبت اس لڑکے کی غالب تھی صبر اور مصیبت اُسکی کے نکرسکتا مین لاچار حکم خدا کیساتھہ
طرف نماز کے التجا لیگیا مین اور بے خبر ہوا مین گویا اشارہ فرمایا طرف اسبات کے کہ نماز کو صبر سے اسواسطے ترقی
کے اس آیت مین موخر کیا یعنی جب صبر سے کار برآری نہو تو نماز مین کمال استغراق کیساتھہ التجا لیجاوے
کہ وسوسون عقل اور وہم کے سے بے خبر کرتی ہی اور روح کو ساتھہ لذتون حضور کے پر کرتی ہے
یہانتک کہ گنجایش کسی خطرہ اور خیال کی اُس مین نہین رہتی ہے اسیواسطے طریق پہلا استعانت یکڑنیکا
نماز کے ساتھہ واسطے عوام کے بیچ کسوف اور خسوف اور نماز استسقا کے کہ وقت شدت قحط کے مشروح
ہے ظاہر کیا اور اس طریق دوسری کو خاص اپنے واسطے اور کاملون امت اپنی کے واسطے ٹھیرایا جیسا کہ
فرماتے ہین وَاِنَّہَا یعنے اور تحقیق وہ نماز کہ ساتھہ حضور دل اور تمام شرطون ظاہر اور باطن کے ہو
اور محبت مرتبے اور ریاست اور عورت اور فرزند اور مال دنیا کی دل سے دور کرے لَکَبِیْرَۃٌ یعنے
البتہ مشکل اور بھاری ہے ہر کسی سے نہین ہوتی ہے اِلَّا عَلَی الْخَاشِعِیْنَ یعنی مگر اُس گروہ سے کہ خوف
ساتھہ خشوع اور رجوع الی اللہ کے ہوئے ہین اور نفس اُنکا ساتھہ توجہ الی اللہ کے تسکین قبول
کرتا ہے اسواسطے کہ وہ نماز اُنکے حق مین قرۃ العین ہے یعنی ٹھنڈک آنکھہ کی جیسا کہ آنحضرت صلعم
فرماتے ہین قرۃ عینی فی الصلوٰۃ اور جسوقت نماز مین گئے مشاہدہ حق کا اُنکو میسر ہوا اور
بیچ لذت اُس مشاہدہ کے سب چیزونکو فراموش کیا اور مدت دراز تک اثر اُس لذت کا اُنکے
نفسون مین باقی رہا اور اگر بعضونکو یہ مرتبہ حاصل نہو کہ مشاہدہ عیانی اُنکے نصیب ہو لیکن اسقدر تو ضرور
ہو دیگا کہ اَلَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّہُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّہِمْ یعنی وہ لوگ کہ خیال کرتے ہین بیچ وقت مشغولی
نماز کے کہ وہ بیچ نماز کے ملاقات پروردگار اپنے کی کرتے ہین پس وہ اُنکو دیکھتا ہی گو وہ اُسکو نہ دیکھین
اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص بادشاہ کے دربار مین ساتھہ اس وضع کے حاضر ہووے کہ بادشاہ اُسکو
دیکھے اور وہ بادشاہ کو نہ دیکھے کہ البتہ فی الجملہ لذت حضور کی اُسکو حاصل ہو گی اور یہ بھی خیال کرتے
ہین وَاَنَّہُمْ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ یعنی اور تحقیق وہ طرف پروردگار اپنے کی بیچ نماز کے رجوع کرنیوالے
ہین اور جب کسی کو رجوع طرف کسی شخص کی ہوتا ہے ضرور جو مشقتین کہ چھوٹی چھوٹی چیزون سے
حاصل ہوتی ہین نظر اپنی سے ڈال دیگا اور شہوتین بالکل دور ہو جاوینگی جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے

بیت ہر آنکہ عشق یکے در دلش گرفت قرار ۔ روا بود کہ تحمل کند جفائے ہزار ۔ اور حدیث صحیح مین کہ
بیچ صحیحین کے مذکور ہے کہ الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک
یعنی نیک کرنا عبادت کا یہ ہی کہ عین عبادت مین ایسا خیال کرے تو کہ مین معبود اپنے کو دیکھتا ہون
پس اگر یہ بات تجھکو میسر نہین اسقدر خود مقرر ہے کہ وہ تجھکو دیکھتا ہے اور یہ بھی حضور مین کفایت کرتا ہی
اور لذت بخشتا ہی آور پھر کا ہکہ اس جگہہ تک بنی اسرائیل کو طریق حاصل کرنے ایمان اور تقوے کا جتلایا
کہ وہ صبر اور استغراق بیچ مناجات اور دوام حضور اللہ تعالی کا ہی اور یہ طریق بہت مشکل اور بھاری ہی
اسیواسطے بیان فرماتے ہین کہ اگر یہ راہ چلنا تم سے ممکن ہو تو راہ دوسری آسان زیادہ اس راہ سے کہ
بتلاتا ہون اور وہ راہ راہ شکر خدا کی ہی اسواسطے کہ حقیقت شکر کی ملاحظہ کرنا نعمتون منعم حقیقی کا ہی اور
ملاحظہ نعمتون کا باعث کثرت محبت کا ہی ساتھ منعم کے جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ جبلت القلوب
علی حب من احسن الیہا یعنی پیدا کئے گئے ہین دل اوپر محبت اس شخص کے کہ احسان کرے طرف
اسکے اور کمال محبت مفید لذت کی ہی کہ لذتون اور خواہش کی چیزون سے کامل اور قوی تر ہوتی ہی اور
برابر اس لذت کے سب لذتین کمتر ہوتی ہین جیسا کہ پھر خطاب فرما کر ارشاد کرتے ہین یا بنی اسرائیل
اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم یعنی اے بیٹو یعقوب کے یاد کرو تم اس نعمت میری کو کہ انعام کیا ہی مینے اوپر
تمہارے پس حق تمہارا یہ ہی کہ بیچ شکر اس نعمت کے اعمال نیک بجالاؤ اور اگر ملاحظہ دوسری نعمتونکے
سے عاجز آؤ تم جو نعمت کہ تمام نعمتونکی جمع کرنیوالی ہی ملاحظہ کرو اور وہ نعمت یہ ہی کہ مینے تمکو سب فرقون
بنی آدم کے سے ممتاز اور مستثنے کیا ہی وانی فضلتکم علی العالمین یعنی اور یہ کہ فضیلت دی
مینے تمکو اوپر تمام عالمون کے اسواسطے کہ تمہارے گروہ مین سے چار ہزار پیغمبر پیدا کئے ہین اور توریت
اور زبور اور انجیل اور دوسرے صحیفے الہیہ اوپر لغت تمہاری کے اور بیچ ہاتھ تمہارے کے اتارے ہین اور
بادشاہ عادل اور عالم باعمل بیچ تمہارے موجود کئے پس تم سب فرقون بنی آدم کے سے ساتھ اس
بزرگی کے ممتاز ہوے کہ کوئی فرقہ دوسرا اسوقت تک جائے نزول وحی الہی کا اور مخزن کتابون آسمانیکا
اور جاننے والا اسرار احکام شرعیہ کا اور واقف اوضاع اور اطوار نبیون اور فرشتون کا نہین ہوا اور یہی
فضیلت تمکو اوپر تمام موجودات کے اسوقت تک حاصل ہی پس حق اوپر تمہارے یہ ہی اسوقت مین کہ وقت
نزول کتاب جدید کا اور نبوت سید المرسلین کا ہی بھی سب خلق سے افضل ہو تم اور بیچ نصرت اس دین اور

فرمانبرداری اس کتاب اور اس پیغمبر کے رہو تم تاکہ فضیلت تمھاری اوپر تمام عالمون اسوقت کے بھی باقی رہے اور اس مرتبہ اور منصب سے کہ فتوا لکارخانہ شریعت کی ہے معزول نہو تم مفسرین ظاہربین یہہ مضمون اس لفظ کے کہ فضیلت دینی بنی اسرائیل کی اوپر تمام عالم کے ہے تردد کرتے ہین اور حال یہ ہے کہ کچھہ جگہہ تردد کی نہین اسواسطے کہ جسوقت سے فرقہ بنی اسرائیل کا پیدا ہوا ہے وقت خطاب تک کوئی فرقہ بیچ ان فضیلتونکے ساتھہ انکے شریک نہین ہوا ہے ہان یہ بات ہے کہ بعد اسکے بنی اسرائیل نے دعوت اس پیغمبر کی قبول نکی اور ایمان اس کتاب کا انکو میسر نہوا اس منصب سے گرے اور مانند اور آدمیونکے ہوے لیکن یہ وقت مضمون کلام سے خارج ہے اسواسطے کہ تفضیل بنی اسرائیل کی اوپر تمام عالمونکے اسوقت مین اس لفظ سے سمجھی نہین جاتی ہے تاکہ محل اشکال کا ہو اور تفضیل مجموع فرقہ بنی اسرائیل کی اوپر فرقون دوسرے کے بیچ فضیلتون بیان کئے ہوؤن کے قطعی ہے گو کہ بعضے نااہل فرقے کے لئے بسبب شامت نفس اپنے کے اُس فضیلت اپنی کو برباد کیا اور اسفل السافلین کو پہنچے جیساکہ قارون اور سامری اسواسطے کہ تفضیل کل فرقہ مین یہ ضرور نہین کہ ہر ہر فرد اُس فرقے کا اور فرقون سے افضل ہو جیساکہ فضیلت فرقہ سادات کی باقی امت پر اسبات کو نہین چاہتی کہ ہر شخص اُس فرقے کا غیر اپنے سے افضل ہو ایسی مثالون مین نظر ہیئت مجموعی کی طرف ہوتی ہے نہ ہر ہر فرد کی طرف اور اگر بنی اسرائیل کہین کہ پہلون ہمارے نے شکر ان نعمتون کا بخوبی ادا کر لیا ہے اور اس مرتبہ کو پہنچ گئے ہین کہ اب جو کوئی اولاد انکی مین سے ہو یا اُنکے ساتھہ وسیلہ پکڑے اسکو خوف باز پرس کا نہین اور اُنکی شفاعت اُسکے حق مین کافی ہے جو نظر رحمت الٰہی کی کہ ہمارے بزرگون کے حال پر مصروف ہوئی ہماری نجات مین کارگر ہوگی کہ نام اُنکا ہم لیتے ہین اور نسل اُنکی سے ہین کہتے ہین ہم کہ ساتھہ اس خیال کے فریفتہ مت ہو اور آخرت کے دنکو دنیا کے دن پر قیاس مت کرو وَاتَّقُوْا يَوْمًا یعنی اور ڈرو تم اُس دن سے کہ لَا تَجْزِىْ نَفْسٌ یعنی ادا نہین کریگا کوئی نفس اگرچہ کیسا ہی کامل اور نہایت شکرگذار منعم حقیقی کا اور مقرب اُسکی درگاہ کا ہوا ہو عَنْ نَّفْسٍ یعنی کسی شخص کی طرف سے گو بیٹا حقیقی اُسکا ہو یا تمام عمر نام اُسکا لیا ہو اور اپنے تئین اُسکی طرف نسبت کیا ہو اگر یہ شخص ناشکر ہے اور طریق کفر کا اختیار کیا ہو شَيْئًا یعنی کسی چیز کو حقوق شکر کے سے جو ذمہ اُسکے واجب الادا ہین یعنی جو حق اُسکے ذمہ تھا دوسرا شخص وہی حق اُسکی طرف سے ادا کرے اسواسطے کہ اسوقت مین اپنا شکر دوسرے کو دینا ممکن نہین وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ یعنی اور

تفسیر حلیمی
فرض ہے اور جو کنوؤن سے پانی سے سیراب کیا جائے اُس کی پیداوار مین بیسوان حصہ زکوٰۃ فرض ہے (ب) (طا ہجادری) اور بعضون نے زکوٰۃ سے مراد صدقہ فطر بھی سمجھا ہے یعنی عید کا صدقہ دو (کرنا) • جماعت کے پابند ہو یعنی نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کیا کرو نماز کو جماعت سے پڑھنے کا حکم زکوٰۃ کے بعد

قبول نکی جاویگی اُس نفس شکرگذار سے سفارش اُس نفس تقصیر کرنیوالے کے حق مین جو ناشکر اور کافر ہوا وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ یعنی اور نہ لیا جاویگا اس نفس شکرگذار سے فدیہ یعنے ناشکر اور کافر سے جو حق تلفی اور ناشکری خدا کی ہوئی ہے اُس کے بدلے مین کوئی چیز دوسری دیوے اگر بالفرض وہ چیز اُسکو بہم پہنچے وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ یعنی اور نہ اُن لوگون کے واسطے کہ تقصیر شکر مین کرتے ہین کوئی مددگار ہوگا کہ زور اور غلبہ سے عذاب کو اُن سے دفع کرے اور راستے دفع کرنے عذاب کے منحصر ان چار چیزون مین ہین یا ساتھ قہر اور غلبہ کے ہے یعنی کوئی زور سے اسکی عذاب کو ہٹا دے اور اس کو نصرت کہتے ہین اور یا بغیر قہر اور غلبہ کے ہے اور وہ دو قسم ہے یا سفارت بدون دینے کسی چیز کے خلاص کرا دے اور یہ شفاعت ہے اور یا ساتھ دینے کسی چیز کے اور وہ بھی دو قسم ہے یا ساتھ دینے اُس چیز کے ہے کہ ذمہ اُسکے واجب تھی بعینہ جیسا کہ ادا کرنا قرض کا اور تاوان اور مال معاوضہ کا یا ساتھ دینے عوض کے خلاصی کرا دین اور اسکا نام فدیہ ہے اور ہر گاہ کہ یہ چارون راستے خلاصی کے آخرت مین نیست و نابود ہین پس بھروسا کرنا اُس دن مین غیر پر بے وجہ ہے اُس مقام مین جاننا چاہیے کہ معتزلہ انکار شفاعت مین اس آیت سے دلیل پکڑتے ہین اور کہتے ہین کہ دن قیامت کے شفاعت نہو گی لیکن یہ نہین سمجھتے ہین کہ اس آیت مین نفی شفاعت کی اُسکے واسطے ہے کہ جسنے ہرگز شکر نعمت الٰہی کا نکیا ہو اور ایسا شخص اور کوئی نہین مگر کافر اور شفاعت بیچ حق کافر کے بالاجماع مقبول نہین پس کوئی جگہہ بحث اور نزاع کی نہین باقی ہے اس جگہہ یہی سوال جواب طلب اول یہ کہ بیچ نفی شفاعت اور فدیہ کے تاکید ساتھ ضمیر کے نفرمائی اور بیچ نفی نصرت کے تاکید ساتھ لفظ ہُم کے ارشاد کی اس طریق کے بدلنے مین کیا نکتہ ہے جواب اسکا یہ ہے کہ لانا ضمیر کا بیچ ایسے مقامونکے فائدہ حصر کا دیتا ہے جیسا کہ بیچ بحث ما انا قلت کے مقرر ہے پس معنی کلام کے یہ ہوئے کہ نصرت نہ دینی مخصوص ساتھ کافرونکے ہے اور مسلمانونکے واسطے اُسدن مین نصرت ہوگی اسواسطے کہ انتقام اُنکا اُنکے دشمنونسے قرار واقعی لینگے جیسا کہ دوسری آیتو نمین صراحۃً مذکور ہے کہ انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد وحقا علینا نصر المؤمنین یعنی تحقیق نصرت کرینگے ہم رسولون اپنے کی اور اُن لوگونکی جو ایمان لائے ہین دنیا مین اور آخرت مین اور ہمارے اوپر ہے نصرت مومنونکی اور قبول کرنا شفاعت کا کہ بے حکم ہو اور لینا فدیہ اور چھٹی کا کسی کیواسطے خواہ مومن ہو خواہ کافر خواہ صالح خواہ فاسق ہرگز نہو گا اسواسطے

اس جگہہ ضمیر حصر کے نلائے سوال دوسرا یہ ہی کہ اس آیت مین قبول شفاعت کو اوپر فدیہ لینے کے مقدم
فرمایا اور دوسری آیۃ مین کہ بیچ آخر اس سپارہ کے ہی بالعکس ارشاد ہوا اس عنوان بدلنے مین نکتہ
کیا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ جب کوئی شخص کسی بلا مین گرفتار ہوتا ہی اور عزیز اُسکے بیچ فکر خلاصی اُسکی کے
ہوتے ہین کوشش انکی اسی ترتیب کیساتھہ ہوتی ہی کہ اول جو اُسکے ذمہ حق ہے اُسکے دُور کرنے مین کوشش
کرتے ہین جب اس تدبیر سے بھی عاجز ہوتے ہین ساتھہ سفارش اور وسیلہ کے اُس بلا کو دفع کرتے ہین
اور جب اس سے بھی عاجز ہوتے ہین کچھہ عوض اور فدیہ اُسکی خلاصی کا دیتے ہین اگر یہ بھی کارگر
نہین ہوتا سب بھائی اور عزیز جمع ہوکر مستعد لڑائی کے ہوتے ہین کہ مراد نصرت سے یہی ہی پس اس
آیت مین یہ ترتیب کہ کثیر الوقوع تھی منظور ہوئی اور چونکہ بعضے شخص محبت مال کی دل مین بہت رکھتے
ہین اور کم ہمت ہوتے ہین اور سفارش کرنیوالونکا احسان اٹھانا اور عار اسکی اختیار کرنی نسبت
مال خرچ کرنے کے خفیف سمجھتے ہین اور جب تک ہوسکتا ہی مال کو بچالتے ہین ننگ و ناموس باقی رہے
یا نرہے ایسے لوگونکا قاعدہ یہ ہی کہ اول حیلہ سفارش اور وسیلہ کا کھڑا کرتے ہین بعد اسکے جب دیکھتے
ہین کہ بسبب اس حیلہ کے کار برآری نہوئی لاچاری سے فدیہ دینے پر مستعد ہوتے ہین اسیواسطے دوسری
آیت مین یہ ترتیب رکھی تاکہ اشارہ طرف حال دونو فریق کے ہوجاوے لیکن کثرت کی رعایت کرکے
پہلی ترتیب کو مقدم کیا اور دوسری ترتیب کو موخر فرمایا کہ نادر الوقوع ہی اور کام پست ہمتون کا ہی قابل
تقدیم کے نہین سوال تیسرا یہ ہی کہ بیچ مقام نفی شفاعت اور نفی فدیہ کے اوپر ضمیر مفرد کے کفایت
فرمائی ہی اور بیچ مقام نفی نصرت کے ضمیر جمع کی لائے اور اس طرح فرمایا ولا ھم ینصرون ولا ینصر احد احدا
جواب اسکا یہ ہی کہ نصرت کو اجتماع لازم ہی کہ تنہا ایک شخص کسی کی نصرت نہین کرسکتا ہی اور جب اشخاص
متعدد کبھی ہمراہ تقصیر وار کیواسطے نصرت کے جمع ہوتے ہین تو ہر ایک ہر ایک کی مدد کرتا ہی پس مدد کرنیوالے بھی
بہت ہوے اور نصرت جنکی کی وہ بھی بہت ہوے اس نکتہ کیواسطے ضمیر ہم کو جمع کرکے لائے گویا اشارہ
فرماتے ہین طرف اسبات کے کہ اگر سب گناہ گار ملکر چاہین کہ کوئی اُنکی نصرت کرے اور اس صورت مین
نصرت اُنکی سہل ہی کہ خود بھی جماعت کثیر ہین قوت مقابلہ کی رکھتے ہین چاہیے کہ دوسرا شخص اس حال
مین اُنکی نصرت کو قبول کرلے لیکن اسپر بھی کوئی قبول نکریگا چہ جائے اسکے کہ تن تنہا نصرت کا خواہان
اور طالب ہو اُسکی نصرت کرنی بہت مشکل ہی سوال چوتھا یہ ہی کہ یہ آیت بحسب ظاہر دلالت کرتی ہی اوپر اسکے

نقیصہ خلاصی شخص کو جو نابینا تھا اور کوئی شخص اسکو مسجد تک پہنچانے والا بھی نہ تھا جو نماز وہ اذان کی آواز سنتا تھا اسلئے اسکو بھی گھر مین نماز پڑھنے کی اجازت نہ تھی اور مسجد ہی مین حاضر ہوکر نماز پڑھنے کی تاکید فرمائی (م) صحابہ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت مین جماعت سے نماز پڑھنے کے بیچ وقت مسجد مین برابر دری نہین پہنچتی جو کھلا کھلا منافق

کہ شفاعت کیکے واسطے نہو اسیواسطے لفظ نفس کا دونو جگہ اور شیئًا کا عام واقع ہوا پہلے نفس مین تعمیم نفس
شفاعت کرنیوالے کی ہوئی اور دوسرے نفس مین تعمیم اُس نفس کی کہ جسکے واسطے شفاعت ہو اور شیئًا
مین تعمیم اُس چیز کی کہ جس مین شفاعت کیجاوے حاصل یہ ہوا کہ کوئی شفاعت کرنیوالا کسی شخص کی
کسی امر کیواسطے نہین ہوگا اور حال یہ ہی کہ اہل ملت کا اتفاق ہی اسبات پر کہ فی الجملہ شفاعت
ضرور ہوویگی معتزلہ بیچ حق غیر صاحب کبیرہ کے شفاعت جائز رکھتے ہین اور اہل سنت صاحب کبیرہ
کے حق مین بھی کہتے ہین الا کافر کو کوئی شخص قابل شفاعت کا نہین جانتا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ بہت
آیتین اور حدیثین شفاعت کے ہونے پر دلالت کرتی ہین پس تخصیص اس آیت کی ضرور ہی اہل
سنت کہتے ہین کہ خاص کافر کی شفاعت نہو گی اور کہتے ہین کہ معنی اس آیت کے یہ ہین کہ شفاعت
بے حکم آلہی کے اُسدن قبول نہوگی ساتھ دلیل اسکے کہ بہت آیتون مین نفس شفاعت کو مقید ساتھ
اس قید کے فرمایا ہی مانند یومئذ لا تنفع الشفاعة الا من اذن له الرحمن ورضی له قولا و من ذی الذی
یشفع عنده الا باذنه و من حمیم ولا شفیع یطاع ولا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له اور حدیثون
متواترہ سے ثابت ہوتا ہی کہ سوا کافر کے بیچ حق گناہگارونکے حکم شفاعت کا ہوگا پس معلوم ہوا کہ بالکل محروم
شفاعت سے فقط کافر ہین اور مناسب مقام کے بھی نفی اسی شفاعت کی ہی اسواسطے کہ اس کلام کو واسطے
رد کرنے خیال فاسد اہل کتاب کے اور جو وہم مذہب اُنکے ہین لائے ہین کہ یہ لوگ یہ سمجھتے ہین کہ ہم اولاد
نبیونکی ہین اور بزرگون کے ساتھ توسل ہمارا ہی ہمکو خوف مواخذہ اور بازپرس کا نہین ہی اور جانتے
ہین کہ باوجود کفر اور دوسری برائیون کے بھی بزرگ ہمارے ہمکو عذاب آخرت کے سے چھڑا لین گے
اور طریق رد کرنے اس خیال کا یہ ہی کہ جو شفاعت کہ تمہارے ذہن مین ہی اُسکے اوپر فریفتہ مت ہو
اسواسطے کہ ایسی شفاعت اُسدن مین نہین ہوویگی بلکہ شفاعت ہر شفیع کی اُسدن مین موقوف اوپر
حکم آلہی کے ہوگی اور جب کہ شفاعت اوپر حکم الہی کے ہوئی جگہہ اعتماد کی نرہی اسواسطے کہ فقط وسیلہ شفیع
کا اس امر مین کفایت نکریگا بلکہ حکم آلہی بھی درکار ہی اور اُسکا دونو طرح احتمال ہی چاہی ہو اور چاہے نہو بس
چاہیے کہ محض توسل کے ساتھ نازان مت ہو کہ یہ توسل سبب مستقل نہین اور اسی واسطے بعضے مفسرین نے
ضمیر منہا کی بیچ لا یقبل منها شفاعة ولا یؤخذ منها عدل کے راجع طرف نفس تقصیر وار کے کی ہی اور اسکو
یعنی منہا کو قید شفاعت منفیہ کی کی ہی یعنی قبول نہوگی وہ شفاعت کہ اس نفس تقصیر وار کے وسیلہ اور یاد

اور زاری اور عاجزی اُسکی سے دہم کیجاوے جیساکہ دنیا مین ہوتا تھا اور اس صورت مین اگلی
پچھلی ضمیر دن مین انتشار بھی نہین ہوتا ہی یعنی سب چیزین ایک شئے کیطرف رجوع ہو جاتی ہین اور نفی
شفاعت کی بھی بالکل لازم نہین آتی ہی اور اگر حقیقت شفاعت کی غور سے معلوم کرین مذہب
اہل سنت کا مانند آفتاب کے روشن ہوتا ہی اسواسطے کہ حقیقت شفاعت کی یہ ہی کہ کمال نفس کاملہ
انسانیہ کا کشادگی پیدا کرے اور نفسون ناقصہ کے تئین اپنے اندر لیلے اور نقصان اُنکا بیچ ضمن کمال
اُسکے کے آجاوے پس مدار شفاعت کا اوپر دو چیز کے ہی اول اسبات پر کہ کامل لوگونکا کمال منتشر اور
فراخ ہو جاوے کہ قیامت کے دن حاصل ہونے اُسکے کا محض عنایت اور فضل اپنے سے بسبب قبول
کرنے عمل اور کوشش اُنکی کے وعدہ کیا ہی اسواسطے کہ انتہا عمل اور کوشش کا حاصل کرنا کمالات کا ہے
اسوجہ سے کہ اُن کمالات مین ہیروا پنونکو بھی داخل کرلے کہ اُنکے نقصانونکو چھپالے اور کمال کے رنگ
مین ظاہر کرے اور یہ رتبہ فقط اُسکے فضل پر موقوف ہی اور اسی بسط اور احاطہ وہی کو شریعت مین اذن
اور حکم کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے دوسرے ہونا نفس ناقصہ کا اہل کمال کی تابعداری کرنیوالون مین سے
اور یہ امر بغیر ایمان اور صحت عقائد کے محال ہی اور اُسکو شریعت مین ساتھ اس عبارت کے تعبیر فرمایا ہی
کہ کافر اور منافق کیواسطے شفاعت نہین جیساکہ بیچ آیت ما کان للنبی والذین امنوا ان
یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی یعنے نہین لایق ہے واسطے نبی اور مسلمانون
کے کہ مغفرت چاہین واسطے مشرکون کے اگرچہ اُنکے قرابتی ہون اور ولا تصل علی احد منھم
مات ابدا ولا تقم علی قبرہ انھم کفروا باللہ ورسولہ کے مصرح ہے یعنی نہ دعا کر تو واسطے
کسی کے اُن مین سے کہ مر گیا ہمیشہ اور نہ کھڑا ہو اوپر قبر اُسکی کے تحقیق یہ لوگ منکر ہین اللہ کے اور رسول
اسکے کے اور چونکہ محققین فلاسفہ نے تحقیق معنی شفاعت کے کئے ہین وہ بھی تائید کرنیوالے اسی
تقریر کے ہین کہا ہی اونہون نے کہ حضرت واجب لوجود کا فیض عام ہی تصور کچھ ہی قابل کی طرف
سے ہی اور جائز ہے یہ بات کہ کسی فرد کو افراد مین سے صلاحیت فیض لینے کی بلا واسطہ جناب الٰہی سے
نہو اور دوسرے قابل کیواسطے سے اُس فیض کو قبول کر سکتا ہو پس دوسرا قابل درمیان اُس
شخص کے اور ذات عام الفیض باری کے ہو جاتا ہی اور اُسکی مثال ایسی ہے کہ آفتاب
روشن نہین کرتا ہی مگر مقابل اپنے کو تو آفتاب کے فیض مین مقابلہ شرط ہے یعنی جس شے پر اُسکی

تفسیر فلیمی
ان سب کی تفصیل
ترجمہ ... أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝
[illegible]

روشنی پڑتی اُسکے سامنے ہو اور بعضی چیزین جو اُسکے مقابلہ مین نہین ہوتی ہین جیساکہ گھر کی چھت
اس فیض سے وہ محروم ہین لیکن جب ایک طشت بھرا ہوا پانی صاف کا آفتاب مین رکھین شعاع آفتاب
کی اُس پانی صاف سے طرف چھت کے منعکس ہوگی اور اُسکو روشن کریگی پس ارواح انبیا کی
مانند پانی صاف کے درمیانی ہین واسطے بخشش الٰہی کے جیساکہ پانی صاف نے شعاع آفتاب کو طرف
چھت کے پہنچایا ایسی ہی یہ روحین رحمت الٰہی کو عام مسلمانون کی طرف پہنچاتی ہین مگر اسپر بھی استعداد
قبولیت نور کی شرط ہے یہان تک کہ اگر چھت استعداد روشن ہونیکی مطلق نرکھے تو پانی صاف کی
وساطت سے بھی روشن نہوگی مانند کافر کے کہ استعداد اُسکی برہم ہو کر بے نصیب مطلق ہو گیا اور ہر چند کہ
چھت مقابلہ آفتاب کے سے محروم ہے لیکن صاف پانی کے مقابلہ مین ساتھ کمال درجہ کی ہے اور بسبب
اُسی مقابلہ کے چھت کی روشنی پائی گئی اور جو کوئی کہ ایمان ساتھ نبیون کے نرکھے مانند اس چھت
کے ہے کہ ساتھ پانی صاف کے بھی مقابلہ اسکو حاصل نہین اس صورت مین پانی کے سبب سے بھی
روشنی اُس چھت کی تصور کرنی خیال خام ہی حاصل یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو مانند اس خیال خام کے رکھتے
تھے مایوس کرنے کے واسطے تاکید شکر بعضی نعمتون کے کہ اُنکے اسلاف پر مبذول ہوئین تھین یاد دلاتے ہین
اور فرماتے ہین کہ تم سب نعمتون مین سے اُن نعمتون کو یاد کرو کہ نمونہ دن قیامت کا تھا اور کوئی شخص نہ دون
اور مردون سے تمہاری یاد کو نہین پہنچا تھا اور ساتھ کسی وجہ کے اعانت اور امداد کی وجوہات سے
خلاصی تمہاری نہین ہو سکتی تھی وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ یعنی اور یاد کرو تم اسوقت کو کہ ہمنے خلاص کیا
اور نجات دی تم کو ساتھ قوت اپنی کے نکسی کے لئے باپ دادون تمہارے اور یار دوستون تمہارے
اور واسطے اشارہ کرنے کمال قوت کے ضمیر جمع کی کہ صیغہ جمع متکلم مع الغیر کا ہے اختیار فرمایا ہی والا
شروع یا بنی اسرائیل پہلی سے اس جگہہ تک صیغہ متکلم واحد کا مستعمل ہوا تاکہ توحید طرف باری تعالے
کے بیچ شکر کے اور ایمان لانے کے ساتھ آیتون منزلہ اُسکی کے سمجھی جاوے مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ
یعنی ہاتھون تابعون فرعون کے سے کہ بے شمار تھے اور ذکر تابعین کا کیا باوجود اسکے کہ باعث بدسلوکی
کا اصل مین فرعون تھا واسطے اشارے کے ہے طرف اُسکے کہ جو رئیس ساتھ کسی فرقے کے بدی
کا ارادہ کرتا ہے اور وزیر اور امیر اور تابعین باطن مین خیر خواہ اوس فرقے کے ہون تو
اس صورت مین مصیبت اس کی سہل ہوتی ہے اسواسطے کہ ارادہ اس رئیس کا بغیر مشارکت

اور سعادت ملازمین کے چندان پیش نہین جاتا ہے اور اِس جگہہ تابعین فرعون نے بھی فرعون سے زیادہ کمر اوپر عداوت اِس فرقے کے باندھی تھی اور سب کے سب بر سر پرخاش ہو کر یَسُوْمُوْنَکُمْ یعنی پہنچاتے تھے تمھارے تئین سُوْٓءَ الْعَذَابِ یعنی بڑا سخت عذاب اِس طرح سے کہ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَکُمْ یعنی بہت ذبح کرتے تھے بیٹون تمھارے کو اور یہ عذاب سخت تر عذابون مین سے ہے اسواسطے کہ ہلاک کرنا بیٹون کا سبب نیست اور نابود ہونے تمام فرقے کا ہے اور یہ بھی ہے کہ اگر مرد نہین تو معیشت عورتون کی بہت مکدر ہوتی ہے اسواسطے کہ کسب اور تلاش معاش کی ذمہ مردون کے ہے اور بھی قتل کرنا اولاد کا بعد اِسکے کہ کوشش اور مشقت مدت تک بیچ حمل اور پیٹ مین رہنے اُسکے کے کھینچی ہو اور وقت پیدا ہونے اُسکے کے امید قوی بیچ انتفاع لینے کے اُس سے ہوئے موجب نہایت کاہش روح کا ہے اور بھی جنس بیٹے کی باعتبار جبلت بشری کے زیادہ محبوب اور مرغوب ہے جنس لڑکی کی سے یہانتک کہ عربون نے کہا ہے بیت سروران مالہما ثالث + حیوۃ البنین و موت البنات پس بیچ ذبح کرنے بیٹون کے درد عقلی بھی ہے اور درد طبعی بھی ہے اور دونو الم کمال شدت کو پہنچے اور کاش تو ابع فرعون کے تمام اولاد تمھاری کو خواہ لڑکے خواہ لڑکیان قتل کرتے کہ بسبب اِسکے بعضی مصیبتین ہلکی ہوتین لیکن وہ فقط لڑکونکو مارتے تھے وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَکُمْ یعنی اور زندہ چھوڑتے تھے لڑکیون تمھاری کو اور لڑکیان ہر چند کہ ابتدا پیدایش مین محبوب اور مرغوب ہوتی ہین اور پیاری پیاری باتو سے فریفتہ کرتی ہین لیکن بعد جوانی کے جب وہ لڑکیان بالغ ہون اور ناکتخدا باقی رہین تو طرح طرح کے فکر اُنکی طرف سے واسطے اخراجات اور نفقون کے بھی اور اِس جہت سے بھی کہ دشمنون کے تحت مین آوین گی اور نہایت ذلت اور عار لاحق ہوگی باعث کمال غم اور الم کا ہونگی اور واسطے جتلانے اسی نکتہ کے ویستحیون بنا نکم نفرمایا اور یذبحون رجالکم نفرمایا اور تفصیل اِس مقام کی یہ ہے کہ کمال مشقت اور رنج بیٹونکے مرنے کا بیچ وقت صغر سنی کے ہے کہ ابھی قابل عقوق اور نافرمانی کے نہین ہوے اور امید منفعت کی اُن سے بجمیع الوجوہ برقرار ہے اور میل طبیعت کا اُنکی حرکتونکی طرف بدرجہ کمال اور نہایت مشقت اور رنج بیچ زندگی بیٹیون کے وقت بلوغ اُنکے کے ہے کہ اِس وقت مین طبیعت اُنکی طرف مائل نہین رہتی ہے جیسے کہ حالت لڑکپن مین طبیعت کو خوش آتی تھین اور طرح طرح کی ذلتین اور عار اُن کی جہت سے ہجوم کرتی ہین پس اگر یذبحون رجالکم و یستحیون

تفسیر حقانی دوسرے دیکھو تا اُن ایک کے عمل کرنے سے دوسرے کی معافی نہین ہو سکتی بعض علما یہ سمجھکر وعظ و نصیحت چھوڑ دیتے ہین کہ ہمارے اعمال بھی خود درست نہین ہین ایسے حال مین دوسرون کو ہدایت کرنا نہین دو نا گناہ ہوگا مگر یہ اُنکی غلطی ہے کیونکہ اگر وہ دوسرون کو منع کرینگے جب تو اُنکو خدا کا ایک فرض ادا ہوجائیگا اور نہین تو دونون فرض ہوگا دوسرے فرض ہونے کے تارک ہوا ایک

نساءکم یا یذبحون ابناءکم ویستحیون بناتکم فرماتے یہ شدت عذاب کی مفہوم ہوتی
باقی رہا اسجگہ ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ اس صورت مین یذبحون بدون واوکے واقع ہوا
اور سورۂ اعراف مین بھی یقتلون بغیر واو کے مانند اسی سورۃ کے واقع ہے اور سورۂ ابراہیم مین و
یذبحون واو کے ساتھ آیا ہے وجہ اسکی کیا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ یسومونکم سوء العذاب کو اس
سورۃ مین اور سورۂ اعراف مین ساتھ قتل اور ذبح ابنا اور ما بعد اسکی کے تفسیر فرمایا ہی پس حاجت
واو کی نہین بلکہ واو کا لانا مخل مطلب ہے اسواسطے کہ تفسیر اور مفسر دونو ایک چیز ہین درمیان اُن کے
مغائرت نہین تا گنجایش حرف واو کی ہو اور سورۂ ابراہیم مین یسومونکم سوء العذاب سے
اور تکلیفات شاقہ مراد رکھی ہین کہ فرعون کے متعلقین فرقہ بنی اسرائیل کو دیتے تھے بعضی
ان تکلیفات مین سے یہ ہی کہ جو لوگ ان مین زبردست اور قوت والے تھے اُنکو خدمت پتھرون کے
اٹھانیکی پہاڑون مین سے واسطے عمارت باغون اور مکانات فرعون کے مقرر کی تھی یہانتک کہ
ہاتھون اور گردنون مین زخم ہوگئے تھے اور پیٹھین بھی اُنکی مجروح ہوگئی تھین اور جو لوگ انمین
کمزور تھے اُنکو واسطے لیجانے چھوٹے چھوٹے پتھرون کے اور گارے کے قرار دیا تھا اور بعضونکو انمین سے
واسطے بنانے کچی اینٹون اور پکانے اُنکے کے آوہ مین معین کیا تھا اور ایک جماعت کو واسطے کام
نجار اور لوہار اور صاف کرنے رستون اور گھرون کے متعین کیا تھا اور جو ان سب سے ضعیف ہوتا تھا
اور کسی کام مین نہین آتا تھا اُسکے سر پر جزیہ مقرر کیا تھا کہ سال بسال اور ماہ بماہ ادا کرے اور
بنی اسرائیل کی عورتون کو بطریق بیگار کے واسطے کاتنے کتان کے اور بُننے کپڑون کتانی کے
اور بعضیونکو واسطے اور کامون ذلیل اور ناچیزون کے ٹھرایا تھا یہانتک کہ مرد اور عورتین بنی اسرائیل
کی اسحالت سخت مین آرزو موت کی کرتی تھین اور زندگی اپنی سے بیزار ہوتی تھین اور یہ بات
ظاہر ہے کہ مارنا بیٹون کا اور یہ چیزین آپس مین مغائر ہین واسطے مغائرت کے درمیان مضمون دونو
جملون کے لانا حرف واو کا کہ دلالت اوپر اُسکے کرتا ہی ضرور پڑا باقی رہی یہ بات کہ اس جگہہ کسواسطے جملہ
یذبحون کو تفسیر یسومونکم کی گردانا اور سورۂ ابراہیم مین کسواسطے تفسیر نہ مقرر کیا اور مغائر اُسکے
ٹھیرایا اور بلاؤن مین شمار کیا پس وجہ اسکی یہ ہی کہ اس سورۃ مین اور سورۂ اعراف مین یہ دونون
جملے جملہ کلام الٰہی کے سے واقع ہوئے اور حق تعالی کو بسبب کمال مہربانی اور رحمت کے کہ اوپر حال بندو

رکھتا ہے شمار کرنا محنتون اور بلاؤنکا منظور نہ پڑا اسواسطے کہ یاد دلانا بلا کا یہ بھی ایک قسم کا عذاب ہی
اور سورۂ ابراہیم مین یہ دونو جملہ حضرت موسیٰ کے کلام مین واقع ہوے اور حضرت موسیٰ کو حکم تھا کہ تمام
محنتون اور مشقتونکو بنی اسرائیل کو یاد دلاوین کہ فرمایا وَذَكِّرْهُم بِأَيَّامِ اللَّهِ اور یہی کلام حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہم عصرون اپنے کے تھے کہ تمام مشقتون اور محنتون سے واقف تھے اور
یہ کلام خطاب ہی ساتھ اُن بنی اسرائیل کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین تھی کہ ہرگز انھون نے
مشقتین نہ دیکھی تھین بلکہ اکثر اُن مین سے اُن مشقتون اور محنتون سے واقف بھی نہ تھے مگر مشقت
قتل بیٹون کی کہ یہ حال اُن مین بطریق تواتر کے رائج اور مشہور رہا تھا ضرور اسی مشقت کا فقط ظاہر
کرنا منظور رہا اور حقیقت مین یہی مشقت بڑی مشقتونمین سے اور خاتمہ بلاؤن کا تھا جیسا کہ فرماتے ہین
وَفِي ذَٰلِكُم یعنی اور بیچ اس مذکور کے کہ مارنا بیٹون کا اور باقی رکھنا لڑکیون کا ہو بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ
عَظِيمٌ یعنی آزمایش تھی پروردگار تمھاری سے بہت بڑی اسواسطے کہ ساتھ اس مرتبہ کے مسلط کرنا
دشمن کا کہ بیٹون کو جو سب سے عزیز ہین برباد کرے موجب کمال ذلت اور رسوائی اور رنج اور اندوہ
کا ہے اور یہ تمام اسواسطے تھا کہ خلاصی بعد اس بلاء عظیم کے تمھاری نظر مین عظمت پیدا کرے اور قدر
اُس نعمت کی جانو تم اور یہ بھی سمجھو کہ جو کوئی بلا سخت پر صبر کرے مستحق بڑی جزا کا ہوتا ہی خصوصاً
بیچ دار الجزا کے اور یہ بھی جانو تم کہ سواے ذات پاک خداے تعالیٰ کے دنیا کی سختیون مین بھی کوئی کام
نہین آتا ہی اسواسطے کہ اُسوقت مین کوئی زندون اور مردون سے تمھاری فریاد کو نہ پہنچا اور
نہ تمکو ہاتھ فرعون اور فرعونیون کے سے ساتھ زور اور غلبہ کے خلاص کیا اور نہ بدلے تمھارے اور
کسیکو یہ محنتین اُٹھانے کو لا دیا اور نہ محنتین تمھاری اپنے اوپر لین پس جبکہ دنیا مین کہ وقت اعانت
اور نصرت ایک دوسرے کا ہے کوئی تمھارے کام نہ آیا آخرت مین کہ وقت نفسی نفسی کا ہی توقع امداد
اور اعانت کی غیر سے رکھنی خیال خام تمھارا ہے اور وجہ عداوت فرعون اور فرعونیون کی ساتھ فرقہ
بنی اسرائیل کے یہ تھی کہ فرعون کہ نام اُسکا ولید بن مصعب تھا اور اُسکا واسطے روشن ہونے چہرہ اُسکے کے قابوس
لقب تھا کیونکہ قابوس چنگاری روشن کو کہتے ہین اور اسواسطے کہ وہ بادشاہ ملک مصر کا تھا اوس کو
فرعون کہتے تھے کہ اس لفظ کے معنی قبطیون کی لغت مین بادشاہ کے ہین جیسا کہ لفظ سلطان
کا بیچ لغت عرب کے اور لفظ شاہ کا بیچ لغت فارسی کے اور لفظ راجہ کا بیچ لغت ہندی کے جیسا کہ لفظ قیصر

تفسیر عملی
سبحان اللہ بھلا ایسا کوئی بھی ہے جو ساری نیکیان کرتا ہو اور اس سے کوئی برا کام نہ ہوتا ہو ہان یہ بات البتہ ہے کہ عالم کو عمل کرنیکی کوشش کرنا زیادہ تر فرض ہی اور جو ملامت لوگونکو بتانے اور خود عمل نہ کرنیکے بارے مین ہے وہ ملامت عمل نہ کرنیکا سبب ہے بتلانے پر نہین ہے کیونکہ بتانا بھی فرض ہی تھا اسکی تعمیل مین ایسی ملامت ہو ہی نہین سکتی تو خود عمل کرنا

بیان وجہ دشمنی فرعون اور فرعونیون کا ساتھ فرقہ بنی اسرائیل کے

قابض ہوا اور سامان مرتبے اور حشمت کا اوسکو ہر طرف سے بہم پہنچا تب یہ بات ٹھہرائی کہ تمام رعایا ادنی
سے لیکر اعلے تک میرے واسطے سجدہ کیا کریں چنانچہ اول اوسکو ہامان نے سجدہ کیا بعد اوسکے اور امیروں
اور سرداروں نے سجدہ کیا اور جو لوگ دور دور پایۂ تخت اوسکے سے رہتے تھے اون کے واسطے تصویریں اپنی
شکل کی سونے کی بنوا کر اور پر تختوں ہاتھی دانت اور آبنوس و چاندی کے قایم کرکے اور گرداگرد اون
تختوں کے درخت سنہری تنہ کے کہ پتے اون کے زمرد کے بنائے تھے لگوا کر اوپر ہر شاخ اون کی کے جانور
چاندی کے تیار کرکے اور چونچ اون جانوروں کی پاکیزہ جواہر کی درست کرکے بٹھلادیے تھے اور ہر جانور میں
ایسی ترکیب رکھی تھی کہ جسوقت اون کو خادم اوس تخت کی حرکت دیتے تو اون کے پیٹ میں سے
یہ آواز نکلتی کہ اے مصر کے لوگو فرعون خداوند تمہارا ہی واسطے اوسکے سجدہ کرو اس آواز کو سنکر
آدمی قصبوں اور گاؤں کے بے اختیار سجدہ کرنے لگے اور جسوقت تمام اہل مصر فرعون کی پرستش
میں گرفتار ہوئے تھے بنی اسرائیل نے اونکی موافقت نکی اور سجدہ نکیا فرعون نے سرداروں اون کے
کو اپنے روبرو بلوا کر تنبیہ سے کہا کہ تم میرے واسطے سجدہ نہیں کرتے ہو اور میری تصویروں کو بھی نہیں
پوجتے ہو معلوم ہوتا ہے کہ زندگانی تمہارے اوپر بھاری ہے اگر مجھکو اور میری تصویروں کو سجدہ نکروگے تو
تم کو ساتھ طرح طرح کی عذاب کی تکلیف دونگا یہ کہا اور جلادوں کو مع تمام سامان عذاب کرنیکے اپنے
روبرو بلایا اور بنی اسرائیل کو ڈرایا بنی اسرائیل کے سرداروں نے اپنی قوم سے کہا کہ عذاب فرعون کا زیادہ ایک
ساعت سے نرہیگا اور عذاب خدا تعالے کا ہمیشہ رہنیوالا ہے بہتر یہ ہے کہ فرعون کے عذاب پر
صبر کرو اور اوسکے واسطے سجدہ نکرو تمام فرقے بنی اسرائیل کے نے اوپر اسی ارادہ کے اتفاق کیا
اور فرعون سے ظاہر کہا کہ سجدہ سوائے خدا کے دوسرے کو جائز نہیں ہم ہرگز تجھکو سجدہ نہیں کرینگے
جو چاہے سو کر فرعون نے تانبے اور لوہے کی دیگیں منگوا کر اور ان دیگوں میں زیتون کا تیل
اور گندک ڈلوا کر آگ پر رکھکر گرم کروایا جب وہ خوب گرم ہوگئیں اور تیل اور گندک جوش کرنے
لگی تو بنی اسرائیل کو اون دیگوں میں ڈلواتا تھا اور جلواتا تھا اور بنی اسرائیل ہرگز اوسکو سجدہ نکرتے
تھے اور اس عذاب پر صبر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ پروردگار ہمارا وہی خدا ہے کہ پروردگار ابراہیم اور
اسحاق و یعقوب کا تھا ہم اوپر اسی پروردگار اپنے کے ایمان رکھتے ہیں یہانتک کہ زیادہ کثیر بنی
اسرائیل سے جلائے گئے ہامان کہ وزیر فرعون کا تھا واسطے سفارش کے اوٹھا اور عرض کیا کہ بادشاہا

ابھی انکو مہلت فرما دی تاکہ سوچ سمجھکر حکم بادشاہ کا قبول کریں فرعون اوسکے کہنے سے جلانے سے
باز رہا لیکن اس فرقے پر بیگاریں کہ پہلے ذکر اونکا ہو چکا مقرر کیں یہانتک کہ فرعون نے تین رات دن
خواب دہشتناک اور وحشت میں ڈالنے والے دیکھے کہتے ہیں کہ ایک آگ اوسکو خواب میں نظر آئی
کہ تمام شہر مصر اور قبطیوں کے ملک کو جلاتی ہوئی چلی آتی ہے اور جب کہ محلہ بنی اسرائیل میں گذرتی
ہے کسی کو نہیں جلاتی ہے اور بنی اسرائیل کے محلہ میں سے ایک بڑا اژدہا نکلا اور فرعون کو اوپر دوڑکر
اوسکو تخت کے اوپر سے اوندھا ڈالا صبح کو اٹھا اور نجومیوں اور تعبیر دینے والوں کو جمع کر کے تعبیر اس
خواب کی پوچھی سبنے کہا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ اوسکے سبب سے بادشاہت تیری زوال
قبول کریگی فرعون نے جب یہہ تعبیر سنی کوتوال شہر کو بلوا کر حکم فرمایا کہ ایک ہزار پیادہ بنی اسرائیل کے محلہ
میں مقرر کرے اور ہزار دائیاں ہمراہ اون کے ہوں تاکہ بنی اسرائیل کے گھروں میں تلاش کریں اور
جس گھر میں دیکھیں کہ بیٹا پیدا ہوا اوسکو مار ڈالیں اور لڑکیوں کو چھوڑ دیں بموجب حکم فرعون کے
دو برس تک اسی طرح کا ظلم بنی اسرائیل پر جاری رہا جب تیسرا سال ہوا عاذکہ نام عمران کی بی بی کا تھا
اور عمران بنی لاوی کے سرداروں میں سے تھا اور لاوی بڑا بیٹا حضرت یعقوب علیہ السلام کا ہے حضرت
موسی علیہ السلام اون کے پیٹ میں رہے اور دائیاں فرعون کی ہر روز ان کے گھر میں اور پیادے دروازہ
پر تلاش کے واسطے آتے تھے جب تولد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قریب ہوا ایک دائی نے فرعون کی
دائیوں میں سے احتیاط کے واسطے ان کے گھر میں رہنا اختیار کیا اور حضرت موسی علم رات کبوقت پیدا
ہوئے بجرد پیدا ہونیکے آنکھ دائی کی انکے چہرہ مبارک پر پڑی بے اختیار محبت انکی نے اوسکے دل میں
غلبہ کیا اور ہرچند چاہا کہ اون کو مارے ہرگز قادر نہوئی آخر انکی ماسے کہا کہ میرا ہاتھ اس لڑکے کے مارنے
کیواسطے نہیں چلتا ہے اسکی تدبیر کیا ہے انکی مانے کہا کہ ہمارے پڑوس میں ایک بکری کا ذبح کرنیوالا
ہے ایک ٹکڑا بکری کے گوشت کا اوس سے لاکر اور ایک ہانڈی میں ڈال کر پیادوں کو کھلادے کہ اچھا
لڑکا پیدا ہوا تھا مینے اوسے مار ڈالا اور اوسکے دبانے کے واسطے جنگل میں جاتی ہوں جسوقت کہ پیادے
تحقیق کرنیکے واسطے آئے دائی نکلی اور پیادوں کو ہانڈی سربندھی ہوئی دکھلادی کہ یہہ لڑکا اس گھر
میں پیدا ہوا تھا مینے اوسکو مارا ہے اور جنگل میں لئے جاتی ہوں پیادے کہ دائیوں کے کہنے پر اعتبار رکھتے تھے
زیادہ تحقیق نکی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام گھر میں رہے لیکن فرعون کو نجومیوں نے اور تعبیر دینے

والوں نے جمع ہو کر خبر پہنچائی کہ وہ لڑکا پیدا ہوا ہے اور ستارہ اوسکے نے طلوع کیا خبردار رہنا چاہئے
اور تلاش کرنی ضرور ہے فرعون نے کوتوال کو تقید کی اور اوسنے پیادوں کو اوپر نہایت سختی کی
پیادوں نے کہا کہ ہم نے ایک گھر میں زیادہ تحقیق نہیں کی ہے دائی کے کہنے پر بھروسا کر لیا ہے
اگر فرماؤ اوس گھر کے اندر جاویں اور تلاش کریں اور دائیوں کے کہنے پر بھروسا نکریں کوتوال نے
فرمایا جلدی جاؤ اور بے پردہ گھر میں گھس جاؤ تاکہ اگر لڑکے کو چھپا لیا ہو تو ظاہر ہو جاوے پیادے
بغیر اطلاع کو عمران کے گھر میں آئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بڑی بہن اپنی کی گود میں کہ مریم نام تھا تھے
بہن اونکی نے جب دیکھا کہ پیادے شور کرتے ہوئے اندر گھر کے آئے حضرت موسیٰ کو تنور میں ڈالدیا
کہ تنور اوسوقت گرم اور روشن تھا اور اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ اگر یہ لڑکا ظاہر ہو جاویگا تو
تمام گھر کے آدمی مارے جاویں گے اور یہ لڑکا بھی مارا جاویگا اور اگر اس لڑکے کو تنور میں ڈالوں تو فقط
جان اس لڑکے کی جاویگی لیکن اور آدمیوں کی کہ گھر میں ہیں جان بچ رہے گی پیادوں نے تمام گھر
کو تلاش کیا کسی جگہ نشان لڑکے کا نپایا اور تنور کو دہک رہا تھا نہ دیکھا اور اوسپر اگر چلے گئے والدہ
حضرت موسیٰ کی کہ اس حادثہ میں نہایت خوف سے بیخود ہو گئی تھیں بیٹی اپنی سے بعد افاقہ کے حال دریافت
کیا کہ اوس لڑکے کو کہاں ڈالا تو نے اوسنے کہا کہ اضطراب کے سبب تنور میں ڈالا ما اونکی بہت غمناک ہوئیں
اور تنور پر آکر دیکھا کہ تنور شعلے مار رہا ہے اوسوقت زندگی اونکی سے مایوس ہوئیں یکایک تنور کے اندر سے
آواز آئی کہ ای ماں غم مت کھا کہ حق تعالیٰ نے اس آگ کو میرے اوپر سرد کر دیا ہے جیسا کہ اوپر ابراہیم
علیہ السلام دادا میرے پر سرد کیا تھا والدہ ان کی حیران ہو گئیں اور کہا کہ اب کیا تدبیر ہے کہ تجکو تنور
سے باہر نکالوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاتھ اپنا دراز کر کے تنور سے مجکو نکال لے کہ ہاتھ
تیرے کو اس آگ سے کچھ ضرر نہ پہنچیگا اور اسوقت میں عمر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چالیس دن کی ہوئی
تھی بعد اسکے کہ ماں اون کی نے تنور سے اونکو نکالا اپنے گھر کے لوگوں سے مشورہ کیا کہ یہ لڑکا اگرچہ کہ عجائب
قدرت الٰہی کی سے ہے لیکن آخر لڑکا ہی روویگا اور آواز نکالے گا اور پیادے فرعون کے جابجا گھر گھر تلاش
کرتے پھرتے ہیں آواز اوسکی سنینگے اور ہم کو اور اسکو مار ڈالیں گے بہتر یہ ہے کہ اس لڑکے کو صندوقچہ
میں رکھکر دریائے نیل میں چھوڑ دیں تاکہ گاؤں میں سے کسی گاؤں میں یہ ہاتھ کسیکے جا پڑیگا اور زندہ
رہیگا اور ہم بھی خوف فرعون کے سے نجات پاویں گے گھر کے لوگ سب اس مشورہ پر متفق ہوئے اور

ایک بڑھئی کو کہ سانوم اوسکا نام تھا پوشیدہ بلا کر لائے اور کہا کہ ہمکو ایک صندوقچہ کہ طول اور عرض اوسکا اسقدر ہو بنا دے اور اسطرح تختوں کو وصل کر کہ جگہ آنے جانے پانی کی اوسمیں نرہے اوس بڑھئی نے کہا کہ یہ صندوقچہ کسواسطے بنواتے ہو حضرت موسی علیہ السلام کی ماں کے زبان سے نکلا کہ ہمارے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے چاہتے ہیں کہ اوسکو دریای نیل میں چھوڑ دیں تا کہ ایسا نہ ہو کہ بادشاہ پر ظاہر ہووے اور ہم کو مار ڈالے اوس بڑھئی نے کہا کہ بہت خوب میں رازدار تمہارا ہوں اور کسی سے نہیں کہنے کا اور صندوقچہ تیار کیے دیتا ہوں جب اپنے گھر میں پہنچا سنا کہ منادی فرعون کا پھرتا ہے کہ جو شخص ہمکو اوس لڑکے کا پتا بتلا دے کہ ان دنوں میں بنی اسرائیل میں پیدا ہوا ہے اوسکو ایسا ویسا انعام ملیگا بڑھئی کی دیگ طمع جوش میں آئی اور چاہا کہ کوتوال کے روبرو جا کر اظہار کرے ابھی قدم دروازہ سے باہر رکھا تھا کہ اندھا ہوگیا اور دونو پاؤں اوسکے ٹخنوں تک زمین میں دھس گئے اور غیب سے ایک آواز سنی کہ اگر اس بھید کو کسی سے تو نے کہا فی الفور زمین میں تجکو غرق کر دیں گے بڈھے نے توبہ نصوح کی اور اندھے ہونے اور دھس جانے زمین سے نجات پائی اور اپنے گھر میں آ کر اوسی رات صندوقچہ موافق فرمایش والدہ حضرت موسیٰ کے تیار کیا اور دریچہ اوس صندوقچہ میں طرف آسمان کے کھول کر رات ہی کو روبرو والدہ حضرت موسیٰ کے پہنچایا حضرت موسیٰ کی والدہ نے خطیر رسم اجرہ کا اوسکے روبرو لائیں اوسنے کہا کہ میں دل اور جان سے مرید اور معتقد اس لڑکے کا ہوں میں بالکل مزدوری اس لڑکے کے کام پر نہ لونگا مگر اتنا چاہتا ہوں کہ مجکو اس لڑکے کی زیارت سے مشرف کرو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے حضرت موسیٰ کو اوسے دکھلایا اوسنے آنکھیں اپنی انکے قدموں پر ملیں اور رخصت ہوا اول جو شخص کہ ایمان حضرت موسیٰ علیہ السلام پر لایا تھا یہی بڑھئی تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے دو دن توقف کیا جب دوسری رات آئی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غسل دیا اور خوشبو ملی اور کپڑے نئے پہنائے اور اونکو صندوقچہ میں رکھکر گریہ و زاری کرتی ہوئی رود نیل کے کنارے پر لے گئیں یکایک ابلیس لعین بصورت اژدہای سیاہ بہت بڑے کے نمودار ہوا اور کہا کہ اگر اس لڑکے کو دریا میں ڈالے گی ایک لقمہ اسکا کر جاؤنگا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ بہت عاقل تھیں معلوم کر لیا کہ اگر یہ اژدہا اصلی ہوتا گویائی اور کلام اوسمیں کہاں ہوتی معلوم ہوتا ہے کہ یہ شیطان ہے اوسکے کہنے کا خیال نہ کیا اور اونکو دریا میں ڈالدیا اور بکمال غم و الم میں بھری ہوئی اپنے گھر کو اولٹی آئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام

تقسیم چغلی آخر ان کے کا وبال انھیں جانب ... کی گردن پر لا دیا جاتا ہے ... خدا کی بدترین مخلوق ... داخل ہوجاتا ہے ان عالم جب ... عمل نہ کرنے کی وجہ سے اپنا خسارہ تو کیا ہی لیکن خلق خدا کو بڑے ... میں ڈالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب برائیوں میں بھاری برائی عالم کی برائی ہے ... خصوصا اس غفلت کے زمانے میں ہر جا ... دیکھو

کی ہمشیرہ سے کہا کہ اگر میری زندگی چاہتی ہے تو پیچھے اس صندوقچہ کے جا اور دیکھتی رہ کہ کہاں جاتا ہے اگر شہر کے کنارہ سے علحدہ چلا گیا تو خاطر ہماری جمع ہوگی اور اگر شہر کے آدمیوں میں سے کسی نے اس صندوقچہ کو دیکھکر اوٹھا لیا تو یقین ہے کہ بادشاہ کے پاس لیجاوے گا ہمشیرہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صندوقچہ کے ہمراہ دریا کے کنارہ پر جاتی تھی اور مثل بانجان کے دور سے دیکھتی چلی جاتی تھی کہتے ہیں کہ پیدا ہونے حضرت موسیٰ تک بارہ ہزار لڑکے بنی اسرائیل کے قتل کئے گئے تھے اور نوے ہزار حمل بخوف اسکے کہ مبادا لڑکا پیدا ہوا ور فرعون اسکو ہلاک کریں گرائے گئے تھے اور یہ سب تدبیریں فرعون کی تقدیر الٰہی کے مقابلہ میں کچھ بھی کارگر نہوئیں القصہ وہ صندوقچہ دریائے نیل کے درمیان میں سے نکل کر اوس نہر میں کہ فرعون دریائے نیل سے کہدوا کر اپنے باغ میں لے گیا تھا اور نام اوسکا عین الشمس رکھا تھا جا پڑا اور پانی میں بہتا ہوا عین فرعون کے باغ میں پہنچا اوسوقت فرعون باغ کی سیر کر رہا تھا اور بی بی اور لڑکی فرعون کی اور اور محل کے لوگ ہمراہ تھے جب دیکھا کہ ایک صندوقچہ نہر میں آتا ہے دوڑے اور اوس صندوقچہ کو اوٹھا کر فرعون کے سامنے لے گئے حضرت موسیٰ کی بہن نے جب دیکھا کہ صندوقچہ پانیکے ساتھ باغ کی نہر میں چلا گیا دوڑی گئی اور اپنی والدہ کو خبر کی انکی والدہ اسوقت کمال بیتاب ہوئیں اور قریب تھا کہ بے اختیار ہو کر روتی پیٹتی ہوئی گھر سے نکلیں حق تعالیٰ نے اونکے دل میں الہام فرمایا کہ غم مت کھا اور تماشا قدرت ہماری کا دیکھ کہ اوسکو کس تدبیر سے پاس تیرے پہنچاتے ہیں اور آخر کو رسولوں اولوالعزم سے کریں گے القصہ جب فرعون نے دیکھا کہ ایک لڑکا حال کا پیدا ہوا صندوقچہ میں رکھا ہوا ہے ہامان وزیر اپنے کو بلایا اور کہا یہ وہی لڑکا ہے کہ نجومی مجکو اس سے ڈراتے تھے میرے اقبال کو دیکھ کہ کسطور خود بخود پاس ہمارے آیا اب اسکو مار ڈالو عورت فرعون کی کہ آسیہ نام اوسکا تھا بمجرد دیکھنے جمال جہان آرای حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فریفتہ ہوئی اور کہا کہ اس بے گناہ کو ساتھ گمان فاسد کے مت مارو اور زندہ رہنے دو کہ شاید ہمارے کام میں آوے یا اوسکو بیٹا اپنا بنالیں کہ ہمارے بیٹا نہیں ہے فرعون نے بہ سبب اصرار عورت اپنی کے حضرت موسیٰ کے مارنے سے ہاتھ کھینچا اور فرعون کی بی بی نے اونکو بیٹا اپنا کر لیا اور حکم کیا کہ دائیوں کو واسطے اس لڑکے کے لاویں جس دائی کو لاتے تھے حضرت موسیٰ دودھ اوسکا نہیں پیتے تھے یہانتک کہ بہن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نے کہ انکے حال کے معلوم کرنے کے واسطے باربار فرعون کے دروازہ پر جاتی تھی

یہ ماجرا سنکر کہا کہ میں ایک دائی بتلاتی ہوں کہ لڑکوں کی پرورش کرنے کے طریق خوب جانتی
ہے اور اس کام میں وہ بے مثل ہے غالب ہے کہ یہ لڑکا اوس دائی کا دودھ پی لیگا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام
کی ماں کو بلا کر لے گئی حضرت موسیٰ اپنی ماں کا دودھ پینے لگے فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ
کا ایک اشرفی اوس ولایت کے چلن کی روزینہ مقرر کیا اور کہا کہ اس لڑکے کو یہی دائی دودھ پلاتی
رہے حدیث شریف میں ہے کہ مثال غازیوں امت میری کی کہ بادشاہ او وزیر اور امیر سے ماہیانہ یا سالیانہ
لیتے ہیں اور بیچ تیاری اسباب جہاد کے خرچ کرتے ہیں اور نیت اون کی خالص خدا کے واسطے ہے
مانند والدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہے کہ فرعون سے روزینہ لیتی تھیں اور اپنے بیٹے کو دودھ دیتی تھیں
اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف ایک بڑے قاعدے کے قاعدوں کلیہ فقہ کے سے یعنی اجرت عبادت
کی اوپر لینی ایسی صورت میں جائز ہے کہ نیت خالص خدا کیواسطے ہو اور ملنا نہ ملنا اجرت کا برابر ہو اور اوس
عبادت کو اپنا کام سمجھے خواہ کوئی اوپر اوسکے اجرت دے یا نہ دے اور اگر اوس عبادت کو مثل اور پیشیوں اور
مزدوریوں کے کہ دنیا میں برتی جاتی ہیں اجرت ہی کے لینے پر معین کرے کہ اگر اجرت دیویں تو عبادت
کیجاوی نہیں تو چھوڑی جاوے پس وہ محض مزدوری ہے ثواب اوس میں کچھ نہیں بلکہ خوف عذاب کا ہے
کہ کام دین کا دنیا کیواسطے کیا اور آخرت کو ساتھ ادنیٰ شے کے بیچا القصہ آسیہ عورت فرعون کی نے حضرت
موسیٰ کے واسطے ایک گہوارہ سونے کی تختوں سے تیار کروایا اور انکو ساتھ کمال عزت اور بزرگی کے رکھا اور
دو برس تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے فرعون کے گھر میں انکو دودھ پلایا جب دو برس کے بعد
دودھ انکا چھوڑایا تو آسیہ نے انکو ایک خچر بھرا ہوا زر کا اور کئی شتر اور نفیس چیزوں اور تحفوں کی دیکر
رخصت کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنے پاس پرورش کرانی شروع کی جب حضرت موسیٰ علیٰ نبینا
و علیہ السلام تین برس کے ہوئے تو ایک روز فرعون انکو اپنی گودی میں لیے ہوئے کھلا رہا تھا کہ دفعۃً حضرت
موسیٰ نے ڈاڑھی اوسکی پکڑ کے اپنے ہاتھ سے خوب کھینچا اور فرعون کے مونھ پر زور سے طمانچہ مارا
فرعون خفا ہوا اور آسیہ سے کہا کہ میں نہیں کہتا تھا کہ یہ لڑکا وہی دشمن میرا ہے کہ جس سے ڈرتا تھا
میں اور تو نے مجکو مارنے نہیں دیا اب بھی اس سے ہاتھ اوٹھا آسیہ نے کہا تو کس خیال میں ہے
لڑکوں سے ایسی حرکتیں بے تمیزی کی بہت ہوتی ہیں انکی حرکتوں کو دشمنی کا خیال نکیا چاہیے
فرعون نے کہا اس لڑکے کو اور لڑکوں پر قیاس مت کر اس لڑکے کے قیافہ سے تمیز اور عقل اسکی

ہوگا تو اسکا وبال اسی روحانی طبیب پر پڑیگا اس بیان لی عالموں کی غفلت دور کرنے اور ہدایت کا شوق دلانے کے

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ﴿۴۵﴾ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُو رَبِّهِمْ

اور صبر اور نماز سے مدد لو اور وہ البتہ بھاری ہے مگر ان لوگوں کے جنکے دل جھکے ہوئے ہیں اور جانتے ہیں کہ ہم اس سے ملنے والے ہیں

بیان جواز لینے اجرت کا اوپر عبادت کے ۱۲

بڑے آدمیوں کی تمیز اور عقل سے بھی زیادہ معلوم ہوتی ہے اور یہ حرکت اسنے سوچ سمجھ کر کی ہی
نادانی سے نہیں کی آسیہ نے کہا کہ اس عمر میں تمیز او عقل کہاں ہے دیکھ کہ میں امتحان اسکا کرتی
ہوں فرمایا کہ ایک طبق سونے کا آگ سے بھرا ہوا اور دوسرا طبق چاندیکا مروارید اور یاقوت سے
بھرا ہوا اوس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے دونو طبق لائے او رانسے کہا کہ ان دونوں میں سے
جو تجکو اچھا معلوم ہو اوٹھالے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ اپنا طرف طبق مروارید اور یاقوت کی
دراز کیا حضرت جبرئیل نے آکر ہاتھ انکا آگ کے طبق میں ڈال دیا اور ایک دہکتا ہوا کوئلا اوس میں سے اوٹھا
ان کے منہ میں رکھوا دیا یہانتک کہ زبان انکی جل گئی اور اوسی وقت سے لکنت ان کی زبان میں پیدا
ہوئی آسیہ نے فرعون سے کہا کہ تمیز او عقل اس لڑکے کی دیکھی تونے بعد اسکے جب حضرت موسیٰ
آٹھ برس کے ہوئے ایک دن روبرو فرعون کے مؤدب بیٹھے تھے یکایک فرعون نے مرغبان سے
کہا کہ مرغوں جنگی ہمارے کو کھول پہلے ایک مرغ آیا اور اوسنے دو بازو اپنے ہلا کر آواز کی حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے کہا کہ سچ کہا تونے فرعون نے پوچھا کہ اسنے کیا کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا
کہ اسنے پروردگار اپنے کی تسبیح کی اس عبارت میں کہ پاک ہے وہ خداوند کہ جسنے ایک چرواہے
کی لڑکی کو اتنی مدت دراز تک دولت اور حشمت کے ساتھ نوازا اور طرح طرح کی نعمتیں اوسکو عطا
فرمائیں باوجودیکہ وہ ہیچ مقابلہ ہر نعمت کے کفران اور ناشکری کرتا ہے فرعون نے کہا کہ اے موسیٰ
مرغ کو ان باتوں سے کیا کام تو اپنی طرف سے یہ طوطیا بندی کرتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
مرغ کو آواز دی کہ آ اور ایسی بولی بول کہ سب عام اور خاص سمجھ لیں مرغ روبرو آیا اور زبان فصیح
کے ساتھ اوسی بات کو خوب کھولکر بیان کیا چہرہ فرعون کا بدل گیا اور نہایت ڈرا ہامان وزیر اوسکا
حاضر تھا عرض کی کہ اس مرغ کو کسی نے سحر کیا ہے فرمانا چاہئے کہ اسکو ذبح کریں جب اوسکو ذبح کیا
حق تعالی نے پھر اوس میں روح ڈالدی اور ہوا میں اوڑکر چلا گیا اور آدمیوں کی نظروں سے غائب
ہوا اور جب حضرت موسیٰ نو برس کے ہوئے ایک دن فرعون نے اونکو مہربانی کی راہ سے اپنے تخت پر بٹھلایا
اور تمام امیر اور وزیر گرداگرد تخت کے کھڑے تھے فرعون نے موافق عادت اپنی کے کہ تکبر اور نخوت
اوسکے سر میں بھر رہی تھی کفر کے کلمے کہنے شروع کئے حضرت موسیٰ علیہ السلام غصہ میں بھر گئے اور تخت
سے نیچے اوترے فرعون نے کہا کہ کہاں جاتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک لات اوس تخت پر ماری

کہ دو پائے تخت کے ٹوٹ گئے اور تخت اولٹا ہوگیا اور فرعون تخت سے گر پڑا اور اوسکی ناک میں سے
خون بہت بہا اور دربار کے آدمیوں میں ولولہ پڑا حضرت موسیٰ علیہ السلام جلدی سے بھاگ کر آسیہ کے
پاس آئے اور اس قصہ کی اوسکو اطلاع کری فرعون جب اندر محل کے آیا اور دیکھا کہ حضرت موسیٰ
علیہ السلام آسیہ کے پاس بیٹھے ہوے ہیں فرعون نے آسیہ پر غصہ کرنا شروع کیا کہ تونے مجکو اس لڑکے
کو مارنے نہیں دیا اور اب یہ لڑکا بہت شورہ پشتی کرتا ہے آسیہ نے کہا کہ لڑکے چھٹپن میں ماں باپ کے اوپر
شوخیاں کیا کرتے ہیں کچھ شکایت کی جگہ نہیں بلکہ دلیل ہے اس پر کہ بعد بلوغ کے اور تمیز ہونیکے
یہ شوخی اور زور ماں باپ کے دشمنوں پر کریگا اور سب امیر اور وزیر اسکی ہیبت سی تیرے روبرو دبتے
رہیں گے بعد اوسکے دسترخوان چنا اور خاصہ حاضر کیا فرعون کھانا کھاتا تھا اور حضرت موسیٰ بھی ہمراہ اسکے
کھانا کھاتے تھے اتفاقاً ایک چھوٹا بکرا تمام اور کمال تنور میں دم پخت کرکے واسطے فرعون کے لائے
تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اوس بکرے کو فرمایا کہ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ وہ بکرا اوٹھ کر دوڑنے لگا
فرعون نہایت متعجب ہوا آسیہ نے کہا کہ یہ سب باتیں واسطے باقی رہنے ملک اور دولت تیری کے
کام میں آوینگی اس لڑکے کو غنیمت جان بعد اُسکے فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام سے طریق
ادب کا چلتا تھا اور اون سے کچھ تعرض کرتا تھا یہانتک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تیئیس[۲۳] برس کے
ہوئے ایک دن نیل کے کنارے پر جا کر او روضو کرکے نماز پڑھتے تھے دفعتاً ایک شخص فرعون
کے خواصوں میں سے اوسجگہ گزرا کہا اسطرح کی عبادت کسکے واسطے کرتے ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
کہا واسطے آقا اور خاوند اپنے کے اوسنے کہا کہ تم کو آقا اور خداوند درکار نہیں تیرا باپ فرعون کی عبادت
کرو تم کو یہی کافی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اوپر تیرے اور اوپر فرعون کے بھی لعنت خدا کی
ہوجیو اوسنے کہا کہ میں فرعون کو اس ماجرے کی اطلاع کرتا ہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا
کہ اے زمین اسکو پکڑلے زمین اوسکو زانو تک نگل گئی اور ہرگز نہ چھوڑا یہانتک کہ قسم غلیظ اور سخت
اوسنے کھائی کہ میں ہرگز اس بات کی فرعون سے خبر نہیں کرنے کا بعد اوسکے زمین سے خلاص ہوکر
چلا گیا لیکن عبادت اور نماز کی بات فرعون کے خواصوں میں پھیل گئی اور رفتہ رفتہ خبر فرعون کو پہنچی
فرعون نے کہا کہ جس وقت موسیٰ نماز اور عبادت میں مشغول ہو مجکو خبر کیجو ایک شخص فرعون کے
خواصوں میں سے منتظر وقت کا رہا جب دیکھا کہ حضرت موسیٰ نے نماز شروع کی جا کر فرعون سے

خبر کی فرعون خود آیا اور کھڑا رہا یہانتک کہ حضرت موسی علیہ السلام نماز سے فارغ ہوئے فرعون
نے پوچھا کہ اے موسی یہہ پرستش کسکے واسطے تھی حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا کہ واسطے اوسی
آقا اپنے کے کہ مجکو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور پہناتا ہے اور پرورش کرتا ہے فرعون نے کہا سچ
کہتا ہے تو وہ میں ہوں کہ یہہ کام کیا اور کرتا ہوں حاصل یہہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام بعد اسکے
بنی اسرائیل کی بڑی عمروں والوں کو روبرو اپنے بلاتے اور اونکے ساتھ صحبت رکھتے اور
اونہیں کے ساتھ انس و الفت کرتے اور یہہ امر فرعونیوں کے اوپر بہت شاق ہوتا تھا یہانتک
کہ ایکدن بنی اسرائیل کے سرداروں کو اپنی مجلس میں جمع فرماکر پوچھا کہ کب سے تم فرعون کے عذاب
میں گرفتار ہوا اونہوں نے کہا کہ بہت مدت سے اسی عذاب میں گرفتار ہیں حضرت موسی علیہ السلام
نے فرمایا کہ یہ عذاب تم پر اللہ کی طرف سے ہے بسبب گناہوں تمہارے کے تم کو چاہیے کہ کوئی نذر اپنے اوپر
لازم کرو کہ اگر حق تعالی یہہ عذاب تم سے دفع کریگا تو وہ نذر پوری کرو سب نے کہا کہ ہم روزہ اور نماز
اور مسکینوں کا کھلانا بہت سا کریں گے فرمایا کہ ایک چیز اپنے اوپر قبول کرلو کہ ان سب باتوں کی
قایم مقام ہوجاویگی اور وہ یہہ ہے کہ اطاعت اپنے پروردگار کی کرو اور نافرمانی اوسکی نکرو سب نے کہا کہ
ساتھ جان اور دل کے ہمنے قبول کیا بعد اسکے حضرت موسی نے فرمایا کہ مینے سنا ہے کہ زمانہ پہلے میں
اللہ تعالی نے ایک بت پرستوں کی جماعت میں پیغمبر بھیجا تھا اونہوں نے قدر اوس پیغمبر کی نجانی اور
واسطے اوس پیغمبر کے ڈھیر لکڑیوں کا جمع کرکے اوس میں آگ روشن کی اور اوس پیغمبر کو اوس آگ
میں ڈالا اور اوس آگ نے اوسکو کچھہ ضرر نکیا یہہ قصہ کس طرح تھا اونہوں نے کہا کہ وہ پیغمبر خود
جد ہمارے اور تمہارے حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنے جد کی طرز
پر رہو اور ایذا فرعون اور فرعونیوں کی سے نڈرو تم کہ حق تعالی شر اونکی کو تم سے دفع کریگا اور جب
حضرت موسی علیہ السلام تیس برس کے ہوئے ایکدن رستے میں چلے جاتے تھے کہ یکایک ایک پیادہ فرعون کی
پیادوں میں سے کہ داروغہ فرعون کی باورچی خانہ کا تھا گٹھا لکڑیوں کا اسرائیلی کے سر پر سے کھینچتا تھا
اور کہتا تھا کہ اس گٹھے کو بادشاہ کے باورچی خانہ میں پہنچا دے اسرائیلی نے جب حضرت موسی کو دیکھا
فریاد شروع کی حضرت موسی نے ہر چند کہ اوسکو ظلم سے منع کیا باز نہ آیا ناچار ایک مکا اوسکی پیشانی پر مارا
وہ پیادہ مر گیا اسرائیلی خلاص ہوکر اپنے گھر گیا اور یہہ خبر فرعون کو پہنچی فرعون نے کہا کہ یہہ

جھوٹ ہو موسیٰ نے اسرائیلی کی حمایت کیواسطے قبطی کو نا مارا ہوگا دوسری دن پھر ایسا ہی اتفاق پڑا کہ اوسی اسرائیلی کو اوپر دوسرا قبطی ظلم کر رہا تھا اوسنے پھر حضرت موسیٰ سے فریاد کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اول اوسی اسرائیلی کو تنبیہ کی اور جھڑکا یعنے ایک مرتبہ تو نے مجھسے ایک قبطی کو مروایا آج پھر ویسی ہی حرکت کرنے لگا بعد اوسکے چاہا کہ اوس قبطی سے اوسکو خلاص کروادیں اسرائیلی نے جانا کہ مجکو مارتے ہیں پکار کر کہا کہ اے موسیٰ آج مجکو مارنا چاہتا ہے تو اور کل تو نے فلانے شخص کو مار ڈالا بازار کے تمام آدمیوں نے فرعون کے روبرو گواہی دی کہ قاتل قبطی کے موسیٰ علیہ السلام ہیں اور قبط کے تمام سرداروں نے فرعون سے درخواست کی کہ موسیٰ کو ہمارے حوالہ فرما کہ اوسکو قبطی کے بدلے میں مار ڈالیں فرعون یہ حکم قتل حضرت موسیٰ کے متوقف تھا کہ ایک شخص قبطیوں میں سے کہ نام اوسکا حزقیل تھا اور ایمان لایا تھا اور حال اوسکا سورۂ مؤمن میں انشاء اللہ تعالیٰ مذکور ہوگا اوس مجلس سے دوڑا ہوا آیا اور موسیٰ علیہ السلام کو آگاہ کیا کہ تمام امیر اور رئیس قبط کے درپے مارنے تمہارے ہیں تمہارے حق میں مصلحت یہ ہے کہ چند روز اس شہر سے باہر جاؤ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس خبر کے سنتے سے بے توشہ اور بے سواری مصر سے نکلے اور راہ مدین کی لی رستے میں ایک چرواہے سے ملاقات ہوئی پوشاک نفیس اپنی کہ پہن رہے تھے اوسکو دیدی اور جبہ بالوں کا اور کملی اوس چرواہے کی پہن کے روانہ ہوے یہانتک کہ ساتویں دن مدین میں پہنچے اور راہ کے درمیان تمام دن دو شیر ہمراہ رہتے تھے اور رستہ بتلاتے تھے اور رات کے وقت درندوں اور ستانے والی چیزوں سے اونکی مخالفت کرتے بعد پہنچنے مدین کے حضرت شعیب علےٰ نبینا وعلیہ السلام کے گھر میں ٹھہر گئے اور اونکی لڑکی سے نکاح کیا جیسا کہ سورۂ قصص میں تفصیل اس قصہ کی مسطور ہے اور بعد دس برس کے کہ حضرت شعیب کی خدمت میں گزرے پھر مصر کو ارادہ کیا رستہ کے درمیان ساتھ نبوت اور رسالت کے مشرف ہوئے اور مدت چالیس برس تک ساتھ فرعون اور فرعونیوں کے مقابلہ اور مخاصمہ کیا اور معجزے بڑے بڑے دکھلانے میں مشغول رہے جیسا کہ سورۂ اعراف میں مذکور ہے اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ایمان فرعون اور قبطیوں کے سے ناامید ہوئے جناب الٰہی میں عرض کی کہ بار خدایا کوئی تدبیر اور حیلہ مجکو تعلیم کر کہ بنی اسرائیل کو قبطیوں کے ہاتھ سے چھڑاؤں تاکہ عبادت تیری بے خوف و بے ڈر ہو کر کریں حق تعالیٰ نے طرف اون کے وحی بھیجی کہ تدبیر یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو جمع کر کے راتوں رات کوچ کرو۔ اور اگر فرعون تمہارے پیچھے آویگا تو اوسکو ہم ہلاک کریں گے انہوں نے بنی اسرائیل کے سرداروں سے

یہہ تدبیر ارشاد کی سرداروں نے تمام گروہ اپنے کو کہ شہر میں تھے آگاہ کیا اور جو شخص بنی اسرائیل میں سے قبطیوں کے پاس تھا خواہ بطریق نوکری تھا یا کسی نے بیٹا بنا لیا تھا یا اور کسی طرح کا تعلق رکھتا تھا سب ڈھکر ایک جگہ جمع ہو گئے فرعون اس جمع ہونے اون کے سے وہم میں پڑا اور پوچھا کہ یہہ حرکت کسواسطے ہوئی بنی اسرائیل کے سرداروں نے کہا کہ ہماری اندر دن عاشورہ کا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام اسی دن پیدا ہوئے تھے اور یہہ دن متبرک عید کا دن ہے ہم چاہتے ہیں کہ سب ایک جگہ جمع ہو کر شہر سے باہر عبادت خدا کی بجا لاویں اور رسمیں اپنی عید کی قائم کریں فرعون نے اجازت دی اور عوام بنی اسرائیل نے زینت کیواسطے زیور اور پوشاک بہت قبطیوں سے عاریۃً لے لئے اور عید کے بہانہ سے خیمے اور ڈیرے شہر کے باہر کھڑے کئے یہانتک کہ سب جمع ہو گئے پچھلی رات حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام نے کوچ کروایا حضرت موسیٰ علیہ السلام پیچھے اون کے تھے اور حضرت ہارون آگے یہانتک کہ جنگل میں جا پڑے اور راہ بھول گئے ہر چند کہ بائیں دائیں جاتے تھے سراغ راہ کا نہیں پاتے تھے اور انبوہ بنی اسرائیل کا بقدر چھ لاکھ اور ستر ہزار آدمیوں کے ہو گیا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی بڑی بڑی عمر والوں کو بلایا اور پوچھا کہ کیا سبب ہے رستہ معلوم نہیں ہوتا ہے اور یہہ رستہ شارع عام ہے بارہا اس رستہ میں تمنے بھی آمد و رفت کی ہے اونھوں نے عرض کی کہ اصل قصہ یہہ ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات نزدیک پہنچی تو وصیت فرمائی اور اولاد اپنی اور اولاد بھائیوں اپنے کی سے عہد اور پیمان لیا کہ جسوقت مصر سے باہر جاؤ تابوت میرے کو ہمراہ لیکر جائیو اور جسجگہ باپ دادے میرے دفن ہوئے ہیں اوسی جگہ مجکو پہنچا ئیو فی الحال کہ مصر سے نکل آئے اور تابوت اونکا ہمنے نہیں اوٹھایا ہے غیب کیطرف سے رستہ بند ہو گیا ہے اور معلوم نہیں ہوتا ہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ قبر مبارک اونکی کہاں ہے تا کہ تابوت اونکا نکالیں اور ہمراہ لیویں بنی اسرائیل کی بڑی بڑی عمر والوں نے کہا کہ اون کی قبر کی جگہ ہم نہیں جانتے لیکن یہہ وصیت اونکی باپ داداؤں اپنے سے سُنی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اوٹھے اور بنی اسرائیل کے لشکر میں منادی کروائی کہ قسم خدا کی دیتا ہوں کہ جسکو جگہ قبر حضرت یوسف علیہ السلام کی معلوم ہو روبرو میرے آوے اور خبر دے کسی نے اقرار نکیا مگر ایک بڑھیا عورت نے کہا کہ میں اونکی قبر کی جگہ پہچانتی ہوں لیکن میرے ساتھ عہد کرلو کہ اگر میں قبر اون کی بتلا دوں جو چاہوں مجکو ملے اور مراد میری حاصل ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توقف

وقت نصیحت کے ... سے راہ ... سے اونکے ... روزہ ... حضرت نے فرمایا ... واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ ... ہیچ دونوں ... تفسیر ابن جریر ... رحم ... فضیلت ... صبر کی زیادہ ... اور ... اللہ تعالیٰ ... ثواب ... وعدہ فرمانا ... صبر کرنے والوں ...

اور تامل کیا خدا کی طرف سے وحی آئی کہ اسکے ساتھ عہد کرلے اور جو وہ چاہے اوسکے حوالہ کر بڑھیا نے
کہا کہ مطلب میرا دو چیزیں ہیں ایک دنیا میں اور ایک آخرت میں مطلب دنیا کا یہ ہے کہ میں نہایت ضعیف
ہوگئی ہوں طاقت چلنے کی مجھ میں نہیں ہی مجھکو سواری پر بٹھلاؤ اور مصر سے ہمراہ اپنے لیے چلو اور مطلب
آخرت کا یہ ہی کہ بہشت میں ہمراہ تمہارے بیچ درجہ تمہارے کے ہوں میں حضرت موسیٰ نے دونوں چیزیں قبول
فرمائیں بعد اوسکے اوس بڑھیا نے بتا دیا کہ قبر اونکی عین نیل کے پانی کے اندر فلانی جگہ ہے حضرت
موسیٰ علیہ السلام اوس مقام میں گئے اور صندوق اونکا کہ سنگ مرمر کا تھا وہاں سے نکالا اور آپ
اوسکو اوٹھا کر آگے آگے لشکر کے لیجاتے تھے اور رستہ ظاہر ہوتا جاتا تھا اس درمیان میں فجر طلوع ہوگئی
اور فرعون کے جاسوسوں نے اوسکو خبر پہنچائی کہ بنی اسرائیل جس مقام میں عید کے واسطے جمع ہوئے
تھے راتوں رات کوچ کرکے چلے گئے فرعون کے دل میں آگ غصہ کی بھڑکی اور نقیبوں اپنے کو گرد
و نواح شہر کے قصبوں اور گانوں میں بھیجا کہ سوار عمدہ تیز گھوڑوں والے حاضر ہو دیں اور آپ بھی
اپنی فوجوں کے ہمراہ سوار ہوکر اشراق کے وقت پیچھا کیا اور بہت انبوہ ہمراہ تھا کہتے ہیں کہ ستر ہزار
سوار ابلق گھوڑوں کے مقدمۃ الجیش یعنی پیش رو لشکر اوسکے کے تھے اور ایک لاکھ سوار تیر انداز اور
اسی قدر نیزہ باز اور اسی قدر گرز بردار فرعون کی رکاب میں چلتے تھے القصہ بنی اسرائیل نہایت
جلدی سے روانہ ہوئے اور دوڑتے ہوئے دریا قلزم کے کنارے پر پہنچے اور قلزم نام ایک شہر کا ہے کہ
اسکے کنارے پر دریا جاری ہے اور متصل اسی شہر کے انتہا اس دریا کی ہوئی ہے اسیواسطے اس
دریا کو اسکی طرف نسبت کرتے ہیں والا یہ دریا اصل میں ایک شاخ ہے سمندر کی شاخوں میں سے کہ درمیان
حبش کے شہروں اور عرب کے گزرتی ہے اور اسکو خلیج احمر کہتے ہیں جیسا کہ دوسری خلیج کو کہ درمیان
فارس اور عرب کے حائل ہے خلیج اخضر کہتے ہیں اور طول اس خلیج احمر کا جنوب سے طرف شمال کے
چار سو اور ساٹھ فرسنگ ہے اور عرض اوسکا اول میں بقدر ساٹھ فرسنگ کے ہے اور آخیر کی طرف سے
عرض اوسکا کمتر ہوتا جاتا ہے اور مصر سے کہ دار السلطنت اوس جگہ کا ہے یہ خلیج تین دن کا رستہ ہے
جنگل ہیں اور رود نیل بیچ جانب غربی شہر مصر کے ہے اور شہر جانب شرقی نیل کے ہے اور اوپر ضلع غربی اس
خلیج کے اکثر شہر بربر کے آباد ہیں اور بعضے شہر حبشہ کے بھی ہیں اور اوپر ضلع شرقی اس خلیج کے اکثر سواحل[1] عرب کے

---

[1] ساحل اوس جگہ کا نام ہے کہ جو پانی کے پاس ہوتی ہے ۱۲

واقع ہیں اونہیں میں فرضہ کہ ساحل مدینہ منورہ کا ہے اور قافلے مصر اور حبشہ کے حجاز کیطرف اسی بندر
سے عبور کرتے ہیں پھر سواحل یمن کے جدہ سے لیکر عدن تک اور پر کنارہ شرقی اسی خلیج کے ہیں اور اس خلیج
کے وسط میں بعضے شہر کہ تعلق مصر کے ساتھ رکھتے ہیں بھی آباد ہیں منجملہ اونہیں کے ہے دمیاط کہ جیلخانہ مصر کا
ہے جیسا کہ قلعہ گوالیار کا ہندوستان میں غلہ وغیرہ کشتی پر مصر سے اوسمیں لیجاتے ہیں اور محافظ اوس قلعہ کے
مصر کے حاکم کیطرف سے رہتے ہیں اور شہر قلزم کہ منتہا اس دریا کا ہے طول اسکا سا یعنی ساٹھ اور چار درجہ ہے
اور عرض اسکا کل یعنی تینتیس درجہ اور تیس دقیقہ جب بنی اسرائیل اس دریا کے کنارے پہنچے اور پانی کو نہایت
زور او شور میں دیکھا حیران ہوئے اور کہا اتنی کشتیاں ایک دفعہ کہاں سے میسر آویں گی کہ ہم جلدی سے
اس دریا سے اوتر جاویں اور اسی اثنا میں کہ آفتاب بھی طلوع ہوا اور دن روشن ہو گیا پیچھے سے آواز گھوڑوں
کی سنی جب خوب غور کیا معلوم ہوا کہ فرعون مع تمام لشکر اپنے کے پیچھا کئے ہوئے چلا آتا ہے اور مقدمۃ الجیش
اوسکا نمودار ہوا تھا اور پاؤں بنی اسرائیل کے پھول گئے اور حضرت موسی علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا
کہ اے وعدے تمہارے کہاں ہیں یہ فرعون پیچھے ہمارے آیا اور دریائے ذخار ہمارے سامنے ہے نہ یہ
طاقت ہے کہ فرعون کا مقابلہ کریں اور نہ قدرت اسکی ہے کہ دریا سے خلاص ہوویں حضرت موسی
علیہ السلام نے فرمایا کہ مایوس مت ہو امداد الٰہی ہمراہ ہمارے ہے مشکل آسان کرے گا اس درمیان
میں حضرت موسی علیہ السلام کو وحی آئی کہ عصا اپنا دریا پر مار اور کہہ کہ پھٹ جا تو اور ہم کو راستہ
دے حضرت موسیٰ نے ایک بار عصا مارا اور اوسیطرح کہا دریا اوسیطرح رہا جیسا تھا پھر حکم آیا کہ دریا
کو اوسکی کنیت کے ساتھ آواز دے حضرت موسیٰ نے دوسری بار عصا مارا اور فرمایا کہ پھٹ جا تو اے
ابو خالد خدا کے حکم سے وہ دریا پھٹ گیا اور بارہ رستے خشک اوسمیں ظاہر ہو گئے حدیث شریف میں ہے کہ
حق تعالی نے اوسدن ہوا کو اور آفتاب کو دریا پر مسلط کر دیا تھا ہوا پانی کے اندر سے زلزلہ کی مانند
نکلی اور پانی کو جدا جدا کر کے کھڑا کر دیا اور آفتاب نے دریا کی زمین کو خشک کر دیا تا کہ بنی اسرائیل آسانی
سے چلے جاویں بعد اوسکے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرمایا کہ دریا میں آؤ اور نکل چلو وہ
بسبب سستی اعتقاد اپنے کے جرات نکرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم کو کیا اعتبار ہے کہ ہمارے نکلتے تک پانی
اسی وضع پر اپنی جگہ کھڑا رہے ایسا نہو کہ ہم رستے کے درمیان میں رہیں اور دریا آپس میں ملجاوے
اور ہمکو غرق کر دے حضرت یوشع نے پہلے گھوڑا اپنا ڈالا بعد اوسکے حضرت ہارون آئے اور روانہ ہوئے

واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا ولا یقبل منها شفاعة ولا یؤخذ منها عدل ولا هم ینصرون

جب بنی اسرائیل نے دیکھا کہ یہ گزرے چلے جاتے ہیں ناچار دریا میں آئے اور بارہ فرقے بنی اسرائیل
کی بارہ رستوں میں سے کہ دریا کے اندر ہو گئے تھے داخل ہوئیں یہانتک کہ سب سے پیچھے حضرت موسیٰ اپنی قوم
کو ہمراہ لیکر دریا میں داخل ہوئے حضرت موسیٰ کے گروہ نے کہا کہ اے موسیٰ ہم کیا جانتے ہیں کہ دوسرے گروہوں
پر کیا گزرا اپنی ذات سے بسبب اسکے کہ تو ہمراہ ہمارے ہے اطمینان رکھتے ہیں لیکن اپنے بھائیوں کیطرف
سے ہم کو اطمینان نہیں کہ مبادا پانی اونکے اوپر مل گیا ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الٰہی میں
عرض کی کہ بار خدایا انکی بری خصلتوں پر میری مدد فرما حق تعالیٰ نے ہوا سخت کو فرمایا کہ پانی کی دیوار میں
روزن جالی کی مانند پیدا کی ہر گروہ دوسروں کو دوسرے دیکھتا تھا کہ چلے جاتے ہیں یہانتک کہ سلامتی
سے دریا کے کنارے آئے اس اثنا میں فرعون ساتھ لشکر اپنے کے دریا کے کنارہ پر پہنچا اور دیکھا کہ دریا میں رستے
ہو رہے ہیں اور دریا کا پانی دیواروں کی مانند جا بجا کھڑا ہے حیران ہوا اور اپنے لشکر والوں سے کہا کہ یہ
میرا اقبال ہے کہ دریا میرے واسطے ایسا ہو گیا تاکہ اپنے غلاموں بھاگے ہوؤں کو پکڑوں اور زندہ اپنے
ہاتھ میں لاؤں اگر غرق ہو جاتے تو کام میرے معطل ہو جاتے لیکن اپنے دل میں ڈرتا تھا کہ پھٹنا دریا کا محل اعتبار
نہیں مبادا گزرتے ہوئے درمیان میں یکساں ہو جاوے اور سبکو غرق کرے اور ہامان کہ وزیر اوسکا
تھا وہ بھی دریا کے اندر آنے سے منع کرتا تھا اور عرض کرتا تھا کہ جلدی نکرنی چاہئے کشتیاں جمع کرتے ہیں
اور سہولیت سے ہم اوتریں گے اور اونکو جس جگہ ہوں گے قید کریں گے اسی حالت میں جبرائیل علیہ السلام مادیان
کے اوپر فرعون کے مست گھوڑے کے آگے نمودار ہوئے اور اوس گھوڑی کو دریا کے درمیان میں ڈال دیا
فرعون کا گھوڑا بے اختیار گھوڑی کی بو سونگھکر دریا میں گھس گیا اور لشکر والوں نے جب دیکھا
کہ بادشاہ خود دریا میں داخل ہوا ہے ہر طرف سے ہجوم کرکے آگئے اور اترنا شروع کیا یہانتک کہ فرعون
اور تمام لشکر کنارے کے پاس پہنچے اوسوقت حکم الٰہی دریا کو ہوا کہ جلدی مل جا یکایک دریا نے
موجیں مارنی شروع کیں اور تمام پانی میں ڈوب گئے اور بنی اسرائیل اس تمام ماجرے کا دوسرے کنارے
پر کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے اور جس جگہ میں گذرنا بنی اسرائیل کا اور ہلاکت فرعون کی تھی عرض
اس دریا کا اوسوقت نہایت تھوڑا ہو گیا تھا بقدر چار فرسخ کے عرض اوسکا تھا کہ آدھے دن
میں قطع ہووے اور یہ قصہ عاشورہ کے دن واقع ہوا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ساتھ روایت
انس بن مالک کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فلق البحر لبنی اسرائیل یوم عاشورا

یعنے پھاڑا گیا دریا واسطے بنی اسرائیل کے دن عاشورہ کو اور صحیحین میں ساتھ روایت ابن عباس کے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے دیکھا کہ یہودیوں نے ایک دن روزہ رکھا ہے فرمایا کہ کیا سبب ہے آج کے دن تمنے روزہ رکھا ہے اونہوں نے کہا کہ آج دن عاشورے کا ہے اسی دن میں حق تعالی نے بنی اسرائیل کو نجات دی ہے اور فرعون کو غرق کیا حضرت موسیٰ اس دن میں بطریق شکر کے روزہ رکھتے تھے ہم بھی اون کی پیروی کے واسطے روزہ رکھتے ہیں آنحضرت نے اپنے یاروں سے فرمایا کہ ہم کو زیادہ لائق ہے اون سے کہ بسبب پیروی حضرت موسیٰ کے روزہ رکھیں آپ بھی روزہ رکھا اور اور آدمیوں کو بھی روزہ رکھوانے واسطے فرمایا لیکن آخر عمر میں فرماتے تھے کہ اگر میں سال آیندہ تک زندہ رہا ہمراہ دن عاشورہ کی نویں تاریخ کو بھی روزہ رکھونگا تا کہ مشابہت یہودیوں کی لازم نہ آوے حق تعالی دریا کے چیرنے کو کہ بڑا معجزہ تھا بطریق نعمت در نعمت کے بنی اسرائیل کو یاد دلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَاِذْ فَرَقْنَا یعنے اور یاد کرو تم واسطے پہچاننے قدر نعمت کے کہ وہ نجات فرعون کے عذاب سے تھی خاص کر واقع دوسری کو کہ گویا نعمت دوسری بالاستقلال ہے سوا ے نجات کے فرعون سے اوسوقت میں کہ حیران ہونے بِكُمْ یعنے بسبب پہنچنے تمہارے کے دریا کے کنارے پر اور مضطر ہونے تمہارے کے روبرو حضرت موسیٰ کے اسواسطے کہ حقیقت میں باعث چیرنے دریا کا یہی تھا گو کہ مارنا عصا کا بطریق آلہ ہونے کے سبب قریب ہوا الْبَحْرَ یعنی دریا قلزم کو اور بحر لغت عرب میں دریا شور اور اوسکے ٹکڑوں کو کہتے ہیں اور استعمال بحر کا اگر کسی جگہ شیریں پانی اور شیریں ندیوں میں آگیا ہو تو بطریق مجاز کے ہے ان کو نہریں کہتے ہیں اور بحر نہیں کہتے اور ہم نے اس نعمت میں اوپر اسی قدر کی کفایت نہیں کی کہ فقط پھٹ جانا دریا کا تم کو دکھلاویں بلکہ پورا کرنا نعمت کا فرمایا ہمنے فَاَنْجَیْنٰكُمْ یعنی پس نجات دی ہم نے تم کو یانی دریا کا اوسی شکل پر کہ پھٹا ہوا تھا محفوظ رکھا اور ہوا کو اوسکے اوپر مسلط کیا تا کہ آپس میں ملنے نہ دے یہانتک کہ تم سب ساتھ سلامتی کے اوپر کنارے کے پہنچے اور ڈوبنے کے خوف سے امن میں ہوئے اور اسکے ضمن میں تمام شبہے کہ بیچ وجود صانع حکیم مختار کے یا بیچ نبوت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آویں سب دفع ہوگئے پھر اس قدر پر بھی کفایت نکی ہم نے

بلکہ تم کو اوس ہلاکت کی جگہ سے نجات دی اور دشمن تمہارے کو تمہاری آنکھوں کے سامنے اوسی ہلاکت کی جگہ میں ہلاک کیا وَاَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ یعنی او غرق کیا ہم نے تابعداروں فرعون کی کو تاکہ تم کو خوشی کرا وپر خوشی زیادہ ہو اور کچھ اثر خوف کا اوس سے تمہارے دل میں باقی نرہے اور اندوہ اور غم جدائی وطن اپنے کا کہ وہ مصر تھا تمہارے دل میں نرہے اور یہ سب نعمتیں اسطرح تم کو عطا کیں کہ تمہارے تئیں کچھ شک او شبہ او احتمال صدق او کذب خبر کا دل میں نگذرے اور اسی واسطے ان سب چیزوں کو تمہارے روبرو کیا ہے وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ یعنی اور تم دیکھتے تھے پس اس قسم کی بڑی نعمتوں کا شکر بھی بڑا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ تم بیچ دریا عبادت خاوند اپنے کے غوطہ لگاؤ اور دشمنوں اوسکے کو کہ نفس او شیطان او محبت خلق او دنیا کی ہے اوس دریا زخار میں غرق کرو سبب کیا او تصفیہ او دور کرنے حلاوتوں کے باقی رہا اس جگہ ایک سوال کہ اہل تفسیر کے دل میں گذرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ مضمون واذ نجینٰکم من اٰل فرعون کا او مضمون واذ فرقنا بکم البحر کا ایک چیز ہی او حصل اسکا نجات فرعون سے اس ایک مضمون کو دو نعمتیں کسواسطے ٹھیرائیں اور دو آیتوں میں کسواسطے ذکر فرمایا جواب اس سوال کا عین تفسیر میں بطریق اشارہ کے مذکور ہوا کہ نجات دینی فرعون سے مختلف رنگتوں میں تھی اور خاص چیرنا دریا کا کہ بڑا معجزہ ہے دوسری نعمت ہے مثلا کسی شخص کو حق تعالیٰ رزق وافر پہنچا دے اور احتیاج او فقر کو اوس سے دور کرے کہ بیچ مقام احسان کرنے کے اسطرح فرما وے کہ واذکر نعمتی علیک اذ رزقتک ونجیتک من الفقر والاحتیاج کو کلام تام ہے پھر اگر رزق پہنچانا بطریق دست غیب کے ہو بے منت مخلوق او بے مشقت اوسکے ہے او اسکو نعمت دوسری ٹھیرا کر فرما دے کہ واذکر نعمتی علیک اذ اجریت علیک الرزق من الغیب بلا منۃ المخلوق ولا مقاساۃ تعب مشقۃ منک یہ کلام اور ہے کہ فی نفسہ مستقل اور تام ہے ہر ایک کو ان دو کلاموں سے جدا جدا کرنا بیچ مقام شمار کرنے نعمتوں کے مناسب اور جسپاں ہے او بعضے مفسرین طرف اسکے گئے ہیں کہ پہلی آیت میں ذکر نعمت نجات دینی کا ہے بیگار اور قہر فرعون کے سے کہ بمجرد نبوت حضرت موسیٰ کے او آنے اونکے بنی اسرائیل میں تمام ہوا اسواسطے کہ بنی اسرائیل بعد آنے حضرت موسیٰ کے اون تکلیفوں

تفسیر حقانی
بڑے بڑے پاپیوں کی بخشش ... جاہلوں کو ... صاحب ... ہم غلاموں کے حال ... کرم ہی کی نگاہ ... بندے خدا کے ماننے والے ... اُن کی بھول چوک کے بارے میں ... بلند ہونے کے واسطے خدا کے حکم سے اپنا اولیا فرشتے اور خدا کے نیک بندے خدا سے سفارش کریں گے

اور زیر جاقیون اُسکی سے خلاص ہوئے بلکہ مقابل اُسکے ہو گئے اور دوسری آیت مین مذکور اُس
نعمت کا ہے کہ بیچ وقت نکلنے مصر کے غلبہ لشکر فرعون کے سے بہ سبب پار ہونے دریا کے خلاص ہوئے
اور بسبب غرق ہونے اُس کے اور لشکر والون اُسکے کے خوف آیندہ کا بھی اُن کے دلون سے دور
ہوا اور سب طرح سے مطمئن ہوئے **حکایت** کہتے ہین کہ ایک عورت بنی اسرائیل مین سے
پچھلی رات کو واسطے لانے پانی کے دریا کے اوپر گئی برتن اپنا بھر رہی تھی کہ فرعون کی ڈاڑھی کہ
جواہر اور مروارید مین جڑی ہوئی تھی اُسکے ہاتھ مین آگئی اُس نے بال اُس کی ڈاڑھی کے
جڑ سے اُکھیڑے اور جواہر اُس مین سے نکال لئے اتفاق سے یہی عورت تھی کہ فرعون کے محل مین
اُسکو مزدوری کیواسطے لیجاتی تھے اور مزدوری اس نے نپائی تھی ایک ہاتف نے آواز دی کہ خذی
اجرک یعنی لے تو مزدوری اپنی یہ آواز اُسکے کان مین پڑی اور آدمیون مین آکر نقل کی اور
ڈاڑھی فرعون کی اور جواہر اور مروارید انکو دکھلائے آدمیون کو یقین ہوا کہ انجام کار ظلم کا خواری
ہے اور آخر مظلوم کیواسطے رستگاری اور جب بنی اسرائیل خوف فرعون اور فرعونیون کے سے
بالکلیہ مطمئن ہوئے حضرت موسی علیہ السلام نے انکو یاد دلایا کہ تمنے نذر کی تھی کہ اگر حق تعالے
ہمکو شر فرعون کے لوگون سے خلاص کرے بیچ اطاعت اُسکی کے ہم کوشش کرین گے اب وہ
نذر بجا لاؤ بنی اسرائیل نے کہا کہ ہمکو یہ بات جان اور دل سے قبول ہے لیکن ہم کو احکام آلہی
و امر و نواہی کی اطلاع نہین تا کہ قدم بیچ راستہ اطاعت اُسکی کے رکھین چاہیئے کہ ایک کتاب
اللہ تعالے کے پاس سے ہمارے واسطے لادے تو تاکہ موافق اُسکے حکم بجا لاوین حضرت موسی
علیہ السلام نے اس امر کو جناب آلہی مین عرض کیا حکم آیا کہ تم کوہ طور مین کہ مقام عطا ہونے رسالت
تمھاری کا ہے حاضر ہو اور ایک مہینے تک کہ مدت تیس دن کی ہے روزہ رکھو اور اعتکاف کرو بعد
اُسکے تمکو کتاب کہ تمام اوامر اور نواہی اس مین ہووین گے دیوین گے حضرت موسیٰ مطابق
ارشاد کے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر اور حضرت ہارون کو اوپر اُن کے خلیفہ کرکے آپ طرف
کوہ طور کے روانہ ہوئے اور بعد پاک کرنے بدن اور کپڑون کے اُس پہاڑ مین معتکف ہوئے
اور شروع اعتکاف اُنکے کا غرہ ذی قعدہ کا تھا جب اعتکاف اُن کا تمام ہوا اور ایک دن باقی
رہا انکو بسبب روزہ اور کم خوری کے بو منہ اپنے کی تغیر دکھلائی دی اسواسطے استوا

وَإِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ

سواک کا کیا غیب کی طرف سے حکم آیا کہ یہ بو سے ناخوش نزدیک ہمارے بہتر مشک کی بو سے تھی
اس بو کو کسواسطے تو نے دور کیا اب بیچ گناہ اس تقصیر کے دس راتین اور اعتکاف کرو دسوین
ذی الحجہ کو کہ دن عید الضحے کا ہے تم کو کتاب دون گا اور کلام بھی تمھارے سے کرون کا حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے اعتکاف دس راتون کا اور فرمایا اور اُس مقام مین ٹھہرے لیکن اُن
کے پیچھے بنی اسرائیل مین بڑا حادثہ واقع ہوا اور سبب اُس کا یہ تھا کہ بنی اسرائیل کے لشکر مین ایک شخص
کہ نام اُسکا موسیٰ بیٹا ظفر کا قبیلہ سامرہ مین سے زرگری کے ہنر مین اور قالب بنانے مین نہایت
اُستاد اور ماہر تھا جس دن کہ فرعون غرق ہوا اور حضرت جبرئیل ؑ مادیان پر سوار ہو کر دریا کے کنارے
پر پھرتے تھے اُس نے دیکھا تھا کہ جس جگہہ نقش سم اُس مادیان کا پہنچتا تھا زمین سرسبز ہو جاتی
تھی اس جہت سے جان لیا تھا کہ اثر حیات کا بیچ نقش سم اس مادیان کے ہے اِس واسطے
تھوڑی سی خاک اُس گھوڑی کے پاؤن کے نیچے سے اُٹھالی تھی اور بہ طریق تبرک کے احتیاط سے
اپنے پاس رکھتا تھا اور جس وقت بنی اسرائیل دریا سے اُتر کر جنگل مین پڑے گذر اُن کا ایک قوم
پر ہوا کہ گاؤ پرست تھی اور صورتین گاؤ کی برنج وغیرہ سے بنا کر پوجتے تھے بنی اسرائیل کو یہ
صورت پرستی نہایت خوش آئی تھی جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی تھی کہ
ہمارے واسطے بھی صورت پروردگار ہمارے کی بنا دے تاکہ حق عبادت اس کی کا اچھی طرح
سے بجالاوین اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُن کو اوپر اس سوال کے زجر اور توبیخ فرمائی
تھی لیکن سامری نے معلوم کیا تھا کہ اس گروہ کو صورت پرستی مرغوب طبع ہے جس وقت کہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے گئے بنی اسرائیل کے سردارون نے بیچ خدمت حضرت
ہارون کے حاضر ہو کر عرض کی کہ ہمنے جس وقت مصر سے نکلے تھے عید کی زینت کے بہانہ سے بہت
زیور قبطیون کا مانگ لیا تھا اب اُس زیور کا کیا حکم ہے حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا
کہ اُس تمام زیور کو ایک گڑھے مین ڈال کر آگ دو جو کچھ جلجادی سو جل جاوے اور راکھ کہ اس کی باقی
رہے زمین مین دفن کر دو اسواسطے کہ یہ سب مال کافرون کا ہے جاننا چاہیے کہ اس مقام مین
بعضے فقہا اعتراض کرتے ہین کہ بنی اسرائیل شہر مصر مین مستامن تھے اور ساتھ قبطیون کے پناہ
پکڑے تھے مستامنو کو حربیون کا مال لینا جائز نہین اور اگر بنی اسرائیل نے معصیت کی راہ سے

فقرہ عجلی
اب ہم بیچ ذکر کے قصون
تمہارے مجملاً بیان کرتے ہیں
جن کا ذکر کہ اوپر ہو چکا
اور بیچ تمہاری مرد دعوی
بیچ تمہاری ہے جو مذکور
اور اس میں بردہ اٹھا
کہ جو قصے تمہاری
بڑی جا بجا تھی
قصہ موسیٰ کا قصہ
موسیٰ اور فرعون
کا قصہ کلام اللہ شریف
میں تھوڑا تھوڑا
جا بجا بہت جگہ میں
مذکور ہے میں یکجا
اکٹھا کر کے لکھتا ہوں
اگرچہ جس ترتیب سے
بیچ جا بجا قرآن کو جمع
کیا ہے وہ ترتیب
فقط قرینہ سے

یہ امر اختیار کیا تھا تو حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو بھی اس پر اطلاع تھی کس واسطے
اُن کو اس حرکت سے منع نہ فرمایا جواب اس اشکال کا یہ ہے کہ مستامن ہونا بنی اسرائیل
کا بیچ شہر مصر کے مسلم نہیں بلکہ وہ قیدی تھے کہ زبردستی اور تعدی سے فرعون نے اُنکو
نکلنے سے بند کر رکھا تھا ہر روز ظلم قبطیون کا کھینچتے تھے اور رنج اور مشقت انکی طرف سے دیکھتے
تھے اور قیدیونکو درست ہے کہ مال حربیون کا جس طرح مل سکے خواہ گدائی سے خواہ چوری سے
لے لیوین اور اگر بالفرض مستامن بھی تھے تو زیور اور مال اُنکو لے جانے کی ضرورت تھی اسواسطے کہ
اگر وقت بھاگنے کے عاریت کر کے پھیرنے مین مشغول ہوتے گرفتار ہو جاتے القصہ سامری نے
بنی اسرائیل سے کہا کہ یہ سب زیور میرے حوالے کرو کہ مین طلسم عجیب اس سے بناتا ہون کہ عصائے
موسیٰ سے بھی بہتر ہو اور بعد اس کے تمکو ساتھ موسےٰ کے دعوی ہمسری اور برابری کا حاصل ہوگا
اور موسیٰ کو تمہارے اوپر بزرگی اور زیادتی نہ رہے گی بنی اسرائیل نے تمام اُس زیور کو حوالے اُس
کے کیا سامری نے سونا جدا کیا اور جواہر اور یاقوتون کو جدا سونے کا ایک بچھڑا بنایا نہایت خوبصورت
اور جواہر اور یاقوتون کو بجائے کانون اور آنکھون اور پنچون اور زانو اور قدم کے موافق قرینہ کے
قایم کیا اور شکم اُس کا خالی چھوڑا اور اُس خالی جگہہ مین وہ خاک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی
گھوڑی کے سم کے نیچے کی تھی ڈالی بچھڑا بسبب تاثیر اُس خاک کے ہلنے لگا اور ایک آواز کی مانند آواز
بیلون کے سامری نے کہا کہ دیکھو پروردگار تمہارے نے بیچ صورت اس گوسالہ کے ظہور فرمایا اور
تمہارے خیمون مین آیا ہے اور موسی خدا کو ڈھونڈتا ہوا پہاڑ پر دوڑتا پھرتا ہے بنی اسرائیل نے کہا کہ
سچ کہتا ہے تو تیس دن گذر گئے کہ موسی نے وعدہ پھرنے کا کیا تھا اور ابھی تک نہین آیا معلوم ہوتا ہے
کہ اپنے خدا کو اس جگہہ نپایا قریب آٹھ ہزار آدمیون کے بنی اسرائیل مین سے بسبب بہکانے سامری
کے عبادت اُس بچھڑے کی کرنے لگے اور موافق مثل مشہور کے کہ ع انچہ آدم میکند بوزینہ ہم ؎
گرداگرد اس گوسالہ کے گوشہ نشین ہوے اور سامری نے ایک بڑا خیمہ اوپر اُس گوسالہ کے کھڑا کیا
اور فروش اور سامان مکلف اُس جگہہ ڈالا اور گرد اُس خیمہ کے نوبت بجانی شروع کی اور اُس
گوسالہ کے سامنے گانا بجانا ساتھ چنگ اور رباب کے مقرر کیا اور مرد اور عورتین تماشے کیواسطے
جمع ہونے لگین اور بازار شیطان کا خوب گرم ہوا آدھر حضرت موسےٰ علیہ السلام کو پہاڑ پر دسوین

ذی الحجہ کو وقت چاشت کے بارہ تختیاں زمرد کی کہ اُس کے اوپر توریت لکھی ہوئی تھی عطا
ہوئیں اور کلام کہ جس میں نصیحتیں اور حکمتیں تھیں درمیان میں آئی اور بعد اسکے ارشاد ہوا کہ
قوم تیری نے بعد تیرے عجب کفران نعمت اختیار کیا ہے جو کچھ فرعون نے اُن سے درخواست کیا
تھا کہ مجکو سجدہ کرو اب بدتر اُس سے بسبب اغواے سامری کے اپنے اوپر لازم پکڑا ہے اسواسطے
کہ تعظیم بادشاہ قدرت والے کی کہ نفع اور نقصان پہنچا سکتا ہے تھوڑی بہت عقل میں آتی ہے
اور بچھڑے بےعقل کی کہ حماقت اور بیوقوفی مین ضرب المثل ہے کسی وجہ سے تعظیم لائق نہیں حضرت
موسیٰ علیہ السلام بسبب سننے اس خبر وحشت اثر کے بےاختیار طرف لشکر کے روانہ ہوئے اور
اول حضرت ہارون پر غصہ اور سختی شروع کی کہ تمنے کسواسطے یہ حرکت قبیحہ اُنکو کرنے دی حضرت
ہارون ع نے فرمایا کہ مینے بارہا اس فعل ناشایستہ سے منع کیا لیکن انھون نے کہا لن نبرح
علیہ عاکفین حتی یرجع الینا موسی یعنی ہم ہرگز اعتکاف کہ اوپر اس گوسالہ کے ہے موقوف
نکرینگے جب تک کہ حضرت موسی ہماری طرف آویں اور حسن اور قبح اس فعل کا ہمکو بیان کریں
بعد اسکے حضرت موسیٰ طرف اُس گوسالہ کے متوجہ ہوے اور اُسکو آگ مین جلایا اور خاک اُسکی کو
دریا مین اُڑایا بچھڑے کے پوجنے والے خفیہ خفیہ جاتے تھے اور اُس پانی کو بطریق تبرک کے لاتے تھے اور
پیتے تھے کہتے ہین کہ گروہ بنی اسرائیل کا بیچ مقدمہ اُس گوسالہ کے تین قسم ہوئے ایک گروہ وہ ہے
کہ بسبب بہکانے سامری کے فریفتہ ہوکر عبادت اُس گوسالہ کی بجا لائے اور دوسرا گروہ وہ ہے
کہ حضرت ہارون ع کے ہمراہ طریق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عمل مین لائے اور تیسرا گروہ
وہ ہے کہ خاموش اور متوقف تھے نہ انکار کرتے تھے اور نہ یہ کام اُن سے سرزد ہوتا تھا پہلا اور
تیسرا گروہ معرض عتاب الٰہی مین آئے اور دوسرا گروہ سلامت رہا حق تعالی اس نعمت عمدہ
کو باوجود اس قدر گستاخی کے کہ فرعونیون کی گستاخی سے بہت کم ہے اور اُن کو اُس حرکت کے
سبب سے غرق کیا تھا اور اِنکی گستاخی کو معاف کیا یاد دلاتا ہے وَاِذْ وٰعَدْنَا یعنی اور یاد
دلا اسوقت کو کہ ہمنے ساتھ موسےٰ علیہ السلام کے وعدہ کیا اور ہرچند کہ لفظ مواعدت کا صدور
وعدہ کا جانبین سے چاہتا ہے لیکن اس جگہہ یہ لفظ سافرت اور عاقبت اللص کے
قبیلہ سے ہے یعنی مشارکت کے معنی سے مجرد ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونو طرف سے وعدہ

متحقق ہو حضرت موسی کی طرف سے وعدہ پورا کرنے اعتکاف کا اور حق تعالے کی طرف سے
وعدہ کتاب دینے کا اور یہ وعدہ مقرر کیا گیا تھا ساتھ اس مدت کے کہ
اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً یعنی چالیس راتین اور اکثر روایتون مین آیا ہے کہ تیس راتین ذی القعدہ کے
مہینے سے تھین اور دس راتین اول ذی الحجہ سے اور دسوان دن کتاب کے دینے کا وقت تھا
اسیواسطے اربعین پورا نفرمایا اور دسوان دن بھی اعتکاف وصوم کے دنون مین داخل ہوجاتا اور وہ
حلال نہین اور بعضے محققین نے کہا ہے کہ ہر گاہ کہ رات وقت عبادت اور خلوت کا ہے اور ریاضت
والے اکثر اسی وقت مین اپنے کام مین مشغول ہوتے ہین اسی واسطے خاص کر ذکر راتونکا فرمایا اور یہ
بھی ہے کہ مہینے عرب کے اوپر سیر اور گردش چاند کے مقرر ہین اور ابتدا اُس کا ہلال سے لیتے ہین
اور یہ معنی خاص رات ہی کے ساتھ ہے اور موسی اصل لغت مین لفظ عبرانی ہے کہ معرب ہو گیا ہے
کہتے ہین کہ اصل اسکی میشا تھی می بمعنی پانی کے ہے اور شا بمعنی درخت کے اور چونکہ حضرت
موسیٰ کو فرعون نے نہر مین درختون کے نیچے پایا تھا یہ نام اُنکے واسطے مقرر کیا اور عربی زبان
مین یا کو واو کے ساتھ اور شین کو سین کیساتھ بدل کیا موسیٰ ہوا اور عدد چالیس کا بہت مقامون
مین اعتبار ہے اور اسی واسطے حدیث مین آیا ہے کہ من اخلص لله اربعین صباحا ظهرت
ينابيع الحكمة من قلبه على لسانه یعنے جو شخص کہ خلوص کرے اللہ کے واسطے چالیس دن
ظاہر ہونگے چشمے حکمت کے دل اُس کے سے اوپر زبان اُسکی کے اور بھی آیا ہے کہ خمرت
طين ادم اربعين صباحا کہ خمیر کیا گیا مٹی آدم کو چالیس دن اور بھی بچہ آدمی کا
پیٹ مین اتنی ہی مدت مین ایک حال سے طرف دوسرے حال کے انتقال کرتا ہے چالیس روز
تک نطفہ رہتا ہے اور چالیس دن تک خون بستہ اور چالیس دن تک گوشت کا ٹکڑا بعد
اس کے قابل نفخ روح الہی کے ہوتا ہے اور اسی جگہہ سے ہے کہ تمام صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم نے
قالبۃً چلہ کو ریاضت اور خلوت کے واسطے مقرر کیا ہے اسواسطے کہ قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
سے معلوم ہوا کہ اتنی مدت ریاضت کرنے سے ترقی ہوتی ہے ادنی حال سے طرف اعلے حال کے
آگے ہم اوپر اس مطلب کے کہ اس آیت مین چالیس رات کا وعدہ مذکور ہے اور سورۂ اعراف
مین وعدہ تیس رات کا ظاہر مین یہ تناقض ہے جواب اس کا یہ ہے کہ اس آیۃ مین بطریق

اجمال کے تمام مدت خلوت اُنکی کی مع اصل اور زیادتی کے ذکر فرمائی اور سورہ اعراف مین بطریق
تفصیل کے اصل وعدہ کو کہ تیس راتین تھین اور پھر مدت دس دن کی کو کہ بے وقت مسواک
کرنے کے گناہ مین زیادہ ہوئی تھی جدا جدا یاد فرمایا ہے پس تناقض نہین اسواسطے کہ اجمال
اور تفصیل کے مخالفت نہین ہوتی ہے مثال اسکی ایسی ہے کہ کوئی شخص چالیس درم قرض کسی
کا اپنے ذمہ رکھتا ہو اگر یہ کہے کہ مین چالیس درم قرض رکھتا ہون تو یہ اجمال صحیح ہے اور اگر اسطرح
کہے کہ مینے تیس درم بابت فلانے کے اُس سے لئے تھے اور دس درم بابت فلانے کے تو یہ تفصیل بھی
درست ہے خصوصاً جبکہ سورۂ اعراف کی آیت مین اس تفصیل کا حاصل بھی مذکور ہے کہ فتم میقات ربہ
اربعین لیلۃ باقی رہا اس مقام مین ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ اربعین لیلۃ کا محل
باعتبار ترکیب نحوی کے کیا ہے مفعول نہین ہو سکتا ہے اسواسطے کہ جو چیز موعود ہے وہ خدا کیطرف
سے کتاب کا دینا تھا اور حضرت موسیٰ کی طرف سے پورا کرنا اعتکاف کا اور ظرف بھی نہین ہو سکتا ہے
اسواسطے کہ وعدہ دونو طرف سے چالیس رات مین نتھا کہ چالیس دن تک وعدہ کرتے رہین جواب
اسکا یہ ہے کہ اربعین لیلۃ ظرف ہے لیکن واعدنا کا نہین بلکہ واعدنا کے مفعول کا ہے کہ وہ
محذوف ہے تقدیر مین یہ ہے کہ واعدنا موسیٰ معاملۃ عند انقضاء اربعین لیلۃ اور لفظ
انقضا کا بھی محذوف ہے اور اربعین لیلۃ کو بسبب مجاورت کے مجازاً قائم مقام اُسکے کر دیا
جیساکہ عرف مین کہتے ہین کہ آج چالیس دن ہوئے کہ فلانا آیا ہے مراد یہ ہے کہ انقضا
چالیس دن کا ہے اور نسب حضرت موسیٰ کا یہ ہے کہ وہ بیٹے عمران بن یصہر بن قاہث بن لاوی
بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام کے تھے اور لاوی بڑے بیٹے حضرت یعقوبؑ
کے تھے پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اوپر فرقۂ بنی اسرائیل کے ریاست حقیقی بھی تھی کہ پیغمبر اولو العزم
تھے اور ریاست عرفی بھی اسواسطے کہ عرف عام مین ریاست اور سرداری بڑے کو ہوا کرتی ہے اور
جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کتاب لانیکے واسطے سب بنی اسرائیل کیطرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور
مین گئے تھے ان سب کو مناسب یہ تھا کہ انتظار اُن کا کرتے اور نیا طریق نکالنے سے بچتے اور
بزرگون تمھارے نے اے بنی اسرائیل برخلاف اس طریق کے کہ دانے آدمیون کا معمول ہے
عمل مین لائے اسواسطے کہ معمول یہی ہے کہ جب کوئی سردار کسی گروہ کا حاکم یا بادشاہ کے پاس

تفسیر خلیلی
زمین پر تھا وہ برما ... فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر کو ... [illegible]

واسطے غرض کسی مطالب کے جاتا ہے تو دوسرے لوگ پاسداری اُس ایلچی کی کرتے ہین
اور ہرگز خلاف اور اختلاف نہین کرسکتے بلکہ تمنے ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهٖ یعنی بعد جانے موسیٰ
اور لانے کتاب اقرار چالیس دن کے بنالیا تمنے بچھڑے کو بعد موسیٰ کے اُسکی غیبت مین اسواسطے کہ
موسیٰ جب تک درمیان تمھارے تھا تمکو عبادت فرعون اور ہامان کی سے باز رکھتا تھا حالانکہ
فرعون اور ہامان کو ظاہر مین ایک طرح کی قدرت اور اختیار نفع اور ضرر کا تھا پرستش گوسالہ
بیجان بے عقل کی سے کس طرح تمکو ممانعت نکرتا اور لفظ ثُمَّ کہ اصل مین واسطے تراخی زمانہ کی ہے
اِس جگہہ واسطے بعید جاننے مضمون مابعد کے قبل کے مضمون سے مستعمل ہوا گویا کسی طرح
مناسب نتھا کہ سردار اپنے کو واسطے عرض مطلب اور درخواست غرض کے ہمارے حضور مین بھیجا اور
آپ غیبت اُس سردار کی مین مخالف مرضی ہماری کے کام کرو بلکہ تمکو لازم تھا کہ ہرگز مخالفت
ہماری تم سے سرزد نہوتی اور اتخاذ افتعال ہے اخذ سے ماخوذ ہے ہمزہ کو بعد تلئین کے تا کے
ساتھ بدل کرکے تا کو تا مین ادغام کیا اور ہرگاہ کہ افتعال کے صیغہ پر یہ لفظ بہت آیا ہے عربون
نے وہم کیا کہ شاید تا اصلی ہو اور تخذ یتخذ سے ماخوذ ہو اور اسی واسطے تخذ یتخذ کو بھی استعمال
کرنا پڑا اور اتخاذ کے فعل نے عربون کے نزدیک حکم افعال قلوب کا لے لیا ہے کہ اوپر مبتدا
اور خبر کے داخل ہوتا ہے اور دونو کو اوپر مفعولیت کے نصب دیتا ہے اگر اِس استعمال
کو اِس جگہہ مقرر کرین پس دوسرا مفعول محذوف مانین گے اور تقدیر عبارت کی اِس طرح
ہوگی ثم اتخذتم العجل الٰہًا اور معانی والون نے وجہ حذف کرنے مفعول ثانی کی اِس
جگہہ قبیح جاننا تصریح اس امر قبیح کا ذکر کی ہے اور اگر اِس استعمال کے موافق نٹھہرادین
بلکہ اتخاذ کو ساتھ معنے بنانے کے لیوین تو اس صورت مین ایک ہی مفعول کہ موجود ہے کفایت کرتا ہے
اور اِس تقدیر پر بعضے اہل معانی کے دل مین شبہہ گذرا ہے کہ فقط بنانا بچھڑے کا محل انکار کا
نتھا کہ اُسکے بنانے سے منع فرمایا ہوا اور علاوہ اِس کے بنانا گوسالہ کا خاص سامری کا کام تھا بنی
بنی اسرائیل اُس مین شریک نتھے بخلاف معبود ٹھہرانے گوسالہ کے کہ سب اُسمین شریک تھے پس جواب
اِس کا یہ ہے کہ انکار کرنا مطلق گوسالہ کا مقصود نہین بلکہ اسی گوسالہ معین کا ہے جیسا کہ لام عہد سے
سمجھا جاتا ہے اور گوسالہ معہود معبود تھا سوائے اسکے یہ ہے کہ تصویر بنانی بھی محرمات سے ہے اور نفع لینا حرام کا

سے بہر طور محرمات مین داخل ہے پس محض بنانا گوسالہ کا بھی محل انکار کا ہو سکتا ہے اور ہر چند قالب
گوسالہ کا سامری نے تیار کیا تھا لیکن آپکی امداد اور اعانت سے یہ بات اُس سے ہوئی تھی کہ زر اور
جواہر سب نے لاکر اُسکو دیا تھا اور اس فعل مین اُسکے شریک ہو چکا اور حسن بصری سے ابن ابی حاتم نے
بیچ تفسیر اپنی کے روایت کی ہے کہ نام اس گوسالہ کا بہیوت تھا ظاہر اس نام مین بھی بو سے شرک کی دی
تھی اور اسیواسطے حق تعالے فرماتا ہے کہ کاش تم گوسالہ کو محض واسطے لہو لعب کے مقرر کرتے اور مانند اور
کھیلون اور تصویرون کے کہ لڑکے جنسے کھیلتے ہین حقیر اور ذلیل رکھتے لیکن تمنے تو اس گوسالہ کی صورت
کو معبود اپنا ٹھیرایا وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ یعنی اور حال یہ ہے کہ تم نے نہایت ظلم کیا اسواسطے کہ عبادت کمال
درجہ کی تعظیم کا نام ہے اور یہ خاص حق علیم اور حکیم کا ہے گوسالہ کی صورت کیواسطے کہ بیل کا بچہ
ہے تم بجالاے اور اُسکو روا رکھا اور یہ امر ظاہر ہے کہ تمام مخلوقات الٰہی مین سے بیل ضرب المثل
ہے حماقت اور نافہمی مین اور بیل کا بچہ بیل سے بھی کم ہے اس مین زیادہ تر بے شعوری پائی گئی پس
ایک ادنے اور حقیر کیواسطے کمال تعظیم کہ خدا کا حق تھا تم بجالاے اس جہت سے ظلم تمہارا سخت تر اور
بہت قبیح ظلم فرعون کے تابعین سے کئی مرتبہ کر کے ہے خصوصاً کہ تم سے یہ ظلم بعد ایمان اور معرفت
ناقصہ کے وجود مین آیا اور فرعون کے لوگون سے کفر اور جہل کی حالت مین اہل تحقیق نے کہا ہے
کہ ہر قوم کے واسطے ایک ایک گوسالہ ہے کہ اُسکی پرستش مین مشغول ہین گو ظاہر مین اپنے تئین مسلمان
اور دیندار جانتے ہین جیسا کہ حدیث شریف مین بھی اشارہ اس امر کی طرف آیا ہے جس جگہہ کہ
فرمایا ہے تعس عبد الدینار وعبد الدرھم وعبد الخمیصۃ ان اعطی رضی وان لم یعط
سخط یعنی برا حال ہے اس شخص کا کہ بندہ اشرفی یا بندہ روپیہ کا یا بندہ شال اور کپڑے خوبصورت
کا ہے اگر اُسکو خدا کیطرف سے یہ چیزین عطا ہون خوش ہوتا ہے والا ناخوش رہتا ہے اور شکایت
کا دروازہ کھولتا ہے اس جگہہ مین جاننا چاہیے کہ علما کو اسمین اختلاف ہے کہ بنی اسرائیل باوجود دیکھنے
ان معجزات ظاہر اور خوارق روشن کے کہ جنکے سبب سے بلا اختیار انکے دلمین یقین آگیا تھا اور کوئی تردد یقین
کرنیمین ساتھ صانع قادر مختار کے اور صدق نبوت حضرت موسیٰ کے نرہا تھا پس پھر کیونکر سامری کی شعبدہ بازی
فریفتہ ہو کر دفعۃً یہ یقین جاتا رہا اور حضرت موسیٰ کی نبوت مین متردد ہوے اور انکے پیچھے ہونیمین شک کرنے
لگے اور بیچ جال اغوا اُسکے کے گرفتار ہو گئے بعضون نے اسکی وجہ مین کہا ہے کہ سامری نے

بنی اسرائیل کے ذہنون مین ایسے ایسے شبہے منقش کردیے کہ حضرت موسیٰ کو قدرت اوپر ان
خوارق عجیبہ کے بنا بر استمداد اور اعانت طلسمات اور نیرنجات کے حاصل ہوئی ہے پس تمکو بھی چاہیے
کہ کوئی طلسم اور نیرنج مثل طلسم اور نیرنج انکے کے بناؤ اور حضرت موسیٰ کے برابر ہو جاؤ اور
جمہور علما اس طرف گئے ہین کہ اکثر جہال بنی اسرائیل کا مذہب حلولی تھا یعنے کہتے تھے کہ ذات
خدا بعضے جسمون مین حلول کرتی ہے اور انکے اندر پیر جاتی ہے سامری نے اسطرح انکو
یہ بات سمجھائی اور فریفتہ کیا کہ پروردگار تمہارے نے بیچ صورت اس گوسالہ کے ظہور کیا ہے اور
آواز اور حرکت اسکی گوکہ اول فقط ایک سونے کا پتلا تھا دلیل اپنے دعوے کی مقرر کی مثال اسکی
جیسے کہ ہنود جس جگہ کوئی شے عجیب دیکھتے ہین اس مین اللہ تعالے کا حلول اعتقاد کرکے پرستش
اور تعظیم حد درجہ کی اسکے واسطے کرتے ہین اور آیتین اور حدیثین بہت جمہور کے قول کی تائید
کرتی ہین اور پہلے قول کے ساتھ منافات رکھتی ہین منجملہ انکے یہ ہے کہ سامری نے کہا ھذا الھکم
والہ موسے فنسی یعنی یہ ہے معبود تمھارا اور معبود موسیٰ کا پس بھول گیا موسیٰ اور بعضی دلیلون مین یہ بھی ہے کہ
گرداگرد اسکے بطریق عبادت کے معتکف ہوئے تھے اور تعظیم اسکی بجالاتے تھے اور طلسمات اور نیرنجات کے
ساتھ ایسے معاملہ کا معمول نہین سوا اسکے اور بہی دلائل اور شواہد ہین حاصل کلام یہ ہے کہ یہ عمل
شنیع بنی اسرائیل کا کہ تمام اقسام کفر کی سے بدتر قسم ہے مقتضی اسکا تھا کہ انکو فی الفور نیست اور نابود
کرین اور فرصت توبہ کی بہی ندین اور گنجایش عذر اور معذرت کی نچھوڑین لیکن حق تعالی نے بسبب
کمال مہربانی اور رحمت اپنی کے کہ اصالۃً طرف حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام کے
متوجہ تہی اور بطفیل انکے بنی اسرائیل کو بہی پہنچتی تہی انکو مواخذہ عاجلہ دنیاویہ نفرمایا اور ہلاک نہ کیا
جیسا کہ فرماتے ہین ثم عفونا عنکم یعنے پھر معاف کردیا ہمنے تم سے اور تمکو فی الفور ساتھ
عذاب استیصال کے کہ بالکل نیست اور نابود کردے ہلاک نہ کیا جیسا کہ فرعونیون کو بسبب عدول حکمی کے
کہ اس سے کمتر تہی بالکل ہلاک کردیا من بعد ذلک یعنے پیچھے بنانے بچھڑے اور پرستش
اس صورت بیجان کے کہ تم سے بعد ایمان لانے اور دیکھنے معجزون اور بڑی بڑی نشانیون کے
صادر ہوئی اور یہ گناہ انکا نہایت بڑا اور بدتر تھا اسی واسطے قابل اس کے ہوا کہ اشارہ بعید
اسکی طرف کیا جاوے لیکن یہ سب اسواسطے تھا کہ لعلکم تشکرون یعنے تاکہ شاید تم آیندہ کو

شکر نعمتون آلہی کا بجالاؤ اور تحمل مشقتون کا اللہ تعالی کی عبادت مین گوارا کرو اسواسطے کہ ابھی تک استعداد گروہ تمہارے کی بالکل باطل نہین ہوئی تم سے توقع ہے کہ نیک اور صالح پیدا ہون اور یہ کام معرفت اور عبادت کے قیام کرین بخلاف قوم فرعون کے کہ استعداد اُنکی مطلق زائل ہو گئی تھی کوئی اُن مین سے قابل تحمل امانت معرفت اور عبادت کا نرہا تھا اور لعل اگرچہ لغت عرب مین اُس جگہہ مستعمل ہوتا ہی کہ امید ہو خواہ وہ شے حاصل ہو یا نہو لیکن کلام آلہی مین بہت جگہہ یقین کے مقام مین مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ اس جگہہ بھی اسی قسم کا ہے اسواسطے کہ بنی اسرائیل بعد اسکے معدن علوم آلہی کے اور حامل معارف اُسکے کے ہوے اور درمیان اُنکے ہزارون نبی اور شہید اور صالحین پیدا ہوے اور راہب اور احبار ظاہر ہوے اور خدا کے کامون مین مصروف رہتے اس جگہہ ایک اشکال ہے نہایت سخت اور وہ یہ ہے کہ پرستش گوسالہ کی بلاشبہہ کفر تھی بلکہ سب اقسام کفر کے سے قبیح اور کفر قابل معاف ہونیکے نہین اور بغیر توبہ کے بخشا نہین جاتا ہے اور اگر اس طرح کہا جاوے کہ ایسا لفظ کہ دلالت توبہ کے اوپر کرتا ہے اس جگہہ مقدر رہے جیسا کہ جمہور مفسرین نے اسی طرح کیا ہے اور کہا ہے کہ تقدیر کلام کی یہ ہے کہ ثم عفونا عنکم حین تبتم لعلکم تشکرون نعمۃ العفو تو اس صورت مین لازم آتا ہی کہ مضمون اس آیت کا اور مضمون آیت فتاب علیکم انہ ھو التواب الرحیم کا ایک چیز ہو اور مضمون آیت فتاب علیکم کا بعد مضمون اس آیت کے ذکر کرنا تکرار بے فائدہ ہو اسواسطے کہ یہ مقام مقام نعمتون کے شمار کرنے کا ہی اور اس آیت مین سوائے قبول توبہ کے کوئی نعمت مذکور نہین اور جواب اس اشکال کا آیت کی تفسیر مین اشارۃً گذرا کہ مراد عفو سے ترک کرنا مواخذہ کا ہے کہ دنیا مین بالکل اُنکو نیست اور نابود کرے نہ چھوڑنا مواخذہ آخروی کا اور کفر مین یہ بات ہو سکتی ہے کہ دنیا مین امن مین رکھے جیسا کہ کفار امت مصطفویہ علے صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ اسی نعمت مین شریک ہین کہ کفر کرتے ہین اور دنیا مین ہلاکت عذاب کے سبب سے نہین ہوتی گویا کہ مواخذہ اُخروی باقی ہے اور اگلی آیت مین قبول کرنا توبہ بنی اسرائیل کا مذکور ہے اور تعلیم طریق اُس توبہ کی کہ آثار گناہ کے بالکل محو کرے اور دنیا اور آخرت مین اُس کے ضرر سے بے خوف ہو جاوے اور ان دونو باتون مین بڑا فرق ہے پھر فرماتے ہین کہ واسطے تعلیم طریق شکر نعمتون کے نعمت دوسری کہ بہت بڑی اور بزرگ ہے عطا کی ہے اور بسبب اس تمہارے گناہ

نقل حضرت موسیٰ نے دو شخصون کو جھگڑتے دیکھا اُن مین ایک اُنکا رفیق تھا اور دوسرا دشمن اُسکا رفیق نے دشمن کی فریاد کی موسیٰ نے اُس کو ایک مُکّا مارا وہ مر گیا تب موسیٰ کہنے لگا یہ تو شیطانی حرکت ہوئی اسکے بعد کہا رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا تو بخشدے مجھے بخشدیا خدا نے بخشنے والا مہربان ہے پروردگار جیسا تو نے مجھپر فضل کیا ہے اب مین پھر کبھی ظالم کی مددگار نہ ہونگا پھر صبح کو ڈرتا ہوا

قبیح کے اس نعمت کو تم سے پھیر نہ لیا   پس اس نعمت عظمیٰ کو یاد کرو وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ
یعنی اور یاد کرو تم اسوقت کو کہ دی ہمنے موسی کو کتاب اور وہ توریت مقدسہ ہے کہ تمام قواعد شکر
گذاری کے اس مین موجود ہین تاکہ شکر گذار بموجب ان قواعد کے عمل کرین اور شکر حق کا بجالاوین
وَالْفُرْقَانَ یعنی اور بھی دی ہمنے موسی کو وہ چیز کہ باعث فرق کا ہو درمیان اہل حق اور اہل
باطل کے اور وہ شعائر دین اور ارکان شرع کے ہین کہ بسبب بجالانے انکے کے موافق اور مخالف
کے نزدیک معلوم ہوجاتا ہے کہ فلانا اس دین مین آیا اور فلانا اس دین سے باہر گیا مثل تعظیم روز
دوشنبہ اور روزہ رکھنے اس دن کے اور معطل رہنا اس دن مین دنیا کے کامون سے اور سوا اسکے اور
رسمین اور عیدین دین یہودیت کی اور ترک کرنا گوشت اور دودہ اور گھی اونٹ کا اور ختنہ اور ذبح
اور قربانی   اور اس دین مین مانند انکے یہ چیزین ہین اذان اور نماز جمعہ اور جماعتین اور عیدین
اور ختنہ وغیرہ اور بعضے مفسرین اس طرف گئے ہین کہ مراد فرقان سے وہی توریت مقدسہ ہے اور
عطف واسطے تغایر صفت کے ہے باوجود متحد ہونے ذات کے جیسا کہ عرب کہتے ہین رایت الغیث و
اللیث ای رایت الرجل الذی ھو جواد کالغیث و شجاع کاللیث۔ اس مثال مین غیث
اور لیث ایک شخص سے مراد ہے لیکن بسبب اسکے یہ دو لفظ باعتبار معنی کے کہ وہ سخاوت اور شجاعت
ہے مختلف تھے اسواسطے حرف عطف کا انکے درمیان مین لایا گیا اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد فرقان
سے معجزے موسوی ہین کہ درمیان کافر اور مومن کے فرق کرتے تھے اور ہر تقدیر پر عطا کرنا کتاب اور
فرقان کا ساتھ جس معنی کے ہو کچھ حضرت موسی علیہ السلام کو درکار تھا مگر اسواسطے کہ لَعَلَّكُمْ
تَهْتَدُوْنَ یعنی تاکہ شاید تم راہ پاؤ ساتھ آئین شکر گذاری کے اور یہ نعمت دوسری تمھارے اوپر
ہوئی اسیواسطے حضرت موسیٰ نے جناب الٰہی مین عرض کی کہ الٰھی نعمت علی النعم السوابغ وامرتنی
بشکرھا وانما شکری ایاک نعمۃ منک فقال اللہ تعالیٰ یا موسیٰ حسبی من عبدی ان یعلم ان ما بہ من نعمۃ فھی منی
یعنی اے بار خدایا انعام کین تو نے میرے اوپر نعمتین پوری پوری اور حکم کیا تو نے مجکو ساتھ شکر
انکے کے اور سوا اسکے نہین کہ شکر کرنا میرا تیرے تئین یہ بھی ایک نعمت ہے تیری طرف سے پس
فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے موسیٰ کفایت ہے مجکو بندہ اپنے سے یہ بات کہ جان لے اس امر کو
کہ تحقیق جو چیز اور جو نعمت اوس کے پاس ہے پس وہ میری ہی طرف سے ہے حاصل یہ ہے کہ

بندہ کا شکر یہی ہے کہ جو نعمت اوسکو حاصل ہے اللہ ہی کیطرف سے ہے اوسکو سمجھے اور حضرت داؤد نے
اس مضمون کو ایسا بیان فرمایا ہے کہ سبحان من جعل اعتراف العبد بالعجز عن شکرہ شکرہ
کما جعل اعترافہ بالعجز عن معرفتہ معرفتہ یعنی پاکی ہے اوس ذات کو کہ ٹھیرایا اقرار بندہ کا ساتھہ
عاجز ہونیکے شکر اپنے سے شکر اپنا جیسا کہ ٹھیرایا اقرار اوسکا ساتھہ عجز کے معرفت اپنی سے معرفت اپنی
اور یہ دو توجیہیں معالم میں نیچے اسی آیت کے مذکور ہیں اور منجملہ ہدایت اوس کتاب کے اور بڑا فرق
کرنیوالی درمیان سچے اور جھوٹے کے توبہ تھی کہ قتل کرنا نفس کا بہ سبب گناہ گوسالہ پرستی کے مقرر ہوئی
پس اوس آیت عمدہ کو یاد کرو وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِقَوۡمِہٖ یعنی اور یاد کرو اوسوقت کو کہ موسی نے قوم اپنی
سے کہا از راہ شفقت اور غم خواری کے اسواسطے کہ آدمی کو اپنی قوم کیطرف توجہہ ہوتی ہے اور علاج
بیماریوں اونکی کا مانند علاج بیماری اپنے کے جانتا ہے اور اگر انکو اپنی مرض باطنی سے خبر نہو ساتھہ
لطف اور عنایت کے اونکو اوس مرض پر خبردار کرتا ہے یٰقَوۡمِ اے قوم میری مقتضائے شفقت
ہم قوم ہونے کا یہ ہے کہ تمکو اوپر بیماری باطنی اور طریق علاج اوسکی کے آگاہ کروں میں پس سنو تم
کہ اِنَّکُمۡ ظَلَمۡتُمۡ اَنۡفُسَکُمۡ بِاتِّخَاذِکُمُ الۡعِجۡلَ یعنی تحقیق تم نے ظلم کیا ہے اوپر جانوں اپنی کے
سبب بنالینے گوسالہ کے اسواسطے کہ ہر گاہ کہ روبرو تمہارے سامری نے زر قبطیوں کی سے گوسالہ
تیار کیا اور تم نے اوسکی دینے زر وغیرہ سے امداد اور اعانت کی اور واسطے آواز کرنے اور ظاہر
ہونے اثر حیات کے بسبب ڈالنے اوس خاک کے کہ نیچے سم گھوڑی حضرت جبرئیل علیہ السلام
کے اور خاصیت زندہ کرنے کی اوسمیں جانکر اوٹھالی تھی دیدہ ودانستہ اوسکو تم نے معبود
بنالیا اور اللہ تعالے کا سا جانا اوسمیں اعتقاد کیا پس گویا دعوے اس امر کا کیا کہ ہم نے
حیات اپنی معبود میں ڈالی اور ہر چند کہ آواز کرنی اوس گوسالہ کی ایک امر عجیب خارق عادت
تہا لیکن جسوقت فعل عجیب خارق عادت کا کسی حکمت اور تدبیر اور کسیکے ہاتھہ کی کام سے ظاہر
ہووے اوسکو امر غیبی جاننا عقل سلیم کے خلاف ہے اور اسیواسطے افعال عجیبہ جادوگروں اور نظر بندوں اور
بازیگروں وغیرہ کے صاحب عقلوں کی نظر میں کسی طرح کی قدر اور منزلت نہیں رکھتی ہیں ایسی چیز
ہاتھہ کی بنائی ہوئی کو معبود ہونے سے کیا مناسبت اور الوہیت سے کیا ربط کہ فرعون اور ہامان کے
مرتبہ سے بھی نہایت کمتر تہی یہ بات سنکر حضرت موسی کی قوم نے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے تاکہ عذاب اس ظلم

کے سے نجات پاوین حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا فَتُوبُوٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ یعنے پس توبہ کرو تم متوجہ
ہوکر طرف قالب تراش اپنے کے کہ وہ جناب حق تعالی کی ہی جل شانہ تاکہ جانین تمہاری آلود گی
اس ظلم کی سے پاک کرے اسواسطے کہ یہ ظلم تمہاری جانون مین گہس گیا اور محکم ہوا اور بسبب محبت
اوس گوسالہ کے جانین تمہاری آفت ناک ہوگئین اور بارئ اصل مین تراشنے والے قلم وغیرہ کو
کہتے ہین اور اختیار کرنا اس نام کا اس جگہہ اور ناموں الہی سے اسیواسطے ہی کہ اونہون نے خدا کے
قالب تراش کے مقابلہ مین دوسرا قالب تراش مقرر کیا تہا اور لفظ الی بارئکم کا زیادہ کرنا اسواسطے
ہے کہ یہ توبہ ریا کے طور سے نہو اسواسطے کہ توبہ طرف خدا کے وہی توبہ ہے کہ دل کی تہ مین سے ہو اور
اگر زبان سے ظاہر مین فقط توبہ کیجاوے وہ توبہ فقط آدمیون کی ہے نہ طرف خدا کے فَاقْتُلُوٓا اَنْفُسَكُمْ
یعنی پس مار و تم اپنے تئین اور جانین اپنی قالبون سے جدا کرو تاکہ کفارہ اوس گناہ تمہارے کا ہو سکے
کہ دہوکے کی جان بیچ قالب اپنے ہاتہہ کے بنائے ہوئے مین ڈالی تم نے اور اُسکو معبود اپنا ٹہیرایا اور علما کا
اسمین اختلاف ہے کہ مار ڈالنا اپنا ہی توبہ اونکے واسطے تہی یا یہہ تمہ توبہ کا تہا جیسا کہ بیچ حق قاتل عمدا
کے کہ قصدا کسی کو ناحق مار ڈالے شریعت مین توبہ اوسکی مقبول نہین مگر اسطرح پر کہ اپنی جان کو
مقتول کے وارثون کے ہاتہہ مین سونپ دے اگر چاہین بخشدین اور اگر چاہین مار ڈالین اور اس قسم کا
اپنے تئین ہلاک کرنا ہر چند کہ ظاہر عقل کے نزدیک بہت قبیح اور زبون دکہلائی دیتا ہے لیکن
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ یعنے یہ امر عظیم بہتر ہے واسطے تمہارے نزدیک قالب تراشنے والے
تمہارے کے اسواسطے کہ دلالت کرتا ہے اوپر کمال محبت تمہاری کے ساتہہ اسکے کہ اوسکے رستے مین
جان اپنی دی تم نے اور بہی دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ قالب تراشنے اوسکے کو مسلم رکہا تم نے اور جان
کے پیدا کرنے کو کہ وہی کرتا ہے تصدیق کیا تم نے اور ساتہہ حکم اوسکے کے اوسکی امانت کو پہر اوسکو
دیدیا اور بسبب اس محبت اور تابعداری کے عذاب ہمیشگی آخرت کے سے خلاص ہو جاؤگے اور
ضرر اور تکلیف دنیا کی کتنی ہی سخت ہو آخرت کے عذاب سے بہت ہلکی ہے بلکہ متناہی کو کہ جس کی حد ہو
ساتہہ غیر متناہی کے کہ جسکی حد نہو کچہہ مناسبت نہین اور موت ضرور آنی والی ہے پس سختی قتل
کی تحمل کرنے مین کسیطرح کا ضرر نہین ہے مگر آگے پیچہے ہونے کا اور وہ بہی صرف وہم مین ہے اسواسطے جیسا کہ موت
مقرر ہے وقت اوس موت کا بہی تقدیر مین لکہہ دیا ہے حقیقت مین کمی بیشی نہین اور جب بنی اسرائیل نے

یہ طریق توبہ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سنا قبول کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُن سے عہد اور
پیمان محکم لیا کہ بچھڑے کو پوجنے والے اپنے گھرون سے بے ہتیار اور بغیر خود اور زرہ کے آوین اور اوپر
دروازون اپنے کے زانو مار کر بیٹھ جاوین اور بیٹھین اپنی زانوؤن سے باندھ لین اور سرون اپنے کو
زانو پر رکھ لیوین اور زخم تلوار کا اپنے سر پر لیوین اور زانو بند نکھولین اور بدن کو نہ ہلاوین اور ہاتھ اور
پائون نہ مارین اور جو کوئی ان شرطون مین سے عدول کرے گا توبہ اسکی قبول نہین بعد اسکے جب دوسرا
دن ہوا صبح کے وقت حضرت ہارون کو فرمایا کہ بارہ ہزار آدمیون کو بنی اسرائیل مین سے کہ جنھون نے
گوسالہ پرستی نکی تھی اور بیچ انکار اس فعل قبیح کے حضرت ہارون کے شریک رہے تھے شمشیر برہنہ انکی
کروا کر لیجاؤ اور قتل کرنا انکا شروع کرو اور آپ ایک مکان بلند پر کھڑے ہو کر آواز کرتے تھے کہ یا معشر
بنی اسرائیل ان اخوانکم قد اتوکم شاھرین سیوفھم یریدون ان یقتلوکم فاتقوا
اللہ واصبروا یعنی اے گروہ بنی اسرائیل کے تحقیق بھائی تمھارے آئے تمھارے اوپر تلوارین کھینچے
ہوئے چاہتے ہین کہ قتل کرین تمکو پس ڈرو تم اللہ سے اور صبر کرو اور حضرت حسن بصریؒ سے منقول
ہی کہ تین گروہ بنی اسرائیل مین سے دو گروہ کو یہ حکم ہوا تھا کہ آپس مین قاتل اور مقتول ہووین
جنھون نے گوسالہ پرستی کی تھی انکو حکم تھا کہ مقتول ہون اور جنھون نے پرستش اسکی کی تھی اور نہ
انکار اسکا کیا تھا انکو حکم ہوا تھا کہ وہ قتل کرین تاکہ توبہ انکار نکرنے کی کہ انسے سرزد ہوا ہے حاصل ہو اور
جنھون نے گوسالہ پرستی نکی تھی اور اس کام کو برا سمجھے تھے اس توبہ مین شریک نہوئے اسواسطے کہ وہ
محتاج توبہ کے نتھے اور اور روایتون مین آیا ہے کہ جب مارنے والون نے دیکھا کہ جنکے قتل کرنیکے واسطے
حکم ہوا ہے بھائی اور بھتیجے اور بھانجے اور نزدیکی اور دوست ہمارے ہین تو قتل کرنے مین تردد کیا اور
بباعث شفقت طبعی کے ہاتھ انکے کام نکرتے تھے حق تعالی نے ایک سیاہ غبار بھیجدیا کہ کوئی کسیکو
ندیکھتا تھا بیدھڑک مارنا شروع کیا اور رحم طبیعت کا مانع قتل سے نہوا یہانتک کہ صبح سے اخیر دن تک
ستر ہزار آدمی مقتول ہوئے اور عورتین اور بچے بنی اسرائیل کے حضرت موسیٰ کے روبرو فریاد
کرنے لگے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سر برہنہ کر کے دعا کی حکم ہوا کہ توبہ مرے ہوون اور زندون کی
سبکی قبول ہوئی جو کوئی مارا گیا اسنے مرتبہ شہادت کا پایا اور جو کوئی زندہ رہا وہ بھی گناہون سے
پاک ہوا اس مقام مین جاننا چاہیے کہ لفظ فاقتلوا انفسکم کا ظاہر مین اسپر دلالت کرتا ہی کہ انھون نے

تفہیم خلیلی
"ہمارا باپ بڑا بوڑھا ہے" موسیٰ نے ان دونون کی لڑکیون کو پانی پلا کر درخت کے سایہ مین آیا اور کہا "اے میرے رب! مین تیری بھلائی کا محتاج ہون" پھر ان دونون مین کی ایک لڑکی شرماتی ہوئی موسیٰ کے پاس آئی اور کہا "آپ کو بابا جان (حضرت شعیب) پانی پلانے کی مزدوری دینے کو بلاتے ہین" موسیٰ ان لڑکیون کے باپ (شعیب) کے پاس جا کر

تفسیر خلیلی [illegible]

اپنے تئین آپ مارا جیسا کہ بعضے مفسرین طرف ظاہر اس آیت کے گئے ہین لیکن روایتین اس قصہ
کی سب کی سب مخالف اس ظاہر کے ہین پس حقیقت کلام کی مراد نہین یا محمول اوپر اسناد مجازی
کے ہے کہ اسناد قتل کی طرف سبب ممکن کے فرمائی ہے یعنی ہرگاہ کہ قاتلین کو قدرت اوپر قتل کرنے
کے دیدی گویا آپ ہی اپنے نفسون کے قاتل ہوئے یا انفسکم سے باعتبار اسی توجیہ کے آپ ہی مراد
ہون اور معنی مجازی لینے پر روایتین دلالت کرتی ہین اور اوپر ہر تقدیر کے بنی اسرائیل یہ توبہ شکل
بجا لائے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ فَتَابَ عَلَيْكُمْ یعنی جب تمنے یہ کام کیا توبہ تمہاری
قبول ہوئی پس قبول کیا اللہ تعالی نے توبہ تمہاری کو اگرچہ گناہ تمہارا سخت تر گناہ آل فرعون
سے تھا اسواسطے کہ تمنے بعد ایمان کے یہ کفر کیا تھا اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ یعنی تحقیق وہ اللہ ہیچ قبول
کرنے توبہ کے مبالغہ فرماتا ہے یہان تک کہ اس عمل ناشایستہ پر بھی کہ آل فرعون کو اس سے
کمتر پر معذب کیا تھا توبہ قبول فرمائی اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو بندہ صدق دل
سے توبہ کرتا ہے اور اوپر گناہ کے نادم ہوتا ہے حق تعالی اوس کی توبہ قبول فرماتا ہے اگرچہ ایک دن
مین ستر بار اوس گناہ کو کرے اور یہ اسواسطے ہے کہ اللہ تعالی الرَّحِيْمُ یعنی بہت مہربان ہے
اوپر بندون اپنے کے کہ بسبب تحمل اذیت ایک ساعت کے کرامت ہمیشگی کی عنایت فرماتا ہے
اور یہ توبہ بنی اسرائیل کی ایک ہدایت عمدہ تھی کہ اوس نے درمیان محق اور مبطل کے فرق کر دیا اور
انکے بزرگون نے اس ہدایت کو باوجودیکہ مشقت اس مین تھی کمال رضامندی اور خوشی سے
قبول کیا اور جو گروہ بنی اسرائیل کا کہ خطاب کئے گئے ساتھ اس کلام کے ہین اور حضرت محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مین ہین ہرگز زبان سے بھی توبہ نہین کرتے ہین اور عبادت
سہل اس شریعت کی باوجود کثرت فضائل کے قبول نہین کرتے ہین اور یہ بھی کفران نعمت
کے اندر داخل ہے اور اس آیت مین خبردار کرنا ہے تمام امت کو کہ توبہ اور ندامت
سے دل کو نہ چھپاوین اسواسطے کہ امت حضرت موسی علیہ السلام کی نے اس توبہ مین باوجود نہایت
مشقت اوسکی کے تن دیا اور انکار نکیا اور تم سے سوائے ندامت کے اور کچھ طلب نہین کرتے
ڈھیل کرنی بہت بعید ہے حاصل یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے باوجود دیکھنے ان آیتون زبردست
کے اور چکھنے ان عذابون پے درپے کے ہرگز حق شکر کا ادا نہ کیا بلکہ پھر بھی اوسی بے ادبیون

اور بدچلنیون اپنی مین گرفتار رہے اور سب سے زیادہ بے ادبی یہ تہی کہ ہر گز ساتہہ ہدایت حضرت موسیٰ
علیہ السلام اور فرمان اونکے کے کہ بنی اسرائیل کے پاس پہونچا تہا کفایت نکی یہان تک کہ درخواست کی
ہم سب ان حکمون کو اپنے کانون سے جناب الٰہی سے سنین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم سب کے
سب علیحدہ علیحدہ یہ بات چاہتے ہو یا جو بعضے نیک بخت تم مین سے ہین اگر بلا واسطہ وہ اپنے کانون سے سنکر آوین
یقین کر لوگے اونہون نے کہا کہ جو گروہ بڑا نیک بختون ہمارے مین سے کہ خبر اونکی تواتر کی حد کو
پہونچے اور عقل کے نزدیک اتفاق اونکا جہوٹہہ پر محال ہو اگر ایسے لوگ بلا واسطہ جناب الٰہی سے سنکر آوین
البتہ ہم یقین کرینگے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ پس ایک جماعت کہ تم مین معتبر اور ثقہ ہون چنکر ہمراہ میرے
کرو اونہون نے اپنے نیکبختون کو بقدر ستر آدمیون کے چنکر اس کام کے واسطے اختیار کیا حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے اونکو فرمایا کہ تم سب غسل کرو اور تمام گناہون سے توبہ نصوح کرو اور تین تین
روزے رکہو اور تسبیح اور تہلیل مین مشغول ہو وہ لوگ موافق ارشاد حضرت موسیٰ کے عمل مین لائے اوس وقت
حضرت موسیٰ علیہ السلام اونکو ہمراہ لیکر کوہ طور پر روانہ ہوئے اور جناب الٰہی مین عرض کی کہ بار خدایا
یہ گروہ نیک بختون کا تیرے بندون مین سے بسبب شوق سننے کلام تیرے کے آئے ہین اونکے ساتہہ
کلام فرما حقتعالے نے حضرت موسیٰ کی التجا قبول فرمائی اور جب حضرت موسیٰ نزدیک پہاڑ کے پہونچے
ایک چہوٹا ستون نور کا ابر سفید کی شکل مین کہ ثقیل اور ٹہنڈا تہا نمودار ہوا اور آہستہ آہستہ پہیلتا گیا
اور فراخ ہوا اور تمام پہاڑ کو گہیر لیا اور اوس نور مین حضرت موسیٰ غرق ہوئے اور بنی اسرائیل کے
گروہ کو پہاڑ کے نیچے کہڑا کر دیا اور فرمایا یہان کلام الٰہی سنو تم وہ کلام الٰہی اپنے کانون سے سنتے تہے
جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خطاب ہوتا تہا اور امر اور نہی آتا تہا اونہون نے فریاد کی کہ تمام خطاب
طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہی ہمکو بہی اس نعمت سے حصہ ملے یکایک ایک تجلی نور کی طرف
اونکے کوندی اور یہ کلام اوس تجلی نور کی سے اونکے کان مین پہونچا کہ انی انا اللہ لا الہ الا
انا ذو بکۃ اخرجتکم من ارض مصر فاعبدنی ولا تعبدوا غیری یعنی تحقیق مین اللہ
ہون نہین کوئی معبود مگر مین صاحب مکہ کا نکالا تمکو مین نے زمین مصر کی سو پس عبادت کرو میری اور نہ پوجو کسیکو
سوا میرے بعد اسکے کلام منقطع ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اوس ابر مین غرق رہے جب وہ ابر صاف ہو گیا
حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے اور اس گروہ سے کہا کہ کلام الٰہی کو سنا اور احکام اوسکے سمجھے اونہون نے

خلاصہ تفسیر

ساتھ شبہ واہیہ کے دلیل پکڑی اور کہا کہ ہمکو کیونکر معلوم ہووے کہ یہہ کلام کلام خدا کے ہے مبادا کوئی
شیطان یا کوئی جن اس بہانے سے آواز کرتا ہو پس یہ اعتقاد کہ یہہ کلام کلام خدا کی ہے محض تیری
تقلید اور تیرے کہنے سے کہیں ہم اور اگر تیرے کہنے کا ہمکو یقین ہوتا تو پہلے ہی یقین کر لیتے علاج اسکا
یہ ہی کہ ہمکو خدا کی صورت دکھلا اور اوس صورت سے ہم آواز سنیں اور یقین کریں کہ یہ آواز آواز
شیطان یا جن کی نہیں پس یہ بے ادبی حضرت موسیٰ کے حق میں بچھڑے کی عبادت سے
بھی زیادہ واقع ہوئی اور بسبب اس بے ادبی کے پہلے لوگ تمہارے مستحق عذاب کے ہوئے کہ
قتل سے زیادہ ہو اور باوجود اسکے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی دعا سے یہ گناہ معاف کر دیا اور
اُس عذاب آئے ہوئے کو بعد پہونچ جانے کے ساتھ کمال کرم اپنے کے اوٹھایا اور طرف اسی قصہ
کے اشارہ فرماتا ہی اس آیت میں کہ وَاِذْ قُلْتُمْ یَا مُوْسٰی یعنی اور یاد کرو تم اوسوقت کو کہ کہا تمنے
اے موسیٰ لَنْ نُؤْمِنَ لَکَ یعنی یقین نکرینگے ہم اوپر کہنے تیرے کے کہ جو کچھ ہم سنتے ہیں کلام کلام خدا
کی ہی حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً یعنی یہانتک کہ دیکھیں ہم خدا کو ساتھ صورت اور شکل کی جیسا کہ
آواز بلند اپنے کانوں سے ہم سنتے ہیں نہ جیسا کہ درویش اور عارف شہود اور مشاہدہ میں پاتے
ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ہم اوسکو خیال کی بنا دلوں سے جانتے ہیں اور اوپر اوسکی اعتماد نہیں رکھتے
ہیں اور نہ جیسا کہ آخرت میں دیدار کا وعدہ ہی کہ بلا کیف میسر ہوگا اوسواسطے کہ وہ دیدار بلا کیف
ہماری عقلوں ناقصہ میں دیدار نہیں دیدار وہی ہی کہ ظاہر میں ساتھ صورت اور شکل کے محدود سب
طرفوں میں ہو پایا جاوے جیسا کہ آواز بلند کانوں سے سنی جاتی ہے پس حق تعالیٰ نے اوپر اس
بے ادبی بزرگوں تمہارے کے غصہ فرمایا بسبب دو وجہ کے اول یہ کہا اونہوں نے کہ حضرت موسیٰ سے
کی کہنے پر ہم یقین نکرینگے حالانکہ ایسے رسول کو کہ تصدیق اوسکی بسبب معجزوں کے ہو گئی ہو یقین نہ کرنا
بنیاد کفر کی ہے خصوصاً بیچ مقام حضور اور سننے کلام کے دوسرے یہ کہ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً کہا اگر
اسواسطے کہتے کہ ہم آرزومند اللہ تعالیٰ کی رویت کے ہیں ہمکو دیدار اپنا دکھلا تب بھی محل غضب کا نہوتا
اسواسطے کہ رویت اللہ تعالیٰ کی دنیا میں بھی محال نہیں اور اوسکی طلب کرنے پر غصہ اور عتاب نہیں
جواب اسکا اسیقدر تھا کہ تم اوسوقت قابل اس نعمت کی نہیں ہو آخرت میں کہ آلودگیوں اور نجاستوں
سے پاک ہوگی دیکھو گے کہ رویت آخرت کی نصیب عام مسلمانوں کی ہی اور رویت دنیوی مخصوص ساتھ

خاصون درگاہ کے بلکہ ساتھ اخص الخواص کے مثل جناب پیغمبر آخرالزمان علیہ الف الف صلوٰۃ الف الف
سلام کے لیکن ان لوگون نے دیدار اللہ کا دنیا کے اندر صورت اور شکل کے پیرایہ مین چاہا اور اسی جہت سے
غصہ خدا کا آنیر ہوا فَاَخَذَتْکُمُ الصّٰعِقَۃُ یعنی پکڑا تمکو صاعقہ نے اور وہ ایک آگ ہے کہ آسمان کی
طرف سے آوے اور اکثر ابر مین ہوتی ہے اور اگرچہ یہ صاعقہ جو انکے اوپر گری تھی یہ بجلی نہ تھی کہ ابر کے اندر سے
گر پڑتی ہے اسواسطے کہ یہ آگ ہوتی ہے اور وہ بجلی نور کی تھی کہ اس ابر سفید مین چمکتی تھی بسبب غصہ کے
انکے اوپر گری اور مسامون کے راستون سے انکے بدنون مین گھس گئی اور انکو ہلاک کیا لیکن چونکہ
مشابہت اور مناسبت تمام ہلاک کرنے وغیرہ مین صاعقہ حقیقی کے ساتھ اسکو تھی اس جہت سے
اسکا صاعقہ نام رکھا اور بعضے مفسرین نے صاعقہ کو مصدر صعق کا قرار دیا ہے جیسا کہ کاذبۃ اور عافیۃ
اور معنی اسکے بیہوشی اور غشی کے آئے ہین لیکن صحیح روایتون مین ثابت ہے کہ وہی بجلی کوندنے والی نور
کی اوپر انکے گر پڑی اور بیحس اور بے حرکت کیا پس اگر بمعنی بیہوشی اور غشی کے بھی لیا جاوے جب بھی
بسبب اسی بجلی نور کے تھا کہ ساتھ صاعقہ آسمانی کے مشابہت رکھتی تھی بلکہ صاعقہ آسمانی سے
قوی اور سخت زیادہ تھی اسواسطے کہ صاعقہ جو مشہور ہے۔ ایک دفعہ مین اسقدر آدمیونکو نہین مارڈالتی
ہے اکثر دو تین آدمیون کو قتل کرتی ہے اور بھی بھاگنا اس صاعقہ سے چھت اور سایہ اور مکانات کے
نیچے ممکن ہے اور اس بجلی کوندنیوالی سے کہ حرکت اوسکی اختیاری تھی نہ طبعی تمنے بھاگا نہ گیا کہ اسنے
تم کو پکڑ لیا وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ یعنی اور تم دیکھتے تھے آنا اس صاعقہ کا اور ہلاک ہونا بعضون کا
بسبب اسکے اور ہرگز تم اس سے بھاگ نہ سکے اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا واقعہ دیکھا
جناب الٰہی مین تضرع اور زاری شروع کی اور عرض کی کہ بار خدایا مین کس منہ سے بنی اسرائیل کے سامنے
جاؤنگا کہ بڑے بڑے سردار اور نیکبخت لوگ جو انکو واسطے گواہی دینے کے لایا تھا وہ سب ہلاک ہوئے
بعد اسکے بنی اسرائیل مجھکو جھوٹا جانینگے اور کہین گے کہ ہرگاہ اسنے افترا سے دعویٰ ہمکلام ہونیکا
خدا کی ساتھ مین کیا تھا گواہون کے گروہ کو کسی مکر اور بہانہ سے ہلاک کرکے آ بیٹھا۔ تا کہ بسبب ظاہر
ہونے جھوٹھ کے زرد رو ہون پس باوجود ان گستاخیون کے کہ ان سے سرزد ہوئین ان کے اوپر بخشش
کر اور از سرنو ان کو زندہ کر پس ہمنے حضرت موسیٰ کی دعا قبول کی ثُمَّ بَعَثْنٰکُمْ یعنی پھر زندہ
کیا ہمنے تمکو مِنْ بَعْدِ مَوْتِکُمْ یعنے پیچھے مرنے تمہارے کے کہ حقیقی تھا اور غشی اور سکتہ

کی جنس سے تھا لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ یعنی تاکہ شاید تم آیندہ کو شکر نعمت اس درگذر نے اور زندہ
کرنے موت سے پیچھے کا بجا لاؤ اور یہ نجات دینی زیادہ تر ہی اُس نجات دینے سے کہ پنجہ فرعون
کے لوگون سے اور عذاب گوسالہ پرستی کے سے وقوع مین آئی اور مفسرین نے اختلاف کیا ہی آئین
کہ یہ واقعہ گوسالہ پرستی سے پہلے ہوا تھا یا بعد اُسکے ایک گروہ اسطرف گیا ہی کہ گوسالہ پرستی سی پہلے
تھا اور دلیل اُنکی یہ ہی کہ سورۂ نساء مین آیا ہے یسئلك اهل الکتاب ان تنزل علیهم کتابا من
السماء فقد سألوا موسى اكبر من ذلك فقالوا ارنا الله جهرة فاخذتهم الصاعقة بظلمهم ثم اتخذوا
العجل من بعد ما جاءتهم البينات یعنی اور سوال کرتے ہین تجہہ سے اہل کتاب اس بات کا کہ آتاری تو
اوپر اُنکے کتاب آسمان سی پس تحقیق طلب کیے تھے موسیٰ سے اس سی بھی بڑی بات پس کہا تھا انہون
نے دکھلا دی ہم کو اللہ تعالیٰ کو ظاہر پس پکڑ لیا اونکو بجلی نے بسبب ظلم اُنکے کے پھر ٹھیرا لیا اُنھون نے بچھڑے کو بعد
آنے دلیلون روشن کے پاس اُنکے اور اکثر مفسرین اور اہل قصص نے کہا ہے کہ یہ قصہ بعد گوسالہ پرستی کے تھا
بلکہ حضرت موسیٰ اس جماعت کو واسطے عذر گوسالہ پرستی کے کوہ طور پر لیگئے تھے اور وہ لوگ عذر
بدتر گناہ سے عمل مین لائے اور دلیل اُنکی ذکر اس قصہ کا ہی کہ اس سورہ مین اور سورۂ اعراف اور اور سورتون
مین موجود ہی اسواسطے کہ اکثر ترتیب ذکری مین ترتیب زمانی یا اعتبار وقوع کے بھی ملحوظ ہوئی ہی اور سورۂ
نساء مین کہ کلمہ ثم کا واسطے ترتیب زمانی کے موضوع ہی واسطے فائدہ دینے ترتیب بیانی اور ترقی کرادنی
سے طرف اعلیٰ کے سمجھا ہی جیسا کہ قول شاعر مین **شعر** ان من ساد ثم ساد ابوہ ٭ ثم قد ساد
قبل ذلك جدہ مستعمل ہوا اور کلام الٰہی مین بھی کثیر الوقوع ہی اور اس مقام مین جاننا چاہیے
کہ منکرین رویت اللہ تعالیٰ کی آخرت مین ہو یا دنیا مین اس آیت سی تمسک پکڑتے ہین اور کہتے ہین کہ
اگر دیدار اللہ تعالیٰ کا ممکن ہوتا سوال کرنا اُسکا سبب اُتنے غضب کا نہوتا لیکن تفسیر آیت مین معلوم ہو چکا
کہ سبب غصہ کا دو چیز تھین اوّل اُنکی کلمہ لن نؤمن لك کا کہ صریح کفر ہی دوسری قید جهرة کی رویت مین
کہ محض سرکشی اور بےادبی ہے اور فقط سوال رویت کا محل غضب کا نہین تا کہ تمسک اون کا درست ہوتا بلکہ
جب حضرت موسیٰ نے دوسری بار اپنے واسطے رویت طلب فرمائی اور عرض کی کہ رب ارنی انظر الیك
جواب اُنکے مین سوای بیطاقتی کے کہ دنیا وی ہی تحمل اُسکا نکر سکیگا اور کچھ ارشاد نہوا اور فرمایا لن ترنی
ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانه فسوف ترنی القصہ بنی اسرائیل نے باوجود دیکھنے اس نعمت کے

بہی شکرگزاری نکی جیسا کہ اون نعمتون کا بھی شکر نکیا اور عنایت الہی اونکی حال پر بسبب حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السّلام کی جاری رہی اور موقوف نہوئی اور اعانت اور نجات دینی اون کے بعد اسکی بھی کہ اسقدر ناشکریان عمل مین لائی ہوتی رہی خصوصًا جسوقت کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان سب امور سی فارغ ہوئی بنی اسرائیل کے لشکر مین پہونچے اور اونکو حکم الہی پہونچایا کہ تمکو حق تعالے نے فرمایا ہی کہ زمین شام کی کہ مدفن حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اولاد اونکی کا ہی اور بیت المقدس بھی اوس جگہ ہی ہاتھ عمالقہ کے سے کہ ایک قوم جبارون کی تھی خلاص کرو اور اونکی ساتھ جہاد کرو اور اوسی زمین مین وطن اپنا مقرر کرو اور مصر کو چھوڑ دو اور بھید اس حکم مین یہ تھا کہ بنی اسرائیل جب تک مصر مین تھی عیش فرعون اور اوسکی لوگون کا کہ طرح طرح کے باغون اور کھیتون اور نہرون اور عورتون اور راگ رنگ مین مصروف تھے دیکھتے تھے اور جب فرعون اور اوسکے لواحق ہلاک ہوئے اور انکو اوپر اوس ملک سیر حاصل کی اختیار حاصل ہوا گمان اسبات کا تھا کہ وہ بھی اوس زمین عیش خیز مین عیش اور آرام مین آجاوینگے اور جہاد اور اللہ کے دشمنون کے ساتھ لڑنے سے اور ریاضتون سے اور عبادتون سے دل چرا وینگے اور تکاسل اور سستی اختیار کرینگی اور یہ بھی ہی تا کہ خاص اور عام پر ظاہر ہووے کہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرعون پر غالب ہونیسے یہ منظور نتھا کہ اوسکی ملک پر مسلط ہون اور مرتبہ اور عزت دنیا کی حاصل کرین جیسا کہ فرعون کو انکی طرف بھی خیال وہم انگیز ہوا تھا اور بار بار کہتا تھا کہ اِنَّ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا یعنے تحقیق یہ دونو البتہ جادوگر ہین ارادہ رکھتے ہین اسبات کا کہ نکال دین یہ دونو تمکو زمین تمہاری سے بسبب جادو اپنے کی اور اس طرح بھی کہتا تھا کہ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ اس آیت کا مطلب بھی یہی ہی پس حقتعالی نے چاہا کہ انکو کسی وجہ سے ملک اور مال فرعون کے سے نفع نہو اور بے رغبتی اونکی دنیا اور متاع دنیا کے سے ظاہر ہووے اور بعد انکی خلیفون اونکی کو بھی یہی بات منظور ہوا اور اونکو لوگ مثل اور دنیا دارون کے حیلہ باز خیال نکرین اور عام بنی اسرائیل کو کہ دنیا کی محبت مین پھنسے ہوئے تھے اور نکلنا زمین مصر کے سے کہ لقمہ بے دود اونکی ہاتھ مین آگیا تھا بہت شاق اور گران دکھلائی دیا اول اوس حکم کو دفع کیا اور ثانیًا جب چار و ناچار جبر اور ناخوشی سے ہمراہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے روانہ ہوکے راستہ مین اون

جو سختی اور مشکل درپیش آئی تھی حضرت موسیٰ کو بسبب شکایت اور زبان درازی کے تنگ کرتے تھے اور
اونہین شکایتون مین سے ایک یہ بھی ہے کہ جسوقت ایسے جنگل مین کہ بے سایہ اور بے گھاس کے تھا جا پڑے
گرمی آفتاب کی سے شکایت شروع کی اور غلہ اور کھانے کی چیز ہمراہ نہ تھی بھوک کے سبب سے بیتاب ہوئے
حق تعالیٰ نے اونکو موسیٰ کی دعا سے ان دونون آفتون سے نجات دی اور عجیب عجیب خوارق عادات ظاہر
کین چنانچہ اشارہ ان نعمتون کی طرف فرماتا ہے اس آیت مین وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ یعنی اور سائبان کیا ہمنے
اوپر تمہارے ابر سفید کو باریک اور ٹھنڈا تھا واسطے دور کرنے گرمی آفتاب کے بسبب دعا حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے جسوقت کہ شکایت گرمی کی اون سے کی تمنے اور یہ نعمت پہلی نعمتون سے
عمدہ تھی اس واسطے کہ اسوقت بسبب عدول حکمی کے کہ تم سے بابت جہاد کرنیکے عمالقہ سے سرزد ہوئے
مستحق عتاب الٰہی کے ہوئے تم پس یہ محل محل انتقام اور عقوبت کا تھا اوس محل مین یہ نعمت عطا کرنی
کمال شکر گزاری کو چاہتی ہے اور حضرت ابن عباس سے ایسا منقول ہے کہ یہ غمام اور ابر ایسا تھا جو اون دنون
مین مشہور ہے بلکہ اوس ابر سے زیادہ پاکیزہ اور ٹھنڈا تھا اور یہ غمام وہی ہے کہ جنگ بدر کے دن فرشتے
اوس مین اوترے تھے اور مجاہد سے یہ منقول ہے کہ هُوَ الْغَمَامُ الَّذِي يَأْتِي اللّٰهُ فِيهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
وَلَيْسَ بِالسَّحَابِ یعنی یہ غمام وہ غمام تھا جس مین آوے گا اللہ تعالیٰ دن قیامت کے اور نہین
تھا وہ ابر پس ان روایتون سے مراد یہ ہے کہ ابر کی پیدائش دو طرح سے ہے ایک طبیعی متعارف
ہے کہ بسبب جمع ہونے بخار اور غبار اور دخان اور منجمد ہونیکے کے ظاہر ہوتا ہے دوسرے غیر طبیعی خلاف
عادت کہ عالم مثال کی طرف سے اس جہان مین ظاہر ہو گیا تھا اور وہ غمام کہ سائبان
بنی اسرائیل کا تیہ کے میدان مین تھا دوسری قسم مین سے تھا نہ پہلی قسم سے اور یہ مراد نہین
کہ وہ غمام بعینہ غمام روز قیامت یا غمام روز بدر کا تھا اسکو خوب طرح سمجھنا چاہیے اور مفسرین اور
اہل قصص نے لکھا ہے کہ ہمراہ سائبان ابر کی اور نعمتین بھی اوس سفر اور سرگردانی مین دی گئی تھین
تھین اونہین نعمتون سے ایک یہ بھی تھی کہ رات کے وقت ایک ستون نور کا انکی لشکر مین کھڑا ہو جاتا
تھا کہ اوسکی روشنی مین کام کرتے تھے اور چلتے پھرتے تھے اور یہ بھی تھی کہ کپڑے اونکے پرانے اور میلے
نہین ہوتے تھے اور یہ بھی تھی کہ ناخن اور بال اونکے نہین بڑھتے تھے کہ حاجت کترنے اور مونڈنے کی
پڑے اور یہ بھی تھی کہ جو بچہ اوس سفر مین پیدا ہوتا تھا کپڑا بھی اوسکے بدن پر پیدا ہوتا تھا اور

جیسا کہ ناخن اور بال بڑھتے ہیں ویسا ہی وہ کپڑا بدن پر بڑھتا جاتا تھا گویا مادہ ناخن اور بال کا اُس
کپڑے ہی کی طرف آگیا تھا اور ناخن اور بال کا بڑھنا موقوف ہوگیا تھا وَاَنْزَلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ یعنے
اور اُتارا ہمنے اوپر تمہارے آسمان سے مَن کو واسطے نجات تمہاری کے عذاب بھوک اور پیاس کے
سے کہ صبح صادق کی وقت سے آفتاب کے طلوع تک برف کے مانند برستی تھی اور لشکر
کے آدمی چادروں اور کپڑوں پر لیتے اور جمع کرتے کہتے ہیں کہ واسطے ہر ایک آدمی کے بقدر
ایک صاع کے کہ قریب چار سیر اس ملک کے ہوتا ہے جمع ہوتے اور تمام دن مانند قند اور شکر کے
اسکو کھاتے اور چھ روز تک برابر برستی بلکہ جمعہ کے دن اُس قدر برستی کہ ہر ایک آدمی کو دو دو
دن کے واسطے کفایت کرے اور ہفتہ کے دن بالکل نہ برستی چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
لشکر والوں کو حکم کر دیا تھا کہ جمعہ کے دن جو چند برسے گی چاہیئے کہ ہفتہ کے دن کے واسطے
بھی ذخیرہ کرلو کہ اُس دن نہیں برسنے کی اور ایک دن سے زیادہ ذخیرہ نکیجو اور حقیقت مَن کی
بیچ اصطلاح محققین حکماء کے یہ ہی کہ بخارا اور دھوئیں جب جدا جدا زمین سے آسمان کی طرف جاتے
ہیں ابر اور بجلی اور رعد اور تارے ٹوٹنے والے اور دُمدار ستارے وغیرہ پیدا ہوتے ہیں جیسا
کہ تفصیل اسکی اپنے موضع میں مشروح ہی اور سورہ فاتحہ کی تفسیر میں بھی ربّ العالمین کے بیان میں کچھ
ذکر اوسکا آگیا اور جو وقت بخارا اور دھوآن آپسمیں ملجاتے ہیں اور زمین سے آسمان کیطرف جاتے
ہیں پس اگر دھوآن لطیف اور صاف ہو اور رطوبت غالب ہو جاوے اور حرارت ساتھ اعتدال
کے اُسمیں تاثیر کرے شیرینی اُسمیں پیدا ہو جاتی ہے اور برف کی مانند اٹک کر زمین پر گرتی ہے اور
اسکو ترنجبین کہتے ہیں اور اگر خشکی غالب ہو اور حرارت اعتدال کے ساتھ تاثیر کرے اُس کو
خشک انجبین کہتے ہیں اور اگر رطوبت اور یبوست دونوں ساتھ اعتدال کے ہوں اور تاثیر
حرارت کی بھی اعتدال کی ساتھ ہو اوسکو شیر خشت اور شیر خشک کہتے ہیں اور اگر بخارا اور دھوان دونوں
لطیف الجوہر ہوں اور اعتدال کے ساتھ حرارت اوسمیں تاثیر کرے اُسکو مَن کہتے ہیں و اگر حرارت کم
ہو یا بالکل نہو اُسکو شبنم کہتے ہیں کہ کچھ مزا اوس میں نہیں ہوتا ہے اور بالفعل طبیبوں کی اصطلاح
میں مَن کا لفظ عام ہے جو شبنم کہ درخت یا پتھر پر گرے اور مزہ اور مزاج اُس میں پایا
جاوے سب کا نام مَن ہے جیسا کہ ترنجبین و شیر خشت اور گز انگبین اور بید انگبین

اور مانند اسکے اور خاصیت مَنّ کی جسکی حقیقت مذکور ہوئی یہ ہے کہ گرم ہی درجہ اول مین اور رطوبت اور
یبوست مین معتدل ہے سینہ کو مفید ہے اور پھیپڑے کی رطوبت کو دور کرتی ہے اور خشونت اسکی کو
نرم کرے اور جو کھانسی کہ رطوبت کے سبب سے ہوا وسکو دور کرے اور معدہ کے استرخاء کو نفع کرے اور
طبیعت کو مضبوط رکھے اور زرد پانی کو فائدہ دیوے اگر اوسکے واسطے اسکو پیوین اور شکم کے اوپر ضماد
کرین اور اسی واسطے سفر کرنیوالون کو کہ پانی مختلف پیتے ہین بہت نفع کرتی ہے اور جو برابر ایک
دانگ کے ناک مین چڑھاوین مغز کو پاک کرے اور غلیظ ہواؤن کو اس سے باہر کرے اور اسیواسطے
وسوسے والون اور مالیخولیا والون اور وہم والون کو مفید پڑتی ہے اور اسی نکتہ کے واسطے
اتارنا اس قسم کا بنی اسرائیل پر منظور ہوا کہ ان کے دماغون کو صاف کرے تاکہ شبہے واہی وہمیہ
انکے دماغ مین جا نہ پکڑین اور عرف مین ہر چیز کو کہ بغیر رنج اور مشقت کے کھانے کے واسطے میسر ہووے
اور حاجت بونے جوتنے اور پانی دینے اور پکانے اور گوندھنے کی اوسمین نہو مَنّ کہتے ہین اسواسطے
کہ ھو مما من اللہ تعالیٰ بہ علی عبادہ یعنی وہ چیز ہے کہ احسان کیا ہی اللہ تعالیٰ نے ساتھ اسکے
اوپر بندون اپنے کے اور باعتبار اسی معنی کے ہے کہ جو صحیحین اور دوسری معتبر کتابون مین روایت ہے
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الکماءۃ من المن وماءھا شفاء للعین یعنی سماروغ
کہ اسکو نبات الرعد کہتے ہین اور ہندی مین نام اسکا کھنبی ہی جنس مَنّ کی سی ہی یعنی مہیا کردے
اللہ تعالیٰ نے واسطے تمھارے بغیر اسکے کہ تم نے بویا ہو یا پرورش اوسکی کی ہو اور پانی اسکا شفا ہے
واسطے آنکھ کے اور مَنّ باعتبار اس معنی کے بہت چیزون کو شامل ہے جیسا بیر جھڑبیری کے اور غلہ
خودرو مثل سانوک وغیرہ کے اور مَنّ جو حدیث مین ہے اس سے مراد یہ نہین کہ کماءۃ اور مانند اس کے
بنی اسرائیل کے مَنّ کی جنس سے تھا اسواسطے کہ صحیح روایتون مین ثابت ہوا کہ مَنّ بنی اسرائیل کا وہی
حقیقی مَنّ تھا جیسا کہ توریت وغیرہ کے ترجمون مین شکل اور چہرہ اوسکا کھول کر بیان کیا ہے اور
جب بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کے پاس شکایت لائے کہ ہر روز اس مٹھائی کو کھاتے کھاتے ذائقہ
ہمارا بگڑ گیا ہم چاہتے ہین کہ ذائقہ بدلنے کے واسطے کوئی چیز نمکین بھی جناب الٰہی سے طلب کی
چاہیئے بلکہ بعضے شوخ طبیعت والون نے انہین سے کہا کہ واللہ قد قتلنا حلاوتہ یعنی قسم اللہ
کی تحقیق مار ڈالا ہم کو مٹھائی اوسکی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر جناب الٰہی مین عرض فرمائی

فصیحیم تفصیل (فصیح تھا قصص ہے) ۔۔۔ دو آنچین کو پیاز وزیرہ ۔۔۔ [illegible]

حق تعالی نے قبول کی جیسا کہ طرف اوس نعمت کے اشارہ فرماتا ہی کہ وَالسَّلْوٰی یعنی اور بھی اوتارا
بھیجنے اوپر تمہارے سلوی کو اور سلوی نام ایک جانور کا ہے کہ اوسکو سمانی کہ او پردزن جہاری کے ہے
بھی کہتے ہین اور مسکن اس جانور کا اکثر دریاء شور کے گرد مین مصر اور حبشہ کی طرفون مین
اور طریق بھیجنے اس جانور کا یہ تھا کہ جب پچھلا دن ہوتا تھا جنوب کی ہوا ان جانورون پر
مسلط کیجاتی کہ دریا کے کنارے سے ہزارہا جانور بنی اسرائیل کی لشکر مین ڈلتے اور بنی اسرائیل
اون جانورون کو ہاتھ اور چادر اور لکڑی وغیرہ سے شکار کرکے ذبح کرتے اور ہر شخص بقدر
کفایت اپنے اور عیال اپنے کے پکڑ لیتا اور ذخیرہ کرنے کا حکم نہ تھا مگر جمعہ کے دن کہ ہفتہ کے دن کے
واسطے ذخیرہ کرتے اور ہفتہ کے دن ان جانورون کا آنا بھی موقوف ہوجاتا تھا اور بعضی حرص
والون نے بنی اسرائیل مین سے اور دن کے واسطے بھی گوشت کو ذخیرہ کیا اور وہ گوشت گندہ
اور بو دار ہوا کہتے ہین کہ پہلے اس سے کسی زمانہ مین بسبب ذخیرہ کرنے کے گوشت سڑتا نہ تھا اور
گندہ ہوتا تھا اوسی وقت سے یہ بات جاری ہوئی جیسا کہ حدیث شریف مین بھی طرف اس کے
اشارہ ہوا ہی جس جگہ کہ فرمایا ہے لولا حواء لم تخن انثی زوجها الدهر ولولا بنی اسرائیل لم یخنز
اللحم یعنی اگر نہ ہوتی حوا نہ خیانت کرتی کوئی عورت خاوند اپنی کی عمر بھر اور اگر نہ ہوتے بنی اسرائیل
نہ گندہ ہوتا گوشت اور طب والون نے سمانی کے احوال مین لکھا ہی کہ ایک جانور ہی کہ دریا
مین سے پیدا ہوتا ہی اور اسکو قتیل الرعد بھی کہتے ہین اسواسطے کہ جب آواز رعد کی سنتا ہی مرجاتا ہے
اور یہ بسبب کمال ضعف دل اوسکے کے ہی کہ تحمل سخت آواز سننے کا نہین رکھتا ہی اور ربّا اس جانور
کا بطریق لعوق کے استعمال کرنا واسطے صرع کے بہت مفید کہا ہے اور خون اسکا کان مین ٹپکانا
کان کا درد دور کر دیتا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اگر اس جانور کو ہمیشہ کہا دین دل سخت کو
نرم کرے اور اسی نکتہ کے واسطے اوتارنا اس جانور کا اور کھلانا گوشت اس کا بنی اسرائیل کو منظور
الہی ہوا تاکہ بسبب کھانے من کے اعتقاد اونکے پاک ہوون اور بسبب کھانے گوشت اس جانور کے
دل انکے نرم ہوون اور اخلاق اور اعمال اونکی درست ہوون اور سرگین اس جانور کا بہت مشابہت
رکھتا ہی ساتھ سرگین گنجشک کے شکل مین اور جثہ اس جانور کا قریب چھوٹے مرغ کے ہوتا ہے اور
مزاج مین اس سے لطیف ہی اور میلان گرمی کی طرف رکھتا ہی اور کیموس جید پیدا کرے اور خوش

ذائقہ ہوتا ہے اور تندرستون اور کم قوتون کو غذا خوب بخشتا ہے اور گوشت اسکا سنگ گردہ اور مثانہ کو
نکالتا ہے اور ادرار بول کرتا ہے اور زبان شیرازی مین اس جانور کو آرو ہی کہتے ہین اور عجب تر یہ
کہ بنی اسرائیل سے اس نعمت عمدہ کے اوپر شکر بہت بھاری طلب نہین کیا تھا اور تکلیف
مشکل اسکی اوپر ندی تھی جیسا کہ یہہ نعمت نجات دینے کے گناہ گوسالہ پرستی کے سبب
قتل نفس کا طلب کیا تھا ہمنے یا یہہ گناہ سوال بے ادبانہ کے کہ ارنا اللہ جہرۃ کہا تھا
ساتھ گرانے بجلی کے تنبیہ کی تھی بلکہ کہا ہمنے انکو کہ شکر اس نعمت کا یہی ہے کُلُوا مِن طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُم
یعنی کھاؤ پاکیزہ ان چیزون سے کہ روزی دی ہے ہمنے تمکو اور کھانے ہی کے اوپر کفایت کرو اور
ذخیرہ نکرو اور اسکو کسی اور شے سے بدلو بھی نہین اسواسطے کہ یہ بات مخالف شکر کے ہے لیکن
بنی اسرائیل باوجود اسکے کہ یہ شکر بہت آسان تھا بجا نہ لائے اور ذخیرہ کیا یہانتک کہ گوشت گندہ ہوا
اور لشکر والون کے دماغ بدبو اس گوشت گندہ کی سے پریشان ہوے اور بدلا بھی کیا
اور کہا کہ ہم سے اوپر ایک خوراک آسانی کے صبر نہین ہوسکتا ہے ہمارے واسطے خوراکین بہین
کی جنس مسور اور ترکاریون اور گیہون اور ککڑی اور پیاز اور لہسن اور مانند اسکے سے چاہیے
اور بسبب اس ناشکری کے سرکشی اور نافرمانی مین پڑے اور اپنے تئین رنج او مشقت مین ڈالا
وَمَا ظَلَمُونَا یعنی اور ظلم نکیا اوپر ہمارے بسبب اس ناشکری کے اگرچہ فیض ہمارے کا دروازہ
انھون نے بند کیا اور شان رزاقی کو کہ بے وسیلہ اسباب کے ظاہر ہوئی تھی پوشیدہ کیا لیکن
پوشیدہ ہونے ایک شان کے سے بے نہایت شانون ہماری مین سے عظمت اور جلال ہمارا کم نہین
ہوجاتا ہے وَلٰکِن کَانُوا اَنفُسَہُم یَظلِمُونَ ٥ اور لیکن تھے وے کہ اپنی جانون پر ظلم کرتے تھے اور اپنے تئین
قابلیت اس فیض بڑے کی سے محروم رکھتے تھے جیسا کہ اس زمانہ مین نعمت بعثت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی قدر نہین جانتے ہین اور ناشکری کرتے ہین اور جو کام کہ نہایت سہل اور آسان ہے
یعنی مقام شکر اس بخشش بڑی کے بجا نہین لاتے ہین اور قبول کرنے اس فیض عام کے سے اپنے
تئین محروم رکھتے ہین باقی رہے اس جگہ دو سوال جواب طلب اول یہ کہ شروع ہر قصہ کا پہلے
قصون مین سے ساتھ لفظ اذ کے تھا اس قصہ مین کہ ابتدا اسکی وَظَلَّلنَا عَلَیکُمُ الغَمَامَ ہے
کس واسطے ساتھ کلمہ اذ کے شروع نہ فرمایا جواب اسکا یہ ہے کہ لفظ وَظَلَّلنَا کا معطوف اذ پر

بعثنا کم کے ہے کہ وہ مدخول ثم کا واقع ہوا اور تتمہ نعمت نجات دینے کا صاعقہ سے ہے یعنی باوجود
کمال بے ادبی کے سوال رویت میں کہ تم سے سرزد ہوئی تھی ہمنے عذاب کو تمسے موقوف کیا اور پھر از سر نو
زندہ کیا اور سائبان ابر کا واسطے تمھارے مقرر کیا اور کھانا آسمان سے اتارا تاکہ بالکل آثار
غضب کے سے نجات پاؤ مثال اسکی یہ ہے کہ ایک شخص کو جیل خانہ سے نکالیں اور پھر اسکو حمام میں
بھیجیں اور ایک حویلی واسطے رہنے اسکے کے مقرر کریں اور خلعت اسکو پہناویں اور ایک
خوان بھرا ہوا کھانیکا بطریق الوش کے اسکے واسطے مقرر کریں کہ یہ سب ایک نعمت ہے تتمہ نعمت
بندیخانہ سے نکالنے کا ہے واسطے کلمہ آذ کا اس مقام میں نہیں لائے اور اگر سایہ کرنا ابر کا نعمت
علیحدہ مستقل ہوتی البتہ اسکو ساتھ کلمہ آذ کے شروع فرماتے اور بھی سایہ ابر کا اور اتارنا من اور
سلوی کا ہر چند کہ نعمتیں عمدہ ہیں لیکن یہ نعمتیں اسوقت میں انکو ملیں کہ ویرانہ جنگل میں کہ دانہ پانی اس
جگہ نہ تھا سکونت انکی ہوئی اور اسکی طرف سے یہ تکلیف انپر آئی تھی پس بالاستقلال نعمتیں انکو
شمار کرنا بنی اسرائیل کو ممکن تھا کہ اس طرح کہدیتے کہ یہ نعمتیں اس وقت ہمکو درکار ہوئیں کہ بسبب
فرمانے تیرے کے جنگل بیابان میں سرگردان ہوئے اور بے گھر اور بھوکے پیاسے اسمیں آپڑے اگر
یہ تکلیف ہم پر نہوتی کس واسطے محتاج ان چیزوں کے ہوتے باغ اور چمن فرعون کے ہمارے سایہ
کرنے کیواسطے کیا کم تھے اور کھیتیاں اور میوے مصر کے لذت میں کیا ناقص تھے بخلاف طلب پانی
کے کہ آئندہ ہمکو نعمت مستقلہ بیان فرمایا ہے واسطے کہ موافق ترجموں توریت کے وہ واقعہ تکلیف سفر
شام کے سے پیشتر تھا دوسرا سوال یہ ہے کہ اس سورہ اور سورۂ اعراف اور سورۂ توبہ اور سورۂ روم
میں اس عبارت کو اسی طرح لائے ہیں یعنی پہلے لفظ انفسہم کے سے لفظ کانوا کا زیادہ کیا ہے اور سورۂ
آل عمران میں ولکن انفسہم یظلمون ارشاد ہوا بغیر لفظ کانوا کے بدلنا اس طریق کا کس نکتہ کیواسطے ہے
جواب اسکا یہ ہے کہ ان سورتوں میں ان آدمیوں کے حال سے خبر دیتے ہیں کہ پہلے ہو چکے اور سورۂ آل عمران
میں خبر کسی کے حال سے نہیں بلکہ ضرب المثل ہے کسی وقت میں ہو گو حال ہی میں ہو خواہ استقبال میں ہو
اس واسطے لفظ کانوا کا جو اس شے پر دلالت کرتا ہے کہ پہلے ہو چکی ہو اس جگہ حذف فرمایا اس مقام میں
جاننا چاہیے کہ جہاں سے ذکر نعمتوں کا کہ بنی اسرائیل کو عنایت ہوئیں تھیں اس نعمت تک کہ
سایہ کرنا ابر کا اور اتارنا من اور سلوی کا ہے آیا ہے وہ نعمتیں ہیں کہ شکر بھی انکے بڑے بڑے مقرر فرمائے تھی

تفسیر حلی

انداز پر آیا آدر میں نے تجھکو خاص اپنے لیے چنا اب تم دونوں میری یاد میں سستی نکرو (طہ ر ۲) پھر بھیجے موسی اور اسکے بھائی ہارون کو اپنی نشانیوں علانیہ سند کے ساتھ فرعون اور اسکے درباریوں (ہود ر ۹) ہامان اور قارون (مومن ر ۱۳) کے پاس بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیرے سے روشنی میں نکال لا دے (ابراہیم ر ۱) تو کھے

مثلاً اوپر نجات دینے کے فرعون کے ہاتھ سے اور دریا کے پھاڑنے پر اطاعت اوامر اور نواہی توریت کی درخواست کی اور اوپر نعمت دینے کتاب اور فرقان کے بجالانا اُن احکام کا طلب کیا اور اوپر نعمت نجات کے عذاب گوسالہ پرستی اور سوال بے ادبانہ رویت عیانی کے سے قتل نفس کا اور ہلاکت بسبب صاعقہ کے اور جہاد ساتھ عمالقہ کے اور خلاص کرنا بیت المقدس کا اور زمین شام کا اُنکے ہاتھ سے مقرر ہوا اور جہاد بھی حقیقت مین قتل نفس اور ہلاکت مین ڈالنا تھا اور یہ سب چیزین شاق اور گران تھین کہ اُنکی طبیعت گوارا نہین کرتی تھی بخلاف نعمت منّ اور سلوی کی کہ اُسکے اوپر شکر نہایت سہل طلب کیا تھا اور وہ یہ تھا کہ نہ ذخیرہ کرو اور نہ بدلو اسکو دوسری شئے سے اور یہ بھی اُنسے نہو سکا اور اسپر نہ ٹھیرے اب اشارہ فرماتے ہین طرف اُسکے کہ اس شکر مین یعنی نہ بدلنے اُسکے مین دوسری شی سے ایک قسم کی مشقت تھی کہ ایک نئی چیز پر اور ایک ہی کھانے پر آدمی اگر عادت کرلے طبیعت پر ناگوار رہتا ہی اور نفرت کرتی ہی لیکن بزرگون تمھارے نے اے بنی اسرائیل دوسری نعمت کا بھی شکر ادا نکیا باوجود اسکے کہ بالکل اسمین رنج اور مشقت نہ تھی اور وہ فقط ایکبار سجدہ کرنا اور ایک کلمہ زبان سے کہنا شکر اُسکا مقرر کیا تھا اُس نعمت اور ناشکری اُس کی کو یاد کرو وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ یعنی اور یاد کرو تم اُسوقت کو کہ کہا ہمنے بزرگون تمھارے کو کہ آؤ تم اس گاؤن مین بعد اسکے کہ من اور سلوی کھانے اور سایہ ابر اور سفر جنگل سے عاجز ہو گئے تھے اور اختلاف ہی اسمین کہ یہ گاؤن کونسا گاؤن تھا صحیح یہ ہی کہ اریحا تھا اور وہ گاؤن عمالقہ کے رہنے کی جگہ تھی اور بسبب قریب پہنچنے لشکر بنی اسرائیل کے وہان کے رہنے والے اُس گاؤن کو خالی کرکے چلے گئے تھے اور غلہ اور میوے اُس مین بہت تھے اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ گاؤن شہر بیت المقدس تھا لیکن یہ قول صحیح نہین اسواسطے کہ اہل قصص کا اجماع ہی اس پر کہ بنی اسرائیل حضرت موسی علیہ السلام کے وقت مین بیت المقدس مین داخل نہین ہوے اور منشار اس شبہ کا یہ ہے کہ باب حطہ ایک دروازہ ہی بیت المقدس کے دروازون مین سے کہ مشہور اور معروف ہی اور اب تک آباد اور زیارت گاہ ہی اور جو کوئی واسطے استغفار گناہون کے اس مسجد مین آتا ہے اسی دروازہ سے آتا ہی اور وہان مجاورون کی زبانی مشہور ہے کہ داخل ہونا اس دروازہ کا موجب پاک ہونے کا گناہ سے ہی حالانکہ یہ دروازہ بعد بنا بیت المقدس کے کہ حضرت سلیمان ع

قصہ حطہ کی

فرعون کے ہیہان جاتا ... ہے نہ تھا پایہ ... سے ... نہین ... نام کردہ ہان ... جاسے یا کورے ... انھون نے عرض ... کی اے میرے ... پروردگار ہم ... ڈرنے ہین کردہ ... ہمیشہ پانچوین مین ... رہیگا ... جاتے ... وہ ... قد ... دوستا مین ... تمھارے ساتھ ... ہون تمھارا ہی ... سننا ہیون ... اور دیکھتا ... بھی رہیون ... ... اُسکے پانچ

کے وقت میں تیار رہوا آباد ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں بیت المقدس تھا اور یہ دروازہ تھا البتہ یہ ہو کہ حضرت سلیمانؑ اور پچھلے نبیوں نے بسبب وحی کے یا کشف کے اس دروازہ کو اس گاؤں کے دروازہ کے ساتھ مشابہت دیکر باب حطہ لقب کیا ہو کہ خاصیت میں دونوں مناسب ہوں حاصل کلام یہ ہی کہ بنی اسرائیل کو بسبب ملالت سفری و خوراک آسانی کے حکم ہوا کہ اس گاؤں میں جا کر آرام کریں اور فرمایا کہ فَكُلُوا مِنْهَا یعنی پس کھاؤ تم غلوں اور میووں اور اور لذت کی چیزوں اس گاؤں کی سے حَيْثُ شِئْتُمْ یعنی جس جگہ چاہو خواہ اس گاؤں میں اور خواہ اپنے لشکر میں لا کر اور زیادہ کرنا لفظ حَيْثُ شِئْتُمْ کا اسی واسطے ہی تاکہ یہ نہ سمجھیں کہ غلے اور میوے کھانے گاؤں کے اندر ہی درست ہیں باہر اس سے درست نہیں اور اگر پھر لشکر کیطرف آویں سوائے اسی خوراک آسانی کے حلال نہیں اور ان چیزوں کے کھانیکا کچھ اندازہ بھی نہیں کہ اتنا ہی کھاؤ زیادہ اس سے نہو جیسا کہ مضطر کو سد رمق سے تجاوز نکرنا چاہیے بلکہ رَغَدًا یعنی کھانا پیٹ بھر کر خوب طرح سے لیکن پہلے ملنے اس نعمت کے سے شکر بھی بجالاؤ وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا یعنی آؤ تم بیچ دروازہ اس گاؤں کے سجدہ کرتے ہوئے اور یہ شکر بدنی ہی وَقُولُوا یعنی اور کہو تم ساتھ زبان کے تاکہ توبہ اور شکر زبانی بھی ادا ہو کہ مطلب ہمارا حِطَّةٌ یعنی معاف ہونا گناہوں کا ہی اور جس وقت یہ دونوں عمل بدنی اور زبانی ندامت قلبی کے ساتھ کہ وہ موجود ہی جمع ہو جاوینگے توبہ تمہاری صحیح اور مقبول ہو جاویگی پس نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ یعنی البتہ بخشیں گے ہم گناہ تمہارے اور آلودگی گناہوں کی سے تمکو پاک کردینگے اور اس دروازہ کو تمہارے حق میں حکم کعبہ کا دینگے کہ طواف اسکا اور سجدہ اسکی طرف دور کرنیوالا گناہوں کا ہی اور ہمنے کفایت فقط گناہ گاروں کے بخشنے کے اوپر نہیں کی کہ جو کہ گناہ گار ہوں انکے گناہ بخشے جاویں اور گناہ نکرنے والوں کو کچھ ترقی نہو بلکہ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ یعنی اور البتہ زیادتی ثواب اور عنایتیں کریں گے بسبب ان دونوں عملوں کے نیک لوگ تمہاروں کے واسطے کہ جو گناہوں سے پاک تھے اسواسطے کہ جو چیزیں کہ گناہ کو چھپا دیتی ہیں جب گناہ نپاویں درجوں کو بلند کردیتی ہیں چاہیے جاننا کہ اس آیت سے کئی فائدے نکلتے ہیں اول یہ کہ بیچ توبہ کے استغفار کرنی زبان سے اور بدن سے نماز اور سجدہ بجالانا

تفسیم حلیلی

اور یاد کر جبکہ اک ہو سے کی بجھ خواہش کی اور میں بجو تیرے پروردگار کی راہ بتاؤں کہ تو اپنا پچا کرے نجات (اہم دونوں تیرے پروردگار کی بھیجے ہوئے آئے ہیں تو مظلوم مسلمان بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ کردے اور ان کو ستاست ہم تیرے واسطے تیرے پروردگار کی جانب سے پہنچے رسول ہونے کی نشانیاں

پورے کرنیوالے توبہ کے ہین اور ہر چند کہ حقیقت توبہ کی ندامت اوپر گناہ کے کہ زمانہ ماضی مین ہو چکا اور چھوڑنا گناہ کا فی الحال اور قصد محکم اور ارادہ قطعی چھوڑ دینے گناہ کا زمانہ آئندہ مین ہی اور یہ سب تعلق دل کے ساتھ رکھتے ہین لیکن صفت دل کی جب قوی ہو جاتی ہی جوارح اور زبان پر بھی بغیر ظاہر ہوئے نہین رہتی ہی اور اسی واسطے حدیث شریف مین صلوٰۃ التوبہ اور استغفار بھی وقت توبہ کے تعلیم فرمائی ہی دوسرے یہ کہ علما نے لکھا ہی کہ جب کوئی شخص کسی گناہ کرنے مین آدمیون مین متہم ہو جاوے اور آدمیون کو اُسکے گناہ پر اطلاع ہو پس اُسکو لازم ہی کہ توبہ ظاہر کرے اور آدمیون کو اپنی توبہ پر واقف کرے اور جو لوگ کہ ثقہ اور صالح ہین اُنکو گواہ کرے اور صدقون اور نمازون پر قائم ہو لیکن یہ چیزین اسواسطے نہین کہ توبہ بغیر ان چیزون کے تمام نہین ہوتی ہے اسواسطے کہ توبہ گونگے کی بھی جو کہ چل پھر نہین سکتا ہی مقبول ہی اگرچہ اسکو قدرت بولنے یا چلنے پھرنے کی نہین بلکہ یہ امر واسطے اطلاع دینے آدمیون کے اوپر توبہ اپنی کے ہی تاکہ وہ جان لیوین کہ گناہ سے اس شخص نے کنارہ کیا اور اوپر سیدھے رستے دین کے چلا تاکہ تہمت اُسکے ذمہ سے دور ہو جاوے اور آدمی بدگمانی اور غیبت اُسکی سے باز رہین اور ایسے ہی جو شخص بیچ کسی مذہب باطل کے مبتلا اور متہم ہوا پھر اسکو حق بات ظاہر ہووے اسکو لازم ہی کہ جو آدمی اُسکے حال سے واقف ہوگئے تھے اس مذہب سے پھرنے کی اُنکو خبر کردی انہین وجوہ کے واسطے تیسرے یہ کہ جو مقام متبرک کہ جائے ورود نعمت اور رحمت الٰہی کے ہوئے ہین یا بعضے خاندان قدیم کہ اہل صلاح اور تقوی کے[1] ہین ایسی خاصیت اُنمین پیدا ہو جاتی ہی کہ اُنمین توبہ کرنی اور بندگی بجالانی باعث جلدی قبول ہونے اور حاصل ہونے نیک ثمرون کا ہوتی ہی اور اسی جگہہ سے ہی کہ ابن مردویہ نے ابو سعید خدری سے حکایت کی ہی کہ ہم ایک دن ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کیوقت کسی غزوہ یا سفر مین جاتے تھے جب پچھلی رات ہوئی بیچ پشتہ ایک پہاڑ کے گزرے کہ اُسکو دار الحنظل کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما مثل ہذہ الثنیۃ الا کمثل الباب الذی قال اللہ لبنی اسرائیل ادخلوا الباب سجدا وقولوا حطۃ نغفر لکم خطایاکم یعنی نہین ہی حال اس گھاٹی کا مگر مثل حال اُس دروازہ کے کہ کہا تھا اللہ تعالیٰ نے واسطے بنی اسرائیل کے داخل ہو تم دروازہ

[1] اس جگہہ سے سمجھی جاتی ہی بہتری بیعت کی ساتھ خاندان اہل صلاح اور تقوی کے ۱۲

حکایت از تفسیر ما ... یعنی الا سے جب بھی اسی کے ... نے اور بات ... نے فرمایا ... بنی اسرائیل ... اور غصہ ... عذاب ... فرعون نے ... نمرود ... سے کہ ... ہم ... اسکی ... صورت ... اسکی ... دے ... سمجھائی ... پوچھا ... دنیا والوں کی

مین سجدہ کرتے ہوئے اور کہو تم حطۃ بخشین گے ہم گناہ تمھارے اور ابو بکر بن ابی شیبہ ساتھ روایت صحیح کے حضرت مرتضے علی کرم اللہ وجہہ سے لایا ہے کہ انما مثلنا فی ھذہ الامۃ کسفینۃ نوح وکباب حطۃ فی بنی اسرائیل یعنی مثال اماموں اہل بیت نبوی کی کہ قائم کرنیوالے خاندان نبوت کے اُٹھانیوالے اسرار ولایت اور معرفت کے ہین مثال کشتی نوح اور دروازہ حطہ کی ہی سواسطے کہ نجات طوفان نفس اور شیطان کے سے اور صحیح ہونا توبہ کا اور پوشیدہ اور معاف ہونا گناہون کا بسبب داخل ہونے اس اُمت کے اولیاؤن کے سلسلون مین تعلق انھین بزرگون کے ساتھ رکھتے ہین اور انتہا انھین کی طرف ہی جیسا کہ اس زمانہ مین ظاہر اور روشن ہی کہ سلسلے سلوک کے اور بیعت اور توبہ کے طرف اسی خاندان کے پہنچتے ہین القصہ بنی اسرائیل عہدہ شکر اس نعمت کے سے بھی باوجود آسانی باہر نکلے اور شکر ادا نکیا بلکہ ایک جماعت کثیر نے انمین سے بہت بے ادبی کی اور توبہ اور استغفار کی جگہہ طعن اور مسخراپن اور ہنسی کا اختیار کیا جیسا کہ فرماتے ہین فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا پس بدل ڈالا اُن آدمیون نے کہ ظالم تھے اُن مین سے استغفار کو ساتھ مسخراپن کے جب کہ کہی انھون نے قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ یعنی کلام مغایرت تمام رکھتی تھی اُس کلام کے ساتھ کہ کہی گئی تھی اُنکو یعنی بالکل مخالف تھی سواسطے کہ جو کہنے کہی گئی تھی مضمون اُسکا طلب بخشش گناہون کی اور استغفار تھا اور انھون نے جو کہا مضمون اسکا بعد توجیہ اور تکلف ضمار کے طلب کرنی دنیا کی اور رغبت کرنی غلون اور اناجون مین تھی یا محض استہزا اور مسخر تھا اور کاش فقط تبدل لفظی کرتے اور بجائے حطہ کے تُبْ عَلَيْنَا یا اِغْفِرْ لَنَا یا اُعْفُ عَنَّا کہتے کہ اسقدر برائی اُسمین نہ تھی سواسطے کہ لفظون کا تغیر کرنا ایسے مقام مین مضائقہ نہین لیکن انھون نے تبدل معنوی اختیار کیا اور بالکل مخالفت حکم الہی کی کی اکثر مفسرین نے لکھا ہی کہ حطہ کی جگہہ ھطی سمھا ثا کہا کہ انکی زبان مین معنی اُسکے حنطۃ حمراء تھے یعنی گیہون سرخ اے بر نیج صحیحین اور دوسری صحاح مین ساتھ روایت ابو ہریرہ رض کے صحت کو پہنچا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیل لبنی اسرائیل ادخلوا الباب سجدا وقولوا حطۃ فدخلوا یزحفون علی استاھم وھم یقولون حنطۃ فی شعیرۃ یعنی کہا گیا واسطے بنی اسرائیل کے کہ آؤ تم دروازہ مین سجدہ کرتے ہوئے اور کہو تم حطۃ پس داخل ہوئے اس حال مین کہ چلتے تھے اوپر سرینون

تفسیر حلیمی

کیا حال ہے ۔۔۔ کیا ہے اس کی حقیقت میرے پروردگار کے یہان بھی ہوئی ہے ہم پروردگار نہایت ہی ۔۔۔ (طہ ۔۲) پھر پوچھا تمام عالم کا رب کون ہے؟ کہا انکا رب وہی ہے جس نے آسمانون کو اور زمین کو اور انکے درمیان کی چیزون کو پیدا کیا۔ فرعون نے اپنے اردگرد والون سے کہا کیا تم انکی باتین نہین سنتے تو کیا ۔۔۔ نے کہا وہی ۔۔۔

اپنے کے اور کہتے تھے حنطۃ فی شعیرۃ یعنی گیہون بیچ جو کے اس مقام مین جاننا چاہیے کہ اس
آیت سے بعضے علماء شافعیہ نے دلیل پکڑی ہے کہ تحریمہ نماز کی بغیر لفظ اللہ اکبر کے جیسا کہ
سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اعظم اور اجل درست نہین اسواسطے کہ بسبب بدلنے لفظ کے موجب
عتاب کے ہوئے اور بعضے اہل ظواہر نے کہا ہے کہ بدلنا ہر لفظ ذکر کا جس مقام مین آیا ہے درست
نہین یہانتک کہ بسبب بدلنے لفظ ذکر کے سے فساد نماز کا حکم کرتے ہین اور اس تبدیل کو موجب
طعن اور سخت ندامت کا کہتے ہین لیکن تفسیر مین معلوم ہوا کہ مغایرت کلام کی ساتھ دوسرے
کلام کے مدار اسکا اوپر مغایرت مضمون کے ہے نہ اوپر فقط مغایرت لفظی کے پس اگر فقط تبدیل لفظی
ہوجاوے اور معنی ایک یا قریب ہون محل طعن اور عتاب کا معلوم نہین ہوتا ہے واللہ اعلم باقی رہے
اس جگہ کئی سوال کہ جواب طلب ہین اول یہ کہ اس سورۃ مین واذ قلنا فرمایا ہے اور سورۃ
اعراف مین واذ قیل لھم اسکنوا لفظون کے بدلنے مین کیا نکتہ ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اس
سورۃ مین جہان سے یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم شروع ہے فعلون کو طرف
ضمیر متکلم کے نسبت کیا ہے جیسا کہ ظاہر ہے اسجگہ بھی مناسب ہوا کہ اس قول کو بھی ہرچند کہ حضرت موسیٰ کی
زبان سے کہلایا تھا اپنی طرف نسبت فرماوین تاکہ کمال بے ادبی بنی اسرائیل کی ظاہر ہووے کہ ہمارے
کہنے کے مقابلہ مین تمسخر کے ساتھ پیش آئے اور اس تمسخر کا مزہ انھون نے چکھ لیا اور سورۃ
اعراف مین روانگی کلام کی اس مضمون کیواسطے ہے کہ حضرت موسیٰ کی قوم دو گروہ تھی امۃ
یھدون بالحق وبہ یعدلون وامۃ ضالۃ جائرۃ یعنی ایک جماعت ہدایت حق کی کرتی
تھی اور آپ بھی اُس کے ساتھ عمل کرتی تھی اور دوسرا گروہ گمراہ تھا اور ظلم کرنے والا اور اسی تقریب
سے دو طرح کا اختلاف اور تفرقہ انکا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد مین ہوا تھا یاد فرمایا ایک فرق
بنی اسرائیل کی قوم کا کہ بارہ گروہ انکے تھے اور ہر ایک کا چشمہ علیحدہ علیحدہ پتھر مین سے جاری تھا
دوسرا اختلاف حال انکے کا کہ وقت دخول قریہ کے تھا کہ بعضے موافق حکم کے بجا لائے اور بعضون
نے کمال بے ادبی اختیار کی اور بیچ اس غرض کے کہنا خدا کا بلاواسطہ کہنا حضرت موسیٰ
علیہ السلام کا برابر تھا باوجود اسکے قرینون سے معلوم ہے کہ کہنے والا کون ہے اور کس کے
فرمانے سے کہا ہے پس ابہام رفع ہوگیا دوسرا سوال یہ ہے کہ اس سورۃ مین ادخلوا فرمایا

اور سورۂ اعراف مین اسکنوا جواب اسکا یہ ہی کہ سیاق اس آیت کا اس سورہ مین بیچ کھانے
من اور سلویٰ کے اور بدلنے اُسکے کے ساتہ اور چیزون غلہ وغیرہ کے ہی پس مقصود بالذات
اس مقام مین یہ بیان ہی کہ ہمنے اُنکو اجازت دی کہ اُس گاؤن کی چیزون کو کھاوین اور دخول
موقوف علیہ اور وسیلہ اس مقصود بالذات کا ہی والاذن بالشئ اذن بما یتوقف ھو علیہ
یعنی اور اذن ساتہ ایک شی کے اذن اُس چیز کے ساتہ بھی ہی جس چیز پر وہ شی موقوف ہی لاچار ذکر
دخول کا بھی ضرور ہوا اور سیاق اس آیت کا سورۂ اعراف مین بیان تفرقہ اور اختلاف اُنکے کا
ہی کہ سفر اور حضر مین تھا پس سفر مین پانی پینے مین تفرقہ کیا اور حضر مین بیچ سکونت اور طریق اسکے
کے اختلاف کیا پس لفظ اسکنوا کا مناسب ہوا اور بھی اس سورہ مین سکونت قریہ کی بھی مقصود
بالذات بیان فرمائی ہو واسطے جیسا کہ وہ لوگ من اور سلویٰ کے کھانے سے ناخوشی ظاہر کرتے
تھے سکونت خیمون اور ڈیرون کی سے بھی عاجز ہوے تھے اور ہرگاہ کہ دخول مقدم ہی اوپر سکونت
کے اور سورۂ بقرہ بھی مقدم ہی اوپر سورۂ اعراف کے پس دخول کو سورۂ بقرہ مین ذکر کیا
اور سورۂ اعراف مین سکونت کو تیسرا سوال یہ ہی کہ اس جگہ فکلوا فا کے ساتہ لائے اور سورۂ اعراف مین
وکلوا واو کے ساتہ یہ فرق کس جہت سے ہی جواب اسکا یہ ہی کہ اسجگہ مین لفظ دخول کا ذکر فرمایا ہی
اور دخول گاؤن کا مقصود بالذات نہین ہوتا ہی مقصود بالذات چیز دوسری چاہیے کہ دخول
کے اوپر مترتب ہو اور وہ چیز کہ دخول کے اوپر مترتب اور بعد اسکے تھی کھانا اناجون اور غلون کا ہی
پس ایسا لفظ لانا کہ ترتب کے اوپر دلالت کرے اور وہ لفظ فا ہی ضرور ہوا اور سورۂ اعراف مین
ہرگاہ کہ لفظ اسکنوا کا لائے اور سکونت قریہ کی مقصود بالذات ہوتی ہی اور وسیلہ کسی چیز
دوسری کا نہین ہوتی اسواسطے مناسب ہوا کہ کھانا دانون و غلون اسجگہ کا بطریق عطف کے کہ مجرد
ترتب سے ہو بیان فرماوین چوتھا سوال یہ ہی کہ اس جگہ لفظ رغدا کا زیادہ کیا ہی اور اعراف مین
اس لفظ کو گرا دیا وجہ اسکی کیا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ اس سورہ مین مقصود بالذات اجازت
دانون اور غلون اور فراخی کرنی انکی ٹھہرائی ہی پس تاکید اُسکی ساتھ لفظ رغدا کے مناسب
ہوئی اور سورۂ اعراف مین سکونت مقصود بالذات ہی اور کھانا اسواسطے مباح ہوا کہ سکونت
بغیر اسکے نہین ہوتی ہے والضروری یتقدر بقدر الضرورۃ یعنی جو چیز ضروری ہے

تفسیر خلیلی
اور تو ہمارے یہان برسون رہا اور تجھکو جو کرنا تھا سو کیا تو احسان فراموش آدمی ہے موسیٰ نے کہا ان بھلے مین اسوقت راہ بے راہ تھا اسی ڈر سے بھاگ بھی گیا تھا بعد مین خدا نے مجکو عقل دی اور اپنا پیغمبر بنایا اور یہ احسان جس کو تو جتاتا ہے یہ کیا احسان ہے جب کہ تو نے بسری قوم کی قوم کو غلام

بقدر ضرورت کے اُسکو مقرر کیا جاتا ہی پس رغدا کا لانا مناسب نہوا اور بھی داخل ہونا کسی
باغ میوہ دار مین مستلزم اس بات کو نہین کہ وہان جاکر شکم سیر ہون اسواسطے کہ شکم سیری
کی وہ جگہہ ہی جس مقام مین رہتا ہی اور سکونت کسی مکان مین مستلزم اس امر کو ہی کہ اُس مکان کے
کھانے سے سیری حاصل ہو اسواسطے کہ جس جگہہ کوئی ہمیشہ رہتا ہی کھانا پینا اُسکا اُسی جگہہ
ہوتا ہی اور مکان مین اکل اور شرب نہین ہوتا پس ہرگاہ کہ لفظ دخول و سکونت کا کہ دونون
سورتون مین مذکور ہی ایک حال نہین اسواسطے ایک جگہہ رغدا کا ذکر مناسب ہوا اور دوسری جگہہ
حذف اُسکا پانچوان سوال یہ ہی کہ اسجگہہ خطایا کم فرمایا اور سورۂ اعراف مین موافق بعضی قراءت کے
خطیئاتکم جواب اسکا یہ ہی کہ خطایا جمع کثرت ہی اور خطیئات کہ جمع سلامت ہی جمع
قلت کے صیغون مین سے ہی اور جب کہ اس سورۃ مین قول کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف نسبت کیا
یعنی قلنا فرمایا اور لائق جناب پاک ارحم الراحمین اور اکرم الاکرمین کے یہ ہی کہ بسبب ایک سجدہ
اور ایک دعا کے بیشمار گناہون کو بخشدے پس ایسا لفظ لانا کہ کثرت کے اوپر دلالت کرے
مناسب ہوا اور اعراف مین قول کو نسبت اپنی طرف نہین فرمائی ہی اسجگہہ لفظ کثرت کا لانا ضرور نہ تھا
اور یہان سے دوسرا نکتہ واسطے ذکر کرنے رغدا کے اس سورۃ مین اور حذف کرنے اُس سورۃ مین
ظاہر ہوا چھٹا سوال یہ ہی کہ اس سورۃ مین دخول باب کو مقدم اور قول حطۃ کے فرمایا ہی اور اعراف
مین بالعکس بایہ تبدیل عنوان کی کسواسطے ہی جواب اسکا یہ ہی کہ مخاطبین دو قسم کے تھے ایک گناہ
کرنے والے اور دوسرے نیکی کرنیوالے محسن کو لائق یہ ہی کہ عبادت اور بندگی کو مقدم کرے
اور توبہ اور معاف کرانا تقصیرون کا بعد اُسکے بجالاوے تاکہ کسر نفسی اور دور کرنا خود پسندی اور
خود بینی کا حاصل ہووے اور گنہگار کو لائق بلکہ واجب ہی کہ اول صدق دل سے توبہ نصوح
بجالاوے بعد اُسکے قدم بیچ بندگی اور عاجزی کے رکھے تاکہ وہ طاعت اور عاجزی مقبول ہووے
اور سورہ اعراف مین جو چیز لائق حال گنہگارون کے ہی اُسکی حکایت کی ہی اسواسطے کہ اُس سورۃ مین اکثر
مذکور پہلی امتون کے گنہگارون کا ہی اور اس سورۃ مین جو ترتیب کہ لائق حال نیکبختون اور صالحین کے تھی
مناسب ہوئی اسواسطے کہ اس سورۃ مین اکثر صفتین متقیون اور نیکبختون کی بیان ہین اور بھی اس
سورۃ مین ہرگاہ کہ ذکر دخول کا پہلے گذرا پس مناسب ہوا کہ اول کیفیت دخول کی بیان کرین

اوراس سورۃ مین ذکر سکونت کا ہی دخول کی کیفیت کو اُسکے ساتہ چندان تعلق نہین ساتوان سوال یہ کہ اس سورۃ مین وسنزید المحسنین ساتہ لفظ واو کے لائے ہین اورسورہ اعراف مین سنزید ساتہ حذف واو کے یہ فرق کس واسطے ہی جواب اسکا یہ ہی کہ اس سورۃ مین ہرگاہ کہ داخل ہو دروازہ مین کہ بندگی اورعباوت کی جنس سے تہا مقدم ہوا اور لفظ حطۃ کا کہ توبہ اور استغفار کی جنس سے تہا نزدیک اسکے ذکر کیا دونون فعل ملکر گویا ایک چیز ہوئی پس توبہ کی تاثیر اولا گناہون کے دور کرنیکے واسطے اور ثانیا واسطے بلند کرنے درجے نیک بختون کے ہوئی جیسے کہ قاعدہ استعمال دواؤن اور تنقیہ کا ہی بخلاف اعراف کے کہ قول حطۃ کا کہ جنس توبہ اور استغفار کی سے ہی مقدم ہوا پس بیچ دور کرنے مرض گناہون کے تاثیر بعد اسکے کہ دخول باب کا آیا اور یہ جنس عبادت سے ہی بیچ بلند کرنے درجون اور زیادتی ثواب کے مفید ہوا پس دونون جزائین اوپر دونون فعلون کے منقسم ہوئین حرف واو کی گنجائش نہی اور اسجگہ نکتہ لفظی ہی اور وہ یہ ہی کہ درمیان واذ قلنا کے کہ صیغہ متکلم مع الغیر کا ہی اور درمیان وسنزید کے کہ یہ بھی وہی صیغہ ہے اتصال باعتبار لفظ کے موجود ہی پس مناسبت عطف کے واسطے پائی گئی بخلاف اعراف کے کہ اسجگہ واذ قیل آیا ہی سنزید کا عطف اُسکے اوپر کرنا مناسب نتہا اور نکتہ اُسکے اوپر مبنی ہی کہ سنزید اوپر نغفر لکم خطایاکم کے معطوف نہو جیسے کہ واقع مین بھی اسیطرح ہی سواسطے اگر اُسپر معطوف ہوتا سنزید کی جگہ سنزید جزم کے ساتہ ہوتا تاکہ جواب امر کا ہوجاتا تہا جیساکہ معطوف علیہ جواب امر کا ہی آٹھوان سوال یہ ہی کہ اعراف مین فبدل الذین ظلموا منہم ساتہ زیادتی لفظ منہم کے فرمایا ہی اور اسجگہ اُس لفظ کو حذف کیا اس تغیر کی کیا وجہ ہی جواب اُسکا یہ ہی کہ اعراف مین پہلے یہ عبارت گزر گئی کہ ومن قوم موسی امۃ یہدون بالحق وبہ یعدلون اُس جگہ اگر بے تخصیص کے سبکو ظالم فرماتے دونون کلامون مین مخالفت ہوجاتی اور اس سورۃ مین اول کسی طرح کی تخصیص اور تمیز نہین گزری پس حاجت لفظ منہم کی نہ پڑی نوان سوال یہ ہی کہ اس سورۃ مین واسطے بیان کرنے عذاب کے فانزلنا واقع ہوا اور اعراف مین فارسلنا یہ فرق کس وجہ سے ہی جواب اسکا یہ ہی کہ اس سورۃ مین اول سے ذکر انزال کتاب کا ہی اور یہانتک اکثر لفظ انزال کا مستعمل ہوا جیساکہ قریب گزرا ہی وانزلنا علیکم المن والسلوی اس عذاب کو بھی بطریق استہزا کے اُسی قبیلہ سے مقرر کیا گویا اس عذاب کو خوان مہمانی کے ساتہ تشبیہ دیکر اس لفظ کو ذکر فرمایا اور سورۃ

اعراف مین اول سے لفظ ارسال کا مذکور ہی جیسے کہ بیچ فلنسئلن الذین ارسل الیہم ولنسئلن المرسلین کے اور بیچ قصون پہلی امتون اور قصہ فرعون کے پس لفظ ارسال کا کہ دلالت اوپر تسلط کے کرتا ہی مناسب ہوا اور بھی لفظ انزال کا اول حدت کا فائدہ دیتا ہی اور لفظ ارسال کا دلالت کرتا ہی اوپر تسلط عذاب کے اُنکے اوپر اور اُکھیڑنے جڑ اُنکی کے بالکلیہ پس اس سورۃ مین کہ مقدم اوپر سورۂ اعراف کے ہی ذکر ابتداء نزول عذاب کا مناسب ہوا اور سورہ اعراف مین ذکر انجام کام کا دسوان سوال یہ ہی کہ اسجگہ بما کانوا یفسقون ذکر فرمایا ہی اور اعراف مین یظلمون بجای یفسقون کے ارشاد ہوا اس فرق کا کیا نکتہ ہی جواب اُسکا یہ ہی کہ یہ فعل اُنکا ظلم تھا اپنے حق مین کہ بسبب اُسکے عقوبۃ الٰہی مین داخل ہوتے تھے اور فسق تھا بہ نسبت دین خدا کے پس دونون صورتون مین دونون صفتین قبیح اس فعل کی یاد فرمائین اور وجہ تخصیص اس سورہ کی ساتھ ذکر فسق کے یہ ہی کہ ظلم اُنکا اپنے حق مین تھوڑا سا پہلے اس سورۃ مین گزرا بیچ آیت وماظلمونا ولکن کانوا انفسہم یظلمون کے اگر اس جگہ بھی یہی لفظ مذکور ہوتا وہم تکرار کا ہوتا بخلاف اعراف کے کہ اُس مین پہلے صفت اُنکی ساتھ ظلم کے نہین گزری اس جہت سے افادہ اس معنی کا مناسب ہوا القصہ بنی اسرائیل کو اوپر اس تمسخر اور استہزا کے چشم نمائی ضرور تھی اسی واسطے اُنسے درگزر نہین کی ہمنے بلکہ سزا بے ادبی کی چکھائی فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا یعنی پس اُتارا ہمنے اوپر اُن آدمیون کے کہ یہ بے ادبی کی تھی اور تمسخر اور استہزا کیا نہ اوپر دوسرون کے کہ بے گناہ تھے رِجْزًا یعنی عذاب سخت مِّنَ السَّمَآءِ یعنی آسمان سے کہ سب مکانون سے بڑا اور بلند ہی اور مَن اور سلوی بھی اسی جگہ سے اُنکو عنایت ہوتا تھا بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ یعنی بسبب اُسکے کہ عادت فسق کی اُنھون نے کی تھی اور خوگر ہوے تھے ساتھ فسق کے کہ حقیقت اُسکی باہر ہونا بندگی خدا اور دین اُسکے سے ہی اکثر مفسرین نے کہا ہی کہ وہ عذاب طاعون کا تھا اور بسبب اُس طاعون کے چوبیس ہزار آدمی بنی اسرائیل مین سے ایک دن مین مر گئے اور اُترنا اُسکا آسمان سے اسطرح تھا کہ ہواۓ زہردار آسمان کی طرف سے آئی اور مسامون کے رستون سے بدن مین آکر مزاج روح کا فاسد کردیا اور خون مین سمیت پیدا کرکے بیچ مغابن اور نرم جگھون بدن کے دفع کیا یہانتک کہ طاعون ظاہر ہوئی اور بسبب سمیت اُسکی کے کہ دل کے اندر پہنچی ہلاک ہوے اور صحیح مسلم اور باقی صحاح

ستّہ مین موجود ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طاعون جز ہی اور بقیہ اُس عذاب کا ہی کہ پہلے لوگ ساتھ اُسکے عذاب دیے گئے پس جب پڑے کسی شہر اور ملک مین اور تم اُس شہر اور ملک مین ہو تو اُس شہر اور ملک سے مت بھاگو اور اگر سنو تم کہ کسی ملک یا شہر مین وبا پڑی ہوئی ہی پس اُس شہر اور ملک مین جاؤ بھی نہین اسواسطے کہ وہان کے بھاگنے سے بھاگنا قضا الٰہی سے اور مخالف توکل اور تسلیم کے ہی اور دوسری صورت مین یعنی جس جگہہ وہ وبا پڑی ہوئی ہی اسجگہہ جانے مین جرأت کرنی اوپر عذاب الٰہی کے اور پیش دستی کرنی اوپر غضب اُسکے کے ہی اور بھی حدیث صحیح مین وارد ہوا ہی کہ جسوقت وبا کسی جگہ پڑے اور آدمی اُس جگہہ کے نہ بھاگین اور صبر کرین اور خدا یتعالیٰ سے اوپر اِس صبر کے توقع اجر کی رکھین حق تعالیٰ اُنکو شہیدون کے مرتبے کو پہنچاوے اگرچہ وہ زندہ بھی رہین اور اسجگہہ بیچ خاطر اکثر طالبون کے ایک اشکال اور شبہ گزرتا ہے کہ بھاگنا قحط اور بلاؤن سے بلاشبہ شریعت مین جائز ہی جیسا کہ مشہور ہے کہ الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین یعنی بھاگنا اُس چیز سے کہ طاقت اُٹھانے اُسکے کی نہو سکے مرسلین کی سنت ہی وبا اور طاعون کہ سب بلاؤن سے سخت ہی کسواسطے بھاگنا اُس سے شریعت مین منع کیا ہی جواب اسکا دو طرح سے ہی اوّل یہ کہ وبا اور طاعون کی صورت مین اکثر شہر والے خصوصاً اپنے نزدیکی اور کنبے والے اور دوست اور جان پہچان بیمار ہوتے ہین اگر آدمیون کو بھاگنے کیواسطے اجازت ہوتی اِن بیمارون کی بیمارداری کون کرتا سب اپنی جان کی خوف سے کہ نہایت شیرین ہی بھاگ کر چلے جاتے اور بیمار لوگ کمال تکلیف سے مر جاتے اور حرج عظیم کھینچتے پس ایسے وقت مین خدمت بیمارون کی کرنے اور نہ توڑنے خاطر اُنکی اور عاجزون اور شکستہ پاؤن کی کہ بالکل طاقت بھاگنے کی نہین رکھتے ہین حکم جہاد کا پیدا کیا ہی اور ایسی جگہہ کے ٹھہرنے مین ایسا ثواب ہی جیسکہ جہاد کی صف مین ٹھہرنے اور قائم رہنے کا ثواب ہی بخلاف اور بلاؤن کے مثل قحط اور خوف دشمن کے کہ وہان کے بھاگنے سے یہ مانع اور قباحت نہین پائی جاتی ہی بلکہ فقیر اور مفلس قحط مین سب سے پہلے بھاگتے ہین اور دشمن کا خوف مالدارون کو ہوتا ہی اگر غریب تنہا پڑے رہین اور مالدار بھاگ جاوین اُنکو کوئی نہین ستاویگا اور وبا کی صورت مین اگر چار آدمی اگر پڑے رہین اور دوسرے لوگ بھاگ جاوین وہ لوگ بسبب تنہائی اور تکلیف کے مر جاوینگے پس وبا اور قحط وغیرہ مین فرق ہو گیا دوسری وجہ یہ ہی کہ

تفہیم جلی

[illegible]

طاعون اور وبا اثر خبیث روحون جنون کا ہی کہ یکبارگی واسطے ایذا آدمیون کے خواہ مسلمان ہون خواہ
غیر مسلمان منتشر ہوکر اس قسم کی اذیت پہنچاتی ہین پس انکے مقابلہ سے بھاگنا دلیل ڈرنے کی انسے ہی
اور صبر کرنا اور قائم رہنا باعث ذلت اور توڑنے نخوت انکی کا پس اس سبب سے بھی اُسنے حکم جہاد کا
اور صبر کا بیچ لڑائی کفار کے پیدا کیا اور حدیث شریف مین بھی اس طرف اشارہ ہی جس جگہہ کہ طاعون کے
حق مین فرمایا ہی کہ فانہا وخز اعدائکم من الجن یعنی پس تحقیق وہ طاعون او خز دشمنون
تمھارے کا ہی جنون مین سے اور ہرگاہ کہ شمار نعمتون سے کہ بنی اسرائیل پر جناب الٰہی کی طرف سے
پہنچتی تھین اور وہ ناشکری کرتے تھے فراغت ہوے اب دو نعمتین یاد دلاتے ہین کہ ہرچند ان مین
ناشکری نہوئی لیکن تفرقہ اور اختلاف اور جانب داری کہ جڑ فساد اور اختلاف مذہبون کی ہی ظہور مین
آئی اور وہ یہ ہی کہ جسوقت سفر مین پانی نپایا اور تشنہ ہوے اور شکایت اس امر کی حضرت موسیٰ
علیہ السلام کے روبرو لائے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الٰہی مین واسطے دور کرنے پیاس انکی
کے دعا فرمائی جیسا کہ فرماتے ہین وَاِذِ اسْتَسْقٰی مُوْسٰی یعنی اور یاد کرو تم اُسوقت کو کہ دعا استسقا کی
موسیٰ نے اور پانی طلب کیا لِقَوْمِهٖ یعنی واسطے قوم اپنی کے کہ بنی اسرائیل تھے نہ واسطے تمام جہان کے
اسواسطے کہ محتاج پانی کی اور گرفتار پیاس کی انھین کی قوم تھی اور اس خاص کرنے مین اشارہ
ہوا طرف اس بات کے کہ طریق پانی انکے کا نکلنا چشمون کا پتھر سے کسواسطے ہوا اور مینہ آسمان سے
کیون نہ اترا جیسا کہ بیچ وقت استسقا پیغمبر آخر الزمان اور دوسرے پیغمبرون کے وقوع مین آیا تھا وجہ
اسکی یہی ہی کہ پیغمبر آخر الزمان نے پانی واسطے تمام جہان کے طلب کیا تھا پس پانی مینہ کا کہ آسمان
سے آتا ہی اور عام ہوتا ہی عنایت فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خاص اپنی قوم کیواسطے طلب کیا
تھا اسیواسطے انکو پانی خاص ایک پتھر مین سے نکالدیا اور استسقا سنت موکدہ تمام پیغمبرون کی ہی کہ
قحط کیوقت پانی کیواسطے خدا سے دعا کرتے ہین اور حقیقت اُسکی استغفار اور توبہ اور ظاہر کرنا
عجز اور احتیاج کا ہی اور طریق مسنون اُسکا فقہ کی کتابون مین مذکور اور لکھا ہوا ہی پس قبول کی
ہمنے دعا حضرت موسیٰ کی فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ یعنی پس کہا ہمنے موسیٰ کو کہ مار ساتھ
عصا اپنی کے پتھر کو اور عصا حضرت موسیٰ کا درخت آس بہشت کے سے تھا طول اُسکا بقدر دس
ہاتھ آدمی کے کہ برابر قد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہوتا تھا اور دو شاخ رکھتا تھا اور وہ

بیان عصاء حضرت موسیٰ علیہ السلام

دونون شاخین مثال و مشعل کے تاریکی کے وقت رات کو چمکتی تھین اصل مین یہ عصا حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے لائے تھے اور بطریق وراثت کے انبیاء کے ہاتھ مین پہنچتا تھا یہانتک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے انکے بیٹے کو کہ مدین نام تھا پہنچا اور انسے ساتھ کئی واسطے کے حضرت شعیب علیہ السلام کو پہنچا اور حضرت شعیب نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا اور اختلاف ہی اسمین کہ مراد پتھر سے پتھر غیر معین ہے یعنی کوئی پتھر پس حضرت موسیٰ علیہ السلام جس پتھر کو چاہتے تھے اسپر عصا مارتے تھے اور پانی نکلتا تھا جیسے کہ حسن بصری اور وہب بن منبہؓ نے کہا ہی اور الف لام انکے نزدیک جنسی ہی کہ اشارہ اسکا طرف ایک جنس کے ہی پس اس صورت مین یہ معجزہ بھی عصا کے اندر رہا بغیر واسطے پتھر کے یا وہ پتھر معین تھا اور روایتون مین یہی قول ثابت ہوا ہی کہ وہ پتھر معین تھا کہ حضرت موسیٰؑ نے اسکو ایک تھیلی مین رکھ چھوڑا تھا اور وقت حاجت کے اُس سے یہ کام لیتے تھے بعضے کہتے ہین کہ یہ وہ پتھر تھا کہ کپڑے حضرت موسیٰؑ کے لیکر بھاگ گیا تھا چنانچہ قصہ اسکا سورۂ احزاب مین بطریق اشارہ کے مذکور ہی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت موسیٰؑ سے کہا تھا کہ اس پتھر کو اٹھالو اور احتیاط سے رکھو کہ یہ پتھر کسی وقت مین خدا کی قدرتون مین سے بڑی قدرت ظاہر کریگا اور عمدہ معجزہ تمھارے معجزون مین سے ہوگا اور بعضے کہتے ہین کہ اور پتھر تھا کہ حضرت موسیٰؑ طور پر سے اٹھالائے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ پتھر بھی اصل مین بہشت کا تھا کہ ہمراہ حضرت آدم علیہ السلام کے دنیا مین پہنچا اور وراثت کی راہ سے طرف حضرت شعیبؑ کے پہنچا تھا اور انھون نے ہمراہ عصا کے وہ پتھر بھی حضرت موسیٰؑ کو دیا تھا بہر تقدیر وہ پتھر سنگ مرمر کا تھا ایک ایک گز ہر طرف سے شکل مکعب کہ چھ سطح محیط رکھتا تھا دو سطح نیچے اوپر اور چار سطح اور تھین کہ ہر ایک سطح سے تین تین چشمے جاری ہوتے تھے اور عطا او مفسرین سے منقول ہی کہ حضرت موسیٰؑ بارہ مرتبہ عصا کو اوپر بارہ جگہ کے مارتے تھے بس ہر جگہ سے عورت کی پستان کا سا سر ظاہر ہوتا تھا اول عرق سا آتا اور پھر قطرہ قطرہ ٹپکتا اور پھر پانی بہنے لگتا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لشکر کے لوگون کو کہ بارہ گروہ تھے فرمایا تھا کہ بارہ گڑھے عمیق کھود لیوین تاکہ پانی ہر چشمہ کا اس گڑھے مین جمع ہووے اور اس سے پیوین اور جب اس پتھر کو وقت کوچ کے اٹھاتے تھے خشک ہوتا تھا اور پانی بند ہوجاتا گویا مارنا حضرت موسیٰؑ کا اس پتھر کو ساتھ عصا کے باعث پیدا کرنے قوت کا اس پتھر مین ہوتا تھا کہ بسبب اسکے دو فعل عجیب صادر ہوتے تھے

تفسیر خلیلی

ڈالین تم یا پہلے ہم شروع کرین؟" موسیٰ نے کہا" تمھین شروع کرو" جادوگرون نے اپنی جادو کی رسیان اور لاٹھیان ڈالین (طٰہٰ ر ۳) اور کہا" فرعون کی عزت کی قسم بے ہم جیتے" (شعراء ر ۳) پھر سب کی نظر بندی کی اور ڈرایا کہ (سانپ سانپ) اور بڑا جادو کیا (اعراف ر ۱۴) موسیٰ نے کہا" جو تم لاسکے جادو ہے"

اول جذب کرنا ہوا پاس والی کا پے در پے دوسرے بدلنا اُس ہوا کا ساتھ صورت پانی کے بسبب
کثرت سردی کے اور اِس قسم کے خواص عجیب پتھرون مین بہت دیکھے اور سنے جاتے ہین جیسا کہ
جذب لوہے کا بیچ مقناطیس کے اور جیسے کہ خواص حجر المطر وغیرہ مین لکھتے ہین اور عجیب زیادہ اس سے یہ ہے کہ
صحیحین مین ساتھ روایت انس بن مالکؓ اور راو صحابہؓ کے مروی ہوا ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم مقام زورا مین تشریف رکھتے تھے ایک برتن چھوٹا پانی سے بھرا ہوا واسطے وضو کے
آگے آنحضرتؐ کے رکھا پانی انگلیون مبارک سے فوارہ کی مانند جوش کرتا تھا اور بہت آدمی اُس پانی سے
وضو کرتے تھے اور بعضے تبرک کے واسطے نوش کرتے تھے قتادہ کہ شاگرد انس رضی اللہ عنہ کے ہین
اُنھون نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ کتنے آدمی تھے جنھون نے اُس پانی سے وضو کیا انس
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تین سو یا قریب تین سو کے القصہ حضرت موسی علیہ السلام نے بموجب
ارشاد الٰہی کے اُس پتھر کو ساتھ عصا کے مارا فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا یعنی پس جاری
ہوئے اُس پتھر سے بارہ چشمے اور اُس پتھر کے چار مُنھ تھے ہر ایک منھ سے تین چشمے جاری ہوئے
کہ بنی اسرائیل کے بھی اتنے ہی گروہ تھے تاکہ وقت پینے پانی اور پلانے چوپایون کے جھگڑا نکرین اور
واسطے دور کرنے اسی تنازع کے تفریق چشمون کی اس طرح بھی نہوئی کہ ایکدن ایک گروہ ایک چشمہ سے
پانی پیوے اور دوسرے دن وہی گروہ دوسرے چشمہ سے بلکہ چشمے بھی علیحدہ مقرر کیے گئے
تاکہ ہر ایک گروہ ہر روز اُسی چشمہ پر پانی کیواسطے آوے بحدیکہ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ
یعنی تحقیق جانی تھی ہر ایک گروہ نے جگھ پانی پینے اپنے کی کہ فلانا مُنھ پتھر کا فلانی طرف سے
ہمارا چشمہ ہے اور یہ فرق اور اختلاف پانی غیبی کے جوش کرنے مین اس واسطے تھا کہ جب اتفاق
بنی اسرائیل کا ایک پانی پینے کی جگھ پر حضرت موسی علیہ السلام کی زندگی مین باوجودیکہ وہ اُسکو
ملانے والے تھے بسبب قصور استعداد اُنکی کے ممکن نہوا بعد وفات حضرت موسی علیہ السلام
کے کہ ظاہر کی جمعیت بھی اُنکی برہم ہوگئی اجتماع اُنکا اوپر ایک شریعت کے کیا ممکن ہے باقی رہا
اس مقام مین ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ فانفجرت معطوف اوپر قُلْنَا کے
نہین ہوسکتا ہے اس واسطے کہ حرف فا کا موضوع واسطے تعقیب بلا مہلت کے ہے یعنی
اگرچہ معطوف کا رتبہ پیچھے ہو لیکن بیچ مین فصل نہوا اور انفجار ملا ہوا ساتھ قول مذکور کے

تفہیم علمی

تھا پس ضرور عطف اوپر محذوف کے ہی یعنی فضرب بعصاہ فانفجرت وجہ اس حذف کی کیا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ اس حذف کرنے مین دلالت اسپر ہو گئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معصوم ہونے کی جہت سے ہرگز بیچ بجالانے اس امر کے توقف نفرمایا اور فی الفور جوکہ فرمایا گیا عمل مین لائے اور فرمانبرداری انکی حکم الٰہی کی ایسی قطعی اور یقینی ہے کہ حاجت ذکر اور تصریح کرنے کی نہین بلکہ بیچ حق تمام نبیون کے وارد ہونا امر الٰہی کا کفایت کرتا ہی سوائے ذکر کرنے اطاعت اس امر کی سے بسبب معصومیت انکی کے گناہون سے اور بعضے وقت طلب اس امر کو بھی پوچھتے ہین کہ اس سورہ مین فانفجرت واقع ہوا اور سورۂ اعراف مین فانبجست اور انفجار شدت سے جاری ہونے کو کہتے ہین اور انبجاس تھوڑے تھوڑے ٹپکنے کو وجہ فرق کی کیا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ پہلے مذکور ہوا کہ اس پتھر مین اول انبجاس ہوتا تھا بعد اسکے انفجار اور اس سورہ مین ہرگاہ ذکر استسقا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہی پروردگار اپنے سے اور وہ بہت قوی ہی استسقا امت سے پیغمبر اپنے سے لاچار نہایت کار اور اخیر اسکا کہ انفجار ہی اور دلالت اوپر تمام قبولیت اور عنایت عام کے کرتا ہی مناسب ہے اور اسی واسطے لفظ فقلنا کا کہ مدلول اس قول صریح کا ہے اس سورہ مین لائے اور سورۂ اعراف مین ہرگاہ کہ ذکر استسقا بنی اسرائیل کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہی ذکر شروع قبولیت دعا کا کہ تھوڑا تھوڑا سا ترشح ہی کافی ہوا اور اسی واسطے اس جگہ لفظ واوحینا کا کہ یعنی اشارہ خفیہ کے ہی لائے القصہ انسے اوپر اس نعمت کے کوئی شکر سوائے پرہیز کرنیکے گناہون سے درخواست نکیا اور فرمایا كُلُوْا وَاشْرَبُوْا یعنی کھاؤ تم طعام آسمانی سے کہ وہ من اور سلویٰ ہی اور پیو تم پانی پتھر کے چشمون سے کہ ساختہ پرداختہ تمھارے نہین بلکہ تمکو پہنچتا ہی مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ یعنی روزی خاص خدا کی سے کہ بلا واسطے اسباب اور تگ و دو تمھاری کے آتا ہی اور اس کھانے اور پینے کو باعث نافرمانبرداری اور عدول حکمی اسکی کا نہ ٹھہراؤ بلکہ اسکو مدد اوپر بندگی اسکی کے کرو اور دلیل اوپر عنایت اور کرم اسکے کے مقرر کرو وَلَا تَعْثَوْا یعنی اور نباہی نکرو اس قسم کی کہ اثر اسکا پھیل جاوے فِی الْاَرْضِ یعنی زمین مین حالانکہ تم بسبب تفرقہ اور اختلاف کے ہو گئے ہو مُفْسِدِیْنَ یعنی فساد کرنے والے لیکن یہ فساد تمھارا ابتک پوشیدہ ہی بیچ دلون تمھارے کے اور جوکہ موجب فساد استعداد تمھاری کا ہے

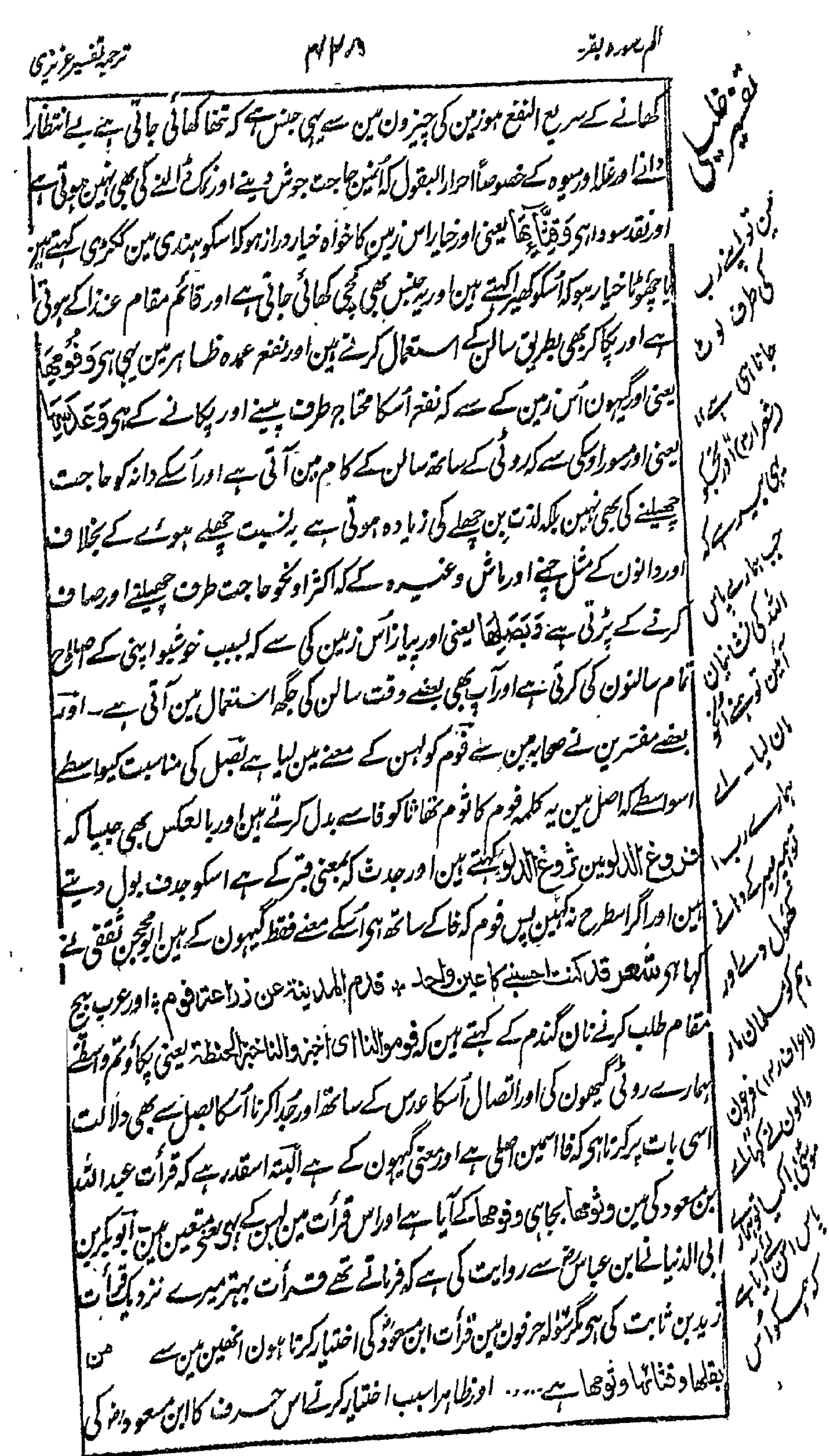
اثر اسکا زمین پر نہین پہنچا اور یہ بیچ فعلون تمہارے کے ظہور نہین کیا اگر احتیاط نکروگے یہی فساد
بشدت تمام ظہور پکڑیگا اور ایک جہان کو خراب کریگا پس معلوم ہوا کہ نعمتین الٰہی بیچ حق بزرگون
تمہارے کے اوپر بنی اسرائیل سبب زیادتی فساد انکے کا ہوا ہی اور اسی سبب سے کہ بعد مبعوث ہونے
اس پیغمبر علیہ السلام کے زیادہ تر حال انکا تباہ ہوا باقی رہی اسجگہ دو سوال اوّل یہ ہے کہ لا تعثوا
مشتق ہے عثی سے اور عثی بمعنی مبالغہ کرنے کے فساد مین ہے پس ذکر مفسدین کا بعد اس کے
تکرار ہوگیا جواب اسکا یہ ہی کہ لا تعثوا صیغہ فعل کا ہی دلالت اوپر حدوث اور پیدا ہونے
فساد کے کرتا ہے اور مفسدین کہ صیغہ اسم فاعل کا ہی دلالت اوپر ثبوت اسکے کے کرتا ہی پس
حاصل کلام کا ایسا ہوا کہ لا تحدثوا المبالغۃ فی الافساد حال کونکم ثابتین فی الافساد گویا ایسا
فرماتے ہین کہ بیچنا تمہارا مطلق فساد سے تو ممکن نہین اسواسطے کہ فساد نے تمہارے دلون مین
جڑ پکڑ لی ہے لیکن احتیاط کرو کہ وہ فساد زیادتی نہ قبول کرے اور حد مبالغہ کو نہ پہنچے اور وجہ اسکی
تفسیر مین گزری دوسرا یہ ہی کہ بسبب ظاہر ایسا مناسب تھا کہ نعمت جاری ہونے چشمون کی پتھر
سے بھی ہمراہ سایہ کرنے ابر اور اتارنے من اور سلوی کے ذکر فرماتے تا کہ رفع تمام حاجتون انکی کا
کہ سفر مین درپیش آتی تھین کھانے اور پینے اور سایہ پکڑنے سے ایک جگہ مذکور ہو جاتین کہ سب
ایک جنس سے ہین اس نعمت کو جدا بیان کرنا اور سایہ ابر کا اور انزال من اور سلوی کا ایک
جگہہ لانا اور بیچ تتمہ نعمت نجات کے عذاب صاعقہ سے داخل کرنا اسمین کیا نکتہ ہی جواب اسکا
یہ ہی کہ ہر گاہ کہ صاعقہ انکا اوپر آسمان کی طرف سے ابر سفید کے درمیان سے کہ وہ غمام نور کا تھا گری
تھی پس بیچ تتمہ نعمت نجات کے اسی آفت سے ذکر اسکا کہ جینے اسی غمام کو کہ سبب ہلاک کا ہوا تھا
اور اسی آسمان کو کہ جای صدور اس آفت جان کا ہوا تھا از راہ کرم اور عنایت کے تمہاری کام مین
انکو مصروف کر دیا یہانتک کہ اس غمام نے تمکو گرمی آفتاب کی سے نگاہ رکھا اور اس آسمان نے اوپر
تمہارے من اور سلوی برسایا مناسب ہوا بخلاف نعمت جاری ہونے چشمونکے پتھر سے کہ نعمت
زمینی تھی نہ آسمانی اور ابر اور آسمان سے کچھ تعلق اسکو نتھا اور بھی یہ نعمت یعنے پھاڑنا ون کا
پتھر سے ہر چند کہ ظاہر مین نعمت تھی لیکن دلیل اختلاف اور تفرقہ انکے دلون کے بھی تھی پس یہ ایک امر
مستقل تھا خبر دینے والا ساتھ اس بات کے کہ درمیان انکے اختلاف اور تفرقہ امور ثابت مین

موجود ہوگا اور بسبب اسکے مصدر فساد کے ہونگے بخلاف تظلیل غمام اور انزال من و سلوی کے کہ سب انمین شریک تھے اور کسی طرح کا تفرق اور اختلاف نہین رکھتے تھے اور اسیواسطے اوپر ذکر اس نعمت کے شمار نعمتون کے ختم فرمائے اور آئندہ ذکر قصور استعداد انکی کا اور مختلف ہونا انکا نبیون سے اور نافرمانی انکی اور رجوع انکا طرف پستی کے کہ انسے بار بار سرزد ہوتا تھا بیان فرماتے ہین اور ارشاد کرتے ہین کہ نعمتین جو ذکر کی گئین اسواسطے انکے حق مین سبب کفر اور تفرقہ کا نہوئین تھین کہ یہ نعمتین تمام امور سماویہ اور خصائص غیبیہ تھین اور انکے صبر کرنا ان نعمتون پر شاق اور گران ہوا اسواسطے کہ طبیعتین انکی مائل ادنی اور ادنی زمین کی چیزون کی طرف تھین اور بالکل علو ہمتی سے انکو حصہ نہ تھا چنانچہ اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرنے کے واسطے کئی واقعہ یاد دلاتے ہین کہ وَاِذْ قُلْتُمْ یَا مُوْسٰی یعنی اور یاد کرو تم اسوقت کو کہ کہا تمنے اے موسی اور اس پکارنے مین کمال بے ادبی ہوئی کہ ایسے پیغمبر اولوالعزم کو نام لیکر پکارا اور یارسول اللہ اور یا نبی اللہ اور مانند اسکے نکہا اور مضمون کلام تمہارے کا بھی کمال بے ادبی تھی اسواسطے کہ کہا تمنے لَنْ نَّصْبِرَ یعنی ہم ہرگز صبر نکرینگے اور ایسا کلام دلالت کرتا ہے اوپر اسکے کہ صبر تو کر سکتے ہین لیکن قصداً ہم نہین کرینگے والا اس لفظ کی جگہ لن نستطیع الصبر یا لا یمکن منا الصبر کہنا چاہیے تھا یعنی نہین طاقت رکھتے ہین صبر کی یا نہین ممکن ہے ہمسے صبر عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ یعنی اوپر ایک جنس کے کھانے کے کہ آسمان سے آتا ہے کئی وجہ سے اول یہ کہ وہ کھانا آسمانی ہے اسواسطے کہ من بھی اصل مین وہ شبنم ہے کہ بیچ بعضے طبقون ہوا کے مزہ اور مزاج پیدا کرکے گرتی ہے اور سلوی بھی جانور اڑنیوالا ہے کہ ہوا اسکو ہانک کر ہمارے آگے ڈالتی ہے اور ہم زمین کی پیدائش ہین ہمارے تئین چاہیے کہ غذا بھی ایسی چیز میسر ہو کہ حکم زمین کا اُس مین غالب ہو دوسرے یہ کہ ہمیشگی کرنی اوپر کھانے ایک قسم طعام کے اشتہا کو مارتی ہے اور ہضم کو ضعیف کرتی ہے تیسرے یہ کہ اس طعام کی عادت ہمکو نہین تھی اور جس کھانے کی عادت نہین ہوتی ہرچند کہ اعلی اور شریف ہو ایسا مرغوب نہین ہوتا ہے جیسا کہ کھانا عادت پڑا ہوا مرغوب ہوتا ہے ہرچند کہ ادنی اور خسیس ہو اور اسی سبب سے ہی کہ دیہات کی زمیندار اور شہر والون کے کہانے اور مزہ کی چیزین مرغوب نہین ہوتی ہین اور اکثر کم سیری

تفسیر ... تکو جادو سکھایا ہم ... بن عمرو تھا ... ایک طرف ... اور پاؤن دوسری طرف سے کاٹ ڈالونگا پھر تکو ... ہوگا کہ کون ... زیادہ عذاب ... مین سخت ... عذاب زیادہ پائدار ... ان نومسلمون نے جواب دیا ... ہم لوگ

انکی نہین ہوئی گو بطریق نقل اور مزہ بدلنے کے واسطے ایک دو مرتبہ کھالیوین اور اس مقام مین ایک سوال ہے کہ من اور سلوی دو کھانے تھے ایک کھانا انکو کس واسطے کہا جواب اسکا یہ ہے کہ مراد وحدت سے کہ آیت مین مذکور ہے وحدت فردی اور جنسی نہین بلکہ وحدت تکراری ہے یعنی ہر روز وہی کھانا آتا ہی اگرچہ دو جنس تہین اور عرف مین رائج ہی کہ کئی کھانے اگرچہ مختلف ہون اور ہر روز وہی کہا نے استعمال مین آوین اُن کو ایک کھانا کہتے ہین اور اس وحدت اعتباری کو بجاے وحدت حقیقی کے استعمال کرتے ہین اور بعضے مفسرین نے کہا ہی کہ جب طعام سالن کے ساتھ ملتا ہی ایک کھانا ہوتا ہے مثل قلیہ او خشکا اور دال او خشکا اور تہیر او برنج اور روٹی اور کباب کے لیکن اس جواب مین خدشہ ہی اسواسطے کہ من اور سلوی آپس مین ملتے تھے تاکہ ایک کو طعام اور دوسرے کو سالن ٹھہرایا جاوے القصہ بنی اسرائیل ہمیشہ کھانے اس طعام کے سے عاجز آئے اور کہا کہ فَادْعُ لَنَا پس دعا کر واسطے آسانی ہماری کے رَبَّكَ یعنی رب اپنے سے کہ جس مین پرورش اور عنایتین اُسکی متوجہ تیرے حال پر ہین اور تیرے طفیل سے ہماری بھی پرورش فرماتا ہی اور اس اضافت مین بھی بیگانگی کی آتی ہے کہ انھون نے فَادْعُ لَنَا رَبَّنَا نہ کہا يُخْرِجْ لَنَا یعنی تاکہ نکالے واسطے کھانے ہمارے کے بلے اسباب ظاہری کے مثل جوتنے بونے اور پانی دینے وغیرہ کے اسواسطے کہ یہ چیزین حالت سفر اور سرگردانی اور مقام مقام کوچ کرنے مین ممکن نہین پس چاہیے کہ بطریق خلاف عادت کے جیسا کہ من اور سلوی آسمان سے برستا ہی جسوقت لشکر ہمارا کسی جگہہ پہنچے اس جگہہ موجود اور تیار پاوین مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ یعنی اُن چیزون سے کہ اُگاتی ہی اُن کو زمین مِنْ بَقْلِهَا یعنی ساگ اور سبزی اپنی سے مثل خرفہ اور پالک کے کہ اسکو اسفاناخ کہتے ہین اور مثل میتھی کے کہ اسکو حلبہ کہتے ہین اور مثل سویہ کے کہ اسکو شبت کہتے ہین اور سبزی یعنی ترکاری کھانے کی دو قسم ہی ایک قسم وہ ہے کہ اسکو کچا کھانا بھی رائج اور متعارف ہی مثل پودینہ اور دھنیہ اور اجمود اور تیزک اور گندنے کے اور اس قسم کو احرار البقول کہتے ہین اور دوسری قسم یہ ہے کہ اسکو پکا کر کھاتے ہین اور کچا نہین کھاتے مثل میتھی اور پالک اور سویہ وغیرہ کے اور ساگ اور سبزی کو طلب کرنے مین اس واسطے مقدم کیا کہ جو چیز وقت ... ملنے

بجاے اپنے پیدا کرنے والے
سے اور جھوک
کر دینے میں انکی
جھکو نہیں اور
جھکو جو کر نا ہی
اور بیٹھ جھکو
اسی دنیا کی
زندگی ہی مین
... اور
سے ... کہ
... خدا کو
... گروہ
... معاف ...
... اور
... بنی جادو
سے ... اسکو
... بھی بہتر
... والا
... سب



کھانے کے سریع النفع ہو زمین کی چیزون مین سے یہی جنس ہے کہ تھا کھائی جاتی ہے بے انتظار
دانے اور غلا و میوہ کے خصوصاً احرار البقول کہ انمین حاجت جوش دینے اور نمک ڈالنے کی بھی نہین ہوتی ہے
اور نقد سودا ہی وَقِثَّآئِهَا یعنی اور خیار اس زمین کا خواہ خیار دراز ہو کہ اسکو ہندی مین ککڑی کہتے ہین
یا چھوٹا خیار ہو کہ اسکو کھیرا کہتے ہین اور یہ جنس بھی کچی کھائی جاتی ہے اور قائم مقام غذا کے ہوتا
ہے اور پکا کر بھی بطریق سالن کے استعمال کرتے ہین اور نفع عمدہ ظاہر مین یہی ہی وَفُومِهَا
یعنی اور گیہون اس زمین کے سے کہ نفع اسکا محتاج طرف پیسنے اور پکانے کے ہی وَعَدَسِهَا
یعنی اور مسور اوسکی سے کہ روٹی کے ساتھ سالن کے کام مین آتی ہے اور اسکے دانہ کو حاجت
چھیلنے کی بھی نہین بلکہ لذت بن چھلے کی زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت چھلے ہوئے کے بخلاف
اور دالون کے مثل چنے اور ماش وغیرہ کے کہ اکثر او نکو حاجت طرف چھیلنے اور صاف
کرنے کے پڑتی ہے وَبَصَلِهَا یعنی اور پیاز اس زمین کی سے کہ بسبب خوشبو اپنی کے صلاح
تمام سالنون کی کرتی ہے اور آپ بھی بعضے وقت سالن کی جگہ استعمال مین آتی ہے۔ اور
بعضے مفسرین نے صحابہ مین سے فوم کو لہسن کے معنے مین لیا ہے بصل کی مناسبت کیواسطے
اسواسطے کہ اصل مین یہ کلمہ فوم کا ثوم تھا ثا کو فا سے بدل کرتے ہین اور بالعکس بھی جیسا کہ
ثروغ الدلو مین ثروغ الدلو کہتے ہین اور جدث کہ بمعنی قبر کے ہے اسکو جدف بول دیتے
ہین اور اگر اسطرح نہ کہین پس فوم کہ فا کے ساتھ ہی اسکے معنے فقط گیہون کے ہین ابو محجن ثقفی نے
کہا ہی شعر قد کنت احسبنی کاغنی واحد ✱ قدم المدینۃ عن زراعۃ فوم ✱ اور عرب بیچ
مقام طلب کرنے نان گندم کے کہتے ہین کہ فوموا لنا ای اخبزوا لنا خبز الحنطۃ یعنی پکاؤ تم واسطے
ہمارے روٹی گیہون کی اور اتصال اسکا عدس کے ساتھ اور جدا کرنا اسکا بصل سے بھی دلالت
اسی بات پر کرتا ہی کہ فا اسمین اصلی ہے اور معنی گیہون کے ہے البتہ اسقدر ہے کہ قرأت عبداللہ
بن مسعود کی مین وثومہا بجائی وفومہا کے آیا ہے اور اس قرأت مین لہسن کے ہی معنی متعین ہین ابو بکر بن
ابی الدنیا نے ابن عباس رضؓ سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے قرأت بہتر میرے نزدیک قرأت
زید بن ثابت کی ہی مگر سولہ حرفون مین قرأت ابن مسعودؓ کی اختیار کرتا ہون انھین مین سے
بقلہا وقثائہا وثومہا ہے .... اور ظاہر اسبب اختیار کرنے اس حرف کا ابن مسعودؓ کی

تفسیر عظیمی

مین تو اپنے رب کی طرف لوٹ جانا ہی ہے (شعراء) اور بھی بسر ہے کہ جب ہمارے پاس اللہ کی نشانیان آئین تو ہم نے انکو مان لیا اے ہمارے رب ہم پر صبر کے دہانے کھول دے اور ہم کو مسلمان مار (اعراف) اور فرعون والون نے کہا کہ موسیٰ ایک جادوگر ... پاس ... اسکو ...

قرأت مین سے لسبب ایک شبہ کے ہو کہ انکی خاطر مین گزرا ہی اور وہی شبہ ایک جماعت پچھلے مفسرین کے
ذہن مین بھی آیا ہے اور وہ یہ ہی کہ بیچ آخر اس آیت کے ان کھانون کو ادنی اور خسیس فرمایا ہے جو بنی اسرائل
نے طلب کئے تھے اور ساگ اور کھیرا اور مسور اور پیاز بیشک ردی کھانون مین سے ہین اور گیہون عمدہ اناجون
مین سے ہے اسکو ردی کھانون مین کیونکر داخل کیا جاوے پس سوائے اسکے نہین کہ اس جگہ فا بدل
ثا سے ہوا اور اصل کلمہ ثوم یعنی لہسن کے ہے کہ ردی ہونا اسکا پوشیدہ نہین۔ اور حل اس شبہ کا
یہ ہے کہ جو ہر گیہون کا فی نفسہ بلا شبہ اعلی اناجون مین سے ہے لیکن جب ساگ اور پیاز
اور مسور اور ککڑی سے کھائی جاوے ادنے ہو جاتا ہے اسواسطے کہ اعلے اور ادنے ہونا
گیہون کا تابع سالن کے ہی جیسا ہو اگر نفیس ہی تو نفیس ہوتا ہے اور اگر خسیس ہی تو خسیس ہوتا ہے
اسی واسطے حضرت موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے جواب مین قَالَ اَتَسۡتَبۡدِلُوۡنَ الَّذِیۡ ہُوَ
اَدۡنٰی یعنی فرمایا کہ آیا چاہتے ہو کہ بدل مین لو اوس چیز کو کہ وہ ادنے ہے قدر مین بھی اور قیمت مین بھی اور
فائدہ اور نفع کی جہت سے بھی اور مزہ اور لذت کی جہت سے بھی بِالَّذِیۡ ہُوَ خَیۡرٌ۔ یعنے
بعوض اس چیز کے کہ وہ بہتر ہے باعتبار ان وصفون کے اور ہر چند کہ یہ بدل لینا فی نفسہ
گناہ شرعی نہین اسواسطے کہ سنوار تا مزہ کا حلال چیزون سے ہے لیکن اخیر مین پست ہمتی
اور کم حوصلگی تمکو طرف دُنیا کے بدل آخرت کے اور اختیار کرنے شریعت منسوخہ کے بدل شریعت
مقبولہ کے کھینچ لے گی اور اسی قیاس پر ہر محل مین پستی اور نیچے گرنا عادت تمھاری ہو جاویگی اور
عالی ہمتون کے کام سے باز رہو گے پس مین عرض اس مطلب کی جناب آلہی مین نکرون گا کہ یہ مطلب
قابل عرض کے نہین اگر تم باوصف تنبیہ اور جتلانے کے اوپر طلب اور خواہش ان کھانون کی
اصرار رکھتے ہو پس علاج اسکا یہ ہے کہ اِہۡبِطُوۡا مِصۡرًا یعنے اترو کسی شہر مین شام کے
شہرون مین سے اور مراد اس مصر سے مصر فرعون کا نہین اسواسطے کہ جو مصر نام شہر معین کا ہے
وہ غیر منصرف ہی تنوین اُس کے اوپر داخل نہین ہوتی ہے عاصم کی قرأت مین جیسے کہ فرمایا ہے
الیس لی ملک مصر وقال ادخلوا مصر ان شاء اللہ آمنین۔ اگرچہ موافق قاعدہ ہند
اور مانند اسکے کے منصرف پڑھنا بھی اسکا جائز ہے جیسا کہ کتابون نحو کی مین مذکور ہی فَاِنَّ لَکُمۡ
یعنی پس تحقیق واسطے تمھارے میسر ہوگا اس شہر مین مَّا سَاَلۡتُمۡ یعنے وہ چیز کہ سوال کی ہے تمنے

مسور اور پیاز وغیرہ سے بغیر حاجت دعا کسی کے اور مجھکو لائق نہین کہ ایسا سوال جناب الٰہی مین
کرون پس بنی اسرائیل کو ہمیشہ میلان اور رجوع طرف پستی اور کم ہمتی کے لازم رہا جب تک کہ آدمی
عالی ہمت اور بڑے حوصلے والے اُنمین موجود رہے مثل حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ اور
حضرت یوشعؑ اور اور انبیاء عالی قدر کے اور اُن نبیون کے حکم غالب رہے اور اونکی پست ہمتی اُنکی اسقدر تاثیر
نہین کرتی تھی اور جب یہ لوگ عالی ہمت اُن مین نرہے خصلت ردی کہ طبیعت اُنکی مین سمائی
ہوئی تھی اُسنے ظہور کیا اور کام ذلیل لوگون کے اختیار کیئے اور خواہش طرف کھیتی اور بونے جوتنے
کے کی اور رعیت گری اختیار کی اور جہاد اور لڑائی کفار سے اور چھین لینے شہر دین کے
دین کے دشمنون کے ہاتھ سے دل چھپایا یہانتک کہ مانند زمیندارون اور کھیتی کرنے
والون کے ہلکے اور ذلیل ہوے اور وجاہت اور دبدبہ باقی نرہا اور اس واقعہ کے بعد غالب ہوجانے
جالوت کے انکے اوپر اور بعد حادثہ بخت نصر اور سنجاریب کے کمال رسوخ پیدا کیا وَضُرِبَتْ
عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ یعنی اور مانند خیمہ کے مارے گئے اوپر اُنکے ذلت اور فقر ذلت اس جہت سے
کہ ہمیشہ زیر دست مسلمانون اور نصاریٰ کے رہتے ہین اور خود حاکم کسی جگہ کے نہین رہتے ہین
اور محتاج اس واسطے رہتے ہین کہ بسبب بھرنے تاوان اور مصادرات اور ادا کرنے جزیہ اور عشر
وغیرہ کے خرچ انکا زیادہ آمدنی سے رہتا ہی اور اگر کبھی کسی کو اُن مین سے تونگری بھی حاصل
ہوتی ہی پھر بھی بباعث خوف مصادرات اور پکڑ بادشاہی کے اپنے تئین مانند مفلسون
ناچیز کے پہننے اور کھانے مین ٹوٹا حال ظاہر کرتا ہی تاکہ حکام اُسکو مالدار جانکر مال اُسکا کسی حیلہ سے
نہ چھین لیوین اور یہ ذلت اور فقر اون کا برابر ذلت اور فقر مسلمانون کے نہین اسواسطے کہ مسلمانون کو
اُسکے صبر کرنے پر خشنودی خدا کی اور بلند ہونا درجون کا حاصل ہوتا ہی اور بسبب دخول بہشت کا
اور تخفیف حساب کا ہی اور انکو یہ بات حاصل نہین بلکہ بسبب اس ذلت اور فقر کے زیادہ تر رضاے
الٰہی سے دور پڑے وَبَاءُوْ یعنی پھرے اس مرتبہ بلند سے کہ بطفیل انبیاء اور صلحاء کے انکا حاصل ہوا تھا
طرف ذلت اور فقر ذاتی اپنے کے جیسا کہ کوئی سفر سے اپنے گھر کی طرف پھرتا ہی بِغَضَبٍ
مِّنَ اللّٰهِ یعنی ساتھ غصہ کے کہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے نصیب اُنکے ہوا کہ لطف اپنا اُنکے اوپر سے اُٹھا لیا اور فرمایا
اور لطف اور عنایت ظاہری اور باطنی اپنی اُنسے باز رکھی اور اسی سبب سے ہے کہ کفر

تفسیر حلیمی

سوال کے ۱۲ پیرون کوئی خدا نہین جانتا ہون اے ہامان میرے لیے مٹی کی اینٹین آگ مین پکا اور میرے لیے اونچا محل تیار کر کہ مین موسیٰ کے رب کے پاس جاؤن مین تو اسکو جھوٹا جانتا ہون اور فرعون اور اسکے لشکر نے ناحق زمین مین سرکشی اور ظلم سمجھے کہ ہمارے پاس واپس

بطالیستہ مین

اُنکی جبلت مین بیٹھ گیا ہی اور ایمان اُنکو ہرگز میسر نہین ہوتا ہی اور یہ حالت قبیحہ اُنکو کچھ اسی سبب سے
لاحق نہین ہوئی تھی کہ طعام زمین کا آسمان کے طعام سے بدل لیا اور گستاخیان اور بے ادبیان کہ
حضرت موسیٰ ع کے زمانہ مین اُنسے صادر ہوئی تھین بلکہ ہمیشہ سے یہی حال اُنکا رہا اور مستمر او جاری
ہوتی رہی اور اعمال بُرے بُرے اور گناہ سخت اُنسے صادر ہوتے رہے اور اسی سبب سے یہ لوگ مستحق اس
خرابی کے ہوئے جیسا کہ فرماتے ہین ذٰلِكَ یعنی ذلت اور فقر غضب الٰہی کے ساتھ ملا ہوا تھا
بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ یعنی بسبب اسکے ہی کہ وہ انکار کرتے تھے ساتھ آیتون
خدا کے اور جو آیتین کہ توریت مین مخالف خواہش نفس اُنکے ہوتی تھین اُنکو نہ مانتے تھے اور تغیر او
تحریف لفظی یا معنوی کرتے تھے اور آیتون صحیفون دوسرے نبیون کا اور زبور اور انجیل کا بھی اسی
طریق پر انکار کرتے تھے یہانتک کہ قرآن کی آیتون کے بھی منکر ہوئے اور جو آیتین روشن کہ ہر پیغمبر کے
ہاتھ سے معجزون کی جنس سے ہوتی تھین اُنکو نسبت طرف سحر اور کہانت اور استدراج کے کرتے تھے اور
یقین نہین رکھتے تھے وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ یعنی اور قتل کرتے تھے پیغمبرون کو جیسا کہ حضرت شعیا
اور حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ کو قتل کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے گمان مین دار پر کھینچا اور پیغمبر
آخر زمان کو سحر کیا اور زہر دیا اور جو حیلے اُنسے ہو سکے اس نفس مبارک کے قتل کرنے کے واسطے کام مین
لائے اور حدیث شریف مین کہ اُسکو امام احمدؒ نے ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہی وارد ہوا ہے کہ
اشد الناس عذابا رجل قتله نبي او قتل نبيا او امام ضلالة او ممثل من الممثلين یعنی سخت تر
باعتبار عذاب کے اور آدمیون سے وہ شخص ہی کہ اُسکو پیغمبر نے قتل کیا ہو یا اُسنے کسی پیغمبر کو قتل کیا ہو
یا پیشوا گمراہی کا گزرا ہو کہ بسبب اغوا اُسکے کے بہت آدمی گمراہی مین پڑے ہون یا تصویر بنانے والا
جاندار کی پس بیچ حق ان لوگون کے اسباب غضب کے بشدت تمام جمع ہوئے تھے کہ کفر بھی کرتے تھے
اور قتل بھی کہ وہ بھی بعد کفر کے سب کبیرون سے بڑا کبیرہ ہی اور قتل کی قسمون مین سے جو کہ
بہت بدتر ہے اختیار کرتے تھے یعنی قتل کرنا پیغمبر کا کہ اُسمین موقوف کرنا ہدایت کا کہ خدا کی طرف سے
تھی اور ناشکری سب سے بہتر نعمتون کی اور بند کرنا دروازہ فیض کا ہے کہ توقع نفع عام کی اُس سے تھی
اور وہ بھی بِغَيْرِ الْحَقِّ — یعنی بغیر سبب شرعی کے اُنکے گمان مین بھی اس واسطے کہ فی نفسہ
قتل پیغمبر کا بلا موجب شرعی کے ہوتا ہے لیکن کبھی بسبب شبہ کے کہ منکر کے ذہن مین

ہوتا ہے ناحق ہونا اُسکے نزدیک یقینی نہین ہوتا ہے اور اس جگہہ اس قسم کا شبہہ بھی نتھا دیدہ و
دانستہ مارتے تھے اور اگر کسی کو استبعاد اس بات کا خاطر مین گزرے کہ وہ بھی آخر اہل کتاب تھے
اور دعوی ایمان کا اوپر حضرت موسٰی اور پیغمبرون کے کرتے تھے اُن سے یہ کیونکر ہو سکے کہ بغیر
موجب شرعی اور بغیر شبہہ کے اوپر کفر صریح اور مارنے پیغمبرون کے پیش دستی کرین کہتے ہین ہم
ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا یعنی یہ جرأت اُنکی اوپر کفر کے اور قتل کرنے پیغمبرونکے اس سبب سے تھی کہ نافرمانی
کی اُنھون نے پیغمبرون کی اور آہستہ آہستہ خصلت نافرمانی کی بیچ اُنکے محکم ہوئی اور گناہ کرنے
مین ایک دو مرتبہ پر کفایت نہین کرتے تھے کہ جلدی تدارک اُسکا ساتھ توبہ اور ندامت کے ہو سکے
بلکہ اس گناہ مین کمال مبالغہ رکھتے تھے وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ٥ یعنی اور تھے وہ کہ تجاوز حد سے
کرتے تھے بیچ گناہ کے پس گناہون کو بہتر جانتے تھے اور جو کوئی اُنکے تئین گناہون سے منع اور
تنبیہ کرتا تھا اُسکو دشمن سمجھتے اور جو آیتین الٰہی کہ دلالت اوپر قباحت اُن گناہونکے کرتی تھین
تاویل باطل سے دفع کرتے تھے یہانتک کہ رفتہ رفتہ پیغمبرونکو کہ جو گناہون کے منع کرنے
مین مبالغہ کرتے تھے مار ڈالا اور کتاب الٰہی کی آیتون کا صریح انکار کیا اور یہ شامت گناہ کی
ہی کہ آہستہ آہستہ اعتقاد مین بھی فتور بلکہ تغیر اور تبدل پیدا کرتا ہی اور اسی واسطے علماء ربانی
گناہون کی مداومت اور لذت اور عادت پکڑنے اُنکے سے نہایت تاکید کے ساتھ منع کرتے
ہین کہ رفتہ رفتہ اچھا معلوم ہونا گناہون کا اور برائی اُسکی جو اس سے منع کرے دل مین بیٹھ جاتی
ہے اور یہانتک اخیر کو نوبت پہنچ جاتی ہی کہ شرع کے حکمون کو بھی مکروہ جاننے لگتا ہے
اور کفر کی حد کو پہنچتا ہے جیسا کہ کہا ہے من تهاون بالآداب عوقب بحرمان السنة ومن
تهاون بالسنة عوقب بحرمان الفرائض ومن تهاون بالفرائض عوقب بحرمان المعرفة یعنے
جس نے خفیف جانا ادب کی باتون کو عذاب دیا جاویگا ساتھ محروم ہونیکے سنت سے اور جسنے کہ خفیف
جانا اور سستی کی سنت سے عذاب دیا جاویگا ساتھ محروم ہونے کے فرضون سے
اور جسنے کہ سستی کی فرضون سے عذاب دیا جاویگا ساتھ محروم ہونیکے معرفت سے باقی رہی اسجگہہ کئی
سوال کہ حاجت جواب کی رکھتے ہین اوّل یہ کہ بنی اسرائیل نے کہا تھا کہ ہم اوپر ایک قسم کے کھانے کے
صبر نکرینگے ہمارے ذائقہ بدلنے اور تفنن طبیعت کے واسطے دوسرا کھانا زمین کے کھانون کی جنس سے

ہمارے مزہ ذائقہ بدلنے اور تفنن طبیعت کے واسطے دوسرا کہانا زمین کے کہانون کی جنس سے چاہیئے کہلایا پس مدعا اونکا یہ تہا کہ ہمراہ من اور سلوی کے کوئی کہانا دوسرا زمین کا بہی آنا رہے نہ یہ کہ من اور سلوی مطلق موقوف ہو جاوے اور اُسکے بدلے مین طعام زمین کا ملتا رہے پس غرض اُنکی جمع کرنا دونون کہانونکا تہا نہ استبدال ایک کا ساتھ دوسرے کے کلام اُنکے کو استبدال کے اوپر کسواسطے حمل فرمایا اور اس طرح کیون اُنکو کہا کہ اتستبدلون الذی ھو ادنی بالذی ھو خیر جواب اسکا یہ ہے کہ جب اُنہون نے ناخوشی اپنی طعام آسمانی سے بیان کی اور یہ بہی کہا کہ فادع لنا ربک یخرج لنا مما تنبت الارض من بقلها وقثائها الخ اس سے صریح معلوم ہوا کہ وہ بعد اسکے یا طعام آسمانی کو مطلق نکہاوینگے کہ اُس سے عاجز آئے ہین یا بقدر شکم سیری کے نکہاوینگے بلکہ طعام زمینی سے شکم سیر ہونگے اور یہ بات ظاہر ہے کہ شکم آدمی کا سوائے اندازہ کے زیادہ غذا اُٹہا نہین سکتا ہے جسوقت تہوڑا سا ایک کہانا کہاتا ہے دوسرا کہانا اُسیقدر کم کہاویگا پس تبدیل ادنی کی عوض اعلی کے لازم آئی گو بعضے کہانے مین ہوا اور اگرچہ لفظ تبدیل کو اُنہون نے تصریحا بیان نکیا دوسرا سوال یہ ہے کہ ہبوط لغت مین نیچے آنا بلندی سے طرف پستی کے ہے سفر سے شہر مین آنیکو ہبوط کسواسطے فرمایا کہ اھبطوا مصرا جواب اسکا یہ ہے کہ لشکر جب تک سفر مین ہوتا ہے سواریون کے اوپر سوار ہوتا ہے اور مال اور اسباب اونٹون کی پشت پر یا خچر پر لدا ہوا ہوتا ہے اور خیمے ڈیرے بہی چوپایون پر رکہے ہوئے ہوتے ہین اور جب شہر مین پہونچتے ہین ان سبکو بلندی سے طرف پستی کے نقل کرتے ہین اور آپ بہی سواری سے نیچے اُترتے ہین اس سبب سے سفر سے شہر مین آنیکو ساتھ ہبوط اور نزول اور فرودکش کرنے اور اُترنے کے تعبیر کرتے ہین اور بہی اُس انتقال مین ہبوط معنوی بہی تہا کہ علو ہمتی سے طرف پست ہمتی کے انتقال کرتے تہے اور مرتبہ بلند طعام آسمانی کے سے طعام زمینی کی پستی مین نزول کرتے تہے پس استعمال لفظ ہبوط کا بہت مناسب ہوا تیسرا سوال یہ ہے کہ اس سورۃ مین ویقتلون النبیین بغیر الحق فرمایا ہے اور لفظ حق کو معرف باللام کر کے لائے اور سورۂ آل عمران مین بغیر حق ارشاد فرمایا یعنے لفظ حق کو نکرہ کر کے لائے جواب اسکا یہ ہے کہ حق معلوم نزدیک تمام اہل کتاب کے کہ جسکے سبب سے آدمی کو قتل کیا جاوے ایک ان تین چیزون مین سے ہے مرتد ہونا یا قتل ناحق کرنا یا زنا بعد محصن ہونے کے یعنی عاقل بالغ نکاح والا

زنا کرے پس اس جگہہ کہ حق کو معرفہ کرکے لاے اشارہ طرف حق معلوم کے ہے اور سورہ آل عمران
مین کہ حق کو نکرہ کرکے لائے غرض یہ ہے کہ کوئی حق نتہا نہ یہ حق معلوم اور نہ حق دوسرا اُنکے زعم
مین اور وجہ فرق کی کہ اس سورہ مین خاص حق ذکر کیا اور اس سورہ مین عام یہ ہے کہ اس جگہہ
خاص ذکر برائی بنے اسرائیل کا کیا ہے کہ وہ اہل کتاب تھے اور اُنسے قتل نبیون کا ناحق سرزد
ہونا نہایت قبیح ہے بخلاف سورہ آل عمران کے کہ اس مقام مین کلام خاص ساتہ فرقہ
بنی اسرائیل کے نہین بلکہ بطریق عموم کے قاعدہ کلیہ ارشاد ہوتا ہے اُس جگہہ ذکر کرنا حق خاص کا
بلا وجہ ہے اور ہرچند کہ اصرار کرنا اوپر کبائر کے کفر کی طرف لیجاتا ہے جیساکہ فرقہ یہود مین یہی بات
پائی گئی لیکن اگر ایمان ساتہ خدا کے اور دن آخرت کے درست کرکے لادین تمام کفر کی قسمون کو
محو کر دیتا ہے اور مٹا دیتا ہے اور اگر عمل صالح بہی ایمان کے ساتہ لیجا دیتے تمام اقسام خوف
اور غم کے دور کرتا ہے پس کوئی کافر اور گنہ گار بعد ایمان لانے کے قبول ہونے ایمان اور توبہ اپنی سے
مایوس نہووے چنانچہ فرماتے ہین اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یعنی تحقیق وہ آدمی کہ ایمان لائے ہین
ساتہ زبان کے اور دل سے اس دین کو سچا نہین جانتے ہین ہرچند کفر انکا بہت مذموم ہے اسواسطے
کہ باوجود کفر کے ارادہ فریب دینے خدا اور رسول کا بہی کرتے ہین چنانچہ ابتدا سورہ مین برائی حال
اُنکی گزری وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا یعنی اور وہ لوگ کہ یہودی ہوئے ہرچند کہ برائیان اُنکی بہی عملون
مین اور اعتقادون اور اخلاق مین حد سے زیادہ ہین چنانچہ بڑا کفران کا یہ ہے کہ خدا تعالی
کو جسمانی اور بصورت انسان کے اعتقاد کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہرچند ذات باری تعالی کی
جسمیت سے پاک ہے لیکن تعلق اُسکا جسم کے ساتہ ضرور ہے ہرگز بغیر جسم کے نہین رہتا ہے اور وہ جسم کہ
اسکو لازم ہے جسم مثالی اور نورانی ہے مانند شعاع کے کبہی جمع ہوتا ہے اور کبہی پراگندہ اور
اسی سبب سے ہے کہ آواز اور کلام پکار کر کرنا اور طور سینا پر اُترنا اور ایک جگہہ سے دوسری
جگہہ چلا جانا اور ہاتہ اپنے سے توریت کا لکہنا اور عرش کے اوپر استوا کرنا یعنے ٹہرنا اور قرار
پکڑنا اور جواز رویت کا کسی جہت مین ہونا اور طوفان نوح عہ کے اوپر رونا اور ہنسی اور
اندوہ اور غم اور خوشی ذات باری کے حق مین جائز رکہتے ہین اور ان چیزون کا اسکے
اوپر اطلاق کرتے ہین بعد اُسکے نبیون کے حق مین بدگمانی اور تہمت گناہ کی بہی بہت

رکہتے ہین یہان تک کہ حضرت موسی پر تہمت حضرت ہارون کی قتل کی رکہتے ہین اور صریح کہتے ہین کہ
حضرت موسی ع حضرت ہارون کے اوپر حسد کرتے تہے اور بعضے اُنمین سے کہتے ہین کہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام پیغمبر نہ تہے بلکہ ولی تہے اور ولایت کو افضل نبوت سے جانتے ہین اور خیال اُنکے مین
یہ بات ٹہر گئی ہے کہ معنی نبوت کے محض ایلچی گری اور پہونچانا خدا کے پیغام کا ہے اور قرب الٰہی
اور مرتبہ اللہ کے نزدیک ہونا اس خدمت مین درکار نہین اور حضرت ہارون کو بہی حضرت موسی علیہ السلام
کے سات نبوت مین شریک نہین جانتے ہین بلکہ خلیفہ انکا کہتے ہین اور گوسالہ بنانے کو حضرت ہارون
کی طرف نسبت کرتے ہین اور حضرت داؤد علیہ السلام کو اوریا کی قتل کی تہمت لگاتے ہین اور حضرت
سلیمان کو کہتے ہین کہ طلسم اور نیرنج رکہتے تہے اور تسخیر جنون کی جانتے تہے اور رجعت نبیون کی جائز
رکہتے ہین اور جو آیتین توریت کی پیغمبر آخرالزمان کی حقیت پر صریح دلالت کرتی ہین اُنمین تاویل فاسد
کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ان آیتون سے تسلط اور ملک اُنکا ثابت ہوتا ہے نبوت اور رسالت نہین
ثابت ہوتی ہے اور منسوخ ہونا شریعت کا ہرگز جائز نہین جانتے ہین بلکہ خدا کی شریعت منحصر حضرت موسی کی
شریعت مین جانتے ہین اور یہ بات کہتے ہین کہ حضرت موسی علیہ السلام سے بیشتر کوئی شریعت نہ تہی اور بعد
اُنکے کوئی بہی شریعت نہوگی اور اسیواسطے حضرت عیسی کی نبوت کا بہی انکار کرتے ہین اور حضرت مریم
کی حق مین تہمتین باطلہ بیان کرتے ہین اور لقب یہود کا حضرت موسے علیہ السلام کے کلام سے اپنے
واسطے تراشا ہے کہ اُنہون نے وقت مناجات اور طلب رحمت کی جناب الٰہی سے انا ہدنا الیک
کہا تہا یعنے ہمنے توبہ اور رجوع کی طرف تیرے وَالنَّصٰرٰی یعنے اور نصارے اور لفظ نصاری
اصل مین جمع نصران کی ہے مثل سکاری اور سکران کی اور نصران بمعنی ناصر کے ہے اور اس لقب کو
ترسایون نے اپنے واسطے مقرر کیا ہے اسواسطے کہ حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے جب
استمداد یہودیون سے چاہی تہی تو کہا تہا من انصاری الی اللہ اور حواریون نے جواب مین کہا تہا
کہ نحن انصار اللہ اور اس فرقہ نے بہی اعتقاد اور عملون مین بہت خبط کیا ہے اور زیادہ تر
خبط انکا بیچ بیان حال نزول حضرت عیسے علیہ السلام اور اتصال روح اُنکی کے سات بدن اُنکے
ہے پہر خبط بیچ بیان حال بڑہنے اُنکے کے طرف عالم ملکوت کے اور اتصال روح اونکے کا اس
حال مین اور بیچ بیان ان دونون کیفیتون کے عجیب عجیب کفر کی باتین درمیان مین

لاتی ہین کہ کان سننے اُن کفریات کے سے کمال تنفر کرتے ہین اور یہ دونو فرقہ معاد کے حال مین بہی کفر
اختیار کرتے ہین اکثر یہودی کہتے ہین کہ جو کچہہ توریت اور زبور اور دوسری کتابون آسمانی
مین وعید اور خوف دلانا گناہون پر مذکور ہے محض واسطے اور لوگون کے ہے سوائے فرقہ بنی اسرائیل
کے کہ اُنکو بسبب شفاعت آبا اور اجداد اپنے کے کہ بڑے بڑے نبی ذی قدر گزرے ہین اندیشہ
نہین اور کسی طرحکا خوف اُس وعید سے نہین رکہتے ہین اور اکثر نصاری کہتے ہین کہ مقدمہ جزا
اور دار وگیر حساب دن قیامت کی حضرت عیسی علیہ السلام کے سپرد ہوگی بلکہ دن جزا کا محض
حضرت عیسی کے ظاہر ہونے کا دن جانتے ہین اور اسی جہت سے کمال تسلی رکہتے ہین کہ حضرت عیسی
علیہ السلام اپنے تابعین کو بغیر پرسش کے بہشت کی نعمتون سے سرفراز فرماوینگے وَالصَّابِئِينَ
یعنی اور بے دین کہ ساتہ کسی دین آسمانی کے مقید نہین ہین اور خلاصہ مذہب اُنکے کا یہ ہے
کہ آدمی کو سعادت حاصل کرنے مین کسی پیغمبر یا مرشد کی حاجت نہین روحانیات کہ آسمانون
اور عنصرون اور موالید ثلثہ کے واسطے مدبر ہین اونکی تکمیل اور پرورش کے واسطے کفایت کرتے
ہین لیکن آدمی کو چاہیئے کہ روحانیات سے مناسبت پیدا کرے تاکہ فیض اُنسے لیوے اور
طریق مناسبت پیدا کرنے کا ساتہہ روحانیات کے یہ ہے کہ اُنکے نام پر ہیکلین اور شکلین بنائی
جاوین اور اُن بتون کی کمال تعظیم بجالائی جاوے اور اون روحانیات کے نام اور وصف اُنکی
روبرو اون بتون کے بیان کئے جاوین اور اسی سبب سے بعضی لوگ اس فرقہ مین سے آفتاب اور چاند کو
اور ستارون کو سجدہ کرتے ہین اور بعضے انمین سے ان ستارون کے نام پر صورتین تراشتے ہین
اور اُسکو قبلہ اپنا بناتے ہین اور کلدانئین ایک گروہ ہے انمین سے انکی بہی کار دمش تہی اور حضرت
ابراہیم علیہ السلام اُنکے مقابلہ کے واسطے بہیجے گئے اور فرقہ حرنائین اور ابادیان کا کہ اُنہین مین سے ہین
بعضے بزرگون اپنے کو پیغمبر جانتے ہین اور اکثر صابئین تین وقت نماز پڑہتے ہین اور جنابت سے
غسل کرتے ہین اور میت کی ہاتہ لگانے سے بہی غسل واجب جانتے ہین اور کہانا گوشت گدہے کا اور
کتے کا اور پنجہ گیر جانورون کا پرندون مین سے حرام جانتے ہین اور اونٹ اور کبوتر اور پیاز اور
باقلا اور مار ماہی وغیرہ کو بہی حرام جانتے ہین اور شراب کا پینا جائز کرتے ہین لیکن مستی کہ شراب
سے ہو اُسکو حرام جانتے ہین اور ختنہ کو بہی حرام جانتے ہین اور طلاق بغیر حکم حاکم کے درست نہین

تفسیر خلاصہ

ورن پر یہ بیت ہی ہے (زینت)
سرو ونیا ہے اور فرعون نے
اپنے ہیرون سے ایسا سر سبز (؟)
[illegible]
ہے نہین ہے اور بیت ابر اپنے
جہان مین کیا (؟) ہین سے ہیچ
دیکہنے مین آسیب شخص سے ایسا
سونا تو دلیل ہے اور بات بہہ صاف نہین
[illegible]

جانتے ہین اور مرد کے واسطے زیادہ ایک عورت سے روا نہین رکہتے ہین اور صورتین اور بتونکے
بنانے مین بار یکیان خرچ کرتے ہین ہیکل علۃ اولی اور ہیکل عقل اور ہیکل سیاست اور ہیکل
صورت اور ہیکل نفس کی کہ جواہر عقلیہ روحانیہ مین شکل مدور بناتے ہین اور ہیکل زحل کی
مسدس اور ہیکل مشتری کی مثلث اور ہیکل مریخ کی مربع مستطیل اور ہیکل آفتاب کی مربع اور ہیکل
زہرہ کی مثلث مربع کے جوف مین اور ہیکل عطارد کی مربع مستطیل مثلث کے جوف مین اور ہیکل ماہتاب
کی مثمن ہشت پہلو اور قیامت کے منکر ہین اور کہتے ہین کہ جتنی ولایتین آباد ہین ہر ایک ولایت
چہتیس ہزار اور چار سو پچیس برس تک باقی رہتی ہے بعد اس مدت کے جوڑی روح اسکے اندر ہین خواہ
انسان خواہ اور حیوانات بالکل فنا ہوجاتے ہین اور از سر نو ایک ایک جوڑہ ہر حیوان کا اور ایسے ہی
انسان کا بہی ایک جوڑہ پیدا ہوتا ہے اور توالد اور تناسل ہوتا رہتا ہے اور دورہ پورا
ہوتا ہے پہر اسیطرح سے دورہ اور شروع ہوتا ہے اور پہلے سب فنا ہوتی ہین اور از سر نو اور پیدا ہوتے
ہین وعلی ہذا القیاس اور جلانا مردون کا اور اٹھانا قبر زمین سے آدمیونکا اسکا بالکل انکار کرتے ہین
اور ثواب اور عذاب کو انہین دورون مین بطریق تناسخ کے جانتے ہین حاصل یہ ہے کہ ہر ایک نے ان
چارون فرقون سے بسبب کمال دورہے کے اللہ کی راستے سے حکم گندہ اور مرے ہوی کہانے
کا پکڑا ہے کہ ظاہر مین توقع اصلاح اسکی کی کسی وجہ سے نہین لیکن کمال عنایت آلہی ہے کہ مَنْ اٰمَنَ
یعنی جو کوئی ایمان لاوے انمین سے دل سے ساتہ اخلاص کے بِاللّٰہِ یعنے ساتہ خدا کے بغیر تشبیہ
اور بغیر تعطیل اور بے تشریک کے یعنے اللہ کو نہ کسی شے کے ساتہ تشبیہ دیوے کہ جسم وغیرہ اسکے
واسطے ثابت کرے اور نہ معطل کہے اور نہ کوئی شریک اسکا ٹہراوے وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یعنے اور
بہی ایمان لاوے ساتہ دن پچہلے کے کہ دن جزا کا ہے اور ایمان خدا کے ساتہ بغیر ایمان لانے کے
ساتہ اس دن کے تمام نہین ہوتا ہے اسواسطیکہ جو کوئی ایمان ساتہ اس دن کے نرکہے ہمیشگی پروردش
اسکیکا اور عام ہونے قدرت اور کمال حکمت اور عدل اسکیکا منکر ہے اور ایمان ساتہ کتابون
اور رسولون اور فرشتونکے ان دونو ایمانونکے واسطے لازم ہے اسواسطے کہ یہ دونو ایمان بغیر
وسیلہ رسولون اور فرشتونکے معلوم نہین ہوسکتے ہین اور بغیر کتابون آسمانی کے علم ساتہ اسکے
باقی نہین رہ سکتا ہے اسی جہت سے ان تینون چیزون کا جدا بیان نکیا اور واقع مین اسیطرح ہے

تفسیر خلیلی
ہیکلون سے مراد انکی بناوٹ
کیونکہ نہین بچانتے
اپنے نزدیک فرشتے
یہ ایک بہی ہیکلون کی ماننا
کیونکہ نہین سمجہتے
بڑا جیسے اول
اپنی قوم کی عقل
سے دوری آزمائی
کہ ان کی جزا (؟)
نعمت اور درد
بد بہیکلوں سے
نہ ہونی اور روئی
اور بہی قسم
سر کے سین
دیکہے دم
پہلے اور ایمان
رسول پر ایمان
سر عمادت
سر کے سید

کہ جسکو ایمان مبدا اور معاد کے ساتھ کماحقہ نصیب ہوا بغیر رسولون اور فرشتون اور کتابون کے میسر
نہین ہوا اور محض ایمان ہی ساتھ مبدا اور معاد اور وسائط کے ہرچند کہ بیچ امید نجات کے تاثیر
عظیم رکھتا ہے لیکن واسطے نجات کلی کے چیز دوسری بھی چاہیے جیسے کہ فرماتے ہین وَعَمِلَ صَالِحًا
یعنے عمل کیا عمل شائستہ اور عمل شائستہ مین یہ بات ضرور ہے کہ ناسخ کو لیوے اور منسوخ کو
ترک کرے اور احکام الٰہیہ کو بیچ مقابلہ مصلحتون عقلی کے ترجیح دے اور جب ہر ایک گروہ نے
ان چارون گروہون مین سے ایمان درست کیا اور عمل اس قاعدہ کے ساتھ بجالائے فَلَهُمْ
اَجْرُهُمْ یعنے پس واسطے انکے ہے اجر کامل انکا کہ اگر ابتدا سے اسوقت تک اوپر اسکے مداومت
کرتے بھی اجر پاتے عِنْدَ رَبِّهِمْ یعنے نزدیک پروردگار انکے کے کہ ایمان اور عمل انکی
تربیت فرماتا ہے اس حدتک کہ ایمان ایک لمحہ اور عمل صالح ایک ساعت کے کو مٹانیوالا کفر
اور فسق تمام عمر کا کرتا ہے اور اس ایمان اور عمل صالح ایک ساعت کیکو بسبب حسن تربیت
اوسی کے موافق ایمان اور عمل صالح عمر بھر کے پہونچاتا ہے پس کمال مہربانی اور رحمت اسکی
بندونکے حال پر ہے کہ تھوڑی سی نیکی پر ثواب تمام عمر کی نیکی کا عنایت کرے گا وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
یعنے اور نہین ہے خوف اوپر انکے تاثیر پہلے کفر کی سے کہ مبادا موجب نقصان اجر کا
ہووے اسواسطیکہ بسبب عنایت اوسکیکے پچھلے عمل انکے بنے بعض عمر کے ایمان کو برابر
ایمان تمام عمر کے کیا وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ یعنے اور نہ وہ غمناک ہووینگے بسبب فوت
ہونے عمل صالح کے کہ ایام کفر مین اس عمل سے محروم تھے اسواسطیکہ عنایت الٰہی اور پرورش
اسکی سے پچھلے عمل نے تدارک پہلے کا بھی کیا باقی رہا اس مقام مین ایک سوال کہ جواب اسکیکی
حاجت ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سورہ مین ذکر نصاری کا صابئین کے ذکر پر مقدم فرمایا ہے اور سورۂ حج
مین صابئین کو اوپر نصارے کے مقدم کیا ہے اور سورہ مائدہ مین لفظاً صابئین کو مقدم فرمایا ہے
اور تقدیراً موخر اسواسطیکہ تقدیر کلام کی اس جگہہ اسطرح ہے کہ والصابئون کذلک یعنی
من آمن باللہ الخ خبر ان الذین آمنوا والذین ھادوا والنصارے کی ہے اور صابئون کی
خبر محذوف ہے یعنی کذلک پس تقدیر مین صابئون پیچھے ہوگیا اور باعتبار لفظ کے نصارے سے
مقدم ہے وجہ اس تفنن عبارت اور جدا جدا لانے کی کیا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ کلام اس سورۃ مین

ساتھ بنی اسرائیل کے ہے اور خطاب طرف اہل کتاب کے ہے اور نصارے بھی اصل مین بنی اسرائیل
مین سے پیدا ہوئے ہین اور اہل کتاب بھی ہین اور صابئون بنی اسرائیل نہین ہین شرافت کی
جہت سے نصاری کا ذکر مقدم ہوا اور سورہ حج مین بیان قطع اختلاف کا ہے کہ فرقون گمراہ کا
ساتھ اہل حق کے ہے پس جن شخصون کی تنازع اور مخالفت بہت تھی اُنکا ذکر مقدم ہوا اور اسواسطے
یہود کو صابئین پر بھی مقدم کیا حالانکہ صابئین کا زمانہ بیشتر ہے زمانہ یہود کے سے اس جہت سے
کہ یہودی زیادہ تر مسلمانون سے مخالفت اور دشمنی رکھتے تھے بعد اُسکے صابئین کا رتبہ ہے کہ ہرگز
ساتھ کسی دین اور شریعت کے آشنا نہین ہوئے بعد اُسکے نصارے کہ بیچ برحق جاننے اکثر
رسولون اور کتابونکے مسلمانونکے شریک ہین بعد اُنکے مجوسی کہ اُنکے تئین شبہ کتاب کا ہے بعد اُسکے
مشرکین کہ ہرگز دعوی کتاب کا نہین کرتے ہین اور مخالف سب دینون کے ہین اور یہ بھی کہنا
ممکن ہے کہ صابئین ہرچند کہ موحد ہین اور کسی وجہ سے شرک نہین کرتے ہین لیکن اس قول مین
کہ اللہ تعالی کی ذات نے روحانیات مین حلول کیا ہے یعنے اُنکے اندر سما گئی ہے اور روحانیات نے
حلول اُن شکلون اور بتون مین کہ اپنے ہاتھ سے بنالئے ہین کیا ہی نصارے سے بھی بڑھ کر اور پیشوا
اُنکے ہوئے ہین گویا نصارے نے مذہب حلول اُنہین سے سیکھا ہے بخلاف یہود کے کہ مذہب اُنکا
حلول سے دور ہے پس بجہت اوستاذ ہونے صابئین کے اور شاگرد ہونے نصارے کے صابئین
کو مقدم فرمایا اور سورہ مائدہ مین رعایت دونو امر کی فرمائی کہ لفظ کے اعتبار سے مقدم کیا اور معنے مین
مؤخر لائے اور جو کہ وہب بن منبہ سے بیچ تفسیر ابن ابی حاتم کے مروی ہے کہ الصابی الذی یعرف
اللہ وحدہ و لیست لہ شریعۃ یعمل بھا و لم یحدث کفرا یعنے صابی وہ شخص ہے کہ اللہ کو
جانتا ہے اور اس بات کا اُسکو عقیدہ ہے کہ اللہ کی کوئی شریعت نہین کہ اُسکے اوپر عمل کیا جاوے
اور نہ کوئی کفر اُسنے پیدا کیا اور ابی الزناد سے بھی اُسی تفسیر مین ہے کہ الصابئون قوم مما یلی
العراق یکفرون بالنبیین کلھم مطابق اُسکے ہے جو کہ ہمارے تفسیر مین مذکور ہوا اور
متقدمین مفسرین سے سوائے اس قول کے اور قول بہت بیچ بیان مذہب صابئین کے منقول ہین
لیکن کوئی مطابق نہین پڑتا ہے ساتھ اُن اقوال کے کہ اصحاب ملل ونحل نے لکھے ہین منجملہ
اُنکے جو کہ سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ الصابئۃ منزلۃ بین النصرانیۃ والمجوسیۃ

یعنے صابئہ مرتبہ ہے بیچ نصرانیہ اور مجوسیہ کے اور ابو العالیہ سے منقول ہے کہ الصابئون فرقۃ من
اہل الکتاب یقرؤن الزبور یعنی صابئون ایک گروہ ہے اہل کتاب سے کہ پڑھتے ہین زبور کو
اور سدی سے منقول ہے کہ الصابئون طائفۃ من اہل الکتاب یعنے صابئون ایک گروہ ہے
اہل کتاب سے اور قتادہ سے منقول ہے کہ الصابئون قوم یعبدون الملائکۃ ویصلون الی
غیر القبلۃ ویقرؤن الزبور یعنے صابئون ایک قوم ہین کہ پرستش کرتے ہین فرشتون کی
اور نماز پڑھتے ہین طرف غیر قبلہ کے اور پڑھتے ہین زبور کو اسجگہہ مین جاننا چاہیئے کہ جیسے منطوق اس
آیت کا دلالت کرتا ہے اوپر قبول ہونے ایمان اور عمل صالح ہر کافر کے اگرچہ بدتر انواع کفر اور فسق کا
مرتکب ہوا ہو ایسے ہی مفہوم اس آیت کا دلالت کرتا ہے اوپر نہ قبول ہونے ایسے ایمان کے کہ جن
چیزون کے ساتھہ ایمان لانا واجب ہے بعضے چیزون کے ساتھہ آمنین سے ایمان لاوے اور
بعضون کے ساتھہ نلاوے بلکہ ایمان جب قبول ہوگا کہ کل ان چیزون کے ساتہ ایمان لاوے اور اسکے
اوپر بہی دلالت کرتا ہے کہ تمام عبادتین خواہ بدنی ہون خواہ مالی اگر کفر کے وقت اور بغیر ایمان کے
کی جاوین مقبول نہین چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سلمان کو بہی ارشاد فرمایا تہا جسوقت
کہ سلمان فارسی مسلمان ہوئے تہے اور راہبون نصاری کا حال اور بڑی بڑی سخت عبادتین اور
استدراج انکے آنحضرت کے روبرو بیان کئے تہے اور یہی آیت واسطے تصدیق کلام مبارک آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے نازل ہوئی تہی جیسا کہ ابن جریر کی روایت مین کہ مجاہد سے بیچ قصہ سلمان فارسی
کے کہ وہ قصہ بہت طویل ہے مذکور ہے کہ حضرت سلمان نے آنحضرت سے سوال کیا تہا نصاری اور عملون
انکے کا پس آنحضرت نے انکے جواب مین فرمایا تہا کہ نہین مرے وہ اوپر اسلام کے اور اسی قصہ مین
یہہ بہی مذکور ہے کہ بعد سوال انکے کے اتری یہ آیت ان الذین آمنوا والذین ھادوا
پس بلایا آنحضرت نے سلمان کو پس فرمایا اتری یہ آیت تیرے ہمراہیون کے حق مین پہر فرمایا آنحضرت
نے جو شخص مرا اوپر دین عیسے کے قبل اسکے کہ سنا میرے تئین پس وہ اوپر خیر کے ہے اور جس شخص نے
کہ سنا مجکو اور نہ لایا ایمان ساتہ میرے پس تحقیق وہ ہلاک ہوا القصہ بنے اسرائیل نے ابتداء استبدال
مین نافرمانی خدا کی شروع کی تہی اور آخر کو بے پردہ مخالفت ظاہر کی جیسا کہ جو جنایات اونمین سے
ظاہر ہوئی تہی یاد دلاتے ہین کہ واذ اخذنا میثاقکم یعنے اور یاد کرو تم اسوقت کو کہ لیا

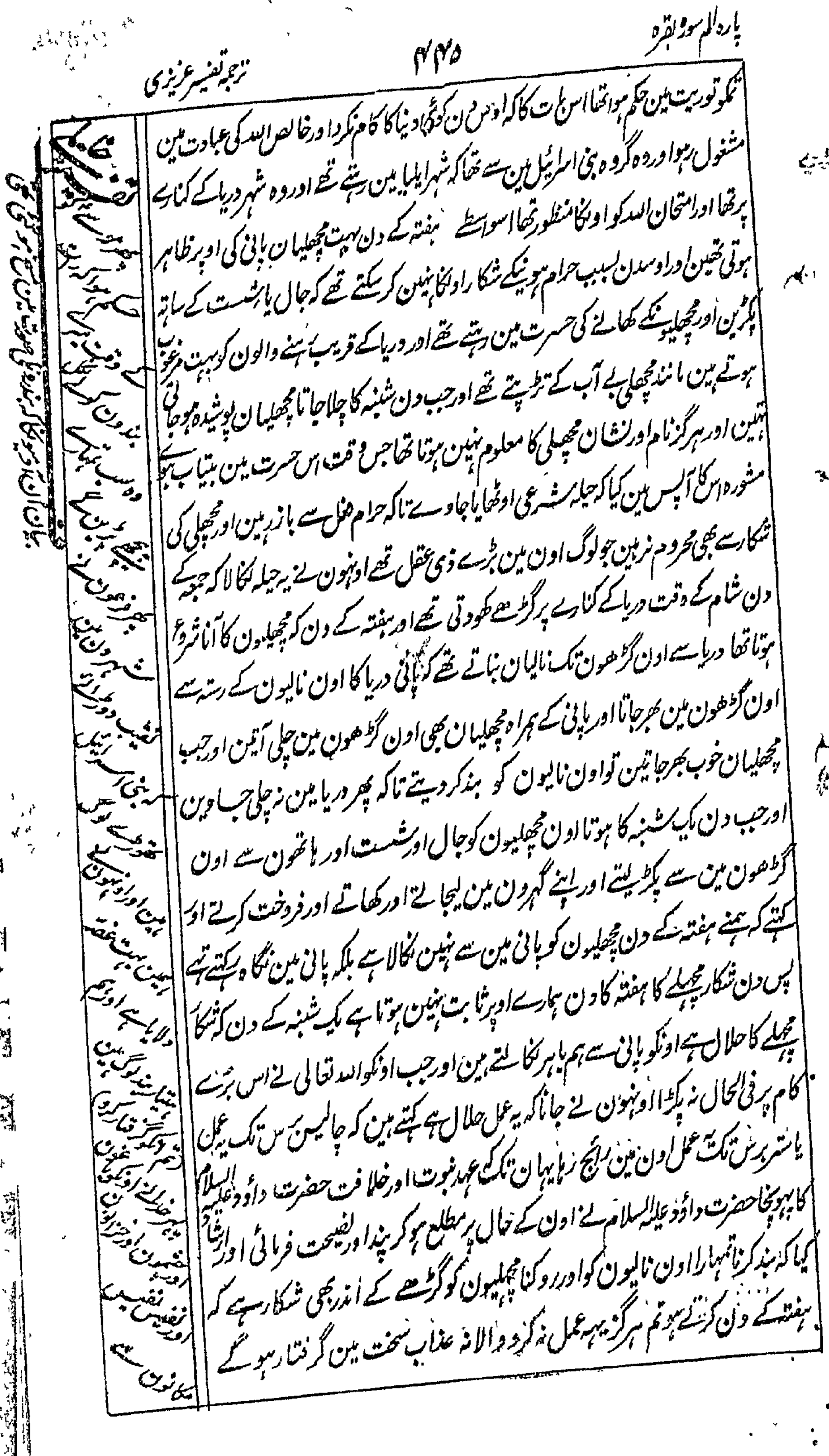
ہمنے عہد محکم تم سے اسبات پر کہ احکام سخت اور مشکل توریت کے قبول کرو اور اطاعت احکام کے سے
گردن نہ پھیرو اور تم نے جب دیکھا کہ احکام توریت کے بہت بھاری اور سخت ہین اون تکلیفات کے
قبول کرنے سے انکار کیا حالانکہ بیشتر اوس سے کمال مبالغہ اور تاکید سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے
درخواست کی تھی کہ ہمارے پاس شریعت اور دین نہین ہی چاہیئے کہ ہمارے واسطے ایک کتاب آوے
اور اوس کتاب مین قاعدے شریعت کے اور طریقے طاعت اور عبادت کے مفصل مذکور ہون
تاکہ موافق اوسکے عمل کرین اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کئی بار تم سے عہد اور پیمان مضبوط کیا تھا
کہ اگر مین خدا کی طرف سے تمہاری واسطے ایسی کتاب لاؤن کہ تکلیفات اور احکام اوس مین
ہووین البتہ اوسکو قبول کرنا تمکو پڑے گا اور جب تمنے بعد آنے اوس کتاب کے قبول کرنے اوسکے سے
توقف کیا اور عہد اور پیمان دینے سے بھی سستی کی ہمنے تم سے زبردستی قبول کروایا وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ
الطُّورَ یعنی اور اوٹھایا ہمنے اوپر سرون تمہارے کے پہاڑ کو اور طور لغت مین پہاڑ کو کہتے ہین کہ جسمین
سبزہ اور درخت ہو جیسا کہ ابن جریر اور ابن حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی
ہے کہ اَلطُّوْرُ مَا یَنْبُتُ مِنَ الْجِبَالِ وَمَا لَمْ یَنْبُتْ فَلَیْسَ بِطُوْرٍ یعنی طور وہ پہاڑ ہے جس مین
سبزہ ہو اور جسمین سبزہ نہو وہ طور نہین لیکن مراد اسجگہ ایک پہاڑ معین ہے اور وہ پہاڑ وہی پہاڑ ہے کہ توریت
اوسجگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی تھی حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اوس پہاڑ کو اپنی جگہ سے
پرون اپنے پر اوٹھا کر لائے اور قد آدم کے فاصلہ سے بنی اسرائیل کے سر پر کھڑا کر دیا کہتے
ہین کہ گرد لشکرگاہ کا اوس وقت مین طول اور عرض مین ایک ایک فرسنگ تھا اور پہاڑ
بھی اتنا ہی لنبا چوڑا تھا جب بنی اسرائیل نے پہاڑ کو اوپر سرون اپنے کے دیکھا ڈرے
اور سجدے مین گرے لیکن ایک طرف پیشانی کے زمین پر رکھدی تھی اور دوسری طرف سے
ایک آنکھ سے پہاڑ کو دیکھ رہے تھے کہ مبادا ہمارے سر پر گر پڑے اسی سبب سے بنی اسرائیل مین
طور سجدہ کا اسی وضع پر ٹھہرا تاکہ اوس حالت ہولناک کو یاد دلاوے اور بعد کھڑا کرنے پہاڑ
کے تمہارے سرون پر کہا ہمنے خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰکُمْ یعنی پکڑو تم اوس چیز کو کہ دیا ہمنے
تمکو تکلیفات شاقہ سے کہ توریت مین ہین اور حقیقت مین عطا ہماری ہے بِقُوَّۃٍ یعنی ساتھ
تمام کوشش کے جیسے کہ دنیا کی حاصل کرنے مین نہایت درجہ کی کوشش کرتے ہو اور واسطے

نفع دنیا کے کہ قلیل ہے اُس کی سختیونکے اُٹھانے مین نہایت مشقت کرتے ہو حالانکہ تکلیفات شرع
کی عقل سلیم کے نزدیک اُن دنیا کی سختیون سے بہت مرغوب اور مقصود مین اسواسطے کہ اُن
تکلیفون کے اٹھانے مین نفع بہت بڑا ہے پس جب اسلاف اور بزرگون تمھارے نے
جس چیز کو کہ کمال آرزو اور خواہش سے طلب کیا تھا بسبب مشکل اور بھاری ہونے کے انکار
کیا اور پھر گئے یہانتک کہ بسبب کھڑے کرنے پہاڑ کے اُن کے سرون پر اُن کو ڈرایا ہم نے
اور جلا جاری اور اکراہ کو پہنچایا تم سے کیا بعید ہے کہ متابعت اور پیروی اس پیغمبر آخر الزمان کی
بسبب فوت ہونے رشوتون اور نذرون اور نیازون کے کہ جاہلون اپنے سے لیتے ہو اور برہم
ہونے ریاست اور مرتبہ اپنے کے ترک کرو اور منکر ہو جاؤ یہان تک کہ تمکو ساتھ قتل کرنے اور
لوٹنے اور قید کرنے اور جلا وطنی کے نہ ڈراوین اطاعت اُس کی بجا نہ لاؤ حالانکہ اگر تم تامل کرو
متابعت اس پیغمبر کی بھی منجملہ انھین تکالیف کے سے ہے کہ نیچے اُس پہاڑ کے قبول کی تھی تمنے
اور اسی واسطے ہمنے تمسے کفایت فقط ساتھ عہد لینے کے اوپر عمل کرنے ظاہر توریت کے نکی تھی بلکہ کہا
تھا ہمنے وَاذْکُرُوْا مَا فِیْهِ یعنے اور یاد کرو تم بار بار اُس چیز کو کہ درمیان اُن تکلیفون کے ہے
فائدون اور بھیدون اور حکمتون سے لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ یعنے تاکہ ہووے کہ تم بسبب اس فکر
اور فکر کے مرتبہ تقوے کا حاصل کرو اور مخالفت حکمون الٰہی کی سے ہر زمانہ مین جس پیغمبر کی
زبان سے سنو پرہیز کرو باقی رہا اس جگہہ ایک اشکال قوی اور وہ یہ ہے کہ بنا تکلیفات آہی
کی اوپر اختیار بندون کے ہے اور زبردستی اور جبر کرنا بیچ قبول کرنے اُن تکلیفون کے مخالف
غرض تکلیف کے ہے اسواسطے کہ منظور تکلیف دینے بندون کے سے ساتھ احکام اور امر اور نہی کے
امتحان اور آزمایش اُنکی ہے تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ کون ان مین سے خوشی اور رغبت اپنی
سے مطابق اُس کے عمل کرتا ہے اور کونسا ساتھ اختیار اور ارادہ اپنے کے راہ عصیان اور نافرمانی
کا چلتا ہے تاکہ موافق اُس کے جزا دیا جاوے اور جس صورت مین زبردستی اور لاچاری سے
ایک چیز کروائی جاوے خواہش اور رغبت بالکل سلب ہوتی ہے اور مطیع نافرمان سے
جدا نہین ہو سکتا ہے اس واسطے کہ یہ بات انسان کی جبلت مین پڑی ہوئی ہے کہ
وقت خوف جان اور ہلاک ہونے خاندان اپنے کے ہر چیز کو خواہ مخواہ قبول کرتا ہے اور

تفسیر حقانی (اعراف عرفی) موسے کو فرعون مین سے سوا چند لڑکون کے کسی نے نہ مانا اور وہ بھی ڈرتے رہے کہ کہین فرعون اور فرعونی مرتد نہ کر دین (دین سے پھیر دین) موسیٰ نے کہا اے میری قوم اگر تم اللہ کو مانتے ہو تو اُسی پر بھروسا کرو مسلمانون نے کہا ہمنے اللہ پر بھروسا کیا

طرف اسی بات کی اشارہ فرمایا ہے اور دوسری آیت مین کہ لا اکراہ فی الدین یعنی نہین زبردستی
کرتی بیچ دین کے اور ظاہر ہے کہ طور کا اٹھانا اون کے سرون پر اس وضع کے ساتھ نہایت مضطر
کرنا ہے اور زبردستی سی تسلیم کروانا بنی اسرائیل سے احکام توریت کے اسطرح سے کیا فائدہ رکھتے تھے کہ حقیقتا
مین قبول کرنا تھا جواب اسکا یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے پہلے اس واقعہ سے خواہش اور رغبت آپنی
سے بارہا حضرت موسیٰ علیہ السلام سی درخواست کی تھی کہ ایک کتاب جس مین احکام الٰہی ہون
ہمارے پاس لاؤ تاکہ بموجب اُس کے ہم عمل کرین اور اس امر پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
ان سے عہد وپیمان محکم لئے تھے اور جب وہ کتاب آئی اور احکام اُسکے مخالف خواہش اپنی کے
دیکھے انکار کیا اور اُسکے قبول کرنے سے سر پھیرا پس حقیقت مین انھون نے عہد شکنی کی اور اپنے
اقرار سے پھرے بسبب اُٹھانے پہاڑ کے اُس عہد شکنی سے باز رکھا اور اوپر بدعہدی کے ڈرایا پس
اکراہ دین اور ایمان مین نہوا بلکہ ڈرانا انکا اوپر ایک حرکت ناشایستہ انکی کے وقوع مین آیا مثل
قائم کرنے حد اور تعزیر کے مسلمانون کے حق مین کہ ہرگز اکراہ کے قبیل سے نہین تاکہ تکلیف کی
صحت ہونے مین کوئی خلل پڑے مثال اسکی یہ ہے کہ کسی شخص نے کسی شخص سے عہد
کیا ہو کہ جو کچھ اس شادی یا اس عمارت مین تیرا مال خرچ ہو وہ میرے ذمے ہے اور
جس وقت فرد جمع اور خرچ اُس شادی یا عمارت کی ملاحظہ کرے پھر جاوے اور کہے
کہ اس قدر اپنے ذمہ پر نہین لونگا پس یہ صریح عہد شکنی اور بدمعاملگی ہے اُس کو تنبیہ اور خوف
دلانے سے پہلے عہد پر پھیرا جاوے اور اقرار اول کے ساتھ پکڑا جاوے اور بعضے مفسرون نے
جواب مین کہا ہے کہ جو کافر ذمی اور معاہد نہو اُسکے اوپر جبر کرنا واسطے اسلام کے جائز ہے اور لڑائی
اور جہاد اور لوٹ اور مار کہ بادشاہ اسلام حربیون کے ساتھ کرتے ہین تمام اکراہ کے قبیلہ سے
ہین پس آیۃ لا اکراہ فی الدین کی ساتھ آیت قتال کے منسوخ ہوئی اور اکراہ ذمیون اور
معاہدون کا دین کے اوپر کہ حرام ہے اس سبب سے ہے کہ عہد شکنی کرتے ہین اور عہد شکنی حرام
ہے اور مخالف اس امر کو بھی ہے کہ دعھم وما یدینون یعنی چھوڑ و تم اُنکو ساتھ دینون اُنکے
کے پس اس جہت سے بھی اُنکے اوپر اکراہ حرام ہوتا ہے علاوہ اسکے آیۃ لا اکراہ فی الدین
ساتھ نفی اکراہ کی بندون کی طرف سے ہے کہ کوئی بندہ دوسرے بندہ پر اکراہ اور زبردستی نکرے

اسواسطے کہ یہ نفی ساتھ معنی نہی کی ہے یعنی لَا تُكْرِهُوْا اَحَدًا فِی الدِّیْنِ زبردستی نکرو کسی پر دین کے
معاملہ مین اور طور کا کھڑا کر دینا اونکے سرون پر یہ فعل خدا کا ہے اس نفی مین وہ داخل نہین
اس واسطے کہ یہہ نفی خاص بندون کے واسطے ہی بہرحال بزرگوں تمہارے نے وہ عہد اور پیمان
دیئے اور احکام توریت کے اور تکلیفین اوسکی قبول کین ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ یعنی پھر پھر گئے تم ظاہر اور
باطن توریت کے سے نہ احکام توریت کے بجا لائے تم اور نہ سچے دل سے اس پیغمبر کی اطاعت کی تمنے جس سے کہ
متابعت ان دونو کی مدلول باطنی توریت کے ہے یعنی اوسکے مضمون سے سمجھی جاتے تھے مِنْ
بَعْدِ ذٰلِكَ یعنی بعد ان تاکیدون سخت کے اور لینے عہدون اور پیمانون محکم کے کہ عقل کے نزدیک بھی
اور اہل کتاب اور شرع کے نزدیک بہی مخالفت اون عہدون کی مذموم اور قبیح ہے فَلَوْلَا
فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ یعنی پس اگر نہوتا فضل اللہ کا اور رحمت اللہ کی تمپر ہرگز تقصیرین
معاف نکرتا اور توبہ تمہاری قبول نہ فرماتا اور ایمان تمہارا اس پیغمبر کے ساتھ صحیح نہ کرتا پس
لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ یعنی البتہ ہوجاتے تم خسارہ کہانے والون مین سے
لیکن عنایت خداوند ہے کہ اب تک بھی تمہارے اوپر دروازہ توبہ کا کھول رہا ہے اور
ایمان اور عمل صالح تمہارے کو لائق قبولیت کے کیا ہے پس چاہیئے تمکو کہ زیان کاری اپنی کو
ثابت نہ کرو اور ہرگز روا نرکھو کہ اس پیغمبر پر فی الحال دوا مرض تمہارے کے منحصر ہے اور اسکی
متابعت سے حاصل ہے انکار کرو اور اوسی انکار پر مرو اور اگر تمکو یہ بات بعید معلوم ہووے کہ
ایک شخص کی متابعت نکرنے سے کہ وہ ہمارے ہی جنس سے ہے کیا بے نصیبی اور نقصان فضل اور رحمت
اللہ کی ہم سے دور ہوجاویگی ہم بہت پیغمبرون کی تعظیم کرتے تھے اور بہت شریعتون کے ساتھ
کہ منسوخ ہوگئین عمل کرتے رہے ہم کہتے ہین کہ اس بعید سمجھنے کی کوئی وجہ نہین تمہاری ہی گروہ مین
سے ایسے آدمی تھے کہ تم سے درجہ مین بہت بڑے تھے بسبب ترک کرنے ایک حکم کے کہ توریت کے
حکمون مین سے تھا اس پیغمبر کے متابعت نکرنے سے بہت حصہ کم تھا زیانکاری اور بے نصیبی ہمیشگی
کے اپنے واسطے جمع کی اور وبال لعنت اور مسخ کی اپنے بدن پر آراستہ کی وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ
اعْتَدَوْا یعنی اور تحقیق تم جانتے ہو اون لوگون کو کہ زیادتی کی اونہون نے بسبب شکار
مچھلیون دریا کی مِنْكُمْ فِی السَّبْتِ یعنی فرقہ تمہارے سے تھے ہفتہ کے دن مین کہ



تمکو توریت مین حکم ہوا تھا اس بات کا کہ اوس دن کوئی دنیا کا کام نکرو اور خالص اللہ کی عبادت مین
مشغول رہو اور وہ گروہ بنی اسرائیل مین سے تھا کہ شہر ایلیا مین رہتے تھے اور وہ شہر دریا کے کنارے
پر تھا اور امتحان اللہ کو اونکا منظور تھا اسواسطے ہفتہ کے دن بہت مچھلیان پانی کی اوپر ظاہر
ہوتی تھین اور اوسدن بسبب حرام ہونیکے شکار اونکا نہین کرسکتے تھے کہ جال یا شست کے ساتھ
پکڑین اور مچھلیون کے کھانے کی حسرت مین رہتے تھے اور دریا کے قریب رہنے والون کو بہت مرغوب
ہوتے ہین مانند مچھلی بے آب کے تڑپتے تھے اور جب دن شنبہ کا چلا جاتا مچھلیان پوشیدہ ہوجاتی
تھین اور ہرگز نام اور نشان مچھلی کا معلوم نہین ہوتا تھا جس وقت اس حسرت مین بیتاب ہوے
مشورہ اس کا آپس مین کیا کہ حیلہ شرعی اوٹھایا جاوے تاکہ حرام فعل سے باز رہین اور مچھلی کی
شکار سے بھی محروم نرہین جو لوگ اون مین بڑے ذی عقل تھے اونہون نے یہ حیلہ نکالا کہ جمعہ کے
دن شام کے وقت دریا کے کنارے پر گڑھے کھودتی تھے اور ہفتہ کے دن کہ مچھلیون کا آنا شروع
ہوتا تھا دریا سے اون گڑھون تک نالیان بناتے تھے کہ پانی دریا کا اون نالیون کے رستہ سے
اون گڑھون مین بھرجاتا اور پانی کے ہمراہ مچھلیان بھی اون گڑھون مین چلی آئین اور جب
مچھلیان خوب بھرجاتین تو اون نالیون کو بند کردیتے تاکہ پھر دریا مین نہ چلی جاوین
اور جب دن یکشنبہ کا ہوتا اون مچھلیون کو جال اور شست اور ہاتھون سے اون
گڑھون مین سے پکڑ لیتے اور اپنے گہرون مین لیجاتے اور کھاتے اور فروخت کرتے اور
کہتے کہ ہمنے ہفتہ کے دن مچھلیون کو پانی مین سے نہین نکالا ہے بلکہ پانی مین نگاہ رکھتے تھے
پس جس دن شکار مچھلی کا ہفتہ کا دن ہمارے اوپر ثابت نہین ہوتا ہے یکشنبہ کے دن کہ شکار
مچھلی کا حلال ہے اونکو پانی سے ہم باہر نکالتے ہین اور جب اونکو اللہ تعالی نے اس برے
کام پر فی الحال نہ پکڑا اونہون نے جانا کہ یہ عمل حلال ہے کہتے ہین کہ چالیس برس تک یہ عمل
یا ستر برس تک عمل اون مین رائج رہا یہان تک کہ عہد نبوت اور خلافت حضرت داؤد علیہ السلام
کا پہونچا حضرت داؤد علیہ السلام نے اون کے حال پر مطلع ہوکر پند اور نصیحت فرمائی اور ارشاد
کیا کہ بند کرنا تمہارا اون نالیون کو اور روکنا مچھلیون کو گڑھے کے اندر بھی شکار ہے کہ
ہفتہ کے دن کرتے ہو تم ہرگز یہہ عمل نہ کرو ورنہ عذاب سخت مین گرفتار ہوگے

سے باز نہ آے اور کہا کہ ہم برسون اور قرنون سے اس حیلہ سے شکار کرتے ہین اور فروخت کرتے ہین اُن کے گوشت کو اور دور دور کے آدمیون کے ہاتھ فروخت کرتے ہین اور بسبب فروخت کرنے اون کی ہڈی اور دانت اور چربی وغیرہ کے تونگر ہو گئے ہین اور ایک وجہ معاش کی ہمنے حاصل کی ہے اُسکو ہم نہین چھوڑتے ہین حضرت داؤد علیہ السلام نے اُنکے اوپر بددعا اور لعنت فرمائی حق تعالی نے دعا حضرت داؤد علیہ السلام کے قبول فرمائی اور اون سے انتقام لیا جیسا کہ فرماتے ہین فَقُلْنَا لَهُمْ یعنے پس کہا ہمنے اُنکے تئین كُونُوا قِرَدَةً یعنے ہو جاؤ تم بندر اور یہ کہنا کہنا ایجاد اور تکوین کا ہے اور کہنا تکلیف کا نہین جیسا کہ اوامر شرعی مین ہوتا ہے تا کہ اس مین قدرت مکلف کی درکار ہوتی اور یہ صفت اُن مین اس طرح پیدا ہو گئی کہ وہی گوشت مچھلیونکا اُن کے شکم مین فاسد ہوا اور مادہ خبیثہ جذام کا ہوا اور ایکدفعہ ہی اُن کی جلد کی طرف دفع ہو کر پوست اُنکے نے شکل پوست بندرون کی پکڑی اور اُن کی پیٹھون مین بھی خم اور جھک جانا ظاہر ہوا اور رنگ چہرہ کا جل گیا اور اصل بال اُنکے گر گئے اور شکل چہرہ کی بدل گئی جیسا کہ وقت غلبہ جذام کے ہو جاتی ہے اور قوت بولنے کی بھی اُن سے زائل ہوئی اور فہم اور شعور انسانی باقی رہا یعنے سب باتین سمجھتے تھے آپس مین دیکھتے تھے اور روتے تھے اور بعد تین دن کے سب ہلاک ہوے اور مر گئے اور کاش خوش شکل بندر ہوتے کہ آدمی اُنکو بسبب دلپسند ہونے حرکتون اُنکی کے پرورش کرتے ہین اور کھاتے اچھے اچھے کھلاتے ہین اور پٹے سنہری اور کپڑے ریشمین پہناتے ہین اور اپنے ہمراہ رکھتے ہین اور مانند لڑکے بالون کے اُنکو چاہتے ہین لیکن ہو گئے وہ بندر اس حال مین کہ تھے وہ خاسئین یعنے خوار اور ذلیل بسبب گندہ ہونے خلط اکال کے اور بدبو آنے بدنون اُنکے سے اور جو کوئی دور سے واسطے عبرت کے اُنکے دیکھنے کو آتا تھا اور اُنکو لعن طعن اور سرزنش کرتا تھا کمال حسرت سے سر ہلاتے تھے اور دیکھتے تھے حدیثون مین آیا ہے کہ اُس شہر کے لوگ وقت پھیلنے اس عمل بد کے تین گروہ ہوے تھے بقدر بارہ ہزار آدمیون کے اُن مین سے نصیحت کرنے والے تھے اور اس کام سے اُنکو منع کرتے اور حق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بجالاتے تھے یہانتک کہ درمیان اپنے اور محلہ اُس گروہ بدذات کے ایک دیوار کھینچ لی تھی اور کسی کو اپنے درمیان سے اُنکے پاس نہین جانے دیتے تھے اور نہ کسی کو

اُن مین سے اپنے پاس آنے دیتے اور قریب ستر ہزار آدمیون کے مچھلی کے شکار مین گرفتار تھے
اور ایک جماعت دونو کام نکرتے تھے اور خاموش تھے بلکہ نصیحت کرنیوالون کو کہتے تھے کہ تم عبث
اس جماعت خون منھ لگی ہوئی کو وعظ اور نصیحت کرتے ہو پس جو کہ نصیحت کرنیوالے تھے انھون
نے بہمہ وجوہ نجات پائی اور جو شکار مین مبتلا تھے وہ سب مسخ ہو کر ہلاک ہو گئے اور جو کہ خاموش تھے اُنکے
حق مین اختلاف ہی نقل ہے کہ ایکدن حضرت ابن عباس اس قصہ کو سورۂ اعراف مین سے پڑہتے تھے
اور روتے تھے اور آدمی اُنکے آگے حیران بیٹھے ہوے تھے اور اُنکے رونے کے سبب سے تعجب کرتے تھے یکایک
عکرمہ کہ چیلہ خاص اُنکا تھا دروازہ سے آیا اور پوچھا کہ یا حضرت سبب اس رونے کا کیا ہے فرمایا کہ مین
اس قصہ مین تامل کرتا تھا میرے دل مین گذرا کہ مچھلی کے شکار کرنے والون کو خود یہ آفت پہنچی اور جو
آدمی نصیحت اور منع کرنے مین مشغول رہے نص قرآن سے نجات اُنکی ثابت ہوئی حال خاموش رہنے
والون کا کیا ہوگا ہر گاہ کہ یہ خیال آتا ہے کہ مبادا اُن کو بھی حق تعالے نے مواخذہ مین شریک انہین
گناہ کرنیوالون کے کیا ہو اسواسطے کہ انھون نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کیا تھا تو
خوف میرے اوپر غالب ہوتا ہے اور بے اختیار رونا آتا ہے کہ اکثر شخصون سے اس قسم کا سکوت
اور سستی صادر ہوتی ہے عکرمہ نے تمام جرات کر کے کہا کہ یا حضرت حکم خاموش رہنے والون کا
حکم واعظون کا ہی کہ بلاشبہہ اُنھون نے بھی نجات پائی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس
دعوے کو کس دلیل سے کہتا ہے تو تا کہ خاطر میری تسلی پکڑے عکرمہ نے کہا کہ بارہا تم سے سُنا ہی
اور شرع مین بھی مقرر ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے اور فرض کفایہ مین بجالانا
بعض کا حکم بجالانے کل کا رکھتا ہے جس وقت ایک جماعت نے اُن مین سے امر بالمعروف
کیا سب کے ذمہ سے ساقط ہوا اور جو کہ ساکت تھے اُنکو مواخذہ نرہا اگر سب کے سب سکوت کرتے
البتہ گنہ گارون کے شریک ہوتے اور نصیحت کرنیوالونکو اسواسطے وہ منع کرتے تھے کہ اُنکے نصیحت
قبول کرنیسے مایوس ہوے تھے منع اُنکی سستی کی راہ سے اور رضامندی گناہ کے سبب سے نتھی
حضرت ابن عباس رض بسبب سُننے اس کلام کے نہایت خوش ہوے اور اُٹھے اور عکرمہ کی پیشانی کو بوسہ
دیا اور اسکو بغل مین لیا اور برابر اپنے بیٹھایا البتہ غلام اور کم اصل بھی عالمون اور کاملونکی صحبت مین ریاست
دین اور دنیا کی پیدا کرتے ہین اور کیا اچھا ہی کہ کہا گیا بیت داغ غلامیت کردیایہ خسرو بلند؛ میر ولایت شود

بندہ کہ سلطان خریدہ، باقی رہا اس جگہ ایک سوال جواب طلب کہ درمیان اہل معانی کے مشہور ہے
اور وہ یہہ ہے کہ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ خبر اسبات کی ہے کہ مخاطبین
اصحاب سبت کے قصہ کو جانتے تھے اور اس مین شک نہین کہ ساتھ حکم اَلْمَرْءُ اَعْلَمُ بِحَالِهٖ
کے یعنی آدمی اپنے حال کو خوب جانتا ہے مخاطبین اپنے تئین جانتے تھے کہ ہم اس قصہ کو جانتے ہین پس یہ
اخبار واسطے جتلانے مخاطبین کے خود نہین ہو سکتی ہے اور ایسے ہی اسبات کا جتلانا بھی مفید نہین کہ
متکلم اس حکم کو جانتا ہے اسواسطے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ اللہ تعالی سب چیزین جانتا ہے اور متکلم اس جگہ
وہ ہے پس فائدہ خبر دینے کا کہ علم مخاطب کا ساتھ حکم کے ہے اور لازم فائدہ خبر کا کہ وہ اعلام مخاطب
کا ہے ساتھ علم متکلم کے اس اخبار مین دونو مفقود ہین پس یہ خبر صحیح نہوئی اس واسطے کہ خالی
دونو فائدون سے ہے جواب اسکا یہ ہے کہ عالم ہونا مخاطبون کا ساتھ اس قصہ کے اوسکے واسطے
ایک لازم ہے وہ کیا عبرت پکڑنے اور پند پذیر ہونا ہے اور مراد اس جگہ اخبار سے افادہ لزوم
اوس لازم کا ہے پس گویا معنی کلام کے یہ ہین کہ قَدْ لَزِمَتْكُمُ الْعِبْرَةُ وَوَجَبَ عَلَيْكُمُ التَّحَرُّزُ
عَنِ الْمَعْصِيَةِ حِيْنَ عَلِمْتُمْ هٰذِهِ الْقِصَّةَ یعنی لازم ہوئی تمکو عبرت اور واجب ہوا اوپر تمہارے
بچنا گناہ سے جس وقت جانا تمنے اس قصہ کو اور باعتبار معنی کنی عنہ کے مقصود اس اخبار سے بھی
فائدہ دینا ثبوت حکم کا مخاطب کو ہے کہ فائدہ خبر کا ہے اور اخبار مین فائدہ خبر کا کبھی باعتبار معنی
صریحی اوسکے کے مقصود ہوتا ہے اور کبھی باعتبار معنی کنائی کے قصد کیا جاتا ہے جیسا کہ درمیان
کلام بلاغت فرجام نبوی کے دودہ کے حق مین آیا ہے کہ اِنَّ لَهٗ دَسَمًا یعنے واسطے اوس دودہ
کے چکناہٹ ہے اور اس جگہ کنایت استحباب مضمضہ کے سے بعد کھانے اوسکے کے ہے اور فائدہ
اخبار کا بھی ہے والا معنی ظاہری اوسکے ہر شخص کو معلوم ہین حاجت ذکر کرنے اوسکے کی نہین
اور مثل اسی کے دوسری حدیث شریف مین آیا ہے اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِيْ وَاِنَّهٗ مَاتَ فِي الثَّدْيِ
کہ کنایت اندوہگین اور غمناک رہنے سے ہے اور سوا اسکے اور مثالین ایسی بہت ہین اور اوپر اس
جواب کے سوال دوسرا پیدا ہوتا ہے اور وہ یہہ ہے کہ معنی کنائی کے بیان کرنے مین حاجت
تاکید قسمی کی کہ لام موطئہ اوسکے اوپر دلالت کرتا ہے اور ضرورت تاکید کے ساتھ لام اور
قد کے کیا ہے اور لانا جملہ کا کہ مؤکد ساتھ ان تاکیدون کے ہو گیا درکار تھا جواب اسکا یہ ہے

کہ جب اونہون نے عبرت نہ کپی اور احتراز گناہ سے نہین کرتے تھے گویا حقیقت مین انکار لزوم عبرت اور وجوب احتراز کا گناہون سے کرتے تھے اس جہت سے اونکو نازل بمنزلہ منکر اصرار کرنے والے کے ٹھہرا کر کلام کو ایسی تاکیدون کے ساتھ موکد فرمایا گیا ہے ہم طرف سکے کہ بعضے بیوقوف فرقہ منزلہ اس مسخ واقعی کا کہ تواتر شرعی سے ثابت ہی انکار کیا ہی اور ظاہر اس آیت کی تاویل کی ہے کہ مراد مسخ معنوی ہے یعنی تبدیل دلون اور عقلون کی جیسا کہ حق مین اور کافرون کے اس معنی کو ختم اور طبع کے ساتھ تعبیر کیا ہی اور اور آیت مین آیا ہی کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا یعنی مثال گدھے کے کہ اوٹھاوے کتابون کو اور دوسری آیت مین فَمَثَلُہٗ کَمَثَلِ الْکَلْبِ یعنی مثال اوسکی مثال کتے کی بمنزلہ اوسکی ہے کہ اوستاد شاگرد کند ذہن اپنے کو کہے کہ گدھا ہے یا کتا ہے اور باعث انکار کرنے مسخ حقیقی کا اور موجب تاویل کا ایک شبہ ہے کہ اونکے دلمین گذرا ہی اور وہ یہ ہے کہ مسخ حقیقی انسان کو انسانیت سے باہر کرتا ہی اور اور حیوانون کی جنس مین داخل کرتا ہی پس اس صورت مین قابل عذاب چکھنے کے اور جزا پانے کے نہین رہتے ہین سواسطے کہ عذاب کا چکھنا اور پانا جزا کا اوسکی انسانیت ہی چنانچہ تکلیف کی بھی یہی شرط ہی اسواسطے کہ جزا کا ملنا تکلیف کا ثمرہ ہے وَمَا هُوَ شَرْطُ الْاَصْلِ شَرْطُ الْفَرْعِ یعنی اور جو چیز شرط اصل کی ہے شرط فرع کی بھی ہے جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ اس جگہ تین چیزین جدی جدی ہین ایک مسخ حقیقی دوسرے مسخ صوری تیسرے مسخ معنوی پس مسخ حقیقی باطل ہونے سے مسخ معنوی نہین لازم آتا ہے چاہیئے کہ مسخ صوری ہو جاوے یعنی صورت ظاہری بدل جاوے اور انسانیت باقی رہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ حقیقت انسان کی یہ شکل محسوس اور عوارض اور صفتین اس شکل خاص کی نہین ہین بلکہ جس صورتمین تبدل فربہی کا لاغری کے ساتھ یا جوانی کا بڑھاپے کے ساتھ ہو یا سوا اسکی اور طرح ہو لازم آتا ہی کہ تبدل حقیقت کا ہو جاوے پس جسوقت اس شکل ظاہری کو باطل کر کے بجاے اوسکے ترکیب اور شکل بندر کی پیدا کر دی حقیقت انسان کی متبدل نہین ہوئی بلکہ شکل انسانی کہ مادہ اوسکی ان عوارض تھی وہ جاتی رہی اور اوسکی جاے اور اعراض ہیکل بوزنہ وغیرہ کے پیدا کر دیئے پس اس جگہ مسخ شکل انسانی کا ہوا اور روح انسانی کہ حقیقت انسانی اوسکے سبب سے قایم ہے وہ موجود تھے اور عقل اور فہم بھی بجاے خود باقی رہا تاکہ اپنی بدلی صورت اور خلقت سے اور کرہ وجانی اوسکے

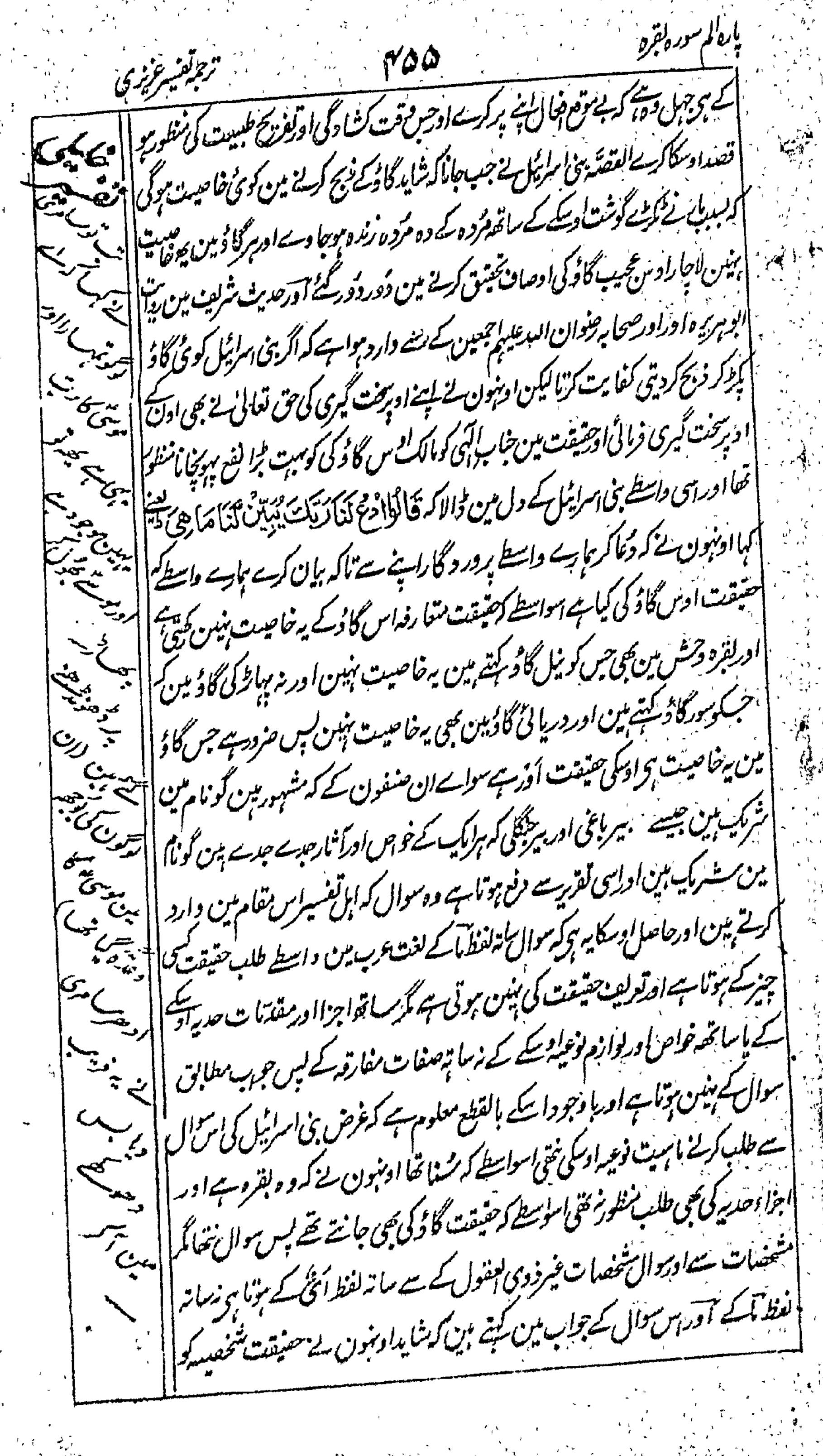
اور نہ قادر ہونے سے اوپر گویائی کے بلکہ معدوم ہونے تمام خواص انسانی سے کہ تعلق اس شکل کے ساتھ رکھتی تھی غمناک ہووین اور معنی عذاب اور جزا کے متحقق ہووین اور مسخ معنوی بھی ظاہر ہے کہ تبدل بعضے صفات نفسانیہ کا ضرور ہوگا جیسے کہ تغیر ذکاوت کا یعنی تیز فہمی کا ساتھ بلادت کے یعنی کم فہمی کے اور تبدل قناعت کا ساتھ حرص کے اور طہارت کا ساتھ خباثت کے وعلی ہذا القیاس اور عقل کے نزدیک بدل جانا صفات نفسانیہ اور صفات محسوسہ یعنی ظاہر کے صفتون کا برابر ہے کچھ فرق نہین ایک کا یقین کرنا اور دوسرے کا انکار کرنا مسخ معنوی کا اثر ہے اس مقام مین جاننا چاہیئے کہ وہ لوگ کہ مسخ ہوگئے تھے تمام بعد مسخ کے ہلاک ہوئے ہین اور نسل اونکی باقی نہین رہی اور یہ بندر کہ فی الحال موجود ہین اونکی نسل سے نہین ہین بلکہ یہ اصلی بندر ہین جیسی اور حیوانات اور یہی بات صحیح ہے باعتبار نقل اور عقل کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اخیر کو یہی منکشف ہوا ابتدا جبتک کہ ملعونیت احکام آخرت اور دنیا مین اون شخصاون کی جنکی صورت مسخ ہوگئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف نہوئی تھی بعضی مسخ کئے ہوؤن کی نسل باقی رہنے مین تردد فرماتے تھے چنانچہ چوہون کے حق مین آیا کہ اونٹ کا دودہ نہین پیتے ہین مبادا فرقہ بنی اسرائیل مین سے ہون کہ مسخ ہوکر یہ صورت اونکی ہوگئی ہو حضرت ابن عباس اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم رض سے طرق صحیحہ کے ساتھ روایت کی ہے کہ لَمْ يَعِشْ مَسْخٌ قَطُّ فَوْقَ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ وَلَمْ يَاْكُلْ وَلَمْ يَشْرَبْ وَلَمْ يَنْسِلْ یعنی نہ زندہ رہا کوئی مسخ کیا ہوا ہرگز زیادہ تین دن سے اور نہ کھایا اور نہ پیا اور نہ اولاد اوسکی ہوئی القصہ بنی اسرائیل کو یہ قصہ گذرا اونکی بزرگون مین یاد دلاتے ہین اور فرماتے ہین کہ جب ترک کرنے متابعت ایک حکم کے حکمون شریعت منسوخہ کے سے بسبب طمع شکار مچھلی کے کہ کچھ مالیت نہ تھی اسقدر خسارہ ہوا چھوڑنے متابعت ایسی پیغمبر اور انکار کرنے اصل شریعت اوسکی سے کہ ناسخ تمام شریعتون پہلے کے ہے بسبب طمع شکار رشوتون اور نذرون اور فتوحون کے کہ اراذلون اپنے سے لیتے ہین اور اوس ریاست اور مرتبہ اپنے کو برقرار رکھتے ہین کسقدر ٹوٹا اور خسارہ ہوگا اور ہمنے تمہارے بزرگون مین اس واقعہ کو محض عبرت کے واسطے ظاہر فرمایا تھا فَجَعَلْنٰهَا یعنی پس ہمنے مقرر کیا تھا اس واقعہ اور اس عذاب کو نَکَالًا یعنے سبب عبرت اور باز رہنے کا گناہون سے

چنانچہ نکال حقیقی کہ زنجیر کو کہتے ہین چلنے اور دوڑنے سے باز رکھتی ہے اور جیسا کہ آدمیون کو اس قسم کے عذاب دینے سے مقصود کیا ہوتا ہے کہ تشفی غصہ کی اور دُور کرنی اذیت دل کی کہ عاصی سے انتقام دل کی انتظاری مین مبتلا ہی کرتے ہین ہمکو یہ مقصود نہین تھا اسواسطے کہ عزت اور کبریائی ہماری ایسی امور سے منزہ ہے اور یہ عبرت اور منع کرنا گناہون سے فقط اونہین شخصون کے واسطے نتھا جو اوس وقت مین موجود تھے بلکہ عام لوگون کے واسطے ہے کہ انتقام اور عذاب کے عادی ہین جیسے کہ ہلاک کرنا و باء اور قحط اور غرق اور حرق کے ساتھ کفایت کرتی نہین بلکہ عبرت عام کا ارادہ ہمنے کیا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهَا یعنی واسطے اون شہرون اور گانون کے کہ روبرو اوس شہر کے اوس زمانہ مین موجود تھے اور مرتکب گناہون کے ہوتے تھے وَمَا خَلْفَهَا یعنی اور اون شہرون اور گانون کے کہ پس پشت اوس شہر کے تھے اور غیبت زمانی یا مکانی رکھتے تھے یعنی اوس شہر کے پاس نہ تھے بلکہ اوس سے غائب تھے یا اوس زمانہ مین نہ تھے پیچھے اوس سے موجود ہون گے اور مرتکب گناہون کے ہوتے تھے اسواسطے کہ یہ واقعہ عجیبا و غریب بسبب ندرت کے آدمی اوسکی نقلین اور حکایتین کرکے مشہور کرین گے اور اوسکو تواریخون مین لکھین گے اور تاجر اور سوداگر دور دور کے شہرون مین پہونچاوین گے تا کہ عبرت عام متحقق ہووے وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ یعنی اور سبب نصیحت کا واسطے متقیون کے کہ تقوی کی جہت سے گناہ کرنے سے باز رہے ہون لیکن نفوس انکی بحکم جبلت بشریت کے میلان گناہ کیطرف کرتے ہین ہرگاہ کہ اس واقعہ مین تامل کرین گے تقوی کی حد سے باہر نجاوین گے اور یہ واقعہ اون کے حق مین بمنزلہ وعظ کرنیوالے کے ہوکہ بسبب خوف دلانے اور ڈرانے کے طریق مستقیم سے نہ پھرین اور فرق درمیان نکال اور موعظۃ کے کہ اول کو واسطے گنہگارون کے مقرر کیا اور موعظۃ واسطے متقیون کے اس جہت سے ہے کہ نکال مانع فعلی ہے اور موعظۃ مانع قولی اور مانع فعلی اقوی ہے مانع قولی سے گناہ کرنیوالون کو بغیر منع قوی کے نہین باز رکھ سکتے اور متقیون کو مانع قولی بھی کفایت ہے جیسا کہ لکھا گیا اَلْعَبْدُ يُقْرَعُ بِالْعَصَا وَالْحُرُّ تَكْفِيهِ الْمَلَامَةُ غلام کو مار لکڑی کی اور آزاد کو ملامت بھی کفایت کرتی ہے اور اس مقام مین ایک اور نکتہ بھی حاجت بیان کی رکھتا ہے کہ قردۃ جمع غیر ذوی العقول ہے اور غیر ذوی العقول کی صفتون مین مؤنث کا صیغہ آتا ہے خواہ مفرد خواہ جمع پس موافق اس قاعدہ کے قردۃ خاسئات اور خاسئۃ فرمانا چاہیئے تھا خاسئین کہ صیغہ ذوی العقول

گاہی کسواسطے ارشاد ہوا جواب اسکا یہ ہی کہ خاسئین بجگہ صفت قردۃ کی واقع نہین ہوئی تاکہ
موافق اوس قاعدہ کے تانیث اوسکی ضرور ہوتی بلکہ حال ہے کونوا کی ضمیر سے پس معنی
اسطرح ہوئے کونوا قردۃ حال کونکو خاسئین فی ھذا المسخ والتبدیل اور اگر بنی
اسرائیل بعد سننے اس قصہ کے کہین کہ اس قسم کا اعراض حکم الٰہی سے ہمارے بزرگون بین بسبب
دور ہونے زمانہ نبوت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بسبب غلط فہمی کے کہ حیلہ شرعی کو دلیل واقعی
واسطے مباح ہونے شکار کے گمان لے گئے اور پیغمبر کہ بسبب اوسکے یہ شبہہ دور ہوتا موجود نتھی
حضرت داؤد علیہ السلام نے غائبانہ اونکی طرف کچھ لکہا اور اونہون نے اور کچھ سمجھ لیا اور یہی واقعہ
تہوڑی سی جماعت کے واسطے ہم مین سے سرزد ہوا تھا تمام گروہ بنی اسرائیل کو بسبب
فعل تہوڑی سی جماعت کے کسواسطے زجر اور سرزنش کرنا چاہیئے اور قیاس کل فرقہ کا اوپر بعض
کے کسواسطے کرنا چاہیئے کہتے ہین ہم کہ روگردانی حکمون الٰہی سے اور نہ ماننا اون حکمون کا
تمہارے بزرگون سے کئی مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے اور اون کے زمانہ مین اور اونکے
فرمانے سے ایک مقدمہ مین ظاہر ہوا پس اس مقدمہ کو یاد کرو وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ
یعنی اور یاد کرو تم اسوقت کو کہ کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے اوسوقت مین کہ ایک مرد مالدار کا
بھتیجا یا چچا کا بیٹا تھا اور سوا اسکے اور کوئی وارث اوسکا نہ تھا ایک مدت سے منتظر تھا کہ اسکے
مال سے افلاس اپنا دور کرے اور روٹی میرے روغن مین چرب ہووے لیکن وہ نہین مرتا تھا
تنگدل ہوکر ایک روز اوسکو مار ڈالا اور بعد مارنے کے اوسکی نعش کو اوٹھا کر دوسرے محلہ مین
ڈالدیا اور صبح کے وقت آپ ہی فریاد کرتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے روبرو آیا اور اون محلہ
والون پر دعویٰ خون اوسکے کا کیا اور چاہا کہ اوس محلہ کے لوگون سے خون بہا لیوے چنانچہ
حکم قسامہ کا ہمارے شریعت مین ہے حضرت موسیٰ نے اون محلہ والون سے پوچھا اونہون نے
بالکل انکار کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بیچ جاری کرنے حکم قسامہ کے اور لینے سوگند کے اون
محلہ والون سے توقف فرمایا اور جناب الٰہی میں دعا کی کہ حقیقت حال کی ظاہر ہو حق تعالیٰ نے
اونکی طرف وحی بہیجی اور حضرت موسیٰ نے مضمون اس وحی کا بنی اسرائیل کے سرداروں کو جمع کرکے سنایا
کہ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً یعنے تحقیق خدا تعالیٰ فرماتا ہے تمکو کہ ذبح کرو تم ایک گاؤ کو

اور ایک پارچہ گوشت اوس گاؤ کا اوس مقتول پر مارو تم کہ زندہ ہو جاوے گا اور اپنے قاتل کا
نشان دیگا اور یہہ طریق اسواسطے اختیار فرمایا کہ اگر وحی کی راہ سے نام قاتل کا معین کرکے
خبر دیتے تو یہہ جماعت بیباک حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تہمت جھوٹ اور بہتان کے لگا دیتے
اور گرداب صریح کفر کے مین پڑتے اور پھر اونکو عذاب کے ساتھہ چشم نمائی کرنی ضرور ہوتی
اسی واسطے معجزہ زندہ کرنے مُردہ کا بسبب مارنے ایک عضو کے مردہ کے اعضاؤن سے کہ
ہرگز علاقہ سببیت اور مسببیت کا کسی کے خیال مین نہین گذرتا ہی اول اونکو دکھلایا بعد اوس کے
مقتول کی زبان سے کہ تازہ عالم غیب سے آیا ہی اور دار الجزا کو دیکھکر پھرا ہے البتہ بات اسکی
سچی ہوگی تعیین قاتل کی کر دیگا کہ اگر قاتل بھی اسکا انکار کرے تو وہ مقتول خود اوسکے فریبون
ثابت کر دیگا اور جب واقع مین قاتل اوس مقتول کا سوائے وارث اوسکے کے اور نتھا اور وہ مقتول بھی
سوا اسکے کوئی وارث اپنا نرکھتا تھا اور قاعدہ شرعی ہے کہ قصاص کا لینا بغیر دعوی وارث کے
درست نہین اگر حضرت موسیٰ وحی کی راہ سے قاتل اوسکا معلوم کرکے نام قاتل کا بتاتے تو
جب بھی لینا قصاص کا ہرگز ممکن نہوتا اب ہم اوسی مطلب پر آئے کہ زندہ کرنا میت کا بسبب
مارنے گوشت گاؤ کے محض اللہ کے فضل سے تہا اور علاقہ سببیت اور مسببیت کا ان مین نتھا پس
کسواسطے تخصیص اس جانور کے ذبح کرنے مین ہوئی جواب اس واقعہ مین یہ بھی منظور تھا کہ ایک مرد نیک
کی بیٹی کو کہ اوسکو حوالہ اللہ کے کرکے آپ اس جہان سے رخصت ہوا تھا اور سوائے ایک بچھڑے گاؤ
کے کوئی میراث اوس بیٹی کے واسطے نچھوڑی تھی وافر فائدہ اور نفع ہو کہ تمام عمر اوس نفع
سے وجہ معیشت اپنی کے حاصل کرے اور اسی جانور کو زمین کے زندہ کرنے اور آباد کرنے اور
درختون کے جوتنے بونے اور پانی دینے کے دخل بہت ہی اور اصل پیدایش آدمی کی مٹی ہے اور
سبزی درخت اصل غذا اوسکی ہے پس اس جانور کو اسواسطے خصوصیت زیادہ تر ہوئی اور اگر زندہ
گاؤ کے لگانے سے بغیر ذبح کرنے کے یہ میت زندہ ہو جاتی ہرگز نفع اوس مسکین کا کہ جسکا نفع
منظور تھا نہ پہونچتا اور علاوہ اسکے میت کو میت کے لگانے سے زندہ ہو جانا زیادہ تعجب ہے
بہ نسبت زندے کے میت لگانے سے حاصل کلام بنی اسرائیل نے اس حکم صریح سے روگردانی
کی اور ساتھہ کمال بے ادبی کے ساتھ حضرت موسیٰ کی قالوا أتتخذنا هزوا

یعنی کہا اونہون نے کہ آیا بناتا ہی تو ہمکو مسخرہ ہم پوچھتے ہین کہ قاتل اس مُردہ کا بیان کرو اور تم کہتے ہو
کہ ایک گاؤ کو ذبح کرو اس سوال و جواب مین کیا مناسبت ہی بے جان کرنے ایک جاندار کے سے قاتل
اس مقتول کا کیونکر معلوم ہوگا اور بسبب اس رُوگردانی کے فرقہ بنی اسرائیل نے کمال دُوری اپنی
اجداد کی وضع سے کہ جن کے ساتھ فخر کرتے ہین حاصل کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حق تعالٰی
نے خواب مین فرمایا کہ اپنے بیٹے کو ہمارے واسطے ذبح کرو وہ فی الفور مستعد اس بات کے ہوئے
اور جب بیٹے اپنے سے کہا اونہون نے بھی بے تامل اور بے توقف گردن رکھدی اور یہ نہ کہا
کہ مدار خواب کا خیال پر ہے اور یہ لوگ گاؤ کے ذبح کرنے مین اس قدر تردد اور توقف عمل مین لائے
یہان سے اطاعت اور فرمانبرداری ان کے بعد اور حکمون الٰہی کی اسی قیاس پر کرنی چاہیئے
اب ہم پھر اوسی مطلب پر آئے کہ یہ کلام اونکا حضرت موسیٰ سے موجب کفر کا ہوا یا نہوا علما کا
اس مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ وہ کافر ہوئے اس واسطے کہ یہ کلام اونکا اگر شک کی راہ
سے قدرت الٰہی مین زندہ کرنے مُردون کے صادر ہوا پس صریح کفر ہے اور اگر موسیٰ پر تہمت
وحی کی رکھے تو یہ بھی کفر ہے اور صحیح یہ ہے کہ ان دونون باتون مین سے کوئی باعث اس کلام
کا نتھا بلکہ اس جواب مین تعجب کرتے تھے کہ ہرگز سوال کے ساتھ مطابقت جواب کے اون کے
ذہن مین نہین آئی تھی بطریق تشبیہ کے کہا کہ گویا ہمارے ساتھ خوش طبعی اور تمسخر کرتا ہے
اور جائز ہے کہ انبیا کا مطائبہ اور استہزا اونہون نے جائز جان کر یہ کلام کہے ہون اور ہرچند
کہ انبیا ایسے امور استہزا وغیرہ سے پاک ہین کہ ایسے مقام مین خوش طبعی اور بازی کرین لیکن
اونکو یہ بلندی منصب کی معلوم نہوئی ہوگی اور اسی واسطے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اونکے
جواب مین قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجٰہِلِیْنَ یعنی کہا پناہ پکڑتا ہون مین ساتھ اللہ
کے اس بات سے کہ ہون مین جاہلون سے اور جواب کو مطابق سوال کے نہ لاؤن مین یا
وقت حکم چاہنے کے کسی دعوی کے اور طلب کرنے قصاص کے استہزا کرون مین بلکہ اگر انبیا
سے خوش طبعی بھی واسطے ظاہر کرنے تفریح طبیعت کے وقوع مین آتی ہے غیر مقام مین تبلیغ
احکام اور قطع خصومات کی واقع ہوتی ہے چنانچہ جناب پیغمبر آخر الزمان سے بھی اس قسم کی خوش
طبعیان پسندیدہ منقول ہین اور جنس جہل اور نادانی کے سے نہین اس واسطے کہ اوپر موقع اپنے



کے ہی جہل وہ ہے کہ بے موقع خیال اپنے پر کرے اور جس وقت کشادگی اور تفریح طبیعت کی منظور ہو قصد اوسکا کرے القصہ بنی اسرائیل نے جب جانا کہ شاید گاؤ کے ذبح کرنے مین کوئی خاصیت ہوگی کہ بسبب مارنے ٹکڑے گوشت اوسکے کے ساتھ مُردہ کے وہ مُردہ زندہ ہوجاوے اور ہر گاؤ مین یہ خاصیت نہین لاچار اوس عجیب گاؤ کی اوصاف تحقیق کرنے مین دُور دُور گئے اور حدیث شریف مین روایت ابوہریرہ اور اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سنے وارد ہوا ہے کہ اگر بنی اسرائیل کوئی گاؤ پکڑ کر ذبح کردیتی کفایت کرتا لیکن اونہون نے اپنے اوپر سخت گیری کی حق تعالیٰ نے بھی اون کے اوپر سخت گیری فرمائی اور حقیقت مین جناب الٰہی کو مالک اوس گاؤ کی کو بہت بڑا نفع پہونچانا منظور تھا اور اسی واسطے بنی اسرائیل کے دل مین ڈالا کہ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ یعنے کہا اونہون نے کہ دُعا کر ہمارے واسطے پروردگار اپنے سے تاکہ بیان کرے ہمارے واسطے کہ حقیقت اوس گاؤ کی کیا ہے اسواسطے کہ حقیقت متعارفہ اس گاؤ کے یہ خاصیت نہین رکھتی ہے اور بقرہ وحش مین بھی جس کو نیل گاؤ کہتے ہین یہ خاصیت نہین اور نہ پہاڑ کی گاؤ مین کہ جسکو سورگاؤ کہتے ہین اور دریائی گاؤ مین بھی یہ خاصیت نہین پس ضرور ہے جس گاؤ مین یہ خاصیت ہو اوسکی حقیقت اَور ہے سوائے ان صنفون کے کہ مشہور ہین گو نام مین شریک ہین جیسے بیر باغی اور بیر جنگلی کہ ہر ایک کے خواص اور آثار جدے جدے ہین گو نام مین شریک ہین اور اسی تقریر سے دفع ہوتا ہے وہ سوال کہ اہل تفسیر اس مقام مین وارد کرتے ہین اور حاصل اوسکا یہ ہی کہ سوال ساتھ لفظ ما کے لغت عرب مین واسطے طلب حقیقت کسی چیز کے ہوتا ہے اور تعریف حقیقت کی نہین ہوتی ہے مگر ساتھ اجزا اور مقدمات حدیہ اوسکے کے یا ساتھ خواص اور لوازم نوعیہ اوسکے کے نہ ساتھ صفات مفارقہ کے پس جواب مطابق سوال کے نہین ہوتا ہے اور باوجود اسکے بالقطع معلوم ہے کہ غرض بنی اسرائیل کی اس سوال سے طلب کرنے ماہیت نوعیہ اوسکی نہتی اسواسطے کہ سُنا تھا اونہون نے کہ وہ بقرہ ہے اور اجزاء حدیہ کی بھی طلب منظور نہتی اسواسطے کہ حقیقت گاؤ کی بھی جانتے تھے پس سوال نتھا مگر مشخصات سے اور سوال مشخصات غیر ذوی العقول کے سے ساتہ لفظ ائی کے ہوتا ہی نہ ساتہ لفظ ما کے اور اس سوال کے جواب مین کہتے ہین کہ شاید اونہون نے حقیقت شخصیہ کو

بجاے حقیقت نوعیہ کے قائم کرکے ساتھہ لفظ ما کے سوال کیا اسواسطے کہ شخص من حیث ہو شخص کے واسطے بھی حقیقت ہے سواے حقیقت نوعیہ کے یا ماہے اس واسطے کہا کہ سوال جزئیات اور عوارض مشخصہ اونکے سے ذوی العقول مین ساتھہ لفظ من کے آتا ہے جیسا کہ کہتے ہین مَنْ زَیْدٌ وَمَنْ عَمْرٌو اور ہر گاہ کہ منظور اسجگہ سوال جزئی غیر ذوی العقول کے سے تھا لفظ ما کا بجاے من کے لائے اور اصل سی وجہ دفع ہونے اس سوال کے یہ ہے کہ اونہون نے جب یہ خواص عجیبہ اوس گاؤ کے سنے گمان کیا کہ حقیقت اوس گاؤ کے من پر حقیقت گاؤ متعارف کی نہو اگرچہ اوسکی صورت اور نام گاؤ کا سا ہے اسی واسطے ساتھہ لفظ ما ہی کے سوال کیا پس حضرت موسیٰ نے واسطے کہولنے اس معنی کے پھر جناب الٰہی مین دعا کی اور بعد اسکے کہ جناب الٰہی سے نشان اوس گاؤ کا معلوم کیا قَالَ یعنی کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہ وہ گاؤ جدے حقیقت گاؤ متعارفہ کے حقیقت سے نہین رکہتی ہے اور یہہ خاصیت عجیبہ باعتبار خصوصیت ماہیت یا باعتبار کسی صفت کے نہین آئی اِنَّہٗ یَقُوْلُ یعنی تحقیق حق تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّھَا یعنی تحقیق وہ گاؤ کہ علم الٰہی مین معین واسطے ذبح کے ہے اور ارادۂ الٰہی نے تعلق پکڑا ہے ساتہ زندہ کرنے میت کے بواسطہ مارنے ٹکڑے اوس گاؤ کے اوپر بدن اوس میت کے بَقَرَۃٌ یعنے ایک گاؤ ہے انہین گاؤن عرفی مین سے اور خلاف انکے جنس کے نہین اور نہ کوئی صفت کمال کے اوس مین ہے کہ جسکے سبب یہ خاصیت عجیبہ اوس مین ظاہر ہووے مگر باعتبار سن اور عمر کے ایک کمال اوس مین پایا جاتا ہی اسواسطے کہ لَا فَارِضٌ وَّلَا بِکْرٌ یعنی نہ اوسکی بڑی عمر ہے کہ بسبب ناتوانی کے سخت کام بیلون کے اوس سے نہو سکین اور نہ عمر اوسکی ایسی چھوٹی ہے کہ اب تک بکر ہے مادہ بکر اسطرح ہوتا ہے کہ بچہ اوسکے پیدا نہوا ہو اور نر اسطرح بکر ہوتا ہے کہ مادہ پر سوار نہوا ہو اسواسطے کہ بسبب نوعمری کے شوخی اور سرکشی اوسکے طبیعت مین ہوتی ہے پس بخوبی کام اوس سے نہین لے سکتی اور جیسا کہ بالکل ضعیف اور نوجوان نہین ایسے ہی نہ بڑہاپے کی طرف مائل ہے اور نہ جوانی کی طرف جھکا ہوا ہی بلکہ عَوَانٌ بَیْنَ ذٰلِکَ یعنی میانہ سال ہی کہ جسکو ادھیڑ کہتے ہین اور اس جگہ چند سوال جواب طالب ہین اول یہ کہ مدلول لَا فَارِضٌ وَّلَا بِکْرٌ کا بعینہ مدلول عَوَانٌ کا ہی پس عوان کے ذکر کرنے کی

ذکر کرنیکی کیا حاجت ہی پھر عوان اور بین ذلک کا بھی ایک مطلب ہے پس تکرار پر تکرار لازم آتا ہے
جواب اسکا اس طرح ہی کہ مدلول لا فارض و لا بکر کا یہ ہی کہ نہ بڑی عمر اسکی ہی اور نہ جوان تھے اور
یہ بات چھوٹے بچہ کو بھی کہہ سکتے ہین اور میانہ سال کو بھی شامل ہی پس ذکر عوان کا پہلے
احتمال کے دفع کرنیکے واسطے کیا اور میانہ سال ہونا بھی عام تھا کہ عین وسط حقیقی مین ہو یا
مائل بڑھاپے یا جوانی کیطرف ہو واسطے معین کرنے اس بات کے کہ وسط حقیقی کے مرتبہ مین تھا
لفظ بین ذلک کا لانا ضرور ہوا پس کسیوجہ سے تکرار نہین دوسرا سوال یہ ہے کہ خاصہ لفظ بین کا یہ ہی کہ
مدخول اسکا صرف ایک چیز نہو بلکہ کئی چیزین ہون اور اسجگہ لفظ ذلک کے اوپر داخل ہوا ہے اور وہ
ایک ہی شی ہی جواب اسکا یہ ہی کہ کئی چیز ہونا مضاف الیہ بین کا اعم ہے اس سے کہ لفظاً ہو
یا معناً اور اسجگہ تعدد معنوی موجود ہے اس واسطے کہ لفظ ذلک کا اشارہ طرف دو چیزون
کے ہی یعنی فارض اور بکر تیسرا سوال یہ ہے کہ یہ گاؤ دو حال سے خالی نہین نر تھا یا مادہ
اگر نر تھا پس لا بکر اسکے حق مین کہنا کیا ضرور ہے اس واسطے کہ ہر ایک نر لا بکر ہے کیونکہ
حیوانات مین بکر کے معنی یہ ہین کہ اُسکے بچہ پیدا نہوا ہوا اور باعتبار تقابل عدم ملکہ کے
صلاحیت پیدا ہونے کی اسمین ضرور ہے اور نر بالکل بچہ جننے کا صالح نہین پس بکر کے
ساتھ متصف نہین ہو سکتا ہے اور علاوہ اسکے کہ ضمیرین تانیث کی ابتدائی قصہ سے
انتہا تلک کلام الٰہی مین موجود ہین یہ بھی نر ہونے کو منع کرتے ہین اور اگر اُسکو مادہ ٹھہرایا
جاوے پس صفت لا بکر کی اور ضمیرین درست ہو جاتی ہین لیکن لا ذلول تثیر الارض
ولا تسقی الحرث صفت ممیزہ اسکی نہین ہو سکتی ہی اس واسطے کہ ہر مادہ گاؤ باعتبار عرف اور
عادت کے صلاحیت ہل مین چلنے اور پانی کھینچنے کی نہین رکھتی ہے گو باعتبار عقل کے ممکن
ہو جواب اس کا یہ ہی کہ ظن غالب یہ ہی کہ وہ گاؤ نر گاؤ ہو اور تانیث ضمیرون کی باعتبار
لفظ بقرہ کے ہی اس واسطے کہ بقرہ مؤنث لفظی ہے اگرچہ تا اس مین واسطے وحدت
کے ہے نہ واسطے تانیث کے مثل تمرۃ اور حمامۃ اور عصفورۃ کے اور اسی کی
مانند اور لفظ بھی ہین جن مین فارق درمیان جنس اور واحد کے تا ہوا اور قاعدہ
لغت عرب کا ہے کہ جب مذکر کو ساتھ لفظ مؤنث کے تعبیر کرتے ہین —

ضمیرون کو مونث کرکے لاتے ہین جیسے کہ لفظ دآبہ کا اگرچہ اُس سے گھوڑا مراد رکھین اُس کی ضمیرون کو مونث کرینگے اور بکر کا استعمال نر مین بھی ہوجاتا ہے اور بعضی یہ ہین کہ مادہ کے اوپر نر کودا ہوا اور اسکو حاملہ نہ کردیا ہو اور از بسکہ تعلق غرضون کا عادت اور عرف مین بکارت نرون کے سے بہت کم اور نادر ہے لغت والے بیچ مقام تحقیق معنے بکر کے مادون کی بکارت کا فقط ذکر کرتے ہین اور بکارت نرون کی بیان نہین کرتے ہین اور بعضے مفسرین اس طرف گئے ہین کہ یہ گاؤ مادہ تھی بسبب تانیث ضمیرون اور وصف بکارت کے اور نہ عدم مطابقت وصف لَا ذَلُولٌ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ٥ انھون نے جواب دیا ہی کہ عرف اور عادت ہر زمانہ مین اور ہر ایک شہر مین مختلف ہوتی ہے شاید اُس زمانہ مین اور اُس شہر مین استعمال مادہ گاؤن کا بھی قلبہ رانی اور آب کشی مین رائج ہوگا بہر حال حضرت موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بعد اس نشان کے فرمایا کہ تم خیال اس گاؤ کے خواص اور صفتون کا نکرو بلکہ فنکر اپنا طرف فرمانبرداری الٰہی کے دوڑاؤ اور جس نے کہ یہ خواص اشیاؤن مین رکھ دیئے ہین اسکو دیکھو فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ یعنے پس بجالاؤ تم اُس چیز کو کہ فرمایا جاتا ہے تم کو جناب الٰہی کی طرف سے کہ پیدا کرنا خواص اور عجائب کا اُسی کی خواہش کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور جس وقت وہ چاہے گا یہ خواص عجیب پیدا کریگا۔ لیکن بنی اسرائیل کو اتنے نشان دینے حضرت موسی کے سے تسلی اور تشفی نہوئی اور پھر سوال کرنے لگے قَالُوا یعنی کہا انھون نے کہ کمال جانور کا جیسا کہ بسبب سن اور سال کے ہوتا ہے باعتبار رنگ اور صورت کے بھی ہوتا ہے ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا لَوْنُهَا یعنی دعا کرو واسطے ہمارے جناب الٰہی مین کہ بیان کرے ہمارے واسطے کیا ہی رنگ اُس گاؤ کا تاکہ جانین ہم کہ رنگ اور صورت مین بھی اُس کا کمال ہے کہ باعث اس خاصیت عجیبہ کا ہوا ہے قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا یعنی کہا حضرت موسی علیہ السلام نے کہ البتہ حق تعالی فرماتا ہے کہ تحقیق وہ گاؤ زرد رنگ ہے اور صاف اور تیز ہے زردی اوسکی اور یہ رنگ جانورونکی رنگتون مین سے سب سے بہتر رنگ ہے اسواسطے کہ بسبب اسی رنگ کے تَسُرُّ النَّاظِرِينَ یعنی خوش کرتی ہے وہ گاؤ دیکھنے والون کو اُس کے دیکھنے سے لطف حاصل ہوتا ہے۔ اور ہر رنگ زرد خالص مین خاصیت ہے کہ بیچ تفریح خاطر اور دور کرنے غمون کے

تفسیر حاشیہ: ...کتاب یعنی قرآن اور فرقان یعنی معجزات جس سے حق و باطل اسلام و کفر و توحید و شرک مین کھلا فرق ہو جائے وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنفُسَكُم بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا إِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِندَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ...

نقل کرتا ہے طبرانی اور خطیب اور دیلمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے
کہ جو کوئی پاپوش زرد پہنے وہ شخص خوش رہتا ہے جب تک کہ وہ جوتی اوس کے پیر مین ہے
اور تفسیرون مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے
من لبس نعلاً صفراء قل همه یعنی جو کوئی پہنے پاپوش زرد کم ہوتا ہے غم اسکا اور
بعضی روایتون مین آیا ہے کہ جو کوئی سات جوڑے پاپوش زرد رنگ کے پے در پے پہنے غم
اور رنج اسکا دور ہو جاوے حاصل یہ ہی کہ پانچون رنگ یعنی سرخی اور زردی اور سیاہی
اور سفیدی اور سبزی جدی جدی خواص رکھتی ہین کہ تجربہ اور قیاس والون نے انکو ثابت
کیا ہی عرب مین مشہور ہے کہ الحمرة اجمل والصفرة اشکل والخضرة انبل والسواد اهول
والبیاض افضل یعنی سرخی جمال رکھتی ہے اور زردی نظر مین خوش معلوم ہوتی
ہی اور سبزی موجب بزرگی اور وقر کا ہے اور سیاہی ہولناک ہے اور سفیدی خوبی اور
فضیلت رکھتی ہے اور لغت عرب مین وقت بیان کرنے تیزی اور صفائی ہر ایک رنگ کے
علیحدہ علیحدہ لفظ اسکی تاکید کے واسطے لاتے ہین کہ احمر قانی واصفر فاقع واسود حالک و
اخضر وارق وناضر وابیض ناصع پس معنی فقوع کے صفائی اور تیزی زرد رنگت کے
ہین دوسرے رنگ مین استعمال اسکا جائز نہین۔ القصہ بنی اسرائیل باوجود نشان دینے
رنگ اوس گاؤ کے پھر بھی سوال کرنے سے باز نرہی قَالُوا یعنی انہون نے کہا کہ ہر چند کمال
اسکا باعتبار سن اور سال اور باعتبار رنگت اور جمال کے معلوم کیا لیکن یہ کمال بہت
گاؤن مین پایا جاتا ہے ایک خاص فرد کیونکر معلوم ہووے کہ جسمین یہ خاصیت عجیب ہمارے
دلنشین ہو پس ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ یعنی دعا کر ہمارے واسطے پروردگار اپنے سو
تاکہ بیان کرے ہمارے واسطے کہ حقیقت شخصیہ اُس گاؤ کی کیا ہے کہ جسکے سبب سے یہ خاصہ
اُسمین موجود ہوا اسواسطے کہ اِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا یعنی تحقیق جنس گاؤ کے مشابہ ایک
دوسرے کے ہوئے اوپر حس اور خیال ہمارے کے کوئی مرجح اس خاصہ عجیبہ کا
ان تخصیصات سے ہماری نظر مین نہین آتا ہے وَاِنَّا یعنی اور تحقیق ہم جب اوس
مرجح کو معلوم کرین گے اور ذہن نشین ہمارے ہوگا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُونَ و

تقصیر معاف
بیان فضیلت زرد پاپوش پہننے کا

یعنی اگر چاہے اللہ تعالی البتہ راہ پاوینگے ہم اور مطلع ہوجاوینگے اوپر اسکے کہ مبداء اور
منشاء اس خاصیت عجیب کا اسمین یہہ ہی پھر واسطے متابعت تمہارے فرمودہ کے سرگرم ہونگے
اور بصیرت حاصل کرکے اتباع حکم تمہارے کا کرینگے حدیث شریف مین آیا ہے کہ اگر وے
کلمہ ان شاء اللہ کا نہ کہتے ہرگز اس گاؤ کو معلوم نہ کرتے اور تشفی انکی خاطر کی بکارت
اس کلمہ کی برکت سے حیرت اور تردد سے خلاص ہوئے اس جگہہ سے بسبب تاثیر
ساتہ اس کلمہ مبارک کے ہر عمل نیک مین کہ جسکے حاصل ہونے کی غرض ہے یہ ثابت
ہے اور قریب استحباب شرعی کے ہے اور کس واسطے نہو کہ اس کلمہ کے کہنے کا دور ہونا
ساتہ خداے عزوجل کے اور بہی حوالہ کرنا کامون کا طرف مشیت اسکی رائج ہے اور سبب
اور اعتراف ہی ساتہ قدرت اسکی کے اور پورا ہونے ارادہ اسکی اس گاؤ کا شکار
مین درستی اعتقاد اور عمل کی ہی قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ یعنی کہا حضرت نے یہ خواص
فرماتا ہی ایسا مرجح کہ ذہن نشین تمہارے ہوا اور موجب اس خاصیت عجیب تم اس جنس کی
چیزین ہین اول ہونا اس گاؤ کا اوپر صرف عزت اپنی کے کہ ہرگز بوجہ خواہش
بنی آدم کے مین ذلیل نہوئی دوسرے سب عیبون سے کہ اس قسم مین ہو بنی اسرائیل کو
کچہہ عیب نرکھے اسواسطے کہ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ یعنی تحقیق وہ گاؤ ہی کہ کبھی کسی کام میں یعنی کہا
نہین گئے اور ذلیل نہوئے اس طرح پر کہ تُثِيْرُ الْاَرْضَ یعنی نیچے اوپر کرے زمین کو جوتنے
یا بوجہ کھینچنے سے وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ یعنی اور نہ پانی دیتی ہی کھیتی کو اور نہ ڈول کو کوئین سے
کھینچتی، ی مُسَلَّمَةٌ یعنی سلامت ہی اس بات سے کہ آدمیون کے ہاتہ مین اگر کسی کام
مین ذلیل ہوئے ہو یا بدن اسکے کو کاٹنے یا سوراخ کرنے یا داغ دینے سے نشان پہنچایا ہو جیسا
کہ اور جانورون مین کرتے مین اس حد تک کہ لَّا شِيَةَ فِيْهَا یعنی نہین ہی کوئی داغ اور رنگ
کا بدن مین بالکل برابر زرد رنگت تمام جسم کے ہی اور اگر آدمیون کے کام مین مستعمل ہوتی
تو ضرور کہین نشان اور رنگ کا اسکے بدن مین پایا جاتا جیسا کہ اور جانورون مین پایا جاتا ہے
کہ کام مین لانے سے داغ مخالفت نظر مین آتا ہے قَالُوا الْئٰنَ یعنی کہا انھون نے یعنی
بنی اسرائیل نے کہ اسوقت اور اس اصل مین نام ایک تھوڑے سے ٹکڑے زمانہ کا ہے

تفسیر حقانی

لکہنے ... اور اجاری ... اور اگر نغز ... ہی پراگندہ ... والا ہے کو جھگڑ دیا اور ... پھر کو بعضے ... تو فلانے ... کہا نبی قوم ... تم دیکہا دو ... کروادے ... ان کو ... کرنی اللہ ... تعقلون

اور (یاد کرو) جب کہ تم لوگون نے کہا تھا کہ اے موسی ہم لوگ تمہارے بات نہ مانینگے جبتک کہ ...

جس کی تقسیم نہو سکی خواہ وہ جزء غیر منقسم زمانہ ماضی مین فرض کیا جاوے یا زمانۂ آیندہ مین لیکن جب اس لفظ پر الف لام عہد کا لاتے ہین مراد اُس سے ایک جزء معین ہوتا ہے کہ متکلم اور مخاطب کو وہ معلوم ہو اور اسوقت ہر ایک جزء کے اوپر استعمال نہین ہوتا ہے اور بعد داخل ہونے لام عہد کے اس لفظ کو مانند ظروف غیر متمکنہ کے استعمال کرتے ہین اور ہمیشہ منصوب لاتے ہین جیسا کہ الیوم اور الساعۃ مین بھی اسی طرح عمل مین آتا ہے جئت بالحق یعنی لایا تو بات درست کہ فی الحقیقۃ سبب پیدا کرنے اس صفت کا اُسمین بھی ہے اور اب تردد ہمارا بالکل دُور ہوا اس واسطے کہ فیضان حیات کا عالم غیب سے سب حیوانون مین اوّل اوپر روح حیوانی کے ہوتا ہے اور بواسطہ اُس روح کے اثر حیات کا تمام بدن کے اجزا گوشت اور پوست وغیرہ مین پہنچتا ہے اور حیوانات دو قسم کے ہین وحشی اور اہلی حیات وحشیون کی متعدی نہین یعنی دوسرے طرف پہنچے بلکہ اُنہین کی ذات کو لازم ہے اثر حیات اُنکے کا طرف انسان کی کہ اُس سے نفرت رکھتے ہین اور بھاگتے ہین یا درپے مارنے آدمی کے ہوتے ہین کس طرح پہنچے پس حق حیات کہ فیض اُسکا انسان کو پہنچے اور اُسکو زندہ کرے نہین ہوسکتی مگر حیات جانور اہلی کی اور اہلی جانورون مین سے جسنے کہ حیات غیبی بعضی صورتون مین بغیر اسباب ظاہری مثل نطفہ پڑنے اور تربیت رحم کے قبول کی ہے ہماری نظر مین گاؤ کا بدن ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت مین بچھڑا۔ سامری کا بسبب ڈالنے خاک سم گھوڑے جبرئیل علیہ السّلام کے زندہ اور بولنے والا ہوگیا تھا پس زندہ کرنا مُردہ ہمارے کا بواسطہ ایسی حیات کے کہ گاؤ کے بدن پر فائض ہوئی ہے موافق حکمت الٰہی کے ہے پھر وہ گاؤ کہ آدمیون کے استعمال مین آتی ہین۔ اور اُنکے بدنون مین پکڑنے اور ذلیل کرنے اور سوراخ کرنے اور داغ وغیرہ سے تصرف کرتے ہین اور اپنے کامون مین دوڑاتے ہین اس سبب سے صرف حیات غیبیہ اپنے پر نہین رہتی ہین اور روح حیوانی اُنکی اُس صفائی اور قوت پر نہین رہتی ہے تاکہ بے پردہ وسیلہ زندہ کرنے میت کا ہو مگر جوتنے اور کھینچنے وغیرہ کے پردہ مین کہ اناج وغیرہ کی پیدائش مین اُنکو دخل ہے اور ظاہر سامان حیات غیبیہ کے ہین روح حیوانی اپنی صفائی اور قوت پر باقی رہیگی اور بھی ایسی گاؤ کہ زرد رنگ صاف بے داغ اور خدمت آدمیون اور حقارت اور ذلیل کرنے اُنکے سے ہو

ثم بعثنٰکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون ۝ وظللنا علیکم الغمام وانزلنا علیکم المن والسلوٰی کلوا من طیبٰت ما رزقنٰکم وما ظلمونا ولٰکن کانوا انفسہم یظلمون ۝

اور معزز ہو گی اس عزت کی جہت سے کہ کسی کے زیر حکم نہین ہوئے کمال مشابہت اسکو ساتھ گوسالہ
سامری کے پیدا ہوئی کہ اسکو خالص زر سے بنایا تھا اور کمال تعظیم ور توقیر سے نگاہ رکھا تھا
اور وہ گوسالہ ہمارے سامنے گویا ہوا تھا اور آثار حیات غیبیہ کے اُس سے ظاہر ہوتے تھے پس موافق
اس قضیہ کے کہ حکم المثلین واحد یعنے حکم دو مثلون کا ایک ہوتا ہے ظاہر ہونا
اس اثر کا یعنی زندہ ہو جانا میت کا اسکے واسطے سے ذہن مین بیٹھ گیا اور اگر کوئی کہے کہ
حیات انسانی کو ساتھ حیات انسانی کے مناسبت زیادہ ہے بہ نسبت مناسبت حیات
حیوانی کے ساتھ حیات انسانی کے پس زندہ کرنا اس میت کا اس طرح کیون نہ کیا کہ کسی
آدمی کو اس میت کے بدن سے لگا دیتے کہتے ہین کہ ہم لگانا اجزا آدمی یا اور حیوان کا کسی
میت کے بدن سے سبب زندہ کرنے اُس میت کا نہین ہو سکتا ہے مگر اس طرح کہ اس زندہ
کی روح نکل کر مردہ کے بدن مین چلی آوے پس اس صورت مین ایک آدمی کے جلانے سے
دوسرا آدمی مریگا اور اس کی ایسی مثل ہو جاویگی کہ بنی قصرا وھدم مصرا یعنے بنایا ایک
محل اور گرایا ایک شہر اس واسطے کہ مارنا انسان کا بےوجہ شرعی کے کسی طرح روا نہین اور
حیوان کے مار ڈالنے سے بسبب ذبح کرنے اوسکے کے ساتھ نام خدا کے کچھ قباحت نہین بلکہ ایک
قسم کی عبادت ہے اور جبکہ نقل کرنا حیات انسانی کا ساتھ حکم شرع کے متعذر ہوا لاچار انتقال
حیات اُس حیوان کا کیا گیا کہ انسان کے ساتھ کمال مشابہت رکھتا ہے بیچ قبول حیات
کے عالم غیب سے کہ مدت حمل اُسکے کی برابر مدت حمل انسان کے ہے اور اسی سبب سے ہی
کہ دودھ اُس کا سب دودھون سے بہتر ہوتا ہے اور مدت حمل کی برابر ہونے سے یہہ
بھی معلوم ہوا کہ اُسکی روح بھی اُتنے دنون مین پڑتی ہے جتنے دنون مین انسان کی روح پڑتی
ہے اور بدن اوسکا بھی اُتنے ہی دنون مین پورا ہوتا ہے القصہ جب بنی اسرائیل کو بقدر فہم
اور استعداد اپنی کے اطلاع اوپر وجوہ حکمت الٰہی کے اس امر مین حاصل ہوئی بیچ
تلاش ایسی گاؤ کے کہ جسمین یہ صفتین ہون سرگرم ہوئے اور جستجو کرنے لگے اتفاقا ایک
گاؤ کہ ایسی صفتون کے ساتھ موصوف ہے یعنی فقط ایک گاؤ تھی کسی نواح مین اور قصہ اُس گاؤ
کا یہ تھا کہ بنی اسرائیل کے اندر ایک مرد بہت نیکبخت تھا اور اسکے ایک لڑکا تھا صغیر اور اُس مرد

صالح کے پاس بسبب حوادث زمانے کے سوائے ایک بچھڑے گاؤ کے کوئی چیز مال کی جنس سے
باقی نرہی تھی) اُس بچھڑے کو پکڑ کر اور مُہر اُسکی گردن پر لگا کر ساتھ نام خدا ابراہیم اور اسمٰعیل اور
اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے تبرک پکڑ کے جنگل مین چھوڑ دیا اور کہا کہ یا رب خدایا مینے اس بچھڑے کو
اپنے بیٹے کے واسطے تیرے پاس امانت چھوڑا ہے جبتک کہ میرا بیٹا بڑا ہو اور یہ بچھڑا اس کے
کام مین آوے بعد اُسکے وہ شخص مرگیا اور وہ بچھڑا اُس جنگل مین چرتا تھا اور درختون کے پتون سے
پرورش پاتا تھا اور بسبب عنایت الٰہی کے آفت درندون کی سے محفوظ رہتا تھا اور جسوقت
جنگل سے آتا تھا اور کوئی شخص آدمیون مین سے اُسکو دیکھتا تھا اور ارادہ پکڑنے کا کرتا ایسا بھاگتا اور
چھپ جاتا کہ ہرگز کسی کے ہاتھ نہ آتا جب یہ لڑکا بڑا ہوا موافق باپ اپنے کے بیچ کمال نیکی
اور تقوی کے مستعد ہوا رات کو تین حصہ کرتا تھا ایک حصہ اپنی مان کے پاس بیٹھتا تھا اور خدمت
اُسکی کرتا اور ایک حصہ سوتا تھا اور ایک حصہ مین نماز پڑہتا تھا اور جب صبح ہوتی تھی رسی
اور کہاڑا لیکر جنگل کا راستہ لیتا اور لکڑیان بہت ساری باندھ کر لاتا اور شام کے وقت بازار
مین بیچتا اور قیمت اُن لکڑیون کی بھی تین حصے کرتا ایک حصہ خدا کے واسطے دیتا اور ایک حصہ آپ
کھاتا اور ایک حصہ اپنی مان کے پاس چھوڑتا اور ایک مدت اُسی کام مین مشغول رہا یہان تک کہ اوسکی
مان نے اُس سے کہا کہ تیرا باپ واسطے تیرے ایک بچھڑا جنگل مین چھوڑ گیا تھا اور ساتھ نام خدا کے
ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب کے امانت رکھ گیا تھا۔ اب وہ بچھڑا جوان ہوا
ہوگا نہ اوسمین شوخی ہے مثل نوجوانون جانورون کی اور نہ ضعف ہے مانند بوڑھے جانورونکی
چاہیئے کہ اُس بچھڑے کو اُس جنگل مین سے لاکر لکڑیان کہ جنگل سے لاتا ہے اُس پر لادکر
لایا کر تاکہ پیٹھ تیری ہر روز لکڑیان لاتے لاتے زخمی نہو جاوے اس لڑکے نے کہا کہ علامت اُس
بچھڑے کی کیا ہے مبادا مین اُس جنگل مین جاؤن اور کسی غیر شخص کی گاؤ پکڑ لاؤن اور وہ مجکو
حلال نہو اُسکی مان نے کہا علامت اسکی یہ ہے کہ رنگ اوسکا صاف زرد ہے چمکتا ہوا اگر
کوئی اوسکو دور سے دیکھے ایسا خیال کرے کہ شعاع آفتاب کی اُس کے پوست مین سے
نکلتی ہے اور اسی واسطے ہمنے نام اُسکا زرین رکھا تھا لڑکے نے کہا اب تک بھی مین نے یقیناً
اُس بچھڑے کو نہین پہچانا مبادا کہین دوسرا گاؤ بھی اس رنگت کا اور کسی کا اُس

جنگل مین چرتا ہوا اُسکی ماں نے کہا کہ دوسری نشانی اس گاؤ کی یہ ہی کہ آدمی کو دیکھکر بھاگتی ہے اور ہرگز
تابعدار نہین ہوتی ہے اور پاس نہین آتی ہے جب اُسکو دور سے دیکھے تو اس طرح تُکارکر یوں
کہے اے گاؤ بنام خداے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کی فرمانبردار
ہو اور میرے پاس آ لڑکا یہ علامت معلوم کرکے اُس جنگل کیطرف روانہ ہوا دیکھا کہ
ایک گاؤ ویسی ہی جنگل مین چرتی ہے اس لڑکے نے اسیطرح سے کہ ماں نے اُسکو تعلیم کیا تھا آواز
دی وہ گاؤ چراگاہ کو چھوڑکر پاس اس لڑکے کے آکر کھڑی ہوئی اُس لڑکے کو اُسکی ماں نے وصیت
کی تھی کہ تو گردن اُس گاؤ کی پکڑکر کھینچکر لانا اور اُسکے اوپر سوار نہ ہونا تاکہ انسان کے تصرف
مین نہ آوے اور مستعمل نہووے کہ مبادا بسبب استعمال آدمی کے برکت اُسکی جاتی رہی لڑکا موافق
وصیت والدہ اپنے گردن اُسکی پکڑکر کھینچنے لگا وہ گاؤ اللہ کے حکم سے بولنے لگی اور کہا اے جوان
نیکبخت میرے اوپر سوار ہو تاکہ آسانی سے اپنے گھر پہنچے تو کہ یہان سے گھر تیرا ایکدن کا رستہ ہے
اس لڑکے نے کہا کہ والدہ میری نے تیرے اوپر سواری کا مجھکو حکم نہین دیا ہی بلکہ کہا ہی کہ گردن اُسکی
کھینچکر لائیو گاؤ نے کہا کہ آفرین باد اور شاباش مین تیری آزمائش کرتی تھی اگر تو میرے اوپر
سوار ہوتا تجھکو اپنی پیٹھ پر سے ڈال کر بھاگ جاتی یہ فرمانبرداری میری اس سبب سے ہے
کہ تو اپنی والدہ کے ساتھ احسان کرتا ہی اور اُسکی عدول حکمی نہین کرتا ہی درمیان اس راہ کے
ابلیس لعین ایک مسافر کی شکل مین اس لڑکے کے ساتھ ملا اور کہا اے جوان تو بہت نیکبخت
معلوم ہوتا ہے اور مجھکو ایک حادثہ درپیش آیا اس مشکل مین میری مدد کر اس طرف پہاڑ
کے ایک قطار گاؤن کی رکھتا ہون اور انکو چراتا تھا یکایک مجھکو خواہش قضاء حاجت کی
ہوئی اس پہاڑ مین قضاء حاجت کی واسطے گیا تھا اب میرے شکم مین درد اٹھا ہی کہ رستہ چلنے
سے حیران ہون چاہتا ہون کہ اپنے مال کی طرف جاؤن اگر تو فرمادے تو مین اس گاؤ پر سوار ہوکر جاؤن اور
اسکی مزدوری مین ایک گاؤ بہت عمدہ اپنے گاؤن مین سے چنکر تجھکو دونگا پس میرا بھی اس مین
نفع ہوگا اور تیرا بھی بہت نفع ہی اور کسی طرح سے تیرے گاؤ کو تکلیف نہین پہنچانے کا اس
لڑکے نے کہا کہ والدہ میری نے خود میرے سوار ہونے کو منع فرمایا ہے تیرے تئین کرا کیسے
کس طرح سوار کرون ابلیس نے کہا تیری ماکو کیا عقل ہی تجھکو چاہیے کہ اپنی عقل سے بھلائی برائی

ثم قست قلوبکم فرّ واذ قتلتم نفسا فادّارءتم فیها ذلک ہو ایک قتل کیا تم نے ایک جی کو واللہ مخرج ما کنتم تکتمون پھر ایک دوسرے پر دھرنے لگے اس کو اور اللہ کو نکالنا ہے جو تم چھپاتے تھے فقلنا اضربوہ ببعضها پھر ہم نے کہا مارو اس مردہ پر اس گائے کا ایک ٹکڑا کذلک یحی اللہ الموتی اسی طرح جلاویگا اللہ مردے ویریکم آیاتہ لعلکم تعقلون اور دکھاتا ہے تم کو اپنے نمونے شاید تم بوجھو

اس کام کی سوچ اور لینا نقع ہاتہ سے نہ کہوا اور نصیحت میری مان لی کہ سراسر خیر خواہی تیری کرتا ہون لڑکے
نے کہا کہ مین ہرگز نافرمانی والدہ اپنی کی نہین کرینگا اور شیطان نے پیچہا اُسکا یہانتک لیا
کہ وہ لڑکا عاجز ہوا اور آواز بلند سے کہا کہ اے خدا ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کے
اس خبیث بدذات کے ہاتہ سے مجکو نجات دے ابلیس نے جب آواز سُنی ایک جانور کی صورت
بنکر جلدی سے اُڑگیا اُس گاؤ نے اس جوان سے کہا کہ تجہہ جانتا ہے یہ کون تہا یہ ابلیس تہا
چاہتا تہا کہ کسی حیلہ سے میرے اوپر سوار ہوا اور بسبب اپنی سواری کے برکت میری دُور کرے
اور پھر تیرے کام مین نہ آؤن جبکہ نام خدا ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کا لیا تونے
اور فریاد کی تونے ایک فرشتہ واسطے دُور کرنے اس شیطان کے حاضر ہوا اور شیطان گھبراکر
اپنے تئین جانور کی صورت بناکر اُڑگیا القصہ شام کے وقت وہ جوان گاؤ کو پکڑکر روبروانی والدہ
کے لایا اور اسکو اُس حقیقت عجیب وردوبار بولنے گاؤ کے سے مطلع کیا اور اُسکی ما نے کہا کہ یہ گاؤ
ایسی نہین کہ اُسکو بوجہ لادنے مین ذلیل کرو اور ہم سے حق تعظیم اُسکا بجا نہ لایا جاوے گا بہتر یہ ہے
کہ اُس گاؤ کو بیچ ڈالین تاکہ اگر اور کوئی اس گاؤ کو خوبی سے نگاہ نہ رکھے گا تو وبال اُسکا اُسکی گردن
پر ہوگا اور تجہکو بھی چندروز لکڑیان بیچنے کی محنت سے فراغت حاصل ہوگی جب فجر ہوئی یہ
جوان گاؤ کو لیکر گھر سے نکلا اور نخاس کی طرف گیا اور اپنی ما سے پوچھا کہ کس قیمت کو اس گاؤ
کو فروخت کرون کہا قیمت اس گاؤ کی اس شہر مین اسوقت تین دینار ہین کہ قریب چودہ ماشہ
سونے خالص کے ہوتے تھے لیکن یہ گاؤ عجیب ہے اگر تجہسے کوئی اس قیمت کو خریدنی چاہے تو یہ شرط
اُس سے کرلیجیو کہ اگر والدہ میری اس قیمت پر رضی ہوگی تو دونگا والّا نہ دونگا اور ایک دفعہ بیچڈالیو
خدا تعالیٰ نے واسطے قیمت مقرر کرنے اُس گاؤ کے ایک فرشتہ کو بھیجا کہ رستہ مین اُس جوان
سے ملا اور کہا کہ اے جوان اس گاؤ کو کتنی قیمت کو بیچتا ہے تو جوان نے کہا تو کیا دیتا ہی فرشتہ
نے کہا کہ تین دینار جوان نے کہا بشرطیکہ والدہ میری رضی ہووے سات تین دینار کے فروخت
کرونگا فرشتہ نے کہا یہ شرط موقوف کر اور چھہ دینار مجہسے لے جوان نے کہا کہ چھہ دینار مین بھی یہی شرط ہی فرشتہ
نے کہا کہ بارہ دینار لے اور یہ شرط موقوف کر جوان نے کہا کہ اے عزیز اگر برابر اس گاؤ کے سونا خالص دیگا تو
بغیر مرضی اپنی والدہ کے اسکو نہین بیچنے کا تو عبث کس واسطے دردسری کرتا ہی فرشتہ نے کہا مین آدمی

نہین ہون فرشتہ ہون تیرے امتحان کے واسطے آیا تھا کہ کیسی اطاعت اپنی مان کی کرتا ہے تو اب
اس گاؤ کو اپنے گھر لیجا اور بازار مین کسیکو نہ دکھلا بنی اسرائیل کو ایک واقعہ درپیش ہوا ہے اور علاج
اوسکا موسیٰ عمران کی بیٹی سنے کہ پیغمبر اونکا ہے اس طرح فرمایا ہے کہ ایسی گاؤ ذبح کرو بنی اسرائیل
جستجو کرو اور تلاش ہین مین اور سوا ے گاؤ تیری کے کوئی گاؤ ساتھ ان صفتون کی متصف
نہین اگر بنی اسرائیل تجسے اس گاؤ کو طلب کرین ہرگز اونکے ہاتھ نہ بیچیو یہانتک کے سونا اس گاؤ
کے چمڑے مین بھر کر تیرے حوالہ نکرین کہ تمام عمر وجہ معیشت سے تجکو فراغت ہووے اور آدمی
جانین کہ جو کوئی عیال اپنے کو حوالہ خدا کے کرجاتا ہی خدا تعالی اس طرح پرورش کرتا ہی اور جو
کوئی مال اپنا خدا کے امانت مین چھوڑتا ہی خدا تعالی اسطرح اوسکو بڑھاتا ہے یہہ جوان اوس
گاؤ کو پکڑ کر اپنے گھر لایا اور تمام ماجرا اپنی مان کے سامنی ظاہر کیا رفتہ رفتہ اس گاؤ کی خبر
شہر مین مشہور ہوئی اور بنی اسرائیل اوسکے خریدنے کیواسطے اوسکے گھر پر جمع ہوئے اور قیمت اوس
گاؤ کی بڑھانے لگے وہ جوان اور مان اوسکی راضی نہوتے تھے یہانتک کے یہ بات مقرر ہوئی کہ اوس
گاؤ کا چمڑا بعد ذبح کرنے اور جدا کرنیکے سونیسے بھر کر اونکی حوالہ کرین اوس جوان اور اوسکی مان نے
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ضامن لیکر گاؤ کو بنی اسرائیل کے ہاتھ مین سونپا فَذَبَحُوهَا یعنی پس
ذبح کیا بنی اسرائیل نے اوس گاؤ کو اور ذبح عبارت ہی کاٹنے گلے کے سے ٹھوڑی کے پاس سے
اور بکری اور گائی اور بھینس وغیرہ مین یون ہی مسنون ہی اور نحر کہتے ہین کاٹنا گلے کا سینہ کے
پاس سے اور منظور دونون مین کاٹنا حلقوم اور مری اور شہ رگون کا ہے لیکن گردن اونٹ کے
لمبی ہوتی ہی اگر اوپر کیطرف سے اوسکا گلا کاٹین دیر مین جان اوسکی نکلے اور تکلیف ہو
اسواسطے کہ مکان خون کی کہ سواری روح حیوانی کی ہی دل اور جگر اور اوسکے گرداگرد مین ہین
اسیواسطے اونٹ کی اندر نحر آیا ہی اور اگر اونٹ کو بھی کوئی اوپر کیطرف سے ذبح کرلی جائز ہی جیسا
کہ بکری اور گاؤ کا نحر بھی جائز ہی لیکن ترک اولی اور غیر مستحب ہے وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ یعنی اور
نزدیک تھے بنی اسرائیل کہ اس کام کو کرین اسواسطے کہ سوال پر سوال واسطے طلب کرنے بیان
خصوصیتون اوس گاؤ کی لاتے تھے یہانتک کے سلسلہ اونکی تفتیش کا منقطع نہوتا تھا اور نیز
بھی بسبب گرانی قیمت اس گاؤ کے خرچ کرنے اسقدر زر کثیر کی تحمل کرتے تھے اور اس بات سے

بھی ڈرتے تھے کہ مبادا مقتول بعد زندہ ہونے کے کسی کا نام لیوے اور سبب رسوائی کا ہو اور قصاص
لینا اوس سے دشوار ہو لیکن حق تعالی نے اون سے جاروناچار یہ کام کروایا اور اگر بنی اسرائیل کہین
کہ اسلاف ہمارے نے اس معاملہ مین وحی الہی سے روگردانی نہین کی بلکہ جب حضرت موسی نے
قاتل کے ظاہر ہونیکے واسطے ذبح کرنا گاؤ کا ٹھیرایا اور ظاہر مین ان مین کچھہ مناسبت نتھی تعجب
کی راہ سے اتنا اونہون نے توقف کیا اگر پہلے ہی سے حضرت موسی علیہ السلام قاتل کو معین
کردیتے اسلاف ہمارے ہرگز اعتراض نکرتے کہتے ہین ہم کہ یہ سب غلط ہے بلکہ اسلاف اور بزرگ تمہارے
ابتدا قصہ سے اقرار وحی الہی کا کرتے تھے اور شبہات کو بعید جانتے تھے کہ حضرت موسی علیہ السلام کو بسبب
وحی کے اس امر غیب پر اطلاع ہوگی والا ایک دوسرے پر تہمت خون کے نڈالتے اور قاتل خود اقرار
کرتا اور اگر اسکو یقین نہین رکھتے ہو تو پس یاد کرو تم سچے قصہ کو وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا یعنی اور یاد
کرو تم اوس وقت کو کہ مار ڈالا تمنے ایک جان کو کہ نام اوسکا عامیل تھا اور ہرچند کہ مارنے والا
ایک شخص تم مین سے تھا لیکن جب یہ قتل درمیان تمہارے واقع ہوا اور تحقیق قاتل کے سعی تمنے
سستی کی گویا تم سب شریک قتل کے ہوئے اور کاش ایک ہی گناہ قتل کا تمہارے اندر ہوتا لیکن
تمنے اور گناہ بھی اوسکے اوپر زیادہ کیا فَادّٰرَءْتُمْ فِیْھَا یعنی پس تم ایک دوسرے پر ڈالتے تھے
اور ہر شخص کہتا تھا کہ فلانے نے یہ کام کیا ہے مینے نہین کیا اور اصل اس صیغہ کی تدارأتم ہے
تا کو دال مین ادغام کیا اور احتیاج ہمزہ وصل کی پڑی تدارأ بمعنی تدافع کے ہے یعنی ایکدوسرے
کو دفع کرے اور ترچ کوے اور پہاڑ کے ڈالے پس یہ تدارء گناہ دوسرا ہوا کہ تہمت ناحق آپسمین
کرتے تھے اور دلیل سبات کی ہوئی کہ تمہارے تئین وحی آینکا طرف حضرت موسی علیہ السلام کے یقین
کامل نہین تھا اور اطلاع ہوجانے قاتل کی اونکے تئین غیب کے طرف سے بعید جانتے تھے وَاللّٰہُ مُخْرِجٌ
یعنے اور خدا تعالی باہر لانیوالا ہے پردہ پوشیدگی سے مَا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ یعنی اوس چیز کو کہ تم
چھپاتے تھے یعنی حال قاتل اور نفاق اور سستی یقین اپنی کی اور اسی واسطے حضرت موسی علیہ السلام
کو نہ فرمایا کہ نام قاتل کا بیان کرین کہ مبادا تم تکذیب کرو اور قاتل جھوٹی قسم کھاوے کہ
مینے نہین مارا ہے پس پھر مقدمہ پردہ مین رہے اور عادت الہی اس طرح سے جاری ہے کہ
جب کوئی بندہ اوسکے بندون مین سے کسی چیز پر ہمیشگی کرتا ہے خواہ وہ چیز نیک ہو یا بد البتہ

وَاِذِ اسْتَسْقٰی مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ

اسکو حق تعالی آدمیون پر ظاہر کر دیتا ہی اور حال اُسکا پوشیدہ نہین رکھتا بخلاف اسکے کہ ایک
دو بار بندہ سے کوئی تقصیر سرزد ہووے اور اُسکے اوپر ندامت کرے اور اُسکے چھپانے
مین کوشش کرے کہ حق تعالی بھی اُسکو اپنی رحمت سے پوشیدہ رکھتا ہی اور پردہ دری
اُسکی نہین کرتا ہی بیچ مستدرک حاکم کے ساتہ سند صحیح کے ابو سعید خدری سے روایت آئی ہی کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم فرماتے تھے لو ان رجلا عمل عملا فی صخرۃ صماء لا باب لہا و
لا کوۃ خرج عملہ الی الناس کائنا ما کان حاصل اس حدیث کا یہ ہی کہ اگر کوئی پتھر کے اندر کہ
اسمین کوئی دروازہ ہو اور نہ سوراخ ہو کچھ عمل کرے وہ عمل بھی اُسکا آدمیون پر ظاہر ہو جاتا
ہی کوئی عمل ہووے اور بیہقی نے حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ سریرۃ صالحۃ او سیئۃ اظہر اللہ
علیہ رداء یعرف بہ اور کہا بیہقی نے والموقوف اصح یعنی اور موقوف حدیث صحیح ہوتی ہی اور ابو الشیخ نے
ساتہ سند ضعیف کے انس بن مالک رض سے روایت کی ہی کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے یارون سے فرمایا کہ مومن کون ہی عرض کی کہ خدا اور رسول اُسکا بہتر جانتا ہی
فرمایا مومن وہ ہی کہ حق تعالی اُسکو اس جہان سے نہین لیجاتا ہی یہانتک کہ خدائے تعالی
کانون اُسکے کو بھر دیتا ہی اُس ثنا اور صفت سے کہ پسند اُسکی ہی اور اگر کوئی بندہ خدا کی
بندون مین سے عمل تقوی کا بجا لاوے ایسے گھر کے اندر کہ ستر گھرون کے اندر ہو اور ہر
گھر کا دروازہ لوہے کا ہو البتہ اُس بندی کو حق تعالی چادر عمل اُسکی کی پہناتا ہی یہانتک کہ
لوگ اُسکے عمل کو بیان کرتے ہین اور جسقدر وہ کرتا ہی اُس سے زیادہ اُسکی طرف نسبت
کرتے ہین صحابہ رض نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ظاہر ہونا اور مشہور ہونا عمل اُسکے کا بدلہ اُسکے تقوی
کا ہو گیا زیادتی کی کیا وجہ ہی فرمایا کہ مرد متقی اگر قدرت پاوے اپنے مقدور سے زیادہ عمل کری حق تعالی
اُسکو اس نیت کے بدلے مین زیادتی شہرت کی عطا فرماتا ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ فاجر اور بدبخت کون ہی صحابہ رض نے کہا خدا اور رسول بہتر جانتے ہین فرمایا کہ فاجر وہ ہی کہ
بیشتر اس جہان کے جانے سے بدی اپنی کانون اپنے سے سُنے گا اگر کوئی بندہ خدا کے
بندون مین سے ایسے گھر مین کہ ستر گھرون کے اندر ہو اور ہر ہر گھر پر لوہے کا دروازہ

بند کیا ہوا اور برا کام کرے البتہ حق تعالی چادر عمل اسکے کی اسکو پہناتا ہی تا کہ آدمی اس عمل کو ذکر ین
اور زیادہ اس سے کہ جس قدر کرتا ہی اسکی طرف نسبت کرین صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
اسجگہ وجہ زیادہ برائی کی کیا ہی فرمایا مرد فاجر مستعد اسکا ہوتا ہی کہ اگر مقدور پاوے فسق اور برائی
زیادہ کرے حق تعالی اسی نیت کے بدلے مین یہ زیادہ گوئی کرواتا ہے باقی رہا اسجگہہ
ایک سوال مشہور نحوی اور وہ یہ ہے کہ مخرج صیغہ اسم فاعل کا ہی اور ما کنتم تکتمون مین
اسنے عمل کیا ہی یعنی منصوب کیا ہی اوپر مفعولیت کے حالانکہ بمعنی ماضی کے ہی سواسطے
کہ اخراج مکتومات بنی اسرائیل کو خصوصاً بیچ مقدمہ قتل عامیل مذکور کے ہزاروں برس
گزرے اور اسم فاعل کے عمل کی یہ شرط ہی کہ حال یا استقبال کے معنی اسمین ہون
اسجگہ بغیر موجود ہونے شرط کے کسواسطے عمل کیا جواب اسکا یہ ہی کہ نکالنا اور ظاہر کرنا
مکتومات بنی اسرائیل کا ہر چند کہ وقت خطاب کی نسبت سے ماضی ہی لیکن بہ نسبت
وقت تدافع اور اختلاف کے مستقبل ہے اور معنی استقبال کا ہونا کہ بسبب اسکے عمل اسم فاعل کا صحیح
ہو جاوے بہ نسبت وقت خطاب کے ضرور نہین بلکہ بہ نسبت وقت اس واقعہ کے کہ پہلے ہو چکا ہے
درکار ہے لیکن اس جواب پر ایک اور سوال وارد ہوتا ہی کہ جملہ واللہ مخرج کا حال ہی فادارأتم
کی ضمیر سے پس مضمون اس جملہ کا چاہیئے کہ تدافع اور اختلاف کے وقت موجود ہو اور مقارن
اسکے ہو نہ بعد اسکے اور بلا شک اخراج مکتومات کا وقت تدافع اور اختلاف کے نتھا بلکہ بعد
اسکے ہوا جواب اسکا یہ ہی کہ یہ جملہ حال مقدرہ ہی جیسا کہ جاءنی زید معہ صفراء ہو
صائدا بہ غدا اور مختصر کلام یہ ہی کہ خطاب کے وقت حکایت اسچیز کی کرتے ہین کہ تدارؤ اور
تدافع کی نسبت سے مستقبل تھے جیسا کہ بیچ آیت وکلبھم باسط ذراعیہ بالوصید کے
حکایت حال کے فرماتے ہین اور یہ بھی احتمال ہی کہ یہ جملہ معترضہ ہو پس اشکال وارد نہین
ہوتا ہی القصہ واسطے ظاہر کرنے قاتل کے ہمنے تمکو حکم کیا ساتھ ذبح کرنے گاؤ کے اور
جب ذبح گاؤ ہو گیا فقلنا اضربوہ یعنی پس کہا ہمنے کہ مارو تم اس نفس مقتول کو اور مذکر
لانا ضمیر کا باعتبار قتیل کے ہی اور نکتہ نہ لانے ضمیر مؤنث کے کہ ظاہر لفظ نفس کا چاہتا ہے
یہ ہے کہ مارنا نفس کا کہ بدن میت سے جدا ہی ممکن نہین پس اگر اضربوھا فرماتے

ظاہر مین تکلیف مالایطاق اور حاجت تاویل کی پڑتی بخلاف قتل کے کہ باعث مذمت اور
عذاب کا وہی قتل ہے کہ نفس کے اوپر ہوا ہی اور اوسی قتل نے تعلق اوس نفس کا بدن سے دور
کیا ہی بلکہ حقیقت مین یہی قتل ہے اور پس ببعضہا یعنی کسی عضو کے ساتہ اوس گاؤ کے عضا
مین سے تاکہ زندہ ہوجاوے اور اپنے قاتل کے خبر دے اور اوس سے قصاص طلب کرے ہی اور اِس مین
اختلاف ہی کہ وہ کونسا عضو تہا بعضے کہتے ہین کہ زبان اوس گاؤ کی تہی اسواسطے کہ منظور زندہ
کرنے اوس میت کے سے محض بلانا اوس مردہ کا تہا اور یہ بات زبان کے ساتہ بہت مناسب ہے
اور بعضون نے کہا ہی کہ عجب الذنب ہی اور عجب الذنب ایک ہڈی کا نام ہے کہ جانورون کی دم
پیدا ہوتی ہی اسیواسطے. حدیث شریف مین آیا ہے کہ حشر تک تمام بدن آدمی اور حیوانون کے
گل جاوینگے اور چورا چورا ہوجاوینگے مگر یہ ہڈی باقی رہیگی اور اسی ہڈی سے مردون کا
نیا بدن بنانا شروع کرینگے اور اصل بدن کی یہی ہڈی ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ داہنی ران
اوس گاؤ کی تہی کہ حرکت اکثر اوسی طرف سے شروع ہوتی ہے اور بعضون نے کہا ہی کہ دونو شانون کے
درمیان مین ایک ٹکڑا گوشت کا تہا کہ اکثر جگہ رہنے روح حیوانی کی قلب اور جگر مین منتشر ہے وہی ہے
اور صحیح یہ ہے کہ کوئی ٹکڑا مقرر نہتا بلکہ اونکو اختیار تہا کہ جس ٹکڑیکو مارین حقتعالی وقت مارنے
اوسکے کی اوپر بدن مردہ کے اوسکو زندہ کرے لیکن جسوقت کہ اوس گاؤ کو ذبح کیا کسی نے زبانکو
اور کسینے ران کو اور کسینے اور ٹکڑے کو مارا ہو نقل کرنیوالون نے ان سبکو نقل کیا اور جانا کہ یہ سب
اللہ کے حکم سے تہا القصہ بنی اسرائیل نے بعد ذبح کرنے گاؤ کے اوس مردہ کو ساتہ اعضا اوسکی کے
مارا اور وہ زندہ ہوا اور کہڑا ہوا اور اوسکی حلق کے رگون مین سے فوارہ کی مانند خون اُبلتا تہا اور اپنے
مارنیوالے کا نام بتادیا کہ فلانے نے میرے تئین مارا ہی تاکہ میرے مال کا وارث ہو حضرت موسی نے
اوس قاتل سے اقرار کروایا اور بعد اقرار کے اوس سے قصاص اوسکا لیا اور اوسیوقت سے حکم شریعت
کا ایسا ہوگیا کہ قاتل میراث مقتول کے سے محروم رہے گو آپس مین باپ بیٹے ہون یا بھائی بھائی ہون
یا اور طرح کی قرابت ہو حدیث شریف مین آیا ہی کہ ما ورث قاتل بعد صاحب البقرۃ یعنی نہیں وارث ہوا
کوئی قاتل بعد صاحب بقرہ کے باقی رہا اس جگہ ایک سوال جواب طلب اور وہ یہہ ہی کہ ذکر اقرار کروانے
حضرت موسی علیہ السلام کا قاتل سے حدیثون مین نہین آیا ہے اور مقتول کے کہنے سے

قصاص لے نہیں سکتے اکثر اہل فقہ نے جواب اس سوال کا اس طرح دیا ہے کہ جب مقتول بعد مرنیکے زندہ ہوا تھا اور حال برزخ اور نمونہ عذاب آخرت کا دیکھکر آیا قول اوسکا برابر دو گواہون معتبر کے بلکہ اوس سے بڑھ کر ہوگیا البتہ جب تک کہ مقتول نہین مرا ہے اور حال برزخ کا اوس نے نہین دیکھا احتمال صدق اور کذب کا اوسکے کلام مین پایا جاتا ہے اور کہنا اوسکا بیچ معین کرنے قاتل کے معتبر نہین ہوتا ہے لیکن موافق قاعدہ کلامیہ کے اس جواب مین خدشہ قوی ہے اس واسطے کہ اہل کلام نے معجزات کی بحث مین ایسی تقریر کی ہے کہ اگر پیغمبر کی دعا سے مردہ زندہ ہوا اور اوپر حق ہونے نبوت اوس پیغمبر کے گواہی دیوے یا تکذیب اوس پیغمبر کی کرے معتبر نہین بلکہ معجزہ اوس پیغمبر کا فقط زندہ کرنا میت کا ہے گواہی اوسکی خواہ موافق دعوی نبوت کے ہو یا مخالف اوسکے دخل نہین اسواسطے کہ میت جسوقت زندہ ہوئی عقل اور شعور اور خیال اور وہم انسانی کہ محل خطا کا معرفت کے بیچ مین ہے حاصل ہوا اور حکم اوسکا حکم اور آدمیونکا ہے کہ گواہی اونکی کام نہین آتی ہے اور اگر کوئی جانور یا پتھر یا درخت پیغمبر کی دعا سے بولنے لگے اور گواہی اوپر حقیت دعوی نبوت اوسکے دیوے معتبر ہے اور اگر تکذیب کرے تو بھی معتبر ہے اور نبوت کے دعوی کرنیوالے کی اسکے اہانت ہوجاویگی جیسیکہ اہانت مسیلمہ کذاب وغیرہ کی ہوئی تھی اسواسطے کہ کلام جمادات اور حیوانات کے خیال اور وہم کی بناوٹ سے نہین بلکہ کلام انکے کلام غیبی ہین احتمال صدق اور کذب کی اوس مین گنجایش نہین پس موافق اس قاعدہ کے چاہئے کہ کلام مردہ کے بعد حیات کے محتمل صدق اور کذب کے ہوان کہ جھوٹ اور بناوٹ بیچ کلام کے شیوہ انسان کا ہے اور کہنا اوسکا بیچ تعیین قاتل کے معتبر نہوگا جب تک خود قاتل اقرار نکرے پس جواب صحیح یہ ہے کہ جب حق تعالی نے اونکو واسطے ذبح بقرہ کے امر فرمایا کہ بسبب مارنے بعض اعضا اوسکے کے مردہ زندہ ہوجاویگا اور حال قاتل کے سے خبر دیگا پس حقیقت مین گواہی اور سچا ہونے اس مردہ خالص کے اللہ کیطرف سے ثابت ہوئے اسیواسطے اوس مقتول کے کہنے سے قصاص لینا قاتل سے درست ہوا اور کچھ حاجت اقرار قاتل کے نہین اور اور مردونکو اسپر قیاس نکرنا چاہئے کہ اسکا صدق نص سے ثابت ہوا خاص کر اس خبر مین گواہ التزاما ہوئے اور اس جواب کی حاجت اوسوقت ہے کہ بعد دیکھنے اس معجزہ روشن اور حال ہولناک کی قاتل نے خود اقرار نکیا ہو اور یہ بات بعید معلوم ہوتی ہے ظن غالب یہہ ہے کہ

فادع لنا ربک یخرج لنا مما تنبت الارض من بقلہا وقثائہا وفومہا وعدسہا وبصلہا قال اتستبدلون الذی ہو ادنی بالذی ہو خیر اہبطوا مصرا فان لکم ما سالتم

یہ ہی کہ قاتل نے بھی اقرار یا سکوت کہ قائم مقام اقرار کے ہی کیا ہو اور حدیث مین آیا ہی کہ بیچ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک لڑکی انصار مین کی کہ زیور چاندی کا گلے اور ہاتھون اور پانون مین پہنے ہوئے تھی کھیلنے کیواسطے باہر چلی گئی ایک یہودی مردود نے جنگل مین اُسکو مار ڈالا اور زیور اُسکا لیگیا جب اُسکے وارثون کو خبر ہوئی تگ و دَو کر کے اُس لڑکے کو پایا اور ابھی کچھہ رمق اُسمین باقی تھی کہ روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسکو لائے آنحضرت نے فرمایا کہ محلہ والون کا نام اُسکے سامنے لیتے جاؤ کہ فلانے نے تجکو مارا ہی یا فلانے نے یہانتک کہ نام اُس یہودی کا لیا سر اُسکا ہلا اور اشارہ کیا کہ اُسنے مارا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس یہودی کو بُلا کر قصاص لیا اور بعضی روایتون مین آیا ہی کہ اُس یہودی نے بھی اقرار کیا پس احتمال ہی کہ اُس قاتل نے جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قصاص لیا تھا اُسنے بھی اقرار کیا ہو اور بعضی روایتون مین ذکر اقرار اُسکے کا ساقط ہوا اب حکم اس مسئلہ کا معلوم کرنا چاہیئے اور شریعت حضرت موسیٰ کی بھی اس حکم مین مطابق اسی شریعت کے ہی چنانچہ توریت مقدسہ سے یہی بات سمجھی جاتی ہی اگر مُردہ کہ نشان قتل و زخم کا اُسمین پایا جاتا ہی اور کسی جگہ پڑا ہوا ہی اور قاتل اُسکا معلوم نہووے نزدیک امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اُس محلہ والون یا اُس گانو والون سے جسمین وہ مقتول پڑا ہوا ہی اور اگر جنگل مین پڑا ہوا ہی جو گانو کہ قریب اُسکے ہو پچاس نیکبخت آدمی معتبر کو خدا کی قسم دینی چاہیئے کہ ہمنے نہین مارا ہی اس مقتول کو اور نہ اُسکے قاتل کی ہمکو خبر ہی اگر اُنہون نے قسم کھائی تمام اُن محلہ والون یا گانو والون سے دیت لینی چاہیئے اور اُنکو چھوڑ دین اور اگر قسم کھانے سے اُنھون نے انکار کیا اُنکو قید رکھنا چاہیئے تاکہ قسم کھاوین یا قاتل کا تحقیق کر کے نشان دیوین کہ اسقدر جماعت کثیر ایک محلہ یا ایک گانو کے ایسے واقعہ سے کہ اُس محلہ یا گانو مین ہو جاوے بیخبر نہین رہ سکتی اور امام شافعی رح کے نزدیک اسمین تفصیل ہے اگر تہمت قتل کے اوپر جماعت اُس محلہ یا گانو کی ہو اسطرح سے کہ ظن غالب حکم کرتا ہی کہ اُنہون نے مارا ہی جیسا کہ کوئی جماعت گھر مین یا جنگل مین جمع تھی بعد اُسکے متفرق ہوئی اور ایک کو مار کر چھوڑ گئی یا گانو والے اس مقتول سے عداوت رکھتی تھی اور عداوت اُنکی اُسکے ساتھ مشہور تھی پس مقتول کے ولیون کو کہنا چاہئے کہ پچاس آدمی اس جماعت مین سے ایک ایک

کا نام لیکر قسم کھاوین کہ فلانا قاتل اُس شخص کا ہی اور بعد قسم کھانے اُنکی کے اُس شخص کے مال سے دیت دلائی جاوے اور قصاص نہین اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ کہتے ہین کہ اگر دعوی کرنیوالے خون کے قتل عمد کو قسم کھانے سے ثابت کرین قصاص لینا چاہیے اور اگر تہمت ہو لیں تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اُن محلہ والون یا اُس گانوُن والون سے قسمین لیکر اور دیت لواکر خلاص کرنا چاہیے القصہ حق تعالی نے بعد حکم کرنے کے واسطے ذبح گاوٴ کے اور مارنے بعض اعضا اُسکے میت کے ساتھ اور زندہ ہونے اُس مردے کے اور خبر دینی اُسکی کے قاتل اپنے کی اور پھر مرجانے اُسکے کی بنی اسرائیل کی گروہ کو فرمایا کَذٰلِكَ يُحْيِي اللّٰهُ الْمَوْتٰى یعنی جیسا کہ اس مُردے کو محض اپنی قدرت سے روبرو تمہارے زندہ کیا اور کلام اُسکے سُنے تمنے ویسے ہی زندہ کریگا اللہ مردون کو نزدیک نفخ صور کے نہ بسبب اُس نفخ کے اور نہ بسبب کسی اور شی کے سببون مین سے بلکہ واسطے محض جزا دینے اور قائم کرنے عدل اور جاری کرنے قصاص کے اس واسطے کہ اس جگہ بھی سوائے لگانے عضائے گاوٴ ذبح کی ہوئی کے ساتھ بدن میت کے کوئی سبب واقع نہوا اور یہ بات ظاہر ہی کہ لگانا میت کا ساتھ میت کے سبب حیات کا نہین ہوتا ہی لیکن عدل اور انتقام لینا قاتل سے منظور تھا اور اولیا مقتول کو تشفی بدون اُسکے حاصل نہوتی تھی ارادہ الٰہی نے تعلق اُسکے ساتھ پکڑا کہ مردے کو زندہ کرکے زبان اُسکی سے تعیین قاتل کی اور دعوی قصاص کا کروادے اور قاتل کو اُسکے بدلے مین مارنے کا حکم فرماوے اور یہی بات بیچ آخرت کے واسطے قائم کرنے عدل عام اور بدلہ لینے تمام ظالمون سے باعث قوی اوپر زندہ کرنے مُردون کے ہی وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ یعنی اور دکھلاتا ہی تمکو حق تعالی نشان قدرت اور حکمت اور عدالت اپنی کے تاکہ تم سمجھو اور فکر کرو پس تمام اُن نشانون مین سے کہ اس قصہ سے ظاہر ہوئی کتنی چیزین بکار آمد ہین اوّل یہ کہ جب مارنے اعضا ایک میت کی سے اوپر اعضا میت دوسری کے حصول حیات کا ہوا یقینا معلوم ہوا کہ موثر عالم کے پیدا کرنے مین فقط ذات مسبب کی ہی اسباب موثر نہین ہین دوسری یہ کہ جب کوئی چاہیے کہ کوئی فیض عالم غیب سے اوپر اپنے یا خاندان اپنے کے نازل کرے پس طریق اُسکا یہ ہی کہ اول ذبح اور قربانی اور اور نیکیان اور خیرات کرے تاکہ اُس کی برکت سے مطلب اُسکا حاصل ہووے تیسری یہ کہ سخت گیری اپنی طرف سے موجب سخت گیری اللہ کیطرف سے ہی اور جلدی کرنی بیچ فرمان برداری

وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ

اوامر اور نواہی الٰہی کے موجب سہولت اور آسانی اور مقبولی کا ہی چوتھے یہ کہ یتیمون کے اوپر حق تعالےٰ
مہربانی اور رحمت اپنی کرتا ہی پس ساتھ حکم تخلقوا باخلاق اللہ　کی رعایت کرنی حال یتیمون
محافظت کیواسطے مال اُنکے کی اور نفع کروانا تجارتون اُنکی سے اوپر تمام خلائق کے لازم ہی پانچوین
یہ کہ جسنے عیال اپنی کو خدا کے اوپر چھوڑا اور مال اپنے کو بیچ محافظت خدا کے اور پناہ اُسکے کے سونپا
حق تعالیٰ نے اُنکی بتعین طمع کے اوپر نفع بخشا چھٹی یہ کہ احسان کرنا والدین کے ساتھ اور خدمت
کرنی اُنکی موجب نزولِ رحمت اور برکت جناب الٰہی کی طرف سے ہی ساتوین یہ کہ جو مال کہ اللہ
کے واسطے خرچ کرین اور اُسکی عوض مین امید ثواب بڑے کی رکھین چاہیے کہ بہتر اور نفیس مالون مین
ہوا اور دل پسند اور بیش قیمت ہو جیساکہ یہ گاؤ تھی اور اسی واسطے قربانی کے حق مین بڑی تاکید
آئی ہی کہ لاغر اور عیب دار نہو آٹھوین یہ کہ بنی اسرائیل کو تنبیہ اور عبرت ہو جاوے کہ جب گوسالہ زرین کو
کہ سامری نے بنایا بغیر حکم الٰہی کے تعظیم اُسکی کی اُسکی عوض مین ستر ہزار آدمیون وستون اور یگانون کا
قتل کرنا لازم ہوا تاکہ توبہ صحیح ہووے اور اس گاؤ زرین کو کہ اللہ کے حکم سے بہت سا زر خرچ کرکے
خریدا اور حکم الٰہی سے ذبح کیا باعث ظاہر ہونے اس معجزۂ عجیبہ کا ہوا کہ اُسکے عضو کے مارنے سے مردہ
زندہ ہوگیا تاکہ معلوم کرلو کہ گوسالہ پرستی بسبب مخالفت حکم الٰہی کے موجب اس وبال اور عذاب کا ہوا
اور گاؤکشی مین بسبب تابعداری حکم الٰہی کے اس قدر برکت ظاہر ہوئی اور کیا اچھا ہی کہ کہا

بیت
کہ نے حکم شرع آب خوردن خطاست　　و گر خون بہ فتوی بریزی رواست

باقی رہا اس جگہ ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہی کہ پہلے ذکر عامیل کے مارے جانیکا کس واسطے نکیا کہ
شروع اس قصہ کا وہان سے تھا اور بقرہ کا ذبح کرنا اُس سے پیچھے تھا چاہیے تھا کہ ذکر اُسکا بھی بعد مین
ہوتا اسمین کیا نکتہ ہے جواب لطیف اس سوال کا عنوان تفسیر مین گزرا تھا تامل کرنا چاہیے اُسپر
وہ جواب کہ دوسرے مفسرون نے لکھا ہی یہ ہے کہ اگر اس طرح ذکر کرتے تو تمام ایک قصہ ہو جاتا اور جو غرض کہ
منظور تھی حاصل نہوتی اس واسطے کہ غرض بیان کرنے اس قصہ کے سے اس مقام مین اولاً یہ ہے کہ
بزرگون تمھارے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بیچ پہنچانے ایک حکم الٰہی کے کہ حکمت اُسکی اُنکی فہم ناقص
مین نہ آئی تھی تہمت استہزا اور تمسخر کی لگا دیتے تھے اور پھر اُس حکم کی جلدی سے بجا آوری نکی
بلکہ بار بار کھود کھاد شروع کی اور یہ بات اسپر دلالت کرتی ہی کہ نزدیک اُن کے وحی الٰہی کی چندان

تفسیر خلیلی
بست گئے اور دنیا مین
زندہ زیادہ کوئی قوم ذلیل
و خوار و محتاج نہین ہے
خدا کے بھاگ دیئے بعد
پھر کبھی انکو حکومت و
سلطنت و جمعیت نصیب نہوئی
ہر زمانے مین جہان رہے
غلامون کی طرح ذلیل رہے
اور سالگر کہین کوئی مالدار
بھی ہو تو وہ بھی اپنی محتاجی
ہی ظاہر کرتا ہی تاکہ لوگ
اسکے مال کی طمع نہ کرین
سبب اسکا یہ تھا کہ انہون نے بڑے گناہ
کئے تھے انہون نے خدا
کا حکم ماننے مین دیری کی
پیغمبر کی بات نہ مانی بلکہ
انکو مار ڈالا رسول ہو
سے دوبارہ طلب کی ہو کہ
آدمی کی بات نمانے

عظمت نہ تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرمانے کو حساب مین نہ لائے اور یہی بیماری سخت پہلی
امتون کو تھی کہ اپنے نبیون کی نسبت سے ضعیف الاعتقاد ہوتے تھے اور مصلحتین عقلی کو مقدم اوپر احکام
شرعیہ کے کرتے تھے اور ثانیاً یہ ہی کہ تم ساتھ اس مرتبہ کے بد افعال ہوئے ہو کہ بزرگون تمہارے نے
جس زمانہ مین کہ قتل نفس محرمہ کا کیا تھا ایک دوسرے کو تہمت لگائی تھی اور بیچ پوشیدہ کرنے اس قصہ کے
کوشش کی تھی حالانکہ وحی نازل ہوتی تھی اور ایسا پیغمبر اولوالعزم اُن مین موجود تھا پس باعتبار
جدا جدا ہونے ان دونون غرضون کے اور مقدم ہونے پہلی غرض کے دوسری سے اس قصہ کو ٹکڑے
ٹکڑے کرکے بیان کیا مگر اس تقدیم سے شبہ اس بات کا پڑا کہ کوئی شخص جدا جدا کرنے اس قصہ کے سے
ایک قصہ کو دو قصے سمجھکر غلطی مین پڑے سو علاج اسکا کردیا ہی کہ ضمیر ببعضہا کی رجوع طرف بقرہ کے
کرے گویا کہ اس سے تصریح ایک قصہ ہونے کی کی ہی واللہ اعلم اللہ تعالی باسرار کلامہ اور بھی اس
جگھ جاننا چاہئے کہ قاتل خواہ عمداً ہو یا خطاءً ہو محروم ہونے میراث مقتول مین دونون برابر ہین
بالاجماع اختلاف اس بات مین ہی کہ اگر قاتل حق پر ہوا اور مقتول ناحق پر پھر بھی حرمان
میراث کا ہوتا ہی یا نہین امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اگر عادل باغی کو مارے یا کسی نے کسی
شخص پر حملہ کیا اور جسپر حملہ کیا تھا اُسنے حملہ کرنے والے کو مارڈالا میراث سے محروم نہین ہوتا ہی اور امام شافعی
کہتے ہین کہ اس صورت مین بھی میراث سے محروم ہوتا ہی گو گناہ اور عذاب نہو یہانتک بنی اسرائیل کی
عادت کا بیان کہ انکار حکمون الہی کا ہمیشہ کرتے رہے ختم ہوا آب فرماتے ہین کہ زیادہ تر تعجب
حال تمہارے سے یہ ہی کہ جو چیز سبب نرم ہونے دل اور قبول کرنے نصیحت کے ہوتی ہی تمہارے
حق مین وہی شی بسبب سختی اور نہ ماننے نصیحت کا ہوجاتی ہی اس واسطے کہ تم حضرت موسی علیہ السلام کے عہد مین
کبھی کافر ہوتے تھے اور کبھی ایمان لاتے تھے اور کبھی گناہ کرتے تھے اور کبھی توبہ اور ندامت کرتے تھے
اور کبھی عہد شکنی تم سے ہوتی تھی اور کبھی اُس عہد کو محکم اور مضبوط کرتے تھے اور کبھی پیغمبر اپنے کو کہتے
تھے کہ اتتخذنا ھزوًا اور کبھی اطاعت اور فرمانبرداری اُسکی کی آرزو کرتے تھے کہ
وانا انشاء اللہ لمهتدون ان مختلف حالتون مین اور جُدی جُدی رنگتون مین تمہارے
دلون مین فی الجملہ نرمی تھی اور صلاحیت قبول کرنے نصیحت اور خیرخواہی کی تم مین تھی اور بیماری
تمہاری اگرچہ کہ سخت ہوتی تھی تخفیف بھی قبول کرتی تھی اور سوء مزاجی تمہاری مستحکم تھی

ثُمَّ یعنی پھر بعد واقع ہونے واقعات ذکر کیے گئے کے اور مشاہدہ کرنے آیتون روشن کے کہ
ہر ایک نشانی اُن مین سے سمجھنے مین اور نصیحت پانے مین گویا ایک نسخہ جامعہ تھا علی الخصوص دیکھنا
اور زندہ ہو جانا مُردہ کا دنیا مین واسطے قصاص کے اور قائم کرنے عدل کے دلیل روشن تھی
اوپر حیات اُخروی کے واسطے جزا دینے کے قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ یعنی سخت اور بلے دھڑک ہوے
دل تمھارے مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ یعنی بعد اِن تمام معجزون اور نشانیون کے کہ سبب نرم
ہو جانے دلون کے اور قبول کرنے وعظ اور نصیحتون کے تھے فَهِيَ یعنی پس وہ دل سختی مین
كَالْحِجَارَةِ یعنی مانند پتھر کے ہین نہ مانند لوہے کے اس واسطے کہ لوہا آگ مین نرم ہو جاتا ہی اور
دل تمھارے بسبب آگ خوف اور ہیبت کے بھی نرم نہین ہوتے ہین اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً یعنی
یا وہ دل زیادہ سخت ہین پتھر سے سختی مین پس اسکے بھی قابل نہین کہ اُنکو پتھر کے ساتھ تشبیہ
دی جاوے اس واسطے وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ یعنی اور تحقیق بعضی جنس پتھرون کی سے جیسا کہ پہاڑ
لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ یعنی البتہ ایسی چیزین ہین کہ جاری ہوتی ہین اُنسے نہرین اور ندیان
چنانچہ کوہ سوالملک اور مانند اُسکے ایسے ہین جیسے کہ اجزا اُس پہاڑ کے بدل کر دھوان بنجاتے
ہین اور ہوا ہو کر پانی بنجاتے ہین اور ہوا کو دوسری طرفون سے اپنی طرف کھینچتے ہین اور اُس ہوا
کھینچی ہوئی کو بسبب قوت سردی کے کہ اُنمین موجود ہی پانی بہا دیتے ہین یا اس طریق سے کہ
ابخرے بہت اندر زمین کے جمع ہوتے ہین اور ہرگاہ بہ نسبت پہاڑ سخت کے کہ زمین کے اوپر ہی
اُن ابخرون کو مسامات اور راستے نہین ملتے کہ جلدی سے زمین کے اندر سے نکل کر اوپر چلے آوین
لاچار زور کرکے اُس پہاڑ کو جگہ جگہ سے پھاڑ کر نکلتے ہین اور بسبب اس حرکت کے وہ ابخرے پانی
ہو جاتے ہین اور پہاڑ کے اندر جگہ جگہ پانی جھرنے لگتا ہی اور پانی زیادہ ہوتے ہوتے زمین کو پھاڑ کر بہنے
لگتا ہی کہ نہرین بنجاتی ہین یا اس طریق سے کہ بعضے پتھر بسبب اسکے کہ روح اُنکے اندر ہی پیغام الٰہی کہ
نبیون کے واسطہ سے طرف اُنکی پہنچتا ہی اُسکے بجالانے کے واسطے ہوا کو پانی کے ساتھ بدل ڈالتے ہین
اور جیسی کہ پہاڑون سے نہرین جاری ہو جاتی ہین اِن پتھرون مین سے ویسی ہی نہرین جاری ہو جاتی
ہین جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پتھر مین کہ عصا کے مارنے سے چشمے جاری ہوئے تھے دیکھا ہی
اور سُنا ہی تمنے وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ یعنی اور تحقیق جنس پتھر سے البتہ وہ ہی کہ پھٹ جاتے ہین

بسبب دور کرنے پانی تیز کے کہ اُسکے پیچھے سے آوے فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ ۚ یعنی پس نکل آتا ہی اُس سے پانی اگرچہ سست چلنے والا ہو جیسا کہ کوہستان مین دیکھا جاتا ہی کہ چشمے ہلکے ہلکے چلتے ہین کہ مادہ انکا پتھر کے نیچے سے آتا ہی اور فرق اس صورت مین اور پہلی صورت مین کسی طرح سے ہی جیسے کہ تفسیر کی عبارت سے معلوم ہو چکا اور عمدہ فرق یہ ہی کہ پہلی صورت مین شگاف چھوٹے چھوٹے جگہ جگہ پیدا ہوتے ہین اور جو مادہ کہ پہاڑ کے اندر رکا ہوا ہی بصورت پانی کے منقلب ہو کر انمین سے نکلتا ہی اور دوسری صورت مین شگاف دراز چھوٹے عرض کا ایک ہی جگہ مین بسبب آنے مادہ کے عقب پہاڑ کے سے پیدا ہوتا ہی اور وہی مادہ کہ پیچھے سے زور کر کے آتا ہی ٹپک ٹپک کر نکلتا ہی وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ اور تحقیق جنس پتھر کی سے وہ چیز ہی کہ گرتا ہی پہاڑ کے اوپر سے نیچے کو مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ط بسبب خوف اللہ کے یا بسبب ہوا تیز کے جسکو عاصفہ کہتے ہین کہ وہ بھی قہر الٰہی کے نشان ہوتی ہی اور دل تمھارے کبھی نرم نہین ہوتے ہین چہ جائے اسکے کہ پانی ہو دین اور نہ پھٹتے ہین کہ انکے اندر نصیحت اور وعظ داخل ہو چہ جائے اسکے کہ اثر وعظ اور نصیحت کا انمین پیدا ہووے اور وہان سے اثر اُسکا اعضا کی طرف پہنچے اور نہ نخوت اور تکبر انکا گھٹتا ہی باوجودیکہ حوادث اور مصائب سخت وارد ہوتے رہتے ہین یہ ہی حال دلون تمھارے کا اور وصفون دلون کا وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اور نہین ہی خدا غافل اُس چیز سے کہ کرتے ہو تم بدن کے کامون سے اور ان ہی کامون کے سبب سے دلون تمھارے کا بھی احوال ظاہر ہوتا ہی پس دل بھی تمھارے اندر سے خراب ہین اور ایسے ہی اعمال اور ظاہر تمھارا بُرا ہی یا اس طرح مطلب اس آیت کا بیان کیا جاوے کہ یہ ہین افعال اور آثار پتھرون کے کہ دلالت اوپر گونہ نرمی کے کرتے ہین اور نہین ہی خدا غافل عملون اور فعلون تمھارے سے کہ تمام آثار سنگدلی اور سختی کے ہین اور بالکل نرمی کا نشان نہین باقی رہا اس جگہ چند باتین کہ انکی تحقیق ضرور ہی اوّل یہ کہ پتھرون کو ساتھ صفت خشیہ کے کہ بمعنی ترس کے ہی موصوف کیا ہی اور خوف اور ڈر بغیر حیات اور عقل کے نہین ہوتا ہی اور پتھر ان دونو صفتون سے خالی ہین پس وہ صفا انکے ساتھ اس صفت کے کس طرح درست ہو سکتے ہین جواب نزدیک اہل سنت و جماعت کے تمام جمادات اور حیوانات کے اندر روح مجرد ہی کہ ساتھ لفظ ملکوت کل شئی کے بیچ آیت فسبحان الذی بیدہٖ ملکوت کل شیٔ کے

اُس سے تعبیر فرمائی ہی اور وہ روح مجرد شعور اور ادراک اور حیوۃ رکھتی ہی اور صلوۃ اور تسبیح جمادات اور حیوانات کی کہ بہت جگہہ کلام الٰہی میں ذکر اُسکا آیا ہی جیسے کہ کل قد علم صلوتہ وتسبیحہ وان من شئ الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم ساتھ اُس روح کے ہی لیکن اُس روح کو علاقہ تدبیر اور تصرف کا اُن کے بدنون مین نہین اور نہ اثر اُسکا روح حیوانی کے واسطے سے پہنچتا ہی بلکہ مانند روحون فرشتون کے کہ اپنے بدنون مین بلا واسطہ روح حیوانی کے تصرف کرتی ہین یہہ روحین بھی پرتو اور روشنی اپنے جسم خاص پر ہین اور اُس وقت مین اُس جسم سے افعال شعور اور ارادہ کے صادر ہوتے ہین اور یہ تعلق دائمی نہین تاکہ محل تکلیف اور ثواب اور عذاب کے ہو دن اور آخرت مین ظہور آثار اُن روحون کا اپنے بدنون مین ہمیشہ ہوگا اور اسی سبب سے گواہی دینگی اور کلام کرینگی اور شاخین اور پھل بہشت کے بہشتیون کی آواز کا جواب دینگے اور اِس جہان مین کہ حکم ارواح کا اُن مین غالب نہین ساتھ قوت نفس قدسیہ کے وہ تعلق پرتو ڈالتا ہی اور پھر پوشیدہ ہو جاتا ہی اور یہی ہی درختون اور پتھرون اور حیوانون بے زبانون نے ساتھ نبیون کے کلام کیے ہین اور نبیون کے فرمانے سے کلام اور ادائے شہادت اور جواب دینا اور فرمانبرداری اُنکے حکمون کی کی ہی اور بقدر تواتر کے ایسے امور نبیون علیہم السلام سے منقول ہوے منجملہ اُن امور کے یہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اوپر پہاڑ ثبیر کے تشریف رکھتے تھے اور کفار آنحضرت کے تجسس مین تھے پہاڑ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اس جگہہ سے نیچے اُترو کہ میری پشت پر سے تمکو پکڑ لین اور مجھکو شرمندگی حاصل ہو اور صحیح مسلم مین ساتھ روایت جابر بن سمرہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحت کو پہنچا کہ فرمایا آنحضرت نے پہچانتا ہون مین ایک پتھر کو کہ مکہ مین ہی پیشتر نبوت سے میرے اوپر سلام کرتا تھا اور حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے بھی سلام کرنا مکہ کے پتھرون کا اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منقول ہوا اور صحت کو پہنچا اور صحیحین مین ساتھ روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے آیا ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُحد کا پہاڑ نظر آیا فرمایا کہ ھذا جبل یحبنا ونحبہ اور صحیحین مین ساتھ روایت ابوہریرہؓ اور اور صحابہ کے آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قصہ ایک بیل کا بیان فرماتے تھے کہ اُسکو ایک شخص پکڑے ہوے لیے جاتا تھا اُسکے دل مین آیا کہ اسپر سوار ہو جاؤن اُس بیل نے کہا کہ مجھکو حق تعالی نے سواری کے واسطے پیدا نہین کیا ہی واسطے کھیتی کے پیدا کیا ہی اور بولنا بھیڑیے کا بھی حدیث شریف مین آیا ہی اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین موجود ہی اور صحیحین مین ساتھ چند روایتون کے سبب

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی و حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم حرا کے پہاڑ پر تشریف رکھتے تھے کہ اُس پہاڑ کے پتھروں نے بطور زلزلہ کے ہلنا شروع کیا آنحضرت علیہ السلام نے اُس پتھر کو لات ماری اور فرمایا ادب سے رہ اس واسطے کہ تیری پشت پر اور کوئی نہیں مگر پیغمبر اور صدیق اور کئی شہید بمجرد فرمانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہاڑ ٹھہر گیا اور آواز کرنا ستونِ حنانہ کا بسبب مفارقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر مشہور ہے کہ حاجت بیان کی نہیں اور رونا اُس ستون کا اور خاموش ہو جانا اسکا بعد شفقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح دلالت اسکے شعور اور حیات پر کرتا ہے اور سب آیتوں میں یہ آیت زیادہ تر اس امر کے اوپر دلالت کرتی ہے اور تاویل بھی اسمیں نہیں کہ لو انزلنا ہذا القرآن علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ اور سوا اسکے اور دلیلیں بھی ظاہر اور روشن ہیں دوسری بات یہ ہے کہ اگر مراد اس آیت سے طعن کرنا کفار اور فجار سنگدل کا ہے اس طرح سے کہ پتھر خدا کے حکموں کو بجا لاتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں اور تم اُسکے حکموں کو بجا نہیں لاتے ہو اور نہ اُس سے ڈرتے ہو پس یہ مطلب ظاہر نہیں اس واسطے کہ جو امر خود بخود جبلت میں پیدا ہو جاوے اور طبیعت اُسکو تقاضا کرے نہ انسان ایسی شے سے انکار کرتا ہے اور نہ پتھر اور نہ درخت اور اوامر اور نواہی شرعیہ اور تکلیفوں شرع کا قبول کرنا پتھروں اور درختوں اور جمادات سے ثابت نہیں ہوتا کہ بسبب اُسکے الزام دے سکیں اور بسبب نہ قبول کرنے اُسکے کے انکو پتھروں سے زیادہ سخت کہا جاتا جواب اسکا یہ ہے کہ طبیعت کے الہاموں کا قبول کرنا ہر چند پتھروں اور فاجروں سنگدلوں میں برابر ہے لیکن پتھروں کی کمال فرمانبرداری اسی قدر کافی ہے کہ انکی خلقت میں عقل اور شعور اور حس اور حرکت نہیں رکھی گئی قبول کرنا حکموں الٰہی کو گو طبیعت کے تقاضے سے ہو بڑے تعجب اور کمال کی بات ہے اور کفار اور فجار سنگدلی میں کہ سب طرح کی عقل اور شعور اور سمجھ رکھتے ہیں انکو واسطے الہامات طبعی کا قبول کرنا اور تقاضائے جبلت سے امر الٰہی کو مان لینا بعید نہیں اور یہ بات پایۂ اعتبار سے ساقط ہے اس واسطے کہ کمال انسان کا اسی میں ہے کہ موافقت الہام ناموسی کی کرے اور جو احکام شرع کے رسولوں اور وارثوں انکے کے واسطہ سے پہنچتے ہیں اپنے اختیار سے انکو قبول کرے اور عمل میں لاوے پس جمادات اپنے کمال کو پہنچ جاتے ہیں اور جو الہام کہ لائق انکے ہے اُس کی فرمانبرداری کرتے ہیں

تفسیر فلولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لکنتم من الخاسرین

ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لہم کونوا قردۃ خاسئین

اور فجار سنگدل حد کمال کو نہین پہنچے ہین اور فرمانبرداری اُس الہام کی کہ لائق اُنکے ہے نہین کرتے ہین پس قساوت اور سختی مین پتھر سے بھی زیادہ سخت ہین اور اسکی مثال ایسی ہے کہ کہتے ہین کہ اس سال مین موسم گرمی کا زیادہ گرم ہے موسم جاڑے کے سے یعنی گرمی اُسکی شدت اور کمال مین زیادہ تر ہے سردی جاڑے کی سے جو کہ موافق اُس موسم کے ہے تیسری یہ بات ہے کہ کفار سنگدلون کے اور پتھرون کے درمیان فرق کے واسطے تین قسم کے پتھر ذکر کیے ہین حالانکہ ذکر ایک قسم کا بھی اس بات کے واسطے کافی تھا اس اطناب کی کیا وجہ ہے جواب ذکر تین قسم کے پتھر کا اشارہ ہے طرف معرفت سلوکیہ کے اس واسطے کہ نزدیک اہل سلوک کے تمام دل چار مرتبہ پر ہین اول وہ دل ہے کہ نور الٰہی مین ڈوبا ہوا ہوا ور علم کے دریا مین فنا ہوا ہو اور اُس دل مین نہرین معرفت کی جوش کرتی ہین اور سبب زندگی دلون راہ ڈھونڈھنے والون کے اور فیض چاہنے والون کی ہوا ایسے دل اہل اللہ اور سابقین کے دل ہین اور ایک دل ایسا ہے کہ دریاے علم سے سیر ہو کر باعث نفع خلائق کا ہوا اور یہ دل علماء راسخین کے ہین تیسرے وہ دل ہے کہ فرمانبرداری اور اطاعت مین مشغول ہے اور یہ دل زاہدون اور عابدون کے ہین اور کمتر حال پتھر کا یہ ہے کہ اللہ کے خوف سے نیچے کو گر پڑے یعنی فرمانبرداری کرے حکم طبعی کی کہ اللہ نے اُسکے اوپر حاکم کیا ہے اور حکم طبیعت اُسکی کا یہی ہے کہ میل مرکز کی طرف کرے یعنی بسبب بھاری ہونے کے نیچے کو جاوے اور جب اس حد سے گزرتا ہے پانی کو راستہ دیتا ہے اور بسبب لطافت جوہر کے مسام باریک اُس مین پیدا ہوتے ہین کہ ترشح پانی کا اُنکے اندر سے ممکن ہو پھر جب اس حد سے بھی بڑھتا ہے تو قوت مستحیل کرنے ہوا کو پانی کی طرف پیدا ہو جاتی ہے اور سامان جاری ہونے نہرون کا اُس مین بہم پہنچتا ہے چوتھا دل غیر متاثر یعنی اثر قبول نکرے اور بسبب کمال سرکشی اور غرور کے نہ خوف ہوتا ہے اور فیض علمی کو قبول نہین کرتا ہے اور اطاعت کی طرف نہین آتا ہے اور ایسا دل کفار اور فجار کا ہے اور کوئی چیز سخت مثل لوہے پتھر وغیرہ کے اُسکے ساتھ مشابہت نہین رکھتی ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے مجھکو عنایت کی ہے یعنی ہدایت اور علم مانند مینہ کے کہ کثرت سے زمین پر برستا ہے پس جو ٹکڑا زمین کا کہ پاک اور پاکیزہ اور نرم ہے پانی کو پی لیتا ہے اور گھاس وغیرہ بہت اس مین پیدا ہوتی ہے اور بسبب اُسکے نفع عام ہوتا ہے اور دوسرا ٹکڑا کہ سخت اور نیچان مین ہے پانی اُس کے

اُسکے اندر ٹھہر جاتا ہی اُس سے بھی نفع آدمیون کو پہنچتا ہی کہ پانی پیتے ہین اور کھیتیون کو بھی پانی دیتے
اور مواشی وغیرہ کو پلاتے ہین اور ایک قطعہ زمین کا کہ شور اور ہموار ہی نہ پانی کی رطوبت اُس مین
باقی رہتی ہی اور نہ اُسمین اکٹھا ہوتا ہے نہ کچھ اُسمین پیدا ہوتا ہے اور نہ کسی کے کام مین پانی اُسکا
آتا ہی اور ایسی ہے مثال اُس شخص کی کہ ہدایت کو قبول کیا اور آپ بھی علم حاصل کیا اور دوسرونکو
بھی تعلیم کیا اور مثال اُسکی کہ اس طرف سر بھی نہ اُٹھایا اور کسی طرح سے نفع نہ لیا اور بعضے مفسرین
اس طرح سے کہتے ہین کہ یہ تینون قسم کے پتھر اشارے ہین طرف تاثیرون الٰہی کے کہ غیب سے اُنھون نے
پتھرون مین ظہور پکڑا ہی پس وان من الحجارة لما یتفجر منه الانهار اشارہ ہی طرف اُس پتھر کے
کہ بسبب مارنے عصاے موسیٰ ع کے بارہ چشمے اُسمین ظاہر ہوتے تھے اور وان منها لما یشقق فیخرج
منه الماء اشارہ ہی طرف اُس پتھر کے کہ واسطے بند کرنے سیل عرم کے اُسکو مقرر کیا تھا اللہ کے
حکم سے پھٹ کر سیل کے پانی کو رستہ دیا کہ ملک سبا کا خراب کر دیا اور وان منها لما یهبط من
خشية الله اشارہ ہی طرف پتھر سجیل کے کہ اللہ کے حکم سے آسمان کی طرف سے گرا اور
لوط کی قوم کو زیر و زبر کیا چوتھی بات یہ ہے کہ کلمہ او کا شک کے واسطے ہی اور علام الغیوب کے
کلام مین جگہ شک کی کیا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ کلمہ او کا اس جگہ شک کے واسطے نہین بلکہ واسطے
تخییر کے ہے یعنی جو سننے والا اُنکے حال کا ہے اُسکو اختیار ہے کہ اصل سختی اُنکی کا اعتبار کرکے اُنکے
دلون کو پتھر کے ساتھ تشبیہ دیوے یا سختی کے مرتبہ کا تصور کرکے کہ کس مرتبہ کی سختی ہی پتھر کی
سختی سے زیادہ جانکر اس تشبیہ کو چھوڑ دے اور باعتبار سختی کے پتھر سے زیادہ ہونے کا اُن کے
واسطے حکم کرے اور اگر کہا جاوے کہ تخییر انشارات مین ہوتی ہے نہ اخبار مین جواب اسکا یہ ہے کہ
ہر انشا کو ایک خبر ضمنی لازم ہے جیسے کہ ہر ایک خبر کو انشا بھی لاحق ہوتی ہے پس کبھی باعتبار تقاضے
مقام کے لازم ضمنی کی طرف نظر کرتے ہین اور جو اعتبار کہ لائق اُس حال کے ہے اُس کی
رعایت کرتے ہین پانچوین یہ ہے کہ اشد قسوة کس واسطے کہا حالانکہ اس فعل سے اسم تفضیل کا
وزن بھی ممکن تھا یعنی اقسیٰ لکھ سکتے تھے لفظ اشد یا اکثر یا ازید کا اُس جگہ لایا کرتے ہین کہ فعل التفضیل کا
وزن اُس جگہ ممکن نہو جیسے الوان وعیوب مین جواب اسکا یہ ہی کہ دلالت اقسیٰ کی اوپر زیادتی
قساوت کے دلالت اجمالی ہے اور دلالت اشد قسوة کی دلالت تفصیلی اس مقام مین کیونکہ بیان

شناعت حال اونکی کا ہے دلالت تفصیلی مناسب ہوئی اور قسی اور اشد قسوہ کے معنی مین فرق بھی ہے لیکن باریک کہ اقسی اوپر زیادتی قسوہ کے دلالت کرتا ہی خواہ کیفیت کی حیثیت سی ہو یا کمیت کی حیثیت سے ہو اور اشد قسوہ خاص زیادتی کیفیت کے اوپر دلالت کرتا ہی اور یہان منظور بھی یہی ہی اور اس مقام سے معلوم ہوا کہ جسوقت منظور بیان زیادتی کمیت کسی فعل کا ہو وہجگہ اکثر یا ازید کہنا چاہیئے اور جسجگہ منظور بیان زیادتی کیفیت کا ہو اشد یا اقوی کہنا چاہیئے اور افعل التفضیل نہ خاص ساتہ زیادتی کیفیت کے ہی اور نہ زیادتی کمیت کے بلکہ احتمال دونو کا رکہتی ہے اور اسکا استعمال اوس جگہ آتا ہی کہ ابہام منظور ہو اور بیان خاص کمیت یا کیفیت کا نہو چہوٹی بات یہ ہی کہ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهَارُ آخر کلام تک ظاہر مین بیان اون دلون کا ہی جو کہ قاسیہ اور سخت ہین اس واسطے کہ پتہرون کے ساتھہ تشبیہ اونہین کی ہی نہ اون دلون کی کہ نرم ہین لیکن اتنی بات ہی کہ جن کافرون کے ساتھہ خطاب اور کلام ہو رہا ہی قسوہ اونکی اعلی اور انتہا درجہ کو پہونچ گئی ہے اور اونکی دل سختی مین تمام اور سخت دلون سے بڑہ گئے ہین اور اسی سبب سے انکی دلون کی تشبیہ پتہر کے ساتھہ لائق نہین بلکہ پتہر سے سختی انکی زیادہ ہی پس یہ تینون صفتین سخت دلون کی تصور کرنی چاہیئن کہ کیونکر ایسے دلون مین تین مرتبہ متحقق ہونگے اور اس جگہ قلوب صافیہ کے اندر ان تینون صفتون کا تصور کرنا چاہیئے اور بیان اونکی صفتون کا کہ اہل سلوک سی منقول ہے پہلی ہوچکا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ دلون کے مرتبے سختی کی حالت مین مختلف ہین جیسے کہ صفائی مین مختلف ہوتے ہین اسواسطی کہ بعضی قلوب قاسیہ مین بھی چشمی جاری ہوتے ہین اور یہہ حال اون لوگونکی ہین کہ مدت تک لذتون اور خواہشون نفسانی کو چہوڑ دیتے ہین اور بسبب اس چہوڑنے کے فی الجملہ انوار روح کے اونکے اوپر غالب ہوجاتی ہین اور بعضی باتین الٹے بھی خلاف عادت کرامات کے ساتھہ ملحادین صادر ہوتی ہین جیسے کہ ہند کے بعضی راہبون مین دیکھی جاتے ہین اور انہین مین سے بعضے ایسے ہوتے ہین کہ مثل پانی کے غیب کے علمون کا راستہ انمین ہوجاتا ہی اور اون علمون کا آنا جانا رہتا ہی اور ایسے ہی حال اون لوگونکے ہین کہ بشریت کے پردہ کو پہاڑ کر ایک پرتوہ عالم روح اور ملکوت کے سے انکو گہیر لیتا ہی اور اسی جہت سی بعضی آیتین الٓہی اور معانی اوس جہان کی کہ تعقل مین آتی ہین اونپر ظاہر ہو جاتے ہین جیسے کہ حکماء اشراقیین کا یہی حال ہے اور بعضی اون مین سے ایسے ہوتے ہین کہ خوف اور ڈر خدا کا اونمین آجاتا ہی اور ایسے ہی حال اون لوگونکے ہین کہ بسبب

تقرب بعضی ارواح کی پس پشت حجابون کے سے عکس کسی کیفیت کا کیفیتون مین سے اون پر پڑتا ہے
اور اوس کیفیت سے لبریز ہو کر خوف اور ڈر اون مین موجود ہوتا ہی اور یہ صفتین او مرتبہ اگرچہ
مسلمانون اور کافرون مین بہی پائی جاتی ہین لیکن بغیر توجہ کے طرف عالم غیب کے اور ریاضتون اور
عبادتون اور تصفیہ روح کی حاصل نہین ہوتی ہین اور اسیواسطے جو لوگ کہ فاسق ہین گو کسی دین کے
ہون ان باتون سے محروم ہین کہ وہ اہل غفلت اور غرور کے ہین اور اسطرف انہون نے اپنا
سر نہین اوٹھایا ہی اور فرق مسلمانون اور کافرون مین اسقدر ہے کہ جسوقت یہ مرتبہ دونو کو حاصل ہوتا
ہے اوسوقت مسلمانون کے مرتبہ کی تائید ساتہ نور ایمان کے ہوتی ہی اور اوسکی سبب سے قبولیت اور ترقی
درجون کی اور رضامندی ملاء اعلی کے اندر پائی جاتی ہی اور جب کفار مین مراتب پائے جاوین تو
اونکی تائید ساتہ نور ایمان کے نہین ہوتی ہی اور قبولیت اور رضامندی جماعت اعلیٰ کی بھی اونکو
میسر نہین ہوتی حاصل یہ ہے کہ کشف وغیرہ اور ظاہر ہونا خرق عادتون کا کچھہ خاص مسلمانون ہی
واسطے نہین بلکہ یہ انوار روحیہ ہین اور سبب حاصل ہونے انکے کا تصفیہ باطنی کا ہے اور ترک کرنا
لذتون کا اور مجرد ہونا علائق سے ہی اسلام اسکی شرط نہین اور کیا اچھا کسی نے کہا ہی بیت
صفا با خبث باطن نیز گاہے جمع میگردد ۰۰ برو بالوعہ را چون در نشیند تماشا کن ۰۰ اور اہل اسلام
کے واسطے جو خاص چیز ہے وہ یہ ہی کہ احکام شریعت مین محکم قدم ہونا اور حاصل کرنے رضامندی عالم
ملکوت والون کی اور فیضان انوار اوس عالم کا حاصل ہونا القصہ جبکہ سرزنش بنی اسرائیل کی ساتہ
یاد دلانے حالات بزرگون اونکے کی کہ دمبدم تعدی اور تکبر مین بڑہتی جاتی تھی اور جسقدر نعمتین الہی
اور معجزے نبیون کے دیکھتی تھے کفران اور ناشکری کرتے تھے اور تہمت اور بے اعتباری اونکی شرع کے
حکمون پر زیادہ تر ہوتی تھی فراغت پائی اب مسلمانون کو خطاب فرماتے ہین کہ آیعنی اے مسلمانو تم جانتے ہو اور
قساوت کو کہ جسقدر دلیلین کثرت سے اونکے اوپر قائم کیجاتی ہتین اوسیقدر کفر اور تکبر مین بڑھتے جاتے
تھے پھر جانتے ہو کہ وعظ اور نصیحت سے اونکو راستہ پر لاؤ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ یعنے
پس طمع رکھتے ہو کہ ایمان لاوین یہ لوگ کہ تمہارے زمانہ مین اونہین مین کے ہین ساتہ دلیلون
اور نصیحتون تمہاری کے وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ یعنے اور حال یہ ہے کہ تہا ایک فرقہ اون
مین سے پہلے زمانہ مین کہ اب تک پیغمبر تمہارے مبعوث نہوئے تہے اور طالب اونکی رسالت کے تھے اور ساتہ

حکم المعاصرۃ اصل المنافرۃ کے یعنی ہمعصر ہونا اصل تنافر کی ہے کسی وجہ سے نفرت اُس
پیغمبر سے نہین آئی تھی اور تعصب اور جانب داری کہ مناظرہ کے وقت اہلِ علم ظاہری کو ہوتی ہی
لاحق نہوئی تھی اور باوجود اسکے یَسْمَعُوْنَ کَلَامَ اللّٰہِ ؛ یعنی سُنتے تھے کلام خدا کے توریت کے
اندر کہ اُس سے برحق ہونا پیغمبر تمھارے اور دین تمھارے کا معلوم ہوتا تھا اور کثرت بزرگیون اور
فضیلتون تمھاری کی ثابت ہوتی تھی ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَهٗ یعنی پھر تحریف کرتے تھے اُس کلام کو کبھی
لفظ اُسکے بدل ڈالتے تھے چنانچہ بجائے ابیض کے کہ بیچ بیان شمائل پیغمبر تمھارے کے تھا آدم بنادیا اور
بجائے ربعۃ مائلا الی الطول کے طوالا لکھدیا اور کبھی تاویل فاسد اُسکی کرتے تھے چنانچہ
فضائل اور کرامات امتِ مصطفوی کو اور صلاحیت اور خوبیِ اطوار اُن کی کو کہ توریت اور زبور
مین منصوص ہے اوپر انتظام امور دنیوی اور موافقت تدبیر اُنکی کی ساتھ تقدیر کے اور تسلط اور
غلبہ اور اقبالِ ظاہری کے حمل کرتے تھے مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْہُ یعنی بعد اسکے کہ سمجھے تھے اُنھون نے
لفظ اور معنی اُس کلام کے اِس واسطے کہ اگر اُن کو اُس کلام کے لفظون کے سننے مین شبہہ پڑتا
ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ سمجھتے یا معنی مین شبہہ پڑتا تو اُس کلام سے اور معنی سمجھتے البتہ
معذور ہوتے لیکن اُنھون نے بعد جاننے کے کہ یہ لفظ ہے اور یہ معنی ہین لفظ دوسرا اصلی لفظ
کی جگہہ لائے کہ بالکل اُس لفظ کو توریت کے لفظ سے مشابہت نہ تھی یا معنی اپنی طرف سے
تراش لیے کہ ہرگز لفظ اصلی اُس معنی کے اوپر دلالت نہین کرتا تھا وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ یعنی اور وہ
جانتے تھے تحریف کے وقت کہ یہ لفظ توریت کا نہین ہے یا یہ معنی ہرگز خدا کی مراد نہین پس کسی وجہ سے
تحریف کرنے مین معذور نہ تھے اس واسطے کہ عذر کلام کی تحریف مین دو وجہ سے ہو سکتا تھا یا سننے
کے وقت لفظ اور معنی کو اچھی طرح نہ سمجھے یا وقت نقل کرنے اُس کلام کے لفظ اور معنی اُس کے
ذہن سے فراموش ہوجاوین اور اُنکو ان دو عذرون مین سے ایک بھی نہ تھا پس ان کی مثل
ایسی ہوئی کہ کسی شخص نے کسی لکھنے والے کی ہجو مین کہا ہے کہ یسمع غیر ما یقال لہ ویفھم
غیر ما یسمع ویکتب غیر ما یفھم ویقرأ غیر ما یکتب ویترجم غیر ما یقرأ
یعنی سُنتا ہے غیر اُس شے کا کہ کہا جاتا ہے اُس سے اور سمجھتا ہی غیر اُس شی کا کہ سنتا ہی اور لکھتا ہی
غیر اُس شے کا کہ سمجھتا ہی اور پڑھتا ہے غیر اُس شے کا کہ لکھتا ہے اور ترجمہ کرتا ہے غیر اُس شے کا

کہ پڑھتا ہے اور احتمال ہے کہ اس طرح تفسیر کی جاوے کہ تحریف کرتے ہین اور حال یہہ ہے کہ
جانتے ہین کہ کلام الہی کی تحریف کرنے مین کس قدر ہم مستحق سخت عتاب الہی کے ہوتے ہین اور بُرے
کام کو باوجود اسکے کہ برائی اُسکی خوب طرح نزدیک اُسکے روشن ہے عمل مین لانا نہایت بُرا ہے
اس سے کہ بُرائی اُس کام کی اُسکو معلوم نہو اور اُسکو کرے اور روایتون مین آیا ہے کہ جب
حضرت موسی علیہ السلام واسطے تصدیق احکام توریت کے ستر آدمیون کو بنی اسرائیل مین سے
ہمراہ اپنے لے گئے اور اُنہون نے بلا واسطہ اپنے کانون سے امر و نہی الہی کو سُنا اور پھر اپنے لشکر
اور قوم مین آکر بیان کیا کہ ہمنے پیچھے سے یہہ بھی سُنا تھا کہ ان استطعتم ان تفعلوا ھذہ الاشیاء
فافعلوا وان لم تفعلوا فلا باس یعنی اگر ہو سکے تم سے پس کر لیجو ان چیزون کو
اور اگر نکرو گے پھر بھی کچھ ڈر نہین پس اُنہون نے ان لفظون کو اپنی طرف سے زیادہ کیا اور ایجاب
کلام الہی کا کہ سُنا تھا اُسکو تخییر کے ساتھ بدل ڈالا اور مراد اس فریق سے کہ اس آیت مین مذکور ہے
وہی گروہ ہے کہ جو کچھ اپنے کانون سے سُنا تھا اُسمین اپنی طرف سے اور زیادہ کر لیا حاصل یہہ ہے کہ تمکو
ان آدمیون سے کہ تمھارے زمانہ مین ہین اور بسبب ہمعصر ہونے کے کمال نفرت تم سے رکھتے ہین اور
اپنے بزرگون کی پیروی مین نہایت سرگرم ہین کیا توقع اس بات کی ہے کہ وعظ اور نصیحت تمھاری سے
ایمان لاوین اور اگر تمھارے دل مین اس طرح آوے کہ یہہ حرکت ان کے بزرگون سے ہوئی تھی اور جو
ہمارے زمانہ مین لوگ ہین ویسے نہین اس واسطے کہ ہمارے روبرو ایمان کا اقرار کرتے ہین بلکہ اپنے
بزرگون کی تحریف کو زبان سے ظاہر کرتے ہین پس انکو اس اظہار مین سچا جانو اور اُنکے ایمان کا
بھی یقین نکرو اس واسطے کہ یہہ لوگ بہت چھپاتے ہین اور جو کوئی ان مین سے ایمان کی باتین یا
تحریف بزرگون کی ظاہر کرتا ہے اسکو خلوت مین نہایت ملامت کرتے ہین اور دلیل اُسکی یہہ ہے کہ
ایک جماعت ان مین سے وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْا اٰمَنَّا ط یعنی اور جب ملاقات
کرتے ہین ساتھ مسلمانون کے کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے ہین اور یہ دین تمھارے کے اور اپنے دل مین
اسی دین کو سچا جانتے ہین لیکن ظاہر مین ہم اپنے باپ دادون کا نہین چھوڑ سکتے ہین اس واسطے کہ
اپنے اقارب اور بزرگون سے ڈرتے ہین اور اسی واسطے ظاہر مین توریت کے حکمون پر عمل کرتے ہین
وَاِذَا خَلَا بَعْضُھُمْ اِلٰی بَعْضٍ یعنی اور جب تنہائی مین جاتے ہین بعضے اُنمین سے کہ چھپانیوالے

نعت اس پیغمبر اور حقیقت اس دین کے ہین طرف دوسرون کے کہ جنکی زبان سے اظہار تحریف بزرگون اپنے کا ہوا اور موجود ہونے نعت اس پیغمبر کا اور حقیقت دین اوسکے کا اقرار کیا اور اوس خلوت مین کوئی مسلمانون مین سے نہین ہوتا ہی قَالُوْا کہتے ہین یہ چھپانیوالے ظاہر کرنیوالون کو اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ یعنی کیون بتا دیتے ہو تم مسلمانون کو بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ یعنی اون چیزون کو کہ کھولدی ہے اللہ نے تمہارے اوپر علم کے خزانون سے کہ توریت اور زبور اور دوسرے صحیفون مین لکھی ہوئی ہے اور اون سے سمجھی جاتی ہی تعظیم اس پیغمبر کی اور حقیقت رسالت اوسکی کے اور فضیلت اور بڑائی امت اوسکی کی اور پیمان اور عہد کہ تم سے لیا ہی اوپر قبول کرنے حکمون اوسکے کے اور مدد کرنے دین اوسکے کی لِيُحَاجُّوْكُمْ بِهٖ تا کہ انجام کام کا یہہ ہو کہ یہ مسلمان ساتھ اس حجت اور دستاویز کے تمہارے ساتھ مقابلہ کرین اور تمکو خفیف اور ملزم کرین عِنْدَ رَبِّكُمْ یعنی نزدیک پروردگار تمہارے کے کہ ہر کسی سے حجت اور دستاویز طلب کریگا آیا تم اونکو اپنی طرف سے حجت تلقین کرتے ہو اپنے اوپر اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ پس نہین سمجھتے ہو کہ انجام اس کام کا کیا ہے ان سرسری باتون تمہارے سے اونکو دستاویز محکم ہو جاویگی اس مقام مین جاننا چاہئیے کہ اکثر مفسرین نے عِنْدَ رَبِّكُمْ کے معنے مین بہت تردد کیا ہے اور ایسی تاویلات کی ہین کہ مطلب سے بہت دور ہین اور وجہ تردد کی یہ ہی کہ اگر اونکو خوف رسوائی اپنی کا قیامت کے دن روبرو پروردگار اپنے کے باعث اس کلام کا ہوتا پس اوسکی کوئی وجہ نہین اسواسطے کہ حق تعالی تمام حجتون اور دلیلون اور دستاویزون کو جانتا ہی نہ ظاہر کرنیسے خوف کسطرح دفع ہوگا لیکن تحقیق یہ ہی کہ اونکو منظور انکار کرنے سے یہ تھا کہ اگر ہم اپنی زبان سے اقرار کرلینگے کہ یہ پیغمبر اور یہ دین برحق ہے ہمین زیادہ رسوائی اور فضیحت قیامت کے دن اگلے پچھلون مین اللہ کے سامنے ہوگی اور جبتک کہ ہمنے اقرار نہین کیا فقط جاننے حاکم کے سے حجتون اور دلیلون کو اوس قدر فضیحت اور رسوائی نہین چنانچہ دنیاوی معاملات مین بھی تجربہ مین آیا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی زبان سے کسیکے حق کا اقرار کرے یا دستاویز لکھدی اور پھر روبرو حاکم کے انکار کرے نہایت رسوا ہوتا ہی اور اگر آپ حاکم اوسکو جانتا ہی یا اور گواہون سے حق ثابت ہوتا ہی منکر کو اسقدر رسوائی اور فضیحت نہین ہوتی ہے اور جو لوگ کہ اس تفرقہ سے غافل ہین کبھی عِنْدَ رَبِّكُمْ کو ساتھ معنی فی کتاب

رَبِّکُمْ کے لیتے ہین اور کبھی ساتھ معنے فِیْ حُکْمِ رَبِّکُمْ کے اور کبھی ساتھ معنے بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ رَبِّکُمْ
کے اور یہ سب تاویلین بعید اور احتمال ضعیف ہین جیسا کہ ظاہر ہی اور بعید ہونے ان تاویلات کے
دلیل یہ ہی کہ حق تعالی اونکے انکار پر انکار فرماتا ہی کہ یعنی آیا گمان کرتے ہین کہ اگر انہون نے ان
چیزون کو چھپایا تمکو اونکے اوپر حجت نہو گی اور خدا کو بھی دستاویز واسطے مواخذہ اونکے
بہم نہ پہونچی گے وَلَا یَعْلَمُوْنَ اور نہین جانتے ہین اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ
یعنی اس بات کو کہ حق تعالی جانتا ہے اوس چیز کو کہ پوشیدہ کرتے ہین اور اوس چیز کو کہ ظاہر کرتے ہین
پس اگر وہ چاہے تمام حجتین مسلمانون کو خود بخود بتلا دے کہ فلانی فلانی دستاویز تمہاری فلانے
کتاب مین موجود ہے اوس دستاویز سے اونکو ملزم کرو اور یہ بات بھی ہے کہ جس وقت حق تعالی
جاننے والا ظاہر اور پوشیدہ کا ہی پس اونکی انکار کو بھی کہ خلوت مین ظاہر کرنیوالونپر کرتے ہین تمہارے
اوپر ظاہر فرمایا یہانتک کہ دستاویز عام تمہارے ہاتھ مین آئے اسواسطے کہ جبتک اونہون نے خلوت مین
انکار نکیا تھا ظاہر کرنیوالونکی زبان سے اظہار پایا گیا تھا اور جب اونہون نے انکار اونپر کیا انکی زبان سے
بھی انکار پایا گیا پس تمام اظہار کرنیوالی ہوئے اور مسلمانون کو کہنے کی جگہہ ہاتھ آئی کہ تم سب اقرار
کرنیوالے ہو بعضی تمہارے سامنے اور بعضی خلوت مین پس انکار مین زیادہ تر فضیحت اور رسوائی
اونکی ہوئی پس مثال انکی انکار کی اوس احمق کی سی ہی کہ فَرَّ مِنَ الْمَطَرِ وَوَقَفَ تَحْتَ الْمِیْزَابِ یعنی
بھاگا مینہہ سے اور کھڑا ہوا نیچے پرنالے کے یہ حال انکی عالمون کا ہی کہ اپنے زعم مین کتابدانی او عقلمندی
مین کمال رکھتے ہین اور بسبب حماقت کے یہ بات نہین سمجھتے کہ جب معاملہ خدا کے ساتھ ہے اوسکی
نزدیک ظاہر کرنا اور چھپانا ایکسا ہی وَمِنْهُمْ اُمِّیُّوْنَ اور بعضے اون مین سے امی ہین کہ لکھنا
پڑہنا نہین جانتے ہین جیسے کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہین ویسے ہی ہین اور اسی واسطے
اونکو نسبت ماں کے طرف کیجاتی ہی اور امی کہنے مین آتا ہے گویا وہ بیٹے فقط ماں کی ہین باپ نہین
رکھتے ہین کہ اونکی تربیت کرتا اور لکھنا پڑہنا سکھلاتا حالت اونکی ایسی ہے کہ لَا یَعْلَمُوْنَ
الْکِتٰبَ یعنی کچھہ نہین جانتے ہین کتاب کو نہ لفظا اوسکے پہچانتے ہین اور نہ معنے اوسکی سمجھتے ہین
اور باوصف اسکی اپنے تئین اہل کتاب کہتے ہین اِلَّا اَمَانِیَّ مگر کتنے آرزوئین کہ کتاب کی تحریف
کرنیوالون سے سُنی ہین اور اونکو موافق خواہش دلی اپنے کے پاکر خاطر نشین کیا ہی اور اپنے زعم مین

اُن آرزوؤن کو خلاصہ مضمون کتاب کا جانکر خوش ہوتے ہین کہ ہمنے لب لباب کتاب کا نکال لیا ہی
انھین آرزوؤن مین سے ایک یہ ہی کہ ہمکو اللہ کے ساتھ علاقہ سوائے بندگی اور مخلوقی کے کہ تمام
لوگون مین مشترک ہی اور بھی ہی کہ ہم اللہ کے محبوب ہین اور اللہ نے ہمکو بیٹا کر لیا ہے پس جو گناہ
ہمسے ہوتا ہے حق تعالیٰ بسبب کمال محبت اور شفقت کے درگزر کرتا ہے دوسری آرزو یہ ہی کہ
باپ دادا ہمارے بڑے بڑے مرتبے والے ہو گئے ہین اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسی دستناسی انھون نے
پیدا کر لی ہی کہ مرضی اُسکی کو بدل سکتے ہین اگر بالفرض ہمکو مواخذہ گناہون کا ہوگا بھی تو باپ دادے
ہمارے کوشش کر کے ہمکو چھٹا لین گے تیسری یہ ہے کہ یہود کے گروہ کو اگرچہ سخت کافر ہون سات
دن یا چالیس دن سے زیادہ عذاب نہوگا چوتھی یہ ہی کہ شریعت یہود کی قیامت تک واجب العمل ہی
اور منسوخ ہونیوالی نہین پانچوین یہ کہ استعداد نبوت اور رسالت کی منحصر بنی اسرائیل کے خاندان مین ہی
اورون کو ہرگز لیاقت اس کام کی نہین چنانچہ عوام اور جاہلون کو قدیمی خاندانون سلطنت مین بھی یہی
اعتقاد ہی اور اسی قسم کی دوسری جھوٹی باتین بھی بسبب تقلید کے اُنکے ذہنون مین بیٹھی ہوئی ہین مگر
اس اعتقادِ تقلیدی مین کہ علمائے بےعمل اپنے سے حاصل کیا ہی کفر سے خلاص نہین ہوتے ہین
اور معذور نہین ہونگے اس واسطے کہ یہ لوگ جانتے ہین کہ علما ہمارے جھوٹ بولتے ہین اور ان کے
جھوٹ اور رشوت ستانی کا دنیا کے معاملات مین تجربہ کرتے ہین پس اُنکو خود اپنے عالمون کے
کہنے کا یقین نہین تا کہ معذور رہون وَاِنۡ هُمۡ اِلَّا یَظُنُّوۡنَ یعنی اور نہین ہین وہ مگر یہ کہ گمان قوی
کرتے ہین اور اعتقاد اُنکا فقط اسی قدر ہی کہ ظن غالب ہو جاتا ہی اور اسکا اصول دین مین اعتبار
نہین جب تک یقین کامل نہو پس علما اور جہلا اُنکے گمراہی اور گناہ اور وبال مین دونون برابر ہین
اس واسطے کہ عالم پر فرض ہے کہ موافق علم اپنے کے عمل کرے اور جھوٹ بولنے اور تحریف
کرنے کتاب کے سے احتراز کرے اور عامی کے اوپر فرض ہی کہ فقط تقلید اور ظن کے اوپر کفایت
نکرے بلکہ یقین کے حاصل کرنے کا ارادہ کرے البتہ اتنا فرق ہی کہ عذاب جاہلون کا اُن عالمون کی
نسبت سے جنھون نے اُن جاہلون کو گمراہ کیا ہی کم ہوگا اس واسطے کہ عذاب جاہلون کا محض گمراہی کے
سبب سے ہی اور عذاب عالمون کا بسبب گمراہی اور گمراہ کرنے کے ہی فَوَیۡلٌ یعنی پس بہت بُرا
حال ہی لِّلَّذِیۡنَ یَکۡتُبُوۡنَ الۡکِتٰبَ بِاَیۡدِیۡهِمۡ یعنی اُن عالمون کا کہ لکھتے ہین کتاب تحریف

ما ہوئی کو اپنے ہاتھون سے باوجود اسکے کہ جانتے ہین کہ ہماری تحریف کی ہوئی ہی اور زیادہ کرنا لفظ بِاَیْدِیْھِمْ
کا واسطے بیان کرنے زیادتی قبح فعل انکے کے ہی کہ اگر نقل بسبب زیادتی اور بے خبری کے اُس
نسخہ کی کرلیتے کہ دوسرے نے اُسکو پہلے زمانہ مین تحریف کیا ہوتا تو اس قدر مستحق وبال کے نہوتے
یہ خود آپ ہی تحریف کرکے اپنے ہاتھ سے لکھتے ہین ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ ھٰذَا یعنی پھر کہتے ہین کہ یہ لکھا ہوا ہمارا وہی ہے
جو نازل ہوا ہی مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ یعنی اللہ کے پاس سے پس دو وجہ سے گناہ عظیم کے مرتکب ہوے
اوّل یہ کہ کلام محرّف کو کتاب مین لکھتے ہین کہ محض لکھنا اُس کا گناہ کبیرہ ہی اِس واسطے کہ اگر وہ لکھا ہوا
کسی کے ہاتھ آیا تو وہ شخص سب کو کلام الٰہی سمجھے گا اور گمراہ ہوگا گو انھون نے نہ کہا ہو کہ یہ کلام خدا کا ہے
اور اسی سبب سے اگر تفسیر اور ترجمہ اور شمار آیتون کا اور محل نزول سورتون کا اور علامت وقف اور ربع
اور نصف اور عشر اور خمس کی اس طرح لکھی جائین کہ قرآن کی عبارت مین اور اُسمین فرق نہ معلوم ہو
حرام ہی بلکہ اس طرح لکھے کہ معلوم ہو جاوے کہ یہ قرآن مین داخل نہین دوسرے یہ کہ بعد لکھنے اُس
تحریف شدہ کے نسبت اُسکی خدا کی طرف کرتے ہین اور کہتے ہین کہ کلام الٰہی ہی کہ صریح افترا کرنا
خدا پر ہی پھر اور وجہ سے بھی اس نوشت وخواند مین مرتکب بڑے گناہ کے ہوتے ہین اس واسطے کہ یہ کام
کے ایمان نہین کرتے مگر لِیَشْتَرُوْا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ط یعنی اس واسطے کہ خریدین بدلے اس لکھنے
اور لکھنے کے قیمت تھوڑی کہ اُنکو اس تحریف سے خاطرداری سردارون اور دنیاداروں اپنے
کی منظور ہوتی تھی یا لینا رشوت کا جاہلون سے کہ موافق مطلب اُنکے کے کتاب سے روایتین لکھ
دیتے تھے اور یہ کمال بدبختی ہی کہ تھوڑے سے نفع کو کہ فنا ہونیوالا ہی اجر عظیم ہمیشہ باقی رہنے والے کے
بدلے مین لیتے تھے فَوَیْلٌ لَّھُمْ مِّمَّا کَتَبَتْ اَیْدِیْھِمْ یعنی اور بہت بُرا حال ہی اُن لوگونکا اس جہت سے کہ
لکھا ہی ہاتھون اُنکے نے وَوَیْلٌ لَّھُمْ مِّمَّا یَکْسِبُوْنَ ہ یعنی اور بہت بُرا حال ہی اُنکا اس جہت سے کہ
کماتے ہین ساتھ اس لکھنے اور بتلانے کے رشوت دنیا کی کہ تھوڑے دنون مین زائل ہونیوالی ہی باقی یہان
کئی باتین تحقیق طلب ہین اوّل یہ کہ ویل لغت عرب مین ایسا کلمہ ہی کہ مصیبت زدہ کو کہتے ہین اور دلالت
اُسکی بدانجامی پر کرتا ہی گویا اس کلمہ کہنے والے کو ایسا منظور ہوتا ہی کہ اس مصیبت سے کبھی خلاص نہو
اور زیادہ تر گرفتار ہو جاوے اور ویح اور ویس کو بھی اسی طرح مصیبت زدہ پر استعمال کرتے ہین لیکن
ان مین منظور ترحم اور خواہش خلاصی اُس مصیبت زدہ کی مصیبت سے ہوتی ہی اور ویب مرادف

اور یہم معنی ویل کا ہی اسکا استعمال بھی بدخواہی کے مقام مین ہی ابو نعیم بیچ کتاب دلائل النبوۃ کے
امیر المومنین حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہین الویح والویل بابان فاما الویح
فباب رحمۃ واما الویل فباب عذاب یعنی ویح اور ویل دو دروازے ہین ایسے ویح پس دروازہ
رحمت کا ہی اور ویل پس دروازہ عذاب کا ہی اور ابراہیم حربی نے بیچ فوائد اپنے کے ام المومنین
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھسے
کلام اور خطاب فرماتے تھے اور مجھکو ویحک کہا مینے اس کلمہ کے سننے سے بہت اضطراب کیا اور
تنگ دل ہوئی فرمایا کہ ای سرخک ویحک اور ویسک رحمت ہی اس سے تنگ دل مت ہو لیکن
ویل سے تنگ دل ہو حاصل یہ ہی کہ یہ کلمہ کہ کلام الٰہی مین بعضے گروہ کافرون اور فاجرون کے حق مین
وارد ہوا ہی قیامت کے دن اس وعید کا پورا کرنا کئی طرح سے ظہور پکڑیگا یہود اور محرفین کتاب کے
حق مین ایک پہاڑ آگ کا ظاہر ہو کر اُنپر گریگا اور اُنکا جسم پاش پاش کریگا جیسے کہ اُنھون نے
کتاب اللہ کو تحریف سے پاش پاش اور جدا جدا کر دیا ہی اور کافرون اور متکبرون کے حق مین
ایک غار کی صورت مین نمودار ہوگا اور اُنکو اُسکے قعر مین بعوض تکبر اور خود پسندی کے گرایا جاویگا
اور بیچ حق چودھریون اور دین کے کہ اپنے گروہ پر ظلم اور ستم کرتے ہین ایک پتھر کی صورت مین ظاہر ہوگا
اور وہ پتھر نہایت گرم اور دہکتا ہوا ہوگا اور ان لوگون کو اُس پتھر پر چڑھاوین اُتارین گے
اور فاسقون کے حق مین خصوصاً شراب خوارون کے واسطے ایک ندی بہتی ہوئی کی صورت مین ظاہر ہوگا
کہ اُس ندی مین زرد پانی بدبودار دوزخیون کے بدن کا جاری ہوگا اور اُنکو اُس ندی کا پانی پلایا جاویگا
اور امام احمد اور ترمذی بیچ باب صفۃ النار کے اور ابو یعلیٰ اور طبرانی اور ابن حبان بیچ صحیح اپنے
کے اور حاکم بیچ مستدرک کے اور بیہقی بیچ کتاب البعث کی ساتھ روایت ابو سعید خدری وغیرہ
کے لائے ہین کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی ویل نام ایک کنوین کا ہی جہنم مین کہ کافرون کو اُسمین
ڈالین گے اور چالیس برس تک نیچے چلے جاوینگے تب بھی عمق اُسکا تمام نہین ہوگا اور ابن جریر نے
حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے بیچ تفسیر فویل لھم مما کتبت ایدیھم کے نقل کی ہی کہ
آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ ویل ایک پہاڑ ہی آگ کا اور وہ وہی پہاڑ ہی کہ گرے گا
اوپر یہود کے اس واسطے کہ اُنھون نے تحریف کیا ہی توریت کو اور زیادتی اور کمی کی ہی کلام الٰہی مین

اور بزار اور ابن مردویہ نے سعد بن وقاص سے روایت کی ہی کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ
دوزخ مین ایک بڑا پتھر آگ کا ہی اُسکو ویل کہتے ہین چودھریون بے دین اور جماعت داروں بے ایمان کو
اُس پتھر پر اُتارین چڑھاوین کے اور طبرانی اور بیہقی نے کتاب البعث مین ابن مسعود سے اور
ابن ابی حاتم نے نعمان بن بشیر سے روایت کی ہی کہ ویل نام ایک نالہ کا ہی کہ دوزخ مین بہتا ہی
اور اُسمین پیپ اور زرد پانی دوزخیون کا جاری ہی اور صحیحین کی حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی
شراب خواری مین بغیر توبہ کیے کے مرا تو ذمہ اللہ کے ہی کہ اُسکو نچڑا ہوا پانی دوزخیون کے
بدنون کا پلاویگا اور عبداللہ بن مبارک نے بیچ کتاب الزہد کے اور بیہقی نے بیچ کتاب البعث کے
عطار بن یسار سے روایت کی ہی کہ ویل نام ایک نالہ کا ہی دوزخ مین کہ اگر دنیا کے پہاڑون کو اُسکے اندر
ڈال دین تو گرمی اُسکی سے پگل کر پانی ہو جاوین دوسرا یہ ہی کہ جب اس کلام مین منظور بیان
اس بات کا تھا کہ محرفین کا عذاب زیادہ ہی اُمیون کے عذاب سے تین چاہیے تھا کہ زیادتی کی
تینون وجہون کو ذکر فرماتے فقط دو وجہون پر کہ مما کتبت ایدیہم و مما یکسبون ہین کس واسطے
کفایت کی اور یقولون من عند اللہ کو کس واسطے ساقط فرمایا جواب اسکا یہ ہی کہ لکھنا کلام
محرف کا کتاب مین محض اسی واسطے تھا کہ جاہل لوگون سے کہین ہذا من عند اللہ یعنی یہ
اللہ کے پاس سے ہی اور مطلب ان بدبختون کا اس حرکت سے یہی گفتار نابکار تھی اور جو کہ فقط لکھنے
سے بغیر کہنے کے کچھ فائدہ مرتب ہوتا ہی کہ دوسرے کو اشتباہ واقع ہو جاوے کہ یہ کلام الٰہی ہے
یہ انکے خیال مین نہ تھا اور نہ اسکا ارادہ تھا اور نہ اب تک مرتب ہوا تھا اور نہ اسکا ہونا قطعی تھا
اس واسطے اس لکھنے اور کہنے کو ایک گناہ اعتبار کیا اور پہلی خبر کو ان دونون مین سے بیان کیا
یعنی لکھنے کو اس واسطے کہ جب لکھنے سے یہی مقصود تھا اور اس کہنے ہی کی نیت سے لکھا تھا گویا کہکر
فراغت پائی پس بعد ذکر لکھنے کے کچھ حاجت نہین کہ کہنے کا ذکر کرین تیسری بات یہ ہی کہ مناسب
ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فویل لہم مما کتبت ایدیہم وویل لہم مما کسبوا فرماتے یعنی دونون جگہ
صیغہ ماضی کا لاتے اور اگر حکایت حال گزرے ہوے کو واسطے حاضر کرنے اس حال قبیح کے
مدنظر کرکے مضارع کو بجائے ماضی کے لائے پس دونون جگہ یہی مناسب تھا یعنی مضارع کے
صیغے دونون جگہ ہوتے اس طرح کہ فویل لہم مما یکتبون ایدیہم وویل لہم مما یکسبون جیسے کہ

صدر آیہ مین اسی طرح فرمایا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ جب کتابت انکی ایک بار ہو چکی او راُس کلام محرف کو
ایک نسخہ مین لکھکر چھوڑ دیا تو تعبیر اُسکی ساتھ صیغہ ماضی کے مناسب ہوئی اور رشوت ستانی انکی
تمام نہین ہو چکی بلکہ ہر بار طالب اُس مضمون کا اُنکے آگے آتا تھا اُسی نسخۂ محرفہ سے نشان دیتے اور موافق
اُسکے خواہش کے بیان کرتے پس تعبیر اُسکی ساتھ صیغہ مضارع کے کہ دلالت اوپر استمرار تجددی کے کرتا ہی
ضرور ہوئی اور معمول تحریف کرنے والون کتابون کا اور جعل سازون در فرمان اور پروانے بنانیوالون کا
اور مُہرین جھوٹی کرنے والون کا بھی ہے ایک بار ان چیزون فریب کی کو درست کرکے رکھ
چھوڑتے ہین اور وقت حاجت کے اُس سے مطلب اپنا حاصل کرتے ہین چوتھے یہ کہ صدر آیت مین
یعنی اول مین فَوَيۡلٞ لِّلَّذِينَ يَكۡتُبُونَ ٱلۡكِتَٰبَ بِأَيۡدِيهِمۡ واقع ہوا ہی پس تکرار اسی مضمون کا
آخر آیت مین کس واسطے فرمایا جواب اسکا یہ ہی کہ مطلب شروع آیت کا اور اخیر آیت کا جدا جدا ہے
دو وجہ سے اوّل یہ ہی کہ صدر آیت سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جو لوگ موصوف ان صفتون کے ساتھ
ہین حال بد رکھتے ہین اور یہ معلوم نہین ہوتا ہی کہ ان صفات کو بھی بیچ برائی انجام اُنکے کے دخل ہی
یا نہین اس واسطے کہ احتمال ہی ذکر ان صفتون کا محض علامت اور پہچاننے کے واسطے ہو جیسے کہ اس
مثال مین یا غلام اعط درهما صاحب الثوب الاحمر یعنی اے غلام دے تو ایک درہم
سرخ کپڑے والے کو یہان سرخ ہونا کپڑے کا محض نشان بتلانے کے واسطے ذکر کیا ہی اور دینے مین
اسکو دخل نہین اور اخیر آیت سے دخل ان صفتون کا بد انجامی اُنکی مین معلوم ہوتا ہی دوسری وجہ
یہ ہی کہ اگرچہ موافق اس قاعدہ کے کہ تعلیق الحکم بالوصف یشعر بعلیته له یعنی معلق کرنا
حکم کا ساتھ وصف کے مشعر ہی ساتھ علت ہونے اُس وصف کے واسطے اُس حکم کے دخل ان
صفتون کا بیچ خرابی حال اُنکی کے شروع آیت سے بھی سمجھا جاتا ہی لیکن یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ مجموع
دونون صفتون کو اس امر مین دخل ہی اور یہ بات نہین سمجھی جاتی ہی کہ ہر ہر صفت کو علیحدہ علیحدہ
اس امر مین دخل ہی اور زیادتی عذاب اُنکے کی آیتون کے عذاب کو جہتون سے سمجھی نہین جاتی
مگر آخر آیت سے یہ بات سمجھی جاتی ہی کہ مقابل ہر جہت کے کلمہ ویل کا لائے ہین پانچوین یہ ہے کہ
بعضے بعضے مفسرون مین سے کہ ظاہر بین ہین مضمون اس آیت کا دیکھکر کہ ظاہر مین اسکے اندر ذکر تحریف
اور افترا اور تعیین ثمن قلیل کا کہ کس جنس سے ہی اور کونسی چیز ہی آیا عوض کا غذ اور سیاہی

اور قلم اور محنت کتابت کے ہی یا عوض مضمون کے کہ اُس سے مستنبط ہوتا ہی اور وہ اس آیت مین جو منع تھا
قائل اس بات کے ہوے ہین کہ خرید و فروخت قرآن کی حرام ہی عبد الرزاق اور ابن ابی داؤد نے
بیچ مصاحف کے ابراہیم نخعی سے اور اُنھون نے اعمش سے روایت کی ہی کہ کہتے تھے یکرہ ان
تکتب المصاحف بالاجرة یعنی مکروہ ہی یہ کہ لکھے جاوین قرآن ساتھ اُجرت کے اور اس
آیت کو استدلال کے مقام مین پڑھتے تھے فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیہم الی آخرہا
اور ابو الضحیٰ سے بھی روایت کی ہی کہ کہا اُنھون نے کہ مینے تین آدمیون کو کوفہ کے بڑے عالمون مین سے
مسئلہ خریدنے قرآن کا دریافت کیا عبد اللہ بن یزید خطمی اور مسروق بن الاجدع اور شریح تینون نے کہا کہ لا تاخذ
علی الکتاب ثمنا یعنی نہ لے تو اوپر کتاب کے ثمن اور ابن ابی الدنیا نے طریق قتادہ کے سے زرارہ بن اوفیٰ
سے اُنھون نے مطرف سے روایت کی ہی کہ مین بیچ فتح شہر تستر کے ہمراہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حاضر تھا
اُس غنیمت مین دو ویشہ کتان کے پائے مینے اور ایک صندوقچہ چھوٹا کہ اُسمین کوئی کتاب کتب الٰہی سے
توریت یا زبور یا انجیل تھی اور ہمارے لشکر مین ایک شخص مزدور تھا قوم نصاریٰ سے اُس نے
کہا کہ اس صندوقچہ کو میرے ہاتھ فروخت کرو کہ قدردان اور سمجھنے والا اس کتاب کا مین ہون
اور اُسکا نعیم نام تھا پس مسلمانون نے اس بات کو مکروہ جانا کہ اُسکے ہاتھ کتاب اللہ کو بیچین
صندوقچہ کو بعوض دو درم کے اُسکے ہاتھ فروخت کیا اور اُس کتاب کو بغیر قیمت اُسکے حوالہ کیا
قتادہ کہ راوی اس قصہ کا ہی کہتا تھا کہ اسی جگہ سے کراہیت فروخت کرنے قرآنون کی ثابت ہوئی
اس واسطے کہ ابو موسیٰ اشعری اور یارون اُنکے نے کتاب الٰہی کا فروخت کرنا جائز نکیا اور ابن ابی داؤد نے
بھی سعید بن مسیب اور حسن بصری سے روایت کی ہی کہ یہ دونون بزرگ بیع مصحف کو مکروہ کہتے تھے
اور حماد بن ابی سلمان استاذ امام اعظم سے نقل لائے ہین کہ ایک شخص نے اُنسے پوچھا کہ قرآن کے
فروخت کرنے مین کیا فرماتے ہو جواب دیا کہ ابراہیم نخعی خریدا اور فروخت قرآن کو مکروہ رکھتے تھے
اور ساتھ روایت سالم کے لایا ہی کہ عبد اللہ بن عمر جب بازار مین گزرتے تھے اور دیکھتے تھے کہ کوئی
قرآن بیچتا ہی تو فرماتے تھے کہ بُری تجارت ہی یہ تجارت اور ساتھ روایت سعید بن جُبیر کے لائے ہین کہ
ابن عمر فرماتے تھے کاش کہ میری زندگی مین کوئی حاکم پیدا ہووے کہ ہاتھ کاٹنے کا
حکم قرآن کے بیچنے والون کے واسطے دے اور کراہیت اس تجارت کی حضرت امیر المومنین

عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعودؓ سے بھی منقول ہے بیچ کتاب ابن ابی داؤد کے کہ کتاب المصاحف نام اُسکا مشہور ہے اور عبداللہ بن شقیق عقیلی سے عبدالرزاق اور ابن ابی داؤد نقل لائے ہیں کہ کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یشددون فی بیع المصاحف ویرونہ عظیما یعنی اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تشدد کرتے تھے بیچ بیع مصاحف کے اور دیکھتے تھے اُسکے تئین بڑا سخت امر اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ صحابہؓ کے زمانہ میں بیچنا مصاحف کا مروج نہ تھا عادت ایسی تھی کہ جسکو لکھوانا قرآن کا منظور ہوتا تھا خالی ورق اور دوات قلم لیکر متصل منبر کے بیٹھتا تھا جو مسلمان کہ آتا اُس سے استدعا لکھنے کی کرتا جو کوئی لکھنا جانتا ایک ورق لکھکر دیتا پھر دوسرے سے اسی طرح لکھواتا اسی طریق سے چند روز مین کلام اللہ تمام ہو جاتا اور عطا اور تابعین سے بھی یہی مضمون مروی ہوا ہے حاصل یہ ہے اس قدر خوب صحیح ہے کہ قرآن کا لکھکر بیچنا یا اُجرت اسکے لکھنے کی لینا چارون خلیفون کے عہد تک نہ تھا اور اللہ کے واسطے لکھتے تھے پہلے یہ بدعت آخر زمانہ معاویہؓ بن سفیان مین مروج ہوئی چنانچہ ابو عبیدہ وغیرہ نے ابو مجلز تابعی سے کہ شاگرد ابن عباسؓ کے ہین روایت کی ہے لیکن یہ بدعت حسنہ ہے بدعت سیئہ نہین ابتدا مین اُس وقت کے علمار نے انکار کیا تھا اور اسی آیت کو تمسک پکڑا تھا جب اور علماؤن نے غور اور تامل کی کوئی وجہ حرمت کی اسمین نہ پائی تو اُسکے جواز پر اجماع ہو گیا اور اس آیت سے حرمت اُسکی ثابت نہین ہوتی ہے اس واسطے کہ اگر مراد لیشتروا بہ ثمنا قلیلا سے لینا اُجرت کتابت کا یا قیمت کاغذ اور سیاہی کا ہوتا لفظ ثم یقولون ھذا من عند اللہ محض ضائع اور لغو ہو جاتا اور اسی واسطے ابن عباسؓ اور محمد بن الحنیفہ نے اُسکے مباح ہونیکا فتویٰ دیا ہے ابن ابی داؤد نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اُن سے اس مسئلہ کا حکم پوچھا فرمایا کہ لا باس انما یاخذون اجور ایدیھم یعنی نہین ہے ڈر سوا اس کے نہیں کہ لیتے ہیں مزدوری ہاتھوں اپنے کی اور محمد بن الحنیفہ سے نقل لائے ہین کہ کہا انھون نے لا باس انما بیع انما بیع الورق وعمل یدیہ یعنی نہین ہے کچھ اندیشہ اس مین فقط بیع ورق اور عمل ہاتھون اپنے کی ہے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنھون نے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ لا باس بشراء المصاحف وان یعطی الاجر علی کتابتھا

نفع خلاصہ

لیا اس غرض سے یہ ... وقت ... بیچنا سوجان ... پوچھنا خلاف ... بیاہنا ... قرآن حدیث کے خلاف ... دیدہ ودانستہ ... بیچنا مال باعزت ... قرآن کا بیچنا ... خلاف ... حرام ہے

قرآن کی ... اجماع ہوا

یعنی نہین خوف ہی بیع خرید قرآنون کے اور دیے جانے اُجرت کے اوپر لکھائی اُسکی کے اور حسن بصری
اور مطرف سے بھی صحیح روایت مین آیا ہی کہ اُنھون نے رجوع اس مذہب سے کیا جیسے کہ کتاب المصاحف
مین موجود ہی اور زیادہ عجب یہ ہی کہ جابر بن عبداللہ اور بعضے اور فقہاؤن سے مروی ہی کہ خریدنا قرآن کا جائز
کرتے تھے اور بیع اُسکی کو حرام او مکروہ جانتے تھے اس واسطے کہ اس آیت مین لفظ اشترا کا معنی بیع کے ہی
ساتھ دلیل ثمنا قلیلا کے لیکن جو چیز کہ بیع اُسکی حرام مطلق ہو خریدنا اُسکا بھی جائز نہین کس واسطے
کہ خریدنا باعث بیع کا ہوتا ہی حاصل یہ ہی کہ کراہیت اس معاملہ کی باعتبار شرا کی ابتدا مین سلف
کے اندر نے تعمق اور غور کرنے کے رائج ہو گئی تھی اخیر کو یہ حکم جاتا رہا اور اجماع اسکی صحت پر منعقد ہوا
خلاصہ یہ ہی کہ جب حال عالمون بنی اسرائیل کا ساتھ اس مرتبہ کے خراب ہوا کہ علانیہ واسطے غرضون
دنیاوی کے تحریف کتاب کی کرتے ہین اور حال عوام لوگون کا اُنکی تقلید کرنے مین اس حد کو پہنچا کہ
طمع ایمان کی اُن سے باقی نرہی اور سب اُن مین سے خواہ علما ہون خواہ جہلا ہون گناہ کرنے مین
اور تحریف کتاب اور تقلید اپنے پیشواؤن مین باوجود اسکے کہ قول اُنکے مخالف دلیلون قطعی کے ہین
بہت جرات اور بے باکی کرتے ہین اور کہتے ہین ہر چند کہ کسی طرح کا ویل اور اسباب عذاب کے
بکثرت ہر طرف سے ہمارے اوپر ہجوم کرین لیکن ہمکو کچھ خوف نہین اس واسطے کہ عذاب ہمکو نہوگا
مگر تھوڑی مدت وقالوا اور کہا اُن سب نے یعنی علما نے افترا پردازی سے اور جاہلون نے تقلید
اُنکی سے کہ لن تمسنا النار یعنی ہرگز نہ پہنچیگی ہمکو آگ دوزخ کی اگرچہ ہم مرتکب طرح طرح کے کفر اور
تحلیل محرمات کے ہون اور انکار فرضون کا کرین الا ایاما معدودۃ مگر چند دن شمار کیے گئے
اور ہین انکے علما نے اختلاف کیا ہی کہ کتنے دن ہین بعضون نے کہا ہی کہ سات دن اس واسطے کہ مدت پیدائش
نوع انسانی کی سات ہزار برس ہی کلام الٰہی مین آیا ہی کہ وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما
تعدون یعنی تحقیق یوم نزدیک رب تیرے کے مثل ہزار برس کے ہی اُس سے کہ شمار کرتے ہو پس
برابر ہزار برس کے ایک دن عذاب کا ہوگا اور بعضون نے کہا ہی کہ چالیس دن اس واسطے کہ
بزرگ ہمارے اتنی ہی مدت کہ میقات حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھا انوار اور برکتون نبوی سے محروم
رہے اور گوسالہ پرستی مین گرفتار ہوے تھے اور وہ بڑا سخت کفر انواع کفر سے تھا جب کہ
چالیس دن کی مدت مین اثر اسکا زائل ہوا اور گناہ اور کفر کی باتونکا اتنی مدت مین کیونکر اثر زائل نہوگا

کیونکر اثر زائل نہوگا اور بعضون نے کہا ہی کہ چالیس برس اس واسطے کہ مُدت سرگردانی ہماری کی جنگل مین اسی قدر تھی اور یہ وجہ بھی ہی کہ نبیون کے صحیفون مین ہمنے سُنا ہی کہ مابین دو کنارون جہنم کے بقدر چالیس برس کے فاصلہ ہی اور جب کہ قیامت کے دن ہمکو آگ مین ڈالین گے ہم اپنے باپ دادون کی شفاعت کے زور سے اس کنارے پل کے سے دوسرے کنارے پل تک گزرے ہوے چلے جاوین گے اور اتنی مُدت مین اس مسافت کو قطع کرلین گے اور اگر عذاب دوزخ ہمکو ہوگا تو اتنی مُدت سے تجاوز نکریگا اور بعضے کہتے تھے کہ جتنی عمر بعد سن بلوغ کے ہوگی ہر کسی کو اتنے روز دن عذاب ہوگا کہ اتنی ہی مُدت دنیا مین گناہ کرنے کی ہی زیادہ بڑھنا عذاب کا اتنی مُدت سے مقتضی عدل الٰہی کا نہین اور بعضے ان مین سے یونانی فلاسفہ سے سیکھ کر کہتے تھے کہ روحین اگرچہ بسبب تعلقات بدنی کے بُرے کام کرنے سے مُکدر ہوتی ہین لیکن اصل مین پاک صاف نورانی ہین اور جب ان بدنون سے مفارقت کرینگی بُرے کامون کے نتیجے اپنے اندر پائینگی اور متألم ہونگی اور یہی اُنکے واسطے عذاب ہی اور جس وقت آثار اُن تعلقات عارضی کے بالکل فراموش ہوجاوینگے پھر عذاب سے خلاص ہوجاوینگی اور رجوع طرف حالت اصلی اپنی کے کرینگی مثل پانی کے کہ بالطبع سرد ہی اگر نیچے اُسکے آگ روشن کرین گرم ہوجاتا ہی اور جب آگ پر سے اُتار لیتے ہین تو اثر اُس آگ کا کچھ کچھ باقی رہتا ہی اور بعد اُس مُدت کے طبیعت اصلی پر آجاتا ہی اور برودت کی طرف میل کرتا ہی کہ مقتضی اصل کا ہی اور یہ سب خیالات فاسد اُنکے ہین اور وجدان انکا درست نہین اس واسطے کہ روحین بسبب اخلاق ذمیمہ بہیمیہ اور سبعیہ کے ایسی مکدر ہوجاتی ہین اور آئینہ استعداد اُنکی کا اس طرح کا زنگ پکڑ لیتا ہی کہ ہرگز قابل اصلاح کے نہین رہتی ہین اور کفر مین اس قدر سمیت ہی کہ طبیعت کو تصرف اور رجوع کرنے سے اصلی حالت کی طرف معطل کرتا ہی باقی اس مقام مین ایک سوال ہی جواب طلب اور وہ یہ ہی کہ بیچ صفت جمع غیر ذوی العقول کے صیغہ واحد مؤنث اور جمع مؤنث کا لانا دونون صحیح ہین پس ایاما معدودۃ اور ایاما معدودات دونون جائز ہین اس سورۃ مین پہلا صیغہ اور سورۂ آل عمران مین دوسرا صیغہ کس واسطے ذکر کیا اور دونون سورتون مین یکسان کس اسطے نفرمایا یا بالعکس کردیتے جواب یہ ہی کہ ہرچند مدلول دونون صیغون کا ایک ہی لیکن پہلے صیغہ کی صورت مفرد کی ہی پس دلالت اوپر وحدت کے کرتا ہی اور دوسرا صیغہ جمع کی صورت سے

ہی پس دلالت اوپر کثرت کرتا ہی اس سورۃ مین مذکور اسکا ہی کہ انسے طمع ایمان کی مت رکھو کہ
یہ لوگ ایسا اعتقاد فاسد رکھتے ہین اسواسطے کہ وقالوا لن تمسنا النار باعتبار عطف کے
افتطمعون کے تحت مین داخل ہی اور اس غرض کے بیان کرنے کے واسطے ذکر تقلیل مدت
عذاب کا صورۃ اور معنا مناسب زیادہ ہی اور سورہ آل عمران مین مذکور اسکا ہی کہ وہ کفر کرتے ہین
ساتھ آیتون خدا کی کے اور نبیون اور واعظون کو ناحق مارتے ہین پھر ایک فرقہ انمین سے حکم الٰہی سے کہ
انکی کتاب مین آیا ہی روگردان ہوتا ہی اور یہ سب باتین جرأت کے سبب سے ہین جو اعتقاد فاسد کی
جہت سے ہی اور جب کہ اسجگہ پر بہت فعل اس قسم کے کہ موجب عذاب شدید کے ہین شمار کئے تو
لازم آیا کہ بیچ مدت عذاب کے بھی کثرت لفظی اور صوری ملاحظہ فرماوین گو باعتبار معنی کے قلت ہو
اسواسطے کہ جسقدر افعال زیادہ ہون جزا بھی انکی کثیر چاہئین اگر معنی کے باعتبار نہو صورت
کی رعایت ضرور ہی اور علاوہ اسکے سورہ آل عمران مین لفظ اذا جمعناھم کا
آیا ہی پس صیغہ جمع کا لانا مناسب اسکے ہوا حاصل یہ ہے کہ پیغمبر وقت کے تئین فرماتے
ہین کہ اگر اس قسم کا اعتقاد واہی روبرو تیرے ذکر کرین اور بے پروائی اپنی ایمان
اور عمل صالح سے بیان کرین تو انکے جواب مین قُلْ یعنی کہہ کہ مقرر کر لینی مدت عذاب کی
کہ اسقدر آخرت مین ہمکو عذاب ہوگا اس قبیل سے نہین کہ عقل خود بخود اسکی طرف راہ پاوے
پس تمنے یقین اس بات کا کسی دلیل سمعی سے لیا ہوگا اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا یعنی کیا لے لیا
ہی تمنے اللہ سے پیمان کہ تمکو کفر اور گناہون تمھارے پر زیادہ کئی روز سے عذاب نکریے پس
پتہ اس بات کا دو کہ کونسی کتاب مین ہی تاکہ ہم بھی دیکھین اور اقرار کرین اور اگرچہ اللہ تعالیٰ
سے عہد لینے کی حاجت نہین فقط کہدینا بھی بس کفایت ہی اسواسطے کہ خبر اسکی سچی ہی اگر
اسنے اس بات کو کہہ لیا ہو تو یہ بھی بمنزلہ عہد کے ہی فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ یعنی پس ہرگز خلاف
نکریگا خدائے تعالیٰ اس عہد محکم اپنے کو اسواسطے کہ خبر اس کی کلام ازلی اسکا ہے اور کذب
کلام مین بڑا نقصان ہوتا ہی کہ ہرگز خدائے تعالیٰ کی صفتون مین اسکو دخل نہین ہوسکتا
اور بعضی ظاہر بینون نے کہا ہے کہ وعدہ نیک مین خلاف کرنا نقصان ہی اور وعید
مین خلاف کرنا کرم اور لطف ہے اس قول کی بنا اسپر ہی کہ غائب کو حاضر پر قیاس کیا ہے

کے حق مین کہ سب عیبون اور نقصانون سے پاک ہے مطلق خبر کا خلاف کرنا خواہ وعدہ ہو خواہ وعید نقصان ہے اسواسطے کہ اُسکے لطف اور کرم کی راہین بہت ہین البعید نہین کہ معاملہ لطف اور کرم کا بھی کرے اور وعید اپنے مین بھی خلاف نکرے بخلاف آدمیون کے کہ بسبب عجز بشری کے بغیر خلاف کرنیکے بیچ وعید کے اُنکو لطف اور کرم کرنا ممکن نہین ہوتا پس اُنکے حق مین وعید کے خلاف کرنے مین اگرچہ ایک طرح کا نقصان ہے مگر پورا کرنے وعید مین اس سے زیادہ نقصان ہے سو اُنکے حق مین یہی کمال ہے کہ بڑے نقصان کو اختیار نکرین اور اللہ تعالی کے حق مین اپنے وعید کا خلاف کرنا محض نقصان ہے پس اللہ کے وعید مین اور اور لوگون کے وعید مین فرق ہے اور اگر کسی نص کا کہ جس سے یہ تقلیل مدت کی معلوم ہو نشان نہین دیتے ہو تو پس معلوم ہوا کہ بات بے دلیل کہتے ہو اور بات بے دلیل کسی کے حق مین کہنی نچاہیے اور یہ بہت ہی بُرا ہے کہ خدا کے اوپر اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی کیا افترا کرتے ہو اللہ پر وہ چیز کہ نہین جانتے ہو کہ سچ ہے یا جھوٹ اور بڑا نشان تمہارا اس دعوے مین ساتھ اُس حدیث کے ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے تمہاری خبرون مین منقول ہے مضمون اسکا یہ ہے کہ حق تعالی نے حضرت یعقوب ع کے ساتھ عہد باندھا ہے کہ اُنکے بیٹون کو عذاب نکرونگا مگر تحلة القسم یعنی واسطے پورا کرنے قسم اپنی کے اور یہ حدیث اول تو خود صحیح نہین کہ حضرت یعقوب ع نے اسطرح فرمایا ہو سند اسکی معتبر نہین دوسرے یہ کہ تمنے کہان سے جانا کہ مراد حضرت یعقوب ع کے بیٹون سے تمام فرقہ بنی اسرائیل کا ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ مراد بیٹون سے صلبی بیٹے اُنکے ہین اسواسطے کہ اطلاق بیٹون کا متعارف اسی معنی مین ہے تیسرے یہ کہ عذاب نکرنا اُنکے بیٹون کا بھی ساتھ وجہ شرعی کے تھا اسواسطے کہ بیٹون اُنکے نے توبہ صحیح کی اور ندامت قوی عمل مین لائی اُن گناہون سے کہ بیچ حق حضرت یعقوب ع کے اور بیچ حق حضرت یوسف ع کے اُنسے سرزد ہوے تھے چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ مین مذکور ہے کہ اُنھون نے حضرت یعقوب ع کی خدمت مین اقرار اپنے گناہ کا کیا اور استغفار اُنسے طلب کی اور حضرت یوسف علیہ السلام کے روبرو بھی اپنی خطا کا اقرار کیا اور اُنھون نے اُنکی خطائین معاف کین اور حضرت یعقوب ع نے بھی استغفار کی پس حق اللہ اور حق العباد دونون اُنکے ذمہ سے ساقط ہوے اگر تم بھی اسطرح کی توبہ نصوح کرو اور حق تلفی سے ندامت کرو اور اسوقت کے پیغمبر سے اپنے حق مین استغفار طلب کرو تو البتہ تم بھی اس بشارت مین داخل ہو جاؤگے اور جبتک کہ یہ باتین بجا نہ لاؤگے معاملہ خدا کا تمھارے ساتھ اصل قاعدہ پر رہیگا چنانچہ بیان فرماتے ہین

بلی یعنی ایسا نہین کہ تمکو کفر اور گناہون پر عذاب ہمیشگی کا نہو اسواسطے کہ کفر قابل بخشش کے نہین
اور قاعدہ مقررہ شریعت کا ہی کہ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً یعنی جو کوئی کسب کرے گناہ کو اگرچہ
وہ گناہ صغیرہ ہوا اور تحریف کتاب اور رشوت لینے سے کم ہو اور لفظ سیئۃ کا اصل مین سیوئۃ تھا
سا ر سیو رسے کہ واوی ہے نہ یائی واؤ کو یا کیا اور یا کو یا مین ادغام کیا سیئۃ ہوا وَّاَحَاطَتْ بِهٖ
خَطِيْٓئَتُهٗ اور گھیرا اسکو گناہ اسکے نے اور حد احاطہ کی یہ ہے کہ اول اثر اس گناہ کا جوارح سے
دل کی طرف پہنچے اور لذت اس سے بہت اٹھاوے بعد اسکے خوبی اس گناہ کی اسکے دل مین معلوم
ہونے لگیگی اور اسکی برائی کا انکار ذہن مین بیٹھ جاویگا پس کفر لازم آویگا اور جبتک یہ حال نہوگا احاطہ
متحقق نہوگا اسواسطے کہ معنی احاطہ کے یہ ہین کہ انسان کو ہر طرف سے گھیر لے اور انسان اس سے خلاص
ہونیکی قدرت نرکھتا ہو اور گناہ کو جب تک نیک اور مباح نہین جانا ہی تب تک اس نے اس کے
دل کو نہین پکڑا ہی اور بندگیون کو خراب نہین کیا ہی اور خلاصی اس سے ساتھ توبہ اور ندامت کے
ممکن ہے اور جسکو گناہ نے گھیر لیا کافر ہوا فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ پس وہ گروہ ملازم دوزخ
کے ہین کہ ہرگز اس سے جدا نہین ہوتے ہین هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ یعنی وہ لوگ اس دوزخ مین
ہمیشہ رہنے والے ہین بے انتہا مدت تک کہ ہرگز اسکی مدت نہین پھر یہ کیونکر ہوسکے کہ چند روز اسکی
مدت ٹھہرائی جاوے جیسکہ وہ اعتقاد کرتے ہین اسواسطے کہ جب تک وہ گناہ کرتے تھے اور دل سے
اس سے بیزار ہوتے تھے اور اسکے اوپر ندامت کرتے تھے تو دل انکا گنہگار نتھا اور گناہ نے انکو احاطہ
نکیا تھا اور نہ بندگیان انکی حبط ہوئی تھین توقع انکی تھی کہ بعد چکھنے عذاب کے خلاص ہو جاوین
اب کوئی وجہ خلاصی کی نرہی اور کس واسطے عذاب انکو ہمیشہ نہے حال آنکہ وہ مقابلہ مین
مومنین صالحین کے ہین وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یعنی اور وہ لوگ کہ ایمان
لائے اور اعمال شائستہ کئے پس دل بھی انکے گناہ سے پاک ہین اور بدن بھی انکے عمل
صالح کے نور سے منور اور روشن ہین ناچار اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ یعنی یہ گروہ ملازم
بہشت کے ہین کہ جا ہے پاکیزہ اور مقدس ہی هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ یعنی وہ اسمین ہمیشہ رہنے والے
ہین پس جیسے کہ جزا فرقہ اول کی دائمی غیر متناہی ہے جزا فرقہ دوسرے کی بھی ایسی ہی دائمی
چاہیے اسواسطے کہ پہلے فریق مین ایمان اور عمل صالح دونون نہین ہین اور دوسرے فریق مین

دونون موجود ہین نہ تقابل جاتا رہیگا لیکن وہ لوگ کہ ایمان رکھتے ہین اور نیک عمل نہین رکھتے ہین جزا انکی
مرکب اور ملے ہوئی دونون فرقون کی جزا سے ہی لیکن ساتھ اس صورت کے کہ اول انکو عذاب دیے لینگے
بعد اسکے بہشت کی طرف لیجاوینگے اور اگر یہ بات بالعکس ہوتی یعنی پہلے بہشت مین داخل کرتے
اور بعد اسکے دوزخ مین ڈال دیتے تو خلاف حکمت کے ہوتا کہ سرفراز کئے ہوے کو گرانا نچا ہیے اور جو کوئی نیک
عمل رکھے اور ایمان نہ رکھے ظاہر مین ایسا احتمال ہو سکتا ہی لیکن واقع مین یہ بات محال ہی اسواسطے
کہ عمل صالح کا عمل صالح ہونا مشروط ایمان کے ساتھ ہی واذا فات الشرط فات المشروط یعنی
جس وقت فوت ہوئی شرط فوت ہوا مشروط اور اسی واسطے صدقہ اور خیرات جو کہ کفار کرتے ہین
انکو عمل صالح نکہا چاہیے اگرچہ ظاہر صورت مین مشابہت عمل صالح کے ساتھ انکو ہی جیسے کہ لکڑی کے
گھوڑے کی صورت اور قالین کے شیر کی صورت مشابہت اصلی گھوڑے اور شیر کے ساتھ رکھتی ہی
اور اسی واسطے انکے عملون کے حق مین آیا ہی کہ اعمالھم کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمان ماء یعنی
اعمال انکے مانند ریت کے ہین کہ جنگل مین سپید سپید چمکتا ہی جانتا ہی پیاسا اسکو پانی حاصل کلام کا
یہ ہی کہ نظام عالم کا تمام نہین ہوتا ہی مگر وعدہ ثواب ہمیشہ کا اور عذاب ہمیشہ کا پایا جاوے اور یہ وعدہ
ایسا ہی کہ پورا کرنا اسکا لازم ہی اور ہرگز خلاف اسکا ممکن نہین اگر احتمال خلاف کا ہو تو کوئی ثواب کی
باتون کو اختیار نکرے اور نہ عذاب کی باتون سے ڈرے حضرت ابن عباس سے عہد کی تفسیر
مین منقول ہی کہ فرمایا ہی کہ مراد کلمہ طیبہ ہی یعنی اگر اس کلمہ کو بدلے شرک اور بدلے کفر کے کہا ہی اور جان و
دل سے قبول کیا ہی پس اگر امیدوار انقطاع عذاب کے ہو تم تو درست اور بجا ہی اسواسطے کہ جو
کوئی یہ کلمہ بغیر کفر اور شرک کے اعتقاد سے کہے وہ شخص عذاب دائمی سے خلاص ہوتا ہی موافق حکم
اور عہد خدائتعالی کے اور اگر بغیر کلمہ کے یہ سمجھتے ہو کہ خدائتعالی ہمکو عذاب سے نجات دیدیگا
پس یہ خدا کے اوپر جھوٹ باندھنا ہی جاننا چاہیے کہ منشا غلطی اور تحریف فرقہ بنی اسرائیل کا اس
اعتقاد فاسد مین یہ تھا کہ ہر شریعت مین گناہون کے دو مرتبہ رکھے ہین ایک مرتبہ یہ ہی کہ اعتقاد
مین موافق ملت حقہ کے ہو اور عمل مین مخالفت کرے مثلاً یقیناً جانتا ہی کہ شراب پینی اور زنا کرنا
اور چوری کرنی اور لواطت اور غصب مال غیر کا حرام ہی اور ان کامون کے کرنے سے اسکے دل مین
خوف عذاب الہی کا ہی اور باوجود اسکے اس سے یہ چیزین سرزد ہوتی ہین یعنی بباعث حجاب طبعی یا رسمی

تفسیر علمی

مطلقت کیونکر ہو مراد خضر کہتی ہیں عہد ہو دوہی انکو حاصل کر مرد کو کر انکو دنیا مین ہو دینداروں کے نزدیک دنیا کا فائدہ نفع ہوتا ہی انکو عزت حاصل ہو نہیں لوگ ہر مکان نہیں لوگ اوس کو حاصل ہو

[illegible]

اور اس مرتبہ کا فسق اور فجور اور عصیان نام رکھا ہی اور اُسکے واسطے آخرت مین عذاب منقطع کا
وعدہ کیا ہی یعنی ایسے فعلون پر عذاب ہمیشہ نہین رہنے کا اسواسطے کہ اعتقاد درست اُسکا رائگان
نجاویگا اور عذاب دائمی سے نجات پاویگا دوسرا مرتبہ یہ ہی کہ اعتقاد مین بھی مخالفت ہو اور جو چیز کہ
نفس الامر مین ثابت ہی خواہ الٰہیات سے ہو اور خواہ معاد سے اور خواہ شعائر اللہ سے جیسے کہ
کتابین الٰہی اور رسول اُسکے اور خواہ حکمون متواترہ مشہورہ اُس دین کے سے ہو اُنکا انکار
کرے او راس مرتبہ کو کفر اور زندقہ اور الحاد کہتے ہین اور اُسکے اوپر وعدہ عذاب ہمیشگی کا آخرت
مین فرمایا اور ان دونون مسئلون کو مسلمانون کی اصطلاح مین ساتھ اس عبارت کے تعبیر
کرتے ہین کہ الفاسق لا یخلد فی النار والکافر مخلد فی النار یعنی فاسق ہمیشہ نہین رہنے کا
آگ مین اور کافر ہمیشہ رہیگا آگ مین اور ہر زمانہ مین جو شریعت ہوتی تھی جو اُسکے موافق ہوتا تھا
اُسکو کہتے تھے کہ یہ شخص مومن ہی اور عذاب دائمی سے اُسکو نجات رہیگی اور جو اُسکے مخالف
ہوتا تھا اُسکو کہتے تھے کہ یہ شخص ہمیشہ دوزخ مین رہیگا پس بنی اسرائیل کے زمانہ مین کہ ملت حقہ
ملت یہودیہ تھی اور اس ملت کے اوپر بنی اسرائیل قائم تھے اسواسطے یہ عبارت کی گئی ہی کہ بنی اسرائیل کو
عذاب دائمی نہوگا اور جو لوگ سوا اُنکے ہین اُنکو عذاب دائمی ہوگا اور اس گروہ نے بسبب
بلادت اور کم فہمی کے عنوان اور معنون مین فرق نکیا اور یہ سمجھا کہ یہ حکم ہمارے ہی واسطے
خاص ہی اور ایسا کہنے لگے کہ لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ حق تعالیٰ نے جواب مین
اس شبہ کے اول طریق منع کا جاری کیا اور طلب دلیل کی کی کہ اتخذتم عند اللہ عہدا اسواسطے
کہ اصل کلام مین تخصیص بنی اسرائیل کی اور نام یہود کا نہ تھا بلکہ نصوص الٰہیہ مین مطلق ذکر
اہل حق کا اور اسوقت کے دین کی پیروی کرنیوالون کا تھا اور جب اسوقت مین سوا بنی اسرائیل اور
یہود کے یہ صفت اور ون مین نتھی انھون نے اُن لفظون سے اپنے ہی فرقہ کی تخصیص سمجھی پس
نص صریح غیر مادل کہ عہد عبارت اُس سے ہی اس بات مین پائی نہین گئی اور نص مأول واسطے
فہم اپنے کے قابل اس بات کے نہین کہ اعتقادون اور اصول دین اور بحث معاد مین متمسک
اُسکے ساتھ جائز ہو اور اسی واسطے فرمایا کہ اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون اور ثانیا ہر تحقیقی
بیان کرکے رفع شبہ کا کیا اور فرمایا کہ احاطہ کرنا خطاؤن کا نفس کو کہ عبارت فاسد

ہونے علم اور عمل سے ہے اور خراب ہو جانا عقیدہ اور فعلوں کا اِس حد تک کہ برابر ایک ذرہ کے بھی
ایمان نرہے موجب ہمیشگی عذاب کا ہی جس فرقہ مین کہ یہ بات پائی جاوے کچھ تخصیص کسی کی نہین
گو کہ زبان سے کلمہ بھی کہتا ہے اور دعوی دین داری کا بھی کرے جاننا چاہیے کہ مباح جاننا
گناہ کا کفر ہے اور معنی استباحت کے یہ ہین کہ دل مین خوف اور ڈر عذاب اُس گناہ کا نرہے اور
برائی اُسکی اعتقاد اُسکے مین دور ہو جاوے کہ اِس گناہ کو شرع مین حرام کیا ہی اور اُسکے کرنے سے
سخت منع فرمایا ہی اور زبان سے بھی اقرار کرے کہ یہ گناہ گناہ ہی اسواسطے کہ معنی استباحت کے
مباح جاننے کے ہین مباح کہنے کے نہین اور جب خوف عذاب اُس گناہ کا دل سے جاتا رہا اعتقاد مین
وہ گناہ مباح ہوا اور معاملہ مباحون کا سا ساتھ اُس گناہ کے وقوع مین آیا اور بعضے فقہا ظاہر مین
سمجھے ہین کہ استباحت اُسے کہتے ہین کہ انکار اُسکی حرمت کا کرے یعنی اِس طرح کہے کہ حرمت اُسکی
شرع مین وارد نہین ہوئی ہی اور یہ بات نادر الوقوع ہی از روے حدیثون اور آیتون کے استباحت
کی تحقیق مین اِسیقدر کافی ہی اور انکار ورد حرمت اُسکی کا شرع مین دل یا زبان سے ضرور نہین
بہت وقت آدمی ایسا اعتقاد کرتا ہی کہ شرع مین حرمت اِس فعل کی محض واسطے مصلحت عام کے
ہوگئی ہی تاکہ رسم فاسد پھیل نہ جاوے اور رفتہ رفتہ اور قباحت کی طرف نہ پہنچ جاوے اور واسطے
ڈرانے اور خوف دلانے کے وعدہ عذاب کا کیا ہی والا فی نفسہ یہ فعل کسی وجہ سے قباحت نہین
رکھتا ہی اور عذاب اُسکے اوپر مترتب نہین ہوتا ہی اِس فرق کو خاطر مین نگاہ رکھنا چاہیے کہ اِن حدیثون
اور آیتون کے سمجھنے مین کام آویگا اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ اہل قبلہ کو اِس مسئلہ مین اختلاف ہے
بعضے اُنمین سے گناہ کبیرہ کرنے والے کے لیے وعید قطعی دائمی ثابت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر
صاحب کبیرہ بے توبہ مرے حکم اُسکا حکم کافرون کا ہی اور یہی ہی مذہب معتزلیون اور خارجیون کا
ہر چند کہ معتزلہ کہتے ہین کہ یہ شخص دو مرتبون کے درمیان مین ہی اور خارجی کہتے ہین کہ وہ کافر ہی
لیکن جب ایمان سے نکلا معتزلیون کے نزدیک بھی کافرون کے حکم مین داخل ہوا پس اُسکو اُنکے
نزدیک مسلمانون کے قبرستان مین دفن نہ کیا چاہیے اور اُسپر جنازہ کی نماز بھی پڑھنے چاہئے اور
اُسکے واسطے صدقہ اور فاتحہ اور درود اور تلاوت قرآن اور استغفار بھی نکرنی چاہئیے اسواسطے کہ یہ
سب باتین ایمان والون کے واسطے ہین اور ان چیزون کے واسطے ایمان شرط ہے وَاِذَا

بلٰی مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

فات الشرط فات المشروط یعنی جسوقت فوت ہوئی شرط فوت ہوا مشروط اور بعضے انمین سے
ایسے ہین کہ اسکے واسطے وعید قطعی منقطع ثابت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ کبیرہ گناہ معاف نہین ہوگا اور اُسکے
کرنے والے کو ضرور عذاب ہوگا لیکن عذاب اسکا اخیر کو منقطع ہوجاویگا اور بہشت مین داخل ہوگا
اور یہی ہے مذہب بشر مریسی اور خالدی اور دوسرے جاہلون نے وقوف کا اور بعضے کہتے ہین کہ
فاسقون کے حق مین کوئی وعید نہین جتنے وعید قرآن اور حدیثون مین آئے ہین کفارون کے
حق مین ہین کہ فسق کے ساتھ انمین کفر بھی موجود ہے اور جو شخص ایمان سے مرگیا اسکو گناہ
سے کچھ ضرر نہوگا اور قول اُنکا یہ ہے کہ لا یضر مع الایمان معصیة کما لا ینفع مع الکفر طاعة
یعنی نہین ضرر کرتا ہی ساتھ ایمان کے کوئی گناہ جیسا کہ نہین نفع کرتی ہی کفر کے ساتھ بندگی
اور یہی ہے قول مرجیہ کا رسوا کرے انکو اللہ تعالی اور اُنکے حق مین صحیح حدیث مین آیا ہی کہ
صنفان من امتی لیس لہما فی الاسلام نصیب المرجیة والقدریة یعنی دو فرقے
میری اُمت مین ایسے ہین کہ نہین واسطے اُنکے حصہ اسلام مین ایک مرجیہ دوسرا قدریہ
اور مذہب صحیح کہ صحابہ اور تابعین نے اُسکو مشروحا بیان کیا ہے اور اہل سنت و جماعت نے
اسی کو اختیار کیا ہے یہ ہے کہ مرتکب کبیرہ کا قابل عفو کا ہے اگرچہ بے توبہ مرے اور مانند
اور مسلمانون کے اُسکو بھی مسلمانون کے قبرستان مین دفن کیا جاوے اور اُسکے حق مین
نماز جنازہ اور استغفار اور اعانت ساتھ صدقہ وغیرہ کے کی جاوے اور شفاعت آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور رحمت الہی کو اُسکے واسطے امید رکھنی چاہیے بلکہ یقین رکھنا چاہیے
کہ حق تعالی ساتھ رحمت بے غایت اپنی کے یا بسبب شفاعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعضے کبیرہ
والون کو بخشدیگا گو بعضون کو عذاب بھی کرے اور یقین اس بات کا کرنا چاہیے کہ جس کسیکو انمین سے
عذاب کریگا عذاب اُسکا ہمیشہ نرہیگا اور اخیر کو منقطع ہوجاویگا مستحق عذاب ہمیشگی کا کوئی گناہ سوائے
کفر کے نہین لیکن یہ معلوم نہین کہ کبیرون کے اوپر کس قدر عذاب ہوگا اور یہ بھی معلوم نہین کہ
کونسے گناہ کبیرہ کرنے والے کو عذاب ہوگا اور کونسے کو بالکل معاف ہوجاویگا اس سبب سے
ہم امید اور خوف مین رہیں اور مایوسی اور بے خوف ہوجانا نکرین اور قرآن کی آیتین مانند
ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء کے اور سوا اسکے نص صریح

ہین اسی مذہب کے واسطے اور کلام اللہ جا بجا بھرا ہوا ہی ان صفتون سے کہ کان اللہ عفوا غفورًا ودیعًا وکیدًا اور اگر حدیثون کو دیکھین تو یہ مضمون حد تواتر کو پہنچ جاویگا اور اسی واسطے یحیی ابن معاذ رازی نے اپنی مناجات مین فرمایا ہی کہ الٰہی جب ایمان ایک ساعت کا ستر برس کے کفر کو نیست اور نابود کرے پس ایمان ستر برس کا کس طرح گناہ ایک ساعت کے کو نیست اور نابود نکریگا اور بھی جبکہ آیتین اور حدیثین اوپر وعدا اور وعید کے صراحتًہ دونون پر دلالت کرتی ہین اور جمع کرنا متنافیین کا محال ہی ضرور تطبیق دینی چاہیے اور تطبیق دینے مین دو احتمال ہین ایک یہ کہ پہلے بندہ کو ثواب عنایت کرین اور نعمتین دیوین بعد اسکے عذاب مین گرفتار کرین اور یہ بات خلاف اجماع کے ہی اور خلاف حکمت کے بھی ہی اور خلاف کرم کے بھی ہی کہ نوازے ہوئے کو گرانا نچاہیے دوسرے یہ کہ اول اُنکو عذاب مین گرفتار کرین جبکہ سزا ے عمل بد اپنے کی چکھ کر عبرت پکڑے بعد اُسکے ساتھ بخشش اور کرم کے بخشدین اور ثواب عنایت کرین اور یہی بات موافق حکمت کے ہی اور موافق قاعدہ کرم کے پس یہی متعین ہوئی اور مذہب بھی یہی ہی بعضے طرفدار معتزلون کے اس مقام مین کہتے ہین کہ ہرچند مذہب اہل سنت کا قریب باوب ہی اسواسطے کہ یہ لوگ حق تعالی کی دونون صفتین جمال بھی اور جلال بھی عفو بھی اور انتقام بھی لطف بھی اور قہر بھی ثابت کرتے ہین اور کسی صفت کو ان دونون صفتون مین سے بندون کے حق مین واجب نہین جانتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ خاوند ہی یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید اور تعیین نہین کرتے ہین کہ فلانا واجب العفو ہی اور فلانا واجب العقاب اسواسطے کہ اللہ تعالی کے فعلون کو غرضون اور باعثون سے مبرا جانتے ہین لیکن مذہب معتزلہ کا قریب باحتیاط ہی اسواسطے کہ باوجود امن واقعی کے ڈرانا اور اندیشہ ناک رکھنا بہتر ہی اس سے کہ باوجود خوف واقعی کے نڈر اور مطمئن کر دینا لیکن اس کلام مین خدشہ ہی اسواسطے کہ احتیاط اچھی اہل سنت ہی کے مذہب مین ہی اسواسطے کہ یہ لوگ تعیین نہین کرتے ہین کہ قابل عفو کا کون ہی اور انتقام کے لائق کونسا ہی دونون صفتون کو بغیر تخصیص کے ثابت کرتے ہین پس ہر ایک شخص کے دل مین خوف باقی ہی بخلاف مذہب معتزلون کے کہ صغیرہ والے کے حق مین اُنکے نزدیک کچھ خوف نہین اور کبیرہ والے کے حق مین بالکل یاس ہی اور ایسی احتیاط اچھی نہین بلکہ علاج سے ناامید

تفسیر حقانی

والذین امنوا وعملوا الصلحت اولئک اصحب الجنۃ ہم فیہا خلدون

اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے اچھے کام کرتے رہے پس جنتی وہی لوگ ہین وہ لوگ اُسمین ہمیشہ رہینگے

ف

نجات کے لیے فقط تصدیق قلبی اور اقرار لسانی کافی نہین بلکہ اچھے اچھے کام کرنا بھی نجات کی شرط ہین واضح ہو کہ جو لوگ مسلمانی کا دم بھرتے ہین اور اسکے احکام

کرنا ہی اور اسی جہت سے مُردے اُنکے استغفار اور صدقات اور نیکون کی شفاعت سے کہ وسیلہ قوی نجات کا ہی محروم رہتے ہین ایسی احتیاط کہ باعث محروم کرنے کی بڑے بڑے نفعون سے ہو اور وہ نفعے بھی اُس شی کے اندر ہون جس مین کہ احتیاط منظور ہی نہایت مذموم اور قبیح ہے سب عقلمندون کے نزدیک واللہ الهادی علیه توکلی واعتمادی یعنی اللہ ہدایت کرنیوالا ہی سے اوپر ہی بھروسا میرا اور اعتماد میرا اور اگر بنی اسرائیل باوجود عاجز ہولنے لانے دلیل سمعی کے سے اوپر دعوے اپنے کے اور باوجود سننے قاعدہ کلیہ کے کہ متفق علیہ تمام شریعتون ودینون کا ہی اور اس سے ہمیشگی عذاب کی اُنکے واسطے ثابت ہوتی ہی اپنے دعوے سے دست بردار نہون پس اُنکو از روے کتاب اُنہی کے ملزم کر اس واسطے کہ اُنھون نے واسطے قبول کرنے بعضے حکمون کے اُس کتاب مین عہد اور پیمان محکم کر لیے تھے اور اُن سب عہدون کو اُنھون نے توڑ ڈالا اور عادۃ الٰہی مین یہ بات محال ہی کہ ایسے محکم عہدون اور پیمانون کے توڑنے پر چند روز عذاب کر کے چھوڑ دے علی الخصوص جب کہ اُنھون نے عہد شکنی کی عادت پکڑی ہو اور اُنکی طبیعتون مین یہ بات بیٹھ گئی ہو اس واسطے کہ موافق اس قاعدہ کے کہ العادۃ طبیعۃ ثانیۃ اگر اُن کی عمر ابدی بھی ہو جاوے تو ہرگز اس سے باز نہ آوین پس اُنکی نیت مین یہ بات پڑی ہوئی ہی کہ اِن سخت گناہون پر ہمیشہ ہم قائم رہین اور گناہ دائمی پر موافق فہم اُنکے کے بھی عذاب دائمی واجب ہی اور واسطے الزام اُنکے کے کہہ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ یعنی اور یاد کرو تم اُس وقت کو کہ لیا ہمنے عہد محکم بنی اسرائیل سے اوپر نہ شرک کرنے کے عبادت کے اندر اور واسطے زیادتی تاکید اور مضبوطی اُس عہد کے بطور امر کرنے کے اُسکی ہمنے طلب نہین کی بلکہ بطریق اخبار کے کہ مرد مسلمان ہیچ خلاف کرنے اُسکے کے تکذیب [1] خبر خدا تعالی کی سے ڈرتا ہی کہا ہمنے کہ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ یعنی عبادت نکروگے مگر خدا کی خالص پس یہ عہد دو تکلیفون کو متضمن ہوا ایک یہ کہ خدا کی عبادت کرو دوسری یہ کہ غیر کی عبادت نہ کرو اور پہلی تکلیف موقوف اس بات پر ہی کہ خدا کو جانو تم اور جب کہ جاننا اُس کی ذات کا محال ہی پس جاننا اُس کا اس طرح ہی کہ اُسکو صفتون کمال کے ساتھ پہچانو اور جو بات کہ اُسکے حق مین ضرور ہی اُس کا اعتقاد کرو جیسے کہ

[1] یعنی ہمنے تمکو خبر دیتا ہی اس بات کی کہ تم اس کام کو نہین کروگے پس اگر وہ ہی کام کو کرلین لازم آئے کہ اسکی خبر کاذب ہو جاوے نعوذ باللہ ۱۲ منہ

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ... وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ ... ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ

عموم علم اور عموم قدرت کا یعنی ہر شی کا اُسکو علم ہی ہر وجہ سے اور ہر وقت اور قدرت اُسکی ہر شی پر کہ
ممکن ہی ثابت ہی اور نافذ ہونا ارادہ اُسکے کا یعنی جس شی کا ارادہ کرے وہ ہوجاوے اور سننا
اور دیکھنا قولون اور فعلون بندون کا اور امر اور نہی اور جو چیز کہ اُسکے حق مین محال ہی اُس کا
بھی اعتقاد کرو اس طرح سے کہ اُسکی ذات اس سے مبرا ہی جیسے کہ عجز اور جہل اور بدا اور ندامت
بدا سے مراد یہ ہی کہ ایک شی کو مثلاً جانے کہ اچھی ہی اور خبر اُسکے بہتر ہونے کی دیوے بعد چند روز کے
یہ سوجھ جاوے کہ وہ شی بُری ہی اللہ تعالی کی شان سے ایسا امر محال ہی اس واسطے کہ اس مین
جہل اسکا ثابت ہوتا ہی اور نسخ کو اُسکے اوپر قیاس کرنا نچاہیے اس واسطے کہ نسخ کی صورت مین
حقیقت مین اللہ کے نزدیک ایک چیز کا حکم ایک مدت معین تک ہوتا ہی جب اُسکی مدت ہوچکی
اُس حکم کو بدل ڈالا اور منسوخ کیا اور بھی تکلیف پہلی موقوف ہی اوپر جاننے کیفیت عبادت کے اور وقتون
اُسکے کے اور یہ جاننا بغیر وحی اور رسالت کے نہین ہوسکتا ہی پس اعتقاد کرنا ساتھ نبیون اور کتابون
الہی اور فرشتون کے بھی کہ اُنکی وساطت سے وحی آتی ہی موافق نفس الامر کے مکلف کو ضرور ہوا
اور تکلیف دوسری موقوف ہی اوپر بچنے کے ریا اور شرک سے اور غالب رکھنے محبت ماسوی اللہ کے سے
دل مین پس احتراز ان چیزون سے بھی لازم ہوا اور بھی کہا ہمنے کہ و بالوالدین احسانا یعنی اور
ساتھ ماباپ کے احسان کرو تم بڑا احسان کرنا کہ سب قسمون احسان کی کو شامل ہوا اور وہ تین
قسم ہی اول ترک کرنا ایذا رسانی اُنکی کا خواہ قولی ہو خواہ فعلی دوسرے خدمت اُنکی کرنی بدن سے
اور مال سے تیسرے حاضر ہونا اُنکی خدمت مین جس وقت کہ بلاوین پہلی قسم واجب مطلق ہی اور اسی واسطے
اُسکے ترک کرنے مین عقوق اور نافرمانی سخت لازم آتی ہی اور قسم دوسری مشروط ہی ساتھ اس شرط کے کہ
ماباپ محتاج ہون اور اسکو قدرت ہو پس اگر وہ محتاج نہین یا اسکو طاقت نہین تو اس صورت مین
واجب نہین اور قسم تیسری بھی مشروط ہی ساتھ اس شرط کے کہ اُنکی خدمت کے حاضر ہونے مین
کوئی فساد شرعی پایا نجاوے والا حاضر ہونا واجب نہین اور اگر ماباپ یا ایک ان مین سے فرماوین کہ
نفل بندگی کو چھوڑدے اور ہمارے پاس حاضر رہ تو ماباپ کی فرمانبرداری کرنی اس وقت مقدم ہی اور اگر
فرماوین کہ واجبات کو چھوڑدے یا واسطے حج فرض کے مت جا تو اس بات مین انکا کہنا نہ مانے اور اگر سنتین
مؤکدہ کو مثل جماعت اور روزہ عرفہ کو ترک کرادین تو صحیح یہ ہی کہ اگر ایک دوبار ترک کرادین تو اطاعت اُنکی کرو

اور اگر عادت اُسی کی کر لین تب اُنکے حکم کو قبول نہ کرے حاصل یہ ہی کہ ہمنے پیچھے عبادت الہی کے
ما باپ کا حق ساتھ بیان کیا کئی وجہ سے اول یہ کہ والدین جیسے کہ سبب پرورش اور تربیت اولاد اپنی
کے ہین ایسے ہی سبب پیدائش اولاد کے اور واسطے فیض ایجاد الہی کے ہین اور سوائے والدین کے
کوئی شخص یہ رتبہ نہین رکھتا ہی اگرچہ دوسرا شخص سبب تربیت اور پرورش کا ہو جاوے مگر سبب
وجود کا ہرگز نہین ہو سکتا ہی پس انعام کسی کا بعد انعام خدا کے ما باپ کے انعام سے بڑھکر نہین
دوسرے یہ کہ انعام والدین کا زیادہ تر مشابہت اللہ کے انعام کے ساتھ رکھتا ہی اس واسطے کہ جیسا
کہ انعام الہی اس جہت سے نہین کہ مجھکو عوض اسکا ملے ایسے ہی ما باپ بھی اولاد کی پرورش کرنے مین
تعریف یا شکریہ یا ثواب یا جزا نہین چاہتے ہین بخلاف انعام دوسرے آدمیون کے کہ البتہ کوئی غرض
اُسمین ہوتی ہی تیسرے یہ کہ جیسے حق تعالی انعام کرنے سے اوپر بندہ اپنے کے ملول نہین ہوتا ہی اگرچہ
بندہ عاصی اور نافرمانبردار ہو ایسے ہی ما باپ بھی شفقت اور خیرخواہی اولاد کی سے ملول نہین ہوتے ہین اگرچہ
اولاد ناخلف ہو چوتھے یہ کہ والدین کو کمال مناسبت ساتھ ذات واحد حقیقی کے ہی جیسے کہ
خدائی کا رتبہ سوائے ایک ذات مقدس کے نہین ممکن ہی ایسے ہی رتبہ پدری اور مادری کا بھی سوائے ایک آدمی کے
نہین ہو سکتا ہی پانچوین یہ کہ اولاد کے حق مین جو کمال کہ ممکن ہو اولاد کے واسطے ما باپ آرزو کرتے ہین
بلکہ اولاد کی ترقی اپنے اوپر بھی ہر کمال مین چاہتے ہین اور کسی نیک چیز مین اوپر اُسکے حسد نہین لیجاتے
ہین اور یہ خاصیت سوائے والدین کے کسی مین نہین اور اسی واسطے ہی کہ تعظیم والدین کی تمام شریعتون
اور دینون مین واجب ہی بلکہ مناسبت اور محبت اور میل والدین کا طرف اولاد کے ذاتی ہے
حیوانون مین بھی کہ بے شعور ہین پایا جاتا ہی جیسے کہ محبت حق تعالی کی بھی ساتھ بندہ کے
ذاتی ہی اور اسی واسطے کافرون کے حق مین بھی بسبب بھیجنے رسولون اور نازل کرنے کتابون کے
اور قائم کرنے دلیلون اور دور کرنے عذرون کے مصروف ہی اور اس آیت مین کہ والدین کو
مطلق بے قید ایمان کے ذکر کیا ہی اشارہ ہی طرف اس بات کے کہ ما باپ ہرچند کافر اور
منافق یا فاسق اور فاجر ہون اولاد کو چاہیے کہ اُن کے ساتھ بھی راستہ لطف اور احسان کا
چلے اور اسی سبب سے ہی کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بیچ تلقین
باپ اپنے کے راستہ نرمی کا اختیار کیا چنانچہ سورۂ مریم مین بیان اسکا ہی اور جب

حنظلہ کہ صحابی جلیل القدر ہین اور اُنکا باپ ابو عامر راہب تھا اور بڑا کافر شدید العناد تھا اُس کے قتل
کرنے مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اُنھون نے رخصت چاہی آن حضرت نے رخصت
باپ کے قتل کرنے کی نہ دی باوجودیکہ وہ کافر واجب القتل تھا اور طریق احسان کرنے کا ساتھ
ما باپ کے موافق اُسکے کہ صحیح حدیثون مین مروی ہے یہ ہے کہ دل سے اُنکی دوستی رکھے اور کلام اور رفتار
اور نشست اور برخاست مین ادب کے طریقے رعایت کرے مثلاً چلنے مین آگے نہ چلے اور کلام مین
نام لیکر نہ بلاوے بلکہ تعظیم کے لفظون سے جیسے کہ یا سیدی باپ کے واسطے اور یا سیدتی ماکے
واسطے اور یا ابی اور یا امی اُنکو پکارے اور ایسے ہی اپنے تئین حتی المقدور اُنکی خدمت مین
خرچ کرے اور ہر کام اور بات مین اُنکی رضامندی کا ارادہ کرے اور اوقات عزیز اور مال نفیس اپنا
اُنسے دریغ نہ رکھے اور بعد مرنے کے بیچ جاری کرنے وصیت اُنکی کے مصروف ہو اور بیچ دعا نیک اور
استغفار کے اُنکو یاد رکھے اور واسطے اُنکے خیرات اور صدقات بھیجے اور ہر ایک جمعہ کے اندر
قبر اُنکی کی زیارت کرے اور سورۂ یٰس پڑھ کر ثواب اُسکا اُنکی روح کو بخشے اور جو آدمی کہ
اُنکے ساتھ دوستی یا قرابت رکھتے ہون اُنکے ساتھ مہربانی اور سلوک کرے اور جو کہ ما باپ
کسی شخص کے ساتھ دیسے لینے مین کام آتے تھے یہ بھی اُس کے ساتھ ویسا ہی کرے کہ احسان
والدین کا انھین کامون کے ساتھ تمام ہوتا ہے اور تمام ان مرتبون کو حق تعالی نے بیچ سورۂ
اسرا کے درمیان کئی کلمون کے ارشاد فرمایا ہے کہ فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل
لهما قولا كريما ۝ واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربياني صغيرا
یعنی اور بھی کہا ہمنے کہ احسان کرو تم طرف ذی القربٰی کے یعنی صاحب قرابت کے اور
ہمنے اس احسان کو تابع احسان والدین کے کیا اس واسطے کہ جو قرابت جہان مین ہے
یا بواسطہ ما اور باپ دونو کے ہے جیسے بھائی حقیقی اور بہنین حقیقی یا ایک کے واسطے سے
یعنی فقط ماکی جہت سے یا باپ کی جہت سے جیسے کہ جد پدری یا بھائی علاتی یا چچا یا پھوپھی کہ
باپ کی طرف سے قرابت اُنکی ہے یا جیسے بھائی اور بہنین اخیافی اور جد مادری اور ایسے
ہی ماموں اور خالہ کہ والدہ کی طرف سے قرابت رکھتے ہین پس تمام ذوی القربٰی
والدین کے ساتھ قرابت مین شریک ہوے اور فرق یہی ہے کہ والدین بالاصالۃ سلسلہ

وجود مین قریب ہین اور اور لوگ بالطبع اور اسی واسطے اصل احسان مین شریک ہین اور
احسان کو شریعت مین ساتھ صلۂ رحم کے تعبیر کیا جاتا ہی اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ
الرحم شجنۃ من الرحمن یعنی قرابت ایک شعبہ ہی شاخون ظہور اسم رحمٰن کے سے گویا رحمت
الٰہی بیچ اس پردہ کے ظہور کرتی ہی اور اسی واسطے حق تعالیٰ نے قرابت کو فرمایا ہی من وصلك وصلته
ومن قطعك قطعته یعنی جو کوئی ساتھ تیرے سلوک نیک کرے مین بھی اُسکے ساتھ سلوک
نیک کرون اور جو کوئی تیرے ساتھ سلوک بد کرے مین اسکے ساتھ سلوک بد کرون اور مصلحت
عقلی بھی تقاضا کرتی ہی کہ آدمی اپنے اقارب کے ساتھ احسان کی راہ جاری رکھے اس واسطے کہ
آدمی کو شادی اور غمی مین اور کاروبار دنیاوی مین بغیر شریک اور ہمراہ ہونے دوسرون کے
اور سوائے اعانت مالی اور خدمت بدنی کے درستی کام کی نہین ہوتی ہی اور ہر کسی کو ساتھ
ہر کسی کے اس قسم کی مدد کرنی ممکن نہین پس ضرور ہوا کہ جن شخصون کے اندر میل جبلی اور الفت طبعی
آپسمین ہی یہ سلوک لازم کیا ہوا طریقہ احسان کا برتے تا کہ انتظام اُن چیزون کا کہ جنمین حاجت
اجتماع اور مدد اور معاونت کی پڑتی ہی برہم نہو جاوے اس جگہہ چاہیے جاننا کہ قرابت والے دو قسم کے
ہین ایک قسم کی قرابت والے ایسے ہین کہ قرابت محرمیت کی رکھتے ہین یعنی نکاح اُنسے حرام ہی جیسے کہ چچا
اور ماموں اور خالہ اور بھائی اور بہن اور اولاد بھائیون کی اور بہنون کی اور احسان کرنا ساتھ
اس قسم کے فرض ہی تارک اُسکا گنہگار ہی اور دوسری قسم ایسی قرابت والے ہین کہ محرمیت
نہین رکھتے ہین جیسے کہ اولاد چچاؤنکی اور اولاد ماموون کی اور اولاد پھوپھیون کی اور اولاد خالاؤن
کی اور احسان اُن کے ساتھ کرنا سنت مؤکدہ ہی لیکن سنت یہ احسان ہی کہ امداد اور اعانت
اور خبرگیری اُنکی کی جاوے اور جو احسان کہ بمعنی ترک ایذا کے ہی پس بہ نسبت اُنکے
فرض ہی بلکہ بہ نسبت تمام مسلمانون کے یعنی ہر کسی مسلمانون کو ایذا پہنچانی حرام ہی اور بھی
چاہیے جاننا کہ اس جگہہ ایک سوال مشہور ہی حاصل اُسکا یہ ہی کہ اس آیت مین یتامیٰ اور مساکین
کو ساتھ صیغہ جمع کے لائے ہین اور اہل قرابت کو کہ وہ بھی بہت ہین ساتھ صیغہ مفرد کے اُنکو ذکر کیا
اور اس طرح نہ کہا ذوی القربیٰ اس مین کیا نکتہ ہی جواب اس کا یہ ہی کہ تمام اہل قرابت کو
بمنزلہ ایک شخص کے مقرر کر کے صیغہ مفرد کا لائے تا کہ اشارہ اس بات کی طرف ہو جاوے

کہ تمام اہل قرابت کو برابر سمجھے اور کمی بیشی سلوک کرنے مین نکرے تاکہ کسیکو دوسرے کا حال دیکھکر وحشت نہو
بخلاف یتیمون اور مسکینون کے کہ اُس جگہ ضرور نہین کہ سب کو برابر سمجھے اگر کسی مصلحت کے واسطے
کمی و بیشی بھی کی جاوے تو حرام نہین اور سوال دوسرا بھی ہی حاصل اسکا یہ ہی کہ اس سورۃ مین
وذی القربی بغیر اعادہ جارکے کہ حرف با کا ہی ارشاد ہوا اور سورۂ نسا مین و بذی القربی ساتھ
اعادہ جر کے اس فرق مین کیا نکتہ ہی جواب اسکا یہ ہی کہ اس سورۃ مین ذکر اُس عہد کا ہی کہ بنی اسرائیل
سے لیا تھا اور بنی اسرائیل بسبب کم استعدادی اپنی کے بجز والدین کے کسی کا حق نہین سمجھتے تھے
اس واسطے سمجھانے اُنکے کے ذی القربی کو والدین کے حکم مین داخل کر دیا اس واسطے کہ تمام ذوی القربی
ساتھ ماں باپ کے اتصال رکھتے ہین خواہ دونو کے ساتھ خواہ ایک کے ساتھ والمتصل بالمتصل
متصل پس ساقط کرنا حرف با کا کہ دلالت اوپر استقلال اور علیحدگی کے کرتا ہی اور یہ منافی
اتصال کے ہی ضرور ہوا اور سورۂ نسا مین خطاب طرف اُمت مصطفویہ کے ہی علی صاحبہا السلام
والتحیۃ اور وہ بسبب کمال معرفت اور فراخی استعداد کے حق ہر ذی حق کا بالاستقلال سمجھتے
تھے پس لانا حرف با کا کہ دلالت اوپر استقلال کے کرتا ہی مناسب ہوا اور بھی بنا کلام کی
اس سورۃ مین اوپر اختصار کے ہی اس واسطے کہ مقصود اصلی یاد دلانا عہد کا ہی نہ تکلیف بالفعل
کی اور اسی واسطے توحید کے مقام مین بھی اوپر صیغہ نفی اور اثبات کے کفایت فرمائی کہ اس طرح
ارشاد کیا ہی لاتعبدون الا اللہ ط پس حذف با کا کہ یہ بھی موجب اختصار کا ہی رعایت کیا گیا
تاکہ نسق اور طرز کلام کے مناسب رہے اور سورۂ نسا مین تفصیل تکلیفات کی ہی اور اسی واسطے اُس جگہ
توحید کو ساتھ دو عبارتون مستقلہ کے ادا فرمایا ہی کہ واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا اور بیچ
بیان حق دارون کے بھی تطویل منظور رکھی کہ والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب
وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ط یعنی احسان کرو ساتھ ہمسایہ کے کہ قریب رہتا ہی یعنی دروازہ
اُسکا تمھارے دروازے کے ساتھ ملا ہوا ہو اور احسان کرو تم ساتھ ہمسایہ دور کے کہ دروازے دونو کے ملے ہوے نہون
اور بعضون نے جار ذی القربی سے مراد ہمسایہ قرابت والا اور جار جنب سے مراد ہمسایہ اجنبی لیا ہی اور احسان
کرو تم ساتھ رفیق برابر کے کہ نماز کے وقت کسی مسجد مین دونو ایک جگہ ہو جاوین یا بازار دونو کی خرید و فروخت کا
ایک ہو یا وعظ کی محفل مین ایک جگہ اتفاق اجتماع کا ہو جاوے اور احسان کرو تم ساتھ مسافر کے اور احسان

کرو تم ساتھ اُن شخصون کے کہ ہلاک تمھاری مین ہین آیین لانا حرف با کا اُس جگہ ضرور ہوا تاکہ خلاف نسق کا
نہو جاوے بلکہ اگر تامل کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہی کہ سورۂ نسا مین ذی القربٰی کو بالاصالۃ ذی حق
کیا ہی اور جار ذی القربٰی اور جار جنب اور صاحب بالجنب کو تابع اور اقارب حکمی کیا ہی اور اِس
سورۃ مین والدین کو اصالۃ ذی حق مقرر کیا اور ذی القربٰی کو تابع حکمی کیا پس اسی واسطے اُس جگہ
لانا حرف با کا اور اِس جگہ حذف کرنا اُس کا لازم ہوا و یعنی اور فرمایا ہمنے کہ احسان کرو تم طرف
الیتٰمٰی یعنی یتیمون کے خواہ جنس مردون کی سے ہون یا عورتون کی سے اور یتیم عرف شرع مین
نابالغ طفل کو کہتے ہین کہ جس کا باپ مرگیا ہو یا گم ہوگیا ہو خواہ ما اُسکی زندہ ہو یا نہو اور اگر ما بھی
نہو تو زیادہ تر مستحق احسان کا ہوتا ہی اور جانورون مین یتیم وہ جانور ہی جسکی ما نہو کو باپ کہتا ہو
اور یتیم [illegible] اور نفیس چیزون مین وہ ہی کہ نظیر اپنی نرکھے جیسے کہ کہتے ہین دُر یتیم اور یتیم کی
[illegible]ے کی ہی حالانکہ جمع فعیل کے اوپر فعالی کی نہین آتی ہی لیکن ہرگاہ کہ یتیم آفت زدہ ہی
اُسکی جمع ویسی ہی لائے جیسے کہ اور آفت زدون کی لاتے ہین مثل وجاعی اور حبالٰی
[illegible]حب کشاف نے کہا ہی کہ یتیم اگرچہ صفت ہی لیکن اس کو حکم اسمار غالبہ کا دیا ہی
[illegible] اور فارس کے اور جمع اُنکی موافق جمع اُنکی کے آتی ہی پس اصل مین جمع یتایم
[illegible] قلب مکانی کرکے یتامٰی بنالیا اور احسان اوپر یتیم کے دو قسم ہی ایک قسم وہ ہی کہ
[illegible] وپروارثون اُسکے کے واجب ہی مثل حفاظت مال اُسکے کی کہ روز بروز زیادہ ہووے بسبب
تجارت یا زراعت کے تاکہ قدر نفقہ اور ضروریات اُسکے کی اُس سے نکل آوے اور خبرگیری اُسکی
خوراک اور پوشاک وغیرہ سے اور تعلیم علم اور کتابت اور تلقین آداب کی کمال نرمی اور خیرخواہی سے
اور دوسری قسم وہ ہی کہ اوپر عام آدمیون کے واجب ہی اور وہ ترک کرنا ایذا اُسکی کا اور نرمی اور مہربانی
اُسکے ساتھ کرنی اور مجلسون اور محفلون مین نزدیک اپنے بٹھلانا اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور اُسکو مانند
فرزندون کے گود مین لینا اور محبت ظاہر کرنی اور حق یتیمون کا اس واسطے تابع حق اقارب اور والدین کے
ہوا کہ جب شخص یتیم ہوا اور باپ اُسکا نرہا حق تعالےٰ نے سب بندون کو حکم کیا کہ اُسکے ساتھ باپ کا طریق برتین
اور اُسکو مانند اپنے بیٹے کے سمجھین تاکہ عجز حکمی کہ بسبب موت باپ کے اُس کو لاحق ہوا تھا ساتھ
اس قوت حقیقی کے کہ ہزارون آدمی اُسکے باپ کی جگہ موجود ہوے دُور ہوگیا پس یتیم بھی

قرابت شرعی رکھتا ہی جیسے کہ ذوی القربیٰ قرابت عرفی رکھتے ہین وَ یعنی اور بھی کہا ہم نے کہ
احسان کرو طرف اَلْمَسَاکِیْنِ یعنی مسکینون اور مفلسون کے کہ بسبب عاجزی اور محتاجی فی الحال
کے حکم یتیمون کا رکھتے ہین گو یتیم بچے قوت اور طاقت کسب کی نہین رکھتے ہین اور یہ رکھتے ہین
اور اسی سبب سے یتیمون کو مقدم اوپر مسکینون کے کیا ہی جس جگھہ کلام الٰہی مین آیا ہے
اس واسطے کہ بیچ یتیمون کے عجز حالی اور عجز استقبالی دونو موجود ہین بخلاف مسکینون کے
اور مسکین عرف قرآن مین وہ شخص ہی کہ آمدنی اُس کی کمتر خرچ سے ہو گو کہ مال بھی رکھتا ہو اور پیشہ
بھی کرتا ہو اور دلیل اُسکی یہ ہی کہ سورۂ کہف مین مذکور ہی کہ حضرت خضر نے جن شخصون کی کشتی توڑی تھی وہ
لوگ مسکین تھے اور وہ کشتی اُنکی ملک مین تھی اور اُس سے اپنی کمائی کرتے تھے اور یہ دلیل بھی ہی کہ سورۂ
لا اقسم مین بیچ بیان شدتِ فقر کے مسکینا ذا متربۃ فرمایا ہی اگر صرف لفظ مسکین کا اوپر نہونے
کسی شے کے دلالت کرتا تو حاجت اس قید کی نہ تھی جس وقت مساکین کے ساتھ احسان کرنیکا حکم ہوا
فقیر کے واسطے بالاولیٰ یہ بات ثابت ہو گئی اس واسطے کہ فقیر زیادہ تر محتاج مسکین سے ہی وَ یعنی اور بھی کہا ہم نے کہ
وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا اور یعنی کہو تم ساتھ آدمیون کے بات نیک کہ باعث دل تنگی اُنکی کا نہو اس واسطے کہ
تمام لوگون کے حق مین احسان فعلی میسر نہین ہو سکتا ہی اس واسطے کہ احسان فعلی اگر خدمت بدنی کی ہی شرط اُسکی
طاقت ہی اور اس قدر طاقت ہونی کہ تمام آدمیون کی خدمت بدنی کیا کرے یہ بات آدمی کے امکان سے باہر ہی اور اگر
امداد مالی ہی یہ موقوف مال کے اوپر ہی کہ حاجت اپنی سے زیادہ موجود ہو اور ہر شخص کو اسقدر مال کہ
سب کی حاجتون کو کفایت کرے ہاتھ نہین آتا پس ضرور ہوا کہ عوام کے حق مین اوپر احسان قولی کے کفایت
کرنی چاہیے اور احسان قولی کے شرع شریف مین کئی مرتبے ہین اول یہ ہی وقت سلام کے سلام علیک مسنون کرے اور
سلام کے جواب مین لفظ بھی زیادہ کرے دوسرے یہ کہ نیک بات کے بتلانے مین اور بری بات سے روکنے مین نرمی اور
آہستگی کرے لڑائی جھگڑے سے پیش نہ آوے اور سمجھانے کا طریق عمل مین لاوے چنانچہ کسی بزرگ کی نقل ہی کہ اُنھون
نے کسی شخص کو دیکھا کہ آداب و سنتین وضو کی بجا نہین لاتا ہی فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ تمھارے روبرو مین وضو کرون
اور تم مجھکو خوب غور سے دیکھو کہ مبادا مجھ سے کوئی ادب وضو کا فوت نہو جاوے اور ایسا سمجھانا بھی خلوت
مین ہو برملا لوگون کے روبرو نکرے تا کہ موجب عار کا نہو جاوے تیسرے یہ کہ بیچ وقت ملاقات کے دوستی اپنی ظاہر
کرے اور احوال پوچھے اور شادی اور غم مین شرکت اپنی بیان کرے لیکن اسقدر بیان کرے کہ سچ ہو

مبالغہ بہت نکرے چوتھے یہ کہ بیچ وقت ملانے اسکے کے یاد کرنے اسکے کے اچھا نام اور اچھا لقب
او پر زبان کے لاوے اور جس نام یا لقب سے ناخوش ہو اُس سے پرہیز کرے اپیر اس جگہ
بھی رعایت سچ کی کرے اور جھوٹ نکہے پانچوین یہ کہ غائبانہ اُسکو خوبی کے ساتھ یاد کرے اور سچی
تعریفیں اُسکے روبرو بیان کرے اور اُسکی فضیلتین ظاہر کرے مگر جھوٹ اور مبالغہ سے بچے چھٹے
یہ کہ بیچ وقت مشورہ کے صلاح نیک بتلانے سے دریغ نکرے ساتوین یہ کہ اگر کسی کو دیکھے کہ نادانستہ
کسی خرابی یا نقصان مین گرفتار ہوتا ہی اور یہ شخص طریق نجات کا اس خرابی یا نقصان سے جانتا ہے
چاہیے کہ ساتھ کمال حسن خلق اور رعایت ادب کے اُسکو بتلاوے یا کوئی اندھا رستہ مین چلا
جاتا ہے اور کسی گڑھے یا کوئے مین قریب گرنے کے ہی یا کوئی شخص رستہ بھول گیا ہی یا کوئی
اپنی شے کسی شخص نے گم کردی ہی اور وہ ڈھونڈھ رہا ہی اور نشان اُسکے سے بے خبر ہے
یا کسی شخص کو خریدنا کسی اسباب کا منظور ہی یا بیچنا کسی مال کا چاہتا ہی اور اُسکو ان چیزون مین
دخل نہین ایسے ہی کوئی علم کی بات پوچھتا ہی یا کسی شبہ کا دین کے امر مین دور کرنا چاہتا ہے
وعلی ہذا القیاس سو ایسی باتون کے سوجھانے مین کوشش کرے اور اکثر ایسے معاملون مین کافرون
کے ساتھ بھی موجب اجر اور ثواب کا ہی اور اسی واسطے وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا فرمایا ہی اور ساتھ قید
ایمان اور اسلام کے مقید نہین کیا مگر شرع ساتھ سلام علیک کے کرنا خاص مسلمانون کیواسطے
ہے اور اسجگہ جاننا چاہیئے کہ معنی حسن کے اس آیت مین یہ نہین کہ مخاطب کے نزدیک سب وجہ سے
مستحسن اور نیک ہو والا اکثر جگہ سستی امر دین مین اور خلاف مشروع لازم آویگا سواسطے کہ اکثر
آدمی جو چیز کہ موافق خواہش اپنی کے ہو اُسکو اچھا جانتے ہین گو کہ مخالف شرع اور منافی آئین
دینداری کے ہو بلکہ معنی اسکے یہ ہین کہ فی نفسہ وہ شے اُسکے حق مین نیک ہو اور ایسے طریق سے
اسکو بتلائی جاوے کہ دلشکنی اُسکی نہو اور عار اُسکو لاحق نہو پس اس آیت مین امر دین مین سستی کرنیوالون
اور خوشامد کرنے والون کے واسطے دست آویز نہین اسواسطے کہ کلام خوشامد یونکی اگرچہ مصاحبون
اور مخاطبون ناسمجھ کے نزدیک بہت اچھی معلوم ہوتی ہین لیکن عند اللہ مذموم اور بُری ہین
پس فی نفسہ حسن نہوئی اور اس آیت مین لفظ حسن کا آیا ہی لفظ مستحسن کا نہین ہی اور مستحسن کے معنی
یہ ہین کہ دوسرا اُسکو نیک سمجھے اور اسجگہ ایک مغالطہ بڑا در پیش آیا ہی کہ اکثر آدمیون کو درمیان مدارات

اور حسن خلق اور درمیان مداہنت کے فرق ظاہر نہین ہوا مدارات اور حسن خلق ہر مسلمان کے ساتھ
بلکہ کافر کے ساتھ بھی شرع شریف مین بہتر ہی اور مداہنت اور خوشامد معیوب اور قبیح ہی اور نافہم آدمیون کے
نزدیک ان مین امتیاز اور فرق نہین بلکہ جو کوئی حسن خلق سے آدمیون کے پیش آوے اُسکو
مداہنت اور خوشامد کہتے ہین اور فرق اُن مین اس طرح سے ہی کہ تواضع اور نیک خلق عبارت
اس سے ہی کہ اپنے نفس کے حق مین خفت اور سہولت اختیار کرنی اور اُسکا اہتمام کرنا اس طرح سے
کہ اپنے نفس کو بڑا نہ سمجھے اور نفسانیت سے کام نکرے اور جو تقصیر کسی سے اُسکے حق مین ہو جاوے
اُس سے درگزر کرے اور مداہنت اُسے کہتے ہین کہ امر دین مین سستی اور نرمی اختیار کرنی
اور باوجود دیکھنے اور سننے امور نامشروعہ کے اور قولون نامرضیہ الٰہی کے سختی نکرنی اور دین اپنے
کو ہلکا کرنا اور جو حق کہ شرع اور دین مین واجب ہی اُس سے درگزر کرنا مثلاً اگر کسی شخص نے
اسکو بُرا کہا یا تعظیم نکی غصہ مین نہ آنا اور اُسکے ساتھ درپے انتقام کے نہونا بلکہ نیک روش اُس
سے اختیار کرنی یہ قبیلہ حسن خلق اور مدارات کے سے ہی اور اگر کوئی شخص مخالف شرع کے حرکت
کرتا ہی یا تعظیم دین کی چھوڑتا ہی اُس کے ساتھ مل جانا اور ناخوشی ظاہر نکرنی اور اُسکی بات کو
رد نکرنا اسکا نام مداہنت اور خوشامد ہی پس حسن خلق اور مدارات مین تلف کرنا حق اپنے کا ہی
واسطے رضامندی اور دلداری دوسرے کے اور مداہنت مین تلف کرنا حق شرع کا ہی واسطے
اسی غرض فاسد کے اور ان دونو کے درمیان مین بڑا فرق ہی ایک دوسرے کے ساتھ مشتبہ
نہین ہوتا ہی جب کہ یہ فرق معلوم ہوا پس چاہیے جاننا کہ کلام کرنی آدمیون سے بابت امور
دینی کے ہی اور وہ بھی دو قسم ہے یا ساتھ کافرون کے ہو مانند دعوت اسلام کے اور اس جگہ
نرم گوئی اور دلجوئی معتبر ہی ساتھ دلیل اسکے کہ خدایتعالیٰ نے جب حضرت موسیٰ اور حضرت
ہارون علی نبینا وعلیہما السلام کو رسول بناکر روبرو فرعون کے بھیجا تو ارشاد فرمایا کہ فقولا له
قولا لینا لعله یتذکر او یخشی یعنی کہو تم اُس سے بات نرم شاید کہ نصیحت قبول کرے
یا خدا سے ڈرے اور ساتھ دلیل اسکے کہ درمیان مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق تعالیٰ نے
فرمایا ہی فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك یعنی
بخیال مہربانی خدا کی ہی کہ خودبخود نرم طبیعت ہوگیا ہی تو واسطے منافقون اور کافرون کے اور

بیان فرق مدارات و حسن خلق و مداہنت

تفسیر حقانی: مین دو فریق تھے ... کے حلیف ... اوس اور خزرج بنو قریظہ اوس کے ہم قسم بنو نضیر خزرج کے جب اوس اور خزرج مین لڑائی ہوتی تو بنو قریظہ اوس کی کمک مین آتے اور بنو نضیر خزرج کی اور آپس مین ایک دوسرے کو مارتے بنو قریظہ کے ہاتھون بہت بنی نضیر مارے گئے اور بنو نضیر کے ہاتھون بہت

اگر سخت گو اور سخت دل ہوتا تو البتہ صحبت تیری سے بھاگ جاتے اور بات تیری نہ سنتے دوسرے
یہ کہ کلام ہو ساتھ فاسقوں کے اور اُن لوگوں کے کہ اسلام کے حقوق میں کوتاہی کرتے ہیں جیسے کہ
طاعت کا حکم کرنا اور معصیت سے روکنا اس جگہ بھی رعایت ادب او حسن خلق اور نرم گوئی اور
استمالت قلوب کی کرنی چاہیے کہ اچھی طرح سے امر شرع کا اُنسے کہے اور گناہ کی بات سے روکے
جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة
یعنی بُلا تو طرف رستے رب اپنے کے ساتھ دانائی اور اچھی نصیحت کے اور بھی فرمایا ہے ادفع بالتی ھی
احسن اور یا کلام امور دنیاوی میں ہے جیسے کہ تقاضا کرنا قرض کا اور طلب ناحق اپنا غاصب
اور امانت دار سے اس میں بھی نزدیک ہر شخص عاقل کے جب تک کہ غرض نرمی اور آہستگی سے
حاصل ہو سکے سختی کرنی نہایت قبیح اور مذموم ہے اسی واسطے حدیث میں آیا ہے ما دخل الرفق فی
شئ الا زانہ و ما دخل الخرق فی شئ الا شانہ یعنی نہیں داخل ہوئی نرمی بیچ کسی شئے
کے مگر زینت دیدی اسکو اور نہیں داخل ہوئی سختی بیچ کسی شی کے مگر معیوب کر دیا اس کو پس
ثابت ہوا کہ بات نیک اور نرم کہنی کچھ خاص ساتھ اہل اسلام اور اہل صلاح کے نہیں بلکہ ہر طرح
کے آدمی کے ساتھ مقدمات دینی اور دنیاوی میں طریق حسن خلقی اور ادب اور تواضع کا چلنا
مستحسن ہے مگر جس جگہ کہ بغیر سختی اور بدخلقی کے کام دین یا دنیا کا نہ نکلے یا حسن خلق اُس جگہ ساتھ مداہنت
اور خوشامد کے ملجاوے ایسی جگہ تشدد اختیار کرنا مضائقہ نہیں اور اس آیت کا بھی محل یہی ہے کہ
یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم ط یعنی ای نبی جہاد کر تو ساتھ کافروں
اور منافقوں کے اور سختی کر اوپر اُنکے اور حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بیچ تفسیر وقولوا
للناس حسنا کے فرمایا ہے کہ قولوا للناس ما تحبون ان یقال لکم یعنی کہو تم ساتھ آدمیوں کے
ایسی بات کہ اگر تم سے کوئی بات ایسی کہے بُرا نہ مانو اور خوش ہو اور تفصیل اسکی یہ ہے تمام کاموں
میں خواہ دین کے ہوں جیسے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر یا دنیا کے ہوں جیسے کہ تقاضا
کرنا قرض کا اور طلب کرنا حق اپنے کا چاہیے کہ یہ شخص اپنے تئیں حریف ٹھیرا دے اور دوسرے
کو مثل اپنے قرار دے اور بعد اُسکے سوچے کہ مجھکو کلام کیسی اچھی معلوم ہوگی جس وقت دوسرا
شخص مجھسے امر بالمعروف یا نہی عن المنکر یا تقاضا قرض وغیرہ کا کرے پس اس صورت میں

جو بات اسکو پسند ہو ویسی ہی دوسرے سے کہے اور ہر گاہ کہ بیان حقوق بندون کے سے کہ اس
عہد مین مندرج ہین فراغت ہوئی اللہ تعالی نے طلب حقوق اپنے کی بھی فرمائی کہ وَاَقِیْمُوا
الصَّلٰوۃَ یعنی اور قائم کرو تم نماز کو اور سیدھی کرو اسکو ہر جہت سے کسی طرح کی کجی اسمین نہ ہے
سو اسطے کہ نماز ایسی عبادت ہے کہ دل کی عبادت بھی اسکے اندر ہے اور زبان اور ہاتھ پاؤن کی
بھی وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ یعنی اور دو تم زکوۃ کہ چالیسوان حصہ چاندی اور سونے مین اور اور
چیزون مین قیمت انکی مین سے مقرر ہے بشرط گزر جانے ایک برس کے اور مواشی اور کھیتی مین
حصہ مختلف ہے باعتبار جنس اور صنف کے جیسے کہ فقہ کی کتابون مین مذکور ہے اسواسطے کہ یہ
عبادت ہرچند کہ ظاہر مین خدا کا حق ہے لیکن حقیقت مین حق بندون کا ہے اور زکوۃ ایسی شے ہے کہ
بیچ نیک کرنے اخلاق اور دور کرنے خصلتون رذیلہ بخل کے اسکو کمال دخل ہے باقی رہا اس جگہ
ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ اس عہد مین اول توحید کا ذکر کیا بعد اسکے آدمیون کے
حق بیان کیے بعد اسکے نماز اور زکوۃ کا بیان فرمایا اس بیان مین انتشار لازم آیا اسواسطے کہ
اگر منظور مقدم کرنا حق العباد کا تھا اس جہت سے کہ حق العباد بڑا سخت ہے اور نگاہ رکھنا اسکا بہت
مقصود ہے اور اسکے اندر عہد شکنی کرنی نہایت قبیح بس چاہیے تھا کہ توحید کو بھی موخر ذکر کرتے اور
ہمراہ نماز اور زکوۃ کے لاتے اور اگر منظور مقدم کرنا حق اللہ کا تھا اسواسطے کہ اصل یہی ہے
پس نماز اور زکوۃ کو بھی ہمراہ توحید کے ذکر کرنا چاہیے تھا اور اسجگہ بعضے حقوق الہی کو مقدم کیا
اور بعضونکو موخر کیا اسکے کیا وجہ ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اصل مین منظور تقدیم حق العباد کی ہے اسواسطے
کہ بندے بسبب احتیاج اپنی کے نہ ملنے حقوق اپنے سے دردناک ہوتے ہین اور تکلیف پہنچتی ہے اور
اللہ تعالی احتیاج سے پاک ہے اگر اسکے حق مین کوئی قصور کرے تو اسکو کچھ ضرر اور نقصان نہین
پہنچتا ہے لیکن توحید تمام حقوق الہی سے بڑھکر ہے سواسطے کہ شرط قبول ہونے تمام بندگیون کی ہے
خواہ وہ بندگی متعلق ساتھ حقوق بندون کے ہو یا ساتھ حقوق الہی کے پس تمام حقوق کی یہ شرط ہے اور
شرط کو تقدم طبعی اوپر مشروط کے ہے اسواسطے مقدم کرنا توحید کا اوپر تمام چیزون کے لازم آیا اور بعد توحید کے
حقوق العباد کو اوپر حقوق اللہ کے مقدم کیا تا کہ تاکید ادا کرنے حقوق العباد کی سمجھی جاوے اور سوال
دوسرا بھی ہے کہ احسان کرنا ساتھ یتیمون اور مسکینون اور ذی القربی کے زکوۃ مین داخل ہوا جدا ذکر کرنے

تفسیر حقانی

اور برا دو حق کرنے مین تو یہ زور شور کرد اور جب ان کا قوم انھین کا مددسے ان کے ہم ملنکو گرفتار کرلیتا تو یہ ہم لت کو مال دیکر چھڑا بھی لیتے تھے دس اور خزرج لڑائی مین بنو قریظہ کا آدمی خزرجون ہاتھ مین گرفتار جاتا تو بنو نضیر کو خرید لیکر دکر دیتے اور بنو نضیر کا

اُسکے کی کیا حاجت تھی جواب اسکا یہ ہی کہ احسان کرنا ساتھ یتیمون اور مسکینون اور اہلِ قرابت کے
جیسے کہ پیشتر تفسیر اُسکی مین اشارہ ہوا عام ہی اس بات سے کہ ساتھ مال کے ہو یا ساتھ اور طرح کے
اور جس صورت مین مال کے ساتھ ہو وہ بھی عام ہی اس سے کہ بیچ قدر نصاب کے ہو یا اس سے
کمتر مین اور اگر قدر نصاب مین ہو وہ بھی عام ہی اس سے کہ زکوۃ مین حساب کیا جاوے یا سوائے
زکوۃ کے پس اس احسان کو کہ جس مین ان مرتبون کا عموم ہی زکوۃ کے دینے مین داخل کرنا چاہیے
البتہ ایک طریق احسان کرنے کا اُنکے ساتھ یہ بھی ہی کہ زکوۃ مال کی بھی اُنھی طرف خرچ کیجاوے
اور یہ بات بھی ہے کہ احسان قرابتیون اور یتیمون کے ساتھ ذکر کرنے مین اللہ کو منظور
یہ ہے کہ خاص ان شخصون کی طرف توجہ اور مہربانی مصروف ہے جس طرح ہو اور جس نہج پر ہو
اور زکوۃ کے دینے مین منظور یہ ہے کہ خرچ کرنا مال کا خدا کی راہ مین ارادہ کرین اور اسی واسطے
احسان پہلا کامل کرنے خصلت عدالت کی قبیلہ سے ہی اور احسان دوسرا یعنی زکوۃ کا دینا واسطے
حاصل کرنے صفت جوانمردی اور مروّت کے ہے اور پہلا احسان حقوق العباد سے ہی اور دوسرا
حقوق اللہ سے حاصل کلام یہ ہی کہ جب عہد یاد دلانے سے فراغت ہوئی جو شامل اوپر تھا تکلیفون
کے ہی اور جمع کرنیوالا ہی تمام انواع تکلیفات کو اسواسطے کہ تکلیف یا بدنی ہی یا مالی ہے اور ہر ایک
ان مین سے یا عام ہی یا خاص بدنی عام عبادت مطلق ہے کہ آدمی تمام اعضا اور قوتون اپنی کو
مستعد بجالانے حکم اور امر الٰہی کا کرکے منتظر رہے مانند غلام کے کہ روبرو خاوند اپنے کے بارادہ بجالانے
حکم اُسکے کے کھڑا رہے اور طرف اسی تکلیف کے اشارہ کیا ہے ساتھ اس لفظ کے کہ لا تعبدون
الا اللہ اور تکلیف بدنی کہ خاص نماز ہی کہ خاص وقتون مین اور ساتھ شرطون اور رکنون
معین کے مقرر ہوئی ہے اور تکلیف مالی خاص زکوۃ ہے اسواسطے کہ زکوۃ خاص ہی ساتھ مالک
نصاب کے اور ساتھ گزرنے برس کے اور ساتھ مستحقون معلوم کے اور ساتھ جنسون معین کے
اور تکلیف مالی عام کہ شرط اُسکی قدرت ہے اور سبب اُسکا یا نسب ہے یا غیر نسب اور نسب تین حال سے
خالی نہین یا سابق ہی جیسے کہ والدین یا مقارن ہی جیسے کہ اور رشتہ دار تیسرے یہ کہ لاحق ہو جیسے کہ یتیم
بچے اگرچہ کسی سے انکی قرابت نہو مگر شارع نے بسبب مرجانے باپ کے اُنکو بمنزلہ اولاد تمام مسلمانون کے
ٹھہرا دیا ہی تاکہ سب لوگ انکے اوپر شفقت کرین اور تکلیف مالی کہ بدون نسب کے پائی جاوے

اُسکے دو سبب ہوسکتے ہین یا احتیاج اور مفلسی کہ بسبب اسکے مال خرچ کیا جاوے جیسے مسکینون
کی خدمت کرنے مین یا ہم جنس ہونا یعنی شرکت آدمی ہونے مین لیکن یہ بات تمام آدمیون کے
ساتھ پائی جاتی ہی اور تمام آدمیون پر مال کے ساتھ احسان کرنا ممکن نہین پس اُنکے ساتھ
مین سوائے احسان قولی اور خوبی اخلاق کے اور شی میسر نہین ہوسکتی جیسے حدیث شریف
مین آیا ہی انکم لن تسعوا الناس باموالکم ولکن سعوھم باخلاقکم ٭ یعنی تم سے یہ ممکن
نہین کہ ساتھ مال اپنے کے تمام آدمیون کے ساتھ سلوک کر سکو لیکن چاہیے کہ ساتھ اخلاق اپنے
کے سب کے ساتھ پیش آؤ اب بطریق توبیخ اور عتاب کے بنی اسرائیل کے فرقے کو فرماتے ہین کہ
ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ یعنی پھر منہ پھیرا تمنے اس عہد سے باوجود مضبوط اور محکم کرنے اُسکے کے اور تمام اُن
آٹھون تکلیفون کو ضائع کیا اِلَّا قَلِيلًا مِّنكُمْ یعنی مگر تھوڑی سی جماعت نے تم مین سے جیسے عبداللہ
ابن سلام اور اسد اور اسید بیٹے کعب رضی اللہ عنہ کے اور مانند اِن کے جنھون نے متابعت پیغمبر وقت
اپنے کی اختیار کی اور بیچ توحید اور ادا کرنے حقوق العباد اور حقوق اللہ کے راسخ قدم ہوئے پس
باوجود توڑ ڈالنے اس عہد محکم اور ضائع کرنے ان آٹھ تکلیفون عمدہ کے کسطرح توقع اس بات کی رکھتے ہو
کہ تمکو زیادہ چند روز سے عذاب نہو حالانکہ بعضی تکلیفین اُنمین ایسی ہین کہ اُنکے چھوڑنے سے عذاب ابدی ہوئے جیسے کہ
توحید اور بعضی ایسی ہین کہ اُنکے چھوڑنے سے مدت دراز تک دوزخ مین رہے جیسے کہ نافرمانی والدین کی اور ترک کرنا
نماز کا اور کاش تم بعد اسکے تدارک اس روگردانی کا کرتے اور اُس عہد شکنی کو ساتھ صلاح کے بدلتے لیکن تم
روز بروز اس عہد شکنی مین ترقی کرتے ہو وَأَنتُم مُّعْرِضُونَ یعنی اور تمنے منہ پھیرنے کی حکمون الٰہی سے عادت
پکڑلی ہی اور موافق اس قول کے کہ العادۃ طبیعۃ ثانیۃ اثر اس روگردانی کا بیچ جوہر نفسون
تمھارے کے محکم ہوگیا ہی اور بمنزلہ سوء مزاج مستحکم کے قابل علاج کے نہین رہا اور اگر بنی اسرائیل اس
زمانہ کے کہین کہ روگردانی اور نافرمانی اور توڑنا اس عہد کا تمام گروہ ہمارے سے نہین ہوا بلکہ بہت
لوگ ہمارے فرقہ مین سے بیچ توحید الٰہی اور ادا کرنے حقوق کے ثابت قدم ہین خصوصاً ہم لوگ کہ اس زمانہ اور
اس مکان مین بیچ ادا کرنے تکلیفات شرعی کے قصور نہین کرتے ہین پس بسبب بد اعمالی بزرگون ہمارے کے
ہمارے اوپر طعن متوجہ نہین ہوتا ہی تو جواب اُن کے مین عہد دوسرا یاد دلا اور کہہ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ
یعنی اور یاد کرو تم اس وقت کو کہ لیا ہمنے عہد تمھارا محکم اوپر اس کے کہ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ

یعنی آپس مین خونریزی نکروگے اور اس عہد کو بھی مانند عہد توحید کے خبر کی صورت مین لائے
تاکہ جانو تم کہ خون کرنا ایک دوسرے کا قریب کفر اور شرک کے ہی بیچ برائی اور قباحت کے اور
اسی واسطے احکامات الٰہی مین یہ بات مقرر ہی کہ بعد شرک کے سب کبیرون سے بڑا کبیرہ ناحق خون
کردینا ہی اور مثل پہلے حکمون کے اور حکم بھی بہت تاکید کے ساتھ تمکو کیا ہے کہ وَلَا تُخْرِجُوْنَ
اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ یعنی اور نہ نکالوگے تم ہم مذہبون اپنے کو گھرون اپنے سے اس واسطے کہ جلاوطنی بھی
آفت ہی قریب مرنے کے پس بیچ حکم خونریزی کے ہی اور ایسے بڑے بڑے گناہون کے کرنے مین باوجودیکہ
عہد اور پیمان اُنکے چھوڑدینے کے کرلیے ہین نہایت سخت عذاب مدت دراز تک سمجھنا چاہیے
اور قریب عذاب کفر اور شرک کے ان گناہون کے عذاب کو تصور کرین اور نکالنا آدمی کا اپنے
گھر سے کئی طریق پر ہوتا ہی ادنیٰ اُنکا یہ ہی کہ کوئی شخص کسی کے ہمسایہ مین آکر رہے اور یہ شخص اُسکو
ستانا اور تکلیف دینی شروع کرے یہانتک کہ وہ لاچار ہوکر اُس گھر کو چھوڑدے پس جنسے اُسنے
ناحق اُس شخص کو اپنے گھر سے نکالا ہی حق تعالیٰ بسبب اسکے موروثی گھر اُسکے سے کہ وہ بہشت ہی
نکالے گا اور تمنے اس عہد کو قبول کرلیا ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ یعنی پھر تمنے اقرار بھی کرلیا کہ ہمنے اس عہد کو
اپنے اوپر لازم کرلیا اور قبول کرلیا وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝ یعنی اور تم بھی کہ اس زمانہ مین ہو گواہی
دیتے ہو ساتھ اس اقرار بزرگون اپنے کے اور انکار اسکا نہین کرتے ہو ثُمَّ یعنی پھر بعد اس اقرار
اور گواہی کے اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ یعنی تم کہ اس وقت مین حاضر ہو توڑتے ہو تم دونو عہدون کو کہ حقتعالےٰ
نے ساتھ بزرگون تمھارے کے نہایت تاکید کے ساتھ لیے تھے اور بطریق اخبار کے اُنکو ذکر کیا تھا
اور یہ عہد شکنی تمھاری مشابہت ساتھ تکذیب خبر الٰہی کے رکھتی ہی العیاذ باللہ منہ اس واسطے
کہ تم تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ یعنی مارتے ہو تم گروہ ہم مذہب اور ہم قوم اپنے کو کہ حقیقت مین اپنے
تئین مارتے ہو اس واسطے کہ ساتھ حکم شرع کے قصاص تمھارے اوپر واجب ہوتا ہے
اور واجب القتل ہوتے ہو اور صورت اس واقعہ کی اس طرح سے تھی کہ بیچ گرد و نواح مدینہ
منورہ کے دو فرقے یہود کے رہتے تھے بنو قریظہ اور بنو نضیر اور اندر مدینہ منورہ کے بھی
دو فرقے نصارا کے رہتے تھے اوس اور خزرج اور بنو قریظہ نے اوس کے ساتھ عہد کرلیا تھا کہ ہم
تمھارے شریک ہین اور بنو نضیر خزرج کے ساتھ ہم قسم ہوئے تھے اور جس وقت درمیان اوس

اور خزرج کے جنگ و جدال ہوتا تو بنو قریظہ اوس کیطرف ہو جاتا اور بنو نضیر خزرج کے ساتھ اور
آپس مین ایک دوسرے کو مارتے اور قتل کرتے بنو قریظہ کے ہاتھ سے بہت سے بنو نضیر
مارے جاتے اور بنو نضیر کے ہاتھ سے بہت سے بنو قریظہ مارے جاتے اور یہ معاملہ انکا سالہا سال
سے جاری تھا اور ہرگز تدارک اسکا نہین کرتے تھے اور اُس کام سے ندامت عمل مین نہ لاتے تھے
اور کاش اوپر اسی قدر کے تم کفایت کرتے لیکن تم اور بھی اُسکے اوپر بڑھاتے ہو وَتُخْرِجُوْنَ
فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ یعنی اور نکالتے ہو تم ایک فرقہ کو گروہ ہم مذہب اپنے سے اُن کے
گھرون سے اور وہ گروہ وہ آدمی تھے کہ لڑائی مین مغلوب ہوتے تھے اور سردار اُنکے مارے جاتے
اور یہ لوگ اُس گروہ کو ضعیف جانکر اوپر تعلقات اُنکے کے متصرف ہوتے اور اگر تم کہو کہ ہم قصداً
گروہ ہم مذہب اپنے کو نہین مارتے ہین اور نہ نکالتے ہین بلکہ واسطے محافظت قسم اور عہد کے
کہ اپنے ہم عہدیون کے ساتھ باندھ لیا ہی امداد اور کمک اُنکی کے کرتے ہین اور اسکے بیچ
مین مارنا اور نکالنا لازم آتا ہی ہم ناچار ہین کہتے ہین ہم کہ اللہ تعالی نے ایسی باتون کا عہد
بیشتر اس سے لے لیا تھا کہ تمنے عہد اُن لوگون سے کر لیا ہی اور قتل و جلا وطنی حرام کر دی تھی
اور حرام فعل مین مدد اور اعانت کرنی اُسی حرام مین شریک ہونا ہی اور شک نہین کہ تم
تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ یعنی پشتی اور مدد دیتے ہو اوپر مار ڈالنے اور
نکالنے ہم مذہبون اپنے کے ساتھ ایسے فعل کے کہ فی نفسہ وہ گناہ ہی اور بیچ حق برادری
اپنے کے تعدی ہی اور ظاہر ہی کہ جیسے کہ ظلم حرام ہی مدد کرنی ظالم کی اوپر ظلم اُسکے کے بھی حرام ہی اور
اس جگہ ایک شبہ قوی ہی کہ اصل مین یہ شبہ معتزلون کے اوپر کیا گیا ہی سو واسطے کہ وہ اللہ کے اوپر عدل
کرنا واجب کہتے ہین اور اس جگہ ہمارے اوپر بھی ہو سکتا ہی کہ اگر مددگاری ظالم کی حرام ہی پس حق تعالی
کسواسطے ظالم کو اوپر ظلم کے قدرت دیتا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ جیسے کہ حق تعالی نے قدرت ظلم کی ظالم کو
بخشی ہی ویسے ہی اسکو ظلم سے منع بھی فرمایا ہی اور اُسکے حق مین سخت وعید کی ہے بخلاف آدمی کے کہ
جسوقت مددگاری کسی ظالم کی کرے زیادہ تر باعث ظلم کروانے پر ہوتا ہی اور ظلم اسکی نظر مین
نیک دکھائی دیتا ہے اور اگر حق تعالی ظالم کو قدرت اوپر ظلم کے نہ دیتا معاملہ تکلیف اور
امتحان کا موجود نہوتا مدار جزائے نیک اور بد کا اُسی کے اوپر ہے اور جسوقت بندون کو قدرت

تفسیر خلیلی

اسکی کتاب کا ایک حکم بھی نہ ماننے کا فر مطلق ہو جاتا اور حکم خدا کی ایک بات نہ ماننا کفر ظاہر ہو پھر ایسے شخص کی سزا دنیا مین رسوائی اور آخرت مین سخت عذاب کے سوا اور کچھ نہین ہو اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ دنیاوی مصلحت سے جان بوجھکر شریعت کے خلاف برتاؤ ... مین انکا شریعت کے موافق عمل بھی مردود ہے

ظلم کے اوپر نہوتی پس باز رہنا بندون کا ظلم سے بسبب بے مقدوری کے ہوتا نہ بسبب ایمان اور
تابعداری حکم کے اور جب کہ آدمی کو ساتھ آدمی دوسرے کے ایسی قدرت دینے کی تکلیف کے اندر حاجت
نہین ناچار آدمیون کے درمیان مین آپس مین امداد اور اعانت کرنی ظلم کی مطلقاً حرام اور ممنوع ہوئی
اور عجب یہ ہی کہ بیچ مارنے اور جلاوطن کرنے ہم مذہبون اپنے کے اسقدر حرج نہین رکھتے ہو وَاِنْ یَّاْتُوْکُمْ
اُسٰرٰی تُفٰدُوْھُمْ یعنی اور اگر آتے ہین آگے تمہارے ہم مذہب قیدی ہو کر فدیہ انکا دیکر قید سے
خلاص کروا لیتے ہو مثلاً اوس اور خزرج کی لڑائی مین اگر کوئی بنو قریظہ سے بیچ ہاتھ خزرجیون کے
اسیر ہوتا تھا تو بنو نضیر اُسکو خرید کر کے آزاد کر دیتے اور اگر بنو نضیر مین سے کوئی بیچ ہاتھ اوسیون کے
گرفتار ہوتا تو بنو قریظہ اُسکو زر دیکر خلاص کرواتے اور اگر کوئی اُنسے کہتا کہ تم آپسمین جنگ اور قتال
کرتے ہو اور ایک دوسرے کو جلاوطن کرتے ہو پھر قیدیون کو زر دیکر کسواسطے چھڑالیتے ہو جواب مین کہتے کہ
ہمکو خدا تعالی نے یہی حکم فرمایا ہی کہ جسوقت دین کے بھائیون اپنے کو کسیکے ہاتھ مین قیدی
دیکھین ہم اُسکو جسطرح چھڑالیوین اور لڑائی ہماری آپسمین محض بسبب دنیاداری کے ہی ہو واسطے
کہ اگر لڑائی کرنے سے بیٹھ رہین مطعون ہو جاوین اور ننگ ہمکو لاحق ہو جاوے کہ جنکے ساتھ
ہمنے عہد کر لیا ہی اُنکی مدد نکی اور وہ بھی حاجت کے وقت ہماری مدد نکرینگے اور انتظام ہمارے دنیا کے
کامون کا جاتا رہیگا حق تعالی جواب اُنکے کو باطل فرماتا ہی کہ جیسا کہ خلاص کروانا اسیر اور دینی کا
مخالفون کی قید سے اوپر تمہارے فرض تھا اور تم اُسکو بجا لاتے ہو اور اسی واسطے عہد لینے کے
بیان مین ہمنے اُسکو بیان نہین کیا ایسی ہی لڑائی اور خونریزی بھی آپسمین اوپر تمہارے حرام تھی
وَھُوَ یعنی حال یہ ہے کہ مُحَرَّمٌ عَلَیْکُمْ اِخْرَاجُھُمْ یعنی حرام ہی اوپر تمہارے نکالنا ہم مذہبون
اپنے کا اور جب نکالنا حرام ہوا تو قتل کرنا اور مدد اوپر قتل کے کرنی بالاولی حرام ہوئی اور ان چیزون کو
نے دھڑک عمل مین لاتے ہو پس معلوم ہوا کہ تم عمل کرتے ہو موافق بعضے عہدون کے اور توڑتے ہو بعضے
عہدون کو اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ یعنی آیا پس ایمان لاتے ہو ساتھ بعضے حکمون کتاب
اپنی کے کہ خلاص کروانا قیدیون کا ہی ظالمون کے ہاتھ سے وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ یعنی اور کفر
کرتے ہو تم ساتھ بعض حکمون اُسی کتاب کے کہ قتل کرنا اور جلاوطن کرنا ہم مذہبون اپنے کا ہی حالانکہ
ایمان لانا ساتھ کتاب کے تجزی نہین یعنی جبتک کہ کل کتاب کے اوپر ایمان نہ لاؤگے مؤمن

مومن نہوگے بلکہ اگر ایک حکم کا بھی کتاب اپنی سے انکار کروگے بالکل کافر ہوگے پس جب کہ ایک حکم کا انکار کتاب کے حکمون مین سے کفر ہی فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ یعنی پس کیا ہی جزا اُس شخص کی کہ یہ کام کرے خواہ کسی گروہ کا ہو خصوصاً مِنْكُمْ یعنی تم مین سے کہ اپنے تئین اہل کتاب اور تابعداری کرنے والون اُس کتاب کے سے کہتے ہو خود انصاف کرو تم اور ظاہر ہی کہ جزا کفر کی نہین اِلَّا خِزْيٌ یعنی مگر ذلت سخت کہ بسبب اُسکے تنگی کیجالی سے فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا یعنی زندگی دنیا کی مین جیسا جزیہ لینا ساتھ کمال اہانت کے اور اخراج لینا ساتھ مار دھاڑ کے اور نہ قبول کرنی گواہی اُسکی اور نشست و برخاست اور ہر محفل اور راستہ مین ذلیل اور حقیر کرنا اور قتل کرنا اور قید کرنا اور لوٹنا مال کا اور جلا دینا گھرون کا چنانچہ بنو قریظہ اور بنو نضیر پر آنحضرتؐ اور مسلمانون کے ہاتھ سے یہی حال واقع ہوا کہ تمام بنو قریظہ کو قتل فرمایا اور عورتون اور بچون اُنکے کو لونڈی اور غلام بنالیا اور بنو نضیر کو ساتھ کمال رسوائی کے جلا وطن کیا یہانتک کہ بھاگ کر خیبر کو چلے گئے اور پھر خیبر مین سردار اُنکے مقتول ہوے اور عورتین قید مین پڑین اور باقی رہے ہوے کھیتی کرنیوالے اور خدمتی مسلمانون کے ہولے اور یہ سب باتین اس واسطے ہوئین کہ انھون نے خدا کے عہدون کو توڑ کر پاس خاطر اُن لوگون کی کا کیا جنکے ساتھ عہد کر لیا تھا پس خدا کے عہد کو ہلکا اور حقیر جانا اور کاش اُنکے تئین اوپر اسی سزا کے کفایت ہوتی لیکن دنیا اور ذلت دنیا کی تمام ہو جاوے گی وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰۤى اَشَدِّ الْعَذَابِ یعنی اور دن قیامت کے پھیرے جاوینگے طرف سخت ترین عذاب کے کہ مثل عذاب دنیا کے بعد مدت معین کے موقوف ہونیوالا نہین اس واسطے کہ یہ لوگ خدا کے عہدون کے توڑنے مین مبالغہ کرتے تھے اور وہ عہد نہایت محکم اور مضبوط تھے اگر حق تعالیٰ اُنکے عذاب کرنے مین مبالغہ نفرماوے تو جاہلون کے وہم مین آوے کہ اللہ تعالیٰ اُنکے حال سے غافل ہی وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ یعنی اور نہین ہی خدا غافل اُس چیز سے کہ کرتے ہو کہ بارہا عہدون اُسکے کو توڑتے ہو اور پاس دوستی و آشنائی اپنے کا اللہ تعالیٰ کے حق پر مقدم رکھتے ہو اور کس طرح آخرت مین سخت تر عذاب مین گرفتار نہون اس واسطے کہ اُنھون نے کوئی چیز آخرت کے نفع کی اپنے واسطے باقی نہین رکھی اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ یعنی یہ لوگ وہ گروہ بے عقل ہین کہ خریدی انھون نے زندگانی

تفسیر خلیلی

دنیا کو آخرت دیکر خرید کیا ہے تو اب اُن سے عذاب ہلکا نکیا جاویگا اور نہ اُنکی مدد کی جاویگی

ف یعنی جو لوگ دنیا کے فائدے کے لئے خدا کا حکم ٹال دیتے ہین وہ لوگ دین بیچکر دنیا خریدنے والے ہین یعنی اُن کے نزدیک دنیا ایسی اچھی چیز ہی کہ اسکے واسطے دین ایسی انمول چیز کو بھی

دنیا کی بدلے آخرت کے جس وقت حکم ہم عہدیوں اپنے کا قبول کیا اور حکم خدا کا خاطر مین نہ لائے
اور جب کہ آخرت کو بیچ ڈالا پھر کیا توقع کسی نفع کی آخرت کے نفعوں مین سے رکھیں فَلَا يُخَفَّفُ
عَنْهُمُ الْعَذَابُ یعنی پس سبک نہ کیا جاویگا اُنسے عذاب اس واسطے کہ سبک ہونا عذاب کا بھی
ایک نوع کا نفع اُخروی ہی کہ بسبب عنایت الٰہی کے متحقق ہوتا ہی وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ۝ یعنی اور نہ
اُنکے تئیں کوئی مدد کریگا کہ عذاب خدا کے کو ساتھ زور کے اُنسے دفع کرے جیسے کہ دنیا مین ہم عہدیون
اپنے سے اسکی توقع رکھتے تھے پس معلوم ہوا کہ وہ لوگ موافق اقرار اور گواہی اپنی کے مستحق سخت
عذاب دائمی کے ہین اور اپنے قول کو کہ لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ ہے خود جھوٹا کرتے
ہین اس جگہہ جاننا چاہیے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص بعضے حکم شریعت کے کہ
موافق طبیعت اور عادت اُسکی کے ہون قبول کرے اور جو کہ مخالف طبیعت اور عادت اُسکی
کے ہون اسکے قبول کرنے مین قصور کرے سو ایسا عمل کچھ کام نہین آنیکا مثلاً ایک شخص ہی کہ شراب
کو اپنے مزاج کے مضر جانکر یا مخالف وضع خاندان اپنے کے دیکھکر چھوڑ دے اور زنا کو پوشیدہ
کرتا رہے پس چھوڑنا شراب کا اُسکے حق مین موجب ثواب کا نہوا اس واسطے کہ بسبب اتباع شریعت کے
اُسکو نہ چھوڑا ہاں اگر مقتضائے طبیعت اور رسم کے پیروی شریعت کی کرے لیکن کوئی بات مخالف
ظاہر کے بھی نکرے البتہ اسمین اصلاح رسم کی ہوسکتی ہی اور اسی واسطے علما اس قسم کی عبادت مین
مختلف ہین بعضے کہتے ہین کہ ایسی بندگی سے کہ ریا کی جہت سے ہو وہ گناہ کہ جسمین صفائی ہو بہتر ہی
بیت جرمے کہ رخت با بحریم صفا کشد ٭ بہتر ز طاعتے کہ بعجب و ریا کشد ٭ اور بعضون نے کہا ہی کہ طاعت
ریا والی بہتر گناہ بے توبہ سے ہی اور فیصلہ درمیان دونو گروہون کے یہ ہی کہ اصلاح نفس اور
تہذیب اُسکی مین گناہ کہ جس مین ندامت اور خجالت ہو بہتر اس بندگی سے ہی کہ ساتھ خودپسندی
اور ریا کے ہو اور بیچ اصلاح رسم و رواج شریعت کے بندگی ریا والی گناہ سے بہتر ہی واللہ اعلم
اور اگر کہو تم کہ یہ سب عہد شکنیان ہماری بیچ قتل اور اخراج ہمجنسون کے اور مددگاری ظالمون کی
اور سوا اسکے اور چیزون مین متحقق ہوئین لیکن اُنکے سبب سے کفر نہین ہوگیا اصل مین یہ چیزین فسق شمار
کیجاتی ہین اور عذاب فسق کا آخر کو موقوف ہوجاویگا اور ہمیشہ نہین رہنے کا کہتے ہین ہم کہ منقطع
ہوجانا عذاب فاسق کا اس صورت مین ہی کہ کفر کی طرف پہنچ نہ گیا ہو بخلاف اس فسق تمہارے کے

کہ انکار بعضے احکام الٰہی کا اسمین پایا گیا اور کفر کے حد کو پہنچ گیا اور احاطۂ خطیہ کی نوبت پہنچی اور
اگر اس سے بھی قطع نظر کرین پس عہد ایمان کا ساتھ پیغمبرون کے کہ بمنزلۂ توحید کے ہے اُسکو بھی تمنے توڑ ڈالا
یہانتک کہ عوض ایمان کے کہ پیغمبرون کے اوپر لانا چاہیئے اُنکو قتل کر ڈالا وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ
یعنی اور البتہ دی ہمنے موسیٰ کو کتاب کہ توریت تھی اور اُس کتاب مین تمام عہد اور پیمان الٰہی مذکور
تھے اور سب عہدون سے بڑا عہد یہ تھا کہ ہر وقت کے پیغمبرون کی اطاعت کرو اور ساتھ اُنکے
ایمان لاؤ اور راہ تعظیم اور توقیر کی اُنکے ساتھ جاری رکھو حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ
جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تختیان توریت کی عنایت ہوئین تو حضرت موسیٰؑ نے اپنے اندر
طاقت اُنکے اُٹھانے کی نہ دیکھی حق تعالیٰ نے واسطے ایک ایک آیت کے اُٹھانے کے ایک ایک
فرشتہ مقرر کیا وہ بھی نہ اُٹھا سکے بعد اسکے ایک ایک حرف کیواسطے ایک ایک فرشتہ بھیجا وہ بھی
نہ اُٹھا سکے جب حضرت موسیٰؑ کو اور فرشتون کو عظمت اور ثقل معنوی اُس کتاب کا معلوم ہوا اور
قدر اُسکی اُنکے ذہنون مین جانشین ہوئی تو حضرت موسیٰؑ کو حکم ہوا کہ اب اوپر تیرے اُٹھانا اِس کتاب کا
ہمنے ہلکا کیا حضرت موسیٰؑ اُسکو اُٹھا کر بنی اسرائیل کے پاس لائے وَقَفَّیْنَا مِنْ بَعْدِہٖ بِالرُّسُلِ ط
یعنی اور لائے ہم پیچھے حضرت موسیٰؑ کے بہت رسولون کو کہ حضرت یوشعؑ اور حضرت الیاسؑ اور
حضرت الیسعؑ اور حضرت شمویلؑ اور حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ اور حضرت شعیاؑ اور حضرت ارمیاؑ اور
حضرت یونسؑ اور حضرت عزیرؑ اور حضرت حزقیلؑ اور حضرت زکریاؑ اور حضرت یحییٰؑ اور سوا اُنکے چار ہزار آدمی تھے
اور سب اوپر شریعت حضرت موسیٰؑ کے چلتے رہے اور مقصود بھیجنے اُنکے سے جاری کرنے احکام اُس
شریعت کے تھے کہ بسبب تکاسل اور سستی بنی اسرائیل کے محو ہوئی جاتی تھی اور بسبب تحریفات ظالمون
نے عمل کے بدلے جاتی تھی پس یہ رسول بیچ بنی اسرائیل کے مانند علماء ربانیین اور مجددین اِس امت کے
دین کے ہین جیسے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ان اللہ تعالیٰ یبعث لھٰذہ الامۃ علی راس کل
مائۃ من یجدد لھا دینھا یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ پیدا کریگا اِس امت مین ہر صدی پر ایسا شخص کہ تازہ
کریگا اِس اُمت کیواسطے دین اُسکا پس تم مین ایسے لوگ ہوئے کہ انھون نے ان پیغمبرون مین سے بعضون کا انکار کیا
اور بعضون کو جیسے کہ حضرت یحییٰؑ اور حضرت زکریاؑ جان سے مار ڈالا اور اگر کہو تم کہ یہ پیغمبر ایسے معجزے بڑے بڑے نہ رکھتے تھے
جیسے حضرت موسیٰؑ رکھتے تھے اسواسطے ہمارے بزرگون کو اُنکا مرتبہ بڑا اور بسبب غلط فہمی کے اُنکے تکذیب کی اور

تفسیر علمی
ناشکری نے ایمان کی کبھی کوئی مدد بھی نہ کرے گا
تفسیر عملی
مسلمانون کو چاہیے کہ دنیا سے ہمیشہ دل اُٹھا رہین ایمان کی سی لذتون اور خواہشون مین کبھی نہ پھنسین
وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَقَفَّیْنَا مِنْ بَعْدِہٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اَفَکُلَّمَا

مارڈالا ہم کہتے ہیں کہ بعد اسکے اور پیغمبروں نے بڑے بڑے معجزے تمکو دکھلائے اور تمنے ہرگز یقین نکیا وَاٰتَیْنَا
عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ یعنی اور دیئے ہمنے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو معجزے روشن جیسے زندہ کرنا مردہ کا
اور اچھا کرنا اندھے مادرزاد کا اور برص والے کا اور پیدا کرنا پرندہ جانور کا اور خبر دینی غیب کا اور خود بخود سیکھنا توریت کا
اور سوا اسکے کہ حضرت موسیٰ کے معجزوں سے کم نتھے بلکہ باعتبار بعض وجوہ کے زیادہ معلوم ہوتے تھے خصوصاً اس جہت سے کہ
ایک چیز خاص حضرت عیسیٰ کو دی تھی اور حضرت موسیٰ کو اس قسم کا معجزہ نہیں دیا تھا اور وہ یہ ہے کہ وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ
الْقُدُسِ یعنی اور مدد دی ہمنے عیسیٰ کو ساتھ روح القدس کے اور روح القدس نام اس اسم الٰہی کا ہے کہ حضرت عیسیٰ ساتھ
اس اسم کے مردوں کو زندہ کر دیتے تھے اور بیماروں کو بسبب ہاتھ پھیرنے اور دم کرنیکے اچھا کر دیتے تھے اور بعضوں نے کہا ہے کہ
روح القدس نام جبرئیل کا ہے وہ بموجب حکم الٰہی کے ہمیشہ حضرت عیسیٰ کی رفاقت اور اعانت میں رہتے تھے اور بعضوں نے کہا
کہ روح القدس عبارت روح پاک سے ہے کہ بیچ بدن حضرت عیسیٰ کے پھونکی گئی تھی اور روحوں کی جو سے ممتاز تھی اور صفات
اسکی از قسم حاتم الجود کے قبیلہ سے ہے اور وہ روح ملکی تھی کہ عوارض بشری کم رکھتی تھی حاصل یہ ہے کہ تائید کرنی
ساتھ روح القدس کے باعتبار کسی معنی کے ہو حضرت عیسیٰ کے خواص میں سے تھی پس تم انکی تکذیب کرنے میں کسی وجہ سے
معذور نہ تھے اور عیسیٰ لغت عبرانی میں معنی ایشوع کے ہے اور معنی ایشوع کے مبارک ہیں اور مریم لغت عبرانی میں معنی
خادم کے ہے اور ہرگاہ انکی ماں نے انکے تئیں واسطے خدمت بیت المقدس کے نذر کیا تھا انکا نام مریم رکھا گیا
یعنی آیا تو ڑا تمنے عہد محکم ہمارا بیچ حق ان پیغمبروں کے بغیر شبہ اور دست آویز اور عذر کے سوا اسکے کوئی وجہ نتھی کہ
مخالف طبیعت تمہاری کے حکم فرماتے تھے اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ یعنی پس ہرگاہ کہ آتا تھا طرف تمہاری
کوئی پیغمبر ان پیغمبروں میں سے بِمَا لَا تَھْوٰٓی اَنْفُسُکُمُ یعنی ساتھ اس حکم کے کہ نہیں چاہتے تھے دل تمہارے
اس حکم کو اسْتَکْبَرْتُمْ تکبر کرتے تھے تم قبول کرنے اسکے سے فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ پس بعضوں کو ان میں سے
تکذیب کرتے تھے وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ یعنی اور ایک گروہ کو ان میں سے قتل کرتے تھے تم مانند
حضرت شعیا اور حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے اپنے زعم میں اگرچہ حقیقت
میں انکے اوپر دستیاب نہوئے لیکن انکی شبیہ کہ اور شخص تھا اسکو دار پر کھینچا اور مانند
پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ایک بار سحر کیا اور ایک بار زہر دیا اور ایک بار دیوار کے
نیچے فریب سے بٹھلا کر چاہا کہ ایک پتھر بھاری اوپر سے انکے اوپر ڈالیں لیکن حق تعالیٰ نے
ہر حال میں انکو محفوظ رکھا اور اسی نکتہ کے جتلانے کے واسطے قَتَلْتُمْ نفرمایا بلکہ صیغہ مضارع کا لائے

القدس افکلما جآءکم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون ۝

اس واسطے کہ ابتک وہ بیچ فکر قتل پیغمبرون کے تھے اور حدیث صحیح مین آیا ہی کہ اثر زہر کا کہ مین نے بکری کے
گوشت مین خیبر مین کھایا تھا ہر برس عود کرتا ہی کہ اُسکے سبب سے درد گلے کا اور خناق پیدا ہوتا ہی
یہانتک کہ اِس وقت معلوم کرتا ہون کہ بسبب اثر اُسکے کے رگ میری جان کی چیری گئی پس حقیقت مین
وفات اِس نبیؐ کی بھی بسبب قتل اُنکے کے تھی اور اِس نہج کا ارشاد کہ اس آیت مین بیان فرمایا نہایت
بلاغت اُسکے اندر پائی گئی گویا ارشاد فرماتے ہین کہ وصف رسالت کا تمھارے نزدیک ایک شی کو اِن
دو نوچیزون مین سے تقاضا کرتا ہی تکذیب یا قتل اور یہ نہایت جہالت ہی کہ ساتھ بہترین مخلوقات کے
بدترین معاملات سے پیش آؤ اور حدیث صحیح مین آیا ہی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہی کہ روح القدس جبرئیل ہین
اور بخاری اور دوسرے صحاح مین موجود ہی کہ آنحضرت واسطے حسان شاعر کے منبر مسجد مین کھولتے تھے
اور اشعار اُن کے کہ بیچ جواب شاعرون کفار کے کہتے تھے سُنتے تھے اور اُس کے حق مین دعا فرماتے
تھے کہ اللھم ایدہ بروح القدس پس معلوم ہوا کہ تائید روح القدس کی حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے بعضے آدمیون کو بطفیل متابعت آنحضرتؐ اور ایمان لانے
ساتھ حضرت عیسی علیہ السلام کے نصیب ہوتی ہی پس آنحضرتؐ کو تائید اُنکی بالاولیٰ حاصل ہوگی اور ابن
حبان نے ابن مسعودؓ سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ روح القدس نے
میرے سینہ مین پھونک مارتا ہی کہ کوئی جاندار نہین مرتا ہی جب تک کہ پورا نہین کرلیتا ہی رزق
اپنا پس ڈرو تم خدا سے اور رزق کے ڈھونڈھنے مین بہت کد و کاوش نکرو اور روح القدس کی
صحبت کے خواص مین سے یہ ہی کہ زبیر بن بکار نے بیچ کتاب اخبار المدینہ کے حضرت حسن بصریؒ
سے روایت کی ہی کہ جس شخص کے ساتھ روح القدس ہمکلام ہوتا ہی زمین کو حکم نہین کہ گوشت اُسکا
کھاوے باقی رہا اِس جگہ ایک سوال کہ اہل تفسیر وارد کرتے ہین اور وہ یہ ہی کہ کذبتم کو ساتھ
صیغہ ماضی کے اور تقتلون کو ساتھ صیغہ مضارع کے کس واسطے لائے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ تکذیب
پیغمبرون کی ایسی شی تھی کہ ہوچکی اور قتل کرنا اُنکا پیغمبرون کو ابھی تک تمام نہین ہوا اس واسطے کہ وہ درپے قتل سب سے
افضل پیغمبرون کے ہین پس گویا ابتک مشغول قتل کے ساتھ ہین اور ہرچند کہ قتل پیغمبرون کا بھی مستلزم
تکذیب اُنکی کا ہی اور جب تک قتل باقی ہی تکذیب بھی باقی ہی لیکن تکذیب پیغمبر کی ابتداے بعثت
اُنکی مین حادث ہوئی ہی اور ایکدفعہ ہوچکی بخلاف قتل کے کہ بارہا اسباب اُسکے تیار ہوتے ہین اور اُن

اسباب کے بار بار تیار ہونے سے لازم نہین آتا ہی کہ تکذیب نئی حادث ہوتی رہے بلکہ باقی رہنا
تکذیب پہلی کا کفایت کرتا ہی اسی نکتہ کے واسطے تغیر اسلوب کی کی واللہ اعلم - وَ قَالُوا
یعنی اور کہتے ہین یہودی پیغمبرون کے قتل کرنے کے عذر مین کہ ہمنے انکو اس واسطے مارا ہی کہ ہمارے
نزدیک صدق انکا ثابت نہین ہوا ہرچند عوام اور جاہل لوگ بسبب دیکھنے خارق عادتون انکے
کے فریب کھاکر سچا جانتے تھے اور انکی طرف میل کرتے تھے لیکن ہم مذہب اپنے مین اس قدر تعصب
رکھتے ہین کہ ہرگز ساتھ اس جوز و مویز کے فریب نہین کھاتے ہین اور ہرگز طرف کسی شخص کے کہ برخلاف
مذہب اور آئین ہمارے کے ہو ہرچند کہ خوارق اور کرامات اُس سے صادر ہون رجوع نکرینگے
اور فرمانبرداری اسکی نہ اُٹھاوینگے اور اس بات مین اس حد کو ہم پہنچے ہین کہ قُلُوبُنَا غُلْفٌ یعنی
دل ہمارے بیچ غلاف کے ہین خلق اور چاپلوسی اور صفائی تقریر کی انہین اثر نہین کرتی ہی اور
فریب کی باتون اور کرشمے دکھلانے سے تردد اور شبہہ مین نہین پڑتے ہین حق تعالے فرماتا ہی
کہ مقدمہ اس طرح نہین بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ یعنی بلکہ لعنت کی ہی انکے تئین اللہ تعالی نے اور رحمت
اپنی سے دور ڈالا ہی اور حق بات کے سمجھنے کی اور قبول کرنے اسکے کی اُنکے دلون مین جگہہ
نہین دی ہی اسی سبب سے ہی کہ نصیحت کرنے والون کی طرف رجوع نہین ہوتے ہین
اور حق بات نہین سنتے ہین پس انکے تئین اشتباہ ہوگیا کہ تعصب باطل کو تصلب حق سے
جدا نہین کرتے ہین جو چیز کہ انکو حاصل ہی تعصب باطل ہی کہ ناحق شی کے اوپر جمے ہوے ہین
اور اسکے اوپر مستحکم ہین اور دعوی تصلب حق کا کرتے ہین اور وہ اُن کو بالکل حاصل نہین ہین
اور معنی تصلب حق کے یہہ ہین کہ دین حق کو قوت سے پکڑے اور ہرگز طرف دین اور آئین
دوسرے کے نظر نکرے اور اوپر فریبون اور دھوکے بازیون شیطانون اور استدراجات جوگیون
اور راہبون کے کان نہ لگاوے اور بسبب درپیش آنے مصیبتون اور امتحانون کے بیچ خوبی
دین اپنے کے کسی طرح کا شک اور تردد پیدا نکرے اور یہ بات تمام دینون کے اندر مستحسن ہے اور شرع مین
مطلوب ہی اور معنی تصلب باطل کے یہ ہین کہ بسبب حمیت رسم یا ریاست خاندان اپنے کے اوپر
مذہب دوسرے کے باوجود ظاہر ہونے نشانیون حقیت اسکی کے انکار کرے اور اپنے تئین نیک
اور غیر اپنے کو کہ نیک ہو بد جانے اور یہ بات مردود اور معیوب ہے اور انکے تئین ان دو معنی مین

اتنیاز حاصل نہیں تعصب باطل کو تصلب حق جانتے ہیں اور بسبب حاصل ہونے اُسکے خودپسندی
اور فخر رکھتے ہیں اور اگر وہ کہیں کہ جب ہم ملعون ہمیشہ کے واسطے اور راندے گئے ہیں جناب کے
ہین اور لیاقت قبول کرنے خطاب کی اور سمجھ حق بات کی ہمارے دلوں میں سے چھن گئی ہی پس ہمارے
اوپر کیا گناہ ہم معذور ہیں ہم کہتے ہیں یہ عذر اُنکا نا مسموع ہی اسواسطے کہ اگر یہ حالت اصل سے ہوتی
اور بغیر مداخلت اُنکی کے دلوں میں پیدا ہوتی البتہ یہ معذور ہوتے لیکن یہ حالت ابتداءً جناب
الٰہی کی طرف سے اُنکے اوپر فائض نہیں ہوئی بلکہ بِكُفْرِهِمْ یعنی بسبب کفر اُنکے کے کہ جسوقت ایک
معجزے اور ایک پیغمبر اور ایک حکم الٰہی کا انکار کیا ایک نوع کی سختی اور سیاہی اُنکے دلوں میں موجود ہوگئی
اور جب دوسرے بار معجزے دوسرے اور پیغمبر دوسرے اور حکم دوسرے کا انکار کیا وہ قساوت زیادہ ہوئی
یہانتک کہ غلظت اور کثافت کی نوبت پہنچی جیسے کہ پانی کہ سردی کے موسم میں بسبب ہوائے سرد کے کسیقدر رقت و
غلظت پیدا کرتا ہی اور جب بار بار ہوائے سرد کھاتا ہے تو سخت ہوجاتا ہی یہانتک کہ مانند پتھر کے ہوجاتا ہے
اور ہرگز کسی چیز سے متاثر نہیں ہوتا ایسے ہی اُنکے دل جسوقت زیادہ سخت ہوگئے بالکل تاثیر نہیں قبول
کرتے ہیں اور جوکہ بندہ کے اختیار سے قسم لعن اور دوری رحمت الٰہی سے بہ نسبت اُسکے پائی
جاتی ہی اسمیں جائے عذر نہیں اور اسی سبب سے ہے کہ اکثر یہ لوگ ساتھ کتاب اور پیغمبر اپنے کے
بھی ایمان نہیں رکھتے ہیں فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ یعنی پس بہت کم ایمان لاتے ہیں ساتھ
حضرت موسیٰ اور توریت کے باوجود اسکے کہ دعوی ایمان کا ان دونوں کے ساتھ رکھتے ہیں
اور امام احمدؒ نے ساتھ سند صحیح کے ابو سعید خدری سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہی کہ دل چار قسم کے ہیں ایک دل ایسا ہوتا ہی کہ صاف ہو اور اسمیں چراغ
چمکتا ہے اور ایک دل ایسا ہوتا ہی کہ غلاف کے اندر ڈالا ہوا ہے اور اوپر سے دھاگا لپیٹ کر
خوب بند کردیا ہی اور ایک دل اُلٹا اور اوندھا کیا ہوا ہوتا ہی اور ایک ایسا ہوتا ہی کہ ایک صفحہ اُسکا
سفید اور ایک صفحہ سیاہ دل صاف اور روشن مومن کا دل ہی اور چراغ روشن اُسمیں نور ایمان کا ہی
اور دل غلاف میں ڈالا ہوا دل کافر کا ہے اور دل اوندھا کیا ہوا دل منافق کا ہی کہ اُسنے
بعد ایمان لانے کے انکار کیا ہے اور دل دو رنگ وہ دل ہی کہ جسمیں ایمان اور نفاق دونوں
جمع ہوں اور مثال ایمان کی کہ دل میں ہوتا ہی مانند سبزہ کے ہے کہ اُسکے تئیں ستھرا پانی

تفسیر حقانی
اور رکھتے مقدس رسولوں کو قتل بھی کر ڈالا

تفسیر
حق تعالیٰ نے اس آیت میں جن یہودیوں کو مخاطب فرمایا ہے انہوں نے کسی نبی کو قتل نہیں کیا تھا مگر چونکہ یہ لوگ اپنے اگلوں کے اس فعل پر راضی تھے اس لئے وہی قصور ان پر بھی ثابت معلوم ہوا ... راضی ... سالا

مدد دیتا ہے اور بڑھاتا ہے اور مثال نفاق کی کہ دل میں ہو مانند ناسور کے ہے کہ دمبدم پیپ اور
خون اُس سے نکلتا ہے ان دو جانب سے جو طرف کہ غلبہ کرتی ہے دوسرے کے احکام کو مغلوب
کرلیتی ہے اور مضمون اس حدیث کا ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا اور ابن جریر نے حذیفہؓ سے روایت
کیا ہے کہ فرماتے تھے القلوب اربعۃ قلب اغلف فذلک الکافر و قلب اجرد فیہ مثل
السراج فذلک قلب المؤمن و قلب منکوس فذلک قلب المنافق عرف ثم انکر و
قلب مصفح فیہ ایمان و نفاق فمثل الایمان فیہ کمثل شجرۃ یمدھا ماء طیب و مثل
النفاق کمثل قرحۃ یمدھا القیح والدم فای المادتین غلبت علی الاخری غلبت علیہ اور حاکم نے
ساتھ سند صحیح کے حذیفہؓ سے روایت کی ہے کہ گناہ کے کام اور خواہشیں نفسانی
دلوں پر وارد ہوتی ہیں پس جس دل نے کہ انکار اسکا کیا ایک نقطہ سفید اُس میں پیدا ہوتا ہے
اور جس دل نے کہ انکار اُس گناہ کا نکیا ایک نقطہ سیاہ اُس دل میں پیدا ہوتا ہے پھر اگر دوسری بار
وہی گناہ یا اور گناہ درپیش آیا اور اسکا بھی انکار کیا تو سفیدی اسکی زیادہ ہوتی ہے یہانتک کہ
سفیدی خالص ہوجاتی ہے پھر اسکو کوئی گناہ نہیں ستاتا ہے اور اگر دوبارہ بھی انکار نکیا اور اُس
گناہ کو کرلیا تو سیاہی اسکی زیادہ ہوجاتی ہے یہانتک کہ رفتہ رفتہ دل زنگ آلودہ اور اوندھا
ہوجاتا ہے پس حق بات کو حق نہیں سمجھتا ہے اور باطل کو باطل نہیں جانتا ہے اور اسی مضمون کو بیہقی نے
شعب الایمان میں حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے قال ان الایمان یبدو
لمظۃ بیضاء فی القلب فکلما ازداد الایمان عظما ازداد ذلک البیاض فاذا استکمل الایمان
ابیض القلب کلہ وان النفاق یبدو لمظۃ سوداء فی القلب کلما ازداد
النفاق عظما ازداد ذلک السواد فاذا استکمل النفاق اسود القلب کلہ وایم
اللہ لو شققتم عن قلب مؤمن لوجدتموہ ابیض ولو شققتم عن قلب
منافق لوجدتموہ اسود حاصل اسکا یہ ہے کہ ایمان کے سبب سے دل میں سفیدی و
روشنی کا چمکارہ پیدا ہوتا ہے پس جس قدر ایمان بڑھتا جاتا ہے وہ سفیدی بھی زیادہ
ہوتی جاتی ہے پس جسوقت ایمان کامل اور پورا پورا ہوجاتا ہے تمام دل سفید اور نورانی
ہوجاتا ہے اور نفاق کے سبب سے دل میں تھوڑی سی سیاہی آجاتی ہے اور جسقدر نفاق

بڑھتا جاتا ہی سیاہی پھیلتی جاتی ہی اور جس وقت پورا منافق ہوجاتا ہی تمام دل سیاہ ہوجاتا ہی اور قسم اللہ کی اگر چیرو تم دل مومن کا البتہ پاؤگے تم اسکو سفید اور اگر چیرو تم دل منافق کا البتہ پاؤگے تم اسکو سیاہ اور دلیل اوپر اسکے کہ سختی یہودیون کی اپنے دین مین جنس تعصب باطل اور حق پوشی کی سے ہے یہ ہے کہ انھون نے پیغمبر وقت اپنے کی دیدہ و دانستہ اور حقیقت اُسکی کو پہچانکر بغاوت اختیار کی اور طریق عناد کا قبول کیا اور تفصیل اسکی یہ ہے کہ وَلَمَّا جَاۗءَھُمْ كِتٰبٌ یعنی اور ہرگاہ کہ آئی آگے انکے کتاب جانا انھون نے کہ یہ کتاب مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ یعنی خدا کے پاس سے ہے اس واسطے کہ بڑے بڑے بلغا آدمیون مین سے معارضہ اُسکے سے عاجز ہوے اور بھی دیکھا انھون نے کہ یہ کتاب مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَھُمْ یعنی موافق ہے ساتھ اس چیز کے کہ ہمراہ انکے ہی کتابون پہلے نبیون کی سے حالانکہ وہ شخص کہ اسکے اوپر یہ کتاب اُتری ہی بالکل اُس کتاب کی واقفیت نرکھتا تھا خط عربی کہ اسکے مُلک مین رائج تھا اسکو بھی نہ لکھ سکتا تھا چہ جائیکہ خط عبرانی اور عبارت عربی کی لکھی ہوئی ہوتی اُسکو بھی نہین پڑھ سکتا تھا چہ جائیکہ لغت عبری وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ یعنی اور تھے یہ یہودی پہلے اُترنے اس کتاب کے سے اقرار کرنے والے ساتھ نبوت اس شخص کے اور بزرگی اُسکی کے اوپر سب نبیون کے اس واسطے کہ بیچ وقت لڑائی اور خوف شکست اپنی کے يَسْتَفْتِحُوْنَ یعنی طلب فتح اور نصرت کی کرتے تھے جناب الٰہی سے ساتھ نام اس پیغمبر کے اور جانتے تھے کہ نام اُسکا اس قدر برکت رکھتا ہی کہ بسبب ذکر اُسکے کے اور توسل پکڑنے سے ساتھ اُسکے فتح اور نصرت حاصل ہوتی ہے عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا یعنی اوپر ان لوگون کے کہ کفر قبول کیا انھون نے بسبب شریک کرنے غیر اللہ کے بیچ عبادت کے اور انکار پیغمبرون کا کیا پس گویا اس پیغمبر کے نام کو مقوی اور مددگار تمام پیغمبرون کا جانتے تھے اور یہ بھی یقین کرتے تھے کہ یہ پیغمبر بیچ کافر کشی اور دور کرنے دینون باطلہ کے اس حد کو پہنچا ہی کہ نام اُسکا قائم مقام ایک لشکر جرار کے ہی ابو نعیم اور بیہقی اور حاکم نے ساتھ اسناد صحیحہ اور طریق متعددہ کے روایت کی ہی کہ یہودی مدینہ اور یہودی خیبر کے جس وقت ساتھ بت پرستون عرب کے یعنی فرقہ بنی اسد اور بنی غطفان اور جہینہ اور عذرہ کے جنگ کرتے تھے مغلوب ہوجاتے اور شکست کھاتے لاچار ہوکر طرف دانشمندون اور کتاب دانون اپنے کے رجوع کیا انھون نے بعد تامل

تفہیم حلیمی

ین رکھتے تھے کہ ہمارے دل پر غلاف ہے یعنی سوائے اپنے دین کے اور کسی کی بات ہمسکو اثر نہین کرتی اللہ تعالیٰ نے فرمایا بات کا اثر نہ ہونا خدا کی لعنت کی نشانی ہے جاۗءَھُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَھُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَاۗءَھُمْ

بہت کے یہ دعا اپنے سپاہیون کو تعلیم کی کہ لڑائی کے وقت مین پڑھا کرین پھر مغلوب نہوے
اور فتح پاتے تھے دعا یہ ہی اللھم ربنا انا نسألك بحق احمد النبی الامی الذی وعدتنا ان
تخرجه لنا فی اخر الزمان وبكتابك الذی تنزل علیه اخر ما ینزل ان تنصرنا
علی اعدائنا یعنی اے رب ہمارے سوال کرتے ہین ہم تجھسے ساتھ حق احمد نبی اُمی کے ایسے نبی کہ
وعدہ کیا ہی تونے اس بات کا کہ ظاہر کرے اُسکو واسطے ہمارے بیچ آخر زمانے کے اور ساتھ
برکت کتاب تیری کے کہ اُتاریگا تو اوپر اُسکے پیچھے سب اُتری ہوئی کتابون کے یہ کہ غالب
کرے تو ہمکو اوپر دشمنون ہمارے کے آور یہی ان سب محدثین ذکر کیے گئے اور امام احمد اور طبرانی نے
سلمہ بن قیس سے روایت کی ہی کہ بیچ محلہ ہمارے کے کہ محلہ بنی عبد الاشہل کا تھا ایک یہودی رہتا تھا
ایک دن وہ یہودی اپنے گھر مین سے باہر آیا اور بنی عبد الاشہل کی محفل مین گیا اور کھڑا رہا اور پکار کر
کہا اور مین اُن دنون مین صغیر سن تھا کہ اے مشرکو اور بت پرستو تم نہین جانتے ہو کہ بعد مرنے کے
کیا ہونا ہی ہم سب نے کہا کہ بارے تو کہہ کیا ہوگا کہا کہ تمام آدمی بعد موت کے زندہ ہونگے اور
بہشت و دوزخ ظاہر ہوگا اور حساب اعمال کا اور میزان موجود ہوگی اور ہر ایک کو موافق عمل
اُسکے کے جزا ملیگی کہا ہمنے یہ بڑی بعید بات کہتا ہی تو کہا اُسنے قسم خدا کی کہ اگر بدلے آگ اُس دن کے مجھکو
دنیا مین بڑے تنور مین کہ آگ سے بھرا ہوا ہو ڈال کر بند کرین اور آخرت کی آگ سے مجھکو نجات ہو جاوے
عین آرزو میری ہی ہمنے کہا دلیل سچے ہونے تیرے کی کیا ہی کہا دلیل اس کلام میرے کی
پیغمبر ہی کہ عنقریب مکہ اور یمن کی طرف سے ظاہر ہوگا اور جو کچھ مین کہتا ہون تمھارے اوپر ثابت
کریگا کہا ہمنے وہ پیغمبر کب ہوگا اُس یہودی نے بائین اور دائین مجلس کو دیکھا اور میری طرف
اشارہ کیا اور کہا کہ اگر اس نوجوان کی عمر بڑی ہووے البتہ زمانہ اُس پیغمبر کا پاوے سلمہ بن قیس کہتا تھا
کہ چند روز نگزرے کہ خبر پیغمبر ہونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور ہوئی اور جب آنحضرت صلعم
مدینہ منورہ مین پہنچے ہم سب ساتھ بزرگی اسلام کے مشرف ہوے اور وہ یہودی ویسا ہی
کافر رہا اور بغاوت اور حسد کرتا تھا ہم اُسکو ملامت کرتے تھے کہتے تھے کہ ای فلانے تجھکو کیا بلا ہوئی کہ تو کافر
ہی رہا کیا تجھکو وہ بات یاد نہین کہ ہمسے کہی تھی تونے وہ کہتا تھا ہان یاد ہی مجھکو لیکن یہ شخص وہ پیغمبر موعود
نہین حاصل یہ ہی کہ یہودی پیشتر آنے اس پیغمبر اور اس کتاب کے سے ساتھ وجہ کلی کے حال دونو کا

جانتے تھے یعنی چونکہ پیغمبر اور کتاب کو دیکھا نہ تھا اتنا جانتے تھے کہ ایسا ایسا پیغمبر اور ایسی کتاب
اُسکے ساتھ ہوگی اور بعد آنے اُن دونون کے علم جزئی بھی حاصل ہوا یعنی مشاہدہ کرکے شناخت کر لی
فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا یعنی آئی جب اُنکے پاس وہ چیز کہ پہچان لیا اُنھون نے اُس چیز کو اور
اوصاف کلیہ اُسکے کہ پیشتر سے جانتے تھے اوپر اُسکے مطابق پائے ہیئت اور شکل اور جائے ولادت
اور مکان اور خصلتین اور اخلاق اُنکے اور واقعات کہ تیرہ برس کی مدت مین اُنکے درپیش آئے تھے
ویسے ہی تھے جیسے کہ جانتے تھے اور کتاب اوپر اُنکے اُتاری ہوئی تھی اعجاز لفظی اور معنوی اور
اوضاع شریعت اُسکے اور حکمتین کمال درجہ کی اور رعایت مصلحتون عام کی سب اُسمین جو دیکھین
كَفَرُوْا بِهٖ یعنی منکر ہوئے اُس سے از روئے عناد اور حسد کے اور یہی ہی علامت تعصب
باطن کی کہ لعنت سابق بھی اُسی کے آثار سے ہے اور لعنت دوسری لاحقہ ہے یہ بھی اُسی کے
آثارون مین سے ہے فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ یعنی پس لعنت خدا کی ہے اوپر اِن کافرون کے کہ
دیدہ و دانستہ حق پوشی کرتے ہین اور بسبب بغاوت اور عناد اور حسد کے انکار حق صریح کا کرتے ہین
حالانکہ اوپر ذمہ اُنکے کے بموجب مقتضائے عہد توریت اور عہد پہلے پیغمبرون کے واجب اور لازم تھا
کہ کمال کوشش اور سعی بیچ نصرت اس دین اور اس پیغمبر کے صرف کرین تاکہ جانون اپنی کو مطالبہ
پورا کرنے اُن عہدون کے سے خلاص کرین پس یہ لوگ اِس معاملہ مین مانند اُس غلام کے ہوئے
کہ بعوض مال کے گرو تھا اگر وہ مال کسب کرکے ادا کرتا خلاص ہوجاتا اور یہ بات ہوسکتی تھی لیکن
اُس غلام کم عقل نے طریق خلاصی کا یہ سوچا کہ اصل سے اُس مال کا انکار کیا اور یہ کہنے لگا کہ اُس شخص کا
حق جسکے ہاتھ مین مین گرو ہون میرے اوپر کچھ نہین بلکہ اس دعوے مین یہ جھوٹا ہے اور تمسک اُسکا
جعلی ہے ایسے ہی اِن لوگون نے انکار نبوت اس پیغمبر اور اس دین کا اور ابطال حقیت اُنکی کا
وسیلہ خلاص کرنے اپنے کا ذمہ داری اُن عہدون واجب الوفا سے مقرر کیا پس بِئْسَمَا
اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ یعنی بُری چیز ہے کہ خریدا اُنھون نے ساتھ اُسکے جانون اپنی کو واسطے کہ
جانین اُنکی بعوض اُسکے تکلیفات شرعیہ اور پورا کرنے عہدون کے کہ بابت نصرت اور اتباع کے اُنسے
لئے گئے تھے گرو تھین کہ اگر خلاف اسکا کرین عذاب الٰہی مین گرفتار ہووین اور اُنھون نے چاہا کہ اُن
جانون کو اُس گرو سے خلاص کرین اور عذاب خدا کے سے امن مین ہوجاوین اور وجہ خلاصی کی

سوائے اسکے اُنھون نے نپائی کہ اَنْ یَّکْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ یعنی یہ کہ انکار کرین علامتون اور صفتون پیغمبر آخر الزمان کا کہ توریت مین موجود تھین اور ایسے ہی انکار کرین قرآن کا کہ وہ بھی دلیل صدق اور حقیقت اُنکی کی ہے تاکہ اس سببسے نصرت اور اتباع پیغمبر کا کرنا نہ پڑے اسواسطے کہ وجوب نصرت اور اتباع کا موقوف اوپر شناخت اس پیغمبر اور اس دین کے تھا اور متفرع اوپر اعتقاد صدق اور حقیقت اسکی کے اور جب کہ یہ شناخت اور یہ اعتقاد حاصل نہوا وہ وجوب بھی متحقق نہوا اور کاش اُنکو جہل واقعی یہ کفر اور انکار کرواتا اور فی الحقیقت صدق رسول کا اور حقیقت اس دین کی اُنکے تئین حاصل نہوتی کہ اُس صورت مین مستحق ایسے غضب الٰہی کے ہوتے بسبب قصور نظر اور چھوڑنے تامل کے بیچ نصوص توریت کے اور دلائل قرآن کے جیسے کہ اُمّی کافرون کے اندر یہی بات تھی لیکن ان لوگون کو فی الحقیقت یہ جہل اور نادانی نہ تھی بلکہ کیا انھون نے جو کچھ کیا بَغْیًا یعنی ازراہ ضد کے اور مکروہ رکھنے اَنْ یُّنَزِّلَ اللّٰہُ یعنی اسبات کے کہ اُتارے خدا تعالیٰ وحی اپنی کو کہ مِنْ فَضْلِہٖ یعنی وحی جنس فضل و عطا الٰہی سے ہے کچھ عمل نیک کی اُجرت سے نہین اور نہ بشر اپنے کمال سے حاصل کر سکے پس پہنچتی ہے اللہ کو یہ بات کہ اُسکو نازل فرماوے عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ یعنی اوپر جس کسی کے کہ چاہے بندون اپنے سے بغیر کسی عمل اور استحقاق کے پس اس انکار مین کئی وجہ سے کفر مین پڑے اول یہ کہ کفر کیا ساتھ کتاب اپنی کے اور اُسکے نصوص کو تحریف کیا دوسرے یہ کہ کفر اور انکار کیا ساتھ قرآن کے باوجود ظاہر ہونے دلائل حقیت اُسکی کے تیسرے یہ کہ انکار کیا اور مکروہ رکھا ایک عمدہ فعل کو اللہ کے افعالون مین سے ساتھ عقل ناقص اپنی کے پس گویا اوپر خدا کے اعتراض کیا کہ وحی کو اسجگہہ نہ بھیجنا چاہیے تھا چوتھے یہ کہ پیغمبر وقت کے ساتھ حسد کرکے قابل رسالت کا نہ جانا اور اُسکے کمالون سے آنکھ ڈھانپی اور بمجرد اس بات کے کہ بنی اسرائیل کے گروہ مین سے وہ نتھا اگرچہ کمالات خلقی اور عملی دونون اُنمین تھے اعتبار سے ساقط کیا اور اپنے تئین بمحض اس بات کے کہ فرقہ بنی اسرائیل مین سے ہین لائق مرتبہ رسالت کے جانا پس اہل کو نااہل اور نااہل کو اہل قرار دیا فَبَآءُوْ یعنی پھرے وہ مقام سوداگری اور تجارت کے سے کہ اُس سے خلاصی جانون اپنی کی قصد کی تھی بِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ یعنی ساتھ غصہ اللہ کے کہ اوپر اُسکے اور غصہ ہے گویا غصہ الٰہی کو

توبر تو حاصل کرکے لائے اور اس ترکیب کو عرب کے لوگ بیچ مقام بیان کثرت شے کے استعمال کرتے ہین چنانچہ عرف مین رائج ہی کہ کہتے ہین نورٌ علیٰ نور اور اس بات کی حاجت نہین کہ فقط دو ہی قسم کا غصہ بیچ وقت استعمال اُسکے کے ملحوظ کرین بلکہ کثرت قسمون قسمون غصہ کی کہ پہلے اُنکا ذکر ہوچکا بیچ وقت استعمال اُسکے کے منظور ہی اور جب کہ انھون نے بسبب اُن وجوہات کفر کے پشتارہ غصہ الٰہی کے اپنے اوپر اُٹھائے ہین اعتقاد تخفیف عذاب کا قیامت کے دن یا منقطع ہونا اُس عذاب کا چند روز مین بہت بعید ہی اور کس طرح عذاب اُنکا ہلکا اور منقطع ہو حالانکہ انھون نے بسبب قتل اور تکذیب پیغمبرون کے قصد ذلیل کرنے ایسے شخص کا کیا ہے کہ حق تعالےٰ نے اُسکو دونو جہان مین عزت دی ہی اور بسبب عطا کرنے معجزون کے اُسکو سچا کیا ہی پس قطع نظر وجوہ کثرت غضب کی سے اُنکے اندر ایک وجہ غصہ کی کہ وہ کفر ہی بلاشبہ پائی جاتی ہی وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ ٥ اور واسطے کافرون کے عذاب ہی ذلیل کرنے والا ہرگز بعد گزرنے چند مدت کے عزت اُنکو حاصل نہوگی اور اصل حال پر وہ عذاب رہیگا سبکی اور تخفیف قبول نہ کریگا اس جگہ سے معلوم ہوا کہ عذاب ذلیل کرنیوالا ابھی نہین ہوتا ہی جیسے کہ عذاب گنہگار مسلمانون کا کہ محض واسطے پاک کرنے اُنکے کے آلودگی گناہونکی سے ہی نہ واسطے اہانت اور ذلیل کرنے کے ساتھ دلیل قول اللہ تعالیٰ کے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِينَ یعنی اور ہی واسطے اللہ کے عزت اور رسول اسکے کے اور واسطے مسلمانون کے پس عذاب گنہگارون ایماندار کا اس قسم سے ہی جیسے کہ باپ شفیق اپنے بیٹے کے اوپر اُس کے نفع کے واسطے زجر اور توبیخ اور گوشمالی وغیرہ کرے یا مثل ختنہ اور حجامت اور مالش حمام کے ہے کہ واسطے پاک کرنے اُسکے کے گرد و غبار اور میل مٹی سے کیا جاتا ہی اور اس جگہ جاننا چاہیے کہ اہل کتاب کے تئین باوجود جاننے احوال اُس رسول کے اور ظاہر ہونے دلائل حقیت اُسکی کے نصوص پہلی کتابون کے سے کئی چیزین اس بات کے اوپر باعث ہوئین کہ انھون نے انکار کیا اور متابعت اور موافقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نہ کی اوّل یہ کہ بعضون کو اُن مین سے ایسا گمان تھا کہ نبی آخر الزمان ؐ چاہیے کہ بنی اسرائیل مین سے ہو اس واسطے کہ خاندان نبوت کا یہی خاندان تھا اور جب کہ وہ جناب بنی اسمٰعیل مین سے تھے متابعت اُنکی گوارا نہوئی اور اکثر

عوام اور جاہلون کو یہی باعث تھا کہ خاندان پرستی شیوہ اُنکا ہی اور منصبون کی لیاقت خاندانون
مین موروثی اعتقاد کرتے ہین دوسرے یہ کہ بعضے انمین سے اپنے تئین اہل کتاب اور جاننے والے
احکام الٰہی کے جانکر پیغمبرون کی دعوت سے بے پروا اور بے احتیاج جانتے تھے اور کہتے تھے
اگر پیغمبر کی حاجت اس زمانہ مین ہی تو عرب کے لوگون کو ہی کہ کبھی انکے اندر کتاب نہین اُتری
اور اُمّی محض ہین پس نبوت اس پیغمبر کی خاص ساتھ گروہ عرب کے ہے اور جب آنحضرت صلعم
نے اُنکو بھی دین اپنے کی دعوت کی اور بعضے حکم اُنکی کتابون کے منسوخ کیے تو انکی رگ حسد
اور نخوت حرکت مین آئی اور واسطے انکار نبوت اور مقابلہ اور لڑائی کے درپیش آئے تیسرے یہ
علما اور دانشمندون اُنکے نے باوجود جاننے اس بات کے کہ نبوت اس پیغمبر کی عام ہی تمام آدمیون اور
جنون کو اور یہ کہ پیغمبر آخر الزمان بنی اسمٰعیل سے ہوگا نہ بنی اسرائیل مین سے اور جائے پیدائش اسکی
مکہ ہی اور قوم اُسکی قریش ہین اندیشہ اور فکر کیا کہ اگر ہمنے اس پیغمبر کی تابعداری کر لی سرداری اور
کمائی ہماری جاتی رہیگی اور رشوتین اور نذرین اور تحفے کہ رعایا اور حاکمون جہان کے سے
لیتے ہین یک قلم نیست و نابود ہو جاوینگے ناچار طریق عناد اور عداوت کا اختیار کیا اور دیدہ و دانستہ
اصرار اوپر انکار نبوت کے کیا اور قرآن مجید مین احوال ان تینون گروہ کے جدے جدے بھی اور ملے
ہوے بھی ذکر ہوتے ہین اور ان آیتون مین اکثر احوال تینون گروہ کے شمول مین بیان کیے گئے ہیں واسطے
کہ اصل مادہ کفر اُنکے کا خود پسندی اور بڑائی اپنی اور لائق رسالت کے اپنے ہی تئین جاننا اور آپکو
پیغمبرون اور رسولون سے مستغنی اور بے پروا ٹھہرانا ہی کہ لفظ بغیا ان ینزل اللہ من فضلہ
علی من یشاء من عبادہ کا اسی کے اوپر دلالت کرتا ہی باقی رہین اس جگہ کئی بحثین کہ مفسرین انکا تعرض
کرتے ہین اوّل یہ کہ لما کلمہ شرط کا ہی اور شرط کے واسطے جزا اور جواب چاہیے اور یہ کلمہ اس
آیت مین دو جگہ آیا ہی اول بیچ ولما جاءھم کتاب من عند اللہ مصدق لما معھم کے اور دوسرے
بیچ فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ کے اور جزا اسکی دوسری جگہہ کفروا بہ واقع ہوئی ہے
پہلی جگہہ ایسی کوئی چیز مذکور نہین ہوئی کہ قابلیت جواب کی رکھے اسکی توجیہ کس طرح چاہیے
جواب اسکا یہ ہے کہ جواب لمّا کا پہلی جگہ محذوف ہی اور شرط اگلی اسکا قرینہ ہے اور اصل
عبارت اس طرح سے ہی ولما جاءھم کتاب من عند اللہ مصدق لما معھم عرفوا انہ حق فلما جاءھم

بئسما اشتروا به انفسهم ان يكفروا بما انزل الله بغيا ان ينزل الله من فضله على من يشاء من عباده فباءو بغضب على غضب وللكافرين عذاب مهين

ما عرفوا کفروا بہ اور بعضے اہل عربیت نے کہا ہی کہ حقیقۃً جواب اسکا لفظ کفروا بہ ہی گو بحسب ظاہر کے جواب لما جانتے ہم ما عرفوا بہ کا ہی وجہ اسکی یہ ہی کہ لما کو بیچ مقام دوسرے کے محض واسطے تاکید کے لائے ہین بسبب طول کلام کے اور ظن اس بات کے کہ سننے والے کو کلمہ لما کے سے کہ ابتدا آیت مین ہی غفلت ہو گئی ہو جیسا کہ بیچ فلا تحسبنہم بمفازۃ من العذاب کے بعد لا تحسبن الذین یفرحون کے مقرر کیا گیا ہی اور اس توجیہ مین ایک خدشہ باریک ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے لما کو تکرار واسطے تاکید کیواسطے کہنا اسوقت مناسب تھا ہی کہ مدلول مابعد اسکے کا اور مدلول مابعد دوسرے لما کا ایک چیز ہو بغیر کمی بیشی کے جیسے کہ بیچ لا تحسبن الذین یفرحون اور فلا تحسبنہم کے موجود ہے اور اس جگہ درمیان دونون مدلولون کے تغایر اور تفاوت ظاہر ہے ہواسطے کہ آنا کتاب کا کہ جس مین تصدیق پہلی خبرونکی ہو مستلزم اس بات کو نہین کہ معرفت بھی انکی حاصل ہو جاوے اور یہ ظاہر ہی مگر یہ کہ معرفت کو حمل اوپر اسکے کیا جاوے کہ استعداد قرب معرفت کے ہو جاوے اور اسطرح کہنے مین بعد ہے اور بعضے مفسرین نے اس طرح کہا ہی کہ جواب لما کا پہلے مقام مین ساتھ قرینہ جزا آیندہ کی محذوف ہے یعنی کذبوا واستہانوا کہ لفظ کفروا بہ کا اوپر دلالت کرتا ہی اور اس توجیہ مین بھی خلل ہی اسواسطے کہ اس سورۃ مین لفظ فلما کا ساتھ فا تفریع اور تعقیب کے مناسب نہین جیسے کہ اوپر صاحبون سلیقہ کے پوشیدہ نہین اور بھی تکذیب اور استہانۃ عین کفر ہے پس ترتب ایک جزا کا اوپر دو شرطون متغایر کے کہ ایک عام ہی اور ایک خاص لازم آتا ہی حالانکہ لازم عام کا لازم خاص کا ہی دوسری بحث یہ ہی کہ شرٰی لغت عرب مین بمعنی خرید لینے کے ہی اور ظاہر ہے کہ یہودیون نے بسبب کفر کے جانون اپنی کو برباد کیا نہ یہ کہ خرید اپس معنی بئسما اشتروا بہ انفسہم کے کیا ہوینگے جواب اسکا یہ ہی کہ بیشتر بیچ تفسیر اس آیت کے گذرا کہ یہودیون نے ساتھ اس کفر کے قصد اسبات کا کیا کہ اپنی جانون کو کہ بیچ عہد اور پیمان اس امر کے کہ نصرت اور اتباع اس پیغمبر کا کرینگے گرو تھین خلاص کرین اور جو کوئی کسی چیز کو گرو سے چھڑاتا ہی خریداری اس چیز کی کرتا ہی پس تعبیر کرنی اس معاملہ سے ساتھ اشترا کے مناسب ہوئی اور بعضے مفسرین نے کہا ہے کہ اشتروا بہ ساتھ معنی باعوا کے ہی ساتھ اس طریق کے کہ اشترٰی ساتھ معنی

تفسیر حاشیہ: انطون نے ہاتھ بیچا اپنی جانون کو بیچا ہے وہ چیز کے بدلی اس کی ہے کہ منکر ہوئے اس کلام سے اللہ اس ضد پر کہ اتارے اللہ اپنے فضل سے جس پر چاہے اپنے بندون مین سے پھر کما لائے غصہ پر غصہ

شری کے ہے یعنی مزید یعنی مجرد کے اور شری ساتھ معنی بیع کے ہے جیسے کہ بیچ آیت وشروہ بثمن بخس کے اور بیچ آیت ومن الناس من یشتری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ کے اور جب کفر کو بسبب طمع اور حسد کے اختیار کیا گویا جانون اپنی کو بیچ جگہ ہلاکت کے ڈالا اور بیچ ہاتھ موکلون دوزخ کے بیچا لیکن اس توجیہ مین خلاف عرف و استعمال کا لازم آتا ہے اسواسطے کہ اہل عربیت نے ایسا کہا ہے کہ اشترا اور ابتیاع استعمال عرب مین خاص خریدنے کے معنی مین آتا ہے اور باع اور شری خاص ساتھ معنی بیچنے کے اور مبایعت اور مشارات مشترک ہے دونون معاملون مین حاصل کلام دلیل صریح اوپر اسبات کے کہ یہودیون نے یہ معاملہ نقصان ڈالا محض حسد اور بغاوت کی راہ سے کیا ہے نہ از راہ غلط فہمی کی سے اور نہ بسبب شبہ اور شک کے بیچ نبوت اور شریعت اس پیغمبر کے یہ ہے کہ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ - یعنی اور جب کہا جاتا ہے انکے تئین کہ ایمان لاؤ تم ساتھ اس چیز کے کہ اُتارا ہے اسکو اللہ نے خواہ توریت ہو خواہ انجیل خواہ قرآن مجید اسواسطے کہ سبب وجوب ایمان کا علاقہ عبودیت اور ربوبیت کا ہے بندہ کے اوپر واجب ہے کہ اطاعت حکم خداوند اپنے کی کرے خواہ وہ حکم اسکی طرف بواسطہ گروہ اپنے کے پہنچے یا بواسطہ غیر کے اور یہ علت سب کتابون کے اندر مشترک ہے بیچ جواب کے قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا یعنی کہتے ہین کہ ایمان لاتے ہین ہم ساتھ اس چیز کے کہ اُتاری گئی ہے اوپر گروہ ہمارے کے کہ مراد بنی اسرائیل سے ہے اور اس قید لگانے سے احتراز کرتے ہین اس چیز سے کہ اوپر غیر بنی اسرائیل کے نازل ہوئی ہے مثل انجیل کے اور قرآن کے پس مکروہ جانتے ہین اُتارنے کتاب کو اوپر غیر بنی اسرائیل کے اور حسد کرتے ہین اوپر اُن نبیون کے جنکو یہ کتابین دی گئی ہین وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ یعنی اور منکر ہوتے ہین اس چیز سے کہ سوائے کتاب اپنی کے ہے باوجودیکہ وہ چیز کہ جسکے سبب سے ایمان لانا ساتھ اسکے واجب ہے انکے اعتقاد کے موافق بھی پایا جاتا ہے وَهُوَ یعنی اور وہ یہ بات ہے کہ وہ کتابین فی نفسہا الْحَقُّ یعنی سچی اور مطابق واقع کے ہین باعتبار مضمونون اور دلیلون اپنی کے اور باوجود اسکے مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ یعنی موافق ہے ساتھ اس چیز کے کہ ہمراہ انکے ہے یعنی کتاب کہ جسکے اوپر دعوی ایمان کا رکھتے ہین اور ظاہر ہے کہ جب چیز فی نفسہ دلیل کے ساتھ سچی اور مطابق واقع کے ہو اور مع اسکے اس شی کے ساتھ مطابق ہو جس شی کو وہ سچا جانتے ہین پس ایسی چیز کا یقین نکرنا صریح دلیل

تعصب باطل اور عناد کی ہی لان مطابق المطابق مطابق یعنی اس واسطے کہ مطابق مطابق کا مطابق ہی پس ہیچ کلام اُنکے کے اگر تامل کیا جاوے صریح تناقض آتا ہی اس واسطے کہ دعویٰ ایمان کا توریت کے ساتھ رکھتے ہین اور جو چیز کہ موافق توریت کے ہی اُسکا انکار کرتے ہین پس حقیقت مین یہ انکار انکار توریت کا ہی ہی اور ایمان لانا ساتھ انجیل اور فرقان کے اُنکے اوپر لازم آتا ہی اور اسی جہت سے یہ کلام اُنکی کہ صریح تناقض اور تخالف اُس مین ہی محتاج جواب کی نہین اور اگر چاہیے تو کہ ہیچ جواب اُنکے کے مشغول ہووے پس بطریق تنزل کے اس دعوے اُنکے کو تسلیم کرکے جواب مین قُلْ یعنی کہہ کہ اگر ایمان تمھارا ساتھ توریت کے صحیح ہی پس توریت سے یہ مضمون نکلتا ہی کہ عہد ایمان لانیکا ساتھ ہر نبی کے لازم ہی کہ بعد اُسکے آوے پس کیا سبب ہی کہ تم ساتھ نبیون زمانہ اپنے کے ایمان نہین لاتے ہو اور اگر تمکو تمسک بالتوریت منع کرتا ہی اس بات سے کہ جو نبی منسوخ کرنیوالا بعضے احکام توریت کا ہی اُسکے اوپر ایمان لاؤ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ یعنی پس کس واسطے قتل کرتے ہو اللہ کے پیغمبرون کو کہ پہلے ہوچکے ہین اور کسی نے ان مین سے احکام توریت کے منسوخ نہین کیے بلکہ واسطے رواج دینے احکام توریت اور تائید شریعت موسویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مبعوث ہوے تھے مثل حضرت شعیا اور حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علی نبینا وعلیہم السلام کے اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ یعنی اگر صحیح ہو دعویٰ ایمان تمھارے کا ساتھ توریت اور شریعت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور احتمال ہی کہ معنی آیت کے اس طرح ہون کہ جب کہا جاتا ہی اُنسے کہ ایمان لاؤ ساتھ اس چیز کہ اُتاری ہی اللہ نے اس زمانہ مین یعنی قرآن مجید کہتے ہین کہ ایمان لاتے ہین ہم ساتھ اس قدر کے کہ ہمارے اوپر اُترا ہی مضمونون اور حکمون قرآن کے سے یعنی جو حکم کہ مشترک ہی درمیان کتابون ہماری کے اور اس کتاب کے اور انکار کرتے ہین ساتھ اس چیز کہ سوائے اس قدر مشترک کے ہی مثل اُن احکام کے کہ منسوخ کرنے والے توریت کے ہین حال آنکہ وہ بھی ہیچ حقیقت اور تصدیق کرنے توریت کے برابر اُسی قدر کے ہین جس کا وہ یقین کرتے ہین پس اُنکے نزدیک ایمان و کفر کا مدار اسپر ہوا کہ جو تابع حکم توریت و موافق شریعت موسوی ہووے قبول کرنا چاہیے ورنہ مردود ہی پس اُن کے جواب مین کہہ کہ اگر سبب وجوب ایمان کا نزدیک تمھارے یہی ہی پس جن پیغمبرون نے کہ پہلے ہوچکے ہین اُنھون نے مخالفت توریت کی نہین کی ہی اور

تفسیر حلی

دکھون کو نا سمجھ سمجھے (م) یعنی بازو لوگ قیامت مین چیونٹیون سرکے برابر آدمی کی صورت مین اُٹھائے جاینگے وہان اُنکو ہر طرف سے ذلت ہوگی جہنم کے لوگ نابھل خانہ کی طرف ہنکائے جاینگے اُن کو بڑی تیز آگ ڈھانکے ہوگی اور دوزخیون کا نچوڑ پلایا جاویگا (ت) اور اچھے ٹھاٹھ و ساز و سامان کا اُنہی کو دوسرا نذرے کر جاتے ہین ہم واسطے اچھون کی

اُسکے حکمون کو منسوخ نہین کیا ہی اُنکو کس واسطے قتل کیا تمنے اگر تم ساتھ توریت کے ایمان رکھنے ہو
باقی رہا بیان کرنا نکتہ اس بات کا کہ تقتلون کو ساتھ صیغہ مضارع کے کس واسطے لائے ہین
حالانکہ لفظ من قبل کا صراحۃً دلالت کرتا ہی اوپر اُسکے کہ یہ قتل زمانہ ماضی مین ہو چکا ہی جواب اسکا
یہ ہی کہ راضی ہونا ساتھ مقتول ہونے شخص کے یہ بھی بیچ حکم قتل اُس شخص کے ہی اور جب کہ اس
زمانہ کے لوگ اس فعل شنیع بزرگون اپنے کے سے راضی تھے اُنکو بھی قاتل مقرر کرکے اسناد فعل مضارع کی
اُنکی طرف کی سو گویا اسطرح ارشاد ہوا کہ تم کس واسطے اس زمانہ مین انبیاؤن گزرے ہوؤن کو قتل کرتے ہو
بطریق رضامندی کے ساتھ فعل بزرگون اپنے کے کہ وبال اس فعل شنیع کا کہ مدتون پہلے تمھارے
وجود سے ہو چکا ہی اب اعمال نامہ تمھارے مین بھی لکھا جاتا ہی بلکہ کفر تمھارا انحصار اسمین ہی نہین کہ بعد حضرت
موسیٰؑ کے کتنے نبیون کو اپنے زمانہ مین مارا ہی بلکہ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ مین بھی اس سے بھی بڑھ کر کفر
تم سے سرزد ہوا وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوسٰى یعنی اور تحقیق آیا تھا تمھارے پاس موسیٰؑ کہ اوپر
شریعت اُسکی کے اپنے تئین قائم جانتے ہو بلکہ ساتھ بہانہ ایمان شریعت اُسکی کے اور شریعتون
سچی کا انکار کرتے ہو بِالْبَيِّنٰتِ یعنی ساتھ معجزون ظاہر کے مثل عصا اور ید بیضا اور پھاڑنا
دریا کا کہ صریح دلالت کرتے ہین اوپر اس بات کے کہ الوہیت اور عبادت خاص خدا کے واسطے ہی جل شانہ
اور دوسرا اگرچہ کیسا ہی کمال ہکائی کو پہنچ گیا ہو لیاقت معبودیت کی نہین رکھتا ہی ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ
یعنی پھر بنالیا تمنے گوسالہ نے عقل کو معبود مِنْۢ بَعْدِهٖ یعنی پیچھے جانے حضرت موسیٰؑ کے طرف
کوہ طور کے کہ کچھ سفر زیادہ نتھا اور وہ بھی تیس دن یا چالیس دن کہ اتنی مدت مین دلالت
معجزون کی تمھارے نزدیک اعتبار سے جاتی رہی تھی اور نہ احکام لائے ہوئے اُنکے منسوخ ہوے
تھے اور نہ منصب نبوت سے حضرت موسیٰؑ معزول ہوگئے تھے اور نہ اُنھون نے اس جہان سے انتقال
فرمایا تھا کہ بسبب نہ دستیاب ہونے معلم اور مرشد کے حیران و ہراساں جاتے تم اور مانند ڈوبنے والے کے
ساتھ ہر ایک تنکے اور گھاس کے سہارا ڈھونڈھتے پس اُس وقت مین ایمان تمھارا ساتھ حضرت موسیٰؑ
اور شریعت اُنکی کے کہان گیا تھا اور بیچ اس تھوڑی سی مدت غائب ہونے حضرت موسیٰؑ کے حکم
عمدہ دین کا کہ توحید اور خاص کرنا عبادت کا خدا کے ساتھ ہے سامری کے کہنے سے کہ محض ایک سنار
مکار بازیگر تھا چھوڑ کر مخالف اُس حکم کے کہ کمال تخالف در بُعد اُسکا طریقہ عقل اور انصاف

(حاشیہ:) ترجمہ فقلیکن — پس کیون مارتے ہو — نبیون اللہ کے — اور جدا اس پیغمبرون — کے اور پہلے انکے — سے پیغمبری تمھارے — ہے اور پیغمبر سے — وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ — اور جب کہ نے — کہا جاتا ہے کہ اللہ — کی بات — سے نئی بات — نازل کرنے سے نہین تکلیم — مرتا ہے سے پہم — جو پہنچ

کے سے تھا اختیار کیا اس واسطے کہ گاے بڑے عقل کو خصوصاً صورت بنائی ہوئی بچہ اسکے کی ساتھ جناب ربوبیت کے کیا شرکت اور مشابہت وہم کیجاوے اور کس طرح حضرت موسیٰ ع کے حکم کو منسوخ قرار دیا حالانکہ شریعت موسوی کو قابل نسخ کے نہین جانتے ہو مگر تم سے یہ نرے اتفاقی بعید نہین اسواسطے کہ جو کوئی خوگر کسی چیز کے ساتھ ہوتا ہے وہ چیز اسکو بہت خفیف دکھلائی دیتی ہے اگرچہ فی نفسہ وہ چیز نہایت قبیح اور شنیع ہو وَاَنْتُمْ ظَالِمُوْنَ یعنی اور تم خوگر ہوے ہو ساتھ ظلم کے گویا ظلم کو تمھارے تخم مین خمیر کردیا ہو اور اسی سبب سے ہی کہ بیدھڑک یہ حق تلفیان کرتے ہو یہ ہی حال یہان تمھارے بزرگون کا ساتھ حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کے اور اگر چاہو تم کہ حال یہان انکے کا ساتھ توریت کے معلوم کرو پس قصہ دوسرا سنو وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ یعنی اور یاد کرو تم اُسوقت کو کہ لیا ہمنے عہد تمھارا اوپر قبول کرنے احکام توریت کے اور جب توریت روبرو تمھارے پہنچی اور احکام اُسکے طبیعت اپنی پر شاق اور گران دیکھے تو اُس عہد سے پھر گئے تم اور بیچ قبول کرنے اُن حکمون کے حیلہ بہانہ کیا تمنے پس تمکو ساتھ زجر اور توبیخ کے اور خوف کھڑا کرنے پہاڑ کے سے اوپر سرن تمھارے کے پھر اُس عہد کے اوپر لائے ہم وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ یعنی اور اُٹھایا ہمنے اوپر سرن تمھارے کے پہاڑ کو تاکہ بسبب خوف گر پڑنے اُسکے کے عہد اپنے سے نہ پھرو اور کہا ہمنے زبانی حضرت موسیٰ ع کی کہ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ یعنی پکڑو تم اُس چیز کو کہ دیا ہی ہمنے تمکو حکمون توریت کے سے اور تکلیفات شاقہ اُنکی بِقُوَّةٍ یعنی ساتھ اُس قوت کے کہ بیچ اُٹھانے مشقتون دنیا کے خرچ کرتے ہو وَاسْمَعُوْا یعنی اور سنو تم تمام وہ چیز کہ کہی جاتی ہی ساتھ تمھارے بیچ توریت کے تاکہ کوئی چیز اوامر اور نواہی الٰہی سے فوت نہو اور تمھارے حافظہ سے باہر نجاوے قَالُوْا یعنی کہا اُن شخصون نے بزرگون تمھارے مین سے کہ اُسوقت مین حاضر تھے جسوقت پہاڑ گرنے سے ڈرے سَمِعْنَا یعنی سنے ہمنے احکام توریت کے وَعَصَيْنَا یعنی اور نافرمانبرداری کی ہمنے اُن احکام کی اسواسطے کہ ساتھ اس وضع کے قبول کرنا احکام شاقہ کا کارگر نہوگا اس سبب سے کہ جب تک خوف پہاڑ کے گرنے کا ہمارے اوپر ہے چار و ناچار حرف تابعداری اور قبول کا زبان پر لاتے ہین اور جب اس خوف سے نڈر ہوجاوینگے اور شہوت اور غصہ اور سستی اوپر حالت اصلی اپنی کے آوینگے نرے اختیار صدور گناہ کا ہم سے ہوگا اور باعث اس کلمے کے کہنے پر ایسی حالت مین کہ وقت نہایت خوف کا اور بھول جانے شہوت کی باتون اور غصہ کا تھا یہ تھا کہ محبت صورت پرستی کی انکے جوہر نفس مین محکم ہوگئی تھی

وَاُشْرِبُوْا یعنی اور پلائی گئی تھی محبت گوسالہ کی کہ چند روز اسکو پوجا تھا مانند پلائے جانے شراب کے کہ جلدی سے خالی جگہون اور بدن کی طرفون میں دوڑ جاتی ہی پس ٹھیرادیا تھا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ یعنی بیچ دلون انکے کے گوسالہ کو اور یہ تمام چیزین ابتداءً اللہ کیطرف سے انکے حق مین آئین تھین تا کہ معذور اور مجبور ہوتے اور مانند حیوانات کے اور حرکتون اپنی کے عتاب کیئے گئے ہوتے بلکہ اس حالت کو جناب الٰہی سے حاصل کیا بِکُفْرِهِمْ یعنی بسبب کفر اپنے کے کہ جب ایک بار انھون نے خدا کی آیتون کا انکار کیا اور وقت کے پیغمبر کو نہ مانا انکے دلون مین ایک زنگ پیدا ہوگیا پھر جب دوسری بار اسی طرح سے حرکت کی وہ زنگ زیادہ ہوگیا یہانتک کہ رفتہ رفتہ حجاب دل کا بڑھ کر غلیظ ہوگیا اس حد تک کہ اثر ہدایت کے پہنچنے کو مانع ہوا اور مثال انکی یہ ہی کہ کسی شخص نے پہلے بار ایک غذا مخالف کھائی کہ بسبب اسکے ایک جھلی باریک انکی بینائی پر آگئی دوسری بار بدپرہیزی کی اسکے بعد پھر کئی بار کی یہانتک کہ جالا دلدار اسپر آگیا اور تمام بینائی کو ڈھانپ لیا اور اندھا محض ہوگیا پس انکو کہ دعوی ایمان کا ساتھ توریت کے نہایت تاکید سے کرتے ہین یہانتک کہ ایمان اپنا منحصر اسی کتاب مقدس مین کرتے ہین اور کہتے ہین نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَیَکْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ اور پھر بیچ وقت قبول کرنے حکمون اس کتاب کے ایسے کلمات کفر کے کہتے ہین انکو بطریق سرزنش اور طعن کے قُلْ یعنی کہہ کہ اگر کہنا کلمہ عصینا کا اور پلادینی محبت گوسالہ کی اپنے دلون مین یہی ایمان تمھارے کا حکم ہی پس بِئْسَمَا یَاْمُرُکُمْ بِهٖٓ اِیْمَانُکُمْ یعنی بہت بری چیز ہے کہ حکم کرتا ہے ساتھ اسکے ایمان تمھارا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ یعنی اگر تھے تم ایمان لانے والے ساتھ اس کتاب مقدس کے اس وقت مین کہ یہ کلمے کہے تمنے اور یہ شراب محبت گوسالہ کی نوش کری تمنے اور اگر ساتھ اس کتاب کے ایمان نہ تھا پس دعوی نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا کا باطل ہوا کہ عین وقت اترنے توریت کے کفر اختیار کیا باقی رہین اس جگہ بحثین کئی کہ مفسرین انکا تعرض کرتے ہین اول یہ کہ ظاہر آیت سے سمجھا جاتا ہی کہ بزرگون انکے نے بیچ وقت کھڑا کرنے طور کے انکے سرون پر اور قبول کروانے احکام توریت کے یہ دونون کلمے کہے ہون یعنی سمعنا و عصینا اور یہ نہایت بعید معلوم ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ وقت بکمال خوف اور ڈر کا تھا اسوقت مین ظاہر کرنا گناہ اور سرکشی کا موافق عادت بشری کے ممکن نہین اسی واسطے بعضے مفسرین اس طرف

کہتے ہین کہ ضمیر قالوا کی راجع طرف تمام گروہ بنی اسرائیل کے ہی خواہ اصول مین خواہ فروع اور اُن دونو کلمون کو تمام اس گروہ نے بطریق تقسیم کے کہا بعضون نے ایک کلمہ کہا اور بعضون نے دوسرا یعنی ایک پادون اور بزرگون نے سمعنا کہا اور بیٹون پوتون وغیرہ نے عصینا کہا اور اسی نکتے کے واسطے قالوا فرمایا ہی والا مناسب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ قلتم فرماتے لیکن قلتم کے کہنے مین نطنہ اس بات کا ہوتا تھا کہ حاضرین اور مخاطبین نے سمعنا کا کلمہ بھی کہا ہو حالانکہ انسے سوائے عصیان کے دوسرا وصف متحقق نہوا اور بعضے مفسرین نے کہا ہی کہ جو حاضر تھے وہ دو قسم تھے بعضون نے سمعنا کہا اور بعضون نے عصینا اور ایک جماعت نے کہا ہی کہ تمام گروہ بنی اسرائیل کے نے یہ دونو باتین کہین ہین لیکن سمعنا ساتھ زبان قال کے اور عصینا ساتھ زبان حال کے اور بعضے علما اس طرح کہتے ہین کہ فی الحال سب نے سمعنا کہا اور بعد اسکے کہ وقت بجا لانے تکلیفات کا پہنچا اور وہ تکلیفین اوپر انکے شاق ہوئین عصینا کہا حاصل کلام یہ ہی کہ مدار اس اشکال کا اُسکی اوپر ہی کہ سمعنا دلالت اوپر اطاعت کے کرتا ہی اور عصینا برخلاف اسکے پس جمع کرنا دو کلامون متنافیین کا عاقل شخص سے خصوصاً وقت کمال خوف اور ہراس کے ظاہر کرنا گناہ کا کس طرح تجویز کیا جاوے اور اسی واسطے جواب مین کبھی ساتھ اختلاف قول کے یعنی بعضون نے ایک کلمہ کہا اور بعضون نے دوسرا اور کبھی ساتھ اختلاف زمانہ دونون قولون کے یعنی ایک زمانہ مین ایک قول کہا اور دوسرے زمانہ مین دوسرا قول اور کبھی ساتھ اختلاف آلہ قول کے کہ حال تھا یا قال تھا دفع اس اشکال کا ارادہ کیا ہی اور تحقیق یہ ہی کہ سمعنا دلالت اوپر اطاعت کے نہین کرتا ہی پس یہ کول کلام انکے کا محض نافرمانی ہی گویا اس طرح کہا کہ ہم سب نے ان احکام کو کانون سے سنا لیکن اطاعت ان حکمون کی نہین کرینگے پس جمع کرنا دو کلامون متنافیین کا لازم نہ آیا اب ہم بیان اس امر کا کرتے ہین کہ قبول کرنا بھی بنی اسرائیل کا کہ اُس وقت مین حاضر تھے احکام توریت کے کو متواتر اور ثابت ہی اور یہ کلام ظاہر دلالت اوپر نہ قبول کرنے کے کرتا ہی اسکی وجہ کیا ہے اور بھی اُٹھانا پہاڑ کا محض واسطے قبول کروانے ان احکام کے تھا اور اگر یہ لوگ یہ کلمہ کہتے پس چاہیے تھا کہ پہاڑ کو انکے اوپر ڈالا جاتا اس واسطے کہ نافرمانی کی اور قبول نکیا کہتے ہین ہم کہ حقیقت امر کی یہ ہی کہ بنی اسرائیل نے باوجود دیکھنے پہاڑ کے اپنے سرون پر اول مین اُن حکمون کو قبول نہ کیا

تفسیر حاشیہ: بسکہ آبا پھر ... موسی علیہ السلام ... من و سلوی ... واذا اخذنا میثاقکم ورفعنا فوقکم الطور

اور یہ جانا کہ پہاڑ کا لانا محض ڈرانے کے واسطے ہی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون ع کی
شفاعت سے یہ حادثہ ہولناک ٹلنا اور حادثون کے دفع ہوجائیگا تکلیفین شاقہ توریت کی کس واسطے
اپنے ذمہ لازم کرین اُسی وقت مین یہ کلمہ اُنھون نے کہا تھا اور جب دیکھا کہ بعد کہنے اس کلمہ کے
پہاڑ زیادہ نیچے کو آیا اور نزدیک سرون کے پہنچا جانا اُنھون نے کہ یہ ناز او نخرے ہمارے مقبول نہونگے
ناچار سجدہ مین گرے اور الفاظ قبول کرنے کے کہنے لگے اور سورۂ اعراف مین مفصلاً طرف اس قصہ کے
اشارہ فرمایا ہی بیچ اس آیت کے کہ واذ نتقنا الجبل فوقهم كانه ظلة و ظنوا انه واقع
بهم الی اٰخرها یعنی اور جس وقت اُٹھایا ہمنے پہاڑ اُنکے اوپر جیسے سائبان اور ڈرے وہ کہ وہ
گر پڑیگا اُنپر اور اسی تقریر سے معلوم ہوا کہ ذکر اس قصہ کا بیچ اس مقام کے بعد ذکر کرنے واذ اخذنا
میثاقکم ورفعنا فوقکم الطور کے کہ بیچ شروع قصون بنی اسرائیل کے درمیان رکوع ان الذین
اٰمنوا ۱+ کے گذرا ہی تکرار نہین بلکہ یہ اول قصہ کا ہی اور وہ آخر قصہ کا مانند واذ قتلتم نفسا
فادارأتم فيها کے بعد واذ قال موسی لقومه ان الله یامرکم ان تذبحوا بقرۃ کے تفصیل اسکی یہ ہی کہ
ابتدا قصہ بنی اسرائیل مین بعد ذکر خذوا ما اتینکم بقوۃ کے واذکروا ما فیہ واقع ہوا اور
وہ دلالت کرتا ہی اوپر طلب یاد کرنے اور یاد رکھنے کے کہ بعد سننے اور قبول کرنے کے ہووے اور
اس جگہہ واسمعوا کہ واسطے طلب سننے کے ہی اور ظاہر ہی کہ امر کرنا ساتھ سننے کے بیچ وقت عدم
قبول کے ہی اور بھی اُس جگہہ یہ کلام ثم تولیتم من بعد ذلك فلولا فضل الله عليكم
ورحمته لكنتم من الخاسرين صریح دلالت کرتا ہی کہ وہ لوگ قبول کرکے بعد ایک مدت کے پھر گئے
پس اِن تمام قرینون سے سمجھا گیا کہ اُس جگہہ مین بیان حال قبول کرنے اُنکے کا ہی کہ کس طرح بعد انکار
کے قبول کیا اور پھر وقت کے اوپر پھر گئے اور اس جگہہ بیان ابتدا حال اُنکے کا ہی کہ اب تک
قبول نکیا تھا پس اشکال سب طرح سے دفع ہوگیا اور توہم تکرار کا بھی جاتا رہا دوسری بحث یہ ہے کہ
مقتضی ظاہر کلام کا یہ تھا کہ قلتم سمعنا وعصینا کہا جاتا جیسے کہ بیچ میثاقکم اور فوقکم اور خذوا
اور اسمعوا کے الفاظ خطاب کے آئے ہین اس ظاہر کو چھوڑ کر قالوا صیغہ غائب کا کس واسطے لائے
جواب اسکا یہ ہے کہ طریقہ اہل کرم اور بزرگون کا ایسا ہے کہ آدمی کے گناہ کو اسکے منہ پر ذکر نہین
کرتے ہین اور بے ادبی اُسکی کو بالمشافہ اُسکی طرف نسبت نہین کرتے ہین بلکہ جس وقت

قصہ جابجا

خذوا ما اتیناکم بقوۃ واسمعوا قالوا سمعنا وعصینا واشربوا فی قلوبهم العجل بکفرهم قل بئسما یأمرکم به ایمانکم ان کنتم مؤمنین

بیان کرنا بڑے بڑے گناہون مخاطب کا منظور ہوتا ہی التفات غیر کی طرف کرکے غائبانہ حال اُسکے سے خبر دیتے ہین جیسے آقاؤن بڑے حوصلہ والون کا اپنے غلامون اور نوکرون کے ساتھ یہی معمول ہی اسجگہ بھی جبتک خدا تعالیٰ اپنی عنایتون کا مثل آخذ میثاق اور رفع طور اور امر کرنا ساتھ آخذ کے اور سماع کے ذکر فرمایا تھا صیغہ خطاب کا لایا اور جب نوبت ذکر اس حرف ثقیل انکے کی پہنچی توجہ طرف پیغمبر اور مومنین کے فرماکر بطریق غیبت کے نقل اُس حرف کی کی پھر جب الزام دینا اور باطل کرنا دعوی انکے کا اُس حرف شنیع سے ثابت ہونا منظور ہوا پھر بیچ بئسما یامرکم بہ کے اُنکے تئین مخاطب کیا لیکن بواسطہ پیغمبر کے گویا رتبہ خطاب منہ در منہ کا اُنسے سلب ہوگیا تیسری بحث یہ ہی کہ اشراب بیچ استعمال فصحائے عرب کے دو معنی رکھتا ہے ایک پلانا اور سیر کرنا اور وہ تفسیر کہ گزری بنا اُسکی اوپر اسی معنی کے تھی اور اس مقام مین ایک استعارہ لفظی ہے اور لفظ اشراب کا لانا بہت خوب اور خوش معلوم ہوتا ہے اسواسطے کہ اگر اشراب کے معنی پلانے کے ہون بس جیسے کہ پانی زمین کو پلاتے ہین تو اُسکے سبب سے مادہ روئیدگیون اور سبزیون کا زمین مین حاصل ہوتا ہی ایسی ہی محبت گوسالہ پرستی کے مادہ افعال شنیعہ اور حرکات قبیحہ انکی کا ہوئی اور اگر شراب مسکرات پلانے کے معنی ہون تو یہ مطلب ہوگا کہ جیسے شراب رگ و ریشہ مین دوڑکر آدمی کو ایسا مدہوش و لایعقل کر دیتی ہی کہ بہن اور بیوی اور نیک و بد مین کچھ تمیز نہین کرتا ویسا ہی انکو گوسالہ پرستی کی محبت نے مست و لایعقل کر دیا دوسرے معنی اشراب کے کسی ایک رنگ مین آمیزش دوسرے کی دینی جیسے کہ عرب کہتے ہین ثوب مشرب بحمرۃ یعنی کپڑا سرخی مائل اور اس استعارہ مین بھی حسن اور لطافت پائی جاتی ہی اسواسطے کہ جیسے رنگ کپڑے مین گھس جاتا ہی اور اُسکے مسام مین نفوذ کرتا ہی ایسے ہی محبت گوسالہ کی نے اور حرص عبادت اُسکی نے اُنکے دلون کو رنگین کیا چوتھی بحث یہ ہی کہ یہ لفظ اشربوا کہ صیغہ مجہول کا ہی دلالت اسبات پر کرتا ہے کہ کسی اور نے انکے ساتھ یہ کام کیا ہی وہ شخص کون ہے معتزلہ کہتے ہین کہ سامری اور ابلیس نے اور آدمیون کے شیطانون اور جنون کے شیطانون نے انکو اوپر عبادت گوسالہ کے فریفتہ کرکے ساتھ اس رنگ کے رنگین کیا اور ساتھ اس شراب کے مست کیا اور اہل سنت کہتے ہین کہ مسبب الاسباب ایک ذات ہی تمام اسباب اُسی کیطرف رجوع کرتے ہین اگر ابلیس ہے تو سبب گمراہ کرنے اُسکے یہ کام

تفسیر حقانی

اسکو ذرے سے مقام و اور سنو کہنے لگے کہ سنا اور نہ مانا اور بسبب کفر کے انکے دلون مین بچھڑے کی محبت پلا دیگئی کہہ اگر تم ایمان والے ہو تو تمہارا ایمان تمکو بہت بری بات سکھاتا ہے

ف

ایسی سخت ضد کہ باوجود پہاڑ سر پر اُٹھا ہوا ہونے کے سمع کی بجائے کہا جواب دینا کہ سنا اور نہ مانا اس سبب سے تھا کہ انکے دلون مین بچھڑے کی محبت پیوست ہوگئی تھی (ع)

قل ان کانت لکم الدار الاخرۃ عند اللہ

کرتا ہے اور اگر سامری ہے تو اس نے بھی اسی کی تعلیم سے یہ صنعت سیکھی ہی پانچوین بحث
یہ ہے کہ ایمان ایک صفت و عرض ہی اور امر اور نہی کو عقل کے ساتھ تعلق ہی ایمان سے امر کیونکر
متصور ہو سکے لیکن جو چیز کہ باعث کسی فعل پر اور سبب اُسکا ہوتی ہی اُسکو مشابہت ساتھ
امر اور حکم کرنے والے کے حاصل ہوتی ہی پس اسکی سببیت کو تعبیر ساتھ امر کے کرتے ہین جیسے کہ
یہہ آیت ان الصلوۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر کے ایسی ہی تشبیہ دیکر صلوۃ کو نہی کرنے والا
قرار دیا ہے چھٹی بحث یہ ہی کہ اگرچہ ایمان نہایت شریف شی اور معظم چیز ہے اور افعال ذمیمہ کی
نسبت اسکی طرف جیسا بئسما یامرکم بہ ایمانکم مین موجود ہے مناسب نتھی لیکن یہہ مقام
الزام خصم معاند کے تھا نسبت اشیاء قبیحہ کی طرف اشیاء واجب التعظیم کے جائز رکھا ہی ساتوین بحث
یہ ہی کہ تقریب اس کلام کی کہ سندا وقالوا قلوبنا غلف سے اس جگہ تک پہنچی ہے موافق قاعدون مناظرہ
کی یہ ہے کہ مضمون قلوبنا غلف کا کہ یہودیون سے صادر ہوا تھا دعوی کمال تشدد اور سختی
اپنی کا دین اپنے مین تھا کہ یہ امر نیک ہے اور حق تعالی نے اس دعوے کو اوپر اُنکی رد فرمایا ساتھ
اس طرح کے کہ یہ سب آثار لعن اور سختی دل کے ہین کہ بسبب کفر تمھارے کے تمھارے دلون پر
چھاگئے ہین پس نہ التفات تمھاری طرف غیر دین لینے کے اور نہ تامل کرنا دلیلون مین تعصب
باطل کے قبیل سے ہی نہ تصلب حق کی قسم سے اور علامت اسکی تین چیزین ہین اول یہ کہ قرآن اور
پیغمبر آخر الزمان کو پہلے آنے سے نہایت متبرک اور معظم جانتے تھے اور ساتھ نام اُسکی کے اپنے
مطلبون مین وسیلہ ڈھونڈتے تھے جب یہ دونون بیچ بنی اسماعیل کے پیدا ہوے اور بنی اسرائیل
مین نہوئے رگ حسد تمھارے کی جنبش مین آئی اور قبول تمھارا ساتھ انکار کے بدل گیا اور یہہ دلیل
صریح اوپر تعصب تمھارے کے ہے دوسرے یہ کہ تم کہتے ہو کہ سوائے توریت کے کسی کتاب کا ہمکو
یقین نہین اگرچہ وہ کتاب موافق توریت کے ہو اور یہ بھی علامت تعصب کی ہی جیسا کہ کوئی دوست
اپنا اگر السماء فوقنا کہے یقین کرین اور اگر کوئی دشمن اس کلام کو کہے یقین نکرین اور جھٹلاوین
سو یہہ تکذیب ہر شخص کے نزدیک باطل ہے اور اسی سبب سے ہے کہ تمنے بنی اسرائیل
کے نبیون کو کہ ہرگز مخالفت توریت کی نکرتے تھے بلکہ توریت کے حکمون کو مضبوط کرتے
تھے حسد اور جہالت کی راہ سے قتل کر ڈالا پس معلوم ہوا کہ مخالفت تمھاری تعصب کی

قل فلم تقتلون انبیاء اللہ من قبل ان کنتم مؤمنین ہ

سو آگر تم سچ مچ ایمان رکھتے ہو تو ان پیغمبرون کو کیون قتل کرتے ہو جو تمھاری کتاب کے تابع اور تمھارے دین کے مددگار تھے

راہ سے ہی نہ تصلب حق کی جہت سے تیسرے یہ کہ تمھارے بزرگون نے بیچ زمانہ حضرت موسیٰؑ
کے بھی بے التفاتیان اور سرکشی اور اصرار اوپر محبت گوسالہ کے اور توڑنا عہد وان حکم کا کیا پس
اگر انھین حرکتون کو دین اور ایمان کی مضبوطی کہتے ہو تو تمھارا یہ عقیدہ نہایت ہی بُرا ہی اور ان
تینون علامتون اہین کہ درمیان تعصب باطل اور تصلب حق کے فرق کرنیوالی ہین ترقی ادنی سے
طرف اعلیٰ کے واقع ہوئی ہی واسطے کہ اول دلیل حسد اُنکے کی انکار کرنا قرآن کا باوجود ظاہر ہونے
قرائن صدق اُسکے کے ٹھرائی ہی بعد اُسکے ساتھ قتل کرنے اُنکے نبیون کو باوجود اسکے کہ موافق
توریت کے امداد نہی کرتے تھے اُنکا اوپر نقص کیا ہی بعد اسکے حضرت موسیٰؑ نے اُنکی حیات مین ساتھ
مخالفت اپنی کے اُنپر نقص کیا ہی اور یہ اعلیٰ مرتبہ تعصب اُنکے کا ہی اور اگر گروہ یہود کا کہین کہ
ہم اور کتابون کا کہ سوائے توریت کے ہین اور اور شریعتون کا کہ سوائے شریعت موسوی کے
ہین اس سبب سے انکار کرتے ہین کہ ہمارے نزدیک بعد توریت کے کتاب دوسری
آسمان سے نہین اُتری اور نہ کوئی شریعت دوسری آسمان سے آئی ہی پس کہنا ہمارا
نؤمن بما انزل علینا کا واسطے احتراز کرنے غیر منزل من اللہ کے سے ہی اور اس شی سے احتراز نہین
جو منزل اللہ کی طرف سے ہو اور پیغمبر ہمارے کے سو ہم اس صورت مین قابل ملامت اور
عتاب کے نہین ہوسکتے ہین پس بیچ جواب اُن کے کے یہ بات اُنسے قُلْ یعنی کہہ اگر ایسا ہی
کہ بیچ اعتقاد تمھارے کے سوائے توریت کے کوئی کتاب نہین اُتری اور سوائے شریعت
موسوی کے کوئی شریعت نہین آئی پس چاہیے تھا کہ گھر آخرت کا کہ مراد بہشت سے ہی
اللہ کے نزدیک خالص واسطے تمھارے ہوتا اس واسطے کہ حقیت منحصر تمھارے اندر ہوئی
إِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِنْدَ اللهِ + یعنی اگر ہووے واسطے تمھارے دار آخرت
نزدیک اللہ کے خصوصاً جب کہ وہ دار آخرت خَالِصَةً یعنی خالص ہو تمھارے ہی واسطے
اور دوسرا اسمین شریک نہو اور عدم شرکت بھی ایسی نہین کہ بڑے بڑے درجے خاص تمھارے واسطے
ہین گو چھوٹے چھوٹے درجون مین اور بھی داخل ہو جاوین بلکہ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ یعنی
سوائے اور آدمیون کے کہ اور آدمی بہشت مین بالکل نہ جاوین پس چاہیے تمکو کہ موت زیادہ تر محبوب
ہو تمھارے نزدیک زندگانی دنیا کی سے بسبب اسکے کہ یہی وسیلہ ہی حاصل ہونے ایسے گھر بڑی نعمتون والے کا

اس واسطے کہ اگرچہ بسبب زندگانی دنیا کے اعمال کہ جنکے سبب سے درجے بلند ہوتے ہین میسر ہوتے ہین لیکن بسبب اس زندگانی کے پہنچنا طرف اُس محبوب اور مرغوب کے جلدی سے نہین ہوتا ہی اور بسبب مرنے کے جلدی سے وصال اُسکا حاصل ہو جاتا ہی اور قاعدہ محبت کا ہی کہ دوست کو اپنے محبوب سے ایک ساعت اور ایک لحظہ کا دور رہنا مشکل پڑتا ہی اگرچہ یہ بات جانتا ہی کہ دیر آید درست آید پس اگر یہ بات تمھارے نزدیک ثابت ہی فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ یعنی پس آرزو کرو تم موت کی اگر ہو تم سچے اس دعوے مین اور اگر کہو تم کہ ہم اس سبب سے آرزو موت کی نہین کرتے ہین کہ ہمکو یقین اس بات کا حاصل نہین کہ جس وقت آرزو موت کی کرینگے البتہ موت ہم پر آجاویگی کہتے ہین ہم کہ اس خیال کو اپنے دل سے تم دور کرو اس واسطے کہ ہم مالک موت اور حیات کے ہین تم سے اقرار کرتے ہین کہ جس وقت تم آرزو موت کی کروگے بلاتوقف موت کو طرف تمھاری پہنچاوینگے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ اگر یہودی آرزو موت کی کرین البتہ ہر شخص ساتھ پانی مُنہ اپنے کے گلا گھٹ کر اپنی جگہ مر جاوے اور زمین پر کوئی یہودی باقی نرہے اور وجہ اسکی یہ ہی کہ جو شے ممکن ہی بیچ وقت تحدی اور ظاہر کرنے معجزے کے موافق وعدہ الہی کے واجب الوقوع ہو جاتی ہی لیکن وجوب معلق اوپر آرزو انکی کے تھا جب انھون نے آرزو نکی وجوب بھی متحقق نہوا وَلَنْ يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا یعنی اور ہرگز آرزو موت کی نکرینگے کبھی جب تک دنیا مین زندہ ہین گو بعد چکھنے موت اور دیکھنے سختیون کے کہ موت سے بھی زیادہ ہونگی چار و ناچار کہین گے کہ یا لیتھا کانت القاضیۃ ویا لیتنی کنت ترابا یعنی کسی طرح وہی موت ہو جاتی اور کسی طرح ہوتا مین مٹی اس واسطے کہ یہ لوگ بسبب پہچاننے اس نبی کے کہ تجربہ سے راست گوئی اُسکی وعدا اور وعید مین معلوم کرلی ہی یقین جانتے ہین کہ جس وقت ہم آرزو موت کی کرینگے موت آجاویگی اور بعد مرنے کے اللہ تعالیٰ جزا پوری پوری دیگا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ یعنی موافق اسکے کہ آگے بھیجا ہی ہاتھون اُنکے نے اور ہاتھون کی طرف نسبت اس واسطے کی کہ اکثر کام ہاتھون سے ہوتے ہین اور کس واسطے حق تعالیٰ جزا کامل اوپر بُرے کامون اُنکے کے باوصف کمال ظلم کے کہ اُنھون نے کیا ہی نہ دیوے وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ یعنی اور خدا تعالیٰ دانا ہی ساتھ ظالمون کے یعنی اُن کو جانتا ہی اگرچہ آرزو موت کی نکرین اور اُس سے ہزارون فرسنگ بھاگین البتہ اُن کو موت سخت پہنچیگی اور مرینگے اور

مرنیکے اپنے اعمال ناشائستہ کی جزا پاوینگے اور بیہقی نے بیچ کتاب الدلائل کے ابن عباس رضی سے روایت کی ہے کہ جب آیت پہلی اتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو جمع فرما کر کہا کہ اگر تم اس دعوے مین سچے ہو پس ایک بار زبان سے کہو کہ اللھم امتنا یعنی بار خدایا ہمکو مار ڈال قسم اُس خدا کی کہ جان میری بیچ ید قدرت اُسکے کے ہے کہ کوئی آدمی تم مین سے یہ دعا نکریگا مگر یا نی گلے اُسکے کا مادہ خناق مہلک کا ہوگا اور گلے اُسکے کو بند کریگا اور فی الفور مرجاویگا یہودیوں نے اس کلمہ کہنے سے انکار کیا اور ڈرے اور بعد اسکے یہ آیت اُتری کہ ولن یتمنوہ ابداً بما قدمت ایدیھم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واللہ لن یتمنوہ ابداً یعنی قسم اللہ کی ہرگز آرزو نکرینگے موت کی ہمیشہ حاصل یہ ہے یہ کلام یعنی لن یتمنوہ ابداً کہ خبر اس بات کی ہے کہ یہودی کسی وقت آرزو موت کی نکرینگے خبر غیب کی ہے اور مطابق واقع کے اسواسطے کہ اگر وہ آرزو موت کی کرتے البتہ نقل اُسکی ہوتی بلکہ تواتر سے ثابت ہوا کہ آدمی اس قسم کی امتحان کی باتون مین منتظر رہتے ہین کہ کب یہ چیز ہوگی اور جسوقت وہ شے ہوجاوے جلدی اُسکو مشہور کرتے ہین اور اگر کسی کے اس جگہہ شبہ دل مین گزرے کہ آرزو اور خواہش کام دل کا ہے نہونا اُسکا خلق کو کیونکر معلوم ہوسکے پس مطابقت اس خبر کی ساتھ واقع کے کس طرح ظاہر ہو کہتے ہین ہم اول تو تمنی کام دل کا نہین بلکہ لغت عرب مین تمنی اسی کو کہتے ہین کہ کوئی شخص اپنی زبان سے آرزو کسی چیز کی ظاہر کرے اور کہے کہ کاش یہ چیز مجھکو حاصل ہو اور دلیل اسکی یہ ہے کہ انبیا ایسی شے کے ساتھ معارضہ اور مقابلہ کرتے ہین کہ ظاہر اور روشن ہو نہ مخفی اور چھپی ہوئی اور ظاہر ہے کہ دل کی باتون پر سوائے علام الغیوب کے کوئی مطلع نہین ہوسکتا ہے بیچ مقام مقابلہ اور ثابت کرنے حقیت کسی مسئلہ کے مسائل سے یا کسی دعوے کے دعاوی مین سے پوشیدہ امر کے اوپر بنا کرنی خلاف غرض کے ہے اسی واسطے بیچ روایتون ابن عباس کے کہ پیشتر ذکر اُنکا آیا ہے گزرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بمجرد کہنے کلمہ اللھم امتنا کے کفایت کی اور یہودیون سے سوائے اسکے یہ نکہا کہ دل مین آرزو موت کی کرو دوسرے یہ کہ سلمنا یعنی مان لیا ہمنے کہ آرزو کام دل کا ہے لیکن کوئی کام دل کے کامون سے ایسا نہین کہ دلیل وجود اور عدم اُسکے کی افعال جوارح سے نہ لے سکین اور اسی واسطے کہا ہے کہ ما من جنان الا ولہ بیان

تفہیم علمی

ہزار برس جیتا حالانکہ اگر اتنی زندگی اُسکو نصیب بھی ہو تو اُسکو عذاب سے بچنے اور رہائی کا ہونا مقدور نہیں یا دیر رہا ہے

ف

یعنی مشرکوں کو جو تمام دنیا کے آدمیون سے زیادہ زندگی کے حریص ہین اور سوائے آرزو کے زندگانی کی دنیا کی زندگانی ہے مرنے کے بعد کی زندگانی کو نہین مانتے دو نصاریٰ کی طرح زیادہ زندگی کے حریص ہین حالانکہ یہ مرنا ہے

یعنی نہین کوئی چیز مگر کہ واسطے اُسکے بیان ہی یعنی ہیبت ہین اور بھاگنا حیوان کا موت سے اور اسباب اُسکے سے بلکہ طلب بانی موت کی سے اور ذکر یسانی اُسکے سے دلیل صریح ہی اسپر کہ اُنکے تئین محبت موت کی بالکل دل مین نہ تھی اسواسطے کہ ساتھ آرزو کسی شے کے کراہیت اُس چیز کی جمع نہین ہوتی ہی تیسرے یہ کہ حال یہودیون اُس وقت کا دو شق سے خالی نتھا آرزو دلی موت کی کبھی اُن سے موجود ہوئی یا نہوئی اگر نہوئی پس یہ خبر مطابق واقع کے ہوئی اور دلیل صحت نبوت کی پائی گئی اور اگر آرزو موت کی متحقق ہوئی پس چاہیے تھا کہ زبان سے اظہار اُس آرزو کا کرتے تاکہ خجالت الزام اور باطل ہونے دعوے اپنے کی سے نجات پاتے عقل والے آدمی واسطے دور کرنے اس خجالت کے ہزارون جھوٹ باندھ لیتے ہین اُنکو تئین بسبب اُس کلمہ سچے کہنے کے کیا چیز ہاتھ سے جاتی تھی کہ اُسکے سبب سے کہا اور یہ بات نہایت ظاہر ہے کہ اگر اُنکو آرزو موت کی دل مین ہوتی اور زبان سے اظہار اسکا نکرتے تب بھی خجالت اور شرمندگی الزام کی طرف اپنے عائد کرتے اور جھوٹے بھی ہوتے اور کوئی عقلمند شخص ایسی حرکت خراب اختیار نہین کرتا ہی جس مین ضرر دنیا کا بھی ہو اور ضرر دین کا بھی ہو بلکہ اگر آرزو سے دلی موت کی اُنکے تئین نہوتی اور زبان سے اُسکو ظاہر کرتے تو نزدیک عقل والون کے پھر بھی احتمال جھوٹ کا اُسمین باقی تھا کہ جھوٹ کو واسطے بچانے حرمت اور آبرو اور سخن پروری اپنی کے بہت شیرین جانتے ہین پس بند رہنا یہودیون کا ظاہر کرنے اُس آرزو کے سے ساتھ زبان کے دلیل صریح اسبات کے اوپر ہے کہ یہ آرزو اُنکے دلون مین نہین آتی رہے اسجگہ کئی سوال تحقیق طلب اول یہ کہ بطریق معارضہ اور تقلب کے یہ کلام بعینہ مسلمانون کے اوپر بھی وارد ہوتی ہی یہودیون کی طرف سے ہو واسطے کہ اُن کو پہنچتا ہے کہ کہین مسلمان بھی دعوی کرتے ہین کہ بہشت اور ما فیہا خاص ہمارے واسطے ہی اور کوئی فرد مثل یہود اور نصاری اور مجوس اور مشرکین کے اُسمین نہین داخل ہونیکا اور باوجود اسکے آرزو موت کی نہین کرتے بلکہ ہزارون ترکیبین اس سے بچنے کی کرتے ہین پس ہم بھی اگر یہ دعوی کرین اور موت سے بھاگین اور اُسکو مکروہ جانین تو ہمارے اوپر کیا الزام عائد ہوسکتا ہی اور حل اسکا یہ ہی کہ اسجگہ دو اعتقاد ہین اول یہ کہ بہشت خالص ہمارے واسطے ہے اور دوسرے فرقون کا اُسمین حصہ نہین دوسرے یہ کہ ہم جس طرح سے ہونگے بہشت مین جاوینگے

اور مجموع ان دونو اعتقادون سے محبت موت کی بلاشبہ لازم آتی ہے گو ہر ایک اعتقاد کو علحدہ علحدہ
یہ بات لازم نہو بلکہ عندالتحقیق بیچ لازم ہونے اس محبت کے اعتقاد دوسرا بھی کفایت کرتا ہے
اور یہودیون کو دونو اعتقاد تھے جیسے کہ مجموع کلام انکے سے کہ لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ
ولن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصاری سے ظاہر ہوتا ہے بخلاف مسلمانون کے
کہ یہ لوگ دوسرا اعتقاد نہین رکھتے ہین بلکہ ہمیشہ اعمال برے اور قول ناشائستہ اپنے سے
خوف کرنے والے اور ڈرتے رہتے ہین پس یہ کلام انکے اوپر الٹ کر نہین آتی ہے اور
محبت موت کی انکے اعتقاد کو لازم نہین اس واسطے کہ کلمہ لکم الدار الاخرۃ عند
اللہ خالصۃ من دون الناس کا اوپر مجموع ان دونو اعتقادون کے دلالت کرتا ہے اس واسطے کہ
لام نفعیہ بیچ لکم کے اشارہ کرتا ہے طرف حاصل ہونے ثواب اس جگہ کے واسطے تمام مخاطبون
کے اور لفظ خالصۃ کا دلالت کرتا ہے اوپر اس بات کے کہ وہ ثواب عذاب سے خالص ہوگا
یعنی صرف ثواب ہی ثواب ہے پس معنی کلام کے یہ ہوگئے کہ اگر تمہارے نزدیک بہشت واسطے
نفع فرقہ تمہارے کے ہے اور کسی طرح کا عذاب بہشت کے داخل ہونے سے پہلے نہوگا اور دوسرونکو
یہ منصب حاصل نہین تاکہ بسبب شراکت کے اس نعمت کی پروا نکرین پس بیچ آرزو موت کے
کہ بسبب اسکے جلدی سے اس نعمت کی طرف پہنچ جاؤ کیون توقف کرتے ہو اور باوجود اسکے جو مسلمان کہ
بیچ مقابلہ یہودیون کے اس وقت مین تھے مثل جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین و انصار کے
انکے تئین ممکن تھا کہ دو وجہ سے اس قلب کا معارضہ کرین اول یہ کہ ہم اور پیغمبر ہمارے واسطے
پہنچانے احکام شرع اور جاری کرنے احکام الٰہی کے مبعوث ہوئے ہین بلکہ اس وقت مین
یہ منصب عالی منحصر ہمارے اندر ہے اور اگر ہم مرجاوین اور ہلاک ہون تو قیامت تک یہ بات
ممکن نہین کہ دوسرے کو یہ منصب عالی حاصل ہو اس واسطے کہ پیغمبر ہمارے خاتم المرسلین ہین اور اول ایمان
والے ہم ہین اگر ہم نہون تو کون شخص قولون اور فعلون پیغمبر کو اور احکام کو جو اللہ کی طرف سے
آئے ہین پچھلے لوگون کی طرف پہنچاویگا اور ایسا پہنچانا کہ حد تواتر کو پہنچے اور حجت پکڑنی اسکے ساتھ
ممکن ہو پس جو مقصود حکمت الٰہی ہین ہمارے وجود سے ہے تمام نہین ہوتا ہے مگر ساتھ زندگی ہماری
کے اور اسی جہت سے ہم راضی اپنے موت کے اوپر نہین ہوتے ہین تاکہ باطل کرنا حکمت خالق

تفسیر علمی

من کان عدوا للہ وملئکتہ ورسلہ وجبریل ومیکال فان اللہ عدو للکافرین

تو کہہ جو کوئی جبرئیل کا دشمن ہوا (وہ) اسکا کیا بگاڑتا ہے جبرئیل نے تو رب خدا کا کلام تیرے دل پر خدا کے حکم سے اتارا ہے اور سچا بتاتا (موجود) سامنے والی کتابوں کو بیچ بتاتا ہے اور ایمان والوں کے واسطے ہدایت اور خوشخبری ہے جو کوئی خدا کا

اپنے کافرین دوسرے یہ کہ ہر ہر فرد اُن مسلمانون کا جو اُس وقت مین تھے موت کی محبت سے بھرے
ہوئے تھے اور شوق لقائے الٰہی کا رکھتے تھے مانند غلام فرمانبردار کے کہ واسطے حاصل کرنے مرتبے
بلند کرنے اختیار ملازمت مولی اپنے کی چلانے والا ہوتا ہے نہ مانند غلام بھاگے ہوئے کے کہ
چور کی مانند مالک کے روبرو ہونے سے بھاگتا ہے اور دلیل اوپر اس محبت و شوق اُنکے کے یہ ہے
کہ جان اور مال اپنے کو بیچ جہاد کے خرچ کرتے تھے اور روحون اپنی کو سپر اس دین کی بناتے تھے یہانتک کہ
حق تعالیٰ نے انکی شان مین نازل فرمایا من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ
فمنھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر یعنی مسلمانون مین سے کتنے مرد ہین کہ سچا کر دکھایا جس کو
کہ قول کیا تھا اللہ سے پھر کوئی انمین وہ ہے کہ پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی اُن مین سے منتظر ہے اور یہ بھی
نازل فرمایا کہ ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ یعنی تحقیق اللہ
نے خریدلی مسلمانون سے انکی جان اور مال بدلے اسکے کہ واسطے اُنکے بہشت ہے اور بھی فرمایا ہے
ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ یعنی اور بعضے آدمی ایسے ہین کہ بیچتے
ہین جان اپنی واسطے طلب کرنے رضامندی اللہ کے اور حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بعد ہر نماز کے یہ دعا کرتے تھے اللھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک
ووفاۃ ببلد رسولک یعنی اے بار خدایا نصیب میرے کر شہادت بیچ راستہ اپنے کے
اور مرنا بیچ شہر رسول اپنے کے اور حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے
کہ کان یطوف بین الصفین فی غلالۃ یعنی درمیان دو صف لڑائی کے گھوڑے اپنے کو
کودلتے تھے حال آنکہ ایک کرتہ باریک عرق چین کا پہنے ہوئے تھے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ
نے انکی خدمت مین عرض کیا کہ ماھذا بزی المحاربین یعنی نہین ہے یہ لباس لڑائی کا کہ تمنے
پہنا ہے اس جگہ زرہ اور جھلتہ اور مانند اُسکے چاہیے فرمایا یا بنی لا یبالی ابوك علی الموت
سقط ام سقط علیہ الموت یعنی اے بیٹے میرے نہین پروا رکھتا ہے باپ تیرا کہ اوپر موت
کے گرے یا گرے اوپر اُسکے موت اور حذیفہ بن الیمان سے مروی ہے کہ بیچ حالت نزاع
کے اُنکے تئین فرحت اور خوشی بہت حاصل ہوئی اور ساتھ آواز بلند کے
فرماتے تھے کہ جاء حبیب علی فاقۃ ولا افلح من ندم یعنی موت کہ محبوب میری ہے

عین انتظار اور کمال اشتیاق مین آئی اور جنے اسکے آنے سے ندامت اٹھائی اُسکو فلاح نہووے
اور عمار بن یاسر بھی صفین کی لڑائی مین یہی نعرہ مارتے تھے الآن القی الاحبۃ محمدا وحزبہ
یعنی اب ملاقات کرونگا مین دوستون محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور گروہ اُسکے سے اور جب
ایک ہزار اور چار سو آدمیون نے حدیبیہ کے دن آنحضرتؐ کے ساتھ بیعت اوپر موت کے کی
حق تعالی نے بیچ شان اُنکی کے یہ آیت بھیجی لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک
تحت الشجرۃ یعنی تحقیق راضی ہوا اللہ مسلمانون سے جس وقت بیعت کی اُنھون نے
تجھسے نیچے درخت کے حاصل کلام یہ ہے جو کوئی خصلت نیک صحابہ کبار کی سے خصوصاً
صحابہ کہ بدر اور احد مین حاضر تھے اور بیعت الرضوان والون سے واقف ہو یقیناً جانے کہ
یہ لوگ بیچ محبت موت فی سبیل اللہ کے طرف قدم راسخ اور محکم رکھتے تھے یہانتک کہ سعد بن
ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیچ خط اپنے کے طرف رستم بن فرخ زاد کے کہ سردار لشکر کفار کا تھا لکھا تھا کہ
فان معی قوما یحبون الموت کما یحبون الاعاجم الخمر یعنی تحقیق ساتھ میرے ایسی قوم ہے کہ
دوست رکھتے ہین موت کو جیسے دوست رکھتے ہین عجم والے شراب کو اور اس لکھنے مین اشارہ
باریک ہے واسطے دور کرنے استبعاد اس بات کے اسواسطے کہ حالت سکر کی بھی ایکنوع کی
مشابہت رکھتی ہے ساتھ حالت موت کے کہ نشہ مین آدمی مست اور بیہوش ہو کر اس جہان سے باہر
جاتا ہے اور بیچ سیر اور گردش عالم خیال کے مستغرق ہوتا ہے پس اس حالت کو کہ مشابہ موت
کے ہے اور شرابخوار واسطے راحت چند ساعت اور سیر عالم خیال کے دوست رکھتے ہین ہم آدمی موت کو
کہ سبب وصال محبوب حقیقی اور سیر عالم ملکوت کا ہے کس واسطے دوست نرکھین اور یہ بات ظاہر ہے کہ
متاع دنیا سامنے نعمت آخرت کے نہایت قلیل ہے اور یہ قلیل بھی اوپر یہودیون اُس زمانہ کے
جنکی طرف خطاب اس کلام کا ہے نہایت منغص اور مکدر رہا اسواسطے کہ بعد غلبۂ اسلام اور ظاہر
ہونے نور اور روشنیون نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طرح طرح کی خرابیان بسبب
نہ اسلام لانے انکے کے درپیش آئین کہ جدال اور قتال واقع ہوا اور مارا جانا مردون اور مقید
ہونا لڑکون اور عورتون کا اور غارتگری اچھے اچھے نفیس مالون کی اور مقرر ہونا
جزیہ اور خراج کا اور لازم ہونا ذلت اور احتیاجی کا اُن کو اٹھانا پڑا پس

اُنکے حق مین موت بنسبت اس حیات کے بلاشبہ بہتر اور فضل تھی اُنکے زعم مین اور اگر یہودی کہین کہ
ہم بیچ آرزو کرنے نعیم آخرت کی تم سے بھی پیش قدم ہین لیکن موت کو کہ وسیلہ ملنے اُس نعمت کا ہے
مکروہ جاننا طبیعت بشری کا مقتضا ہے اس سبب سے موت کی آرزو ہمکو نہین اور اُس سے ہم
بھاگتے ہین کہتے ہین ہم جو چیز کہ وسیلہ حاصل ہونے محبوب کا ہو اگرچہ طبیعت کو مکروہ معلوم ہووے لیکن صاحب
عقل اُس وسیلہ کو واسطے حاصل ہونے محبوب کے ساتھ ہزار دل کے آرزو کرتا ہے مانند فصد و تنقیہ کے
واسطے حاصل ہونے تندرستی او شفا کے اس جگہ چاہیئے جاننا کہ بعضے مفسرین نے بیچ تفسیر اس آیت کے اور
روش اختیار کی ہے کہ اکثر اشکالات سے کہ اس مقام مین وارد ہوتے ہین نجات بخشتی ہے کہتے ہین کہ
حق تعالیٰ نے بیچ باطل کرنے اس دعوے اُنکے کے کہ لنا الدار الاخرۃ خالصۃ من دون الناس
یعنی واسطے ہمارے ہے دار آخرت کا خالص واسطے اور ونکے طریق تحدی اور اعجاز کا جاری
فرمایا ہے نہ طریق الزام اور مناظرہ کا پس گویا ایسا ارشاد ہوا کہ اگر تم اس دعوے مین سچے ہو پس
ہمنے علامت سچے ہونے تمھارے کی اس بات کو ٹھرایا ہے کہ آرزو موت کی کرو نہ اسلئے کہ
درمیان اس دعوے اور آرزو موت کے لازمہ واقعیہ متحقق ہو جیسے کہ کہین کہ اگر دعوی تیرا سچا ہے
چاہیئے کہ ہاتھ اپنا اوپر سر کے رکھے تو اور ہاتھ سر پر رکھنا آسان شی ہے اگر اس کہنے کے اوپر
قادر نہو اُسکا دعوی جھوٹا ہے اور اس جگہ جب کہ آرزو موت کی اُنسے نہو سکی اعجاز آلہی ثابت ہوا
وعند الاعجاز یصح دعوی النبی ویبطل دعوی مخالفیہ یعنی اور وقت اعجاز کے
صحیح ہوتا ہے دعوی نبی کا اور باطل ہوتا ہے دعوی مخالفون اُسکے کا اور ظاہر ہے کہ
آرزو موت کی چندان امر عجیب اور شاق نہ تھا خصوصاً جس وقت تمنا سے مراد ظاہر کرنا
آرزو کا زبان سے مراد ہو پس عاجز ہونا تمام یہودیون کا اس بات سے آرزو موت کی
اپنی زبان سے ظاہر کرین دلیل صریح ہوئی اوپر جھوٹے ہونے اُنکے کے بیچ اس دعوے کے
اور بعضے مفسرین نے اس طرح کہا ہے کہ اس دعوے اُنکے مین انکار فقط لفظ خالصۃ کا ہے اور
من دون الناس بھی ساتھ خالصۃ کے متعلق ہے پس معنی کلام کے اسطرح ہو گئے کہ اگر گھر آخرت کا
واسطے تمھارے ہے نزدیک اللہ تعالیٰ کے بیچ اُس حال کے کہ وہ گھر بالکل عذاب سے خالص ہو
یعنی پہلے اُسکے داخل ہونے سے عذاب نہ چکھا جاوے بخلاف دوسرے آدمیون کے

کہ انکے تئین وہ گھر کہ بالکل عذاب سے بچا ہوا ہو ہاتھ نہین آئیگا یا بالکل اُس سے محروم رہین گے یا بعد چکھنے عذاب کے اُسکی طرف جاوینگے اور ساتھ اس توجیہ کے اعتقاد دوسرا ابھی کہ پہلے مذکور ہوا اس کلام سے ظاہر اور روشن ہوا اور اُلٹنا اس کلام کا مسلمانون کے اوپر یہودیون کی طرف سے بھی لازم نہ آیا اس واسطے کہ مسلمان اس بات کا دعوی نہین کرتے ہین کہ بہشت ہمکو قطعاً بے چکھنے عذاب کے مل جاویگی بلکہ احتمال اور خوف عذاب کا اُنکے نزدیک ہے سوال دوسرا یہ ہے کہ اس آیت سے اور آیت ولقد کنتم تمنون الموت من قبل ان تلقوہ فقد رایتموہ وانتم تنظرون سے یعنی اور تحقیق تم آرزو کرتے تھے موت کی پہلے ملنے اُسکے سے سو اب دیکھا تمنے اُسکو آنکھون کے سامنے اور مانند اسکے اور آیتون سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ آرزو موت کی اور دل سے چاہنا اُسکا امر نیک اور اچھا ہے اور نشانی نجات اور دلیل شوق الٰہی کی ہے اور اسی کی تائید مین بہت حدیثین آئی ہین منجملہ اُنکے یہ ہی کہ ساتھ روایت عبادہ بن صامت کے آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی من احب لقاء اللہ احب لقاءہ ومن کرہ لقاء اللہ کرہ لقاءہ یعنی جو شخص دوست رکھے ملنا اللہ کا دوست رکھتا ہی اللہ تعالی ملنے اسکے کو اور جو شخص ناخوش رکھے ملاقات اللہ کی ناخوش رکھتا ہی اللہ تعالی ملاقات اُسکی اور منجملہ اُنکے یہ ہے کہ بیچ مذمت مسلمانون اخیر زمانہ کے اور بزدلی اُنکی کے جہاد کافرون کے سے آیا ہی حب الدنیا وکراھیۃ الموت یعنی محبت دنیا کی اور ناخوش جاننا موت کا جہاد سے اُنکو روکیگا اور دلیل عقلی بھی اسی کو چاہتی ہے اس واسطے کہ مرد ایماندار کی تمام ہمت بیچ حاصل ہونے راحت اور عیش آخرت کے مصروف رہتی ہی اور اُسکو یقین کامل ہی کہ وہ حالت آنے والی ہی اور زندگی دنیا کی فانی ہی اور ناپائیدار اور باوجود اسکے دنیا کے اندر طرح طرح کے موانع عبادت کے اور تفکرات لاحق رہتے ہین پس بالضرور رغبت آخرت کی اور روگردانی دنیا کی لذتون سے اور ناچیز جاننا عیش اس جگہ کا اُسکو لازم ہی اگرچہ طبیعت بشری کراہیت موت کی کرے لیکن یہ کراہیت اس سبب سے نہین کہ بے رغبتی آخرت کی لذتون سے ہی بلکہ دو سبب سے اول اس جہت سے کہ سختیان جان کندنی کی اور تکلیف نکلنے روح کی مثل

تفسیر خلیلی

لوگون سے عداوت رکھے وہ کافر ہی اور خدا اُن کا دشمن ہی

تنبیہ

اللہ تعالی نے جو لوگ فقط نبی کو کافر کہا دشمن فرمایا اس لیے کہ دشمنی بات خدا کی دشمنی ہی خدا دشمن ہو تو پھر روا نہین اور جو وہی معاون ہو دشمن ہو اور پھر کسی دوستی کام نہین آتی اور عذاب کے دونون سے دشمنی کرنا برا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

دوائی بدمزہ کے کہ طبیعت کو مکروہ معلوم ہوتی ہی اور عقل کے نزدیک وہ مرغوب اور محبوب ہی دوسرے خوف مواخذہ کا اوپر اعمال کے اور ڈر عتاب الٰہی کا اوپر تقصیرون کے پس چاہتا ہی کہ زندگی بڑی ہووے تاکہ نیکیان بہت کرون اور توفیق توبہ کی نصیب ہو کہ پاک صاف ہو کر اس جہان سے جاوے اور سفر اُس جہان کا بے زاد اور راحلہ کی نہو اور اسی واسطے بیچ حدیث عبادہ بن الصامت کے آیا ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمہ فرمایا حضرت عائشہ رضی نے عرض کی کہ یارسول اللہ ہم سب موت کو مکروہ جانتے ہین پس حال ہمارا کیا ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کراہیت تمھاری معتبر نہین اب تک تمکو بسبب خوف اور ڈر مواخذہ اور عتاب کے خالص لذت اُس گھر کی نظر کے سامنے نہین ہوئی اعتبار اُس وقت کا ہی کہ وقت حاضر ہونے موت کا ہی کہ اُس وقت مین آدمی ایماندار کو ہر طرف سے بشارت پر بشارت پہنچتی ہے اور آثار رضامندی الٰہی اور بخشش اُسکی کے اپنے حق مین ظاہر اور بے پردہ دیکھتا ہی اُس وقت مین کوئی چیز نزدیک اُس کے محبوب زیادہ موت سے نہین ہوتی ہی اور کافر کو ہر طرف سے اسباب اور سامان عذاب کے نمودار ہوتے ہین اور خوف اور ڈر لاحق ہوتا ہی پس اُس وقت مین کوئی چیز نزدیک اُسکے ناخوش موت سے نہین ہوتی ہی اور بعضی روایتون مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ جواب اس سوال کے فرمایا کہ والموت قبل لقاء اللہ یعنی کراہیت موت کی مستلزم کراہیت لقاء الٰہی کو نہین اس واسطے کہ موت پیشتر ملاقات خدا کی سے ہی اور وسیلہ اُسکا ہے اور بہت وقت وسیلہ مکروہ ہوتا ہی اور مطلب محبوب مانند پینے دوائے تلخ کے کہ وسیلہ حاصل ہونے صحت کا ہی اور مثل فصد اور مسہل بدمزہ کے کہ وسیلہ حاصل ہونے شفا کا ہے اور سفر پرخطر کہ وسیلہ حاصل ہونے مال کا ہی اور بہت حدیثین اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ آرزو اور خواہش موت کی حرام ہی نچاہیے کرنی جیسے کہ بیچ حدیث مشہور کے کہ صحاح ستہ مین روایت اُسکی ہی آیا ہے لا یتمنین احدکم الموت لضر نزل بہ وان کان ولا بد فلیقل اللھم احینی ما کانت الحیوۃ خیرا لی وتوفنی اذا کان الحیوۃ خیرا لی یعنی چاہیے کہ نہ آرزو کرے کوئی تم مین سے موت کی بسبب کسی رنج کے کہ وارد ہوا ہی اوپر اسکے اور اگر نہایت لاچاری ہی پس چاہیے کہ اس طرح کہے اللھم احینی ما کانت الحیوۃ الخ

اور معنی اس دعا کے یہ ہین کہ اے بار خدایا زندہ رکھ مجھکو جب تک کہ زندگی بہتر ہی میرے حق مین اور مار ڈال مجھکو
جس وقت کہ مرنا بہتر ہو واسطے میرے پس وجہ مطابقت کی بیچ اس تعارض حدیثون کے کیا ہی جواب
اسکا یہ ہی کہ آرزو موت کی کبھی اس سبب سے ہوتی ہی کہ راحت اخروی کا شوق کمال درجہ کا دل
مین ہے اور تجرد علائق سے مانوس اور مرغوب ہے اور یہ دلیل نجات اور غلبہ شوق الٰہی
کی ہے لیکن ظاہر کرنا اس آرزو کا شرع مین جائز نہین اسواسطے کہ اصل مین یہ آرزو اُسوقت ہوتی ہی کہ
کہ آدمی مغلوب الحال ہو جاوے اور مجذوبیت کے رتبہ کو پہنچے کہ زندگی کے فائدون سے غفلت
آجاتی ہے اور یہ بات نہین سمجھتا ہے کہ جس قدر اس دنیا مین دیر تر زندہ رہونگا زیادہ تر
اسباب قرب جناب الٰہی کے حاصل کرونگا اور زیادتی شوق اور رغبت کی حاصل ہوگی
پس اگر کبھی بسبب غلبہ شوق کے یہ حالت موجود ہو چاہیے کہ اُسکے پوشیدہ کرنے مین کوشش کرے
اور زبان سے ظاہر نکرے جیسا کہ تمام آثار مغلوبیت اور مجذوبیت کو شرع مین چھپانا واجب ہے
اور بعضی اکابر صحابہ سے کہ ایسی آرزو منقول ہے سو اُسوقت مین تھی کہ اسباب موت کے حاضر ہو چکے تھے
اور بقا اور زندگی دنیا کی سے مایوسی ہو گئی تھی اُسوقت مین خوشی اور فرحت موت کے آنے کی
اور حاصل ہونے مطلب کی ظاہر کی ہے اور وہ وقت بحث سے خارج ہے اور باوجود اسکے
طلب اور دعا اور آرزو اور خواہش اُنسے بھی منقول نہین ہوئی محبت موت کی اور خوشی اوپر پہنچنے
اُسکے کے دوسری شے ہے اور طلب اور درخواست اُسکی اور شے اور کبھی آرزو موت کی بسبب
بے صبری کے اوپر کسی بلا کے بلاؤن مین سے اور تنگی حوصلہ کے اُسکے اُٹھانے سے ہوتی ہی جیسے کہ
کہنے والے نے کہا ہی **شعر** الا موت یباع فاشتریه + فهذا العيش ما لا خير فيه + الا رحم المهيمن
روح حر + تصدق بالوفاة على اخيه یعنی کاش کہ بکتی جاتی موت پس خریدتا مین اسکو
پس یہ عیش وہ ہے کہ نہین خیر بیچ اسکے کاش کہ رحم کرے اللہ اوپر روح بندہ کے کہ تصدق
ہو جاوے بسبب مرنیکے اوپر بھائی اپنے کے اور یہ آرزو کئی وجہ سے محل عتاب اور دلیل نقصان
کی ہی اسواسطے کہ آرزو موت کی دلیل جزع اور بے صبری کی اور سبب ناراض ہونے کا ساتھ
مشیت ایزدی کے اور منافی توکل اور تسلیم کے ہی اور ایک نوع کفر کا بھی اسمین آمیز ہو جاتا ہے
اسواسطے کہ جو شخص آرزو موت کی کرتا ہی سمجھتا ہے کہ بعد مرنے کے چنگل قضا کے سی خلاص ہو جاویگا

اور قدرت حضرت جناب باری کی میرے اوپر اسی وقت تک ہی کہ جب تک مین زندہ ہون جب
مرجاؤنگا تحت قدرت اسکی سے باہر ہوجاؤنگا معاذ اللہ اس اعتقاد باطل سے اور یہی آرزو ہی
جسکی منع شدید حدیثون مین آئی ہی اور اسکی برائی کی گئی ہے چنانچہ حدیث ذکر کی گئی مین لفظ
لضر نزل بہ کا اشارہ اسی بات کی طرف کرتاہے سوال تیسرا یہ ہی کہ اس سورۃ مین ولن یتمنوہ
فرمایاہے اور سورۂ جمعہ مین ولا یتمنونہ کہا ہے یہ فرق کس وجہ سے ہے جواب اسکا یہ ہی کہ
دعوی یہودیون کا اس سورۃ مین یہ ہے کہ لنا الدار الاخرۃ خالصۃ من دون الناس
یعنی بہشت اور مافیہا کہ بغیر عذاب کے ہو ہمارے ہی واسطے ہی اور دوسرون کا اُس مین
حصہ نہین اور مطلوب بالذات بہشت اور آخرت کی نعمتین ہین اور اسی کا حصر اُنہون نے اپنے
واسطے کیا اور سورۂ جمعہ مین یہ دعوی ہے کہ نحن اولیاء اللہ من دون الناس یعنی ہم دوست
خدا کے ہین نہ دوسرے اور ظاہر ہی کہ دوستی خدا کی وسیلہ ملنے بہشت اور آخرت کی نعمتون کا ہی سو
حصر وسیلہ کا اپنے واسطے اسجگہ کیا پس مناسب ہوا کہ اس سورۃ مین دعوے اُنکے کا کمال تاکید کے ساتھ
انکار کیا جاوے کہ مطلوب بالذات کا دعوی کیا تھا اور سورۂ جمعہ مین بغیر تاکید کے دعوے اُنکے کا کہ
انحصار وسیلہ کا ہی اور چندان مقصود نہین انکار کیا جاوے تاکہ فرق بیچ مطلب اور وسیلہ کے حاصل ہو
اور یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ جو دعوی اُنکا سورۂ جمعہ مین ہی خاص ہی اس دعوے سے کہ اس سورۃ مین
مذکور ہے اسواسطے کہ جسکو بہشت اور نعمت آخرت کی حاصل ہو لازم نہین کہ ولی خدا کا بھی ہو اسواسطے
کہ مرتبہ ولی کا قریب مرتبہ نبی کے ہی بیچ کامل ہونے کے اور قاعدہ مقررہ اہل معقول کا ہی کہ نفی عام کی
زیادہ تر بعید ہے نفی خاص کی سے جیسے کہ اثبات خاص کا بعید ہی اثبات عام کے سے مثال اسکی
قول تیرا الانسان موجود اور فلان بن فلان موجود کہ انسان عام ہی اور فلان بن فلان خاص ہے
اور جبکہ دعوی پہلا یعنی انحصار نجات اور پہنچنا جنت کے وجون مین اپنے گروہ مین ابعد تھا دوسرے
دعوے سے یعنی انحصار کرنا ولایت کا بیچ اپنے پس پہلے دعوے مین حاجت لن کے لانیکی پڑی کہ
تاکید نفی مین کوئی حرف اس سے زیادہ نہین اور دوسرے دعوے مین کفایت ساتھ اصل نفی کے
کہ مدلول کلمہ لا کا ہے مناسب ہوئی اور جب کہ پہلی آیت مین خبر دی اس بات کی کہ یہودی ہرگز آرزو
موت کی نہین کرتے ہین اور نکرینگے اور احتمال ہی کہ شخص آرزو دونون ضدون کی نکرے اور ساتھ کسی طرف کے دو طرفون

تقاضا کی سے انس اور رغبت اسکو نہو پس دیکھیے یہودیون کے موت اور حیات ایکسان ہون نہ موت
کی خواہش کرنے والے ہون اور نہ طلب کرنے والے زندگی کے پس واسطے دفع کرنے اس احتمال کے
فرماتے ہین کہ کاش وہ آرزو موت کی کرتے اور نہ حرص اوپر زندگی دنیا کے کرتے بلکہ اپنے ارادہ کی نفی کرکے
موت اور حیات کو اسکے حوالے کر دیتے کہ جس طرح اسکی رضا ہو اس طرح رکھے خواہ زندہ رکھے خواہ
مارے یہ حالت بھی بہتر حالتون عقبی کے طالبون سے ہی بلکہ مولے کے طالبون کی سے لیکن جب تو تجربہ اور
امتحان کریگا تو حالت انکی برخلاف اس حالت کے بھی پاویگا تو وَلَتَجِدَنَّهُمْ یعنی البتہ پاویگا تو
ان یہودیون کو کہ بہشت کو خاص حصہ اپنا کہتے ہین اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ یعنی زیادہ تر حرص
کرنیوالے اوپر ایسی زندگی کے کہ نہایت بری اور آرام کے ساتھ ہو یادہ تر اس سے کہ آدمیون کے
نزدیک مدت اسکی مقرر ہی بلکہ انکو حرص زیادہ پاوے تو ایسی زندگی سے وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا یعنی
اور ان آدمیون سے کہ شرک کرتے ہین اور بہ نسبت اور آدمیون کے بہت محبت زندگی دنیا کی
رکھتے ہین ساتھ اس مرتبہ کے کہ گویا اس امر مین حد انسانیت کی سے نکل گئے اور گروہ آدمیون کے سے
باہر ہوے اس واسطے کہ معاد اور آخرت کا ہرگز اعتقاد نہین رکھتے ہین اور موت کو فناء محض اور عدم مطلق
جانتے ہین اور سوائے زندگانی دنیا کے کوئی زندگانی نہین جانتے ہین پس بہشت انکا یہی دار دنیا ہے
اگر وہ اوپر اس زندگانی کے حرص کرین اور جان دیوین بجا ہی اور یہ یہودی کہ اپنے تئین اہل کتاب
کہتے ہین اور اقرار دار الجزاء کا کرتے ہین بلکہ نعمت اس گھر کی خالص اپنے واسطے جانتے ہین
جب مشرکین کی نسبت سے حرص زیادہ کرین پس انکو دوزخی ہونا اپنا نظر آتا ہی اور یہ باتین انکی
صرف لاف زنی ہی اور دلیل حریص ہونے انکے کی اوپر زندگی دنیا کے بہ نسبت اور آدمیون کے یہ ہے کہ
زیادہ تر اور آدمیون سے بیچ فکر زیادتی عمر اپنی کے رہتے ہین اور بیچ طلب کرنے شفا کے زیادہ حد
مشروعی سے سعی کرتے ہین ہر طرف ہر طبیب اور منتر پڑھنے والے اور ساحر کے رجوع کرتے ہین اور واسطے بقائے
اس حیات کے ایمان اور دین اپنے کو برباد دیتے ہین اور واسطے رفاہیت عیش اپنے کے اور نہ مکدر ہونے
اسکے کے ہر طرف سے بغیر تفتیش حلال و حرام کے مال کو جمع کرکے ذخیرہ کرتے ہین اور یہ طریقہ انکا
اخیر دم زندگی تک باقی رہتا ہی باوصف بڑھاپے اور گر جانے دانتون اور سفیدی بالون
کے کہ پیغام موت کے ہین معالجات اور تدبیر زیادتی عمر اپنی سے باز نہین آتے ہین

تفسیر خلیلی

کتاب پڑھ لی) تو خود کتاب والوں کا ایک فریق (یہودیوں) کی کتاب کو (جو انکے پاس تھی) ایسا پیٹھ پیچھے ڈال دیا جیسے وہ جانتے ہی نہین وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ

اور دلیل اوپر زیادتی حرص اُنکی کے بنسبت مشرکون کے یہ ہی کہ یَوَدُّ اَحَدُهُمْ یعنی دوست
رکھتا ہی ایک اُنہین سے بیچ حق اپنے کے نہ بیچ حق تمام گروہ اور خاندان اپنے کے کہ بیچ حق تمام گروہ
او خاندان اور مذہب اپنے کے یہ آرزو اکثر شخصون کو ہوتی ہی اور بعضون کو نہین ہوتی ہی لیکن
انکے اندر ہر ہر شخص آرزو کرتا ہی لَوْ یُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ یعنی یہ کہ ہوجاوے ہزار برس عمر اُسکی حالانکہ
جانتے ہین کہ اس عمر مین ہرگز کسی طرح کی حلاوت زندگی کی نہین رہتی ہی اور ساتھ کسی عیش کے
بہرہ مند نہین ہوتے ہین اور اپنی قوت سے کوئی کام نہین کرسکتے ہین اور مشرکون کو آرزو اس قدر
عمر کی دل مین نہین آتی ہی اور وجہ اسکی یہ ہی کہ مشرکین جب سبب سے منکر آخرت کے ہین نہ وہان
کی خیر کی رغبت کرتے ہین اور نہ شر اُس جگہ کے سے ڈرتے ہین اور بھاگتے ہین اور یہ لوگ جانتے ہین کہ
اُس جہان مین جزا ہر نیک اور بد کی دی جاویگی اور ہم مستحق عذاب ہمیشگی کے ہونگے جب تک دنیا مین
زندہ ہین اُس عذاب سے بچے رہینگے پس بسبب اس محبت اور اس آرزو کے اپنے تئین عذاب الٰہی سے
دور رکھتے ہین وَمَا هُوَ یعنی اور نہین ہی اس قدر عمر پانی بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ یعنی دور
رکھنے والی اُس آدمی کو عذاب الٰہی سے اگرچہ موافق آرزو اُسکی کے ہوجاوے اَنْ یُّعَمَّرَ یعنی یہ کہ عمر
ہزار برس کی دی جاوے اس واسطے کہ ہرچند یہ مدت طویل دکھلائی دیتی ہی لیکن جبکہ آخر کو تمام
ہوجاویگی بیچ حکم تھوڑی مدت کے ہی اور یہ شخص کہ خوگر کفر اور گناہ کا ہی جس قدر دنیا مین دیر تر رہے
زیادہ تر بوجھ گناہ کا اُٹھاتا ہی پس اس قدر بڑی عمر کفر اور گناہ مین گزارنی حقیقت مین اپنے
تئین عذاب سے نزدیک کرنا ہی نہ دور رکھنا اور دور رکھنا عذاب سے یہ ہی کہ اصلاح اعمال اپنے کی
کرین اور ساتھ توبہ اور ندامت کے خواہش کرین اور یہ امر اُن کو میسر نہین وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ
یعنی اور خدا دیکھنے والا ہی اُس چیز کو کہ کرتے ہین یعنی بڑھنا دمبدم کفر مین اور گناہون اور
منہیات کا تودہ تودہ جمع کرنا پس اُنکو تخفیف بھی عذاب کی کہ بیچ صورت چھوٹے ہونے عمر کے
متوقع تھی حاصل نہوگی بلکہ بسبب زیادتی اعمال قبیحہ کے عذاب اُنکا بڑی عمر ہونے مین زیادہ تر
ہوگا اور اگر عمر اُنکی واقع مین کوتاہ بھی ہو تب بھی بسبب اس آرزو کے کہ ہزار برس کی عمر کفر اور
گناہون مین گزارین مرتکب کفر اور گناہ ہزار برس کے ہوتے ہین اس واسطے کہ حق تعالیٰ جانتا ہے کہ
اگر اس قدر انکی عمر ہوجاویگی انھین برے کامون مین گزارینگے پس اپنے تئین عذاب سے دور

نصف
حَتّٰى یَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ
فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ
فَیَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا
مَا یُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَیْنَ
الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ
وَمَا هُمْ بِضَآرِّیْنَ بِهٖ
مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ
اللّٰهِ وَیَتَعَلَّمُوْنَ
مَا یَضُرُّهُمْ وَ
لَا یَنْفَعُهُمْ
وَلَقَدْ
عَلِمُوْا لَمَنِ
اشْتَرٰىهُ
مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ
مِنْ خَلَاقٍ
وَلَبِئْسَ مَا
شَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ
لَوْ كَانُوْا
یَعْلَمُوْنَ

نہین کرتے ہین بلکہ نزدیک کرتے ہین اور اگر یہودی کہین کہ ہم بغیر توریت کے ایمان نہین لاتے ہین
اور نہ سوائے توریت کے کسی کتاب کا یقین کرتے ہین اور یہ حسد کی راہ سے نہین کہے اور لوگون پر
کیون کتاب نازل ہوئی بلکہ اس سبب سے ہے کہ توریت بلاواسطہ اللہ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام
کو عنایت ہوئی تھی اور یہ قرآن جبرئیلؑ کے واسطے سے اوپر تمھارے نازل ہوتا ہی اور جبرئیل تمام
فرشتون مین سے دشمن ہمارا ہی نفس ہمارا قبول نہین کرتا ہی کہ بوجہ احسان دشمن کا ہم اُٹھاوین پس
بیچ جواب اس بات کے اُنسے قُلْ یعنی کہہ کہ جبرئیلؑ تمھارے ساتھ دشمنی نہین رکھتا ہے بلکہ تم اُسکو
ساتھ خیالات فاسدہ اپنے کے دشمن رکھتے ہو مثلاً کہتے ہو کہ جبرئیل علیہ السلام نے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو اوپر پوشیدہ باتون ہماری کے اطلاع کر دی ہے اور جو تدبیر اور مشورہ پوشیدہ کہ بیچ
مقابلہ اُسکے کے کرتے ہین اُس بات سے خبردار کرتا ہے اور عذاب اوپر کافرون کے لاتا ہے اور
خسف اور مسخ اُنکو کرتا ہے اور بخت نصر کو اُسنے ہمارے ہاتھ سے چھڑا دیا اور مارنے نہ دیا یہانتک کہ
وہ جوان ہوا اور بیت المقدس کو اُسنے خراب کیا اور قوم بنی اسرائیل کو قتل اور قید کیا اور جب
اُسنے یہ سب چیزین اللہ کے حکم سے کین اُسکو ان باتون مین دشمن رکھنا نہین چاہیئے
پس مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ یعنی جو کہ ہو دشمن جبرئیل کا دشمنی اُسکی محض نبے وجہ ہے
فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ یعنی اسواسطے کہ جبرئیلؑ نے اُتارا ہی اس قرآن کو اور یہی ہے پچھلا سبب عداوت
اُنکی کا اُسکے ساتھ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ یعنی اوپر دل تیرے کے محض ساتھ اذن اللہ تعالیٰ کے
اور ساتھ فرمودہ اُسکے کے نہ خود بخود طرف اپنی سے اسواسطے کہ جبرئیل کو سوائے منصب ایلچی گری اور
پیغام پہنچانے کے کچھ اختیار نہین اور اس بات پر اتفاق تمام انبیاء کا ہی پس وہ جو کچھ کرتا ہے اور
پہنچاتا ہی ساتھ حکم خدائے تعالیٰ کے کرتا ہی اور پہنچاتا ہے اور ظاہر کرنا بھیدون تمھارے کا روبرو
پیغمبر وقت کے بھی ساتھ حکم خدا کے ہی نہ عداوت کی جہت سے ساتھ تمھارے اور باوجود اسکے اگر
بالفرض جبرئیل علیہ السلام بسبب کفر اور نافرمانی تمھاری کے دشمن بھی ہوا اسواسطے کہ حق تعالیٰ
ساتھ ذات پاک اپنی کے دشمن کافرون اور نافرمانون کا ہے اور جبرئیل علیہ السلام تابع مرضی
اُسکی کا پھر بھی چھوڑنا ایمان کا اور کفر کرنا ساتھ اُس چیز کے کہ اُتاری ہوئی جبرئیلؑ کی ہی کوئی وجہ نہین
رکھتا ہے اسواسطے کہ وہ اُتارا ہوا نہین مگر مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ یعنی موافق کتابون کے کہ

کہ پہلے اُس سے ہین کہ اوپر حضرت موسیٰ اور سوا اور انبیاء بنی اسرائیل کے نازل ہوئین پس دکرنا اُتارے ہوے جبرئیل کو گویا ردکرنا کتابون پہلیون کا ہی اور اقرار کرنا ساتھ اُسکے بعینہٖ اقرار کرنا ساتھ اُتارے ہوے جبرئیل کے ہی اور کمال بیوقوفی اور حماقت ہی کہ اگر دوست تمھارا کہے کہ السماء فوقنا یقین کرو اور اگر دشمن السماء فوقنا کہے یقین نکرو اور اگر دوست تمھارا بادشاہ کی طرف سے کوئی حکم پہنچاوے اُسکو تو قبول کرو اور اگر دشمن اسی حکم کو پہنچاوے تو رد کرو بلکہ اگر اُس چیز مین کہ جبرئیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لایا ہی اس وقت مین تامل کرو تو اُسمین صفت دوسری بھی پائی جاتی ہی اسواسطے کہ وہ موافق کتاب تمھاری کے بھی ہی وَهُدًى یعنی اور ہدایت کامل زیادہ ہی ہدایت پہلی کتابون کی سی وَبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ یعنی اور خوشخبری ہے واسطے مسلمانون کے پس اگر اُسکو قبول کرو اور یقین کرو تو اُس بشارت مین داخل ہو جاؤ اور ساتھ اُس ہدایت کے ہدایت پانیوالے ہو اور بہت بڑا نفع تمکو بسبب جبرئیل ہی کے حاصل ہو اور کمال محبت اُس سے کرو اسواسطے کہ نزدیک اندھے کی نہایت دوستی ہی کہ اُسکو کوئی شخص نشان راہ راست کا دیوے اور نزدیک شخص پریشان اور حیران اور ڈرنے والے کے زیادہ اس سے دوستی نہین کہ اُسکو خوش وقت کرین پس جس چیز کو تمنے سبب عداوت کا گمان کیا ہی عین سبب محبت کا ہی اور یہ عذر تمھارا مانند عذر اُس اندھے کے ہی کہ اُسکو کوئی کوے اور چاہ ہلاکت سے خلاص کرے اور سیدھا رستہ بتلاوے اور وہ کہے کہ یہ آدمی دشمن میرا ہی مین بات اُسکی قبول نہین کرتا ہون اور کوے مین گرتا ہون یا مانند عذر اُس حیران اور پریشان کے ہی کہ بسبب کمال خوف کے جان اُسکی نکلتی ہی اور اُسکے تئین کوئی شخص خوشی پہنچاوے اور تسلی بخشے اور وہ کہے کہ مین بات اُسکی یقین نہین کرتا ہون اور اسی حال مین رہونگا اور جان اپنی کو برباد کرتا ہون اور سبب نازل ہونے اس آیت کا بیچ تفسیر ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور اور کتابون حدیث کی مثل طبرانی اور بیہقی اور مسند امام احمد اور عبد بن حمید کے ایسا مروی ہوا کہ جب آنحضرت علیہ السلام بیچ مدینہ منورہ کے ہجرت فرما کر داخل ہوے ایک جماعت کثیر یہودیون مین سے واسطے تفتیش حال کے آنحضرت صلعم کے پاس آئی اور سردار اُنکا عبد اللہ بن صوریا کہ فدک کے دانشمندون مین سے تھا درپے امتحان کے ہوا اور پوچھا کہ اول ہم سے اپنے سونے کا حال بیان کر کہ کس طرح سے ہے اسواسطے کہ کیفیت

نبی آخر الزمان کے سونے کی ہماری کتابون مین لکھی ہی کہ یہ علامت ہی تیرے بیان کرنے سے معلوم
ہوجاویگا کہ وہ علامت تیرے اندر موجود ہی یا نہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنکھین
میری سوتی ہین اور دل میرا نہین سوتا اور غافل نہین ہوتا ہی اگر یہی علامت ہی پس میرے اندر موجود ہی
عبداللہ بن صوریا نے کہا کہ سچ کہا تو نے یہی علامت ہی اب ہم تجھسے اور کئی چیزین پوچھتے ہین کہ اُن
چیزون کو سوائے پیغمبرون کے کوئی نہین جانتا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چاہو پوچھو تم
لیکن مین تمسے ایک عہد لیتا ہون جو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے فرزندون سے لیا تھا کہ اگر
مین تمکو اُن چیزون سے خبر دون تم ایمان لاؤ اور متابعت میری قبول کرو سب نے کہا کہ قبول ہی
بعد اسکے عبداللہ بن صوریا نے کہا کہ یہ بات بتلاؤ مشابہت اولاد کی کبھی ساتھ ماں کے ہوتی ہی اور کبھی
ساتھ باپ کے کس سبب سے ہوتی ہی آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ منی دونوں مرد اور عورت میں
ہوتی ہی منی مرد کی سفید اور گاڑھی ہوتی ہی اور منی عورت کی مائل طرف زردی کے اور پتلی ہوتی ہی
جسکی منی کہ اوپر ہوکر دوسرے کی منی کو نیچے بٹھلاوے یا رحم کے اندر جسکی منی پہلے دوسرے کی منی سے
قرار پکڑے اور یا باعتبار اجزاء رحم کے غلبہ جسکی منی کو ہو فرزند کی مشابہت اُسکے ساتھ ہوتی ہے اگر
کوئی ان تینون چیزون سے مرد کی منی مین پائی جاوے تو فرزند کو ساتھ خاندان باپ کے مشابہت پر
ہوتی ہی اور اگر عورت کی منی مین یہ چیزین ہم پہنچین فرزند ساتھ خاندان ماں کے ہمشکل ہوتا ہی بعد اسکے
پوچھا کہ کون کونسا عضو فرزند کا ماں کی منی سے پیدا ہوتا ہی اور کون کون سا عضو باپ کی منی سے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہڈیاں اور پٹھے اور نرم ہڈیاں تمام باپ کی منی سے
ہوتی ہین اور گوشت اور خون اور بال اور ناخون ماں کی منی سے پیدا ہوتے ہین کہا انھون نے
کہ سچ کہا تو نے ایسا ہی ہے کتابون پیغمبرون پہلون ہمارے کے مذکور ہی اب بتلاؤ کہ جس وقت بہشتی بہشت
مین داخل ہونگے پہلے پہلے مہمانی اُنکی کیا چیز ہوگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول کھانا
بہشتیون کا مچھلی کی کلیجی کا ٹکڑا ہوگا اور بعضی روایتون مین آیا ہی کہ گوشت نرگاؤ اور مچھلی کا ہوگا
اُنھون نے کہا کہ یہ بھی سچ ہی بعد اُس سے پوچھا کہ اب خبر دے ہمکو اُس کھانے سے کہ حضرت
یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام کیا تھا آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت اسرائیل کو
بیماری عرق النساء کی لاحق ہوئی اور بہت دن ہوگئے جناب الٰہی کی نذر کی کہ اگر مجھکو اس سخت مرض سے نجات حاصل ہو

تو جو کچھہ کہ جنس کھانے کی سے نزدیک میرے مرغوب زیادہ ہی اپنے اوپر حرام کرتا ہون حق تعالیٰ نے اُن کو
شفا دی اُنھون نے گوشت اور دودھہ اونٹ کا کہ زیادہ مرغوب اُنکے نزدیک تھا حرام کیا اور بعد
اسکے اُنکے سب بیٹون پر یہ کھانا حرام ہوا کہا یہ بھی سچ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
جب تمنے میرا ان سوالون کے جواب مین امتحان کیا اور راست گوئی میری جانی پس تمکو کیا توقف ہی کہ
میرے دین مین داخل نہین ہوتے ہو اور متابعت میری اختیار نہین کرتے ہو کہا اُنھون نے کہ ایک چیز
باقی رہی ہی جب تک کہ اُس چیز سے تسلی ہماری حاصل نہین ہوتی ہی متابعت تیری نہین کرتے ہین
آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہو تم وہ چیز کونسی ہی کہا اُنھون نے کہ ہمکو خبر دے کہ کونسا فرشتہ اوپر تیرے
وحی لاتا ہی اور رفیق تیرا اور غمگسار تیرا رہتا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رفیق و غمگسار
میرا سب فرشتون مین سے حضرت جبرئیل علیہ السلام ہی اور یہی ہی کہ سب فرشتون مین سے ہمراہ ہر نبی کے
رہتا ہی اور وحی طرف اُسکے لاتا ہی اس بات مین شریک سب پیغمبرون کے ہون مین اُنھون نے کہا کہ ہم
تیری متابعت نہین کرینگے اسواسطے کہ جبرئیل دشمن ہمارا ہی تمام فرشتون مین سے اگر میکائیل وحی تیرے
پاس لاتا تو البتہ متابعت تیری کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل کو کس سبب سے دشمن رکھتے ہو
کہا اُنھون نے اسکے کئی سبب ہین اول یہ کہ قدیم سے نبوت اور رسالت ہمارے خاندان مین تھی اب
جبرئیل نے اس منصب عمدہ کو بیچ بنی اسماعیل کے مقرر کر دیا اور ہمکو اس خدمت سے معزول کیا دوسرے یہ کہ خسف
اور مسخ اور عذاب اور قحط اور وبا پہلی امتون مین اسی نے کیا ہی اور میکائیل صاحب بارش اور ارزانی اور
رفاہیت کا ہی تیسرے یہ کہ پیغمبرون ہمارے نے ہمکو خبر دی تھی کہ بیت المقدس ہاتھ ایک شخص کے کہ
بخت نصر نام اُسکا ہوگا خراب ہوگا اور وہ شخص مین بابل اور عراق مین پیدا ہوگا اور پیدائش
اُسکی فلانی تاریخ ہوگی اور جائے سکونت اُسکی فلانی جگہہ ہوگی اور بنی اسرائیل کے فرقہ کو اُسکے ہاتھ سے تباہی
اور خرابی حد سے زیادہ درپیش آویگی جب وقت پیدائش اُسکی کا پہنچا ہمارے بزرگون نے چند آدمی
اپنے معتبر خفیہ بھیجے اُس لڑکے کو کسی حیلہ اور تدبیر سے مار ڈالین جسوقت بھیجے ہوئے آدمی ہمارے بزرگون کے
بخت نصر کے شہر مین پہنچے اور اُسکو لڑکون مین کھیلتا ہوا پایا اور چاہا کہ مارین جبرئیل آدمی کی صورت
مین ظاہر ہوا اور اُس لڑکے کو نیچے دامن اپنے کے چھپا لیا اور کہا کہ اگر یہ لڑکا وہی ہی کہ اُسکے ہاتھ سے
تمکو اذیت پہنچنے مقدر ہے بس تمکو اوپر مار ڈالنے اُسکے کے قدرت نہوگی اسواسطے کہ تقدیر بدلتی نہین

اس کلام مین جمع ہون پھر تصدیق نکرنی اور کفر اختیار کرنا کمال حماقت اور بیوقوفی ہے خصوص ساتھ
اس عذر ناسموع کے کہ لانیوالا اسکا دشمن ہمارا ہی باقی ہے اس جگہ کئی سوال جواب طلب سوال پہلا
یہ کہ درمیان شرط اور جزا کے ربط چاہیے اور اس جگہ درمیان شرط کے کہ من کان عدوا لجبریل
ہے اور درمیان جزا کے کہ فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ ہے ظاہر مین ربط نہین معلوم
ہوتا ہی جواب اسکا یہ ہے کہ مفسرین نے بیچ بیان کرنے ربط کے درمیان اس شرط اور جزا کے
دو طریق اختیار کیے ہین اول یہ کہ جزا اس شرط کی محذوف مانتے ہین اور دلیل اس جزا محذوف کی کو
فانہ نزلہ علی قلبک الی آخرہ ہے قائم مقام جزا کی جانتے ہین پس معنی کلام کے یہ ہونگے
کہ جو کوئی جبرئیل کو دشمن رکھے دشمنی اُسکی محض بے وجہ ہی سواسطے کہ جبرئیل اللہ کی طرف سے
اس نعمت عمدہ کو لایا ہے اور جبکہ نزول قرآن کا بواسطہ جبرئیل محض حکم خدا کے سے ہے نہ
خواہش جبرئیل کی سے پس اگر نظر اس بات کی طرف کرین کہ جبرئیل کو اس کام کا حکم ہی چاہیے کہ اسکو
معذور رکھین اور جانین کہ اگر حق تعالی میکائیل کو یہ کام فرماتا وہ بھی ایسا ہی کرتا اور اُسکے اوپر
بھی اشکال متوجہ ہوتا اور اگر اس بات کی طرف نظر کرین کہ جبرئیل ہمارے واسطے ایک خوان بھرا
ہوا نعمت ہدایت اور بشارت کا لایا ہے اور دوا شافی درد ہمارے کی شفا خانہ غیب کے سے
اُسنے ہماری طرف پہنچائی ہے چاہیے کہ اس صورت مین اُسکی شکرگزاری کرین اور ساتھ ہزار
زبان کے شکر اس احسان کا ادا کرین اور ساتھ ہزار دل کے دوستدار اُسکے ہون دوسرے
یہ کہ جزا اس شرط کی محذوف نہین بلکہ فانہ نزلہ علی قلبک الی آخرہ جزا واقع ہوئی ہے
لیکن جزا شرط کے ساتھ دو وجہ کے بلغا کے کلام مین آتی ہے ایک یہ کہ جو چیز کہ شرط کے اوپر مترتب
اور متفرع ہوتی ہے اور شرط اُسکا سبب ہو اُسکو ذکر کرتے ہین جیسے کہ اس جگہ کہتے ہین کہ من
کان عدوا لجبریل استحق اشد العذاب دوسرے یہ کہ جزا ایسی شے کو بناتے ہین کہ شرط
اُسکے اوپر مترتب ہو اور وہ شے سبب حصول شرط کا ہو اُسکو مذکور کرتے ہین جیسے کہ کہین
ان عادک زید فقد اذیتہ واساءت الیہ یعنی اگر دشمن رکھے تجکو زید پس تحقیق ایذا پہنچائی تھی
تو نے اُسکو اور بُرائی کری تھی تو نے طرف اُسکے اس مقام مین بھی یہی طریق جاری کیا ہے سواسطے
کہ اور یہودیون کے کہ جبرئیل سے عداوت رکھتے تھے دو طریق سے عتاب منظور رہے ہے

اول ساتھ بیان کرنے خباثت سبب اس عداوت کے دوسرے ساتھ بیان کرنے شناعت اور
قبح ثمرہ اور نتیجہ اس عداوت کے کہ اگلی آیت مین مذکور ہی اور جب کہ سبب ہر چیز کا اوپر مسبب
اسکے کے تقدم طبعی رکھتا ہی ذکر مین بھی تقدیم سبب عداوت کی اوپر نتیجہ اور ثمرہ اسکے کے ضرور پڑی
پس معنی کلام کے اس طریقہ پر ایسے ہونگے کہ جو کوئی دشمن جبرئیل کا ہو پس سبب اس دشمنی کا یہ ہے کہ وہ
قرآن کو تیرے دل پر القا کرتا ہی نہ اوپر دل کسی کے بنی اسرائیل مین سے اور از بسکہ وہ قرآن جمع
کرنیوالا صفات کمال تمام کتابون کا ہی کہ پہلی کتابون کے بھی موافق ہی اور دلیل روشن بھی ہی اور
بشارت اور خوشخبری بھی ہی اس سبب سے حسد کرکے اسکے لانیوالے کو دشمن بنالیا ہی
اور ظاہر ہی کہ جب سبب کسیکی عداوت کا حسد ہوا اور وہ بھی اوپر نعمت دینے کے تو زیادہ قبیح
ہوتا ہی بہ نسبت اسکے کہ کسی اور جہت سے ہو اسباب دشمنی کے سے سوال دوسرا یہ ہی کہ ضمیر مفعول کی
بیچ نزلہ کے راجع طرف قرآن کے ہی حالانکہ لفظ قرآن کا مذکور نہین پس اضمار قبل الذکر لازم آیا جواب
اسکا یہ ہی کہ ضمیر کو کبھی حکم اسم اشارہ کا دیتے ہین اور بجاے اسکے استعمال کرتے ہین اور اس استعمال
مین حضور ذات مشار الیہ کا کفایت کرتا ہی مقدم ہونا ذکر اسکے کا لفظ مین درکار نہین اور بیچ وقت
تلاوت قرآن کی حضور ذات قرآن کا بلاشبہ متحقق ہی پس یہ استعمال صحیح ہوا جیسے کہ بیچ انا
انزلنہ فی لیلۃ القدر کے معلوم ہی اور اسی واسطے اہل عربیت نے بعد تتبع کرنے ترکیبون فصحاے
عرب کے کہا ہی کہ کئی چیزون مین انکے نزدیک اضمار قبل الذکر جائز ہی مثل آسمان اور زمین اور دن اور رات اور
انگلیان ہاتھ کی اور اور مثل اسکی اور بعضی مثالین یہ ہین ولو یواخذ اللہ الناس بما کسبوا ما ترک
علی ظہرہا من دآبۃ اور اذا الغداۃ بادرۃ والذی شفقن خمسا اور تحقیق اسکی
یہی ہی کہ ان استعمالات مین ضمیرون کو بجاے اسماء اشارہ کے لاتے ہین اور بیچ استعمال
اسم اشارہ کے حضور ذات مشار الیہ کا کافی ہی اور یہ چیزین اکثر حاضر ہوتی ہین اس طرح پر کہ
اشارہ اسکی طرف صحیح ہوسکے سوال تیسرا یہ کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ساتھ کہنے اس کلام
کے مامور ہوے پس زبان انکی سے فرمانا چاہیے تھا اس طرح پر فانہ نزلہ علی قلبی
باذن اللہ علی قلبک کس واسطے فرمایا جواب اس سوال کا اکثر مفسرین نے اس طرح کہا ہے کہ لفظ
خطاب کا بیچ علی قلبک کے واسطے حکایت کلام الٰہی کے ہی گویا ایسا ارشاد ہوتا ہی کہ یہ کلام

کہ مین فرماتا ہون طرف آدمیون کے خصوصاً طرف یہود یون کے پہنچاوے پس اس صورت مین لانا علیٰ قلبی کا مناسب نہین بلکہ علیٰ قلبك چاہیئے اور بعضے مفسرین نے کہا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مامور نہ تھے مگر ساتھ کہنے جملہ شرطیہ کے کہ شرط اُسکی موجود ہی اور جزا اُسکی محذوف اور وہ یہ ہے من کان عدوا لجبریل فانہ یعادی من لا یلیق ان یعادی یعنی جو شخص عداوت کرے جبرئیل کی پس بے شک یہ شخص عداوت کرتا ہی ایسے شخص کی کہ وہ لائق عداوت کئے جانے کے نہین اور اگلی کلام یعنی فانہ نزلہ علیٰ قلبك باذن اللہ دلیل اس جملہ شرطیہ کی ہے کلام آمر سے کہ حق تعالیٰ ہے اور کلام رسول کا نہین تا کہ علیٰ قلبی کہا جاتا سوال چوتھا یہ ہے کہ نازل کرنا قرآن مجید کا اوپر تمام ذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا نہ فقط دل کے اوپر پس لفظ علیٰ قلبك کہنے کی کیا وجہ ہی جواب اسکا یہ ہے کہ نزول قرآن کا اوپر تمام شخص کے خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہین بلکہ عام ہے تمام اُمت کو اسواسطے کہ جیسے کہ قرآن بواسطہ جبرئیل علیہ السلام کے اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نازل ہوا ویسے ہی بواسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر صحابہؓ کے کہ آنحضرتؐ کی زبان مبارک سے دولت سُننے قرآن شریف کی اُنکے نصیب ہوئی تھی نازل ہوا اور بواسطہ اُن سُننے والون کے اوپر دوسرون کے نازل ہوا اور ایسے ہی چلا آیا ہمارے زمانہ تک فرق قلت اور کثرت وسائط کا ہی اور وہ شے کہ خاص ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی نزول قرآن کا اوپر قلب کے ہی کہ اُمتیون کو یہ بات حاصل نہین اور بیان اس ابہام کا یہ ہے کہ کلام کسی شخص کی دوسرے کی طرف دو طریق سے پہنچتی ہی ایک یہ کہ اول کان پر پہنچے اور کان کے رستہ سے دل پر پہنچے اور یہ طریق عام اور مطرد اور متعارف ہی اور اُمتیون کو کلام اللہ اسی طریق سے طرف دل کے پہنچتا ہی دوسرے یہ کہ اولاً وابتداءً دل پر پہنچے اور الفاظ خیال مین حاضر ہوجاوین اور یہ طریق خاص ساتھ اہل کمال کے ہے اور نادر اور قلیل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر قرآن مجید بواسطہ جبرئیلؑ کے اسی طریق سے پہنچتا تھا اور اسی جہت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بیچ یاد رکھنے اس کلام طویل کے ہرگز حاجت تکرار اور بار بار پڑھنے کی نہین پڑتی تھی اور اسکو فراموش نکرتے تھے والا کلام ایک دفعہ کی سُنی ہوئی خصوصاً کلام دراز ہرچند کہ کیسا ہی حافظہ قوی ہو یاد نہین رہتی ہے پس واسطے بیان کرنے خصوصیت اس نزول کے

کہ باعث حسد کا یہی ہی لفظ علیٰ قلبک کا لانا ضرور ہوا اب ہم متوجہ ہوتے ہین طرف تحقیق لفظ جبرئیل کے
جاننا چاہیئے کہ جبرئیل باجماع اہل عربیت کی غیر منصرف ہی بسبب علمیت اور عجمہ کے معتبر ط
ادسکے کے اور معنی اس نام کے موافق روایتون اکثر صحابہ رض کے عبداللہ ہی ساتھ اسطرح کے کہ جبر کے
معنے یہ ہین کہ بندہ بے اختیار اور مجبور خاوند کے ہاتھہ مین ہوا اور ایل بمعنی اللہ کے اور ایسی ہی روایت
کی گئی ہی ابن عباس اور عکرمہ اور علقمہ اور غیر اونکے سے بیچ تفسیر ابن جریر اور ابن ابی حاتم کے لیکن
دیلمی نے ابوامامہ سے مرفوعاً روایت کی ہی کہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عم اِسْمُ جِبْرَئِیْلَ عَبْدُ اللّٰہِ
وَاِسْمُ مِیْکَائِیْلَ عَبْدُ اللّٰہِ وَاِسْمُ اِسْرَافِیْلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ یعنی کہا اوسنے کہ فرمایا
رسول اللہ عم نے نام جبرئیل کا عبداللہ ہے اور نام میکائیل کا عبداللہ ہے اور نام اسرافیل
کا عبدالرحمن ہے اور بیچ کتاب العظمت ابوالشیخ کی مانند اس روایت کی حضرت امام زین العابدین
سے بہی منقول ہی اور احتمال ہے کہ جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل کہ کلمہ ایل کا انکی آخر مین ہے اوسے
ایل ساتھہ معنی اللہ کے ہی یہ تینون لقب تینون فرشتون کے ہین اور عبداللہ اور عبدالرحمن نام ان
فرشتون کے ہین اور ترجمہ ان لقبون کے نہین ہین پس تعارض نہین رہتا ہی بیہقی نے بیچ شعب الایمان
کے اور خطیب نے بیچ مفترق اور متفق کے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ کُلُّ اِسْمٍ فِیْہِ اِیْلُ فَھُوَ مُعَبَّدٌ لِلّٰہِ
اور ہر تقدیر پر نام ان فرشتون کے ایسی نہین جیسے کہ آدمیون کے ہوتے ہین کہ جیسے چاہین
رکھہ لین زنگی کا نام کافور یا فاسق کا نام صالح بلکہ نام انکے توقیفی ہین یعنی مقرر کئے ہوئے خدا کی
پس دلالت اوپر مرتبہ کمال اونکی کا کرتے ہین بلاتشبیہ جیسے لقب دیئے ہوئے بادشاہون کے
کہ امیرون کو بخشتے ہین اور اوپر منصب اور مرتبے اونکے کے دلالت کرتے ہین مانند وزیر اعظم اور امیر الامرا
اور میر سامان کے اور سوا انکے پس جبرئیل عم جسوقت بمقتضا مدلول اسمی اپنی کی کہ وہ اسم یہودیون کے نزدیک
بہی اللہ کیطرف سے عنایت ہوا تہا بیچ ید قدرت الٰہی کے مجبور ہوا اور زیادہ حاجبیت سی مرتبہ رکہتا ہو
اور ایسی حالت کہ نمونہ مضمون اس مصرع کا ع او بجز نالی و ما جز نی نیم ہوا اوسکو ساتھہ حضرت حق کے
ثابت ہووے پس عداوت اوسکی اوپر اس کام کی حقیقت مین عداوت خدا کی ہو بسبب اس خصہ کے کہ
اللہ نے فضل اپنا کسواسطے اوپر کسی کے بندون اپنی سے نازل فرمایا اور ظاہر ہی کہ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِلّٰہِ
یعنی جو کہ ہو دشمن خدا کا اوپر اس بات کے کہ کسواسطے فضل اپنے کو اوپر کسی بندہ کے

ہرگاہ کہ قبض ارواح کی اوسکی سپرد ہے اور موت کو طبیعت ہر جاندار کی مکروہ جانتی ہی عموماً اور خصوصاً انسان پس کراہیت فعل اونکی کی اگر عداوت کی ساتھ مشتبہہ ہوجاوے گنجایش اسکی ہے بخلاف ان دو فرشتون کے کہ نہ حقیقت عداوت کی اونکی نسبت ہی متصور ہوسکتی ہی اور نہ شبہ عداوت کا پس عداوت اونکی صریح دلیل عداوت خدا کی ہی اعاذنا اللہ منہما طبرانی اور ابو الشیخ نے بیچ کتاب العظمۃ کے اور بیہقی نے بیچ شعب الایمان کے ساتہ سند معتبر کے روایت کی ہے حضرت ابن عباس رضہ سے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بیچ خلوت کے بیٹھے تھے کہ ناگاہ کنارہ آسمان کا ترخا اور حضرت جبرئیل بسبب اوس ترخنے کی کھچنے اور منقبض ہونے لگے اور سر اوپر زمین کے رکھنا شروع کیا اور آثار تواضع اور عاجزی اور خوف اور فزع کے اونکے اوپر ظاہر ہونے شروع ہوئے اسی حالت مین ایک فرشتہ کسی صورت مین روبرو حضرت کے ظاہر ہوا اور کہا کہ اے محمد پروردگار تیرا تجکو سلام فرماتا ہے اور تجکو اختیار دیتا ہی اسبات کا کہ اگر چاہے تو پیغمبر بادشاہون کی مانند رہ اور اگر چاہی تو پیغمبر بندہ کی مانند زیست کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تردد کرکے حضرت جبرئیل کیطرف نظر کی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سر جہکا کر اشارہ فرمایا کہ بندگی اور فروتنی اختیار فرماؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین بندہ کی مانند زیست کرونگا بادشاہی مجکو نہین چاہیئے وہ فرشتہ اس جواب کو سنکر اوپر آسمان کے چڑہ گیا بعد اس حال عجیب کے آنحضرت علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ اے جبرئیل مین تم سے پوچھنا چاہتا ہون کہ یہ فرشتہ کون ہی اور تمکو ساتہ دیکھنے اوسکے کی یہ حالت کسواسطے بہم پہونچی اور مین تمہارا یہ حال دیکہکر اس سوال سے بند ہوا مین اب کہو کہ یہ کون تھا اور اوپر تمہارے یہ حالت کس سبب سے تھی جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ فرشتہ اسرافیل ہے جس دن سے کہ حق تعالی نے اسکو پیدا کیا ہے ہمیشہ روبرو تجلی الٰہی کے حاضر رہتا ہے اور دونو قدم اپنے ملاکر کمال عاجزی کے ساتہ کھڑا رہتا ہی ہرگز آنکہ اپنی اوپر کو نہین اوٹھاتا ہی اور درمیان اسکی اور درمیان پروردگار اوسکے کی اس حالت مین بھی ساٹہہ پردہ نور کے حائل ہین اگر ایک پردہ کے پاس بھی آوے جلجاوے اور خدمت اس فرشتہ کی یہ ہی کہ لوح محفوظ روبرو اوسکی رکہی ہوئی ہی اور اوسکو اوسکی چیزون پر اطلاع دی ہی ہرگاہ کہ ارادہ الٰہی تعلق پکڑتا ہی کہ آسمان یا زمین مین کوئی چیز موجود ہو وہ لوح خود بخود

تفسیر حلبی

جس کی قسم کا تم ان کی (محمود بیہقی) یعنی جس سے کسی قوم کی بہت مشابہت اور پیروی کی وہ اسی قوم سے گنا جائے ... اختیاری کی وہ چیزیں جو بیرونی کی ... جو بہت کی ... اختیار کرتا ہے وہ بد خواہون میں شمار ہوتا ہے اور مستحق سزا ہوتا ہے

بلند ہو کر اس فرشتہ کیطرف پہونچتی ہے اور یہہ فرشتہ اوسیوقت لوح محفوظ مین نظر کرتا ہی اور اوس امر
مقدر و جب الوقوع کو دریافت کرتا ہے اگر میری کرنیکی کوئی چیز ہوتی ہی مجکو وہ چیز بتلا دیتا ہی کہ
اسکو کرنا چاہیے اور اگر کوئی کام میکائیل کے متعلق ہوتا ہی میکائیل کو اوسکے کرنیکا حکم کرتا ہے اور
اگر ملک الموت کے متعلق کوئی شے ہوتی ہی اوس سے کہدیتا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
مینے جبرئیل سے پوچھا کہ تم کسنے کام پر مقرر ہو جبرئیل نے کہا کہ چلانا ہواؤن کا اور فتح اور شکست
لشکرون کی پھر کہا مینے میکائیل کو کیا خدمت ہے کہا مینہہ کی اور تمام نباتات کی پھر کہا مینے
کہ ملک الموت کو کسی کام پر مقرر ہی کہا کہ اوپر قبض کرنے ارواح کے پھر کہا کہ جب حضرت اسرافیل نیچے
آئے مینے جانا کہ وقت موجود ہونے قیامت کا آگیا اور ڈر گیا مین یہ حالت کہ میری تھی تمنے اوسی
خوف کے سبب سے ہوگئی تھی اور طبرانی نے ساتھ سند ضعیف کے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی
ہے کہ ایکدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تبلا دیتا ہون تمکو کہ افضل سب فرشتون مین سے
کون ہے حضرت جبرئیل ہین اور افضل پیغمبرون مین سے حضرت آدم ہین اور افضل دنون مین سے دن جمعہ کا
اور افضل مہینون کا ماہ رمضان ہی اور افضل راتون مین شب قدر ہے اور افضل عورتون مین سے مریم دختر عمران
کی ہی لیکن اس مقام مین جاننا چاہیے کہ افضلیت حضرت جبرئیل علیہ السلام کی اوپر اور فرشتون کے اور
افضلیت حضرت آدم علیہ السلام کی اوپر اور پیغمبرون کے فضیلت مطلقہ نہین بلکہ بلحاظ اسبات کے
کہ منافع خاص نوع انسانی کی اور امورات تکمیل اسکے کی اور اصلاح معاد افراد اس نوع کی بسبب اوتارنے
وحی اور شریعتون کے اور مدد کرنے عابدون اور زاہدون کے بسبب انوار اور برکتون کے اور ہلاکت
جبارون اور متکبرون کی انہین کے متعلق ہین اور ان وجوہات سے بیچ حق خاص اس نوع کے احسان
اور منت اونکی زائد ہی والا پہلی روایت مین گذرا کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام بیچ قرب اور منزلت اور
مطلع ہونیکے لوح محفوظ کی چیزون پر سب سے بیش قدم ہین بلکہ اوپر حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل اور
عزرائیل علیہم السلام کے حکمرانی کرتے ہین اور ایسے ہی فضیلت اور بزرگی حضرت آدم علیہ السلام کی اس
سبب سے ہے کہ نیک اعمال تمام آدمیون کی اونکی اعمالنامہ مین لکھی جاتے ہین اور اصل الاصول اس
نوع کے وہی ہین اور سب سے پہلے یہی پیدا ہوئے ہین اور اللہ تعالی نے اول خلافت اپنی بلا واسطہ
انہین کو عطا فرمائی ہی اور اگر ان امور سے قطع نظر کیجاوے قرب اور مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ظاہر اور معلوم ہی اور شفاعت کی حدیث مین صحیح وارد ہوا ہی کہ آدم و من دونہ تحت لوائی یوم القیامۃ یعنی آدم اور جو شخص کہ نیچے اون سے ہی تحت نشان میرے کے ہونگے دن قیامت کے اور تحقیق کنہ اس مسئلہ کی یہہ ہے کہ اگر نظر طرف عموم اور گھیر لینے کمالات کے کیجاوے برابر حضرت آدم علیہ السلام کے کوئی آدمی نہین ہو سکتی کہ جو کمال نوع انسانی مین ظاہر ہوا ذات اونکی مین بطریق اجمال کے مندرج تھا یہانتک کہ کمال محمدی بھی اور اگر نظر طرف علو اور بلندی درجہ کمال کے کیجاوے برابر ذات مقدس خاتم المرسلین کے کوئی شخص نہین مثال اسکی یہہ ہے کہ روئی جامع کمالات کپڑی کی ہی کہ ہل سکی ہے گاڑھے سے لیکر شبنم اور آب رواں تک حالانکہ روئی شبنم اور آب رواں کے مرتبہ کو نہین پہونچتی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان مین اور ابن ابی شیبہ نے ثابت بنانی سے روایت کی ہی اور صابونی نے بیچ کتاب المائتین کی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ مرفوعا روایت ذکر کی ہی کہ ایک خط متون جبرئیل کے سے یہہ ہے کہ حق تعالی نے اوسکو اوپر عرض کرنی حاجتون آدمیون کے داروغہ فرمایا ہے اگر کوئی محبوب خدا کے محبوبون سے واسطے حصول کسی مطلب کے جناب الہی مین دعا کرتا ہی جبرئیل عرض کرتے ہین کہ فلانا بندہ فلانا مطلب عرض کرتا ہی حکم ہوتا ہے کہ ابھی حاجت اوسکی بند کر رکھو اور مطلب اوسکا حاصل نکرو یہانتک کہ دعا بہت کرے کہ مجکو آواز اوسکی اور دعا اور زاری اوسکی خوش آتی ہی اور اگر کافر یا فاجر واسطے کسی مطلب کے دعا کرتا ہی حکم ہوتا ہے کہ جلدی مطلب اوسکا حاصل کرو تاکہ ساتھ آواز ناخوش اپنے کے مجکو ناخوش نکرے اور ابو الشیخ نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور امام احمد نے بھی روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکدن حضرت جبرئیل سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تمکو اوپر اصلی صورت کی دیکھون حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ فلانی ساعت مین رات سی بیچ میدان بقیع الغرقد کے تشریف لائو تاکہ شبیہ صورت اپنی سے تمکو دکھلاؤن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسی وقت اوس میدان مین تشریف لیگئے اور دیکھا کہ حضرت جبرئیل آسمان کیطرف ساتھ لباس سندس یعنی دارائی کے کہ اوپر اوسکے مروارید اور یاقوت اور زمرد جڑے ہوئی ہین اور چھسو پر رکھتے ہین اور اون پرون مین زمرد اور یاقوت اور مروارید لگی ہوئی ہین اور ایک ایک پر اون پرون مین سی اس قدر فراخی رکھتا تھا کہ آسمان کے کنارہ کو ڈھانپ لیا تھا اور ابو الشیخ نے شریح بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مینے جبرئیل کو طرح طرح کی صورتون مین دیکھا ہی اور اب اکثر اونکو
صورت دحیہ کلبی کے دیکھتا ہون اور پیشتر اس سے صورتین مختلف پر ظاہر ہوتا تھا اور اکثر اوقات اونکو
ایسا دیکھتا تھا کہ کوئی شخص دوسرے شخص کو غربال کے پیچھے سے دیکھتا ہی اور بیہقی نے بیچ دلائل النبوت
کی روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت حمزہ چچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نے عرض کیا یا رسول اللہ
مین چاہتا ہون کہ جبرئیل کو اوپر صورت اصلی اونکی کے مجکو دکھلاؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمکو
طاقت اوسکے دیکھنے کی نہوگی اونہون نے کہا کہ مین بہت قوی دل ہون بیخود نہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ بس بیٹھہ جاؤ ناگاہ حضرت جبرئیل اوترے اور دونو قدم اپنے اوپر ایک پتھر بڑے کی کہ متصل کعبہ
کے رکھا ہوا تھا اور آدمی اوس پتھر پر کپڑے اپنے وقت طواف کے ڈالتے تھے رکھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ نظر اپنی کو اوٹھاؤ اونہون نے نظر اپنی اوٹھائی اور دونو قدم جبرئیل
کے دیکھے اور غش مین گر پڑے جب ہوش مین آئی آدمیون نے پوچھا کہ تمنے کیا دیکھا کہا اونہون نے کہ مینے
ایک زمرد سبز دیکھا لیکن اوس زمرد مین اس قدر چمک اور روشنی تہی کہ آنکھہ چندھیا گئی اور بیخود ہوکر گر پڑا
مین اور ابن المبارک نے بیچ کتاب الزہد اپنی کے ساتھہ روایت ابن شہاب رض کے لائے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ایکدن چاندنی رات مین طرف مصلی کے جاتے تھے کہ دفعۃً حضرت جبرئیل علیہ السلام بیچ نہایت
چمک کے ظاہر ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیہوش گر پڑے جب ہوش مین آئے دیکھا کہ حضرت جبرئیل
سر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے سینہ پر رکھے ہوئے ہین اور ایک ہاتھہ اپنا اوپر سینہ مبارک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھا ہوا ہے اور ہاتھہ دوسرا درمیان دوشانہ آنحضرت کے رکھے ہوئے بیٹھے
ہین اور پوچھتے ہین تمکو کیا ہوا کہ بیہوش ہوگئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین ہرگز گمان نہ
لیگیا کہ کسی مخلوق مین یہ نور اور چمک ہو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم اسرافیل کو دیکھو ایک پر
بیچ مشرق کے ہی اور ایک مغرب مین اور عرش شانہ کے اوپر ہے بہت تعجب کرو اور باوجود اس
طول اور عرض جثہ کے بعضی وقت بسبب تجلی عظمت الٰہی کے سکڑ کر چھوٹی چڑیا کی مانند ہوجاتا ہی
اور ابن داؤد نے بیچ کتاب المصاحف کے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ تمام صحابہ مین
مین سے حضرت امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ مرتبہ حاصل تھا کہ جو باتین حضرت
جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کان مبارک مین کیا کرتے تھے یہ سنتے تھے لیکن صورت اونکی نہین دیکھتے تھے

اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت کی ہی کہ مین ایکدن بیچ خلوت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے آیا اور حضرت جبرئیلؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیکھا آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ افسوس جو کوئی سوای نبیون کے حضرت جبرئیل کو سر کی آنکھون سے دیکھے
اندھا ہوجاتا ہے لیکن مین خدا سے واسطے تیرے دعا کرونگا کہ یہ اندھا ہونا اخیر عمر تیرے مین ہو
چنانچہ حضرت ابن عباس رضؓ آخر عمر مین نابینا ہوگئے تھی اور ابو الشیخ سہاتہ روایت ابن عباس رضؓ کی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے لائے ہین کہ بہشت مین ایک نہر ہی کہ سوای جبرئیل علیہ السلام دوسرے کو حکم آنے
اوسکے کا نہین اور حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر روز ایکبار غوطہ اوس نہر مین کہاتے ہین اور بعد نکلنے کے اپنے پرون سے
پانی مین اپنے کا جہٹکتے ہین ہر ہر قطرہ اوسکی سے ایک ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہی اور بیچ روایت علماء این بارون
آیا ہی کہ وہ نہر کوثر ہی اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ
اکثر اوقات حضرت جبرئیل علیہ السلام آگے میرے سفید کپڑون مین آتے تھی لیکن بجای سنجاف کے مروارید اور
یاقوت اونکی کپڑون پر ٹکی ہوئے ہوتے ہین اور سر اونکا جیسا کہ جالی دار مروارید سے ہوتا ہی اور اوپر اونکے
دو لڑی موتیونکی حمائل ہوتے ہین اور دونو پر اونکی سبز اور دونو پاؤن کسی سبز چیز سے لپٹی ہوئی ہوتے ہین
گویا موزہ سبز پہنے ہوئے ہین اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ ساتہ روایت انس رضی اللہ عنہ کے لائے ہین کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکدن جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ تمکو کبھی دیدار جناب رب العزۃ جل شانہ
کا بھی میسر آتا ہی کہا نہین درمیان میرے اور درمیان اوس جناب کے ستر پردے نور کے ہوتے ہین اگر نیچے
کے پردہ کیطرف دیکھون جلجاؤن اور طبرانی اور ابن مردویہ اور ابو نعیم نے ساتہ سند ضعیف کے ابو ہریرہ
رضؓ سے روایت کی ہی کہ ایک شخص یہودیون مین سے آگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آیا اور پوچھا کہ
یا رسول اللہ آیا جناب حقتعالی کو مخلوق اپنے سے پردہ اور حجاب بھی ہی فرمایا البتہ درمیان اوس جناب
اور فرشتون کے کہ گرداگرد عرش کے ہین ستر حجاب نور کے ہین اور ستر حجاب تاریکی کے اور ستر حجاب
اطلس کے رفرفون سے اور ستر حجاب سندس یعنی دارائی کے رفرفون سے اور ستر حجاب مروارید سفید سے اور
ستر ہزار مروارید سرخ سے اور ستر ہزار مروارید زرد سے اور ستر ہزار روشنی تیز سے اور ستر ہزار برف سے اور ستر حجاب
پانی سے اور ستر حجاب اولہ سے اور ستر حجاب اور مین عظمت ذاتی حق کے ہے کہ وصف
اون حجابونکی بیان مین نہین آتی ہے پھر اوس یہودی نے کہا کہ مجکو خبر دی اوس فرشتہ خدا تعالی کے ہے

ما یود الذین کفروا من اہل الکتاب ولا المشرکین ان ینزل علیکم من خیر من ربکم واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

کہ بہت متصل تجلی حق تعالیٰ کے رہتا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا جو فرشتہ کہ بہت متصل اُس جناب کے ہے اسرافیل ہے پھر جبرئیل پھر میکائیل پھر ملک الموت اور امام احمدؒ نے بیچ کتاب الزہد کے ابو عمران جونی سے روایت کی ہے کہ ایکدن حضرت جبرئیل علیہ السلام پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے اور روتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ رونے تمھارے کا کیا سبب ہے حال آنکہ تم معصوم ہو اور خوف بازپرس کے سے تم نڈر ہو جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ قسم خدا تعالیٰ کی کہ آنکھ میری خشک نہین ہوئی ہے اُس دن سے کہ خدا تعالیٰ نے آگ دوزخ کی پیدا کی ہے کہ مبادا کوئی گناہ مجھسے سرزد ہو جاوے اور مستحق دوزخ کا ہو جاؤن اور بیچ مسند امام احمدؒ کے ساتھ روایت انس رضی اللہ عنہ کے آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ مینے کبھی حضرت میکائیل کو ہنستے ہوے نہین دیکھا ہے اسکا کیا سبب ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ جس دن سے دوزخ پیدا ہوئی ہے حضرت میکائیل نہین ہنستے ہین اور ابو الشیخ ساتھ روایت لیث بن سعد کے خالد بن سعید سے لائے ہین کہ حضرت اسرافیل بیچ بارہ ساعت رات کے بارہ مرتبہ اذان کہتے ہین ایک ایک ساعت مین ایک ایک اذان مقرر ہے اور اُس اذان کو تمام فرشتے ساتون آسمان اور ساتون زمین کے سنتے ہین اور جن اور انسان نہین سنتے ہین اور آسمان کے فرشتے سب بیت المعمور کے پاس کہ مقابل خانہ کعبہ کے ہے ساتوین آسمان مین جمع ہو کر انتظار جماعت کا کرتے ہین اور حضرت میکائیل علیہ السلام امام ہو کر نماز پڑھواتے ہین اور حکیم ترمذی نے زید بن رفیع سے روایت کی ہے کہ ایکدن آنحضرت علیہ السلام مسواک کرتے تھے کہ یکایک حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل دونون تشریف لائے آدمی کی صورت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطریق تحفہ کے مسواک حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دی حضرت جبرئیل نے کہا کابر کابر حکیم ترمذی کہتے ہین کہ یعنی یہ مسواک حضرت میکائیل کو دو کہ وہ مجھسے زیادہ بزرگ ہین اور ابو الشیخ نے عکرمہ بن خالد سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ خدا کے مخلوقات مین سے کونسا اللہ کے نزدیک زیادہ عزیز ہے فرمایا کہ مین نہین جانتا ہون جب حضرت جبرئیل آئے اُنسے پوچھا اُنھون نے کہا کہ مین بھی نہین جانتا ہون جب جبرئیل گئے اور پھر آئے کہا کہ سب مخلوقات سے عزیز زیادہ اللہ کے نزدیک چار فرشتے ہین جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور ملک الموت ایسے جبرئیل پس کارخانہ نبوت اور وحی کا اور آمد رفت پاس رسولون کے اور فتح

تنبیہ

چو معدود منکر ہین اہل کتاب ہین بابت بشر ہونے جا ہئیا ابتدائی تھے اُسے سدا الہ تھے جبھی بھلا سمجھے اور ر تبادل کرے اور جیسے جا بنیا ہے اُسکو ابھی جنت ر سے ساتھ خاص سر تاسے اور فضل ہے ۔ وا لا ہے ۔

فائدہ

جب آپ ابن سبا لیے منبع بھی بھلا لئے تمہین بین تو بھی تھی اسے ہر آ نے

اور شکست لڑائیون مین انکے تعلق ہی اور میکائیل پس ہر ایک قطرہ مینہ کا اور ہر ایک دانہ کہ زمین سے
نکلتا ہی متعلق انکے ہی اور ملک الموت پس کام انکا قبض کرنا ہر ایک روح کا ہی خواہ جنگل مین ہو
خواہ دریا مین اور اسرافیل پس وہ امین خدا کا ہی درمیان اسکے اور ان تینون فرشتون کے
یعنی احکام الٰہی طرف انکے پہنچاتا ہی اور مکتوبات لوح محفوظ کا انکو نشان دیتا ہی اور ابو الشیخ ساتہ
روایت جابر بن عبد اللہ کے آنحضرت سے لائے ہین کہ مقام جبرئیل کا داہنی طرف تجلی الٰہی کے ہی
اور مقام میکائیل کا بائین طرف اور مقام اسرافیل کا درمیان دونون کے ہی پیش و اور بھی ابو الشیخ
نے خالد بن ابی عمران سے روایت کی ہی کہ اعمال نامہ بھی بندون کے حضرت میکائیل کے آگے پہنچتے
ہین اور ساتہ روایت ابو سعید خدری کے لایا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صاحب صور کا
اسرافیل ہی اور ابو الشیخ نے وہب سے روایت کی ہے کہ لعنت گنہگارون کی اور رحمت مطیعون کی
اور محبوبیت محبون درگاہ الٰہی کی اپنی خدمت ہی کہ حضرت جبرئیل کے متعلق ہی اول انکو ان
چیزون کا حکم ہوتا ہی اور بواسطہ انکے دوسرے فرشتون کو پہنچتا ہی اور حاکم ساتہ روایت
ابو سعید کے لایا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر پیغمبر کے دو شخص بندگان خدا سے خاص
وزیر اور مشیر رہے ہین اور مجکو چار وزیر عنایت ہوئے دو وزیر آسمان والون مین سے ایک جبرئیل
اور دوسرا میکائیل اور دو وزیر زمین والون مین سے ابو بکر اور عمر اور طبرانی نے ساتہ سند معتبر کے
حضرت ام المومنین ام سلمہ سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آسمان مین
دو فرشتے ہین ایک انمین سے نرم خو ہی اور دوسرا تند خو یعنی حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل اور
زمین مین بھی دو پیغمبر ہین ایک نرم خو دوسرا سخت خو یعنی حضرت ابراہیم اور حضرت نوح نرمی حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی اس مرتبہ کی ہی کہ اپنے مخالفون کے حق مین بھی شفاعت کرتے ہین اور یہ کہتے ہین
من تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم یعنی جس شخص نے تابعداری کی میری
پس تحقیق وہ مجھسے ہی اور جسنے نافرمانی کی ہی میری پس تحقیق تو بخشنے والا مہربان ہی اور سختی حضرت
نوح کی اس مرتبہ کی ہی کہ فرماتے ہین رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا
اور میرے بھی دو یار ہین ایک نرم خو اور دوسرا سخت خو اور ہر ایک اپنے کام مین صواب پر ہی
یعنی ابو بکر اور عمر اور بیہقی نے بیچ کتاب الاسماء والصفات کے اور طبرانی نے بیچ معجم اوسط کے

تقسیم خلیلی

ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر

ہم جو ای کوئی آیت اٹھا لیتے ہین یا بھلا دیتے ہین تو پہر اس سے بہتر یا ویسی ہی لا بھی دیتے ہین کیا تو نہین جانتا کہ خدا کو سب اختیار ہے

بیان وزیرون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اور بزار نے بیچ مسند اپنے کے ساتھ روایت عبداللہ بن عمرؓ کے ذکر کیا ہی کہ ایک دن آدمی بہت جمع ہو کر روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہین کہ تمام نیکیاں اللہ کی طرف سے ہین اور سب برائیاں بندون کی طرف سے ہین اور حضرت عمرؓ کہتے ہین کہ نیکیان اور برائیان سب خدا کی طرف سے ہین بعضے لوگ حضرت ابوبکرؓ کے کہنے پر قائل ہوے اور بعضے ساتھ قول حضرت عمرؓ کے قائل ہوے اور آپسمین جھگڑتے ہین ہم روبرو آپ کے آئے ہین تاکہ ہمقدمہ کو فیصلہ کرو آنحضرتؐ ہنسے اور فرمایا کہ عجب اتفاق ہی کہ آسمان مین بھی ایسا ہی مناقشہ پڑگیا ہی حضرت میکائیل علیہ السلام نے موافق قول ابوبکرؓ کے کہا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے موافق قول عمرؓ کے بعد اسکے حضرت جبرئیلؑ نے حضرت میکائیلؑ سے کہا کہ جب ہم آسمان کے رہنے والے ہین آپس مین مختلف ہین تو اہل زمین بالاولی مختلف ہونگے آؤ تم تاکہ آگے حضرت اسرافیلؑ کے یہ جھگڑا لیجاوین اور فیصلہ کراوین حضرت اسرافیلؑ کے روبرو یہ جھگڑا لے گئے حضرت اسرافیل علیہ السلام نے انکو بھید قضا اور قدر کا بتلایا اور کہا کہ القدر خیرہ وشرہ وحلوہ ومرہ کلہ من اللہ تعالیٰ یعنی تقدیر خیر اور شر کی اور شیرین اور تلخ کی کل اللہ کی طرف سے ہی بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ یا ابوبکرؓ اگر حق تعالیٰ چاہتا کہ کوئی نافرمانی اسکی نکرے تو ابلیس کو پیدا کرتا حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی کہ صدق اللہ ورسولہ یعنی اللہ اور اسکا رسولؐ سچا ہے اور حاکم نے اسامہ بن عمیر ہذلی سے روایت کی کہ مین ایک دن دو رکعت سنت فجر کی متصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پڑھ کر بیٹھا دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت چھوٹی چھوٹی پڑھ کر یہ دعا فرماتے ہین اللھم رب جبرئیل ومیکائیل واسرافیل ومحمد اعوذ بک من النار اور اس دعا کو تین بار فرمایا اور معنی اس دعا کے یہ ہین ای بارخدا یا رب جبرئیلؑ اور میکائیلؑ اور اسرافیلؑ اور محمدؐ کے پناہ چاہتا ہون مین ساتھ تیرے آگ سے اور امام احمدؒ نے کتاب الزہد مین حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بیچ مرض موت کے جب وفات شریف قریب پہنچی تو بیہوشی سخت لاحق ہوئی اور سر مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بیچ گودی میری کے تھا بار بار پانی اوپر چہرۂ مبارک انکے چھڑکتی تھی اور دعا شفا کی کرتی تھی اور بیقرار تھی مین کہ ایک دفعہ کچھ ہوش ہوا اور فرمایا کہ یہ دعا مت کر بلکہ مین خدا تعالے سے صحبت رفیق

تفسیر حکیمی

الم تعلموا ان اللہ لہ ملک السموات والارض وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر

سہ ...

اعلیٰ کی چاہتا ہون اور کہتا ہون مین کہ ساتھ جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام کے صحبت
رکھون اُسوقت سے یہ جانا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد اسکے دنیا مین نہین رہنے کے حاصل یہ ہے
کہ مرتبہ ان تینون فرشتون کا بسبب قرب اور نزدیکی الٰہی کے کہ بجاآوری احکام الٰہی کی بلے آمیزش
خواہش نفسانی اپنی کے کرتے ہین اس حد کو پہنچا ہے کہ عداوت انکی حقیقت مین اعتراض کرنا اوپر
افعال جناب کبریا الٰہی کے ہی پس عداوت جبرئیل کی اس جہت سے کہ قرآن مجید اوپر غیر فرقہ بنی اسرائیل کے
اُتارا حقیقت مین یہ عداوت ہماری ہی اسواسطے کہ اُتارنا کتابون کا کام ہمارا ہی اور جبرئیل سوا ے
ایلچی گری کے اور کوئی منصب نہین رکھتا ہی وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ یعنی اور تحقیق ہمنے مقام
عظمت اپنی سے اُتاری ہین طرف تیری اٰیٰتٍ یعنی آیتین قرآنی اور ہرگز التباس اور اشتباہ
آیتون اُتاری ہوئی ہماری کا ساتھ اُتارے ہوے دوسرے کے ممکن نہین اسواسطے کہ وہ آیتین
بَیِّنٰتٍ یعنی دلیلین روشن ہین اس وجہ سے بھی کہ اعجاز الفاظون کا انمین پایا جاتا ہے کہ مثل
انکی کسی اور سے ممکن نہین اور اسوجہ سے بھی کہ معانی انکے مطابق ہین ساتھ مقتضاے عقل سلیم
کے اور اسوجہ سے بھی کہ موافق ہین وہ آیتین ساتھ کتابون پہلے نبیون کے کہ یہودیون کے نزدیک
بھی مسلم الثبوت ہین پس یہودیون کو انکار ان آیتون کا ممکن نہین اسواسطے کہ انکے انکار کرنیسے انکار
تمام کتابون پہلے کا لازم آتا ہی وَمَا یَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ یعنی اور انکار نہین کرتے ہین
ان آیتون کا مگر وہ آدمی کہ کفر کے اندر حد سے بڑھے ہوے ہین اور ہرگز کسی کتاب کے اوپر پہلی
کتابون مین سے ایمان نہین رکھتے ہین اور مقتضاے عقل اور نقل دونون سے قدم انکا باہر ہے اور
حضرت حسن بصری رضی سے منقول ہی کہ قرآن مجید مین جس جگہ کافر کی صفت مین فسق کا ذکر آیا ہی جیسے کہ
اس آیت مین تو مراد اس سے وہ کفر ہوتا ہی کہ نہایت درجہ کو پہنچے اور اُس سے بڑھکر کوئی کفر
متصور نہو اور جس جگہ فسق صفت اہل ایمان کی فرمائی ہی مراد اُس سے گناہ کبیرہ ہین اور احتمال ہی
کہ معنی آیت کے اس طرح ہون کہ یہ یہودی اگرچہ ساتھ جبرئیل ع کے عداوت رکھتے ہین اور اسی سبب سے
کفر کے گرداب مین گرفتار ہین لیکن یہ امر بھی موجب کفر کا ساتھ قرآن مجید کے نہین ہو سکتا ہی
اسواسطے کہ ہمنے بہت معجزے بغیر وساطت جبرئیل ع کے تیرے اوپر نازل کئے ہین جیسے کہ گریہ ستون کا اور
جواب دینا درختون کا تیرے کلام کا اور شکایت اونٹون اور ہرنون کی اور سلام کرنا پتھرون کا اور پہاڑون کا

تفسیر تسلی
یہ بین یعنی آیت ہماری جانی ہے اگر اللہ کی طرف سے تھی تو پھر کیا عیب دیکھا جو موقوف کر دیا پھر اللہ تعالی نے فرمایا کہ عیب نہ پہلی آیت مین تھا نہ پچھلی مین پر حاکم جس وقت جو چاہے سو حکم کرے (فہم) اللہ تعالی کا انتظام آسمان زمین مین جدا ہی اور کسی مین کوئی خرابی اور نقصان نہیں سبحان اللہ

تیری اوپر اور جواب او سوالات احبار یہود کے اور او چیزیں ہوا سکے کہ مجموع انکا موجب یقین صحت
رسالت تیری کا ہوتا ہی اور ان معجزون ظاہر کا انکار نہین کرتا ہی مگر وہ شخص کہ دائرہ دین کے
سے بالکل خارج ہو اور ساتہ کسی دین اور آئین کے گرویدہ نہو والا انکار معجزون دوسرے نبیون کا
کہ بڑھکر ان معجزون سے تہے اُسکے تئین لازم آویگا یعنی آیا انکار فسق اپنے کا کرتے ہین یہ یہودی اور
کہتے ہین کہ ہم مقتضائے عقل و نقل سے باہر نہین گئے ہین اور مخالف عقل و شرع کے ہمنے کوئی حرکت
نہین کی اور اگر تم اس انکار کو مخالف عقل و نقل کے سمجھتے ہو خارج حساب سے ہے کہ کلام
مدعیون کی سی کرتے ہو وَكُلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا یعنی اور حال یہ ہی کہ جسوقت کوئی عہد
باندھتے ہین ساتہ خدا کے یا ساتہ رسول وقت کے یا اور خلقت کے ساتہ اگرچہ سہل مقدمہ
مین ہو نَبَذَهُ فَرِيقٌ مِّنْهُم یعنی پس پشت پھینکتا ہی اُس عہد کو ایک فریق اُنہین سے چنانچہ
اس پیغمبر کے زمانہ مین بھی بنی قریظہ اور بنی نضیر نے بارہا آنحضرت کے ساتہ عہد باندھا کہ مشرکین
کی مدد لڑائی مین نہین کرینگے اور بدخواہ تمہارے نہین ہونگے اور ہر دفعہ اُس عہد کو توڑا اور
باپ دادون اُنکے سے یہ گناہ کثرت سے وقوع مین آیا چنانچہ اسی سورہ مین بارہا گذرا وَاِذ
اَخَذنَا مِيثَاقَكُم وَرَفَعنَا فَوقَكُمُ الطُّورَ - وَاِذ اَخَذنَا مِيثَاقَ بَنِي اِسرَآءِيلَ - وَاِذ اَخَذنَا
مِيثَاقَكُم لَا تَسفِكُونَ دِمَآءَكُم اور ظاہر ہے کہ توڑنا عہد کا شرع مین بھی حرام ہی اور کبیرہ ہی
اور مخالف مقتضائے عقل کے بھی ہے اور اسی واسطے اوپر قباحت اس امر قبیح کے تمام گروہ
آدمیون کے یہانتک کہ بے دین بھی متفق ہین اور مرتکب اس کام کے کو بدکار جانتے ہین پس فسق انکا
بسبب عہد شکنی کے کہ کئی کئی بار اُنسے سرزد ہوا اور ہوتا ہی ثابت ہوا اور اگر اُنکے حال کو غور
کرکے دیکھا جاوے تو فقط اسی حرکت سے فاسق نہین ہوے بَل یعنی بلکہ کفر بھی اُنمین پایا جاتا ہی
اسواسطے کہ اَكثَرُهُم لَا يُؤمِنُونَ ۝ یعنی اکثر اُنکے ایمان نہین رکھتے ہین ساتہ کتاب اپنی کے کہ توریت ہے
اور جو عہد کہ توریت مین موجود ہین اُنکو بھی واجب الحفظ نہین جانتے ہین اور احتمال ہی کہ یہہ کلام بل کے
مضمون فریق کے سے ترقی منظور ہو یعنی ایک فریق گناہ عہد شکنی کا کرتے ہین بلکہ اکثر اُنکے تصدیق نہین کرتے
ہین کہ نقض عہد بھی گناہ ہی اور یہ اُس سے بھی بڑھکر ہی اور دلیل اوپر کفر اُن کے کے ساتہ کتاب
اپنی کے اور نکلنے اُنکے کے دائرہ دین کے سے یہ ہے کہ اگر اُن کو ساتہ کتاب اپنی کے

ایمان حاصل ہوتا تو اوپر دین اپنے کے قائم رہتے اور ہرگز اُس شخص کا کہ موافق اُس کتاب کے کلام کہے یا موافق قاعدون اُس دین کے دعوت کرے انکار نکرتے اور درپے ایذا اُسکی کے نہوتے وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ یعنی ہرگاہ کہ آیا پاس اُنکے پیغمبر کہ آنا اُسکا جانتے تھے مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ یعنی اللہ کے پاس سے اسواسطے کہ معجزے اُسکے مانند معجزون پہلے نبیون کے دلیل قوی اوپر صدق اُسکے کے ہی اور باوجود اسکے مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ یعنی وہ پیغمبر تصدیق کرنیوالا ہی کتابون کو کہ ہمراہ اُنکی ہین مثل توریت اور زبور وغیرہ کے اسواسطے کہ آنے اس پیغمبر کے سے ہیچ اُن کتابون کے خبر دی ہی اگر یہ پیغمبر نہ آتا وہ خبرین سچی نہوتین پس مقتضاے حال اُنکے کا یہ تھا کہ بسبب آنے اس پیغمبر کے ایمان اُنکا ساتہ کتابون اپنی کے زیادہ ہوتا اور وہ بالعکس کفر مین پڑے اور کتابون اپنی کا بھی اُنھون نے انکار کیا اسواسطے کہ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ یعنی پھینکا ایک جماعت نے انمین سے کہ جنکو علم کتاب کا دیا تھا ہمنے اور فی الجملہ اُس کتاب کے معنون کے ساتہ ربط رکھتے تھے اور اُس کتاب کو مطابق اس پیغمبر کے پہچانتے تھے كِتٰبَ اللّٰهِ یعنی کتاب اللہ کی کو کہ پیشتر اُسکو کتاب خدا کی جانتے تھے اور حقیت مضمون اُسکے کا اقرار کرتے تھے گویا اس فرقہ نے اُس کتاب کو پھینکا وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ یعنی پس پشت اپنے کہ اصلا التفات اُسکی طرف نہین رکھتے ہین اور لفظا و معنی اُسکے کو نہین دیکھتے ہین اور جب کتاب پس پشت ہوا اصلا مطالعہ اور درس اور تکرار مین کام نہین آتی ہی پس یہ لوگ بسبب اس حرکت کے بے برکت ہوے کہ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنی گویا کہ وہ کچھ نہین جانتے ہین پس جہل مطلق کو اختیار کیا اور کتاب الہی کو چھوڑا اس جگہہ سے معلوم ہوا کہ اُنکو ساتہ کتاب اپنی کے بھی ایمان حاصل نہین حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ یہودی توریت کو دیبا اور حریر کے غلافون مین رکھتے تھے اور سونے اور لاجورد سے مُطلا کرتے تھے لیکن حلال اُسکے کو حلال نہین جانتے تھے اور حرام اُسکے کو حرام نہین مانتے تھے اسواسطے حق تعالی نے اُنکے حق مین فرمایا کہ اُنھون نے کتاب الہی کو پس پشت پھینک دیا مسلمانون کو بھی چاہیے کہ ایسے عمل کرنے سے ڈرین اور درپے علم اور عمل کتاب الہی کے رہین اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا اور کاش یہ یہودی اوپر اسی قدر کے کفایت کرتے لیکن اُنھون نے کتاب الہی کو پس پشت ڈالا وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ یعنی اور پیروی کی اُن منترون کی کہ پڑھتے تھے شیاطین جنون اور آدمیون کے عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ

تفسیر خلیلی

[illegible] مین فرماتے ہین کہ محققین کے نزدیک قرآن بھر مین پانچ آیتین منسوخ ہین اور حدیثین ابن جوزی رحمہ کے نزدیک بہت سی اور ابن قیم رحمہ کے نزدیک دس سے بھی کم ہین۔ موطا کی شرح مین زرقانی رحمہ نے لکھا ہے کہ محدثین و اصولیین و فقہا کا مذہب ہے کہ جہانتک جمع ممکن ہو جمع کرنا واجب ہے (مترجم)

یعنی بیچ عہد بادشاہت حضرت سلیمان علیہ السلام کے اور قصہ اُسکا ایسا تھا کہ حق تعالیٰ نے
حضرت سلیمان علیہ السلام کو بادشاہی عام دی تھی اور تمام مخلوقات خواہ جن خواہ انسان یا جانور
وحشی اور ہوا وغیرہ کل زیر حکم اُنکے کیے تھے پس اُنکے عہد مین شیاطین جنون کے بھی آدمیونکی
صورت مین متشکل ہوکر بڑے بڑے کام مشکل جیسے غوطہ اور سنگ تراشی اور بلند عمارتین بنانی
اور حوض اور قلعہ تیار کرنے اور عجیب شکلون اور نقش کھینچنے مین مصروف رہتے تھے چنانچہ دوسری جگہہ
قرآن مجید مین مذکور ہی اور اس سبب سے اختلاط آدمیون کا جنون کے ساتھ بے پردہ کے ہوگیا تھا
اور آپسمین نشست و برخاست کرتے تھے اور شیاطین آدمیون کے سامنے عجیب و غریب کام اپنے ظاہر
کرتے تھے اور منتر جنمین کہ الفاظ صریح شرک کے تھے جیسے کہ نام بتون اور شیطانون پہلے زمانہ کے کہ
بہکانے اور کافر کرنے مین پیشوا اُنکے تھے آدمیون کے روبرو پڑھتے اور بسبب پڑھنے اُنکے کے بڑی بڑی
عجیب چیزین ظاہر ہوتین اور ان امورات کے صادر ہونیکی دو وجہہ تہین اول یہ کہ جن کی پیدائش اور
آدمی کی پیدائش مین بہت تفاوت ہی پس واسطے گمراہ کرنے آدمیون کے بسبب سننے اُن منترون کے
شیاطین چیزین عجیب و غریب ظاہر کرتے اور کسی کی گردن توڑتے اور کسی کا پاؤن باندھ لیتے اور کسی کے
شکم کے اندر درد پیدا کرتے اور بعضے وقت مین کسی آدمی کے اندر تاثیر ناشائستہ ڈالتے اور
جو وقت وہ فسون اُسکے اوپر پڑھا جاتا چھوڑ دیتے اور اُسکو آرام ہوجاتا تاکہ آدمی اعتقاد تاثیر اُن
منترون کا کرکے تعظیم بتون اور شیاطین پیشواؤنکی بجالاوین اور یہ بات ظاہر ہی کہ جنون کے فعل
بنسبت افعال آدمیون کے حکم خوارق عادت کا رکھتے ہین دوسری وجہ یہ ہی کہ ارواح بعضے بیماریونکی
نے شرارت اور خباثت مین حکم جنیون کا پیدا کیا ہی کہ بالطبع اس بات کو چاہتے ہین کہ ہماری عبادت
اور تعظیم اور پرستش کیجاوے اور چاہتے ہین کہ آدمی ہماری طرف رجوع کرین اور جنون کے شیطانون نے بعضے
منتر کہ جنمین تعظیم اور التجا طرف اُن ارواح کے کما حقہ پائی جاوے آدمیون کو تعلیم کردیے تھے اور سجدہ
اور قربانی اُن ارواح کی اور اور کام تعظیم کے اُن منترون کے پڑھنے کی شرائط مقرر کرتے تھے
تاکہ آدمی شرک اور گمراہی مین گرفتار رہون اور آثار عجیب ان کامون کے اوپر مترتب ہوتے تھے رفتہ
رفتہ یہ حرکت ناشائستہ اور عمل بد اُنکا مشہور ہوگیا یہانتک کہ حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام بھی
اُسکے اوپر مطلع ہوے اور آصف بن برخیا کو کہ وزیر اُنکا تھا حکم فرمایا کہ شیطانون کو حاضر کرکے

جملہ قصہ

أَمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ ۗ وَمَنْ يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ

جو کچھ انکے پاس اس قسم کی چیزون سے ہی سب کو جمع کرکے اور لکھوا کر نیچے کرسی آپکی کے دفن کردو اور بعد اسکے تقید کردو کہ شیاطین اور آدمی آپسمین نشست و برخاست نکرین اور طریقہ تعلیم اور تعلم کا انکے درمیان جاری نرہے جبتک کہ حضرت سلیمانؑ زندہ تھے یہی طریق باقی رہا بعد وفات حضرت سلیمانؑ اور آصف برخیا کے شیطانون نے آدمیون سے یہ امر ظاہر کیا کہ حضرت سلیمانؑ نے سحر اور جادو کے زور سے یہ تمام سلطنت حاصل کی تھی کہ ہوا اور جانور وحشی اور جن اور انس انکے مسخر ہوگئے تھے اور اُس تمام سحر کو اپنی کرسی کے نیچے دفن کرکے اس جہان سے چلے گئے ہین اب تدبیر یہ ہی کہ اُس مکان کو کھود کر اُن کتابون کو نکالو اور موافق اُسکے عمل کرو تاکہ مانند حضرت سلیمان علیہ السلام کے تمھارے ہاتھ سے بھی عجائب اور غرائبات ظاہر ہون آدمیون نے بسبب بہکانے اُن شیطانون کے کتابونکو نکال لیا اور اُن منترون کو پڑھنا شروع کیا اور خواص عجیبہ اُسمین پائے یہانتک کہ توریت اور علوم دین کا شغل بالکل موقوف ہوا اور تمام ہمت انکی اوپر حاصل کرنے علم سحر اور افسونگری کے مصروف ہوئی اور جبتک شیطانون کو گمراہ کرنا انکا منظور تھا اُن منترون کے پڑھنے سے خوب تابعداری کرتے اور آثار بھی خوب طرح سے اسکام پر ظاہر ہوتے اور جسوقت شیطانون نے دیکھا کہ یہ گمراہی کے گڑھے مین گر پڑے اور اچھی طرح کتب الٰہیہ سے روگردانی کی بعد اسکے اُن منترون کے پڑھنے سے اطاعت بجانہ لائے اور اُس کام سے دست کش ہوئے اور وہ تاثیرین گم ہونے لگین پس بسبب اس حادثہ کے کئی وجہ سے ضرر بڑا یہودیون کے دین مین پایا گیا اول روگردانی کتابون الٰہی سے کہ علاج امراض روحانی کا انھین مین تھا دوسرے اعتقاد کرنا تاثیر بتون اور بڑے بڑے شیطانون کے نامون کا اور بجالانا نذرون اور قربانیون کا انکے واسطے کہ صریح کفر اور شرک ہی تیسرے بدظنی کرنی بیچ حق حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام کے یہانتک کہ انکار نبوت اُنکی کا کیا اور کہنے لگے کہ سلیمان ساحر تھا نہ رسول چنانچہ ابن جریر نے شہر بن حوشب سے روایت کی ہی کہ یہودی آپسمین کہتے تھے کہ دیکھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ حق کو ساتھ باطل کے ملاتا ہے اور سلیمان علیہ السلام کو نبیون کے ساتھ مین ذکر کرتا ہی حالانکہ سلیمانؑ ایک جادوگر تھا کہ بزور سحر کے ہوا کے اوپر سوار ہوتا تھا حق تعالیٰ نے دونون کامون یہودیون کی یعنی اعراض کرنا کتب الٰہیہ سے اور اعتقاد کرنا تاثیر بتون اور شیطانون کے نامون کا مذمت فرمائی اور برائی اُسکی ظاہر کی اور تیسرے امر کو کہ گمان جادوگری حضرت سلیمانؑ

تفسیر کی ۔۔۔ سمجھی راہ ۔۔۔ بہک لی ۔۔۔ یعنی یہود کی طرح تم اپنے پیغمبر سے ایسے سوال مت کرو کہ مثل انبیاے سابق کے ہم پر بھی احکام برقرار رکھا جاے یا ہم لوگ اس حکم سے خوش نہیں ہین کیونکر خدا کے حکم سے ناراض ہونا یا اسکو غیر مناسب سمجھنا کفر کی بات ہی اور ایمان کی بات چھوڑ کر کفر کی بات اختیار کرنا سیدھی

علیہ السلام کا تھا ساتھ اس عبارت کے رد کیا کہ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ یعنی اور ہرگز کافر نتھا سلیمان
علیہ السلام بسبب اعتقاد تاثیر بتون اور شیطانون کے نامون کے اور بجالانے نذرون اور قربانیون
انکی کے کہ جنپر سحر موقوف ہی اسواسطے کہ سلیمان پیغمبر تھے ساتھ اقرار ایک جماعت کثیر کے
یہودیون مین سے اور معصوم ہونا پیغمبرون کا کفر سے قطعی ہی بلکہ بدیہی ہی اسواسطے کہ منصب
نبوت کا ساتھ کفر کے منافات اور مخالفت صریح رکھتا ہی اور مبعوث کرنا پیغمبرون کا واسطے دور
کرنے کفر کے ہی اگر خود بھی کفر اختیار کرے تو نقصان غرض بعثت اُسکی کا لازم آوے وَلٰكِنَّ
الشَّيٰطِيْنَ یعنی اولیکن شیاطین جن اور انس کے کہ روبرو حضرت سلیمان علیہ السلام کے بسبب دیکھنے
معجزون اُنکے کے ایمان لائے تھے اور مسلمانون کے گروہ مین داخل ہوگئے تھے اور بیچ
جوہر ذاتی اُنکے کے شرارت اور کفر کا خمیر تھا بعد وفات حضرت سلیمان عم کے بہ مقتضائے
خبث اصلی اپنے کے كَفَرُوْا یعنی کافر ہوگئے اور تہمت جھوٹ کی اوپر سلیمان علیہ السلام کے
باندھی کہ وہ بھی سحر اور جادو کرتے تھے اور بسبب انھین اعمال خبیثہ کے جن اور انس
اور وحوش اور طیور اور ہوا اور اور مخلوقات کو مسخر اور تابعدار کیا تھا اور فقط ہی کہنے پر
اور اعتقاد کرنے پر قناعت نکی بلکہ کہنا شروع کیا کہ يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ یعنی تعلیم کرتے
تھے آدمیون کو سحر کی باتین تاکہ اور آدمیون کو بھی مانند اپنے کافر اور جادوگر بنادین اور آدمی
ساتھ افترا اور جھوٹ اُنکے کے فریب کھاکر گمان کرین کہ سحر کے کرنے مین کچھ برائی نہین والا
ایسا پیغمبر عالی قدر کس واسطے ایسا کام کرتا سمجھ جاننا چاہیے کہ حکم سحر کا مختلف ہے اگر سحر
مین قول یا فعل ایسا ہو کہ موجب کفر کا ہووے جیسے ذکر کرنا نام بتون اور ارواح خبیثہ کا
ساتھ ایسی تعظیم کے کہ لائق حضرت رب العزت کے ہے جیسے کہ ثابت کرنا عموم علم اور قدرت کا
یعنی ہر شی کا علم باستقلال اور ہر شی پر قدرت اسی طرح کی اور غیب دانی اور مشکل کشائی
اسی قسم کی یا ذبح بغیر اللہ یا سجدہ بغیر اللہ اور مثل اُسکی اور کوئی شی پائی جاوے تو
بلاشبہ وہ سحر کفر ہے اور صاحب اُسکا مرتد ہوتا ہے اور ایسے ہی جو شخص کہ اس قسم کا
سحر واسطے کسی مطلب اپنے کے کرواوے دیدہ و دانستہ تو کافر ہوتا ہی اور احکام
مرتدون کے اُسکے اوپر جاری ہین اگر مرد ہے تو اُسکو تین دن کی مہلت دینی چاہیے

تاکہ توبہ کرے اور اُس قول اور فعل سے تبرا کرے اور بعد تین دن کے بھی اگر توبہ اُس سے درست
نہوئی تو اسکو قتل کرنا چاہیے اور مسلمانون کے قبرستان مین اسکو دفن کرنا نچاہیے اور مسلمانون کے
طریق پر اسکی تجہیز و تکفین بھی نچاہیئے اور واسطے اسکے فاتحہ اور درود اور صدقے نہ بھیجنے چاہیین اور
اگر عورت ہی تو نزدیک امام شافعی رح کے اسکو بھی بدستور مردون کے بعد مہلت تین دن کے مار ڈالنا چاہیئے
اور نزدیک امام اعظم رح کے ہمیشہ کو اسکو قید کرنا چاہیے یہانتک کہ توبۂ نصوح کرے اور اگر سحر مین کوئی قول
یا فعل ایسا نہو کہ جسکے سبب سے کفر و ارتداد ثابت ہو لیکن کرنیوالا اسکا دعوی کرتا ہی کہ مین بسبب سحر
اپنے کے کرسکتا ہون کہ خدائی کا کام کرون جیسے کہ بدل ڈالنا صورت آدمیون کی ساتھ صورت جانورون کے
یا پتھر کو لکڑی یا لکڑی کو پتھر بنا سکتا ہون یا کام پیغمبرون اور معجزے انکے کا کرسکتا ہون جیسے کہ اڑتا ہوا
مین یا طے کرنی مسافت ایک مہینے کی بیچ ایک لحظہ کے پس وہ بھی کافر اور مرتد ہوتا ہی نہ بسبب فقط سحر
کے بلکہ بسبب اس دعوے کے اور اگر کہتا ہی کہ ان اعمال اور کامون میرے مین خاصیت ہی کہ بسبب اسکے
قتل کرنا نفس کا یا بیمار کرنا تندرست کا یا تندرست کرنا بیمار کا اور ڈرا دینا اچھے بھلے کا اور فاسد کرنا
تخیل کا کرسکتا ہون پس یہ سحر تزویر اور فسق ہی اور کرنیوالا اسکا دغاباز اور فاسق ہی اگر بسبب سحر اپنے کے
نفس معصومہ کو ہلاک کرے مانند قطاع الطریق اور خناق کے اسکو مارنا چاہیے اسواسطے کہ سعی کرنیوالا
فساد کا ہی اور درمیان عورت اور مرد کے کہ ایسی حرکت کرے کچھ فرق نہین دونون کا ایک حکم ہے یہ
مذکور رہے کہ امام فخر الدین زاہدی اور علماء حنفیہ نے منقح کیا ہے اور بیچ ایک روایت کے
امام اعظم رح سے ایسا آیا ہی کہ جب کسیکو معلوم کرین کہ جادو کرتا ہے اور ساتھ اقرار یا گواہون کے
یہ بات ثابت ہو جاوے تو اسکو مار ڈالنا چاہیے اور توبہ اُس سے طلب نکرنی چاہیے اور اگر کہے کہ
مین جادو چھوڑے دیتا ہون اور توبہ کرتا ہون تو اسکی بات کو قبول نکرنا چاہیے ہان اگر کہے کہ مین
پیشتر سحر کرتا تھا اور ایک مدت سے یہ کام چھوڑ دیا ہی تو قول اُسکا قبول کرنا چاہیے اور خون کرنا
اسکا نچاہیے اور نزدیک امام شافعی رح کے اگر کسی شخص نے سحر کیا اور بسبب سحر اُسکے کے مسحور یعنی جسپر سحر
کیا تھا مر گیا تو ساحر سے پوچھنا چاہیے اگر اقرار کرے کہ مینے اُسکو سحر کیا تھا اور سحر میرا اکثر مار ڈالتا ہے تو
اوپر اسکے قصاص واجب ہوتا ہی اور اگر کہے کہ مینے اُسپر جادو کیا ہی لیکن سحر میرا کبھی مار ڈالتا ہی اور
کبھی نہین مار ڈالتا ہے پس قتل شبہ عمد کا ہوا احکام شبہ عمد کے اُسپر جاری کرنے چاہیئین

تفسیر حقانی

فاعفوا واصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ ان اللہ علی کل شیء قدیر

اور اگر کہے کہ جینے اوس شخص پر سحر کیا تھا اتفاقاً نام اسکا موافق نام اسکے کا پڑا اگر اسکا سحر کے مقام
مین ہوا اور اسمین تاثیر اسکی ہو گئی پس قتل خطا کا ہوا احکام خطا کے اسپر جاری ہونگے
اسجگہ مین ایک شبہ ہی کہ اکثر ذہن مین آتا ہی حاصل اسکا یہ ہے کہ افعال خارق عادت کے کہ
محض ساتھ قدرت الٰہی کے صادر ہوتے ہین اکثر اوقات اولیاء اللہ سے ظاہر ہوتے ہین مثل
بدلنے ایک شئے کے ساتھ شئے دوسری کے اور بدلنے صورتون کے اور ایسے ہی وہ فعال کہ مشابہ
معجزے پیغمبرون کے ہین مانند زندہ کردینے مردے کے اور طے کرنے مسافت طویلہ کے ایک ساعت
مین اور مانند اسکے اولیاء اللہ سے کثیر الوقوع ہین اور اولیاؤن کے حال لکھنے والے ان
فعلون کو اولیاؤن کی کرامتون اور مناقب مین لکھتے ہین پس اگر نسبت فعل الٰہی کی غیر کی طرف کفر ہو تو
اس مقام مین بھی کفر لازم آوے اور اگر نظر طرف سببیت ظاہری کے کیجاوے اور کفر نکہا جاوے
پس ساحر کے حق مین کس واسطے حکم کفر کا کیا ہی بلکہ دعوت مین اسماء الٰہی وغیرہ کی کرنیوالے
اور عزیمتین پڑھنے والے بسبب سیفی اور دعوت کے عجائبات گوناگون ظاہر کرتے ہین
اور مشابہت کمال درجہ کی ساحرون کے ساتھ انکو پیدا ہوتی ہے وجہ فرق کی کیا ہی جواب اسکا
یہ ہی کہ جو افعال خلاف عادت کے ہین خواہ مشابہ معجزون پیغمبرون کے ہون خواہ اور جنس سے
تمام خاص قدرت الٰہی سے صادر ہوتے ہین اور اسی کے ارادہ اور ایجاد سے پیدا ہوتے ہین اور اسمین
اولیاؤن کے افعال اور ساحرون کے افعال دونون برابر ہین فرق یہ ہی کہ اولیاء اللہ اور دعوۃ ہمار
وغیرہ کی کرنیوالے اور عزیمت پڑھنے والے ان فعلون کو نسبت طرف غیر خدا کے نہین کرتے ہین بلکہ طرف
قدرت الٰہی کے یا خواص اسماء اسکے کے نسبت کرتے ہین پس شرک لازم نہین آتا ہی اور جادوگر ان
فعلون کو طرف غیر خدا کے مثل ارواح خبیثہ اور پیرون کے نسبت کرتے ہین یا خواص منترون اور بتون
کے نامون کے سے جانتے ہین اور اسی واسطے ان فعلون کو اپنے قابو مین سمجھتے ہین اور تحت حکم
اپنے کے شمار کرتے ہین اور ان کامون پر حلوان اور اجرت لیتے ہین اور نذرین اور قربانیان واسطے
ان ارواح خبیثہ اور ان اصنام باطلہ کے درخواست کرتے ہین پس شرک صریح لازم آتا ہی اور موجب
کفر کا ہوتا ہی اور اسکی مثل ایسی ہے جیسے کہ مشرکین افعال عادی خدائے تعالیٰ کو مانند
فرزند عطا کرنے اور فراخی رزق اور شفاء مریض اور اور کامون کو جو مثل ان کے ہین

طرف ارواح خبیثہ اور بتون کے نسبت کرتے ہین اور کافر ہوتے ہین اور موحد لوگ تاثیر اسماء
الٰہی یا خواص مخلوقات اُسکی سے مثل تاثیر دواؤن اور بوٹیون کے جانتے ہین یا تاثیر دعا نیک
بندون اُسکے سے کہ وہ بھی جناب اُسکے سے درخواست کرکے مطلب بر آری کرواتے ہین سمجھتے ہین پس
اُنکے ایمان مین کچھ خلل نہین پڑتا ہی ایسا ہی یہ عزیمتین وغیرہ ہین اب ہم متوجہ اسطرف ہوتے ہین کہ حقیقت سحر کی
کیا ہی اور اقسام اُسکے کتنے ہین اور کونسی قسم اُسکی موجب کفر کی ہی اور کونسی موجب فسق کی اور کونسی مباح کہ شریعت
مین جائز ہی تفصیل اس بحث کی طول چاہتی ہی مجمل اسکا یہ ہی کہ حقیقت سحر کی پیدا کرنی قدرت اوپر افعال
عجیبہ کے ہی کہ خلاف عادت کے ہون ساتھ استعمال کرنے اسباب خفیہ کے نے وسیلہ پکڑنیکے ساتھ جناب
الٰہی کے بسبب دعا یا پڑھنے اسمار اُسکے کے اور بغیر نسبت اُن فعلون کے طرف قدرت اُسکی کے اور جب
اسباب خفیہ جہان مین کئی قسم مین سحر بھی چند قسم ہوا اور ضبط اُن اقسام کا اسطرح ہی کہ سبب خفی یا روحانیات
کی تاثیر ہی یا تاثیر جسمانیات کی اور روحانیات یا روحانیات کلیہ مطلقہ ہین مثل روحانیات کواکب اور
افلاک اور روحانیات عناصر کے یا وہ روحانیات جزئیہ ہین خاصہ ہین مثل روحانیات امراض
اور جن اور شیاطین اور نفوس مفارقہ بنی آدم کے کہ اُن نفسون کو بعد مسخر کرنے کے کسی کام لینے
مین ہندی لغت مین بیر کہتے ہین ساتھ کسرہ بار موحدہ اور سکون یا کے اور جسمانیات کی
تاثیرین عجیب یا بسبب ترکیب اور جمع ہونے کیفیات مختلفہ کے ہوتی ہین یا بسبب خواص
صور نوعیہ اُنکی کے بلا واسطہ کیفیتون کے مثل جذب کرنے مقناطیس کے لوہے کے تئین بعد اُسکے
طریق حاصل کرنے مناسبت کا ساتھ روحانیات کے اور حاصل کرنے تاثیرون اُنکی کا یا ذکر کرنا اُنکے نامونکا
اور التجا کرنی طرف اُنکے ہی موافق شرطون مقرر کی ہوئی کے یا شکلین اور صورتین مناسب بنا کر
عمل مرغوب اُنکے بجالانے یا ایسے کلام پڑھنے کہ مفردات اُس کلام کے بغیر ملاحظہ ترکیب کے اشارہ
طرف عظمت اور بزرگی کسی روح کے ارواحون مین سے کرین یا طرف کسی فعل عجیب کے کہ اُس سے
بیچ کسی وقت کے صادر ہوا ہوا اور زبان خاص اور عام کو ساتھ مدح اور ثنا اُسکی کے جاری کیا پر
اقسام سحر کے باعتبار ان شقون کے بہت سے ہو جاوینگے لیکن جو کہ رائج اور معمول ہی کئی قسم ہی ایک
اُنمین سے کہ عمدہ قسمون مین سے ہے جادو کلدانین اور جادو بابل کا ہی کہ حضرت ابراہیم
علی نبینا وعلیہ السلام واسطے رد کرنے مذاہب اور باطل کرنے عقیدون اُنکے کے مبعوث ہوئے تھے

اور اصل اس علم کی ہاروت اور ماروت سے نکلی ہے کہ بابل کے لوگ اُنسے سیکھ کر کام مین لائے
اور اُسکے اندر انھون نے بہت تعمق اور تامل کیا اور کلدانین کہ رہنے والے بابل کے تھے
بہت مشغول اس علم کے تھے اور تواریخ معتبرہ مین لکھا ہی کہ بابل کے حکیمون نے نمرود کے عہد
مین بیچ شہر بابل کے کہ تختگاہ اُسکا تھا چھ طلسم تیار کیے تھے کہ عقلین اور وہم اُنکے دریافت کرنیمین
حیران تھین ایک یہ کہ ایک بط تانبے کی بنائی تھی اور اسمین یہ بات رکھی تھی کہ جسوقت کوئی جاسوس
یا چور اُس شہر مین آتا تو اُس بط مین سے آواز نکلتی کہ تمام شہر والے اُس آواز کو سُنتے اور جانتے کہ مقصود
اُسکا یہ ہی اور اُس جاسوس اور چور کو پکڑ لیتے دوسرے ایک نقارہ تھا کہ جس کسی کی کوئی چیز گم
ہوجاتی اُس نقارہ کے پاس آتا اور چوب اُسپر مارتا اُس طبل مین سے آواز آتی کہ فلانی چیز تیری
فلانی جگہ ہے اور بعد جستجو کے ویسے ہی نکلتی تیسرے یہ کہ ایک آئینہ بنایا تھا اور اُس سے
غائب شخص کا حال معلوم ہوجاتا تھا اس طرح سے کہ جسوقت غرض والا اُس آئینہ مین نگاہ کرتا شکل
اُس غائب کی اُس آئینہ مین ظاہر ہوتی شہر مین یا جنگل یا کشتی یا پہاڑ مین جس جگہ ہوتا صورت اُسکی
جس حال مین ہوتا بعینہ اُسمین مشاہدہ کرتا اگر بیمار یا تندرست یا فقیر یا مالدار یا زخمی یا مقتول ہوتا
ویسا ہی نظر آتا چوتھے ایک حوض بنایا تھا کہ ہر سال مین ایکدن اوپر کنارے اُس حوض کے جشن
کیا کرتے تھے اور سردار اور اشراف شہر کے حاضر ہوتے جو کوئی جو کچھ چاہتا خواہ شربت قسم قسم کے
خواہ افشورے لاکر اُس حوض مین گرادیتا اور جب ساقی اُس حوض پر آدمیون کے پلانیکے واسطے
کھڑے ہوتے اور حوض مین سے نکالتے تو ہر شخص کے واسطے پیالہ مین وہی چیز نکلتی کہ آپ اُسنے
پیشتر اُس مین سے ڈالی تھی پانچوین ایک تالاب بنایا تھا واسطے فیصلہ کرنے جھگڑون اور قصون کے کہ
اگر دو شخصون مین کچھ جھگڑا درمیان مین ہوجاتا اور حق ناحق معلوم نہوتا اُس تالاب پر آتے اور
اُسکے اندر گھستے جو کوئی حق پر ہوتا تالاب کا پانی ناف اُسکی سے نیچے نیچے آتا اور جو کوئی ناحق پر
ہوتا پانی اُسکے سر پر آجاتا اور اُسکو غرق کرتا لیکن اگر وہ شخص جھوٹا اپنے دعوے سے باز آتا اور مان جاتا تو
نجات ہوجاتی چھٹے نمرود کے محل کے دروازہ پر ایک درخت لگایا تھا کہ اُسکے سایہ کے نیچے آدمی
دربار والے بیٹھتے اور جس قدر آدمی زیادہ ہوتے جاتے سایہ بھی اُس درخت کا بڑھتا جاتا
یہانتک کہ اگر لاکھ آدمی ہوجاتے تو سایہ بھی اسیقدر فراخ ہوتا اور جب لاکھ سے ایک آدمی بھی زیادہ ہوتا

بالکل ساتھ رہتا اور تمام دعوے مین ہو جاتے اور نمرود کو بھی کہ بادشاہ اُنکا تھا اس قسم کی باتون مین بہت
توغل تھا کہتے ہین کہ یہ قسم سحر کی سب جادون مین مشکل ہے اور اُس کے حاصل کرنے مین بہت
وقت ہی او جسکو اس قسم کے سحر مین کمال ہو جاوے جو چاہے مخالف عادت ظاہر کرے اور موافق
عادت کے کام نکرنے دے چنانچہ جن بیماریون کا علاج طبیبون سے نہو سکے مثل برص اور جذام
اور زمانت اور عشق شدید سب کا علاج اُس سے ہو سکتا ہی اسواسطے کہ ساحر ساتھ استعانت روحانیات
کے تدبیر کرتا ہی اور طبیب ساتھ استعانت جسمانیات کے اور کنہ اس صنعت کی یہ ہی کہ ہر جسم کے
واسطے آسمان سے لیکر عناصر اور موالید تک ایک روح ہی کہ مدبر اُسکی ہی اور تاثیرین تمام جسمون
کی بطفیل ارواح کے ہین او رجب ارواح تمام جہان کی اس شخص کی مسخر ہوئی گویا مالک جہان کا
ہو گیا پس بغیر جنگ و جدال کے دفع کرنا دشمنون کا اور مغلوب کرنا مفسدونکا اُس سے ممکن ہے
چنانچہ ارسطو نے حکیم برہماطوس اور بیداغوس کی نقل کی ہی کہ بیچ شہر بابل کے درمیان ان دونون
آدمیون کے منازعت بڑی بیداغوس نے کہا کہ تجھکو میری ساتھ کس طرح طاقت مقابلے کی ہووے
کہ مریخ اور زحل میرے مقابلہ سے عاجز ہین برہماطوس نے جب یہ کلام سنا مریخ مسخر بنا کر استعانت
ساتھ روح مریخ کے کی اور بیداغوس کو جلایا اور بغیر جنگ اور لڑائی کے شر اُسکا دفع ہوا
اور اور شہرون مین بھی اس قسم کے قصے نقل کرتے ہین جب حضرت ابراہیم پیدا ہوئے حق تعالی نے
انکو تمام جسم اور روحین دکھلائین اور سبکو بیچ دست قدرت اُسکے کے مجبور او ربے اختیار دیکھا اور سب سے
منہ اپنا پھیرا اور متوجہ طرف ذات واحد حقیقی کے ہوئے چنانچہ سورہ انعام مین آوے گا ان شاء اللہ تعالی
اس آیت مین وکذلک نری ابراہیم ملکوت السموت والارض سے انی وجہت
وجہی للذی فطر السموت والارض حنیفا وما انا من المشرکین تک اور اس قسم کا سحر
کفر صرف اور شرک محض ہے اس واسطے کہ بیچ شرائط اس سحر کے کہ پندرہ ہین لکھا ہے
اوّل شرط یہ ہے کہ ارواح کو دلون کے اوپر مطلع جانے اور ہرگز گمان عجز اور جہل کا اُنکے حق مین
نکرے والا وہ ارواح اُسکے کہنے مین نرہینگی اور مطلب کو نہ پہنچا دینگی اور بھی بیچ کیفیت
دعوت روحانیات کواکب کے لکھتے ہین کہ شروع ساتھ دعوت قمر کے کرے اسواسطے کہ وہ قریب
عالم سفلی کے ہی اور ساتھ وسیلے اُسکے کے دعوت عطارد کی و علی ہذا القیاس او دعوت قمر کی مین لکھتی ہین

تفسیر سحر کی

م ایک حق پر
مین ان کو اس
خیال باطل پر نہ
چاہیے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم
نے تو فرمایا ہے
کوئی بھی مسلمان
ہوگا جب تک
ہمکو اپنے باپ اور
بیٹے اور سارے
جہان سے بڑھکر
نچاہیگا اور حدیث کی
نشانی اور اسکا نتیجہ
فرمایا کہ جسنے میری سنت
کو چاہا اسنے مجھے چاہا اور
جسنے مجھے چاہا وہ جنت
مین میرے ساتھ ہوگا
(ترمذی) اور فرمایا

کہ یہ الفاظ پڑھے ایھا الملک الکریم والسید الرحیم مرسل الرحمۃ ومنزل النعمۃ یعنی اے
بادشاہ بخشش کرنیوالے اور سردار رحم کرنیوالے تو رحمت کا بھیجنے والا اور نعمت کا اُتارنیوالا ہی اور عطارد
کی دعوت مین اس طرح کہے کُلُّ مَاحَصَلَ لِیْ مِنَ الْخَیْرِ فھو عنک وکل ما یندفع من الشر منی فھو منک
یعنی خیر کا حصول اور شر کا اندفاع تجھی سے ہی اور یہی کہے ایھا السید الفاضل الناطق العالم
بخفیات الامور المطلع علی السرائر وعلی ھذا القیاس یعنی ای سردار بزرگ تو عالم مخفیات کے
امور بتانیوالا اور تمام بھیدون پر مطلع ہی اور اسیطرح اور کواکب کی دعوت مین اور ظاہر ہی کہ یہ عقائد اور یہ قول
منافی اسلام اور توحید اور ملت حنفی کے ہی اس مقام مین جاننا چاہیے کہ اہل بابل بسبب تعلیم ہاروت اور ماروت
کے طریق تسخیر اور استعانت کا ساتھ تمام روحانیات کلیہ اور جزئیہ اور علویہ اور سفلیہ اور فلکیہ اور عنصریہ اور بسیطہ
اور مرکبہ کے جانتے تھے اور عمل مین لاتے تھے یہانتک کہ روحانیات امراض اور مذاہب اور روحانیات
کو بھی تسخیر کرتے تھے اور انکے ساتھ اتصال بہم پہنچاتے تھے اور اعمال عجیبہ پیدا کرتے تھے لیکن یونان کے
آدمیون نے فقط تسخیر روحانیات علویہ کے اوپر کفایت کی تھی اور ایسا سمجھتے تھے کہ جس وقت روحانیات
علویہ مسخر ہوئین پھر حاجت روحانیات سفلیہ کی نہ رہی کہ روحانیات سفلیہ مین سوائے قبول کرنے
اور متاثر ہونے کے کوئی منصب نہین فاعلیت اور تاثیر مخصوص ساتھ علویات کے ہی اور متقدمین ہند کے تمام
روحانیات کو تسخیر کرتے تھے اور ہر ایک سے جو کام کہ متعلق اُسکے ہی لیتے تھے عم والناس فیما یعشقون
مذاہب پس سحر بابل کا اس زمانہ کے ہندیون مین جو ہی اور یونانیون نے بعضون کے اوپر کفایت کی ہے
اور قسم دوسری اس سحر سے تسخیر جن اور شیاطین کی ہی فقط اور سہل الحصول اور کثیر الرواج ہی اور اس تسخیر مین طرف
بڑے بڑے جنون کے مثل بھوانی اور ہنومان اور امثال انکی کے التجا کرنی پڑتی ہی اور تضرع اور زاری انسے کرنی
اور نذرین اور قربانیان انکے واسطے گزرانی اور خوشبوئین مناسب انکے کھانونکی جگہ رکھنی ضرور ہوتی ہین اور کفر صریح
لازم آتا ہی اور قسم تیسری اس سحر سے پیدا کرنا بیر کا ہی اور اس سحر مین ضرورت ہوتی ہی اس بات کی کہ اول کسی انسان کو کہ
قوی دل اور قوی جثہ مر گیا ہو تلاش کرین بعد اسکے روح اسکی کو ساتھ پڑھنے بعضے لفظون کے کہ جنمین ذکر بڑے بڑے
شیاطین کا ہوتا ہی اور نہایت تعظیم انکی انمین بیان ہوتی ہی اپنی طرف کھینچتے ہین اور بسبب قوت الفاظ اور
رکھنے نذرون اور ہدیون کے اس روح کو بیچ حکم اور قابو اپنے کے کرتے ہین مانند غلام یا نوکر کے جس
چیز کے واسطے اس سے کہا جاتا ہے سرانجام اسکا کرتی ہی پس یہ عمل بھی یا کافر بنا دیتا ہے

باقریب سرحد کفر کے پہنچاتا ہی اور اکثر اس قسم کی ارواح کہ شہوت اور غصہ کی باتون مین مددگاری
کرتی ہین خبیث روحین ہوتی ہین جیسے کہ ہنود یا فساق کی پس اختلاط خباثت کا بھی اس
عمل مین لازم آتا ہی اور قسم چوتھی اُس سے فاسد کرنا تخیل کا ہی کہ بواسطہ بعض ارواح جنیون کے
آدمی کے خیال مین تصرف کرتے ہین یہانتک کہ اُسکو جو چیز موجود نہین نظر آتی ہی یا صورتون ہولناک
اپنے خیال مین آئی ہوئی سے ڈرتا ہی یا حرکتین کہ واقع مین نہین اُنکو موجود جانتا ہی اور اس
قسم کو نظربندی اور خیال بندی کہتے ہین اور یہی قصہ جادوگرون فرعون کے اس آیت سے یخیل الیہ
من سحرھم انھا تسعیٰ اسی قسم کا سحر سمجھا جاتا ہی اور اس قسم کا سحر اگر یہی مقابلہ معجزے کے واسطے دور کرنے
دلالت اُس معجزہ کے یا یہی مقابلہ اولیاء اللہ کے جھگڑنے کے واسطے کیا جاوے حرام اور کبیرہ ہی اور ایسے ہی
اگر بسبب اس خیال بندی کے کسی کو دغا دین اور آبرو اور مال اُسکے کی خیانت کرین تو بھی کبیرہ
ہوتا ہی اور اس قسم کا سحر فی نفسہ کفر نہین لیکن جس وقت تصرف یہی خیال کسی شخص کے کرتے ہین تو
التجا کرنے طرف ارواح جنیون کی یا ذکر کرنے نامون بڑے بڑے جنون کی حاجت ضرور پڑتی ہے
اگر وہ التجا اور ذکر کمال درجہ کی تعظیم کے ساتھ پایا جاوے تو کفر لازم آوے اور قسم پانچوین
سحر اصحاب اوہام کا ہی کہ پیشتر ہنود مین اسکا رواج بہت تھا اور اب نام ونشان اُس کا
موجود نہین اور اُسکو تعلیق الوہم بھی کہتے ہین اور طریق اُسکا یہ ہی کہ جو شی مطلوب ہو اُسکی صورت کو
سامنے رکھکر وہم کو واسطے حاصل کرنے اُسکے کے متعلق کرین اور شرطین اس تعلیق کی مثل کم کرنا
غذا کا اور ایک طرف ہونا آدمیون سے اور مثل اُسکے اور باتین عمل مین لاوین تاکہ وہ مطلوب
حاصل ہو اور حکم اس قسم کا یہ ہی کہ اگر کوئی غرض مباح اُسکی ساتھ ارادہ کرین جیسے جدائی ڈالنی
درمیان دو زانیون کے یا ہلاک کرنا کسی ظالم اور کافر کا بس مباح ہی اور اگر کسی غرض ممنوع کا اُس سے
ارادہ ہو جیسے کہ جدائی ڈالنی درمیان میان بی بی کے یا ہلاک کرنا نفس معصوم کا ہو تو حرام ہی حاصل یہ ہی کہ
فی نفسہ قبیح نہین تابع فعل کے ہی اگر فعل مباح کے واسطے کیا ہی تو وہ بھی مباح ہی اور اگر فعل حرام ہی تو
وہ بھی حرام ہی اور قسم چھٹی سحر یہ رنج کا ہی یعنی بسبب خواص اشیا کے فعل عجیب صادر کرتے ہین اور وہ خواص
ہر کسی کو معلوم نہین ہوتے ہین جیسے کہ کوئی چاہے کہ اُنگلیون کو روشن کرے تو تھوڑا سا بورہ
کابلی سرکہ مین تر کرکے تھوڑا کف دریا اُسکے ساتھ دیوے اور اُنگلی پر ملے اور لفظ اُس مقام مین نہ لیتے

تفسیر عثمانی

بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

ت ہان جسنے اپنے تئین اللہ کو سونپ دیا اور وہ نیک کام بھی ہی اسکو پروردگار کے یہان ثواب اسی کو ہے اور اس کو نہ کچھ ڈر ہے نہ غم

ف یعنی ہر طرح سے ظاہر و باطن جان و مال عزت آبرو سب کچھ خدا کو سونپ دیا اور رسول ہی کی چال چلا تشنیع ہر شنیکیان اور دوگون کی رشورد

پس اگر کسی مجلس مین شمع یا چراغ جلتا ہو اور اُن انگلیون کو آگے چراغ کے لیجاوین تو آگ لگجاویگی اور
انگلیان نہ جلینگی آور قسم ساتوین سحر حیل کا ہی کہ ساتھ استعانت آلات عجیبۃ الصنعۃ کے امور نادر
پیدا کرتے ہین اور بنانا اُن آلات کا اکثر اور تعمق اور ریاضتون کے موقوف ہوتا ہی مثل حیل بنی
موسیٰ اور آلات ساعتون پہچاننے کے کہ اہل فرنگ بناتے ہین آور قسم آٹھوین سحر شعبدہ بازی کا
اور ہاتھ چالاکی کا ہی کہ بہت مرد او رعورتین واسطے متعجب کرنے آدمیون کے عمل مین لاتے ہین اور
سبب مخفی اس قسم کے سحر مین حرکتین پوشیدہ کرنی اور بدل دینا امثال کا جلدی سے ہی اور یہہ
تینون قسم کے سحر نہ کفر ہین اور نہ حرام ہین مگر یہ کہ کوئی غرض فاسد ارادہ کرین پس اُس سبب سے
حرمت پائی جاویگی آسجگہ جاننا چاہیئے کہ اکثر اقسام سحر کی ذہین لوگون اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا
الصلوۃ والسلام نے صلاح کی ہی اور کفر اور شرک اُسکے کو دور کرکے استعمال کیا ہی پس اصلاح
پہلی قسم کی دعوت علوی ہی کہ ملائکہ علویہ کو بسبب اُسکے تسخیر کرتے ہین لیکن ساتھ استعانت اسماء
عظام الٰہی کے اور قرآن کی آیتون کے آور اصلاح قسم دوسری کی عزیمتین او ردعوت سفلی ہی کہ زمین
کے موکلات اور جنون کو مسخر کرتے ہین لیکن ساتھ استعانت اسماء الٰہی اور آیتون کے نہ لیے شائبہ کفر
اور شرک یا تعظیم بغیر اللہ کے بلکہ ساتھ حکومت او رغلبہ کی آور اصلاح قسم تیسری کی حاصل کرنا ربط کا ساتھ
ارواح پاک صالحین اور اولیا کے ہی کہ اکثر اویسیہ طریقہ والے عمل مین لاتے ہین اور بیچ حاجتون اپنی
اور دوسرون کے نفع پاتے ہین اور بیچ طریق حاصل کرنے اُسکے بھی طہارت اور تلاوت اور بھیجنے
ثواب اور صدقات کا واسطے اُن ارواح کے منظور رکھتے ہین آور اصلاح قسم پانچوین کی عقد
ہمت ہی کہ اکابر مشائخ اور اولیا عظام سے واسطے حل مشکلات کے وقوع مین آئی ہی اور یہہ تعلیق بھی
متعلق ساتھ ایک کیفیت عظمی کے ہی کہ بسبب استغراق کے بیچ ملاحظہ کسی اسم کے اسماء الٰہی سے حاصل ہوتی ہی
اور یہہ موقوف ہی اوپر کمال پاکیزگی روح کے اور ترقی کرنے اُسکے کے عالم سفلی سے طرف عالم علوی کے
آور اصلاح قسم چھٹی کی تعمق اور غور کرنا بیچ خواص آیتون اور اسماء اور رقمون اور عددون اُنکے کے ہی
اور ترکیب دینی بعضون کی ساتھ بعضون کے اور نقش کرنا وفقون مبارک کا کہ مختلف کاغذون اور
الواح مختلف الخواص پر واسطے حاصل کرنے کسی مطلب نیک کے کرتے ہین چنانچہ تعویذون کی
کتابون اور خواص اسماء او رسور قرآن مین مع قیود او رشروط کے اور تکسیر کی کتابون مین تفصیل وار

بیان ہوا اور بسبب تبعیت اس علم کے بیچ خواص دوسری اشیاؤن کے عنصریات ہین سے اور خواص بروج اور درجون اور شرف اور وبال کے بھی تعمق کرتے ہین اور اُسمین ذکر اسد کو ملا دیتے ہین حاصل کلام وجہ قبیح سحر کی یہی ہی کہ کفر اور شرک تک پُہنچا دے اور اعتقاد و تاثیر ستارون اور ارواح مدبرہ یا ارواح خبیثہ شیاطین کا آمین ہوا اور موقوف ہوا اور التجا کرنے کے طرف غیر اسد کے اور اسباب مین طرح سے مصروف ہونا اور خیال کرنا کہ مطالعہ قدرت مسبب کے سے غافل کرے جب یہ وجہ قبیح بالکلیہ زائل ہو جاوے پس مدارج حرمت او پر اغراض مقصودہ کے چاہیے ان خیہا غیرہ ان شرا فشرا اگر نیک ہی پس یہ بھی نیک ہی اور اگر بد ہی پس یہ بھی بد ہے اور سحر یہود کا اکثر اسمین استعانت ساتھ ارواح شیاطین کے اور ذکر کرنے ہار اُنکے کے تھی یا پڑھنا منترون کا کہ معانی اُنکے مہمل تھے اور تصویر صورتون مرغوبہ اور مرہوبہ کی پائی جاتی تھی اسواسطے بیچ مقام برائی کے یاد فرمایا اور یہ لوگ فقط اسی کے اوپر کہ شیاطین نے بیچ عہد حضرت سلیمان عم کے اخذ کیا تھا اکتفا نہین کرتے تھے بلکہ تلاش کرتے تھے اور ڈھونڈھتے تھے وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ یعنی اور اُس سحر کو کہ نازل ہوا تھا اوپر اُن دو فرشتون کے کہ بابل مین تھے نام اُنکا ہاروت اور ماروت اور یہی قسم پہلی سحر کی تھی کہ مذکور ہوا اور یہ صریح کفر اور محض شرک ہی سو واسطے کہ ارواح مدبرہ عالم کو برابر خدا کے جانتا ہے اور اُنکے واسطے وہ افعال کہ خاص اسد تعالیٰ کے واسطے ہین جیسے کہ حمد و ثنا اور اعتقاد عموم علم اور قدرت اور غلبہ اور عظمت کا بجا لانا ہے بخلاف تسخیر جن اور شیاطین اور پڑھنے منترون مہملۃ المعانی کے کہ اسمین احتمال تسخیر استیلائی اور قہری کا بھی ہو سکتا ہی یعنی بزور اُنکو مسخر کر لیا اور معانی اُن منترون کے مین احتمال صحت کا اور فساد کا دونون ہین شرک صریح اور کفر ظاہر کا اس قسم مین حکم کرنا ثابت نہین ہوتا ہی اور فرق بیچ سحر ہاروت و ماروت اور بیچ سحر کلدانئین اہل بابل کے کہ اُنسے سیکھا تھا یہ تھا کہ ہاروت اور ماروت کو یہ قدرت بھی عطا ہوئی تھی کہ فقط تاثیر اُنکی سے بغیر محنت اعمال شاقہ کے بیچ مسخر کرنے ارواح کے اتصال ساتھ روح خبیث کے حاصل ہوتا تھا اور اثر اُس اتصال کا بیچ جوہر روح طالب کے ثابت اور محکم ہو جاتا تھا اور کسی تدبیر سے دور نہین ہوتا تھا اور کلدانئین اور اہل بابل بیچ حاصل کرنے مناسبت اور اتصال کے ساتھ

تفسیر عزیزی

الیہود علی نبی ومتلون الکتب کذلک قال الذین لایعلمون مثل قولھم فاللہ یحکم بینھم یوم القیمۃ فیما کانوا فیہ یختلفون

ترجمہ

اور یہود نے کہا نصاری کا دین کچھ بھی نہین اور نصاری نے کہا یہود کا دین کچھ بھی نہین اور وہ سب

ارواح کے سختین کھینچتے تھے اور ریاضتین کرتے تھے اور خلوتین اختیار کرتے تھے اور پھر بھی وہ استقرا
اور رسوخ میسر نہین ہوتا تھا دلیل اس تاثیر قوی ہاروت و ماروت کی یہ ہی کہ حاکم ساتھ سند صحیح کے
اور بیہقی بیچ سنن اپنی کے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت لایا ہی کہ اُنھون نے
فرمایا کہ ایک عورت دومۃ الجندل کے لوگون مین سے بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آئی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈھتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھکو آنحضرت سے کچھ دریافت کرنا تھا
افسوس کہ اُنھون نے رحلت فرمائی جب پاس میرے آئی اُس سے پوچھا مینے کہ بارے حاجت اپنی اور
سوال اپنا کہہ اُسنے کہا کہ میرا ایک شوہر تھا کہ میرے ساتھ بدسلوکی کرتا تھا اور ہرگز موافقت میرے
ساتھ اُسکی نہوتی تھی مین اس سبب سے بہت تنگدل اور رنجیدہ ہوتی تھی فقط ایک بڑھیا عورت
میرے گھر آئی اُس سے شکایت اس بات کی مینے کی اُسنے کہا کہ جو کچھ مین کہون اگر تو اُس طرح کرے تو
شوہر تیرا مانند غلام کے فرمانبردار تیرا ہوجاوے گا کہا مینے البتہ تیرا کہنا بجالاؤنگی جب پچھلی رات
ہوئی وہ بڑھیا روبرو میرے آئی اور ساتھ اپنے دو کتے سیاہ لائی ایک کتے پر آپ سوار ہوئی
اور دوسرے کتے پر مجھکو سوار کیا اور چلے ہم ایک لمحہ نگزرا کہ بابل کی زمین مین پہنچے دیکھا کہ
اسجگہہ دو شخصون کو پاؤن اوپر کو اور سر نیچے کو کرکے لٹکا رکھا ہی اُن دونون مردون نے مجھسے پوچھا
کہ کسواسطے آئی تو مین نے اُس بڑھیا کے سکھلانے سے کہا کہ واسطے سیکھنے سحر کے آئی ہون اُن دونون شخصون
نے کہا کہ سحر کفر ہی سبب سیکھنے اُسکے کے کافر مت ہو اور اپنے گھر کو چلی جا مینے کہا کہ مین ہرگز گھر کو نجاؤنگی بغیر
سیکھے جادو کے وہ ہرچند مجھکو منع کرتے تھے اور مین اصرار کرتی تھی جب بہت مینے مبالغہ کیا مجھسے کہا کہ اس تنور کے
پاس جا اور اُسمین پیشاب کر اور مین تنور کی طرف گئی لیکن اُس تنور کے دیکھنے سے خوف مجھپر غالب ہوا اور
رونگٹے کھڑے ہوگئے پھر گئی اور روبرو اُنکے پہنچی مین اور کہا کہ مین پیشاب کر آئی ہون اُنھون نے کہا کیا
دیکھا تو نے کہا مینے کچھ نہین پھر اُنھون نے کہا تو جھوٹی ہی پیشاب تو نے نہین کیا ہی اب بھی
تیرے حق مین بہتر یہی ہی کہ اپنے گھر کو چلی جا اور کافر نہو مینے کہا کہ مین ہرگز نہین جاؤنگی اُنھون نے
کہا کہ جا اور تنور مین پیشاب کر پھر تنور کے پاس گئی پھر وہی حالت درپیش آئی یہانتک کہ تین بار
اسی طرح ہوا چوتھی دفعہ جرأت کرکے اُس تنور مین مینے پیشاب کیا دیکھتی ہون کہ ایک سوار گھوڑے کا
زرہ پوش ہتیار بند سر سے پیر تک لوہے مین غرق میرے بدن سے نکلا اور آسمان کی طرف

اُڑکر چلا گیا اور میری آنکھ سے غائب ہوا مینے اُنکے روبرو جاکر بیان کیا اُنھون نے کہا سچ کہتی ہی یہ سوا
زرہ پوش ایمان تیرا تھا کہ تیرے اندر سے نکل کر چلا گیا اب جا کہ فن سحر مین کامل ہو گئی مینے اُس بُڑھیا سے
کہ رفیق میری تھی کہا کہ مین جادو سیکھنے کو آئی تھی ابتک کچھ نہین سیکھا اور نہ اُنھون نے مجکو کچھ
سکھلایا پس مطلب میرا حاصل نہوا اُس بُڑھیا نے کہا کہ تو نہین جانتی ہی تعلیم اُنکی اسی طرح ہوتی ہے
اب تو جس چیز کو جس طرح کہیگی ویسی ہی ہو جاویگی مینے کہا کہ مجکو کس طرح یقین آوے اُس بُڑھیا نے
کہا کہ ایک دانہ گیہون کا لے اور زمین مین ڈال دے اور کہہ کہ زمین مین سے نکلکر سبز ہو جا بمجرد
میرے کہنے کے سبز ہو گیا پھر مینے کہا کہ بڑھ جا بڑھ گیا پھر مینے کہا کہ خوشہ لے آیا خوشہ لے آیا پھر مینے کہا کہ
خشک ہو جا خشک ہو گیا پھر مینے کہا کہ آٹا ہو جا آٹا ہو گیا پھر مینے کہا کہ روٹی پکی ہوئی بنجا روٹی پک کر
تیار ہو گئی جب مینے یہ حالت دیکھی کہ جس چیز کو جو کچھ کہتی ہون ویسی ہی ہو جاتی ہی اب میرے دل مین
افسوس اور ندامت بہت اوپر چلے جانے ایمان اپنے کے آتی ہی اور قسم خدا کی کھاتی ہون اے ماں تمام
مسلمانون کی کہ اب تک مینے کسی کے حق مین بدی نہین کی اور نکرونگی اب اوصاف پیغمبر خدا کے
سنکر آئی تھی کہ اُنسے کوئی تدبیر پوچھون تا کہ ایمان میرا پھر آجاوے جب کہ اُنکو نہین پایا مینے نہایت
حسرت مین ہون مین حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بہت موجود ہین اُنکے پاس جاکر پوچھ وہ عورت سب اصحاب رضی اللہ عنہم کے پاس گئی اور حال اپنا بیان کیا
کسی نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے جرأت نہ کی کہ واسطے آجانے ایمان اُسکے کے کوئی تدبیر بتلادے مگر ابن عباس رضی اللہ عنہ
اور بعضے اورون نے کہا اگر ما اور باپ تیرے دونون زندہ ہون یا ایک اُنین سے زندہ ہو تو تجکو کفایت
ہے خدمت اُنکی بجالا تا کہ ایمان تیرا طرف تیری پھر آجاویگا اور ابن المنذر نے اوزاعی سے
روایت کی ہی اور وہ ہارون بن رباب سے نقل لایا ہی کہ مین ایکدن عبد الملک بن مروان کے
پاس کہ بادشاہ وقت کا تھا ملاقات کے واسطے گیا دیکھا مینے کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے کہ واسطے اُسکے
مسند ڈال رکھی ہی اور تکیہ رکھا ہوا ہی دربار کے آدمیون سے پوچھا مینے کہ یہ کون ہی کہ برابر بادشاہ
کے مسند پر بیٹھا ہی کہا اُنھون نے کہ بزرگی اس شخص کی اس سبب سے ہی کہ ہاروت اور ماروت
کو دیکھ آیا ہی کہا مینے یہی شخص اُنھون نے کہا ہان آگے اُسکے گیا مین اور سلام کیا اور کہا
مینے کہ میرے سامنے بھی قصہ ملاقات ہاروت اور ماروت کا بیان کر وہ بمجرد اس کہنے کے

تفسیر خلیلی
کرتے ہین اور نہ دلیل اپنے کو حق پر اور سب کو باطل پر ٹھہراتے ہین اب یہ جھگڑا قیامت مین خدا چکائیگا غرض ایماندار کو چاہئے کہ ہر وقت حق کی تلاش مین مشغول رہے اور جہان حق ملے اُس کو قبول ہی کرے افسوس کہ یہی حالت اس امت مین بھی موجود ہے کہ اکثر

اشک اسکی آنکھون سے جاری ہوے اور کہا کہ قصہ میرا یہ ہی کہ مین نوجوان تھا اور باپ میرا
چھٹپن مین مجکو چھوڑ کر مرگیا تھا اور بہت سا مال چھوڑا تھا اور وہ تمام مال میری والدہ کے ہاتھ مین
تھا اور ما میری مجکو بہت چاہتی تھی جو کچھ اُس سے مانگتا دیدیتی اور بے دھڑک جابجا صرف کرتا اور
ما میری ہرگز مجھسے نہ پوچھتی کہ تو اِس مال کو کیا کرتا ہی جب مدت بہت گزری اور جوان ہوا میرے
دل مین آیا کہ اپنی ما سے پوچھون کہ اسقدر مال میرے باپ کو کہان سے ملا تھا جب اپنی ما سے
دریافت کیا مینے اُسنے کہا کہ ای بیٹے تجکو اس پوچھنے سے کیا مطلب ہی کھا اور عیش کر اور جسقدر
صرف چاہیے تو کر اور حال اِس مال کا مت پوچھ کہ یہی اچھی بات ہی مینے بسبب سننے اِس کلام کے بہت
مبالغہ کیا والدہ میری گھر کے اندر لے گئی کہ ڈھیر مالون کے اُسجگہ تھے اور کہا کہ یہ سب ملک تیری ہی
کئی پشت تیری کو کفایت ہی تجکو کیا پروا ہی کہ وجہ کسب اس مال کی تو دریافت کرتا ہی مینے کہا کہ مجکو
ضرور بالضرور نشان دینا چاہیے کہ اسقدر مال کثیر کس جہت سے جمع ہو سکتا ہی اُسنے کہا کہ باپ تیرا ساحر تھا
اور یہ تمام مال سحر اپنے سے جمع کیا تھا جب یہ بات سُنی مینے اپنے دلمین فکر کیا کہ مال موروثی پر کفایت
کرنی نیچے ہمت لوگون کا کام ہی مجکو چاہیے کہ مین بھی سحر سیکھون اور جیسا کہ باپ میرے نے اتنا مال کثیر
جمع کیا تھا مین بھی ساتھ زور بازو اور پاے مردی اپنی کے جمع کرون اپنی والدہ سے مینے دریافت کیا
کہ کوئی شخص خاص یاردن اور رفیقون میرے باپ کے سے اِس ملک مین باقی رہا ہی کہ میرے باپ کے بھیدون
سے واقف ہوا اور جو اعمال کہ میرے باپ کے پاس تھے اُنکو بھی معلوم ہون کہا ہان فلانا شخص فلانے قصبہ مین
رہتا ہی مینے سامان سفر کا درست کیا اور اُس شخص کے پاس پہنچا اور نہایت ادب سے سلام کیا اور آگے
اُسکے بیٹھا اُسنے مجکو نہ پہچانا اور پوچھا کہ کون ہی تو اور کہان سے آیا تو کہا مینے فلانے شخص کا بیٹا ہون
کہ دوست تمہارا تھا جب نام میرے باپ کا سُنا مجکو گلے لگایا اور بہت شفقت کی اور مرحبا کہا
بعد اسکے پوچھا کہ کیا حاجت تجکو ہی اور کس مطلب کے واسطے آیا ہی تو باپ تیرا اتنا مال چھوڑ گیا ہی
کہ کئی پشت تک تجکو کافی ہی اور کسی کا محتاج نہوگا مینے کہا کہ واسطے احتیاج مال کے نہین آیا ہون بلکہ
سحر سیکھنے کے واسطے آیا ہون اُسنے کہا ای لڑکے ہرگز یہ خیال مت کر کہ اسمین کچھ فلاح نہین مینے کہا کہ مین تمہارا
پیچھا نہین چھوڑونگا جب تک کہ مجکو مانند باپ میرے کے جادوگر کامل نہ بنادو وہ ہرچند نصیحت کرتا تھا مین باز نہین
آتا تھا ناچار ہوکر کہا کہ ٹھہر جا کہ فلانا دن اور فلانی ساعت آجاوے جب وہ دن اور وہ ساعت آئی تو

میں تیار ہوگیا اور ایفاے وعدہ کا اُس سے چاہا وہ مجھکو قسمیں دیتا تھا اور منع کرتا تھا اور میں اُسکا
پیچھا نہ چھوڑتا تھا یہانتک کہ لاچار ہوکر کہا کہ تجھکو ایک جگہ لیجاتا ہوں لیکن خبردار اُس جگہ خدا کا نام
لیجو مجکو ہمراہ لیکر ایک نقب کے اندر کہ زمین کے نیچے تھا لیگیا مینے اپنے خیال میں شمار کیا کہ
تین سو اور کتنے زینے طے کیے اور ہرگز روشنی آفتاب کی اُس جگہہ کم نہوئی تھی جب نیچے اُن
زینوں کے پہنچے دیکھا ہمنے کہ ہاروت اور ماروت لوہے کی زنجیروں میں بندھے ہوے ہوا میں
لٹک رہے ہیں اور آنکھیں اُنکی مانند بڑی بڑی ڈھالون کے اور پر اُنکے بڑے بڑے چوڑے اور
لنبے جسوقت اُنکی ہولناک صورتوں پر نظر میری پڑی بے اختیار میری زبان سے نکلا لا الہ
الا اللہ بمجرد سننے اس کلمہ کے پرون اپنے کو ہلانے لگے اور نعرے مارنے شروع کیے یہانتک کہ
بعد ایک ساعت کے خاموش ہوگئے مینے امتحان کے واسطے دوسرے مرتبہ کہا لا الہ الا اللہ
پھر اُنکی یہی حالت ہوئی تیسری دفعہ پھر کہا یہی حالت درپیش آئی بعد اسکے خاموش ہوکر کھڑا رہا میں
طرف میری اُنھوں نے دیکھا اور کہا کہ تو جنس آدمی سے ہی کہا مینے ہاں مینے اُنسے پوچھا کہ تمھارا کیا
حال ہی اُنھوں نے کہا جسوقت سے کہ ہم عرش کے نیچے سے آئے ہیں اور اس عذاب میں گرفتار
ہوے ہیں کبھی اس کلمہ کو ہمنے نہیں سنا اب ہمنے تیری زبان سے یہ کلمہ سنا مقام اصلی اپنا ہمکو یاد آیا اور بے اختیار
آہ و نالہ ہمنے کیا اب کہہ کہ کونسی امت میں سے ہی تو مینے کہا کہ امت محمد رسول اللہ صلعم کی سے
اُنھوں نے کہا آیا محمد مبعوث ہوے کہا مینے ہاں مبعوث بھی ہوگئے اور وفات بھی پائی اور بعد
وفات کے خلفاء اُنکے قائم مقام اُنکے ہوے اور اُنھوں نے بھی وفات پائی اُنھوں نے کہا کہ اب
اُمت اُنکی تابع ایک شخص کے ہیں یا گروہ گروہ ہیں کہا مینے تابع ایک شخص کے ہیں کہ اُسکو بادشاہ
کہتے ہیں اس بات سے ناخوش ہوے پھر پوچھا کہ آپسمیں نفاق رکھتے ہیں یا اتفاق کہا مینے
دلون میں آپسمیں نفاق رکھتے ہیں اس بات سے خوش ہوے پھر پوچھا کہ عمارات اور مکانات بحیرہ
طبریہ تک بن گئے ہیں یا نہیں کہا مینے اب تک آبادی وہانتک نہیں ہوئی اسبات سے بھی ناخوش ہوئے
اور سکوت کیا کہا مینے کہ بسبب اتفاق امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تابع ہونے ایک شخص کے
کس واسطے ملول اور ناخوش ہوئے تم کہا اُنھوں نے کہ اصل اسکی یہ ہی کہ ہم قرب قیامت سے خوش
ہوتے ہیں اسواسطے کہ عذاب ہمارا دنیا کی مدت تک ہی بعد قیامت ہوجانیکے عذاب موقوف ہوجائیگا

ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعیٰ فی خرابہا اولئک ما کان لہم ان یدخلوھا الا خائفین لہم فی الدنیا خزی ولہم فی الآخرة عذاب عظیم

اور جب تک اُمت محمدیہ تابع ایک شخص کے ہی قیامت دور ہی اور جب گروہ گروہ ہوجاویگی قیامت نزدیک ہوجاویگی اور ایسے ہی نفاق دلی اس امت کا دلیل قرب قیامت کی ہی اور پہنچنا آبادی کا بحیرہ طبریہ تک بھی علامت قرب قیامت کی ہی مینے کہا کہ مجھکو کچھ وصیت کرو کہا انھون نے کہ اگر تجھسے ہوسکے کہ نہ سووے تو مت سو کہ کار مشکل درپیش ہے پھر یہ شخص چلا آیا اور اُسنے سحر نہ سیکھا اور **قصہ ہاروت** اور **ماروت** کا موافق اُسکے اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور اور مفسرین نے حضرت ابن عباسؓ اور حضرت امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ سے اور عبداللہ بن عمرؓ اور مجاہدؒ وغیرہم سے نقل کیا ہی اس طرح ہے کہ جب بیچ زمانہ حضرت ادریسؑ کے بُرے اعمال بندون کے زمین سے طرف آسمان کی چڑھنے لگے اور آسمان کے فرشتون مین قیل وقال اس بات کی بہت ہوئی اور فرشتون نے بیچ حق بنی آدم کے تحقیر اور اہانت اور لعن طعن شروع کی حق تعالی نے خطاب بھیجا کہ ہمنے بنی آدم مین شہوت اور غصہ رکھدیا ہی اس جہت سے گناہ اُنسے ہوتے ہین اگر تمکو بھی زمین مین اُتارین اور شہوت اور غصہ تمھارے اندر رکھدین تو تم سے بھی گناہ ہونے لگین فرشتون نے کہا کہ اے پروردگار ہمارے ہم ہرگز گناہ کے پاس نہ پھرینگے اگرچہ شہوت اور غضب ہمارے اندر رکھا جاوے حق تعالی نے فرمایا کہ تم سب اپنے درمیان مین سے دو شخصون کو جنکو پسند کر کر اختیار کرو تاکہ تمکو حقیقت کام کی معلوم کروا دون انھون نے ہاروت اور ماروت کو کہ کمال عبادت اور صلاحیت مین فرشتون کے درمیان مین ممتاز تھے منتخب کیا حق تعالی نے اُنکے اندر ترکیب شہوت اور غصہ کی رکھکر فرمایا کہ زمین پر جاؤ اور درمیان آدمیون کے حکومت کرو اور حق الامر اُنکو کہدیا اور شرک اور قتل اور زنا اور شراب پینے سے منع فرمایا اور یہہ بھی فرمایا کہ تمام دن دنیا مین رہو اور قضا کے کام مین مصروف رہو اور جب شام ہو اس اسم اعظم کو پڑھکر آسمان کے اوپر چلے آؤ پھر وقت فجر کے نیچے اترو ایک مہینے تک اسی طرح آمد و رفت کرتے تھے اور زمین مین اُنکی خوب شہرت ہوئی کہ دو شخص بہت صالح ہیں فلانی جگہہ کے ہین اور ہر معاملہ مین سچا سچا حکم کرتے ہین اور فیصلہ مقدمات کا نہ رو و رعایت کے کرتے ہین ناگاہ ایک عورت زہرہ نام کہ تمام عورتون اُس زمانہ کی سے حسن اور جمال مین ممتاز تھی آمد بیچ روایت حضرت امیر المومنین کے ایسا آیا ہے کہ اہل فارس سے تھی اور لقب مشہور اُسکا اُس ملک مین

بدبخت تھا بیچ لباس نفیس اور پوشاک مکلف کے اپنے شوہر کی فریادی انکے روبرو آئی کہتے ہین کہ
اصل مین اسکو شوق اسم اعظم سیکھنے کا دامنگیر ہوا تھا لیکن جب کہ قدیم سے خوگر بدکاری کی تھی
اسی طریق کو وسیلہ حاصل کرنے اس مطلب کا بنایا بہرحال یہ دونون فرشتے بمجرد دیکھنے
اسکے کے فریفتہ حسن و جمال اسکے کے ہوے اور اس سے خواہش فعل بد کی کی اسنے کہا کہ
تمھارا اور دین اور میرا اور دین باوجود اختلاف دین کے یہ معاملہ نہین ہو سکتا ہی اور
شوہر بھی میرا آدمی نہایت غیرت والا ہی اگر اسکو معلوم ہو جاویگا کہ مین تمھارے ساتھ نشست و
برخاست کرتی ہون تو مجھکو مار ڈالے گا اول میرے بت کو سجدہ کرو بعد اسکے میرے شوہر کو قتل
کرو بعد اسکے تمھارے ساتھ صحبت ہونگی انھون نے کہا معاذ اللہ شرک اور قتل نفس کا
ناحق نہایت مذموم ہی ہم یہ بات ہرگز نہ کرین گے وہ عورت چلی گئی لیکن انکے دل مین قلق
اور اضطراب محبت اسکے نے بہت غلبہ کیا دوسرے دن اس عورت کے پاس پیغام بھیجا کہ
ہم تیرے گھر مہمان ہونگے اسنے کہا کہ سر اور آنکھون پر مکان خوب تیار کیا اور اپنے تئین بہت آراستہ بنایا
اور موافق عادت اپنی کے شیشے شراب کے بھی حاضر کیے جب وہ اس مکان مین پہنچے کہا کہ اب مینے
تمکو چار چیز کا اختیار دیا کہ ایک کو ان مین سے کرلو یا بت کو سجدہ کرو یا شوہر میرے کو قتل کرو
یا اسم اعظم مجھکو سکھلاؤ یا ایک پیالہ شراب کا پی لو آپس مین دونون نے مشورہ کیا کہ شرک اور قتل
نفس کا دونون گناہ سخت ہین اور اسم اعظم بھید الٰہی ہی کسی سے کہنا نچاہیے اور شراب پینی گناہ سہل
ہی اسکو اختیار کرنا چاہیے بمجرد اسکے کہ شراب انھون نے پی مست بے عقل ہو گئے اور اس عورت
کے حکم سے بت کو بھی سجدہ کیا اور اسکے شوہر کو بھی مار ڈالا اور اسم اعظم بھی اس عورت کو
سکھلا دیا اور بعضی روایتون مین ایسا آیا ہی کہ وہ عورت بسبب پڑھنے اسم اعظم کے آسمان
کے اوپر گئی حق تعالی نے روح اسکی کو ساتھ روح ستارہ زہرہ کے متصل کیا اور ساتھ صورت
زہرہ کے مسخ ہو گئی اور یہ دونون فرشتے اسکے ساتھ نجا سکے اور اسم اعظم انکی یاد سے نکل گیا جب
شراب کی مستی سے ہوش مین آئے افسوس اور ندامت شروع کی اور حق تعالی نے آسمان کے
فرشتون کو انکے حال سے مطلع کیا اور فرمایا کہ یہ دونون فرشتے باوجودیکہ تجلیات سری سے غائب
نہین تھے اور بکمال حضور میرا انکو نصیب تھا شہوت کے غلبہ سے اس گناہ مین گرفتار ہوے

تفسیر جلیلی

ف یعنی مسجد خدا کا گھر شاہی دربار ہے اسمین بندون کو ڈرتے ہوئے آنا چاہیے کہ کہین کوئی بے ادبی نہو جاوے اور آتے ہی پہلے دو رکعت نماز پڑھ لینا چاہیے اور اس دربار مین بندون کو وقت وقت پر حاضر ہونا چاہیے یہی اس گھر کی آبادی ہے سو جسنے اس گھر کا ادب نہ کیا

بنی آدم کہ اونکو حضور رہبر امیسر نہیں اور شہوت کا اون کی خلقت میں خمیر ہے اگر اون سے صدور گناہوں کا ہو جاوے کیا تعجب ہے تمام فرشتوں نے اقرار اپنے خطا کا کیا اور بعد اسکے زمین کے رہنے والوں کے واسطے ساتھ استغفار کے مشغول ہوئے چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے والملئکۃ یسبحون بحمد ربھم و یستغفرون لمن فی الارض یعنے اور فرشتے پاکی بولتے ہیں اس حال میں کہ حمد کرتے ہیں رب اپنے کی اور بخشش چاہتے ہیں اون لوگوں کی جو زمین پر رہتے ہیں حاصل یہ ہے وہ دو نو فرشتے حالت اپنی دگرگون دیکھ کر مضطرب ہوئے اور روبرو حضرت ادریس علی نبینا و علیہ السلام کے آئے اور حال اپنا بیان کیا اور شفاعت اپنے حق میں چاہی حضرت ادریس نے وعدہ فرمایا کہ توقف کرو تا کہ دن جمعہ کے واسطے تمھارے جناب آلہی میں عرض کرونگا جب دن جمعہ کا گذر گیا فرمایا کہ اس جمعہ میں تمھارے واسطے میری عرض قبول نہوئی دوسرے جمعہ تک انتظار کرو جب دوسرا جمعہ آیا حضرت ادریس نے فرمایا کہ حق تعالے نے تمکو اختیار دیا ہے اگر چاہو تم عذاب دنیا کا اپنے واسطے قبول کرو اور اگر چاہو عذاب آخرت کے منتظر رہو دنیا میں کچھ مواخذہ نہوگا آپس میں مشورہ کیا کہ عذاب دنیا کا فانی ہے اور عذاب آخرت کا باقی فانی کو اختیار کرنا چاہیے کہ تمام ہو جانے والا ہے عذاب دنیا کا اونھوں نے اختیار کیا حق تعالی نے فرشتوں کو حکم فرمایا کہ انکے سر کے بال اور بدن کو لوہے کی زنجیروں میں سر سے پاؤں تک باندھیں اور اون کو الٹا کر کے سر نیچے کو اور پاؤں اوپر کو کوئے میں کہ آگ تیز اوس میں بھڑک رہی ہے لٹکا دیں اور ایک ایک فرشتہ نوبت بہ نوبت آتشیں کوڑے اونکے لگاوے جب تک کہ دنیا باقی ہے کہتے ہیں جو فرشتہ کہ کوڑے مارنے سے فارغ ہوا دوسری دفعہ نوبت اُسکی نہیں پہونچتی ہے فرشتہ دوسرا آتا ہے اور اس کام میں مشغول ہوتا ہے اور ان کے اوپر پیاس اسقدر مسلط کردی ہے کہ زبانیں اونکی بسبب کمال تشنگی کے موُنھ سے باہر نکل پڑی ہیں اور بقدر ایک بالشت کے انکے موُنھ سے پانی سرد مرغوب طبع علیحدہ رکھتے ہیں اور ہرگز موُنھ اون کا اوس تک نہیں پہونچتا ہے والعیاذ باللہ من غضب اللہ اور یہ قصہ بیچ تفاسیر محدثین اور سنن بیہقی اور مسند امام احمد اور اور کتابوں حدیث کی میں ساتھ روایتوں متعددہ اور طرق مختلفہ کی کہ بعضے اون میں سے صحیح ہیں مروی اور ثابت ہے لیکن مفسرین متکلمین نے مثل امام رازی اور قاضی بیضاوی کے انکار اس قصہ کا کیا ہے اور کہا ہے کہ بیچ نظم قرآن کے کوئی ایسی شے نہیں

تفصیلی
اور غفار سے ٹوڑے
اور بنے رہنے کا کہ اہم
بیچ جگہ کہیں
نہیں
دوسرے
حضرت میں بیان
سوہ یار کی اہم
تنے سے
حال
کی باتیں
ان کا میں
وہی ستاز
وہی تو اپنے
وہی او بابر کو
ستا ہی
سری ان
پیداران
جیسے بینی
جیکے
سوتی کی ہیں
دیتے کو
دو نوں حیوان
بیچ ہیں
ہیں
ہیں
سو دینا ہیں
نا

کہ اس قصہ کی طرف اُنمین اشارہ نکلے اور روایتین ان کتابون کی جس قدر مخالف اصول عقائد او
قواعد دین کے ہون معتبر رکھنی چاہئین اور اس قصہ مین کئی وجہ سے مخالفت اصول اور قواعد دین
کی لازم آتی ہے اول یہہ کہ فرشتے بالاجماع معصوم ہین صدور گناہون کا اُن سے منافی اور مخالف
عصمت کی ہے دوسرے یہہ کہ ان دونون فرشتون کو باوجود گرفتار ہونے کے اس عذاب
سخت مین فرصت کہان کہ تعلیم سحر کی کرین اور آدمیون کو اُنسے کیونکر اختلاط میسر ہوتا کہ سلسلہ تعلیم
اور تعلم کا درست ہو تیسرے یہہ کہ عورت بدکار کو باوجود اس خباثت کے کس طرح ممکن ہوا کہ اسم اعظم کے
زور سے آسمان کے اوپر چڑھ جاوے اسمار الٰہی کی دعوت کو بہت شرطین درکار ہین اور عمدہ
انکا تقوی اور طہارت ہے چوتھے مسخ اور تبدیل صورت کی قسم عقوبت کی نہی ہے اور عقوبت کے
واسطے لازم ہے کہ تحقیر اور اہانت اُس مین پائی جاوے اور جس وقت اُس عورت بدکار کو ستارہ روشن
اور چمکنے والا بنادیا اور آسمان کے اوپر اُسکو جگہہ دی کہ انوار اُسکے ہمیشہ زمین والون پر پہنچتے ہین موجب
کمال تعظیم اُسکی کا ہوا کہ صورت انسانی مین اس قدر عظمت ہرگز متصور نہین ہوسکتی ہے پانچوین یہہ
کہ زہرہ ستارہ مشہور ہے سبع سیارہ سے کہ حضرت آدم کی پیدائش سے پہلے پیدا ہوا تھا اور روایت
اس قصہ کی سے لازم آتا ہے کہ یہہ ستارہ بعد واقع ہونے اس واقعہ کے موجود ہوا ہو چھٹے یہہ کہ
اس قصہ مین فرشتون کی زبان سے نقل کیا ہے کہ اُنھون نے جناب الٰہی مین عرض کی کہ ہم باوجو
ترکیب شہوت اور غضب کے بھی نافرمانی نکرینگے حال آنکہ حق تعالی نے فرمایا تھا کہ اگر تمھارے اندر
مانند آدمیون کے شہوت اور غضب کو مرکب کرین تم بھی گناہ مین مبتلا ہوگے پس جسوقت فرشتون نے بعد
ارشاد حق تعالی کے یہہ عرض کی صریح تکذیب اور تجہیل جناب الٰہی کی لازم آئی اور یہہ فعل شنیع منافی ایمان
کی ہے چہ جائے فرشتے ہونے کے پس سبب بیچ نازل کرنے ان دونون فرشتون کے وہ تھا کہ علم سحر کا بھی
علوم الٰہیہ سے ہی بقا اور موجود رہنا اُس علم کا بیچ نوع انسان کے منظور نظر خداوندی کی تھا
اور شان انبیا علیہم السلام کی نہین کہ اس قسم کے علوم ضرر دینے والے کہ بسبب اُن علمون کے
اعتقاد تاثیرات مخلوقات کا اور غفلت تاثیر خالق کی سے دلون مین جگہہ پکڑتی تبلیغ کرین جیسے کہ
علوم فلسفیہ مثل ریاضیات اور طبعیات کے کہ ضرر انکا نفع انکی سے زیادہ ہے بھی انبیا بیان نہین
کرتے ہین اور اُس سے دیدہ و دانستہ سکوت فرماتے ہین اس واسطے کہ حقیقت نبوت کی دعوت

تفسیر خلاصہ

رسوائی نصیب ہوگی اور اُن پر آخرت مین بڑی ایذا دینے والی بڑی سزا ہوگی

وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

تفسیر

اور پورب اور پچھم سب خدا ہی کا ہے تم جدھر متوجہ ہو خدا کا رخ بھی ادھر ہی ہے بیشک اللہ بڑی گنجائش والا بڑا ہی دانا ہے

ف

آگے بھی یہود

خلق کی طرف حق کی ہے اور عقول اور اذہان اُنکی طرف ملاء اعلیٰ کی متوجہ کرنا اور یہہ علوم
اس غرض کے واسطے مخل ہوتے ہین پس ضرور ہوا کہ دو فرشتون کو واسطے تعلیم اس قسم کے
علمون کی نازل فرمایا اور بیچ تعلیم سحر کے کچھ قباحت نہین اس واسطے کہ انجام کار سحر کا یہہ ہی کہ
کفر ہے اور جو چیز کہ اُسکے کرنے سے کفر ہو جاوے اُسکی تعلیم کا کچھ اندیشہ نہین مثلاً اگر کوئی شخص
کہے کہ اگر فلانے ستارہ کی پرستش کرے تو ایسا اثر ہوگا اور اگر فلانے شیطان کی عبادت کریگا
تو یہہ مطلب حاصل ہوگا اور دوسرا اس کلام کو سُنکر معتقد تاثیر اُس ستارہ کا یا مشغول ساتھ
عبادت اُس شیطان کے ہوا کفر اس عبادت اور اعتقاد مین ہے اور ان باتون کے ذکر کرنیسے
کچھ کفر نہین آتا ہے فقط اور علم سحر مین بشرطیکہ عمل اُسکے ساتھ نہ کرے فائدے بہت ہین جیسے کہ
انبیاء درمیان معجزون نبیون اور کرامات اولیاء اور درمیان سحر جادوگرون اور طلسم اور
نیرنجات اور شعبدون کے ساتھ اسی علم کے حاصل ہوتا ہے اور جو آدمی کہ اس علم سے بیخبر
ہین ان چیزون مین فرق نہین کرتے ہین بلکہ ساحرون اور شعبدہ بازون کو مانند انبیاء اور اولیاء کے
جانتے ہین اور بعضے اعمال سحر کے واسطے ہلاک کرنے خدا کے دشمنون اور الفت زوجین اور
دفع کرنے شر ظالم کی شرعاً مستحسن ہو جاتے ہین اور یہہ بھی ہے کہ جو شخص سحر کے قواعد کو جان کر
استعمال اُسکی سے بیچ محل ناپسندیدہ کے احتراز کرے مستحق ثواب بڑے کا ہووے گا کہ باوجود
قدرت گناہ کی گناہ سے باز رہے اور بھی اُس وقت مین شہر بابل مین آدمیون کو شوق اس علم کا
بہت تھا اور عجیب اور غریب چیزین سحر سے نکالتے تھین اور بسبب اس علم کے خود بینی اور غرور
اُنکا حد سے بڑھ گیا تھا اور اللہ کی طرف سے بالکل غافل ہوے حکمت الٰہی مقتضی اسکی ہوئی کہ
اُس وقت مین غیب سے دقائق اس علم کے اُنکے اوپر بسبب دونون فرشتون کے معلوم کرا دے تا کہ
جان لیوین کہ علم الٰہی سے کسی وقت استغنا اور بے پروائی نہین ہو سکتی ہے اور ادراک کرنے
کمال ہر فن کی سے بغیر مدد غیبی کے عجز بشری حاصل ہے مطلب یہہ ہی کہ التفات طرف جناب
باری کی اگرچہ اسی پردہ مین ہو اُن کو میسر ہوا اور دلیل اوپر اس بات کے کہ سبب نازل کرنے
ان دو فرشتون کا یہی تھا کہ مذکور ہوا یہہ ہے کہ بیچ لفظ قرآن کے وما انزل علی الملکین
واقع ہوا ہے کہ دلیل صریح اوپر نازل کرنے اس علم کے جناب الٰہی کی طرف سے ہی اور بھی

حال فرشتوں کی ہے کہ قرآن میں مذکور ہے وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ
فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ بھی سبب معلوم ہوتا ہے اسواسطے کہ یہ نصیحت اور وعظ دلالت کرتی ہے اوپر
اس بات کے کہ یہ دونو فرشتے خود بخود تعلیم علم کی نہیں کرتے تھے اور یہی دلالت کرتی ہے
اسپر کہ اُن کو منظور محض تعلیم نہ تھی بلکہ تعلیم اور منع کرنا عمل سے بھی غرض اسی قسم کی باتیں اس قصہ کی انکار
کرنے والوں کی ہیں لیکن اگر روایتوں کو کہ اس کے اندر وارد ہوئی ہیں تتبع کیا جاوے یقینا معلوم
ہوتا ہے کہ اس قصہ کی بھی اصل ہے اسواسطے کہ اس حال کے بیان میں بہت اخبار اور آثار
مرفوع اور موقوف اس قدر آئے ہیں کہ قدر مشترک اون سے حد تواتر کو پہونچا گو خصوصیات
واقعہ کے اندر اختلاف ہو اور انکار کرنا قدر متواتر کا خوب نہیں اور اگرچہ احاد طرق اس قصہ
کی اکثر غیر معتبر اور واہی ہیں لیکن تواتر ضعفا اور واہیات کا بھی موجب ترجیح صدق کا ہوجاتا ہے
اور وہ کہ وجوہ مخالفت اس قصہ کے ساتھ قواعد دین کے ذکر کئے ہیں باعتبار ظاہر کے مسلم ہیں
لیکن جب غور اور تعمق کیا جاوے رجوع کرنا اون مخالفات کا طرف قواعد مقررہ دین کی ممکن
ہے اور جس وقت صحت اس قصہ کی روایات کثیرہ سے ثابت ہوئیں اون مخالفات کی توجیہ
کرنی چاہیے اور انکار اون روایتوں کا مناسب نہیں والا تکذیب قصہ حضرت یوسف اور حضرت
داؤد علیہما السلام کی اور سوا ان کے اوروں کی بھی لازم آوے گی اور توجیہ اس طرح کرسکتے ہیں
کہ عصمت فرشتوں کے گناہوں سے جب تک ہے کہ اپنی حالت پر رہیں یعنے فرشتوں کی خصلت
پر اور جب کہ شہوت اور غضب اون کے اندر پیدا کیا گیا بالکل فرشتے نہ رہے پس کمال عصمت
کا بھی اس صورت میں لازم نہوگا جیسے کہ نفوس انبیا اور اولیا کے کہ باوجود بشریت کے معصوم
اور پاک ہوجاتے ہیں بسبب اصلاح شہوت اور غضب کے اور ظاہر ہے کہ جب موثر بدل
جاوے اثر اوسکے کا بدلنا کیا بعید ہے اور یہی کہہ سکتے ہیں کہ تعلیم سحر کی عذاب کی گرفتاری کی
حالت میں اگر قیاس حوصلہ انسانی کی طرف کریں بہت بعید معلوم ہوتی ہے لیکن کلام بیچ
فرشتوں کے ہے کہ فراخی حوصلہ اون کے کی معلوم ہے جائز ہے کہ باوجود مبتلا ہونے کے
بیچ عذابوں کے قوے فکریہ اور نطقیہ اونکے برقرار رہیں اور بارہا تجربہ میں آیا کہ جسکو ملکہ کسی
علم کا ہوتا ہے باوجود گرفتار ہونے اوسکے کے طرح طرح کی بیماریوں اور دردوں اور امراض

فائدہ
نماز پڑھا کیے پھر
الله تعالیٰ نے
کعبہ کی طرف پھیر
دیا اور جب
سے کعبہ ہی کی
طرف سے نماز پڑھی
نماز جاری ہوگئی
جسکو کہیں قبلہ
معلوم ہووے اپنے
دل میں کسی طرف
کو قبلہ ٹھہرا کر نماز
پڑھے جائز ہے
کوئی سمت پڑھا
نماز درست ہو
جاوے گی
(ترمذی) فوائد
گنجایش والا

شدیدہ کی اوس علم کی تعلیم کرسکتا ہے اور بسبب مزاولت اور ممارست کے بتلانا
اوس علم کا اوپراونکے نہایت سبک اور آسان ہوتا ہے اونکے التفات سے وہ کام کرتا ہے کہ
دوسروں کو کمال غور اور تامل سے بھی میسر نہ ہوسکے اور ان دونوں فرشتوں کو علم سحر کے بتلانے میں
اسی قسم کا ملکہ ہو خصوصاً جسوقت مسلم رکھیں اس بات کو کہ اوترنا اونکا زمین میں واسطے اسی تعلیم
کے ہو پس غیب کی طرف سے بھی مدد اونکو اس امر میں پہونچی ہے اور مقامات عذاب کے اس
بات سے مانع نہیں ہوتے اور ملنا جلنا آدمیوں کا اون دونو فرشتوں کے ساتھ مانتے ہیں کہ اس زمانہ میں
نہو لیکن ہوجایز ہے کہ شیاطین اور جنوں کے واسطے سے افادہ اور استفادہ ہوئی چنانچہ قتادہ سے مروی ہے کہ
ہر سال ایک شخص شیطانوں میں سے اونکے پاس جاتا ہے اور سحر تازہ سیکھ آتا ہے اور آدمیوں کے اندر
پھیلا دیتا ہے اور پہلے زمانہ میں کہ ابتدا کارخانہ تعلیم اور تعلم کا تھا آدمی بھی اون سے ملاقات کرتے تھے
اور سحر سیکھتے تھے اور اوسکو مدون کر کے رکھ چھوڑتے تھے اور یہی کہہ سکتے ہیں کہ ہر چند وہ عورت بدکار
تھی لیکن جب شوق سیکھنے اسم اعظم کا اوسکو ہوا اور اپنے ساتھ ہم صحبت کرنے کے اسی کو شرط اون
دونوں فرشتوں سے ٹھہرایا پس اس کام میں دو وجہ حسن اور قبح کی مل گئیں حسن باعتبار نیت کے اور قبح
باعتبار صورت عمل کے جیسا کہ کوئی پیاسا کہ بسبب تشنگی کے ہلاک ہوتا ہے غصب کے پانی سے کوئی
شخص پیاس اوسکی بجھا دے یا بھوکے مضطر کو کھانا حرام کھلا دے ناچار مسخ ہونا صورت اصلی سے
قایم مقام مجازات صورت عمل کی ہوا لیکن حسن نیت کے سبب سے ساتھ ستارہ روشن کے متصل ہوئی
اور سر اسکا یہ ہے کہ اوس عورت نے حسن اور جمال اپنے کو وسیلہ حاصل کرنے قرب الٰہی کا کیا تھا لیکن بے جا
اور بے محل تھا پس اوسکو حسن اور جمال دائمی اس طرح عنایت ہوا کہ ساتھ روح زہرہ کے روح
اوس کی کو متصل کیا اور ساتھ جرم نورانی کے تعلق اوس کو بخشا اور یہ چڑھ جانے ارواح
آدمیوں کے اوپر آسمان کے کچھ تعجب نہیں جو موتی الصالحین ہوتے ہیں اون کی روحیں خصوصاً
شہیدوں کے سات آسمان تک چڑھتے ہیں اور یہ بات مسلم ہے اور ہر چند کہ صورت
کوکب کے اور مخلوقات کی نسبت سے شرافت اور عظمت رکھتی ہے لیکن بہ نسبت صورت
انسانی کے حقیر اور ذلیل ہے پس کسی کی نسبت سے عظمت اور کسی کی نسبت سے حقارت پائی
گئی اور فرشتوں کے کلام میں بیان کرنا عزم اپنے کا اوپر اطاعت اور فرمان برداری

کی ہے یعنی ہم بہر کیف تیری اطاعت کرینگے نہ تکذیب اور تجہیل جناب باری کی پس معنی کلام اُنکے کی
یہہ ہین کہ ہم اپنی طرف سے یہہ ارادہ محکم رکھتے ہین گو واقع مین خلاف اُس کا ہوجاوے اور
ظاہر افرشتون نے کلام الٰہی سے ایسا سمجھا ہو کہ شہوت اور غضب جس مخلوق مین رکھی جاوے
صدور عصیان کا اُسکو لازم ہی گو اپنے اختیار سے نہو اور اپنی طرف سے اُنھون نے عرض کی کہ
ہم سے ساتھ اختیار اپنی کے صدور گناہ کا نہوگا پس دونون کلامون کی مدلول مین تناقض نہوا
تا کہ تکذیب اور تجہیل لازم آتی اور مسخ کرنا اس عورت کا ساتھ صورت زہرہ کی معنی اُسکے یہہ ہین کہ
روح اُسکی کو ساتھ روح زہرہ کی متصل کیا نہ یہہ کہ پہلے سے یہہ ستارہ موجود نہ تھا پس مخالفت واقع
کی لازم نہ آئی اور زبیر بن بکار اور ابن مردویہ اور دیلمی نے حضرت امیر المومنین مرتضی علی
کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہی کہ مینے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ صورتین مسخ کی ہوئین کتنی صورتین ہین
فرمایا تیرہ فیل۱ یعنی ہاتھی اور خرس۲ یعنی ریچھ اور خوک۳ یعنی سور اور بوزنہ۴ یعنی بندر اور مار ماہی۵ اور
سوسمار۶ یعنی گوہ اور وطواط۷ یعنی چمگادڑ اور کژدم۸ یعنی بچھو اور وعموص۹ یعنی چھوٹا سا جانور کہ دریاؤن
مین ہوتا ہے اور عرف ہندوستان مین اسکو جولاہہ کہتے ہین اور عنکبوت۱۰ اور خرگوش۱۱ اور
سہیل۱۲ اور زہرہ۱۳ کہا مین نے یا رسول اللہ صلعم سبب مسخ اُنکے کا کیا تھا فرمایا کہ فیل ایک
مرد تھا سرکش اور دولتمند کہ عادت لواطت اور بچہ بازی کی اُس مین تھی اور کسی نے ریش کو
نچھوڑتا تھا کہ ساتھ اُس کے یہہ حرکت نکرتا اور خرس ایک مرد تھا مخنث کہ اپنے تئین مانند
عورتون کے آراستہ کیا کرتا تھا اور مردون کو اپنے اوپر چڑھاتا تھا اور گروہ خوکون کا ایک
جماعت نصاری سے تھی کہ نعمت نزول مائدہ کی ناشکری کی تھی اور گروہ بندرون کا قوم
یہودیون کا تھا کہ ہفتہ کے دن شکار مچھلیون کا کرلیتے اور مار ماہی ایک آدمی دیوث تھا کہ
درمیان عورت اپنی کے اور اور مردون کے کٹناپن کرتا اور سوسمار ایک دہقان تھا جنگل نشین
کہ حاجیون کے قافلہ مین چوری کرتا اور وطواط ایک مرد تھا کہ میوے درختون پر سے چوری
کرلاتا اور کژدم ایک مرد زبان دراز تھا کہ کوئی آدمی اُسکی زبان سے نہ چھوٹا اور وعموص
ایک مرد چغل خور تھا کہ بسبب چغل خوری اپنی کے درمیان دوستون کے جدائی ڈالتا اور
عنکبوت ایک عورت تھی کہ اُس نے اپنے شوہر پر سحر کیا تھا اور وہ مر گیا تھا

حدیث قدسی میں

اور خرگوش بھی ایک عورت تھی کہ حیض سے غسل اور طہارت نکرتی تھی اور سہیل چوکیدار تھا مین
مین کہ ہر شخص سے زبردستی کچھ لے لیتا اور زہرہ لڑکی بادشاہ کی تھی کہ ہاروت اور ماروت کو
مفتون اپنا کیا تھا اور تفسیر زاہدی مین بیچ تتمہ اس قصہ کے مذکور ہے کہ فراودا ھا الی نفسہا
فابت ان تمکن من نفسہا حتی یعلما ھا الاسم الاعظم فعلما ھا فدخلت بیتنا
وتطھرت ودعت اللہ تعالی باسمہ الاعظم فمسخہا اللہ تعالی کوکبا فصعدت السماء
یعنی پس ارادہ کیا اُن دونون فرشتون نے اُس عورت سے قضا حاجت اپنی کا پس باز رہی
وہ عورت اس بات سے کہ قادر کرے اُن دونون کو اوپر نفس اپنے کے مگر یہ کہ سکھلاوین
وہ دونون اُسکو اسم اعظم پس سکھلا دیا اُنھون نے اُس عورت کو اسم اعظم پس داخل
ہوئی گھر مین اور پاک ہوئی اور پکارا اُسنے اللہ کو ساتھ اسم اعظم اُسکے کے پس مسخ کر دی اللہ
نے صورت اُسکی ساتھ ستارہ کے پس چڑھ گئی آسمان کو وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ
یعنی اور وہ دونون فرشتے ہرگز ارادہ گمراہ کرنے آدمیون کا نرکھتے تھے اور سحر کی تعلیم مین
کفر خلائق کا اُن کو منظور نہ تھا جیسا کہ شیاطین کرتے تھے بلکہ ہرگز تعلیم نہین کرتے تھے کسی کو
یہان تک کہ اُسکو خبردار نکرتے تھے اوپر قبح سحر کے اور نصیحت ندیتے تھے حَتَّىٰ یعنی یہانتک
کہ اپنے تئین ساتھ صفت حقارت کے موصوف کرتے يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ یعنی
کہتے تھے نہین ہین ہم مگر سبب فتنہ خلق کے اس واسطے کہ خلق ہم سے سحر سیکھ کر
کافر اور نافرمان ہوتی ہے پس تیرے حق مین بہتر یہ ہے کہ یہ سحر سبب کفر اور
نافرمانی کا ہے اور عادت سبب اس کا موجود ہوتا ہے تو اس کو اختیار نکر اور اگر اسکو
اختیار کرتا ہے فَلَا تَكْفُرْ یعنی پس کافر مت ہو بسبب اعتقاد کرنے تاثیر کواکب اور
شیاطین اور ارواح خبیثہ کی اور بسبب عبادت کرنے اُنکی کے اور جس وقت طالب اصرار کرتا تھا
اور باوجود نصیحت اور پند اُنکی کے سیکھنے سے باز نہین آتا تھا اُسکو تعلیم کر دیتے کہ سحر فلانے
امر مین اس طرح ہوتا ہے اور فلانے مقدمہ مین اس طرح اور اس ترتیب سے تاثیر اُسکی ہوتی
ہے اور اس ترتیب بھی بیچ فلانے کام کے پس خدا سے ڈر اور اُس کے عمل مین مشغول
مت ہو تاکہ رفتہ رفتہ تاثیرات باطلہ کا اعتقاد تجھ مین آجاوے اور تفسیر زاہدی مین

تصحیح تحلیلی
اسد تعالی فرماتا
ہے آدمی نے
پیچ جھیلا تا اور
پھر اسکو سناسب
نہ تھا اور جیسے
سکولی دی ہو بیچ
اُس کو لائق نہ
تھا جھیلا یا جب
سرتبہ اُس کے
دوبارہ جلایا نہین
سکتا ہون اور
سہولی کہہ دی کہ
میرے لیے بیٹا
ٹھہرایا حالانکہ
نہین ہی بی اور
بیچے سے پاک
ہون (رب)
تبارک اللہ
وآلہ اصحابہٖ

اس مقام میں کہتا ہے فیقع ھذا من الملکین علی وجہ التحذیر و یقع عند
المستمع علی جھۃ التعلم کما یقول الفقیہ من اخذ درھما بدرھمین فقد
اربی ومن فعل کذا فقد زنا فیقع من الفقیہ علی جھۃ التحذیر
ومن المستمع علی جھۃ التعلم یعنے وہ ہوتی ہے تعلیم سحر کی دونو فرشتوں سے
اوپر وجہ ڈرانے کے اور واقع ہوتی ہے نزدیک سننے والے کے اوپر طریقہ تعلم کے جیسا کہ کہے
فقیہ جو شخص لیوے ایک درم بدلے دو درم کے پس تحقیق سود لیا اوسنے اور جو شخص ایسا کرے
پس تحقیق زنا کیا اوسنے پس فقیہ سے یہ حکم اوپر طریق ڈرانے کے واقع ہوا اور سننے والے کے
نزدیک تعلم اوسکا ہوگیا اور اُسی تفسیر میں کہتا ہے وانما جاز بیان السحر لانہ لایتوصل الی
اجتناب المحظور الابعد العلم بہ کما لا یتوصل الی اداء المامور بہ الابعد
العلم بہ یدل علیہ قولہ تعالی فالھمھا فجورھا وتقوٰھا ای الھم کل نفس
طاعتھا لیفعلھا ومعصیتھا لیحذرھا وقد قیل لعمر رضی اللہ تعالی عنہ ان فلانا
لایعرف الشر فقال ذلک اجدر ان یقع فیہ ولیس فی التعلم بالسحر اثم
کما لا اثم فی العلم لصفۃ الخمر ونعت الملاھی والمعارف انما الاثم فی
العمل بہ والاستعمال الا یری ان سحرۃ فرعون لما ترکوا الکفر والعمل
بالسحر لم یوجب ذلک نقصا فی دینھم انتہی یعنے سوا اسکے نہیں کہ
جائز ہے بیان سحر کا اسواسطے کہ اجتناب اور بچنا بری بات سے نہیں ہوسکتا ہے جب تک کہ
اوسکو نہ جانے جیسے اداء مامور بہ کا بغیر علم اوسکے کے نہیں ہوسکتا ہے دلالت کرتا ہے اسی
بات پر قول اللہ تعالے کا فالھمھا فجورھا وتقوٰھا یعنے معلوم کروا دے نفس کو
بندگی اوسکی تاکہ کرے اوسکو اور برائی اوسکی تاکہ بچے اوس سے اور تحقیق کہا گیا عمر رضی اللہ عنہ
سے کہ تحقیق فلانا شخص نہیں پہچانتا ہے برائی کو پس کہا حضرت عمر نے یہ بات لایق ہے کہ
اوسمیں پائی جاوے اور نہیں ہے بیچ سیکھنے سحر کے گناہ جیسے کہ نہیں گناہ بیچ جاننے یعنے صفت
شراب کے اور وصف آلات لہو اور لعب کے سوا اس کے نہیں کہ گناہ بیچ عمل
کرنے اوسکے کے ہے اور استعمال کرنے میں آیا نہیں دیکھا کہ جادوگر فرعون کے جس وقت

چھوڑ دیا اُنھون نے کفر کو اور سحر کرنے کو کچھ اُنکے دین مین نقصان باقی نرہا باوجودیکہ سحر کا
اُنکو علم بعد ایمان کے بہی تہا باقی رہا اس جگہ ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ جب تعلیم
سحر کی فرشتون سے اور سیکہنا اُنسے آدمیونکا ثابت ہوا پس تعلیم شیاطین اور تعلیم اُنکی مین فرق نرہا
تعلیم شیاطین کے کسواسطے مذمت فرمائی اور موجب کفر کا گردانا کہ اسطرح فرمایا ولکن الشیاطین
کفروا یعلمون الناس السحر اور اس تعلیم کو موجب کفر کا نہ مقرر کیا اور مورد عتاب کا
نہ کیا جواب اس سوال کا عین تفسیر آیت مین ظاہر ہوا کہ تعلیم سحر کی شیاطین سے ملی ہوئی ساتھ اعتقاد
تاثیرات باطلہ اور ترغیب دینی عمل کی ہوتی تہی اور تعلیم فرشتون کے واسطے پرہیز اور احتیاط کی
اور ملی ہوئی ساتھ نہی نیکے اور نصیحت کی پس فرق ظاہر ہوگیا اور مورد مدح اور ذم کا کہل گیا اور
باوصف اسکے کہ سحر یہودیون کا یا ماخوذ شیاطین سے ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے عہد مین رائج
ہوا تہا یا ماخوذ فرشتون سے ہے کہ جو بابل مین تعلیم اُنکی کرتے ہین اور یہ دونو قسم بالبداہت
مذموم اور متروک ہین اسواسطے کہ حال شیاطین کا بیچ عداوت بنی آدم کی اور اغوا اُنکی کے ہر خاص
اور عام کو معلوم ہے پس جو چیز کہ اُنسے ماخوذ ہو محل اعتماد کا کیونکر ہوسکے اور فرشتے خود اس
علم کے سیکہنے سے منع کرتے ہین اور نصیحت دیتے ہین اور یہہ یہودی ہرگز سحر اپنے سے کہ
دونو قسم نزدیک اُنکی بہی مذموم ہین دست بردار نہین ہوتے ہین فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا اور
یہہ جملہ معطوف ہے اوپر اتبعوا کی یعنی پس سیکہتے ہین یہہ یہودی دونو جنس سحر کے
خواہ ماخوذ شیاطین سے ہون خواہ دونو فرشتون سے حال آنکہ قبح ان دونو قسمون کا
جانتے ہین اور محض کفایت سیکہنے کی اوپر نہین کرتے ہین بلکہ آدمیون کو ضرر پہونچاتے ہین
اسواسطے کہ سیکہتے ہین مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ یعنے اُن اعمال کو کہ جدائی ڈالتے
ہین بسبب اُن اعمال کے درمیان مرد اور عورت اُسکی کے اور سحر مین جدائی دوطرح سے
ہوجاتی ہے اول ساتھ حکم شرع کی اسواسطے کہ جب کوئی عورت اور مرد مین سے معتقد تاثیر
سحر باطل کا ہوا کافر ہوگیا اور عورت اپنے خاوند سے اور خاوند عورت سے جدا ہوگیا اور نکاح جاتا
رہا اور دوسرے بطریق عرف کے اسواسطے کہ بسبب اُن اعمال کی موافق جاری ہونے عادت
آلہی کی درمیان شوہر اور بی بی کی بغض اور عداوت پیدا ہوتی ہے اور جدائی اُن مین ہوجاتی ہے

حالانکہ یہہ جدائی گناہ کبیرہ ہے اور باعث قطع نسب صحیح کا ہوتا ہے اور مخالف حکم شرع کے ہے کہ اس عقد کے کرنے کو اور باقی رکھنے اُسکے کو فرمایا ہے پس جس چیز کا حق تعالی وصل چاہتا ہے یہہ لوگ اُسکو قطع کرتے ہین اور جوکہ اللہ بناتا ہے یہہ اسکو توڑتے ہین پس اس فعل قبیح مین مخالفت مرضی الٰہی کی بھی لازم آئی اور فساد عالم کا بھی بسبب بُنا ہوتے اور قطع نسب کی اور ضرر پہنچانا بھی ساتھ عورت اور خاوند کے آوجب کہ سحر سے یہہ عمل شنیع کرتے ہین معلوم ہوا کہ دوسرے عمل بھی البتہ کرتے ہونگے حدیث صحیح مین آیا ہے بیچ سنن ابن ماجہ کے کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ بہتر سفارش اور صلح کاری یہہ ہے کہ درمیان دو شخص کے نکاح کے امر مین صلح کرے تو اور صحیح مسلم مین روایت کی ہے کہ آن حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ شیطان ہر روز وقت صبح کے تخت اپنا پانی کے اوپر رکھتا ہے اور اپنے لوازم اور تابعین کو زمین پر واسطے خراب کرنے آدمیون کے بھیجتا ہے اور شام کے وقت جائزہ اُن کے کامون کا لیتا ہے کہ جو کوئی بہت بڑا فتنہ آدمیون مین ڈالکر آیا ہو اُسکا قرب اور منزلت زیادہ کرتا ہے پس کوئی اُس کے تابعین مین سے آتا ہے اور کہتا ہے کہ مینے فلانے آدمی کا ایسا پیچھا لیا کہ اُس نے زنا کیا یا چوری کی یا شراب پی شیطان کہتا ہے کہ کچھ نہین کیا تو نے پھر دوسرا آتا ہے اور کہتا ہے کہ مینے فلانے آدمی کو اس قدر بہکایا کہ درمیان اُس کے اور درمیان عورت اُسکی کے جدائی ڈالدی شیطان بہت خوش ہوتا ہے اور اُس کو نزدیک اپنے بلاتا ہے اور اپنی چھاتی سے لگاتا ہے اور کہتا ہے کہ بہت اچھا بیٹا ہے تو اور ابو الفرج اصفہانی بیچ کتاب اغانی کے ساتھ روایت عمرو بن دینار کے لایا ہے کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے ذریح باپ قیس کے کو فرمایا کہ آیا نزدیک تیرے حلال ہوئی یہہ بات کہ درمیان قیس اور لبنی کے جدائی ڈالی تو نے آیا نہین سنا ہے تو نے کہ امیر المومنین عمر بن الخطابؓ فرماتے تھے کہ نزدیک میرے برابر ہے خواہ درمیان مرد اور عورت اُسکی کے جدائی ڈالون مین یا دونون کو تلوار سے مارون مین کہ گناہ مین دونون برابر ہین لیکن مسلمان کو بچنا ہے کہ سحر یہود یون وغیرہ کی سے دل مین خوف کرکے کہنے لگے کہ سحر مین جب کہ ایسی ایسی تاثیرین ہین کہ شوہر اور زوجہ کی محبت سنا لہا کی ایک لحظہ مین اسکے زور سے دور کردیتے ہین اور آدمیون کے دلون مین ایسا تصرف کرتے ہین کہ باوجود

تفہیم حلیلی ہین سبع "" اور کن فیکون سے ارشاد سے اپنی کمال قدرت بیان فرمائی اور دوسری مرا بلکہ بار کسی چیز کو کن کہہ بنا اس چیز کے لیے جس خواہش ہوکر تیار ہو جاوے لوگ کافی ہو وقال الذین لا یعلمون لولا یکلمنا اللہ او تاتینا آیۃ کذلک قال الذین من قبلہم مثل قولہم تشابہت قلوبہم قد بینا الآیات لقوم یوقنون

موجود ہونے شرعًا و عرفًا گوناگون اسباب محبت اور الفت کے بغض اور نفرت ڈالدیتے ہین ہم کیونکر اس سے بچ سکین اور اگرچہ اور قسم کے سحر سے جیسے کہ شکست دشمنون کی یا ایک شی کا دوسری شے سے بدل دینا یا دکھلانا خارق عادتون کا بچنا ممکن بھی ہو کہ ایمان کے زور سے محفوظ رہین اور معتقد باطل تاثیرون کے نہون لیکن اس قسم کے سحر سے کہ دل مین تاثیر کرتا ہے اور دل کو محبت سے طرف نفرت کی پھیر دیتا ہے کس طرح بچین ہمارا ہمارے دلون کو پیغمبر اور خدا جل شانہ کی اور کتاب اور دین کی محبت سے یہہ لوگ پھیر دین اور صحبت پیغمبر صلعم کی کہ برسون سے ہمکو حاصل ہی مفارقت اور جدائی کے ساتھ بدل کرین پس ایہ علاج ہر مرض باطنی کا ہمارے ہاتھ سے جاتا رہے اور کسی حیلہ سے اُسکو دفع نہ کر سکین اسواسطے کہ ہرچند یہہ یہودی اور مثل اُنکے ایسی تاثیرین سحر کی رکھتے ہین لیکن حقیقت مین کچھ نہین کر سکتے ہین اسواسطے کہ سحر اور تمام اسباب جہان کے کو بغیر حکم الٰہی کے کچھ تاثیر نہین وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللهِ یعنی اور نہین ہین یہہ یہودی کہ ضرر پہنچاوین بسبب سحر اپنے کے کسی کو مگر ساتھ ارادہ اور مشیت الٰہی کے جسوقت وہ چاہتا ہے سحر کی باتون مین تاثیر پیدا کر دیتا ہے اور جسوقت چاہتا ہے اُن اعمال کو تاثیر سے بند کر دیتا ہے اور اسی واسطے اگر کوئی ساحر چاہے کہ اسمر کے کامون کو کہ عادت کے موافق ہمیشہ ہوتی ہین مثلا بارش کرنے اور اناج وغیرہ پیدا کرنیکو بند کر دے یا بغیر فوج اور لشکر کے کسی ملک پر سحر کے زور سے مسلط ہو جاوے یا کسی لشکر کو ہلاک کرے نہین کر سکتا ہی انجام کار سحر کا یہ ہے کہ ضعیف دلون مین ساتھ ڈالنے خواہشون اور ارادون کی تاثیر کرتا ہی اور وہ تاثیر بھی ہمیشہ باقی نہین رہتی ہے پس مرد مومن کو کہ ذات وحدہ لاشریک کو موثر حقیقی سمجھتا ہی کسی چیز سے سوائے خدا کے ڈرنا نچاہیے کہ کل اختیار عالم اسباب اور مسببات کا اُسی کے ہاتھ مین ہی بلکہ حقیقت مین سوائے تاثیر اُسکی کے کوئی تاثیر نہین جتنے کام اور فعل ہین اُسی کے ہین کہ جہان مین بڑے ہوتے ہین وہم اور خیال والے جانتے ہین کہ فلانے نے فلانا کام کیا اور یہ یہودی ایچ شغل سکینے انھین دو قسم سحر کے کہ مذموم اور معیوب ہے کفایت نہین کرتے ہین بلکہ اوقات اپنی کو بیچ حاصل کرنے اور چیزون کے اس جنس سے کہ باعث روگردانی کا علم شریعت اور وحی الٰہی سے ہو بھی صرف کرتے ہین وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ

تقسیم علمی

یعنے اور سیکھتے ہین اُن علمون کو کہ ضرر کرتا ہے اُنکو دوسرونکو نکرے اور نفع نہین دیتا ہے اُنکو
گو اور ونکو دیوے آور عاقل کو چاہیئے کہ جو چیز اپنے تئین ضرر دے اور نفع نکرے اُس سی احتراز
کرے اس مقام مین جاننا چاہیئے کہ علم فی نفسہ مذموم نہین اگرچہ کیسا ہی ہوا اور علم مذموم نہین
ہوتا ہے بندونکے حق مین مگر ساتہ کسی وجہ کے ان تینون وجہ سے آول یہ کہ توقع ضرر کی اُس سے
ہو اپنے تئین یا دوسرے کو جیسے کہ علم سحر کا اور طلسمات اور نجوم بہی اس قسم سے ہین اسواسطے کہ
اکثر خلق کو مضر ہے اسطرح سے کہ جب آثار عالم کے موافق اوضاع ستارون اور آسمانون کے دیکہتے
ہین اُنکے دلمین یہ بات آجاتی ہے کہ فلانی شئی بسبب تاثیر فلانے ستارہ اور فلانی برج اور فلانے
درجہ کی ہے پس اُمید حاصل ہونی مطلبون کے اور خوف فوت ہونے اُسکے کا ستارہ اور برج
کی جہت سے دل مین ٹہر جاتا ہے اور التفات طرف مالک ضرر اور نفع کی نہین رہتا ہے
اور ایک حجاب عظیم دل کے اوپر آجاتا ہے کہ نظر الی اللہ سے مانع ہوتا ہے دوسری یہ کہ وہ علم
اگرچہ فی نفسہ اُس علم مین ضرر نہین لیکن یہہ شخص بسبب قصور استعداد اپنی کے دقائق اور باریکیان
اُس علم کی نہین دریافت کرسکتا ہے اور جب اُسکے دقایق کو نہ پہونچا جہل مرکب مین گرفتار ہوا
اسی قبیل سے ہے بحث اسرار الہیہ کی اور حکمتون شرعیہ کی اور اکثر علوم فلسفہ اور علم قضا اور
قدر اور مسئلہ جبر اور اختیار کا اور توحید وجودی اور توحید شہودی اور علم جہگڑے اور لڑائیون
کا کہ صحابہ کے درمیان مین ہوا تہا اور علم شطحیات اولیا کا مثل کلمہ انا الحق اور سبحانی ما اعظم
شانی کی اور مثل اسی کے ہے کلمات اولیا کی کہ معانی اُنکے سمجہہ مین نہین آتے ہین جیسے کہ بعض
مواضع فصوص الحکم کی اور مثل تاویلات قرآن مجید کی موافق قواعد تصوف کی اور ایسا ہی
حال علم اشعار کا ہے اور وصف خدا اور خال کا کہ بیچ اجلاف عوام کی کہ دل اُنکی شہوت
سے پر ہوتے ہین حکم زہر کا رکہتا ہے اور ہر چیز مین تخیل اور مبالغہ کرنے کا باعث ہوتا ہے
تیسرے یہ کہ بیچ علمون نیک کے کہ شرعیہ ہین تعمق اور تامل بیجا کرے اور افراط اور تفریط عمل
مین لاوے مثلا بیچ علم عقاید اور توحید کے فلسفیات کو دخل دے آور بیچ علم فقہ کی حیلے اور
روایتین بے اصل نکالی آور علم سلوک مین اشغال جوگیون کو دخل دے آور بیچ علم دعوت اسما کی قواعد
سحر اور طلسم کے ملاوے آور بیچ علم قصص انبیاؤن اور تواریخ کی جہوٹی باتین یہود دیون اور رافضیونکی سنی

ظاہر ہو جائے یا آپ آسمان پر چڑھ کر ہمارے لیے کوئی ایسی تحریر نہ لاسکے جو ہم خود پڑھ لین تب تک ہم نہ مانینگے (بنی اسرائیل)

تاکہ باعث فساد عقائد کا ہو وعلی ہذا القیاس اور یہہ سب علم اکثر خلق کو ضرر کرتے ہین اور جو نفع کہ ان علمون سے توقع کیا جاتا ہے انکو حاصل نہین ہوتا ہے اور یہودی ایسے ہی علمون مین پہنسے ہوے تہے اور نیک علمون سے اعراض کرتے تہے اور یہہ اشتغال انکا اس جہت سے تہا کہ ضرر ان علمون کا نہین جانتے تہے اور جہل اور نادانی کی راہ سے ان علمونکو نافع اعتقاد کرتے تہے بلکہ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ یعنے اور تحقیق یہہ یہودی جانتے تہے کہ جو کوئی خرید کرتا ہے اس قسم کی علوم کو اور مال اور جان اپنے کو بیچ حاصل کرنے اسکی کے کہوتا ہے اسکو آخرت مین کچہ نصیب نہین اسواسطے کہ مال اسکا رائگان گیا اور اوقات اسکی کہ سرمایہ کسب ثواب کا تہا بہی ضائع ہوئی اور جو چیز کہ آخرت مین کام مین آوے اسکی ہاتہہ مین نآئی اور بیچ حق اسکی کے اسقدر بے نصیبی کی قناعت نہین بلکہ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ یعنے اور بہت بری چیز ہے وہ کہ بیچا انہون نے بیچ اسکے جانون اپنی کو اسواسطے کہ بسبب اشتغال ان علمون کی شقاوت اور بدبختی ہمیشگی کی حاصل ہوئی اور سعادت ہمیشگی کی ہاتہہ سے گئی لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ یعنے کاش وہ جانتے کہ ہم سعادت ابدی کو شقاوت کے ساتہ بدل کرتے ہین بسبب حاصل کرنے ان علمون کی لیکن وہ اس بات کو نہین جانتے ہین بلکہ گمان کرتے ہین کہ اگر ہم مال اور اوقات اپنی کو بیچ درپے ہونے تحصیل ان علمون کے صرف کرین نہایت کار اسکی کا یہی ہے کہ آخرت مین ثواب اسکا ہمکو نہ ملے جیسے کہ اور مباحات مین یا گمان کرتے ہین کہ اگر تحصیل ان علوم ضرر دینے والوں کی آخرت مین موجب عذاب ہمارے کے ہوگی وہ عذاب جلدی سے جاتا رہے گا اور تمام ہو جاویگا اور اس امر مین تمسک ساتہ مفتریات اپنی کے کرتے ہین کہ لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَةً پس ہماری مثال اس معاملہ مین کہ جانون اپنی کو ہمیشہ کے عذاب مین گرفتار کیا ہے مثل اس شخص کی ہے کہ واسطے حاصل کرنے لذت نفسانی کی شب بیداری کی یا رقص دیکہنے اور دیدار بازی میں رات کو نہ سویا اور کچہ زر بہی خرچ کیا اور تمام دن بسبب اسکے کچہ سستی اور ماندگی بدن مین یا نقصان مال میں ظاہر ہوا کچہ اس شخص کو مقابلہ اس لذت کے معلوم نہیں ہونے کا ہم اس نوبت کو نہیں پہونچے ہین کہ جانین اپنی بالکل بیچڈالین اور وبال دائمی مین گرفتار رہین اور اس تقریر سے معلوم ہوا کہ بیچ مسدلول

لقد علموا اور لو کانوا یعلمون کے تناقض اور اختلاف نہین اس واسطے کہ مدلول لقد علموا کا
حاصل ہونا علم رائگان ہونے اس تحصیل کا آخرت کے اندر ہے یعنی آخرت مین اسکا ثواب کچھ
نہ ملے گا اور مدلول لو کانوا یعلمون کا نفی علم عذاب ہمیشگی کی ہے بیچ حاصل کرنے ان علمون
کے اور درمیان علم ثابت اور علم منفی کے بہت تفاوت ہے اور باوجود اسکے کہ یہ یہودی بیچ اس
قسم کی غفلتون اور روگردانیون کے کتب الٰہیہ سے اور علوم محمودہ سے گرفتار ہین لیکن عنایت
الٰہی اور رحمت عام اُسکی نے دروازہ توبہ اور اصلاح کا انکے اوپر بند نہین کیا ولو انہم اٰمنوا
یعنی اور بالفرض یہ یہودی اگر آپ بھی ایمان لاوین ساتھ کتابون الٰہی کے اور
ساتھ اُس کتاب کے کہ اس وقت مین نازل ہوئی ہے واتقوا یعنی اور پرہیز کرین کتب
سحر اور علوم ضارہ کے مشغول ہونے سے لمثوبۃ یعنی البتہ ثواب ہے اگرچہ تھوڑا ہو
من عند اللّٰہ خیر یعنی اللہ کے پاس سے بہتر اور نافع زیادہ ہے دنیا اور تمام دنیا کی چیزون
اور نعمتون سے چہ جائے اُسکے کہ اُنکے ہاتھ مین سحر سے بطریق اُجرت یا رشوت کے کچھ حاصل
ہوتا ہے یا نام اور جاہ بسبب اُن علمون کے پیدا کرتے ہین لو کانوا یعلمون یعنی کاش وہ
جانتے کہ ثواب آخرت کا بہتر دنیا کے نفع اور فائدون سے ہے باقی رہے اس جگہ چند سوال جواب
طلب کہ تفسیر والے اس مقام مین وارد کرتے ہین اول یہ کہ جملہ لبئس ما شروا بہ انفسہم کا جملہ
انشائیہ مصدر ساتھ فعل ذم کے ہے اور جملہ لمن اشتراہ مالہ فی الاخرۃ من خلاق کا جملہ
خبریہ ہے پس عطف انشا کا اوپر اخبار کے لازم آیا جواب اس سوال کا موافق اس تفسیر کے
کہ ہمنے اختیار کی ہے اس طرح ہے کہ یہ جملہ معطوف ہے اوپر ولقد علموا کے نہ اوپر لمن اشتراہ کے
اور داخل نیچے علم کے نہین ولو کانوا یعلمون کہ دلالت اوپر نفی علم اُنکے کی کرتا ہے مناقض
اُسکے ہوتا ہے اور اگر کہین کہ ولقد علموا بھی جملہ خبریہ ہے ہم کہتے ہین کہ لام توطیہ قسم کا ہے
اور جملہ قسمیہ جملہ انشائیہ ہے خبریہ نہین البتہ موافق تفسیر جمہور کے کہ اس جملہ کو معطوف اوپر
لمن اشتراہ کے گردانتے ہین یہ سوال متوجہ ہوتا ہے اور جواب اُسکا اس طرح کہتے ہین کہ انشا
کو بیچ تاویل خبر کے گردانکر ساتھ تقدیر مقول فی حقہم لبئس ما شروا بہ انفسہم کے اوپر
عطف کرتے ہین سوال دوسرا یہ ہے کہ لو بیچ لو کانوا یعلمون کے واسطے تمنی کے ہے جیسا کہ تفسیر مین گزرا

تفسیر حقانی

ہم نے تجھ کو ٹھیک بات
لیکر بھیجا خوشخبری
دینے والا اور
ڈرانے والا بھیجا
ہے اور دوزخیوں کی
پوچھ تجھ سے ہوگی

ف

کہ مثلاً تو نے ان کو
مسلمان کیوں نہیں بنا
چھوڑا بس تجھ پر فقط
حق بات کا پہنچا دینا
لازم ہے کوئی مانے
یا نہ مانے اسکا حساب
اُنکے سر ہے عالم
جناب رسول مین
اور بھی خدا کا یہی
حق ہے اُن کو
چاہئے کہ

اور تمنی شے کی اُس وقت ہوتی ہے کہ اوپر حصول اُس شے کے قدرت نہو پس اللہ جل شانہ سے کہ قادر مطلق ہے تمنی کس طرح متصور ہو سکے جواب اسکا یہ ہے کہ تمنی بیچ کلام الٰہی کے اسجگہ واقع ہوتی ہے کہ اُس کلام کے اندر خطاب کرنا بشر کو ہوتا ہے جیسا کہ الفاظ شک اور اضراب کے بھی اس کلام مین موقوف اوپر اسی خطاب کرنے کے ہین اور جبکہ نزول اس کلام کا واسطے مخاطب کرنے بشر کے ہے روش اور وتیرہ انکا گفت وگو مین جاری فرمایا ہے گویا ایسا ارشاد ہوتا ہے کہ حال انکا بیچ مایوس ہونے کے دانش اور بینش سے اُس حد تک پہنچا ہے کہ کہنے والا اس لفظ کا بیچ حق اُنکے کے کہتا ہے اور کہہ سکتے ہین کہ تمنے بیچ کلام الٰہی کے محمول اوپر حقیقت اپنی کے نہین بلکہ مجازاً مراد اس سے طلب شے کی ہے اور لفظ تمنی کے سے بیچ اس کلام کے مطلوب ہونا متمنی کا ثابت ہوتا ہے اور طلب کرنے امر غیر واقع کے خدائے تعالیٰ کی طرف سے بعید نہین مثل ایمان ابو لہب کے اور صاحب کشاف نے تمنی کو بیچ کلام الٰہی کے مجازاً ارادہ مراد رکھا ہے لیکن یہہ مراد لینے اوپر مذہب اہلسنت و جماعت کے صحیح نہین اسواسطے کہ ارادہ الٰہی نزدیک اُنکے مستلزم حاصل ہونے مراد کو ہوتا ہے سوال تیسرا یہہ کہ بیچ ولقد علموا کے اثبات علم کا بطریق تاکید قسمی کے فرمایا ہے اور بیچ لو کانوا یعلمون کے نفی علم کی اس حد کو پہنچائی کہ مایوسی کے مرتبہ کو پہنچا دیا اور حکم محالات کا اُسکے واسطے مقرر کیا یعنی فقط آرزو اسکی رہی ظاہر مین یہہ نفی اور اثبات تناقض دکھلائی دیتا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ یہ سوال اُسوقت وارد ہوتا ہے کہ لبئس ما شروا بہ انفسہم معطوف اوپر لمن اشتراہ کے ہوتا کہ تحت علم کے داخل ہوا اور واسطے اُس تفسیر کے کہ گزرے یہ جملہ معطوف اوپر جملہ قسمیہ کے ہے داخل نیچے علم کے نہین اور جائز ہے کہ مضمون جملہ اولیٰ کا یہودیون کو معلوم ہوا اور مضمون اس جملہ کا معلوم نہو اسواسطے کہ بیچ مضمون دونون جملون کے نہ اتحاد علمی ہے اور نہ تلازم علمی اسواسطے کہ مضمون جملہ پہلے کا یہ ہے کہ سعی کرنی بیچ تحصیل کرنے علوم ضرر دینے والون کے کہ غیر نافعہ ہین آخرت مین اُنکو نفع نہ دیگی اور مضمون اس جملہ کا یہہ ہے کہ جان اپنی کو اس قسم کے علمون کی تحصیل مین صرف کرنا نتیجہ اسکا بد ہے اور ظاہر ہے کہ نہ حاصل ہونے نفع کو کسی چیز مین حصول ضرر کا لازم نہین مثل مباحات کے کہ نہ نفع اُخروی رکھتے ہین نہ ضرر اُخروی لیکن جمہور مفسرین نے کہ اس جملہ کو معطوف اوپر لمن اشتراہ کے کیا ہے اور علم کی تحت مین اسکو بھی داخل شمار کیا ہے پس بیچ جواب اس سوال کے

خلاصہ تفسیر

ترکون سے بازنہ ... ختم ہونا بند کرین بلکہ ایسے وقت مین زیادہ کوشش کرین

وَلَنْ تَرْضٰی عَنْكَ الْیَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ اِنَّ هُدَی اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰی وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ

اور یہود و نصاریٰ کبھی ... خوش ... جب تک ...

ایسا کہا ہے کہ ثابت کرنا علم کا بیچ صادر جملہ پہلے کے علی سبیل التحقیق اور بیان واقعی ہے اور نفی
علم کے دوسرے کلام مین حقیقۃً نہین تا کہ تناقض ہووی بلکہ بسبب نازل کرنے عالم کی بمنزلہ
جاہل کے ہے اسواسطے کہ جو عالم موافق علم اپنے کے نچلے جاہل کے ساتھ برابر ہے سوال چوتہا
یہہ کہ لمثوبۃ من عند اللہ خیر جزا ہے شرط لو انہم امنوا واتقوا کی واقع ہوئی اور جزا
ایسی چاہیے کہ شرط کی اوپر موقوف ہو حال آنکہ بہتر ہونا ثواب خدا کا اُنکے ایمان اور تقوی
پر موقوف نہین اسواسطے کہ ثواب اللہ تعالی کا دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے خواہ یہہ دی ایمان اور تقوی
لاوین یا نلاوین پس ربط درمیان اس شرط اور جزا کی کس طرح حاصل ہو جواب اسکا یہہ ہے
کہ ترتب جزا کا اوپر شرط کی کبہی باعتبار ثبوت واقعی کی ہوتا ہے مانند ان جاءک زید
فاکرمہ اور کبہی باعتبار ثبوت علمی اور باعتبار حکم کرنے کے ساتھ اُسکے ہوتا ہے مانند و
ما بکم من نعمۃ فمن اللہ + وان یکذبوک فقد کذبت رسل من قبلک اور اسجگہ بہی قسم اخیر کی قبیل
سے ہے یعنی حکم کرنا ساتھ خیریت ثواب کے اور ذکر کرنا اسکا نزدیک اُنکے موقوف اوپر ثبوت
ایمان اور تقوی اُنکی کے ہے اور بعضے مفسرین نے کہا ہے کہ لفظ لہم کا اس قول مین محذوف
ہے اور اصل میں اس طرح ہے لمثوبۃ لہم من عند اللہ ساتھ قرینہ مقام کے اور خیریت ثواب
کے کہ اُنکو حاصل ہو موقوف اوپر ایمان اور تقوی اُنکی ہے واللہ اعلم اور جیسا کہ ان یہودیون
نے کتابون الہی سے اعراض کرکے تحصیل سحر اور اقسام اُسکے کی اختیار کی ہے اور جانون اپنی کو
بیچ اس شغل بد کی ہلاکت مین ڈالا ہے ویسی ہی عادت اس بات کی بہی پکڑی ہے کہ جسوقت کلام
اور خطاب بزرگون سے کرتے ہین فریب کی راہ سے دو طرفی بات کہتے ہین کہ ایک وجہ سے تعظیم اور
ایک وجہ سے تحقیر اور اہانت اُس مین پائی جاوے اور اس قسم کا فریب باتون مین جسوقت بیچ
خطاب بزرگون واجب التعظیم کے واقع ہو مشابہت تمام سحر کے ساتھ اُسکو ہوتی ہے کہ فعل
قبیح کے تئین کہ تحقیر اور اہانت بزرگون کی ہے بیچ پردہ تعظیم حقیقی کے پوشیدہ اور مخفی کرتے
ہین تا کہ کوئی اُس حقارت کو نہ سمجھے جیسے کہ ساحر فعل اپنے کو بیچ پردہ خوارق اور کرامات صالحین
کے مخفی کرتا ہے پس یہہ لوگ بہی مرتکب سحر حقیقی کے ہوتے ہین اور بہی مرتکب سحر لسانی کے اور
مثال اس فریب اور دہوکہ بازی اُنکی کی یہہ ہے کہ جب آنحضرت کو دیکھتے تہے اور ساتھ اُن جناب صلعم کے

ہمکلام ہوتے تھے کہتے تھے راعنا کہ معنی ظاہری اسکے طلب کرنی رعایت اور توجہ کروانی طرف حال اپنے
کے ہے یعنی طرف حال ہمارے کے متوجہ ہو تم اور ہمکو تعلیم اور ارشاد فرماؤ اور یہ بات تعظیم کے اوپر دلالت
کرتی ہے اور دوسرے قبیح معنی بھی اسکے ہین اسواسطے کہ راعن بیچ لغت کے احمق کو کہتے ہین
مشتق رعونت سے کہ ساتھ معنے حمق کے کہ ملا ہوا ہو ساتھ تکبر کے اور الف بیچ آخر اسکے کی بدلا ہوا
تنوین حالت نصبی کے سے ہے کہ وقف کی حالت مین الف ہوجاتی ہے اور اس لفظ کو حکم منادی نکرہ
کا دیکر منصوب لاتے ہین یعنی اے احمق متکبر اور اکثر یہودیون کے عرف مین ساتھ اسی قبیح معنی کے
رائج اور مشہور ہوا تھا چنانچہ لفظ معطے کا ساتھ معنے مابون کے بیچ عرف اوباش زمانہ ہمارے کے
اور لفظ ثالث بالخیر کا ساتھ معنی ولدالزنا کے اور مرد مقدس ساتھ معنے احمق کے اور مسلمان لوگ
اس معنی فاسد سے بیخبر تھے جب یہودیون سے سنا کہ اس کلمہ کو بیچ مقام خطاب آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے استعمال کرتے ہین انہون نے سمجھا کہ شاید یہہ گروہ اہل کتاب مین بیچ تعظیم
انبیاؤن کے اسی کلمہ کو منقول جانکر استعمال کرتے ہین ہمارے تئین بھی چاہیئے کہ اسکو استعمال
کرین بسبب بیخبری اور نادانی کے اس کلمہ کو کہنے لگے پس دوسری شباہت بھی تمسخر کے ساتھ بیچ استعمال
اس کلمہ کے حاصل ہوئی کہ مسلمانون کو طریق مخفی سے اسطرف لائے کہ کلمہ کفر کا زبان پر چلاوین اور
یہہ نجانین کہ یہ کلمہ کفر کا ہے بلکہ سمجھین کہ کلمہ تعظیم پیغمبر کا ہے حضرت سعد بن معاذ نے کہ انصار کے
بزرگون مین سے تھے ایکدن یہودیون سے اس کلمہ کو سنا اور بیشتر یہودیون کے ساتھ نشست و
برخاست انکی تھی اور جانتے تھے کہ یہ لفظ انکی عرف مین دشنام ہے سختی اور غصہ سے درپیش آئے اور کہا کہ اگر
پھر اس کلمہ کو بیچ حق اوس جناب صلعم کے تمہاری زبان سے سنونگا گردن تمہاری مارونگا یہودیون نے
کہا کہ ہمارے اوپر کسواسطے غصہ ہوتے ہو مسلمان لوگ بھی کہ گروہ تمہارا ہے اس کلمہ کو بیچ حق آنجناب
صلے اللہ علیہ وسلم کے کہتے ہین سعد بن معاذ ناخوش ہوکر آگے آنحضرت کے پہونچے دیکھا کہ یہہ آیت
نازل ہوئی ہے کہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو مقتضای ایمان تمہارے کا یہہ ہے کہ
تلبیس اور دھوکے کی لفظ کو مطلق ترک کرو اگرچہ تمکو قصد دھوکا دینے کا نہو پس لَا تَقُوْلُوْا
رَاعِنَا یعنی مت کہو تم لفظ راعنا کا بیچ جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے اسواسطے کہ اس لفظ مین
معنے دشنام کے بھی نکلتی ہین اور یہودیونکو تمہارے کہنے سے سند ہاتھ آجاوے گی اور معنی فاسد

ارادہ کرکے اِس لفظ کو استعمال کرینگے تو تمکو اُس معنی فاسد کی خبر نہو وَقُوْلُوا انْظُرْنَا یعنی اور کہو تم
بدلے اِس لفظ کے یہہ لفظ یعنی انظرنا یعنی شفقت فرما اور پرہار رہے اور متوجہ ہو تو طرف حال ہمارے کے
کہ معنی صحیح راعنا کا ادا کرتا ہی اور بالکل اس مین تلبیس نہین اور باطل معنی اُس سے کسی کے
عرف مین سمجھے نہین جاتے ہین وَاسْمَعُوا یعنی اور سنو تم کلام رسول کے ساتھ کمال توجہ کے
اور کانون کو اُسکے سننے کی طرف لگاؤ اور ذہن کو حاضر کرو تا کہ حاجت اُس کی نرہی کہ
آن حضرت صلعم سے توجہ طرف حال اپنے کی چاہو تم اور اُن دونون کلمون سے ایک کلمہ کہو
اسواسطے کہ توجہ اور کان رکھنا ذمہ شاگرد کے ہی نہ اوپر ذمہ اُستاد کے شاگرد کو چاہیے کہ اُستاد کو بار
بار ساتھ اعادہ کرنے کلام کے تنگ نکرے اور دل سے اپنے تئین متوجہ کرے تا کہ تقریر اُستاد کی سے بہرہ
اُٹھاوے اور کس طرح باوجود ایمان کے اس قسم کے دھوکے اور ایذا رسول علیہ السلام کی تم سے متصور ہو
حال آنکہ تحقیر اور ایذا رسول ؐ کی بلاشبہ کفر ہے وَلِلْكَافِرِيْنَ یعنی اور واسطے کافرون کے عوض
اُن کلمات کی کہ اُنکے کہنے سے ایذا رسول ؐ کی چاہتے ہین اور مسلمانون کو اُسکے سبب درد دل حاصل ہونا
مہیا ہے عَذَابٌ اَلِيْمٌ یعنی عذاب درد دینے والا کہ ہرگز اِس ایذا اور اِس درد کو اُسکے ساتھ کچھ
نسبت نہین اِس مقام مین جاننا چاہیے کہ حق تعالی نے قرآنِ مجید اور فرقانِ حمید مین اٹھاسی جگہ
اِس اُمت کے مسلمانون کو ساتھ اِس لفظ کے خطاب فرمایا کہ یاایہا الذین امنوا اور یہہ موضع پہلا
ان مواضع مین سے ہی اور کہا ہی کہ خطاب ساتھ مسلمانون کے خاصہ اِسی کتاب حمید کا ہے پہلی
کتابون مین خطاب طرف انبیاؤن کے ہوتا تھا کہ امتون اپنی پر احکام پہنچاوین اور یہہ اس جگہہ کے
بلاواسطہ خطاب اِس اُمت کی طرف کرتے ہین اور یہہ بات بڑی شرف کی اُنکے حق مین ہی کہ ساتھ ذریعہ
افضل المرسلین ؐ کے حکم پیغمبرون کا اُنکو دیا ہی اور الحمد للہ اِس جگہہ سے اشارۃً یہہ بات سمجھنی چاہیے کہ جب
اِس دار مین اُنکے تئین ساتھ ایمان کے لقب فرمایا ہی اُس دار مین بھی اہل امن اور امان سے
کہے جاوینگے کہ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا یعنی خوشخبری دی مسلمانون کو ساتھ
اِس طرح کے کہ واسطے اُنکے اللہ کی طرف سے فضل بڑا ہے زوائد مسند امام احمد اور شعب الایمان بیہقی اور
اور کتابون معتبرہ حدیث کے بیچ مین آیا ہے کہ ایک شخص آگے حضرت عبداللہ بن مسعود رض کے آیا اور
کہا کہ مجھکو کوئی نصیحت اور وصیت فرماؤ کہا اُنھون نے جب قرآن پڑھے تو اور سنے اِس لفظ کو سُننے کہ

بنی اسرائیل کو
میرے ساتھ بھیجدے
فرعون نے کہا اگر
سچے ہو تو اُو دکھاؤ
موسی عم نے اپنی
لاٹھی ڈالدی وہ
اژدہا صاف اژدہا
بنگئی اور اپنا
ہاتھ نکالا وہ اپنی
رنگت سفید براق
معلوم ہونے لگا
واضح سا) تب
فرعون کے دربار کے
سردارون نے کہا
یہہ کوئی بڑا جادوگر
ہے یہہ چاہتا
ہے کہ تمکو
نکالدے
ملک سے

یاایہا الذین آمنوا پس فی الفور کان اپنے کو خوب متوجہ رکھ اور ذہن اپنے کو حاضر کر اس
واسطے کہ اللہ تعالیٰ بلا واسطہ طرف تیری خطاب کرتا ہے اور کسی نیک چیز کا امر فرماتا ہے
اور یا کسی چیز بد سے منع کرتا ہے اور ابونعیم بیچ حلیۃ الاولیاء کے ساتھ روایت ابن عباس رضہ کے
لایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس آیت کے اول مین یاایہا الذین آمنوا کا لفظ
آیا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سردار اس آیت کے ہین لیکن ابونعیم نے بعد روایت اس حدیث کے
کہا ہے کہ اس لفظ کی کسی نے نسبت طرف آنحضرت ؐ کے نہین کی ہے مگر ابن ابی خیثمہ رضہ نے اور ہم بھی اس سے
یہ حرف لکھتے ہین اور دوسرے راوی اسکو کلام ابن عباس رضہ کے ٹھیرا کر روایت کرتے ہین واللہ اعلم
اور بھی بیچ حلیۃ الاولیاء اور کتابون حدیث اور تفسیر کے خیثمہ سے روایت لائے ہین کہ جس جگہہ
قرآن مین یاایہا الذین آمنوا وارد ہوا ہے ایسے مقام مین بیچ توریت اور انجیل کے یاایہا المساکین
مذکور ہوتا تھا اور بھی جاننا چاہیے کہ راعنا اور انظرنا ہرچند کہ دونون مرادف ایک دوسرے کے ہین
اور ایک معنی رکھتے ہین لیکن ہرگاہ کہ لفظ راعنا کا شامل اوپر اس مفسدہ کے تھا کہ مذکور ہوا اس سے
منع کرنا اور لفظ دوسرا تجویز کرنا مناسب حکمت کے ہوا پس وہ کہ بعض شافعیہ نے برخلاف مذہب
حنفی کے اس مقام مین بطریق استدلال کے ذکر کیا ہے کہ ایک کلمہ کے جائز ہونے سے طرف
شارع کے سے کسی مقام مین لازم نہین آتا ہے کہ دوسرا کلمہ کہ مرادف اُسکا ہو بھی جائز ہو جاوے
پس اگر کوئی شخص بجائے اللہ اکبر کے خدائے بزرگ کہے یا الرحمن اجل کہے نماز اُس کی
درست نہین ہوتی ہیگی خوب چسپان نہین ہوتا ہے اسواسطے کہ کلام اس جگہہ مین ہے کہ ایک
دونون مترادفون مین سے شامل اوپر مفسدہ کے ہو علاوہ یہ کہ بعضے حنفیون نے ترادف کو بھی
منع کیا ہے کئی وجہ سے ایک وجہ یہہ ہے کہ ہرچند بحسب مدلول لغوی کے راعنا اور انظرنا ایک معنی
رکھتے ہین لیکن مدلول عرفی راعنا کا دشنام اور برا کہنا ہے اور اس مین کمال مخالفت انظرنا کے
مدلول سے پائی جاتی ہے دوسرے یہ کہ راعنا باب مفاعلہ سے ہے کہ دلالت اوپر مساوات کے
درمیان مخاطبین کے کرتا ہے گویا ایسا کہتے ہین تو رعایت ہماری کر تا کہ ہم رعایت تیری
بات کی کرین اور اس طرح کا خطاب رسول ؐ کے جناب مین کمال بے ادبی ہے ساتھ دلیل
لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا کے تیسرے یہہ کہ اس

خطاب مین ایک نوع استعلا کا پایا جاتا ہی یعنی رعایت کر سننے کلام ہمارے کی اور غافل مت ہو اوس سے
اور ساتھ دوسرے چیز کی مشغول مت ہو اور یہہ انظرنا کے محض سوال شفقت اور مہربانی کا ہی
اور یہہ لفظ واسمعو کے اشارہ ہی طرف اوس بات کے کہ شاگرد کو چاہیئے کہ ساتھ کمال توجہ
اور التفات کے کلام استاذ کی سنی تا کہ حاجت دوبارہ کلام کرنیکے اوسکو نہ پڑے جبکہ مسلمانونکو
اس کلمہ کے بکنے سی منع فرمایا اگرچہ یہودی لوگ کہ اپنے تئین اہل کتاب جانتے ہین اور تعظیم انبیاء
کے مرتبے سی خوب واقف ہین اس کلمہ کو استعمال کرتے تھے اب بیان فرماتے ہین کہ کہنا یہودیون کا
اس کلمہ کو یہہ خطاب پیغمبر تمہارے کی محض واسطے غرض فاسد کے ہی تا کہ اس کلمہ کو سیکھہ کر تم بھی استعمال
کرو اور ساتھ برائی اور قباحت مضمون اس کلمہ کے خبردار نہو اور آدمیون کے روبرو حماقت
تمہاری ظاہر ہو اور حماقت منافی ہے اوتارنے وحی کو تمہارے اوپر اس واسطے کہ جس گروہ پر اوتار
وحی نازل ہو چاہیئے کہ تیز فہم اور زکی ہو پس گویا یہہ نظر آدمیون کے ثابت کرتے ہین
کہ یہ فرقہ قابل اسکے نہین کہ وحی الٰہی انکے اوپر نازل ہو اسواسطے کہ مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا
مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ یعنی دوست نہین رکھتے ہین وہ لوگ کہ کافر ہوگئے ہین اہل کتاب مین
سے یعنی یہودی مدینہ کے وَلَا الْمُشْرِكِينَ یعنی اور نہ مشرکین مکہ کے أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ
یعنی یہہ کہ نازل کیا جاوے اوپر تمہارے مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ یعنی امر خیر کا طرف پروردگار
تمہارے کے سے اور جبکہ قدرت اسبات کی نہین رکھتی ہین کہ خدا کو نازل کرنے خیر کے سی اوپر
تمہارے منع کر سکین ناچار کرتے ہین کہ بے لیاقتی تمہاری آدمیون کے نزدیک ثابت کرین
اور منشا اس اثبات کا یہودی ہوئے ہین اور قبول کرنیوالی اس شبہ کے مشرکین پس اس وجہ
سے تمہاری ساتھ تمسخر اور ایہام اونکے سی کچھہ فائدہ نہو گا اسواسطے کہ حسد اونکا اوسوقت سبز
ہووے اور کارگر پڑے کہ نزول وحی کا خدا کی طرف سے موقوف کرین اور یہ بات اونکی
تئین ممکن نہین اسواسطے کہ اللہ تعالی محکوم اونکا نہین وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ یعنی اور اللہ
تعالی خاص کرتا ہے ساتھ رحمت اپنی کے کہ نزول وحی کا ہی آثار اوس رحمت کے سے ہے مَنْ يَشَاءُ
یعنی جس کسی کے تئین چاہی بندون سے اگرچہ ظاہر بینونکی نظر مین لیاقت اوس رحمت کی
نہ رکھتا ہو اور اسی سبب سے کہ تو دولتونکو اہل خاندان قدیم تمسخر اور استہزا کرتے ہین بلکہ

صاحب ہر کمال کو بھی کو اہل خاندان میں روتی اوس کمال کی تحقیر کرتے ہین اور یہہ نہین سمجھتی ہین کہ جسکو
پہلے پہلی ہمارے لوگون مین سے کمال حاصل ہوا ہی باعتبار نظر ظاہر مین کی لیاقت اوس کمال کے
اوس مین نتھی اور یہہ بھی نہین سمجھتے ہین کہ جس وقت حق کسیکو بزرگی اور منصب عنایت فرماتا ہے
اول اوسکو لیاقت اوس منصب کے بخشتا ہے خصوصاً بیچ مناصب شرعیہ اور مراتب دینیہ
کی اور اسی واسطے کہا ہے مصرعہ بجاے خویش بود انچہ کرد گار دہد ۔ اور سبب غلط فہمی اونکی کا
یہہ ہے کہ قیاس غایب کا اوپر حاضر کے کرتے ہین اور جیسیکہ بعضی بادشاہ آدم ناشناس بعضی
نا اہلون کے تئین منصب بڑی بغیر الکل کے بخشتے ہین اور اوس شخص سے عہدہ برآئی اوس
منصب کی نہین ہو سکتی ہے اور بجای بینہ ہونے کے پشم ہونے کیو اسطے امر کرتا ہی ایسی ہے
بادشاہ کا بھی اسی طرح بغیر الکل اور حاجت کے کوئی کام کرے ہو سکتا ہی حالانکہ یہہ بات اونکی
غلط ہے اسواسطے کہ تفضل اور احسان بندون کا بیچ حق دوسرے بندون کی سراسر ناقص اور ناتمام
ہے اسی سبب سے بعضی آدمیونکو منصب دیتے ہین اور لیاقت اوس منصب کی نہین دیسکتے
ہین وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ یعنی اور خدا صاحب فضل بزرگ کا ہے کہ حد کمال اور تمام
سے بھی متجاوز ہوا اور اوسکا تفضل ایسا کامل ہے کہ اوسکی نزدیک منصب کا دینا اور لیاقت
منصب کے دینے برابر ہین اگر یہودی واسطے تشویش خاطر مسلمانون کے شبہ دل مین ڈالین
اور کہین کہ اگر حق تعالی کی طرف سے تمہارے اوپر خیر اور نیکی نازل ہوتی ہے اور یہہ نزول
قرآن کا آثار رحمت اوسکے سے ہی اور اوسکو فضل عظیم جانتے ہو پس نسخ احکام کا کہ تمہارے
دین مین مکرر واقع ہوا اور ہوتا ہے اسکی کیا معنی ہین اگر پہلا حکم تمہارے حق مین بہتر تھا پس
حکم دوسرا برا ہوا اور اگر حکم دوسرا خیر تھا حکم پہلا بد ہوا اور بہت وقت پیغمبر تمہارے کے اوپر
وحی آتی ہی اور کوئی کلام اوسپر اوترتا ہے اور اوسکو آپ بھی پڑہتا ہے اور دوسرون کو بھی
واسطے پڑہنے اوسکے کے حکم کرتا ہے اور امیدوار ثواب کا ہوتا ہے اور کسی اور وقت وہ
سب اوترے ہوئے کلام اوس کے دل سے بھول جاتی ہے اور بالکل یاد نہین
رہتا ہے پس وہ امر خیر کہ جس مین ثواب کی توقع تھی کسواسطے اوس سے لے لیا یہہ کیا
رحمت ہے اور کونسا فضل اور احسان ہے واسطے دفع اس شبہ کے اس مضمون کو سمجھ

اور دوسرون کو بھی سمجھا کہ بیچ نسخ کے تبدیل خیر کے ساتھ شر کے یا تبدیل شر کے ساتھ خیر کے نہین تا کہ
منافات وحی کے خیریت کے ساتھ لازم آوے بلکہ ناسخ اور منسوخ دونون خیر ہین اس واسطے کہ
مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ یعنی جس چیز کو ہم منسوخ کرتے ہین کسی آیت کو قرآن کی آیتون سے اور حکم اُسکے کو موقوف
کرتے ہین گو کہ تلاوت اسکی باقی رہی اور قرآن کے اندر لکھی جاوے اور حافظون کے
دلون مین موجود ہو جیسے کہ یہ آیت والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجاً وصیۃ
لازواجھم متاعاً الی الحول کہ حکم اس کا یہ ہی کہ عدت مین ایک سال واجب ہے
اور ساتھ دوسری آیت کے کہ حکم اُسکا ہی کہ عدت کے اندر چار مہینے دس دن واجب ہین منسوخ
ہوا اور حالانکہ یہ آیت بھی قرآن مجید مین موجود ہی اور فراموش نہین ہوئی بلکہ اوپر زبان ہر
حافظ کے جاری ہے اور مثل آیت یاایہا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا
بین یدی نجوٰیکم صدقۃ کے کہ حکم اسکا بھی منسوخ ہے اور تلاوت اسکی باقی ہے اور
ایسے ہی آیت مصابرہ اور ٹھیرنے کے کفار کے مقابلہ مین کہ ایک مقابلہ دس آدمیون کے سے
بھاگنا نچاہیے بلکہ مقابلہ مین رہے اور یہ حکم منسوخ ہے اور سورۂ انفال مین موجود ہے اور
پڑھی جاتی ہے اور اوپر اسی قیاس کے اَوْ نُنْسِهَا یعنی یا فراموش کروا دین ہم اُس آیت کو
خاطر پیغمبر کی سے اور دوسرے قاریون کے سے یہانتک کہ الفاظ بخوبی یاد نرہین اور اُسکے الفاظون
مین شبہ پڑ جاوے گو اصل مضمون اور بعضے الفاظ یاد بھی رہین خواہ حکم اُس آیت کا برقرار ہو
مثل آیت الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ نکالاً من اللہ واللہ عزیز
حکیم کے حکم اسکا برقرار ہے اور الفاظ اُسکے بخوبی یاد نہین رہے کوئی کہتا ہے کہ اس کے
آخر مین واللہ عزیز حکیم ہے اور کوئی کہتا ہے وکان اللہ عزیزاً حکیماً ہے اور ایسے ہی
موضع اس کا بھی بخوبی معلوم نہین کہ کونسی سورت مین تھا اور اسی واسطے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل ؑ کے کہنے سے اُس کو تلاوت سے موقوف فرمایا اور مانند
لا ترغبوا عن اٰبائکم فانہ کفر بکم ان ترغبوا عن اٰبائکم والولد للفراش وللعاھر الحجر
کے جیسے کہ روایت کیا اس کو ابن عبدالبر نے بیچ تمہید کے عمر سے اور مانند جاھدوا کما
جاھدتم اول مرۃ کی روایت کیا ہے ابو عبید نے عبدالرحمن بن عوف سے اور مانند بلغوا قومنا انا

لقد لقینا ربنا فرضی عنا وارضانا کی کہ زبان شہداء بیر معونہ کے سے حکایتہ نازل ہوا تھا
روایت کیا اس کو بخاری نے اور مسلم نے اور مانند لو کان لابن ادم وادٍ من ذھب
لابتغی الیہ ثانیا ولو کان لہ وادیان لابتغی الیھما ثالثا ولا یملأ جوف ابن ادم
الا تراب ویتوب اللہ علی من تاب کے کہ اکثر محدثین نے اُس کو بہت صحابہؓ
سے نقل کیا ہے اور مصحف ابی بن کعب میں بھی لکھا ہوا تھا لیکن بعضے الفاظ اُسکے
مشتبہ ہوئے کہ مثل بطن ادم یا جوف ابن ادم ہے اور موضع اسکا بھی مشتبہ ہوا کہ
سورۂ احزاب میں تھا یا سورۂ براۃ میں اور صدر اسکا بھی فراموش ہوا کہ انا انزلنا المال
لاقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ تھا یا چیز دوسری اور ایسے ہی آیت ان اللہ سیؤید
ھذا الدین برجال ما لھم فی الاخرۃ من خلاق کے یا یہ لفظ ہے باقوام لا خلاق لھم روایت
کیا اسکو ابو عبید وغیرہ نے ابی موسیٰ اشعری سے اور غیر اسکے سے اور اوپر اُسی کے قیاس کیا جاوے
اور خواہ حکم اُسکا بھی موقوف ہوا ہو مثل عشر رضعات معلومات یحرمن کے اول اور آخر
اس آیت کا تمام فراموش ہوگیا اور اُسکا موضع بھی نسیاً منسیا ہوا اور حکم اسکا بھی موقوف ہے اور
روایت کیا اس کو بخاری نے حضرت عائشہ رضؓ سے اور ابوداؤد نے بیچ کتاب ناسخ اور منسوخ کے
اور بیہقی نے بیچ دلائل النبوت کے ساتھ روایت ابو امامہ بن سہل بن حنیف کے لائے ہیں کہ ایک شخص
انصار میں سے رات کے وقت تہجد کے واسطے اُٹھے اور بعد الحمد کے چاہا کہ جو سورۃ یاد تھی اور ہمیشہ اُسکو
پڑھتے تھے پڑھیں ہرگز اوپر پڑھنے اُسکے کے قادر نہوے اور تمام سورۃ حافظہ اُسکے سے چلی گئی سوائے
بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اوپر زبان اُنکی کے نہیں آتا تھا صبح کے وقت متعجب ہو کر دوسرے
صحابہؓ سے پوچھا سب نے کہا کہ وہ سورہ ہم بھی ایسے ہی بھول گئے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے روبرو گئے اور ماجرا بیان کیا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اِس رات میں وہ سورہ منسوخ التلاوت
ہوئی سینہ میرے اور سینے تمام آدمیوں کے سے باہر گئے بلکہ نقوش لکھے ہوئے بھی جاتے رہے بھر
حال ان دو طریق سے کوئی واقع ہو نأت بخیر منھا یعنی البتہ لاتے ہیں ہم بہتر کو اس آیت منسوخہ
یا فراموش ہوئے سے او مثلھا یعنی یا مانند اس آیت منسوخ ہوئی یا فراموش ہوئے کے بیچ
خوبی کے پس بیچ دونوں آیتوں منسوخہ اور ناسخہ کی خیر بیت موجود ہوتی ہے اگرچہ منسوخ

مین خیریت زیادہ ہو بہ نسبت ناسخ کے بعض وقت مین تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ اگر کسی آیت کا حکم
منسوخ ہوتا ہی پس ناسخ اوسکا دوسرے آیت ہوتی ہے کہ دوسرا حکم اوس آیت سے نکلتا ہے اور بھہ حکم
بہ نسبت پہلے حکم کے بہتر ہوتا ہے کہ سہلتر بیچ عمل کے ہوتا ہے مثل فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ
کے کہ سہلتر قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا نِّصْفَهٗ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ
سے ہی بیچ عمل کے یا کرنے مین بہی سہل اور مصلحت وقت کے بہی واسطے زیادہ موافق ہے
مثل اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضُعْفًا کے عمل مین بہی سہل ہے اور مصلحت وقت
کے واسطے بہی زیادہ موافق ہے کہ بیچ وقت کثرت فوجون کے ضعیف القلب ہے آدمی درمیان
مین ہوتے مین اگر اون کو بھی مانند قوی لوگون کے اس بات کی تکلیف دی جائے کہ ایک
آدمی بیچ مقابلہ دس آدمیون کے ٹہرے اور نہ بھاگے جہاد کرنے سے ایسی لوگ دل چھپا وینگے
یا اوس فعل ناسخ مین بہ نسبت فعل منسوخ کے موافقت مصلحت عامل کے زیادہ ہو گو کہ نہین سہولیت
نہو جیسے متعین ہونا روزہ کا بیچ ماہ رمضان کے کہ ناسخ تخییر کا ہے درمیان فدیہ دینے اور
روزہ رکہنے کے یا ثواب مین زیادہ ہو گو موافقت مصلحت عامل کے اوس مین زیادہ نہ ہو اور عمل
مین بھی سہل نہو جیسا کہ حکم جہاد کا ابتدا اسلام مین کہ اب تک اجتماع بہت نہین ہوا تھا اور آدمی
جنگ آزمودہ اور مشاق آلات حرب کے دین مین داخل نہین ہوئے تہے اور یہ حکم ناسخ آیتون صبر
اور عفو کا ہی یا حکم آیت ناسخ کا بیچ امور مذکورہ کے مانند حکم آیتون منسوخہ کے ہوتا ہی اور جو آیت کہ فراموش
ہوجاتی ہے پس عوض اُسکی آیت دوسری آتی ہی کہ بجائے اوسکی اس آیت کو پڑھین اور ثواب حاصل
کرین اور وہ بھی کبھی بہتر پہلی آیت سے ہوتی ہے بیچ کثرت ثواب کے اور فصاحت الفاظ کی اور بلاغت
کلام مین جیسے کہ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ بیچ جگہ اِنَّ ذات الدين عند الله الحنفية
السمحة لا اليهودية ولا النصرانية کی اور کبھی مثل فراموش کی ہوئی کے ہوتی ہی بیچ ان امور کے
مانند اکثر صورتون کے کہ آیتون بھولی ہوئی کے بدلے مین آئی ہین اس جگہ جاننا چاہیئے کہ نسخ بیچ احکام
شرعیہ کے مانند نسخ کے بیچ احکام تکوینیہ کے ہی اور ملاحظہ کرنے حال نظام تکوینی الٰہی سے استبعاد
نسخ نظام تشریعی کا کہ بسبب شبہ ڈالنے کافرون کے ذہنون مین آتا ہے دفع ہوجاتا ہی بیان
اسکا یہ ہی احکام الٰہیہ لوح محفوظ مین لکھی ہوئی ہین خواہ جنس احکام تکوینیہ کے سے ہون خواہ

جنس احکام شرعیہ کی بہی دو قسم ہین یا خاص ہین یا عام ہین اور خصوصیت انکی یا بہ نسبت اشخاص کی ہے کہ وہ احکام انہین شخصون کے واسطے ہین دوسرون کے واسطے نہین یا بہ نسبت کسی زمانہ کے کہ انہا وقت مین موجود ہون اور دوسرے وقت مین موجود نہون پس جو کہ خاص ساتہ اشخاص کے ہین تا بقا ان اشخاص کے باقی رہتے ہین اور بعد اسکے منسوخ ہو جاتے ہین اور جو کہ ساتہ کسی زمانہ کی ہین تا باقی رہنے اس زمانہ تک وہ بہی باقی رہتے ہین اور بعد گذر جانے اس زمانہ کے موقوف ہوتے ہین خواہ وہ زمانہ گذرنیوالا قلیل ہو مثل احکام منسوخہ قرآن کے خواہ طویل مثل احکام شریعتون پہلی کے اور یہ تغیر اور تبدیل منافی ثبوت ان احکام کے بیچ لوح محفوظ کے نہین اسواسطے کہ وجود انکا اس جگہہ انہین اوقات اور ازمان تک ثابت ہے مانند تمام احکام تکوینی کی کہ اس قسم کے ہین جیسے کہ صحت اور مرض اور غنی اور فقیری کہ لوح محفوظ مین کسی شخص کی ایک وقت معین تک لکہی ہوئی ہے اسوقت تک رہے گی بعد اس کے منسوخ ہو جاویگی اور جو احکام عام ہین بالکل قابل فسخ کے نہین تا ابدالآباد باقی اور برقرار ہین جیسے کہ تکلم انسان کا اور سیدہا ہونا قد اس کے کہ بیچ احکام کونی کے اور بیچ احکام شرعی کے مثل حرمت شرک اور زنا اور لواطت اور چوری کی اور اس بیان سے ظاہر ہوا کہ بیچ احکام کے خواہ کونی ہون خواہ شرعی تغیر اور تبدیل علم آلہی مین نہین آئی ہے تبدیل اور تغیر ہمارے ذہنون مین سمجہے جاتی ہے اور یہ نقصان ہمارا ہے کہ مدت حکم کی ہمکو معلوم نہین اور غلط فہمی سے اس حکم کو مستمر اور ہمیشہ رہنے والا جانتے ہین اور ہر چند کہ یہ بات بیچ احکام کونی کے کہ جہان مین تغیر اور تبدیل تمام چیزونکی ہوتی رہتی ہے جائے انکار اور محل شبہ کا نہین اسواسطے کہ ہر شخص بنی آدم سے تغیر صحت کا ساتہ مرض کی ایک بدن مین اور تغیر تونگری کا ساتہ فقیری کے ایک شخص مین اور تغیر غلبہ کا ساتہ مغلوبیت کے بیچ ایک قوم اور ایک گروہ کی اور زوال دولتون اور سلطنتونکا کبہی کسی قوم کے پاس اور کبہی کسی کے پاس اور ایسے ہی آبادی اور ویرانے ایک مکان اور ایک شہر کے جدے جدے زمانہ مین مشاہدہ کرتا ہے اور تغیرات اور تبدیلات کو طرف اسباب خفیہ کے انکی نسبت کرتا ہے لیکن احکام شرعی مین کفار اس نوع کی تغیر اور تبدیل کو دیکہکر اور منکر ساتہ طعن اور طنز کے قایم ہوتی ہین اللہ تعالے واسطے دفع اس طعن انکی کے ہر مسلمان کو خطاب کر کے تلقین جواب کی کرتا ہے اور خطاب کر کے فرماتا ہے الم تعلم یعنے آیا نہین جانتا ہے تو اے صاحب عقل کے ان اللہ علی کل شیٔ قدیر

یعنی اس بات کو کہ خداے تعالیٰ اوپر سب چیزون کے قادر ہی اس واسطے کہ جہان کے اندر دیکھتا ہے تو کہ اللہ تعالیٰ ہر لحظہ اور ہر آن مین طرح طرح کے حوادث اور عجائبات رنگا رنگ ظاہر کرتا ہی اور جو چیز کسی کے فہم اور وہم مین نہ آوے ساتھ قدرت کاملہ اپنی کے اُسکے تئین ساتھ احسن وجوہ کے سرانجام دیتا ہی جیسے کہ بدل دینا مرض کا ساتھ صحت کے اور بدلنا مفلسی اور لاچاری کا ساتھ دولت اور ثروت کے اور پھیر دینا نہایت کمزوری کو طرف قوت کے اور تغیر کرنا سلطنت کا ساتھ گدائی کے اور عزت کا ساتھ ذلت اور بے نوائی کے اور روشنی کا ساتھ تاریکی کے اور تاریکی کا ساتھ روشنی کے اور جب کہ اُسکو قدرت اس تبدیل اور تغیر کی ثابت کرتا ہی تو پس اُس کی ذات سے کیا بعید سمجھتا ہے تو کہ ایک حکم کو ساتھ دوسرے حکم کے اور ایک لفظ کو ساتھ دوسرے لفظ کے تبدیل فرما دے اور ایک حکم کو منصب مشروعیت کی سے معزول فرما کر دوسرے کو بجائے اُسکے قائم کرے اور ایک لفظ کو شرف تلاوت اور تقرب کی سے مؤخر کرکے دوسرے کو ساتھ اس مرتبے کے سرفراز کرے اور حکم دونون لفظون کا بیچ مرتبے اپنے کے مستحسن اور نیک ہو اور اگر اس اجمال سے گرہ اشکال تیرے کی نہ کھلی اور زنگ آئینہ مدرکہ تیری سے دور نہو تجھسے ہم پوچھتے ہین اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی آیا نہین جانتا ہی تو کہ واسطے خدا کے ہے بادشاہت سات آسمانون کی اور زمین کی اور ہر آسمان مین اور ہی حکم اور ہی ذکر اور ہی تدبیر مقدر فرمائی ہے اور ایسی ہر ولایت کے اندر لغت اور اور وضع دوسری اور طریق دوسرا رکھا ہی اور تمام احکام اور تدبیرین اور اوضاع اور لغات اپنے مرتبہ مین پسندیدہ اور حسن ہین سندیون کو اصطلاح سند کے خوش معلوم ہوتی ہی اور ہندیون کو اصطلاح ہند کی خوش آتی ہی اور جب کہ اختلاف احکام اور تدبیرات الٰہیہ کا بسبب اختلاف مکانون کے یقین کیا تو نے اور سب کو محمود اور بہتر جانا پھر بیچ اختلاف اُن احکام اور تدبیرون کے ساتھ اختلاف اشخاص اور گروہون اور زمانون کے کس واسطے استبعاد کرتا ہی تو اور ہر حکم کو بیچ زمانہ اپنے کے اور بیچ حق اشخاص اور گروہ مختلف کے کہ جائی ورود اُن حکمون کے ہین کس واسطے بہتر نہین سمجھتا ہی تو اور قطع نظر اس سے جب کہ ساتھ دلالت معجزات کے صدق پیغمبر وقت کا ثابت ہوا اور یقیناً معلوم ہوا کہ جو کچھ وہ پہنچاتا ہے بلاشبہ حکم خدا کا ہی پس بیچ قبول کرنے اُس حکم کے کہ ناسخ پہلے حکم کا ہو کوئی عذر نہین رکھتا ہے اور کس طرح بیچ فرمان برداری حکم الٰہی کے ساتھ ان شبہون واہیہ کفار کے تردد اور شبہ کرتے ہو

تفسیر خلیلی

ظاہر کرتا ہو (و) اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے فرماتا ہے کہ اہل کتاب دین کو یاد نہ کرنا کہ ہم دین ابراہیم کے مدعی تو ہو مگر اُسپر قائم نہیں ہو بلکہ ہم اور مومنین ان کی راہ پر البتہ قائم ہین "ابراہیم" وہ شخص کہ خدا کی ... امتحان میں ... نکلے یعنی ... کے سبب ... ظالم کو

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ یعنی اور حال یہ ہی کہ نہیں ہی تمکو سوائے خدا کے کوئی
کارساز کہ کام معاش اور معاد تمھاری کا اصلاح کرے اگر کارساز دوسرا تمھارے واسطے ہوتا
گنجائش اس بات کی تھی کہ اس کارساز کو متلون مزاج اور متبدل الحکم سمجھکر چھوڑ دیتے اور دوسرے
کارساز کی طرف رجوع کرتے اور چارہ معاش اور معاد اپنی کا اُس سے طلب کرتے وَّلَا نَصِيْرٍ یعنی اور
نہیں ہی سوائے اُسکے تمھارے تئین کوئی یاری دینے والا کہ اگر اللہ تعالی اوپر نافرمانی احکام ناسخہ اپنی کے
تم سے بازپرس کرے اور عذاب میں پکڑے وہ یاری دینے والا تمکو اُسکے ہاتھ سے چھڑالے بس تم با وصف
جاننے حکمت نسخ اور بیچارگی اپنی کے بیچ ہاتھ اُسی کے حکم اُس کی کو جس وقت میں جس طرح کہ فرماوے
مطیع اور فرمانبردار ہوتے ہو اور اُسکو اپنے سر اور آنکھوں پر رکھتے ہو اَمْ یعنی یا نہیں بلکہ
تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَكُمْ یعنی چاہتے ہو کہ سوال کرو تم اور درخواست کرو تم
رسول اپنے سے تبدیل احکام الہی کی کہ جو کچھ پہلے فرمایا ہی اُسی کو برقرار رکھے اور اُسکا نسخ
نکرے یا جو کہ تمھاری خواہش کے موافق ہو وہی فرماوے یا جو کہ تمھارے اوپر شاق و گران ہی اُسکو
موقوف کرے اور درخواست اسباب کی رسول سے اس جہت سے ہی کہ وہ تمھاری طرف سے اس آرزو کو
جناب الہی میں عرض کرے اور بار بار اُسکے واسطے خدا سے کہتا تاکہ موافق اُس کی اجابت ہو
كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ یعنی جیسے کہ سوال کئے گئے تھے موسیٰ اسی طرح پیشتر سے ہو اسطے کہ موسیٰ
علیہ السلام جس وقت کوئی حکم احکام الہی سے طرف بنی اسرائیل کے پہنچاتے تھے اور اُنکو وہ احکام مخالف
نفس کے اور شاق طبیعت پر معلوم ہوتی مثل جہاد عمالقہ کے اور دینا چوتھا حصہ مال کا بیچ زکوۃ کے اور مانند
اسی کے حضرت موسیٰ سے نہایت تاکید سے درخواست کرتے کہ جناب الہی میں عرض کرکے اس حکم کو تبدیل
کرداویں اور بدلے اُسکے حکم دوسرا کہ سبک اور سہل ہو لاویں اور حضرت موسیٰ کثرت سوال اُنکے سے بہت
دل تنگ ہوتے تھے یہاں تک کہ اے محمد موسیٰ نے شکایت اُنکی معراج کی رات تیرے روبرو بھی کی اور تجھکو
بھی تاکید فرمائی کہ جناب الہی سے پہلے پہنچنے سے طرف امت اپنی کے تخفیف احکام کی سوال کر اور پچاس
نمازوں کو طرف پانچ کی تخفیف کروائی اور ایسی ہی بیچ قصہ بقرہ کے بسبب کثرت سوالات اپنی کے بقرہ
مطلقہ کو طرح طرح کی قیود کے ساتھ مقید کروا کر تنگی میں گرفتار ہوئے سو اسطے کہ ایسی بقرہ نادر او
کمیاب تھی اور ظاہر ہے کہ درخواست کرنی تبدیل حکم الہی کی خصوصاً فرمانبرداری کرنی

حکم ناسخ کی اور لازم کرنا حکم منسوخ کا صریح کفر ہے اور مستلزم ہے زبردستی کرنے کو اور فرمایش کو
اور پرخدا کے وَمَن يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ یعنے اور جسنے بدل کیا کفر کو عوض ایمان کے
فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ یعنے پس تحقیق گم کیا اُسنے راہ رست کو اسواسطے کہ حکم منسوخ
اگرچہ حکم الٰہی ہے لیکن جب منسوخ ہوا ہدایت اُسمین باقی نرہی اور بمنزلہ اسکی ہے کہ رستہ چلنے والا
طے کئے ہوئے راستہ کو اُلٹ کر پہر اوسی راستہ پر چلنے لگے اور آگے کو نچلے کہ ہرگز مطلب کو نہ پہونچیگا
باقی رہی اس جگہہ کئے سوال جواب طلب اول یہ کہ تغیر اور تبدیل کی بیچ احکام کونی کے مثل صحت اور مرض
وغیرہ کے بہت طریق اور اسباب معلوم ہین اور بسبب اطلاع کے اوپر اُن اسباب کے استبعاد اور
استعجاب دفع ہوتا ہے مثلاً معلوم ہے کہ گرمیونمین برف نہین جمتی ہے اور جاڑون مین حاجت
پانی برسنے کی نہین ہوتی ہے اور آدمی فلانے فلانے سببسے غنی ہوتا ہے اور غنی بسبب فلانی فلانی
چیز کے مفلس ہوجاتا ہے اور بیمار دواؤن کے ساتھ صحت پاتا ہے اور تندرست بدپرہیزی کی سبب
سے بیمار ہوتا ہے لیکن تغیر اور تبدیل کا بیچ احکام شرعی کے کیا سبب اور کیا وجہ ہے اس جگہہ سوائے
آزمایش اور امتحان مکلفین کے کہ اطاعت کرتے ہین یا نافرمانی اور کوئی سبب ظاہر نہین اور یہ
موجب تغیر اور تبدیل کا نہین ہوسکتا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ ہرچند سبب اصلی بیچ احکام شرعیہ کے
یہی ہے لیکن یہ آزمایش اور امتحان محض ایسا نہین کہ دلیل اور حکمت اس کی کوئی نہو رعایت
مصالح مکلفین کی اور اصلاح معاش اور معاد اُن کی کے ہے مثل تکلیف دینے طبیب کے مریض کو
کہ جو چیز اُس کے تئین نافع ہے اُسی شئے کا حکم فرماتا ہے اور جو چیز اسکو ضرر دینے والی ہے اُس
شے سے نہایت منع کرتا ہے اور آزمایش مکلفین کی اس وجہ سے نہین کہ جسطرح اتفاق ہوجاوے
امتحان ان کا کیا جاوے خواہ رعایت مصالح اُنکی کے اس مین ہو یا نہو بلکہ رعایت مصالح کی
ضرور ہے اور جس وقت رعایت مصالح معاشیہ اور معادیہ مکلفین کی منظور ہوئی اور علاج
امراض روحانی ان کی کا پیش نہاد ارادہ آلہیہ کا ہوا اس سے ضرورت اسبات کی ہوئی کہ
باعتبار مختلف ہونے مصلحتون اور امتون اور زمانہ کے اختلاف احکام کا حاصل ہوا اور علما محققین
نے کہا ہے کہ نسخ بیچ احکام شرعیہ کے ساتھ ایک وجہہ کے چار وجہون مین سے ہوتی ہے اول
یہ کہ حکمت حکم شرعی کی جدے جدے رنگ مین ظہور پکڑتی ہے کبھی ایک رنگ مین ظاہر ہوتی ہے

تفسیر عملی

ت اور جو کوئی اس کبر کو کہ ہو اونکی بیکہا ہوا نہی کی ہے حکم برائی اور بیٹا و بنایا اور کہا مقام ابراہیم کو نماز پڑہنے کی جگہ

ف ائدہ نے اس آیت مین خانہ کعبہ کی بزرگی جتائی ہے خدا کا یہ پہلا گہر ہے جو لوگون کے دین بنا دیا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فتح مکہ کے روز فرمایا وہ شہر ہے جسکو اللہ

اور کبھی دوسرے رنگ مین اور جبکہ حکمتین مختلف ہوئین احکام موافق اُنہین حکمتون کے ہونگے پس
ظاہرین لوگ ظاہر کو دیکھکر احکام کو مختلف شمار کرتے ہین اور باریک بین حکمتین مخفیہ کو دیکھکر سب حکمون
کے تئین متحد جانتے ہین مثلاً مشابہت کفار کی ان کے عیدون اور عبادتون مین کہ حکمت آلہی
اسبات کو چاہتی ہے کہ اس کو دور کیا جاوے اور جس زمانہ مین کہ یہودی دارالاسلام کے
قرب وجوار مین غالب تہے اور شنبہ کے دن کی نہایت درجہ کی تعظیم کرتے تہے مسلمانون کو حکم ہوا
کہ شنبہ کے دن اکیلا روزہ نرکہین مگر جو اور دونون کے روزے رکہین اُن کے شمول مین اسکا
بہی روزہ ہوجاوے تو مضایقہ نہین جیسے کہ روزے ماہ رمضان کے یا ایام بیض کے اور جب
یہودی اُس ملک سے نیست اور نابود ہوے اور بالکل خوف مشابہت کا نرہا حرمت روزہ تنہا
شنبہ کی منسوخ ہوئی مثل اور دونون کے روزہ کے اس دن کا روزہ بہی مباح اور نفل ہوا دوسرے
یہ کہ ارادہ آلہی واسطے تدبیر امور جہان کے تعلق نئے نئے طرح سے پکڑتا ہے اور جدے جدے
نقش کو چاہتا ہے کہ سابق مین وہ طور نتہا پس بمقتضاے اس تدبیر جدید اور نقش غریب کے
بہت احکام ایسے صادر ہوئے کہ پہلی شریعتون مین اور پہلے وقتون مین بالکل صادر نہوئے تہے یا
برخلاف اُن کے صادر ہوئے تہے جیسے کہ بیچ وقت بعثت خاتم المرسلین کی تدبیر آلہی عالم کیواسطے
اس صورت مین منظور ہوئی کہ نبوت اور بادشاہت کو جمع فرماوین پس جو احکام کہ ممزوج ساتہ دونو
وجہہ کے تہے صادر ہوئے اور مسائل جہاد کے اور تقسیم غنیمتون کے اور خراج اور جزیہ کے اور جو
مناسب اُن کے ہین ظاہر ہوئے اور پہلے زمانہ مین کہ نبوت بادشاہت کے ساتہ ملی ہوئی نہ تہی یہ
احکام بہی نہ تہے بلکہ خلاف اس کے حکم ہوتا تہا مثلاً غنیمتین حلال نہ تہین اور لینا جزیہ اور خراج کا
مخالفین سے قبول کرنے دین کے بدل مین جایز نہ تہا تیسرے یہ کہ رواج اور رسم زمانہ بعثت اس
پیغمبر کے بسبب رواج اور رسم قوم اس پیغمبر کے بعضے حکم کو چاہتے ہین کہ پیشتر اس سے بسبب نہونے
اس رواج اور رسم کے اس وقت مین وہ حکم نہ تہا یا اس قوم مین وہ حکم نہ تہا اور ایسے ہی مختلف ہوجانا
رسمون اور رواجون کا بیچ مدت نزول وحی کی ابتدا سے انتہا تک کہ مدت تئیس برس کی
تہی یہی سبب بدل جانے بعضے حکمونکا ہوا اور ایسے ہی رعایت اور محافظت قواعد ملت کہ جس
ملت کے قایم کرنے کے واسطے بعثت اس پیغمبر کی ہوئی ہے اس تبدیل کو چاہتی ہے مثل ملت ابراہیمی علی نبینا

وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیچ حق خاتم المرسلین کے اور اسی سبب سے ہے کہ استقبال کعبہ کا
ناسخ استقبال بیت المقدس کا ہوگیا چوتھے یہہ کہ بیچ تبدیل احکام کے اور نقل کرنے ایک
تکلیف سے طرف دوسری تکلیف کے بالتدریج سہولیت ہے اسواسطے کہ انتقال کرنا اباحت
محضہ سے طرف تکالیف شاقہ کی اکثر نفوس کو گوارا نہین ہوتا ہے پس ضرور ہوا کہ اول ساتھ
سبک اور خفیف تکلیفون کے خوگر کیا جاوے تاکہ رفتہ رفتہ امور شاقہ اور ثقیلہ کو بھی اٹھا سکین
اور بیچ اس تدریج کے نسخ مکرر بھی واسطے اسی حکمت کے وارد ہوئی جیسے کہ بیچ متعہ کے
اور ظاہر ہونا اس تدریج کا خمر کی حرمت مین ظاہر ہے اور بیچ تقسیم ترکہ اور فرض سہام کے
واسطے والدین اور بنات کے بھی روشن ہے سوال دوسرا کہ متفرع اوپر اس سوال کے ہے یہہ ہے
کہ یہہ وجوہات اور اسباب واسطے نسخ کرنے احکام اور تکالیف کی تسلی دینے والی خاطر کی ہوئی لیکن
فراموش کرنے الفاظ قرآن کے کہ وہ محض خیر اور نفع ہے اس واسطے کہ موجب ثواب اور ذریعہ
حصول قرب اور رضامندی الٰہی کا ہے کس سبب سے سمجھنا چاہیے اور ظاہر ہے کہ جو اسباب
پہلی قسم مین بیان ہوچکے بیچ نسخ تلاوت کے کہ فراموش کرنا الفاظ کا مراد اسی سے ہے جاری
نہین ہوتے ہین اور ٹھیک نہین جاتی ہین اور کچھ انکو دخل نہین جواب اسکا یہہ ہے کہ سبب اس قسم
کے نسخ کا نہایت دقیق ہے بدون تمہید مقدمہ کے ذہن نشین نہین ہوتا ہے اور اس مقدمہ کو
سننا چاہیے اس طرح کہ طریق القاے علوم کا غیب سے اور ہے اور طریق القاے الفاظ مرتبہ
اور کلمات مولفہ کا اور ہے اسواسطے کہ القا علوم کا اولا اوپر دل کے ہوتا ہے اور وہان
سے طرف خیال کے آتا ہے اور الفاظون کے پیرایہ مین آن کر زبان کے اوپر جاری ہوتے
ہین اور طریق القا الفاظ اور کلمات مرتبہ کا اس طرح کہ قوت خیالیہ مین اس قدر بسط اور فراخی
ہوجاتی ہے کہ الفاظ اور کلمات بڑے بڑے عبارت والے اس مین گنجایش کرسکتے ہین پس
بیچ القاے الفاظ کے ترقی ہے باعتبار قریب ہونے انکی کے عالم غیب سے بہ نسبت القاے
علوم کے کہ ایک درجہ نیچے مقام تعقل سے تنزل کرکے بیچ سرحد تخیل کے داخل ہوتا ہے اور
اسی واسطے یہہ نوع القاء الفاظ کا مخصوص ساتھ اولوالعزم پیغمبرون کے ہے علی الخصوص ساتھ
خاتم المرسلین علیہ السلام کے اسواسطے کہ اکثر وحی متلو پہلے نبیون پر اس طرح پر آتی تھی

کہ کتاب الٰہی تختیون پر لکھی ہوئی اور پترون پر حروف اُسکے کھدے ہوئے پہنچتے تھے اور بیچ حق
اِن افضل رسولون کے مصور حروف حالیات کا کہ روح القدس ہے بجائے تختیون پر جلدی کے
صفحہ خیال مقدس اُنکے کو بنا کر صورتین حرفون کی منقش کر دیتا تھا اور جب کہ اس قسم کا القا
بہ نسبت قولے بشریہ کے نہایت نادر اور غریب تھا ناچار بعضی اوقات مین واسطے امتحان اور
عادت کروانیکی کوئی کلام مرتب القا ہوتا تھا اور باقی رہنا اُس کلام کا تختی خیال مین منظور ہوتا
تھا اور مثال اسکی بلا تشبیہ یہ ہے کہ لڑکون کو ابتدا مین تعلیم کے وقت نئے نئے نمونے اور
عجائب مسودے ذہن سے نکالے ہوئے اور قاعدے ہجے کے سکھلائے جاتے ہین اور ان
چیزون کے سکھلانے سے اور کچھ مطلب نہین ہوتا ہے فقط آزمائش اور صورتین حرفون کی
ذہن نشین کرتے ہین ایسے ہی اسجگہ بھی ہوا اور اسی واسطے فرمایا ہے سنقرئك فلا تنسى
الا ما شاء الله یعنی قریب ہے کہ پڑھاوین ہم تجھکو پس نہ بھولے گا تو مگر وہ کہ چاہے اللہ بھلانا
جسکا اب اس چیز کا بیان کرتے ہین خاص انھین الفاظون کے بھلانے کی وجہ کیا ہے حالانکہ مضامین
تمام آیتون کے یاد رکھنے مین ایک دوسرے کی برابر یا قریب قریب ہین پس یہ سوال ایسے جواب کو
چاہتا ہے کہ نہایت تفصیل و تطویل اُس مین ہے کہ حوصلہ اس تفسیر کا گنجائش اُسکی نہین رکھتا
ہے اور اس جگہ اوپر اسی اجمال کے یعنی تفصیل سے ہے قناعت کرنی چاہیے اور اگر
بعضے نکتون کو نفس تقاضا شدید کرے اس قدر سننا چاہیے کہ بعضے وقت مین ہول اور خوف
مضمون اُس وحی کا مقتضی اسکا ہوتا ہے کہ بار بار کان اُس کو نہ سُنے جیسے کہ الشیخ والشیخۃ اذا
زنیا فارجموهما یعنی بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جس وقت زنا کرین پس سنگسار
کرو تم اُن کو کہ اس مین بیان سخت تر عذاب کا ہے اور کبھی لفظ دوسرا کہ مختصر اور چھوٹا وحی
پہلی یا پچھلی مین موجود ہوتا ہے پس حاجت اسکی نہین رہتی ہے اور واسطے سمجھانے فی الحال
کے حاجت نازل کرنے اس لفظ کے پڑی تھی کہ فرصت تامل کرنے کی بیچ وحی سابق کے
یا انتظاری وحی لاحق کی نہ تھی مثل لا ترغبوا عن ابائكم فانه كفر بكم ان
ترغبوا عن ابائكم کی کہ اُس کے بعد اس کلام کے وقضى ربك الا تعبدوا الا
اياه وبالوالدين احسانا الخ حاجت نہ رہی اور اسی کی مانند ہے نسخ

الہٰکم التکاثر حتیٰ

لو کان لابن آدم واد من ذہب کی آخر تک تھا کہ الہٰکم التکاثر حتیٰ
زرتم المقابر باوجود اختصار عبارت کے اس سے مستغنی کرتا ہے اور کبھی تسلی اور تشفی خاطر دلان
پژمردہ اور غم کھینچے ہوون کی منظور ہوتی ہے اور یہی باب سبب نازل کرنے کسی کلام کا ہوتا ہے
اور بعد تسلی اور تشفی اور دور ہونے غم کے چندان حاجت طرف اس کے نہین رہتی ہے بلا تشبیہ
ایسی مثال ہے کہ کوئی شخص کسی کی طرف رقعہ لکھے اور بعضے حاضروں میں اپنا سلام بھی اُس
خط میں لکھوا دے اگر مکتوب الیہ مضمون اُس خط کا معلوم کرنیکے واسطے نقل اُس خط کی کرے البتہ
اس سلام اور عبارت کو ساقط اور حذف کریگا اور یہی باعث نسخ کرنے بلغوا عنا قومنا الخ کا کہ
واسطے تسلی زندون کے مردون کی طرف سے پیغام پہونچانا منظور تھا اور وہ ہو گیا اور
ایسے ہی باقی آیتون فراموش کی ہوؤن کو قیاس کرنا چاہیے سوال تیسرا یہ کہ اقسام
نسخ کے اصول والون کے نزدیک تین قسم ہین ایک یہ کہ فقط نسخ حکم کی ہو مثل آیت وجوب
صدقہ کے بیچ نجویٰ کے یعنے وقت پوشیدہ باتین کرنے کے بیچ کان مبارک آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے اور دوسری قسم فقط نسخ تلاوت کی مثل آیت الرجم کے اور تیسری
قسم نسخ دونو چیزون کی تلاوت کی نہین اور حکم کی بھی مثل عشر رضعات یحرمن
اور اس آیت مین اشارہ طرف دو قسم اس کی کے فرمایا ہے اور حکم کے منسوخ ہونیکا
نام نسخ رکھا ہے اور نسخ تلاوت کو انسا کہا اور قسم تیسری کو تعرض نکیا سبب اُسکا
کیا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ حقیقت مین اقسام نسخ کی بھی دونو ہین کہ مذکور ہوئی اور قسم
تیسری انہین دونو قسمون کے ملانے سے حاصل ہوئی قسم حقیقے نہین اور اسی واسطے دونو
قسمون کے اندر داخل ہے گویا ایسا ارشاد ہوا کہ ما ننسخ من آیۃ سواء انسیناھا اولا
ننسہا سواء نسخناہا اولا نات بخیر منہا او مثلہا او زمویداس اشارہ کا
یہ ہے کہ صاحب تحصیل کے کہتے ہین کہ تقسیم کے اندر وحدت مقسم کی معتبر ہے اور باعتبار اسکے جمع
کرنے دو قسمون کی سے قسم دوسری برہم پیدا نہین ہوتی ہے واسطے اوّلی تقسیم منحصر نہی اس
واسطے کہ مجموع دو قسمونکا قسم دوسری ہو جاتی ہے سوال چوتھا یہ ہے کہ جسوقت منسوخ
التلاوۃ کو فراموش کیا ہے پس چاہیے کہ وہ آیتین بالکل فراموش ہو جاوین اور کسی کو یاد نہ رہین

لہو غافل کیا
تم کو
بس جمع کرنے
کی ہوس نے
اور یہان کے
اُس ہنسے ملا
کو جو اس کو اور
قیامت کو مانے
اسکو میوہ کھلا
اللہ نے قبول
کیا اور فرمایا
اور جو نا سنے
تنہا یہان اُس کا
کام تھوڑے
دن چلا دونگا
پھر اُس کو
ہانک کے
عذاب مین
بے بس کر ڈالونگا
اور جا دوزخ پڑا
ہمیشہ جلا کرے

سوال آنکہ آیتین منسوخ التلاوۃ وہ اب تک یاد ہین کہ نقل کرتے ہین جواب اسکا یہ ہے کہ فراموش کروانا
اون آیتون کا اسطرح نہین کہ کوئی لفظ اور معنی اوسکا ذہن مین نرہی بلکہ معنی اسکے یہ ہین کہ تمام
عبارت اُن آیتون کی علی الترتیب یاد نرہی اور بعضے لفظون مین یا ترتیب مین اشتباہ پڑجائے
اور جب کہ شبہ اوسمین پڑگیا منزل ہونا اوسکا یقیناً ثابت نہوا اور حد قرآن کی سے کہ منزل بالیقین ہے
نکل گیا اور بعضے محققین نے کہا ہے کہ فراموش ہونا حافظہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سے دلیل نسخ
تلاوت کی ہی لیکن یہہ فراموش ہونا تین قسم پر ہے ایک یہ کہ تلاوت اوس آیت کی اتنے آدمیونکو
نہین پہونچی کہ تواتر کی حد کو پہونچین اور پہلے ہی وہ آیت فراموش ہوئی اور دوسری یہ کہ
اگرچہ تبلیغ تلاوت کی طرف عدد تواتر کی ہوئی لیکن وقت بھول جانے حافظہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے سے اورون کے ذہن سے بھی فراموش ہوئی مگر سب کے ذہنون سے فراموش ہونا
اوسکا نہین ہوا بلکہ اتنے آدمیون کے ذہنون سے تلاوت اوسکی فراموش ہوئی کہ بعد اسکے
عدد تواتر کا نرہا گو بعضون کو تلاوت اوسکی یاد بھی رہی اور ان دونو قسم مین نسخ متحقق ہے
اور تیسرے یہ کہ بعد فراموش ہونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر آدمیون کو
وہ آیت یاد رہی کہ عدد تواتر کا بسبب اونکے باقی رہے پس یہ دلیل نسخ تلاوت کی نہین
اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بار ہا بیچ بعضی آیتون کے شبہ ہوگیا تھا جیسے کہ بیچ
قرأت فجر کے سورۂ روم اور اور سورتون مین سے بہت آیتین چھوڑ گئے تھے اور بعد نماز کے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ آیا تم مین ابی بن کعب نہتا کہ مجھہ کو لقمہ دیتا اور اون
آیتون کو کہ مین چھوڑ گیا تھا یاد دلاتا اور جس وقت ابی بن کعب نے عرض کی کہ یا رسول
اللہ مین حاضر تھا لیکن جانا مین نے کہ ان آیتون کو جب حضرت نے موقوف کیا
شاید منسوخ ہوئین اس سبب سے مینے لقمہ نہین دیا ارشاد فرمایا کہ انما انا بشر انسی کما
تنسون فاذا نسیت فذکرونی یعنے سوا اسکے نہین کہ مین بشر ہون بھولتا ہون
مین جیسے کہ تم بھولتے ہو پس جسوقت بھولونمین پس یاد دلایا کرو مجھکو اور یہہ بھی فرمایا کہ اگر
یہ آیتین منسوخ ہوجائین تو مین تمکو اسکی خبر دیتا ھکذا رواہ بعض اصحاب السنۃ
پس معلوم ہوا کہ فراموش ہونا آیت کا حافظہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے باوصف

باقی رہنے اسکے کی بیچ حافظہ جماعت کثیرہ کے کہ تواتر کی حد اُن مین پائی جاتی ہے موجب نسخ تلاوت اُسکی کا نہین ہوتا ہی اور جو لوگ کہ مطلقاً فراموشی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل نسخ تلاوت کی جانتے ہین بیچ جواب اس قصہ اور مانند اسکی کے کہتے ہین کہ نسیان اور شے ہے اور سہو اور ذہول یعنی غفلت اور شے ہے نسیان اُس وقت پایا جاتا ہے کہ بالکل آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حافظہ مین نرہی اور یہہ بات بیچ غیر منسوخات کے موجود نہین ہوئی اور قرأت سورۂ روم وغیرہ کے اندر فراموشی ہوگئی تھی فقط سہو اور شبہ تھا بالکل بھول نہ گئے تھے اور دلیل اس کی یہ ہے سنقرئك فلا تنسى الا ما شاء اللہ اور فرق سہو اور نسیان مین یہہ ہے کہ بیچ مجرد سہو کے خبردار کرنا کفایت کرتا ہے کہ جس وقت مدرک نے التفات کیا اُس آیت کو حافظہ مین پاتا ہے اور نسیان مین فقط التفات اور خیال کرنے سے یاد نہین آتی ہے جب تک نئے سرے سے الفاظ اُسکے نہ سُنے اور از سر نو یاد نکرے اور ظاہر ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن مواضع مین ایسی ہی حالت عارض ہوئی تھی والّا لقمہ دینا اور خبردار کرنا فائدہ نکرتا البتہ عرف مین اس حالت کو بھی بطریق مشابہت کے کبھی نسیان کہدیتے ہین اور موافق اسی اطلاق عرفی کے آن حضرتؐ نے فرمایا کہ انما انا بشر انسی کما تنسون والّا نسیان قرآن کا بموجب نص ذکر کی ہوے کے یعنی سنقرئك فلا تنسى الخ آن حضرتؐ سے محال تھا مگر جسوقت کہ ارادہ الٰہی تعلق پکڑتا ساتھ نسخ اُسکی کے اور اسی تقریر سے منطبق ہوتی ہے یہہ حدیث ساتھ حدیث انی لا انسی ولکن انسی کہ بیچ بعضے نسخون موطا کے آیا ہے فلیفہم اور اُن حکمون مین سے کہ علماء اُصول نے اِس آیت سے سمجھے ہین ایک یہہ ہی کہ نسخ احکام کی جائز ہے اور یہودی اس امر مین مخالف ہین کہتے ہین کہ حکم شرعی کو نسخ کرنا شارع کا یا اس جہت سے ہے کہ کوئی حکمت پوشیدہ جناب شارع پر ظاہر نہ تھی اور اب وہ ظاہر ہوئی پس بدا لازم آوے اور بدا کے یہہ معنی ہین کہ اللہ کے نزدیک پیشتر وہ چیز ظاہر نہ تھی اور اب وہ ظاہر ہوگئی اور اُسکی نسبت سے یہہ بات محال ہے اور اگر حکمت دوسری ظاہر نہوئی پس موقوف کرنا پہلے حکم کا اور لانا حکم دوسرے کا محض عبث ہوا اور عبث ہونا شارع سے کہ وہ حکیم مطلق ہے محال ہے

تفسیر خلیق

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

اور حضرت ابراہیم اور اسمعیل علیہم السلام کعبے کی نیو دیوار اُٹھا رہے تو دعا کی اے ہمارے رب تو ہمارا یہ عمل قبول فرما تو سننے والا جاننے والا ہے

اور مسلمان لوگ بیچ جواب اس کلام اُنکے کے کہتے ہین کہ اللہ تعالی مالک علی الاطلاق ہی اور
لا یسئل عما یفعل شان اُسکی ہی یعنی نہین پوچھا جاویگا وہ اُس چیز سے کہ کرتا ہی اُس کو
اختیار ہی کہ جو چیز چاہے اور جس طرح چاہے فرماوے اور جس وقت چاہے خلاف اُسکا فرماوے
اور اُس کے حق مین یہ بات مقرر کرلے کہ اپنے افعال مین حکمت اور مصلحت کا اعتبار کرتا ہی
پس اسکو مانند اپنے پابند مخلوقات اُسکی کا جاننا ہے اور وہ اس سے پاک ہی اور اگر حکمت اور
مصلحت کا بھی اعتبار کرین کہہ سکتے ہین کہ مصلحتین اور حکمتین فی نفسہا بسبب اختلاف زمانہ
اور مکان اور اشخاص کے مختلف ہوتے ہین چنانچہ کھانا دولے گرم کا سرد موسم مین اور
مزاج بارد مین ضرور ہے اور موسم گرم اور مزاج گرم مین ضرر کرتا ہی اور ہرگاہ کہ زمانہ تمامہ ازل
سے ابد تک اور ہر کل جزئیات کے کہ اپنے اپنے وقت مین موجود ہونے والے ہین منطبق ہی اُنکے
حق مین اولی اور بہتر یہی ترتیب ہی اور مصلحت اسکی جناب الہی کی طرف عائد نہین ہوتی ہے
ظاہر ہونا اور پوشیدہ ہونا اور آگے پیچھے ہونا اور معدوم کرنا سب باتین اہل زمان کی نسبت
سے ہین اور بہ نسبت حق سبحانہ وتعالی کے پس ازل مین سب چیزین اپنے اپنے وقت مین موجود
ہین بے تغییر اور تبدیل کے اور خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ علم الہی مین ہر حکم کی انتہا ہی لیکن
مکلفین ہرگاہ کہ اُس غایت کو نہین سمجھتے ہین اسواسطے بقرینہ احوال کے ظن کرتے ہین کہ یہ
حکم ہمیشہ رہیگا جب شارع کی طرف سے بیان انتہا اُس حکم کا آیا ہی اور اُس حکم کو موقوف
کرتا ہی جانتے ہین کہ حکم پہلا منسوخ ہوا اور حکم دوسرا ناسخ ہوا پس یہ تجدد اور تغیر اور تقدم اور
تاخر بہ نسبت مکلفین قاصر العلم کی ہی اور بہ نسبت اللہ تعالی کے ہر حکم اپنے وقت مین مقدر
ہے بغیر ظہور اور خفا اور تقدم اور تاخر کے بہ نسبت مقدر کے اور یہ معاملہ فقط احکام شرعیہ
مین نہین بلکہ جو چیز دنیا مین ہے اس قسم کی ہے اور جو شخص تمام نسخہ وجود کے کو کہ حوادث
غیر متناہیہ متعاقبہ اُس کے اندر ہین نظر غور اور تعمق سے مطالعہ کرلے اُسکو مانند ایک
کتاب کے سمجھے کہ پڑھنے والا اُس سے سطر سطر پڑھتا جاتا ہے اور ایک کلمہ کو بعد دوسرے
کلمے کے زبان سے نکالتا ہے جب کتنی سطرین یا کلمے تمام ہوتے ہین چند کلمے اور سطرین
پڑھنے مین آتی ہین اور پہلی سطرین اور کلمے وجود لفظی سے محو اور فنا ہوتے جاتے ہین

اور پچھلے ثابت ہوتی جاتی ہین اور یہ محو اور اثبات ہمیشہ ہوتا جاتا ہے اور ساتھ اس اعتبار کے اس نسخہ کو کتاب المحو والاثبات نام رکھتے ہین اور اگر اوس کتاب کو ساتھ ہیئت مجموعی اوسکی کے مع اوّل و آخر کے جیسا کہ حکیم علیم نے مرتب کیا ہے ملاحظہ کرے بغیر اعتبار تلاوت اور بغیر لحاظ گذر جانے ایک کے اور آنے دوسرے کے اسکو ام الکتاب کہتے ہین اور اسی جگہ سے ظاہر ہوی معنی یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب کے اور بعضے محققین نے کہا ہے کہ اس مجموع مرتب کو قضا کہتے ہین اور اوس ظہور تدریجی کا قدر نام رکھتے ہین ولا مشاحۃ فی الاصطلاح اور یہ بھی مسلمان جواب دیتے ہین کہ توریت مقدسہ مین مذکور ہے کہ حضرت آدم کو حق تعالی نے حکم فرمایا تھا کہ اپنی بیٹیون کا نکاح اپنے بیٹون کی ساتھ کر دین تا کہ نسل جاری رہے اور یقیناً معلوم ہے کہ نکاح بہن کا ساتھ بھائی کے اور شریعتون مین حرام ہوا ہے پس جب نسخ کا ہونا ثابت ہوا پھر اوسکے جواز مین کیا شبہ رہا اس مقام مین جاننا چاہیے کہ اکثر عوام گمان کرتے ہین کہ بیچ صورت نسخ کے بدا لازم آتا ہے اور اس تقریر سے یہ معلوم ہوا کہ بدا اور چیز ہے اور نسخ اور شی اسواسطے کہ نسخ مین مکلفین کی مصلحتونکا بدلنا ہے باعتبار جدی جدی وقتونکے نہ ظاہر ہونا مصلحت کا کہ غیر ظاہر ہے اوپر حضرت حق سبحانہ کے اور بدا مین ظہور شی غیر ظاہر کا ہے پس درمیان دونوکے فرق ظاہر ہوا ہان نسخ مستلزم بدا کو اسوقت ہوتا ہے کہ اتحاد فعل کا اور اتحاد وجہ کا اور اتحاد وقت کا اور اتحاد مکلف کا سب متحقق ہون اور ایسے نسخ کہ جسمین چارون شرطین پائی جائین محالات سے ہے اسواسطے کہ نسخ مین یا فعل مختلف ہوتا ہے مثل تحریم صوم عید یا ایجاب نماز اوسکی کا یا وجہ فعل کی مختلف ہوتی ہے جیسے کہ روزہ عاشورہ کے دن کا ساتھ وجہ استحباب کے یا روزہ عاشورہ کے دن کا ساتھ وجہ وجوب کے یا تحریم ضرب یتیم کی ایذا کے جہت سے یا اباحت ضرب یتیم کے تادیب کے جہت سے یا وقت مختلف ہوتا ہے جیسے کہ استقبال کعبہ کا ساتھ استقبال بیت المقدس کے کہ یہہ ایک زمانہ مین تھا اور وہ دوسرے زمانہ مین تھا یا مکلف مختلف ہوتا ہے جیسے کہ واجب کرنا زکوٰۃ مین چوتھا حصہ مال کا اوپر یہودیون کے اور واجب کرنا چالیسوان حصہ مال کا اوپر مسلمانون کے اور تحریم مال زکوٰۃ کی اوپر بنی ہاشم کے اور اباحت اوس مال کے واسطے غیرون کے وعلی ہذا القیاس دوسرا حکم یہ ہے کہ بعضے اصولیون نے کہا ہے

کہ نسخ حکم کا بغیر لانے دوسرے حکم کے اوسکے بدلے مین جائز نہین بدلیل اس لفظ کے کہ نات بخیر منہا او مثلہا اور حق یہ ہے کہ اس لفظ سے یہ معنی سمجھے نہین جاتے ہین اسواسطے کہ یہ لفظ دلالت نہین کرتا ہے مگر اس بات پر کہ منسوخ آیت کے بدلے مین دوسری آیت آتی ہے اور ایسی بات سے کہ دوسرا حکم بھی پہلے حکم کے بدلے مین آتا ہے اسواسطے کہ یہ بات ظاہر ہی کہ جو آیت دلالت اوپر وجوب صدقہ کے بیچ حالت تجویز کے کرتی ہے ساتھ دوسری آیت کے منسوخ ہوئی اور حکم دوسرا اوسکے بدلے مین نہین آیا اور ایسے ہی روزہ مین رات کو بعد سو رہنے کے کھانا پینا وغیرہ اوّل مین منع تھا پھر یہ حکم منسوخ ہوا اور آیت دوسری آگئی کہ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم اور اوسکے بدل مین کوئی چیز اور مقرر نہین ہوئی اور اگر حکم کو عام رکھین کہ حکم اباحت کو بھی شامل ہو جاوے جیسے اصطلاح اصولیون کی ہے پس ہر نسخ مین بدل پایا جاویگا اگرچہ عود اباحت اصلیہ کا ہوا اور غالب یہ ہے کہ یہ نزاع لفظی ہے تیسرا حکم یہ ہے کہ بعضے اصولیون نے واسطے نسخ حکم کے شرط کیا ہے کہ دوسرا حکم پہلے سے خفیف ہو نہ ثقیل اسواسطے کہ اس صورت مین خیریت اور مثلیت متحقق نہین ہوتی ہے اور اس آیت سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ حکم ناسخ کا چاہئے کہ خیر یا مثل ہوا اور محققین کے نزدیک یہ معنی بھی ضروری نہین اسواسطے کہ ثقل عمل کا موجب کثرت ثواب کا ہوتا ہے پس خیریت باعتبار کثرت ثواب کے متحقق ہوئی اور قطعاً معلوم ہی کہ تخییر درمیان روزہ رمضان اور دینے فدیہ کے منسوخ ہوئی اور اسکے بدل مین روزہ علی التعیین واجب ہوا حالانکہ حکم ناسخ زیادہ ثقیل ہے حکم منسوخ سے چوتھے یہ کہ نزدیک امام شافعی کی ناسخ کتاب کا چاہئے کہ کتاب ہو جیسے اسی لفظ کے کہ نات بخیر منہا او مثلہا اور کلام پیغمبر کا بنسبت آیت کتاب کے نہ خیر ہے اور نہ مثل ہی اور انصاف یہ ہے کہ نات بخیر منہا او مثلہا نہین دلالت کرتا ہے مگر اس پر کہ حکم ناسخ بنسبت حکم منسوخ کے بیچ کثرت ثواب اور رعایت مصالح کی یا بہتر ہوتا ہے یا مانند اوسکی ہوتا ہے نہ یہ کہ وہ ناسخ وحی متلو اور قرآن کی آیت ہو اور حقیقت مین جو حکم کہ اللہ تعالی کی طرف سے اور پیغمبر کے کسی طرح کا ہو متلو یا غیر متلو سب لایا ہوا خدا کا ہے اور یقیناً معلوم ہے کہ لا وصیۃ لوارث ناسخ وصیت اقربا کا ہوا اور یہ بات آیت مواریث کی بھی سمجھ مین آجاتی ہے جو کہ ہو سکا نہین کہ ناسخ بھی یہی ہو اسواسطے کہ دلالت ناسخ کی دلالت

اور روشن چاہیے اور حکم جدید کے نہ دلالت خفیہ پانچوان یہہ کہ مفسرین اور مجتہدین کو چاہیے کہ علم ناسخ اور منسوخ کا اُن کو ہو اور بغیر اس علم کے اُسکو دخل کرنا بیچ علوم دینیہ کے نہین جائز ہی اسواسطے کہ بدون اس علم کے علم شرعی اور غیر شرعی کو جدا نکر سکے گا اور بہت وقت ایسا ہو جائے کہ حکم منسوخ کو حکم شارع کا جانکر فتوی دیگا اور غلطی مین پڑیگا اسیواسطے ابو جعفر نحاس نے حضرت امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہی کہ حضرت علیؓ ایک دن کوفہ کی مسجد مین داخل ہوئے دیکھا کہ ایک شخص وعظ کہتا ہی پوچھا کہ یہہ کون ہی آدمیون نے عرض کی کہ یہہ واعظ ہی کہ آدمیونکو خدا سے ڈراتا ہی اور گناہون سے منع کرتا ہی فرمایا کہ غرض اس شخص کی یہہ ہے کہ اپنے تئین انگشت نما آدمیون کا کرے اُس سے پوچھا کہ ناسخ اور منسوخ کو علحدہ علحدہ تو جانتا ہے یا نہین اُسنے کہا کہ یہہ علم مجھکو نہین فرمایا کہ اسکو مسجد مین سے نکال دو اور دارمی نے بیچ مسند اپنی کے حضرت حذیفہ بن الیمان سے کہ صاحب راز پیغمبرؐ کے تھے روایت کی کہ اُنسے کسی نے مسئلہ پوچھا اور عرض کی کہ اس مین حکم فرماؤ اُنھون نے کہا کہ فتوی دینے والا اور حکم کرنیوالا تین قسم کے آدمیون مین سے ہوتا ہی اول وہ شخص کہ ناسخ اور منسوخ کو قرآن مین سے پہچانے اور اس قسم کا شخص اس زمانہ مین حضرت امیر المومنین عمر بن الخطابؓ ہی دوسرے وہ شخص کہ اُسکو قاضی بنایا ہو چارو ناچار یہہ کام اُسکے ذمہ پڑا تیسرے وہ احمق کہ اپنے تئین بہ تکلف عالمون اور مفتیون اور مجتہدون مین داخل کرتا ہی سو مین قسم اول سے خود نہین اور نہ دوسری قسم سے میری طبیعت خوش ہوتی ہے اگر ہون تو قسم تیسری سے ہون اسبات کو میرا دل نہین چاہتا ہی چھٹا یہ کہ بیچ آیت ام تریدون ان تسئلوا رسولکم کما سئل موسی من قبل کی ارشاد ہوا کہ سوال کرنا پیغمبرون سے ممنوع اور برا ہے حالانکہ بغیر سوال کرنے کے اور دریافت کرنے کے پیغمبرون سے مقدمات دین اور ایمان کے ظاہر نہین ہوتے ہین اور راہ باطل حق سے جدا نہین ہوتی ہے اور تشفی اُمت کے لوگون کی بھی حاصل نہین ہوتی ہی پس سوال کرنا پیغمبرون سے کس واسطے برا ہوا کہ اس سوال سے بطریق کنایہ کے منع فرمایا جواب اس کا یہہ ہی کہ سوال پیغمبرون سے مطلقا ممنوع نہین بلکہ سوال تبدیل احکام الٰہیہ کا ممنوع ہی چنانچہ تفسیر مین گزرا البتہ جو سوال کہ مفسدہ اُسکے اندر ہوتا ہی بیچ مقدمات دین کے اسی سوال کے ساتھ ملحق ہے

جیسے کہ سوال کرنا معجزون کا کہ بلاحاجت اُن کو طلب کیا جاوے جیسے کہ مشرکین کہتے تھے کہ لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لک جنة من نخیل وعنب فتفجر الانہار خلالہا تفجیرا او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ والملئکة قبیلا او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرأہ یعنی کہا انہون نے نہ مانین گے تیرا کہا جب تک کہ نہ بہاوے تو ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ یا ہو جاوے تیرے واسطے ایک باغ کھجور اور انگور کا پھر بہاوے تو اُس کی نہرین چلا کر یا گراوے آسمان ہم پر جیسا کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا لے آ اسد کو اور فرشتون کو ضامن یا ہو جاوے تجھکو ایک گھر سنہری یا چڑھ جاوے آسمان مین اور ہم یقین نکرین گے تیرا چڑھنا یہانتک کہ نہ اُتار لاوے ہم پر ایک لکھا جو ہم پڑھ لین اُسکو یا فرمائش نزول وحی کے ساتھ اُس وضع کے کہ ہم چاہتے ہین چنانچہ اہل کتاب کہتے تھے قال اللہ تعالےٰ یسالک اہل الکتاب ان تنزل علیہم کتابا من السماء فقد سألوا موسی اکبر من ذلک فقالوا ارنا اللہ جھرة یعنی کہا اسد تعالی نے سوال کرتے ہین تجھسے اہل کتاب اس بات کا کہ اُتارے تو اوپر اُنکے کتاب آسمان سے پس تحقیق سوال کیا تھا موسیٰ سے اس سے بڑھ کر پس کہا تھا دکھلادے تو ہمکو اسد کو سامنے یا مقرر کرنا احکام جدیدہ اور اپنی طبیعتون سے نکالے ہوؤن کا بغیر مرضی الٰہی کے جیسے کہ ایک گروہ جہال مسلمین کی نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ واسطے ہمارے ایک درخت تقرر فرماؤ کہ ہم ہتیارون اپنے کو اُس درخت پر لٹکاوین جیسے کہ مشرکون کے واسطے ایک درخت ہے کہ ہتیار اپنے کو اُس مین لٹکاتے ہین اور اس درخت کو ذات انوات خطاب دیا ہے اور یہ قصہ کمال مشابہت رکھتا ہے ساتھ سوال جہال بنی اسرائیل کے کہ کہتے تھے واجعل لنا الٰہا کما لہم آلہة یا سوال کرنا غیب کی باتون خاص خاص کا کہ اُنکے دریافت کرنے سے کچھ فائدہ نہین جیسے کہ بعضے ضعیف الایمان امتحان کے واسطے یا واسطے دور کرنے کسی گمان کے پوچھتے تھے کہ عورت میری حاملہ ہے اس کے لڑکا پیدا ہوگا یا لڑکی اور باپ میرا کون آدمی تھا اور فلانی چیز گم ہوئی کہان ہے حاصل یہ کہ سوال ممنوع ایسا سوال ہے

حکایتی تقسیم شک سے مراد قرآن کی آیت حکمت سے مراد رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم نبین اور ان کو ومن یتبع ... ابراہیم ... تفسیر ... فی ... الآخرة ...

کہ باعتبار کسی وجہ کے وجوہات مذکورہ سے مشابہت رکھی ساتھ سوالات بنی اسرائیل کے کہ حضرت موسیٰ سے اونھون نے کئے تھے اور اس قسم کے سوال سوای بے ادبی کے شائبہ بے ایمانی کا بھی رکھتے ہین اور اہل کتاب کہ بیچ مقدمہ نسخ آیتون اور الفاظ قرآن کے شبہی واہی ڈالتے ہین حقیقت مین اونکو یہ منظور نہین کہ ہمکو ہدایت حاصل ہو اور شبہی ہمارے دفع ہو جائین تاکہ ہر ایک سوال انکے کا جواب پایا جاوے بلکہ وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ یعنے دوست رکھتے ہین اکثر اہل کتاب باوجود اسکے کہ کتاب کے واقف ہین اور احوال پہلے نبیون کے سے خوب واقف ہین اور نسخ حکمونکی اونکی کتابون مین بھی موجود ہے جیسے کہ بیچ قصہ نکاح بہنون کے ساتھ بھائیون کے حضرت آدم علیہ السلام کے وقت مین اور نسخ کرنا اونکا پچھلی شریعتون مین اور جیسے کہ بیچ قصہ مطلق گاؤ ذبح کرنے کی کہ بنی اسرائیل کو پہلے یہ حکم ہوا تھا کہ کسی گاؤ کو ذبح کرلین تاکہ قاتل معلوم ہو جاوے بسبب سوالات پوچھنے انکے کے یہ حکم منسوخ ہوا اور گاؤ خاص کے ذبح کرنے کے واسطے امر کیا لَوْ يَرُدُّونَكُم یعنے کاش پھیر دین تمکو بسبب شبہون ڈالنے کی مِن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ یعنی پیچھے ایمان تمھارے کے كُفَّارًا یعنی کافر ہو جاؤ تم جیسے کہ خود وہ اپنی کتاب کے ساتھ کفر کرتے ہین اور اس غرض فاسد اونکی کا کوئی باعث اور محرک تمھاری طرف سے وقوع مین نہین آیا بلکہ حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم ط یعنے حسد کی راہ سے کہ اونکی طرف سے پیدا ہوتا ہے بلا سبب کے اور اونکو بھی تمھارے دین مین شک اور شبہہ باقی نرہا کہ پھیرنا تمھارا دین مشکوک سے انکے زعم مین نیک اور مستحسن ہوتا بلکہ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ — یعنے بعد اس کے کہ ظاہر ہوا ہے اون کو حق ہونا بیچ دین تمھارے کے اور مقتضا اس شرارت اور بد ذاتی انکی کا یہ ہے کہ تم درپے انتقام لینے کے ان سے ہو لیکن تمکو چاہیئے کہ بیچ تابعداری مرضیات الٰہی کے سرگرم رہو اور نفسانیت کو اپنی طرف راہ ندو اور بغیر حکم اللہ تعالیٰ کی انکے ساتھ مقابلہ نہ کرو فَاعْفُوا یعنی پس عفو کرو تم یہ گناہ اونکا اور طرف شبہون واہیہ انکے کے التفات نکرو وَاصْفَحُوا یعنی درگذر کرو اونکی جنگ و جدال اور گالیان اور برا کہنے سے حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ یعنی یہانتک کہ لاوے خدا تعالیٰ حکم اور فرمان اپنا واسطے جنگ و قتال کے اور گمان بہت کرو کہ اللہ تعالیٰ ذخیرہ اس کام کی [illegible] کے فرماویگا اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہر چیز کے

شر انکی کی فی الحال بہی قادر ہے بلکہ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنے تحقیق اللہ تعالی اوپر ہر چیز کے قادر ہے اور دور کرنا شر انکی کا اُسکی قدرت کے آگے کیا بڑا کام ہے لیکن حکمت الہی واسطے تاخیر اس امر کے تقاضا فرماتی ہے اسواسطے کہ اگر اسوقت تمکو اُنکے ساتھ لڑنے کا حکم ہوا اور حال آنکہ ابتک مشرکین عرب خصوصًا سردار مکہ تمہارے ساتھ نزاع اور خصومت رکہتے ہیں آدمیوں کے ذہنوں میں بدگمانی آجاویگی کہ یہہ مرد نہایت بدخو ہی کہ ہر کسی سے لڑتا ہے اور طریقہ خاطر داری اور تالیف قلوب کا بالکل اسمیں نہیں اور جسوقت مشرکین عرب اور سردار مکہ کے بعد عاجز ہونے اور مقاتلہ کے اس دین میں داخل ہوں یا ساتھ صلح اور صفائی کی آنا جانا کریں اور طریقہ خاطر داری اور تالیف قلوب کا بہی پیغمبر تمہاری کے طرف سے بہی خاص اور عام کو معلوم ہوجاوے اُسوقت اُنسے انتقام اور بدلا لینا اصوب اور انسب ہے اور اگر تمکو شوق جہاد کا زیادہ تر ہے پس جب تک کہ حکم جہاد کا آوے نفس کے جہاد کرنے میں مشغول ہو وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ یعنے اور قایم رکہو تم نماز کو اسواسطے کہ یہہ عبادت بدن کی اوپر بہت شاق ہے اور نفس کو زیر و زبر کرتی ہے وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ یعنے اور دو تم زکوٰۃ کو کہ خرچ کرنا مال کا زیادہ تر نفس کے اوپر گران اور شاق ہوتا ہے مشقت بدن کی سے اور اگر اسپر بہی تمکو قناعت نہو بلکہ اور بڑہ کر مجاہدہ کو دل چاہے پس بندگیان نفل خواہ بدنی ہوں خواہ مالی بجالاو وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَیْرٍ یعنے اور وہ چیز کہ آگے بہیجتے ہو تم واسطے نفع جانوں اپنے کے قسم نیکی اور بہلائیوں کے سے تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ یعنے البتہ پاوگے تم نزدیک اللہ تعالے کے اگرچہ بیدین لوگ اہل کتاب کے تمہارے عملوں کو ضایع اور رائگاں جانیں اسواسطے کہ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ یعنے تحقیق خدا تعالے جس چیز کو کرتے ہو دیکہہ رہا ہے نیک نیتی اور شوق بندگی تمہاری کا جانتا ہے اور موافق اُسکے جزا دیتا ہے اس مقام میں جاننا چاہیئے کہ اکثر مفسرین نے سبب نزول ان دو آیتونکا ایسا نقل کیا ہے کہ جب مسلمانوں کو احد کی لڑائی میں شکست ہوئی تہی فنحاص بن عازورا اور زید بن قیس اور ایک گروہ یہودیوں کے نے حذیفہ بن الیمان اور عمار بن یاسر سے کہا کہ دیکہو تمکو کیا آفت پہونچی اور خفیف اور ذلیل ہوئے اور سردار تمہارے مارے گئے اگر تم حق پر ہوتے

تفسیر خلیلی
نقب درباغ...
...
[illegible]

یہ شکست تمکو نہولی پس بہتر یہی ہی کہ طرف اُسی دین قدیمی اپنے کے رجوع کرو اور اگر پیروی پیغمبرون کی چاہتے ہو ہمارے دین مین داخل ہو جاؤ کہ دین ہمارا سب دینون سے افضل ہے اور بیکہ ہدایت الٰہی مدت دراز سے ہوئی آئی ہی عمار بن یاسرؓ نے اُنکے جواب مین کہا کہ مین تم سے پوچھتا ہون کہ عہد کا توڑنا تمھارے نزدیک کیسا ہے اچھا ہی یا بُرا اُنھون نے کہا کہ عہد کا توڑنا سخت گناہ ہی عمارؓ نے کہا کہ مینے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد باندھا ہی کہ جب تک زندہ ہون اُس سے نہین پھرونگا اور اُس سے منکر نہین ہونیکا یہودیون نے کہا کہ اسنے خوب جواب دیا اور حذیفہؓ نے کہا کہ اگر مجھسے حال پوچھتے ہو پس مین ساتھ خدا اپنے کے راضی ہوا کہ وہ پروردگار میرا ہی اور ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے راضی ہوا مین کہ وہ رسول میرا ہے اور ساتھ اسلام کے راضی ہوا مین کہ وہ دین میرا ہے اور ساتھ قرآن کے راضی ہوا مین کہ وہ امام اور پیشوا میرا ہے بعد اسکے مجھکو پروا کسی مصیبت کی اور آفت کی نہین جب یہہ دونون روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہنچے اور ماجرا عرض کیا آن حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ خوب کہا تمنے اور نجات اور فلاح پانیوالے ہوے حق تعالیٰ نے یہہ دونون آیتین بھیجین اور اس آیت مین مذمت حسد کی بیان ہوئی اسواسطے کہ بسبب حسد کے کافر ہونا اور گمراہ کرنا دوسرے کا چاہا آور حدیث صحیح مین آیا ہی کہ الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب یعنی حسد نیکیون کو ایسا کھاتا ہی جیسے کہ آگ لکڑیون کو کھالیتی ہے آور یہہ بھی حدیث مین ہے کہ بعضے آدمی خدائے تعالیٰ کی نعمتون کے دشمن ہوتے ہین لوگون نے دریافت کیا یارسول اللہ ایسا کون بدبخت ہوگا کہ اللہ کی نعمتونکا دشمن ہو فرمایا جو لوگ کہ دوسرون کی خوشحالی کو دیکھکر ناخوش ہوتے ہین اور حسد کرتے ہین آور علم والون مین یہہ خصلت ناشائستہ کثرت سے ہے آور وجہ اسکی یہہ ہے کہ یہہ لوگ اللہ کی نعمتون کی قدر خوب جانتے ہین اور جب کہ کوئی نعمت اپنی پاس نہین پاتے اور دوسرے کے پاس دیکھتے ہین کمال اذیت اور رنج انکو ہوتا ہی اور انکی طبیعتون مین حسد آجاتا ہے آور اسی واسطے تجربہ کرنے والون نے کہا ہی کہ چھ گروہ بے حساب دوزخ مین جاوینگے امیر لوگ بسبب ظلم کے آور عرب کے لوگ بسبب تعصب اور حمیت کے آور گانو کے لوگ بسبب تکبر اور غرور کے آور تاجر لوگ بسبب خیانت کے آور جنگل کے رہنے والے بسبب جہالت کے آور علم والے بسبب حسد کے

تفسیر عملی

اور کون پھرے گا ... اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین

تشریح

انکی بسرا...

تمام جہان کے پروردگار کا فرمانبردار ہوگیا

ووصّٰی بہا ابراہیم بنیہ ویعقوب یٰبنی ان اللہ اصطفٰی لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون

اور ابراہیم اور یعقوب نے اپنے بیٹون کو

بیان حسد کی برائی کا

اور غرض اس کہنے والے کی یہہ ہے کہ یہہ خصلتین ان لوگون مین بیشتر پائی جاتی ہین کوئی شخص
ان قسمون کی آدمیون مین سے ان خصلتون سے خالی نہین ہوتا ہے مگر جسکو اللہ محفوظ رکھے
سو حاجت حساب اور پرستش کی نہین ہوگی اور بعضی کتابون بنی اسرائیل سے منقول ہے کہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معراج روحانی اپنی مین ایک شخص کو عرش کے سایہ مین دیکھا کہ نہایت
قرب تجلی الٰہی کا اُسکو حاصل ہے عرض کی کہ بار خدایا یہہ شخص کون ہے اور یہہ مرتبہ اس شخص کو کس سبب سے
حاصل ہوا اور کیا عمل اسنے کیا ارشاد ہوا کہ نام اس کا روبرو تیرے نہین لیتا ہون لیکن تین عمل
اُسکے ہماری درگاہ مین مقبول ہوے کہ اُسکے سبب سے اس رتبہ کو اُسکو ہمنے پہنچایا اوّل یہہ کہ کسی نعمت کا
کہ کسی شخص کے پاس ہو یہہ شخص حسد نہین کرتا تھا دوسرے یہہ کہ ماں اور باپ اپنے کی نافرمانی
نہین کرتا تھا تیسرے یہہ کہ چغل خوری اور بات لگائی نہین کرتا تھا اور عبداللہ بن عون رضہ سے
مروی ہی کہ ایک روز فضل بن مہلب کی محفل مین داخل ہوا اور فضل بن مہلب اُن دنون مین صوبہ دار
واسط کا تھا اور اُنھون نے اُسکے پاس آکر یہہ بات فرمائی کہ مین چاہتا ہون کہ کچھ تجھکو
نصیحت کرون خبردار رہو اور رہین کہ تکبر مت کیجو اس واسطے کہ تکبر ایسا گناہ ہی کہ پہلے پہلے
جہان مین یہی ہوا ہے اور شیطان بسبب اسی گناہ کے ملعون ہمیشہ کے واسطے ہوا چنانچہ حقتعالی نے اُسکے
حق مین فرمایا ہی فسجد الملئکۃ کلھم اجمعون الا ابلیس استکبر و کان من الکافرین
اور حرص اور طمع سے اپنے تئین بچا اس واسطے کہ حرص ایسا گناہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو اسی
بات نے بہشت سے نکالا اور دنیا کی محنتون مین ڈالا اور حسد سے بھی دور رہ کہ قابیل نے بسبب
حسد ہی کے ہابیل کو مار ڈالا تھا اور عبداللہ بن الزبیر رضہ نے کہا ہی کہ حسد کسی پر کرنا بیجا ہے سو اسواسطے
کہ اگر وہ شخص بہشتی ہی پس مال اور اسباب اور نام اور جاہ دنیا کا جنت کی نعمتون کے روبرو
نہایت بے قدر ہے پس ایسی ذلیل چیز پر کیا حسد کیا جاوے جب کہ بہشت اُسکو ملے گا یہہ بھی اگر
مل گیا تو مل جاوے کچھ بڑی شئی نہین اور اگر وہ شخص دوزخی ہے سو اُس کے اوپر حسد کرنا محض
بیجا ہے اس واسطے کہ انجام ان سب نعمتون کا دوزخ ہے علماء نے کہا ہے کہ حسد کے
چار مرتبے ہین علی الترتیب اوّل یہہ کہ دوسرے کی نعمت کو چاہے کہ اُس کے پاس نرہے خواہ میرے
پاس آوے نہ آوے اور یہہ سب مرتبون مین بڑھ کے حسد کا مرتبہ ہے اور مسلمان صالح کے

حق میں اس طرح کا حسد کرنا نہایت مذموم اور کبیرہ ہے اور کافر اور فاسق کے حق میں
مباح ہے بسبب اسکے کہ اُسکو بسبب اس نعمت کے قوت اوپر کفر اور گناہ کے حاصل ہے دوسرا
مرتبہ حسد کا یہ ہے کہ دوسرے کی نعمت مجکو ملجاوے مثلاً کسی کے باغ کو چاہے کہ میں مالک اُسکا
ہوجاؤں اور کسی کی عورت کو چاہے کہ میرے نکاح میں آجاوے اور ریاست کسی کی میری پاس
پہنچ جاوے اس صورت میں غرض اولی اور مطلوب بالذات یہ ہے کہ یہ چیز مجکو ملجاوے اور مقصود
بالتبع یہ ہے کہ اس شخص کی نعمت کو زوال ہو سو مسلمان کے حق میں ایسا حسد بھی حرام ہے تیسرا مرتبہ
حسد کا یہ ہے کہ دور ہونا نعمت کا دوسری سے نچاہے لیکن چونکہ وہ شخص عاجز ہے کہ اُسکو وہ نعمت
حاصل نہیں آرزو کرتا ہے کہ کاش یہ نعمت دوسرے کے پاس بھی نہو کہ اُسکا میرے اوپر فوقیت
نہو چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ آرزو اس بات کی کرے کہ جیسی نعمت اسکے پاس ہے مجکو بھی ملجاوے اور غرض
دور ہونا اُس نعمت کا دوسرے سے یا آجانا اُسکی نعمت کا اپنی طرف دل میں نہو اور اُسکو غبطہ اور
تنافس کہتے ہیں اور ایسا حسد کرنا دین کی باتوں میں جیسے کہ ایمان اور نماز اور روزہ اور اللہ کے راستے
میں خیرات کرنا اور تعلیم اور تعلم اور ارشاد اور دلالت پایا جاتا ہے اور اچھا ہے بلکہ بعضے وقت
واجب بھی ہوجاتا ہے اور حرام نہیں جیسے کہ قرآن مجید میں آیا ہے و فی ذلک فلیتنافس
المتنافسون اور صحیحین کی حدیث میں بھی آیا ہے کہ لاحسد الا فی اثنین رجل اٰتاہ اللہ مالا
فانفقه فی سبیل اللہ و رجل اٰتاہ اللہ علما فھو یعمل بہ و یعلم الناس یعنے حسد نہیں لائق ہے
مگر دو شخصوں کے اوپر ایک وہ شخص کہ دیا اللہ نے اُسکو مال پس خرچ کیا اُسکو اللہ کی راہ میں اور
اور دوسرا شخص وہ ہے کہ دیا اللہ نے اُسکو علم پس آپ بھی وہ عمل کرتا ہے اور دوسروں کو بھی
سکھلاتا ہے اور یہ بھی علمانے کہا ہے کہ اسباب حسد کے بعد تفتیش کرنیکے معلوم ہوا کہ سات چیزیں
ہیں اول سبب حسد کا عداوت اور بغض ہے اسواسطے کہ آدمی کی جبلت میں یہہ بات پڑی ہوئی ہے
کہ جسوقت کسی سے اُسکو ایذا اور تکلیف پہونچتی ہے دل سے اُسکو دشمن رکھتا ہے اور کینہ اُسکا
دلمیں بیٹھ جاتا ہے اور ہر وقت ارادہ اسباب کا کرتا ہے کہ بدلا اسکے لوں تاکہ تشفی مجکو حاصل
ہو اور جبکہ اُس شخص کو قدرت اس بات کی نہیں ہوتی آخر کو یہہ چاہتا ہے کہ غیبی مار اُسکو پڑے
اور جان اور مال اسکا تلف ہوجاوے جیسے کہ حق تعالے نے ایسے حاسدوں کے

حق مین فرمایا ہے کہ ان تمسسکم حسنة تسؤھم وان تصبکم سیئة یفرحوا بھا ط
یعنے اگر پہونچے تم کو بہلائی ناخوش ہوتے ہین اُس سے اور اگر پہونچے تم کو برائی خوش
ہوتے ہین اُس سے اور بہی حسد باعث تنازع اور لڑائی کا ہوجاتا ہے دوسرا سبب
حسد کا تکبر اور بڑائی ہے کہ اپنے ہمسرون کا منصب اور بلند مرتبہ نہین دیکہہ سکتا ہے پس چاہتا
ہے کہ وہ منصب اور رتبہ اُسکا جاتا رہے تاکہ وہ اور یہ برابر ہوجاوین اور اسی حسد کے سبب
سے کفار کہتے تہے لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ یعنی اور کیون
نہ اوترا قرآن کسی بڑے مرد پر ان دو بستیون کے یعنے مکہ اور طایف کے سردار پر تیسرا سبب
یہ ہے کہ آدمی کی جبلت مین یہ بات پڑی ہوئی ہے کہ اور لوگ میرے تابع دار رہین اور
خادم میرے ہون اور یہ بات بدون اسکے حاصل نہین ہوتی ہے کہ جب تک دوسرا
اُسکی طرف محتاج نہو اسواسطے خواہ مخواہ چاہتا ہے کہ دوسرون سے وہ نعمت جاتی رہے
چنانچہ کفار بہ نسبت مسلمانون کے کہتے تہے کہ اَهٰؤُلَاءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا چوتہا
سبب یہ ہے کہ تعجب آوے کسی کی نعمت دیکہکر اس جہت سے کہ وہ شخص اسکے نزدیک لیاقت
اس نعمت کی نہین رکہتا تہا اور اسبات کو چاہتا ہے کہ وہ نعمت اُس سے جاتی رہے تاکہ
تعجب دور ہوجاوے جیسے کفار پیغمبرون کے حق مین یہی بات خیال کرتے تہے جیسے کہ
حق تعالے فرماتا ہے اوعجبتم ان جاءکم ذکر من ربکم علی رجل منکم لینذرکم یعنی کیا
تعجب کرتے ہو تم اسبات سے کہ آئی تمہارے پاس نصیحت اوپر ایک آدمی کے تم مین سے تاکہ
ڈراوے تم کو پانچوان سبب یہ ہے کہ دوسرے شخص کی نعمت یا کمال دیکہکر خیال کرتا ہے کہ اسکے
سبب سے میرے مطلب مین قصور آجاوے گا اور اس جہت سے چاہتا ہے کہ یہ مرتبہ اور
نعمت اُس سے دور ہوجاوے جیسے ہر پیشہ والے کو اپنے ہر جنس کے ساتہہ یہی بات درپیش آتی
ہے مثل اسی کی کہ کئی عورتین ہین ایک مرد کی کہ آپسمین انکو حسد ہوتا ہے اور ایسے ہی کئی طبیب کہ ایک
شہر مین ہون اور ایسے ہی کئی وعظ کہنے والے ایک مسجد مین چہٹا سبب یہ ہے کہ محبت ریاست
کی اسبات کو چاہتی ہے کہ دوسرے کی ریاست جاتی رہے اور طبیعت مین یہ بات ہوتی ہے کہ اپنے کمال
مین بے نظیر ہون اور میرے برابر دوسرا نہ نکلے لیکن یہ بات اُسکو کبہی میسر نہین ہوتی ہے بلکہ فوق ہونا

سب سے کمالات مین اور بے مثل ہونا خاصہ ذات باری کا ہے ساتوان سبب کم ظرفی اور
فرومایگی نفس کی اور بخل کمال درجہ کا ہونا ہی کہ فیضان خدا کی نعمتون کا دیکھکر ملول ہوتا ہے
اور ابتری دوسرون کی سے بالطبع خوش ہوتا ہی اور یہہ حسد سب حسدون سے بدتر ہے اور اللہ تعالی
سبھی حسدون سے پناہ دے اور جس وقت کئی چیزین ان چیزون مین سے جمع ہوجاوین حسد
زیادہ تر ہوجاویگا اور یہودیون کی گروہ مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب آنحضرتؐ
کے ساتھ کئی باتین حسد کی جمع ہو گئی تھین اسی واسطے حسد اُن کی طبیعتون مین خوب محکم ہو گیا تھا
چنانچہ لفظ من عند انفسھم کا اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے آب اس مقام مین جاننا
چاہیے کہ حسد ایک مرض عالم گیر ہے کہ کم لوگ اُس سے خالی ہین چنانچہ حدیث شریف مین
بھی ایسا ہی مضمون آیا ہے کہ ما منا احد الا وحسد وما منا احد الا وینظر ولکن
اذا حسدت فلا تحقق واذا نظرت فلا یرجو یعنی نہین ہے ہم مین سے کوئی کہ حسد نکرے اور
نہین ہے کوئی ہم مین سے کہ نظر نہ کرے طرف نامحرم کے لیکن جس وقت حسد کرے تو
پس مت ٹھہر تو اُس حسد پر بلکہ دل سے دور کردے اُس کو اور جس وقت نظر کر بیٹھے
تو نامحرم پر پس دوبارہ مت نظر کر طرف اُس کی آور علاج اُس مرض روحانی کا دو چیزین
ہین علم اور عمل لیکن علم دو قسم ہے اجمالی اور تفصیلی آجمالی یہہ ہے کہ ہر چیز کو یہہ جانے کہ تقدیر
الٰہی سے یہہ بات ہے اور اس عقیدہ کو اپنے دل مین حاضر رکھے کہ ماشاء اللہ کان وما لم
یشاء لم یکن یعنی جو چاہے اللہ سو ہوجاتا ہے اور جس کو اللہ نچاہے وہ نہین ہوتا ہی اور یہہ
بات سمجھی کہ کسی کے ناخوش ہونے اور مکروہ جاننے سے تقدیر نہین ٹل سکتی ہی جس کی تقدیر
مین خوشحالی اور حصول نعمتون کا ہے البتہ وہ ضرور ہووے گا چاہے دوسرا شخص خوش ہو
یا ناخوش آور علم تفصیلی یہہ ہے کہ حسد کو ایسا سمجھے کہ ایمان کی آنکھ مین گویا تنکا اور خاک
جا پڑی کہ آنکھ بسبب گر پڑنے ایسی چیزون کے مکدر ہوجاتی ہے اس واسطے کہ حسد
مین ناخوشی حکم الٰہی کی اور نارضامندی قضا اور قدر الٰہی سے لازم آتی ہے اور اپنے
بھائیون ہم جنس کی بدخواہی کرنی پڑتی ہے اور حسد کرنے والے کو ہر وقت کا رنج
اور تکدر حواس اور وسواس کا ہمیشہ رہنا حاصل ہے اور یہہ بات حسد کرنے والے کی

تفسیر علمی

بیٹون سے پوچھا ہے کہ تم لوگ کس کی پوجو گے بعد میرے ہم لوگ اسی ایک معبود کو پوجینگے جو آپ کا اور آپ کے باپ دادا ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق کا رب ہے اور ہم لوگ اسی اللہ کے تابعدار ہین

ف یہود و نصاریٰ کہتے تھے کہ ہم لوگ ابراہیم اور انکی اولاد کے دین پر قائم ہین اور وہ لوگ یہودی اور نصرانی تھے اللہ تعالیٰ نے ان کا جھوٹ کھول دیا

اختیار مین نہین کہ حسد کرکے کسی شخص کو کچھ ضرر پہنچا سکے نہ دین مین اور نہ دنیا مین بلکہ اُلٹا حسد کرنے والے کو دنیا مین بھی ضرر ہے کہ بسبب حسد کرنے کے نعمت اُسکی جاتی رہیگی اور آخرت مین بھی اسکے واسطے ضرر ہی کہ یہہ ظالم ہوا اور جس کا حسد کرتا ہی وہ مظلوم اور قیامت مین ظالم کی نیکیان مظلوم کو دی جاوینگی اور حکماؤن نے واسطے سمجھانے حاسد کے ضرر کے ایک مثال ذکر کی ہی اور حقیقت مین یہہ بات انھون نے درست کہی ہی کہ حسد کرنیوالے کی مثال ایسی ہی کہ کوئی اپنے دشمن کی طرف پتھر اُسکے مارنے کے واسطے چلاوے اور وہ پتھر اُلٹا پھر کر اُسکے آلگے اور ایک آنکھ اسکی پھوڑ دے اور یہ بیوقوف پھر دوسرے بار پتھر چلاوے پھر وہ اُلٹا پھر کے دوسری آنکھ اسکی پھوڑ دے اور تیسرے بار پھر کر سر اسکا توڑ دے اور دشمن ہر دفعہ سلامت رہے اور لوگ اس احمق کی حرکت کو کھڑے تماشا دیکھین اور ہنسین اور یہہ تمام وبال حسد کا دنیا مین ہی ولعذاب الاٰخرۃ اشد وابقٰی اور عذاب آخرت کا تو بہت سخت اور باقی رہنے والا ہے اور علاج حسد کا ساتھ عمل کے اس طرح ہی کہ حسد کرنے والا محسود کے حق مین ایسے افعال کرے کہ خلاف مقتضائے حسد کے ہون مثلاً اگر حسد بدگوئی اُسکے کا باعث ہوتا ہی چاہیے کہ بدگوئی کی جگہ ثنا اور صفت اُسکی کرے اور اگر بہ نسبت محسود کے باعث تکبر کا ہو چاہیے کہ اسوقت تواضع اور فروتنی اُسکے آگے کرے کہ اس حیلہ سے محبت اُس محسود کی پیدا ہو جائیگی اور حسد خود بخود زائل ہو جاویگا ہو اسلئے کہ محبت حسد کی مادہ کو قطع کرتی ہی اور اس مقام مین یہہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ جو نفرت دلی محسود کی طرف سے حاسد کو حاصل ہی سو اس بات مین اسکو کچھ اختیار نہین پس اُس نفرت کے اوپر اُسکو مواخذہ نہوگا کہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا اور تکلیف شرعی بھی بہ نسبت اسکے نہین بلکہ حاسد مکلف اس بات کا ہی کہ اُس نفرت دلی اپنے کو ناخوش جانے اور یہہ تدبیر کرتا ہے کہ وہ نفرت جاتی رہے اور اُس نفرت کو مکلف دل سے ہٹا دے۔

باقی رہا اس مقام مین ایک سوال جواب طلب اور وہ یہہ ہی کہ مسلمانون کو اس آیت مین اللہ تعالی خطاب کرتا ہی کہ فاعفوا واصفحوا یعنی عفو کرو کافرون سے اور درگزر کرو اور کافرون کا اُس وقت مین زور اور غلبہ تھا اور معاف کرنا اور درگزر کرنا اُس جگہ ہوتا ہے کہ قدرت اور طاقت انتقام کی اُس شخص کو حاصل ہو اور مسلمانون کو اُس وقت مین کچھ

طاقت تہی تاکہ یہ بات انسے کہی جاتی کہ معاف کرو جواب اس کا یہ ہے کہ امر عفو کا ہر ہر مسلمانکو
ہے کہ ہر کافر کو درگذر کرے اور یہ بات ممکن تہی کہ اگر کوئی کافر کسی مسلمانکو ایذا پہونچاوے تو دوسرے
مسلمان اُس کی ہمراہی کر کے بدلا اُس سے لیوین سو قدرت انتقام پر متحقق ہو گئی اور علاوہ اسکے
یہ بات بہی تہی کہ خدائے تعالےٰ نے وعدہ کر لیا تھا کہ مسلمانون کو غلبہ اور فتح حاصل ہوگی اور
کافرون کا غلبہ اور شوکت تھوڑے دنون مین مین جاتی رہی گی پس مسلمانون کے
اعتقاد مین قدرت انتقام کی محکم ہو گئی تہی اور یقیناً جانتے تھے کہ جسوقت کافرون سے
مقابلہ کرینگے فتح پاوین گے اور اسی واسطے ایک مسلمان دس دس کافرونکو جواب دیتا تہا
اور کچہہ خوف نکرتا اور بعضے مفسرین نے مراد عفوا ور صفح سے یہ لی ہے کہ دعوت اسلام کے
ساتہ حسن طریقہ کی اور بجا اوری نصیحت اور شفقت اور نرمی کلام کے اور ترک کرنا درشت
خوئی اور سختی کا ہو اور یہ معنے ہرطرح بلا تکلف صحیح ہوجاتے ہین خواہ مسلمانون کو قدرت انتقام
کے ہو خواہ عجز ہو مگر لفظ حتی یاتی اللہ بامرہٖ کا فی الجملہ اس مراد لینے سے روکتا ہے مگر اسطرح
کہا جاوے کہ اس امر سے مراد امر غلظت اور تشدد اور ترک کرنا نرمی اور مدارا کا ہو
بسبب عناد اور سرکشی ان کی کی و اللہ اعلم اور جب کہ ان دونو آیتون
مین مذکور ہوا کہ اکثر اہل کتاب چاہتے ہین کہ تمہارے تئین دین تمہارے سے پہیر دین
اور اسی غرض کے واسطے شبہہ نسخ کا اور دوسرے اعتراضات واہیہ تمہارے دل مین ڈالتے
ہین اب دلیل اُن لوگون کی کہ اپنے نزدیک انہون نے ٹہرا رکہی ہے بیان فرماتے ہین
کہ وقالوا یعنے واسطے پہیر دینے تمہارے کی دین اپنے سے کہتے ہین اہل کتاب کہ وہ یہود
اور نصاری ہین لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ یعنے ہرگز نہ آوے گا بہشت مین کوئی اگرچہ فرمان برداری
احکام آلہی کی بہی کرے اور ساتہ تمام پیغمبرون کے ایمان لاوے اور تمام عمر اپنی عبادت اور
بندگی مین صرف کرے اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا یعنے مگر وہ شخص کہ یہودی ہوا اور طریق اپنا موافق
اعتقاد اور عمل یہودیون کی درست کرے اور یہ مقولہ یہودیون کا تھا کہ اہل کتاب کا پہلا گروہ
یہی ہے اور ہود اصل مین جمع ہائد کی ہے اور ہائد لغت مین بمعنے توبہ کرنیوالے کی ہے چنانچہ
سورہ اعراف مین واقع ہوا ہے انا ھدنا الیک اور یہودی توبہ کرنے مین نہایت

تفسیر حلبی — وہ ایک جماعت تہی گذر گئی جو اُس نے کیا وہ اُسکے واسطے تہا اور جو تم نے کیا وہ تمہارے واسطے ہے اور اُنکے کام کی تم سے کچہہ پوچہہ نہوگی ف یعنے اے اہل کتاب تمہارے اگلے جو انبیا اور صلحا تہے اُنکی بزرگی تمہارے کچہہ کام نہ آویگی اُن کے اعمال اُنکے ساتہ تمہارے اعمال تمہارے ساتہ تم جیسا کروگے ویسا پاؤگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکا عمل …

بیان مغرور ہونا یہود و نصاری کا

مشکل کام عمل مین لائے تھے کہ گوسالہ پرستی کے بدلے مین اپنی جانون کو ہلاک کیا تھا اسواسطے
یہ لقب انکے واسطے دیا گیا اَوْ یعنے یا کہتے ہین کہ ہرگز بہشت مین داخل ہوگا مگر وہ شخص کہ ہووے
نصاریٰ اور موافق طریق نصرانیون کے اعتقاد اور عمل اپنا درست کرے اور یہ مقولہ نصاریٰ
کا تھا کہ دوسرا فرقہ اہل کتاب کا یہی ہے اور نصاریٰ جمع نصران کی ہے اور نصران اور ناصر
کے ایک معنی ہین اور حواریون نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ عہد کیا تھا کہ ہم تمھارے
ساتھ رہینگے اور نصرت تمھاری کرینگے چنانچہ سورۂ صف اور اور سورتون مین
مذکور اس کا ہے اسواسطے یہ لقب انکا ہوا پس اہل کتاب کے دو گروہ ہین ہر ایک گروہ ان دونو
کلامون مین سے ایک ایک کلام کرتا ہے یہودی تم سے کہتے ہین کہ بہشت مین کوئی داخل
نہین ہوگا سوای فرقہ یہودیون کے اور نصاریٰ کہتے ہین کہ بہشت مین سوای فرقہ نصاریٰ
کے کوئی نہین جاویگا اور غرض انکی یہ ہے کہ تمکو فریب دیکر اور بہشت کا شوق دل مین
ڈالکر اپنی طرف کھینچین اگر یہودیون کے کلام کی تصدیق کرو یہودی ہوجاؤ اور اگر نصاریٰ
کے کلام اچھے معلوم ہون انکی طرف مائل ہوجاؤ پس لفظ اَوْ کا اسجگہ واسطے تقسیم دونو
قولون کے ہے یعنی گروہ اہل کتاب کی کہ یہود اور نصاریٰ ہین ایک گروہ کا ایک مقولہ ہے
اور دوسری گروہ کا دوسرا مقولہ چنانچہ اسکی مثال یہ ہے کہ ایک شہر یا ایک محلہ مین کوئی
شخص مارا گیا اور شہر کے رہنے والے تعیین کرنے قاتل مین مختلف ہوئے اور ہر ایک گروہ کہنے
لگے کہ اس شخص کو انہون نے مارا اور دوسرا گروہ پہلے گروہ کی طرف نسبت کرنے لگا اس
تقریر سے جو اعتراض کہ اس عبارت پر وارد ہوتا تھا مندفع ہوگیا اور بیان اعتراض کا اس
طرح ہے کہ کوئی اہل کتاب مین سے نہین کہتا ہے کہ بہشت مین داخل نہین ہونگے مگر یہودی یا
نصرانی اسواسطے کہ یہودی نصاریٰ کے دین کو باطل جانتے ہین اور نصاریٰ یہودیون کے
دین کو منسوخ شمار کرتے ہین اور دلیل اس دعوی کی اگلی آیت ہے کہ وقالت الیہود لیست النصاریٰ علیٰ شیءٍ
وقالت النصاریٰ لیست الیہود علیٰ شیءٍ پس اہل کتاب کی طرف سے یہ کلام نقل کرنا صحیح
نہوا البتہ یہ کلام اسوقت صحیح ہوتا کہ یہود اور نصاریٰ آپسمین ایک دوسرے کو سچا سمجھتے اور اختلاف
نہ کرتے چنانچہ مسلمان لوگ چارون مذہب والون کو برحق جانتے ہین لیکن یہود اور

نصاریٰ آپسمین ایک دوسرے کی تکذیب اور تکفیر اور تضلیل کرتے ہین اور طریق دور ہوجانے اس اشکال کا جیسا کہ تفسیر مین گزرا یہہ ہے کہ لفظ اَو نصاریٰ کا ہُوداً کے اوپر معطوف نہین تا کہ یہہ بھی قول کے مقولہ مین داخل ہوتا اور مخالفت واقع کی لازم آتی بلکہ عطف اوپر مجموع مقولہ قول کے ہے اور جب کہ مدار تفرقہ کا درمیان دونون قولون کے یہی لفظ یہود اور نصاریٰ کا تھا اور باقی اجزا کلام کے دونون قولون مین مشترک ہین اعادہ اُس مشترک کا تکرار محض جانکر ساقط کر دیا اور حرف اَو کا نصاریٰ کے اوپر داخل کر دیا چنانچہ مثال مذکور مین گزر گیا پس تقدیر کلام کی اس طرح ہے کہ وقال اهل الکتاب لن یدخل الجنة الا من کان هودا وقالوا لن یدخل الجنة الا من کان نصارٰی اور حاصل اس عطف کا تقسیم ان دونون کلامون کے اوپر مجموع اہل کتاب کی ہوگئی اور یہہ مطابق واقع کے ہے اس واسطے کہ ایک فرقہ اہل کتاب سے ایک کلام کہتے ہین اور دوسرا فرقہ دوسرا کلام اور جمہور مفسرین کہ اَو نصاریٰ کا عطف ھوداً کے اوپر جانتے ہین اُنھون نے دفع اس اشکال کا اس طرح سے کیا ہے کہ کلام کی بنا لف ونشر کے اوپر ہے پہلے دونون گروہ یہود اور نصاریٰ کے قالوا کی ضمیر مین جمع کر دئے اور لف کیا بعد اُس کے من کان هودا او نصارٰی مین نشر اُس کا کیا لیکن اس توجیہ مین ایک خدشہ قوی ہے کہ جن چیزون کو لف مین جمع کرتے ہین نشر مین بھی اُن کو جمع کرتے ہین پس اس طرح عبارت ہوتی کہ لن یدخل الجنة الا من کان هودا او نصارٰی ساتھ حرف واو کے نہ ساتھ حرف اَو کے چنانچہ تمام مثالون لف ونشر مین اسی طرح ہوتا ہے مثلاً اس بیت مین ؎ سیب و بہ و انار بہ ترتیب لف ونشر ٭ دل را و معدہ را و جگر را مقوی است ٭ اور اس بیت مین ؎ کیف اسلو وانت حقف وغصن ٭ وغزال لحظا وقدا وردفا ٭ اور جیسا کہ اس آیت مین ومن رحمته جعل لکم اللیل والنهار لتسکنوا فیه ولتبتغوا من فضله علی هذا القیاس مگر اس کا جواب اس طرح دیا جاوے کہ اَو اس جگہ بمعنی واو کے ہے اور تعیین اس بات کی کہ قول یہودیون کا پہلا قول ہے اور قول نصاریٰ کا دوسرا ہے ادنیٰ التفات سامع کی سے معلوم ہوجاتا ہے اس واسطے کہ ہر ایک فرقہ ان دونون فرقون مین سے ایک دوسرے کو گمراہ کہتا ہے اور اپنے اپنے دین کی رغبت دلاتا ہے اور مثل اس آیت کے

تفسیر علمی

اور نصاریٰ عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے ہین یہہ تو شرک ہے اور ابراہیم علیہ السلام مشرک نہ تھے تو ثابت ہوگیا کہ یہہ اہل کتاب تم ان کے پاک دین پر نہین ہو بھر کوئی یہود یا نصاریٰ کیون ہو [illegible]

آیت دوسری بھی ہی کہ آخر سے پارہ کے آتی ہی اور وہ یہ ہے کہ قالوا کونوا ھودا او نصاری
تھتدوا حاصل کلام یہ ہی کہ مسلمان شخص کو چاہئے کہ اس دعوے نے دلیل انکی سے فریب
نہ کھاوے اور یہ بات اپنے دل مین جانے کہ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ یعنی یہ تمام آرزوئین نے اصل انکی
ہین مانند آرزوؤن اس شخص کی کہ تنہائی مین بیٹھکر خیالات باطلہ دل مین باندھکر خود بخود خوش ہووے
اور اگر یہ لوگ حماقت کی راہ سے ان آرزوؤن اپنی کو بطریق مذہب اور اعتقاد کے روبرو تیرے بیان
اور ظاہر کرین پس انکے جواب مین اسطرح قُلْ یعنی کہہ کہ ہر ایک مدعی کو اپنے دعوے پر دلیل چاہیے
اور بغیر دلیل کے دعوے باطل اور نامسموع ہے پس هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ یعنی لاؤ تم دلیل روشن
اپنے دعوے پر کوئی نص کتاب الٰہی سے یا قیاس عقلی کہ مرکب ہو مقدمات صادقہ سے
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ یعنی اگر ہو تم راست گو اس دعوے اپنے مین اور ھات کا لفظ اصل
مین آت تھا کہ صیغہ امر کا ہے باب افعال سے اور مصدر اسکا ایتا ہے یعنی آوردن ہمزہ کو
بسبب قرب مخرج کے ھا کے ساتھ بدل کیا ھات ہوگیا اور یہ قلب اسکے تمام صیغون مین
آتا ہے اس طرح سے کہ ھات ھاتیا ھاتوا ھاتی ھاتیا ھاتین اور بعضے اہل عربیت اس لفظ کو
اسم فعل جانتے ہین لیکن جب کہ تصریف اسکی تصریف فعل کی سی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
اسم فعل نہین بَلٰی یعنی البتہ اس قدر موافق دلائل عقلیہ اور نقلیہ کے ثابت ہے اور نزدیک
تمام اہل حق کے مسلم کہ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ یعنی جس نے فرمانبردار کیا اور جھکا دیا منہ اپنا
واسطے خدا کے اور آیتون اور حکمون اسکی کے ہر زمانہ مین اور جس پیغمبر کی زبان سے احکام
الٰہی اور فرمان اسکے سنتے اپنے سر اور آنکھون پر رکھے اور ہمراہی قوم اپنے کی کہنے دین
ہون اسنے نکی اور اپنے طریق اور آئین کو دین کی بات مین دخل نہ دیا اور باوجود اس کے
وَهُوَ مُحْسِنٌ یعنی وہ شخص نکوکار بھی ہو نہ مرتکب افعال شنیعہ اور اعمال قبیحہ کا فَلَهٗ اَجْرُهٗ
یعنی پس واسطے اس کے ہے اجر عمل نیک اسکی کا کہ بہشت اور رضوان الٰہی اور قرب آثار
اسی اجر کا ہے عِنْدَ رَبِّهٖ یعنی نزدیک پروردگار اس کی کے کہ اس کی اطاعت کی اور
موافق امر اسکے کی کام کیا اگرچہ مخالفون کے نزدیک اس کے واسطے کچھ اجر نہین اور
اعمال اس کے کو حبط جانین وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ یعنی اور کچھ ڈر نہین اس قسم کے

لوگون کو مخالفون کے ڈرانے سے اور اس بات سے کہ وہ مخالفین عمل انکے بے فائدہ سمجھین وَ
لَاهُمْ يَحْزَنُونَ یعنی اور نہ یہ غمگین ہوتے ہین طعن اور تشنیع مخالفون لینے سے اور قیل و
قال بیہودہ انکی سے اسواسطے کہ اون کو اپنے پروردگار کے ساتھ کام ہی کہ وہ قدردان ہر عمل کا
ہے اور دانا ہر ایک نیت اور عقیدہ کا اور خلق سے کچھ کام نہین پس اس قسم کے لوگ کسی گروہ کے
ہون خواہ یہودی ہون خواہ نصاری یا اور کوئی مستحق دخول جنت کے ہین اور حصر کرنا اس بات کا
کہ بہشت مین خالص اپنے ہی دین اور آئین والے داخل ہون گے باطل ہی۔ بلکہ انحصار دخول بہشت کا
دین کے لوگون کے واسطے اوسوقت متحقق ہو کہ سوائے اوس دین کے تمام دین قیامت تک منسوخ
ہوتے اور کوئی دین سوای اوس دین کے قیامت تک موجود نہوتا اور جب کہ یہودیت اور نصرانیت
مین یہ دونو وصف متحقق نہین انحصار بہشت کا اون کے اندر کسی وجہ سے صحیح نہین۔ اس مقام مین
جاننا چاہیے حق تعالی نے اجر ثابت کرنے کے واسطے اور دور ہونے خوف اور حزن کے دو
شرطین ذکر فرمائین اول اسلام لوجہ اللہ دوسری احسان اکثر مفسرین نے اسلام لوجہ اللہ سے مراد تصحیح
عقائد لکھا ہے اور دوسرے سے یعنی احسان سے مراد اصلاح عمل اور نیک کرنا اوسکا لیا ہی پس اسکا
مفاد آیت الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ کا مضمون ہوا کہ قرآن مجید مین جابجا ثواب
کا وعدہ اسی عنوان پر مرتب ہی اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ اسلام علاوہ اسلام عام کے ہی اسواسطے
کہ اسلام عام کے معنی تصدیق کرنے ساتھ مضمون کلمہ طیب کے اور اقرار کرنا ساتھ اوس کے ہے اور
قائم کرنا نماز اور روزہ کا اور دینا زکوۃ کا اور حج خانہ کعبہ کا موافق حدیث صحیح کے کہ الاسلام
ان تشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله وتقيم الصلوة وتؤتى
الزكوة وتحج البيت ان استطعت اليه سبيلا وتصوم رمضان اور جو اسلام کہ اس آیت مین مذکور ہے
اوسکے معنی خاص ہین اور حقیقت اوسکی یہ ہی کہ مسلمان شخص معہ تمام اعضا اور قوی اپنے کے
تمام حالات اور اوقات مین یقین کلی کے اور مطیع اور فرمان بردار کامل اپنے پروردگار کا ہے
اور اسی اسلام کی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے درخواست کی تھی کہ اس آیت مین ذکر اسکا ہے واذ قال له
ربه اسلم قال اسلمت لرب العالمين اور طرف اسی کے اشارہ ہی حدیث نبوی ص مین کہ المسلم من سلم
المسلمون من لسانه ويده یعنی مسلمان وہ ہے کہ سلامت رہین مسلمان زبان اوسکی سے اور ہاتھ اوسکے سے

تفسیر جلالی

بیان ان کا جو سبب اجر و زوال خوف و حزن

... فان آمنوا بمثل ما آمنتم به فقد اهتدوا وان تولوا فانما هم في شقاق فسيكفيكهم الله وهو السميع العليم

اسواسطے کہ وجہ بمعنی ذات کی ہی اور اگرچہ تعبیر ذات کی کبھی ساتھ گردن کے اور کبھی ساتھ سر کے
اور کبھی ساتھ اور اعضا کے بھی کرتے ہین لیکن وجہ کہ بمعنی چہرہ کی ہی اوسمین خصوصیت ایسی ہی کہ دوسرے
اعضا مین وہ خصوصیت نہین پائی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ چہرہ آدمی کا اشرف اعضا اوسکے کا ہی اور
مبدا تمام حواس ظاہرہ اور باطنہ کا اور مقام فکر اور تخیل اور منشا قوی مدرکہ اور محرکہ کا ہی ہی اور تمام حواس
مین سے جو بہتر ہے یعنی سجدہ ایسے عضو کے ساتھ حاصل ہوتا ہی پس یہ عضو گویا خلیفہ اور قائم مقام
ذات کے ہی اور جب کہ آدمی نے اس عضو شریف کو کسی کے واسطے جھکا دیا اور فرمان بردار کیا معلوم
ہوا کہ تمام اعضا اور قوی اپنے فرمان بردار کیئے اور یہ مرتبہ اسلام کا حاصل نہین ہوتا ہے جبتک کہ
توکل پورا پورا اور بھروسا اللہ کے اوپر نہو اور امید اور خوف اور محبت اور نفرت اپنے کو تابع
امر اوسکے کے نہ کرے اور ایسا ہی یہ احسان بھی جو کہ اس آیت مین مذکور ہے علاوہ اوس
احسان کے ہی جو مشہور ہے اور حقیقت اس احسان کی یہ ہے کہ درمیان حدیث سوال جبرئیل کے
آیا ہے کہ الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک یعنی نیک کرنا عمل کا یہ ہے
کہ عبادت خدا کی اس طرح کرے کہ گویا اوسکو دیکھ رہا ہے پس اگر تو اوسکو نہین دیکھتا ہے تو وہ
خود تجھکو دیکھتا ہے اور دیکھنا اوسکا کافی ہے کہ تو اچھی طرح آداب عبادت کے نگاہ رکھے اور
اس دیکھنے کو یہ بات لازم ہے کہ عمل اپنے مین تین طرح سے خلل نہونے دے اول خلل نیت کا کہ بالکل نفسانیت
اوسمین نہو دوسری خلل کم و بیشی کا کہ ہرگز اوسمین نہ پایا جاوی اور جسطرح وہ عمل مشروع ہے اوسی طرح سے
صورت اوسکی قائم رہے اور اوپر وجہ مسنون کی معہ رعایت تمام شروط اور آداب کے اوس عمل کو بجا
لاوی اور تیسری بعد بجا لانے اوس عمل کے ایسی حرکت اور گناہ نہ کرے جسکے سبب سے اوس عمل کا ثواب
کم ہو جاوی یا اصل سے جاتا رہے اور جب کہ اس طرح اوس عمل کو بجا لاویگا مستحق اجر اور ثواب کا جو اوسکے
واسطے موعود ہے ہوگا اور خوف اور غم عدم مقبولیت اوسکی کا زائل ہو جاویگا حاصل کلام اس آیت
مین اشارہ ہے طرف اس بات کی کہ حال یہود اور نصاری اس زمانہ کا ہرگز بہشتیون کے احوال کے
ساتھ نہین ملتا ہے اسواسطے کہ یہ لوگ نہ اسلام لوجہ اللہ رکھتے ہین کہ احکام اوسکے کو جو ناسخ ہین پہلے حکمونکو
قبول کرین اور پیغمبر وقت کے اوپر ایمان لاوین اور نہ احسان عمل کا نصیب اونکے ہی اسواسطے کہ اونہون نے
اپنی طرف سے نئے نئے حکم اختراع کیئے ہین اور جو شریعت کہ اللہ کی طرف سے مقرر ہے اوسکو

بدل ڈالا پس جب تک کہ اسی حالت پر ہین توقع دخول بہشت کی کرنی خیال خام انکا ہی اور یہہ بات تو
بہت بعید ہی کہ خاص یہی لوگ مالک بہشت کے ہون اور دوسرون کو بہشت مین داخل نہونے دین البتہ
اگر طریق اپنے کو بدل ڈالین اور بالکل فرمانبردار احکام الٰہی کے ہو جاوین اور مطابق شریعت پیغمبر وقت
کے نیک عمل کرین ضرور اجر اور ثواب کے لائق ہونگے اور کس طرح سے اہل کتاب کے دعوے
جھوٹے بلا طلب دلیل اور حجت کے مسموع اور مقبول ہون اور خود آپسمین ایک دوسرے کو کاذب
اور جھوٹا کہتے ہین وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارٰى عَلٰى شَيْءٍ یعنی اور کہتے ہین یہودی کہ نہین
ہین نصاری اوپر کسی شی کے کہ کچھ دین اور ہدایت ان مین نہین بلکہ محض گمراہی اور ضلالت پر
ہین نہ اعتقاد ان کا درست ہی اور نہ عمل ہی صحیح ان کا ہی اور یہہ بات یہودی اسواسطے کہتے ہین کہ حضرت
عیسی علیہ السلام کو پیغمبر نہین جانتے ہین اور نہ انجیل مقدس کو کتاب الٰہی سمجھتے ہین وَقَالَتِ النَّصَارٰى لَيْسَتِ
الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ یعنی اور کہتے ہین نصاری کہ نہین یہودی اوپر کچھ دین اور ہدایت کے
اور نصاری یہہ کلام اس واسطے کہتے ہین کہ توریت اور احکام اُسکے بسبب مبعوث ہونے حضرت
عیسیٰؑ کے اور اُترنے انجیل کے منسوخ ہوے اور اس مین ہدایت نہین رہی پس اگر دونون گروہ کے
قول سچے ہون اس صورت مین تمام اہل کتاب درجہ اعتبار سے ساقط ہوتے ہین اور دونون
کتابون مین سے کوئی کتاب لائق اقتدا کے نہین رہتی ہی اور ایک گروہ کے قول کو اعتبار کیا جاوے
اور دوسرے کو لغو اور ساقط قرار دیا جاوے ترجیح بلا مرجح لازم آوے اسواسطے کہ دونون گروہ اپنی اپنی
کتاب کے علم مین برابر ہین اور کسی کو اوپر دوسری کے ترجیح نہین وَهُمْ اور یہہ لوگ خواہ یہودی خواہ
نصاری يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ یعنی تلاوت کرتے ہین اور پڑھتے ہین کتاب الٰہی کو جس وقت ایک
دوسرے کو آپس مین جھوٹا کہتے ہین اور کتاب الٰہی کو دلیل اپنے دعوے کی ٹھہراتے ہین پس اگر کوئی
شخص چاہے کہ محض اہل کتاب کے قول سے حق اور باطل جدا جدا کرے ہرگز یہہ بات ممکن نہین بلکہ
اگر قول انکا معتبر ہو دونون مذہب باطل ہو جاوینگے مذہب یہودیون کا نصاری کے قول سے اور
دلائل اُنکی سے اور مذہب نصاری کا یہودیون کی دلیلون سے اور اسی واسطے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما جس وقت اس آیت کو تلاوت کرتے تھے فرماتے تھے صدقوا واللہ یعنی سچے ہین یہہ
دونون گروہ قسم اللہ کی یعنی اس بات مین کہ دونون گروہ ہدایت اور دین پر قائم نہین ہین بلکہ ہدایت

ترجمہ
صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ

ت ہمکو خدا نے (اپنے رنگ مین) رنگ دیا اور اللہ سے اچھا کس کا رنگ ہی اور ہم اسی کو پوجتے ہین

ف یہود و نصاری مین اصطباغ کی رسم جاری تھی تو اللہ فرماتا ہے کہ میرا اصطباغ لو یعنی اللہ کے رنگ مین رنگ جاؤ جیسا کہ رنگ کپڑے کے ظاہر اور باطن مین۔

[illegible] ... اسی کو اصطباغ کہتے ہین (فتح) ۱۲

اور دین دوسرے طریق ہین موجود ہی علاوہ ان دونون طریقون کے بہرحال بسبب اس تکاذب و تجاحد دونون فریق کے قول انکے قابل اعتبار کے نہین ہے بلکہ اگر تامل کیاجاوے معلوم اور ظاہر ہووے کہ عرب کے جاہلون اور مشرکین مکہ سے اہل کتاب کو کسی طرح کی فوقیت نہین اسواسطے کَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ یعنی اسی قسم کے کلام بیہودہ کہتے ہین وہ آدمی کہ مطلق علم کتاب کا نہین رکھتے ہین جیسے کہ بت پرست لوگ اور آتش پرست اور ستارہ پرست بعینہ مانند کلام انکے کی بلاتفاوت اور جب کہ علما انکے مانند جاہلون کی بیہودہ گو ہوے پھر کیا اعتبار رہ گیا کہ انکے کلام سے حق بات دریافت ہوجاوے اور علاوہ اسکے اپنے کلام بھی انھین کے نزدیک جھوٹے ہین اس واسطے کہ یہودی جانتے ہین کہ نصاریٰ کے بعضے اعتقاد ویسے ہی ہین کہ انبیا رسابقین کے تھے اور بعضے اعمال توریت کے بھی یہ مانتے ہین اور جھٹلاتے ہین اور باوجود اسکے دعوی کرتے ہین کہ نصاریٰ بالکل جھوٹے ہین اور ایسے ہی نصاریٰ بھی یہودیون کو ایسا ہی سمجھتے ہین اور باوجود اسکے بالکل جھوٹا بھی کہتے جاتے ہین پس دونون گروہ اپنے نزدیک بھی اس امر مین کاذب ہوے کہ دوسرے فریق کو لاشئے محض قرار دیا اور یہ قول ان دونون فریق کا تعصب کی راہ سے سرزد ہوا اور تعصب کام جاہلون نے فہم کا ہے اور اسی واسطے اگر علمار تعصب کرنے لگتے ہین پایۂ اعتبار سے ساقط ہوجاتے ہین اور قول ایسے عالمون کے قابل سند کے نہین رہتے ہین اور جب کہ دونون گروہ اہل کتاب بسبب کمال تعصب کے یا بسبب بیہودہ گوئی جاہلون کے ہمرنگ ہوے اور جاہل پہلے ہی سے نے دلیل اور برہان ہین پس انکے طریق مین امتیاز حق کی باطل سے محال ہوئی فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ یعنی پس خدا تعالیٰ حکم قطعی فرماویگا درمیان ان دونون گروہ اہل کتاب کی اور جاہلون کی قیامت کے دن کہ ہر ایک کو جزا بقدر گناہ اسکے کے پہنچاویگا فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ یعنی جس چیز کے اندر دنیا مین وہ اختلاف کرتے تھے جاہل لوگ دونون گروہ اہل کتاب کی کو باطل جانتے تھے اور اہل کتاب جاہلون کو اور ایسے ہی ہر ہر فرقہ اہل کتاب کا آپس مین ایک دوسرے کو کاذب اور گمراہ جانتے تھے اور جب کہ حال ایسا ہے کہ معلوم ہوا پس قول اہل کتاب کا کہ لن یدخل الجنۃ الامن کان ھو دا او نصاریٰ ایسے ہی اس قول سے باطل ہوا اسواسطے کہ موافق قول یہودیون کے نصاریٰ بہشت مین نہین جاوینگے

فصل

اہل کتاب کی ... [illegible]

اور موافق قول نصاریٰ کے یہودی اور جب کہ دونوں اہل کتاب ہیں دونوں کے قولوں کا اعتبار کرنا
چاہیئے پس جمع بین النقیضین لازم آئی اور یہ محال محض ہے پس ثابت ہوا کہ حق الامر دریافت کرنے
مین قول اہل کتاب کا معتبر نہین باقی ہے اس مقام مین کئی سوال جواب طلب اوّل یہ کہ لفظ علیٰ
شئی کا نکرہ ہے تحت نفی کے واقع ہوا اور نفی عام کے دونوں گروہ کے نزدیک صحیح نہین اس واسطے
کہ اگرچہ مذہب مخالف کا باطل ہووے لیکن شئی مین داخل ہی اور اگر قرینہ مقام شئی سے مراد
شئی معتد بہ اور صحیح مراد لیجاوی پھر بھی نفی عام کی صحیح نہین اسواسطے کہ بعضے اعتقاد نصاریٰ کے
یہودیون کے نزدیک اور یہودیون کے بعضے اعتقاد نصاریٰ کے نزدیک بھی مطابق واقع کے
صحیح ہین اور معتد بہ ہین جواب اسکا یہ ہی کہ صدور اس کلمہ کا ان دونوں گروہ سے وقت مخاصمہ اور
مجادلہ کے تعصب کی راہ سے ہوا تھا اور کچھ مذہب انکا نتھا اور اہل تعصب اس قسم کے کلمات
بے اصل کہ اپنے نزدیک بھی اونکو باطل سمجھتے ہین زبان پر لایا کرتے ہین ابن اسحاق اور ابن جریر
وغیرہما نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جسوقت نصاریٰ نجران کی آنحضرت صلعم کی ملاقات کی
واسطے آئے چونکہ دانشمند یہود کے کہ آنحضرت صلعم کے قرب جوار مین رہتے تھے وہ بھی انکے دیکھنے کے واسطے
آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور روبرو آنحضرت صلعم کے دونوں فریق نے دین اور
مذہب کی باتون مین مناظرہ اور تنازع شروع کیا رافع ابن حرملہ کہ یہود کے دانشمندون مین سے
تھا اوسنے نصاریٰ سے کہا کہ تم کسی شئی پر نہین ہو اسواسطے کہ عیسیٰ کو پیغمبر جانتے ہو اور انجیل کو
کلام الٰہی سمجھتے ہو اور واقع مین نہ عیسیٰ پیغمبر تھا اور نہ انجیل کتاب اللہ پس اصل مین مذہب تمہارا
لغو ہے یہہ بات سنکر ایک شخص نجران کے نصاریٰ مین اوٹھا اور کہا کہ تم بھی ہمارے نزدیک کسی
شئے کے اوپر نہین ہو اسواسطے کہ موسیٰ کو پیغمبر جانتے ہو اور توریت کو کتاب الٰہی کہتے ہو
نہ موسیٰ پیغمبر تھا اور نہ توریت کتاب الٰہی آنحضرت صلعم ان دونوں کے کلام سے بہت ناخوش ہوئے
اور فرمایا کہ تعجب ہے تم دونوں اپنی اپنی کتاب کے عالم ہو اور ہر ایک کتاب مین تصدیق دوسرے
کتاب کی اور دوسرے پیغمبر کی موجود ہے حقتعالیٰ نے مطابق جواب آنحضرت صلعم کے یہ آیت
بھیجی اور بعضی مفسرین نے اس کلام کو محمول ہر ہر گروہ کے مذہب پر کیا ہے اور اس طرح مضمون
اس کلام کا بیان کیا ہے کہ مراد نصاریٰ کی نفی ہدایت یہودیون کی تھی کہ یہود اس نا نہ کے

کہ حضرت عیسیٰ کے بعد دین یہودیت پر قایم ہین کچہ نصیب اور حصہ ہدایت سے انکو حاصل نہین
گو پہلے منسوخ ہونے اس دین کی ہدایت پر ہون اور مراد یہودیون کی نفی ہدایت نصاری
کی سی یہہ ہے کہ مایہ الامتیاز دین نصاری کا یہود سے باطل اور بے اصل ہے یعنی کوئی شی انکے
مذہب مین ایسے نہین جسکے سبب سے یہودیونکے دین سے انکا دین جدا ہو گو حضرت موسیٰ اور دوسرے
انبیا پر ایمان انکا ہو اور احکام توریت کے بہی قبول کرین سو اس بات سے کچہ خوبی انکی مذہب کی
نہین نکلتی ہے اسواسطے یہ بات یہود مین موجود ہے مدح اور ذم ہر فرقہ کی خاص شئی کے سبب سے نکلتی ہے
کہ اسی مین وہ چیز پائی جاوے دوسری مین نپائی جاوے سوال دوسرا یہ ہے کذلک کلمہ تشبیہ کا
ہے تشبیہ مرکب کاف تشبیہ اور ذلک سے کہ اسم اشارہ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ مشار الیہ اسجگہ وہی کلام پہلا ہے پس
لفظ مثل قولہم کا محض تکرار ہو گیا اسواسطے کہ کاف تشبیہ کا مرادف مثل کی ہے اور قولہم بجای ذلک
کے واقع ہے جواب اسکا یہ ہے کہ مفسرین نے واسطے دفع کرنے اس تکرار کے دو طریق اختیار کیے
ہیں اول یہ ہے کہ مثل قولہم کے لفظ کو تاکید کذلک کی مقرر کرتے ہیں اسواسطے کہ بسبب آنے موصول
اور صلہ کے فاصلہ بہت درمیان مین آیا دوسرے یہ کہ کذلک اور مثل قولہم کا مدلول متغایر مقرر کرتے ہیں
اسطرح کہ کذلک مین تشبیہ قول کے ساتہ قول کی ہے اور مثل قولہم مین تشبیہ مقولہ کے ساتہ مقولہ کے یا
بالعکس یا اختلاف وجہ تشبیہ مین ہے کہ کذلک سے مراد تشبیہ بطلان اور فساد مین ہے اور مثل قولہم
مین وجہ تشبیہ کی کونہ ناشیا عن العداوۃ ہووے حاصل کلام یہ ہے کہ غرض لانے ان دو لفظوں سے
بیان اس بات کا ہے کہ اس قول مین کئی وجہ سے ان دونو فریق نے مشابہت ساتہ جاہلون
مشرکین مکہ اور مجوس اور ہنود کی حاصل کی ہے کہ دین حق کے منکر ہوتے ہیں اور اگر یہ لوگ اپنے حال
کو تامل کرین فی الفور معلوم ہو جاوے کہ بیان حق اور اتباع انبیا کی سے ہم کمال دور ہیں اسواسطے کہ تمام
دانشمندون بنی آدم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ تعظیم مساجد کی واجب ہے اور منع کرنا اور بند کرنا
ذکر اللہ سے حرام ہے اور یہہ دونو کام کرتے ہیں وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰہِ یعنے اور کون
بڑا ظالم ہے اس شخص سے جو منع کرتا ہے مسجدون خدا کی کو کہ یہ مسجدین اسی کے گہر ہین اور
دوسرے کی ان مین شرکت نہین اَنْ یُّذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ یعنے اس بات سے کہ یاد کیا
جاوے ان مین نام پاک اسکا خواہ دل سے خواہ زبان سے اور خواہ ساتہ تمام اعضا کے

جیساکہ نماز مین اسی طرح ہوتا ہی بلکہ اسکے اوپر بھی کفایت نکی اور یہہ بات چاہی کہ خانہ ہاے خدا کو بیخ و
بنیاد سے اُکھیڑین وَسَعیٰ فِیْ خَرَابِهَا اور سعی کی بیچ خراب کرنے اُن مسجدون کے اور یہہ
حرکتین فقط تعصب کی راہ سے کرتے ہین کہ مخالف ہمارے ان مسجدون مین آنکر عبادت کرتے ہین پس
جو شخص ایسا ہو کئی طرح سے ظلم اُسکے اندر پائے گئے اول یہہ کہ انواع ظلم کے بہت ہین ظلم مالی اور ظلم عرضی
اور ظلم جانی اور اعلی مراتب ظلم کا یہہ ہے کہ کسی کے گھر کو کوئی غصب کرے اور اسی واسطے وقت بیان کرنے
شدت ظلم کے اس ظلم کو زبان پر لاتے ہین کہ فلانے شخص نے فلانے کا گھر چھین لیا اور اُس کو گھر سے
نکال دیا اس واسطے کہ جب غصب گھر کا پایا گویا غصب تمام متعلقات اُسکے کا ہوا دوسرے یہہ کہ
غصب کسی کی چیز کا بھی کئی طرح سے ہوتا ہی غصب عین کا ہوتا ہے اور غصب منافع کا اور اعلی
مراتب غصب کا یہہ ہی کہ جو مقام ذکر اُسکا ہوا اُسکو بھی نہونے دے تیسرے یہہ کہ بعد غصب کرنیکے
تصرفات غاصب کے کئی طرح سے ہوتی ہین کبھی دعویٰ ملکیت کا کرتے ہین اور کبھی دعوی عوض کا
کرتے ہین اور جب شی کو اصل سے خراب کر دیا کمال ظلم ہوا اور یہہ بات ظاہر ہے کہ تمام ظلمون سے
بڑا سخت ظلم یہہ ہے کہ بہ نسبت خالق اور منعم اپنے کے ظلم کرے اور جب کہ یہہ لوگ بہ نسبت خالق
اپنے کے اس قسم کے ظلم کے مرتکب ہوے کہ اُس کے گھرون کو غصب کرین اور نام اُسکا نہ لینے
دیوین پھر اُس گھر کو خراب کرین اور گرا دیوین اس سے زیادہ کون شخص ظالم ہوگا اور ایسا ظلم
اہل کتاب مین سے نصاریٰ کی گروہ سے سرزد ہوا کہ جس وقت یہودی حضرت عیسی علیہ السلام کے
قتل کرنیکی فکر مین ہوے اور حضرت عیسی علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھا یا گیا نصاریٰ بارادہ انتقام کے
طیطوس رومی کے پاس گئے اور اُسکو معتقد حضرت عیسیٰ کا بنایا اور شام کی طرف اُس کو لائے اور
یہودیون کو قتل کروایا اور یہودیون کی دشمنی کے سبب سے بیت المقدس کو بھی خراب کیا اور نجاستین
اور خس و خاشاک سے بھر دیا اور کوڑا اور نجاستین اُسی جگہہ ڈالتے تھے باوجودیکہ بیت المقدس
بنایا ہوا حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کا تھا اور اُسی وقت سے ہمیشہ عبادت گاہ
انبیاء بنی اسرائیل کا رہا اور ذکر خدا کا ہمیشہ اُس مین ہوتا تھا اور جس جگہہ توریت کو پایا جلا دیا اور
بیت المقدس کے بدلے شرق کی جانب کہ جس جگہہ مولد حضرت عیسی علیہ السلام کا تھا
عبادت گاہ مقرر کی اور بیت المقدس تا زمانہ پھیلنے اسلام کے خراب رہا کہ آخر کو حضرت

تفسیر مظہری
دیکھا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے وقت اُن کا خون اسی آیت شریفہ پر گرا (ابن ابی حاتم)

قُلْ اَتُحَاجُّوْنَنَا فِی اللّٰہِ وَھُوَ رَبُّنَا وَرَبُّکُمْ وَلَنَا اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ وَنَحْنُ لَہٗ مُخْلِصُوْنَ

کہدیا اے پیغمبر تم ہم سے خدا کے بارے مین جھگڑتے ہو کہ عربی آدمی کو کیون نبی بنایا)

امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اُس شہر کو فتح کیا اور نجاست غلیظ اور اوساخ سے اُس مسجد کو
نجاستون سے پاک کیا اور پانی سے خوب طرح پاک صاف کرکے خوشبوؤن سے معطر کیا اور محل
عبادت اور نماز کا اُسکو ٹھیرایا اور ایسا ہی ظلم مکہ کے جاہلون سے بھی سرزد ہوا کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانون کو مسجد الحرام مین آنے سے اور نماز پڑھنے سے اُس جگہ مین مانع ہوے بلکہ
کسی مسلمان کو جو نماز پڑھتے ہوے اُس جگہ بیٹھتے تھے یا ذکر کرتے ہوے اُسکو گالیان دیتے اور
مارتے اگرچہ ظاہر مین عمارت اُسکی کو خراب نکیا لیکن جب کہ اُسکو ذکر الٰہی سے معطل کیا اور بتون کو
اُس مقام مین رکھا اُسکو ساتھ نجاست معنوی کے آلودہ کیا پس حقیقت مین یہہ بھی خراب کرنا اور ویران
کرنا ہے اور یہی روش اور فرقون کفار مین ہے جیسے کہ ہنود اور مجوس رائج ہوے کہ جب کسی
شہر پر اہل اسلام کے شہرون مین سے مسلط ہوتے تھے اذان اور جماعت کو منع کرتے ہین اور ذکر
الٰہی سے معطل کرتے ہین اور ذلیل کارخانہ اُس مین رکھتے ہین اور ہرچند کہ یہودیون نے صریح یہہ
ظلم نہین کیا لیکن جس وقت اُنھون نے مشرکین مکہ کی امداد کی در پردہ یہہ بھی مرتکب اس امر شنیع
کے ہوے باوجودیکہ تینون فرقون کے نزدیک مسجدون کی ہتک حرمت کا کرنا جائز نہین اور ذکر
الٰہی سے روکنا اور بند کرنا بُرا ہے خصوصاً مسجدون مین کہ محض اسی کام کے واسطے بنی ہوئی ہین اور
مقرر ہین بلکہ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ یعنی یہہ گروہ نہین جائز تھا ان کے دین اور آئین مین بھی
اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ یہہ کہ داخل ہون خدا کے گھرون مین اور مسجدون مین اِلَّا خَآئِفِيْنَ یعنی مگر خوفناک
اور ڈرنے والے اس سبب سے کہ مبادا ہم سے اس مکان کی تعظیم کرنے مین کوئی قصور نہو جاوے
اور صاحب خانہ کے روبرو ہمکو شرمندگی حاصل ہو چنانچہ دیوان عام اور دیوان خاص بادشاہون
کی مین اسی طرح کا خوف اور ہراس دل مین ہوتا ہے اور ان ظالمون کا کیا ٹھکانہ ہے کہ اس قدر ہتک
حرمت مسجد کی کرتے ہین اور بالکل اِن کو خیال نہین پس اس قسم کے آدمی اگر مشرک ہین سو
انھون نے شرک کے ہمراہ بے ادبی کو بھی ملا لیا اور سب سے زیادہ ظالم ہوے اور اگر مدعی توحید
اور اتباع ملت کے ہین پس کار ان کا مخالف گفتار کے ہوا اس واسطے کہ تعظیم معبود کی اُس وقت
ہوگی کہ تعظیم عبادت اُسکی کی ہو اور تعظیم عبادت کو عبادت گاہ کی تعظیم واجب ہے اور
جب کہ عبادت گاہ کو خراب اور ویران کیا اس سے انکار عبادت کا پایا گیا

اور انکار عبادت سے انکار معبود کا سمجھا گیا اور جسوقت قول اُنکا مخالف فعل کا ہوا خصلت
نفاق کی اُنکے واسطے ثابت ہوئی اور گروہ دینداروں کے سے باہر ہوئے سو اس ظلم کی مکافات
مین لَهُمْ فِي الدُّنْيَا یعنی واسطے اُنکے ہے دنیا مین واسطے عبرت دوسرونکے نہ اسواسطے کہ دنیا دار
الجزا ہے خِزْيٌ یعنے رسوائی سخت بسبب قتل کئے جانے اور مقید کرنے اور جلا وطن کرنے کے اور
چہن جانے ملکون اور شہرون کی اُن کے ہاتہون سے اور منع کئے جانے اسبات سے کہ مکانات
متبرکہ مین داخل ہون مگر ڈرتے ہوئے اور خوفناک چنانچہ یہی امر مشرکین مکہ کے حق مین آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مین درپیش آیا کہ نوین سال مین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے
حسب ارشاد جناب سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موسم حج مین منادی کی اب آیندہ کو کوئی
مشرک اس مقام پاک مین داخل نہو اور اگر اتفاقاً اویگا مارا جاوے گا اور وقت خلافت حضرت
فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نصاریٰ کے حق مین یہی بات وقوع مین آئی کہ ملک شام
کو اُن کے ہاتون سے چہین لیا اور بیت المقدس سے نہایت اہانت اور ذلت کے ساتہ خارج
کیا اور رفتہ رفتہ بنی امیہ بنی عباس کی بادشاہت مین قسطنطنیہ اور اُموریہ اور رومیہ بہی ان کے قبض
سے باہر ہوئی اور جزائر فرنج مین فرار ہوکر اوارہ اور پریشان ہوئے اور فقط اسی رسوائی
پر ان لوگون کے حق مین بس نہین بلکہ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ یعنے اور واسطے
اُن کے تیار ہے آخرت مین کہ دار الجزا اور مکافات کا ہے عذاب نہایت بڑا کہ اُس عذاب
کے روبرو دنیا کی رسوائی بالکل ہیچ ہے اور کچہہ حساب مین نہین اور اسی واسطے دنیا کی رسوائی
کو عذاب نکہا لیکن ان لوگون نے کہ جو دنیا مین ظلم اور تعدی کرتے ہین تمام وبال اسکا اُنکی جانو پر ہے
اور جناب پاک باریتعالےٰ کی اس سے بلند ہے کہ کوئی شخص بسبب ظلم کرنے کے کچہہ نقصان اُس کو
پہونچاوے اور ایسے ہی بسبب گرا دینے اور ویران کرنے مسجدون کے کچہہ عبادت اسکی موقوف نہین
ہوجاتی ہے اور خاص مکانکے ویران کرنے سے بالکل امکنہ عبادت اُسکی کی معدوم نہین ہوجاتی
ہین اس واسطے کہ اُس کے واسطے کوئی مکان نہین کہ ایک مکان مین جاے قرار ہو کہ ویران
اُس کے کے بے گہر ہو جاوے اور مسافرون کی طرح سے جنگل جنگل مین پہرے بلکہ اُس کی
نسبت سے تمام مکانات برابر ہین اور عبادت اُس کی جس مکان مین کی جاوے مقبول

تفسیر [illegible] یعنی ہمارے ساتہی [illegible] خاندان مین ہوا ہے [illegible] کرکوئی [illegible] ہین جیسے [illegible] بنایا ۱۲ م
[illegible] تقولون ان ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط کانوا ہودًا او نصاریٰ قل ءانتم اعلم ام اللہ ومن اظلم ممن

سے ہے اور ایسے ہی خراب کرنے مسجدون کی سے کچھ مسلمانون اور عبادت کرنے والون کو بھی
نقصان نہین پہونچتا ہے اس واسطے کہ تمام زمین کو مسلمانون کے واسطے بمنزلہ مسجد کے مقرر
کیا گیا ہے وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ یعنے اور واسطے خدا کے ہے مشرق اور مغرب زمین ہر جگہہ
کی عبادتگاہ اس کی ہے اور اس کی نسبت جیسے کہ بیت الحرام اور بیت المقدس کے ساتھ ہے ویسے
ہی نسبت دوسرے مکانون کے ساتھ ہے اسواسطے کہ تمام مکانات مملوک اور مخلوق ہونے اُسکے
مین برابر ہین اور کوئی مکان جاے سکونت اس کی کا نہین پس اے مسلمانون خراب کردینے مسجدونکے
جاے عبادت اُس کی کی معدوم نہین ہوسکتی ہے فَاَیْنَمَا یعنے بس جس جگہہ کھڑے ہو کر تُوَلُّوْا یعنے مُنہ
اپنا اسکی طرف پھیرو اور متوجہ طرف اُسکے ہو فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ یعنے پس اس مکان مین ہے حضور
اللہ تعالےٰ کا اور قرب اُسکا اسواسطے کہ جناب باری عز اسمہ جسم اور جسمانی نہین کہ اگر
ایک مکان مین موجود ہو دوسرے مکان مین موجود نہو بلکہ ہر وقت ہر جگہہ موجود ہے اور
روحانی مقید بھی نہین کہ بسبب تنگی حوصلہ کی ایک طرف متوجہ ہونے سے توجہ اُسکی دوسری طرف
نپائی جاوے بلکہ اِنَّ اللّٰہَ وَاسِعٌ یعنے تحقیق اللہ تعالےٰ فراخ حوصلہ ہے کہ کسی چیز کی فراخی کو اُسکے
فراخی سے نسبت نہین اسواسطے کہ جتنی جسم اور جسمانیات اور روحانیات ہین اگرچہ فراخی حسی یا معنوی
اُن مین پائی جاوے مگر فراخی اُن کی خاص کسی قسم کی ہوگی علی العموم فراخی نہین مثلاً شعاع
آفتاب کی باوجود اس قدر وسعت کے ظل مخروطی زمین کی مین کچھ کارگر نہین ہوتی ہے اور
فراخی حوصلہ جبرئیل کی ان کامون مین کہ متعلق ملک الموت کے ہین پیش نہین جاتی اللہ تعالیٰ
کی ایسی شان ہے کہ تمام فراخیون کو کہ ممکن ہین گو کہ غیر متناہی ہین گھیرے ہوئی ہے اور اگرچہ
فراخیان اس کی تمہارے ذہن مین نہین آسکتی ہین پس اس قدر تو یقینا جانتے ہو کہ اللہ تعالےٰ
عَلِیْمٌ جاننے والا ہے تمام ظاہر اور پوشیدہ کو پس اگر حضور اُس کا ہر مقام مین تمہارے
فہم مین نہین آسکتا ہے اس قدر ضرور تم کو معلوم ہے کہ ہر چیز جس مکان مین ہو تحت
علم اس کے کی ہے اور واسطے قبول کرنے عبادتون کے احاطہ علمی اُس کا بھی کفایت
کرتا ہے مثال اسکی یہ ہے کہ دنیا کے بادشاہ ایک مکان مین رہتے ہین اور حالات تمام ملک
کے زیر حکومت ان کے ہے خوب طرح جانتے ہین اور موافق اسی علم کے ہر کسی کی ساتھ ویسا ہی معاملہ

کرتے ہین اور مطیع کو نافرمان سے جدا کرتے ہین پس خدائے تعالیٰ کہ تمام بادشاہون کا بادشاہ ہی کس طرح
احوال تمام بندون اپنے کے سے غافل رہے گا باقی رہین اس مقام مین چند بحثین کہ ذکر انکا واجب ہے
اول بحث یہہ ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص مسجد کو ذکر اور نماز سے معطل کرے
اور ویرانی ظاہری یا باطنی اُس کی کرے وہ بڑا ظالم ہے اور اجماع اہل شرع سے یہہ ثابت ہوتا ہی
کہ کفر اور شرک تمام گناہون سے بڑا گناہ ہے اور سب ظلمون سے بڑھکر ظلم ہے چنانچہ آیت
ان الشرك لظلم عظيم ہ سے بھی اس بات کی طرف اشعار ہی پس وجہ تطبیق کی کیا ہی کہ مسجد کی
ویرانی کو بھی بڑا ظلم کہا گیا اور شرک اور کفر کو بھی بڑا ظلم ٹھیرایا جواب اسکا یہہ ہی کہ ایک اعتبار سے
مشرک اور کافر بڑے ظالم ہین اور دوسرے اعتبار سے خراب کرنے والا اور ویران کرنے والا مسجد کا
بڑا ظالم ہے مشرک اور کافر اس وجہ سے ظالم ہین کہ اُنھون نے اپنے نفسون کو ہلاک ابدی مین گرفتار کیا
اور حق پروردگار اپنے کا بھی تلف کیا اور خراب کرنے والا مسجد کا اس وجہ سے بڑا ظالم ہی کہ آدمیون کو
اس سعادت عمدہ سے محروم رکھا اور معرفت معبود کی جہان سے معدوم کی اور مشرک اور کافر ہر چند
کہ معرفت توحید اور نبوت کی نہین رکھتے ہین لیکن معرفت معبود کی سے مانع نہین ہین اور دوسرون کو
بھی اس سعادت سے محروم نہین کرتے ہین بخلاف اس شخص کے سو اپنے حال کے اعتبار سے مشرک
اور کافر بڑے ظالم ہین اور بہ نسبت دوسرون کے خراب کرنا مسجد کا بڑا ظلم ہی جیسے کہ ظاہر ہی اور اسم
تفضیل کے مفہوم مین کہ اس مقام مین لفظ ظلم کا ہی زیادتی بوجہ من الوجوہ کفایت کرتی ہی اور تمام
اعتبارات سے زیادتی درکار نہین پس کچھ اختلاف اور تعارض نہین دوسری بحث یہہ ہی کہ جو شخص
ذکر خدا کے سے منع کرے اور آدمیون کو قائم کرنے دین اور شعار شرع کی سے کسی وجہ سے بند کرے
اس وعید شدید مین داخل ہی ہر مسلمان کو اس بات سے کمال احتراز چاہیے اور مقدمات اور دواعی
اور اسباب قریبہ اور بعیدہ اس کام کے سے نہایت احتیاط رکھے تیسری بحث یہہ ہے کہ لفظ من کا مفرد
ہی اور اشارہ کے مقام مین لفظ اُولٰئك ساتھ صیغہ جمع کے لائے یہہ استعمال کس طرح سے درست ہوتا ہے
جواب اس کا یہہ ہی کہ اگرچہ لفظ من کا مفرد ہے لیکن جمع کے معنی مین مستعمل ہوا پس اشارہ کرنا
اس کی طرف ساتھ صیغہ جمع کے درست ہوا اور اشارہ کی جگہ صیغہ جمع کے لانے مین ایک نکتہ ہے اور وہ
یہہ ہی کہ اکثر مقام خوف کا تنہائی کے وقت ہوتا ہی اور اجتماع مین کمتر خوف ہوتا ہی اور

تفسیر حقانی ... حسن بصری علیہ الرحمۃ نے کہا ہے یہود تورات میں پڑھتے تھے کہ ... ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق علیہم السلام اور ان کی اولاد سب یہودیت اور نصرانیت سے بری تھے ان

اور جب کہ اجتماع کے وقت مین بھی خوف متحقق ہوا معلوم ہوا کہ اسباب اُس خوف کے کس قدر قوی اور
غالب ہین کہ اجتماع بھی اُسکا مانع نہین چوتھی بحث یہہ ہی کہ اعادہ لفظ لهم کا درمیان ولهم
عذاب عظیم کے کس واسطے کیا باوجودیکہ چندان درکار نتھا اس واسطے لهم فی الدنیا خزی ولهم
فی الاخرة عذاب عظیم بھی کفایت کرتا ہی اس لفظ کے زیادہ کرنے مین کیا نکتہ ہے
جواب اسکا یہہ ہی کہ لفظ لهم کے دوبارہ لانے سے یہہ فائدہ ہوا کہ رسوائی دنیا کی بھی خاص انکے
واسطے ہی اور عذاب آخرت کا بھی خاص انکے واسطے ہی اور اگر لفظ لهم کا زیادہ نکرتے اس صورت مین اختصار
مجموع کا پایا جاتا نہ اختصاص ہر ہر واحد کا علیحدہ علیحدہ اور اوپر تقدیر اختصاص مجموع کے احتمال اس بات کا باقی
تھا کہ رسوائی دنیا کی اور عذاب آخرت کا علیحدہ علیحدہ اورون مین بھی موجود ہی اور لفظ لهم کے لانے سے
یہہ بات حاصل ہوئی کہ ہر ایک دونون مین سے خاص انہین کے واسطے ہے نہ وہ رسوائی دوسرون مین
پائی جاتی ہی اور نہ وہ عذاب اورجگہہ متحقق ہوا ہے پس وہ رسوائی پس عوض اُس اہانت اور ذلت کے ہی کہ
ساتھ خانہ خدا اور نام خدا کے اپنے زعم مین عمل مین لائی اگرچہ اثر اُسکا جناب پاک باری کو نہ پہنچا
اور دوسرے لوگون نے ارادہ ایسی اہانت اور ذلت کا نہین کیا پس مستحق اُس رسوائی کے بھی نہوے
اور عذاب عظیم آخرت کا عوض ظلم اور محروم رکھنے آدمیون کا اس سعادت عمدہ سے ہے کہ اورون
مین یہہ ظلم متحقق نتھا پانچوین بحث یہہ ہی کہ اضافت مساجد کی طرف خدا کے واسطے تشریف اور
تعظیم کی ہی اور اگر یہہ بات نہین پس مسجدین آدمیون کی بنائی ہوئی ہین اور جاے سکونت مؤذنون
اور اماموں کی اور اگر یہہ امر خیال کیا جاوے کہ حقیقت مین مسجدین ملک خدا کی ہین پس اس طرح
سے تمام جہان مملوک اور مخلوق اُس کی ہے چنانچہ فرماتے ہین ولله المشرق والمغرب
پس یہہ اضافت محض شرافت اور تعظیم کے واسطے ہے چنانچہ خانہ کعبہ کو بیت الله اور حضرت
صالح کی اونٹنی کو ناقة الله فرمایا ہے اور سر اس کا یہہ ہی کہ ملک ابتدائی الله تعالی کی سب
چیزون مین یکسان ہے لیکن ان مکانات متبرکہ مین ملک ابتدائی کے ساتھ ملکیت ثانوی بھی
مل گئی اس واسطے کہ اول اُن مقامات کو آدمیون کی ملکیت مین داخل کیا اور آدمیون نے بعد مالک
ہونے کے الله کے حکم سے برضا و رغبت حسنہ سے اپنی ملکیت سے نکال کر اُسکی عبادت اور ذکر کے واسطے
وقف کیا جیسے کہ جانور قربانی کے اُن کا بھی یہی حال ہی پس ان مقامات کو بہ نسبت اور چیزون کے

ایک نوع کا امتیاز حاصل ہوا اور نسبت الی اللہ اُن مین زیادہ تر بہ نسبت اور مقامات کی متحقق
ہوئی اور اسی واسطے اُن مکانون کو تشبیہاً بیوت اللہ اور خانہ خدا نام رکھتے ہین اور اس سبب سے
صحیحین کے حدیث مین آیا ہے کہ احب البلاد الی اللہ مساجدھا وابغض البلاد الی اللہ اسواقہا
یعنے دوسترین شہر کے مکانون مین سے اللہ کے نزدیک مسجدین ہین اُس شہر کی اس واسطے
کہ خدا وہان جانے سے یاد آتا ہے اور دل کو طرف اللہ کے متوجہ کرتے ہین اور ناخوش زیادہ
شہر کے مکانون مین سے بازار اُس شہر کے ہین کہ اُنکی یاد سے دل کو روکتے ہین اور دنیا کی
باتون مین راغب کرتے ہین اور وہان جانے سے طرح طرح کی خواہشین نفسانی طرف اکل وشرب
اور خرید اور فروخت اور دیکھنے لڑکون اور عورتون نامحرم کے پیدا ہوتے ہین چھٹی بحث اور
تحقیق یہہ ہے کہ جسوقت خراب کرنیوالے مسجد کے حق مین یہ وعید شدید فرمائے بطریق مقابلہ
کے سمجھا گیا کہ آباد کرنیوالے مسجدون کے واسطے صفت عدل اور ایمان کی ثابت ہوگی چنانچہ
اس آیت مین کہ انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ ذکر اُسکا انشاء اللہ ہوگا اسی واسطے
حدیث شریف مین آیا ہے کہ اذا رایتم الرجل یتعاھد المسجد فاشھدوا
لہ بالایمان یعنے جب دیکھو تم کسی شخص کو کہ خبر گیری مسجد کی کرتا ہے اور بار بار اس مقام
متبرک مین آتا ہے پس واسطے اُسکے گواہی ایمان کی دو تم ساتوین بحث یہ ہے کہ جو چیزین مسجد
کی تعظیم کے واسطے شرع شریف مین آئی ہین اور وہ کئی چیزین ہین مسلمان شخص کو چاہیئے کہ
اُن چیزون مین جو اس سے ہوسکتی ہو دریغ نکرے اور بجالاوے تاکہ مسجد کے خراب کرنیوالون
مین داخل نہوا اور آباد کرنے والون کی گروہ مین شمار کیا جاوے اول پیادہ پا جانا واسطے ادا کے
فرض کے مسجد مین وقت تاریکی کے کہ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ تاریکی کے وقت مسجد مین جانا
سبب کفارہ گناہون کا ہے اور بہی حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی اپنے گہر مین طہارت اور
پاکیزگی اچھی طرح سے کرے پہر مسجد کی طرف محض بہ نیت ادا کے فرض کے روانہ ہو ہر ہر قدم
اُسکا ایک ایک گنا جاتا ہے ایک قدم سے ایک گناہ دور ہوتا جاتا ہے اور دوسرے قدم
سے درجہ بہشت مین بلند ہوتا جاتا ہے دوسرے یہ کہ مسجد کو گرد اور کوڑے سے اور تہوک
اور مکروہات طبیعی اور نجاسات شرعی سے پاک رکہے اور لیمپ روشن کرنے عود

تفسیر حقانی
وہ ایک جماعت تھی گذر گئی جو اُنہوں نے کیا وہ اُنکے لیے ہے اور جو تم نے کیا وہ تمہارے لیے ہے اور اُنکے اعمال کی کچھ پوچھ نہ ہوگی
ف یہی آیت اس رکوع مین پہلے بھی گذر چکی وہان یہ مطلب تھا کہ تمہارے اعمال و افعال کسی طرح تمہارے اگلوں کے موافق نہیں ہیں اور [illegible] تمہارا عمل [illegible] یہاں یہ مطلب ہے

وغیرہ کی معطر کرے اور فرش ستھرا اور پاک بغیر تکلف کی اُسمین بچھاوے اور حدیث شریف
مین ہے کہ خس و خاشاک مسجد سے دور کرنا اور جاروب کشی اُس مکان کی کرنی بہشت کی حورونکا
مہر ہے لیکن اس امر مین ایسی احتیاط کرے کہ نوبت زینت کی حد سے بڑھ کر نہ پہونچے اور سونیکی
پانی سے مطلا نکرے اور پھول بوٹے نہ نکالے اور لاجورد وغیرہ سے رنگین نہ کرے اسواسطے
کہ ان چیزون کے سبب سے حکم مسجد کا نرہے گا اور تماشا گاہ مین داخل ہوجاوے گی اور اسیواسطے
حضرت امیر المومنین عمر فاروق رض نے جسوقت مسجد نبوی مقدس نئے سرے سے تعمیر کروائی
معمار کو ارشاد کیا کہ اکن الناس من المطر وایاک ان تحمر او تصفر لتفتتن الناس یعنے
بناے مسجد کو اسقدر محکم کر کہ خوف ٹپکنے پانی کا دور ہوجاوے اور خبردار ہو کہ اس مسجد
کو سرخی اور زردی کے ساتھ رنگین نکرے تو کہ آدمی فتنہ مین پڑینگے اور عبادت کے وقت
نقش اور نگار کی طرف مشغول ہونگے اور عبادتون مین قصور ہوگا تیسرے یہ کہ جب مسجد مین
داخل ہو اگر وقت اداے فرض اور سنت کا ہے فبہا کہ انہین کے ادا کرنے مین مشغول ہو
والا دو رکعت تحیت المسجد پڑھے بموجب حدیث ابی قتادہ کی کہ صحاح ستہ مین موجود ہے
اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین قبل ان یجلس یعنے جسوقت داخل ہو کوئی تم مین سے
مسجد مین پس چاہیے کہ پڑھے دو رکعتین پیشتر بیٹھنے سے اور اگر فرض اور سنت اور نفل وغیرہ
ادا کیے تحیت المسجد ساقط ہوئی اور اگر ایسے وقت مسجد مین جاوے کہ نماز پڑھنے اسوقت مین
ممنوع ہے جیسے کہ وقت استوا اور طلوع اور غروب کی بالاجماع یا بعد فجر اور عصر کے نزدیک
حنفیہ کے پس ایسے وقت مین چاہیے کہ ایک ساعت خفیفہ قبلہ رو بیٹھ کر ساتھ ذکر اور تسبیح کے
مشغول ہو پھر اپنی حاجت کے واسطے چلا جاوے اور نماز اسوقت نہ پڑھے چوتھے یہ کہ جب
مسجد مین آوے داہنا پیر اول رکھے اور جب مسجد سے نکلے بایان پیر اول نکالے اور بیچ روایت
حضرت خاتون قیامت فاطمہ زہرا صلے اللہ علی ابیہا وعلیہا کی آیا ہے کہ مسجد کے داخل ہونیکے وقت
کہے صلی اللہ علی محمد وسلم رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتك اور نکلتے وقت کہے
صلی اللہ علی محمد وسلم رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلك پانچوین یہ کہ بیٹھنا
مسجد مین واسطے انتظاری نماز جماعت کے عبادت ہے اور ایسے ہی بعد ادا کرنے

نماز کے واسطے ذکر او تہلیل اور تسبیح کی آو حدیث صحیح مین آیا ہے کہ جب تک مصلی بعد نماز کے اپنی جگہہ
بیٹھا رہتا ہے فرشتے اُس کے حق مین یہہ دعا کرتے رہتے ہین اللھم اغفر له وارحمه
یعنی بارخدایا بخش اُسکو اور رحم کر اُسپر لیکن یہہ دعا فرشتون کی اُس وقت تک ہے کہ
وضو اُس کا شکستہ نہو چھٹے یہہ کہ مسجد مین حتی المقدور خرید فروخت اور دوسرے معاملات دنیا
کی مثل اجارہ وغیرہ کی نکرے اور آدمیون کو چاہیے کہ مسجد مین نماز سے پہلے حلقہ کر کے دنیا کی
باتین اور ہزلیات نلے فائدہ اور قصیے امیرون اور بادشاہون کے بیان نکرین بلکہ سب کے سب
قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز کی شکل پر بیٹھین اور ذکر مین مشغول ہون اور گم ہوئی چیز کو مسجد مین
آواز بلند سے نہ ڈھونڈین بلکہ بلا سبب مسجد مین آواز بلند نکرین اور بیہوش لڑکون اور دیوانون
کو مسجد مین آنے نہ دیوین اور ہتیار مسجد مین نہ لاوین اور اژدحام اور بلوہ اور خانہ جنگی نکرین اور
فقیرون کو مسجد مین سوال کرنا حرام ہے اور اُن فقیرون کو جو مسجد مین مانگتے ہین دینا
مکروہ ہے تاکہ اس فعل کی عادت نہ کرلین اور شعرون کا پڑھنا مسجد مین ممنوع ہی مگر وہ شعر
جسمین توحید باری تعالیٰ کی اور نعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی یا وعظ اور نصیحتین ہون وہ درست ہے
اور عین مسجد مین گناہ گارون کو سیاست نچاہیے کرنا اور سونا مسجد مین بغیر ضرورت کے مکروہ ہے
اور وقت حاجت کے کچھ مضائقہ نہین اور تھوک ڈالنا مسجد مین گناہ ہے اور اگر ڈال بھی دیا جلدی
سے وہان سے اُٹھالین اور اُس مکان کو پاک کرین اور اگر زمین مسجد کی نرم ہے اُس تھوک کو
زمین کھود کر دفن کرین اور کاریگر کو بیٹھکر مسجد مین کام کرنا ممنوع ہے لیکن اگر معتکف ہے
اور بدون پیشہ اپنے کے قوت اُس کو میسر نہین ہوتا ہے تو اُس وقت درست ہے اور غسل
اور وضو اور حجامت مسجد مین اس طرح سے کہ مستعمل پانی سے زمین اُس کی آلودہ ہوجاوے یا
بال اور میل بدن کا اُس مین گرے ممنوع ہے اور پیاز اور لہسن کچا کھا کر مسجد مین آنا اور حقہ کی بو منہ
مین لیکر بغیر مسواک کے مسجد مین جانا مکروہ ہے ساتوین یہہ کہ مقدور کے موافق مسجد کی عمارت
مین جس مقام مین کہ حاجت اُس کی ہے مال اور جان سے مدد کرنی ثواب عظیم ہے اور ایسے
ہی درست کرنا سامان طہارت کا مثل بنا غسل خانہ اور تعمیر چاہ مسجد کی اور بدر رو پانی
اُس کے کی اور فرش بوریا وغیرہ کا ڈالنا اور روشن کرنا چراغ کا جب تک آدمی

اس مین رہین عبادت ہی اور حدیث صحیح مین ساتھ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آیا ہی کہ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببناء المساجد فی الدور وان تطیب وتنظف یعنی حکم فرمایا رسول اللہ صلعم نے واسطے بنا مسجدون کے مکانات مین اور اُن مسجدون کو پاک اور صاف رکھنا چاہیے اور خوشبو سے معطر کرنا چاہیے اس مقام مین جاننا چاہیے کہ اکثر فقہا نے لفظ اولئک ماکان لہم ان یدخلوھا الا خائفین سے استنباط کیا ہی کہ غیر اہل قبلہ کو خواہ یہودی ہون خواہ نصاریٰ یا اور مشرکین مثل ہنود اور مجوس کی مسجد مین نہ آنے دیوین اور وجہ اس استنباط کی یہہ ہے کہ خبر ایسے مقامات مین مرادف نہی کی ہوتی ہے مانند ماکان لکم ان تؤذوا رسول اللہ - وماکان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ اور جب نہی متعلق ساتھ کافر کے ہووے کہ حکم تکلیفی کی تصدیق نہین کرتا ہی گویا اس صورت مین نہی متعلق اُن لوگون کے ساتھ ہوتی ہے جو کہ قبول کرنیوالی تکلیف کی ہین کہ اُس کافر کو یہہ کام نکرنے دیوین پس حاصل کلام کا یہہ ہوگیا کہ ای مسلمانو تم کو جائز نہین کہ اس قسم کے لوگون کو مسجدون مین آنے دو مگر جس وقت کہ مضطر اور لاچار اور ذلیل اور ڈرنیوالے ہون جیسے کہ وقت محاکمہ اور مخاصمہ اور ثابت کرنے قصاص اور حد کے جس صورت مین کہ قاضی مسجد مین بیٹھا ہوا اور اسی واسطے امام مالک رحمہ نے موافق اس حکم مستنبط کے عمل کیا ہی اور کہتے ہین کہ کسی کافر کو کسی وقت مین مسجد مین داخل کرنا جائز نہین اور امام شافعیؒ خاص کرتے ہین اس حکم کو ساتھ مسجد الحرام کے کہ اُس مسجد پاک مین کسی وقت کسی کافر کو آنے نہ دینا چاہیے اور دوسری مسجدون مین اگر مسلمان لوگ کسی مصلحت اور حکمت کے واسطے آنے دین مضائقہ نہین اور امام اعظم فرماتے ہین کہ آنا کافر کا سب مسجدون مین درست ہے اس واسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین مہمانون کو گو کافر ہوتے مسجد مین اُتارا کرتے تھے چنانچہ ثقیف کے ایلچی اور دوسرے ایلچیون کو بھی اور بھی ہتواتر معلوم ہے کہ یہود اور نصاریٰ اور مشرکین بغیر پروانگی اور اذن کے آنحضرت صلعم کی ملاقات کے واسطے مسجد مین آتے تھے اور بیٹھتے تھے اور ثمامہ بن اثال حنفی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفر کی حالت مین ایک مسجد کے ستون سے باندھ کر چھوڑ دیا تھا اور کوئی ناسخ اس عمل دائمی کا نہوا اور یہہ آیت قطعاً اس حکم پر دلالت نہین کرتی ہی اور ثبوت

توضیح القرآن
شامر عدا تعالیٰ کی ہی
[illegible]

اس معنی کا اُس سے ظاہر نہین اسواسطے کہ تفسیر اس آیت کی مین معنی دوسری بیان کیے گئے اور
سیاق کو زیادہ تر وہی معنی چسپان ہے پس ان احتمالی معنی سے عمل مستمر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی کس طرح نسخ ہوسکے اور یہی استثناء اِلَّا خَآئِفِیْنَ کا اس معنی کے موافق تکلف سے درست ہوگا
چنانچہ ظاہر ہے بحث آٹھوین یہہ ہے کہ آیت وللہ المشرق والمغرب الے آخر ہا ہر چند کہ واسطے
تسلی اور تسکین مسلمانون کی نازل ہوئی ہے تاکہ مسلمان بسبب بند کرنے اور روکنے اُنکی سے
مسجدون متبرکہ مثل مسجد الحرام اور مسجد بیت المقدس کی اور ویران اور خراب کرنے اُن مکانات متبرکہ
سے ملول نہوں اور خوشی دل سے عبادت کرتے رہین لیکن جب اس آیت سے یہ سمجھا گیا کہ حق تعالے
کو نسبت سب مکانون کے ساتھ برابر ہے اور اس سے لازم آیا کہ نسبت اللہ تعالے کے سب جہتون
سے بہی برابر ہے اسواسطے کہ جہات حقیقت مین اطراف مکانون کی ہین اور عبادت اُسکی جیسے کہ ہر مکان
مین مقبول ہے ایسے ہی جس طرف کو متوجہ ہوکر بجالاوے مقبول ہے پس اس صورت مین تعیین جہت
قبلہ کی نماز مین محال معلوم ہوتی ہے اسی واسطے مفسرین صحابہ نے اس لازم کے صحیح کرنے کے واسطے
چند صورتین بیان کی ہین اول یہ کہ یہ آیت اس مقدمہ مین اُتری ہے کہ بیت المقدس کی جہت منسوخ
ہوئے اور کعبہ کی طرف نماز کا حکم ہوا یعنے استقبال قبلہ کو اصل عبادت مین کہ وہ تولی الی اللہ ہے
دخل نہین بلکہ یہ استقبال محض واسطے درست کرنے توجہ کے عوام کی ذہنون مین مقرر فرمائی
ہے پس منسوخ کرنے استقبال ایک جہت کی طرف دوسری جہت کی تغیر اور تبدل اصل عبادت
اور بندگی مین نہین ہوتا ہے دوسری یہہ کہ جب کوئی شخص اندہیری رات مین اپنے اندازہ
سے کسی سمت کو جہت کعبہ معظمہ کی جانکر استقبال کرے اور اُسی سمت کو نماز پڑہے اور بعد اُسکے
ظاہر ہو کہ وہ سمت جہت کعبہ کی نہ تہی وہ نماز درست ہے اور اعادہ اُس نماز کا لازم نہین آتا ہے
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کو اسی آیت سے استنباط فرماکر آدمیونکو بتلایا حتے
کہ اکثر حاضرین اُسوقت نے گمان کیا کہ یہ آیت اسی مقدمہ مین نازل ہوئی چنانچہ ترمذی اور
ابن ماجہ مین ساتہ روایت عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ کے وارد ہے کہ ہم لوگ ہمراہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے ایک جہاد کے سفر مین تہے اور وقت رات کا تہا اور بہت تاریکی اُس رات مین تہی
کہ ستارے نہین دکہلائی دیتے تہے اور جہت قبلہ کی معلوم نہوتی تہی سب آدمیون نے اپنی اپنی اٹکل سے

نماز پڑہی اور نشان سکے واسطے جس طرف نماز پڑہی خط کہینچدیا اور اُن خطوں پر پتہر رکہدیئے
تہے جب صبح ہوئی معلوم کیا کہ قبلہ کی طرف کوئی خط نتہا ہمنے یہ ماجرا روبرو آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کی عرض کیا اور شکایت کی کہ یارسول اللہ ہم سبہوں نے خطا کی اور طرف سوای قبلہ
کے نماز پڑہے حق تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تمہاری نماز
درست اور مقبول ہوئی اور دارقطنی نے اسی طرح جابر بن عبد اللہ سے بہی روایت کی ہی تیسرے یہ کہ
ایک جماعت نے قدماء مفسرین میں سے کہا ہے کہ پہلے متعین ہونے قبلہ سے آدمی مخیر تہے جس سمت
کو چاہتے تہے نماز پڑہ لیا کرتے تہے بعد اسکے یہ حکم منسوخ ہوا لیکن سند اس تخییر کی از روی روایات صحیحہ کے
ثابت نہیں ہوتی ہے محض احتمال ہے البتہ قتادہ اور عبد الواحد بن زید نے کہا ہے کہ بعد شب معراج
کے مسلمانوں کو اختیار تہا خواہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑہیں خواہ کعبہ کی طرف دونو طرف نماز جائز
تہی بعد اسکے یہ تخییر منسوخ ہوئی چوتہے یہہ کہ مدلول اس آیت کا خاص ہے مسافر نوافل گذار کی جسوقت
نماز نفل سواری کے اوپر پڑہے جسطرف سواری اُسکی متوجہ ہو نماز اُسکی درست ہے اور آنحضرت
صلعم نے بہی سفر میں ایسی نماز پڑہی ہے چنانچہ صحیحین میں اور دوسری صحاح میں مروی ہے پانچویں بیہقی
اور ابن ابی شیبہ نے حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی سے روایت کی ہے کہ کسی نے اُنکے روبرو
یہ آیت پڑہی وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ اُنہوں نے فرمایا کہ معنے اسکے یہ
ہیں کہ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَۃٌ اِذَا تَوَجَّھْتَ قِبَلَ الْبَیْتِ یعنے درمیان مشرق اور مغرب کے
قبلہ ہے جسوقت متوجہ ہو تم طرف بیت اللہ کے پس حاصل اُسکا وسعت اور فراخی ہی اس بات میں
کہ استقبال عین کعبہ کا تخصیص کرکے ضرور نہیں بلکہ کعبہ کی طرف کو اگر نماز پڑہ لے کفایت ہے چہٹے
بعضے اہل تدقیق نے کہا ہے کہ جو موضع مقاصر مکہ کا ہے اُس موضع میں جسطرف منہ اپنے کو متوجہ
کرے استقبال قبلہ کا حاصل ہوتا ہے چنانچہ اوپر دانایان فن ہیئت کی پوشیدہ نہیں ساتویں یہ کہ
مضمون اس آیت کا اُس آدمی کے حق میں ہے کہ خانہ کعبہ اُسکے روبرو ہے جس طرف سے چاہے
متوجہ کعبہ کی ہوکر نماز پڑہ سکتا ہے آٹہویں یہ کہ نزول اس آیت کا بیچ حق دعا کے ہے نہ بیچ حق نماز کے چنانچہ حسن بصری
اور مجاہد اور ضحاک رضی سے مروی ہے کہ جب آیت ادعونی استجب لکم نازل ہوئی یعنے
دعا مانگو تم قبول کرونگا میں دعا تمہاری آدمیوں نے پوچہا کہ کس طرف متوجہ ہوکر دعا کریں

موضح القرآن
الٰہی ایسا ہی ہو جو
پہلے لوگوں کی
راہ چلنے کی توفیق
سے ہمکو اور برے
لوگوں کی راہ
نہ چلیں ہم فائدہ
جنپر تو نے فضل
کیا اُنسے چار فرقے
مراد ہیں نبیین و
صدیقین و شہدا
و صالحین اور جنپر
غصے ہوا اُنسے
یہود اور گمراہوں
سے نصاریٰ
مراد ہیں یہ سورہ
خدا تعالے نے
بندوں کی زبان
سے کہی ہے اور سکہایا
بندوں کو
جو اسطرح کہا کریں

اُنکے جواب مین یہ آیت نازل ہوئی روایت کیا اسکو ابن جریر نے اور ابن المنذر نے مجاہد سے اور
اوروں نے بھی روایت کی ہے غیر مجاہد سے تو مین یہ کہ نزول اس آیت کا حق عبادت مین نہین
بلکہ بھاگنے اور گریز کرنے مین ہے اور خطاب بیچ لفظ تولوا کے واسطے آدمیون کے ہے کہ منع کرتے
ہین ذکر خدا سے اور سعی کرتے ہین بیچ خراب کرنے مسجدون کے اور مراد یہ ہے کہ اگر تم رسوائی
دنیا اور عذاب آخرت کی سے کہ تم چاہو کہ گریز ہو کر خلاص ہو جاؤ یہ بات تمھارے واسطے ممکن
نہین اس واسطے کہ مشرق اور مغرب زمین کا کل خدا کی تصرف مین ہے جس طرف کو بھاگوگے
رسوائی دنیا کی اور عذاب آخرت کا کہ تمھارے حق مین مقدر کیا ہوا خدا کا ہے روبرو تمھارے
آوے گا اس واسطے کہ تصرف اور قدرت اللہ تعالیٰ کے ہی واسطے ہے اور علم اُس کا ہر ایک
مکان کو گھیرنے والا ہے اُس سے بھاگنے کی کوئی صورت متصور نہین ہو سکتی ہے حاصل کلام
یہ ہے کہ دونون فرقے اہل کتاب کے خواہ یہود ہون خواہ نصاریٰ خواہ اور فرق باطلہ
جیسے جہلاء مکہ کے اور ہنود اور مجوس بسبب ارتکاب ایسے ظلم کے کہ تمام ظلمون سے
سخت ہے استحقاق دخول بہشت کا نہین رکھتے ہین اور جب کہ اُنھون نے استحقاق دخول کا نرکھا
یہ کس طرح ہو سکے کہ سوائے انکے کوئی بہشت مین نجاوے اور بہشت اُنھین کے حصہ مین آوے اس واسطے
کہ یہ لوگ اپنے پروردگار کے حق مین سب اور شتم کا وظیفہ رکھتے ہین اور یہ ظلم پہلے ظلم سے بھی
بڑھ کر ظلم ہے وَقَالُوا یعنی اور کہا ان سب نے خواہ یہود ہون خواہ نصاریٰ خواہ مشرکین عرب
کے کہ الذین لایعلمون سے مراد یہی لوگ ہین اِتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا یعنی رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اولاد
یہودی کہتے ہین کہ عزیر بیٹا خدا کا ہے اور نصاریٰ کہتے ہین کہ مسیح بیٹا خدا کا ہے اور مشرکین عرب کے
کہتے ہین کہ فرشتے بیٹیان خدا کی ہین اس واسطے کہ کام خدائی کے کرتی ہین اور کسی کی نظر
مین نہین آتی ہین اگر بیٹے ہوتے پردہ نشینی اختیار نکرتے اور اولاد کا ہونا جانورون اور آدمیون
مین کچھ عیب نہین اور آدمیون کو اس کی طرف نسبت کرنے سے سب اور شتم نہین ہوتا ہے لیکن
باری عزشانہ کے حق مین اولاد کا ہونا بڑا سخت عیب ہے اور نہایت درجہ کی دشنام ہے جیسے کہ
متفرش ہونا عورتون کی حق مین عیب نہین اور مردون کے حق مین دشنام ہے اور اسی واسطے
صحیح بخاری اور دوسرے صحاح مین ساتھ روایت ابن عباسؓ کی حدیث قدسی مین آیا ہے

موضح القرآن
سورۂ بقرہ مدنیہ
وھی مائتان
وست وثمانون
آیۃ
بسم اللہ الرحمن
الرحیم ○ الم
یہ حرف جدا جدا
جیسے قرآن شریف
کا اسرصاحب اور
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے درمیان
ہر کوئی اس بھید کے
واقف نہین پر بعضے
عالمون نے کہا ہے کہ
خدا تعالیٰ فرماتا ہے
یعنی مین خدا بڑا تعالیٰ
خوب جانتا ہون کر

کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تہمت جھوٹ کی کرتا ہے میری طرف آدمی اور ہرگز اُس کو یہ بات لائق نہین
اور دشنام دیتا ہے مجکو آدمی اور ہرگز اُس کو یہ بات نچاہیے تہمت جھوٹ کی اس طرح ہے کہ
کہتا ہی آدمی کہ اللہ تعالیٰ پھر مجھکو زندہ نکریگا جیسے مجھکو پیدا کیا ہی حالانکہ دوبارا پیدا کرنا میرے اوپر
پہلے بار پیدا کرنے سے زیادہ دشوار نہین تاکہ یہ شبہ اور تکذیب دل مین خطور کرتی اور دشنام
اس جہت سے ہے کہ کہتا ہے آدمی کہ پروردگار میرے کو اولاد ہے مانند جانورون اور
آدمیون کی حالانکہ مین خدائے یگانہ بے نیاز ہون مین نہ کسی سے مین تولد ہوا ہون اور نہ کوئی
مجھسے پیدا ہوا ہے اور نہ کوئی ہمسر میرا ہوسکتا ہی اور اس حدیث قدسی مین واسطے بطلان اس
قول کے پانچ دلیلین اشارۃً نکلتی ہین اول احدیت و یگانگی کہ درمیان اُسکے اور تبعض اور
تجزی کی منافات ہی اور اولاد بغیر جدا ہونے نطفہ کے والد سے نہین ہوتی ہی دوسری صمدیت اور
بے احتیاجی کہ منافی احتیاج کی ہی اور اولاد ہونیکے واسطے احتیاج ضروری ہی واسطے کہ شخص کو ضعیفی اور
کبرسنی کے وقت یا بعد موت کے یا وقت مرض اور سفر کرنے کے یا واسطے کسی اور سبب کے چاہیے کہ کوئی
قائم مقام اُسکے ہو اور جس شخص کو کچھ احتیاج نہو یا موت اور فوت اور سفر اور ضعف اور عجز اور
کبرسنی اُسکو لاحق نہو البتہ اولاد سے وہ مستغنی ہے مثل آسمان اور زمین اور ستارہ کے تیسری
لم یلد اس واسطے کہ جب ولد پیدا ہوتا ہی تغیر ایک حال سے طرف دوسرے حال کے والد کے اندر
پہنچتا ہے اور جو قدیم ہے اور مطلق تغیر سے پاک ہی اُسکے واسطے تولد ممکن نہین چوتھی لم یولد ہو واسطے
کہ جس شخص کے پیٹ سے دوسرا پیدا ہوتا ہی ضرور ہے کہ آپ بھی دوسرے کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو
حقیقۃً بطن سے نکلتا ہی یا حکماً جیسے کہ آدم اور حوا کہ زمین سے پیدا ہوے ہین اور جو شخص کسی چیز سے پیدا
نہوا ہو اُس سے کسطرح دوسری شی جدا ہوکر پیدا ہو جاوے پانچوین لم یکن له کفوا احد اس واسطے کہ
حقیقت اولاد کی بدون زوج یا زوجہ کے ممکن نہین اور زوج ہمسر زوجہ کے ہے اور زوجہ ہمسر
زوج کی اور ولد بھی ہمسر والد اپنے کا ہوتا ہے پس جو کوئی ولد نہ رکھے ہمسر نہ رکھے والد بھی نہ رکھے
اور اگر آدمی غور اور تحقیق کرے اور معنی خدائی کی کہ یکتائی اُس کو لازم ہے اُس کے دل مین
تصدیق آجاوے بالکل خیال توالد اور تناسل کا بہ نسبت اللہ جل شانہ کے جاتا رہے اور
اسی واسطے جو کہ بڑے بڑے عقل والے ہین بمجرد سننے اس عقیدے باطلہ کے حیرت عظیم اُن کو

موضح القرآن
جو کتاب ہے یعنی یہ قرآن جیسا
توریت اور انجیل مین
بھیجنے کا وعدہ کیا تھا
بیشک وہی یہ کتاب ہے
اور شبہ اس مین
نہین راہ بتاتی ہے
هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ
الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ
بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ
الصَّلٰوةَ وَمِمَّا
رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ
ڈرنے والے دیکھتا ہے
جو یقین کرتے ہین بن دیکھے
اور کھڑی رکھتے ہین نماز
اور ہمارا دیا کچھ
خرچ کرتے ہین
اور وہ لوگ ہین جو
ایمان لاتے ہین یعنی
یقین لاتے ہین
جو کچھ اترا

حاصل ہوتی ہے اور ہرگز اُن کی عقل میں یہ بات نہیں کہ آدمی باوجود عقل رکھنے کے اس قسم کے لغو کلام زبان پر لاوے اسی واسطے قرآن مجید میں بعد نقل اس ہذیان کی طرف برائی اور تعجب اس قول کے اشارہ فرمایا ہے حتی کہ سورہ مریم میں فرمایا ہے تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا یعنے قریب ہے کہ آسمان پھٹ جاویں اس بات سے اور ٹکڑے ہو زمین اور گر پڑیں پہاڑ ڈھہ کر اس پر کہ پکارتے ہیں رحمن کے نام پر اولاد اور نہیں لایق ہے رحمن کو کہ رکھے اولاد اور صحیحین میں ساتھ روایت ابو موسےٰ اشعری کے آیا ہے کہ کوئی شخص زیادہ ترصابر اللہ تعالےٰ عزوجل سے نہیں کہ آدمی اُس کے حق میں اولاد اور بیٹے اور بیٹیاں ثابت کرتے ہیں باوجود اس کے رزق بھی اُن کو دیتا ہے اور عافیت سے رکھتا ہے اور ابن ابی حاتم اور ابن المنذر ساتھ روایت ایک شخص کے اہل شام سے روایت کرتے ہیں کہ اسکو کسی سے خبر پہونچی ہے کہ ابتداء پیدایش زمین اور ما فیہا کی کوئی درخت خاردار نہ تھا اور کوئی میوہ تلخ اور بدمزہ اور بدبودار نہ تھا اور کسی جگہہ کھاری پانی نہیں نکلتا تھا جب سے کہ بدبخت آدمیوں نے یہ کلمہ زبان سے نکالا اور خداے عزوجل کے حق میں یہ دشنام قبیح عمل میں لائے درخت خاردار ہونے لگے اور میوے تلخ اور بدبودار ہوگئے اور شور پانی بھی نکلنے لگا اور واسطے کمال شناعت اس کلمہ کی ہر مسلمان کو چاہیئے کہ بعد سننے اسکے یا نقل اسکی کے کافروں سے فی الفور کہے سبحانہ یعنے پاک جانتے ہیں ہم جناب اس کی کو اس بات سے کہ اسکی اولاد ہو اور یہ کلمہ ایسا ہے جیسا کہ رائج ہے کہ بعد ذکر مصیبت دنیاوی یا دینی کے معاذ اللہ اور نصیب دشمنان اور مانند اس کے کہتے ہیں اور اس جگہہ یہ کلمہ خداے تعالےٰ نے واسطے تلقین مسلمانوں کے ارشاد فرمایا ہے اور معنے اس کلمہ کے موافق اسکے کہ بیہقی اور حاکم نے روایت کی ہے منزہ جناب الٰہی کی ہر چیز سے کہ لایق شان اسکے کے نہیں اخرج الحاکم والبیہقی عن طلحۃ بن عبید اللہ قال سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن تفسیر سبحان اللہ فقال ھو تنزیہ اللہ من کل سوء یعنے تخریج کیا ہے حاکم اور بیہقی نے طلحہ بیٹے عبید اللہ کے سے کہا انہوں نے پوچھی میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تفسیر سبحان اللہ کی پس فرمایا کہ وہ پاکی ہے اسکی ہر ایک بُری شی سے واخرج عن عبد بن حمید عن یزید بن الاصم قال جاء رجل الی

[حاشیہ: مضمون سورہ مریم ... ابن ابی حاتم ... ابن المنذر ... اخرج عبد بن حمید ...]

ابن عباس فقال لا الہ الا اللہ نعرفها انه لا الہ غيرة والحمد للہ نعرفها ان النعمة كلها منه وهو المحمود عليها واللہ اكبر نعرفها انه لا شئ اكبر منه فما سبحان اللہ قال ابن عباس وما تنكرونها هي كلمة رضيها اللہ لنفسه وامر بها ملئكة وفزع اليها الاخيار من خلقه اور ابن ابی حاتم نے حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سبحان اللہ اسم لا يستطيع الناس ان ينتحلوه یعنے اس کلمہ کو مخلوقات اپنے حق میں استعمال نہیں کر سکتے ہیں اسواسطے کہ پاکی ہر شے نالایق سے شان خالق کے ہے فقط بخلاف حمد اور تکبیر کے کہ مخلوقات آپس میں بھی اس کا استعمال کرتے ہیں اور دلیل پاک ہونے جناب عز اسمہ کی اس خیال خام سے یہ ہے کہ اگر اُس کے فرزند ہو پس دو حال سے خالی نہیں یا اُسکے واسطے بھی منصب خدائی کا ثابت کیا جاوے پس فی ذاتہ وہ مستقل اور قایم بذاتہ ہوا اور اُس کو تعلق جناب باری کے ساتھ نہ رہے اور فرزند ہونے کو ضرور ہے کہ اُس کو تعلق اصل کے ساتھ ہو پس لازم ہوا کہ باوجود خدائی ثابت کرنے کے فرزندیت ثابت نہیں ہوسکتی ہے یا اُس کو فی حد ذاتہا خدا سے واجب الوجود نہ کہو تو ضرور ہوا کہ جناب باری نے اُسکو پیدا کیا ہو سو اس صورت میں عبد ہونا اُسکا لازم آیا اور فرزند عبد نہیں ہوتا ہے اگر اس طرح ہو تمام والد معبود ہو جاویں اور یہ بات ظاہر البطلان ہے پس معلوم ہوا کہ مرتبہ خدائی کا ایسا رتبہ ہے کہ فرزندیت غیر کی اسکے واسطے قرار دینی محال ہے اسواسطے کہ فرزند کو چاہیے کہ ہم جنس والد اپنے کے ہو اور اگر ہم جنس نہو گا فرزند نہوگا اور جناب باری کسی شے کے ساتھ ہم جنس نہیں ہوسکتا ہے بَلْ لَّهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنے بلکہ اُس کے واسطے ہے جو کچھ کہ تمام آسمانوں میں اور زمین میں ہے از روے ملکیت اور پیدائش کے اور یہ بات ظاہر ہے کہ مملوک اور مخلوق ہم جنس مالک اور خالق کا نہیں ہوسکتا ہے اور اسی واسطے شرع شریف میں مقرر ہے کہ جو شخص مالک کسی قریب اپنے کا ہو جاتا ہے پس درمیان عبدیت اور فرزندیت کی مباینت کلی ہے اور یہ بات بھی اولاد کے حق میں واجب ہے کہ اپنے والد کے بندے نہوں اور واقع میں کوئی شخص آسمانوں اور زمین کے رہنے والوں میں سے اُسکی بندگی سے خارج نہیں بلکہ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ یعنے تمام لوگ خواہ آسمانوں کے رہنے والے خواہ زمین کے اُس کے مطیع اور فرمان بردار ہیں بعضے برضا و رغبت جیسے کہ انبیا اور فرشتے اور مومنین صالح

موضح القرآن

جو ایمان لائے ہیں اور سیکھتے ہیں پھر بری طرح بھیجا ہے اسے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنے قرآن پر سکھے ہیں یقین لائے ہیں اور سیکھتے ہیں بیعنے پیچھا ہے بیان جنکی تدبیر اور شریعت لائے یہی یقین لائے ہیں اور ٹکیات سے ورنے ہو کچھ ہیں جانتے ہیں سو جب یقین لانے والے ہیں اور ایسے ہیں تیلم ہدایت تمتین

[illegible]

اور بعضے زور سے اطاعت کرتے ہین جیسے کہ کفار اور شیاطین اور فاسق اور مومن گنہگار کہ جس وقت خدا ے تعالیٰ اُن کو چاہے زندہ کرے اور جس وقت چاہے مار ڈالے جب تک چاہے تندرست رکھے اور جب چاہے بیمار کر دے اور جب چاہے غنی کر دے اور جب چاہے فقیر اور مفلس کر دے جیسا وہ حکم کرے کوئی اُسکو دفع نہین کر سکتا ہے اُسکے حکم کی ضرور اطاعت کرنی پڑتی ہے گو اپنے دل مین کسی بات سے ناخوش ہوویں اُنکی ناخوشی پیش نہین چلتی ہے اور اگر سرکش لوگ کہین کہ ہمارے نزدیک ایک دلیل ہے اس بات کی کہ بعض مخلوقات کو اُس کی فرزندی کا رتبہ ہے جیسے کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کہ بغیر باپ کے پیدا ہوے اور آدمی کے واسطے ضرور ہے کوئی پدر اُس کا ہو پس حضرت عیسیٰ کا باپ بجز خدا کے کون ہے اور ایسے ہی حضرت عزیر علیہ السلام کہ بغیر تعلیم اُستاد کے توریت کو ازبر پڑھتے تھے اور آدمی کو بغیر تعلیم معلم کے اتنی بڑی کتاب ازبر پڑھنی ممکن نہین پس انکو خدا تعالیٰ نے بلا واسطہ اس کتاب کو پڑھا دیا جیسے اپنے فرزندون کو تعلیم دیتے ہین اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو مرتبہ فرزندی کا حاصل تھا اور ایسے ہی فرشتے اس قدر اُسکی اطاعت مین محو ہو گئے ہین کہ اپنے ارادہ کو تابع اُسکے ارادہ کے کر دیا ہے اور اُنسے ایسے ایسے افعال صادر ہوتے ہین کہ مخلوق کی قدرت سے باہر ہین اور اتحاد ارادہ اور فعل کا ان کے فرزند ہونے کی دلیل ہے جواب اس کا یہ ہے کہ معرفت صفات اور افعال الٰہی مین کمال قصور تمھارا ہے اس سبب سے اس شبہات مین گرفتار ہو گئے ہو اگر بیہودہ افعال اور صفات باری کا تمکو پتا اس قسم کی بیہودہ گوئی نکرتے اور اگر صفات اور افعال عمدہ اُسکے نہین سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ یعنی از سر نو پیدا کرنے والا آسمانون اور زمین کا ہے بغیر اسکے کہ پہلے سے مادہ انکی پیدائش کا موجود ہو پس اُسکے نزدیک یہ بات کیا مشکل ہے کہ آدمی کو بغیر باپ کے پیدا کر دے یا کسی شخص کو بلا واسطہ بشر کی تعلیم کتاب اپنے کی کرے یہ باتین کچھ فرزندی پر موقوف نہین اور اگر غور اور تامل سے نظر کرو معلوم کر لو کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کے پیدا کرنے مین محتاج طرف مادہ اور اسباب کے نہین بلکہ اِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا یعنی جب سر انجام دیتا ہے کسی کام کا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ یعنی پس طریق اُس کا یہی ہے کہ فرماتا ہے چیز کو کہ ہو جا اور وہ چیز اسکے فرمانے سے توقف اور ڈھیل نہین کرتی فَیَکُوۡنُ یعنی پس فی الفور ہو جاتی ہے

موضح القرآن

جو لوگ بیچ کا بیان کی سیدھی راہ پر تھے اور بیچ بر دو کلام اضافی ہے اور اُن کی جو نیت تھی وہی لوگ جھگڑا کیا وہ ... دین مین تفرقہ اور مطلب کو پہنچے ... ہدایت ہو ... ہین ... اب ... کی ... فرزند ... حق مین فرمایا ہے

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا سَوَآءٌ عَلَیۡہِمۡ ... وَاِنۡ ... ءَاَنۡذَرۡتَہُمۡ ... بیشک وہ لوگ جو ... حق نہین ... رسول ...

وہ چیز فی الفور پس اگر فرزند ہووے کسی شی کی یہی دلیل ہو کہ بغیر مادہ اور اسباب کے پیدا ہونے سے
فرزند خالق کا ہو جاوے پس ہر چیز مین دعویٰ ولدیت اور فرزندی کا لازم آوے گا اور حضرت
عیسیٰؑ اور عزیرؑ اور فرشتون کی خصوصیت نہو گی اس واسطے کہ پیدائش سب کی امر کے ساتھ ہے
نہ اسباب کی جہت سے گو نظر ظاہر مین کسی شی کو جو بعد اُسکے شی دوسری پیدا ہو سبب وہم کرے باقی رہین
اس مقام مین چند بحثین کہ مفسرین تعرض اُنکا کرتے ہین اول یہہ کہ ان آیتون سے یہہ معلوم ہوا کہ ثبوت
ولد کا واسطے جناب باری کے صریح خلاف عقل کے ہی پس اس قدر جماعت کثیر کہ بڑے بڑے عقلمند
بھی ان مین تھے کس طرح اس عقیدہ پر اصرار رکھتے اور اس خدشہ کے واسطے بعضے علما محققین اس
طرف گئے ہین کہ اس فرقہ گمراہ کو یہہ اعتقاد نہ تھا کہ حقیقت مین اللہ کے ولد ہی بلکہ خلاصہ کلام اُنکے کا
اسی قدر تھا کہ بعضے مخلوقات مین ایک مرتبہ عبدیت سے بڑھ کر ہی اور اُس مرتبہ کو ولدیت کے ساتھ
تعبیر کرتے ہین اور اُن کو متبنیٰ خدا کا جانتے تھے لیکن اس توجیہ مین دو وجہ سے خلل ہے اول یہہ
عقیدے کے رد کرنے کے واسطے جابجا قرآن مین ایسے الفاظ وارد ہوتے ہین کہ صراحۃً دلالت
اس بات پر کرتے ہین کہ حقیقت مین اللہ تعالیٰ ولد رکھتا ہے جیسے کہ اس آیت مین انی یکون لہ
ولد ولم تکن لہ صاحبۃ یعنی کس طرح ہو اللہ کے واسطے ولد اور نہین ہی اُسکے بی بی اور بعضی
جگہہ قرآن مین ایسی ہے کہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جس جگہہ یہہ لوگ ولد ثابت کرتے اُس سے
متبنیٰ مراد نہین جیسے کہ اس آیت مین وجعلوا بینہ و بین الجنۃ نسبا یعنی اور ٹھیرایا اُنھون نے
اُس مین اور جنون مین ناتا ہو واسطے کہ متبنیٰ مین نسب نہین ہوتا ہے دوسرا خلل یہہ ہو کہ اگر اعتقاد
ان کا فقط متبنیٰ کا ہوتا پس حقیقت مین ظاہر خطا تعبیر لفظی مین ہوئی اور باعتبار معنی کے کچھ خطا نہو لی
اس واسطے درجہ اصطفائی اور محبوبیت کا مسلمانون کے نزدیک بھی بعضی مخلوقات کے واسطے
ثابت ہی اور اسی اصطفا اور محبوبیت کو وہ لوگ متبنیٰ کے ساتھ تعبیر کرتے تھے پس اس قدر عتاب
شدید بابت اس خطاب لفظی کے اُن کے اوپر کس واسطے متوجہ کیا مگر اس خلل کا جواب اس طرح
لکھ سکتے ہین کہ اصطفا اور محبوبیت عبدیت کے ساتھ منافی نہین اور متبنیٰ اور ولایت کسی طرح سے ہو
منافی عبدیت کی ہی اور وجہ فرق کی یہہ ہے کہ اصطفا اور محبوبیت مصطفے اور محبوب کو اُسی کے
مرتبہ سے خارج نہین کرتی ہے بلکہ اُس کے درجون مین سے اعلیٰ درجہ کو پہنچاتی ہے مثلاً کوئی

ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ ولہم عذاب عظیم

شخص غلاموں یا کنیزوں میں سے پسند خاطر اور مقبول اپنے مالک کا ہو جاوے سوا اُسکے یہی معنے ہیں
کہ حق غلامی یا کنیز کی اپنی کا خوب ادا کرتا ہے بخلاف متبنی اور ولد بنانے کے کہ اسکے واسطے یہ بات
لازم ہے کہ متبنی کو اپنے مرتبے سے نکالنا اور اُسکو قایم مقام اپنے کرنا ہے اور اس بات میں شرک
لازم آتا ہے بخلاف اصطفا اور محبوبیت کے بحث دوسری یہ ہے کہ لفظ کُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْنَ
کا دلالت اسپر کرتا ہے کہ تمام اشخاص خواہ زمین کے رہنے والے مطیع اور فرمانبردار جناب
حضرت باری تعالیٰ کے ہیں چنانچہ ابونعیم اور طبرانی اور ابو یعلی اور ابن حبان اور اور محدثین
ساتھ روایت ابو سعید خدری کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لائے ہیں کہ کُلُّ حَرْفٍ فِي
الْقُرْاٰنِ يُذْكَرُ فِيْهِ الْقُنُوْتُ هُوَ الطَّاعَةُ یعنی جو حرف قرآن کا کہ اُس میں ذکر قنوت کا ہے پس مراد
اس سے طاعت ہی حالانکہ بہت مخلوقات جیسے کہ شیاطین اور کفار اصلا مطیع اور فرمانبردار احکام
الٰہی کے نہیں ہیں اور اسی واسطے مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کا سوال کیا تھا
جواب فرمایا کہ قیامت کے دن مطیع اور فرمانبردار ہو جاویں گے دوبارہ اُن سے سوال کیا کہ
اطاعت اور فرمانبرداری خاص مکلفین کے واسطے ہے کہ انہیں کے اوپر طاعت واجب ہے اور مَا
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہر شے کو شامل ہے خواہ مکلف ہو خواہ غیر مکلف اُنہوں نے جواب میں اور
طرح معنے اس عبادت کے بیان فرمائے کہ معنے قنوت کے یہ ہیں کہ جتنی چیزیں جہان کی ہیں کل جناب
باری کے وجود کے اوپر دال ہیں اسواسطے کہ خود بخود علامات حدوث اور احتیاج کے اُنکے اندر موجود
ہیں اور آثار قدرت اور حکمت کے اون میں جلوہ گر ہیں یا معنے اسکے یہ ہیں کہ تمام موجودات اسکے
قبض اور تصرف میں ہیں جس طرح چاہے اُن میں تصرف سے باہر نہیں نکل سکتا ہے چنانچہ یہی
معنے تفسیر میں گزرے اور تحقیق یہ ہے کہ اس آیت میں کُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْنَ آیا ہے اور اس طرح
نہیں آیا ہے کہ كُلٌّ لِّاَحْكَامِهٖ قَانِتُوْنَ اور کفار اور شیاطین کہ احکام شرعی کے منکر
ہیں اور تابعداری نہیں کرتے ہیں اول اُن احکام کو احکام الٰہی نہیں جانتے ہیں اور اگر دیدہ و
دانستہ انکار اُس کے احکام کا کرتے ہیں لیکن انکار وجود اور صفات کمال اُسکی کا ہرگز نہیں کرتے
ہیں ہر شخص خواہ اہل حق سے ہو خواہ اہل باطل سے اُسکی جبلت میں یہی ہے کہ معرفت ذات
کی اور اعتقاد کمال صفات کا اُس کو ہو گو طریق خطا کا اُسنے اختیار کیا اور افراط اور

موضح القرآن: اُن لوگوں نے کہا کہ رکھتا ہے اللہ اولاد وہ سب سے نرالا ہے بلکہ اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمان و زمین میں سب اسکے حکم میں ہیں نیا نکالنے والا آسمان اور زمین کا اور جب حکم کرتا ہے ایک کام کو تو یہی کہتا ہے اس کو کہ ہو وہ ہو جاتا ہے۔ اور بعضے لوگوں میں ایسے ہیں جو کہتے ہیں زبان سے کہ ہم ایمان لائے ہیں خدا تعالیٰ پر یعنی خدا تعالیٰ کو ایک اور بے عیب جانتے ہیں اور قیامت کے دن کو سچ جانتے ہیں اور وہ اصل دل سے ایمان نہیں لائے

تفریط سرزد ہوئی اور ہر شے کے واسطے کہ آسمانون مین اور زمین مین ہین روح شاقی اور ادراک
ہے کہ بسبب اُس کے اس معرفت سے محروم نہین ہے مکلف ہو یا غیر مکلف حیوان ہو یا جماد
اور دلیل اس کی یہ ہے وان من شیٔ الا یسبح بحمدہ وکل قد علم صلوتہ وتسبیحہ اور بحث
تیسری یہ ہے کہ لفظ ماکا ما فی السموات مین واسطے غیر ذوی العقول کے ہے اور کل لہ قانتون صیغہ
جمع سالم مذکر ذوی العقول کا ہے اس عنوان کے بدلنے مین کیا نکتہ ہے جواب اسکا یہ ہے کہ مملوکیت
کے بیان کرنے کے واسطے لفظ غیر ذوی العقول کا ذکر کیا اور مانند عروض اور امتعہ کے قرار
دے کر کلمہ ماکا استعمال کیا کہ اسکو مناسبت اس مقام کی ساتھ بہت ہے اور مقام بیان قنوت
مین کہ یہ فعل ذوی العقول کا ہے ذوی العقول کو تغلیب دی کہ اس جگہ مناسب یہی ہے پس تفنن
عبارت مین کمال بلاغت پائی گئی واللہ اعلم باسرار کلامہ بحث چوتھی یہ ہے کہ جملہ فیکون کا
اوپر قرأت رفع کے کہ جمہور قراء نے اسی کو اختیار کیا ہے معطوف یقول کے اوپر ہے یا ابتدا کلام ہے
اور تقدیر اسطرح ہے فھو یکون لیکن ابن عامر کی قرأت پر کہ فیکون کو منصوب پڑھتے ہین بڑا اشکال لازم
آتا ہے اس واسطے کہ مابعد امر کا بغیر سببیت کے منصوب نہین ہوتا ہے اور اس جگہ سببیت معقول نہین
ہے اس واسطے کہ وجود شے کا سبب اپنے ہی وجود کا نہین ہوتا ہے کہ سببیت شے کی اپنے نفس کے واسطے
باطل ہے اور اسی واسطے علماء عربیت نے مقرر کیا ہے کہ جواب امر کا چاہیئے کہ کسی وجہ سے مخالف
امر کے ہو جیسے کہ اذھب تنتفع یا فاعل مین مخالف ہو جیسے کہ اذھب یذھب زید یا دونو چیزون مین مخالف
ہو جیسے کہ اذھب ینفعک زید اور جس جگہ دونو فعل مین بھی متحد ہون اور فاعل مین بھی متحد ہون اُس
جگہ نصب جائز نہین رکھا ہے اس واسطے کہ الشیٔ لا یکون شرطا لنفسہ یعنے شے نہین ہوتی ہے شرط
واسطے نفس اپنے کے پس معنے ان فعلت فعلت کے کہ شرط صحت جواب بالفا کے ہے متحقق نہونگے
جواب اسکا یہ ہے کہ جو غرض مترتب اوپر امر کے ہے کبھی ایسی چیز ہوتی ہے کہ مغایر فعل امر کے ہو
چنانچہ اکثر اوقات اسی طرح وقوع مین آتا ہے اور اسی واسطے علماء عربیت نے مخالفت فعل
یا فاعل کی شرط کی ہے اور کبھی غرض مترتب امر کے اوپر بعینہ وہی فعل ہووے پس اُس فعل کو جواب
امر کے ڈالنے مین خبردار کرنا اس بات کے اوپر ہے کہ غرض ہمارے اس امر سے کوئی شے دوسری
سوا اُس فعل کے نہین جیسے کہ اگر کوئی کہنے والا کہے کہ اذھب تذھب معنے اسکے یہ ہین کہ غرض ہماری

اس امر سے محض جانا تیرا ہے نہ چیز دوسری اور اس آیت مین ہر گاہ کہ امر کن سے مقصود طلب کرنا
نفس وجود کا ہی کان تامہ کو جواب کان تامہ کا کیا اسی غرض کے واسطے اور یہہ بھی کہہ سکتے ہین کہ
علماء نحو نے نصب اور فا کا اس طرح بھی جائز رکھا ہے کہ جواب ایسے خبر کی بعد آوے کہ بمعنی امر کے ہے یا
ایسی خبر کے بعد کہ الفاظ اُس کے متضمن امر کی لفظ کو ہون چنانچہ پہلے کی مثال یہہ ہے اتق اللہ
امرا ولفعل خیرا اثاب علیہ اور دوسرے کی مثال یہہ ہے قلت لزید نذنی فیزودنی اسواسطے
صحت اس جواب کی اوپر معنی کے ہی نہ اوپر لفظ کے پس جو خبر کہ بمعنی امر کی ہے حقیقت مین وہ امر ہی
اور ایسے ہی جو خبر کہ متضمن امر کے لفظ کو ہے اُس کو مشابہت تامہ ہے ساتھ امر کے اس بات مین
کہ مسبب بعد لفظ امر کے واقع ہوا اگرچہ وہ مسبب امر کا نہین ہی بلکہ سبب مضمون خبر کا ہی
پس اس قاعدہ کے موافق نصب فیکون کا مبنی اوپر تشبیہ اُسکی کے ساتھ جواب امر کے ہی اسواسطے کہ
یہان بھی فیکون بعد انما یقول لہ کن کے واقع ہوا اور یہہ خبر ہے کہ متضمن لفظ امر کو ہے اور
کہنا کن کا مسبب ہے واسطے مدلول فیکون کے لیکن اس صورت مین کہ فیکون تتمہ مقولہ
کی سے ہو اصواب یہہ تھا کہ فیکون ساتھ تا خطاب کے ہوتا مثل اذہب فتذہب لیکن
نکتہ غائب کے صیغہ لانے مین یہہ ہے کہ اس امر حادث کو اس کلام مین دو بار ساتھ لفظ غیبت
کے ذکر فرمایا اول امرا کا لفظ کہا اور دوسرے لہ کا اور یک بار اوپر طریقہ خطاب کے بیچ لفظ کن
کے پس اس جگہہ بھی جانب غیبت کو تغلیب دی تاکہ تعادل خطاب اور غیبت کا حاصل ہوا اور
یہہ بھی وجہ ہے کہ جب یہہ جواب مشابہ جواب امر کے ہے اور حقیقۃً جواب امر کا نہین ہی پس رعایت
خطاب اور غیبت کی بہ نسبت اُن آدمیون کی کرنی چاہیے کہ اصل کلام ساتھ اُنکے کیجاتی ہے اور
مخاطب ساتھ اصل کلام کے کہ متضمن اس امر کو ہے وہ مکلفین ہین کہ مدت ہاے دراز سے خلعت
وجود کا پہن کر لیاقت تخاطب کی اُنھون نے حاصل کی ہی اور حوادث متجددہ کو اُس مقام سے غیبت ہے
پس باعتبار اس دقیقہ کے استعمال صیغہ غائب کا متعین ہوا بحث پانچوین یہہ کہ کلمہ کن کا کنایت پیدا
کرنے سے ہے اور لفظ فیکون کا دلالت اوپر سرعت وجود اشیاء کے بعد تعلق ایجاد کی ہی اسواسطے کہ فا
موضوع ہے واسطے تعقیب مع الوصل کے پس حاصل کلام یہہ ہوا کہ اذا قضی امرا فلا یحتاج
الی شیٔ الا الایجاد فیوجد لا فیوجد بلا مہلۃ پس وجود اشیاء کا ساتھ فعل ایجاد کے ہے

موضح القرآن

پھر زیادہ کی اللہ تعالیٰ نے بیماری اُنکے دلون مین یعنی جون جون قرآن شریف اُترتا ہی تون تون حسد اُنکے دلون مین زیادہ ہوتا ہے اور اُنکے واسطے عذاب دکھ دینے والا تیار ہی یہہ عذاب اس سبب کہ ہوگا جو مسلمانی کو جھوٹا کہتے ہین ایسے اور مسلمانون کے روبرو کہتے تھے کہ ہم تم بھی برے مسلمان ہین واذا قیل لہم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون اور جب کہتے تھے مسلمان منافقون کو کہ خرابی در

نہ ساتھ کلمہ کن کے اور نسبت اس کی طرف کلمہ کن کی تمثیل کی قبیل سے ہے اور حقیقۃً تخاطب نہین گویا
امر مشکون کو ذہن مین مانند بندہ مامور مطیع اور فرمانبردار کے قرار دیا ہی کہ ہر گز فرمان خاوند سے
ایک دم توقف نہین کرتا ہی اور بمجرد حکم کے امتثال کرتا ہے اور اس بیان مین بڑی تاکید نکلی اس
امر کی کہ جناب اُس کی پاک ہی فرزند بنانے سے اس واسطے کہ جسکو اس مرتبہ کی قدرت حاصل ہو اُسکو
کیا حاجت ہی کہ مانند اور جانورون اور آدمیون کی اُسکے فرزند ہون اور پرورش اُن کی کرے
اور حاجت جماع اور حمل اور رضاع اور فطام کی اُسکو ہو تعالی شانہ وعظم برہانہ اور جو لوگ کہ
ان معنی تمثیلی سے بے خبر ہین اور ظاہر لفظ کی طرف نظر اُنکی مقصود ہی بہت اشکالات کی تنگی مین اس
مقام مین گرفتار ہوئے ہین منجملہ اُن اشکالات کے ایک یہہ ہی کہ مخلوق مخاطب ساتھ کلمہ کن کے
کس وقت ہوتا ہی قبل وجود سے صلاحیت خطاب کی اُس کو نہین اور بعد وجود کے طلب وجود کے
ساتھ کلمہ کن کی کرنی تحصیل حاصل کی ہی اور بعض اشکال یہہ ہی اگر مخلوق جماد ہے تکلیف اُس کی
غیر معقول ہی اور بعض اشکال یہہ ہے کہ کلمہ کن کا قدیم نہین ہوسکتا ہی اس واسطے کہ مرکب
اجزاء غیر قارہ سے ہے اس سبب کہ پہلے کاف ہی اور نون اُسکے پیچھے ہے اور جسوقت کاف
زبان پر تھا نون اُسوقت نتھا اور جب یہہ کلمہ حادث ہوا محتاج ہوا طرف دوسرے کن کے وہکذا
فیلزم الدور والتسلسل اور بعض اشکال یہہ ہی کہ قادر مطلق اگر قطع نظر تکلم اس کلمہ سے کرین ایجاد اشیاء کا
کرسکتا ہی پس یہہ کلمہ محتاج الیہ نرہا اور محض لغو ہوا اور اگر نہین کرسکتا ہی پس قادر مطلق نرہا اور
بعض اشکال یہہ ہی کہ ہم اپنے حال کو قطعًا جانتے ہین کہ اگر ہزار بار اس کلمہ کو کہین بالکل ہیچ پیدائش
کسی فعل کے فعلون مین سے تاثیر نہین کرتا ہی پس حال ہر قادر مرید کا یہی ہی اور ان اشکالات کے جواب
دینے مین بڑی حیرت ہوئی ہی اور چپ و راست ہاتھ مارتے ہین مثلًا کہتے ہین کہ یہہ کہنا عام نہین کہ
ہر مخلوق مین پایا جاوے بلکہ خاص ہی ساتھ اُن شخصون کے کہ موجود ہوچکے ہین اور ایک حال سے
طرف دوسرے حال کے انتقال کرتے ہین مانند اُن آدمیون کے کہ حق تعالی نے اُنکو فرمایا ہے
کونوا قردۃ خاسئین اور یہہ بھی کہتے ہین کہ ھذا اللفظ امر الاحیاء بالموت وللموتی بالحیوۃ
یعنی یہہ لفظ امر ہے زندون کو ساتھ مرجانے کے اور امر ہے واسطے مُردون کے ساتھ زندہ ہونیکے
اور فخر الاسلام بزدوی نے کہا ہی کہ تکلم ساتھ اس کلمہ کے واسطے ایجاد کے نہین بلکہ اوپر وجہ

وَاِذَا قِيلَ لَهُمْ
اٰمِنُوا كَمَا اٰمَنَ
النَّاسُ قَالُوا اَنُؤْمِنُ
كَمَا اٰمَنَ السُّفَهَاءُ
اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ
السُّفَهَاءُ

جریان سنت الٰہی کی ہے واسطے اعلام ملاء اعلےٰ کے تاکہ جب اس کلمہ کو سنیں معلوم کر لیں کہ حق تعالےٰ
نے کسی شے کو پیدا کیا ہے اور اس قول کی تائید کی ہے ساتھ اُس چیز کے کہ حدیث صحیح میں ہے کہ
ان ربنا اذا قضی امرا سمعت الملٰئکۃ صوتا کانہ صلصلۃ علی صفوان الی آخر الحدیث
اور یہی کہتے ہیں کہ یہ امر تکلیفی نہیں تاکہ فہم خطاب کا اور وجود اور دوسری شرط درکار ہوں بلکہ
امر تسخیری ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ بعد تحقیق معنے تمثیلی کے یہ کلام تمام تکلفات باردہ سے بے پروا
ہوئی اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے عبدالرحمن بن سابط سے روایت کی ہے کہ ایک دعا کرنے والا بیچ
مسجد آنحضرت صلعم کے دعا کرتا تھا اس طرح سے کہ اللھم انی اسئلک باسمک الذی لا الہ الا
انت الرحمن الرحیم بدیع السموٰت والارض واذا اردت امرا فانما یقول لہ کن فیکون
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا کو سُن کر فرمایا کہ اس دعا کرنے والے کو خبر پہنچاؤ کہ دعا اس
کی ساتھ اسم اعظم کے واقع ہوئی اور مقبول ہوئی اور اب تک کہ مذکور ہوئے اقوال بیہودہ اہل
کتاب کے جنھے کہ دانا اُس کے مثل نادانوں کے ہوئے اور مشابہت اپنی عرب کے جاہلوں اور
مشرکین سے پسند کرکے بیہودہ گوئی کرتے ہیں وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنے اور کہتے ہیں وہ لوگ کہ
کچھ نہیں جانتے ہیں اہل کتاب اور مشرکین مکہ اور دوسرے بت پرست اور نہیں جانتے ہیں کہ
قابلیت ہمکلامی کے ساتھ عزوجل کے کیا شرط ہے اور کس شخص میں وہ شرطیں پائی جاتی ہیں کہ
اگر حق تعالےٰ کو ثابت کرنا رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تصدیق دعوی کی منظور ہے لَوْلَا يُكَلِّمُنَا
اللّٰہُ یعنے کس واسطے نہیں کلام کرتا ہے ہم سے خدائے تعالےٰ بالمشافہ کہ فلانے کو میں نے بھیجا ہے
اور وہ اپنے دعوے میں سچا ہے جھوٹ نہیں کہتا ہے جیسا کہ کلام کرتا ہے اللہ تعالےٰ ساتھ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ساتھ فرشتوں کے اور ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے اس واسطے کہ یہ طریق
سہل ہے واسطے حصول اس مطلب کے اور حکیم شخص جب قصد حاصل کرنے کسی مطلب کا کرے
اقرب طرق اور اسہل اُن کا اختیار کرتا ہے اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ یعنے کس واسطے نہیں آتی ہے روبرو
ہمارے علامت کہ بسبب اُس علامت کے لاچار ہو کر حقیقت اُس کی معلوم کریں جیسے کہ زمین مکہ
میں کہ بے آب محض ہے چشمے جاری ہو جاویں یا اُس زمین میں یکدفعہ باغ پیدا ہو جاویں یا آسمان
ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ہم پر گرے یا فرشتے صفیں کی صفیں ہمارے سامنے نمودار ہوں یا محمد کے واسطے

موضح القرآن
ولکن لا یعلمون
پر سمجھتے نہیں
اور جب کہیے ان کو ایمان لاؤ
جیسے ایمان لائے ہیں لوگ
تو کہیں کیا ہم ایمان لاویں
جس طرح ایمان لائے احمق
سنتا ہے وہی ہیں احمق
پر نہیں جانتے
وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا
وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ

گھر سونے اور چاندی کا پیدا ہووے یا محمدؐ آسمان پر جا کر ایک دفعہ کتاب ہمراہ اپنے لاوے کہ ہم اوسکو پڑہین اور منشا اس گفتگو اونکی کا جہل ہے اسواسطے کہ وہ نہین سمجھتے ہین کہ رتبہ ہمکلامی کا اللہ کے ساتھ بہت بڑا ہی اب تک اس مرتبہ کو نہین پہونچی بلکہ پہلا پایہ کہ ایمان ہے وہ بھی حاصل نہین اور مرتبہ خاص ملائکہ اور انبیا علیہم السلام کے واسطے ثابت ہے اور اوروں کو میسر نہین ہوتا ہے پس فرمایش ہمکلامی کی خدا کے ساتھ گویا فرمایش اسبات کی ہے کہ ہم سب کو اللہ تعالی انبیا یا فرشتے بنا دیوے اور یہ فرمایش ان نادانوں سے مستبعد نہین اسواسطے کہ کَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ یعنی ایسی ہی کہہ کر چلے گئے وہ لوگ کہ پہلے انکے تھے مانند گفتار انکی کی بے تفاوت اسواسطے کہ اوایل اور متقدمین انکی کی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت مین اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً وَّاجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ کہا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت مین هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ کہکر چلے گئے ہین اور دوسری امتون کے جاہل لوگون نے بھی پیغمبرون اپنے سے اس قسم کی فرمایشین کی ہین پس اگرچہ کفار اس زمانہ کے اور پہلے زمانہ کے کفار باعتبار زمان اور مکان اور قوت اور جسم اور طول عمر کی اختلاف بہت رکھتے ہین لیکن تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ یعنی ہمرنگ ہین دل انکی جیسے کہ پہلے کفار کے دلون مین شبہات واہیہ اور انکار معجزات پیغمبرون کا ہوتا تھا اس زمانہ کے کفارون کے دلون مین بھی واقع ہوتی ہین پس طلب ہمکلامی کی خدا کے ساتھ کہ ان مین پائی جاتی ہے صریح آثار جہل کے سے ہے حاجت جواب کی نہین اب ہم متوجہ ہوتے ہین طرف فرمایش علامت اور معجزہ کے پس جواب اسکا یہ ہے کہ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ یعنی تحقیق واضح اور روشن کردین ہمنے علامتین اور معجزات اس پیغمبر کے جیسے کہ انشقاق قمر اور سلام اور کلام کرنے حجر کے اور آجانا درخت کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے اور رونا ستون کی چوب کا بسبب فراق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تسبیح کرنی سنگریزون کے ہاتھ مبارک مین اور اوس کے یارون کے ہاتھ مین اور روان ہونے چشمی پانی کے انگلیون مبارک سے اور شکایت اونٹنی اور ہرنی کے اور دوسرے جانورون کے زبان کے روبرو آنحضرتؐ کے اور گواہی دینی سوسمار اور گرگ کے اوپر صدق دعوی اوسکی کے اور سیر ہو جانا لشکرون کا تہوڑے کہانے سے بسبب برکت آنحضرتؐ کے اور دور ہو جانا سخت

بیماریوں کا بسبب پُہنچانے ہاتھ کے اور نزول ہر ہر آیت کا اس کلام معجز نظام سے اوپر قلب مقدس اُسکے کی باوجود اُمّی ہونے اور حرف نہ پہچاننے کے وعلی ہٰذا القیاس لیکن یہہ تمام علامتین روشن اور معجزے ظاہر لِقَوۡمٍ یُّوۡقِنُوۡنَ یعنی واسطے اُن لوگون کے ہین کہ ارادہ حاصل کرنے یقین کا رکھتے ہین نہ واسطے اُن لوگون کے کہ تعصب اور عناد مین مشغول ہین اور ارادہ تعجیز کا کرتے ہین اور اگر ساتھ نظر تامل کے دیکھین جان لین کہ علامات اور معجزات پیغمبرون کے مین یہہ شرط نہین کہ موافق فرمائش منکرون کی آوے یا اضطرار کی حد کو پُہنچاوے یعنی لاچاری کے سبب سے یقین کرنا پڑے بلکہ اس طرح کی ایمان کی صحت مین خلل پیدا کرتا ہے اس واسطے کہ ایمان صحیح وہی ہے کہ اپنے اختیار سے ہو نہ اضطرار کے ساتھ البتہ بیچ علامات اور معجزات پیغمبرون کے اس قدر شرط ہے کہ قابل انذار اور تبشیر کے ہون اور یہہ بات اُن علامات اور معجزات مین کہ ہاتھ تیرے پر ظاہر ہوئی متحقق ہے اس واسطے کہ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ بِالۡحَقِّ یعنی تحقیق بھیجا ہے ہمنے تجکو ساتھ معجزات حقہ کے اور اوپر وجہ صواب کے اور ساتھ اُس چیز کے کہ مقتضاے حکمت کا ہے اور وہ یہہ ہے کہ تجھکو یہہ قدرت نہ دی کہ اُنکو بجبر مومن کرے اس واسطے کہ جبر کی صورت مین فائدہ ایمان کا حاصل نہوگا اور اس وقت ایمان اُن کا مثل ایمان فرعون اور ہامان کے ایمان یاس کا ہوگا بس چاہیے کہ حال تیرا اس سے تجاوز نکرے کہ بَشِیۡرًا یعنی بشارت دینے والا ہو تو ہر شخص کو کہ اپنے اختیار سے بے جبر اور اکراہ اور بغیر معائنہ عذاب کے تیری متابعت کرے وَّنَذِیۡرًا یعنی اور ڈرانیوالا ہو تو اُس کسی کو کہ اپنے اختیار سے تیری متابعت نکرے وَّلَا تُسۡـَٔلُ عَنۡ یعنی اور تجھسے پرسش نہوگی کہ منکرین تیرے کسواسطے راستی پر نہ آئے اور کس واسطے اُنھون نے عناد قبول کیا اگرچہ وہ منکرین اور معاندین داخل ہوے درمیان اَصۡحٰبِ الۡجَحِیۡمِ یعنی مصاحبان آگ جلانے والے کے ہان اگر تجھکو قدرت اس بات کی ہم دیتے کہ جبر سے ایمان قبول کرا دے اور پھر یہہ لوگ اوپر انکار اور عناد اپنی کے باقی رہتے البتہ تجھسے پرسش ہوتی کہ کس واسطے ان کو ایمان پر نہ لایا تو باقی رہین اس جگہہ چند بحثین اول یہہ کہ فرق تشابہ اور تشبیہ مین کیا ہی اور اس آیت مین لفظ تشابہ کا کس واسطے اختیار فرمایا جواب اس کا یہہ ہے کہ دل کفار اس زمانہ کے اور دل پہلے زمانہ کے کافرون کے یکسان تھے کچھ انکے درمیان مین فرق نہ تھا واسطے اثبات برابری کے لفظ تشابہ کا مناسب ہوا بخلاف تشبیہ کے کہ دلالت اوپر مخالفت مرتبہ

موضح القرآن

فی طغیانہم یعمہون
خدا ٹھٹھا کرتا ہے یعنی کا بدلا دیگا
سزا دینے والا ہے ان کو
اور ڈھیل چھوڑتا ہے انکو
شریری اور گمراہی مین
حیران بہکے ہوے یعنی
جبتک انکی عذاب کا وقت
نہ آوے تب تک ڈھیل ہے جو
اپنے زور مین خیال مین
اولٰئک الذین اشتروا الضلالۃ بالہدی فما ربحت تجارتہم وما کانوا مہتدین
یہ لوگ جن کا بیان کیا وہی ہین

مشتبہ اور مشتبہ کی کرتی ہے اسی واسطے شعرا کو جس وقت بیان برابری اور مساوات کا منظور
ہوتا ہے تشبیہ سے عدول کر کے لفظ تشابہ کا لاتے ہین چنانچہ کہنے والے نے کہا ہے ؎
رق الزجاج ورقت الخمر * فتشابہا وتشاکل الامر * فکانما خمر ولا قدح * وکانما قدح ولا خمر
دوسری بحث یہ ہے کہ بیچ آیت قد بینا الآیات لقوم یوقنون کے ظاہر مین اشکال وارد
ہوتا ہے اس واسطے کہ اہل یقین کو بیان کرنے کی کیا حاجت ہے بلکہ بیان واسطے اہل تردد
اور شک کے چاہیے اہل یقین کے روبرو بیان کرنا تحصیل حاصل کی ہے جواب اس کا
عین تفسیر مین گزرا کہ مراد اہل یقین سے وہ آدمی ہین کہ مستعد حصول یقین کے اور درپے تحصیل
اس کی کے ہین نہ وہ آدمی کہ جنکو بالفعل یقین حاصل ہے تیسری یہ ہی کہ بیچ قرأت نافع اور یعقوب
کے لفظ ولا تسأل عن اصحب الجحیم بصیغۂ نہی حاضر کے آیا ہی اور اکثر مفسرین نے معنی اسکے
اس طرح بیان کئے ہین کہ اشارت کر حال دوزخیون کے سے کہ نہ زبان تحمل بیان اسکی کا رکہتی
ہے اور نہ گوش طاقت سننے اسکے کی اور مراد اس نہی سے بیان کرنا شدت عذاب دوزخیون
کی ہے لیکن عبد الرزاق اور ابن جریر نے محمد بن کعب قرظی اور داؤد بن ابی حاتم سے
روایت کی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن فرماتے تھے کاش جان لون مین کہ
انجام والدین میری کا کیا ہوا حق تعالی نے یہ آیت بھیجی انا ارسلنک بالحق بشیرا و نذیرا
ولا تسأل عن اصحب الجحیم من بعد آن حضرت صلعم نے کبھی مذکور اپنی والدین کا نفرمایا یہانتک
کہ انتقال فرما گئے اور شیخ جلال الدین سیوطی رح نے بعد ذکر ان دو روایتون کے کہا ہی کہ باوجود ارسال
سند کے اسناد انکی ضعیف بھی ہی اور باوجود اسکے سیاق کلام کے ساتھ بھی چندان چسپان نہین
واللہ اعلم اور اگر کسی کے دل مین یہ خطرہ گزرے کہ اگر علامات اور معجزات اس پیغمبر کے کہ
واسطے بشارت اور انذار کے بھیجے گئے ہین مانند علامات اور معجزون دوسرے پیغمبرون کی صلاحیت
بشارت اور انذار کے رکھتے تھے ضرور ہے کہ ان علامات اور معجزات کو اہل علم اور کتاب اللہ کے جاننے
والے پسند کرنے کو جاہل اور نافہم انکار اور عناد کی راہ چلین لیکن علامات اور معجزات
اس پیغمبر کے اہل کتاب کہ یہود اور نصاری ہین بھی قبول اور پسند نہین کرتے ہین پس واسطے
دفعہ اس وسوسہ کے جان کہ قبول نکرنا معجزات تیرے کا کہ یہود اور نصاری سے وقوع

مین آیا اس سبب سے نہین کہ علامات اور معجزات مین کچھہ قصور ہے بلکہ اس جہت سے ہی کہ یہ دو نوگروہ تجھسے راضی نہین ہین اور محض تعصب اور عناد کا پردہ اونکی بصیرت پر آگیا کہ معجزات تیرے کو سچا سمجھین اور اگر تو چاہے تو اونکو اپنے ساتھہ رضامند کرے ہرگز یہ بات ہرست نہین آلی ہے وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى یعنی اور ہرگز راضی ہونگے تجھسے یہودی اور نہ نصاریٰ تاکہ معجزات تیرے کو قبول کرین اسواسطے کہ یہ دونون اپنے تئین اہل علم جانتے ہین اور خلائق کے نزدیک یہہ بات مشہور ہے کہ کتب الٰہیہ انہین کے پاس ہین پس اس سببسے یہ امر چاہتے ہین کہ جو کوئی ہمارے سوا ے جہان مین ہے تمام ہمارے تابعدار ہین اور ہم سب کے متبوع ہون پس تجھہ سے کس طرح راضی ہونگے کہ تو اونکو اپنا تابع بناتا ہے البتہ یہ لوگ راضی ہونگے حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ یعنی یہانتک کہ پیروی کرے تو مذہب منسوخ اونکے کی اور دین اور آئین اور تراشے ہوے اونکے کی اور یہہ امر ہرگز تجھسے وقوع نہوگا بلکہ اونکو اس خیال خام اور طمع کاذب سے ناامید کر قُلْ یعنی کہہ کہ پیغمبر کو لائق نہین کہ کسی چیز کی پیروی کرے سواے ہدایت الٰہی کے اِنَّ هُدَى اللّٰهِ یعنی تحقیق ہدایت خدا کی ہر زمانہ مین هُوَ الْهُدٰى یعنی وہی ہدایت ہے کہ پیغمبر اوس زمانہ کے لائے ہین اور سواے او ن ہدایتون کے اور ہدایتین اگرچہ قبل نسخ سے ہدایت تہین لیکن بعد نسخ کے ہدایت نہ رہین بلکہ منجملہ خواہشات نفسانی سے ہوئین وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ یعنی اور اگر بالفرض تبعیت کرے تو خواہشون نفسانی اونکے کی بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ بعد اس کے کہ آیا تیرے پاس علم قطعی ساتھہ اسبات کے کہ اس زمانہ مین انحصار ہدایت کا اوسی مین ہے جس ہدایت کو تو لایا ہے اور سواے اوس ہدایت کے سب منسوخ ہین مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ یعنی نہین ہے واسطے تیرے عذاب خدا کی سے کوئی دوست کہ بسبب سعی اور تلاش اپنی کے تجکو اوس سے رہائی دی وَلَا نَصِيْرٍ یعنی اور نہ یاری دینے والا کہ زور سے اوس عذاب کو دفع کرے یہانتک کہ موسیٰ اور عیسیٰ کہ بسبب متابعت ملت اپنی کے حمایت تیری نہین کر سکتے اور معہذا تمام کتاب کے اوپر انکار تیرے کے متفق نہین ہین اور معجزات تیرے کو رد نہین کرتے ہین بلکہ اہل کتاب خواہ یہود ہون خواہ نصاریٰ دو قسم ہین ایکقسم اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یعنی وہ آدمی ہین کہ دی ہمنے اونکو کتاب اور حقیقت مین قدر کتاب کی وہی جانتے ہین اور اوس کے معنی کو سمجھتے ہین اور وہ لوگ ایسے ہین کہ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ

یعنی پڑھتے ہیں اوس کتاب کو حق تلاوت اوسکی کا بغیر تحریف لفظی یا معنوی کے اور ساتھ محافظت حروف
اور کلمات اور تصدیق محکمات اور متشابہات کی اور نہایت احتراز کرتے ہین تغیر مدلولات کے سے
باوجود غور اور تامل کرنے کے بیچ تقریر اور سمجھنے مرادات اور اشارات اوسکے کے اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ
بِهٖ یہ گروہ اہل کتاب کا البتہ ایمان لاتا ہے ساتھ اوس حق کے کہ ہمراہ تیرے ہمنے بھیجا ہے اور ساتھ
اوس علم اور ہدایت کے کہ اوپر دل تیرے کے ہمنے نازل کیا ہے بلکہ ایمان اونکا ساتھ اس حق
منزل کے عین ایمان کا ساتھ کتاب اپنی کی ہے اور اون کے واسطے یہی بات کافی ہے کہ کمال
معجزات تیرے کا اعتقاد کرتے ہین اور صلاحیت بشارت اور انذار کی تیرے اندر جانتے ہین
وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ یعنی اور جو کوئی کافر ہوتا ہے ساتھ اس حق منزل کے اور وہ دوسری قسم سے
اہل کتاب کی فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ یعنی پس وہی گروہ ہین زیانکار کہ ایمان بھی ساتھ
اس حق منزل کے اونکے ہاتھ سے گیا اور اپنی کتاب کے ساتھ بھی اون کو ایمان نہوا اور دنیا سے
بھی بے بہرہ ہوئے اس سبب سے کہ مقتول اور مقید ہوئے اور جلا وطنی ہونا اولاد کا پیش اون کے آیا اور
آخرت مین بے نصیب ہے کہ بسبب کفر اور عناد کے قعر دوزخ مین جاے اونکی ہوئی پس اگر یہہ لوگ باوجود
کمال خسارت اپنی کے بیچ معجزات اور علامات پیغمبری تیری کے شکوک اور شبہات وارد کرین اور
اونکو قبول نہ رکھین کچھ اندیشہ کا مقام نہین کہ حقیقت مین اہل کتاب مین سے یہ لوگ نہان ہین گو
ظاہر مین مثل حمار کے حامل اوسکے ہون مصرعہ کہ نکتہ دان نشود کرم گر کتاب خورد + باقی رہین اس
جگہ چند بحثین کہ واجب التعرض ہین اول یہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بعد ظاہر ہونے دلائل اور
روشن ہونے براہنون کے تقلید باطل ہے اسواسطے کہ اتباع ہوا کا بعد علم آنے کے ہے اور یہی
سبب ہے کہ عالم مجتہد کو تقلید غیر کی حرام ہے دوسرے یہ کہ اس آیت سے یہ بھی نکلتا ہے کہ اگر معلوم
ہووے کہ فلانا شخص یہ حرکت نہین کریگا لیکن اوس شخص کو منع کرنا اور خوف دلانا بدانجامی اوسکی سے
موافق حکمت کے ہے چنانچہ یہ بات معلوم تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اتباع اہل ہوی کا
وقوع مین نہ آوے گا اور باوجود اسکے وعید سخت اوسکے اوپر فرمائی اور یہی تبلیغ کی اور مانند
اسی آیت کے آیت دوسری ہے لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ
اور تیسرا اس مین یہ ہے کہ شاید علم الٰہی مین باز رکھنے والا اوس فعل سے بھی تاکیدات

بلیغہ اور تخویفات ہائلہ ہوتی ہیں یا بسبب ان تاکیدات کے عصمت انکی قوی تر و زیادہ ہو جاوے اور یہہ سبب بھی ہی کہ ایسی بڑی تاکیدیں اس واسطے کرتے ہیں کہ عصمت انکی قوی ہو جاوے اور یہہ بھی سبب ہی کہ ایسی ایسی تاکیدیں معصومین کے حق میں اسواسطے ہوتی ہیں کہ امت کے لوگون کو زجر شدید حاصل ہو اور جانیں کہ صاحب ان مراتب عالیہ کے اگر مصدر ان افعال کے ہوویں اُن کے واسطے یہہ برائی موجود ہی ہمنے اب تک کہ وادی اول بھی ایمان کا طے نہین کیا کس طرح مطمئن ہوں حاصل یہہ ہی کہ یہہ معاملہ عکس اُس معاملہ کا ہی کہ ابو لہب کو کافر جانتے ہین اور ایمان لانے مین ترغیب فرماتے ہین اور ساتھ نیک وعدون کے اُس کو طامع کرتے ہین تاکہ حجت پوری ہو جاوے اور عذر کی گنجائش نرہے اس جگہہ سے معلوم ہوا کہ علم الٰہی بسبب اس بات کی باطل نہین کرتا ہے اس واسطے کہ اُس کے علم مین سلسلہ اسباب اور مسببات کا ترتیب وار متحقق ہے پس علم اللہ تعالیٰ کا موکد سببیت اسباب کا ہے نہ مبطل اُسکا اور بسبب دریافت اسی سر کے علم انبیاء اور وارثین انبیاء کا ممتاز ہے مجذوبون کے علم سے کہ اُنھون نے مسببات کو واجب الوقوع جانکر ہاتھ طلب اور تلاش مبادی اور اسباب کی سے دھویا ہی اور دروازہ تسبیب کا اپنے منہ پر باندھا ہی بخلاف انبیاء کے کہ ہمیشہ مزاولت اسباب کی کرتے ہین اور ترک اسباب سے نہی فرماتے ہین اُنھون نے قدرت اللہ تعالیٰ کی دیکھی اور حکمت الٰہی سے کہ رابطہ ہر سبب کے ساتھ سبب اُسکے کی ہی چشم پوشی کی اور یہہ لوگ دونون کارخانے ملاحظہ کرتے ہین اور رعایت دونون جانب کی منظور نظر رکھتے ہین تیسرے یہ کہ اس سورہ مین اس جگہہ بعد الذی جاءک من العلم واقع ہوا ہے اور سورہ آل عمران مین فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم مذکور ہوا ہے اور بھی اسی سورہ مین بیچ مقدمہ نسخ قبلہ کے من بعد ما جاءک من العلم اور سورہ رعد مین بعد ما جاءک من العلم واقع ہوا پس بیچ ادا کرنے اس مراد کے کبھی لفظ من کا لاتے ہین اور کبھی ترک کرتے ہین اور کبھی الذی فرماتے ہین اور کبھی لفظ ما کا لاتے ہین اس تفنن مین کیا نکتہ ہے اور اقتضاء ہر مقام مین ان عبارتون کو کس اعتبار سے ہے جواب اس کا یہہ ہی کہ کلمہ الذی مے کا لفظ ما کی نسبت سے تعریف مین زیادہ قوی ہے اس واسطے کہ یہہ کلمہ کبھی منکر نہین ہوتا ہے اور صلہ اس کا واجب ہے بخلاف ما کے کہ کبھی نکرہ بھی ہوتا ہی اور یہہ بھی ہی کہ کلمہ من کا دلالت اوپر تبعیض کے کرتا ہے

موضح القرآن

نہ نون کی نرا ور اور کچھ ... بیشک ... اپنا ... بہتر ... کی ... بانٹن اُن کی رہی ہی ... بادل ... گرجتا ہوا اور بجلی ... من ... سے ... کرکے ...

جس وقت لفظ بعد کے اوپر داخل ہو دلالت اوپر توقیت وقت و تعیین اُسکی کرتا ہی اور لفظ البعد کا
بدون من کے دلالت اوپر شروع اور اوقات استیعاب اوقات کی رکھتا ہی جب کہ یہ دونوں قاعدے
معلوم ہوئے مناسبت ہر مقام کے ساتھ اُس عبارت کی کہ اُس جگہہ اختیار فرمائی ہی بسہولت نکل سکتی ہے
مثلاً اس جگہہ علم سے مراد ہدایت الٰہی ہے کہ شامل ہے تمام اُمور دینیہ کو یعنی عقائد ذات اور صفات
اور نبوات اور معاد اور شرائع اور احکام اور یہہ علم دو کمال رکھتا ہے اول کمال عموم کا دوسرا
کمال استمرار کا کہ ابتدائے زمانۂ بعثت سے آخر تک باقی ہے بغیر تغیر اور تبدل کی پس لفظ الذی کا کہ
تعریف میں زیادہ تر ہے مناسب ہوا واسطے افادہ تعریف اُس علم کے اور لفظ من کا کہ واسطے ابتدا
غایت کی ہے مناسب نہوا اس واسطے کہ یہہ علم موقت ساتھ کسی وقت کے نہیں تا ابتدائے غایت
اُسکے کی بیان کیجاوے پس عبارت بعد الذی جاءك من العلم لائق اس مقام کے ہوئے اور قبلہ
کے مقدمہ میں مراد علم سے علم خاص ہے کہ متعلق ساتھ امر قبلہ کے ہے اور وہ علم سابق نہ تھا بلکہ سابق
اُس سے علم دوسرا تھا کہ استقبال بیت المقدس کو مقتضی تھا پس اُس جگہہ لفظ من بعد ما جاءك
من العلم چسپان ہوا اور ایسے ہی سورۂ آل عمران میں مراد علم خاص ہی متعلق ساتھ
امر قول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اور وہ علم بھی موقت بعد گفت وگوے وفد نجران کے
نازل ہوا پس اُس جگہہ بھی یہی عبارت مناسب ہوئی اور سورۂ رعد میں ہر چند مراد علم خاص ہے
متعلق ساتھ نزول حکم عربی کے کہ عبارت قرآن سے ہی لیکن وہ علم بھی مانند علم ہدایت اور دین کے
موقت نہیں بلکہ ابتدائے زمان بعثت سے اخیر تک مستمر اور باقی ہی پس باعتبار خصوصیت علم کے لفظ
ما کالائے کہ اُسکی تعریف میں قصور ہے اور ایک نوع کا ابہام اسی سے ٹپکتا ہے اور باعتبار استمرار
اور دوام اُسکے کے لفظ من کو حذف کیا تا کہ اشارہ ہو طرف اس بات کے کہ خاص مانند عام کے
مستمر اور دائم ہے اس کے واسطے ابتدا نہیں واللہ اعلم باسرار کلامہ چوتھی یہہ کہ پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم قطعاً معصوم ہیں پس اتباع خواہشات کفار کا اُنسے قطعاً منتفی ہے اور جو شرط کہ
مجزوم العدم ہے محل استعمال لو کا ہے نہ محل استعمال ان کا حرف ان کا اس جگہہ کس واسطے
لائے جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ خطاب ساتھ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر وجہ تحقیق کی نہیں کہ
قطعیت وقوع شرط یا انتفا شرط کی اُس میں رعایت کی جاوے اور الفاظ شرط کی سنے

جوکہ مناسب ان دو شق کے ہون اختیار کیا جاوے بلکہ جملہ شرطیہ سجگہہ واسطے فرض محال کے ہے اور
مقام فرض مین وقوع شرط مین شک ہوتا ہے اور ایسی جگہہ استعمال لفظ ان کا کیا جاتا ہے اور اسیواسطے
ترجیح مثل ان کان زید حمارًا فھو ناھق لفظ ان کا مستعمل ہوتا ہے نہ لفظ لو البتہ اگر خطاب اوسے
وجہ تحقیق اور بیان واقع کے ہوتا بسبب قطعیت انتفاء شرط کے استعمال لو کا متعین ہوتا مانند
لَوْ کَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا اور جبکہ وہ بات نہین ہے استعمال لو کا ہی نکیا پانچوان
یہ کہ حق تلاوت کلام اللہ کا کیا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ درباب ادای حق تلاوت کے چند چیزون کا
اعتبار ہے چنانچہ عین تفسیر مین اشارہ اوسکی طرف گذرا لیکن تفصیل ان چیزون کی روایات صحیحہ مین
وارد ہے منجملہ اونکے یہہ ہے کہ حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اونہون نے تفسیر
حق تلاوت مین فرمایا ہے یُحِلُّوْنَ حَلَالَهٗ وَیُحَرِّمُوْنَ حَرَامَهٗ وَلَا یُحَرِّفُوْنَهٗ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ
یعنی حلال کرتے ہین حلال اوسکی کو اور حرام کرتے ہین حرام اوسکی کو اور نہین تحریف کرتے ہین اوسکو
موضع اوسکے سے اور منجملہ اوسکے یہہ ہے کہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کی ہے
کہ اونہون نے فرمایا یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اَیْ یَتَّبِعُوْنَهٗ حَقَّ اِتِّبَاعِهٖ یعنی تابع ہوویں اوسکے حق
اتباع اوسکے کا ثم قرء ابن عباس رض والقمر اذا تلٰھا یقول تبعھا اور منجملہ اونکے یہہ ہے کہ روایت
کی ابن ابی حاتم نے حضرت امیر المومنین عمر فاروق رض سے کہ اونہون نے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا
اذا مر بذکر الجنة سأل اللہ الجنة واذا مر بذکر النار تعوذ باللہ من النار یعنی
حق تلاوت کا یہ ہے کہ جب گذرے اوپر ذکر بہشت کے خدا سے اوسکو سوال کرے اور جب
گذرے اوپر ذکر آگ کے پناہ مانگے اوس سے ساتھ خدا کے اور خطیب نے بیچ کتاب الرواۃ
کے مالک سے ساتھ روایت ابن عمر رض کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے کہ
فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حق تلاوت کلام اللہ کا یہہ ہے کہ حلال اوسکے کو حلال
مقرر کرے اور حرام اوسکے کو حرام جانے اور پڑھے اوسکو جیسے کہ نازل ہوا ہے اور کلمات اوسکی
کو تحریف نکرے اور معانی اوسکے تاویل فاسد نکرے اور احکام اوسکے کو بپاس خاطر دنیا وارونکے
پوشیدہ نکرے اور منجملہ اونکے ہے روایت ابن جریر اور وکیع کی حسن بصری رض سے کہ اونہون نے
کہا کہ حق تلاوت کلام اللہ کا وہ ہے کہ ساتھ محکمات اوس کے کے ایمان

ایمان لاوے اور موافق اوسکے عمل کرے اور اوپر متشابہات اوسکے کے ایمان لاوے اور جس چیز کا
سمجھنا اوسپر مشکل ہوا اوسکو مفوض عالمون کے کرے اور نہیچ رد اور قبول اور تاویل اور تمثیل کے ساتھ
عقل اپنے کی دخل نکرے اور اسجگہ سے معلوم ہوا کہ حقیقت مین اہل کتاب وہی اشخاص ہین جنہون نے
تلاوت کتاب کے ساتھ اس روش کی لازم پکڑی ہے اور نفسانیت اور تعصب خاندان اور قوم
یا محافظت وضع اور آئین اپنی کے تئین حجاب معرفت کا نہین کیا ہے نہ وہ لوگ جنہون نے
کتاب کو وسیلہ نخوت اور تکبر کا کیا اور مثل سگ گزندہ کے ہر کسی سے لپٹتی ہین اور نہیچ حجاب
خود بینی اور غرور کے گرفتار ہین اور دعوی اس بات کا کرتے ہین کہ ہم سب لوگون کے متبوع ہین
پھر بار دوسری تمکو خطاب کرتے ہین ای بنی اسرائیل جیسے ابتدا کلام مین تمکو خطاب کیا تھا اور کہتے ہین ہم
یَا بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ یعنی ای بنی اسرائیل تمکو ایسا زعم ہوگیا ہے کہ ہم سب کے متبوع ہین اور تمام خلایق
ہمارے تابع رہے یہانتک کہ جو تمام رسولون سے افضل رسول اور کامل سب سے ہین اونکو بھی تکلیف
متابعت اپنے کی دیتے ہو اور یہ نہین سمجھتے ہو کہ ایسی شان اور مرتبہ تمکو کس طرح حاصل ہوا اُذْکُرُوْا
نِعْمَتِیَ الَّتِیْ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ یعنی یاد کرو تم اوس نعمت کو جو تمکو ہمنے عطا کی اور اوسکی سبب سے
یہہ دعوے بینے جوڑے تمکو یاد آوے وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ اور یاد کرو اسکو کہ تحقیق
مینے بزرگی دی تھی تمکو سارے جہان پر اور جو چاہون مین اوس بزرگی کو تم سے چھین لون
اور دوسرے کو بخشدون کچھ یہہ بزرگی اصلی اور ذاتی تمہاری نہین کہ تم سے جدی نہ ہو سکے
پس حق اوس نعمت کا اور خوبی اوس فضیلت کی یہہ نہین کہ تم آیتون اور رسولون ہمارے کو
نمانو اور بسبب انکار کے ناشکری نعمتون میری کی کرو وَاتَّقُوْا یعنی اور ڈرو تم اس مقدمہ مین یَوْمًا
لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ یعنی اوس دن سے کہ کام نہ آوے گا کوئی نفس کامل تمکو بسبب نسبت رکھنے کے
ساتھ اوسکے فضیلت اور بزرگی حاصل ہوئی ہو خواہ نسبت ظاہری مثل یعقوب علیہ السلام کے اور
خواہ نسبت معنوی مثل نفس موسی اور ہارون علیہما السلام کے عَنْ نَّفْسٍ یعنی کسی نفس سے گو وہ
نفس اپکو تابع اور منسوب اوس نفس کا جانے اگر خدا اور رسولون اوسکے کے اطاعت نہین کی اور
انکار کیا ہے شَیْئًا یعنی کچھہ کام آتا کہ تھوڑا اسا عذاب کم کرا دے یا کچھہ تخفیف حساب مین
اوسکی سعی سے ہو جاوے وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ یعنی اور ہرگز قبول نہ کیا جائیگا

اس نفس سے کچھ عوض کہ بابت رہائی تا بع اپنی کے داخل کرے اگرچہ تمام اعمال نیک اپنے فدیہ سکا کرے
وَلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ یعنی اور کچھ نفع نہ دیگی اُس کو شفاعت اور سفارش کرنی ایسے تابعین کے حق
مین جو آیات اللہ اور رسولون کے منکر ہین گو اورون کے حق مین نافع ہووے گا وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ
یعنی اور نہ وہ یاری دیئے جاوینگے اس بات مین جناب الہی سے اگر مواخذہ حقوق تلفی مین
کہ کسی نے حق اُنکا تلف کر لیا ہو یا یاری دیئے جاوینگے بموجب اس آیت کے اِنَّا لَنَنْصُرُ
رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ یعنی البتہ ہم مدد کرینگے
رسولون اپنے کی اور ایمان والون کی بیچ زندگانی دنیا کے اور دن قیامت کے اور احتمال
ہے کہ ضمیر منہا اور تنفعہا اور ہم کی دوسری نفس کی طرف کو راجع ہو یعنی جو کہ گرفتار
عذاب کا ہے اور معنی آیت کے موافق اُسکے ظاہر اور روشن ہین چنانچہ پوشیدہ نہین
ہے باقی رہی اس جا چند سوال جواب طلب اول سوال کہ یہہ آیت بعینہا بیچ ابتداء قصہ
بنی اسرائیل کے گزری اعادہ اُسکے سے اسجگہ کیا غرض واقع ہوئی جواب اسکا یہہ ہے کہ ذکر
اُس مضمون کا اول حصہ مین واسطے یاد دلانے نعمتون کی تھا تا کہ کفران اُن نعمتون سے احتراز
کرکے راہ شکر اور طریق حق شناسی منعم کے اختیار کرین اور ذکر اس مضمون کا بیچ تتمہ قصہ کے
واسطے باطل کرنے دعوے اُنکے کی ہے کہ اپنے تئین متبوع مقرر کرکے درخواست متابعت اپنی کی
افضل المرسلین سے کرتے تھے اس واسطے کہ جب نعمت الہی کو اپنے حق مین یاد کرینگے اور یہہ
بات بھی تصور کرینگے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو بزرگی تمام جہان پر عطا کی سو اس سے معلوم
کرینگے کہ منشاء اس دعوے کا کوئی چیز ذاتی ہماری نہین اور نہ بزور نسبت اور نسب اپنے
بزرگون کے سے پائی ہے اور ایک دن ہمارے لیئے درپیش ہے کہ اُس دن مین کوئی نسبت
اور نسب کام نہ آوے گا بدون متابعت طریقہ حق کی پس کسی کار کی نہین ہوگی اور کوئی
راہ نجات کی نظاہر ہوگا اور بعضے مفسرین نے کہا ہے کہ صدر قصہ مین غرض لانے اس
آیت سے وہ تھی کہ اجمالاً جمیع نعمتون الہی کو جو حق بنی اسرائیل کے ہین یاد دلا کر شکر
اُسکا درخواست کرین اور اس دن سے کہ نسبت اور نسب بزرگان سلف کا کسیکے کام نہ آوے
ڈراوین بعد ازان تقسیم اُن نعمتون کی بحسب اوقات اور اشخاص اس فرقہ کے ساتھ

شیوع تمام کے بیان کی بطریق تحریر اجمال اور تفصیل جمع وخرچ اہل حساب کے آخر اس قصہ مین بھی
اعادہ کرنا اسی مضمون کا مناسب ہوا پس لانا اس آیت کا اول اور آخر اس قصہ طویلہ کے اُس
قبیل سے ہی کہ اہل حساب ورسیاق کہ اوّل فرد جمع اور خرچ کے بطریق یادداشت تحریر کرتے مین
کہ جمع اس قدر تھی اور خرچ اس قدر ہوا بعد اسکے تفصیل اور تقسیم تاریخوار اور بابت کے کرتے
مین جو حساب سے فارغ ہوتے مین پھر اسی جمع خرچ کو خلاصہ کرکے اعادہ کرتے مین دوسرے
وہ کہ اس آیت مین بہ نسبت آیت گزشتہ کے تین چیز مین تفاوت واقع ہوا اول وہ کہ
آیت سابقہ مین لا یقبل منہا شفاعۃ فرمایا ہے اور اس آیت مین لا تنفعہا شفاعۃ
دوسرے وہ کہ آیت سابقہ مین لا یؤخذ منہا عدل فرمایا ہی اور اس آیت مین لا یقبل منہا عدل
تیسرے وہ کہ آیت سابقہ مین شفاعت مقدم فرمائی ہی اور اس آیت مین نفی فدیہ کی مقدم فرمائی
نکتہ اس تفاوت کا کیا ہی جواب اسکا یہہ ہے کہ بعضی نکات ہین تغیر اسلوب کے آیت سابقہ کی
گزری یاد کرنا چاہیئے اور جو کہ حاضر الوقت ہے یہہ ہے کہ شفاعت کا سودمند ہونا دو چیز پر
موقوف ہی اول یہہ کہ شفاعت بذات خود نافع ہو نہ مضر دوم یہہ کہ وہ شفاعت جسکے روبرو
لیجاوین قبول بھی ہو کیونکہ ظاہر ہی کہ اگرچہ شفاعت بذات خویش نافع ہو جیسا کہ دینا مال کا یا خلاص کرنا
قید سے مگر وہ شخص اُس شفاعت کو قبول نہ کرے کچھ فائدہ اُس شفاعت مین نہ ہوگا
اور لغو محض ہوگی اور ایسی ہی اگرچہ شفاعت مقبول ہو لاکن وہ بذات خود مضر ہو مثل
شفاعت چور کی روبرو حاکم کے تو اُس کو سزا پہنچاوے وہ شفاعت بے نفع محض ہے
پس ایک جا نفی قبول کی فرمائی اور ایک جا سلب نفع کیا تاکہ دونو طرح کے انتفاع کی نفی
ہو جاوے اور تحقیق اُس کی یہ ہے کہ انبیا اور علما کے اُس دن مین شفاعت ہوگی لیکن
شفاعت عامہ انکی کہ بمنزلہ بیان قاعدہ کلیہ کے ہے مثل اغفر الذین امنوا وعملوا الصلحت
یا ربنا اغفر لمن تبعنی ولمن عصانی اور مثال اسکی ہرگز کافرون کے کام نہ آوے گی
اگرچہ مقبول ہوگی اور شفاعت خاصہ اُنکے حق مین ہرگز کافر کی مثل شفاعت ابراہیم علیہ السلام
کی بیچ حق آزر کے مقبول نہوگی پس دونون وجہ کی شفاعت اسلاف کی سے انکو نا اُمید کیا
لاکن تخصیص آیت اولی کے ساتھ نفی قبول کی اور اس آیت کے ساتھ نفی نفع سے کے

پس اس سبب سے ہے کہ ماسبق آیت اولیٰ مین ذکر کفر کا تصریح کیا ہے وَلَا تَكُونُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ پس نفی قبول کی اوس جا مناسب تر ہوئی اور نیچ ماسبق اس آیت کے ذکر انتساب اور اتباع کا ہے کہ اوسکو وسیلہ شفاعت متبوعین اور منسوب الیہم اپنے کا جانتے ہین پس نفی نفع کی اسجا چسپان ہوئی گویا ایسا فرمایا کہ ہر چند شفاعت انبیا اور اسلاف تمہارے کے حق مین تابعین اور منسوبین اپنے کی مقبول ہے لاکن باوجود کفر تمہارے کے نافع نہوگی کہ تم اونکے تبعیت سے خارج ہوئے کہ اور یہی ذکر عدل مین اخذ اور قبول مین ملازمت نہین ہے بلکہ جدا جدا ہو سکتی ہین کیونکہ جائز ہے کہ اخذ ہو لیکن بطریق تردد کے کہ رد کردن یا قبول کردن اور قبول نہوا اور ایسے ہی جائز ہے کہ قبول ہو اور اخذ نہو بلکہ بعد قبول سے اخذ نہ کرین اور آیت اولیٰ مین جو نفی قبول شفاعت کے سابق گذری ہے اور غالبًا دنیا مین جو شفاعت قبول نہین کرتے ہین غرض اخذ عوض ہوتا ہے اوسکو ساتھ لفظ اخذ کے نفی فرمایا کہ یہ توہم بھی دور ہو جاے اور اس آیت مین جو نفی شفاعت کی سابق نہین ہوئی عوض کو ساتھ لفظ قبول کے نفی فرمایا کہ اوس جا دینا عوض کا مقبول بھی نہ ہوگا چہ جاے اخذ کے کسواسطے کہ اخذ بعد قبول کے ہے لیکن وجہ تقدیم و تاخیر شفاعت و عوض کی پس یہ ہے کہ ابتداے حادثہ مین شفاعت کو عوض دینے پر مقدم کرتے ہین اور جو حادثہ امتداد قبول کرتا ہے اور استمرار پکڑتا ہے دینے عوض کو اوپر شفاعت کے مقدم کرتے ہین اور آیت اولیٰ مین ابتداء حادثہ ہے اور اس آیت مین انتہا اوس کا اور اللہ داناتر ہے ساتھ اسرار اون کمال اپنے کی اور اکثر مدار فرق کا اسلوب دونو آیتون مین ایک غرض ہے کہ جسکے لئے کلام لایا گیا ہے اسواسطے کہ آیت سابق مین غرض تحریص بنی اسرائیل کے اوپر متابعت اس پیغمبر علیہ السلام کے ہے اور ترک افعال شنیعہ کا مثل تحریف کتاب اور حق کو ساتھ باطل کے ملا دینا اور پوشیدہ کرنا لغت پیغمبر علیہ السلام اور ترک صلوٰۃ و زکوٰۃ اور آدمیون کو امر ساتھ نیکی کے کرنا اور آپ موافق اوسکے عمل نکرنا اور دام طمع اور حرص مین گرفتار رہنا اور صبر نہ کرنا اور ملاقات خدا سے بے پروا رہنا اور نیچ اس آیت کی غرض دفع اون شبہونکی ہے کہ رسالت مین پیغمبر وقت کی کرتے تھے اور اپنے کو بالاترا تباع اوسکے سے دیکھتے تھے بلکہ آپ کو متبوع مطلق اور ناجی محض گمان کرتے تھے اور فضل اور بزرگی کو ذاتی اپنی جانتے تھے

اور بہشت اور نعیم آخرت کو بالذات واسطے اپنے سمجھتے تھے اور اسی واسطے بعد اس آیت کے بیچ اس مقام کے تذکیر نعمتون کا نہین فرماتے ہین بلکہ واسطے دفع خیال متبوعیت مطلقہ اور امامت اونکے کی کہ جڑ دشمنی اور کفر اونکے کی بھی خیال تھا ارشاد کرتے ہین وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ یعنی اور یاد کرو تم اوس وقت کو کہ بطریق آزمایش کے فرمایا ابراہیم علیہ السلام کو کہ بیٹا تارخ بن ناحور کا تھا اور تارخ کا آزر بھی لقب تھا ابراہیم علیہ السلام اوسکے گھر مین وقت سلطنت نمرود بن کنعان کے قصبہ کوتی مین کہ مضافات شہر بابل کا تھا بیچ ۱۰۹ سنہ استرہ سو نو سال تاریخ طوفان نوح علیہ السلام سے پیدا ہوئے اور طفولیت سے آثار رشد کے اون مین ظاہر ہوئے ساتھ باپ کے اور قوم اپنی کی بابت بُت پرستی کی بحث اور حجتین کین یہانتک کہ بتون کو توڑا اور قوم اوسکی نے مقام کینہ کشی مین چاہا کہ اونکو آتش مین جلا دین آتش بہت بھڑکائی اور اونکو اوس آگ مین ڈالا پروردگار اونکو صحیح و سالم اوس آگ سے باہر لایا پہر باپ اور قوم اونکی اونکی دشمن ہوئی یہانتک کہ جان و مال اپنا واسطے خدا کے ترک کر کے بسمت حران اور وہان سے بسمت شام اور فلسطین کی ہجرت کر کے اوس سرزمین کو اپنا وطن کیا حق تعالیٰ نے چاہا کہ اون کو بعوض اوسکے کہ جان و تن اپنا واسطے میرے جلانے کو دیا اور خان و مان اور تبار اپنے کو بیچ راہ حق کے ترک کر کے بیوطن ہوا مرتبہ بس بلند کہ کسی کو آدمیون سے وہ مرتبہ اوس وقت تک حاصل نتھا عطا فرماوے پس ساتھ فرمانے بعضے سخنان کے استعداد کامل اونکی کو منصۂ ظہور پر لایا رَبُّهٗ یعنی پروردگار ابراہیم علیہ السلام نے کہ طفلی سے پھر اونکو طرح طرح کی تربیت فرما کر بمرتبۂ نبوت اور خلت کی پہونچایا اور ہر وقت بیچ تربیت اوسکی ابراہیم علیہ السلام کا رنگ دوسرا پیدا کرتے تھے بعد ہر تربیت کے استعداد بلند اور استحقاق مرتبہ ارجمند اون سے ظاہر ہوتا تھا یہانتک کہ اونکو مامور فرمایا بِكَلِمٰتٍ یعنی ساتھ سخن چند کے کہ بسبب بجا آوری اون سخنون کے نزدیک ملائکہ علوی اور سفلی کے ظاہر ہو کہ یہہ شخص لائق اس مرتبہ کے تھا اور شان حکمت سے دینا اس منصب کا اس شخص کو واجب اور لازم دکھلاتا تھا اور بھی ہے عادت الٰہیہ مستمرہ کہ بمحض علم لینے کی دینی مرتبون اور منصبون اور جزاؤن اور اجرون کے اکتفا نہین فرماتا ہے جبتک کہ استحقاق اور استعداد اوسکا ظاہر نہ کرے اور

اس وجہ سے ظاہر کرے کہ جمیع سکان ملک اور ملکوت کی اُس قضاء حتمی کو ساتھ زبان قالیہ اور حالیہ کے واسطے اُسکے تقاضا کرین اور یہ معاملہ از بسکہ کمال مشابہت رکھتا ہے ساتھ امتحان اور آزمائش کے لتسمیہ اُسکا ساتھ لفظ ابتلا کے بہت چسپان اور مناسب ہے، والا اُس تعالیٰ کو کہ علام الغیوب ہے اور مستقبلات بیچ علم اُسکے کے حکم ماضی کا رکھتے ہین کیا حاجت امتحان اور آزمائش کی ہے اور قصہ چند سخن کہ ابراہیم علیہ السلام کو بطریق امتحان کے ساتھ اُسکے مامور فرمایا اور استعداد کامن اُس کے کو ساتھ بجا لانے ان باتون کے ظاہر کیا اُس کے کئی چیزون کے ساتھ تعلق اُن کا تھا اول ساتھ قوت علمیہ اور فکریہ اُسکی کے کہ واسطے مناظرہ اور مخاصمہ بُت پرستون کے مامور کیا اور اونھون نے اس مہم کو اچھی طرح سے سرانجام دیا اول آفتاب اور ماہتاب اور ستارہ بحکم حدوث اور تغیر کے ایک حال سے طرف دوسرے حال کے لیاقت معبودیت سے باہر کیا اور ثانیاً بتون کو توڑا اور عجز اون کا بہ نسبت قوت آدمی کے کہ ضعف قوت مخلوقات رب الارباب ہے مبرہن کیا اور ثالثاً واسطے الزام آتش پرستون کے تن اپنا جلانے کو دیا تاثیر آتش کو لقوت الٰہیہ کے باطل فرمایا اور روح آتش کو فعل اور تاثیر طبعی اپنی سے متغیر کر کے ساتھ خنکی اور سردی کے بدلا اور ساتھ اس ترتیب عجیب کے روحانیات علوی اور سفلی کو لیاقت معبودیت سے معزول کیا اور اسباب جسمانیہ اور روحانیہ کو بمقابلہ ارادہ مسبب واحد قہار کے بیکار دکھلایا یہان تک کہ زبان اُسکی سے یہ دعوی ظاہر کرایا اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اور واسطے امتحان صدق اس دعوے کے اُن کو ساتھ چند چیزون کے مبتلا کیا تا کہ رُوح اُنکی کو اوپر کسوٹی امتحان اور معرفت کے مارین اول بیزاری قوم اور قبیلہ اپنے سے حاصل ہوئی بلکہ کل ماسوی اللہ سے جیسا کہ شان دوست خالص اور خلیل صادق کی ہے کہ ماسوی المحبوب سے بیزار ہوتا ہے اسواسطے فرمایا انی بریٔ مما تشرکون اور بھی فرمایا کہ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ وَاَنَا بُرَآءُ مِنْكُمْ بلکہ یہ حالت تبری کی منجر بعداوت ہوئی کہ فانھم عدو لی الا رب العالمین دوسرے رفع کر دینا وسائط کا اور بلا حجاب متوجہ ہونا طرف محبوب حقیقی کے یہانتک کہ جبرئیل سے بیچ وقت کمال شدت حاجت کے فرمایا اما الیک فلا حاجۃ لی تیسرے تسلیم کرنے امر الٰہی کے اور خوش ہونا باوجود نقصان جان اور مال اپنی کے اُسکی رضامندی مین چنانچہ وقت ہجرت کے وطن مالوف سے

اور امر فرح فرزند دل بند کا اُنسے ظہور مین آیا اور مہمانی مہمانون اور ایثار گدایون کو علی سبیل الدوام
اُنسے ظاہر ہوتا تھا اور ظاہر ہے کہ عزیز ترین کامون دنیا کا نزدیک آدمیون کے یہی چار چیز ہین
جان و مال و فرزند و وطن کہ مجمع اقارب عشائر کا ہوتا ہے اور واسطے محافظت ان چیزون کی کیا
کیا بے صبریان کیجاتی ہین جب ان چار چیز کو رضاے مولا اپنے مین خرچ کیا صدق محبت اور
خلت اُسکی کمال مرتبہ کو ثابت ہوئی اور واسطے اسی کے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیچ تفسیر ان
کلمات مبہمہ کے کہا ہے الکلمات التی ابتلی بہا ابراھیم فراق قومہ فی اللہ حین امر اللہ
بمفارقتھم ومحاجتہ نمرود فی اللہ حین قال انا احیی وامیت وصبرہ علی قذفھم
ایاہ فی النار لیحرقوہ فی اللہ والھجرۃ بعد ذلک من وطنہ وبلادہ حین امرہ بالخروج
عنھم وما امرہ بہ من الضیافۃ والصبر علیھما وما ابتلی بہ من ذبح ولدہ اور جو معاملہ کہ
اس جناب علیہ افضل الصلوۃ والتسلیمات نے ساتھ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عین صغر سنی مین
اور ساتھ مادر انکی یعنی حضرت ہاجرہ رض کے محض بحکم خدا کے کیا ہی تامل کیا جاوے طاقت بشری سے
خارج دکھائی دیتا ہی بالجملہ ان تکلیفات شاقہ سے منظور اظہار جودت حال قوت عاملہ اُن کی کا
اور انقیاد جمع لطائف اور قولے روحیہ انکی کا واسطے حکم الٰہی کے تھا کہ مجملاً در جواب خطاب اسلم کے
عرض کیا تھا اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط پھر بدن اور جسد اپنے کو بھی داغ محبت کا کیا جیسکہ
عاشق واسطے معشوق کے گل اور داغ بدن اپنے پر لیتے ہین اور بسبب اُسکے صدق دعوی عشق
کا ان سے ثابت ہوتا ہے اور عمدہ ترین ان داغون کا ختنہ تھا کہ محل شہوت بہیمہ بزرذیلہ جماع اور وقاع کو
قطع کرتا ہے تاکہ یاد رہے کہ اس عضو کو کہ داغی رب العزت کا ہی بیچ مصرف نامرضی اسکی کے صرف
نہ پہنچانا کرنا اور واسطے اسی کے توریت مین آیا ہی کہ ختنہ داغ خدا کا ہی اوپر ابراھیم اور اولاد ابراھیم
علیہ السلام کے مانند داغ گھوڑون اور جانورون بادشاہی کے اور منجملہ ان داغون کے مونہ سے
لب کا لینا اور موے زہار کا اور ناخن کا کٹوانا اور اکھاڑنا موے بغل اور پاک کرنا جا بول و براز کو وقت
استنجا کے اور مضمضہ اور استنشاق وضو مین اور مداومت اوپر مسواک کے وقت نماز اور ذکر
کے اور مانگ سر کے بالون کے ساتھ شانہ کی اور استعمال عطر اور خوشبو اور لطیف رکھنا
جامہ پوشاکی کا اور دھونا بندگاہ بدن کا ہر جمعہ مین ایک روز پھر واسطے لازم پکڑنے

برخی عبادت اور ذکرون اور خلقون کی اونکو تاکید ہوئی اور وہ تمام تیس خصلتین ہین کہ نام اون کا سہام الاسلام کیا دس اون مین سے سورہ برات مین مذکور ہین توبہ عبادت حمد سیاحت رکوع سجود امر بالمعروف نہی عن المنکر نگاہ رکھنا حدود مقرر کی ہوئی خدا کو ہر کام مین ایمان اور دس اونکی سورہ احزاب مین اسلام ایمان قنوت صدق صبر خشوع صدقہ دینا روزہ رکھنا حفظ شرمگاہ کا زنا اور لواطت اور سحاق سے اور نظر کو اجنبی سے ذکر کثیر زبان دل سے علی الدوام اور دس اونکی سورہ مومنین اور سال سائل مین ایمان تصدیق کرنی روزہ جزا کی اور خوف اور خشیت عذاب الٰہی سے دائما خشوع نماز مین محافظت آداب و سنن اور مستحبات اوسکی کے لغو اور عبث اور لعب اور ہزل سے احتراز اور اعراض کرنا ادا کرنا زکوٰۃ کا بخوشی دل حفظ شرمگاہ کا غیر منکوحہ اور مملوکہ اپنے سے اور پورا کرنا عہد کا ادا کرنا امانت کا قائم ہونا واسطے شہادت کے ہر چند بعضی اس خصائل سے کہ مذکور ہین ان صورتون مین متداخل ہین لاکن احتمال ہے کہ بسبب مقید ہونے اور خاص ہونے اور ملنے کے ساتھ مقارنات اپنے کے حکم خصائل متباینہ اور متغایرہ کا پیدا کرین اور ہر جا جدا گانہ شمار ہون پس انکو حکم ہوا کہ ہر سال مین ایک بار آپ کو والہ و شیدا کر کے دلوانہ عاشق کردار واسطے طواف خانہ محبوب اپنے کے برہنہ سر اور برہنہ تن اور برہنہ پا ژولیدہ موی پریشان حال گرد آلودہ شام سے زمین حجاز مین پہنچکر کبھی پہاڑ پر اور کبھی زمین پر موقف طرف خانہ محبوب کے کر کے کھڑے ہون اور کبھی دشمن اوسکے کو اپنے خیال کر کے سنگ لعن اور طعن اور بیزاری کو اوپر اوسکے ڈالین اور عوض جان عزیز ترین مملوکات اپنے کو واسطے اوسکے قربانی کرین اور من بعد گرد خانہ تجلی آشیانہ اوسکے کے طواف کرین اور بار بار رکن اوس خانہ کو بوسہ دین تا کہ معنی عشق اور محبت کے کہ باطن مین انکے کامن ہین لباس ظاہری مین جلوہ گر ہون اور خاص و عام کے اوپر ظاہر ہوا اور اس حالمین نعرہ لبیک کو ساتھ آواز بلند کی مارین اور آتش محبت دلی کو اس نعرہ کے ساتھ روشن کرین اور واسطے اظہار اس کیفیت کے مناسک حج واسطے انکے مقرر ہوئے اور طواف اور سعی درمیان صفا اور مروہ اور آمد و رفت مزدلفہ اور عرفات اور اقامت منی مین اور ذبح اور قربان اور تلبیہ اور احرام مشروع ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس تمام تکلیفات کو کہ بعضی عقل ناقص بشری مین مستحسن دکھلائی دیتے تھے اور اکثر دریافت عقل بشری سے بالاتر ہین دل و جان سے

برخی از آن عبادت ... ذکر ... اور قرآن ... ایمان ... الذین ... اَلْمُسْلِمِيْنَ ... اِنَّ ... مَنْ ... قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ... وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ... فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ... فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ

دل وجان سے کمال بشاشت اور خوشی کے ساتھ قبول کیا فاتمھن پس تمام اور کمال بجا لائے
ان تمام باتوں کو ابراہیم علیہ السلام بغیر کم وبیشی اور کاہلی اور تغافل کے یہاں تک کہ حق میں اُن
کے جانے دوسری فرمایا ہے وابراھیم الذی وفی اور بیچ مصنف ابن ابی شیبہ اور
دوسری کتابوں حدیث میں آیا ہے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ ما ابتلی بھذا الدین احد
فقام بہ کلہ الا ابراھیم یعنے نہیں مبتلا ہوا ساتھ اس دین کے کوئی پس پورا پورا اُس کو بجا لایا
ہو مگر ابراہیم علیہ السلام اور ابو الشیخ کتاب عقیقہ میں ساتھ طریق موسی بن علی ابن رباح کی کہ انھوں
نے باپ اپنے سے روایت کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب حکم ختنہ کا فرمایا یہ اُس
وقت میں اسی برس کے تھے کمال تعجیل سے ساتھ تیشہ کے کہ گھر میں موجود تھا ختنہ کیا بعد اُسکے
نہایت درد ہوا جناب الٰہی میں دعا کی حق تعالے نے وحی بھیجی کہ تم نے اس کام میں شتابی کی کہ
ابھی تک تم کو طریق اور آلہ اسکا تعلیم نہیں کیا تھا خود بخود آپ کو محل ہلاکت میں ڈالا اُنھوں نے
عرض کیا کہ بار خدایا مکروہ جانا میں نے کہ بیچ بجا لانے حکم تیرے کے ایک دم بھی توقف کروں میں
اور بیہقی نے روایت کی کہ حضرت ابراہیم عم نے حضرت اسحاق علیہ السلام کے روز ساتویں تولد
سے ختنہ کی اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کے تیرہ برس کے سن میں اور آنحضرت علیہ السلام نے حضرت
حسنین رض کے روز ہفتم تولد سے ختنہ کی اور بیہقی نے زہری سے روایت کی ہے کہ آنحضرت علیہ
السلام نے فرمایا جو کہ اسلام لاوے چاہیئے کہ ختنہ کرے اور حاکم اور بیہقی نے بطرق صحیحہ کے روایت
کی ہے کہ حضرت ابراہیم اول اُن شخصوں میں سے ہیں کہ رسم ختنہ کی جاری کی اور پہلے انبیا
ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوتے تھے اور اول اُن شخصوں میں سے ہے جن کے بال سفید ہوئے حضرت
ابراہیم علیہ السلام ہیں جب اُنھوں نے اپنے بالوں میں سفیدی دیکھی عرض کی بارخدایا یہ کیا ہے حکم ہوا
یہ وقار ہے عرض کی کہ رب زدنی وقارا اور اول اُن شخصوں میں سے جنھوں نے موے لبوں کے
لئے اور ناخن کتروائے اور موے زیر ناف دور کئے اور ان باتوں کو رواج دیا اور اپنے اوپر لازم
پکڑا حضرت ابراھیم علیہ السلام ہیں اور اول جنھوں نے کہ ازار سبکر پہنی اور اُس کا سروال نام رکھا
یہی حضرت ابراھیم علیہ السلام ہیں پیشتر ان سے عادت لنگی کی تھی اور بیچ مسند وکیع کے
مروی ہے کہ اوحی اللہ تعالی الی ابراھیم انک اکرم اھل الارض

ملے فاذا سجدت فلا تری الارض عورتاک فاتخذن سر والا یعنی وحی کی اللہ تعالی نے طرف ابراہیم ؑ کے کہ تو بزرگ تر اہل زمین کا ہے نزدیک میرے جس وقت سجدہ کرتو نہ دیکھے زمین شرمگاہ تیری پس اختیار کر تو ازار کو اور دیلمی ساتھ روایت انس رضی اللہ عنہ کے لائے ہیں کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول اُس شخص نے کہ خضاب حنا اور وسمہ کا کیا حضرت ابراہیم ؑ ہے اور ابن ابی شیبہ بیچ تصنیف اپنی کے لایا ہے کہ اول جسنے خطبہ منبر کے اوپر پڑھا ابراہیم خلیل الرحمن ہے اور بزار اور طبرانی ساتھ روایت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے لائے ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو مین منبر واسطے اپنے بناؤن مضائقہ نہین کہ ابراہیم علیہ السلام نے بھی واسطے اپنے بنایا تھا اور جو مین عصا اپنے ہاتھ مین لون بھی مضائقہ نہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی لیا ہے اور ابن عساکر ساتھ روایت جابر وغیرہ کے لایا کہ اول جسنے کہ راہ خدا مین جہاد کیا ابراہیم علیہ السلام ہے اور اول جسنے کہ لشکر کو لڑائی مین تعبیہ کیا اور میمنہ اور میسرہ اور قلب قرار دیا ابراہیم علیہ السلام ہین اور یہہ واقعہ اُس وقت مین تھا کہ رومی لوگ حضرت لوط علیہ السلام کو قید کرکے لے گئے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اوپر انکے جہاد کیا اور حضرت لوط علیہ السلام کو چھوڑا لائے اور مصنف ابن ابی شیبہ مین اس لفظ کے ساتھ آیا کہ اول من عقد الالویة ابراہیم علیہ السلام اور بیہقی نے شعب الایمان مین روایت کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بسبب کثرت مہانداری کی ابوالضیفان نام ہوا تھا اور انکے مکان کے چار دروازے تھے جس دروازہ سے چاہے مہان آوے اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام چاہتے کہ طعام چاشت نوش فرماوین چہار طرف وطن اپنے کے ایک ایک کوس تک تلاش مہان کی فرماتے تھے جب تلک مہان نہین پہنچا تھا طعام چاشت تناول نہین فرماتے تھے کس واسطے کہ وقت چاشت مہان کے آنے کا وقت نہین ہے اور مسند امام احمد مین وارد ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جناب الٰہی مین عرض کیا کہ بار خدایا سوا میرے زمین مین کوئی نہین کہ عبادت تیری کرے حق تعالی نے تین ہزار فرشتے نازل کئے کہ ساتھ ابراہیم علیہ السلام کے شریک عبادت کی ہون حضرت ابراہیم علیہ السلام تین روز تک امامت فرشتون مین مشغول رہے اور ابن ابی سعید نے روایت کی ہے کہ حضرت ابراہیم کو وسعت مال اور خادمون کی بہت دی تھی اول جس نے کہ ثرید بنایا

موضح القرآن

سے تو نہین کہے وہ یہود سے یہی جو کہا تھا ہم کو اس سے پہلے دنیا میں اور دیا جاوے سو وہ اسی صورت کا ہے جو دنیا میں کھاتے تھے ہم ایک میوہ میں سب طرح کا ہوگا اور بہشتیوں کے واسطے بہشت میں عورتیں ہونگی حورین مطہر تھا یا کیسزہ اور وہ دکی ہمیشت میں ہمیشہ رہینگے ان نعمتوں کی خوشخبری دی

ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ

حضرت ابراہیم علیہ السلام ہین دیلمی نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ اول اُس کسنے کہ
تسیر مال پکائی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہین کہ واسطے جہانون اپنے کے پکاتے تھے اور کھلاتے تھے
اور خطیب اپنی تواریخ مین بروایت تمیم داری کی آن حضرت سے لایا کہ آدمیون نے اُس جناب
علیہ السلام سے سوال کیا کہ معانقہ کے امر مین کہ مرد مرد کے ساتھ کرے کیا فرماتے ہو فرمایا کہ معانقہ
درست ہے اور پہلے سے تھا اور علامت خلوص دوستی اور تمام تحیت اور ملاقات کی تھی
اور اول اُس کسی نے کہ وقت اظہار دوستی کے معانقہ کیا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے
اور قصہ اُسکا ایسا تھا کہ ایک روز واسطے طلب چراگاہ مواشی اپنی کے کوہستان بیت المقدس مین
سیر فرماتے تھے تو کہ کوئی مکان واسطے رہنے مواشی اپنی کے تلاش کرین اس درمیان مین ایک آواز
حزین اور رقیق سنی کہ ذکر کرنے والا خدا کا ذکر کرتا ہے اور اوصاف تقدیس اور پاکی اُس جناب کی
کر رہا ہے بمجرد سماعت اُس آواز کے مطلب اپنا فراموش کیا اور طرف اُس آواز کے متوجہ ہوئے
دیکھا کہ ایک پیر درازقامت کہ اُسکے تمام بدن پر بال ہین کھڑا ہوا توحید جناب عز و جل کی بیان کرتا ہے
آگے اُسکے گئے اور دریافت کیا کہ اے شیخ خدا تیرا کون ہے کہ تو اُس کو یاد کرتا ہے کہا خدا میرا
آسمانون مین ہے پوچھا کہ زمین مین بھی وہی خدا ہے یا دوسرا کہا کہ زمین مین بھی وہی خدا ہے
کوئی سوا اُس کے لیاقت خدائی کی نہین رکھتا پھر پوچھا کہ قبلہ تیرا کہان ہے کہا طرف کعبہ کے
پھر پوچھا کہ کہان سے کھاتا ہے تو کہا کہ جس وقت دانہ خود رو صحرا کا کہ آخر موسم گرما مین پکتا ہی
مین باہر آتا ہون اور اُن دانون کو جمع کرکے رکھتا ہون مین تو جاڑون مین کام آوے اُسی کو
کھاتا ہون مین پھر پوچھا کہ کوئی اہل و عیال تیرے سے باقی رہا ہے کہ خدمت تیری بجا لاوے
کہا نہین پھر پوچھا کہ گھر تیرا کہان ہے کہا ایک غار مین اس پہاڑ کے گزر کرتا ہون مین پھر فرمایا کہ
چل نشان اُس غار کا دے تو ہمراہ تیرے تیرے گھر چلون اور سمت قبلہ تیرے کی دیکھون کہا
درمیان اس مکان اور اُس غار کے ایک چشمہ ہے نہایت عمیق کہ آدمی کا اُس سے گزر ممکن نہین
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کہ تو کس طرح اُس چشمۂ عمیق سے عبور کرتا ہے کہا کہ مین بطریق
خرق عادت کے اُس پانی پر چلا جاتا ہون اور پانی میرا فرمان بردار ہو جاتا ہے کہ سوا کف پا
میری کے تر نہین ہوتا ہے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا آؤ تمھارے گھر چلین شاید کہ

اُس پانی کو جس نے واسطے تیرے مسخر کیا ہے واسطے ہمارے بھی مسخر کرے حضرت ابراہیم علیہ السلام
اور وہ شیخ دونوں روانہ ہوئے جو کہ کنارے آب کے اُوپر آئے دونوں پانی سے عبور کر گئے اُس
پیر نے تعجب کیا جو غار میں پہونچے سمت قبلہ مسجد اُس کی کو موافق سمت کعبہ کے پایا نہایت
خوش ہوئے بعد اُس کے پوچھا کہ اے شیخ بارے کہو کہ کونسا دن سخت زیادہ دنوں کا ہے پیر
نے کہا کہ وہ روز جس روز حضرت رب العزت کرسی اپنی کو واسطے حساب خلایق کے رکھے اور
دوزخ کو بھڑکا وے یہاں تک کہ کوئی فرشتہ مقرب اور پیغمبر مرسل نہیں مگر کہ مونھ کے بل زاری کرتا گرے گا
اور حال اپنے سے سراسیمہ ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے نیکبخت واسطے میرے اور
واسطے اپنے دعا کر کہ حق تعالے ہمارے تئیں ہول اُس دن سے امن اور اطمینان نصیب فرما دے پیر نے
کہا کہ دعا میری کس کام آوے گی مجھ سے دعا کی مت خواہش کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کس واسطے
کہا کہ میں تین سال سے ہر وقت و ہر لحہ دعا کرتا ہوں اور ہرگز مقرون باجابت نہیں ہوتی فرمایا کہ
وہ دعا کیا ہے کہا ایک دن بیچ اسی بیابان میں کہ تجھ سے ملاقات کی ہے کھڑا تھا کہ ایک نوجوان ساتھ
مواشیوں کے یہاں آیا تھا اور بال اُس جوان کے پریشان بکھرے ہوئے کہا میں نے کہ کہاں سے آتا ہے
تو اور یہ مواشی کس کے ہیں کہا خانہ دوست خدا ابراہیم علیہ السلام سے آتا ہوں میں اور مواشی ملک اُسکے
ہیں اُس وقت سے دعا میں مشغول ہوں کہ بارخدایا جو زمین میں دوست تیرا ہے مجکو زیارت اُسکی
کروا پہلے اس سے کہ اس جہان سے کوچ کروں میں ساتھ دیدار اُس کے مشرف ہوں میں ابتک
اُس کے دیدار سے مشرف نہیں ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ دعا تیری مستجاب ہوئی
آتو کہ ساتھ تمھارے معانقہ کریں ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُس پیر کو طرف اپنی کھینچا اور معانقہ
کیا آنحضرت نے فرمایا کہ اُسی روز سے معانقہ رایج ہوا اور قبل اسکے رسم سجود کی تھی کہ مقام تعظیم
میں ایک دوسرے کو سجدہ کرتے تھے پھر اسلام میں مصافحہ رایج ہوا بالجملہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام
بجمیع وجوہ کمال کہ ممکن بشر کے ہوں جہت قوت علمیہ اور نظریہ اور فکریہ اور بھی جہت قوت عملیہ اور
خلقیہ اور حالیہ اور بھی جہت طہارت بدن اور ستھرائی اُسکے اور بھی جہت صفائی فطرت روح اور
سر اور دیگر لطایف کے کمل ہوئے اور استعداد پوشیدہ اُن کے نے خوب وجہ سے ظہور کیا
یعنے فرمایا پروردگار اُن کے نے ساتھ اُنکے کہ اِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا یعنے میں بنانے والا ہوں

موضح القرآن
يَعْلَمُونَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ جو وہ لوگ جو ایمان لائے جانتے ہیں کہ وہ ٹھیک ہے ان کے رب کا
وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ اور وہ لوگ جو کافر ہیں سو کہتے ہیں کہ کیا مطلب تھا اللہ تعالیٰ کا اس مثل کہنے سے اور یہ نہیں جانتے کہ
يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۙ گمراہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ

تجکو واسطے تمام آدمیوں کے کہ بعد تیرے آویں گے امام اور پیشوا مطلق کہ ہر چیز میں تیری پیروی
کریں اور متابعت تیری اوپر تمام کافہ انام کے واجب ہوئی گویا اقتدار اور اتباع تیرا دلیل حقانیت
اُن کی کا ہوا اور مخالفت تیری دلیل گمراہی اور علامت بطلان کی اور یہ امامت مطلقہ خواص حضرت
ابراہیم علیہ السلام سے ہے چنانچہ خاتمیت خواص حضرت افضل المرسلین علیہ السلام کا ہے اسی
واسطے ہر وقت اور ہر جا بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حق نے ظہور کیا اور جو پیغمبر مرسل ہوئے
اور کتاب نازل ہوئی ساتھ تبعیت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اقتدا اُن کے کی مقرون ہوئی یہود
اور نصارا اور صابئین تمام تعظیم میں اُس جناب کے اوپر ہیچ قصد اتباع اور اقتدا ان کے کوشش
کرتے ہیں اور افعال اور اقوال اُن کے کو بوجہ کلی قانون تشریع اور دستور تدین کا جانتے ہیں اگرچہ جزئیات
متغیرۃ الحکم میں بسبب مصلحت وقت کے ظاہرا مخالفت کرتے ہیں وہ مخالفت بھی اُس قانون کلی اور دستور
جملی کے اندر داخل ہے اور حکم موافقت میں معدود و مشابہ اوسکے کہ یونانی قاطبۃ علم طب میں ابن سینا کو امام
اپنا جانتے ہیں اور قاعدہ کلیہ اُس سے لیتے ہیں اور اگر بمقتضائے وقت اُسکے مخالف چلتے ہیں بموجب
قاعدہ مقررہ اُسکے کے چلتے ہیں علے ہذا القیاس امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو حنفی امام اپنا جانتے ہیں اگر کسی
وقت فتوے اور فعل صاحبین یا زفر بن ہذیل رحمہ اللہ کے دیتے ہیں اُسکو بھی قانون حنفی اور قاعدہ مذہب
امام سے خارج نہیں جانتے اور ہیچ قاعدہ عامہ مقررہ اُس امام کے مثل قول استحسانی اور اعتبار
عموم بلوے اور امثال اُسکے درج کرتے ہیں اور اسی تقریر سے واضح ہوا فرق درمیان ملت
ابراہیمی اور دین مصطفوی علیہ السلام کے کہ ملت ابراہیمی حال میں بوجہ کلی واجب الاتباع ہے اور
دین مصطفوی علیہ السلام بعد نسخ یہودیت اور نصرانیت کے اوپر وجہ جزئیت کے لازم القبول ہے
اور جو اشکال کہ یہاں وارد ہوتا تھا دور ہوا بیان اُس اشکال کا یہ ہے کہ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام
واجب الاقتدا اور اتباع ہے عوام الناس کے حق میں پس فرق درمیان حضرت ابراہیم اور جناب افضل
المرسلین علیہ السلام کے عام دعوت میں نرہا اور یہودیت اور نصرانیت بھی اپنے وقت میں ادیان
حق سے تھے حالانکہ بہت سے امور وں میں مخالفت ملت ابراہیمی اون میں جلوہ کرتے تھے اگر امامت
مطلقہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مراد تھی پس یہ مخالفت کس واسطے جایز ہوئی وجہ زوال اس اشکال
کی اُس مذکور سے جو بیان ہو چکا پر ظاہر ہے اور آثار اس امامت مطلقہ کا کہ مخصوص ہے ساتھ

الذین ینقضون عہد اللہ من بعد میثاقہ ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض اولئک هم

ابراہیم علیہ السلام کے ہے وہی کہ ان کو دن قیامت کے پہلے تمام خلق کے ساتھ لباس اور خلعت
کی نوازش فرمادین گے جیسے عادت بادشاہون کی ہی کہ سردار اور پیشوا ہر قوم کو پہلے سب
دوسرے لوگون اُس قوم سے خلعت پہناتے ہین بخاری اور مسلم اور دیگر صحاح مین روایت کی
گئی کہ روز حشر کے تمام خلائق برہنہ سر اور برہنہ بدن اور برہنہ پا اُٹھین اول اُس کسی کو کہ جامہ پہنایا جائیگا
حضرت ابراہیم علیہ السلام ہونگے اور مصنف ابی شیبہ مین اور کتاب الزہد امام احمد مین آیا کہ بعد اُنکے بلا فصل
جناب خاتم المرسلین علیہ السلام کو جامہ مخطط کہ اُسکو حبیرہ کہتے ہین لباس پہنادین گے اور صحیح مسلم اور دیگر
صحاح مین وارد ہی کہ ایک شخص نے آن حضرت علیہ السلام کو خطاب کیا کہ یا خیر البریۃ آنحضرت ؐ نے
فرمایا کہ لائق اس خطاب کے حضرت ابراہیمؑ ہین اور مصنف ابن ابی شیبہ مین بطریق صحیح کے روایت
کی گئی ہی کہ ایک سال سالون سے بیچ بلاد حضرت ابراہیمؑ کے قحط غلہ کا ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام
واسطے طلب غلہ کے دوسرے شہر کو گئے ہرچند تلاش کیا نہ پایا مایوس ہو کر پھرے اور راہ مین
درمیان ایک میدان کے پہنچے ریگ سرخ اُس میدان مین بہت تھا غلامون اپنے کو فرمایا کہ اس
ریگ سرخ سے گون اور جوالون کو پر کرو تا آدمی ہمکو خفیف اور حقیر نہ جانین کہ جوالون کو خالی لائے
اُس ریگ کو لدوا کر لائے جس وقت آدمی دریافت کرتے تھے اس جوالون مین کیا غلہ بھرا ہے
جو لائے ہو تم حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے تھے کہ گندم سرخ غلامون نے جو اُن جوالون کو گھر مین
کھولا وہ ریگ گندم سرخ ہوگئی تھی حق تعالیٰ نے نہ چاہا کہ کلام حبیب اپنے کا دروغ کرے اور خاصیت
اُس گندم سرخ کی یہ تھی کہ جس وقت اُس گندم کو بوتے تھے سر سے قدم تک درخت اس کے سے
دانہ گندم کے جمتے تھے امام احمد بیچ کتاب زہد کے اور ابو نعیم حلیۃ الاولیاء مین اور ابن ابی شیبہ بروایت
سلمان فارسیؓ کے لائے ہین کہ کافرون نے ایک بار اوپر ابراہیم علیہ السلام کے دو شیر
گرسنون کو چھوڑ دیا اُن دونون شیرون نے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا سر اپنا واسطے
سجدہ کے ڈالا اور چاٹنا قدم مبارک خلیل اللہؑ کا شروع کیا اور یہی آثار امامت مطلقہ اُس سے وقت ہے
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پدر تمام مسلمین کا کیا ہے باعتبار ملت کے جیسا فرمایا ہے
ملۃ ابیکم ابراهیم فهو ابو الملة کما ان محمدا علیه السلام ابو الشفقة و الرحمة قال
علیه السلام انما انا لکم مثل الوالد لولدہ وقال الله وازواجه امهاتهم اور اسی سبب سے ہی

موضح القرآن
رکھی مہر کر توریت
مین قول خدا تعالیٰ
کا مقصود ہے کہ
نہ سمجھے اور یہ قول توریت
مین بنی اسرائیل سے
کیا تھا جو آخری
زمانے کے پیغمبر پر
ایمان لانا سو وہ قول
انھون نے توڑا اور
کو سمجھتے ہین اس چیز
کو جسے فرمایا خدا
تعالیٰ نے جوڑنے کو
اور خلل کرتے ہین
شہرون مین دیہی
لوگ ہین نقصان
پانے والے یعنی
اپنا ہی کچھ کھوتے
ہین ان باتون سے
خدا اور رسول کو
کیا پروا ہے

کہ مسند امام احمد مین اور حاکم اور بیہقی اور دوسری محدثین معتبرین مین وارد ہوا کہ اولاد المؤمنین
فی الجبل فی الجنۃ یکفلھم ابراھیم وسارۃ علیہما السلام حتی یردھم الی ابائھم
یوم القیمۃ اور مسند سعید بن منصور بروایت مکحول شامی کی مروی ہے
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ذراری المسلمین فی عصافیر خضر فی شجر
الجنۃ یکفلھم ابراھیم علیہ السلام بالجملہ اس قصہ سے واضح ہوا کہ قابل
امامت اور متبوعیت مطلقہ کے وہی آدمی ہوتا ہی کہ بوقت امتحان الٰہی مین درست نکلے اور لیاقت
قبول کرنے فرمان الٰہی کی اُس مین ہو کہ عند الامتحان یکرم الرجل او یھان بیت
نابردہ رنج گنج میسر نمی شود ٭ مزد آن گرفت جان برادر کہ کار کرد ٭ بے رنج کے اُٹھائے خزانہ
نہات آئے ٭ مزدوری یا تا وہ ہے جو کرتا ہے کام کو ٭ یہودیون اور نصرانیون کو دعوی امامت
اور متبوعیت مطلقہ کا کیا لائق ہے کہ اب تلک قید خود بینی اور خود رائی مین گرفتار ہین اور
پایہ اولین ایمان کا کہ اطاعت حکم پیغمبر وقت اپنے کی ہے بجا نہین لاتے اور دلیل صریح بے لیاقتی
انکی کی اس منصب بزرگ سے وہ ہے کہ جب حق تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ساتھ اس
منصب عظیم کے نوازا چاہا کہ یہہ منصب خاندان میرے مین موروثی ہو قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي یعنی
عرض کیا ابراہیم علیہ السلام نے جناب مین پروردگار اپنے کی کہ کر تو اولاد میری سے بھی امام
ہر زمانہ مین تو کسی وقت زمین سلسلہ امامت میری سے خالی نرہی اور یہہ غرض اُنکے واسطے اُسکے
تھی کہ مجکو امام تمام آدمیون کا کیا ہے اور بقا میری تا قیامت ممکن اور عادی نہین پس صورت
بقا اس امامت کی ساتھ اس رنگ کے قرار دون مین کہ ہمیشہ نسل میری سے امام زمین مین موجود
ہو کہ کار امامت اور اس منصب عظیم مین قیام کرے حق تعالی نے جواب مین اُنکے قَالَ یعنی
فرمایا کہ بعضے زمانہ مین تمام نسل تیری ظالم ہوگی اور کوئی انکے سوا ظالم نہوگا پس قابل دینے
امامت کی اولاد تیری سے ایک بھی نہوگا کس واسطے کہ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ یعنی
نہین پہنچتا عہدہ خدمت اور منصب میری کا ظالمون کو خواہ نبوت ہو خواہ امامت خواہ خلافت
خواہ ولایت بلکہ قضا اور افتا اور احتساب اور بادشاہت اور امارت اور حکومت بموجب حکم شرع
شریف کے ظالمون اور فاسقون کو نہ دینا چاہیے کس واسطے کہ اس خدمت کو اور منصبون مین

عدالت اور تقویٰ شرط ہے اور ظاہر ہے کہ یہودی اور نصرانی اسوقت اشد انواع ظلم کے مرتکب ہیں
ومن اظلم ممن منع مساجد الله و قالو اتخذ الله ولدا سبحانه وغيرها من الايات
اوپر اس کے دلالت کرتے ہیں پس کیونکہ لیاقت اُس منصب کے رکھتے ہوں پس جو کہ اُن کو
باوجود ظالم ہونے کے امام اپنا کرے وہ بھی ظالم ہوتا ہے اور مضمون ولئن اتبعت اهواءهم
من بعد ما جاءك من العلم انك اذا لمن الظالمين اس قصہ سے بوجہ احسن
ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت میں دلیل صریح ہے اوپر اس کے کہ جو کہ حجب ثلثہ سے کہ حجاب رسم
اور حجاب طبع اور حجاب غلط فہمی وسوء المعرفۃ ہے گرفتار رہوا اور لذات نفسانیہ میں مثل حب جاہ و
مال کی منہمک یا ہمت اُسکی مقصور مصالح خیر پر نہوا اور مصالح کلیہ کو کہ حق تعالےٰ نے شرع کے اندر
اُن کی رعایت فرمائی نظر نہ کریں یا اصل فطرت اُس کی میں استقامت نہ ہو بلکہ کجرو اور کج فہم ہو ہرگز
لیاقت نبوت اور وصایت نبوت کے کہ عبارت امامت اور پیشوائی سے ہے نہ رکھے اور جو کہ مدعی
پیشوائی کا بیچ کسی امر کے امور دین سے ہو اور ساتھ مرضوں روحانیہ کے مبتلا ہو یقین چاہیے
کرنا کہ دعوے اس کا باطل ہے اور وہ نالایق ہے اور یہ معنے یہود اور نصارے کے پیغمبر علیہ السلام
ہمارے کے زمانہ میں مثل آفتاب کے روشن تھے پس حقیقت میں یہ لوگ بخلاف مرتبہ امامت کے
موصوف تھے اور جمیع موانع اُس منصب حالی کے بیچ اپنے جمع کئے دوسری توقع اس منصب کی اُنکو
نادانی محض اور جہل صرف تھا چنانچہ درخواست ہمکلامی کے ساتھ خدا کے جاہلوں انکی کی کہ آیہ لولا
یکلمنا الله میں گذرا باقی رہی اس جگہ میں تفتیش چند کہ اکثر اوقات سامع منتظر اس کا رہتا
ہے اول یہ کہ اول سورہ سے اس جگہ تک خطاب ساتھ بنی اسرائیل کے چلا آتا ہے اور آخر سیپارہ
تک بھی خطاب ساتھ ان کے ہے کہ ام کنتم شهداء اذ حضر يعقوب الموت درمیان خطاب
بنی اسرائیل کے قصہ امامت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بنائے خانہ کعبہ کا کہ ان سے اور حضرت
اسمعیل علیہ السلام سے واقع ہوا کس واسطے توسیط فرمایا یہ خطاب لایق بقریش تھا کہ مجاوران خانہ کعبہ
کے اور اولاد حضرت اسمعیل علیہ السلام کے واقع ہیں اور نعمتیں کہ متعلق ساتھ بنائے کعبہ اور تفضیل اسمعیل کے
کی ہیں ان کے حق میں قدر اور وقع رکھتے ہیں نہ حق میں بنی اسرائیل کے جواب اُس کا یہ ہے کہ منظور
بیان اس قصہ سے شمار نعمتوں کا نہیں ہے جیسا کہ درمیان اکثر قصہ سابقہ کے ہے بلکہ ثابت کرنا نبوت

من صم الوان
ان جادو گر
بے اختیار ایمان
کا موں کا جاننا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
وہ پیدا ہوتی
جی ہے
[illegible]
زمین میں جوان
اور درخت اور دریا
پیدا اور زمین سے
فائدے پیدا ہونے
[illegible]

نبوت خاتم المرسلین ؐ کا ہے اور وجوب انقیاد اس دین مبین کا اوپر بنی اسرائیل کے اسواسطے
کہ یہ ہرچند اولاد سے حضرت اسمعیل ؑ کی نہ تھی لیکن ولدیت حضرت ابراہیم ؑ کو فخر اپنا جانتی تھی اور
معتقد تھی کہ بناے کعبہ معظمہ کی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمعیل ؑ نے کی ہے اور
اسوقت میں واسطے اولاد اپنی کی دعائیں کین اور وہ دعائیں مقرون باجابت ہوئیں پس ذکر کرنا
اس قصہ میں انکی یعنے بنی اسرائیل کے چہار غرض عمدہ منظور ہیں کہ وہ چارون غرض تعلق ساتھہ
بنی اسرائیل کے رکھتی ہیں پہلے وہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حق تعالے نے اول ساتھہ
تکلیفات شاقہ کے آزمایا جب عہدہ اس تکلیف سے تمام وکمال بوجہ احسن برائی منصب اقتدا اور
امامت کا لقب انکو عطا فرمایا پس معلوم ہوا کہ مناصب دینیہ حاصل نہیں ہوتی ہیں مگر بترک تمرد اور عناد کی
اور قبول احکام الٰہیہ کے ہر وقت میں کہ پیغمبر اس زمانہ کا ارشاد کرے گو وہ قبول بسبب نخوت
اور تکبر اور ریاست اپنی کے اوپر نفس کے شاق اور گران ہو دوم وہ کہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
منصب امامت کو چاہا فرمان پہونچا کہ ظالمون کو اولاد تمہاری سی یہہ منصب نہ پہونچیگا پس جو کہ طالب
منصب امامت یا کسی منصب کا منصبون دینیہ سے ہو مثل ولایت اور ارشاد اور افتا اور احتساب انکو
ضرور ہے کہ تعصب بیمحل اور مجادلہ اور سخن پروری اور کج بحثی کو چھوڑی اور درپے شکست وضر بلند
کردہ ہائے خدا کی نہو تا کہ لیاقت اس منصب مطلوب کی اپنی سی دور نہ پڑے اور تمکو یہ معنی میسر نہیں
ہوتے مگر جو بدل وجان ناصر اور معین اور محب اور خیرخواہ اس پیغمبر علیہ السلام کی ہو تم سیوم وہ کہ اس
قبلہ کو بیت المقدس سے تحویل فرماکر طرف کعبہ کے قرار دون میں تمکو نہین پہونچتا کہ زبان طعن کے
کہولو اور نبوت مین اس پیغمبر علیہ السلام کے شبہات واہیہ القا کرو کسواسطے کہ کعبہ بہی قدیم الایام
سے مکان تعظیم اور معبد ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام کا ہوا ہے کہ امام جمیع ملل اور فخر تمہارا
ہے اور حق مین اس شہر اور اس مقام کے ابراہیم علیہ السلام نے دعائین کی ہین چہارم وہ کہ
ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام نے وقت بناے اس کعبہ معظمہ کے موافق دانست تمہاری کے بہی
دعا کی ہے کہ اولاد ہماری سے امت پیدا ہوتا بعداز حکم الٰہی کی اور ان مین آدین صاحب
کتاب اور تعلیم کنندہ دین اور رشد اور طریق یقین کی اور یہہ دعا دو پیغمبرون عالی مقدار کی
کہ اسوقت مین کہ بناء کعبہ کی ہوتی ہوگی یقین ہے کہ مقرون باجابت ہوئی ہے پس وجود

کسی امت اور کسی پیغمبر کا نسل مین اسمعیل علیہ السلام کی ضرور ہوا تمہارے زعم مین بہی پس اگر تم
انکار اس پیغمبر اور اس امت کا کرو اس صورت مین اعتقاد عظمت ابراہیم اور اجابت دعا انکی
سے دست بردار ہوگی اور فخر انپا بات سے دو گیے اور اسی تقریر سے واضح ہوا کہ اول ذکر
امامت حضرت ابراہیم کا کسواسطے لائے اور بعد اسکے ساتہ مقرر کرنے خانہ کعبہ کے واسطے
اسکے کہ عبادت گاہ جہانیونکا ہو کس واسطے انتقال فرمایا اور اس سے بعد ذکر دعاؤں حضرت
ابراہیم کا اس شہر کی آبادی کے حق مین اور بیان اسکا کہ ایک وقت میں کفر اس شہر مین شایع
ہوگا کسواسطے لائیے اور ختم سخن کا اوپر دعاے وجود امت اور بعدہ رسول کے کسواسطے
کیا اور اللہ دانا تر ہے ساتہ مقصدون کلام قدیم اپنی کے تفتیش دوسری وہ کہ حاصل دعا
حضرت ابراہیم کا وہ تہا کہ بعضے اولاد میری کو بہی امامت حاصل ہو بدلیل من تبعیضیہ کے
پس ارشاد الہی اسکی جواب میں کہ لا ینال عھد الظالمین کونسی قبیل سے ہے رد ہی یا قبول
اگر رد ہے پس خلاف واقع ہے کسواسطے کہ اولاد اور احفاد حضرت ابراہیم کی انبیا اور اوصیا
بہت گذری ہیں مثل حضرت اسمعیل اور حضرت اسحق اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف
اور حضرت موسی اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان اور حضرت ایوب اور حضرت یونس
اور حضرت زکریا اور حضرت یحیی اور حضرت عیسے اور حضرت الیاس کی پہر اشرف اور افضل انمین
حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جو قبول ہی پس طریق اسکا وہ تہا کہ فرماتے نعم ینال
ینال عھدی المومنین الصالحین جواب اسکا وہ ہے کہ عین تفسیر مین گذرا کہ مدعا حضرت
ابراہیم علیہ السلام کا وہ تہا کہ ہر وقت میں اولاد میری سے کوئی امام اوپر روی زمین کے
موجود ہو یہہ معنے قبول جناب الہی کی نہ ہوئی لاکن اسکو بطریق برہان کی فرمایا ساتہ اسکے
وضع کی کہ امامت عہد میرا ہے اور عہد میرا ظالمونکو نہین پہونچتا پس اگر اولاد تیری تمام اپنے
وقتین وقتون سے ظلم اختیار کرے اور کوئی ان مین سے اوپر طریقہ عدالت اور تقوی
کے قایم نہ رہے لیاقت اس منصب کی بہی دور پڑی اور جمہور مفسرین نے کہا ہے کہ یہ جواب
دلالت اوپر قبول دعا کے کرتا ہے کسواسطے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جانتے تہے کہ کل اولاد
میری لایق اس منصب کے نہوگی اور اسقدر جماعت کثیر ظالم بہی پیدا ہونگی پس طلب انکی نہ تہی

بلا ترجمہ قرآن: مضامین سے آگاہی
بہ زور دعا کی بہ برد ارحمانی
زمین مین اسی شخص کو
جو قربانی اسکے اور اولادی کا
زمین مین اور بہو دیا کا
یعنی اولاد جنکی ناحق
کرینگے اس مین ایک کو
بلکہ سارے انبیا کو ناحق اور
ہم تہرائی اور بیان کی
سے ہم تیری تعریف کرتے
دن اور یاد کرتے ہیں
ہم تیری پاک ذات کو
پیغمبر تیرے حکم سے
نہیں تیرے فائدہ کی
ہمارا اعلم کونسی بہا ہے
ہمکو نہین کوئی جانتا ہو
تیرے حکم سے پیدا کرتے

مگر وہ کہ منصب امامت کا بعض اولاد میری کو بھی پہونچی اور واقع اسی طرح ہوا پس سوال انکا مقبول
ہوا اسے ہم اور پر جواب اس سوال کے نعم لا ینال عھدی المومنین الصالحین کس واسطے
ارشاد نہ فرمایا پس اسکی وجہ یہ ہے کہ جو لفظ نعم فرماتے صریح معلوم نہوتا کہ وہ بعض کہ لیاقت
امامت کے رکھتی ہیں صالح ہونگی یا فاسق عادل ہونگی یا ظالم واسطے تصریح اسکے کہ ظالم لایق
امامت کے نہیں یہ عبارت ارشاد ہوئی اور ایسی ہی اگر ینال عھدی المومنین الصالحین فرماتے
یہہ معنے صراحۃً واضح نہوتے اسواسطے کہ مدلول اس عبارت کا سلب لیاقت کا ظالم سے نہوتا
لیکن بطریق مفہوم مخالف کے نہ بطریق منطوق کلام کے اور بعضے مفسرین اس طرف گئے
ہین کہ یہ عبارت سراسر ہدایۃ تاکید مطلب حضرت ابراہیم کی ہے کسواسطے کہ غرض انکی
نہتی مگر طلب امامت کے واسطے صلحا اولاد اپنی کے اسواسطے کہ بعد پہونچنے اس مرتبہ عالیہ کے
کہ امامت مطلقہ ہے کسطرح اس مسئلہ کو نہ جانتے ہوں کہ کافر اور ظالم لائق امامت کے نہی
پس یہہ جواب مانند اسکے ہے کہ کوئی شخص قریب الموت کو کہے کہ واسطے بیٹے اپنے کے وصیت
کر وہ جواب مین کہے لا یرث منی اجنبی یعنے جو کچھ مجھ سے باقی رہیگا ملک پسر میری کی ہے
اجنبی کو نہیں پہونچیگا پس حاجت وصیت کی نہیں تفتیش سوم وہ کہ لفظ من ذریتی ظاہر ہے
کہ عطف اوپر محذوف کے ہے یعنے قال ابراھیم اجعلنی اماما وبعضا من ذریتی ایمۃ جو
امام کرنا ابراہیم کا نص صریح میں انی جاعلک للناس اماما موعود تہا پس دعا امامت اپنی
کے کیا درکار تہی جواب اسکا یہ ہے کہ واو عطف کا واسطے جمع کے ہے پس حقیقت میں یہہ دعا
واسطے جمع امامت اپنی اور امامت ذریت اپنی کی ہے نہ واسطے فقط امامت اپنی کے اور
جو کہ موعود تہی امامت حضرت ابراہیم کی تہی فقط نہ جمع امامتین اور کشاف میں مذکور ہے کہ
ومن ذریتی عطف ہی اوپر کاف جاعلک کو مانند اسکے ہے کہ کوئی کہے ساکرمک اور سامع جواب
مین اسکے کہے وزیدا یعنے اکرمنی وزیدا لیکن اس توجیہ میں اشکال قوی ہے کسواسطے کہ
جو اس صورت میں لفظ ومن ذریتی ہے مفعول جاعلک کا ہوگا پس تقدیر کلام کے اس
طرح ہوئی کہ انی جاعلک وجاعل بعض ذریتی اور یہہ کلام صریح الفساد ہے اور اگر کہین
کہ حاصل تقریر کا یہ ہے انک جاعل بعض ذریتی ایمۃ اور عطف اوپر

جملہ انی جاعلك للناس اماما کی قرار دین اور وہ جملہ مقول قال اللہ کا ہے پس یہہ جملہ بہی
مقول اسی قال کا ہوگا نہ مقولہ حضرت ابراہیمؑ کا حال آنکہ یہہ جملہ بلاشبہ مقولہ حضرت ابراہیم
کا ہے پس وجہ صحیح وہی ہے کہ عطف اوپر محذوف کے رکہین اور منتہاے توجیہ کلام صاحب کشاف
کا یہ ہے کہ اس جا حکایت عطف کی ہے نہ ایقاع عطف کا اور حکایت میں ومن ذریتی ساتہ
واو عطف کے واقع ہوا ولیکن حقیقت میں عطف صدر کلام کی ہے اوپر وجہ تلقین کے جیسا کہ
کوئی کہے ساکرمك اور مخاطب کہے وزیدا بروجہ تلقین کے کہ معنے اُسکے وہ ہین کہ کہہ
ساکرمك وزیدا پس عامل زیدا مین وہی اکرمک ہو کہ کلام قائل میں تہا لاکن ساتہہ تغیر کلام کے
اسواسطے کہ کلام قایل کا بروجہ اخبار کے ہے اور کلام مخاطب کا اوپر وجہ طلب کے اور بیچ انتصاب
عمل عامل کے معطوف علیہ اور معطوف مین تعلق اصل عامل کا شرط ہے نہ بقاے کیفیت کا جیسا کہ
قامت هند وزید وقام زید لا عمرو وما قام زید لکن عمرو کہ کلام اول مین کیفیت تانیث عامل
کے اور کلام دوم مین کیفیت اثبات کی اور کلام سوم مین کیفیت نفی کی باقی نہ رہی اور شاید کہ
یہہ استعمال مثل استعمال اسکن انت وزوجك الجنة کی ہے جیسا کہ سابق گذرا اسواسطے
معنے اُسکے اسکن انت ولتسکن زوجك الجنة مقرر ہے تفتیش چہارم وہ کہ حضرت
یونس اور حضرت آدمؑ بموجب نص قرآنی کی موصوف ساتہ ظلم کے تہی قال اللہ تعالے حکایة
عن یونس لا الہ الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین وقال اللہ تعالی حکایة عن ادم
ربنا ظلمنا انفسنا الخ حالانکہ اعلے مراتب امامت کا کہ نبوت ہے انکو حاصل تہا
پس کلمہ لا ینال عهدی الظالمین کا برہم ہوا جواب اُسکا اوپر مذاق جمہور اہل تفسیر کی
وہ ہے کہ وہ ظلم کہ ان دونو بزرگون نے طرف اپنی نسبت کیا ظلم حقیقی نہ تہا بلکہ ترک اولی اور
آیت میں مراد ظلم حقیقی ہے کہ فسق ہے اور وہ عبارت ارتکاب گناہ سے ہے اور اوپر
مذاق اہل تحقیق کے وہ ہے کہ ظالم اور جمیع مشتقات افعال اختیاریہ سے مثل ضارب اور قاتل
وغیرہا کے حقیقةً اوس شخص کے حق مین مستعمل ہوتے ہین کہ قصد اُس افعال کا کری اور
زلات انبیا مین اصلا قصد معصیت کا نہین ہوتا بلکہ قصد کسی مباح یا طاعت کا کرتی ہیں اور
بسبب مجاورت اور قرب کے وہ طاعت معصیت میں پڑتی ہے پس ارتکاب اُس معصیت کا

حق میں انکی معصیت نہین ہوتا بہ سبب بنا نے قصد کے لاکن بہ سبب مشاکلت صوری انکی کے
اُس زلت کو بنا بر کسر نفس اور تواضع اور انکسار کے ظلم اور معصیت کہتے ہین اور لفظ زلت کا
جسکے معنے لغزش پا ہے اُس تحقیق سے خبر دیتا ہے تفتیش پنجم وہ کہ بموجب اس نص صریح کے
عدالت اور تقوی واسطے ہر منصب کے منصبون شرعیہ سے شرط ہے اور اسی واسطے فقہا نے
اسپر اجماع کیا ہے کہ بادشاہت اور حکومت اپنی اختیار سے کسی فاسق کو نہ دینا چاہیئے البتہ
جو کوئی فاسق تغلب سے سلطنت اور حکومت پر مستولی ہو خروج اُسپر جائز نہین کس واسطے کہ حسب
برپا ہونے فتنہ کا ہے بالیقین اور عزل اُسکا موہوم ہے پس مصلحت موہومہ کے لیے یقینی
مفسدہ کو اختیار نکرنا چاہیئے اور ایسے ہی قاضی اور مفتی اور محتسب اور امام نماز کو لایق ہے
کہ فاسق اور فاجر نہو باوجود اسکے جو کوئی نماز مین فاسق کی اقتدا کرے نماز اُسکی فاسد نہین
ہوتی ہے یہہ ہے مذہب اکثر علماء اسلام کا اور ابن مردویہ بروایت حضرت امیر المومنین مرتضی
علی کرم اللہ وجہہ کی لایا ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے تفسیر مین لا ینال عھدی الظالمین
کی فرمایا ہے کہ لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ اللہ لا طاعۃ الا فی المعروف اور ابن ابی حاتم
نے ابن عباس سے روایت کی قال قال لا براھیم انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی
فابی ان یفعل قال لا ینال عھدی الظالمین اور روایت مین ابن اسحق اور ابن جریر کی ابن عباس
سے ساتہ اس لفظ کے ہے کہ یخبرہ انہ کائن فی ذریتہ ظالم لا ینال عھدہ ولا ینبغی لہ
ان یولیہ شیأ من امرہ لیکن اس جا فرقہ امامیہ نے افراط کی راہ طی کی ہے
اور کہا ہے کہ صحت امامت مین عصمت کہ جو بمعنی خطائی القیم اور امتناع صدور گناہ عمل مین شرط ہے
اور یہہ عصمت ظاہری اور باطنی خلق کو معلوم نہین ہو سکتی پس ناچار مقرر کرنا امام کا چاہیئے
کہ خدا کیطرف سے ہو نہ مخلوق کیطرف سے لیکن یہ ظاہر ہے کہ مقابلہ ظلم کا عدالت اور تقوی
ہے نہ عصمت البتہ جو آیت شریفہ لا ینال عھدی من کان ممکن الظلم ومحتمل المعصیۃ
واقع ہوتی تو یہہ فہمید گنجائش رکہتی حالانکہ لفظ ظالمین واقع ہے امامت غیر ظالم کی
خواہ معصوم ہو خواہ متقی درست رہے اور بہی اگر عہد کو عام رکہین پس چاہیئے کہ قاضی
اور مفتی اور محتسب اور امیر اور حاکم مین بہی عصمت شرط جانین اور جو عہد کو خاص کرتے ہین ساتھ

کسی قسم کی قسموں سے پس دوسری بہی شرط کرنی عصمت بعضے اقسام عہد میں شریک ہین کس واسطے کہ نبوت میں بالاجماع عصمت شرط ہے اور جو کہ اُنکی خاطر میں پہونچتا ہی کہ عصمت امامت میں شرط ہوا اور مرد متقی کو امامت کے ساتھہ منصوب کرین اور اُسکی طاعت تمام مخلوق پر فرض ہو محتمل ہے کہ وہ متقی چونکہ مثل معصوم کے نہین یا طریقہ تقوی سے عدول کرے اور ظلم کا رستہ اختیار کرے اور آدمی بسبب اطاعت اُسکی کے کہ فرض ہی بہی ظلم میں گرفتار ہوں اور غرض امامت سے حاصل نہو پس نہایت سخن رکیک ہے کسواسطے کہ احتمال معصیت امام کا اُسوقت اُمت کو ضرر کرتا ہے کہ طاعت اُسکی بے قید اور بے شرط کی اوپر اُنکی فرض ہو اور ایسا نہین بلکہ اطاعت امام کی مشروط اور مقید ہی ساتہ اُن چیزونکی کہ معصیت ہونا اُنکا شرع سے معلوم نہو والا اطاعت امام کی فرض نہ رہے اور رجوع ساتہ احکام قرآن اور اوامر اور نواہی پیغمبر کے نہ کیا چاہیے بدلیل یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شی فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الآخر وبدلیل حدیث لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق پس طاعت امام کی رعایا کے حقمین مانند طاعت مالک کے حق مملوک مین ہے اور طاعت شوہر کی بیچ حق زوجہ کے اور طاعت والدین کی اولاد کے حق میں اور طاعت امیر اور حاکم اور قاضی اور مفتی اور محتسب کے بیچ حق زیر دستون اپنی کے مقید اور مشروط ہے نہ مطلق البتہ انبیا علیہم السلام کی اطاعت مطلق ثابت ہے اور اس جا عصمت شرط ہے بسبب اُسکے کہ مبدء سلسلہ تبلیغ کا واقع ہوا ہے اگر عصمت اُنمین شرط نہو تدارک خطا اُنکی کا کہ ساتہ رجوع احکام شرعیہ کی ہی نہین کر سکتے کسواسطے کہ طریق معرفت احکام شرعیہ کا بدون توسیط کے ممکن نہین بخلاف امام اور اور اشخاص واجب الاطاعت کے کہ مذکور ہوئی اسواسطے کہ یہہ لوگ بیچ مبادء تبلیغ کے واقع نہین ہیں تاکہ طریق معرفت احکام کا بدون وساطت اُنکی کے نہو پس فیما بین تفرقہ حاصل ہوا اور کتاب نہج البلاغۃ میں کہ معتبرات امامیہ سے ہے حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ سے نص صریح موجود ہے کہ لا بد للناس من امیر بر او فاجر یعمل فی امرہ المومن ویستمتع فیہ الکافر ویامن فیہ السبیل الی آخرہ اس افراط سے عجیب زیادہ وہ ہے کہ اُنہون نے واسطے دخل خلافت خلفاء

موضح القرآن

اور یاد کر جب ہم نے کہا فرشتون کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ مانا اور غرور کیا اور تہا وہ منکرون میں ۵ اور کہا ہم نے اے آدم رہا کر تو اور تیری جورو

ملستر رضکے اس آیت سے یہہ بات نکالی ہے کہ امام کو چاہیئے کہ کسیوقت کفر نہ کیا ہو
اور ابتداسن بلوغ سے روش اسلام پر ہو حالانکہ جو کافر مسلمان ہوا اور کفر سے توبہ کی ہرگز اسکو
کافر اور ظالم نہیں کہہ سکتے ظالم وہی ہے کہ اپنے ظلم میں آلودہ ہو التائب من الذنب کمن لا ذنب له
قاعدہ مقررہ شرع کا ہے اور جو کوئی کافر سالہا سال سے مسلمان ہوا ہو اور توحید میں قدم
راسخ پیدا کیا ہو اسکو ہرگز کافر کہنا چاہیئے اور جو کہ بعضے نافہم واسطے تائید مذہب امامیہ کے
کہتے ہیں کہ حالت خواب میں مرد با ایمان کو مومن کہتے ہیں حالانکہ اس حالت میں اسکو
ایمان کہ معنے تصدیق کی ہے بالیقین حاصل نہیں باعتبار اسی تصدیق سابق اسکے کے یہہ
استعمال صحیح ہے پس ظالم باعتبار ظلم سابق کے صحیح الاستعمال ہوا اور یہی کلام کندہ
اور ناشی کہ حصول مبادی انکی کا دفعۃً ممکن نہیں لکونہا امودا غیر قارۃ استعمال اس کا
بہی حصول مصادر کے صحیح ہے پس جواب اسکا وہ کہ مرد با ایمان کو حالت خواب میں وہ چیز
کہ ازالہ تصدیق اسکی کا کرے حاصل نہیں اسواسطے وہ تصدیق سابق اسکی شرعاً معتبر ہی
اور ساتہ اسی اعتبار کے لفظ مومن کا حق میں اسکے موافق اصطلاح شرعی کے صحیح الاستعمال
ہے کسواسطے کہ شرعی لفظوں کے استعمال میں معانی شرعیہ متحقق ہوا کرتے ہیں اس ظالم
یا کافر کی کہ ظلم اور کفر اپنے سے توبہ کی ہو اور مزیل کفر او ظلم اسکے کا شرعاً ثابت ہوا استعمال
لفظ ظالم اور کافر کا اسکے حق میں کس طرح کر سکتے ہیں کہ نہ لغت مجوز اسکا ہے اور نہ شرع اور
باوجود اسکی حالت خواب میں غفلت اور بے التفاتی ہے تصدیق سے نہ زوال تصدیق کا خزانہ
اور حافظہ سے اور وہ حصول کہ صحت استعمال مومن کی تین شرط ہے حصول خزانہ اور حافظہ میں ہے
نہ ادراک اسکا بالفعل و مالا عالم کو وقت اشتغال تمازکے جاہل کہنا صحیح ہوا اور اس مالدار کو جسکے ہاتہہ میں تو
سامان نہو مگر اسکے خزانہ میں مال بہت موجود ہو مفلس کہنا صحیح ہوا اور یہہ باطل بالاجماع ہی
اور ایسے ہی مشتقات غیر قارہ بسبب اسکے کہ حصول مبادی انکے کا دفعۃً محال ہے قصد
اور ارادہ تحصیل اس مبادی کا استعمال ان مشتقات میں قائم مقام حصول مبادی اسکا
عرفاً اور لغۃً اور شرعاً کہا جاتا ہے بخلاف مشتقات حکمیۃ الوصول کہ قائم کرنا بدل کا بیچ
استعمال اسکے جائز نہیں ہے واسطے ممکن ہونے اصل کے مانند اسکے کہ حق میں مریض کے تیمم جائز ہی

اور حق مین صحیح مقیم کے غیر جائز اور یہی حصول کہ استعمال مشتقات مین شرط ہے عام ہے اس سے
کہ حصول تدریجی ہو یا حصول دفعی اور امور غیر قارہ مین حصول تدریجی متحقق ہی زیج ازمنہ انکے
کے کو دفعی نہین تفتیش ششم وہ ہے کہ اس آیت مین تحذیر سخت اور تخویف بلیغ ہی بدنامی
ظلم سے کسواسطے کہ یہ خصلت شنیعہ اولاً شخص کو رتبہ نبوت اور امامت اور ریاست شرعیہ
سے دور ڈالتی ہے کہ لاینال عہدی الظالمین اور ثانیاً درجہ ولایت سے کہ الا لعنۃ
اللہ علی الظالمین اور ثالثاً نظر خلائق اور دلون انکی سے کہ جبلت القلوب عن حب من احسن
الیہا و بغض من اساء الیہا اور رابعاً حظ نفس اپنی سے کہ وما ظلمونا ولکن کانوا انفسہم
یظلمون اور خامساً ذکر خیر اور برکت سے متروکات انکی مین کہ دار الظالم خراب ولو بعد
حین اور سادساً شفاعت حمایت اسلاف اور نسب کریم سے کہ انہ لیس من اہلک انہ عمل غیر
صالح والعیاذ باللہ من جمیع ما کرہ اللہ اور جواہل کتاب کہین کہ ہم اپنے واسطے دعوی نبوت
مطلقہ اور امامت عامہ کا نہین کرتے ہین تاکہ بسبب لیاقت امامت کے ہمکو ملزم کرین بلکہ غرض ہماری
وہ ہے کہ حکم الہی متبدل نہین ہوتا ہے پس ہر پیغمبر کو اور ہر امت کو چاہتا ہے کہ ساتھ احکام کتابون
سابق کے رجوع کرین اور عمدہ ان کتابون کی توریت اور انجیل ہین جو ہماری پاس موجود ہین پس پر
اس پیغمبر اور اسکی امت کو چاہیئے کہ احکام ان دونو کتاب کی تحقیق کرین کسواسطے کہ یہ امی
محض ہیں کتاب کو نہیں جانتے اور یہی دعوی نسخ اس احکام کا کریں جیسا کہ انبیا سابق کہ
بنی اسرائیل میں گذرے ہین اسی طور تبعیت احکام توریت کی کی ہے جواب میں انکی کہہ کہ یہ دعوی
تمہارا ہی غلط ہے کسواسطے کہ حکم الہی موافق ہر زمانہ کے بیچ رنگ دوسری کے آتا ہے اور خود تم
اقرار رکھتے ہو اس مین کہ توریت مین بعضے احکام ملت ابراہیمی کو نسخ کیا گیا پس جو پیغمبر دوسرا اور
کتاب دوسری ناسخ احکام توریت کی آوے کیا جاے استبعاد اور تعجب ہے اور واسطے اسی امر
کے یاد کرو تم دوسرے قصہ کو وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ یعنی یاد کرو تم اسوقت کو کہ کر دیا ہمنے خانہ
کعبہ کو کہ اسوقت تک شہر مکہ میں موجود ہے اور بہت خلائق واسطے تعظیم اور احترام اور
طواف اور استقدام اسکے کے مشغول ہے مَثَابَةً لِّلنَّاسِ یعنے جاے جمع ہونیکے واسطے
آدمیوں کے تاکہ ہر سال میں واسطے ادائے حج اور طواف کے نزدیک اس خانہ معظمہ کے جمع ہوں اور اس

اور اس جمع ہونے مین اُنکو فائدہ دین اور دنیا اور روحانی اور جسمانی حاصل کر دین کسواسطے
کہ حقتعالی نے نوع انسانکو ساتہ ایسی وضع کے پیدا کیا ہے کہ علوم اور کمالات انسانیہ اُنکی
ساتہ اختلاط اور باہم صحبتے نوع اپنی کے زیادہ ہوئے ہین اور اسیواسطے بادیہ نشین اور صحرا کے پہرنیوالے
اکثر کمالات انسانیہ سے عاری رہتی ہیں پس عین حکمت ہے کہ تمام جہان کے لوگونکو حکم اجتماع کا
ایک مکان اور ایک زمان مین فرماوین تو ہر ایک کمال دوسری سے فائدہ حاصل کرے اور جو کہ سکان
ایک اقلیم کے صفتون اور پیشون اور علموں اور عبادتوں کو اپنی فکر سے یا الہام آلہی سے بنائی ہون سکان
اقلیم دوسری کی بسبب اجتماع کے اُس مکان میں اُسپر مطلع ہوں اور حسن و قبح اُس فکر تازہ کا ساتہ اجتماع
راؤں اور عقلوں کے مشخص اور مختار ہوا اور جو قابل اخذ ہے تمام اُسکو سیکہیں اور بہی ارواح انسانیہ
مثل شیشوں متقابلہ کے ہیں کہ عکس ایک کا دوسری میں پڑتا ہے اور استعداد ایک کے دوسرے مین
سرایت کرتی ہے پس عبادات اور کیفیات مکسوبہ ہر ایک کو دوسری بہی ساتہ حکم اجتماع کے حاصل
ہو گی نورانیت عظیم ہم پہونچا دین مانند بہت سے چراغوں کے کہ ہیئت اجتماعیہ نور ہر ایک کو
اضعاف و مضاعف کرتے ہیں اور واسطے اسی نکتہ کے جمعہ اور جماعت مشروع ہوئی لیکن جماعت
پنجگانہ جامع اہل ایک محلہ کی ہوتی ہے اور پس آدم جمعہ اور جامع اہل ایک شہر کے اور یہ جماعت جامع
اہل ہفت اقلیم کی ہے اور محتمل ہے کہ لفظ مثابۃ مشتق ثواب سے ہو یعنی جائے تحصیل ثواب کی واسطے
آدمیوں کے اور ظاہر ہے کہ یہ گہر واسطے تحصیل ثواب کے ایک نسخہ عجیب ہے اسلئے حج اس گہر کا
موجب دور ہونے جمیع گناہوں کا ہے بحکم حدیث شریف کے من حج اللہ فلم یرفث ولم یفسق رجع
کیوم ولدتہ امہ اور عمرہ اس گہر کا بہی کفارہ ہے بحکم العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ لما بینہما
اور نماز کہ بہترین اسباب تحصیل ثواب کثیر کا ہے صحت اُسکی مشروط ساتہہ استقبال اس گہر
کے ہے اور طواف اور قربانی کہ بہی عمدہ اسباب تحصیل ثواب سے ہیں خصوصیات اسی گہر کی سے
ہیں اور تمام نیکیاں خواہ جنس روزہ یا صدقہ یا دوسرے وجوہ خیر کے ہوں حوالی اس گہر کی
ادا کرنیمین ثواب مضاعف ہے بحدیکہ ایک ایک نیکی اُسجگہ مین برابر لاکہہ نیکی کے ہے جگہ دوسری
چنانچہ تاریخ ازرقی اور در کتب حدیث میں بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے
مروی ہے اور قطع نظر شغل عبادت کی اُسجا مین محض مجاورت اُس مقام متبرک اور نظر طرف اُس خانہ

موضح قرآن

[illegible]

تجلی اشیا انکی سی ثواب بیحد حاصل ہوتا ہے چنانچہ اسی کتاب متبرک میں مروی ہی کہ حضرت حق تعالی ہر روز اس گہر پر ایک سو بیس رحمت نازل فرماتا ہے ساٹھہ و اسطے طواف کرنیوالونکی اور چالیس نماز گذارونکے واسطے اور بیس دیکھنے والوں کے واسطے اور یہی حدیث شریف مین وارد ہی النظر الی الکعبۃ اور جو یہہ خانہ مکان حصول ثواب کا ہوا لا بد محل اجتماع اور ازدحام کا بہی ہوگا کسواسطے کہ عقلاے بنی آدم تحصیل ثواب مین رغبت کرتے ہیں اور جس جا کو مرغوب اپنا پاتے ہین ازدحام کرتے ہیں اسی لیے کہا ہے ٭ ہر کجا چشمہ بود شیرین ٭ مردم و مرغ و مور گرد آیند ٭ اور اسیواسطے کیا ہے نے اُس گہر کو آمنًا یعنے جاے امن کی تاکہ جو لوگ کہ واسطے تحصیل فائدوں دینی اور دنیوی اور کسب ثواب کی اُسکے حوالی مین جمع ہوں خوف سے امن مین ہوں والا اجتماع اور اختلاط ممکن نہو کسواسطے کہ خوف کی صورت میں آدمی عادی اور مجبول فرار اور گریز پر ہے اور دفع ضرر کو جلب نفع پر مقدم جانتا ہے اور ہر چند امن ہر جگہہ روی زمیں پراز روے شریعت کے واجب ہے اور بعض ہوجب آپس مین خواہ جانی ہو یا مالی یا عرضی حرام ہے لیکن اسجگہ اسی بقعہ کو خصوصیت ہی کہ کسی جاے دوسرے کو نہین مانند قلعہ بادشاہی کے بہ نسبت اور ممالک محروسہ کے اور اسیواسطے شکار کرنا حد حرم میں موجب گناہ اور کفارت کا ہی اور حدیث صحیح میں ہی کہ ان اللہ حرم مکۃ وانہا لم تحل لاحد قبلی ولا تحل لاحد بعدی وانما احلت لی ساعۃ من نہار وقد عادت حرمتہا الیوم کحرمتہا بالامس فہی حرام بحرمۃ اللہ الی یوم القیمۃ اور اسیواسطے نزدیک امام اعظمؒ کے جو کوئی مرتکب حد یا قابل تعزیر کا مکہ مین داخل ہوا اُس سی اُس مقام میں تعرض نہ چاہیے کرنا بلکہ اُسپر اُسکے کام کو تنگ کرنا چاہیے اور آدمیونکو معاملہ اُسکے سے منع کرنا چاہیئے یعنے اُسکے ساتہ بات نہ کرین اور اُسکے ہاتہہ کوئی چیز فروخت نہ کرین وہ تنگ ہو کر حرم سے باہر آوے اُس وقت اُس سی قصاص لیوین اور حد جاری کرین اور ظاہر ہے کہ یہہ احکام مذکورہ شریعت یہود میں اصلا موجود نہین اور توریت ناسخ اس احکام کی ہوئی تہی البتہ یہہ احکام ذریت حضرت اسمعیل علیہ السلام اور اتباع انکی مین باقی تہی یہانتک کہ انپر فرض کیا تہا ہے نے کہ ہر سال واسطے حج اس گہر کے آؤ تم اور آپس میں اُسکی گرداگرد تعرض ساتہ قتل اور نہیب کے نہ کرو تم وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ

موضح القرآن ... آدم علیہ السلام کی ... اللہ تعالی ... تو بہ قبول کرنیوالا مہربان ... فَاتُوا بِسُورَةٍ ... ابراہیم ... نجات کے ...

یعنی پکڑو تم جگہہ کہڑے ہونے ابراہیمؑ کو کہ ایک سنگ پر حضرت ابراہیمؑ کہڑی ہو کر بنای کعبہ فرماتے تہے بعد اُسکے اُسی سنگ پر کہڑے ہو کر اذان حج کے دی اور ہر دو قدم مبارک حضرت ابراہیم علیہ السلام اُس سنگ میں منقش ہوئی اور احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ سنگ اسود اور یہ سنگ دونو بہشت سے آئے ہیں ہمراہ حضرت آدمؑ کی اور دن قیامت کے دونونکو آنکہیں اور زبان اور لب دینگے تو ساتہہ آواز بلند کے واسطے اُس شخص کے کہ برضامندی حق کی زیارت اُنکی کے ہے گواہی دینگے مُصَلًّی یعنے نماز گاہ کہ پیچہے طواف خانہ کعبہ کے دو رکعت تحیۃ الطواف اُس پتہر کے پیچہے کہڑے ہو کر گذارنا مقرر ہے تاکہ امامت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قیام قیامت تک جاری ہو اور بہی جب ابراہیم علیہ السلام نے اُس سنگ پر کہڑے ہو کر اذان حج کے دی تہی پس بعد رحلت حضرت ابراہیمؑ کے اُس پتہر کے نزدیک کہڑا ہونا اور عبادت خدا کی بجا لانا گویا نزدیک اُنکے حاضر ہونا ہی اور بحضور اُنکی عبادت خدا کی بجا لانا ہے اور یہہ حکم بہی بیچ بنی اسرائیل کے نہ تہا پس کیا عجب ہی کہ بعد انبیاء بنی اسرائیل کی بنی اسمٰعیل میں سے کوئی پیغمبر پیدا ہو اور احکام خاصہ بنی اسرائیل کی نسخ کرے جیساکہ توریت اور انبیاء بنی اسرائیل نے احکام خاصہ بنی اسمٰعیل کو نسخ کیا تہا اور جو کہیں کہ تقرر خانہ کعبہ کا واسطے اور وجوب اجتماع کے اُس مکان متبرک میں ہر سال اور استقبال اس خانہ کا ہر نماز مین اور ادای نماز طواف مقام ابراہیمؑ کی پیچہے احکام الٰہی سی تہا بلکہ آدمیون نے باجتماع رایوں اپنی کے یہہ احکام مقرر کئے تہے البتہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل نے اُس مکان کو واسطے عبادت کے مانند اور مسجدوں اور معابد کے بنا کیا ہے ہم کہتے ہین کہ یہہ خیال تمہارا غلط ہی کسواسطے کہ جس طرح ہمنے دل آدمیوں میں شوق زیارت اس مکان اور اجتماع اس مقام کا ڈالا ہے ایسے ہی حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیلؑ کو ہمنے واسطے حج اور نماز کے فرمایا ہے وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ یعنی ہمنے وحی بہیجی طرف ابراہیم اور اسمٰعیلؑ کی جو مشابہ عہد لینے کی تہی تاکید اور مبالغہ میں اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ یعنے یہہ کہ پاک رکہو تم گہر میری کو ناپاکیوں سے اور اُس چیز سے کہ طبع سلیم اُسکے دیکہنے سے نفرت کرتی ہے مثل آب دہن اور آب بینی اور خس و خاشاک لِلطَّآئِفِيْنَ یعنے واسطے طواف کرنیوالونکے کہ گرد اُسکے پہرتی ہیں اور ظاہر ہے کہ طواف دین تمہارے میں نہین کسواسطے کہ طواف واجب یا ضمن میں حج کے ہوتا ہے یا ضمن مین عمرہ کی اور اُن دونوں کو

مشروع نہیں جانتے ہو والعاکفین یعنے اور واسطے اعتکاف کرنیوالون کے اُس مکان مین اور تم اعتکاف کو اُس مکان میں بہتر اعتکاف مسجدون دوسری سے نہین جانتی ہو والرکع السجود یعنے اور واسطے نمازیون کے کہ رکوع اور سجود کرتے ہیں اور دین تمہاری میں اصلا رکوع نہین اور سجدہ تمہارا بہی سجدہ مقتضی نہین کہ پیشانی کو تمام زمین پر پہونچاؤ تم بلکہ اپنی ایک کلہ کو زمین پر رکہتے ہو تم پس جب تم اسبات کے قائل ہو کہ دین حضرت ابراہیم اور اولاد اُنکی سبات آنے توریت کے یہہ احکام منسوخ ہوے ہیں تو ساتہہ آنے کسی کتاب دوسری کے بعضے احکام توریت کے منسوخ ہونیکا کسواسطے تعجب کرتے ہو تم باقی رہین اسجا پر چند بحث اول وہ کہ مدلول واذجعلنا البیت مثابۃ للناس کا یہہ ہے کہ اس خانہ مبارک کو مجمع قرار دینا خدا کیطرف سے ہے لیکن وقت اس حکم کا کونسا تہا ظاہر اسباق اور سیاق اس آیت سے وہ ہی کہ ابتدا اس حکم کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے تہی لیکن تواریخ کی روسے ثابت ہی کہ ابتدا بناے اس خانہ معظمہ کی حضرت آدمؑ کی عہد میں وقوع میں آئی اور اُسوقت سے ہمیشہ یہ مقام انبیا اور صلحا کی عبادت گاہ اور دعا کے مقبول ہونیکا محل رہا اور تاریخ ازرقی اور کتاب العظمۃ ابوالشیخ اور تاریخ ابن عساکر اور دوسری کتابوں اس فن کی مین مذکور ہی کہ جب حضرت آدمؑ بہشت سے اوپر زمین کے پڑے جناب الٰہی مین عرض کی کہ بارخدایا مین تسبیح اور تکبیر اور تہلیل ملائکہ کو زمین پر نہین سنتا ہوں جیسا کہ آسمان پہ سنتا تہا اور نہ کوئی طواف گاہ رکہتا ہوں جیسا کہ فرشتوں کا آسمان مین طوافگاہ دیکہتا تہا کہ بیت المعمور ہے حکم ہوا کہ جاؤ اور جس مکان کا کہ نشان دیں ہم خانہ کعبہ کو بنا کر اور گرد اُسکے طواف کر اور طرف اُسکے نماز گذار اور حضرت جبرئیلؑ کو حکم ہوا کہ ہمراہ حضرت آدمؑ کے جادین اور اُنکو نشان دین حضرت جبرئیل حضرت آدم علیہ السلام کو مکان کعبہ معظمہ میں لائے اور اُس زمین پر پر اپنا مارا کہ ساتوین زمین کے نیچے سے اوپر تک بنیاد اُسکی پڑ گئی اور اس بنیاد کو فرشتوں نے ایسی بڑے بڑے پتہروں سے کہ ایک پتہر تیس مردوں سے بہی نہ اُٹہی پُر کردیا اور یہہ پتہر پانچ پہاڑ کے تہے کوہ لبنان اور طور سینا اور جودی اور حرا یہاں تک کہ وہ بنیاد برابر روے زمین کے پہونچی اُسوقت حق تعالیٰ نے بیت المعمور کو آسمان سے نازل فرمایا اور اُس بنیاد پر اُسکو رکہا اور حکم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور اولاد اُنکی گرد اُسکی طواف کریں اور طرف اُسکے نماز گذاریں اور یہہ خانہ زمانہ طوفان نوح علیہ السلام تک

موجود تھا اور وقت طوفان کے اُس خانہ کو پھر آسمان پر لیگئی پیچھے ایسے مکان کعبہ معظمہ مثل ٹیلہ
بلند کے تمام زمین سی جدا معلوم ہوتا تھا لیکن اُسکے اوپر کوئی اور بنا نہ تھی اور اہل آفاق اُسی مکانکا
قصد کرتے تھے اور محل اجابت مکان جانتے تھے یہانتک کہ ابراہیمؑ کو واسطے بناے کعبہ کے
حکم ہوا اور ہمراہ انکے سکینہ نے بصورت ابر کے سایہ ڈالا اور بسبب اُس سایہ کے حد کعبہ معظمہ کی
متعین ہوئی اور حضرت جبرئیلؑ نے مقدار دَوْر سایہ کے خط کھینچا اور اسی خط سے حضرت ابراہیمؑ
واسطے کھودنے زمین کے مشغول ہوئی یہانتک کہ بنیاد حضرت آدمؑ کی نمودار ہوئی پھر اُسکے اوپر
بنیاد بناے خانہ کے عمل مین لائے اور جسوقت کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس گھر کو تعمیر فرماتے تھے
تو اُسکی بلندی نو گز کی کی اور دَور اُسکا حجر اسود سی رکن شامی تک تینتیس گز اور رکن شامی سی رکن
غربی تک بائیس گز اور رکن غربی سی رکن یمانی تک اکتیس گز اور رکن یمانی سے حجر اسود تک بیس
گز تھا پس شکل کعبہ معظمہ کی اُسوقت میں شکل مستطیل تھی کہ طول اُسکا عرض اُسکی سی زیادتی ظاہر
رکھتا تھا اور باہم طول طرفین میں کہ شرقی اور غربی ہے نیز اختلاف تھا لیکن غیر محسوس اور
اسیطرح عرض کی دونو جانب میں کہ شمالی اور جنوبی ہے اختلاف غیر محسوس تھا اور دروازہ اُس خانہ کا
اُسوقت میں ساتھ زمین کے چسپان تھا نہ بلند اور فضای محض تھا کواڑ وغیرہ نہ تھے یہانتک کہ تبع
حمیری نے واسطے اُس دروازہ کے کواڑ اور زنجیر اور قفل بنایا تھا اور بہی حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے اُس خانہ کے اندر آنے والے کے داہنی جانب ایک حفرہ بنا چھوڑا تھا تو بمنزلہ خزانہ اُس گھر کے
اور جو کچھ نذر اور تحائف واسطے اُس خانہ کے آوے اُس خزانہ میں رکھین اور بانی اُس خانہ کے
حضرت ابراہیمؑ تھے اور مزدور حضرت اسمٰعیلؑ کہ گلابہ کرتے تھے اور پتھر کوہ ابو قبیس اور حرا اور
ورقان سی لاتے تھے یہانتک کہ عمارت اُس خانہ کی قد آدم سی بلند ہوئی اور احتیاج اس چیز کی ہوئی
کہ اُسپر کھڑے ہو کر بنا کرین حضرت اسمٰعیل کو فرمایا کہ واسطے میرے کوئی پتھر لا تو اُسپر کھڑا ہو کر
کار عمارت مین مشغول ہوں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کوہ ابو قبیس پر واسطے تلاش پتھر کے گئے
حضرت جبرئیل علیہ السلام نے راہ میں اُنسے ملاقات کی اور کہا کہ آؤ میں تمکو دو بڑے پتھر کا نشان
دون کہ ہمراہ حضرت آدم علیہ السلام کے بہشت سے دنیا میں آئے ہیں اور برکت عظیم رکھتے ہیں
حضرت ادریسؑ نے اُن دونوں پتھروں کو بخوف آنے طوفان کے اس پہاڑ مین مخفی کر کے دفن کیا ہے

ایک کو واسطے کھڑا ہونے ابراہیمؑ کے لیجا اور دوسرے کو تہ خانہ کعبہ جانب راست دروازہ سے کونہ
جو کہ طواف اس خانہ کا کرے اول اس پتھر کو بوسہ دے اور طواف شروع کرے حضرت اسمعیل
علیہ السلام حضرت جبرئیل علیہ السلام کی فرمانے کے موافق اُس پہاڑ میں آئی اور اُن دونوں پتھروں
کو پیچھے ایک دوسرے کے لائے اور حضرت جبرئیل بہی ہمراہ حضرت اسمعیلؑ کی آگے حضرت ابراہیمؑ کی آئی
اور واسطے رکہنے سنگ سیاہ کے خانہ کعبہ کے گوشہ میں حکم کیا جب حضرت ابراہیمؑ ایک پتھر پر کہڑے ہو کر
بنائے عمارت کرتے تہے وہ پتھر بقدر بلندی عمارت کے بلند ہوتا جاتا تہا تا تمام ہوئی عمارت کے دوسرے
پتھر کیطرف حاجت نہ پڑی اور اثر انگلیوں اور دو قدم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اُس پتھر میں منقوش
ہوا اور پتھر دوسرا کہ خانہ کعبہ کے گوشہ میں کہا ایک نور عظیم اُس سے منتشر ہوا اور ہر چہار طرف خانہ کعبہ معظمہ
کے نور اُسکے نے سرایت کی ایک مسافت تک وہ نور پہونچتا تہا ہر چہار طرف سے حد حرم
کی مقرر ہوئی کہ بعد فراغ بنای کعبہ سے اُس حد کا نشان مقرر کر دیا اور حدیث صحیح میں بروایت عبد اللہ
بن عمرؓ کے آیا ہے کہ آنحضرت صلعم فرماتے تہے الرکن والمقام یاقوتتان من یاقوت الجنۃ
طمس اللہ نورھما ولولا ذلک لاضاء اما بین المشرق والمغرب یعنے رکن اور مقام
دو یاقوت ہیں جنت کے یاقوتوں سے محو کر دیا اللہ نے نور اُنکا اور اگر ایسا نہوتا روشن
کر دیتی مابین مشرق اور مغرب کو اور بہی حدیث صحیح میں وارد ہے کہ کالے پتھر کا رنگ کہ ساتہ
حجر اسود کے معروف ہی ابتدا میں نہایت سفید اور نورانی تہا بنی آدم کے گنہگاروں کے ہاتہہ لگنے
سے یہانتک سیاہ ہو گیا اور قتادہ سے مروی ہی کہ قبل اسلام سے عبادت نہ تہی کہ مقام ابراہیم
کو کوئی ہات پہونچاوے اور مسح کرے اس امت میں یہہ امر رائج ہوا اور اون آدمیوں نے
کہ قبل اسلام سے اس نیک پتھر کو دیکہا تہا نقل کرتے تہے کہ اثر ہر دو پاشنہ حضرت ابراہیم
اور انگلیون انکی کا اس پتھر میں ظاہر اور نمودار تہا اب بسبب ہات پہونچانے آدمیون کے
وہ امر بخوبی ظاہر نہین اور ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن زبیر سے نقل کی کہ اُنہوں نے ایک
جماعت کو دیکہا کہ مقام ابراہیم کو مسح کرتے تہے کہا تمکو خدا تعالے نے سات مسح کرنے کا
پتھر کے نہین فرمایا بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ متصل اسکے نماز گذارو تم اور بیہقی نے سنن اپنی میں
روایت کی ہی کہ یہہ پتھر زمانہ میں آنحضرت صلعم اور زمانہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے

متصل خانہ کعبہ کی تھا اور حضرت عمرؓ کی زمانہ مین متصل نہ رہا اور سبب اسکا آنا سیل عظیم کا تھا کہ اسکو سیل ام نہشل کہتے ہیں اور یہہ پتھر سیل کے پانی کے زور سے مکان اپنے سے بیجا ہوا اور دور پڑا تھا حضرت عمرؓ خود تشریف لائے ایک مکان واسطے اس پتھر کے تجویز کیا گرداگرد اس پتھر کے پتھر لبست کرکے درمیان مین اس پتھر کو رکھا اور اسوقت سے اسی مقام میں ہی اور یہی بات اہل تاریخ روایت کرتے ہیں پس اول بنا خانہ کعبہ حضرت آدم علیہ السلام سے واقع ہوئی اور جو کہ مشہور ہے کہ اول بنائے خانہ معظمہ کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمائی ہی پس بنا اسکے ہی کہ اس موضع کو بصورت خانہ کے کہ چہار دیوار اور سقف رکھتا ہو انہوں نے بنایا ہے اور عہد مین حضرت آدمؑ کے سوا بنیاد اسکی کے کچھ نہ تھا اور اس بنیاد کے اوپر بیت المعمور کو رکھا تھا کہ بصورت خیمہ کے تھا یاقوت مجوف سے اور عمارت پتھر مٹی کی نتھی لیکن آدمؑ سے پہلے بھی یہ مقام محل تعظیم واحترام کا تھا بلکہ خلقت زمین و ما فیہا سے بھی پہلے چنانچہ فاکہی اول تاریخ مکہ میں کہتا ہی حدثنی عبد الله بن ابی سلمة قال حدثنی الواقدی قال حدثنا ابن جریج عن بشیر ابن عاصم الثقفی عن سعید ابن المسیب قال قال علے ابن ابی طالب خلق الله البیت قبل الارض والسموات باربعین سنة فکان غشاء علی الماء یعنے پیدا کیا اللہ نے بیت اللہ کو پہلے زمین اور آسمانوں سے چالیس برس پس تہا مثل کف کے اوپر پانی کے اور بہی فاکہی نے اپنی سند مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی الکعبة خلقت قبل الارض بالفی عام قیل وکیف خلقت قبل الارض وھی من الارض فقال انه کان علیھا ملکان یسبحان باللیل والنھار الفی سنة فلما اراد الله ان یخلق الارض دحھا من تحت الکعبة وجعل الکعبة وسط الارض اور جو کہ بعضے اہل تواریخ نے کہا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹوں نے کعبہ کو پتھر مٹی سے تعمیر کیا ہے بعد وفات حضرت آدمؑ کے اور ہونا بیت المعمور کا اس مقام مین حیات آدم علیہ السلام تک تھا پس چندان قابل اعتماد نہین کسواسطے کہ انتہا سند اس روایت کے وہب بن منبہ تک ہے کہ مشتر اسرائیلیون سے نقل کرتے ہیں اور تحقیق یہہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ سے پہلے کسینے اس خانہ کو خانہ نہ بنایا ہے اور از روی کتاب اور سنت صحیحہ مشہورہ کے یہی بات ثابت ہی اور اسیواسطے شیخ عماد الدین

موضح القرآن
مرو ل کاقیہ یہ ہے...
[illegible marginal notes]

بن کثیر تفسیر اپنی میں کہتے ہیں کہ لم یرد عن معصوم ان البیت کان مبنیا قبل الخلیل یعنے نہیں روایت کی گئی کسی معصوم سے کہ تحقیق بیت تہا بنایا ہوا قبل خلیل علیہ السلام کی لیکن بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پس نزدیک اہل تاریخ کی ایسا مقرر ہے کہ عمالقہ اور جرہم نے بہی اسکو بنا کیا ہے اور پہر قصی بن کلاب نے بہی اسکو بنا کیا اور سقف اُسکی کو دوم کی لکڑی سے کہ درخت مقل کو کہتے ہیں پوشش کی اور کہجور کی لکڑی کو بجائے تختوں کے رکہدیا پس جسوقت کہ آنحضرت علیہ السلام پچیس سال کے تہے قریش نے پہر اس خانہ کو بنا کیا اور سبب اُسکا یہ تہا کہ ایک عورت نے ہوا خوشبو کا پوشش کعبہ کو دیتی تہی شرارہ آتش سے اُٹہا اور خانہ کعبہ کی چہت کی لکڑیوں کو اکثر جلادیا اور پہلے اس سے سیل عظیم آئے تہے اور اُسکے صدمہ سے دیوارین کعبہ کی بہی شق ہوئیں تہیں سردار ان قریش جمع ہوئے ولید بن مغیرہ کو میر عمارت قرار دیا اور کعبہ کو ہدم کرکے ازسر نو بنا کے اور آپس میں ایسا قرار دیا گیا کہ سوای مال حلال کے اس میں خرچ نہ کرین اور جو اُسوقت میں اکثر مالدار سود خوار تہے مال حلال بہت کم ہم پہونچا اور اس بنا میں تغیر اور تبدل بہت واقع ہوا اول یہ کہ عرض کعبہ سے چہہ گز زمین کو چہوڑا اور حطیم مین داخل کیا دوم یہ کہ اُسکے دروازہ کو زمین سے بہت بلند کیا تاکہ جسکو چاہیں آنے دین جسکو چاہیں نہ آنے دین سیوم یہ کہ اندر ون خانہ کعبہ لکڑی کہ ستون دو صف استادہ کیے اور ہر صف میں تین تین ستون تہے چہارم یہ کہ خانہ کعبہ کی بلندی اُسکو دو چند کیا اٹہارہ گز نو گز اوپر ارتفاع حضرت ابراہیمؑ کے زیادہ کیا پنجم یہ کہ اندرون خانہ کعبہ کے متصل رکن شامی کی زینہ قائم کیا کہ اوپر بام کعبہ کے اُس سے پہونچ سکین اور یہ بہی سابق نہ تہا پہر اسلام میں عبداللہ بن زبیر نے اُس خانہ کو بنا کیا اور بدعات جاہلیت کو موقوف کیا مطابق اُس حدیث کے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سُنی تہی اور بجائے گلابہ کے اس کہ گل خوشبودار کہ یمن میں ساتہہ گچ محکم کے مخلوط کرکے صرف کی اور حطیم کو خانہ کعبہ مین داخل کیا اور اُس خانہ کے دو دروازہ بنائے ایک غرب کی جانب اور ایک شرق کی طرف اور جب بنا سے فارغ ہوئے سراسر باہر اور اندر مشک اور عنبر سے کہگل کی اور دیبا کے پوشش چڑہائی اور فراغت اس عمارت سے ستائیس رجب ۶۴ھ چوشنبہ کو واقع ہوئی پہر بیچ وقت حجاج کے بناے اس خانہ معظمہ کو واقع ہوئی لیکن اسیقدر کہ جانب شامی کعبہ کو ہدم کرکے بنیاد قریش کو بلند کیا اور زمین کعبہ کو بہری ہوئی

موضع الفرقان

ہے بلکہ جوار علی ... ولکل ... ولکم ... تحاکمون ... یعنی بات کو جو ذریت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام ... اور کعبہ کی بیچ ... جہوڑ ... بناتی ہے اور ... ہو کہ ... ہے اور ... اور وہ ... اور قائم رکہو نماز کو اور دو مال زکوٰۃ کا اور جہکو نماز میں جہکنے والوں ... الناس

پر کر کے شرقی اُسکا بلند کیا اور دروازہ غربی اُسکا بند کیا اور دوسری جانب کعبہ
کے متعرض نہوئے اور یہہ بنا سنہ چوہتر میں واقع ہوئی اور یہہ عہد سلطان مراد ابن
احمد خان تک تجدید بنای واقع نہوئی مگر ملوک اور سلاطین ترمیم اور اصلاح بنائے
حجاج کی کرتے تھے یہان تک کہ سلطان مراد نے پہر بنا کی تجدید کی سولے حجر اسود اور
اُس گوشہ کے تمام کعبہ کو منہدم کر کے عمارت بنائی اور یہہ عمارت بیچ سنہ یک ہزار
اور چالیس کے واقع ہوئی اب تک وہی عمارت باقی ہے لیکن اوپر وضع بنائے حجاج
کے ہے بحث دوسری وہ کہ لفظ مثابۃ سے لغت عرب کے اعتبار سے دو چیزین مفہوم
ہوتی ہین اول وہ کہ مجمع ہو دوم وہ کہ بار بار آدمی اُسجا آدین اور ایک بار آنے میں سیر
نہون اسی جا سے ہے کہ حضرت ابن عباس اور مجاہد اور دیگر مفسرین نے کہا ہے
کہ شوق زیارت اس خانہ کا دل میں آدمیوں کی ڈالا ہمنے تو دیکھنے اور طواف
اُسکے سے سیر نہوں اور جسوقت اُس گہر سے جاوین دل اُنکے مشتاق زیارت
اس گہر کے ہوں جیسا کہ ساتہ تجربہ کے پہونچا ہے کہ جو ایک بار حج اُس خانہ کا کرتا ہے
اور اُس گہر کو دیکہہ آتا ہے پہر مدت العمر مشتاق مراجعت کا طرف اُس خانہ کے
رہتا ہے ہر چند راہ میں سختیان کہینچی ہوئے ہون اور تکلیفات بیشمار جہیلی ہون اور تعظیم
اس خانہ کے بعد دیکھنے اُسکے سے گویا بے اختیار نہ دل سے جوشش کرتی ہے اور وہ
تعظیم مانند امور جبلیہ غریزیہ کی محسوس ہوتی ہے کہ تصور کسی نفع یا دفع ضرر کے اوپر
موقوف نہین اور اسی سے ہے کہ حیوانات نے بہی اُس گہر کے تعظیم کے واسطے قیام
کیا ہے ارزقی بروایت طلق بن حبیب کے لایا ہے کہ ایک دن ہم ہمراہ عبد اللہ بن عمرؓ
کے سایہ کعبہ مین بیٹھے تہے یہانتک کہ سایہ بسبب بلند ہونے آفتاب کے معدوم ہوا
اور آدمی مجلس سے اُٹھے ناگاہ ایک سخت چمک مسجد الحرام کے دروازہ کے ایک جانب سے
ظاہر ہوئے دیکہا ہمنے کہ ایک سانپ آتا ہے تمام حضار مجلس نے چشم اپنی کو طرف
اُس سانپ کے متوجہ کیا وہ سانپ سیدہا طرف خانہ کعبہ کے آیا اور سات مرتبہ طواف
ادا کیا بعد اُسکے مقام ابراہیم کے پیچہے گیا اور دو رکعت نماز گذارین اور عبد اللہ ابن عمرؓ

اور دوسرے بزرگان مجلس نزدیک اُس سانپ کے گئے کہ اے عزیز طواف تیرا ادا
ہوا لیکن اس شہر میں آدمی نا واقف اور غلام اور خدمتگار بہت ہین بہتر وہ ہے
کہ آپ کو نظر آدمیوں سے پوشیدہ رکھے توکہ مبادا تجکو ایذا پہونچاوین بمجرد سننے اس
کلام کے سر اپنا اپنی دم سے لپیٹ کر طرف آسمان کے اُڑ گیا یہاں تک کہ نظر ہمارے
سے غائب ہوا اور بہی ابو الطفیل سے روایت ہے کہ ایک نوجوان صالح جنوں میں
سے کہ موضع ذی طوی میں رہتا تہا اکثر آپ کو بصورت سانپ بناکر واسطے طواف
خانہ کعبہ کے آتا تہا اور مقام ابراہیم علیہ السلام کے پیچہے نماز گذارتا اور ماں اُسکی
کہ جنات سے تہی اُسکو اسکار سے منع کرتی تہی اور ڈراتی تہی کہ مبادا تجکو آدمی سانپ
جان کر مار ڈالین وہ باز نہیں آتا تہا یہاں تک کہ ایک جماعت بنو سہم نے اُسکو مارا بمجرد
مارنے اُسکے کے مکہ میں ایک غبار عظیم برپا ہوا اور ایک سخت آندہی چلی اور
اُس جماعت بنو سہم کو اپنے گہروں میں مردہ پایا اور بہی تواریخ مکہ مین حکایات
جل طائف مشہور ہے خلاصہ اُس حکایت کا وہ ہے کہ سنہ آٹہہ سو
پندرہ ہجرت شریفہ سے ماہ جمادی الثانی میں ایک شتر شتروں جمال فاروقی
سے مالک اپنے سے بہاگا اور قصد مکہ معظمہ کا کیا اور مسجد الحرام مین داخل ہوا آدمی
بہت گرداگرد اُسکے دوڑتے تہے اور چاہتے تہے کہ اُسکو پکڑین وہ ہرگز کسی کی طرف
توجہ نہین کرتا تہا یہاں تک کہ سات دفعہ طواف بجالایا اور دو تین اسبوع تمام کیے
اُسوقت طرف حجر اسود کے گیا اور اُسکو بوسہ دیا اور بعد اُس کے مقام ابراہیم کی
طرف متوجہ ہوا اور مقابل میزاب الرحمۃ کے کہڑا ہوا اور رونا شروع کیا
یہاں تک کہ اُسکی آنکہوں سے بہت سے آنسو روان ہوئے اور اس حالت میں
آپ کو زمین پر ڈالا اور جان کو اپنی جان کی پیدا کرنیوالے کو دیا اور آدمی اُسکو
اس حالت مین دیکہتے تہے بعد مرنے کے اُسکو اُٹہایا اور صفا اور مروہ میں لیگئے
اور دفن کیا اور ایک اسباب رجوع خلائق سے طرف اُس خانہ کے وہ ہی
کہ دعا چند جا اُس مقام سے مستجاب ہوتی ہے اور آدمیوں نے تجربہ کیا ہے اور واسطے

حصول مطالب دینی اور دنیوی اپنی کے دعا اس مقامات کے قوی ترین وسایل
گا جانتی ہیں چنانچہ حسن بصری رض سے بروایت صحیح ثابت ہوا کہ مکہ معظمہ میں پندرہ
مکان ہیں کہ دعا اُس جا مستجاب ہوتی ہے ملتزم کے پاس اور میزاب کے نیچے اور نزدیک
رکن یمانی اور اوپر صفا اور مروہ کے اور درمیان رکن اور مقام اور جوف کعبہ اور منی
اور مزدلفہ میں اور عرفات میں اور نزدیک جمرات ثلثہ اور آب زمزم کے چشمہ کے پاس اور
مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہے کہ کانت الامة من بنی اسرائیل لتقدم مکة
فاذا بلغت ذا طوی خلعت نعالها تعظیما للحرم اور یہی مذکور ہے کانت الانبیاء
اذا اتوا علم الحرم نزعوا نعالهم اور ابو نعیم نے حلیة الاولیا میں مجاہد سے
روایت کی کہ بعضے اوقات لاکھہ لاکھہ آدمی بنی اسمٰعیل سے واسطے حج کے
آتی تہی اور جب حد حرم میں پہونچتی تہی برہنہ پا ہوتے تہے اور ارزقی اور
ابن عساکر نے ابن عباس رض سے روایت کی ہے کہ حواریوں نے بہی حج اسکا
کا کیا ہے جب حرم میں داخل ہوئی سواریوں سے نیچے اُتر کر پیادہ روی
اختیار کے اور ارزقی نے خویطب بن عبد العزے سے روایت کی ہے کہ ہم ایک
روز ایام جاہلیت میں سایہ میں کعبہ کے بیٹہی تہی ناگاہ ایک عورت آے
اور کعبہ کا پردہ پکڑ کے فریاد کرنے لگی کہ بار خدایا میں ہاتہہ شوہر اپنی سے نالاں ہوں کہ مجکو
بیجرم مارتا ہے بمجرد اس دعا کے ہاتہہ شوہر اُسکے کا خشک ہوا میں اُسکو ایام اسلام
میں خشک دیکہتا تہا اور تواریخ میں مقرر ہے کہ اساف اور نائلہ مرد و عورت تہی وقت
داخل ہونے کعبہ کے مرد نے عورت کو بوسہ دیا دونو بصورت سنگ مسخ ہوئی
آدمی اُن دونونکو کعبہ سے باہر لاے واسطے عبرت آدمیوں کے باہر کعبہ کے کہڑا کیا
اور ابن ابی شیبہ نے عبد الرحمن بن سابط سے روایت کی ہے کہ آدمی مکہ کے موسم حج
میں باہر آئی تہی ایک چور نے مکان کو خالی دیکہہ کر زر گہر سے کیسہ لیکر اندر کعبہ کے گیا
جو وقت مراجعت کے کعبہ میں واسطے لینے اُس قطعہ زر کے داخل ہوا اور ہنوز
سر اُسکا اندرون کعبہ کے تہا اور باقی اعضا اُسکے باہر کہ خانہ کعبہ نے اُسکو بزدر

دبایا سر اسکا تن سے جدا ہوا آدمیوں نے اس واقعہ عجیب کو دیکھا سر اور تن اسکا
باہر لاکر کتون کے آگے ڈالا اور ہی ارزقی تاریخ اپنی مین ساتھہ سند صحیح کے لایا ہے
کہ ایک عورت تہی جاہلیت مین کہ اپنے کنبے مین سے ایک لڑکے کو پالا تہا اور وہ عورت
واسطے کسب معاش کے گہر سے باہر کے جاتی تہی اور وہ طفل تنہا رہتا تہا ایک
دن اُس طفل نے شکایت تنہائی اپنی کی اُس عورت نے کہا کہ بیٹا جو کوئی ظالم
تجہپر حالت تنہائی مین ظلم کرے پس جان کہ مکہ مین ایک خانہ ہے آپ کو اُس
گہر مین پہنچا اور فریاد کر کہ اُس خانہ کا ایک صاحب ہے کہ فریادرس ہے اتفاقاً
اُس بچے کو ایک ظالم تنہا پاکر قید کرکے لیگیا اور ایک مدت ساتہہ اپنے رکہا
اور بہ تقریب تجارت کے مکہ معظمہ مین پہونچا اور وہ بچا ہمراہ اُسکے تہا جو ہین اس
خانہ کو دیکہا آدمیوں سے دریافت کیا کہ یہہ گہر کسکا ہے کہا خدا کا گہر ہے اُسکو اپنے
مان کی بات یاد آئی اور اُس ظالم کے ہاتہہ سے بہاگ کر نزدیک خانہ کعبہ کے آیا اور
پردون اُس خانہ کو محکم پکڑا اُسکے پیچہے پیچہے اُسکا مالک پہنچا چاہا کہ اُسکو ہینچ کر لیجاوے
پہلے سیدہا ہاتہہ اپنا دراز کیا تاکہ اُس لڑکے کو پکڑے اُسکا سیدہا ہاتہہ خشک ہوا
پہر بائین ہاتہہ کو دراز کیا وہ بہی خشک ہوا جب حال اس طریقہ پر دیکہا آگے سرداران
قریش کے گیا اور کہا کہ مین اس آفت مین گرفتار ہوا اب تم گواہ رہو کہ مینے اس بچہ
کو چہوڑا اور ساتہہ اُسکے متعرض ہوون جسجا چاہے چلا جاے لیکن علاج دونو ہاتہہ میرکا
فرماؤ تم بزرگان قریش نے فرمایا کہ ہر ہات اپنے سے ایک ایک شتر قربانی
کر اُسنے ایسا ہی کیا دونو ہاتہہ اُسکے اچہے ہوئے اور ہی ارزقی نے عبدالمطلب
بن ربیعہ بن حارث سے روایت کی ہے کہ ایک شخص بنی کنانہ سے اوپر
عمزادہ اپنے کے ظلم بہت کرتا تہا وہ ہرچند ساتہہ خدا اور قرابت کے پناہ چاہتا
تہا وہ ظالم ایذا اُسکے سے باز نہین رہتا تہا ناچار ہوکر خانہ کعبہ مین پناہ لیگیا
اور دعا کی کہ بار خدایا فلانا میرے اوپر ظلم کرتا ہے اور مین بیچ گہر تیرے کے
پناہ لایا ہون پس اُسکو ایسی درد مین مبتلا کر کہ لا دوا ہو یہہ دعا کی اور اپنے

پہر گیا دیکہا کہ شکم ظالم کا ورم کر آیا ہے اور مانند مشک کے ہوگیا ہر چند دوا کرتا تہا مفید نہوتی
تہی یہان تک کہ شکم اُسکا شق ہوا اور مر گیا اور عبدالمطلب کہتے ہین کہ مینے اس قصہ کو روبرو
حضرت ابن عباس رضؓ کے نقل کیا اُنہون نے فرمایا کہ مینے بہی ایک شخص کو دیکہا کہ روبرو خانہ کعبہ
کے کہڑا ہوا اور اپنے ظلم کرنیوالے پر بددعا کی کہ اندہا ہو فی الفور اندہا ہوگیا اور اُسکو آدمی کہینچ کر لے گئے
اور ایسے ہی کرشمہ تہے کہ یہہ مکان ہمیشہ جاے امن رہا ہے کسواسطے کہ آدمی بخوف عقوبت
عاجلہ کی تعرض سے ساتہ آدمیوں اس شہر کے اور ہتک حرمت اس شہر کے سے اجتناب
اور احتراز کرتے تہے اور آپس میں بیچ اس مکان کے مناقشہ نہیں کرتے تہے اور دوسرے
اسباب امن اس شہر کے سے وہ ہے کہ ہمیشہ قلمرو بادشاہوں سے خارج رہا یہان تک
کہ نوبت اسلام کی پہونچی اور وہ آدمی کہ تعظیم اُس مکان کی زیادہ کرتے تہے مرتبہ سلطنت
کو پہونچے اُسوقت سے امن دوچند اس جامین متحقق ہوا بحث سوم وہ کہ اس خانہ کو نسبت
خدا کی طرف کرنا جیسا کہ اس آیت میں واقع ہے کہ ان طہرا بیتی کیا معنے رکہتا ہے اگر
نسبت خالقیت اس بیت کی صحیح کرنے والے اس اضافت کے ہے پس ہر بقعہ زمین کا
یہی حکم رکہتا ہے اور اگر نسبت سکونت اور بود و باش کی ہی پس ذات باری تعالی منزہ
ہے مکان سے اور اُسکو ساتہ کسی مکان کی یہہ نسبت حاصل نہین اور جو نسبت اُسکے
ہے کہ اس مکان میں اُسکے عبادت کرتے ہیں اور شان معبودیت اُسکے نے اُس جگہ
مین ظہور فرمایا ہی پس خانہ کعبہ اور معابد کفار مثل ہردوار وغیرہ یکسان ہو کہ سب مین شان
معبودیت کی ظاہر ہے کسواسطے کہ ہر جامین طالبان حق شوق اپنی کو لباس صورت مین
ظاہر کرتے ہیں جواب اُسکا یہہ ہے کہ اس گہر کا اختصاص جناب الہی کے ساتہ اس سبب سے ہی
کہ یہ گہر اُسکی عبادت کے لئے اُسکے حکم سے اور بفضائے شوق طلب اُسکے بنایا گیا ہی
اور کسی طرح کا علاقہ ساتہہ مخلوقات کے نہین رکہتا ہے اور معابد کفار مثل ہردوار وغیرہ
نہ بحکم اُس متعال کے واسطے اُس کار کے بنائے گئے ہیں اور نہ علاقہ مخلوقات سے
خالی ہیں اس واسطے کہ اُن ہتام معابد مین نسبت نام باکشن یا دوسرے روحون کے
ملحوظ نظر قصد کرنیوالوں اُس جا کے رہتا ہے پس فرق اُس وجہت کا

واضح ہوا اور تحقیق وہ ہے کہ قید پکڑنے کو یہہ دو چیز لازم ہیں اول وہ کہ بحکم اُس تعالے کے ہو کسواسطے کہ نسبت ظہور الہی ہر جا ہے لیکن یہہ ظہور عام مصحح توجہ کا عبادت میں نہیں ہے تا باجماع عقلا کے پس لابد اس امر میں ظہور خاص چاہیئے اور میزان معرفت اُس ظہور کی حد عقل بشری سے خارج ہے بغیر توقیف شرعی سمجہا نہیں جاتا پس نص شارع کی اسباب میں ضرور ہے دوم وہ کہ اس مکان کو ساتہ کسی وجہہ کے وجوہ سے کسی مخلوق کے ساتہ علاقہ نہو ورنہ اُس مکان کی طرف توجہ کرتے وقت شائبہ شرک کا لازم آویگا خالص توحید اُس عبادت میں نرہیگی کیونکہ نبیونکی قبروں اور ستارون اور آگ پانی اور درخت کو قبلہ بنانیسے سخت ممانعت آئی ہے اور معابد کفار وقت تفتیش کے یہہ دونو صفت نہیں رکہتے مثلاً ہر دوار اس جہت سے نزدیک انکے واجب التعظیم ہے کہ گنگ اس راہ سے بالا گیا اور اجودہیا اس جہت سے کہ مسکن رام چندر کا ہے اور مقام رسوئی سیتا کا اور اسی قیاس پر البتہ یہہ فرقہ کہ حلولی المذہب ہے اُن شخصونکو مظاہر ذات مقدس الہی کا جانتے ہیں اور منسوبات اُس اشخاص کو حکم مین منسوبات الہی کے جانتے ہیں لیکن جو حلول کی نسبت طرف اُس جناب کے باطل ہے یہہ خیال قبیل بناء فاسد کے اوپر فاسد کے ہوا اور جو بالفرض معابد کفار کو اصل میں شعائر الہی سے اعتقاد کریں اور کہیں ہم کہ ان مقامات کی نسبت طرف مخلوقات کے کرنا ان فرقونکی تحریفوں سے ہے اور ابتدا میں نسبت انکی خدا ہے کی طرف تہی اور کوئی نص صریح بہی واسطے تعین اُس موضع کے شرایع قدیمہ میں آئی ہو پہر بہی فرق درمیان خانہ کعبہ اور اُن مکانوں کے ظاہر ہے کسواسطے کہ تعبد اُن مکانات میں منسوخ ہوا اور منسوخ حکم کی تبعیت کرنا مخالفت صریح خدا کے ہے اور سر اسکا یہ ہے کہ مدار قبلہ کرنیکا اوپر قبول عبادت کی ہے اور جب قبول عبادت کو منحصر کسی مکان یا کسی سمت مین کیا پہر غیر اُس مکان مین عبادت بجالانا سعی اپنی کو رائگاں کرنا ہے بلاتشبیہ مانند اسکے کہ ایک بادشاہ نے ایک مکان کو ولایت اپنی سے دار الخلافت قرار دیا اور رعایا پر فرض کر دیا کہ اپنی حاجتوں کو طرف اُسی مکان کے رفع کریں اور نذرین اور ہدایا کو اُسی مکان مین لیجاوین پہر بعد چندے دوسرے مکان کو دار الخلافت کیا اور بہ نسبت اُس مکان کی اسی قسم کا حکم ناطق کیا پس مکان اول کو کچہ حرمت سلطنت کی نہیں رہتی اور آمد و رفت اُس جا کے بے حاصل ہوتی ہے اور نذر اور ہدایا کہ اُسجا مین لیجاوین مقبول نہیں ہوتے بلکہ اگر کوئی رعایا سے اصرار کرے اور کہے کہ دار الخلافت وہی مکان ہے نہ یہہ مکان دوسرا

موضح القرآن

[illegible]

البتہ سزاوار تنبیہ اور عقوبت کا ہوتا ہے کہ مخالفت حکم بادشاہی کی کی اور جو کوئی کفار ومن
کہ معابد اپنی میں پرستش کرتے ہیں تفتیش کری کہ تم کسواسطے اور کس لئے اُن معابد میں جاتی ہو البتہ
واضح ہوگا کہ یہہ ساتہ جانے ہمکانات کے تقرب ساتہ کسی مخلوق کی متعلقات سے خواہ روحانیہ ہوں خواہ
جسمانیہ کرتے ہیں اور توجہ سے طرف ذات خالق کے محض غافل ہیں اس قسم کا مکان کہ محض واسطے توجہ
الی اللہ کے مقرر اور معین ہو کسی جگہہ سوائے خانہ کعبہ اور صخرہ بیت المقدس کی اور کوئی پایا نہیں جاتا اور
اسی واسطے انہیں دونو مکانونکو لیاقت قبلہ ہونیکی حاصل ہوئی البتہ کفار کے عبادتخانے اگر مشابہت ساتہہ
قبور اولیا اور صلحا رکہا چاہئے تو انکی کے رکہیں ممکن ہے نہ ساتہ خانہ کعبہ اور صخرہ کی کہ ان میں بہت فرق ہے اور اسی
جگہ سے واضح ہوا سر تاکیدات بلیغہ کا کہ حدیث شریف میں بیچ منع کرنے ارتحال قبور سے اور بقصد رحال سے طرف کسی
موضع کے سوائے مساجد ثلثہ کے وارد کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ انبیا کی قبروں کو مسجد مت بنائیو مدعا یہ ہے
کہ بیچ اس عمل کے اکثر جاہلونکو وہ اعتقاد کہ مشرکین کو بیچ بزرگوں اپنی کے ہے ہم پہنچتا ہے حاصل ہوتا ہے
اور صرف توجہ الی اللہ باقی نہیں رہتی مگر پردہ میں اُن وجوہ کی اور استمداد توجہ اکثر ہوتے ہیں کہ وقت ظہور
صلاح وفساد نفس انسانیہ کا ہی کام نہیں آتی آئے ہم طرف اسکے کہ خاص کرنا ہیں انہیں دو مکان کو ساتہ بنا اس
کے کہ منسوب بجناب خداوندی ہو اور قبلہ عبادت اور مرجع خلائق ہو کیا حکمت ہے کس واسطے کہ شارع
حکیم علی الاطلاق ہے بے کسی حکمت کے تخصیص بیچ چیز کی نہیں فرماتا ہے کہتے ہیں ہم حکمت اس تخصیص کی
تین وجہ ہیں کہ ناقص اور اد بعضے کے دلمیں گذرے ہیں اول وہ کہ اصل بدن انسان کی خاک سے ہے اور اصل
کرہ خاک ہی نقطہ ہے جیسا کہ پہلی روایت میں گذرا کہ قبل خلقت زمین سے اس مکان نے روئے آب پر مانند کف
کے ایک جرم پیدا کیا تہا من بعد زمین تمام تہا اس کف کے نیچے سے منبسط اور فراخ ہوئی پس اصل
جسم آدمی کا راجع طرف اس نقطہ کے ہوا اور اسکو چاہتا ہے کہ جب جسم اپنی کو مشغول عبادت میں پروردگار
اپنی کے کرے طرف اصل تر ابی اپنی کے رجوع لاوے اور جیسا کہ اوپر اصل قریب اپنی کے کہ جسکا سر ہے
سجدہ کرتا ہے طرف اصل بعید اپنی کے بیچ وقت عبادت کے متوجہ ہو اور عمر میں یکبار ساتہہ زیارت
اس مقام کے یعنی توجہ الی اللہ اور اشتیاق الی لقاء اللہ کو جلوہ دے اور حق شوق کا کرے اور گرد اگرد
اسکے پہرے اور واسطے رضائے مولا اپنی کے فرمان بجالاوے دوسرے وہ کہ وقت عبادت میں آدمی
خلیفہ ملائکہ کا ہے کہ اصل میں شغل شریف کار انکا ہے جیسا کہ بیچ وقت غضب کے خلیفہ سباع کا ہے اور بیچ وقت شہوت کے

خلیفہ بہایم کا اور بیچ وقت مکر اور فریب کے خلیفہ شیطان کا اور عبادت گاہ ملائکہ کے آسمان مین بیت المعمور ہی اور یہ مقام زمین پر محاذی بیت المعمور کے ہے جیسا کہ ازرقی حسن بصری اور دیگر تابعین سے روایت لائے ہین کہ البیت بحذا ء البیت المعمور وما بینہما بحذا ئہ الی السماء السابعۃ وما اسفل منہ بحذا ئہ الی الارض السابعۃ حرم کلہ یعنے بیت اللہ مقابل بیت المعمور کی ہے اور درمیان اُن دونو کے ساتوین آسمان تک اور نیچے اسکے مقابل ہین ساتوین زمین تک کل حرم ہی اور دوسری طریق سی یہ ہے مضمون بروایت ابن عباس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آیا ہے سیوم وہ کہ اس مکان عظیم الشان مین ظہور ربوبیت الہی حضرت اسمعیل علیہ السلام کے نے کہ اکبر اولاد حضرت آدم علیہ السلام اور سبد رنسب حضرت خاتم المرسلین علیہ الف الف صلوۃ کے تھے عجیب رنگ مین ظہور کیا اور متصل اُس مکان کے غیبی پانی نے جسکا زمزم نام ہے حضرت جبرئیل کے پر مارنے سی جوش مارا اور ابتک جاری ہی پس جسوقت اولاد حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل اور تابعان انکی چاہین کہ طرف حضرت رب العزت کی متوجہ ہون تو اُس مکان کو واسطے توجہ کے اختیار کرین کہ ربوبیت اُس تعالے کے اُنکے حق مین بے پردہ اسباب کے اسلاف کرام انکے کے حق مین کہ ساتھ نسبت کرنیکے ساتھ اُنکے مفخر اور مباہی ہین جلوہ گر ہوئی اور آثار اُس ربوبیت کے اب تک ظاہر اور ہویدا ہین اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل کے حق مین بھی ادائے شکر اس نعمت نے تقاضا فرمایا کہ اُسجگہ واسطے عبادت خدا کے ایک مکان مقرر کرین تاکہ جسوقت اُس مکان مین عبادت مین مشغول ہون ربوبیت اُس تعالی کے بوجہ عیان کے ملحوظ انکے ہو کہ دیکھنا مکان کا تذکیر وقایع گذشتہ مین دخل عظیم رکھے یہہ تین چیز ہین کہ بیچ ابتدائے تخصیص اس مکان کے واسطے خانہ خدا ہونیکی وجوہ حکمت سی معلوم بشر کے ہی لیکن بعد اُس سی کہ یہہ مکان معبد خلایق اور قبلہ عبادات اور مرجع عاشقون صادق اور مطاف محبون خالص کا ہوا پس عمدہ وجہ خاص کرنے اسمکان کے ظہور تجلی الہی کا ہے اُس مقام مین کہ یہہ تمام تعظیمات اور محبتین اُسپر واقع ہوتی ہین اور سہام دعاؤن گوناگون اور ذکرون رنگارنگ کا اُسپر پڑتا ہے اور وہ تجلی ہے ساتھ کمال وسعت کہ حوالی اُس بقعہ کو ساتھ نور عظیم کے پکڑا ہے اور افواج ملائکہ کو استخدام

نی الم اوجل من احسان ہا تجھ ہمارا دادا پر کو ہمارا بچانے کے دریا ہمارا ... فرعون ... دریا ... سلامت ... فرعون ... دریا ... اور سورہ ...

استحکام اور استنباط کیا اور اشارہ طرف اوسی تجلی کے ہے کہ کلام مین بعضی انبیاؤن پیشین کے کہ
اوسکو کتب مین بنی اسرائیل کی روایت کرتی ہین قولہ سبحان الذی تجلی علی طور سیناء وشہر
نورہ من الساعیر واستعلن من جبال فاران - فاران نام مکہ معظمہ کا ہے جیسا کہ ساعیر نام
کوہ بیت المقدس کا ہے اور معنی اس کلام کے یہ ہین کہ پاک ہے وہ خداوند جسنے کوہ طور
پر تجلی فرمائی اور اوسکا نور ساعیر سے چمکا اور فاران کے پہاڑون سے بے پردہ ظاہر ہوا
اور بسبب اوسی تجلی الہی کے جو کہ زائران اوس خانہ معظم سے اوس خانہ مین غور سے نظر کرتا ہے سکینہ
اور وقار اور عظمت کو متفردون بجلال پاتا ہے خواہ زکی ہوتا ہے خواہ بلید اور سمجھتا ہے کہ اس جگہہ
مین ایک شان عظیم ہے کہ کسی مکان مین یہہ شان نمودار نہین اور محبوب ہونا اوس خانہ کا دلون
مین اور انجذاب قلوب کا طرف اوسکی آثار اوسی تجلی سے ہے اذقنا اللہ الفوز بمشاهدتہ
ظاہراً و باطناً اور جسوقت اون تجلیات خاصہ اللہ کے حق مین کہ قلوب اولیا پر واقع ہوتے ہین او
سنوز شان معبودیت اور مسجودیت کی اون مین موجود نہین آدمیون نے کس کسطرحکے کلام کہے
ہیون مثل قول حذیفہ بن یمان رض کے لمجلس من عمر خیر من عبادة ستین سنة اور مثل قول
مولانا ی روم کے مثنوی ہرکہ بہ تبریز یافت یک نظر از شمس دین + طعنہ زند بر دہ و سخرہ کند
از چلہ + پیچ حق اس تجلی عام وسیع کے کہ مرتبہ مسجودیت او معبودیت کے پہونچی ہے کیا سمجھنا
چاہیئے البتہ ابن ابی شیبہ اور ازرقی اور جندی او بیہقی شعب الایمان مین عطا ابن یسار سے
لائے ہین النظر الی البیت عبادة والناظر الی البیت بمنزلة القائم الصائم المخبت
المجاهد فی سبیل اللہ اور جندی نے عطا سے نقل کے ہے کہ ان نظرة الی البیت فی غیر
طواف ولا صلوة تعدل عبادة سنة قیامها ورکوعها وسجودها اور ابن ابی شیبہ
اور جندی نے طاوس سے نقل کے ہے کہ النظر الی البیت افضل من عبادة الصائم
القائم الدائم المجاهد فی سبیل اللہ یعنی نظر کرنی طرف بیت اللہ کے افضل
ہے عبادت روزہ دار کی سے کہ ہمیشہ قائم اللیل اور اللہ کی راہ مین جہاد کرتا ہے اور ابن
عدی اور بیہقی شعب الایمان مین مع التضعیف بروایت ابن عباس رض کے آنحضرت صلعم
سے لائے ہین کہ ان للہ تعالی فی کل یوم ولیلة مائة وعشرین رحمة

ینزل لھا لھذا البیت ستون منھا للطائفین واربعون للمصلین وعشرون للناظرین یعنی تحقیق ہر رات دن مین ایکسو بیس رحمتین الٰہی اس بیت کے واسطے نازل ہوتی ہین ساٹھہ اون مین سے واسطے طواف کرنیوالون کی اور چالیس واسطے نماز پڑھنے والون کے اور بیس واسطے دیکھنے والون کے اور ازرقی نے آنحضرت علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جس وقت اُمت کسی پیغمبر کے پیغمبرون سابق سے ساتھہ عذاب الٰہی کے ہلاک ہوتے تھے وہ پیغمبر مکہ کی رجوع کرتے اور مشغول عبادت مین ہوتی جیسا کہ عہدہ دار اور ارباب خدمات بادشاہی کے جب کار اپنے سے معطل ہوتے مین حضور بادشاہ مین رجوع کرتے ہین اور مجرا او سلام مین حاضر رہتے ہین اور یہی جای سر ہے کہ جس شخص کا دل دنیا سے سیر ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ رجوع بخدا کرے کہتا ہی کہ مین ارادہ بیت اللہ کا رکھتا ہون گویا رجوع بخدا سات اسی طریق کے جانتا ہے اور یہین سے لفظ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ کے دوسرے معنے ظاہر ہوئے اور ازرقی نے مجاہد سے روایت کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام واسطے حج خانہ کعبہ کے سرخ اونٹ پر سوار ہوئے اور روحا سے احرام باندہا اور دو گلیم قطوانی پہنے ایک کا لُنگ کیا اور دوسرے کو چادر اور طواف خانہ کا کیا اور درمیان صفا اور مروہ کے بہی طواف کیا اور درمیان صفا اور مروہ کے لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ کہتے ہوئے دوڑتے تھے یکایک غیب سے اونکے کان مین آواز آئی کہ لَبَّيْكَ عَبْدِيْ أَنَا مَعَكَ یعنی حاضر ہون مین اے بندے میرے تحقیق مین ساتھہ تیرے ہون حضرت موسیٰ اس آواز سے بے اختیار ہو کر زمین پر سجدہ کرتے ہوئے گرے اور ابن مردویہ اور اصبہانی ترغیب اور ترہیب مین اور دیلمی بروایت جابر بن عبد اللہ رضہ کے لائے ہین کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ جب دن قیامت کا ہو کعبہ کو فرشتے مانند عرش کے ساتہ زیبا اور زینت کے آراستہ کر کے حشرگاہ مین لیجاوین اثنا ہر راہ مین میری قبر پر گذر پڑے پس کعبہ بزبان فصیح کہے کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ جواب مین کہون وَعَلَيْكِ السَّلَامُ يَا بَيْتَ اللّٰهِ ساتہ تیرے امت میرے نے کیا سلوک کیا اور تو ساتھہ اونکے کیا سلوک کریگا کعبہ کہیگا کہ ای محمد تیری امت مین سے جو کوئی میری زیارت کے واسطے آیا پس مین اوسکو کفایت کرتا ہون اور شفیع اوس کا ہونگا اور جسکی طرف سے خاطر اپنے کو فارغ رکھ

موضح القرآن

اور جو کوئی میری زیارت کیواسطے نہین ہوپچا پس تو اوسکو کفایت کرا شفیع اوسکا ہو بحث چہارم وہ کہ لفظ واتخذوا مین دو قرأت متواتر ہین نافع اور ابن عامر ساتہ فتح خا کے پڑہتے ہین اور معنی اوسکے ظاہر ہین کہ عطف جعلنا پر ہے یعنی ہمنے خانہ کو مرجع خلائق اور جائے امن واسطے انکی کیا اور انہون نے مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ ٹھیرائی تاکہ مطابق فرمان ہمارے کے بجالادین اور دوسرے قراء کہ ساتہ کسرہ خا کے پڑہتے ہین اوسکو صیغہ امر کا جانتے ہین عطف اوسکا اوپر جملہ جعلنا کی کہ خبر ہے قبیل عطف انشا سی اخبار پر ہوگا لہذا جمہور مفسرین کہتے ہین کہ لفظ قلنا بعد واو عطف سے مقدر ہے یعنی وقلنا اتخذوا من مقام ابراہیم تو عطف خبر کا خبر پر ہو بہر تقدیر معنے اس آیت کی معلوم نہین کسواسطے کہ نہ آدمی اوس پتہر پر نماز گذارتے ہین اور نہ حکم شرع کا ایسا آیا کہ اوس خاص پتہر کو نمازگاہ بنانا چاہیئے اور اسی اشکال کے واسطے مجاہد نے کہا ہے کہ مراد مقام ابراہیم سے تمام حرم ہے اور مصلے سی جائے دعا کیونکہ صلاۃ کے اصلی معنی دعا کے ہین اور عطا نے کہا کہ مقام ابراہیم عرفات اور مزدلفہ اور منیٰ ہے اس واسطے حضرت ابراہیم ؑ نے اس موضع مین کہڑی ہوکر دعا فرمائی ہے لیکن ان دونو قول مین حمل لفظ مقام ابراہیم کا غیر متعارف ہے اور اوس پتہر کو ایک اختصاص ہے ظاہر ساتہ مقام ابراہیم ہونے کے کسواسطے کہ اس اعجاز روشن نے اوسی پتہر مین ظہور کیا ہے اور یہی حمل لفظ مصلے کا شرعی معنے پر نہین ہے کسواسطے کہ استعمال صلوٰۃ کا دعا مین نزدیک اہل شرع کے رائج نہین گو لغت مین ہو اور حمل الفاظ قرآنیہ کا معنی شرعیہ پر کرنا چاہیئے نہ معانی لغویہ پر پس اولی وہی ہے کہ تفسیر مین گذرا اور مراد وہ ہے کہ نماز طواف کو بطریق استحباب مؤکد متصل اوس پتہر کے ساتھ اوس وجہ سے کہ وہ پتہر بجاے امام کے اور نمازگذار بمنزلہ مقتدی کے چاہیئے گذارے اور قریب مکان کو وہ مکان کہنا مجاز متعارف ہی قریب بحقیقت کی پس ظاہر یہ آیت معمول ہے ہرچند کہ یہ نماز امام اعظم رح کے مذہب پر واجب ہے اور نزدیک شافعی رح کے دو قول ہین ایک وہ کہ سنت ہی دوسرا وہ کہ فرض لیکن گذارنا اس نماز کا ساتہہ اس وضع کے کہ اوس پتہر کے پیچھے ہو بالاجماع مستحب ہے ساتہ استحباب موکد کے حتی المقدور اوسے ترک کرنا نچاہیئے اور جواز وقت ازدحام خلق مانع ہو دوسری جگہ بین مسجد الحرام سے چاہیئے گذارے اور سنن ابن ماجہ اور دیگر

کتب محدثین مین بروایت جابر رض کے آیا کہ لما وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم فتح مکۃ عند مقام ابراھیم قال لہ عمر یا رسول اللہ ھذا مقام ابراھیم الذی قال اللہ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی قال نعم اور صحیح مسلم اور دیگر صحاح مین موجود ہے کہ ان النبی علیہ السلام رمل ثلث اشواط ومشی اربعا حتی اذا فرغ عمد الی مقام ابراھیم فصلی خلفہ رکعتین ثم قرأ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی اور یہی جمیع صحاح مین موجود ہے کہ نزول اس آیت کا موافقات حضرت عمر رض سے ہے اور اونہون نے بیچ مقدمہ اسی پتھر کے عرض کی تھی کہ نماز طواف کو اوسکے پیچھے مقرر فرمانا چاہیئے حق مین تمام حرم یا عرفات وغیرہ کے اور بعضے ظریفون شافعیہ سے سُنا گیا ہے کہ کہتے تھے عمل اس آیت پر نصیب ہمارا ہے جمیع خلایق سے کہ مصلی ہمارا جانب مقام ابراہیم کے ہے اور اور اہل ہدایت کا مصلے دوسری طرف ہے حنفی نے اوسکی اس ظرافت کے جواب مین کہا کہ سمت قبلہ ہماری کی موافق سمت قبلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہی کسواسطے کہ بالقطع ثابت ہے کہ قبلہ حضرت ابراہیمؑ کا اور جمیع بلدان شامی کا طرف میزاب کے ہی اور بیچ اوسی جانب کے مصلا حنفی ہے لیکن وہ مقام کہ بالفعل مصلی حنفی بیچ اوس جا کی ہے اصل مین مسجد الحرام سے خارج تھا اور دار الندوہ قریش کا تھا لیکن بعد زیادہ ہونے مسجد الحرام کی اوس جگہ نے بھی حکم مسجد الحرام کا پکڑا ہے بدلیل اوس حدیث کے کہ حق مین مسجد اپنی کی فرمائی ہے اور حکم مسجد الحرام کا وہی ہے وھو قولہ لو بنی مسجدی ھذا الی صنعاء لکان مسجدی بحث پنجم وہ کہ تقدیم طائفین سے عاکفین اور مصلین پر بعض مفسرین نے استنباط کیا ہے کہ مجاور مکہ کو طواف کرنا نماز پڑھنے سے بہتر ہی اخرج جندی وابن النجاری عن جابر بن عبد اللہ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من طاف بالبیت اسبوعا وصلی خلف مقام ابراھیم رکعتین و شرب من ماء زمزم غفر اللہ لہ ذنوبہ کلھا بالغۃ ما بلغت واخرج الازرقی عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جسوقت کوئی شخص حج کے ارادہ سے اپنے گھر سے نکلتا ہے ایسا ہی کہ دریای رحمت مین

[حاشیہ — ہاتھ سے لکھی ہوئی عبارت، ناخواندہ]

داخل ہوکر جاتا ہی اور جو مطاف مین داخل ہوا ایسا ہی کہ دریاے رحمت مین اوسنی غوطہ کھایا
اور جسوقت طواف شروع کیا ہر قدم اوسکے مین دس ہزار نیکیان اوسکو حاصل ہوتی ہین اور جسوقت قدم اوٹھاتا
ہے پانسو نیکی اوسکی واسطے لکھتے ہین اور جسوقت رکھتا ہی پانسو گناہ اوس سے دور کرتے ہین اور جب
طواف سے فارغ ہوکر مقام ابراہیم مین پہونچتا ہے اور دو رکعت طواف ادا کرتا ہے ایسا
ہوتا ہی کہ گویا ماں کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوا ہی کہ کوئی گناہ نہین رکھتا اور فرشتہ مقابل آکر
اوسکو کہتا ہی کہ از سر نو عمل کر باقی عمر اپنے مین کہ عمر گذری ہوئی اپنے سے فارغ ہوا تو اور اوسکو مرتبہ شفاعت
ستر آدمیون کا اقارب اوسکے سے دیتے ہین بحث ششم وہ کہ حرف عطف کہ واو ہے درمیان رکوع اور
سجود کے کسواسطے حذف کیا حالانکہ سلسلہ کلام سابق کا بطریق عطف کے ہی کہ للطائفین
والعاکفین جواب اوسکا ظاہر ہے اور وہ یہ ہی کہ طواف اور اعتکاف ہر دو عمل جداگانہ ہین ایکدوسرے
پر موقوف نہین بخلاف رکوع اور سجود کے کہ بدون انضمام باہمی کے عبادت نہین ہوتی ہے اور اعتبار
مین نہین آتی ہے بنابر اوسکے کہ مجموع ان دونو فعلونکا ایک عمل ہوتا ہے کہ وہ نماز ہے پس توسیط
عاطف کی درمیان دونو کے مناسب نتھی بحث ہفتم یہہ کہ اس جگہہ مین اوپر محض رکوع اور سجود
نماز کے اکتفا کیا اور سورہ حج مین قیام کو بھی ذکر فرمایا ہے سبب اختلاف اس اسلوب کا کیا ہی
جواب اوسکا وہ کہ حقیقت مین کہ نماز غیر نماز سے امتیاز پیدا کرے یہہ ہے دو فعل ہین رکوع
اور سجود اور قیام اختصاص سات نماز کے بلکہ ساتھہ عبادت کے بھی نہین رکھتا ہے اسواسطے کہ
قیام اکثر اوقات بنا بر عبادت کے ہوتا ہی جیساکہ قعود اور اضطجاع بخلاف رکوع اور سجود کے کہ
بدون قصد تعظیم منفرد بلکہ قصد عبادت کے متحقق نہین ہوتا ہے پس رکوع و سجود کا ذکر کرنا گویا بالاتفاق
نماز کا ذکر کرنا ہے اور ساتھہ ذکر ان دونو نماز کے حقیقت کی طرف اشارہ متحقق ہوا اور ذکر قیام
چندان درکار نہ رہا البتہ سورہ حج مین مناسک حج منظور ہے اشباع کلام اور استیفای ارکان نماز بھی
مناسب روش خطابیہ وہان کی ہے اور بھی کہہ سکتی ہین کہ خطاب سورہ حج مین ساتھہ مشرکین مکہ
کے ہے کہ اوصلا نماز سے آشنا نتھے بدلیل ان الذین کفروا ویصدون عن سبیل اللہ
والمسجد الحرام پس ذکر قیام اور رکوع اور سجود تمام اوسجا چسپان پڑے کسواسطے کہ یہہ واسطے
خدا کے قیام کرتے تھے اور نہ رکوع اور سجود اور خطاب یہہ اسجا کے سات اہل کتاب کے ہے

یہود اور نصاری سے اور یہ نماز کو جانتے تھے اور ارکان نماز اور قیام کو بخوبی بے کم و کاست ادا
کرتے تھے اور جو کوئی اوس مین خلل کرتا تھا انہین دو رکن مین یعنی رکوع اور سجود مین کرتا کسواسطے
کہ رکوع کو اصلا نہین کرتے تھے اور سجود ادبروجہ مشروع کے ادا نہین کرتے تھے پس قیام کا ذکر
انکے لئے اصلا درکار نہ تھا بحث ہشتم وہ کہ اسجا مین عاکفان کو بھی ہمراہ طائفین کے مذکور فرمایا ہے
اور سورہ حج مین عاکفان کو موقوف کیا اور بر ذکر طائفین اور مصلین کے اکتفا کیا سبب اس اختلاف کا
کیا ہے جواب سکا وہ کہ سورہ حج مین تھوڑا سا پہلے اس لفظ کے مسجد الحرام کے حق مین گذرا
ہے کہ جَعَلْنَاہُ لِلنَّاسِ سَوَآءً نِ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ اور یہان ذکر عاکف کا مکرر تھا بخلاف
طائفون اور نمازیون کے کہ ہر دو قسم ابتداءً مذکور ہین اور بھی سورہ حج مین اول سے
مذکور تمام مسجد حرام کا ہے اور اعتکاف تعلق ساتھ تمام مسجد کے رکھتا ہے عاکفین کو متصل
ذکر مسجد کے لانا مناسب تھا اور ذکر طواف اور نماز کا کہ متعلق ساتھ خانہ کعبہ کے ہی باعتبار
دوران اور استقبال کے متصل ذکر خانہ کعبہ کے لانا چاہیے ان معلوم ہوا اور اس سورہ مین پہلے
مسجد الحرام کا ذکر نہین گذرا ہے بلکہ ذکر خانہ کعبہ کا ہے کہ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ
مَثَابَةً لِّلنَّاسِ پس ذکر عاکفین کا کہ ایک نوع تعلق ساتھ اوس خانہ کے رکھے اگرچہ وہ
تعلق بعید ہے ضرور پڑا بحث نہم وہ کہ محققین نے کہا ہے کہ مقام حضرت آدم علیہ السلام کا
مقام قلب تھا اور احکام لطیفہ قلب کی اونپر غالب اور بیت المعمور بمثال قلب کے شخص
اکبر مین اور اسیواسطے موافق بعضے روایات کے آسمان چہارم مین جائے اوسکی ہے کہ وسط
عالم کبیر کا ہے پس آدم علیہ السلام کو اوس بیت کے طواف کے واسطے فرمایا اور تیار کرنے اوسکے
کی صورت دوران اونکے کے اوپر کامل کرنے لطیفہ قلب کے تھے کہ اوسنے ساتھ اس رنگ کے
ظہور کیا اور عہد مین ادریس کے لطیفہ عقل کے اوپر روے کار کے آیا اور احکام اوسکے غالب
ہوے اور عہد حضرت نوح علیہ السلام مین لطیفہ روح نے استیلا کیا اور واسطے اسیکی طواف بیت المعمور
اور مناسک اس خانہ کے ر د طرف اختفا کے لائے اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر متوجہ
اصلاح اس لطیفہ کے ہوئے اور احکام اوسکی کو غالب کیا عہد مین انکی احکام حج اور اقامت مناسک
کی کہ تمام جوش محبت اور شوق اور دوسرے صفات قلبی سے نشان دیتے تھے ساتھ ظہور تمام کے

جلوہ گر ہوئے اور رکن اسود جو شیخ کے ہاتھ کے قائمقام ہے وقت مصافحہ مین بیعت کی اور
مقام ابراہیم صورت اتباع شیخ کے جسوقت کہ وارث منصب ابراہیمی کا ہے حق مین مرید کے اور
سیاہی رنگ رکن اسود کی دلیل اوسکی ہے کہ احکام شریعت کو شیخ مین دیکھکر گریز نہ کرے اور بے اعتقاد
نہو بلکہ اوسکے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ پہچانے اور دستگیر طریقت کا جانے اور جبکہ بنی اسرائیل راہ محبت
اور شوق سے بیخبر تھے غیر راہ طمع اور خوف سے کوئی راہ دوسری نہین جانتے تھے خوبی افعال
حج کے نہین سمجھتے تھے اور کنہ اون افعال کو اونہون نے نہ پایا جیساکہ علما رقشہ اور ارباب
ظواہر کی کیفیت وجد اور شوق سے بیخبر رہتے ہین اور اوپر اوسکے انکار کرتے ہین حق تعالی اپنے
انکو اس امور سے آگاہ کیا اور فرمایا کہ یہہ امور ملت ابراہیمی کے اندر داخل تھے قبیل بدعات مشرکین
سے اگر یہہ پیغمبر اور اوسکی امت اس سنت سنیہ ابراہیم علیہ السلام کو زندہ کرین تو کیا کوئی اعتراض کیجگہ اور
محل انکار ہے اور اگر تعظیم اس خانہ کی اور طواف اوس کا اور اعتکاف نزدیک اوسکی اور نماز طرف
اوسکی اصل مین ملت ابراہیمی مین داخل نتھے حضرت ابراہیم علیہ السلام بعد بنا اس خانہ کے
کسواسطے بار بار اوپر القاے اس خانہ اور حرمت اوسکے کے دعائین کرتے تھے اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ
یعنی اور یاد کرو اوس وقت کو کہ کہا ابراہیم نے جس وقت کہ واسطے بنا کرنے خانہ کعبہ کے ہوشیار
ہوئے اور عزم مصمم اوپر اوسکے کیا رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا یعنی اے پروردگار میرے کر
اس صحراے لق و دق کو کہ زیادہ چند خانہ دار سے اسجا مین سکونت کسی کی نہتی بَلَدًا
یعنی شہر آباد تاکہ فائدہ بنانے اس خانہ کا حاصل ہو کس واسطے کہ جب حوالی اوسکے مین
کوئی شہر آباد نہو طواف اس خانہ کا کون کرے اور اعتکاف کون بجا لاوے اور نماز کون
گذارے اٰمِنًا یعنی با امن اسواسطے کہ جس وقت درد اور آفتین شہر مین ہووین ویران
ہوجاوے اور بباعث خوف کے قافلے بھی دور دور کے نہ آسکین موجب ویرانی
اوسکے کا ہوتا ہے پس معنی مثابۃ للناس کے کیونکر متحقق ہونگے اور بہی یہ صحرا گلہا انس کے
پیدا ہونیکے لائق نہین ہے تاکہ مواشی اوسجا زندگانی کرسکین اور نہ قابل زراعت کے ہے
سبب خشکی اور سنگلاخی کے تاکہ آدمی اوسجا مین ساتھ معاش کے بسر لیجاوین پس اس
مکان مین امن دافر چاہئے ہے تو تجار ہر طرف سے حبوب و غلات اور امتعہ اور اقمشہ کو لاوین

اور کار معیشت مکان اجاپر فراخ ہوا اور حق تعالی نے اس دُعا حضرت ابراہیم کو ساتھ اسکی مستجاب فرمایا کہ کوئی ظالم غریب آزار اوپر اوس مکان کے دستیاب ہنوا اور اگر ظالمون مین سے کسی ظالم سے قصد اوس مکان کا کیا فی الفور ہلاک ہوا جیسا کہ قصہ مین اصحاب فیل کے واقع ہوا اور جو کوئی کہے کہ حجاج ثقفی نے کہ ظلم اور ستم اور خون ناحق کرنے مین ضرب المثل ہے کیونکہ اوس شہر پر قبضہ پایا اور اوس عہد مین اوسوقت عبداللہ ابن زبیر کا محاصرہ کیا اور قتل کیا کہتے مین ہمکہ غرض حجاج کی تخریب اس شہر اور ایذاے ساکنان اوسکے نتھے لہذا سات آدمیون اوس شہر کے تعرض نہ کیا وہ ظلم اور ستم کہ اوس سے واقع ہوا ابن زبیر اور اوسکے رفیقون پر واقع ہوا اور جو کہ عمارت سے اوس خانہ معظمہ کے اس صدمہ مین شکست و ریخت پائی تھی ساتھ مرمت اور اصلاح اوسکے کی کوشش کی اور لباس کعبہ اور زیب و زینت اوسکے بہ نسبت سابق کے زیادہ کی بالجملہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے واسطے بقاے رسم حج کے آبادی اس شہر کی چاہیے اور واسطے آبادی کے امن کسواسطے کہ درصورت بے امنی اور ویرانی شہر کے کم ہونا نقد وقت ہے اور بھی واسطے بقاے آبادی کے دُعا دوسری فرمائی وَارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ یعنی اور روزی دی ساکنان اس شہر کو میوون گوناگون اقالیم مختلفہ سے تو بسبب شوق میوہ کھانے کے اس جنگل خشک سے آوارہ ہوکر طرف ولایت میوہ دار کے نجاوین اور اس دُعا کو انکے حق تعالی نے ساتھ اس صورت کے اجابت فرمایا کہ شہر طائف کو حضرت جبرئیل زمین فلسطین اور شام سے پرون پر اپنے اوٹھالائے اور اول اوسکو گرداگرد خانہ کعبہ کے سات بار طواف کرایا اسواسطے اوسکا نام طائف ہوا بعد اوسکے مسافت سہ روزہ راہ کے مکہ سے ایک پہاڑ پر رکھا اور آب و ہوا اوس جاکو اوپر اصل وضع اپنی کے باقی رکھا اور یہ قصہ عجائبون قدرت الہی سے ہے کس واسطے کہ مکہ معظمہ مین ایام تابستان مین ساتھ چلنے ہوا گرم اور کوہستان کے پتھرون کے سوزش سے ایک حالت سخت معلوم ہوتی ہی جو اوس جا سے کوہ پر طائف کے آتی ہین لعینہ ہوا اوس جاکے ہوای ولایت سردسیر کے ہوتی ہے اور میوے طائف کے بے دانہ اور دوسرے میوہ ولایت سردسیر کے بہت موجود رہتے ہین اور یہی طریق دو دوسرا واسطے استجابت اس دُعا کے وہ ہوا کہ رومیون کے دلونکو کشش عظیم طرف اس شہر اور سکان اس شہر کے

پیچ اول القرآن اور ان مین ... حجاج بن یوسف ثقفی ... [illegible]

پیدا کی تو ہر طرف سے حبوب اور غلات اور فواکہ و ثمار کھینچی لاتی ہین اور پہونچاتے ہیں مصر سے
ہند سے سندہ سے اور فارس اور بصرہ سے جہاز بہر کر جاتی ہیں اور خالی آتی ہیں اسواسطے
اس شہر مین نفایس ہر ملک کے پائی جاتی ہین جو حضرت ابراہیم نے وقت اس دعا کرنیکے
یاد فرمایا کہ مینے واسطے اولاد اپنی کے طلب امامت کے کی تہی اور حق تعالے نے فرمایا کہ تیری
اولاد مین سی ظالمون کو امامت نہ پہونچیگی ناچار طلب رزق مین موافقت اُسیکی فرماکر تخصیص
اور تقیید چاہیئے کرنی اسواسطے کہا کہ مین خاص کرتا ہون طلب رزق مین مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ یعنے صرف اُسی شخص کو کہ ایمان لایا ہے اہل شہر سے خدا پر اور آخرت پر تو غیر انکے
اس شہر مین بسبب بی معاشی کے سکونت نہ کرین اور کوئی کافر اس شہر مین اقامت نکر سکیگا
تو کہ یہہ شہر آلودگی کفر اور بُت پرستی سے خالی ہو قَالَ یعنے حق تعالی نے فرمایا کہ روزے کو
امامت پر قیاس مت کر کسواسطے کہ امامت نیابت نبوت کی ہے پس چاہیئے کہ صاحب اُسکا
ظالم اور ستمگار نہو اور روزی قبیل پرورش الہی سے ہے اور وہ رب العالمین ہے
مومن اور کافر اور ظالم اور خائن اور صالح اور فاسق کو پرورش کرتا ہے البتہ رزق اہل
ایمان دار کا دنیا مین موصول ساتہہ رزق آخرت کے ہے پس گویا ابتدائے تولد انکے سی
ابد الآبدین تک مرزوق ہین وَمَنْ كَفَرَ یعنے جو کہ کافر ہو پس اُسکو مومن سے حصول
رزق دنیاوی مین امتیاز نہین دیتا ہون مین بلکہ وجہ امتیاز اُسکے کے وہ ہے کہ رزق
اُسکا مدت العمر ہے فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا یعنے پس بہرہ مند کرتا ہون مین اُسکو مال اندک سے
گو رزق بہت اور نعمت بیشمار دیا جاوے لیکن یہہ تمام اُسکی زندگی تک ہے ثُمَّ اَضْطَرُّهٗ
یعنے پہر اُسکو بے بس کرکے لیجاؤنگا اِلٰى عَذَابِ النَّارِ یعنے طرف عذاب آگ کے کہ ابتدا
اُسکی مفارقت روح کی بدن سی شروع ہوتی ہے اور منتہاے اُسکی ابد ہے کہ نہایت کہہ
اور بسبب اُسکے کہ مجاور خانہ کعبہ کا تہا اور اس شہر مین بستا تہا کچہ تخفیف عذاب سے اُسکو
حاصل نہو گی بلکہ نسبت دوسرونکے عذاب اُسکو مضاعف ہوگا کسواسطے کہ قرب مین میرے
گہر کے الحاد اختیار کیا وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ دوزخ پہرنے کی بُری جگہ ہے کسواسطے کہ دنیا مین
جو کوئی مکان بہ نسبت مکان دوسرے کے ایک طرح سے بُرا ہوتا ہے دوسری طرح سے

موضح القرآن

من اور سلوی جو بنا بنایا

روزی کی تجہ تمہاری

اچھا ہی ہوتا ہے اور وہ مکان ہر طرح سے بُرا ہے ساتھ کسی وجہ کی خوبی نہین کہتا اب باقی ہے اس جگہ فائدہ چند کہ اطلاع اُن فائدون پر ضرور ہے اول وہ کہ بیچ بیان ان قصوں کے ترتیب زمانی مرعی نہین کسواسطے کہ بحسب زمان اول بناے کعبہ تھی بعد اُس سے یہہ دعا بعد اُس کے خانہ کعبہ کو مرجع خلائق بنانا ہے پس کیا نکتہ ہے کہ اس ترتیب کو معکوس فرمایا ہے جواب اُسکا وہ کہ اولا بطریق اجمال واذ ابتلی ابراہیم مین اشارہ ساتھہ اس قصہ کے فرمایا ہے بعد اُسکے تفصیل اُسکی شروع کی اول ذکر امامت حضرت ابراہیمؑ کا لائے کیونکہ دینا اس منصب کا جہت شرافتون سے تمام نعمتوں پر مقدم ہے بعد اُس کے مذکور مرجعیت خانہ کعبہ اور امین ہونا اُس شہر کا لائے کسواسطے کہ مقصود بناے کعبہ سے یہی تھا اور مقاصد کو وسائل پر تقدیم ہوا کرتی ہے بعد اُسکے بیان فرمایا کہ امین ہونا اس شہر کا محض بسبب دعا حضرت ابراہیمؑ کی ہے اور وہ بالیقین مقبول ہوئے پس دعا دوسری کہ وقت بناے اس خانہ کے کی تھی مقبول ہوئے اور ضمن مین اُس دعا کے بعثت حضرت خاتم المرسلینؐ کے بھی تھی پس ساتھہ اس ترتیب کے شاہد مقصود کا ساتھہ احسن وجوہ کی جلوہ گر ہوا دوسرا فائدہ وہ کہ اس صورت مین بلدا امنا واقع ہوا اور سورہ ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام مین هذا البلد امنا ان دونو عبارتوں مین تفاوت کسواسطے ہے وجہ اُسکی وہ کہ دعا کہ اس سورہ میں ہے قبل اُس سے تھی کہ وہ مکان آباد ہو کر صورت شہر کی پیدا کرے پس گویا ویسا عرض کیا کہ بارخدایا اس صحرائے بے گیاہ کو اول شہر کر دے پھر شہر با امن اور وہ دعا کہ بیچ سورہ ابراہیم کے ہے بعد آبادی شہر سے تھی پس گویا ایسی دعا کی کہ بارخدایا اس شہر آباد کو حوادث سے مامون رکھہ تیسرا فائدہ وہ کہ اس دعا سے حضرت ابراہیمؑ کو معلوم ہوا کہ کاملین بعضے اوقات مین امور دنیا کو مثل امن اور روزی اور کھلانے میوونکے واسطے ان امور کے ہے خدا سے چاہتے ہین کہ یہ چیزین باعث ازدیاد فروغ دین اور رونق شریعت ہوتی ہین کیونکہ ظاہر ہے کہ امن اور دل کی فراغت زور ہی بہت ہے اور جمعیت خاطر ونکے طاعت مین ہی اور بہی اُس شہر مین کہ خوف سے امین ہین اور روزی آدمیوں اُس جاکے واسطے ہے بیشتر کہ محل اجتماع خلائق کا اور آمد و رفت مردم کی ہر طرف سے ہوتی ہے پس درحقیقت

یہہ طلب دنیا نہین بلکہ طلب دین ہے اور طلب دنیا واسطے دین کے منافی کمال کی نہین ہے
چنانچہ حدیث مین وارد ہے کہ نعم المال الصالح للرجل الصالح چوتہا فائدہ وہ کہ
سابق سے ضمائر متکلم مع الغیر کی جعلنا اور عہدنا مین مستعمل ہوتی آئی اور اس جگہ
کسواسطے صیغہ متکلم واحد کا امتعہ واضطرہ مین استعمال فرمایا جواب اسکا وہ کہ یہاں
اسلوب کے تغیر مین ایک دقیق نکتہ اور ایک باریک اشارہ ہے یا ایسا فرماتے ہین
کسیچ دینی روزی کافرون اور فاجرون کے ایسے عذاب دینا اسکے کے بعد مرنے سی
ہر چند بندگان صالح میرے فرشتون سے اور انبیاؤن سے ساتہہ میرے رفیق ہون
اور روادار اسکے نہون کہ مین تنہا ان دو کار کو کردن مین اور سر اسکا وہ ہے کہ مخلوق ہر چند
ساتہہ اعلاے کمال کے پہنچی ہو ملاحظہ جمیع وجوہ حکمت سے عاجز ہے اور حکم مین قوا ے
متجاوزہ کے مجبور اگر کسیکو بر سر تمرد اور عناد دیکہتا ہے چاہتا ہے کہ فی الفور ہلاک ہو اور فرصت
ایک دم لینے کی نپاوے اور جو کسی کو شدت الم اور عذاب مین گرفتار دیکہتا ہے رقت کرتا ہے
اور پہلے گناہ اسکے سے غافل ہوجاتا ہے اور ساتہہ شفاعت اور سفارش اسکی کی اٹہتا ہے
شان حکیم علے الاطلاق کے ہے اور بس کہ مراعات ہر وجہ کو وجو ہون حکمت سے بیچ وقت
اپنے کے فرماتا ہے وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ یعنے اور یاد کرو تم
اسوقت کو کہ بلند کرتا تہا ابراہیمؑ دیوارون کو اس خانہ کے ساتہ ہاتہہ اپنے کے
اور اس کام کو کسی گل کار اور معمار کے حوالہ نہیں کرتے تہے تو کہ اس اجر اور ثواب میں
دوسرا شریک اسکے نہو وَاِسْمٰعِيْلُ یعنے اور اسمعیل بہی اسطرح مشغول تہے ساتہ بلند کرنے
دیوارون کے ہمراہ ابراہیم علیہ السلام کے حدیث مین آیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
بجاے گل کار کے مشغول ساتہہ بناے کعبہ معظمہ کے تہے اور حضرت اسمعیل علیہ السلام بجاے
مزدور کے گلاوہ کرتے تہے اور پتہر انکو اٹہا کر لاتے تہے اور یہہ دونو بزرگ اسوقت مین یہہ
کرتے تہے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا یعنے اے پروردگار میرے ساتہ فضل اپنے کے قبول کر ہم سے
اس محنت اور اس خدمت کو اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ یعنے تحقیق تو سننے والا ہے دعا ہماری
کو الْعَلِيْمُ یعنے جاننے والا نیت ہماری کو اور فرق قبول اور تقبل مین وہ ہے کہ جو

چیز لیاقت قبول کی رکھتی ہے وہاں کہتے ہیں کہ اس چیز کو قبول کر اگر وہ چیز ناقص ہوتی ہے
اور قابل اُسکے نہین ہوتی کہ اُسکو کوئی قبول کرے یون کہتے ہین اس چیز کو تقبل کر یعنا بر
اُسکے تقبل عبارت تکلف قبول سے ہے اور تکلف قبول اُس جا ہوتا ہے کہ وہ چیز لیاقت
قبول کے نرکھتی ہو پس اس لفظ مین کمال کسر نفس اور تواضع اور کوتاہ بینی عمل اپنی کی ہے
گویا قابل اُسکے نہین کہ مقبول ہو مگر وہ کہ راہ عنایت اور فضل اپنے سے اسکو قبول کرے
تو اور مانند اس کسر نفس اور تواضع کے حضرت سے بہی بہت منقول ہے دارقطنی بروایت
ابن عباس رضی اللہ عنہ کے لایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو افطار روزی کا فرماتے تہے
کہتے تہے اللھم لك صمنا وعلے رزقك افطرنا فتقبل منا انك انت السمیع العلیم
باقی رہے اسجگہ چند فائدہ اول وہ کہ اُس لفظ سے کہ یرفع ابراهیم القواعد من
البیت ہے اکثر مورخین نے ایسا استنباط کیا ہے کہ بنیاد خانہ کعبہ قبل زمانہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے موجود تہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُسی بنیاد پر دیوار دنکو بلند کیا چنانچہ
بیہقی نے شعب الایمان میں اور ازرقی نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت
آدم ؑ اوپر زمین کے پڑے اُنکو بسبب تنہائی کے وحشت عظیم بہم پہونچی اور یہی زمین مین کوئی
مکان اور سقف نہین دیکہتے تہے عرض کی کہ بار خدایا مین اس مین تنہا واقع ہوا ہون
کوئی نہین کہ ہمراہ میرے تیری عبادت مین شریک ہو اور یہی زمین مین کوئی مکان مسقف
نہین دیکہتا ہون ہین حق تعالی نے فرمایا کہ عنقریب اولاد تیری سے آدمی بہت پیدا ہون
اور ساتہہ تسبیح اور تقدیس میری کی مشغول ہون اور گہر بنائین لیکن چاہیئے کہ اول گہر میرے
نام کا تو بنا اور اُسکو مانند عرش اور بیت المعمور کے قبلہ اور طواف گاہ ٹہیرا اُسکے بعد واسطے
اپنے اور واسطے اولاد اپنی کے گہر بنائیو تو حضرت آدم ؑ نے عرض کیا کہ بار خدایا اُس
گہر کو کہاں بناؤن مین فرمایا اُس جگہ کہ خاک بدن تیرے کے خمیر کی تہی ہمنے اور چالیس
برس تک وہ خاک اُسی جا پڑی رہی اور تمام زمین کو اُسی جا سے پہن اور فراخ
کیا ہے ہمنے حضرت آدم ؑ نے عرض کیا کہ مجکو نشان اُس جگہ کا دینا چاہیئے حضرت جبرئیل
کو حکم ہوا کہ ہمراہ آدم ؑ کے آئے اور اس مکان کا نشان دیا اور فرشتونکو حکم کیا کہ تہ زمین

موضح القرآن
فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم فانزلنا علی الذین ظلموا رجزا من السماء بما کانوا یفسقون
پہر بدل لی بے انصافون نے
دوسری بات سواے
اُسکے جو کہہ دیا تہا انکو
پہر اُتارا ہمنے
بے انصافون پر عذاب آسمان سے
بسبب انکی بے حکمی کے

بنیاد اس خانہ کی پر کرلا دین جو وہ بنیاد دروی زمین تک پہنچی بیت المعمور کو کہ آسمان مین
طواف گاہ ملائکہ کا تہا نازل فرمایا اور اوپر اُسی بنیاد کے رکہا اور حضرت آدمؑ کو حکم ہوا کہ گرد
اُسکے طواف کرین اور طرف اُسکے نماز گذارین اور بناے خانہ کعبہ کے طوفان کے زمانہ تک
اوسپر اسی طریق کے تہی اور وقت طوفان کے بیت المعمور اُٹہا لیا گیا اور محاذی خانہ کعبہ کے
ساتوین آسمان پر رکہا اور فرشتہ ساتھ طواف اور زیارت اُسکی کی مشغول ہین چنانچہ حدیث
معراج مین ذکر اُسکا آیا اور طوفان کے بعد مقام کعبہ مین ایک بڑا ٹیلا سرخ رنگ بلند زمین
سے نمودار تہا اور وہ بنیاد حضرت آدمؑ کی زیر زمین پر قرار تہی لیکن آدمی واسطے طلب حاجات
اپنی کے اور دعاے مہمات اپنی کے اُسی مکان کا قصد کرتے تہے اور نذرین اور ہدایا لاتی
تہی یہانتک کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام واسطے بناے کعبہ کے مامور
ہوئے اور اُسی بنیاد پر دیوار و نکو اُٹہایا اور واسطے تعین اُس مکان کے حضرت جبرئیل ایک
ابر کو لائے ساتھ سایہ اُسکے کے تشخیص اُس موضع کے اور قصہ بناے حضرت ابراہیم علیہ السلام
موافق اُسکے کہ حدیث میں آیا ہے یہہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آتش نمرود سے
نجات پائی اور اپنے باپ اور قوم کے ایمان سی ناامید ہوئے وطن چہوڑکر حران کیطرف اپنے چچا
جنکا ہاران نام تہا چلے گئے اور اُسنے دختر اپنی کو کہ حضرت سارہ نام رکہتی تہی ساتھہ
اُنکے نکاح کردیا اور اُنکو ساتھہ تسلی اور دلجوئی کے پاس اپنی نگاہ رکہا غرض اُسکی وہ تہی
کہ اُنکو ساتھ طمع مال و متاع دنیا اور زن و فرزند کی دین اپنی سے پہیرین جب حضرت ابراہیم
نے توحید پر اصرار کیا اور حضرت سارہ بہی ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متفق ہوا
کے دین کا عیب کرنا پکڑا ہاران غصہ ہوا اور دونو نکو اثاثہ اور متاع اور لباس اور زیب
اور زینت سے برہنہ کرکے نکال دیا اُنہوں نے حضرت سارہ کو ہمراہ اپنے لیا اور حضرت سارہ
نے ساتھ اُنکے عہد باندہا کہ مین ہرگز نافرمانی تمہاری نکرونگی بہ شرطی کہ تم بہی نافرمانی میری
نکرو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسباب مین ساتھہ اُنکے عہد دیا اور باہر آئی سوا حضرت
لوط علیہ السلام سے کہ برادر زادہ ان دونوں کے ہوتے تہے کوئی دوسرا ہمراہ نہوا اول قصد
مصر کا کیا اتفاقاً وہانکا ایک بادشاہ جبار سرکش کافر مسلط تہا اور اُسکی ایسی عادت تہی کہ ہر عورت

خوش رو کو مالک اُسکے سے چھین لیتا اگر شوہر اُسکا ہوتا تھا اُسکو قتل کرتا تھا اور جو بھائی
یا دوسرے وارث اُسکے ہوتے تھے قتل نہین کرتا تھا جب حضرت ابراہیمؑ اُس شہر مین داخل ہوئے
اور یہہ ماجرا سُنا ڈری اسواسطے کہ حضرت سارہ حسن و جمال مین اُس زمانہ کی عورتون سے ممتاز
تھین جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ وہ حسن کہ حضرت آدمؑ کو دیا تھا نصف اُس سے
حضرت یوسفؑ کو دیا ہے اور ششم حصہ حضرت سارہؑ کو اور باقی بیچ جمیع آدمیون کے
تقسیم ہوا القصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ساتھ حضرت سارہ علیہا السلام سے کہا یہہ ملک کے
بادشاہ کی عادت یہہ ہے جو پیادے واسطے لیجانے تمہارے کے آوین تم اظہار نکیجو کہ مین شوہر
تمہارا ہون بلکہ کہو تم کہ مین برادر تمہارا ہون کسواسطے کہ مین باعتبار دین و اسلام کے برادر
تمہارا ہوتا ہون اور حقتعالی تمکو ہاتھہ اُس ظالم سے محفوظ رکھے گا اور ناموس کو ضایع نکریگا
ناگاہ اُس بادشاہ کے آدمیون نے حسن و جمال حضرت سارہ کا سُنکر روبرو اُسکے عرض کیا کہ اس
شہر مین ایک عورت وارد ہوئی ہے کہ حسن مین بے نظیر ہے اُس ظالم نے کہا کہ لاؤ تم اور جو شوہر
رکھتی ہو اُسکو قتل کرو تم پیادے روبرو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آئے اور دریافت کیا کہ یہہ عورت
جو تمہاری ساتھہ ہے تم سے کیا علاقہ رکھتی ہے کہا کہ خواہر دینی میری ہے اُنہون نے حضرت
ابراہیم علیہ السلام کو چھوڑا اور حضرت سارہ کو بزور لے گئے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حال اس
طریق پر دیکھا واسطے نماز کے کھڑے ہوئے اور مشغول بدعا ہوئے اور جسوقت حضرت سارہؑ
روبرو اُس ظالم کے پہونچین بمجرد دیکھنے کے فریفتہ حسن و جمال انکے کا ہوا اور چاہا کہ بے ادبی
کرے حضرت سارہؑ نے کہا کہ مجھکو مہلت دے کہ ہنوز راہ کا غبار مجھپر لگا ہوا ہے شست و شو
کرون مین اور رسم عبادت اپنی کے بجا لاؤن مین بعد اُس سے جو کچھ چاہے تو کر اُس ظالم نے
فرمایا کہ آفتابہ اور طشت لاوین اور اسی مکان مین شست و شو کراوین حضرت سارہؑ نے وضو کیا
اور واسطے نماز کے کھڑی ہوئی اور نماز کو دراز کیا اور مشغول بدعا ہوئی اُس ظالم نے جو دیکھا
کہ نماز سے فارغ نہیں ہوتین چاہا تو عین نماز مین اوپر انکے دست درازی کرے اور مکان کو
خلوت کیا جسوقت کہ ارادہ ہاتھہ پہنچانیکا طرف اُنکے کیا ہر دو ہاتھ اُسکے بند ہوگئے اور بیہوش
ہوکر گر پڑا اور نفس اُسکا بند ہوا اور اُسکے منہ سے کف جاری ہوئے جو حضرت سارہؑ نے دیکھا

کہ اس ظالم کو یہہ حالت بہم پہونچی ڈرین کہ مبادا بسبب آواز نفس شکی کی چوکیدار اُسکی خبردار ہوکر آوین اور مجکو اُسکے قتل کی تہمت کرین اور مار ڈالین جناب الٰہی مین دعا کی کہ بارخدایا اس ظالم کو چھوڑ کہ عبرت گرفتہ ہے جب وہ ہوش مین آیا تو پہر وہی ارادہ کیا پہر ویسا ہی ہوگیا پہر ارادہ کیا پہر اسی قسم سی ہوا بعد تیسرے بار کے کہا کہ اس عورت کو لیجاؤ کہ یہ آدمی نہین جنیہ یا ساحرہ ہے اور شہر میرے سے باہر کرو تم اور اسی قسم کی ایک عورت دوسری رکہتا ہون مین کہ اُسکو قبطیون سی طلب کیا تہا اپنے اور اُسپر بہی دستیاب نہوا مین اُس عورت کو بہی اس عورت کے حوالہ کرو تم حضرت سارہؑ حضرت ہاجرہؑ کو لے آئین اور حضرت ابراہیمؑ اُسوقت مین مشغول نماز تہے حضرت سارہؑ کو دیکہا سلام پہیر کر پوچہا کہ مہیم یعنے کیا حال ہے حضرت سارہؑ نے کہا کہ خیر ہے حقتعالی نے دست اُس ظالم کو کوتاہ کیا اور ایک خادمہ ساتہہ ہمارے دی کہ نام اُسکا ہاجرہ ہے حضرت ابراہیمؑ خوش ہوئے اور اُسجا سے بہی کوچ فرمایا زمین فلسطین مین کہ درمیان شام کی ہے اقامت قبول کی اور آدمیون نے اُسجا کے آنے انکے کو غنیمت جانا زمین بہت نیاز کی کہ محصولات اُس زمین کے پاس انکے پہونچتے تہے اور حضرت ابراہیمؑ کو اُس زمین مین فراخی بہت حاصل ہوئی غلام بہت خریدے اور کہیتی کرنیوالے بہت آباد کئے اور مواشی بہت نگاہ رکہے اور رسم ضیافت اور لنگر خانہ بنائے اور حضرت لوط علیہ السلام کو برسم رسالت طرف شہر روم اور دوسرے شہرون اُس ضلع کے بہیجا اُس درمیان مین حضرت سارہ علیہا السلام کو اشتیاق اولاد کا غلبہ ہوا حضرت ابراہیمؑ سے فرمایا کہ ہاجرہ کو مین تمکو ہبہ کرتی ہون شاید اُسکے پیٹ سے کوئی فرزند پیدا ہو تو ساتہہ اُسکے مشغول ہووین ہم حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ مزاج مین تمہارے غیرت اور رشک غالب ہے مبادا اس خادمہ سے کوئی فرزند متولد ہوا ور پر تمہارے گران آوے اور تم اُسپر ظلم اور ستم کرو. حضرت سارہؑ نے اس دعا پر اصرار کیا یہانتک کہ ہاجرہ کے پیٹ سے حضرت اسمعیل علی نبینا علیہ السلام متولد ہوئے اور کنار مین حضرت سارہؑ کے پرورش ہوتی تہی اور حضرت ہاجرہؑ انکو شیر دیتی تہی لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام بخوف حضرت سارہؑ کی نظر نہین کرتے تہے اور اجنبی کی مانند رہتی تہی ایکروز ساتہہ حکم جبلت بشری کے مکان تنہا مین حضرت اسمعیلؑ کو کنار مین حضرت ہاجرہؑ کی دیکہہ کر محبت پدری نے غلبہ کیا اور کنار مین لیئے چند بوسہ اُسکے اوپر دیئے ناگاہ

موضح القرآن

فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا

اور یاد کرو اس وقت کو کہ جب کہا تم نے یعنے تمہارے اگلے بزرگون نے کہ اے موسیٰ علیہ السلام ہم صبر نہین کرینگے ایک طعام کے کہانے پر جو من سلوی ہے پس تو دعا مانگ ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے جو اپنی قدرت سے نکالے ہمارے واسطے اُن چیزون کو جو اُگتی ہین زمین مین جیسے ترکاری اور ککڑی اور لہسن و پیاز

حضرت سارہؑ اس امر پر مطلع ہوئین اور رشک نے اُنپر غلبہ کیا اور کہا کہ اسی وقت اس لڑکیکو
اور اسکے ماکو میری گہر سے نکالکر ایسے جنگل مین جہان پانی اور سایہ اور گہاس کا پتا نہو چہوڑ آوٗ تم
حضرت ابراہیمؑ نے ہرچند سمجہایا کچہ پیش نہ گئی جناب الٰہی مین التجا کے حکم ہوا کہ موافق کہے ہوے
سارہ کے کرو تم حضرت ابراہیمؑ نے دونو کو سوار کیا اور روان ہوئے منزل بمنزل طی کیے ہوے
آتے تہے یہانتک کہ اُس میدان مین کہ خانہ کعبہ بیچ اُسکے واقع ہے پہونچے حکم الٰہی یہ پہونچا کہ ان
دونو کو اسی مکان مین چہوڑ جاوٗ تم حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمعیلؑ اور ماں انکی کو نزدیک خانہ کعبہ کے
ایک درخت کے تنہ کے نیچے جو مقام زمزم پر تہا چہوڑا اور اُسوقت مین بیچ زمین مکہ کے کوئی متنفس
نتہا اور نہ پانی موجود تہا حضرت ابراہیمؑ ایک دہوڑی کہجور کی بہر اور چند روٹی کے کاگ اور ایک مشک پانی
کی بہری ہوئی نزدیک مادر حضرت اسمعیلؑ کے چہوڑ گئے اور فرمایا کہ اس لڑکے کو شیر دے اور اسی مقام
مین رہ بعد اُسکے حضرت ابراہیمؑ پہری مادر حضرت اسمعیلؑ اُنکے پیچہے جاتی تہی اور کہتے تہے کہ مجکو
کہان چہوڑے جاتے ہو تم اس صحرا مین نہ پانی ہے نہ گہاس نہ انیس نہ مکان سایہ دار حضرت ابراہیمؑ
پشت پہیرے ہوے جاتے تہے اور طرف سخن اُسکے کے ملتفت نہین ہوتے تہے آخر مادر حضرت اسمعیل
علیہ السلام نے کہا کہ آیا تمکو ساتہہ اسکام کے کہ کیا تمنے خداے تعالی نے فرمایا ہے حضرت ابراہیمؑ
نے اسقدر فرمایا کہ ہان مادر حضرت اسمعیل نے کہا کہ بس مجکو پروا کسی چیز کی نہین خدا تعالی
مجکو ضایع نہ کریگا فراغ خاطر کے ساتہہ پہر کر نزدیک پسر اپنے کے آئے اور دودہ دینا شروع
کیا حضرت ابراہیمؑ جو پشتہ کوہ سے گذر گئے اور جانا کہ اب مجکو حضرت ہاجر نہین دیکہتے متوجہ سمت
کعبہ کے ہوے ہاتہہ اپنے بلند کیے اور یہ چند دعائین جناب الٰہی مین عرض کین ربنا انی
اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم یشکرون تک اور حضرت ہاجرہ
اُسوقت تک کہ پانی مشک مین موجود اور کہجورین اور روٹی باقی تہی پیتے تہے اور کہاتے تہے
اور لڑکے اپنے کو دودہ دیتی تہی اور پانی پلاتی تہی جب پانی تمام ہوا تشنگی اُنپر غالب آئی اور اُنکے
لڑکے پر بہی یہانتک کہ آپ کو زمین پر پٹکتی تہی اور پیچ وتاب کہاتے تہے یہ حالت اُنپر دشوار آئے
اور طرف کوہ صفا کے کہ نزدیک تر ساتہہ اُس مقام کے تہا متوجہ ہوئین اور اُس کوہ پر چڑہین تو
دیکہین کہ جو کسی جگہ آدمی یا کوئی جانور نظر آوے اسکے سراغ پانی کا اُس سے ڈہونڈین لیکن اُس

پہاڑ پر اس قلع اوپر گیئن کہ بچہ نظر سے غائب ہوا ہر چند دائین بائین دیکھا اور نظر ڈالی کچھہ نظر نہین آیا
مایوس ہو اوس پہاڑ سے اوتر آئین اور طرف مروہ کے متوجہ ہوئین مگر درمیان میدان کے
ان کو یہہ خطرہ گذرا کہ مبادا اسوقت ہین کہ مین فرزند سے غائب ہون درندہ آوے اور میرے لڑکے کو
لیجاوے بسبب اس خیال کے نشیب اوس میدان ہین کہ اوسکو بطن وادی کہتے ہین دوڑنا شروع کیا اور دامن
اپنا اوٹھا کر بہت سخت دوڑین یہانتک کہ نشیب میدان سے زمین ہموار پر آئین دوڑنا موقوف کیا کسواسطے
کہ مکان اپنے بچے کا اوس زمین سے چندان مستور نتھا اور جب متصل مروہ کے پہونچین اوسی قدر اوس پہاڑ
کے اوپر بھی اگر دائین بائین نظر ڈالی کسی چیز کو ندیکھا پہر طرف صفا کے متوجہ ہوئین اور بیچ نشیب
میدان کے دوڑین اور زمین ہموار مین آہستہ جا کر اوپر گیئن اسی قسم سے سات بار انکو صفا سے مروہ
اور مروہ سے صفا کی طرف اتفاق آمد و شد کا پڑا حضرت ابن عباس رض درمیان روایت اس
قصہ کے آنحضرت علیہ السلام سے نقل کرتے تھے کہ سعی درمیان صفا اور مروہ کے اسی واسطے
مقرر ہے تا آدمی حالت بیکسی اور بیچارگی انکے کو اور فریاد رسی حضرت حق عز و علا کو یاد کرین اور
آپ کو بصورت بیچارگی اور بیکسی حضور مین اوس تعالی کے عرض دین تو مورد رحمت اوس تعالی کے
ہون القصہ جو آخر بار مروہ پر پہونچی ایک آواز انکی کان مین پہونچی اپنے کو خطاب کرکے کہا کہ صہ
یعنی اندیشہ سے باز رہ اور طرف آواز کے کان لگایا بعد اوس کے پہر وہی آواز سنی کہا کہ آواز کا
سنانے والا کاش نزدیک تیرے چارہ کار ہمارے کا ہو اسکو کہا اور دوڑتی ہوئین اپنے بچہ کے
پاس آئین دیکہا کہ فرشتہ نزدیک موضع زمزم کے پر اپنے کو یا ایڑی اپنی کو مارتا ہے اور پانی
زمین سے جاری ہے اونہون نے اوس جاری پانی کو چاہا کہ ایک حوض مین جمع کرین خاک سے
تودہ تودہ لاتی تھین اور گرداگرد پانی کے مانند حوض کے بناتی تہین اور مشک اپنی کو اوس پانی سے
پُر کرتی تھین اور ڈرتی تہین کہ مبادا یہہ پانی تمام ہو اور ہم پیاسے رہین آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم بعد اس فکر کے فرماتے تھے کہ خدا تعالی بخشے مادر اسمعیل ع کو اگر جلدی نہ کرتی اور اوس پانی کو
بطور اپنے محلی بالطبع چہوڑتے زمزم چشمہ جاری ہوجاتا القصہ اوس پانی کو آپ بھی پیتی تھی اور اپنے
بچہ کو بھی پلاتی تھی اور اوس فرشتہ نے ان کو تسلی و تشفی دیکر کہا کہ تم نہ ڈرو کہ حق تعالی
تمکو اس مکان مین ضائع نہ کرے گا کس واسطے کہ اس مکان مین خانۂ خدا ہے کہ اوسکو یہہ بچہ

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ ... ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا

جوان ہوکر ہمراہ باپ اپنے کے بنا کریگا حق تعالی اس مکان کے رہنے والون کو کسی وقت ضایع نکریگا
اور اوس وقت موضع کعبہ کا زمین سے بلند اور مثل زمانہ ٹیلے کے نمودار تھا اور سیل آتی تھی اور دائین بائین
اوسکے سے گذر جاتی تھی مادر حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کو اوسجا تنہا گذارتی تھیں اتفاقاً ایک جماعت
قوم جرہم کی نواح یمن سے کسی طرح آوارہ دشت غربت کی ہوکر اوس نواح مین پہونچی اور
جانب یمن کو اسے عبور کرکے پائین مکہ مین فرو کش ہوتی تھی اور دیکھتی تھی کہ مرغ بہت محاذ
کعبہ کے اوڑتے ہین باہم گفتگو کی کہ مرغ اوس جا رہتے ہین کہ آبادی اور پانی ہو اور ہم ہمیشہ
سفر مین اس مکان سے گذرے ہین ہم نے کسی وقت اس جگہ مین نشان پانی کا نہ دیکھا ہے ہمنے ایک قاصد
واسطے تحقیق اس امر کے بھیجا قاصد دیکھ گیا کہ اس مکان مین ایک پانی نے غیب سے جوش کیا
اور ایک عورت اور بچہ اوس پانی کے گرد سکونت رکھتے ہین جماعت مذکور نے اس قصہ کو سنکر
مرج سکونت اس مکان کے رغبت کی اور نزدیک مادر حضرت اسمٰعیلؑ کے آئی اور اُن سے اجازت
سکونت کی اس مکان مین چاہی حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ بھی اونکی ہمنشینی مین راغب ہوئین
اور چاہا کہ اس تنہائی مین کوئی انیس ہم پہونچے اون کو اجازت سکونت کی دی لیکن اس شرط پر
کہ کوئی حق پانی مین نہ رکھتا ہو اونہون نے اس شرط کو قبول کرکے سکونت اوس مکان کی اختیار
کی اور اہالی اور موالی اپنے کو بھی طلب کرکے چند خانہ دار آباد ہوئے اور حضرت اسمٰعیلؑ نے ان سے
زبان عربی سیکھی نہایت ذکی اور قابل اور تیز فہم جوان ہوئے یہان تک کہ جماعت جرہم کے
سردار نے اپنی دختر کا نکاح کمال آرزو سے انکے ساتھ کیا اس درمیان مین مادر حضرت اسمٰعیلؑ نے
نے وفات کی اتفاقاً جب حضرت اسمٰعیلؑ چودہ سال کے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہان
حضرت سارہؑ کی شکم سے بھی ایک فرزند پیدا ہوا کہ حضرت اسحق علیہ السلام ہین اور حضرت سارہؑ
پرورش مین اوس فرزند کے مشغول ہوئین اور فی الجملہ رشک انکا کم ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے اونسے اجازت چاہی تو کہ حضرت اسماعیلؑ کو دیکھ آوین اونہون نے اجازت دی لیکن ساتھ
اس شرط کے کہ گھوڑی سے نہ اوترین اور گھر اسمٰعیلؑ مین شب باش نہ ہون اور توقف زائد نکرین
حضرت ابراہیم علیہ السلام ساتھ اسی شرط کی روانہ ہوئے جو اس مقام مین پہونچے تفحص کیا معلوم
ہوا کہ وہ لڑکا جوان ہوکر خانہ دار ہوا ہے اور مادر اسکی نے وفات کی خانہ اسمٰعیلؑ کا تلاش کیا در وازہ

انکی آئے اتفاقاً حضرت اسمٰعیلؑ اوسوقت شکار کے لئے جنگل کیطرف گئے ہوئے تھے اور معیشت انکی یہی تہی کہ ساتھ تیر و کمان کے حلال جانورون کا شکار کرکے لاتے تھے اور آب زمزم مین پکاکر کھاتے تھے اور حق تعالی انکو اوسیقدر کی قناعت دیتا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو اسمٰعیلؑ کو نہ دیکھا انکی بی بی کو دروازہ پر بلاکر دریافت فرمایا کہ تیرا شوہر کہان گیا ہے اور کب آئیگا اوسنے کہا کہ وہ معاش کی تلاش مین جنگل کی طرف گیا ہے شام تک آئیگا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اندیشہ کیا کہ جو مین شام تک یہان توقف کرونگا مین حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اومین البتہ مجھکو نہ چھوڑینگے اور انکے گھر شب باش ہونگا مین پس خلاف شرط اور وعدہ کا لازم آویگا اور بدعا احوال پرسی سے ہی بہتر ہے کہ انکی عورت سے احوال دریافت کرکے مراجعت کرون اور پر دروازہ کے گھوڑے پر سوار کھڑے ہوکر انکی عورت سے پرسش احوال کی شروع کی یہانتک کہ گذران اور معیشت انکے سے دریافت کیا اوس عورت نے کہا کہ حال معاش ہماری کا بہت تباہ اور خراب ہے اور کمال تنگی اور مشقت کے ساتھ گذران کرتے ہین ہم اور شکایت بہت کی حضرت ابراہیمؑ نے اسکو سُنکر فرمایا جو شوہر تمہارا آوے میری طرف سے سلام کہو اور کہہ کہ اپنے دروازہ کی سردل کی لکڑی کو تبدیل کرے کہ یہ سردل لائق اوسکی نہین یہ فرمایا اور مراجعت کی شام کے وقت کہ حضرت اسمٰعیلؑ آئے کچھ نور اور برکات نبوت کی انکو محسوس ہوتی تہی اپنی عورت سے دریافت کیا کہ کوئی یہان آیا تھا کہا کہ البتہ ایک پیر مرد سوار کہ شکل اوسکی ایسی تھی اور رنگ اوسکا ایسا تھا اس دروازہ پر کھڑا ہوکر مجھکو بلایا اور احوال سے تمہاری پرسان ہوا انہون نے اپنے دل مین جانا کہ یہہ پیر مرد حضرت ابراہیم تھے کسواسطے کہ انہون نے اپنی مان سے اونکی شمائل اور حلیہ سُنا تھا القصہ حضرت اسماعیلؑ کی بی بی نے تمام ماجرا بیان کیا اور کہا کہ مجھسے حال معیشت ہماری کا دریافت کیا تھا مینے کہا کہ ہم کمال تنگی اور عسرت و فاقہ مین گرفتار ہین حضرت اسمٰعیلؑ نے کہا کہ پہر وہ پیر کیا فرما گئے عورت نے کہا کہ یہی فرما گئے ہین کہ شوہر اپنے کو میری طرف سے سلام کہو اور کہو کہ اپنے گھر کی سردل کو تبدیل کرے حضرت اسمٰعیلؑ نے کہا کہ وہ پیر مرد میرا باپ تھا مجھکو فرما گیا کہ تجھکو جدا اپنے سے کرون مین جدا اپنے باپ کے حکم کے بموجب ساتھ میرے سر کا رہنا رکھ جو حضرت اسمٰعیلؑ نے اوس عورت کو جدا کیا قوم کے سردار نے قوم جرہم سے اپنی دختر کا ساتھ انکی نکاح کر دیا اور گھر مین ان کے وہ دختر

کتخدائی کرتے تھے یہانتک کے بعد ایک مدت دراز کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہؓ سے
پھر اجازت دیکھنے حضرت اسمعیلؑ کی چاہی اور کہا کہ مینے پہلی بار اسمعیلؑ کو نہین دیکھا خاطر میری
نے تسلی نہین پائی حضرت سارہؓ نے ساتھ اوسی شرط کے اجازت دی حضرت ابراہیمؑ پھر واسطے
دیکھنے حضرت اسمعیلؑ کے روانہ ہوئے جو انکی گھر پہونچے پھر ان کو نہ پایا دریافت کیا کہ اسمعیلؑ
کہان ہے انکی نئی عورت نے دروازہ پر آن کر کہا کہ مرحبا اے حضرت آئیے اور فروکش ہوجیے
اور فرمائیے کہ مین سر مبارک کو دھوؤن کہ غبار راہ سے بہت گرد آلودہ ہے حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا
کہ مجھکو حکم اوترنے کا نہین ہے وہ عورت ایک بڑا پتھر لائی اور متصل رکاب انکے کی رکھا اور اوس
پتھر پر کھڑی ہوئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی پانو اپنا اوس پتھر پر پھیر اکر سر اپنا خم کیا
اوس عورت نے سر انکی کو خوب دھو کر پاک کیا اور شانہ کیا حضرت ابراہیمؑ اس درمیان مین
اوس عورت سے احوال پرسی حضرت اسمعیلؑ کی فرماتے تھے اور وہ شکر گزاری اخلاق اور
اوضاع اونکی کی کرتے تھے یہانتک کے حرف معیشت اور گذران کا درمیان آیا اوس زن نے
بہت شکر حق تعالی کا کیا اور کہا کہ الحمد للہ ہم کمال رفاہیت اور فراخی معیشت مین گذران
کرتے ہین ہمکو حق تعالی نے محتاج کسی مخلوق کا نہین کیا ہے حضرت اسمعیل علیہ السلام شکار صحرا سے
گوشت لاتے ہین اور آب زمزم نزدیک ہمارے موجود ہے اوس گوشت اور اس پانی سے معیشت
ہماری بخوبی گذرتی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حق مین اوسکے دعاے خیر فرمائے کہ
حق تعالی تمہارے گوشت اور پانی مین برکت عطا فرمائے حدیث شریف مین ہے کہ خاصیت
اونکی دعا کی یہہ ہوئی کہ جو شخص مکہ معظمہ مین گوشت اور پانی پر اکتفا کرے اوسکو حاجت طرف
حبوب اور غلون کے نہی اور قوت اوسکی برقرار رہتی ہے اور شہرون مین یہہ خاصیت نہین ہے
القصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر بسبب خوف شب باشی کی توقف زائد نفرما کر قصد مراجعت
کا کیا اور عورت کو کہا کہ جو شوہر تیرا آوے اوسکو میری طرف سے سلام پہونچا اور کہو کہ یہہ سردل دروازہ
تیری کی بہت خوب واقع ہوئی اسکو غنیمت جان اور بخوبی نگاہ رکھہ حضرت اسمعیلؑ کہ وقت شام
کی آتے تھے پھر انکو انوار اور برکتین معلوم ہوئین اپنی عورت سے دریافت کیا کہ آج کوئی مہمان
آیا تھا ان کی عورت نے کہا کہ البتہ ایک پیر مرد ایسا اور ایسا آیا تھا مین نے

موضح القرآن

[illegible]

اوسکا سر دہویا اور تواضع اوسکی کی لیکن وہ گہوڑے کی پیٹھ سے نیچے نہ اوترے اور کہا کہ مجکو حکم اوترنے کا
نہین اور احوال ہمارے اور معیشت ہماری سے بہت دریافت کیا اور واسطے ہمارے دعاے خیر کرکے
تشریف لیگئے حضرت اسمعیل علیہ السلام نے کہا اور کیا فرما گئے عورت نے کہا کہ یہہ فرمایا کہ شوہر اپنے
کو سلام میرا پہونچا کر کہو کہ سردل دروازہ اپنے کو غنیمت جانکر بخوبی نگاہ رکھ حضرت اسمعیل ع نے کہا
کہ وہ پیر مرد میرے باپ حضرت ابراہیم ع تھے اور تیرے حق مین سفارش کر گئے میرے گھر کو دروازہ
کی سردل تو ہی ہے لائق ہے کہ تجکو ساتھ نیک سلوک کی نگاہ رکھون مین جو اس ماجرے پر ایک مدت
گذری پہر حضرت ابراہیم کو اشتیاق دیکہنے حضرت اسمعیل ع کا غالب ہو حضرت سارہ ع کو کہا کہ
مین دوبار واسطے دیکہنے اسمعیل ع کے گیا اور اون کو نہ دیکھا اگر اجازت دو تو تم اوسکو دیکہون مین
اور چند روز اوسکے پاس رہون مین کہ تسلی خاطر میری ہو حضرت سارہ
نے بخوشی اجازت دی اور حضرت ابراہیم روانہ ہوکر پہونچے اور دیکہا کہ حضرت اسمعیل ع نیچے ایک درخت
کے کہ متصل زمزم کے تھا بیٹھے ہوئے تیرون کو درست کرتے تھے بمجرد دیکھنے کے حضرت اسمعیل
نے حضرت ابراہیم کو پہچانا بے اختیار اوٹھے اور باہم معانقہ فرمایا اور جو کچھ لائق اور سعادت مندی
فرزند کو اپنے عالیمقدار اور بزرگوار باپ کے ساتھ کرنا چاہیئے کیا معمر بن راشد یمنی اس قصے کے ذکر مین
کہتے تھے سمعت رجلا یذکر انہما بکیا حین التقیا حتی اجابہما الطیر یعنی ان دونون نے جو باہم
ملاقات کی اسقدر روئے اور آواز انکی بلند ہوئی کہ پرند جانورون نے موافق ہوا کے گریہ اور فغان
شروع کیا اور بعد ملاقات کے حضرت ابراہیم نے ساتھ اسمعیل ع کے فرمایا کہ مجکو حقتعالی نے فرمایا ہے کہ
اس مکان مین ایک گھر خدا کے واسطے بناؤن اور یہہ کام اپنے ہاتھ سے کرونگا مین تو بھی جو مدد
میری کرے تو بہتر ہو کہ کار کرنا تیرا گویا کار کرنا میرا ہے حضرت اسمعیل ع نے کہا کہ کہان
حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اس تودہ بزرگ بلند پہ حضرت اسماعیل ع نے کہا کہ حکم تمہارا
اور حکم خدا کا دونو اوپر سر اور آنکھہ میرے کے البتہ اعانت تمہاری بیچ اس کام کے
کرونگا مین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلے ذیقعدہ کو خانہ کعبہ کی بنا شروع
فرمائی اور پچیسوین ماہ مذکور کو وہ بنا تمام ہوئی اس درمیان مین حضرت اسماعیل علیہ السلام
پتہر انکو پہاڑون سے اوٹھا کر لاتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بنا فرماتے تھے حاکم نے

بطریق صحیح اور بیہقی نے دلائل النبوۃ مین حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہی
کہ ایک شخص نے اونسے دریافت کیا کہ خبر دو تم مجکو خانہ کعبہ سے کہ یہ اوّل خانہ ہی کہ زمین مین بنا ہوا فرمایا
ایسا نہین پہلی بنا اوس خانہ سے گھر بہت آدمیون کے تہے اور آدمی اوسمین واسطے سکونت اپنی کے
بناتے تھے لیکن یہ خانہ اوّل اوس خانہ کا ہی کہ واسطے عبادت خدا کے زمین مین مقرر کیا گیا اور برکت
اور نور اوسپر القا ہوا پہر قصہ بناے کعبہ کو شروع فرمایا ارشاد کیا کہ جب حضرت ابراہیمؑ کو حضور
خداوندی سے حکم ہوا کہ اس خانہ کو بنا کرو تم تو اوسکا معین مکان نجانتے تہے اور متردد تہے کہ مبادا
مجہہ سے اس بنا مین زیادتی یا کمی واقع ہو حق تعالیٰ نے سکینہ کو بصورت باد پیچیدہ اور کرہ خورد کے بہیجا
اور اوس قطعہ ہوا کی دو سر تہے اوس ہوا نے مانند ابر کے زمین خانہ کعبہ پر سایہ ڈالا اور مثل سپر کی
ہوا مین معلق کہڑا ہوا بعد اوسکے حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوا کہ بقدر سایہ سکینہ کی زمین کعبہ کو مقرر کرین
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے موافق اوسکے بنا فرمایا اور بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مدت
دراز تک وہ بنا قائم تہی یہانتک کہ بسبب سیلون کے منہدم ہوئی اور عمالقہ نے اوسکو اوپر طریقہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بنا کیا پہر منہدم ہوا فرقہ جرہم نے بنا کیا پہر منہدم ہوا قریش نے بنا کیا
اور جس وقت کہ قریش بنا کرتے تھے جو نوبت کہ نصب حجر اسود کے پہونچی باہم مناقشہ اور
منازعت شروع کی قریش کے فرقون مین سے ہر ایک فرقہ چاہتا تہا کہ اس پتہر کو ہم اپنے ہاتہہ سے
رکہین لہذا اس جہگڑے کے قطع و فصل کے واسطے یون مقرر ہوا کہ جو شخص اوّل مسجد مین آوے
اوسکو حکم کرین کہ موافق حکم اوسکے کی عمل مین لاوین ناگاہ سب سے پہلی جو شخص آیا آنحضرتؐ تہی کہ راہ دراز
بنی شیبہ سے آئے اور موافق قرارداد اپنے کے انکو حکم کیا انہون نے فرمایا کہ ایک چادر لاؤ تم اوس چادر کو بچہا کر
حجر اسود کو اپنے ہاتہہ سے اوس چادر مین چہوڑا بعد اوسکے ہر فرقہ کے سردارون کو قریش کے
فرقون مین سے فرمایا کہ ایک ایک کونہ چادر کا پکڑ کر اوٹہاوین جو وہ چادر محاذی موضع حجر اسود
کے پہونچی آنحضرتؐ نے اوس حجر کو اپنے ہاتہہ سے اوٹہا کر بیچ اوس موضع کے رکہا اور ساتہہ
اور پتہر کے وصل کیا اور ازرقی نے ابن اسحاق سے روایت کی کہ بنی ابراہیمؑ البیت
وجعل طوله فی السماء تسع اذرع وعرضه فی الارض اثنین و ثلاثین ذراعا
من الرکن الاسود الی الرکن الشامی الذی عند الحجر من وجهه وجعل

عرض ما بین الرکن الشامی الی الرکن الغربی الذی فیه الحجر اثنین وعشرین ذراعا وجعل
طول ظهرها من الرکن الغربی الی الرکن الیمانی ثلثین ذراعا وجعل عرض ما بین الرکن
الیمانی الی الرکن الاسود عشرین ذراعا قال فلذلک سمیت الکعبة لانها علی خلقة الکعب
قال وکذلک بنیان اساس آدم وجعل بابها بالارض غیر مبوب حتی کان تبع بن
سعد الحمیری وهو الذی جعل لها بابا وجعل لها غلقا فارسیا وکساها کسوة تامة
ونحر عندها وجعل ابراهیم الحجر الی جنب البیت عریشا من اراک تقتحمه العنز فکان
زربا لغنم اسمعیل وحفر ابراهیم جبا فی بطن البیت علی یمین من دخل یکون
خزانة للبیت یلقی فیه ما یهدی للکعبة وکان استودع الرکن ابا قبیس حین
غرق الله الارض زمن نوح ع فقال اذا رأیت خلیلی یبنی بیتی فاخرجه فجاء به
جبرئیل فوضعه مکانه وبنا علیه ابراهیم وحینئذ یتلألأ نورا من بیاضه
وکان نوره یضیء الی منتهی انصاب الحرم من کل ناحیة صحیح بخاری اور دوسرے
صحاح معتبرہ مین مروی ہے کہ آنحضرت ایک روز حضرت عائشہ رض کو متصل خانہ کعبہ کے لے گئے
اور فرمایا کہ دیکھہ تیری قوم نے کہ قریش تھے کعبہ کے بنانیکے وقت اوسکو قاعدون ابراہیم سے
اختصار کیا اونہون نے عرض کی یا رسول اللہ آپ اوسکو تمام کرو فرمایا کہ ابھی تیری قوم تازہ اسلام
مین آئی ہے جو مین کعبہ کو ہدم کرون اور اوپر قاعدون ابراہیم کے تمام کرون مین طعن کرین گے
اور کہین گے کہ اس شخص نے اپنی طرف سے اور زمین کو کعبہ مین زیادہ کیا جو یہ خوف ہوتا البتہ
اوسکو اوپر قاعدون ابراہیم کے تمام کرتا مین اور دروازہ اوسکا زمین پر چسپان کرتا اور اس خزانہ
کو دو درہ کرتا مین ایک دروازہ مشرق کیطرف اور ایک دروازہ مغرب کیطرف چھوڑتا مین یہان
جاننا چاہیئے کہ خانہ کعبہ کے چار گوشہ ہین دو گوشہ کو یمانی کہتے ہین کہ ایک اون مین گوشہ
حجر اسود ہے کہ جانب شرق کے واقع ہے اور ایک اون مین سے ملقب بگوشہ یمانی ہے کہ جانب غرب کے
واقع ہے اور دو رکن کو رکن شامی کہتے ہین ایک اون سے کہ جانب شرق کے ہے ملقب برکن عراقی ہے
اور دوم کہ بجانب غرب ہے معروف ساتھ رکن غربی کے ہے پس قریشن نے بیچ وقت بناے کعبہ کے
ہر دو رکن شامی کو قاعدون حضرت ابراہیم سے ہٹاکر قدرے زمین کعبہ کا باہر چھوڑ دیا اور اوس

زمین کو داخل حجر کیا اور ایک دیوار گوشۂ حجر اسود سے رکن عراقی تک ہے یہی آثار اوس کے کو قدر آثار
حضرت ابراہیمؑ سے کوتاہ کیا اس جہت سے اس جانب مین بھی قدری بنیا حضرت ابراہیمؑ بانند چبوترہ دوکان
زمین سے بلند رہی اور اوسکو شاذروان کعبہ کہتے ہین اور جو عبداللہ بن زبیر نے اپنی ولایت مین
خانہ کعبہ کو منہدم کرکے بنا کیا موافق اوسکے کہ آنحضرت نے ذہن اپنے مین قرار دیا تھا اور حضرت عائشہؓ
سے اوس کا اظہار کیا تھا عمل مین لائے لیکن حجاج نے بعد غلبہ اپنے کی پہر اوسی جاہلیت کی صورت کا اعادہ کیا
تواریخ مین مذکور ہے کہ ہارون رشید نے اپنے سلطنت مین حضرت امام مالکؒ سے استفسار کیا تھا
کہ اگر آپ فرماوین تو مین خانہ کعبہ کو پھر بطور ابن زبیر کے کہ موافق خواہش دلی آنحضرت صلعم کے تھا
تیار کرادون اونہون نے فرمایا کہ ہرچند یہ حدیث صحیح ہی اور موافق اوس کے عمل مین لانا اتباع
مرضی آنحضرت صلعم ہے لیکن مصلحت نہین کہ بار بار کعبہ کو منہدم کرین اور اوسکے بنا مین تغیر و تبدیل
کرین کسواسطے کہ اس صورت مین بنا کعبہ کے بازیچہ بادشاہون کا ہوگا ہر بادشاہ بطور خود بنانے
اوسکے کو رسوم بادشاہت سے جانکر اوسپر پیشقدمی کریگا اور مفسدہ عظیم پیدا ہوگا اور جس جاکہ
مصلحت ساتھ مفسدہ کے تقابل پیدا کرے رعایت دفع مفسدہ کو مقدم کرنا چاہیئے اور مصلحت
سے دست بردار ہونا لازم ہے فائدہ دوم وہ کہ تفسیر مین قواعد کے ہمکو سخت حیرانی پیش آئی ہی اکثر
مفسرین نے قاعدہ کو ساتھ اساس اور بنیاد کے تفسیر کیا ہے اس صورت مین رفع قواعد معقول نہین ہوتا
کسواسطے کہ بنا کنندہ اساس کا اور بنیاد کو محل اپنے سے بلند نہین کرتا ہے بلکہ دیوارون کو اوسپر چنتا ہے
مگر وہ کہ مخالفت روایات کو ارتکاب کیا جاوے اور کہا جاوے کہ حضرت ابراہیمؑ نے تہ زمین سے
نیچے بنیاد اس خانہ کو اوٹھا کر روی زمین تک بلند کیا ہے یا کہا جاوے کہ بنیاد بلند کرنے کے
مجازی معنے یہ ہین کہ اوسپر دیوارین بنائی جاوین اور بعضی مفسرین نے کہا ہے کہ مراد
قواعد سے سطرین سنگ و خشت کی ہین کہ ہر سطر تحتانی مانند بنیاد سطر فوقانی کے ہے
اور اسی واسطے لغت عرب مین اون سطرون کو ساقات البنا کہتے ہین اور لغت ہندی مین اوسکو
ردّہ بولتے ہین ہرچند ان سطرون کو رفع حقیقی مکانات اپنے سے متصور نہین لیکن نسبت
ساتھ بنیاد کے تمام کو رفع حقیقی واقع ہے اور اصح وہ ہے کہ مراد قواعد سے دیوارین ہین کسواسطے
کہ لفظ قاعدہ کا لغت عرب مین بیشتر بمعنے ستون کے مستعمل ہے اور دیوارین بمنزلہ ستون سقف کے

ہوتی ہیں علی الخصوص جو درمیان اُن دیواروں کی کوئی دروازہ کھولیں اسی صورت میں کمال مشابہت ساتھ ستونوں کی پیدا کرتی ہے **فائدہ سیوم** وہ کہ ظاہر عبارت ایسی تھی کہ فرماتے واذ یرفع ابراھیم قواعد البیت اس عبارت میں کہ القواعد من البیت ہے کیا لطف بلاغت کا ہے **جواب** اُسکا یہ ہے کہ اگر لفظ من کا واسطے بیان کی ہے پس مدلول اس عبارت کا نہیں بعد ابہام ہوا کسواسطے کہ حاصل معنی اس کلام کے وہ ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام بلند کرتے تھے دیواروں کو اور وہ دیواریں خانہ کعبہ کی تھیں پس اس سے تعظیم اُستان خانہ کعبہ کی مستفاد ہوئی کہ عبارت قواعد البیت سے مستفاد نہیں ہوتی تھی اور جو لفظ من واسطے تبعیض کی ہے پس لانا اس عبارت کا اس بات کی آگاہی کے واسطے ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام نے تمام خانہ کو بنیاد اُسکی سے نہیں بنایا بلکہ اجزا اور ابعاض اُسکے سے فقط دیواروں کو بلند کیا اور بنیاد اُسکی سابق سے موجود تھی اور ساتھ اسی اعتبار کے پہلے اس سے بنا اُس بیت کی بھی معین ہوئی تھی چنانچہ موافق روایات کی گذرا اور عبارت سے قواعد البیت کی یہہ فائدہ ظاہر نہیں ہوتا ہے **فائدہ چہارم** وہ کہ ذکر حضرت اسمعیل علیہ السلام کا بعد اتمام کلام کے کسواسطے لائے اور درمیان کلام کے کسواسطے درج نہیں فرمایا تو عبارت ایسی ہوتی کہ واذ یرفع ابراھیم واسمعیل القواعد من البیت جواب اُسکا وہ کہ شرکت حضرت اسمعیل علیہ السلام کی بنا ے اس خانہ میں برابری کی نہ تھی بلکہ شرکت تابع کے ساتھ متبوع کی اور خادم کی ساتھ مخدوم کے تھی دو وجہ سے اول وہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بالاصالت مامور ہوئی تھی واسطے بناے خانہ کعبہ کے بخلاف حضرت اسمعیل علیہ السلام کی حضرت اسمعیل علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مامور فرمایا تھا اور خود آمر تھی دوم وہ کہ مباشرت رفع کے حضرت ابراہیم سے واقع ہوئی نہ حضرت اسمعیل سے کسواسطے کہ حضرت اسمعیل ع بمنزلہ مزدوروں کے پتھر ڈہو ڈہو کر

لاتے تھے اور بنا کو عرف میں ساتھ آمر کے نسبت کیا کرتے ہیں یا ساتھ مباشر بنا کی مثلاً کہتے ہیں کہ اس قلعہ کو فلانی بادشاہ نے بنا کیا ہے یا اس دیوار کو فلانے معمار اور گل کار نے بنایا ہے اور نسبت بنا کی طرف مزدور کی رائج نہین واسطے اظہار اس تفاوت کے حضرت اسمعیل ؑ کو درمیان کلام کے ہمراہ ذکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درج نہ فرمایا تو شرکت مساوات کی سمجھی نہ جاوے البتہ دعا مین دونو شرکت مساوات کی رکھتی تھی کس واسطے کہ دونو برابر آرزومند قبول سعی اور محنت اپنی کی تھی اور واسطے اولاد اپنی کے خواہان عنایات ربانی کی تھی اور اسیواسطے حکایات دعامین صیغہ متکلم مع الغیر کا اظہار تفاوت تابعیت اور متبوعیت کی ارشاد فرمایا ہے فائدہ پنجم وہ کہ دعا قبول عمل سے کہ ان دونو بزرگون سے واقع ہوئین معلوم ہوتا ہے کہ مرتب ثواب اور تعلق رضا اس فعل پر کہ مقرون ساتھ اخلاص اور دوسری شرطون قبول کی ہو واجب اور لازم نہین والا طلب قبول میں باوصف جاننے اخلاص نیت اپنی کے کچھ حاصل نہ تھا اور یہ ہے مذہب اہل سنت اور جماعت کا اور معتزلہ کہ قبول کو اس صورت مین ذمہ باری تعالے کے واجب جانتے ہین تو جیہ اس دعا اور طلب کے ساتھ اس وضع کی کرتے ہیں کہ غرض ان ہر دو بزرگونکی طلب کرنے قبول اس عمل سے وہ ہے کہ اسکو جملہ افعال مقرونہ باخلاص اور مستجمع شرائط قبول کی کرے بلکہ طلب کرنا قبول کا کنایت طلب تصحیح عمل کی ہے ساتھ اس وجہ کے کہ مثمر قبول اور منتج ثواب کا ہو لیکن عاقل پر پوشیدہ نہین کہ اصل پر معتزلہ کے کہ افعال عباد کو مخلوق عباد اور وابستہ اختیار انکی کا جانتے ہین تصحیح عمل اور اسکو شایان قبول کی کرنا کار انکا انکے ہات مین تھا اس کو جناب الہی سے درخواست کرنا کچھ حاصل نہین رکھتا اور بر ہر تقدیر کے ان دونو بزرگون نے جو ساتھ فراست صادقہ نبوت کے جانا کہ جسوقت ہم کو حقتعالے نے واسطے بنائے خانہ اپنے کے حکم فرمایا ہے البتہ اس تقریب کے رنگ دوسرا عالم مین ظہور کریگا اور وضع تازہ واسطے عبادت کے کہ تشبیہ ساتھ صورت

موضح القرآن
ابنداء قصہ بنی اسرائیل
سے وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً
اور یاد کرو اسوقت
کو کہ جب بنی اسرائیل
مین ایک شخص عامیل
نام مارا گیا تھا اور قاتل
اسکا معلوم نہوتا تھا
...
بنی اسرائیل چاہتے
سے کہ قاتل معلوم ہو تب
کہا موسیٰ علیہ السلام
نے اپنی قوم کو کہ مقرر خدا
تعالیٰ فرماتا ہے تم کو وہ کہ
ذبح کرو گائے کو اور ایک
ٹکڑا اس گائے کا اس مردہ
پر مارو تو وہ جی اٹھی
اور کہے اپنا قاتل

پرستی اور عشق مجازی کی ہو قرار پاوے گی اور ساتھ اس وسیلہ کے معنے باطنی لباس
صورت ظاہری کا پہنے گا اور آدمی مانند ملائکہ کے حکم معاینہ اور مشاہدہ کے پکڑینگے
اور اکثر احکام اس وضع جدید معقول المعنی حضور خداوندی سے پہونچین گے اور اسرار
اور حکمتین اُس احکام کے ظاہر نظر عقل بشری مین جلوہ گر ہو گی مبادا اُن اسرار اور
حکمتوں پر عدم اطلاع کی وجہہ سے اسرار اور حکم کے یا بسبب مشابہت افعال
صورت پرستوں کی فرمانبرداری مین اُن احکام کی ہم سے یا اولاد ہماری سے
تہاون کسی طرح کا یا توقف پیدا ہو دعا دوسری جناب الٰہی مین عرض کی
اور کہا رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ یعنے اے پروردگار ہمارے
کردے ہم دونو کو منقاد احکام اپنے کا بلکہ ساتھ جس رنگ اور ساتھ جس وضع
کے وہ احکام آوین ہم اُنکو قبول کرین اور طلب اسرار اُنکا نہ کرین اور بہی
حج مین اس خانہ کی عبادت اور بندگی تیری کا قصد کرین ہم نہ عبادت اُس خانہ کا
اور بہی کر مِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ یعنے اور اولاد ہم دونو کے سے ایک جماعت
منقاد احکام تیرے کے تاکہ ادا کرے مناسک حج مین کہ بیشتر اُنکا متضمن آبروریزی
اپنی کا اور اختیار وضع مجنونانہ اور بیبا نہ ہے اور منافی وقار اور حشمت کے اور اور
حفظ وضع اور خودداری کے ہے مثل برہنہ سر اور برہنہ بدن ہونا اور ترک خوشبو
کرنا اور نعرہ تلبیہ کو اوپر ہر مکان بلند کے تند اور تیز کہنا اور اپنے تئیں والہ اور شیدا
کرنا اور چند پتہروں اور لکڑیوں کے گرداگرد پہرنا اور ایک پتہر کو بوسہ دینا اور بلا
سبب ظاہری کے کبہی دوڑنا اور کبہی آہستہ چلنا اور کبہی کہڑا ہونا اور بے مشاہدہ
کسی حریف کے محض اوپر خیال دشمن مستور کے نظر سے پتہر مارنے اور جاندار کو
بلا تقصیر بے جان کرنا تہاون اور تکاسل نہ کرین اور پابند وقار اور حشمت کے
نہون اور زبان حال اُنکے مترنم ساتھ اس مقال کے ہو۔

گر طمع خواہد زمن سلطان دین — خاک بر فرق قناعت بعد ازین

اور انقیاد اور اطاعت احکام اُس عبادت کے کہ متعلق ساتھ اس خانہ کے ہین بدون

اور جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ... قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ... قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ کہا پناہ مانگتا ہون خدا سے ... قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ

معرفت احکام کی ممکن نہیں پس معرفت اُن احکام کی بہی اول ہمکو نصیب کر اور بواسطہ ہماری اولاد ہماری کو عطا فرما وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا یعنے اور دکہلا ہمکو مکان عبادت ہماری کی کہ متعلق ساتہ اس گہر کی ہون اور وقت اُس عبادت اور کیفیات اُس عبادات کی اور وہ اسرار کہ ضمن میں اُسکی مخفی اور مستور ہین گویا ان چیزون کو بعیان بصری ہماری نمودار کرتا کہ مطابق اُس کے عمل کرین ہم اور اولاد اپنی کو بہی ساتہ اُس کے امر کرین ہم یہ تفسیر مین ابن جریر اور دیگر کتب محدثین مین بطریق متعدد حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا جناب آلہی مین عرض کی حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ صورت حج کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دکہلاؤ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کرایا اور احرام سے لیکر سر منڈوانے تک جو کچھ ارکان حج اور سنن اور آداب اس کے بجا لانے ضرور ہین ان کو نشان دیا اول احرام بعد اُس کے طواف قدوم بعد اُس کے دوڑنا درمیان صفا اور مروہ کے بعد اُس کے منا مین مقام کرنا آٹہوین ذیحجہ کو بعد اُس کے عرفات مین کہڑا ہونا اور تلبیہ کہنا ذیحجہ کی آٹہوین تاریخ کو بعد اس کے طرف مزدلفہ کے پہرنا اور شب گذارنا اور دسوین تاریخ کی صبح کو وقوف کرنا بعد اُس کے مراجعت طرف منی کے اور ذبح اور نحر قربانی اور سر کے بال مُنڈا کر احرام سے باہر آنا اور بعد اُس کے لباس پہنکر واسطے طواف زیارت کے جانا اور اس درمیان مین حضرت ابراہیمؑ کو شیطان متصل جمرۂ عقبہ کے کہ حد منی مین ہے نمودار ہوا اور سر راہ پکڑا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ طرف اُسکے سات کنکریاں تکبیر کہہ کر پہینکین تاکہ دفع ہو جاوے اور دوسرے اور تیسرے اور چوتہے روز تینون جمری مین شیطان نمودار ہوا حضرت جبرئیل نے اُنکو پہر واسطے پتہر مارنے شیطان کے تینون جگہ مین امر فرمایا اور حضرت اسمعیل علیہ السلام بہی اس حج مین شریک تہے اور اس قصہ کو بیہقی شعب الایمان میں بہی لایا اور سعید بن منصور نے بہی مجاہد سے نقل کی

موضح القرآن ن
ہوتا ہم کہ ہماری پروردگار کو ہمارے واسطے توپہ ن کرے خدا تعالیٰ ہمارے واسطے کہ وہ گائے کیسی ہے پہر فرمایا اِنَّهُ يَقُولُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذٰلِكَ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ بوڑہی نکمی ہے اور نہ بہت نوجوان بیچ بوڑہاپے اور جوانی کے درمیان پہر کرو تم کام جو تمہین فرمایا ہے یعنی اُس گائے کو ذبح کرو سو تب بہی اُنہون ذبح نہ کیا اور ایک اور بات پوچہی فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ

کہ حج ابراھیم و اسمعیل علیہما السلام وھما ماشیان اور جب حضرت ابراہیم
حج سے فارغ ہوئے انکو جناب الٰہی سے حکم ہوا کہ اذان حج کی تمام روئے زمین کو آدمیون
کے واسطے دین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ بار خدایا آواز میری کس کے
کان میں پہنچیگی آدمی اطراف جہان مین منتشر ہین حکم ہوا کہ آواز کرنا ذمہ تمہارے ہے
اور پہنچانا اُس آواز کا ہمپر ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُس پتھر پر کہ معروف
بمقام ابراہیم ہے اور بنانے کعبہ کے بہی اُسی پتھر پر کہڑے ہوکر کے تہی اور وہ پتھر
ایسا بلند ہوا کہ کوہ ابو القبیس اور اور پہاڑون سے بہی بلند ہوا کہڑے ہوکر آواز
بلند تین بار کہا کہ اے آدمیو تمہاری خدا نے زمین مین واسطے اپنے ایک خانہ
بنایا ہے اور تم کو فرماتا ہے کہ واسطے حج خانہ اُسکے کے آؤ تم خواہ سوار ہو خواہ
پیادہ حق تعالی نے اُس آواز کو کان مین تمام جہان کے لوگوں کے کہ موجود تہے
پہنچایا اور کان مین اُن ارواحون کے کہ شکم مادرون اور پشت پدرون مین تہین
بہی پہنچائی کسی نے ایک بار لبیک کہی اور کسینے دو بار اور کسینے زیادہ اور کسینے
اجابت نہ کی جسنے اجابت نہ کی اُسکو حج خانہ کا میسر نہین ہوتا اور جسنے ایک بار کہا
ایک بار حج کرتا ہے اور اسی قیاس پر سمجہنا چاہیئے ایسے ہی روایت کیا اُسکو سعید بن
منصور نے اپنی سنن مین اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر مین اور ازرقی نے اپنی
تاریخ مین مجاہد سے اور جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام نے اندیشہ
کیا کہ مناسک اس خانہ کے احرام سے سر منڈانے تک مشتمل افعالوں کثیرہ شاقہ طویلۃ الذیل
پر ہونگی اور درمیان اشتغال کے ساتھ اُن افعال کی لابد کوئی سہو اور کوئی تقصیر
ہوگی دعا دوسرے عرض کی اور کہا وَتُبْ عَلَيْنَا یعنے اور توبہ فرما ہمارے اوپر جو
مناسک میں اس خانہ کے ہیں اور اولاد ہماری سے کوئی تقصیر واقع ہو اور
اُس تقصیر کے کفارہ سے بہی ہمکو آگاہ کر کہ تدارک اُسکا کرین ہم مثلاً احرام کی حالت مین
ہم کپڑے پہنین یا ناخن تراشین یا خوشبو کو استعمال کرین یا سر کے بال تراشین
یا شکار کرین کیا کرنا چاہیئے اور جو دوڑنا صفا اور مروہ کا فراموش کرین

اسم یا طواف خانہ کا بے طہارت کرین کیا کرنا چاہیئے تاکہ اس گناہ کے بوجہ سے سبک اور خلاص ہون اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ یعنے بہ تحقیق تو ہی ہے کہ بار بار توبہ قبول فرماتا ہے اور مہربانی کرتا ہے بندوں گنہ گار اپنی پر اور اس دعا اپنی سے طریق تدارک خطا مناسک میں جنایات احرام وغیرہ سے واسطے مسلمانوں اور اولاد اُنکی کے مشروع ہوا چنانچہ کتب فقہ میں مشروع ہے اور اس سورۃ مین بہی تہوڑا سا حال اُنکا مذکور ہوگا سیپارہ دوسرے مین انشاء اللہ تعالے باقی رہی یہاں چند بحث کہ مفسرین تعرض اُسکا کرتے ہیں اگرچہ اُن بحثوں کا عین تفسیر مین گذرا اول وہ کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل نے اس دعا مین جناب الٰہی سے چاہا ہے کہ ہم دونو کو مسلمان کر حالانکہ مسلمانی ان دونو کی بالیقین ثابت تہی پس تحصیل حاصل کی لازم آئی جواب اُسکا وہ کہ مراد اسلام سے دین مسلمانی اور اعتقاد اُسکا ہے پس غرض انکی اس دعا سے ثبات اور استقرار اُس دین اور اعتقاد کا ہے واسطے اپنی اور اکثر اوقات عرف میں دوام شئے کو ساتہ لفظ اُس شئے کے طلب کرتے ہیں اور اگر مراد اسلام سے انقیاد تمام واسطے تکالیف الٰہی کے اور اذعان کلی اور خضوع ساتہ جمیع جوارح اور قوی کے اور راضی رہنا ساتہ قسمت اُس تعالی کے ہے پس طلب ان چیزوں کا البتہ بہ نسبت ہر شخص کے مفید ہے خواہ نبی ہو خواہ غیر نبی کسو واسطے کہ یہ چیزیں خارج ضبط سے ہین اور بدون اعانت دائمی الٰہی اور توفیق شامل اُسکے کے میسر نہین ہوتی بخلاف اعتقاد دین کے کہ چیز مضبوط اور محدود ہے اور توفیق الٰہی یکبار حصول اُسکے مین کفایت کرتی ہے بحث دوم وہ کہ لفظ من کا من ذریتنا میں واسطے تبعیض کے ہے پس حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام نے بعض ذریت اپنی کو کسو واسطے چاہا حالانکہ دعاء خیر میں عموم اور شمول منظور رکہنا چاہیئے اور نہ خاص کرنا لہذا آنحضرت ؐ نے اُس اعرابی کو کہ خاص واسطے اپنی اور واسطے آنحضرت ؐ کے رحمت الٰہی کے درخواست کرتا تہا اور کہتا تہا اللهم ارحمنی ومحمدا ولا ترحم معنا احدا یعنے بار خدایا رحم کر مجکو اور محمد کو اور نہ رحم کر تو ساتہ ہمارے اور کسی کو فرمایا تہا لقد حجرت واسعا

موضح القرآن: ان شاء اللہ کہتے ہیں کہانی امر ایل رض حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیہر پکارا واسطے پروردگار اپنے کو زمین ان کو اور پھر کہے ہمارے واسطے جو وہ گائے کس طرح کے کام مین ہے جو مقرر اُس گائے میں شبہ پڑا ہم کو جو ایسی گائیں کہ جو نہ بہت بوڑہی اور نہ بہت جوان ہو اور رنگ زرد و بہوبہت ہین اور مقرر خدا چاہے تعالی نے چاہا تو ہم راہ پانے والے ہونگے اُس گائے کی طرف تب پہیرے

یعنے بند کیا تو نے شئ فراخ کو بیچ آداب امامت کے حدیث مین وارد ہے لا یخص
نفسہ بالدعاء جواب اُسکا وہ کہ اُنھوں نے ایکبار دعاء امامت میں حق تعالے سے
سنا تہا کہ بعضے ذریت میری سے ظالم اور فاسق ہوتےنگے اور بار دوسرے دعاء
رزق مین سنا تہا کہ بعض اُنسے کافر ہونگی پس نزدیک انکے بالیقین ثابت ہوا تہا
کہ ارادہ الہی ساتہ کافر ہونے بعض اولاد میری کے متعلق ہوا ہے اور دعا کرنیوالے
کو چاہیئے کہ ارادہ الہی کے برخلاف دعا نہ کرے اس جہت سے اس دعا مین تخصیص
فرمائے **بحث سوم** وہ کہ جو دعا امامت کے حق میں بعض اولاد انکے کے مقبول ہوئے
تہے پہر دعا اسلام کے واسطے اُسکے کیا درکار تہے کہ مرتبہ امامت کا بالاتر مرتبہ اسلام
سے ہے اور موقوف اوپر حصول اسلام کے اور جو امامت اولاد اُنکی کو حاصل
ہوئی اسلام بالاولی حاصل ہوگا جواب اُسکا وہ کہ مقصود انکا اس دعا سے وہ ہی
کہ جماعت کثیر کہ اُسکو اُمت کہہ سکین مدت دراز تک مسلمانی پر قائم ہوں اور اجابت
دعاء امامت کی اگر دلالت کرتی ہے اوپر اسیقدر کے دلالت کرتی ہے کہ بعض
اولاد انکے اگرچہ یک دو کس ہوں منصب امامت کا پاوینگی گو تابع اُنکے ایک دو
شخص اجنبی ہوں نہ اولاد اُنکی سے پس دعا امامت کے اس دعا سے کفایت نہین
رکہتے تہے **بحث چہارم** وہ کہ امتہ مسلمۃ کا مصداق ان دونو بزرگوار کی اولاد میں سے
کون سی جماعت گذری ہے بعضے مفسرین نے کہا ہے کہ فرزندان حضرت اسمعیل
علیہ السلام اور نسل اُنکی ہے کہ مدت دراز تک اوپر توحید اور اسلام کے قایم رہی
ہین اور بعضوں نے کہا ہے کہ بعض بعض اُنسے ہر وقت میں آدمی ایماندار گذرے
ہیں مثل زید بن عمرو بن نفیل و عبد المطلب جد آنحضرت ع لیکن صحیح وہ ہے کہ مصداق
امت مسلمہ کا اصحاب آنحضرت ع کے ہیں قریش وغیر اُنکی اور اولاد اُنکی کس واسطے
کہ دعا آیندہ میں واقع ہے کہ وابعث فیہم رسولا منہم یتلوا علیہم آیاتک اور یہہ صفت
اوپر فرزندان حضرت اسمعیل ع م اور نسل قریب اُنکی کی اور ایسے ہی زید بن عمرو بن
نفیل اور قیس بن ساعدہ اور امثال اُنکی کی صادق نہین آتی بلکہ ان الفاظ

سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اُس رسول نے کتاب منزل کو اوپر اُنکے پڑھا ہے اور اُنکو
تعلیم کتاب اور حکمت فرمادے اور باطن انکی کو غفلت اور حجاب سے پاک کرے اور یہہ
صفات سوا اصحاب پیغمبر ہماری صلعم کہ اولاد حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل ؑ کے ہین
مستحق نہین ہیں اور نہونگی اور واسطے اسیکے آخر سورہ حج مین خطاب سانہ اصحاب کے
فرماکر ارشاد کیا ہے ملة ابیکم ابراهیم هو سمٰکم المسلمین من قبل پس دعا
حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل ؑ کے نص صریح ہے بیچ اُسکے کہ پیغمبر آخر الزمان اُنمیں
کی طرف سے مبعوث ہین اور امت اُسکی امت مسلمہ مقبولہ اور ایسے نص کے سانہ الزام
یہود اور نصاری کو ہوسکتا ہے اور تنصیص بالصفات قوی تر تنصیص بالاسما اور
القاب سے ہے نزدیک محققین کے البتہ اسقدر شبہہ واہے کہ سیاق اُس صفات
کا سانہ ایسے وجہ کے واقع ہو کہ کلی منحصر فرد واحد مین ہو تو احتمال شرکت کا نرہے
اور اسیواسطے اہل تحقیق اُسپر ہیں کہ خلافت خلفاء اربعہ مانند ان نصوص کے
منصوص ہے جب کہ تفصیل اسکے آیت استخلاف مین کہ اندر سورہ نور کے ہے
اور آیت قتال مرتدین مین کہ اندر سورہ مائدہ کے ہے اور آیت محلقین مین غزوہ
حدیبیہ سے کہ اندر سورہ فتح کے ہے مذکور ہے بحث پنجم وہ کہ انبیا کی توبہ کیا معنے باوجودیکہ
گناہ سے معصوم ہیں اور توبہ بے گناہ کے متصور نہین ہے جواب وہ کہ بحکم حسنات
الابرار سیات المقربین بہت چیزیں کہ حق میں انبیا کے حکم گناہ کا رکہتے ہین اور در
حقیقت میں گناہ نہیں اور یہہ مقتضاے علو منصب انکے کا ہے جیساکہ مضمون اس
بیت کا ہے ۔ نزدیکاں را بیش بود حیرانی ٭ ہم بیشتر عنایت وہم بیشتر عنا ٭ اور واسطے
اسیکے حدیث شریف میں آیا ہے کہ یا ایها الناس توبوا الی الله فانی اتوب الیه فی
الیوم مائة مرة کہ اے آدمیو توبہ کرو تم طرف اللہ کے پس تحقیق مین بہی توبہ
کرتا ہون طرف اُسکے ایک دن مین سو مرتبہ اور بعضے اہل فقہ نے جواب دیا ہے
کہ جب حضرت ابراہیم نے دعاے اسلام مین ذریت اپنی کو سانہ اپنی ضم کیا طلب توبہ کو
بہی سانہ متکلم مع الغیر کے لائے واسطے اشارہ کے طرف ذریت اپنی کے اگرچہ گناہ سے معصوم

ہوں جیسا کہ اگر جماعت میں اکثر آدمی ایسے فعل کی جو محتاج توبہ ہون مرتکب ہوں تو اُسوقت حقیقۃً تمام جماعت کے لیئے توبہ کی درخواست صحیح ہے اور جسوقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اندیشہ کیا کہ قیام اسلام اُمت کثیرہ کا کہ رائیں مختلف اور عقول متفاوت رکھتی ہیں اتفاق تمام کا التزام یک وتیرہ اور سلوک یک طریقہ پر بدون کسی جامع اور کسی قاصر کے محالات عادت سے ہے واسطے حصول اُس اتفاق اور بقائے اُس اتفاق کی مدت دراز تک دعا دوسری جناب الٰہی میں عرض کی اور کہا رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا یعنے اے پروردگار ہمارے اور برپا کر درمیان اُس اُمت کے کوئی پیغمبر لیکن وہ پیغمبر بھی خارج اولاد ہماری سے نہو بلکہ مِنْهُمْ یعنے اُس اُمت سے ہو تاکہ رسول اور اُمت مقبولہ اُسکی ہر دو تو ذریت ہماری میں شمار ہوں اور شرف عظیم اور مرتبہ فخیم ہمکو حاصل ہو کیونکہ اگر اُمت اولاد ہماری سے ہو اور محتاج طرف کسی ایسے رسول کے ہوں کہ اولاد ہماری سے نہین ہے پس ہمکو کیا شرف اور مرتبہ باقی رہا اور بھی جو وہ رسول اُسی اُمت سے ہو مولد اور منشار اور نسب اور حسب اور اخلاق اور اوضاع اور صدق اور دیانت اور عہد اور امانت اُسکی سے خوب واقف ہونگے اقتدا اور اتباع مین اُسکے سرگرم رہین اور متابعت اُسکی سے عار نہ کرین کہ ریاست ایک کے کہ اپنے فرقہ سے ہو سرکش آدمیوں کو چندان دشوار نہین ہوتی ہے بخلاف ریاست اجنبی کے اور بھی بحکم قرابت اور عمومت اور خئولت اور مصاہرت کے بہت طریق نصرت اور اعانت اُسکی کے بہم پہونچاتے ہیں اور بیچ جاری کرنے شریعت اُسکی کے اور تمشیت امر اُسکے کے نہایت درجہ کی کوشش اور سعی کرتے ہیں اور بھی جو وہ ایسے اُمت سے ہو شفقت اُسکے اپر زیادہ ہو اور تعلیم اور تفہیم مین اُنکے مبالغہ کرے کیونکہ آدمیوں کے نزدیک اجانب کی تربیت سے اپنے اقارب و عشائر کی ترتیب زیادہ مقصود ہوا کرتی ہے اور حرص اور شفقت آدمی کی اوپر قوم اور قبیلہ اپنے کے زیادہ تر ہے حرص اور شفقت اجانب سے بمقتضائے جبلت بشریہ کے لہذا حدیث شریف مین وارد ہے کہ اول من اشفع لہ من امتی اھل بیتی ثم بنو ھاشم ثم الاقرب فالاقرب من القریش

اپنی ساری اُمت سے پہلے اپنی اہلبیت کی شفاعت کرونگا پہر بنو ہاشم کی پہر جو قریب تریں پہر جو اقرب ہیں قریش میں سے اور امیر المومنین عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے تہے خدا کی قسم اگر کنجی بہشت کی میرے ہاتہہ مین دین کسیکو بنی امیہ سے باہر بہشت سے نہ چھوڑون میں اور شک نہین کہ اس قسم کا رسول کہ مجموع اولاد حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل ؑ سے مبعوث ہوا ہو غیر ذات عالی صفات حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نہین ہے اور ہوا ہے کسواسطے کہ بیچ اولاد حضرت اسمعیل ؑ کے اُس زمانہ تک کوئی رسول مبعوث نہوا تہا اور اگر کوئی حق میں زید بن عمرو بن نفیل اور قیس بن ساعدہ کی احتمال نبوت کا رکہے احتمال رسالت کا البتہ نہ رکہے اور اگر بالفرض رسول ہی ہوتے انکے اُمت مسلمہ البتہ نہ تہی اور اگر امت مسلمہ بہی انکی ہوتی یہہ اوصاف خود البتہ ان مین متحقق نہ تہی کہ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ یعنے پڑہتا ہے اُنپر آیات تیری اور پڑہنا آیات آلہی کا بدون نزول کسی کتاب کی اُسپر نہین ہوسکتا پس چاہیئے کہ اُسپر کوئی کتاب بہی نازل ہو ہرچند ساتہہ تلاوت آیتوں اُس کتاب کے الفاظ اُس کتاب کے زبان پر شاگردوں اُسکے کے جاری رہینگے لیکن نعمت تمام نہوگی مگر جو معانی اُس کتاب سے بہی اُنکو مطلع کریں وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ یعنے اور سکہلادے اُنکو معانی کتاب کے کہ مدلول ظاہر عبارت اُسکی ہے اور گویا جاننا اُن معانی کا جاننا نفس کتاب کا ہے کیونکہ وہ معانی بسبب کمال وضوح اور ظہور کے الفاظ سے انفکاک نہین رکہتے اور بمجرد سننے اُن الفاظوں کے ذہن میں آتی ہین بے احتیاج کی طرف تامل اور تعمق نظر کے لیکن جاننا ان معانی اُس کتاب کا اسراروں پر اُس کتاب کے خبردار نہین کرتا تو کہ لذت احکام اُس کتاب کے پاوین اور ساتہہ نشاط تمام کے فرمان برداری اُس کتاب کی سرگرم ہوں پس چاہیئے کہ انکو اوپر اسرار اُس کتاب کے بہی آگاہ کرین وَالْحِكْمَةَ یعنے اور سکہلاتا ہے اُنکو وہ سر اور حکمت کہ درمیان ہر ہر حکم اور ہر ہر لفظ

اُس کتاب کی ودیعت کئے گئے اور مستور ہیں تو علم ظاہر اور علم باطن کو جامع ہوں کیونکہ
علم باطن بغیر علم ظاہر کے بیدینی اور اتحاد کا سبب ہو جاتا ہے اور علم ظاہر بے علم
باطن کی طرف مکر اور حیلہ سازی کی پہنچتا ہے اور جو تعلیم اور تعلم ایک حد منقطعہ پہنچاتا ہے
کسواسطے کہ نہ قوت معلم کی تعلیم میں ہر چیز کے کفایت کرتی ہے اور نہ قوت متعلم
کی بیچ حفظ ہر ہر نکتہ کے وفا کرتی ہے پس چاہیئے کہ واسطے تحصیل بلکہ اخذ علوم
غیب سے انکو بیچ مرتبہ نبوت صناعی کی کہ عبارت ولایت سے ہی پہنچاوے
وَيُزَكِّيهِمْ یعنے اور اُنکے لوح نفوس اور ارواح کو پاک کرے اُس کدورت سے کہ
حجاب معرفت عیانی کا اسمین ہوا ہے اور آئینہ استعدادات انکی کو صاف تمام کرے
تو خود بخود تعلیم و تعلم کے اُسجا سے کہ القاے غیبیہ لوح مدرکہ اُس پیغمبر پر ہوتی تھی
انپر بھی ہو اور ساتھہ اس ترتیب کی کہ نہایت کو پہنچی انکو مانند اپنی کرے انکشاف
حقایق الہیہ مین مگر اسیقدر کہ نبوت اصلی نہ رکھے گویا حضرت ابراہیم۴ اور حضرت اسمعیل
نے جانا کہ یہہ پیغمبر خاتم المرسلین ہوگا اور بعد اُس نئے رسول نہ آویگا پس نا چار
امت میں اُسکی اثر نبوت کا کہ ولایت ہے مدتوں تک باقی رہی تاکہ وہ اُمت بقدر
امکان فیض نبوت سے بے بہرہ نہ رہین ٭ بیت چونکہ گل رفت و گلستان شد خراب ٭ بوی
گل را از کہ جوئیم از گلاب ٭ اور ہم اسد عا کو تجھسے اُس سبب سے چاہتے ہین کہ اِنَّكَ
اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ یعنے تحقیق تو نہایت صاحب عزت اور نہایت صاحب حکمت
کا ہے تو عزت تیری تقاضا نہین کرتے کہ ہر کسیکو بلا واسطہ تعلیم علوم کی فرماوے
تو اور ساتھہ اسکی ہمکلام ہو تو اور آیات اپنی کو اُسپر نازل کرے تو اور حکمت تیری
تقاضا کرتی ہے کہ کسیکو افراد بشر سے خالی معرفت ذات اور صفات اپنی سے اور شناخت
نظام صالح معاش اور معاد سے محروم نہ چھوڑے تو پس اجتماع ان دونو مقتضا کا شاید
اسی صورت کے میسر ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی کو درمیان سے اُنکے خاص کرے تو
ساتھہ رسالت اپنی کے اور بواسطہ اُسکی اس فیض کو طرف دوسرونکی پہونچاوے
تو کہ بھی عزت تیری بجا رہی گی اور بھی حکمت تیری معطل نہو حکمت محض است اگر لطف جہان آفرین

خاص کند بندہ مصلحت عام را، باقی رہے اسجگہ مین کئی فائدہ اول وہ کہ حضرت ابراہیمؑ
اور حضرت اسمعیلؑ نے کعبہ بنانے کی حالت مین تین دعائین فرمائیں اور ہر دعا کی ابتدا ربنا
کے ساتھ اور مذیل بدو اسم اسماے حسنیٰ کی کیا وجہ مناسبت سمیع اور علیم کے ساتھ دعاے
قبول کی ظاہر ہے اور ایسے ہی مناسبت تواب اور رحیم کے ساتھ دعاے توبہ اور
ثبات اسلام پر اور توفیق ادا ے مناسک کے بھی روشن ہے لیکن مناسبت عزیز اور
حکیم کے ساتھ دعاے بعثت رسول عہ کے خوب ظاہر نہین اور اسیواسطے اکثر مفسرین نے
بیان مناسبت سے اسجا مین سکوت کیا ہے اور وجہ مناسبت کے اس تفسیر مین گذرے
دوم وہ کہ اوصاف مین رسولؐ کے تلاوت آیات کو اوپر تعلیم کتاب اور تعلیم کتاب کو
اوپر تعلیم حکمت اور اُسکو ساتھ تزکیہ کے مقدم فرمایا اس ترتیب کے رعایت مین کیا نکتہ
ہے جواب اُسکا وہ کہ اس ترتیب مین ترقی ہی ادنیٰ سی طرف اعلیٰ کی کسواسطے کہ انتفاع
امت کا ساتھ پیغمبر اپنے کے چار مرتبہ پر رکھا ہے بعض اُسکا فوق اوپر بعض کے ہی
اول وہ کہ الفاظ منزل من اللہ کو اُس سے یاد کریں توکہ ساتھ تواتر کے منقول ہوا اور حفظ
اُن الفاظ کا اور تجوید اور ترتیل اُسکی کے سعی بلیغ بیچ کار کے لیجاوین یہ ادنیٰ مراتب
انتفاع ہے کہ امت کے قاریوں اور حافظوں کو میسر ہے اور حاصل کلام کا یہ ہے کہ نسبت
تحصیل اس مرتبہ کے تشبیہ ساتھ پیغمبرون کے اور وراثت اُنکی حاصل ہوتی ہے لہذا
حدیث شریف مین وارد ہے کہ جسکے قرآن سینہ مین ہو لقد ادرجت النبوۃ بین کتفیہ
الا انہ لا یوحی الیہ البتہ تحقیق داخل ہوئی نبوت درمیان سینہ اُسکی کی مگر بات یہ
ہے کہ نہین وحی کی گئی طرف اُسکے مرتبہ دوسرا وہ ہے کہ ہمراہ الفاظ کے ساتھ
معانی ظاہر اُسکے کے بھی آشنا ہو اور معانی ادلیہ کو پیغمبرعہ سے لے اور تحقیق احکام
اور قصص اور وعدہ اور وعید کو بوجہ احسن کرے اور یہہ مرتبہ نصیب علماؤں ظاہر
کا ہے اور اس مرتبہ مین تشبیہ ساتھ پیغمبرون کے اور وراثت اُنکی زیادہ تر اور
قوی تر ہے اور مرتبہ تیسرا وہ کہ ہمراہ اُس دو مرتبہ کے اسرار اور حکمت الٰہی کو
احکام اور معاملات اُسکی مین کہ دنیا اور آخرت مین ساتھ نیکوں اور بدون کے فرمایا ہے

بعض صخرہ الماء مین وان منھا لما یھبط من خشیۃ اللہ وما اللہ بغافل عما تعملون اور مقرر بعضے پتھر وہ مین سے نہرین بہ نکلتی ہین اور بعضے پتھر پھٹ جاتے ہین اور اُن سے نکلتا ہے پانی اور بعضے پتھرین جو وہ گرپڑتے ہین خدا کے ڈر سے اور نہین ہے خدا تعالیٰ بیخبر اُن چیزون سے جو تم کرتے ہو
افتطمعون ان یؤمنوا لکم وقد کان فریق منھم یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونہ من بعد

اور وہ فرماوے گا یا وے اور ہر حکم اور ہر قصہ اور ہر وعدا اور ہر وعید کو بخشا اور اصل اسکی
کے عالموں غیبیہ آلہیہ اور نظامات کارخانوں اسکے وابستہ جانے اور شیون ظاہرہ
کو اس احکام اور معاملات میں ملاحظہ کرے اور یہہ مرتبہ اعلے مرتبوں کا سبب وراثت
انبیا علیہم السلام کا ہے مرتبہ چوتہا وہ کہ جوہر روح اسکی مزکی اور مصفا ہوا اور اُس سے کہ پیغمبر
نے کہا یا اسے ہے اسکو بہی ساتہہ تبعیت کی حصہ حاصل ہوا اور یہہ آدمی قایم مقام نبی کی ہر
اور وارث کامل امت کا کہ گویا ظل پیغمبر اور نمونہ اسکا بعد اُس سی باقی ہے اور مقام لائق
خلافت اور وصایت پیغمبر علیہ السلام بعد انتقال اسکی کے ہے اور یہہ مرتبہ اعلے مرتبون
امتیون کا ہے مطلقا لیکن وہبی ہے کسب کو حصول مین اسکی دخل نہین لیکن بطریق اعداد
اور تقریب کے واسطے اشعار کے ساتہ تفاوت اس مرتبوں کی پستی سے طرف بلندی کے
اس ترتیب کو اختیار فرمایا ہے فائدہ سوم وہ کہ لفظ واجعلنا مسلمین لک کہ ساتہہ حرف
عطف کے واقع ہے معطوف علیہ اسکا کیا چیز ہے اگر لفظ تقبل ہے پس جملہ انک انت
السمیع العلیم اور جملہ ندائیہ ربنا دونو معترضہ ہونگے الف واسطے تعلیل کے دوم واسطے
تاکید دعا اور جو معطوف علیہ اسکا محذوف ہے پس تقدیر کلام کے ایسے ہوگے
ربنا افعل هذا واجعلنا مسلمین لک اور ترکیب ربنا وابعث فیهم کو بہی ساتہ اسی
دستور کے سمجہنا چاہیئے آئے ہم طرف اسکی کہ لانا حرف عطف کا ایسی صورت مین کہ محوج
ساتہ تقیید معطوف علیہ کے ہو کیا ضرور تہا نکتہ اس مین وہ ہے کہ اشعار ہو ساتہ اسکے
کہ غرض ہماری ان دعاؤں سے جمع درمیان حصول مطالب سہ گانہ کی ہے حصول
یکایک مطلب تہا کے چہارم وہ کہ حکمت کی تفسیر مین علمار کا اختلاف ہے بعضوں نے
کہا ہے کہ مراد حکمت سے صواب پر ہونا قول اور فعل کا ہے اور بعضونے کہا ہے کہ حقیقت
حکمت کے تشبیہ ساتہ جناب حضرت حق کے ہے بقدر طاقت بشری اور مناسب اسی
قول کے ہے جو کہ حدیث صحیح مین واقع ہوا ہے تخلقوا باخلاق الله متصف ہو تم ساتہ صفات
اللہ تعالے کے قتادہ اور امام شافعی رحمہ سے مروی ہے کہ مراد حکمت سے سنت نبوی
ہے کہ رکن دوسرا ارکان شرع اور اصل عمدہ اصول دین سے ہے اور بعض نے کہا ہے

کہ مراد کتاب سے آیات محکمات ہیں اور حکمت سے آیات متشابہات بہر تقدیر تزکیہ تعلیم
حکمت اور کتاب کے علاوہ چاہیئے پس وہ کیا چیز ہے اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ مراد
تزکیہ سے وعظ اور تذکیر اور وعد اور وعید ہے کہ آنحضرتؐ سوائے تلاوت اور تعلیم کتاب
اور حکمت کی فرماتی تہی اور بعض نے کہا ہے کہ مراد تزکیہ سے گواہی دینا ہے انصاف
اور معتبری سے ہے کہ آنحضرتؐ دن قیامت کے واسطے امت اپنی کے دینگے اور دنیا مین
بہی فضائل اور مناقب صحابہ اور اہل بیت اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم اور بعضے
تابعین سے دی ہے اور ظاہر ہے کہ یہہ شہادت تلاوت اور تعلیم کتاب اور حکمت کے
علاوہ ہی یہہ ہین اقوال مفسرین کے اس مقام میں اور جو کہ ساتہ سیاق وسباق
اس آیت کی مناسب ہے تفسیر مین گذرا بالجملہ اس قصہ سے نص صریح حضرت ابراہیم
اور حضرت اسمعیلؑ کے ہے صحت پر نبوت پیغمبر آخر الزمان اور مقبولی امت اسکی کی
اور وہ کہ مبعوث ہونا اس پیغمبرؐ کا اور پیدا ہونا اس امت کا ایک چیز ہے کہ ان
ہر دو بزرگ عالی قدر نے ساتہ کمال آرزو کے جناب الہی سے بیچ وقت مشغولی
بنائے خانہ اسکے کے کہ بلاشبہ وقت استجابت دعا کا تہا چاہا ہے لہذا امام احمد
اور بیہقی بروایت صحابہ کثیر کے لائے ہین کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی
عند اللہ فی ام الکتاب لخاتم النبیین وان ادم لمنجدل فی طینه وساخبرکم عن
بدء امری انا دعوة ابراهیم علیه السلام وهو یرفع القواعد من البیت ربنا
وابعث فیهم رسولا منهم وبشری عیسی ورؤیا امی التی رءت حین وضعتنی
رات انه یخرج منها نور اضاءت له قصور الشام ببصرے اور ظاہر ہے
کہ جب آنحضرتؐ حامل اسرار ابراہیم اور اسمعیلؑ ہوئے لازم آیا کہ ملت انکی ملت
ابراہیمی ہو اور جو اکثر احکام اس ملت کی مانند مناسک حج اور قربانی حق مین دلیل
کی منسوخ ہوئی تہی پس یہودیوں کی قصور استعداد کی وجہ سے تہا کہ وہ اہل ظاہر
محض تہی اور اسرار باطنی سے بے بہرہ خصوصا راہ محبت اور فنا کو اصلا
نہین جانتی تہی سوا طمع اور خوف کے انکو کوئی باعث امتثال احکام الہی کا نہ تہا

[illegible] اور وہ جانتے تہے کہ یہ بات جہوٹ ہے لیکن جی سے بنا کر کہتے تہے
ق بعضے یہودی غریب مسلمانون سے کہتے کہ تم بہی تو جیسے مسلمان ہین اور خوشامد کی راہ سے آخری زمانے کے پیغمبر کی تعریف جو توریت مین لکہی تہی بیان کرتے پہر جب اپنے لوگون مین جاتے تو وہ انکو طعن کرتے جیسے کہ خدا تعالی فرماتا ہے وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ آمَنُوْا قَالُوْا آمَنَّا

بالضرور احکام الہی نے حق مین انکی ساتھہ اسی رنگ کے صدور پایا جو اہل کمال پیدا
ہوسے کہ جامع ہوسے درمیان ظاہر اور باطن کی اور قلوب انکا مستعد محبت و وجد
اور شوق کا ہوا ضرورتا آن احکام منسوخہ نے عود فرمایا اور ملت ابراہیمی از سر نو قایم
ہوئی پس اُسوقت میں اس پیغمبر کے دین و ملت سے پہرنا اور اعراض کرنا در حقیقت
انحراف اور عدول ملت ابراہیم علیہ السلام کا ہے وَمَنْ يَرْغَبُ یعنے وہ کون ہے کہ رغبت
کرے یعنی ملت دوسری کی انحراف اور عدول کر کے عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ یعنے ملت ابراہیم
سے جو تمام ملتوں سے بہت پہلے اور جملہ دینوں سے کامل ہی اور ابراہیم علیہ السلام وہ ہی
کہ تمام فرقوں یعنی اسمعیل علیہ السلام اور اسباط بنی اسرائیل کو فخر اور فضیلت ساتہ انتساب اسکی کر
ہے خصوصا اسوقت میں کہ استعداد تعبدی ساتہہ اُس ملت کے بکمال مرتبہ کے جلوہ
کیا اور اُس پیغمبر کو کہ جسکو ابراہیم علیہ السلام نے نہایت تضرع اور آرزو سے چاہا تہا
مبعوث ہوئے إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ یعنے مگر وہی شخص کہ بیوقوفی اور حماقت کی راہ سے جاہل ہوا
اور اپنے نفس کا حال نہ سمجہا کہ نفس بشری میں کس کس لطیفہ کو تعبیہ کیا ہے اور کمال
ہر ہر لطیفہ کا ساتہہ کس رنگ کے حاصل ہوتا ہے اور وہ ملت کہ جامع اقسام کمالات
نفس بشری کے ہے اور ایفاے حق جمیع لطائف نفس بشری کے کرتی ہی کون ہی اور راہ
محبت اور شوق اور فناے قلب کہ مقام خلت کی سرحد تک پہنچاتی ہے کونسی ملت میں مفتوح
ہے اور کونسی ملت میں مسدود اور کیونکر انحراف ملت ابراہیم سے دلیل سفاہت اور بیخبری
حال نفس اپنی سے ہو وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا یعنے اور بتحقیق برگزیدہ کیا ہمنے ابراہیم
کو دنیا میں ساتہہ عطا کرنے جمیع کمالات نفسانیہ کے یعنے نبوت اور رسالت اور
امامت اور ولایت اور سرایت نور نبوت اولاد اور اتباع اُنکی مین قیام قیامت تک
اور پہنچانا مقام خلت مین اور اظہار مناسک حج کہ نمونہ وصال جناب حق تبارک و تعالے
ہے اور کشف اسرار اُس مناسک کا اُسپر اور باقی رہنا خانہ کا کہ اُسنے بنا کیا ہی
واسطے عبادت ہمارے کے ساتہ امن و عزت کے قیام قیامت تک
اور پیدا ہونا حاملان سر نبوت اور ولایات مختلفۃ المذاق اولاد اور اتباع مین

مِنْ بَعْدِ [illegible] وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُمْ بِهِ عِنْدَ رَبِّكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ
اور جب بعضے یہود مسلمانوں سے ملتے ہاین تو کہتے ہین کہ ہم بہی ایمان لاے ہین جیسے تم ایمان لائے ہو اور جب خلوت کرتے ہین یعنے انکی مجلس مین مسلمان کوئی نہین ہوتا تو بعضے دولتمند بعضے غریب کو کہتا ہے کہ کیا تم باتین کرتے ہو اور خبر دیتے ہو مسلمانوں کو وہ جو کچہہ ہو لاے

اُسکی دن قیامت تک یہہ ہیں اسباب بزرگیوں اُسکے کے دنیا میں اور جس شخص کو دین
کی پیروی کے سبب سے صاحب ملت سے اُمید شفاعت ہو آخرت میں پس ابراہیمؑ
شایان اس اُمید کا بہی ہے وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ یعنے تحقیق وہ آخرت مین اگرچہ
بیچ اُسوقت کے نبوت اور رسالت اور امامت اُنکی منقطع ہوگی لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ یعنے
البتہ صالحوں سے ہے ساتہ ولایت خاصہ اپنی کے جو اُسکی نبوت و رسالت کا ادنی درجہ ہے
اگرچہ نبوت اور رسالت اُنکی افضل ولایات مخصصہ سے نہو ہرچند یہ تمام کمالات اُسکی تدریجا
تمام کرنیمین حاصل ہوئی اور دائم ترقی مین تہی لیکن اصل اور تخم اس کمالات کا اُس میں
بمجرد اسلام کے بویا گیا اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ یعنے جسوقت کہ فرمایا اُسکو رب اُسکے نے ساتہہ
وحی خفی کے کیونکہ تاہنوز وحی ظاہر اُسپر نہین آئی تہی اور پیغمبر نہوے تہے اَسْلِمْ یعنے
منقاد ہو جمیع اسمار الٰہیہ اور احکام اُنکی کا ہر زمانہ میں جس شخص کے واسطے ہے کہ بہیج
اور عین اس فرمانے مین اُسکو پروردگار اُسکے نے ساتہ جمیع اسمار اپنی کے جذب فرمایا
اور حضرت ابراہیمؑ نے بسبب اُس جذب قوی کی. بی اختیار قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
یعنے کہا منقاد ہوا مین ساتہہ جمیع قوی اور لطائف اور جوارح اور اعضا اپنی کے واسطے
رب العالمین کے کہ ہر عالم میں ایک اسم نے اسماؤں اُسکے سے ظہور فرماکر ربوبیت اُس
عالم کی کرتا ہے پس طالب ہر کمال کو توسل ساتہ اُسکے حصول مطلب اپنے میں کافی
ہے اور روح ابراہیمی مین وسعت جمیع کمالات مطلوبہ کے ودیعت ہے اتباع ملت
اُسکی کے اور اقتدا مشرب اُس کے سے آدمی کو طالبوں حق سے اسپر اجارہ نہین
اور اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ معنے اسلام کے کہ حضرت ابراہیمؑ ساتہ اُسکے مامور
ہوئے ورلے اسلام عرفی کے ہے اور منتہا ہے کمالات انسانیکا ہے پس وہ
اشکال کہ جسنے مفسرین کو اس آیت میں متحیر کیا ہے زائل ہوا اور تحریر اُس اشکال کی
یہ ہے کہ امر باسلام حضرت ابراہیمؑ کو نہ قبل نبوت سے نہ بعد اُس سے صحیح ہوتا ہے
کیونکہ انبیا ہمیشہ مسلمان ہوتے ہیں اور کفر تبعی سے یعنے بہ تبعیت مادر اور پدر کے
حکم ساتہ کفر انکی کے جائز نہیں جیسا کہ اور کافروں کو جائز ہے اور پہر اعتقاد سے

موضح القرآن ۱ احوال خدا کی تعالیٰ نے پیغمبر آخری زمانہ کے پیغمبر کا اسواسطے کہ مسلمان جہگڑتے ہین اور دلیل پکڑتے ہین تم پر اس تمہاری خبر دی ہوئی سے تمہارے پروردگار کے آگے جو کہتے ہین کہ ہم بہی ایمان نلاتے کیا تم نہین جانتے ایسا کو جو خبر سنکر تم پر غالب ہوجاوینگے جو تم اپنا بہید دشمن کو دیتے ہو سو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ تحقیق اَوَلَا یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ۝

معصوم ہین پس انکو اسلام کے ساتہ حکم کرنا تحصیل حاصل اور اثبات ثابت کے قبیل سے ہے اور جواب اس اشکال کا تفاسیر مین بچند وجوہ مذکور ہے اول وہ کہ مراد اس اسلام سے اسلام متعارف نہین بلکہ امر الٰہی کی اطاعت کے ساتہ یقین کرنا بیچ تحمل جفاے کفار کی ہے دوم وہ کہ یہ کلام بروجہ تمثیل ہے نہ بروجہ تحقیق کیونکہ ظاہر کرنا علامات قدرت اپنی کا اور دلائل وحدانیت اپنی کا دل مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بمنزلہ اسکے تہا کہ کہین اَسلِم اور عارف ہونا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ساتہ ذات اور صفات الٰہی کی بمنزلہ کہنے اَسلَمتُ کے تہا محققین اہل اصول نے وجہ دوسری کہی ہے کہ وہ وجہ تیسری ہے اور حاصل اُسکا وہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام ہرچند کفر تبعی اور اعتقادی سے حالت صغر اور کبر مین معصوم رہتے ہین اور ساتہ اسلام خلقی کے موصوف لیکن ایمان تکلیفی اور ابتلائی کہ بسبب ورود امر و نواہی کے متحقق ہوتا ہے موقوف اوپر ورود انہی امر و نواہی کے ہے پس مراد اسلم سے یہ ہے اسلام تکلیفی اور ابتلائی کہ موقوف اوپر توجہ اس امر کے تہا تحصیل حاصل کی قبیل سے نہین ہے اور یہی جو کچہ اس تفسیر مین گذرا اشکال دوسرا بہی زائل ہوا کہ جمہور مفسرین جواب مین اُسکے بہی اضطراب رکہین اور تحریر اسکی یہ ہے کہ کلمہ اذ ظرف سے ہے اور تعلق اُسکا ساتہ اصطفا کے از روے معنے کے درست نہین آتا ہے کیونکہ اصطفا مقید ساتہ کسیوقت کے نہین ہوتا اور جو ہوتا ہے مقید ساتہ اسوقت کے نہین ہوسکتا حاصل جواب اس اشکال کا وہ ہے کہ اصطفا ہرچند ہمیشہ سے لیکن بیچ بعض اوقات کے تمام آدمیوں پر آثار اُسکے ظاہر ہوتے ہیں پس تقیید اُسکے ساتہ اُسیوقت کے کہ ابتداے ظہور اُسکے کا اُسوقت میں ہوا ہو مخالف دوام اُسکے کا نہین چنانچہ کہتے ہیں زید شجاع فی المعرکة وعمر وبحر فی المدرسة وبشر جواد عند المسئلة وبکر کریم فی وقت المعاملة اور جو کلمہ اذ کو ظرف فعل محذوف کا رکہین یا متعلق ساتہ قال کے کرین یہہ اشکال وارد نہین ہوتا اور احتیاج جواب اُسکے کی نہین رہتی بالجملہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ملت ابراہیمی اُس قبیل سے نہین کہ کوئی اُس سے اعراض اور عدول کرے اور جو اس ملت کے منکر ہین خصوصًا

یہود اور نصاری کہین کہ نزدیک ہمارے بہی مسلّم ہے کہ ملت ابراہیمی اکمل ملتون اور افضل
اُنکی کا ہے اور جامع ترین ملتون کمالات انسانیہ کا ہے لیکن یہہ ملت خاص تہی ساتہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے کہ طرف اوج کمال کی پہونچی تہی اور مقام خلت مین مشرف ہوے
یا خاص ہے ساتہ انبیاے عالی قدر کی اولاد انکی سے عوام کو نہین پہونچتا کہ اتباع
اُس ملت کی کرے کسواسطے کہ وہ نوع استجماع کمالات کا دائرہ استعداد اُنکی سی خارج
ہے مثل اُسکے عوام اُمت کو نہین پہنچتی کہ ساتہ مخصوصات انبیا علیہم السلام کی اقتدا کرین جیسے
چار عورتوں سے زیادہ نکاح کرنا اور مانند اُسکے پس حق مین دوسرون کے وہ ملت لازم
العمل نہین اُنکے اس اعتراض کے جواب مین کہنا چاہیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسا خود
ساتہ اُس ملت کے عمل فرماتے تہے دوسرونکو اتباع اور اولاد اپنی سے بہی ساتہ اُس ملت
کے تکلیف دیتی تہی پس معلوم ہوا کہ وہ ملت مخصوصات انکی سی نہ تہی بلکہ جیسا حیات میں
اپنے ساتہ اُس ملت کی تکلیف دی ہے بعد وفات سے بہی ساتہ اُسی ملت کے امر فرمایا ہے
وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ اور وصیت فرما گئی ہیں ساتہہ اُسی ملت کے ابراہیم علیہ السلام
اپنے فرزندون کو جو آٹہہ شخص تہے اور اُن سب مین بڑے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام مین
جنکی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ قبطیہ اور حضرت اسحٰق ہین جنکے مادر حضرت سارہ دختر عم حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے کہ ہاران نام رکہتی تہی اور یہہ ہر دو پیغمبران عالی قدر تہی اور چہہ دوسرے
بطن قنطورا دختر یقطن کنعانیہ کہ نسل عرب عاربہ سے تہے اور وہ چہہ مدین اور مدان اور یعبان
اور زمران اور اسبق اور شوخ ہین یہ چہون کے چہون پیغمبر نہین ہوے پس معلوم ہوا کہ وہ ملت
بہی حضرت ابراہیم اور بہی اوپر اُنکے اور بہی وفات اُنکی کے واجب العمل تہے اور ابن سعد
نے کلبی سے روایت کے کہ حضرت ابراہیم نے حضرت اسمٰعیل ع کو مکہ معظمہ مین ساکن
فرمایا اور نسل اُنکی وہان جاری رہی اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کو کنعان مین ہمراہ
اپنے ساکن فرمایا اور مدین کو شہر مدین مین کہ بنام اُسکے ملقب ہے اور اولاد اُسکے
وہان تہی حضرت شعیب علیہ السلام اولاد اُنکی سے ہیں اور مدان اور دوسرے
انکے فرزندون کو شہرون شام اور روم مین متفرق کیا ہے پسران دیگر نے خدمتین

امیون بے پڑہے کہ بہشت مین سوائے یہودون کے اور کوئی نہین جانے کا اور باپ دادا اُنکے جو پیغمبر ہین وہ سب ہمکو بخشوا لیوین گے اور نہین ہین وہ لوگ اس بات کے سمجہنے مین مگر گمان رکہنے والے یعنے یہ باتین اپنے گمان سے کہتے ہین کچہہ دلیل نہین پس خرابی ہو لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ تمنے حضرت اسمعیل علیہ السلام کو جوار
مین خانہ خدا کی جگہہ دی اور حضرت اسحق علیہ السلام کو ہمراہ اپنے رکہا تمنے اور ہم
سب کو جدا کرکے زمین وحشت اور غربت مین ڈالا تمنے حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے فرمایا کہ مجکو جناب الٰہی سے اسی قسم حکم ہوا ہے ناچار ہوں میں لیکن مین تم مین سے
ہر ایک کو اسماء الٰہیہ مین سے ایک اسم تعلیم کرونگا مین کہ حل مشکلات اور طلب حاجات مین
کفایت کریگا پس ہر ایک کو اُنّے ایک اسم اسماؤں الٰہی سے تعلیم فرمایا کہ جب وقت قحط
کے ساتھ اس اسم کے دعا کرتی تہی تو مینہ آتا تہا اور وقت مقابلہ دشمنوں کے ساتھ
اس اسم کے توسل ڈہونڈہتے تہے تو نصرت پاتی تہی اور اتباع اس ملت کی
مخصوص ساتھ اولاد صلبی حضرت ابراہیم کے نہ تہے بلکہ وَيَعْقُوبُ یعنے اور یعقوب
بہی کہ پسر حضرت اسحق علیہ السلام کی دختر حضرت لوط علیہ السلام سے تہے اور نبیرہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تہی اسی قسم بارہ فرزند اپنی کو کہ روبین جنہین روبیل بہی کہتے ہین
اور شمعون اور لاوے اور یہودا تہے لیا دختر لایان کے پیٹ سے کہ خال حضرت
یعقوب علیہ السلام کی ہوتی تہی اور یوسف اور بنیامین راحیل دختر دوم لایان کے پیٹ سے
اور زبلون اور یشاخر اور دآن اور نفتالی اور کاد اور اشر کہ جو کنیزون کے پیٹ سے
تہی سب کو حضرت یعقوب علیہ السلام نے جمع کیا وقت وفات اپنی کے مصر مین اور کہا
يَا بَنِيَّ یعنے اے لڑکو میرے إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ یعنے بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے
واسطے تمہارے چنا اور برگزیدہ کیا ہے اس دین کو کہ اسلام ہے اور کوئی غیر
اسکے دین نہین اور کوئی اعتقاد اور کوئی عمل کہ مخالف اسکے ہو مقبول نہین
فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ یعنے پس چاہیئے کہ نہ مرو تم مگر اس حالت مین
کہ تم اوپر دین اور اسلام کی قایم ہو اور ظاہر ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام جد بنی اسرائیل
کے تہی اور اولاد اپنی کو ساتھ یہودیت اور نصرانیت کے وصیت نہین فرمائے بلکہ ساتھ
اسلام اور انقیاد احکام الٰہی کے جس طرح کے کہ زمانہ مین اور پر زبان ہر پیغمبر کے پاوین
باقی یہان ایک سوال جواب طلب اور رہ گیا ہی کہ موت اضطراریہ امرون سے ہے

موضح القرآن

پہر غم اور عذاب اور خرابی ہے اور ان لوگون کو جو لکہتے ہین کتاب اپنے ہاتہون سے پہر کہتے ہین یہ خدا کی تعالی کی طرف سے ہے یعنی عالم یہود کہ اپنی طرف سے لکہہ کر جاہل لوگون سے کہتے کہ توریت مین لکہا ہوا ہے یون خدا تعالی کے پاس سے آیا ہے یہ اسواسطے کرتے تہے تو بیعن اس لکہے ہوے سے سبب بدل تہوڑا سا یعنے توریت مین صفت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یون لکہی تہی آخری زمانے کا پیغمبر جو بصورت گندم رنگ

اور نہی کو چاہیئے کہ متعلق ساتھ امور اختیاری کے ہو اس کلام مین نہی موت سے کیونکر واقع ہوئی جواب اسکا وہ کہ یہاں نہی سے مطلق نہی مراد نہین بلکہ نہی اُس موت سے جو غیر حالت اسلام کے طریق پر ہو اور گویا درحقیقت یہہ امر ہے دوام رہنا اوپر حالت اسلام کے تاکہ موت غیر اُس حالت مین نہ آوے جیسا کہ کہتے ہیں لا تصل الا وانت خاشع یہاں نماز سے نہی نہین ہے بلکہ نماز مین خشوع کے ساتھ امر ہوا ہے اور صحاح مین بروایت جابر بن عبد اللہ کے آیا کہ مینے آنحضرت علیہ السلام سے سُنا کہ قبل تین دن وفات اپنی سے فرماتے تھے لا یموتن احدکم الا وھو یحسن الظن بربہ یعنے نچاہیئے کہ مرے کوئی تم میں سے مگر اس حالت مین کہ گمان نیک رکھتا ہو ساتھ پروردگار اپنے کے اور عفو اور رحمت اُسکی نصب العین کرے تفاسیر میں مرقوم ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کے زمانہ کے یہودیوں نے قصہ وصیت حضرت ابراہیم صلواۃ اللہ وعلے نبینا وعلیہ السلام اور حضرت یعقوب کا سُنا کہا کہ وصیت حضرت ابراہیمؑ کی ہم نہیں جانتے ہیں کہ ساتھ کس چیز کے تھی لیکن حضرت یعقوبؑ خود اس جہاں سے نگئے ہین جب تک کہ وصیت دین یہودیت کے اپنے فرزندوں کو نہ کی ہے حق تعالے نے جواب مین انکے فرمایا کہ آیا تم دعوی کرتے ہو یعقوب پر کہ پیغمبر تھی اُس خبر کا کہ بے سند درست ہو اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ یعنے یا تھے تم حاضر اور گواہ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ یعنے جسوقت کہ نزدیک آئی یعقوبؑ کو موت خصوصا اِذْ قَالَ لِبَنِيهِ یعنے جسوقت کہ کہا لڑکوں اپنے کو مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي یعنے کس چیز کی عبادت کروگے تم میرے بعد غرض انکی اس پوچھنے سی وہ تھی کہ لڑکے روبرو انکے اقرار ساتھ توحید کے کریں اور یہ اُنسے اس اقرار پر عہد و پیمان مضبوط لیں چنانچہ لڑکوں نے انکی غرض کو سمجھا قَالُوا نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ یعنے کہا ہونے ہم عبادت کرینگی معبود تیرے کے کہ اوصاف پاک اُسکے زبان تیری سے ہمنے سُنے ہیں اور دلائل قطعیہ اُس اوصاف سے پہچانیں ہیں ہمنے اور وہ معبود تیرا محض مصنوع خیال اور منحوت وہم تیری کا نہین بلکہ وہ معبود معبود جمیع اہل حق کا ہے اور واسطے کہتے ہیں ہم وَإِلَٰهَ آبَائِكَ یعنے اور عبادت کرینگے ہم معبود بڑے بزرگوں تیرے

موضح القرآن
بیمار اُنکی نہیں ہماز قد پیچان بالی پیار ہو گا اُنھون نے کی غرض ... پھر کرون لگا اپنے باپ سے آخری زمانہ کو پیغمبر قدیمی ایک آنکھ والا بہت گورا بال ہوگا سو صفت دجال کی ہے یہ بات دنیا کی عیش کیواسطے کی سو عیش دنیا کا بہت تھوڑا ہے آخرت کے عیش کے مقابلے مین ... پھر عذاب اور خوار ہے ان کو جنہوں نے پہچانا اپنے ... صفت ...

سے کے لیکن نہ وہ پدر جو مشرک گذرے ہیں اور اسکی ذات کی معرفت دور ہی سے
ہین مثل آزر کے بلکہ اِبْرٰاهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰاقَ جب لڑکے حضرت یعقوب کے
ڈرے کہ مبادا اضافت کی تعدد سے تو ہم تعدد مضاف کا پیدا ہو تو کہا اِلٰهًا وَّاحِدًا
یعنے عبادت کرینگے ہم اُس یگانہ کو کہ ساتھ کسی وجہ کے تعدد نہیں ہے اور عبادت کو بہی
ایک طور پر اور ایک وضع پر التزام نہ کرینگے ہم بلکہ اس امر مین بہی تابع حکم الٰہی کے ہونگے
ہم وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ یعنے اور ہم تمام محض واسطے اُسکے انقیاد کرتے ہیں حکم اُسیکا
ہر زمانہ مین کہ زبان پر جس پیغمبر علیہ السلام کے آوے واجب القبول جانتے ہیں ہم اور
مقابلہ مین اُسکے اصرار و لجاج ہر وضع کا مالوف اپنی کے نہین کرتے ہیں ہم اور تم اے
اہل کتاب اگرچہ اولاد ان بزرگوں کی ہو لیکن درمیان تمہارے انقیاد اُنکی سے کچہ
حصہ اور بہرہ نہین تمکو پہونچتا ہے کہ ساتہ انقیاد انکی کے فخر اور مباہات کرو تم اور
اپنی بزرگی اور فضیلت ساتہ نسبت کرنے انکے کے ثابت کرو تم کسواسطے کہ تِلْكَ اُمَّةٌ
قَدْ خَلَتْ یعنے یہ گروہ ایک جماعت تہی کہ گذری اور اثر وصیت اُنکی کا درمیان تمہارے
کچہ باقی نہین لَهَا مَا كَسَبَتْ یعنے واسطے اُس جماعت کے ہی جو کچہ کہ کسب کر گئے اور اعمال اور اعتقاد
اور اخلاق سے وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ یعنے واسطے تمہارے ہے جو کچہ کہ تم کسب کرتے
ہو تم اور تمکو انتساب اُنکے ساتہ کچہ فائدہ نہین کرتا کیونکہ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ یعنے اور سوال کئے جاؤگے تم اُس چیز سے کہ عمل کرتے تہے اگر بالفرض
گناہ کیا سو جیسے ایسی ہی نیکیاں انکی بہی تمکو نفع نہ کرین گے جو تم وصیت پر انکی
قائم نہ ہوئے تفاسیر مین مروی ہے کہ جب حضرت یعقوبؑ مصر مین داخل ہوئے
دیکہا کہ آدمی وہاں کے اختلاف مذہب کا رکہتے ہین بعضے بت پرست اور بعضے
ستارہ پرست اور بعضے آتش پرست ڈرے کہ مبادا اولاد میری بہی صحبت مین اُن
آدمیوں کے گمراہ ہوں اس جہت سے وقت وفات اپنے کے سبکو جمع کرکے اس
طرح پر اقرار کرایا اور حاصل اقرار اُنکے فرزندونکا یہ ہی تہا کہ معبود اپنے کو حلول سے مخلوقات
مین پاک جانکر وضع عبادت کو موافق حکم اُس تعالےٰ کے ہر زمانہ مین جس طرح سے کہ آوے

[Margin notes: نفع الصدور؛ کذا عذاب روز قیامت؛ ہے جو اپنے کاموں کے سبب؛ جواب کرتے ہین ... ؛ تمنا آثار؛ ... ؛ ... ؛ وات سنتے ہین یہودی اور نصارا ... ؛ ... ؛ سینتی دن میں ... ؛ سے دن ... ہزار برس کا پایا ... ؛ ہزار برس کی ... جوانی؛ دن ... ؛ ... انہوں نے ... خدا سے؛ سوا چاہا تہا ... ؛ ... علیہ ... ؛ محمد صلی اللہ ...]

بجا لاوینگے ہم اور یہی ہے خلاصہ ملت حنفیہ کا کہ تعصب یہودیت اور نصرانیت سے
منزلوں دور ہے اور اسیکا نام اسلام ہے پس دعوی کرنا اسکا کہ حضرت یعقوب ع
نے اپنے فرزندوں کو ساتھ یہودیت کے وصیت فرمائی ہے افترا محض ہے انبیاؤں ع پر
باقی رہے یہاں چند فائدے اول وہ کہ حضرت اسمعیل ع پدران حضرت یعقوب سے
نہ تھے کس لیئے پدران حضرت یعقوب ع مین شمار کیا بلکہ مقدم حضرت اسحق ع پر لائے
جواب اسکا وہ کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام ہر چند حقیقی والد نہ تھے لیکن چچا حضرت
یعقوب ع کی ہوتی تھی اور چچا کو جملہ باپوں سے شمار کرنا مجاز متعارف ہے چنانچہ خالہ
کو بمنزلہ ماں کے اور اسی لیئے حدیث میں آیا ہے کہ الخالۃ بمنزلۃ الام اور یہی حدیث
میں وارد ہے کہ اکرموا العباس فانہ بقیۃ ابائی یعنے تعظیم کرو تم حضرت عباس رض
کے کس لیئے کہ وہ باقی پدروں میری سے ہیں اور یہی حدیث مین وارد ہے کہ
عم الرجل صنو ابیہ یعنے آدمی کا چچا ہمدوش اسکے باپ کے ہے وہ سلوک کہ ساتھ پدر
کے کرتا ہے اسکے ساتھ بھی کرنا چاہیئے فائدہ دوسرا یہ کہ جد کو پدر کہنا حقیقت سے ہے
یا مجاز نزدیک امام شافعی رح کے مجاز ہے اور اسیواسطے کہتے ہین کہ عینی بہائی اور
بہنین دادا کے ساتھ وارث ہوتی ہین اور مذہب مالک اور امام ابو یوسف اور امام
محمد رح کا بھی یہی ہے اور دلیل انکی قول حضرت امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ
اور عبد اللہ بن مسعود اور زید بن ثابت رض کا ہے اور نزدیک امام اعظم علیہ الرحمۃ کے
حقیقت ہے اور اسیواسطے نزدیک انکے عینی بہائی بہنین دادا کے ہوتے وارث نہین
ہوتے بلکہ تمام مال کو دادا لیتا ہے مانند پدر کے اور دلیل انکی قول حضرت امیر المومنین
ابو بکر صدیق اور حضرت عائشہ اور ابن عباس اور حسن بصری اور طاؤس اور عطا کا
ہے لیکن اس آیت سے حقیقت ہونا لفظ اب کا جد میں ثابت نہین کر سکتے جیسا کہ
بعض حنفیہ اسکا اثبات کرتے ہیں کسواسطے کہ اطلاق ابا کا یہاں بلا شبہ مجاز ہے
بدلیل ذکر حضرت اسمعیل ع کے سیوم وہ کہ فرقہ تعلیمیہ نے کہا کہ معرفت الہی میں تقلید
رسول اور امام کی ہی کفایت کرتے ہیں کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے فرزندوں نے

موضح القرآن

جواب مین کہتے تو لی بچا ہے خدائی تعالی کے پاس سے انکی بہت سے عذاب کا جو ان پر زیادہ ہوگا جو اگر ہم بہے تو قول ہے پیغمبر کا یہین خدائی تعالی نے پیچھا پا کہ بیٹے ہو آپ ہی اپنی خوشی سے خدائی تعالی سے کہ وہ جو نہین چاہتے تم یہودی نہین ہے جو یہودی کہتے ہین کہ کتی دن سے زیادہ دوزخ میں نہین رہنگے ہم جھوٹہ ہے بلی من کسب سیئۃ واحاطت بہ خطیئتہ فاولئک اصحب النار

بیچ اوصاف ذات پاک الٰہی کے اسکے علاوہ اور کچھ نہ کہا کہ معبود تیرا معبود پدروں تیرکا سہے جواب اسکا وہ کہ معرفت ذات الٰہی انکو راہ دلائل سے حاصل تہی لیکن جو اس مقام مین تسلی خاطر حضرت یعقوبؑ مقصود تہی اور اسی صفت پر اکتفا کیا تو کہ خاطر انکے اطمینان قبول کرے کہ میرے طریقہ پر اور پدروں میرے کے قائم رہیں گے اور اہل کلام میں سے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ معنے اس عبارت کے وہ ہین کہ نعبد الا له الذی دل علیه وجودك ووجود ابائك كقوله اعبدوا ربكم الذی خلقکم والذین من قبلکم کہ عبادت کریں گے ہم اُس اللہ کے کہ دلالت کرتا ہے اوپر اسکے وجود تیرا اور وجود باپوں تیرے کا مثل قول اللہ تعالے کے کہ عبادت کرو تم رب اپنے کی وہ رب کہ پیدا کیا تمکو اور اُن لوگوں کو کہ پہلے تم سے ہیں اور تحقیق وہ ہے کہ دلیل معرفت الٰہی ہر آدمی کی نسبت جدی ہے جو کوئی حق میں کسی شخص کے کہ سات دیکھنے اوضاع اور اطوار اور کمال صدق اور راستے اور وفور عقل وکیاست اور تجربہ اور اصابت رائے اُسکی کے اعتقاد بہم پہونچاوے کہ بمجرد کہنے کے اُسکو دلیل قوی جانے دور نہیں اور جو مراد تعلیمیہ سے یہی ہے پس نزاع ساتھ اُنکی نزاع لفظی ہے کیونکہ یہ تقلید درحقیقت تحقیق ہے تقلید وہ ہے کہ بے دلیل کی اتباع کیا کرے والا حق مین انبیاءؑ کے کہ دلائل صدق انکے معجزات اور خوارق اور راستے اوضاع اور اخلاق اور اجتناب خطا اور کذب سے اظہر من الشمس ہوتی ہے اتباع فرض ہے اور تقلید کے باب سے نہیں اور عجب وہ ہے کہ اہل کتاب باوجود اعتراف اور اقرار کے بکمال ملت ابراہیمؑ اور رسالۃ فضائل اُس جناب کے ہرگز اتباع اُس ملت کو ہدایت نہیں گنتے بلکہ ضلالت جانتے ہیں کیونکہ ہدایت کو منحصر غیر میں اُس ملت کے کیا ہے وَقَالُوا یعنے اور کہا اہل کتاب نے یہودی اور نصاری میں سے بطریق توزیع کے کہ کُونُوا هُودًا یعنے ہو تم مذہب یہودی پرا اور یہ مقولہ یہود کا ہے اَوْ یعنے یا کہا کہ ہو تم نَصَارٰی اور یہ مقولہ نصاری کا ہے پس ہر فرقہ ان سے کہتا ہے کہ راہ ہماری اختیار کرو تم کہ تَهْتَدُوْا

موضح القرآن

جو دنیا سے گذر چکے تھے جب ابراہیم نے پہلے کیا ہے کہ پہنچ گئے تھے اور یہ لوگ آئے ہیں یعنی سب کو اپنے گناہ میں مو ... اور تو بھی پہروی کہی لوگ دوزخ کے رہینے والے ہیں سودہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہینگے و الذین امنوا وعملوا الصلحت اولٰئك اصحٰب الجنة هم فیها خالدون اور وہ لوگ جو ایمان لائے خدا تعالیٰ پر اُسکے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول اللہ برحق جانا اور اچھے کام کرتے

تو راہ پاؤ تم اور ہدایت حاصل کرو تم زیرا کہ ہدایت منحصر ہے ہماری راہ مین قُل یعنے کہو جواب میں انکے کہ ہدایت منحصر تمہارے راہ مین نہین بَل یعنے اتباع کرونگا میں مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ ملت ابراہیمؑ کی کہ یہودیت اور نصرانیت سے کامل تر ہے اور انواع ہدایات کو جامع تر خصوصا یہ صفت ابراہیم کی کہ تہا حَنِیْفًا یعنے مائل طرف خدا کے کل ما سوا سے اور یہودیت اور نصرانیت تمہاری میں میلان طرف غیر خدا کے بہت ہی کبھی طرف عزیر کے میل کرتے ہو تم اور کبھی طرف مسیح کے اور کبھی طرف پیشواؤں اپنے کے بے تحقیق صدق اور راستے انکے کے میل کرتے ہو تم اور احکام انکے کو مانند احکام خدا کی جانتے ہو تم جیسا کہ آیت دوسری میں مصرح ہے اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ یعنے پکڑا انہوں نے عالموں اور عابدوں اپنے کو رب سوا اللہ کے اور مسیح بیٹے مریم کو اور نہین امر کی گئی وہ مگر یہہ کہ عبادت کرین ایک معبود کے نہین ہے کوئی معبود سوا اُسکے پاک ہے وہ اُس چیز سے کہ شریک کرتے ہیں حالانکہ ابراہیمؑ اس تمام وجوہ شرک اور کفر سے مبرا تھے وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اور نہ تھے ابراہیم علیہ السلام مشرکون سے نہ عبادت مین اور نہ خلق اور تدبیر میں اور نہ تحلیل و تحریم میں اور تم سب عبادت مین عزیر اور مسیح علیہ السلام کو شریک اسکا کرتے ہو تم اور یہی خلق اور تدبیر میں اسلاف اپنے کو شریک کرتے ہو تم اور جانتے ہو تم کہ وہ بخلاف مرضی اُس تعالی کے ہمکو فتح اور نصرت دیتے ہیں اور روزی پہنچاتے ہیں اور اولاد دیتی ہیں اور آخرت میں ساتھہ زور کے عذاب سے چھوڑاینگے اور یہی سحر میں استعانت ساتھہ ارواح خبیثہ جنیوں کی کرتے ہیں اور ارواح کواکب کو مدبر جانتی ہین اور تحلیل اور تحریم مین پیشواؤن اپنی کو احبار اور راہب ہیں ساتھہ اُسکے شریک کرتے ہو تم اور حلال اور حرام کی اُنکی کو مانند حلال اور حرام کی ہوئی خدا کی جانتے ہو تم اور باوجود پانے نصوص کتاب کے برخلاف اُسکے تقلید انکی نہین چھوڑتے ہو باقی رہی یہان چند بحثین اول وہ کہ ملت ابراہیم علیہ السلام عین ملت پیغمبر آخر الزمان عم کی ہے اصول اور فروع مین ہر دو اصول مین متفق ہیں مثل توحید اور نبوت اور معاد اور غسل جنابت اور ختنہ اور اصول مکارم اخلاق

بعضو فوائد ہر واری پیغمبر کی بجالانے وہ لوگ باشند کہ بوسیلہ پر ہر بن سودہ لو گی پشت بین بہ شتر ہر بن کہ

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰى وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ

موضح القرآن

یعنی صبر اور رضا بقضا اور تسلیم لامر اللہ اور مانند ان امور کی اور فروع مین مختلف ہین اگر پہلی شق کو اختیار کرین
لازم آتا ہے کہ پیغمبر آخر الزمان ؑ صاحب شریعت جدیدہ کا نہوا اور مانند انبیائی بنی اسرائیل کہ مروج دین
موسوی تھے وہ بھی مروج دین سابق کا ہوا اور یہ امر صریح البطلان ہے اور اگر دوسری شق کو
اختیار کرین پس اتباع ملت ابراہیمی کہ جابجا قرآن مجید مین ساتھ اوسکے حکم فرماتے ہین کیا معنے
رکہے اسواسطے کہ تینون ملت کہ یہودیت اور نصرانیت اور اسلام ہے اس اصول مین متفق ہین
بلکہ اصول مین تمام شریعتین اور ملتین اتفاق رکہتی ہین بدلیل شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوْحًا
وَّالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ وَمَا وَصَّیْنَا بِہٖٓ اِبْرٰہِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰٓی اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا
تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ اور بھی اس صورت مین لازم آتا ہے کہ یہ پیغمبر ؑ اور یہ امت بھی بیچ فروع کے
ملت ابراہیمی سے منحرف ہو کسواسطے کہ اعتراف ساتھ اصول کسی ملت کے موجب اعتراف ساتھ
تمام اوس ملت کے نہین ہوتا ورنہ یہودی اور نصرانی بھی تابع ملت ابراہیمی ہوں جواب مین
اس بحث کے علماء محققین نے دو مسلک اختیار کئے ہین اکثر محققین نے کہا ہے کہ اتفاق ان
دونون ملتون کا اصول مین ہے فقط لیکن اصول جیسا عقائد کو کہتے ہین ایسے ہی قواعد کلیہ شریعت
کو جس سے جزئی نکل سکتے ہین بھی کہتے ہین اصول ملت ابراہیمی ساتھ اس معنی کے شریعت
مین مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ محفوظ ہین کچھہ تفاوت نہین اگر فروع مستخرجہ مین
اون سے بحسب مصلحت زمانہ کوئی فرق آگیا ہے مضائقہ کی بات نہین مثلاً سہولت اور سماحت
اور سلوک راہ اعتدال کی تہذیب مین نفس کے بے افراط و تفریط اور رعایت مصالح
نظام معاش اور معاد ہر دو معاً اور عدم تقیید عبادات اور عادات اور اعداد اور رسوم
منزلی اور مدنی ساتھ قیود دشوار کے اور احتراز ابطال کسی قوت کا قوای طبعیہ سے
اور خرق کسی عادت کا عادات مستمرہ نوع سے بیچ ہر حکم اس شریعت کے مرعی ہے
اور معنی اتباع ملت کے یہی ہین نہ وہ کہ فروع جزئیہ کو بعینہا باقی رکہین بلکہ وقت تحقیق
کے ملت نام اوسی قواعد مرعیہ کا ہے نہ نام فروع جزئیہ کا لہذا ہم کہتے ہین کہ ملت
ہم لوگون کی ملت ابراہیم علیہ السلام کی ہے یہہ نہین کہتے کہ دین اور آئین اور
شریعت ہم لوگون کی شریعت اور دین اور آئین ابراہیم علیہ السلام کے ہے

کسواسطی کہ شریعت اور دین او آئین مین ملاحظہ اوس فروع کا بھی ہوتا ہے اور فروع بعینہا محفوظ نہین ہوتی شان عام فہم اس اتباع کی وہ ہے کہ ہر دو شاگرد حضرت امام اعظم رح کہ صاحبین مین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد بلاشبہ روش اجتہاد او استنباط مین تابع امام اپنے کے ہین اور مسائل کے نکالتے وقت اونکے قواعد کی رعایت رکھتے ہین لہذا اجتہاد ان کا اجتہاد امام شافعی رح سے ممتاز ہے اور امام شافعی رح کو کوئی تابع امام اعظم رح نہین کہتا باوجود اسکے صاحبین فروع مستخرجہ مین مخالفت امام اپنی کے کرتی ہین ایسے ہی شارع شریعت مصطفویہ نے مسطر ابراہیمی اور قانون حنفی کو منہج وقت القاے اس شریعت کے مرعی رکھکر اوپر اوسی قانون کے بنا فرمایا ہے گو منہج بعضے مقامون کے فروع مستخرجہ اسوقت کے مخالف فروع مستخرجہ اوسوقت کی واقع ہوئی اوسی واسطے دوسری آیت مین ارشاد ہوا۔ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور حاصل اس جواب کا فرق ہے ملت اور شریعت مین پس ہماری ملت ابراہیمی ہے اور شریعت ہماری شریعت محمدی ہے اور ہم مامور ساتھ اتباع شریعت اوسکے کے صلعم اور یہود اور نصاری کو شرائع دوسری بحسب استعداد اون کے کے حضور خداوندی سے عنایت ہوئے کہ اوس ملت ابراہیمی پر نہ تھی اور قواعدات ابراہیمی بسبب قصور استعداد اون کے کے جریان سے موافق اوس قاعدہ کے اوس شرائع مین مرعی نتھے گو اصول عقائد موافق ہون پس تمام ملتون اور دینون کا اصول عقائد مین باہم متفق ہونا مانند توافق جمیع مجتہدین کے ہے تمسک سے ساتھ اصول اربعہ کے کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس سے اور اجماع اور قیاس اور توافق اس شریعت کا ساتھ ملت ابراہیمی کے مانند توافق امام اعظم اور صاحبین کے ہے رح قواعد استنباط مین مثل الزیادۃ علی الکتاب نسخ فلا یثبت الا بالخبر المشهور و مثل اعتبار عموم بلوی اور استحسان اور مانند اوسکی اور جب فرق ملت اور شریعت مین واضح ہوا معنے اتباع ملت کے بھی منکشف ہوئے ظاہر ہوا کہ اختلاف شریعت کو انحراف ملت ابراہیمی سے نہ جاننا چاہیئے کہنا انحراف وہ ہے کہ اصول اور قواعد اوسکے سے تجاوز کیا جاوے مثل مشرکین اس طرف گئے ہین کہ شریعت خاتم المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام کے

موضح القرآن
ان قومون سے کہیں سے الگ ہو کر ان کی بندگی تم ہی کرتے ہو ... (marginal notes partly illegible)

بعینہا شریعت ابراہیمی ہے اور فرق ملت اور شریعت مین نکیا ہے اور کہا ہے کہ اصول او رفروع اس شریعت کے موافق اصول اور فروع شریعت ابراہیمی کے ہی بلا تفاوت لیکن ساتھ اس معنی کے کہ احکام ملت ابراہیمی تمامہا اس شریعت مین محفوظ ہین گو بہت خبرین ادسپر زیادہ کی ہون اور وہ خبرین بھی مخالف اون احکام کے ہنین بلکہ شرح اور بسط اور تتمیم او رتکمیل اوسی احکام کے ہین پس ملت ابراہیمی حکم متن کا رکھے اور شریعت مصطفوی ع حکم شرح اوس متن کا ہے اور ساتھ اسی معنی کے شارح کو تابع ما تن کا کہا جاتا ہے مثلاً مشکوۃ والے کو تابع صاحب مصابیح کے جانا جاتا ہے البتہ ہمکو ملت ابراہیمی کے احکام کی تفصیل راہ دوسری سے سوالے اس شریعت کے معلوم نہوی اور اس شریعت مین وہ احکام ساتھ احکام زائد کے مخلوط ہوئے اس سبب سے تمیز فیما بین ان دونون کے دشوار ہوئی لیکن ازروے نصوص صریحہ کتاب اور سنت کے کہ آیات بسیار اور احادیث بیشمار ہین اسقدر تیقن ہے کہ آنحضرتؐ اوسی شریعت کو لائی ہین پس بعض اون آیتون سے یہ آیت ہے قولہ ملۃ ابیکم ابراہیم اور قول اللہ تعالی کا ہے ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراہیم حنیفا الی غیر ذلک اور احادیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اتیتکم بالحنفیۃ السمحۃ البیضاء اور بھی ازروے احادیث اور سیر کے کہ بیان اوس کا اس مقام مین طول طویل چاہتا ہے ثابت ہوتا ہے اور جہاد اعداء اللہ اور توڑنا بتون کا اور ختنہ اور عقیقہ اور آداب ضیافت اور لبس ثیاب اور اتخاذ زینت وقت عبادت کے اور رفع یدین نماز مین اور تکبیر وقت پستی اور بلندی کے اور نماز چاشت چہار رکعت اور تحریم مہینون حرام کے حرمت محرمات کے نکاح مین اور ایجاب مشہور اور مہر کا اوس مین اور رکوع قبل سجود سے نماز مین اور جدا کرنا حصہ کا مالون سے واسطے خدا کے کہ عبارت زکوۃ سے ہے اور وجوب ستر عورت اور حرمت زنا اور لواطت اور سحاق اور دوسرے کبائر کے اور کعبہ کو قبلہ پکڑنا اور مناسک حج تمامہا اور خصال فطرت جمیعا اور آداب قربانی اور ہدی اور احکام نجوم کے معتقد نہ ہونا اور منجمون سے ساعت نہ پوچھنا اور تفحص سعد اور نحس ساعات اور ایام شہور اور تواریخ مین نہ پڑنا اور برا شگون نہ پکڑنا اور کہانت کا معتقد نہ ہونا اور نذر بنام جنون اور دیوون اور پریون کے نہ باندہنا اور ذبح واسطے اون کے نہ کرنا

اور رزق اور شفا اور موت اور حیات کو بلا واسطہ مسبب الاسباب سے جاننا اور صبر بیچ وقت مصیبت
کے اور ترک جزع اور فزع اور نوحہ اور شیون کا نزدیک موت اقارب اور دوستون کے اور جان
اپنی کو راہ مین خدا کے دینا اور پدر کو بدلے گناہ پسر کے اور پسر کو بدلے گناہ پدر کے نہ پکڑنا
اور جامہ اور بدن اور خانہ اور مسکن کو پاک اور لطیف رکھنا اور معطر کرنا اور لہو ولعب سے احتراز
کرنا اور تصویر بنانی اور نگاہ رکھنے اوسکے سے اجتناب کرنا اور ترک نکاح اور ترک لذائذ اطعمہ
اور نفائیس لباس کا اور گوشہ گیری آدمیون سے معتبر نہ جاننا اور ایسی سخت ریاضت کہ
کہ جسمین اپنے نفس کی حق تلفی یا اہل وعیال کی حق تلفی کا سبب ہو پسند نہ جاننا اور معاش حاصل
کرنا اور سوال سے بلا ضرورت احتراز کرنا اور مثال اسکی احکامون ملت ابراہیمی سے ہے
کہ اس شریعت مین بعینہا باقی ہے بلکہ انہی امور مین کہ اصل اس شریعت اور قاعدے
اس دین کے ہین اور ہر ایک ان امورون مذکورہ سے فروع بہت متخرج ہوتے ہین
کہ شاید احاطہ تمام شریعت کا کرین البتہ احکام ملت ابراہیمی بسبب مٹنے آثار اوس کے
کے اور عدم تدوین اوسکے کے کتابون مین اور پڑنے اون احکام کے ہاتھ مین جاہلون
کے اور منسخ ہونا اکثر اون احکام کا زمانہ مین حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور فیما بین
ان دونون کے کہ مدت طویلہ تہی عالم سے ایسے پوشیدہ ہوگئے تہے کہ اطلاع اون احکامون پر
بدون وحی جدید کے بشر کو ممکن الحصول نہ تھے خاتم المرسلین نے اون احکامون کو
بواسطہ وحی کے تلقی فرمایا تھا اور اوس مقام سے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نزول
پایا تھا اوس جناب پر بھی بہ تجدید نزول پایا پس وہ جناب ساتھ اس معنے کے صاحب
شریعت جدیدہ ہوئے کسواسطے کہ جدید ہونے شریعت مین یہہ امر ضرور نہین کہ احکام
اوس شریعت کے بھی کسی وقت مین وقتون سے عالم مین ظاہر نہوا ہو بلکہ احکام شریعت
مندرسہ کو از سر نو عالم غیب سے تلقے کرنا بھی تجدید شریعت سنے کفایت کرتا ہے
اسی معنی سے آنحضرتؐ ناسخ ادیان دوسرے کے ہوئے کہ ناسخات اوس شریعت
منسوخہ کو پہر ساتھ اوس شریعت منسوخہ کے نسخ فرمایا البتہ جدید ہونے کتاب مین
یہ بھی ضرور ہے کہ قبل اوس سے وہ کتاب دوسری پر نازل نہوئی ہو اور اسیواسطے

موضح القرآن

حضرت عزیرؑ کو صاحب کتاب جدید کہنا مناسب نہین یا توریت اوپر اونکے نازل ہوئے تھے
اس فرق کو اچھی طرح سمجھنا چاہیئے اور ظواہر آیات بسیار اور احادیث بیشمار کو ہاتھ سے نہ دیا جائے
کہ صراحۃ اتحاد پر دونو شریعت کے دلالت کرتے ہین اور انبیاے بنی اسرائیل کہ مروج شریعت
موسویہ ہوئی ہین اوس شریعت مدونہ کو از روے کتب اور محفوظات بشر سے پکڑتے
تھے نہ راہ وحی الٰہی کی عالم غیب سے پس وہ بھی صاحب شریعت جدیدہ کے نہوئی اور یہی
وجہ دوسری جہت شریعت جدیدہ ہونی آنحضرتؐ کے وہ تھی کہ آنحضرتؐ نے ملت
ابراہیمی کے احکام پر قدر کثیر زیادہ کیا ہے مثل تجدیدات صلوٰۃ اور صوم اور زکوٰۃ اور
مسائل جہاد اور خلافت کبریٰ یعنی نصب قضاۃ اور محتسبین اور عمال جزیہ اور خراج
اور قسمت فئی اور غنائم اور مسائل جو متعلق ساتھ اقامت جمعہ اور جماعات اور اعیاد کی
ہے اور فرائض اور ترکات اور معاملات مین تعمق عظیم فرمایا ہے اور آداب قضا اور
متصل قضا کو بھی شرح اور بسط تمام کے لائے ہین اس جہت سے بھی یہ صاحب شریعت
جدید کے ہوئے اور ظاہر ہے کہ انبیاؤن پر بنی اسرائیل کے غیر احکام توریت سے
کوئی حکم دوسرا تازہ وحی نہین ہوتا تھا پس فرق درمیان خاتم المرسلین اور دوسرے
انبیاؤن بنی اسرائیل کے کمال انجلا کے ساتھ واضح ہوا بلکہ یہ لانے مین اس شریعت
کے مانند حضرت موسیٰ کے ہین کہ یہہ بھی فی الجملہ قواعد ملت ابراہیمی کو منظور رکھتے ہین
اور اوس قاعدون پر تفریع کرتے ہین پس عند التحقیق آج شریعت مستقلہ یہی دو شریعتین
ہین موسوی اور مصطفوی لیکن شریعت موسوی مشتمل اوپر رعایت جمیع قاعدون
ملت ابراہیمی کے نہین اور شریعت مصطفوی علیہ السلام مستوفی احکام ملت ابراہیمی
کو تمام تہا گھیرے ہوئے ہین اور اوسپر کچھہ زیادہ کرکے اوسکو تتمیم اور تکمیل کیا اور شریعت
عیسوی وہی شریعت موسوی ہے لیکن ساتھ تخفیف اور آسانی اور رفع قیود کے فی الجملہ
اور گویا نزول شریعت عیسویؑ کا توطیہ اور تمہید نزول شریعت مصطفویؐ اور ابتدای
رجوع بشریعت ابراہیمی تھا لیکن من وجہ دون وجہ جیسا کہ شان تمہیدات کے ہی
کہ قبل مطلب سے نشان اوس مطلب کا دیتے ہین اور راہ اوس طرف کھولتی ہین

یہہ ہے مذاق اہل تحقیق کا جواب مین اس بحث کے بعضی مفسرین نے کہا ہے کہ اتباع ملت ابراہیمی سے مراد کہ جا بجا قرآن مجید مین مذکور ہے اعتقاد کو موافق عقائد اوس ملت کے کرنا ہے اور بس اسواسطے عقائد اوس ملت کے عقائد جمیع طوائف امم سے مثل ہنود اور یونانی اور صابئین اور مجوس کے امتیاز تمام رکھتے ہین اور وہ عقائد یہہ ہین جیسے ان المعبود واحد وانہ لایجوز اتخاذ الکواکب و العناصر والموالید قبلۃ ولا یجوز اتخاذ الھیاکل والارواح والتوجہ الیہا حین العبادۃ وان اللہ تعالی یرسل الرسل ویظہر المعجزات علے ایدیھم وان الملائکۃ رسل اللہ الی الخلق وانھم وسائط بینہ وبین مخلوقاتہ وانھم عباد اللہ معصومون عن الکذب والخیانۃ فی تبلیغ الاحکام وان للہ تعالی احکاما تکلیفیۃ عبادۃ یجازی بہا وعلیہا یوم البعث والنشور بالجنۃ والنار وان الساعۃ اٰتیۃ لا ریب فیہا وانہ لا یعود الارواح الی ابدان غیر ابدانہا بطریق التناسخ وان السجدۃ لغیر اللہ تعالی حرام والذبح لغیر اللہ حرام وتعظیم الصور المصنوعۃ باسماء الصالحین واتخاذہا قبلۃ حرام یعنی تحقیق معبود ایک ہے اور تحقیق نہین جائز ہے مقرر کرنا کواکب اور عناصر اور موالید کو قبلہ اور نہین جائز ہے ٹھیرانا اشکال اور ارواح کا اور متوجہ ہونا طرف اونکے وقت عبادت کے اور تحقیق اللہ تعالی بھیجتا ہے رسولون کو اور ظاہر کرتا ہے معجزے اون کے ہاتھون پر اور تحقیق فرشتے رسول ہین طرف خلق کے اور تحقیق وہ رسول واسطے ہین درمیان اوس کے اور درمیان مخلوقات اوس کے کے اور تحقیق وہ بندے اللہ کے ہین پاک ہین کذب سے اور خیانت سے بیچ پہوچانے احکام کے اور تحقیق واسطے اللہ تعالے کے احکام تکلیفی ہین اور پر بندون اوس کے کے جزا دیتا ہے ساتھ اون کے اور اوپر اون کے دن قیامت کے ساتھ جنت اور آگ کے اور تحقیق قیامت آنے والی ہے بے شک اور تحقیق نہین داخل ہوتے ہین روحین

موضح القرآن ... اور ... کو ... تم ... بعض ... اور اگر ... بعض حکم ... نہین مانتے ... حکم ... [illegible]

اور بدلنون مین سوای بدن اپنے کے بطریق تناسخ کے اور تحقیق سجدہ واسطے غیر اللہ کے حرام ہے اور ذبح لغیر اللہ حرام ہے اور تعظیم صورتون کی کہ صالحین کے نام پر بناتے ہین اور اون کا قبلہ مقرر کرنا حرام ہے اور جو اصول ملت ابراہیمی سے یہہ بھی ہے کہ حق تعالی آخر زمانہ مین ایک رسول کو بھیجے گا اور دین اوس کا تمام مخلوق کو واجب القبول ہوگا اور اتباع اور نصرت اوسکی سب پر فرض ہوگی پس اعتقاد نبوت اس پیغمبر اور اتباع دین اوسکے کا بھی جملہ اصول عقائد ملت ابراہیمی سے ہوا مانند اعتقاد نزول عیسیٰ اور خروج مہدیؑ اور وجوب اتباع ان دونون کا واسطے شریعت مصطفویہؐ کے لہذا ان دونون باتونکو کتب عقائد مین لاتے ہین اور ساتھ دلیلون کے ثابت کرتے ہین اور مؤید اس قول کا ہے جو کہ تفاسیر مین بیچ سبب نزول آیت کے ومن یرغب عن ملة ابراهیم الا من سفه نفسه کے مرقوم ہے کہ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اپنے دونون بھتیجون سے جنکا سلمہ اور مہاجر نام تھا کہا قد علمتما ان الله تعالی قال ابراهیم علیه السلام انی باعث من ولد اسمعیل نبیا اسمه احمد فمن امن به اهتدی ورشد ومن لم یومن به فهو ملعون اور سلمہ بمجرد سننے اس حکم کے ایمان لایا اور مہاجر نے انکار کیا اوسکے حق مین یہہ آیت نازل ہوئی لیکن اس تقریر مین ایک خدشہ آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ نبوت انبیا قاطبۃً جمیع شرائع اور ادیان مین اصول عقائد سے ہی جیسا کہ متاخرین کو پہلے انبیاء کی اطاعت فرض ہے اسی طرح متقدمینون کو لاحق کے انبیا پر ایمان لانا فرض ہے تفصیلا فیما علم تفصیلا واجمالا فیما علم اجمالا پس یہ معنی خاص ساتھ ملت ابراہیمی کے ہین پس جمیع انبیا نے ما تقدم نے ساتھ وجود باجود آنحضرتؐ اخبار فرمایا ہے اور امت اپنی کو ساتھ نصرت اور اعانت انکی کے تاکید کی اور اوسپر عہد اور مواثیق لئے پس ساتھ اس اعتبار کے اعتقاد نبوت خاتم المرسلین صلعم اصول جمیع ملل اور ادیان سے ہوگا نہ اصول ملت ابراہیمی سے فقط بیچ جواب اس خدشہ کے کہہ سکتے ہین کہ طلب بعثت رسول آخر الزمان کے اور پیدا کرنا امت اوس حضرت اور نزول کتاب کا ان پر

داخل طلب مین ملت ابراہیمی کے تھا ایک طرح کا کمال ابراہیمی موقوف اوپر اس کے تھا
پس رسول آخر الزمان گویا خلیفہ منصوص حضرت ابراہیمؑ کے ہوئے اور امامت حضرت
ابراہیمؑ کی ساتھ رسالت اونکی کے تمام ہوئی اور احکام دین اوسکے کے گویا احکام
حضرت ابراہیمؑ کے تھے اس زمانہ مین بخلاف انبیاؤن دوسرون کے کہ طالب
اس امر کی نہوئے ہین اور طلب ملت اون کے مین یہہ درخواست نہ تھے البتہ
ساتھ اوس کمال موعود حضرت ابراہیمؑ امتون اپنی کو بشارت دیتے تھے اور تاکید
اور نصرت اور اتباع اوس جنابؑ کی کرتے تھے پس فرق واضح ہوا لیکن اب تک بھی
الفاظون آیات قرآنی مین مثل اوحینا الیک ان اتبع ملة ابراهیم و ملة
ابیکم ابراهیم اور الفاظ احادیث مثل اتیتکم بالحنیفة السمحة البیضاء
اس تقریر سے ایک منافرت باقی ہے کسواسطے کہ عقائد اپنے کو موافق عقائد اوس ملت
کی کرنا داخل اتباع اوس ملت کے نہین اور باوجود اسکے اگر معنی اتباع کے یہہ ہی ہین
پس امر فرمانا پیغمبر آخر الزمانؐ کا ساتھ اس اتباع کے خالی تکلف سے نہین اور یہی
ساتھ اس اتباع کے جمیع انبیا بھی مامور تھے خصوصیت کچھہ ساتھ جناب خاتم المرسلین
کے نہ رکھی خلاصہ کلام کا وہ ہے کہ ہر ایک شریعت تین چیزون کو شامل ہوا کرتی
ہے اول اصول عقائد یعنی توحید اور نبوت اور معاد اور یہ چیزیں تمام برحق ملتون اور
سچے دینون کے مشترک ہے اور تمام انبیاءؑ اوپر اتفاق رکھتے ہین کسواسطے کہ یہہ خبر ایک امر
ہے کہ مختلف نہین ہوتا ساتھ اختلاف اعصار اور ازمان کے اور اس معنی کر ہر ملت متاخرہ
کو تابع ملت متقدمہ کہہ سکتے ہین خصوصیت ساتھ ایک نبی اور ساتھ ایک امت کے نہ رکھے
دوم قواعد کلیہ شریعت کہ جزئیات احکام و فروع مسائل ساتھ اوسکے ہوتا ہے اور ہر
حکم مین اوسکے کلیات کے رعایت اور لحاظ رہتا ہے اور حقیقت مین ملت نام اوسی
قاعدہ کلیہ کا ہے اور اتباع اس امت اور اس پیغمبر کے ساتھ ملت ابراہیمی کے ساتھ
اسی معنی خاص کے ہے کہ لا یوجد فی غیر هذا النبی والامة بالنسبة الی ملة
ابراهیم سیوم تمام اوضاع مقرر شرع کلیات اور جزئیات سے اور قاعدہ

موضح القرآن
اور نہین [illegible] اس کام سے جو تم کرتے ہو
اولٰئک الذین اشتروا الحیٰوة الدنیا بالاخرة فلا یخفف عنہم العذاب ولا ہم ینصرون
وہ لوگ وہی ہین جو خریدتے ہین دنیا مین زندگانی کو یعنی دنیا کے عیش کو عوض آخرت کے سو ہلکا نہ ہوگا ان سے عذاب دوزخ کا اور نہ وہ لوگ مدد دیے جاوینگے یعنی کوئی انکی سفارش یا حمایت نہ کریگا

فروع سے ساتھ اس معنی کے آنحضرت صاحب شریعت جدیدہ کے ہین اور انبیای بنی اسرائیل ساتھ اس معنی کے تابع شریعت موسویہ تھے بحث دوسری وہ کہ بل حرف عطف ہے واتبعوا ملۃ ابراھیم یا نتبع ملۃ ابراھیم کہ تقدیر بل سے مقدر ہے عطف اوس کا اوپر کونوا ھودا او نصاری کے صحیح نہین ہوتا ہے اسواسطے کہ یہہ مقولہ یہود اور نصاری کا ہے اور واتبعوا یا نتبع مقولہ پیغمبر کا ہے اور عطف اوپر کلام غیر کے صحیح نہین جواب وہ کہ عطف اوپر کلام غیر کے اوپر وجہ تلقین کے جائز ہے جیساکہ کوئی مخاطب کو کہے اکرمک مخاطب جواب مین اوسکے کہے وزیدا قل وزیدا جیساکہ کوئی کہے اضرب زیدا جواب مین اوسکے کہے تو بل اکرم ای قل بل اکرم زیدا بعضے مفسرین نے کہا ہے کہ یہہ کلام غیر کے کلام پر عطف کرنے کی قبیل سے ہے لیکن اوپر وجہ رد اور انکار کے یعنے لا تقولوا لنا ذلک واتبعوا انتم ملۃ ابراھیم یا لا نکون ھودا او نصاری بل نتبع ملۃ ابراھیم اور صاحب کشاف نے اس عطف کو مانند عطف ومن ذریتی کی جاعلک پر کیا ہے جیساکہ تحت مین اوس آیت کے گذرا اور تحقیق لف اور نشر کی ھودا او نصاری کو وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصاری پر قیاس کرکے سمجھنا چاہیئے اور کلام کو اوپر توزیع دو قول کے اوپر ہردو فرقہ اہل کتاب کے محمول کہا چاہیئے نہ اوپر لف ونشر کے کسواسطے کہ حرف او اوسکا انکار کرتا ہے بحث سیوم وہ کہ جملہ وما کان من المشرکین کہ دلالت اوپر نفی شرک کے حضرت ابراہیمؑ سے کرتا ہے بظاہر مستدرک معلوم ہوتا ہے کیونکہ ساری مخاطبین اوپر اعتقاد کمال حضرت ابراہیمؑ کے متفق تھے احتمال شرک کا حضرت ابراہیمؑ مین ہوکر محظور کسی کا نتھا لانا اوس جملہ کا واسطے کس غرض کی ہے جواب اوسکا وہ کہ لانا اس جملہ کا واسطے تعریض کے ہے اوپر حال اون لوگون کے کہ آپ کو تابع حضرت ابراہیمؑ کا تو کہتے تھے مگر شرک کیا کرتے تھے مثل یہود کے کہ ساتھ تشبیہ کے قائل تھے اور حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور مثل نصاری کے تثلیث کے قائل تھے اور حضرت مسیحؑ کو ابن اللہ کہتے تھے اور مثل جاہلون مکہ کے قریش سے کہ صریح بت پرستی کرتے تھے گویا ایسا فرماتے ہین کہ تم ابراہیمؑ سے نہایت دور پڑے ہو کسواسطے کہ اول

ربع الثلث

ولقد آتينا موسى الكتاب وقفينا من بعده بالرسل وآتينا عيسى ابن مريم البينات وأيدناه بروح القدس

مستحق اون کے کو کہ توحید محض اور اسلام خالص ہے منکر ہوتے ہو تم ساتھ عقائد دوسرے اور عملوں
اور اخلاق دوسرے اونکے کیا پہونچی بحث چہارم وہ کہ بعضی مفسرین نے لفظ بل ملۃ ابراھیم
کو اوپر رد اور ابطال کلام یہود اور نصاری کے حمل کیا ہے اس تقریر سے کہ بیچ مقدمہ
دین کے جو مدار نظر اور استدلال پر ہے پس دلائل قویہ کو اوپر اس دین کے قائم کیا ہمنے
اور جو مدار اوپر تقلید کی ہے پس متفق علیہ باب تقلید مین اولی اور بہتر ہے مختلف فیہ سے
اور یہود و نصاری مین سے جملہ اہل ملت بلکہ مشرکین عرب بھی اوپر صحت دین ابراہیم
کے متفق ہین اور صحت مین دین یہود و نصاری کے شک کرتے ہین اور صحت مین
نصاری کے یہود اور صحت مین ان ہر دو دین کے مشرکین عرب پس اتباع دین
ابراہیم کہ حق ہونا اوس کا نزدیک جمیع طوائف کے مسلم ہے اولی اور بہتر ہوا اور اگر یہود
اور نصاری ساتھ سننے اس تعریض اور اس رد و ابطال کے کہین کہ تمنے یہودیت
اور نصرانیت کو دائرہ ہدایت سے خارج کیا اور تعریض ساتھ مشرک ہونے اون
دونون کے کی تمنے پس اوپر تمہارے لازم آیا کہ ساتھ شریعت موسوی اور عیسی علیہ السلام کے
کافر ہو تم پس بیچ جواب انکے قُوْلُوْٓا یعنے کہو تم کہ ہم ہرگز کفر نہین کرتے ہین ہم ساتھ
کسی چیز کے ارکان ایمان سے کسواسطے کہ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ یعنی ہم ایمان لائے ساتھ خدا کے
کہ مستلزم ایمان ساتھ جمیع آیات اور احکام اوسکے کے اور ساتھ جمیع پیغمبرون اوسکے کے
ہے لیکن اس ایمان تفصیلی مین ہم اوس شخص کو مقدم کرتے ہین جو افضل و اولی ہے
پہر اوس شخص کو جو اوس کا تابع ہے کسواسطے کہ متبوع کا افضل ہونا ہے موجب فضیلت
تابع کا ہے پس اس جہت سے مقدم کرتے ہین ایمان مین کتاب اپنے کو اور کہتے ہین ہم
وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا یعنی اور ایمان لائے ہین ہم ساتھ جمیع اوسکے کے کہ نازل کی گئی ہین
طرف ہمارے آیات اور اون احکام سے کہ بیچ نہایت احکام کے آئی ہین وَمَآ اُنْزِلَ
اِلٰٓی اِبْرٰھٖمَ یعنی جو کہ نازل کیا گیا ہے طرف ابراہیم کے کہ کمال مشابہت ساتھ اس
شریعت کاملہ ہماری کے رکہے اور پیغمبر ہمارے مامور ساتھ اتباع اوسکے کے ہین وَاِسْمٰعِیْلَ
وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ یعنی اور جو کہ نازل کیا گیا طرف اسمعیل اور اسحاق علیہ السلام

اور یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ کے کہ دوازدہ کس تھے اور پیغمبر قطعی اون سے یوسف علیہ السلام تھے
اور پیغمبری مین دوسرون کے اختلاف ہے اور اصح وہ ہے کہ پیغمبر نہ تھے لیکن جبکہ اون مین
ایک آدمی پر نازل ہوا تو گویا اوپر تمام ادنکے کے نازل ہوا اور طبرانی اور ابونعیم آنحضرتؐ سے
روایت لائے ہین کہ فرماتے تھے کہ جو مین قسم کھاؤن مین جانتا ہون مین اوپر اوسکے کہ قبل
پیشد ستون امت میری سے کوئی بہشت مین نجائیگا مگر چند آدمی کہ کم بینی سے اور زیادہ
دس سے ہون ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اسباط اور موسیٰ اور عیسیٰ اور مریمؑ
بہرحال یہ جماعت کہ مذکور تابع شریعت ابراہیمی کے تھے اور جوکہ اپنر وحی ہوتی تھی متمم اور
مکمل شریعت ابراہیمی تھے پس اس جہت سے وحی انکی کو ایمان مین مقدم کرتے ہین اور
پھر کہتے ہین ہم وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى یعنے اور جوکہ دیا گیا ہے موسیٰ اور عیسیٰؑ کو
توریت اور انجیل اور احکام شریعت سے اور ہرچند یہ دونو بزرگ بعض من تقدم سے افضل
ہین لیکن جوکہ انکو دیا گیا ہے موافق مقدار استعداد امتون انکے کے دیا گیا ہے پس شریعت
انکی پشت پر شریعت سابقین سے ہے اور اسیواسطے انکو موخر کیا ہمنے البتہ ساتھ
کمال انکے کے اور تفصیل شرائع انکے کی ایمان مستقل مفصل اوپر اسکے لائے ہین ہم اور
اجمال مین داخل نکیا اور ایسے ہی بطریق اجمال کے ایمان لائے ہین ہم بجمیع مَآ
اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ یعنی جوکہ دیا گیا ہے تمام پیغمبرون کو پروردگار اپنے سے صحیفے
اور احکام اور شرائع اگرچہ اوس مین تفاوت ساتھ فاضلیت اور مفضولیت کے ہی لیکن
لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ یعنے ہم فرق نہین کرتے درمیان کسی ایک کے اون مین سے
کہ ساتھ بعضے کے ایمان لائین ہم اور ساتھ بعضے کے کفر کرین ہم اور کس طرح یہ فعل شنیع ہم سے
ہوسکے گا وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ یعنی اور ہم خاص واسطے خدا کے منقاد ہین ہم ہر حکم اوس کا
ہر زمانہ مین ساتھ زبان اس پیغمبر کے کہ آوے سر اور آنکھون ہماری پر ہے اگرچہ وہ احکام
امتون کی تفاوت کی وجہ سے فضیلت اور کمال مین متفاوت ہون باقی رہے اس جا
فائدے چند اول وہ کہ ذکر ایمان مین ساتھ کتابون اور شرائع منزلہ کے جو ترتیب زمانی
منظور رکھی ہین پس ذکر مَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا مقدم سب پر کسواسطے لائے کسلیئے کہ سب سے

موخر ہے اور جو ترتیب شرافت اور بزرگی منظور ہے پس فرمانا اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى اوپر ذکر
مَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ مقدم چاہیئے تھا اوسکے واسطے کہ
حضرت موسیٰ اور عیسیٰ اولوالعزم سے ہین اور کتابین انکی کہ توریت اور انجیل ہے وحی ان انبیاء
مذکورین سے بالاجماع افضل اور اشرف ہے جواب اوسکا یہ ہے کہ عین تفسیر مین گذرا کہ تقدیم
وکر ان انبیاؤن مذکورین کی اوپر ذکر حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کے نہ اس جہت سے ہی کہ یہ دونو
حضرات سب سے افضل ہین نہ جہت افضل ہونے وحی اون سکے کے کتابون سے ان دونو
کے بلکہ بواسطہ اوسکے ہے کہ وحی انکی تاکید وحی ابراہیمی کے تھے اور وحی ابراہیمی وحی
موسویٰ اور عیسویٰ سے اشرف اور افضل ہے اور مؤکد افضل کا بھی بہ تبعیت افضل ہوتا
ہے گو بالاستقلال فضل ہو مانند اوسکے کہ رفقا کسی امیر کے بیچ دخل پانے دربار حضور
بادشاہی کے بہ تبعیت اوس امیر کے مقدم ہوتے ہین اور امیر دوسرے سکے گو مرتبہ
مین اوس سے امیر پست تر ہوتے ہین امام احمد اور بخاری نے کتاب اوسباین بروایت
ابن عباس کے ذکر کیا کہ آدمیون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ
ای الادیان احب الی اللہ فرمایا الحنفیۃ السمحۃ اور ابی بن کعب کے قرآن مین سورہ
لم یکن مین یہ آیت تھی کہ منسوخ التلاوۃ ہوئی ہے اور اکثر صحابہ سے ساتھ شہرت کے ہونا
اس آیت کا قرآن مین اوسی صورت مین ثابت ہوا کہ ان ذات الدین عند اللہ
الحنفیۃ السمحۃ لا الیہودیۃ ولا النصرانیۃ ومن یعمل خیرا فلن یکفرہ اور بعضے
محققین نے کہا ہی کہ ایمان ساتھ خدا کے اوس سبب سے مقدم لائے ہین کہ معرفت پیغمبر اور
وحی اور کتاب تمام موقوف اوپر معرفت اوسکے کی ہے اور اسی لئے وہ معرفت عقلی ہے
موقوف سمع پر نہین اور یہ طریق پہلے نبیون کی معرفت کہ سمعی محض ہے نسبت ساتھ
ہماری معرفت پیغمبر اپنے کے اور وحی اور کتاب اپنی کے ہے اور یہہ معرفت حکم دلیل کا
رکھتی ہے اور معرفت نبوت انبیاؤن ماتقدم کے حکم مدلول کا رکھتی ہے اور دلیل کو اوپر مدلول
کے تقدم ہے اس جہت سے ذکر مَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا کو مقدم اوپر تمام کے فرمایا بعد اوسکے تفصیل
انبیاء مین تقدم زمانی ملحوظ ہے اور اجمال مین لازم ہے کہ بعد اوسکے تفصیل واقع ہو تو متنوع

موضح القرآن
غلاف مین ہین یعنی ہم
بات سمجھتے نہین
سوائے اپنے دین کے
سو خدا تعالیٰ فرماتا
ہے کہ وہ جھوٹے
ہین بلکہ لعنت کی
ہے خدا تعالیٰ نے
ان پر کفر کے سبب
پس تہوڑے سے
ایمان لاتے ہین
وَلَمَّا جَآءَهُمْ
كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ
اللّٰهِ مُصَدِّقٌ
لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا
مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ
عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا
عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ
فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى
الْكٰفِرِيْنَ

مالقی کا ہو لیس تہذیب احسن وجوہ ذکر ایمان تفصیلی اور اجمالی ہے فائدہ دوم وہ کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمان ساتھ شرائع جمیع انبیا اور کتب جمیع انبیاء کی فرض ہے جیسا کہ ایمان بہ پیغمبر اور کتاب اپنی کے فرض ہے بلا تفاوت فرق یہہ ہے کہ اتباع پیغمبر اور کتاب اپنی کا بھی فرض ہے اور اتباع پیغمبرون اور کتابون دوسری کا فرض نہین جیسا کہ ابن ابی حاتم نے معقل بن یسار سے روایت کی کہ آنحضرت فرماتے تھے آمنوا بالتورٰیۃ والزبور والانجیل ولیسعکم القرآن یعنی ایمان ساتھ تمام ان کتابون کے لاؤ تم لیکن متابعت قرآن کی تمکو کفایت کرتی ہے اسی سبب سے ضحاک اور دوسرے علما کہتے ہین کہ زنان اور اولاد اور غلامون اور کنیزون اور خادمون اپنے کو نام اون پیغمبرون کے کہ کتاب مجید مین مذکور ہین تعلیم کرو تم تو اونپر ایمان لاوین کسواسطے کہ حق تعالی نے اس ایمان کو فرض کیا ہے جس جا کہ فرماتا ہے قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ تک اور اسی سے ہے کہ امام احمد اور مسلم اور دوسرے محدثین نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہا ہے کہ آنحضرت صلعم دو رکعت سنت فجر مین ان دو آیت کو پڑھتے تھے اول مین قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ اور دوسری مین قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا تو امت اپنی کو سکھلا دین کہ ہر صبح ایمان اپنے کو ساتھ ان پیغمبر عہ کے تازہ کرین فائدہ سیوم وہ کہ سبط لغت مین بمعنی قبیلہ کے ہے اولاد حضرت یعقوبؑ کو کسواسطے اسباط فرمایا کہ ہر ایک اون سے قبیلہ تھا جواب اوسکا وہ کہ جو ایک ایک شخص سے اونمین سے ایک ایک قبیلہ کلان بہم پہونچا ہر ہر آدمی کو اون سے قبیلہ نام کیا جیسا کہ ابن جریر نے تفسیر مین اپنی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ الاسباط بنو یعقوب کانوا اثنا عشر رجلا کل واحد منہم ولد سبطا وامۃ من الناس اور ساتھ اسی معنے کے حضرت حسنین کو بھی سبطین کہتے ہین اسلئے کہ دو قبیلہ کلان حسنی اور حسینی انسے پیدا ہوئے اور بعضے روایات حدیث سے حضرت امام حسین رض کو بالتخصیص ساتھ اس لقب کے ملقب فرمایا ہے بنا بر اوسکے کثرت اولاد انکی کے بہت ہی جیسا کہ صحاح مین وارد ہے کہ انا من حسین وحسین منی حسین سبط من الاسباط اور گویا اس حدیث مین اشارہ ہے معا تھہ اوسکے کر

شرافت اور طہارت اور علم اور تقوی اولا دین اون کے بہت رہے گا چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا اور معنی لفظ سبط شرافت اور کرم اخلاق اور صلاح اور تقوی اولا دین انبیا ع کے ہوا ہی سوافق عرف شرع کے معتبر ہے گم کردگان اس شرط کو سبط نہین کہہ سکتے جوایمان انبیا جیساکہ لائق اور سزاوار ہو درست کیا تمنے فَاِنْ اٰمَنُوْا یعنی پس جوایمان لادین یہہ یہود اور نصاری کہ ہدایت کو دنیا اپنے مین حصر کرتے ہین بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ یعنی مانند اوسکے جیساکہ ایمان لائے ہو تم ساتھ اوس کے استیعاب جمیع انبیا اور رسل اور کتب لے تفرا اور بے تفاوت کے فَقَدِ اهْتَدَوْا یعنی پس تحقیق انہون نے بھی ہدایت پائی اور لفظ مہتدی ان پر صادق آیا اگرچہ منحصر بیچ ان کے ہوا وَاِنْ تَوَلَّوْا یعنی اور جو روگردان ہون یہہ بمثل اس ایمان کے پس اگرچہ بظاہر دعوی اتباع موسیٰ اور عیسیٰ کا کرتے ہین لیکن فی الواقع تابع ہردو کے نہین ہین فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ یعنے پس نہین ہین یہہ مگر بیچ مخالفت موسیٰ اور عیسیٰ کے کسلیئے کہ موسیٰ اور عیسیٰ نے ساتہ ایسے ایمان کے فرمایا ہے پس اگر ساتہ تیرے رسول مجادلہ کرین فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُ یعنے پس عنقریب کفایت کرے گا تجکو شر ان کے سے اللہ وَهُوَ السَّمِیْعُ اور وہ ہے سننے والا کہ اقوال اون کے کو سنتا ہے الْعَلِیْمُ یعنے دانا کہ نیت انکی کو جانتا ہے اور کچہہ کید اور مکر حق مین تیرے پوشیدہ کرتے ہین نزدیک اوسکے معلوم ہے اور بھی دعا تیری سنتا ہے اور نیت تیری اعلاے کلمہ حق مین جانتا ہے پس تجکو ساتھ تمام جہت کے اوپر ان کے مظفر اور منصور کرے گا اور ان کو مغلوب اور منکوب آئے ہم طرف اوسکے کہ لفظ مثل کا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ مین کیا معنے رکھتا ہے کسواسطے کہ ایمان مقبول واحد ہے تعدد نہین رکھتا ہے تو لفظ مثل اوس مین استعمال کیا جاوے جواب مین اس سوال کے مفسرین نے چند وجہ کہین ہین اول وہ کہ یہہ کلام مبنی اوپر فرائض اور تقدیر کے ہے یعنی اگرچہ کوئی ایمان دوسرا مثل اس ایمان کے حاصل کرین پھر بھی راہ ہدایت کے پاوین لیکن سخن اس مین ہے کہ ایمان دوسرا سواے اس ایمان کے عالم مین موجود نہین

فوائد القرآن: ما ہین نہ نہ ... پھر جب آیا یہودیون کے پاس جسکو پہچانتے تھے ... یعنی توریت مین جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت اور نشانیان جو انکی تحقیق پر درست پائین تو کافر ہوئے اور نہ مانا پھر لعنت خدا تعالیٰ کی ہے کافرون پر جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ لاوین یہودیون کو گمان تھا کہ آخری زمانے کا پیغمبر اسرائیل بنی میں

مانند اوسکے کہ مقام مشورت مین کہتے ہین کہ جو تدبیر کوئی دوسری مانند اس تدبیر کے خاطر مین
تمہاری پہونچی موافق اوسکے عمل کرو تم اور غرض وہ ہوتی ہے کہ کوئی تدبیر سوای اس تدبیر کے
رہست نہ آوے گی دوم وہ کہ ما بیچ ما آمنتم کے مصدریہ ہے نہ موصولہ اور لفظ با واسطے
استعانت کی ہے یعنی اگر یہہ بھی ایمان مثل ایمان تمہارے کی لاوین اخلاص اور بے
نفاقی مین اور ثبات اور استقرار مین البتہ راہ یاب ہون سیوم وہ کہ لفظ مثل کا اس جا
واسطے تعظیم اور تفخیم کے زائد واقع ہوا جیسا کہ مثلك لا یبخل مین کہا ہے کہ معنے اوسکی
انت لا تبخل ہے اور موئد اس توجیہ کی ہے وہ کہ بیہقی نے کتاب الاسما اور صفات مین
ابن عباس رض سے روایت کی کہ کہتے تھے لا تقولوا فان آمنوا بمثل ما آمنتم به
فان الله لا مثل له ولكن قولوا فان آمنوا بالذى آمنتم به یعنی معنی اس آیت
کے ایسی نہ سمجھو تم بلکہ ایسا سمجھو کہ لفظ مثل زائد ہے چہارم وہ کہ مومن عبارت ہے معنے
قضیہ سے کہ متعلق حکم اور تصدیق کے ہے اور معنی قضیہ کے باعتبار قیام کے ساتھ ذہنون
تصدیق کرنیوالون متعدد اور متغایر کے ہوتے ہین زیرا کہ تشخص اعراض کا تابع تشخص موضوعات
اونکے کے ہے پس یہہ معنی قضیہ کے قائم ساتھ ذہنون مومنین کے ہے غیر اوس معنی کا ہے
کہ قائم ساتھ ذہنون اہل کتاب کے ہوگا نہایت کار کا وہ کہ باعتبار اتحاد طرفین اور
نسبت فیما بینہما کے مماثلت متحقق ہے پس استعمال لفظ مثل کو ساتھ نظر اس مغایرت کے
محل صحیح ظاہر ہوا گو عرف مین مغائر جانین لکن حقائق لا تنقض من العرفیات
پنجم وہ کہ حرف با بیچ لفظ مثل اور ایسی ہے لفظ به مین واسطے ترتیب کے ہے نہ صلہ ایمان
کا اسی صورت مین معنی کلام کے ایسے ہوئے کہ جو اہل کتاب ایمان لاوین بمانند اوس
دلائل کے کہ تم ساتھ اوس دلائل کے ایمان لائے البتہ راہ یاب ہون اور شبہہ نہین کہ ایمان
ہر چند یعنی مومن بہ کے واحد ہے لیکن دلائل اوسکے بیشمار ہین جیسا کہ مومنین کو دیکہنا
اور سننا احوال پیغمبر اپنے کا اور معجزات اوسکے کا دلیل ایمان کے بجمیع سمعیات سے ہے
ایسے ہی یہودیون کو دیکہنا اور سننا احوال اور اوضاع پیغمبر اپنے کا اور کتاب اپنی کا
دلیل ہو سکتا ہے اور ایسے ہی نصاری کو اور منظور تحصیل ایمان ہے ساتھ

ترجمہ قرآن

بئسما اشتروا به انفسهم ان يكفروا بما انزل الله بغيا ان ينزل الله من فضله على من يشاء من عباده فباءو بغضب على غضب وللكافرين عذاب مهين

ان چیزون کے کہ مذکور ہوئین نہ تعین طریق اور دلیل کا بنابر اوسکے لفظ مثل کا لانا ضرور تھا ششم وہ کہ مراد مثل سے ایک ترتیب دوسری ہے ورائے اس ترتیب کے اورحاصل کلام کا وہ ہے کہ ایمان ساتھ جمیع ان چیزون کے ضرور ہے خواہ ساتھ اس ترتیب کے ہو خواہ ساتھ ترتیب دوسری کے مثلاً اگر یہود اول ساتھ توریت اور حضرت موسیٰؑ کے ایمان لاوے بعد اوسکے ساتھ انبیاؤن دوسرون کے اور شریعتون اون کے کی بھے جائز ہے اور ایسے ہی نصاریٰ اگر اول ساتھ عیسےٰؑ کے ایمان لاوین اور بعد اس سے ساتھ انبیاؤن دوسرے اور شریعت اونکے کے بہی جائز ہے اسجگہ جاننا چاہیئے کہ آیت مین فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ کے وعدہ کفایت عاجلہ کا فرمایا ہے اور بعد نزول اس سورۃ سے بیچ چند سال کے موافق اس وعدہ کے متحقق ہوا بنو قریظہ کو یہودیون مین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل فرمایا اور بنو نضیر کو جلا وطن فرمایا اور اہل خیبر کو بھی خراب کیا اور وہ آدمی کہ وہان رہے ساتھ کمال ذلت اور خواری جزیہ کے مبتلا ہوے یہی حال ہے یہودیون کا لیکن نصاریٰ پس بیچ اوس وقت کے مصدر کسی کید اور شر کے ہوے تھے بلکہ بادشاہ حبش نجاشی نام مسلمان ہوا اور اہل نجران نے ساتھ صلح اور قبول جزیہ کے تن کو ساتھ اطاعت کے دیا اور قیصر بادشاہ روم نے بھی تکبر اور عناد سے قبول کیا اس جہت سے صدمہ قہر الٰہی مین گرفتار نہ ہوئے اور حاکم نے مستدرک مین ابن عباس رضؓ سے روایت کی کہ انہون نے کہا کہ مین ایک روز روبرو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بیٹھا تھا کہ ناگاہ حضرت عثمان رضؓ آئے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے عثمان تو مارا جاویگا اوس حالت مین کہ سورہ بقر پڑھتا ہوگا اور ایک قطرہ خون تیرے سے اس آیت پر پڑیگا کہ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ ص اور ابن ابی داؤد کتاب المصاحف مین اور دوسرے محدثین معتبر سے روایت کی ہے کہ جب مصری لوگ گھر مین حضرت عثمان رضؓ کے واسطے قتل کے آئے مصحف مجید روبرو انکے تھا اور پڑھتے تھے اول اون اشقیاؤن نے اوپر ہر دو دست انکے کے شمشیر ماری اور خون اون کے جاری ہوا اور اسی آیت پر پڑا ساتھ

موضح القرآن ساتھ اس چیز کے کہ ... سو وہ چیز بہیجا جو کافر بھی مانتے ہیں اس چیز کو جو بھیجا ہے قرآن خدا تعالیٰ نے یعنی قرآن سے کہ جو منکر ہوئے ہیں اس چیز کو اور جو ہے کہ جو بھیجا خدا تعالیٰ نے قرآن اپنے فضل سے جس پر چاہا اپنے بندون سے جسکو لائق جانا اوسکے بتایا تھا سو پھر لائے بہ ہودے ساتھ غصہ پر غصہ خدا تعالیٰ کے اور غصہ کے یعنی بہ ہودے غصہ پر غصہ کے لائق دوسرے اور

اپنی ایک ہاتھ سے اوس خون کو مصحف سے دور کرتے تہے اور فرماتے تھے کہ قسم بخدا کہ یہہ ہاتھ اول
اوس ہاتھ کا ہی کہ لکہا ہے مفصل قرآن کو اور ابن ابی حاتم نے نافع بن ابی نعیم سے نقل کیا کہ
ایک روز مصحف عثمان رض خلفا مین سے ایک خلیفہ کے روبرو واسطے زیارت کے
لائے تھے مین اوس وقت مین حاضر تھا مین نے خلیفہ سے کہا کہ آدمی کہتے تھے کہ مصحف
کنار مین ان کے تھا بیچ وقت شہادت کے اور خون الکا اوپر آیت فَسَیَکْفِیْکَھُمُ
اللّٰہُ کے پڑا ہے اوس خلیفہ نے اس آیت کو کہولا مینے بچشم خود دیکہا کہ اثر خون کا
اوپر اس آیت کے تھا اور عبد اللہ بن احمد زوائد مین زید کی بیٹی عمرہ بنت ارطاۃ
عدویہ سے لائے ہین کہ مین ہمراہ حضرت عائشہ رض کے واسطے حج کے اوس سال
مین کہ حضرت عثمان شہید ہوئے گیا تھا جو مکہ سے مدینہ مین مراجعت کی مینے اوس
مصحف کو کہ بیچ وقت شہادت کے بغل مین ان کے تھا اور اول قطرہ خون کا اوس
پڑا تھا دیکہا مینے کہ اسی آیت پر پڑا تھا عمرہ کہتا ہے کہ اثر اس واقعہ کا ایسا ہوا کہ
کوئی قاتلون ان کے سے ساتھ موت صحیح کے نہ مرا سب بری موت سے مرے باقی رہا یہان
سوال جواب طلب اور وہ یہہ ہے کہ یہی آیت کا آخر سیپارہ سوم سورہ آل عمران مین عادہ
فرمایا ہے اور دو جا مین تغیر اسلوب کا کیا ہے اول وہ کہ بجائے اِلَیْنَا عَلَیْنَا
لائے ہین دوم وہ کہ لفظ وَمَا اُوْتِیَ ماقبل النبیون سے حذف کیا نکتہ اس
تغیر اسلوب کا کیا ہے اور مناسبت ہر کلام کی ساتھ مقام اپنے کے ساتھ کس نوع
کے سمجہ سکین جواب اوس کا وہ کہ مخاطب اس آیت مین جمیع مومنین ہین بدلیل
قُوْلُوْا اور مخاطب اوس آیت مین فقط پیغمبر علیہ السلام ہین بدلیل قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ اور
نزول کو جو متعدی ساتھ الی کے کرتے ہین معنے اوسکے وصول اور انتہا کے ہوتے ہین
اور جو متعدی ساتھ علی کے کرتے ہین معنے اوس کے وقوع بلا واسطہ ہوتے ہین اور مومنین
کو قرآن نازل ہو کر بواسطہ پیغمبر ص پہونچا ہے نہ بلا واسطہ اوپر اون کے واقع ہوا
اور اوپر قلب پیغمبر صلعم کے بلا واسطہ وارد ہے اس جہت سے اس آیت مین
نزول حرف الی کا کیا اور اوس آیت مین حرف علی لیکن جو اول مین تقدیہ نزول کا اس

آیت مین حرف اِلیٰ کو اختیار کیا واسطے توافق نظم کلام کے ذکر مین پیغمبرونؑ کے بھی ساتھ
اسی حرف کے متعدی کیا تا نسق کلام مختلف نہو با وجود صحت معنی کے کسواسطے کہ وصول اور انتہا
عام ہے اوس سے کہ بے واسطہ ہو یا بواسطہ کوئی نص بیچ ثبوت واسطہ کے نہین اور وہ کہ بعضی
اہل عربیت اوپر اس وجہ کے ایراد کرتے ہین کہ جو یہہ فرق صحیح ہوتا آیت مین وَاِذَا
قِیلَ لَهُمْ آمِنُوا بِمَا أَنْزَلَ اللهُ قَالُوا نُؤْمِنُ بِمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا استعمال علی کا صحیح
نہین ہوتا ہے کسواسطے کہ یہہ کلام حکایت یہود سے ہے کہ انبیا نہ تھے اور بلا واسطہ
اون کے نزول نہوا تھا پس جواب اوسکا وہ ہے کہ یہودی اس کلام کو بیچ مقام
افتخار اور مباہات اور تعصب کے کہتے تھے پس مراد اون سے اس کلام مین نزول
بلا واسطہ تھا یعنی انبیاءنا وآبائنا بیچ مثال اس مقام کے مناسب آیا اور اسلاف اپنے کو
طرف اپنی نسبت کرنا مجاز متعارف ہے جیسا کہ بیچ قول بعضے کے سادات کے واقع
ہے ع فینا النبوة والمعراج والکرم اور جو مخاطب آیت سورہ آل عمران مین پیغمبرؑ
مین پس حاجت تفصیل اور اشباع کے نتھے کسواسطے کہ قوت ایمان اون کے اور استیعاب
اعتقاد اون کا ساتھ جمیع معتقدات ایمانی کے معلوم ہے ناچار کلام کو اوس جا مبنی
اختصار پر کیا اور لفظ مَا اُوتِیَ کو بار دگر نہین لائے اور اوپر حرف عطف کے اکتفا کیا بخلاف
اس آیت کے کہ منظور اوس مین تلقین ایمان تفصیلی ساتھ مومنون کے ہے اور ہنوز یہہ طفل
نوآموز اس دبستان کے مین اشباع اور اطناب مناسب حال ان کے کی ہے اور یہی ماسبق سورۂ
آل عمران مین وَاِذْ اَخَذَ اللهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ گذرا
ہے اور جو ساتھ جمیع انبیاء کے دیا گیا ہی اجمالاً اوس سے معلوم ہوا پس اعادہ اوس مطلب کا
پھر بیچ مقام اجمال کے تکرار محض ہوتا تھا ہان بیچ مقام تفصیل اور تخصیص بعضے انبیاؑ
کے ذکر اوس کا مفید ہے بخلاف اس آیت کے کہ سیاق مین اوس کے وہ چیز کہ مشعر ساتھ
دینے کتاب اور حکمت جمیع انبیاء کے اجمالاً ہو مذکور نہین پس اجمال اور تفصیل مین ہر دو
کے ذکر مَا اُوتِیَ ضرور پڑا آئے ہم اوپر اوسکے کہ ذکر مین آنحضرت صلعم اور حضرت
ابراہیمؑ اور اولاد انکی کے لفظ نزول کا ورود فرمایا ہے اور ذکر مین موسیٰؑ

موضح القرآن
اور جب کہین یہودیون کو کہ ایمان لاؤ اوس پر جو بھیجا ہے حق تعالیٰ نے یعنی انجیل اور قرآن تو کہتے ہین کہ ہم ایمان لاتے ہین اوس پر جو اترا ہے ہم پر یعنی توریت کو مانتے ہین اور نہین مانتے جو سوائے توریت کے ہے اور البتہ وہ یعنی انجیل اور قرآن بیچ اور درست ہے خدا تعالیٰ کے پاس سے اور سچا کرنے والا ہے توریت کا جو انکے پاس ہے

اور عیسیٰؑ کے لفظ ما اُوتی لائے یہہ فرق کس راہ سے ہی جواب اوسکا وہ کہ اوپر حضرت
ابراہیمؑ اور اولاد اونکی کے طریق القاے احکام غیب سے نزول ملک حامل وحی تھا پس
جیساکہ اوپر آنحضرتؐ کے بہی ساتھہ اسی طریق کے القای علوم ہوتا تھا جیساکہ سیر سے
معلوم ہے اور ساتھہ موسیٰؑ کے دو طریق اسباب مین سلوک ہی اول دینا الواح منقوشہ
زبرجد سے کہ اوپر اوسکے توریت لکھی ہوئی تہی دوم کلام سننا بلاواسطہ فرشتہ کے نازل
ہوتا تھا جناء المحضر مین کہ خیمہ اور بارگاہ تجلی الہی تھا ان دونو طریق مین نزول عروج تھا
اور ایسی ہی ساتھہ حضرت عیسیٰؑ کے بہی دو طریق مسلوک تھے اول دینا انجیل کا دوسرے
روح القدس کا اون کے سینہ مین پھونکنا اور تکلم ساتہ زبان انکی کی اور ان دو طریق مین
بھی نزول محسوس نہین ہوتا تھا بلکہ یہہ معاملہ قبیل داد وستد سے تھا بنابر تفاوت اس طریق
کے ذکر مین حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے لفظ ما اُوتِیَ کو لائے ہین اور جو اس لفظ
کو ذکر مین انکی استعمال کیا اجمال انبیا مین بھی اسی لفظ کو کار مین لی گئی کہ رجوع متروک
لفظ کی طرف نہوا اور انتشار نظم کلام کا حاصل نہو ساتھہ صحت معنے کے اس جا تک کہ مذکور
ہوا ارکان ایمان اور واجبات اعتقادی تھا اب فرماتے ہین کہ مومنین کو چاہیئے ہے کہ
اوپر اسیقدر کے قناعت نکرین اور اس مرتبہ سے بالاتر ترقی ڈھونڈین اور کہین کہ ہمنے
اختیار کیا صِبْغَةَ اللّٰهِ یعنی رنگ خدا کو اور اپنے کو ساتھہ رنگ اوس کے رنگین کیا ہمنے
جیساکہ رنگ ظاہر اور باطن جامہ مین نفوذ کرتا ہے اور بسبب اوسکے وہ جامہ جامون دوسرے
سے ممتاز ہوتا ہے ایسے ہی توحید الہی رگ اور پوست ہمارے مین پیٹھہ گئے اور جوارح
اور اعضا ہمارے کو اوسنے پکڑ لیا پس ظاہر اور باطن اور قلب اور قالب ہمارا ملک اوسکی سی ہوا
جیساکہ نصاری جب کسیکو اپنے دین مین داخل کرتے تھے یا کوئی فرزند نو پیدا ہوتا تھا اوسکو
نصرانی کرتے تھے رنگ زرد کہ اوسکو معمودیہ نام کرتے ہین ایک ظرف مین ڈالتے تھے
اور اوس نو آموز کو اوس مین غوطہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ اب یہہ شخص نصرانی ہوا
اور ادیان دوسرے سے پاک ہوا لیکن رنگ اونکا دو تین روز مین بسبب غسل اور
ہونے کے زائل ہو جاتا ہے کیونکہ ظاہر جلد پر ہے فقط اور رنگ ہمارا رنگ خدا ہے

موضح القرآن

کہ تہ دل سے جوش کرتا ہے اور ظاہر و باطن کو رنگین کرتا ہے وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً
اور کون ہے خوبتر خدا سے رنگ کرنے مین کس واسطے کہ رنگ مخلوقات کو نہ احاطہ ہے نہ بقا
کسواسطے کہ جو رنگ ظاہر ہے محض پوست بدن پر ہے اور جو رنگ باطنی ہے پس نیز
مخصوص ساتھ ایک قوت کے ہے قوتون باطنہ سے مگر رنگ فلسفیہ محض اوپر قوت عقلیہ
کے ہے اور رنگ بدعت محض اوپر قوت وہمیہ کے ہے کہ مرکب شیطان ہے اور منسوخ
ملتون کا رنگ محض اوپر عادت اور رسم کے ہے اور رنگ محبت دنیا کا محض اوپر قوت
شہویہ کے ہے اور رنگ حکومت اور سلطنت کا محض اوپر قوت غضبیہ کے ہے اور تمام
یہہ رنگ ساتھ ادنی صدمہ کے کہ اوپر ان قوی کے پہونچتا ہے زوال قبول کرتے ہین اور ساتھ
غلبہ رنگ کے دوسرے کے مغلوب ہوجاتے ہین بخلاف اس رنگ جدائی کے کہ نہ ساتھ
پانے شبہون اور حوادث اور مصائب کے تغیر قبول کرتے ہین اور نہ رنگ دوسرا اوپر
اوسکے غالب ہوتا ہے مانند اوسکے کہ رنگ صناعی رنگریزون کا ساتھ آب و آفتاب کے
اور دود اور غبار کے متغیر ہوتا ہے اور رنگ دوسرے بھی تبدیل اوسکا کرسکتے ہین
اور رنگ خلقی کہ جانب خدا سے ہے جیسے یاقوت کی سرخی مرجان کی زردی سنگ موسے
کی سیاہی اور سنگ مرمر کی سفیدی اور علی ہذا القیاس رنگین نباتات اور فواکہ اور ریاحین
اور حیوانات چرندہ اور پرندہ کے تغیر اور تبدیل نہین قبول کرتے جیساکہ ضیاء مختارہ بروایت
ابن عباس رض آنحضرت ع سے لائے کہ ان بنی اسرائیل قالوا یا موسی ھل یصبغ
ربك فقال اتقوا الله فناداه ربه یا موسی سالوك ھل یصبغ ربك فقل نعم
انا اصبغ الالوان الاحمر والابیض والاسود والالوان کلھا فی صبغی و
انزل الله علی نبیه صبغة الله ومن احسن من الله صبغة پس قسم یہ رنگ
باطن ہمارا کہ رنگ خدا ہے زائل ہو سکیگا حال آنکہ ہم ہمیشہ فکر مین باثبات اور دوام
اوس رنگ کے ہین اور دائما بیچ علاج بقاے اوسکے کے اور جلا اوسکے کے کوشش کرتے
ہین ہم وَنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ یعنی اور ہم محض اوسکو عبادت کرنیوالے ہین اور عبادت
رنگ باطن کو دور کرتی ہے اور قلب و جوارح کو تصقیل و تصقلہ کرتی ہے پس وہ رنگ ہمیشہ بارونق

موضح القرآن

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَکُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا

رہتا ہی بلکہ روز بروز ترقی پر ہے عین الخصوص جو عبادت بروجہ اخلاص ہو بے آمیزش ریا اور عجب
اور تعصب قومیت اور محافظت ہر اسم کی کہ چھپنے مین زنگ کے آئینہ باطن سے تریاق
مجرب ہے آگے ہم اسبات کی تحقیق پر کہ یہہ خدا کا رنگ جسکی ساتھ مومنونکو اختیار کیا ہی اس سے مراد
کیا ہی اصح وہ ہے کہ وہ رنگ ملکہ انقیاد اور اطاعت اور اطمینان ساتھ اوامر اور نواہی اوسکی کی ہے
غرضکہ بیچ ہر حکم اوسکے کی باعث اوس امتثال کی ساتھ کمال نشاط اور رغبت کے ہوتا ہی
اور تعصب اور سخن پروری اور حفظ وضع اور آئین اپنی کے ساتھ رسم اور آئین آبا اور اجداد اپنی کے
سستی یا تحمل مشقت سی ساتھ قبول خلاف وضع اور گرانی غیر مالوف باقی نہین چھوڑتے اور یہہ ملکہ
غیر ایمان سے ہی بسبب ورزش اور کمال ایمان کی حاصل ہوتا ہی اور طاعات اور عبادات اور حالات
محمودہ خوف اور حیا اور محبت اور شوق اور انکسار اور تواضع اور دوام حضور اور نگرانی اور تورع اور
تقوی تمام آثار اسکے سی ہے اور قلب سے قالب تک کو محیط ہوتا ہے اور واسطے اسیکے اوسکو تشبیہ
ساتھ رنگ کے دی ہی اور اسی سے ہی کہ جو کوئی ساتھ اس حد کے تابع مرضی کسی کا ہوتا ہے کہتے
ہین کہ فلانا ساتھ رنگ فلانی کے رنگین ہوا ہی اور دوسرے مفسرین نے اس رنگ کی تفسیرین
رنگا رنگ اور گوناگون کے ہین بعضے نے کہا ہی کہ قبول دین اسلام کو نابر مشاکلت فعل نصاری کے
کہ لڑکون اور اولاد اپنی کو ساتھ آب زرد کے رنگین کرکے کہتی تھے کان صار نصرانیا حقا اس عبارت
مین رنگ خدا نام کیا ہی اور بعضے نے کہا ہی کہ مراد صبغۃ اللہ سے فطرت اللہ ہے کہ ہر فرد انسانی کو
اوپر اوسکے پیدا کیا ہی جیسا کہ جاے دوسری مین ارشاد ہوا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا
لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ اور فطرت جو مقرر کی ہوئی خدا کی ہے بے صبغ آدمیون کے مشابہت
ساتھ رنگ طبع کے رکھتی ہے اور مذہب اور ملل متصرفہ مثل یہودیت اور نصرانیت اور مجوسیت
یا ساتھ القای شیطانی کے بیچ نفس کے جا پکڑتی ہے یا ساتھ اغوای ماں اور پدر کے اور قوم اور قبیلہ
کے حدیث شریف مین وارد ہی کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام فابواہ یہودانہ وینصرانہ و
یمجسانہ اور بعضے نے کہا ہی کہ مراد اوس سے ختنہ ہی کہ اثر ظاہر انقیاد دین الہی کا بدن پر بمنزلہ رنگ کے
اوپر جامہ کے ہی اور بعضے نے کہا ہی صبغۃ اللہ عبارت ہے کیفیت نفسانیہ سے کہ بندہ کو
ساتھ خالق کے بہم پہونچتی ہے اور بسبب دوام مزاولت کے حکم رنگ کا پکڑتی ہے باطن اور ظاہر مین

سرایت کرتی ہی مثل دوام حضور ساتھ شوق کے اور وجد کے نہایت صفا اور طہارت کی ساتھ انکسار اور فنا سے
نفس کے اور عرف صوفیہ مین اوس کیفیت نفسانیہ کو نسبت الی اللہ نام کرتے ہین بلکہ ایک جماعت نے اونمین سے
نسبت ہر لطیفہ کو رنگ جداگانہ یعنی سفیدی اور سرخی اور سیاہی اور زردی اور سبزی سے ثابت کیا ہی اور
جو اہلکتاب کہین کہ جو تم فی الحال اپنے کو برنگ خدا رنگین کرتے ہو اور ساتھ عبادت اوسکی کے مشغول ہوتے ہو تو ہم سالہا
سال اور قرنون سی ساتھ رنگ خدا کے رنگین ہین ہم اور ساتھ عبادت اوسکے کی مشغول اور دین ہمارا اقدم
تمہارے سے ہی اور کتاب ہماری قبل کتاب تمہاری سے آئی اور درمیان ہماری نبوت اور رسالت مستمرہ رہی اور
مرتبہ نبوت اور محبوبیت خدا واسطے ہماری ہے نہ تمہارے نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ جس طرح
کہ ہم واقف مرض اوسکی کے ہین ہم تم نہین ہو سکتے پس جواب مین اونکی قُلْ یعنی کہہ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِی اللّٰهِ
آیا تم مکابرہ اور مجادلہ کرتے ہو تم ساتھ ہمارے بیچ مقدمہ خدا کے کہ وہ تعالی مالک کسکی سے ہی ہماری
سے ہے یا تمہارے سے مانند مکابرہ اہل دنیا کے بیچ کسی باغ یا کسی زمین کے پس یہہ مکابرہ
اور مجادلہ محض بیجا ہی کسواسطے کہ وہ تعالی جیسا کہ تمہارا ہی ویسا ہی ہمارا ہی ہے وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ
یعنی اور وہ تعالی پروردگار ہمارا اور تمہارا ہی برابر کسواسطے کہ ربوبیت اوسکی عام ہی تمام مخلوقات کے ساتہ
ہر ذرہ ذرات عالم سے پیدا کیا ہوا اور پروردہ اوسکا ہی اور جو کہین کہ عبادات اور طاعات ہمارے اوسکی
درگاہ مین مقبول ہے اور عبادات اور طاعات تمہاری درگاہ مین اوسکی مقبول نہین پس یہہ نزاع
بہی محض بے معنی ہے ہو اسطے کہ جو عبادت اور طاعت موافق فرمودہ اوسکے کیجاتی ہی درگاہ اوسکی
مین مقبول ہے وَلَنَآ اَعْمَالُنَا اور واسطے ہمارے ہین اعمال ہمارے کہ بموجب فرمودہ اوسکی کے اسوقت مین کرتے ہین ہم
وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ اور واسطے تمہارے ہین اعمال تمہارے کہ موافق فرمودہ اوسکی اوسوقت مین منسوخ ہوئے تہی عمل مین
لاتے ہو تم اسقدر فرق ہے کہ اعمال تمہارے بنا بر حفظ رسم آبا اور اجداد اور تعصب کے ساتھ ملا ہوا اور نفسانیت
اور اغراض دنیوی کے ساتہ تہے اور خالص واسطے خدا کے نہی وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ یعنی اور ہم واسطے اوسکے
خالص کرنیوالی عبادت کے ہین کہ اصلا رسم آبا اور اجداد اور تعصب اور نفسانیت اور اغراض دنیوی کو اوس مین دخل
نہین دیتے ہین ہم جو یہہ ہرزہ و مکابرہ تمہارے لیے حاصل ہے پس آیا تم کیا کہتے ہو کہ دین و آئین ہمارا یہہ دین
اور آئین ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق اور یعقوب اور اولاد اون کی سے تہا کیا ظاہر ہے کہ وہ یہودی
اور نصرانی نہوے ہین اور یہودیت اور نصرانیت بعد بنی اوپر حضرت موسی اور عیسی کے مقرر ہوئے

موضح القرآن

قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

اَمْ تَقُوْلُوْنَ یعنی از کمال جہل اور سخن پروری کہتے ہو تم اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ
وَالْاَسْبَاطَ یعنی تحقیق ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد اوسکی باوجود اوسکے کہ قبل نزول توریت
اور انجیل اور قبل تقرر یہودیت اور نصرانیت کے گذرے ہین كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى یعنی تھے یہودی
یا نصرانی اور یہہ دونون شقین باطل ہین اور جو اہل کتاب بنا بر سخن پروری اور تعصب اپنے کے اسی شق کو
باوجود ظاہر البطلان ہونے اوسکی کی اختیار کرین اور کہین کہ البتہ یہہ جماعت یہودی اور نصرانی تھی سا تھ
اوس معنے کے کہ شریعت معمولہ انکی موافق شریعت یہودیت اور نصرانیت کی تھی گو قبل توریت اور انجیل اور
تقرر یہودیت اور نصرانیت کے گذرین ہین پس جواب مین انکی قُلْ یعنے کہہ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ
یعنی آیا تم دانا تر ہو یا خدا نے ہمکو خبر دی ہے کہ مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا وَّلٰكِنْ
كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اور یہی بیچ قصہ بنا ے کعبہ کے فرمایا ہے کہ حضرت
ابراہیم اور حضرت اسمعیل نے دعا کی ہے وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا اور بھی خدا تعالیٰ نے ان کو فرمایا ہے
وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ اور شریعت مین یہودیون اور نصرانیون کی مناسک حج خانہ کعبہ کے کہان ہین اور رکوع
نماز مین کہان بلکہ توریت اور انجیل مین نصوص جلیہ موجود ہین اس مضمون پر کہ حضرت ابراہیم اور اولاد انکی
اوپر محض حقیقت حنفیت کے تھی اور حرمت سنت اور دیگر خواص یہودیت کے اوپر انکی مقرر نتھی اور علی ہذا
القیاس لوازم نصرانیت مثل تعظیم یوم الاحد شریعت مین انکی نتھی لیکن تم اوس نصوص صحیحہ کو بیچ وقت مناظرہ
اور مجادلہ کے بنا بر تعصب اور سخن پروری اپنے کی چھپاتے ہو تم اور ظاہر نہین کرتے تو خفیفا ور ملزم نہو تم وَ
مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً یعنے اور کون ہے ظالم تر اوس شخص سے کہ مخفی رکہا اور چھپا وے ایک شہادت
کو بھی کہ ثابت ہو عِنْدَهٗ یعنے نزدیک اوسکی کہ وہ شہادت مِنَ اللّٰهِ طرف سے خدا کے ہو اور تم ان تمام
شہادتون صحیحہ کو چھپاتے ہو اور اوپر اسیقدر کے بھی اکتفا نہین کرتے ہو تم بلکہ تحریف اور تغیر اور تبدیل
اون نصوص کا کرتے ہو تم وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ یعنی اور نہین خدا غافل اوس چیز سے کہ کرتے ہو
تم اس کتمان اور تحریف اور تغیر مین دیکہو اگر ہرکارہ بادشاہ ذی اقتدار کا تمپر نگہبان ہو اوس سے ڈر کر
ہرگز فرمان مین اوسکے جعل و تلبیس نہین کرتے ہو اور اوس بادشاہ بادشاہون سے کہ اقتدار بادشاہو
کا اوسکی اقتدار کی نسبت کچہہ نہین اور وہ آپ اوپر تمہارے نگہبان اور مطلع ہی نہین ڈرتے ہو تم اور بیچ فرمان
اوسکی کلام مین جعل و تلبیس کرتے ہو تم اور اوپر اوسکی غرہ ہوتے ہو تم کہ ہم اولاد انبیا کی ہین اور

اسلاف مین مقبولان بارگاہ ایزدی ہوئے ہین اور ہمارے فرقہ مین نبوت اور رسالت مستمرہ رہی ہے
اور انکو خدا محبوب رکھتا تھا پس یہ خیال تمہارا کچھہ فائدہ نکریگا چاہئیے کہ اعمال اپنے کو موافق اعمال اون اسلاف
کے کرو تم تو رستگار ہوگے تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ یعنی وہ گروہ ایک جماعت تھی جو گذری اور اعمال اپنے
ہمراہ اپنے لیگئے اور واسطے تمہارے اون اعمال کو ذخیرہ چھوڑ کر نگئے ہین کہ تمہارے کام آوے مانند مال
متاع دنیوی کے کہ باپ فرزندون کے واسطے چھوڑ جاتے ہین اور وہ وقت افلاس و احتیاج کے کام آتا ہے
لَهَا مَا كَسَبَتْ یعنی واسطے اوس جماعت گذری ہوئی کے جزا ہے جو کہ کسب کیا ہے اور جو واسطے تمہارے اوس
عمل کو چھوڑ کر جاتے جزای اوس اعمال کے اونکو نہ پہونچتی بلکہ تمکو پہونچتی وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ یعنی اور واسطے
تمہارے ہی جزا اوس کی کہ کسب کرتے ہو تم اور جو گناہ تمہارے وہ اوٹھاتے جزا اون گناہون کی
اونکو پہونچتی نہ تمکو اور جزا عمل بغیر عامل اوس عمل کے دینا نزدیک تمہارے ہی خلاف عدل اور
منافی حکمت کے ہے کس طرح تم متوقع جزاے اعمال اونکی کے رہتے ہو تم وَلَا تُسْأَلُونَ
عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ یعنے اور نہ سوال کئے جاؤگے تم اوس چیز سے کہ وہ جماعت
گذشتہ عمل کرتے تھے اور جزای اعمال کے نہین ہوتے مگر بعد سوال سے اور سوال
شخص کا عمل غیر سے غیر معقول ہے کس واسطے کہ ہر شخص اوپر اعمال غیر اپنے کے اطلاع
نہین رکھتا ہے تو کہ عہدہ جواب اوسکے سے برآوے پس یہہ خیال تمہارا محض سفاہت
اور بے عقلی ہے اور اس تقریر سے معلوم ہوا کہ تکرار اس آیت کی اس مقام مین باوجود
اوسکے کہ نزدیک گذرے ہے تکرار معنوی نہین کہ مخل بلاغت ہو کس لئے کہ مقام اول
مین غرض اس آیت سے وہ تھے کہ اعمال اور افعال تمہارے ساتھہ کسی وجہ کی مناسبت
ساتھہ اعمال اور افعال سلف گذشتہ تمہارے کے نہین رکھتے اور وصیتین اون کے
مریج تمہارے معمول بہا نہین اور اوس مقام مین جو کہ اقدام اوپر کتمان شہادت اور
پوشیدہ کرنے حق واضح کے اور ایسی ہے ارتکاب دوسرے اعمال قبیحہ کا ۔۔

تمت

الحمد للہ کہ ترجمہ تفسیر عزیزی پارہ الم کا مطبع فاروقی دہلی مین طبع ہو کر اختتام ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ علی رسولہ الامین

اما بعد جو بقیہ تفسیر پاؤ پارہ سیقول افتخار المفسرین حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ کی تھی۔ اسکا ترجمہ بامحاورہ اردو مین جناب سید محمد ہاشم علی صاحب دہلوی نے بایمای سید شیر علی صاحب کے محمد حسین خان صاحب مالک مطبع مصطفائی نے کرواکے اپنے مطبع نامی گرامی مین طبع کراکے شایع کیا تھا اب وہ تفسیر نایاب ہو گئی تھی۔ اور شائقین ومحبین کی طلب وخواہش بکثرت تھی لہذا اس عاجز محمد معظم مالک مطبع ہذا نے اہل علم سے صحت کرانے مین سعی بلیغ کی اور جو آیات ترجمہ سے رہ گئی تھین انکا بھی ترجمہ کراکے قالب طبع مین لایا حق تعالی اسکو مقبول اور کارگزاران اور اس عاجز کی سعی کو مشکور فرماوے آمین یا الہ العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پارۂ سیقول سورۂ بقر ترجمہ تفسیر عزیزی

جیسا کہ چھپانا امر حق کا اور اعتماد کرنا اوپر اعمال صالحہ اپنے بزرگون کے تم مین بسبب بیوقوفی کے ہے ایسے ہی منجملہ تمہارے ایک ایسا گروہ ہے کہ اون کے حماقت قریب تر ظاہر ہوگی سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ کہ عنقریب کہین گے چند ایسے بیوقوف اور بے عقل کہ صرف باعتبار صورت ظاہر کے مِنَ النَّاسِ آدمیون مین سے ہین ورنہ بلحاظ بے عقلی اور بیوقوفی کے آدمیت اون مین نہین ہے جب کہ دیکھین گے مسلمانون کو کہ ایک قبلہ سے دوسرے قبلہ کی طرف نماز مین پہر گئے مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا کہ کس چیز نے پھیر دیا انکو اوس قبلہ سے کہ جسپر ابتک تھے کیا اوس قبلہ مین کچھ نقصان پایا ہے کیا اس دوسرے قبلہ کی انپر بزرگی اور خوبی ظاہر ہوئی ہے کہ اوسکو چھوڑ کر ادھر مڑ گئے اگر وہ قبلہ ناقص تھا اور یہ کامل تو پہلے ہی کامل کو کیون نہ پکڑا اور ناقص کو کیون نہ چھوڑ دیا سو یہ باتین انکی ناعاقبت اندیشی کے ہین کیونکہ اگر بنابر عداوت یہود کے قبلہ اول کو چھوڑتے اور صرف جمعیت اپنی قوم کے کہ مکہ مین ہین مکہ کو قبلہ بناتے تو دین مین تعصب اور جانب داری ثابت ہوتی نہ طلب حق اور جب اونسے یہ کلام سنو تو

موضح القرآن
یعنے یہودی اور مشرک چاہتے ہین کہ ہماری ہزار ہزار برس کی عمر ہووے اور نہ جانتے ہین کہ بہت جینا ان کا عذاب سے نہ بچاوے اگر عمر پاوین بڑی یعنی ہزار برس جیوین تب بھی عذاب مین گرفتار ہونگے اور خدا تعالیٰ دیکھتا ہے اُن کامون کو جو یہ لوگ کرتے ہین

شان نزول
بعضے کہتے ہین کہ جبرئیل فرشتہ قرآن کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس لاتا ہے اور جبرئیل ہمارا دشمن ہے اور ہمارے ساتھ ... کرتا ہے ... دین کو ...

قُل کہہ دیجیو کہ ان باتون مین سے کوئی بات بہی ہماری تئین پہلے قبلے سے منہ موڑنے کا باعث نہین ہوئے کیونکہ ہم تابع حکم خدا تعالیٰ کے مین نہ اپنی عقل ناقص کے پسند کے اور نہ تعصب اور جانب داری کے سبب اسکا حکم خدا تعالیٰ کا ہی کہ اتنے مدت تک اوسکے استقبال کا حکم تھا اور اب اس قبلہ کا حکم ہوا ہے اور چونکہ اصل عبادت ہمارے صرف خدائے تعالیٰ کے لئے ہے نہ کسی مکان کیلئے اور خدا تعالیٰ کیلئے کوئی ایک جہت یا ایک مکان مقرر نہین ہے لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ بلکہ سب زمین مشرق و مغرب خدا کی ہے جدھر چاہے اور ہر ہم سے اپنے تئین سجدہ کروائے اور جس جگہہ کو چاہے قبلہ کر دے اور جس قبلہ کو چاہے موقوف کر دے پس ہم سے سبب اسکا پوچھنا کمال بیوقوفی تمہاری ہے جیسا کہ بے وقوف پوچھتے ہین غلام سے کہ جو کام کہ پہلے کرتا تھا اب کیون نہین کرتا ہے اور یہہ نہین جانتے ہین کہ غلام اپنے مولی کا تابع ہے جب تک چاہے جو کام لیوے اور جس کام کو چاہے اوس سے لینا موقوف کر دے اور اگر تم اسرار اور حکمت مالک کی مختلف احکام کی دریافت کیا چاہتے ہو تو اوّل تو ہم اوسکی تمام مخفی حکمتون اور بہیدون پر مطلع ہو سکتے ہین نہ تم اوسکے سمجھنے کی لیاقت اور استعداد رکہتے ہو وجہ یہہ کہ اون بہیدون کے سمجھنے کیواسطے ایک حوصلہ چاہیئے پھر واضح ہو کہ قبلہ کا مقرر کرنا صرف ظاہر کرنا راہ عبادت کا ہی نہ یہہ کہ قبلہ داخل اصل عبادت ہی اور راہنمائی خدا تعالیٰ کی اپنے بندونکو مختلف ہی کیسکو کسی راہ سے اور کیسکو کسی طور سے راہ نمائی ہوتی ہی يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ جسکو چاہتا ہے اپنے بندون مین سے ہدایت کرتا ہے اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ط براہ راست کہ عبادت معرفت کیلئے بہت قریب راستہ ہی چنانچہ ہمکو بہترین قبلہ کی طرف متوجہ کیا ہی اور تفصیل اسکی یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سوائے قوت عقلیہ کے کہ ذریعہ ادراک مجردات کا ہے قوت خیالیہ بھی عنایت فرمائے کہ عالم اجسام مین بذریعہ اوسکے فکر اور سوچ کرتا ہے کہ مجرد قوت خیالیہ کے قوت عقلیہ کو قوت اور استحکام بہت حاصل ہووے جیسا کہ جہندسہ جبتک کہ صورت اور شکل اپنے خیال مین مرتب نہ کرے تب تک مقادیر کا ادراک بخوبی ہو سکے گا اور ایسے ہی جبتک کہ امیر اور بادشاہ کے چہرہ کا خیال سامنے نہ ہوگا تب تک قدرت کاملہ اوسکے ثنا و صفت پر نہ ہو سکے گی اوسکا استقبال کرکے ثنا و صفت مین مشغول ہوتا ہی اور ایسے ہی اصل عبادت کہ خشوع اور نیاز ہے جبتک کہ سکون یعنی اطمینان از جنبش اوس کے

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ

[حاشیہ کی ترجمہ سطور زیادہ تر ناخوانا]

بدن کو نہوا اور دائین اور بائین التفات اوسکو نہو تب تک حاصل نہین ہو سکتا ہی اسیلئے ایک طرف
کا التزام ضرور ہے کہ سوائے اوسکی اور طرف توجہ اور التفات نہوتا توجہ باطراف دیگر نہو منتشر
کر تلف کرینوالا خشوع و نیاز کا ہے اور ظاہر ہے کہ ظاہر و باطن مین ایسا لگاؤ ہے کہ ایک طرف
عزیمت توجہ ظاہر مین موجب اتحاد عزیمت توجہ باطنی مین ہوئی ہی اسیلئے ظاہر مین ایک طرف
متوجہ ہونا نماز مین موجب توجہ باطنی و ظاہری کا ہی اور یہ بھی چاہیئے کہ تمام خلقت کا ایک قبلہ
ہووے کہ جیسا اونکا ظاہر ایک چیز پر متفق ہو ویسا ہی اونکا باطن بھی متفق ہو جاوے تاکہ موجب
باہمی اتفاق ظاہرا و باطنا ہووے اور تاکہ حصول انوار و برکات عبادت پر اونکا باطن متفق
ہووے تو ایک روشنی کامل اوس عبادت سے دل پر پیدا ہووے جیسا کہ ایک مکان مین ایک طرف
ہجوم چراغون کا موجب ازدیاد روشنی کا ہوتا ہے اور یہی حکمت جمعہ اور جماعت کے
مقرر کرنے مین ہے کہ پنجگانہ نماز مین اہل محلہ جمع ہوتے ہین اور جمعہ کی نماز مین اہل شہر جمع
ہوتے ہین اور حج مین تمام جہان جمع ہوتا ہے اور چونکہ ہر وقت نماز مین جمع ہونا سب خلقت
کا ایک مکان مین ممکن نہین ہے اسلئے مقرر کرنا اوس مکان کا استقبال کے لئے نماز مین بجای اوس
مکان کے فرضا یا مستحبا کمال مصلحت ہے اور اوس مکان اور اوس جہت مین کوئی ایسی خوبی نہو کہ
جیسا اور مخلوقات مین خوبیان محسوس یا معقول ہوتی ہین مثلا قبرین کہ اون مین انبیا اور اولیا و
اور سورج اور چاند اور دریا اور آگ تا عبادت عوام کے بجانب اوس مخلوقات یا اوس کمال
محسوس و معقول کے واقع نہووے اور توجہ جناب باری کی نہو مانند عینک نیلے رنگ کے کہ نظر
اوسکی رنگت پر نہین پڑتی ہے فورا شخص مقصود پر بے اوسکی رکاوٹ کے جا پڑتی ہے اور ایسے
ہی قبلہ کا ہونا موقوف اوپر حکم سماوی و غیبی کے ہے عقل کو اوس مین مداخلت نہین
اور چونکہ عبادت حق خدا یتعالی کا ہے اور کسی کا حق بدون اوسکے حکم کے اور کسی کام
مین نہین لا سکتے ہین جیسا کہ تنخواہ بے اجازت مالک کے کسی کو نہین مل سکتی ہے اور مکہ کو
کہ سب مکانات مین افضل اور تمام جہات مین اکمل ہے بواسطہ حضرت آدم ع کے
کہ نوع انسان کے باپ ہین اور بواسطہ حضرت ابراہیم ع کے کہ سب مذہب اور ملتین اون کے
ملت کے تابع ہین علیہما و علی سیدنا الصلوۃ والسلام قبلہ گردانا گیا ہی کیونکہ کعبہ معظمہ مبدء

من کان عدوا — کہہ جو کوئی ہووے دشمن جبرئیل کا پس وہ جبرئیل اتارا ہے اسمان سے قرآن کو اوپر دل پاک تیرے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حکم اللہ کے سچا بتانے والا ہی سیدھی راہ اور خوشخبری دینے والا ہی قرآن اوس چیز کو جو قرآن سے آگے ہے یعنی توریت اور انجیل اور قرآن راہ دکھانے والا ہے سیدھی اور خوشخبری دینے والا ہے ایمان لانے والون کو نعمتون کی جنت مین عدوا للہ و

اور خاک پیدائشی انسان کا ہی کہ اوس سے زیادہ کسی اور مبدء کا حس معلوم نہین ہوتا ہے اور یہہ عبادت
کا کام بھی حس کا کام ہے اسلیئے مبدء حس کو قبلہ کا حس کا کیا گیا اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ زمین
تمام عناصر انسانی مین اصل ہے اور اسیلیے اسکو نیچے پھیلایا گیا اور بچھایا گیا اور قاعدہ ہے کہ
ظاہر مین سب عالم اپنے مبدء ظاہر کے لئے متوجہ ہوئے مین پس اس حکمت سے کہ قبلہ اوسطرف
مقرر ہوا باطن عالم بھی ساتھ مبدء باطن کی متوجہ ہوا اور دونوامر مطابق ہوئے یعنی ظاہر ظاہر کے
اور باطن باطن کے اور یہہ بھی روایات سے ثابت ہے کہ جب حکم خداوندی آسمان و زمین
پر نازل ہوا کہ ائتیا طوعا او کرھا آؤ تم خوشی سے یا لاچاری سے تب خاص اس جا سے
ذرہ حضرت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجابت حاضری کی عرض کی اور اس جا کی مقابل جو
سات آسمان ہین وہ بھی شریک اس اجابت کی ہو کر عرض کرنے لگے اتینا طائعین حاضر
ہوئے ہم خوشی سے پس جبکہ اس جگہہ نے فرمان خداوندی کی قبول مین سب پر سبقت کی ہے
تو اسکو قبلہ نہ کرنا عبادت مین خلاف قدردانی اور جوہر شناسی کی ہر اسی لئی یہہ جگہ قبلہ ہوئی
مگر چند دن کے لئے یعنی حضرت موسیٰ کے زمانہ سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہما السلام والصلوٰۃ کے
زمانہ تک بیت المقدس اسلیئے قبلہ کیا گیا تھا کہ وہان ایک پتھر معلق زمین سے ہی نہایت ہولناک کہ تخویف
کے لئے گویا جلال اللہ ہے کہ چارناچار اوسکے نیچے سر جھکا دیتے ہین اور امت موسوی محبت اور
شوق الٰہی سے ایسی بیخبر تھے کہ بدون اس دباغت ظاہری کی عبادت نہ کرتے تھی اسلئے
پیغمبرون کو کہ مقتدا اون کے تھی اوس پتھر کے استقبال کا حکم ہوا اور بیت المقدس ایسا مکان
بزرگ ہے کہ قیامت مین تجلی عرش الٰہی کی اوسپر ہوگی اور اوس کے گرد حشر ہوگا کہ اوسکی
سامنے بازپرس روز حساب وزن اعمال کا ہوگا اور اسی لئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے
جو اس پتھر پر قبہ بنایا اور اوسکی گرد مسجد بنائی تو باہر مسجد کے بہشت اور دوزخ کی تصویر
بنائی تا کہ قیامت کے میدان کے ہولناک واقعات یاد رہین کہ وہ یہی میدان ہے اور حضرت
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم شروع رسالت سے حضرت آدم اور حضرت ابراہیم علیہم
الصلوٰۃ والسلام کی خوبیون و صفتون کے ساتھ موصوف تھے اور کعبہ معظمہ کے اندر نشو
ونما پایا اور اوسی کی تعظیم صغرسنی سے دل مین بیٹھے اسلئے اول اوسی کی استقبال کا حکم ہوا

کہ وہ سب مین افضل و اکمل قبلہ ہے یہانتک کہ شب معراج مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس گئے اور اوسکی جوار مین ارواح انبیا علیہم الصلوۃ سے ملاقات ہوئی اور اون کے انوار و برکات نبوت کے ساتھہ کمال آدمی اور ابراہیمی کے شامل ہوگئی اور وہان سے آسمان پر گئے اسلیئے چند دن کے لئے ضرور ہوا کہ واسطے کامل کرنے آثار و برکات مرتبون اون پیغمبرون کے کہ انکو حاصل ہوئی اور نیز واسطے شکر اس بات کے کہ وہان معراج ہوئی بیت المقدس کا استقبال کرنا ضرور پڑا اور اس کے بعد جب تک کہ مکہ مین رہے کعبہ کا استقبال کرکے بیت المقدس کی طرف نماز پڑہتے رہے اور مدینہ مین آکر سولہ مہینے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی پہر کعبہ کیطرف پڑہنے لگے یہہ حدیث بیہقی اور ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے تا انوار اور کمالات انبیاء بنی اسرائیل کے بھی حضرت مین کامل ہوجاوین کہ شب معراج مین حاصل ہوئی تھی کہ اس شب کے سبب ایک بزرگی اور زیادتی حاصل ہوئی تھی اور اسی لئے حضرت ذو القبلتین یعنی صاحب دو قبلہ کے ہوئے کہ یہ خوبی حضرت کیلئے خاص ہے اور فیکی نبی نہوئی اور ابتدائی رسالت مین تو حضرت آدم اور حضرت ابراہیم کے خلیفہ ہوئے تھے اب بعد معراج انبیاء بنی اسرائیل کی بھی خلافت حاصل ہوئی ف اور مدینہ مین استقبال مکہ باوجود استقبال بیت المقدس کی ممکن نہ تھا اسلیئے لاچار حکم استقبال بیت المقدس روز اول ماہ ربیع الاول سے کہ وہ روز خروج تہا تا نصف رجب سال دوم ہجرت کی کہ کچھہ اوپر سولہ مہینے ہوتے ہین اور اسی لئے بعض نے سترہ مہینے بھی کہے ہین بجالائے اور جبکہ کمال محمدی اپنی اوج پر پہونچا کہ سب انبیاء کے کمالات مجتمع ہوئے اور غزوہ بدر بھی قریب آیا کہ یہہ موجب خلافت کبری کا ہے اور انجام رجوع ابتدا پر ہوتی ہے تو استقبال کعبہ کا حکم پہر ہوگیا کہ اس سے کمال کا پورا ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ توجہ ظاہری ساتھہ توجہ باطنی کے موجب توجہ بخدا ہے کہ اوپر ثابت ہوا اور ذکر معراج بر وقت استقبال و عبادت سبب یاد دہی کا ہے کہ وہ موجب یاد جدائی اور مسافت کا ہوتا ہے اب یہان چند سوال ضروری الجواب تحریر ہوتی ہے اول یہہ کہ ابہی تک تبدیل قبلہ نہوا تھا اور آیت قد نری تقلب وجہک فی السماء کہ جس سے قبلہ ہونا

بیت المقدس کا موقوف نازل ہوئی تھی اور گفتگو چند بے وقوفون کے باب تبدیل قبلہ بھی ابھی
نہین ہوئی تھی تو کس لیئے یہہ فرمایا گیا کہ عنقریب چند بیوقوف ایسا ایسا کہین گے سو اسکا
جواب یہہ ہے کہ اکثر مفسرین نے پہلے نازل ہونا قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ
کا سَیَقُوْلُ السُّفَهَآءُ سے لکہا ہے اور یہہ آیت سبب انکی گفتگو کی ہے اگرچہ گفتگو
ظاہر ہوئی تھی اور بفور ظہور سبب دانا پر تدبیر دفع ضرور تر ہے اور اگر نزول بھی موافق
قرأت کی ہو تو بھی اس پیش بندی مین چند فائدے عمدہ ہین مثلاً خبر بالغیب کہ جب تبدیل
قبلہ ہوگی تب یہہ امر در پیش ہوگا کہ یہہ معجزہ اس کلام کا ہے اور یکایک ایک کام کا آن پڑنا
کہ جسکے ساتھ طبع کو بظاہر انس نہ ہو بہت ناگوار ہوتا ہے اور جب کہ پہلے سے اوس کا
ذکر ہولے تو وقوع اوس کا چندان ناگوار نہین ہوتا ہے کہ بسبب فکر سابق کے اوسکے خیال
اور تصور کے ساتہ طبع کو الفت ہو جاتی ہے پس اسی کے موافق تجربہ ہوا کہ پہلے سی معلوم ہوگیا
کہ تبدیل قبلہ ہوگی اور بے وقوف لوگ یہہ باتین بنائین گے جب یہہ سب واقعہ ہوا تو کچھہ ناگوار
نہ ہوا اور جب کہ پہلے سے دشمن کی تدبیر سے واقف ہو جاوے تو تدبیر اوسکی دفع کی کرکے
آمادہ رہیگا تا بروقت فوراً دفع کرسکین اور محتاج فکر کی اوس وقت نہ ہون کہ یہہ باعث
حرج اور مضرت کا ہی اور عرب مین یہہ مثل مشہور ہے کہ تیر اندازی سے پہلی تیر کے ریش لگانے
چاہیئے کہ اگر وقت پر ریش نہ ہوگی تو دہوکا ہوگا دویم کونسا امر انکی بیوقوفی پر دلالت کرتا ہی جواب
جانتے تھے کہ مسلمان بحکم خدا کے کوئی کام نہین کرتے پھر سبب تبدیل قبلہ کا پوچھنا اونکی کمال
بے عقلی کی دلیل ہے اور سفیہ اوس شخص کو کہتے ہین کہ مال اپنا بے فائدہ آخرت کے خرچ
کرے کہ اس آیت سے مفہوم ہوتا ہے وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ
لَكُمْ قِيٰمًا کہ تم بے وقوفون کو اپنی مال نہ دیدو پس ایسا آدمی کہ پیغمبر پر اعتراض کرکے اپنے
آخرت کی مضرت کرے بالاولی بیوقوف ہوگا سوم یہہ مِنَ النَّاسِ سی کیا فائدہ ہے کہ بیوقوف
اور باوقوف دونو آدمی ہوتے ہین جواب کچھہ بیان تو تفسیر مین گذرا اور یہان اتنا بیان کافی
ہے کہ صفت لفظ مِنَ النَّاسِ صفت کاشفہ ہے یعنی وہ لوگ بے وقوف بجز اسکے کہ
آدمی ہین اور کوئی علامت اونکی شناخت کے نہین ہے اور جب کہ بے وقوفون کے

سوال کے جواب کے تعلیم حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو کی گئی تو مسلمانون کو خطاب ہوا کہ جیسا ہمنے تمہارے
لئے قبلہ بہت بہتر کیا ہے ایسا ہی تمہاری ملت بھی سب ملتون سے بہتر کی گئی ہے اور ایسا ہی
تمہارا پیمبر بھی سب پیمبرون سے بہتر اور افضل کیا گیا ہے وَکَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً
وَّسَطًا وسط چیز میانہ کو کہتے ہین جیسا کہ تمام شہر کے بیچ مین ایک حویلی ہو یا درمیان حویلی کے ایک
جا ہے ہووے یا مجلس کے بیچ مین مسند ہو یا حلقہ مین ایک سردار ہو کہ سب اوسکی طرف متوجہ
ہون پس بیچ کی چیز سب اطراف کی چیزون سے بہتر ہوتی ہے ایسے ہی ہمنے کر دیا ہے
تمکو امت درمیانہ کہ پیمبر اور قبلہ اور امت تمہارے سب پیغمبرون اور قبلہ اور امتون سے افضل
ہے تا کہ لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ اس خوبی اور فضیلت کے سبب تم گواہ ہو کہ سب
خلقت پر حکم خدا جاری کیا گیا یہود و نصاریٰ وغیرہ تابعین پیمبران پر اور مجوس وغیرہ تابعین
پیمبران پر اور ایسے ہی دنیا مین حق تعالیٰ نے مسلمانون کو ایسی شوکت ظاہری عنایت
فرمائی ہے کہ اور سب بنی آدم پر حکومت کرتے ہین اور اپنے احکام شرعیہ سے اونکی مقدمات
فیصلہ کرتے ہین چنانچہ نصاریٰ وغیرہ باوجود کمال سلطنت اپنے کے چونکہ دستور القضا
اون کے ہان مرتب نہین ہے فصل خصومات مین مدد ساتھ احکام شرعیہ اسلام کے لیتے
ہین اور اون گروہون نے جب وسعت ذہن اور زیادتی علم اہل اسلام کے دیکھی کہ اونہون نے
اونکی علوم کی حقیت یا بطلان پر گواہی دی تو وہ اپنی خطا پر متنبہ ہوئے اور اوسکی تغییر مین
لگے مثلاً نصاریٰ کو تین خدا کہنا اور یہود کو اعتقاد تشبیہ کا اور ہنود کو اعتقاد حلول کا اور
فلاسفہ کو اعتقاد توسیط عقول اور نفی علم جزئیات کا اور قدیم ہونا عالم کا اور فنا ہونا عالم کا
بعد مفارقت کے اور مجوس کو اعتقاد حلال ہونا محرمات کا غلط ظاہر ہوا اور یہی جودت طبع
بیچ نکالنے صنعتون کے اور الوان طعام کے اور استعمال لذیذ چیزون کے اور ترتیب مکانات
بافضا اور آسایش اور رفاہت بوجہ حلال کے اللہ تعالیٰ نے انکو ایسی دی ہے کہ پیشوا سے
سب گروہون کے ہوگئے اور بیچ عبادت اور ریاضت اور صفائی نفس اور روشنی باطن اور
حصول ثمرہ مجاہدات اور کشف امور آیندہ کے ایسا رتبہ انکو حاصل ہوا ہے کہ وہ لوگ بھی
انکی پیروی کر کے فخر کرتے ہین کہ ہمنے بھی یہ رتبہ حاصل کیا ہے شعر آدمی کرتا ہے جیسی حرکتین ٭

موضح القرآن
پھینک دیا ایک فرقے نے کتاب والون سے یعنی دونون عالمون نے اللہ کی کتاب کو اپنی پیٹھ کے پیچھے جان بوجھکر گویا کہ وہ نہین جانتے کچھ کلام خدا تعالیٰ کا
وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ
اور پیچھے لگے اس چیز کے جو پڑھتے تھے شیطان سلطنت مین سلیمان کی [illegible]

سب کے سب وہ حرکتین بندرہین ہین اور یہی حکم شرعی اجماعی اس امت کا ایک ایسی حجت ہی کہ تمام خلقت کا مقبول ہوتا ہے مثلاً گواہون سے مقدمہ مدعا علیہ پر ثابت ہو جاتا پس یہہ امت اتباع کے لئے سب خلقت مین ایسی ہی جیسے پیغمبر اپنی امت مین واجب الاتباع ہوتا ہے اور آخرت مین جبکہ پیغمبرون اور اونکی امتون مین مخاصمت ہوگی اور امتین اونکی تبلیغ کی انکار کرین گے تو یہہ امت پیغمبرون کے لئے گواہی دیگی اور یہہ گواہی اسلئے قبول ہوگی کہ بہ نسبت اور امتون کے اس امت نے بہت جلد خدای تعالی اور سب انبیاؤن کی تصدیق کی انکو بہ نسبت اورون کے متقی اور عادل کیا گیا اور اورون کو فاسق و دروغگو پس گواہی عدول کی مقبول ہوتی ہے نہ فاسق اور دروغگو کی اور یہہ امت سب کے بعد ہی اسلئے بلحاظ خبر وہی خدایتعالی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سب احوال گذشتہ پر انکو علم حاصل ہوا اور گذرے ہوؤن کو آیندہ کا حال معلوم نہین ہو سکتا ہی اسی لئے انکی شہادت سلف پر ممکن ہے اور سلف کی شہادت خلف پر نا ممکن اور جبکہ سلف انپر اعتراض کرینگے کہ تم اوسوقت پر نتہے کہ اسوقت کی گواہی دیتی ہو تو یہہ جواب دین گے کہ گواہی کچھہ معاینہ پر موقوف و منحصر نہین بلکہ جب کسی وجہ سے علم اس امر کا حاصل ہو تو گواہی کے لئے کافی ہوگا ہمکو خدا تعالے اکے معلوم کرانے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے یہہ علم حاصل ہو گیا اسلئے گواہ ہین کہ تمہارے انبیا نے تبلیغ کی ہی چنانچہ امام بخاری نے یہہ حدیث بیان کی ہی کہ قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام بلائے جائینگے کہ تم نے تبلیغ کی تھی وہ کہینگے کہ ہان پہر اونکی امت سے پوچھا جائیگا تو وہ کہین گے کہ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہین آیا پہر حضرت نوح سے کہین گے کہ تمہارا گواہ کون ہے وہ عرض کرین گے کہ محمد اور اون کی امت علیہم الصلوۃ والسلام تب یہہ لوگ بلائے جاوین گے تو یہہ گواہی دین گے کہ حضرت نوح نے اس امت پر تبلیغ کی تھی اور یہی معنے ہین قول اللہ تعالی کی کہ کیا ہمنے تمکو اُمَّةً وَّسَطًا یعنی صاحب عدل امام احمد اور نسائی اور ابن ماجہ کی روایت مین یہہ ہے کہ ان سے پوچھا جادیگا کہ تمکو کیونکر علم ہوا کہ تم گواہی دیتے ہو تو یہہ عرض کرینگے کہ ہمارے پیغمبر نے آنکر ہمکو خبر دی تھی کہ سب پیغمبرون نے تبلیغ کی ہے اور منجملہ اس شہادت کے ایک شہادت یہہ ہے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہی بخاری و مسلم حضرت انس سے روایت کرتے ہین کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے

قصہ

سی بادشاہی بہ ... سلیمانی بہ ... دونت آ ... سرپر تبلیغ ... [illegible]

پہر احوال ... بیان ہے ... حضرت سلیمان علیہ السلام ... [illegible]

روبرو کسی کا جنازہ لئے جاتے تھے کہ اوسپر لوگ خوبیاں اوسکی کہتے تھے تو حضرت نے فرمایا کہ واجب ہوئے پھر دوسرا جنازہ گذرا کہ اوسپر برائی کہتے جاتے تھے حضرت نے فرمایا کہ واجب ہوئی حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ کیا واجب ہوا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اوّل کے لئے بہشت اور دوسرے کے لئے دوزخ کیونکہ تم خدای تعالی کے گواہ ہو جیسے تم گواہی دیتے ہو ویسا عمل مین آتا ہے اور حضرت نے یہہ بھی فرمایا ہے کہ اگر کسی مُردہ پر اوسکی چار آدمی ہمسایہ ذکر خیر و نکوئی کرتے ہین کہ ہمارے دانست مین تو نیک تھا تو خدای تعالی فرماتا ہے کہ ہمنے تمہاری گواہی قبول کی اور اسکو بخشدیا اور جو کچھ کہ تم کو اسکے حال کی خبر نہین ہے وہ سب معاف کیا اور یہہ گواہی اون لوگون کی مقبول ہوگی کہ محفوظ اللسان ہون گے اور تین امر خاص اس امّت کے لئے ہین کہ اور اُمتون مین نہان ہین جیسا کہ انبیاء کے لئے تبلیغ مین حرج نہین ہے ایسی ہے ہمارے دین مین بھی حرج نہین ہے اور جیسا کہ انبیا شاہد ہین ویسا ہی یہہ امّت بھی گواہ ہے اور جیسا کہ انبیاء کو حکم عام دُعا کا ہے کہ وہ کرین تو قبول ہوگی ویسا ہی اس امّت کو حکم عام ہے کہ دُعا کئے رہو تو قبول ہوتی رہے گی اور جب پہلی امتین تمہارے عدالت پر انکار کرین گے تو وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا اور ہو ویگا یہ رسول تمہارے لئے گواہ کہ تم عادل ہو کہ گواہی تمہاری قبول کیجاوے کیونکہ رسول بسبب نور نبوت کے ہر شخص کی دیانت اور امانت کا درجہ بخوبی جانتا ہی کہ کس درجہ تک نور ایمان ان کا پہونچا ہے اور کونسا امر یعنی پردہ ترقی سے مانع ہوا ہی اسی لئے جو مناقب کہ صحابہ کرام اور بعض تابعین اور امام مہدی وغیرہ حاضرین و غائبین کی فرمائی ہین اور جو معائب بعضی حاضرین و غائبین کے فرمائی ہین وہ سب واجب الیقین ہین اور یہہ ہی سبب ہے کہ ہر فرد امت کے اعمال حضرت صلعم پر پیش ہوتے ہین کہ فلانے نے آج یہہ کیا اور فلانے نے آج وہ کیا تا کہ حضرت گواہی دے سکین پس جب کہ ایسی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تمہاری عدالت پر گواہی دین تو تمکو اونکی انکار سے کیا ڈر ہے اور یہان چند امور واجب الاظہار ہین اوّل یہہ کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ یہہ اُمت باعتبار درجہ اور رتبہ کے سب سے بہتر ہے اور باعتبار پیدائش کے سب سے پیچھے پس متوسط ہونا اسکا کیا معنے سو جواب اس کا یہہ ہے کہ توسط طبع یا توسط زمانہ یہان مراد نہین ہے

فوائد القرآن
جب حضرت سلیمان کو یہ خبر ہوئی کہ وہ لکھا ہوا صندوق مین بند کر کے زمین مین گاڑ دی جو حضرت سلیمان کا وصال ہوا تب ان سرکش دیوون نے اس صندوق کو نکال کر لوگون سے کہا کہ حضرت سلیمان اسی کے عمل سے بادشاہت کرتے تھے اس سبب سے یہودی حضرت سلیمان کو کہتے تھے کہ جادو اُن سے سیکھی ہو خدا تعالی نے فرمایا کہ سلیمان نے جادو نہ کیا ... لیکن

بلکہ مراد توسط وضع ہی اور توسط وضعی بہتر ہے اور برتری کو ضرور لازم ہے کہ یہہ علین خیریت ہی اور اسکا بیان گذرا کہ جو سب سے عمدہ ہے وہ بیچ مین ہوتا ہے اور باقی ادہر اودہر تا عمدہ محفوظ رہے کیونکہ مثل مشہور ہے بہتر بیچ مین ہے اور اطراف مین بدتر اور وضع ہو کہ بہتری اور برتری وسط کو لازم ہے اسلئے کنایۃً یہہ معنے لئے گئے ہین اور معنی صراحۃً ترک کہ وہ بسبب اسکے فصیح ہوتے ہین اور بعض مفسرین نے وسط کے یہ معنی لئے ہین کہ یہہ امت بسبب عقائد اور اعمال کے اور اخلاق کے میانہ رو ہے کہ صفات کمال مین نہ اسقدر زیادتی ہے کہ افراط ہو جاوے نہ اسقدر کمی ہے کہ تفریط ہو جاوے برخلاف یہود کے کہ اسقدر بیباکی کی کہ حضرات انبیا کو مرتکب گناہ کا جانا اور عصمت کو ادن سے منتفی ہی نہین بلکہ انکو قتل کیا اور برخلاف نصاری کے کہ انہون نے اپنے پیغمبر کو مرتبہ بندگی سے بدرجۂ فرزندی پہونچایا پس یہ توسط خاص قسمت اسی امت کی ہے اب یہہ شبہ ہے کہ کمال کے لئے علو درجہ ہے تو صفت ساتہ علو اور برتری کے چاہیئے نہ ساتہ توسط اور درمیانگی کے جواب یہہ ہے کہ علو درجہ اور کمال صفت توسط اور میانہ روی کو لازم ہے مثلاً شجاعت کہ درجۂ متوسط اور کمال سے ہے اور جرأت درجۂ ادنی ہے اور تہور درجہ اعلی ہے پس تہور مین کمال نہین ہے جیساکہ شجاعت مین ہے اور مثلاً پیغمبر کا درجۂ توسط یہ ہی کہ بندگی مع کمال رسالت کے ہے نہ یہہ کہ اس قدر اوس کو برتری ہو کہ خدا کا فرزند کیا جاوے اور نہ اس قدر ذلت ہو کہ قتل کیا جاوے اور بعض نے وسط کے معنے عدالت کے لئے ہین کہ حاکم درمیان مدعی اور مدعا علیہ دونو رعایت کیا کرتے ہین تو ایک امر درمیانہ نکالکر فیصلہ کیا جاتا ہے جیساکہ ایلچی اور وکیل کہلاتا ہے بحث دوم یہہ کہ روایت حضرت عبداللہ بن المبارک اور اور روایات صحیحہ مین یہہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روز قیامت جب سب جمع ہونگے اول حضرت اسرافیل بلائے جاوینگے اور ادن سے خطاب ہوگا کہ تمنے ہماری فرمان کو کیا پہونچایا یا نہین وہ عرض کرینگے کہ ہان پہونچایا جبرئیل پر پہر جبرئیل بلائے جاوینگے اور پوچھے جائینگے کہ تمکو اسرافیل نے ہمارا حکم پہونچایا وہ کہینگے کہ ہان پہونچایا تہا تب رہائی اسرافیل کے ہوگی پہر اون سے خطاب ہوگا کہ تمنے ہمارا فرمان کیا کیا وہ عرض کرینگے کہ آپکے پیغمبرون پر پہونچایا پہر پیغمبر بلائے جائینگے اور پوچھے جائینگے کہ تمکو ہمارا فرمان جبرئیل نے پہونچایا یا نہین وہ سب عرض کرینگے کہ ہان پہونچایا اور ہمنے اپنی امتون پر پہونچایا تب امتین بلائی جائینگے اور

عصمت: ... طاقت ... علم ... قوت ...
تفریط: ...
تہور: ...
شجاعت: ...
وسط: ...
قیامت: ...
جبرئیل: ...
اسرافیل: ...

پوچھے جاوینگے کہ تمکو حکم ہمارا ہمارے پیغمبرون نے پہونچایا یا نہین پس بعضے جہوٹ بولین گے کہ نہین پہونچایا
اور بعض سچ کہین گے کہ ہان پہونچایا پہر سب پیغمبر کہین گے کہ ہمارے پہونچانے کے گواہ ہین حکم ہوگا
کہ وہ کون ہین عرض کرین گے کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور اونکی امت پس یہہ امت طلب ہوگی
اور پوچہے جائیگی کہ تم گواہ ہو کہ ان پیغمبرون نے ہمارا حکم اپنی امتون پر پہونچایا وہ عرض کرین گے
کہ ہان ہم گواہ ہین تب وہ امتین کہین گے کہ یہہ لوگ ہماری بعد تھے انہون نے ہمکو نہین دیکہا یہہ
کیونکر گواہ ہین یہہ عرض کرین گے کہ آپ کا رسول ہمپر آیا اور آپکے وحی ہمپر اوتری کہ جس مین یہہ
لکہا ہے کہ تمام پیغمبرون نے اپنی اپنی امت پر حکم خدا پہونچایا پس گواہ ہین پہر ارشاد ہوگا کہ یہہ لوگ
سچے ہین اور یہی معنے وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس کے
ہین پس گواہی انکی امتون کے حق مین صحیح ہوئی اور بسبب اسکی کہ یہہ امت شہادت کے بموجب
ذکر قرآن شریف کے ہوئی ہے اب کیا حاجت ہے کہ رسول انپر گواہ ہوا اور یہہ سب مخصوص ذرقیامت
ہے اگر دنیا مین بھی مقصود ہو تو کیونکر ہوسکتا ہے اسلئے کہ انہون نے نہ سلف کو دیکہا اور نہ ان کے
رسول نے اپنی سب امت کو دیکہا جواب دنیا اور آخرت مین دونو جاے گواہی مراد ہے آخرت مین
بواسطہ جناب حضرت رسالت مآب کے کہ اونکے ذریعہ سے علم حاصل ہوا اور اونکی روبرو گواہی دینگے
کہ اونکا سننا انکی صداقت پر دلیل کامل ہوگا اور دنیا مین یہہ معنی ہین کہ سب امتون کے احوال اور
عقائد اور رسوم دیکہکر جسپر غلطی کا حکم لگا دیا وہ غلط ہے بحث سویم یہہ ہے کہ بموجب آیۃ کریمہ کے
ثابت ہوا کہ یہہ امت برتر ہے کہ سب پر گواہ ہوگی اور رسول ان پر گواہ ہوگا انکا گواہ ہونا تو موجب
انکی برتری اور بہتری کا ہوسکتا ہے اور رسول کا گواہ ہونا ان کے لئے موجب انکی برتری اور بہتری کا کیونکر
ہوسکتا ہے اسلئے کہ گواہ برتر اور بہتر ہونا چاہیئے کہ اوسکی گواہی مقبول ہوتی ہے نہ صاحب گواہی جواب ظاہر ہے کہ
اگر یہہ برتر اور بہتر نہون اور گواہی اورون کے حق مین بخوبی نہ بیان کرین تو رسول معصوم انکی تصدیق
کیونکر کریگا اور جبکہ رسول نے انکی تصدیق کی تو برتر اور بہتر ہونا انکا بخوبی ظاہر ہوا اور ایک بیان دلچسپ
یہہ ہے کہ حکم اس آیت کا خاص اون پر ہے کہ جو صاحب قبلتین ہین یعنی مہاجرین اولین
اور انصار بالیقین ان پر رسول گواہ ہے کہ ان کے احوال و مناقب کی خبر دی ہے اور یہہ
لوگ اپنی تابعین پر واقف ہوئے اور انکی تابعین اپنی تابعین پر واقف ہوئے اسلئے درجہ

موضح القرآن

بدرجہ یہہ سلسلہ قیامت تک جاری رہا پس انکا گواہ ہونا سب لوگون پر بدرجات ثابت ہوکر موجب
انکی برتری اور بہتری کا ہوا پس گواہی رسول کی ان کے لئے اور ان کی گواہی اورون کے لئے
موجب انکی برتری کا کیا گیا بحث چہارم واضح ہو کہ لفظ علی عرب مین مضرت کی جا استعمال ہوتا ہے
تو اس آیت کے یہہ معنے ہونی چاہئین کہ تم اورون کی مضرت پر اور رسول تمہاری مضرت پر
گواہ ہوگا یعنی اس گواہی سے نقصان اونکا ہوگا نہ فائدہ اور حقیقت یہہ ہے جیسا کہ روایت
سے ثابت ہو کہ بعض کو منفعت اور بعض کو مضرت اس گواہی سے ہوگی تو صرف مضرت
کا لفظ کہنا کیا فائدہ دیتا ہو جواب اسکا یہہ ہے کہ گواہی اس امت کی اور لوگون کے حق مین
تو صرف مضرت کی ہے کیونکہ وہ بمقابلہ انبیا کے جہوٹے کئے جاوینگے اسلئے علی کا لفظ
وہان ظاہر ہے اور اگرچہ ضمناً منفعت انبیا کی حاصل ہوتی ہے مگر اصل مقصود یہہ ہے کہ امتین
بمقابلہ انبیا کے جہوٹ کہتے ہین اسلئے باعتبار غلبہ کے علی کا لفظ لایا گیا اور یکون الناس
علیکم شہیدا مین علی بمعنے لام کے ہے کہ اوس کے معنے منفعت کی ہین یا یون کہو کہ معنی
اس آیت کے یہہ ہین کہ رسول گواہ ہے تمہارے لئے اس طور پر کہ واقف ہے تمہارے
احوال پر یا یہہ کہ رسول تمہارے احوال پر مطلع ہے کہ اول مین رقیبا اور دوم علیکم
شہیدا کے ساتھ لگتا ہے کہ دونون کے معنے ایک ہین **ف** مترجم کہتا ہے کہ علیکم
متعلق الرسول کے ہی اور سیاق کلام ظاہر اور صاف اسکی دلیل ہے اب بلا تکلف یہہ معنے
درست ہین کہ جو شخص تمہارے اوپر رسول ہوکر آیا ہے وہ تمہارا گواہ ہوگا فقط بحث پنجم
علی الناس کو شہداء سے کیون مؤخر کیا ہے اور علیکم کو شہیدا پر کیون مقدم کیا ہے جواب
مقدم ہونا ایسی چیزون کا تخصیص پر دلالت کرتا ہے یعنی تم گواہ ہو سب پر بے
تخصیص کسی خاص قوم کے اور رسول تمہارا خاص تم پر ہی گواہ ہے نہ اورون پر بحث
ششم اس حکم سے کہ ہمنے تم کو امت وسط کیا تاکہ تم گواہ ہو لوگون پر مراد تمام امت
اسلام کی ابتدا سے لیکر حشر کے دن تک نہین ہے ورنہ اگر ایسا ہو تو حکم کسی پر نازل ہو
کیونکہ یہہ سب امت تو عادل ہوئی احکام کی تکلیف لغو ہوتی ہے تو صاف ظاہر ہوا کہ مراد
سب امت نہین ہے بلکہ بعض امت معصوم ہے کہ وہ عادل ہین یعنی منجملہ مسلمانان ہر وقت کے

چند ایسے ہونگی کہ اونکی دلالت پر اتباع کیا جاویگا کہ وہ علماء مجتہدین متدین ہین کہ اونکا فرمانا عوام
پر ایسا مقبول ہوگا جیسا ارشاد حضرت رسول کا ان سب پر اور اس سے صاف ثابت
ہوا کہ اجماع مجتہدین ہر زمانہ کا خطا پر ممکن نہین ہے ورنہ عادل نہ ہون گے واضح ہو کہ اس
سب تقریر سے کامل ہونا اس امت کا ثابت ہوا اور مسلمانون کو بشارت ہوئے کہ وے
کامل ہین کیونکہ اون کے لئے اونکا قبلہ کامل کیا گیا اور یہہ بھی خطاب حضرت پر ہوا کہ تمہارا
اور تمہاری امت کا کامل ہونا دلالت اسپر کرتا ہے کہ کعبہ تمہارا قبلہ کامل ہووے کہ ایک
فائدہ خاص کے لئے چند دن کو بیت المقدس تمہارے لئے قبلہ کیا گیا تھا جب وہ فائدہ حاصل
ہوا تو پہر وہ کعبہ قبلہ اصلی تمہارا رہی تمہارا قبلہ کیا گیا وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا
اور نہین کیا تھا ہمنے قبلہ تمہارے لئے وہ قبلہ یعنی بیت المقدس کہ جس طرف تم چند روز نماز
ادا کرتے تھے اِلَّا لِنَعْلَمَ مگر اسلئے کہ جان لین ہم کہ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ کون تابع اور
پیرو رسول کا ہے اور کون کامل سے طرف ناقص کے رجوع کرنا معقول جانتا ہے مِمَّنْ
يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ جدا اوس شخص سے کہ متوجہ جانب رسول کی ہو کر اولٹی قدمون پھرے
یعنی اصل اسلام اور ایمان پر قایم رہے اور تصدیق حضرت رسول سے برگشتہ ہو مگر کچھ شبہ
اوس کو پیدا ہو کہ چند یہود کی خاطر کے لئے کعبہ چھوڑا گیا تا وہ دین اسلام مین اس
لحاظ سے داخل ہون یہہ بات دانائی سے بعید ہے رسول کہ نہایت اعلیٰ درجہ کے دانا
کیون ایسا کرتے ہین اور خداے تعالیٰ بھی اس رسول کو اون کی متابعت سے کیون مانع
نہین آتا ہے کہ اسپر چند مہینے گذرے اور ایسی شبہات صرف جہالت کا سبب ہوتے
ہین کفر پر نوبت نہین پہونچتی ہے اور حقیقت تو یہہ ہے کہ بسبب بندگی خدایتعالےٰ
کے اور پیروی رسول کے لازم یہہ تھا کہ کچھ شبہ دل مین نہ گذرے اور ہرگز
خدایتعالےٰ سے اور اوس کے رسول سے سبب اس کا نہ پوچھین اور اس قدر
جان لین کہ جو کچھ ارشاد خداوندی ہے یا جو کچھ کہ رسول اپنی راے سے کرتا ہے
اور خداے تعالیٰ سے اوس پر کچھ عتاب اور بازپرس نہین ہوا بلاشبہ موافق حکمت کے
ہے اگرچہ ہمکو اوس کے حکمت معلوم نہین اور واضح ہو کہ اگرچہ مسلمانون کے

نزدیک چند یہود کے مسلمان ہونیکی کچہہ حقیقت نہین ہی مگر رسول کو اونکی دلداری کرنی نہایت
عبادت ہی اور یہہ ہی بڑا کمال ہے کیونکہ اونکا نہ کام یہہ ہے پس فائدہ یہہ ہی تھا کہ کعبہ کا قبلہ ہونا ترک
کرکے جانب بیت المقدس کیا گیا تا معلوم ہووے کہ تمام مسلمانون مین سے مخلص کون ہی اور مترود
کون اور وجہ اسکی یہہ ہے کہ تابعان حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اوس وقت اکثر عرب
قریشی یعنی حضرت اسماعیل کی اولاد تھی کہ نسلا بعد نسل تعظیم کعبۃ اللہ کی خو کرگئے تھے اور اوسکو حضرت
ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ کہتے تھے اور اوسکی مجاورت اور خدمتگذاری پر فخر کرتے تھے اور اور عرب
سوای قریش کعبے کبھی مقتدا اسی قبلہ کے تھے اور بسبب اپنی حسد کے بیت المقدس کو قبلہ بنی اسرائیل
کہتے تھے اس لئے بیت المقدس کے قبلہ ہونے سے نہایت نفرت اونکو تھی پس اسلئے بیت المقدس
قبلہ کرکے امتحان ان مسلمانان قریش کا کیا گیا تا معلوم ہووے کہ اخلاص کے ساتھ کون
مسلمان ہوا ہے اور اپنی قوم کی حمیت کی رعایت کون کرتا ہی اور ترقی دولت وجاہ کی کون اسلام
لایا ہے اور اگرچہ باری تعالی کو سب علم حاصل ہے حاجت امتحان کی نہین ہی مگر کارپردازان
ملک و ملکوت محتاج اس امتحان کے ہین کہ بعد امتحان کے جیسا درجہ ایمان متحقق ہوتا دیسا اوسکی
موافق اوسکی ساتھ عمل لایا جاوےگا اور صرف علم الہی موجب جزا اور ثنا کا نہین ہے اسلئے ظاہر
مین بھی موجبات امتحان کا موجود ہونا ضرور ہے اور قاعدہ ہے کہ امتحان اوس چیز سے کیا جاتا
ہے کہ طبیعت کو ناگوار ہوتا ہے وَاِنْ کَانَتْ لَکَبِیْرَۃً اور حقیقت یہہ ہے کہ قبلہ
بیت المقدس نہایت بھاری اور ناگوارون پر قریش کے تھا کہ وہ اپنی کو اور اپنی رسول کو اولاد
اسماعیل ابن ابراہیم علیہما السلام سے جانکر اونہی مکہ کو اپنا قبلہ گردانتے تھے اور کہتے تھے کہ بیت المقدس
قبلہ موسی وعیسی اور انبیاء بنی اسرائیل کا ہی اور اہل دانش یہہ کہتے تھے کہ مکہ بیت المقدس سے افضل
ہے اور افضل کو چھوڑکر غیر افضل کا قبلہ بنانا موجب تنزل کا ہی اور بعد ترقی کے تنزل سی سب
پناہ مانگتے ہین اِلَّا عَلَی الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰہُ مگر اون لوگون پر ناگوار نہین ہے کہ
اللہ تعالی نے اونکو حکمت اور اسرار سے آگاہ کردیا کہ کیون مکہ سے بیت المقدس پر رجوع کی گئی کہ
اوسکا بیان اوپر گذرا اور جب کہ ہجرت ہوئی تو ناچار پشت بمکہ اور رو بمدینہ ہوئی اسلئے نماز مین بھی
یہی کیا گیا تا مضمون ہجرت ہر وقت پیش نظر رہے جب تک کہ اللہ تعالی بسبب فتح کے پھر

حضرت عبد اللہ بن مسعود ... اور نہین ... نقصانات ... حکم ... مَا اَنْقَصَ ... عَلَیْهِ ... مَا اَتَاهُ ... مَا تُنْفِقُوْا ... نقصان

اوس طرف انکا چہرہ کر دے یہ اوسکی طرف متوجہ ہوجائینگے کہ دوام مضمون فتح اور غلبۂ اسلام اور دفع مجادلت
مشرکین پیش نظر رہی ترمذی شریف مین حدیث ہے کہ بعد تحویل قبلہ بسوی مکہ صحابہ نے عرض کیا
کہ ہم جو زندہ ہین تدارک اپنی کار گذشتہ کا کرسکین گے کہ بقیہ عمر مکہ کی طرف نماز پڑہین گے
مگر جو مر گئے ہین اونکی عبادت رائگان گئی کہ وہ تدارک کرنے سے عاجز ہین حکم ہوا کہ اس زمانہ تک
قبلہ بیت المقدس حق تھا اوس طرف نماز مقبول ہوئی رائگان نہین ہوسکتی ہے اب وہ منسوخ قبلہ
بجانب مکہ ہوا اب اس طرف مقبول ہوگی مَاكَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ کہ اللہ جل شانہ
کی یہ شان نہین ہی کہ تمہارا ایمان ضایع کرے بلکہ زیادہ تر قابل قبول ہوئے کیونکہ عمل اوسکا مرکز خلاف
طبع ہو اور موافق عقل نہو نہایت ناگوار ہوتا ہی کہ موافق عقل اور طبع کے ہو اسلئے نمازین جو جانب
بیت المقدس ہوئین سب قابل قبول ہین اور نقصان قبلہ کا بھی موجب خوف نہین ہے کہ
متابعت تمہارے بمقابلہ اوس نقصان کے کافی ہے اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ
اور ضائع کرنا عمل کا کیونکر ممکن ہو اسلئے کہ اللہ تعالی سب آدمیون پر نیک ہون یا بد مسلمان ہون یا
کافر بہت مہربان اور نہایت رحم کرنیوالا ہے کہ سب کے پرورش کرتا ہی اور سبکو روزی دیتا ہی
اور سب کو آفتون سے بچاتا ہی تو کیونکر ممکن ہے کہ باوجود اتباع حکم کے نمازین جو بیت المقدس کے
طرف ہوئین برباد ہو وین یا اون مین نقصان ہووے ۔ اب یہان چند امر بحث طلب مین
اول جَعَلْنَا کے لفظ کے دو مفعول ضرور ہین مگر اوسکے معنی ایسے نہین ہین بلکہ اوسکی معنے یہ ہین
کہ ہمنے متقرر نہین کیا یہ قبلہ کہ تم اوسپر ہو یا معنے اول ہون یعنی ہمنے کیا قبلہ اوس قبلہ کو کہ تھے تم اوسپر
چند روز اور یہی معنی صاحب کشاف نے کہے ہین لیکن سیاق وسباق آیت کا اسکو قبول نہین کرتا
ہے کیونکہ وہ قبلہ کہ جسپر تھی مراد کعبہ ہوگا اور خلاف مراد ہے کیونکہ امتحان ساتہ استقبال
بیت المقدس کی کیا گیا ہی نہ ساتھ استقبال کعبہ کے اور یہود کہ معاندین اور منسوخ الملۃ اونکا
طعن درباب استقبال کعبہ قابل قبول اور توجہ کی نہین ہے اور ایسون کو وجہ حکمت سمجھلانے ضرور
نہین ہی اور کنت کو انت کی جاے تصور کرکے یہ معنی کرنا کہ نہین کیا ہمنے وہ قبلہ کہ اب ہے
تو اوسپر تو یہہ بھی درست نہین موافق اسی بیان کے اب رہی یہہ بات کہ آیت سَيَقُوْلُ
السُّفَهَاۗءُ آیۃ كُنْتَ عَلَيْهَا و اِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً پر مقدم ہے حالانکہ آیت دوم اسپر

موضح القرآن

دلالت کرتی ہی کہ زمانہ استقبال بیت المقدس کا گذر کر کعبہ کا استقبال کیا گیا تو آیت اول کا مقدم ہونا کیونکر ہوسکتا ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ عرب کے فصیح لوگ قریب الوقوع کو واقعی تصور کرکے وہ ہی حکم جاری کر دیتے ہین کہ بحالت وقوع کے ہوتا ہی حقیقت یہہ ہے کہ آیت اول مقدم ہے اور تمہید ہی واسطے تبدیل کعبہ کے جیساکہ تمہید حکم آخر فرمان اول مین کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ تونے اس طرح کی خطا ایام تمہید مین کی تہی اسلئے موقوف کیا گیا۔ دوم علم الہی قدیمی ہے پہر لنعلم تاکہ اب جان لین ہم اسکے کیا معنے جواب علم الہی دو قسم ہے اول اصل تقدیر کا علم کہ زید کا یہہ حال ہوگا اس علم مین تغیر اور تجدد نہین ہوسکتا ہے دوم وہ علم ہے کہ اشیاء کے موجود ہونے پر اور معدوم ہونے پر بعد وجود کے متعلق ہو تو ظاہر ہے کہ وجود اور عدم اشیاء تغیر علم الہی مین ہوتا ہے اور حقیقت یہہ ہے کہ مراد علم سے تمیز اور وجود اور تحقق فی الخارج ہے اور اس سے بہی بہتر معنے یہہ ہین کہ تا رسول اور مومنین جان لین چنانچہ لشکر کی خدمت کو بادشاہ اپنی طرف منسوب کرتا ہے کہ ہمنے فلان شہر فتح کیا۔ سوم استقبال بیت المقدس کا حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی اجتہاد سے ہوا تھا جیساکہ من یتبع الرسول اور کنت علیہا سے مفہوم ہوتا ہے ورنہ حکم اس طور کا ہوتا کہ کون تابع خدا کا ہے اور وہ قبلہ کہ ہمنے اوسکی استقبال کا حکم کیا تہا اور جب اس استقبال پر انکار نہوا تو بمنزلہ وحی صریح کی ہوگیا گو وحی صریح نازل نہوئے تہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد سے بلحاظ امامت انبیاء کہ جانب صخرہ کے تھے اور حکم ہجرت سے اوس طرف استقبال فرمایا تہا۔ چہارم وہ ہے کہ لفظ ممن ینقلب علی عقبیہ سے مفسرین کے قرارداد کے موافق یہہ لفظ واسطے کفر اور ارتداد کے عاریۃً ہے اور مفہوم ہوا کہ جماعۂ وقت استقبال بیت المقدس کے مرتد ہوئے ہوتا کہ امتیاز درمیان مخلصان اور مترددین کے بوضوح مستحق ہووے کوئی روایت صحیحہ مؤید اور معاون اوپر اس مفہوم کے نہین ہے جو ابن جریر نے تفسیر اپنی مین ابن جریج سے روایت کی ہے کہ بلغنی ان اناك امن اسلم رجعوا فقالوا مرۃ ہہنا و مرۃ بیت المقدس پس یہہ روایت صحیح السند نہین ہے اور تمام صحاح مین خلاف اسکے نقل کیا گیا ہے اوپر اسکے کہ اوس وقت تک ارتداد اور نفاق اصلاً تہا جواب اوسکا تفسیر مین گذرا کہ انقلاب علے العقبین کفر و ارتداد سے استعارہ نہین ہے بلکہ مشعر اوپر

موضح قرآن

عند اللہ ... بما تعملون ... اور اگر یہودی ایمان لاتے قرآن پر اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ پر ... بدلہ پاتے خدا کے پاس سے ... نعوت ... مین تعریف چہپانے ... محمد صلے اللہ علیہ وآلہ ... یا ایہا الذین آمنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا وللکافرین عذاب الیم

لقاء ایمان کی ہے لیکن مع اشتباہات کے اور وہ قسم ایمان ضعیف سے ہے اور اسیواسطے بیہقی نے سنن اپنی
مین اور اور معتبر لوگون نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ممن ینقلب علی عقبیہ سے مفسرین نے
شک وریب فرمایا ہے اور عطا کہتا ہے لتمین من یسلم الامر و من لا یسلم تجم وہ
موافق نظم کلام کے ایسا سمجھا جاتا ہے کہ جملہ وماکان اللہ لیضیع ایمانکم واسطے تشفی
اون شخصون کے ہو کہ استقبال بیت المقدس کا اوپر اون کے شاق اور دشوار تھا گویا فرماتے
ہین کہ ہر چند قبلہ کرنا بیت المقدس کا فہم اور طبع تمہارے مین گران پڑا تھا گمان مت لیجاؤ کہ
تمام نمازین ایام گذشتہ کی کہ طرف بیت المقدس کے باوجود کراہت طبع کے ادا کی
ہین ضایع ہون اور مستوجب اجر کی نہون بلکہ انقیاد امر آلہی باوصف کراہت طبع کے مقتضی
ایمان کا ہے قابل ضایع ہونے کے نہین ہے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ عبادت
کرنی وقت مکروہ طبیعت کے کفارات گناہون کا ہے کراہت طبع کے ساتھ اس حد
کے پہونچے کہ عمل نیک مورث ملال کا بخوشی خاطر ہو ورنہ پاس رسم اور التزام اپنے سے
ادا کرے موجب اجر نقصان کا ہوگا اور ضمیر ایمانکم سے صرف خطاب مومنین کو ہوا ہے
کہ جو عمل نیک باوجود عدم رغبت کے بخوشی خاطر کیا جاوے وہ موجب ثواب کامل
کا ہوتا ہے جیسا کہ سردی کی شدت مین وضو اور غسل کرنا موجب ثواب کا ہے کہ
باوجود نہایت ناگوار ہونے کے خوشی سے کیا جاتا ہے اور جب کہ خوشی دل کے
نہ رہے گی تو البتہ نقصان ثواب ہوگا کیون کہ صحابہ کرام کو یہہ کلام آپس مین ہوا
کہ وفات یافتہ لوگون کا ایمان بسبب اس کے کہ اون کو یہہ قبلہ ناپسند تھا
موجب اضاعت ایمان کا ہوا اور بعض نے ایمان کے معنے نماز کے کہے ہین چنانچہ
حدیث شریف مین وارد ہے کہ فرق درمیان مسلمان کے اور مشرک کے نماز ہے
اور آیہ کریمہ واقیموا الصلوۃ ولا تکونوا من المشرکین کے یہی یہی
معنے ہین کہ نماز کو قائم کرو ورنہ مشرک ہوگی اور واضح ہو کہ بسبب رافت اور رحمت
کے اجر توجہ بیت المقدس کا کامل کیا گیا اگر اوس طرف کی توجہ بہ نسبت مکہ معظمہ
کے ناقص ہے اور چونکہ حضرت کی طبیعت مین استعداد کامل بالذات تھی اور

موضح القرآن
لیے دو گو کو
ایمان لاسکتا ہو مت
کو جو نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی بات
کرتے وقت کرتا
یعنی متوجہ ہو ہماری
طرف اور رعایت کر
ہم مسلمان جو کوئی
بات حضرت کی نہ
سمجھتا تو کہتا کہ راعنا
یعنی مہربانی کر اور پھر
سمجھا ہمین اس بات
کو اور یہہ لفظ یہودیون
کی زبان مین برا
بات تھی یا گالی
تھی مسلمانون کو
دیکھکر یہودی بھی
یعنی بدل مین ارکہ
حضرت کو کہتے
کہ راعنا

یہہ مقتضی اسکے ہے کہ وصف کامل بالذات کا طالب ہوا اور مقتضاے رافت ورحمت
کا یہہ ہے کہ کامل بالذات کو کامل بالوصف کرنا چاہیئے پس ارشاد ہوا کہ قَدْ نَرٰى
تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ہم دیکھتے ہین بار بار تکنا تمہارا آسمان کی طرف کہ
شاید جبرئیل علیہ السلام وحی لاوین کہ جس مین توجہ مکہ کا ارشاد ہو پس یہہ آرزو
قابل پورا کرنے کے ہے فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا تو ہم بے شک پھیر دینے
ہین اب تمکو اوس قبلہ کی طرف کہ پسند کرتے ہو کہ کمال استعداد ذاتی تمہارا قبلہ کا
طالب ہے اور ملت تمہاری ابراہیمی ہے تا قبلہ بھی ابراہیمی ہووے اور پیغمبر تمہاری
اولاً عرب پر ہوئے کہ وہ سب خادم اور متوجہ اور طایف کعبہ کے رہے ہین اگر یہہ
نہ ہوگا تو اون کو نفرت ہوگی اور پورے پورے مطیع نہ ہون گے اور مکہ تمہارا وطن
ہے اور ہر شخص اپنے وطن کی خوبی اور ناموری چاہتا ہے اور یہودی یہہ کہتے تھے
کہ پیغمبر باوجود ادعاے ملت ابراہیمی کے اوس کے قبلہ کو چھوڑ کر ہمارے قبلہ پر متوجہ
ہوا ہے اگر ملت وہ ہے تو قبلہ بھی وہ ہو اور اگر قبلہ یہہ ہے تو ملت بھی یہہ ہو اپنے
کام مین یہہ حیران ہے چاہیئے کہ ایک وضع اختیار ہو پس اسلئے حکم ہوا کہ فَوَلِّ وَجْهَكَ
شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ پھیر لو چہرہ اپنا طرف مسجد حرام کے کہ اوس کے سجدہ مین
یہہ قبلہ بنا ہے اور اہل خدا کے سواے خدا کے اور طرف نظر اوس مین کرنی حرام
ہے اور حرمت اس مسجد کی ایسی ہے کہ کسی اور مسجد کے نہین ہے اور اگر درخواست
اس قبلہ کے تمہاری ہی تھی مگر چونکہ یہہ قبلہ اس دین اسلام کے لئے کیا گیا اسلئے
تمکو اور تمہاری سب امت کو حکم ہے کہ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهٗ
تم جہان کہین ہو اس طرف متوجہ رہو کہ اپنے پیغمبر کی اتباع کی وجہ سے تمکو وہ کمال
ہووے کہ اگلی انبیا کو نہ تھا اور یہہ گمان نہ کرنا کہ بیت المقدس قبلہ اہل کتاب کا افضل
ہوگا کہ مکہ قبلہ جاہلیت کا ہے کیونکہ تمکو تو دونون خوبیان حاصل ہوئین اور اسی لئے
تمہارا پیغمبر ذو القبلتین ملقب ہوا وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ
اَنَّهُ الْحَقُّ اور سچ یہہ ہے کہ جو کتاب والے ہین وے بخوبی جانتے ہین کہ یہہ قبلہ

حق ہے کہ اون کی کتاب مین خود لکھا ہوا ہے کہ آخر زمانہ کا جو نبی ہوگا وہ ملت ابراہیمی
پر ہوگا اور اسی لیئے اوس کا قبلہ قبلۂ ابراہیمی ہوا اور یہہ بھی خوب معلوم رہے کہ
پیغمبر اور اوس کی امت نے اپنی راے سے یہہ قبلہ نہین ٹھہرا لیا ہے بلکہ مِنْ رَّبِّهِمْ
اون کے رب کا حکم یہہ ہی ہوا ہے اور یہہ کتاب والے یہہ حکم اور یہہ خوبی اس پیغمبر
اور اوس کی امت کی اپنے کتابون مین سے چھپاتے ہین اور وہ مطلب یا وہ حرف
اور طور پر کر دیتے ہین وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اور اللہ غافل نہین ہے
کہ کیا کرتے ہو خدا کے حکم سے کرتے ہو یا اپنی عقل سے آور اہل کتاب پر بھی ظاہر ہے کہ
اون کا قبلہ یعنی پتھر ہوا مین معلق ہے اور وہ درمیان ہوا اور آسمان کے ہے اور
قبلہ ایسا چاہیئے کہ جس طرف سجدہ کرین اوسکو قرار ایک جاے پر ہو اور یہہ وصف
کعبہ مین ہے اور آسمان اور یہہ پتھر قبلہ دعا ہے کہ اوسکے نیچے دعا کرین تو امید قبول ہے
نہ قبلہ نماز اور چونکہ ان مین استعداد کامل نہ تھے اسلیئے قبلہ دعا کو قبلہ نماز کیا گیا کہ
ان کی نظر صرف خوف اور طمع پر تھی نہ عبادت پر اسلیئے اون کی عبادت بشکل دعا کی
گئی بخلاف اس پیغمبر اور اس امت کے کہ اون کی استعداد اوپر عبادت کے متوجہ تھی
اور دعا ان کی عبادت سے جدا ہے کہ بنا اوسکی خوف و طمع پر ہے نہ عبادت کے
کہ اوس کا قبلہ جدا مقرر کیا گیا کہ کعبہ ایک گھر بنام خداے تعالی مستقل بنایا گیا ہے
بخلاف پتھر معلق کے کہ وہ تمام بیت المقدس مین سے ایک جزو غیر مستقل ہے اگرچہ
بہت بڑا ہے اب یہان چند سوال ہین - اول یہہ کہ اوپر گذرا کہ حضرت نے
اپنی راے سے استقبال بیت المقدس کیا اور اس آیت سے معلوم ہوتا ہے
کہ حضرت اس سے رضی نہ تھے کعبہ کا استقبال چاہتے تھے سو جواب یہہ ہے
کہ اولاً بامید اس کے کہ شاید یہود کی تالیف قلوب ہو اور ہم کو کمال انبیاء
بنی اسرائیل کا حاصل ہو جاوے اپنی اجتہاد سے بیت المقدس کا استقبال کیا
تھا جب یہود کو کچھ اثر نہوا اور کمال انبیاء بنی اسرائیل حاصل ہو چکا تو اصل استقبال
نسوی مکہ پسند آیا اور ثانیاً یہہ کہ باوجود استقبال بیت المقدس کے اصل مقصود

موضح القرآن
وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ
نہین چاہتے دل سے جو کافر ہین کتاب والون سے یعنی یہود اور نہ مشرک یعنی مکہ کے رہنے والے چاہتے ہین کہ اترے تم پر بھلائی تمہارے پروردگار کی طرف سے یعنی قرآن نہ اترے یہودی چاہتے تھے کہ پیغمبر آخری زمانے کا نبی اسرائیل مین سے پیدا ہو دوسرے

تک تھا مگر بضرورت مذکورہ بیت المقدس اختیار کیا گیا تھا دوم اس آیہ کریمہ سے معلوم ہوتا ہی کہ استقبال
کعبہ ہی کے طرف ہے کیونکہ یہہ روی زمین ہے اور اسی پر تمام امت کا اجماع اور عمل ہے اور استقبال
مسجد الحرام کی طرف اوسی استقبال سو طرف تہہ معلق اندر بیت المقدس کے ہی جواب حکم اس آیہ
کریمہ کا یہہ ہے کہ ہم متوجہ کر دین گے تمکو اوس قبلہ پر کہ جس کو تم چاہتے ہو پس متوجہ ہو جاؤ
طرف مسجد حرام کے پس معلوم ہوا کہ مسجد الحرام کی طرف متوجہ ہونا بعینہ کعبہ کا استقبال ہے
اور حقیقت مین کعبہ اوسی جانب اور اوسی سجدہ مین ہے کہ جہان مسجد حرام ہے اور مسجد مین
نماز کسی اور طرف کیجاتی ہے نہ مسجد کی طرف پس مسجد حرام مین نماز پڑھنا تعلیم ہوا اور بعض نے
جو لکھا ہے کہ حرم قبلہ اہل مشرق و مغرب کا ہے تو یہہ درست معلوم نہین ہوتا ہے کیونکہ
حضرت نے بعد تحویل مدینہ منورہ مین قبلہ حرم کو نہ کیا بلکہ بیت کو گردانا اور اوروں نے
لکھا ہے کہ مسجد حرام کعبہ ہی کو کہتے ہین یا تو مجازا اور یا اسلئے کہ سجدے مسجد کے سجدہ کی
طرف ہے نہ جائے سجدہ کی اور فائدہ اس مجاز کا یہ ہے کہ جانب کعبہ ثابت ہوتی ہے اور اگر
کعبہ ہو تو یہہ جانب کافی ہوگی اور یہہ ہی مذہب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اور ایک قول
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے چنانچہ بروقت تحویل کعبہ کے سب جانب کعبہ کی متوجہ ہوگی عین کعبہ پر متوجہ
ہونا سب اہل شرق و غرب کا محال ہے چنانچہ وہی لوگ کہ نماز فجر پڑھتے ہوئے کعبہ کی طرف پھر گئی
اور تاریکی مین بخوبی توجہ بعین کعبہ نہو سکے اور اونکی نماز حضرت نے جائز رکھی اور ایسا ہی ملاحظہ
احوال غزوات اور سفر اصحاب کرام اور تابعین عظام سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف اوس جانب
استقبال کافی ہے عین کعبہ کی ضرورت نہی اور دریافت کرنا عین کعبہ کا موقوف اوپر دلائل
ہندسیہ کے ہے اور یہہ علم نہ اوس وقت تھا اور نہ اسکا تعلم اون کے نزدیک ضرور تھا کہ عین
کعبہ کی تشخیص کیا کرین اور امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مصلے کے قدم سے ایک
قوس کھینچی جاوے اوسکے سر پر گذرتی ہوئی کہ عین کعبہ پر تا ہو وے اور وہ قوس نصف
دائرہ سے کم ہوا اور نہ اوسکے تعلیم پر کسیکو حکم کیا گیا تا شناخت عین کعبہ ہو سکے اور یا اگر
معلوم ہو کہ فلانا پہاڑ یا شہر کعبہ سے فلان طرف پر ہے اور ہم اوس پہاڑ یا شہر سے
فلان طرف مین تو یہ موجب دریافت جانب کعبہ ہو سکتی ہے – اور ہم معلوم ہو کہ یہہ پہاڑ

جو اوس طرف کہ کی ہی اور پہیہ ہوا جو اوسپر چل رہی ہی فلان طرف سے فلان طرف جاتی ہی تو بہی جانب کعبہ معلوم ہوتی ہے - اور یا حرکت آفتاب سے دن کو معلوم ہو سکتا ہی کہ فلان ملک ور فلان شہر کعبہ سے شمال یا جنوب اور بسبب نکلنے اور چہپنے آفتاب کے مشرق اور مغرب کا تحقق ہو سکتا ہے اسلئے آفتاب ذریعہ دریافت جانب کعبہ ہو سکتا ہے اور شفق کی وجود سے وقت عشا اور وقت فجر متحقق ہوتا ہے اور رات کیوقت حرکت ستارگان کی جانب کعبہ پر دلالت کرتے ہین جیسا کہ قطب تارہ دلیل کامل جانب کعبہ کے مقرر ہے سوال سیوم قد کے معنے تقلیل ہین یعنی کبہی دیکہتے ہین ہم اور یہہ صحیح نہین ہے کہ اللہ تعالی کا دیکہنا ہمیشہ ہوتا ہے نہ کبہی جواب اسکا یہہ ہے کہ حضرت کی دل کی توجہ استقبال کعبہ کی طرف ہمیشہ نہ تہے گاہے گاہے ہوتے تہے اسلئے قد بمعنی تقلیل درست ہی اور یا یہہ قد بہ معنی تحقیق بہی بہت وارد ہی تو اب معنی اسکے ماضی کے درست ہوئے سوال چہارم واضح ہو کہ استقبال تمام بدن کا شرط ہے یہان تک کہ قدم کی اونگلیان بہی اور اس آیت مین حکم ہے کہ صرف چہرہ کعبہ کی طرف کیا جاوے جواب یہ ہے کہ چہرہ کا استقبال بدین شرط جائز ہوا ہے کہ سارا بدن متوجہ ہووے اور چہرہ کہ سب بدن کا اشرف ہے اور آدمیت کا اعتبار صرف چہرہ پر ہے اوسکا متوجہ ہونا سب آدمیت اور سب بدن کا متوجہ ہونا لازم ہے اور پشت وغیرہ کا استقبال باوجود استقبال چہرہ کے ممکن نہ تہا اسلئے اوس کا استقبال ساقط کیا گیا بلکہ متوجہ ہونا اصل چہرہ ہی کے ساتہہ عقلاً اور عرفاً ہے - پنجم اس آیت سے معلوم ہوتا ہی کہ کس کس حالت مین متوجہ ہونا مقرر ہوا ہے جواب بحث استقبال نماز کی ہے اسلئے وہ ہی حالت مقصود ہے اور اور حالات مین مستحب اور مندوب ہے طواف یا ذبح یا نشست مین اور نماز فرض مین سوا حالت خوف کے استقبال فرض ہے اور ایسے ہی نوافل مین بہی مگر سفر مین جبکہ گہوڑی وغیرہ پر سوار ہے تو استقبال ضرور نہین ہے اور پیادہ کو درست نہین ہے اور جس جگہہ قبلہ محقق نہو سکے چاہیئے کہ کسی معتبر سے پوچہے اور اگر کوئی ایسا نہ ہو تو اپنی عقل سے اٹکل کرکے اوس طرف نماز کرے اور پہر اگر غلطی معلوم ہووے تو اعادہ اوس کا لازم نہین ہے - اور یہہ اہل کتاب باوجود حقیقت قبلہ کعبہ کے اوسکو اپنی کتابون مین چہپاتے ہین تو اون سے توقع اسکی کہ یہہ تمہاری اسلام کو تسلیم کرین گے ہرگز نہ رکہنی چاہیئے ولئن

موضح القرآن — اوس مین کیا عیب ہوتا ہے جو موقوف ہوتی ہین سو ہوا تہا سے ان کے جواب مین یہہ آیت بہیجی ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر موقوف رکہتے ہین ہم کوئی آیت کے موافق مصلحت وقت کے یا بہلا دیتے ہین اوس آیت کو دلون سے تو لاتے ہین ہم اوس سے اچہی جیسے کہ ... حکم تہا کہ ... ایک مسلمان ...

اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ بِکُلِّ اٰیَۃٍ اور اگر تم لا دو کتاب والون کو سب طرح کی آیتین اور نشانیان اور دلیلین کہ حقیقت اس قبلہ کے اون پر جیسے کہ وے جانتے ہین اون پر کھل جاوے تو باوجود اس معجزہ کے مَا تَبِعُوْا قِبْلَتَکَ وے تمہارے قبلہ کی پیروی نہ کرین گے کیونکہ وہ یہہ چاہتے ہین کہ تم اون کے تابع ہو جاؤ اور اب حقیقت یہہ ہے کہ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَھُمْ تم ہرگز اون کے قبلہ کی پیروی نہ کروگی کہ وہ پہر منسوخ ہوگا اور بیت المقدس منسوخ ہوا کہ پہر ماموربہ ہوگا اور اہل کتاب کا ایک قبلہ ہو تو اوسکا اتباع بہی ہوسکے مگر جب مختلف ہے کہ یہود نے پتہر کو جو بیت المقدس مین معلق ہے قبلہ کیا ہے اور نصاریٰ نے اوس جاے کو کہ بیت المقدس مین جانب شرق ہے اور اوس مین حضرت عیسیٰ کی روح حضرت مریم مین پڑے قبلہ گردانا ہے کیونکہ وے وَمَا بَعْضُھُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَۃَ بَعْضٍ آپس مین قبلہ ایک دوسرے کے تابع نہین ہے پس متابعت اہل کتاب کی قبلہ کے محال ہوئی اور نصاریٰ کہتے ہین کہ ہمارے قبلہ کی پیروی سہل ہے کہ پتہر کا استقبال جو پہلے ماموربہ ہوا تہا وہ بعد تولد حضرت عیسیٰ کے منسوخ ہوکر جاے نفخ روح مقرر ہوا تو منسوخ قبلہ کا جب اوہون نے تسلیم کیا تو ممکن ہے کہ یہہ دونو قبلے منسوخ ہوکر کعبہ ماموربہ ہوا ہو پس جب کعبہ مقرر ہوا تو پہر اہل کتاب کا اپنے پہلے قبلہ پر قائم رہنا بجز نفسانی خواہش کے اور کچہہ نہین ہوسکتی ہے اسی لئے وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَھْوَآءَھُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّکَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ اگر اون کی خواہش نفسانی کی باوجود اس علم اور اس حقیقت کے پیروی کروگے تو ظالم یعنی گنہگار اس حکم کی مخالفت کی وجہ سے ہوگی اور یہہ بات کہ حکم خدائیتعالی پر اون کی خواہش کو ترجیح دو محال ہے تو گنہگار ہونا بہی محال ہے اب یہان دو سوال ہین اول یہہ اہل کتاب مین سے عبداللہ بن سلام اور نجاشی تابع قبلہ اہل اسلام کے ہوئے کیونکر درست ہووے یہہ بات کہ اہل کتاب تمہارے قبلہ کے تابع نہ ہوں گے جواب یا تو مراد تمام اہل کتاب ہین اور ظاہر ہے کہ سب نے اسلام قبول نہین کیا اور ایک دو کا اسلام لانا اسکا مخالف نہین ہے اور یا مراد اہل علم ہین سو علمای یہود و نصاریٰ سے کوئی ایمان نہین لایا کیونکہ عبداللہ بن سلام وغیرہ جو ایمان لائے تہے وہ قبل اس آیت کے لائے تہے نہ بعد اس آیت کے۔ اور صحیح تر جواب یہہ ہے کہ مقصود اس آیت سے یہہ ہے کہ اہل کتاب باوجود

صحیح ترجمۂ قرآن

بیشک تم پھیرا کرتا ہے اپنا منہ آسمان کی طرف سو البتہ پھیرینگے تمہکو جسطرح تمہکو پسند ہے پس پھیر اپنا منہ جانب مسجد حرام کے اور جسجگہ تم ہووا کرو سو پھیرا کرو اپنا منہ اوسی طرف کو اور جنکو ملی ہے کتاب البتہ وہ جانتے ہین کہ یہی ٹہیک ہے اونکے رب کی طرف سے اور اللہ بیخبر نہین اون کامون سے جو کرتے ہین اور اگر تو لاوے کتاب والون کے پاس ساری نشانیان تو بہی نہ مانینگے تیرا قبلہ اور نہ تو مانے اونکا قبلہ اور نہ اونمین ایک مانتا ہے دوسرے کا قبلہ اور کبہو تو چلا اونکی پسند پر بعد اسکے کہ تجہکو پہنچا علم تو تیرا کوئی نہین اللہ کے ہاتہ سے حمایت کرنیوالا نہ مددگار

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ

اسکے کہ وہ حقیقت اس قبلہ کی بخوبی جانتی ہین کہ یہہ کعبہ حضرت ابراہیم اور اسماعیلؑ کا ہے اور اون سے پہلے پیغمبرون کا ہی شاید کبھی اپنی نماز مین اودھر بھی متوجہ ہوجاوین ہرگز نہو گا دوم غرض اہل کتاب کی یہہ ہے کہ تم اون کے قبلہ کے تابع ہوجاؤ سو یہہ ایک خواہش ہے جمع کا لفظ کیا ضرور تھا جواب جمع اکثر دو پر ہی بولتے ہین تو یہود کی خواہش متعلق تہر کے متابعت اور نصاری کی متابعت جاے پیدایش عیسی علیہ السلام کے اوپر معہذا ہر شخص کی یہہ تمنا تھی اسلیئے جمع کا لفظ آیا کہ خواہشین بہت ہوئین - اور اس پیروی مین اونکی بہت خواہشین تہین - ایک یہہ کہ قبلہ کامل ترک ہوگا دوم قبلہ کی پہچان مین ہم مقتدی اور مطیع اہل اسلام ہونگے سوم نماز ان کے قبلہ کے طرف ہونی چہارم اہل کتاب کا یہہ طعنہ اہل دین اسلام پر کہ نماز جو افضل عبادت ہے بے ہمارے دین اور ہمارے قبلہ کے پیروی کے درست نہو سکے سو دین اسلام ناقص ہے اور ہمارا دین کامل - اور کچہہ خصوصیت درباب نماز ہی نہین ہی جو کہ مطلق قبلہ ہونے سے غرض ہے کہ مراد ہمیشہ عام ہوتی ہے لفظ خصوص کے اوپر مدار نہین ہے اور زیادہ تر بیان آیت وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۤءَهُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ مین گذرا - اب تمہاری یہہ غرض ہے کہ یہہ اہل کتاب ہی سچ جان لین کہ قبلہ اون کا منسوخ ہوا اب آرزو نکرین کہ یہہ قبلہ پہر ماموز ہوگا اور قبلہ کامل منسوخ ہوگا اور یہہ نہ کہین کہ ہمارے قبلہ اگر اختیار ہوگا تو جان لین گے کہ ہماری کتابون مین جو پیغمبر آخری موعود اور مذکور ہے یہہ ہی ہے ورنہ نہین پس واضح ہو کہ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ جسکو ہم نے کتاب دی ہے خوب پہچانتے ہین کہ قبلہ کامل اس دین کامل کے لئے چاہیئے کہ وہ کعبہ ہے اور یہہ اسلام ہے اور خوب پہچانتے ہین کامل کامل سے موقوف نہین ہوگا اور خوب پہچانتے ہین کہ پیغمبر آخری موعود مذکور کتاب سماوی مین یہہ ہی شخص شریف ہے اور یہہ شناخت اونکی بسبب معجزون کے نہین ہے بلکہ ایسے ہی کہ گویا آدمی کو پہچانتے ہین باعتبار اوس کے حلیہ اور صورت اور شکل اور شمایل اور اخلاق اور نسب اور قبیلہ اور قوم کی اور باعتبار اوسکے گہر اور وطن کے کیونکہ یہہ سب اونکی کتابون مین درج ہے كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ جیسا کہ منجملہ بہت لڑکون کے اپنے لڑکون کو پہچان لیتے ہین کہ اسقدر قد و قامت اور اس رنگ وغیرہ کا ہے

[حاشیہ:] ترجمہ القرآن ... اور کوئی تمہارا مددگار ... نقصان کو دفع کرے ... جنکو ہم نے دی کتاب ... پہچانتے ہین

اور بعض اون مین سے کچھہ اسکا اظہار بہی کرتے ہین اور بعض وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ
هُمْ يَعْلَمُوْنَ تو خوب چھپاتے ہین اس حق کو اور خوب جانتے ہین کہ حق یہہ ہے اور خوب
جانتے ہین کہ ہم ناحق ہی حق کو چھپاتے ہین اور خوب جانتے ہین کہ ہم حق کو چھپاتے اور یہہ نہین
جانتے ہین کہ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ حق اور سچ امر وہ ہے کہ نازل ہوا ہے تیرے رب کے پاس سے
خواہ ہم علمای کتاب اوسکی تصدیق کرین یا نہ کرین اور بذریعہ اپنی کتابون کی خوب جانتے
ہین حق ہونا تمہارا نہ بذریعہ امر عقلی اور معجزون کے فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ پس لازم ہے
کہ ہرگز اپنے امر مین شک کرو کہ ان کتاب والون نے جو تصدیق نہ کی تو ہمارا اعتبار نہین ہے
بلکہ حق ہونا ہمارا وحی پر موقوف ہے جب وحی نازل ہوئی تو کیا شک رہا اگرچہ یہہ لوگ
شک کرین یا تصدیق نہ کرین کیونکہ بعد وحی کے کسی کی تائید کی حاجت نہین ہے بخلاف
الہام اور کشف اولیا اور صلحا کے کہ وہ حجت قاطعہ نہین ہے ظنی ہے اسلئے تائید اور تصدیق
کی حاجت ہوتی ہے اب یہان چند سوال ہین جواب طلب اول لفظ معرفت درباب
شناخت اشخاص شخص معین کے بولتے ہین کہ پہلے سے اوسکو جانتے ہون اور دیگر
بسبب کئی عارضون کے ناشناسا ہوگیا ہو اور پھر پہلی علامتون اور نشانیون کے سبب سے
اوسکی شناخت ہو اور علم واسطے شناخت معانی کے بولتے ہین یعنی اہل کتاب باعتبار علامات
اور نشانہاے مندرجہ اپنی کتاب کی پہچانتے ہین کہ یہہ وہی پیغمبر ہے جو موعود ہے اور علم پیغمبر
کے منکر نہ تھے اور علم پیغمبری کہ موقوف اوپر معجزون کے ہی سب اہل کتاب اور غیر اہل کتاب پر برابر
ہے خاص اہل کتاب کے لئے حجت نہین ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن
سلام سے پوچھا کہ تم ہمارے رسول کو کیونکر جانتے ہو کہا کہ مین اونکی رسالت اور پیغمبری کو اس
طور پر جانتا ہون کہ اپنی پسر کے فرزند سے زیادہ یعنی باوجودیکہ اوسکی فرزندی کا مجکو اقرار
ہے مگر احتمال ہے کہ اوسکی مان نے اور کسی سے نطفہ لیکر یا کسی کا ولد لیکر میرے ساتھہ منسوب
کیا ہو اور حضرت کی رسالت اور پیغمبری مین مجکو کچھہ شک اور احتمال نہین ہے حضرت
عمر نے حضرت عبد اللہ بن سلام کو آفرین کہی اور پیشانی پر بوسہ دیا پس آیت کریمہ
سے شناخت تشخص ہے اور اس حدیث سے علم پیغمبری وجہ مطابقت کیا جواب وجہ مطابقت یہہ ہے

کہ حضرت عبد اللہ نے یہہ کہا کہ بنسبت شناخت شخص اپنے پسر کے انکی زیادہ تر شناخت حجت کو حاصل ہے کہ اوسمین تو احتمال بھی ہے اور ان مین احتمال نہین ہی کیونکہ علم پیغمبری تو اونکو بخوبی حاصل تھا مطابقت اوس علم کی ساتھ شناخت شخص پیغمبر کے خوبی ہے کیونکہ پیغمبری مین تو کسی اہل کتاب کو انکار نتھا بلکہ شخص مین تکرار تھی کہ یہہ ہے یا اور کوئی دوم لڑکون اور لڑکیون کی پہچان دونو برابر ہے پھر لڑکون کو کیون خاص کیا جواب بسبب شرافت کی کہ لڑکے کو لڑکی پر ہے اور یا یہہ کہ لڑکے کو بنسبت اور دن لڑکے کی جو شناخت کرتا ہے تو اور سب لوگ اوسکی شناخت کو ترجیح دیتے ہین اور تسلیم کرتے ہین کیونکہ اور لوگ بھی اپنے اپنے لڑکون کو اور اسکی لڑکی کو جدا جدا پہچانتے ہین بخلاف لڑکیون کے کہ بسبب ملاقات نہ ہونے اور کم کم ملنے کے ایک کا دعوی مرجح اور مسلم نہین ہو سکتا ہے سوم پیغمبر معصوم ہے محل شک نہین ہے پھر اونہین منع کرنے کے کیا معنی جواب پیغمبر مطلق احکام کرنے اور نہ کرنے کا مکلف مثل اور بنی آدم کے ہوتا ہے مخالف عصمت ذاتی کی نہین ہے اور احکام بالامر اور بالنہی موقوف اسپر نہین ہے کہ مادہ عصیان سے ہو تو ورنہ نہین آب واضح ہو کہ خلقت انسان کی باعتبار صورت اور سیرت کے اختلاف ہے اسلئے اون کا متفق ہونا ایک امر پر یا ایک قبلہ پر ممکن نہین ہے وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا اور سب آدمی اور ہر گروہ اور ہر ملک اور ہر ولایت کے لئے جہت ہے کہ اوسکی طرف وہ متوجہ ہوتے ہین کوئی کفر پر جاتا ہے کسی نے اسلام قبول کیا ہے کوئی بتخانہ مین جاتا ہے اور کوئی مسجد مین کوئی عشق زن مین گرفتار ہے کوئی زر کا طلبگار ہے شعر کسی کا دل خدا سے لگ رہا ہے ٭ کوئی روے پری وش تک رہا ہے ٭ کوئی بت ہاے سنگین پوجتا ہے ٭ کوئی بیہودہ قصہ بک رہا ہے ٭ پس اس اختلاف باہمی کے درپے نہ ہو اور یہہ نہ جانو کہ یہہ اختلاف ظاہری واسطے اتفاق اور جمع باطنی کے کیا مفید ہو سکتا ہے بلکہ یہہ حصول جمع باطنی موقوف اوپر عبادات اور اصل کی نیکیون کے ہے نہ اس قبلہ پر کہ یہہ اصل عبادت نہین ہے فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ پس دوڑو تم نیکیون پر کہ اصل نیکیان مین مثل نماز اور زکوۃ اور روزہ وغیرہ نہ قبلہ پر کہ وہ اصل عبادت نہین ہے بلکہ ذریعہ عبادت کا ہے جیسا کہ بدن وغیرہ کی طہارت ذریعہ نماز کا اور زیارت قبور ذریعہ یاد گور و خدا کا ہے اور مناقب اور مدایح اولیاء اور صلحاء ذریعہ حصول اون کی روش کا ہے اور اچھی طرح پڑہنا

موضح القرآن ... جی چاہتا ہے بہت لوگوں کا کتاب والوں سے یعنی بہت سے یہودیوں کو آرزو تھا کہ کسی طرح تم کو دین سے پھیر کر مسلمان ہوئے پیچھے کافر کردیں اپنی ہی حسد سے بعد اس کے جو کھل چکا ان پر حق یعنی یہودیوں کو یقین ہو چکا ہے کہ تمہارا دین اور قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب حق اور درست ہے

قرآن شریف کا ذریعہ حصول شوق کا ہے۔ اور یہہ خیال نہ کرو کہ بسبب اختلاف کے جو روشنی
حاصل نہ ہوگی تو عبادت قبولیت کے لائق نہ ہوگی کہ یہہ ہی اصل غرض اتحاد قبلہ سے ہے کیونکہ مقصود
اصل عبادت ہے اور اوسکا مقبول ہونا بارگاہ ایزدی مین اور بروز حشر سرخ رو ہونا اتحاد قبلہ کا
موقوف نہین ہے اسلئے کہ أَيْنَمَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
تم جہان ہو مشرق یا مغرب اور خوشی یا غم اور عبادت یا بیہودگی اور اسلام یا کفر مین اور اطاعت یا
گنہگاری مین تم سب کو خدای تعالی جمع کردیگا قیامت مین اور عبادت اور نیکی ایک کی دوسرے
کے لیئے مفید ہوگی اور ایک کا نور عبادت دوسرے کے سے روشن ہوگا اور ناقص کو ایسی کامل کے
ساتھ کمال ہوجاوے گا اور علی ہذا القیاس کفر ایک دوسرے کی سے باعث مزید عذاب و رسوائی
کا ہوگا اور یہہ سب کام خدا پر بہت آسان ہین کہ وہ سب پر قدرت کامل رکھتا ہے کہ سب کو ایسا جمع
کرے کہ ایک کو دوسرے سے فائدہ حاصل ہو اور کامل کو ترقی اور ناقص کو کمال پہونچے۔ اب یہان
چند بحث ہین اول یہہ کہ واو جو اول مین ہوتی ہے موافق قاعدہ عرب کے گرجاتی وجہۃ مین کیون
نہ گری جواب واو فعل یا اوس کے توابع مین سے گرتا ہے اور وجہۃ نہ فعل ہے اور نہ مصدر وغیرہ
بلکہ اسم تام ہے اور تام مین تعلیل نہین ہوتی ہے دویم فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ سے امام شافعی رح
نے یہہ دلیل لی ہے کہ نماز مین اول وقت ادا ہون تا معنے سبقت اور پیشی کے متحقق ہون
اور یہہ معنی حدیث شریف کی ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کو فرمایا کہ نماز مین دیر نہ کرنا جب وقت ہوجاوے اور جنازے پر نماز مین دیر نہ کرنا اور
بیوہ کی نکاح مین دیر نہ کرنا جب اوس کا کفو ملے گرمی کے ظہر مین تاخیر اور عشا کی تاخیر ثلث
شب تک حدیث سے ثابت ہے اور امام صاحب فرماتے ہین کہ اگر جماعت زیادہ ہوجاوے
تو تاخیر کرنی بہتر ہے اس مین انتظار کا بھی ثواب ہوتا ہے مگر مغرب مین جلدی کرنا بہتر ہے
اور جاڑے کی ظہر مین جلدی کرنا بہتر ہے اور اجماع امت اسپر ہے کہ نماز کی وقت مین
اور کامون مین مشغول رہنا اور اوسکا تہیہ نہ کرنا ممنوع ہے اور معنی اشتیاق کے یہہ ہین
اور انتظار مین نماز کے بیٹھے رہنا موجب ثواب ہے سیوم وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ کے معنی
اکثر مفسرین نے یہہ لکھے ہین کہ قبلہ مقربین عرش ہے اور قبلہ روحانیین کرسی ہے

اور قبلہ کروبین بیت المعمور ہے اور قبلہ دعا آسمان ہے اور قبلہ ملائکہ کا زمین اور بدن آدم کی ہے اور قبلہ
انبیاء بنی اسرائیل کا بیت المقدس ہے اور قبلہ آدم اور نوح اور ابراہیم اور محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام
کعبہ ہے اور قبلہ ارواح کا سدرۃ المنتہیٰ ہے مگر اب معنی فاستبقوا الخیرات کے موزون
نہین ہوتی ہین مگر اسی طرح کہ مراد مطلق نیکیون کا حاصل کرنا ہے کہ اپنے اپنے دین پر
نیکیان حاصل کرین نہ خاص ایک طرح پر بلکہ رضامندی اوسپر معلوم ہو کسی طرح وحی سے
یا غیر وحی سے پس جیسی کہ ایک طریق تمام گروہون کے لئے ممکن نہین ہے اسی لئے ہر
ہر فرد کے لئے اتفاق ایک امر پر ممکن نہین ہے پس اسی واسطے لازم ہے کہ ہر شہر کی جانب
قبلہ جدا ہوا اور اصرار اپنے شہر کے سمت پر درست نہین ہے وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ
وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور جب کہ نکلو تم سفر کو تو اپنی شہر سے سمت قبلہ پر متوجہ نہو
بلکہ نفس قبلہ پر متوجہ ہونا چاہیئے کہ جانب مسجد حرام کے اپنا موہنہ موڑتے رہو کہ گرد اگرد کعبہ
کے بنی ہوئی ہے اسی لئے کعبہ کے حکم مین ہے مگر اس طور پر کہ توجہ کعبہ کی زائل نہونے
پاوے ورنہ نماز نہوگی کہ صرف مسجد حرام کا استقبال بے استقبال کعبہ کے محقق کافی نہوگا
وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ اور یہہ تعین قبلہ کا بجانب
کعبہ کے بے تعین جہات کے حق ہے خاص تمہارے رب کا حکم ہے اور تعین جہات اوس کے
طرف سے نہین ہو سکتی ہے کہ یہہ جگہون کے اختلاف پر موقوف ہے اور جو کچھ کہ کرتے
رہتے ہو تمہارا اللہ اوس سے غافل نہین ہے بلکہ جو نماز کہ کعبہ کے استقبال مراد سکی حکم سے ہوتی ہے
صحیح ہے اور موافق وعدہ کے ثواب ملے گا یہہ نہین ہے کہ وہ غافل ہے اور اوسکے غفلت مین
محنت کی ہوئی رائگان جانے کا خوف ہے مثلاً حنفیہ جنوب مین کھڑے ہوتے ہین اور امام اون کا
شمال مین اور فخر کہتے ہین کہ ہم مقام ابراہیم علیہ السلام مین قائم ہین اور شافعیہ غرب کعبہ مین
کھڑے ہوتے ہین اور امام اونکا جانب شرق مین اور فخر کہتے ہین کہ قبلہ ہمارا وہ جگہ ہے کہ آیت
اوسپر لازم ہے وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى اور یہہ سب استقبال کعبہ پر متقل
اور قائم ہین - اور اس سے پہلے جب مکہ سے نکلے تھے تو بیت المقدس کو قبلہ کیا تھا اب اگر
وہان سے نکلو تو ایسا نہ کرنا وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

موضح القرآن

کہ جہان سے نکلو بلکہ مکہ سے تو اپنا استقبال مسجد حرام پر رکھو اور یہہ حکم خاص تمکو نہین ہے بلکہ وَحَيْثُ
مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ اور جس جگہہ کہ تم ہو اور تمہارے امت ہو اور تم سب اپنے گھر
پر یا سفر پر ہو تو تم سب توجہ کرو جانب مسجد حرام کی لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ
تاکہ نہ ہو تم پر اور لوگون کو عرب یا یہود یا نصاری کو غلبہ اور حجت کہ بعض عرب یہہ کہین گے کہ
باوجود اتباع ملت ابراہیمی کے قبلہ ابراہیمی کو ترک کر رکھا ہے اور بعض یہہ کہین گے کہ
بسبب مخالفت قریش کے قبلہ ابراہیم اور اسماعیل کو ترک کیا باوجودیکہ اون کی اولاد ہے
اور اونکی نبوت اور ملت کا اتباع اور اعتقاد ہے إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ مگر جو لوگ کہ
ظالم ہین یعنی حق پر اپنی تعصب اور عناد سے طعن کرتے ہین کہ استقبال کعبہ از راہ حق پرستی نہین
ہے بلکہ محبت اپنے وطن کی یا اپنی قوم کی اور بعض یہہ طعنہ دیتے ہین کہ یہہ رسول اپنے کام مین
حیران ہے پہلے کعبہ کو قبلہ کیا پھر بیت المقدس کو پھر کعبہ کو تو اب اسپر بھی اعتقاد نہین ہے کہ شاید
پھر پھر جاوے پس ایسی ظالم دشمنون کے طعنہ سے فَلَا تَخْشَوْهُمْ نہ خوف کرو تم کہ دشمن
کا قول صرف عداوت پر ہے نہ تحقیق پر اور ایسی کو کہدو کہ مجکو یاد نہ کیا کرین ورنہ مجکو ساتھہ
لعنت کے یاد کرنا پڑے گا۔ اور عبد اللہ بن حمید اور ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے کہ عبد اللہ بن عمر
سے کسی نے پوچھا کہ تم ناحق مار ڈالنے والے اور شراب پینے والے اور چور اور زناکار کو دیکھتے ہو
وہ بھی تو خدا کی یاد کرتے ہین اور اللہ تعالی کا حکم ہے کہ تم میری یاد کرو مین تمکو یاد کرونگا حضرت
عبد اللہ نے فرمایا کہ جب یہہ لوگ یاد کرتے ہین تو خدای تعالی اون کو لعنت سے یاد کرتا ہے
جب تک کہ وہ چپ ہو وین الغرض یہہ کہ مطلق نہین بلکہ مقید ہے یعنی جب کہ موافق رضامندی
خدا کی ذکر کرو گی تو باعث ذکر خدا کا ہے چنانچہ مفسرین متقدمین نے یہہ تفسیر اس آیت کی کی ہے
یاد کرو میرے ساتھہ طاعت کی کہ یاد کرون گا مین تمکو اپنی مغفرت و رحمت کے ساتھہ
یاد کرو مجکو ساتھہ مجاہدہ کے مین تمکو یاد کرون گا ساتھہ مشاہدہ کے مجکو یاد کرو
تم ساتھہ دعا کے مین یاد کرون گا تمکو قبول کے ساتھہ۔ یاد کرو مجھہ کو ذلیل ہو کر مین
یاد کرون گا تمکو فضیلت دیکر۔ یاد کرو مجکو آدمیون کے بھرے مجلس مین مین یاد کرونگا
تمکو فرشتون کی بھری مجلس مین۔ یاد کرو مجکو فراغت مین مین یاد کرون گا تمکو تنگی مین

یاد کرو مجکو اپنی زندگی مین مین یاد کرون گا تمکو تمہاری موت کے بعد - یاد کرو مجھکو دنیا مین یاد کرونگا مین تمکو آخرت مین یاد کرو مجھکو بندگی کے ساتھہ مین یاد کرون گا تمکو پرورش کے ساتھہ یاد کرو مجکو صدق اور اخلاص کے ساتھہ یاد کرونگا تمکو زیادت اختصاص کے ساتھہ از مترجم - احادیث جو مذکور ہوئین اور جن پر تفاسیر کی بنا ہی سب اخبار احاد ہین موافق اصول حنفیہ کے مقید نہین ہو سکتی ہین خصوصًا کتب علی نفسہ الرحمۃ و رحمتی سبقت علے کُلِّ شیٍٔ علے غضبی معارض ان احادیث کے ہین کفر بے ادبی بے تعظیمی غفلت معصیت کیونکر مانع رحمت و عنایت عامہ خداوندی کا ہو سکتی ہین مشاہدہ دلیل قوی ہے نعمت دنیوی سے کس قدر یہہ لوگ محظوظ ہین تکلیف فقر و فاقہ سے محفوظ اور اہل سلام اور اہل تقوی باوجود اس اختصاص کے ان سب مراتب مین اون کے ساتھہ برابر ہین مگر ہان کے الطاف کی قابلیت ہم مین ہی نہین ہے ورنہ اون کے عموم مین تو کچہہ شبہ نہین شعر عام ہین اوس کے تو الطاف شہیدی سب پر + تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا + ہم یہہ کہین گے داور محشر کے روبرو + کیا کیا گنہ کئے تیری رحمت کے زور پر + اور قاعدۂ مسلم حنفیہ کا یہہ ہے کہ مطلق جبکہ معمول باطلاق ہو سکے تو اوسکا مقید ہونا جائز نہین ہے بحث چہارم مقام اجابت دُعا مین یہہ بات ثابت ہی کہ مستلزم شکر خدا کا ہی اور یہہ ہی بات احادیث صحیحہ سے ثابت ہی طبرانی نے اوسط مین اور ابو نعیم نے حلیہ مین روایت کی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اے ابن آدم جو تو میرا ذکر کریگا تو یہی میرا شکر ہے اور جب مجکو تو بہول جاوے گا تو یہہ کفران نعمت ہے اور بیہقی نے شعب الایمان مین زید بن اسلم سے روایت کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری مین عرض کیا کہ تیرا شکر کیونکر ادا ہو سکے کہ ہر وقت نعمت زیادہ ہوتی جاتی ہے فرمایا کہ مجکو یاد رکہو بہولو نہین کیونکہ میرا شکر اور میرا نسیان میرا کفران ہے اور عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکو توفیق یاد الٰہی میسر ہووے اللہ تعالی بے شک اوسکو یاد کریگا کیونکہ فرمایا ہے باری تعالی نے کہ مجکو یاد کرو مین تمکو یاد کرونگا اور جسنے توفیق دُعا کی پائی قبول بھی اوسکو حاصل ہوا

موضح القرآن
کیونکہ نعمت کا نام لکر شکر ادا ... سوا اسکے کوئی اپنی بات ... مین بجا ... نشانی کی ... بندے سے کہتی ... اور نفرانی ... لکھا ... فی سبیل اللہ امواتؐ بل احیاء ... ولکن لا تشعرون ... ہان بلکہ جیتے ہین ... کی اور خبر نہین ... خدا تعالی کے حکم ... اور وہ نیک کام ... کرنیوالے ہیں ... اور ... نیک کام کرنے ... پروردگار کے پاس سے ... ان لوگون پر

کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ مجھ سے مانگو کہ مین تمہاری درخواست قبول کرونگا اور جنکو توفیق شکر ہوئی نعمت زیادہ حاصل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو میرا شکر کروگے مین تمکو نعمت زیادہ دینے والا ہونگا اور جسکو استغفار کی توفیق ہوئی اوسکو مغفرت حاصل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم اپنے رب سے مغفرت مانگتے رہو کہ وہ غفار ہے اور خالد بن ابی عمر سے روایت کی ہے کہ جو خدا تعالیٰ کے حکم کا فرمان بردار ہوگا وہ بالضرور خدا تعالیٰ کا یاد گار ہوگا اگرچہ اور عبادت نماز و روزہ کم کرے اور جو کہ نا فرمان بردار ہے وہ خداوند تعالیٰ کو فراموش کئے ہوئے ہے اگرچہ نماز و روزہ وغیرہ بہت کرے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یاد الٰہی کے لیے پرہیزگاری اور نگہبانی احکام الٰہی کے بہت ضرور ہے اور صحیح بخاری اور مسلم مین روایت ہے کہ اے ابن آدم اگر تو مجھہ کو اپنے دل مین یاد کرے گا مین بھی تجھکو اپنے دل مین یاد رکھونگا اور جو تو مجھکو بھری مجلس مین یاد کرے گا تو مین بھی تجھکو ملائکہ اور انبیا اور اولیا کی محفل مین یاد کرونگا اور جان لے کہ تیری مجلس سے یہہ مجلس اگر وہ بہت بہتر ہے اور جو تو ایک بالشت میری طرف آئیگا تو مین ایک گز تیری طرف آؤن گا اور اگر تو میری طرف قدم قدم آوے گا تو مین تیری طرف دوڑ کر آؤن گا اور سنن ابن ماجہ اور اور معتبر کتابون مین وارد ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب بندہ میری یاد کرتا ہے اور میرے نام سے اوسکے ہونٹ ہلتے ہین تو مین اوسکے ساتھہ رہتا ہون اور جامع ترمذی اور اور صحاح مین وارد ہے کہ کسی نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اسلام مین عبادات بہت ہین مجھکو سب سے عمدہ عبادت تعلیم فرمائیے کہ ہمہ تن اوس ہی مین متوجہ ہو جاؤن کہ سب عبادات ادا نہین ہوسکتی ہین ارشاد ہوا کہ زبان بذکر الٰہی تر رہے اور بیہقی وغیرہ محدثین نے روایت کی ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن پر روانہ کیا تو اونہون نے بہت باتین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کین آخر یہہ بات پوچھی کہ بھلے کامون مین کونسا عمل خدائے تعالیٰ کی نزدیک محبوب ہے ارشاد ہوا کہ مرتے دم تک ذکر الٰہی مین تر زبان رہنا۔ اور ابو بکر بن ابی الدنیا ابو المخارق کی روایت بیان کرتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ معراج کی رات مین ہمارا گذر ایک شخص پر ہوا کہ وہ ہمہ تن نور عرش مین غائب تھا

ہمنے دریافت فرمایا کہ یہہ کون ہی کیا کوئی فرشتہ ہے سب نے عرض کیا کہ یہہ شخص فرشتہ نہین ہے
بلکہ آدمی ہے کہ دنیا مین یاد الٰہی مین تر زبان تھا اور دل اوسکا مسجد کے ساتھ متعلق رہتا تھا
اور اپنے ما باپ کو کسی سے بُرا نہین کہوایا - اور امام احمد کی کتاب الزہد مین اور اور کتابون معتبر
مین وارد ہے کہ حضرت ابو الدرداء کے روبرو یہہ ذکر ہوا کہ فلان شخص نے سو غلام خدا کی
لئے آزاد کئے ہین انہون نے فرمایا کہ البتہ اسقدر دینا بہت ہی مگر اس سے بہتر دو کام ہین ایک
ایمان کہ رات دن اوسکو انسان نے اپنے اوپر لازم کیا ہے دوسری زبان کہ ہمیشہ یاد الٰہی مین
تر رہے یہہ کہکر پہر یہہ کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہہ فرماتے تھے کہ مین بتلاتا
ہون تمکو بہتر عبادت اور بہتر عمل کہ جس سے خدا کی یہان تمہاری درجہ بلند ہو وین اور بہ نسبت
صدقہ زر و سیم کی بہی بہتر ہے اور بہ نسبت جہاد کے بہی بہتر ہے کہ جس مین دشمن تمہارے
اور تم اونکی گردنین کاٹو لوگون نے عرض کیا کہ ہان فرمائیے ارشاد ہوا کہ وہ ذکر خداوندی ہے
اور بیہقی نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہی کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذکر
خدا ی تعالی دل کو اور ہر چیز کو صیقل کرتا ہے اور بہ نسبت ذکر الٰہی اور کوئی عمل زیادہ تر نجات
دینے والا عذاب سی نہین ہے اور یہہ مضمون دو بار فرمایا لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا
جہاد بہی ذکر الٰہی کے برابر نہین ہے حکم ہوا کہ ہان برابر نہین ہے اگرچہ مجاہد ایسی کوشش
کرے کہ تلوار ٹوٹ جاوے اور طبرانی اور بزار اور بیہقی عبد اللہ بن عباس سے روایت کرتے
ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رات کو نہ جاگ سکی اور بسبب محبت اور بخل
کے مال خرچ نہ کر سکے اور بسبب نامردی کے خدا کے دشمنون پر جہاد نکر سکے پس اسکو لازم ہے کہ
کہ ذکر خدا کا بہت کرے کہ ان سب نقصانون کا تدارک ہو سکیگا اور یہ ہی محدثین عبد اللہ بن
عباس سے یہ روایت کرتے ہین کہ جسکو چار چیزین دنیا مین اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمائین اوسکو
دین و دنیا کی بہلائی حاصل ہوئی دل شاکر اور زبان ذاکر اور مرض بدن پر صابر اور زوجہ
کہ خاوند کی عزت اور مال کی نگہبان اور خیر خواہ ہووے اور ابن حبان ابو سعید خدری
سے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ اونچی مسندون پر
بیٹھکر اور نرم تکیہ لگاکر یاد الٰہی مین مشغول ہوتے ہین تو حق تعالے اون کو برکت اس

موضح القرآن
حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا سمجھکر کافر ہوئے اور نصرانیون نے انجیل مین بڑہا کر یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر نجانکر کافر ہوئے

كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ

اسی طرح کہا اُن لوگون نے جو نجانتے تھے اور کوئی کتاب خدا تعالیٰ کی انپر نہین ہوئی تھی جیسے کہ عرب کے

ذکر کے سبب بہشت میں درجات عالی عطا فرماوے گا اور صحیح بخاری و مسلم میں یہہ آیا ہے
کہ یاد خدا کرنے والا زندہ ہے اور نہ یاد کرنے والا مُردہ ہے اور طبرانی نے ابوموسی اشعری
سے یہہ روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک شخص اپنی بغل میں
روپیہ لیکر تقسیم کرنا شروع کرے اور دوسرا شخص یاد خدا کرنی شروع کرے تو بلاشبہ یاد
کرنے والا اوس سے بہتر ہے اور طبرانی اور بیہقی نے کئی روایتیں بیان کی ہیں کہ اہل بہشت
کسی بات کی حسرت نہ کرینگے مگر اوس ساعت پر جو مفت تلف ہوگئی اور دُنیا میں
بے یاد الٰہی گذری اور صحیح مسلم اور اور صحاح میں وارد ہے کہ جب کوئی جماعت ذکر خدا کی لئے بیٹھتی ہے
تو ملائکہ اونکے گرداگرد پھرتے ہیں اور رحمت الٰہی اونکو ڈھانپتی ہے اور اطمینان دل اونکو ملتا
ہے اور حق تعالی اونکو اپنے مقربوں میں یاد فرماتا ہے اور یہی مضمون ابن ابی الدنیا نے ابوہریرہ
اور ابوسعید خدری سے روایت کیا ہے۔ اور صحیحین میں وارد ہے کہ بہت فرشتہ گلی گلی
پھرتے ہیں کہ کہیں اہل ذکر پاویں پس جہاں دیکھتے ہیں تو وہ دوسرے فرشتوں کو آواز دیتے ہیں
کہ یہاں آؤ کہ یہاں تمہارا مدعا اور مطلب موجود ہے پس فرشتے پرے کے پرے وہاں آن کر موجود ہوتے
ہیں اور ذاکرین کے گرداگرد کھڑے ہوجاتے ہیں اور تہ بر تہ آسمان تک جم جاتے ہیں جبکہ
اہل ذکر فراغت پاتے ہیں تو یہہ فرشتے بھی چلے جاتے ہیں جناب باری کی طرف سے ارشاد
ہوتا ہے کہ تم کہاں سے آئے وے یہہ عرض کرتے ہیں تیرے بندوں کے پاس سے کہ تیرا ذکر
کرتے ہیں اور تیری تسبیح و تہلیل کرتے ہیں پھر ارشاد ہوتا ہے کہ کیا اونہوں نے مجکو دیکھا
ہے یہہ عرض کرتے ہیں کہ نہیں پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اگر مجکو دیکھہ لیں گے تو کیا کرینگے
یہہ عرض کرتے ہیں کہ زیادہ تر فریفتہ اور شیفتہ اور جان دادہ و دل باختہ ہوجاوینگے
اور اس سے بھی زیادہ یاد کرینگے پھر حکم ہوگا کہ وہ کیا چاہتے ہیں یہہ عرض کرتے ہیں
کہ بہشت چاہتے ہیں اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں پھر ارشاد ہوتا ہے کہ کیا اونہوں نے
ان دونوں کو دیکھا ہے یہہ عرض کرتے ہیں کہ بے دیکھے یہہ حال ہے اگر دیکھہ پائینگے تو بہشت
کے زیادہ تر خواہاں ہونگے اور دوزخ سے زیادہ تر پناہ جویاں اوس وقت ارشاد ہوتا ہے
کہ تم گواہ رہو اس بات پر کہ میں نے ان لوگوں کو بخشدیا اور ان کا مطلوب انکو دیدیا منجملہ ان ملائکہ کے

ہو کر حضرت … جب ہے کہ سجدہ … نماز … زمین … اپنا ہی حکم … مرد … تیامت کے دن … صرف … اس … جبکہ … مَنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَاۗىِٕفِيْنَ ڛ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ

ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ ایک شخص اگرچہ ذکر مین شامل نہ تھا مگر کسی کام کے لئے آن کر انمین
شامل ہوگیا تھا وہان سے حکم ہوتا ہے کہ اسکو بھی مینے بخشدیا کہ یہہ ذاکرین ایسا رتبہ رکھتے ہین کہ انکا
ہمنشین بھی بخشا جاتا ہے۔ اور صحیح مسلم اور اور کتابون صحیح مین وارد ہے کہ ایک دن حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم اپنے دولتخانہ سے باہر تشریف لائے اور ایک محفل پر کھڑے ہوکر پوچھا کہ
تم یہان اکٹھے ہو عرض کیا کہ ہم یاد خدا کرتے ہین اور اوس کا شکر کرتے ہین کہ اوسنے ہمکو اسلام
کی طرف ہدایت فرمائی حضرت نے اون سے فرمایا کہ تم قسم کھاؤ کہ اسی لئے یہان بیٹھے ہو
اونہون نے قسم کہائی پہر ارشاد ہوا کہ مینے تمکو اسلئے قسم نہ دی تھی کہ تمہارا کہنا جھوٹ جانا تھا
مگر حقیقت یہہ ہے کہ اسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ اس گروہ پر
اللہ تعالیٰ فرشتون کے روبرو فخر کرتا ہے تو باعث اس فخر کا مینے تم سے بقسم تصدیق
کیا اور امام احمد اور بیہقی حضرت ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہین کہ حق تعالیٰ بروز
محشر فرمائیگا کہ آج تمام خلقت کو جو یہان اکھٹی ہے معلوم ہوگا کہ بزرگی کیا ہے اور
اوسکے لائق کون ہے لوگون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہمکو ارشاد ہو
کہ وہ کون لوگ ہین تا اون کے سوائے اور کسی کو ہم بزرگ نجانین ارشاد ہوا کہ جو لوگ مجالس
ذکر خدا مین بیٹھے ہین اور یہہ ہی محدثین مذکورین روایت کرتے ہین کہ جب ذاکرین خدا کے
ذکر سے فارغ ہوتے ہین تو فرشتے آسمان مین پکارتے ہین کہ تم بخشے گئے جاؤ کہ تمہاری برائیان
نیکیون سے بدل گئین اور ایک حدیث مین یہہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ذکر خدا سے زیادہ کوئی عمل عذاب قبر کے لئے مفید نہین ہے اور اور محدثین نے بیان کیا ہے
کہ حضرت ابو الدرداء اور ابی بن کعب اور عبادہ بن الصامت اور عبد اللہ بن عمر اور معاذ
بن جبل اور سلمان فارسی للہ دینے مال اور جہاد کرنے اور اور عبادت عمدہ سے ذکر خدا کو
بہتر اور خوب جانتے تھے کہ کسی کا ان مین سے یہہ قول ہے کہ ایک بار اللہ اکبر کہنا دنیا
وما فیہا سے بہتر ہے اور کسی کا یہہ منقول ہے کہ سو بار اللہ اکبر اگر کہون تو بہتر ہے اس سے
کہ سو دینار للہ دون اور کسی نے یہہ فرمایا ہے کہ نماز فجر سے طلوع شمس تک ذکر خدا اگر
کیا جاوے تو بہتر ہے اس سے کہ مین گہوڑے پر سوار ہوکر جہاد کرون اور ایسی نماز عصر سے

موضح القرآن م اور اس شخص سے جو منع کرے خدا تعالیٰ کی مسجدون سے جو وہان بجا دین اس سطے جو یاد کرین مسجدون مین نام خدا تعالیٰ کا اور کوشش کرے ان مسجدون کے ویران کرنے مین یہی لوگ ہین جو نہین سزاوار ہے اون کو کہ داخل ہون انکے اندر مگر ڈرتے ہوئے [illegible] اور انکے واسطے آخرت مین عذاب عظیم واسطے انہین لوگون کے دنیا مین خواری اور رسوائی اور انہین کے واسطے اس جہان مین عذاب بڑا

غروب آفتاب تک اور کوئی یہہ فرماتا ہی کہ ایک شخص مشرق سے چلا اور دوسرا مغرب سے اور انکی پاس زر ہے کہ اوس مین سے کچھہ خرچ نہین کرتا ہی مگر موافق حق کے اور وہ دوسرا ذکر خدا کرتا ہے یہان تک کے دونو رستہ مین ملے تو ذکر خدا والا اوس سے بہتر ہے اور ایک صاحب نے یہہ کہا کہ ذکر خدا اور قرآن پڑہنے والا جب مرا تو بہتر ہوگا اوس سے جو روپیہ خرچ کرتا ہوا اور یارون کو کہلاتا ہوا مرا بلکہ واخشونی مجہہ سے ڈرتے رہو ایسا نہو کہ لوگون کی طعنہ زنی سے میرا حکم چھوڑ دو کیونکہ ہمارا حکم نہ ماننا موجب عذاب اور خسران ابدی کا ہی اور انکی طعنہ پر صبر کرنا چند دن کے لئے موجب ثواب دائمی ہے اور جبکہ ہمارے عظمت تمہارے دلون مین بیٹھہ گئی تو اور مخلوقات کی کیا حقیقت ہے کہ اونکا کچھہ کہنا تم پر کچھہ اثر کرسکے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ تو اپنی خالق کی تعظیم کیا کر کہ تمام مخلوق تیری آنکھون مین کمتر معلوم ہوگی۔ اب یہان چند سوال ہین اول یہہ کہ مسجد الحرام کی طرف منہہ کرنے کا حکم تین آیات مین ہے اس کا کیا سبب ہے اسکا جواب بعض نے تو یہہ دیا ہے کہ اول آیت ساکنان حرم پر ہے اور دوسرے ساکنان جزیرہ عرب پر ہے اور سوم کا فہ اہل زمین پر مگر یہہ ضائر آیات سے ثابت نہین ہین بے قرینہ اس طور دہرا لینا بلاغت سے بعید ہے اور خطاب جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا تو حضرت مدینہ مین تھی نہ ازجملہ ساکنان مکہ معظمہ اور بعض نے یہہ جواب دیا ہے کہ اس مضمون پر یہہ تین دلیلین آئی ہین اسی لئے ہر دلیل کے ساتھہ دعوی کی تجدید کی گئی تا دلیل کو دعوی کی ساتھہ اور دعوی کو دلیل کے ساتھہ ربط کامل حاصل ہووے۔ بار اول مین یہہ دعوی ثابت کیا گیا کہ اہل کتاب اسکو حق جانتے ہین اور توریت اور انجیل اوسکی گواہ ہین اور بار دوم مین ثابت کیا گیا کہ یہہ امر حق ہے اور تمہارے رب کی طرف سے مامور ہوا ہے اور بار سوم مین دفع الزام مردم کیا گیا جیسا کہ فَبِاَیِّ اٰلَاۗءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ اور وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ کو ہر دعوی کے ساتھہ مکرر کیا گیا ہے مگر اتنا فرق ہے کہ یہہ تین نتیجہ ہین بعد استدلال دلائل کے اور وہ آیات استقبال قبلہ کے دلائل سے پہلے مذکور ہین وجہ سوم چونکہ آیت اول مین قبلۃ ترضٰھا گمان یہہ ہے کہ یہہ قبلہ بسبب پسندیدگی رسول کے بدلا گیا اور آیت دوم مین یہہ مضمون نہین ہے اور سوم مین اوسکی تاکید ہے کہ جس سے تشفی تمام حاصل ہوئی ہے

فتح القرآن
[illegible]

وجہ چہارم یہہ کہ اول آیت مین حکم قبلہ کرنے کعبہ کا مطلق اور عام سب حال مین ہے اور آیت دوم مین عام ہے سب مکانات کو اور آیت سوم مین عام سب وقتون کے لیئے کہ اب احتمال خصوص اور قید کا نہین ہے وجہ پنجم ہماری شریعت مین اول سب سے یہہ ہی حکم منسوخ ہوا ہے اسیلیئے تاکید تین بار کی گئی تاکہ جو امر کبھی نہ ہوا ہو اوس مین کچھہ ناگوار اور شک نہ رہے مگر اس وجہ مین شبہہ یہہ ہے کہ درمیان تاکید اور مؤکد کی حرف عطف واو نہین ہوتا ہے اور یہان موجود ہے اوس کا جواب یہ ہے کہ جملہ اول موکد اگر کسی جملہ سابقہ پر عطف ہو اور اوس پر حرف عطف بھی ہو تو پھر جملہ مع حرف عطف کے مکرر ہوگا تاکہ تاکید تمام ہووے اور واضح ہو کہ تاکید اور موکد مین مضمون کا متحد ہونا شرط ہے سو اول ومن حیث خرجت تاکید اپنی کلام سابق کی نہین ہوسکتا ہے کہ وہان حکم استقبال کرنے کعبہ کا مدینہ منورہ مین ہی اور وہان حکم استقبال ہے حالت سفر مین اور ومن حیث خرجت دوم بے شک تاکید اوسکی ہے کہ تفسیر مین گذرا اب یہان ایک شبہہ یہہ ہے کہ قول کفار اور اون کی طعنہ زنی سب بے اصل ہے سو اوسکو حجت کیون فرمایا کہ حجت اور دلیل کلام ثابت الاصل کو کہتے ہین جواب یہہ اصطلاح خاص متکلمین کی ہے جس دلیل کی مقدمات مسلمہ اور مصدقہ ہون وہی حجت اور دلیل ہوسکتی ہے ورنہ نہین ہوسکتی ہے اور قرآن شریف مین صرف عرف پر مدار ہے اور دشمن اپنے کلام کو حجت اور دلیل غلبہ کی جانتا ہے اور معنی لغت کے مطابق ہین کہ معنے اوسکے غالب ہونے کے ہین جیساکہ وحجتهم داحضة عند ربهم قرآن شریف مین وارد ہی اور اوسکو صرف باطل کرنا کلام حق کا بذریعہ اپنے کلام کے مقصود ہے اوسکو اتنی فرصت کہان کہ مقدمات اپنے دلائل کے درست اور صحیح کر کے حجت لاوے اور اوسکی اس کلام بے اصل کو حجت کہنا اون کے ساتھہ ہنسی کرنا ہے اور سوا اسکے کہ مخالفین کا شبہ دفع ہوا اور لوگون کو تمہر جاے طعنہ کی نہ رہے اس تحویل قبلہ مین ۞ اور یہی قاعدہ یہہ ہے ولأتم نعمتي عليكم کہ تمام کرون مین اپنی نعمت تمپر کہ تم جو نماز مین متوجہ اعلیٰ و افضل قبلہ پر ہوئے تو زیادہ تر مستحق نعمت اور برکات اور انوار کے ہوئے کہ بہ نسبت اور قبلہ کے زیادہ تر برکت حاصل ہوگی ولعلكم تهتدون اور چونکہ یہہ تحویل

ف یعنے اور اس لیئے کہ پورا کرون تم پر فضل اپنا ... ف یعنے جو عبادت کا طریق ... وجہ اللہ ... ہی کی ... سورج کی ... سورج کی ... جہان ... سورج نکلتا ہے ... اور جہان ڈوبتا ہے ... سب طرفین ... ہی کی ہین ... جدہر منہہ کرو اوسی ... کی طرف ... خدا تعالیٰ متوجہ ... اور وہ بخشنے ... والا ہے ... بندے کو ... خدا تعالیٰ ... بخشش کرنے والا ... حال سب ... جاننے والا ہی تمہارے

قبلہ جسم سے طرف مبدء خاک کی ہوا ہے تو موجب ہدایت کا حقیقت کی طرف ہوگا کہ روح کو توجہ ہوگی اپنی حقیقت پر اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سُنا کہ کہتا ہے اللھم انی اسئلك تمام النعمۃ اے اللہ مین تجھسے تمام نعمت مانگتا ہون اوسوقت حضرت نے دریافت فرمایا کہ تمام نعمت کیا ہے وہ بہشت ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ تمام نعمت اسلام پر مرنا ہی اب ایک بات یہہ ہی کہ اتمام نعمت اس تحویل قبلہ سے ثابت ہوتی ہی اور دوسری آیت جو سورہ مائدہ مین ہی اتمام نعمت حجۃ الوداع مین ثابت ہوئے سو جواب یہہ کہ یہان اتمام نعمت قبلہ کا ہے اور وہ ایک امر خاص ہے اور وہان اتمام نعمت جملہ ارکان دین کا اور ہر نعمت علیحدہ تو اوسکا اتمام بہی علیحدہ اور یا یہہ کہا جاوے کہ درباب عبادت اور ادا مرج کہ یہہ دونو متعلق کعبہ ہے ہین اتمام نعمت نماز کا بسبب تحویل جہت کامل اور فاضل کے ایک قسم ہے کہ اوس مین تمام نعمت بہ توجہ اوسطرف ہے اور اس مین اتمام نعمت بہ طواف اور زیارت مکان متبرک کے ہے آور یہہ ہدایت اور اتمام نعمت تمہاری ایسی ہے کما جیسکہ اَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُوْلًا بہیجا ہمنے تم مین ایک پیغامبر کہ ہدایت کرے تکو کہ ہماری ہدایت متحقق ہوتی ہے مِنْكُمْ کہ وہ تمہاری قوم سے ہے کہ عربی قریشی ہے اور جبکہ تمہاری قوم سے ایسا پیغمبر ہو کہ اولین و آخرین کا سردار ہو کسقدر عزت اور نعمت اور فخر اوس قوم کو حاصل ہوگا **شعر** ہوا ہے فخر عرب بلکہ فخر عالم کا ✣ کہ ایسا کون ہے فرزند حضرت آدم کا ✣ تمہارے حسن پہ قربان ہے حسن عالم کا ✣ کہ یہان ظہور ہے حسن خدائے عالم کا ✣ اور مشہور ہے کہ عرب دوسرے کی متابعت سے نہایت غیرت کرتے تھے اسلئے نعمت کا تحقق ہوا کہ تم کسی اور کی بجز اپنی قوم کے تابع نہ ہوئے اور سارا عالم تمہارا تابع کیا گیا اور اشرف کی متابعت سے سبکو فخر ہوگا نہ عار کہ یہہ رسول سب سے اشرف ہی اور یہہ رسول صرف زبانی احکام پہونچانے کے لیئے نہین ہی بلکہ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا پڑھتا ہی تمہارے اوپر ہماری آیتین کہ وہ اوسکے لئے معجزہ ہین تمہارے زبان مین کہ لطائف اور وجوہ اعجاز کی تمپر بخوبی ظاہر ہون تا اوسکی پیغمبری کے لئے نہایت کامل سند ہووے اور ذریعہ معرفت ذات و صفات و اسرار و احکام کا روشن ہووے اور جان لو کہ مرضی خدا کسمین ہی اور کسمین نہین ہے

موضح القرآن

[margin notes: partial reading] وقالوا اتخذ اللہ ولدا ... سبحٰنہ بل لہ ما فی السمٰوٰت والارض کل لہ قٰنتون ... یہود اور نصاریٰ ... خدا نے ... حضرت عزیر ... حضرت عیسیٰ ... خدا کی شان الیسی ... سب ... عیبون سے ... آسمانون مین اور زمین مین ... اور ...

اور یہہ کلام جب تم مین موجود ہے تو اتفاقاً تمکو جدائی اور بعد خدمت رسول سے ہوجاوے تو بہی
ہدایت مین نقصان نہ ہوگا اور یہہ آیات نماز مین اور سوائے نماز کے پڑھتے رہوگے تو موجب
ثواب کا اور سب علوم اور تمام دین و دنیا کی خوبیان اس کے ذریعہ سے تمکو ایسی ملینگی کہ یہہ سب امور
نہایت ہدایت اور نعمت ہے اور یہہ رسول صرف ان آیات کے سنانی پر نہین ہے بلکہ تمپر
بتوجہ تمام متوجہ ہے تاکہ وَیُزَکِّیْکُمْ اور صفائی تمہارے دل کی کرتا رہے کہ جس سے درستی
اعتقادات اور حسن اخلاق اور نکوئی عادات موقوف کہ یہہ عمدہ نعمت ہے اور اور نعمت
یہہ ہے کہ وَیُعَلِّمُکُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ بتاتا ہے یہہ رسول تمکو معنی کتاب کے اور
اسرار اور لطائف اوسکے کہ صرف معنی ظاہری مقصود نہین ہے بلکہ ہر ہر کلمہ سے معنے اور حکم
ظاہری جیسا مستفاد ہوتا ہے ویسی ہی اوس سے حکمت اور اسرار بہی متعلق ہین کہ دونو عالم
ظاہر اور باطن کے مالک ہوکر وراثت نبوت کی تمکو حاصل ہووے اور ایک پر اکتفا کرنے سے
نقصان رہیگا کہ شاید صرف اباحت اور بے قیدی اختیار کرو کہ یہہ ہدایت اور اوس کے
بعد نعمت ہر دو کامل ہون گے اور کیسا ہی ہوشیار اور صاحب زبان اور واقف اسرار ہو مگر
محتاج ہے کہ مرشد اوسکو تعلیم اسرار و ظاہر کا کرے وَیُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ؕ
اسلئے تمکو تعلیم کرے گا یہہ رسول وے باتین کہ تم ہرگز نہین جان سکتے ہو اور نہ جان سکتے تھے
جیسا کہ کیفیت نماز اور کمیت زکوۃ اور مناسک حج کہ کیونکر کرین اور کیا کرین اور جو باتین کہ کتاب
مین نہین ہین سب کی تعلیم تمکو کرے گا اور واضح ہو کہ جب ایسی نعمت اور ایسی ہدایت مینے
تمکو دی اور ہمارا احسان سراسر تمپر ثابت ہوا فاتر اوسکی بدلے مین فَاذْکُرُوْنِیْ مجھکو یاد کرتے رہو تم
ہر رنگ مین اور ہر زبان مین اور ہر زمانہ مین اور ہر حلقہ مین میرا کلام پڑھتے رہو اور میرا نام
لیتے رہو اور میری حمد اور تسبیح اور تہلیل کرتے رہو اور ہر کام پر میرا نام لیتے رہو اور توجہ اور استغراق
میرے حضور مین کہ جس طرح اہل سلوک کرتے ہیں مین کر دیا نکر کرتے رہو میری آیتین مین
اور میری ذات و صفات کے دلائل مین اور ہماری اسرار و معاملات مین کہ ہر ذرہ
میری حکمت ہائے مخفیہ پر دلالت کرتا ہے کہ یہہ سب کام علمائے راسخ الاقدام کا ہے
اور کوشش مین رہو کہ موافق وعدہ و وعید کے عمل جاری رہے تاخوف قہر سے امید

رحمت کی حاصل ہووی کہ یہہ کام اہل تقوی ظاہری کا ہے اور یہہ کام صرف اعضا کا ہے اور وہ
کام دل کا اور یہہ کام دو طرح پر ہے اول یہہ کہ ہر عضو کو اون کاموں سے جو ممنوع ہین اور اوس
عضو سے متعلق ہین میرے حکم کی اتباع کی وجہ سے اور مجہہ سے ڈر کر باز رہنا چاہیئے یعنی آنکہہ کو روکنا
چاہیئے کہ اجنبی عورت پر نہ پڑے خوبرو امرد کو نہ دیکہے من ترجم اور اس سب کو حسن غیر سمجہکر آنکہہ بند
کرنی چاہیئے ورنہ جلوہ گری حسن خدا کو تو آنکہہ کہول کر دیکہنا چاہیئے شعر دیکہہ لینے دے
ذرا دیدۂ گریان مجکو ٭ پہر کہان پائیگا یہہ حسن کا سامان مجکو ٭ براے دیدن روی تو آمدم
بوجود ٭ وگرنہ آمدنم از عدم برای چہ بود ٭ ورنہ حکم فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ٭
اور قیاس کا رگر از کار برداز معطل ہوتا ہے اور حصر بیچ آخرت کے بیچ احوال سلف کے موجہ نہین ہے
کہ لفظ ابصار اسپر خوب دلالت کرتا ہے اور زبان سے کسیکو برا نہ کہے اور جہوٹ نہ بولے
اور ہاتہون سے کسی کا مال بے وجہ نہ تلف کرے اور کانون سے کسی کی برائی نہ سُنے اور
کہانیان بیہودہ نہ سُنے اور مزامیر و ملاہی جو کان سے تعلق رکہتے ہین نہ سُنے کہ سُننا
اون کا حرام ہے اور پیرون سے بارادۂ فاسد کسی فعل بد کے لئے یا شراب خانہ اور چکلہ
وغیرہ مین نہ جاوے اور حاکم سے جا کر کسی کی چغلی نہ کہاوے اور فرج سے زنا اور لواطت
اور سحاق نکرے اور اپنی لب و دندان اور دہن اور گلو سے مال وغیرہ حرام نہ کہاوے اور
معدہ کو تر نہ کرے اور علی ہذا القیاس دویم ہر عضو کو اوس کام پر متوجہ کرنا چاہیئے کہ جس پر
اوسکو مامور کیا ہے میرا خیال اور میرا ڈر کرے اور اگرچہ یہ سب اسباب ذکر کے ہین مگر تحقیق
ذکر بے توجہ ان اسباب کے نہین ہوتا ہے اسلئے توجہ ان اعضا کا نام ذکر رکہا گیا اور جب تم
میرا ذکر کرتے رہو گے تو اَذْكُرْكُمْ مین تمہارا ذکر کرتا رہونگا یعنی ایسا متوجہ تمپر ہر وقت
رہونگا کہ سب امور دینی و دنیوی تمہارے درست اور صلاح پر ہوسکتے رہین گے اور
کسی مین خلل نہ آوے گا اور گناہ زائل ہوتے جاینگے اور درجے قربت کے بڑہتے
جاینگے اور ہر امر پر استحقاق تمہارا بہ نسبت اورون کے زیادہ تر ہوگا اور ہر
امر پر تم بہ نسبت اورون کے زیادہ ثواب کے مستحق ہوگے ۔ اور یہہ ذکر اگرچہ
ضمناً شکر کا موجب ہے مگر قصداً بہی وَاشْكُرُوا لِي شکر میرا کرتے رہو کہ مین نے تمکو بہ نعمت

وہی ہے کہ یہہ اعضاء سامان فکر کی ہین کیونکہ صرف ذکر بے نیت شکر موجب حصول اور مراتب
کا ہے مگر جبکہ شکر ہی قصداً ہووے باعث حصول اور ترقیات کا ہوگا کیونکہ نعمت کے
شکر سے مزید نعمت ہوتی ہے وَلَا تَكْفُرُونِ اور ایسا کام اس فکر اور شکر مین نہ ہو کہ
باعث کفران نعمت میرے کا ہوجاوے کہ اس سے نعمت کا نقصان ہے اور مانع ترقی درجہ اور
حصول قربت کا ہے مثلاً باوجود ذکر اور شکر کی مال شبہ سے ردکا جاوے یا بحضور بادشاہ کے
کسی حاجت مند یا بے گناہ کے سفارش نکیجاوے تو ذکر و شکر خالص ہوگا اب یہان کئی امر بحث
طلب ہین اول اس مقام مین کہ ظہور اجابت دعاء حضرت ابراہیم کا ہے تزکیہ مقدم ہے تعلیم کتاب
حکمت پر اور دعاء حضرت ابراہیم مین مقدم ہے اوسپر جواب ترتیب الفاظ دعا اور اوسکی
اجابت مین شرط نہین ہے بلکہ مقصود حصول اجابت تمام مضمون دعا کا ہے بلکہ بلاغت
یہہ ہے کہ موافق محل کے کلام چاہیئے دعاء مین تعلیم اس سے مقدم ہے کہ بعد تعلیم تزکیہ حاصل ہوگا
کہ وہ سبب اور ذریعہ تزکیہ کا ہے ورنہ بدون تزکیہ تعلیم سے کیا فائدہ اور اصل مقصود نہین ہے
اسلئے دعا مین مبادی و وسایل کو مقدم کیا تا اون کے حصول کے بعد اصل مقصود کے
حصول مین کچھ تامل و دریغ نہ ہو اور یہان مقام اجابت تزکیہ اصل مقصود ہے مقدم کیا
گیا ہے تاکہ حصول مقصود پر دلالت کرے وَلَا تَكْفُرُونِ کی اور واشکروا لی کے ایک معنے
ہین اسلئے وہ اسکے تاکید ہوئی اور تاکید اور موکد مین حرف عطف واو نہین آتا ہے کیون کہ
معطوف و معطوف علیہ دونو مغائر ہوتے ہین اور یہان مغائرت نہین ہی پہر واو کیون آئی ہے
جواب یہہ دونو جملے علیحدہ ہین ایک دوسرے کی تاکید نہین ہے امر شکرگزاری اور نہی از کفران
نعمت دونو جدا جدا مقصود ہین اگر اول موکد ہوا اور دوم تاکید تو اول ہی مقصود ہوگا۔
نہ دوم اور اگر اول مبدل منہ یا بیان ہو تو دوم بدل ہوکر وہی مقصود ہوگا نہ اول ۔
سوم اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلق ذکر بندگان موجب ذکر خداوندی ہوتا
ہے حالانکہ بعض وقت بیچ ذکر الہی کے بے ادبی اور بے تعظیمی بہی کرتے ہین اور یا
ذکر الہی بغفلت کرتے ہین اور یا ذکر الہی حالت گنہگاری مین کرتے ہین اور ظاہر ہے
کہ اس طرح کا ذکر موجب ذکر خداوندی بعنایت و برحمت نہ ہوگا جواب ابن عساکر

اور دیلمی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر مین یہہ روایت کی ہے کہ مجکو یاد کرو میری
طاعت کے ساتہ مین تمکو یاد کرون گا اپنی مغفرت کی ساتھ اور جو کہ مطیع ہو کر مجھکو یاد کرتا ہے
تو لائق ہے مجکو کہ یاد کرون اوسکو ساتہ اپنی مغفرت کے اور جو گنہگاری کی حالت مین مجھکو یاد
کرے تو لائق ہے کہ مین غصہ سے یاد کرون گا اور عبد بن حمید نے عبداللہ بن عباس سے
یہہ تفسیر روایت کی ہے کہ میرا ذکر موافق تمہارے ذکر کے ہے اگر تم بوجہ نیک یاد کرو گی
تو مین بھی بوجہ نیک تمکو یاد کرون گا اور جو حالت بدی مین یاد کرو گے تو مین بھی بدی سے
یاد کرون گا اور ابن جریر نے سدی سے روایت کی ہے کہ بندے خدا کو یاد نہین کرتے ہین
مگر کہ خدا اونکو یاد کرتا ہے اگر ایمان والا ہے تو اوسکی مغفرت اور رحمت سے یاد ہوتی
ہے اور جو کافر ہے اوسکی عذاب اور لعنت سے یاد ہوتی ہے اور امام احمد نے کتاب الزہد مین
اور امام بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت
داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ ظالمون اور تحقیق اس مقام پر یہہ ہے کہ ہر عمل اپنے
موقع پر باعث کثرت ثواب ہوتا ہے نفس کے آراستہ کرنے مین اور حجاب اور غفلت کے دور
کرنے مین ذکر خداوندی نہایت مفید اور باعث ثواب ہے اور خرچ کرنا مال کا موقع ضرورت مین
یعنی بیوہ عورتون اور یتیم بچون کی خبرگیری کرنا اور جہاد کرنا کفار کے دور کرنیکے لئے نہایت
موجب ثواب ہے ذکر اس مقام مین اور خرچ و جہاد اس کام مین مفید نہین ہوگا اور ابن ابی شیبہ
حضرت ابی ہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ اہل ذکر ملائکہ کو ایسے روشن نظر آتے ہین کہ جیسے
تمکو ستارے اور طبرانی نے کئی روایتین اس مضمون کی بیان کی ہین کہ ایک جماعت تجلے
ذات الٰہی کے داہنی طرف منبرون پر بیٹھے ہونگے کہ انبیاء اور شہداء ان پر رشک کرینگے
لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہین فرمایا کہ ایک قوم یا ایک قبیلہ سے نہین ہین
کہ اونکا نام بتایا جاوے کیونکہ مختلف قوم اور مختلف شہرون کے ہین مگر صرف خدا کے لئے آپس مین
دوستی کر کے ذکر الٰہی کے لئے ایک جا اکٹھے ہو کر بیٹھتے ہین اور ابن ابی شیبہ نے حضرت امام باقر سے
نقل کیا ہے کہ ذکر اور شکر سے بہتر خدا کے نزدیک نہین ہے اسی لئے اس مقام اجابت مین
ذکر اور شکر کا ذکر فرمایا ہے اور صحاح مین یہہ بھی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم

بعد ہر نماز فرض کے یہہ دعا مانگتی تھے اللهم اعني على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك کہ ای
میرے اللہ میری مدد کر تو اپنی ذکر کرنے پر اور اپنی شکر کرنے پر اور اپنی حسن عبادت پر اور حقیقت
شکر کی یہہ ہے کہ ہر نعمت خداوندی اوسکی مرضی مین صرف کی جاوے اور ناپسند سے باز رکہا
جاوے اور یہہ بہت دشوار ہے اور شریعت مین اس عبادت کے اداء کے لئے یہ طریقہ
مقرر ہوا ہے کہ ہر نعمت کو جسکی طرف ملتفت ہووے محض لطف و انعام خداوندی سمجھے اور قابلیت
اور استحقاق کو کچھہ دخل نہ دے اور اپنے عمل کو اداء حق نعمت سے کمتر اور قاصر جانے اور ایسا
لفظ بولے کہ سب اقسام نعمت کو عام ہووے اور بر وقت برتنے کسی نعمت کے اگرچہ ظاہرا
وہ نعمت معلوم نہ ہو بغور اوسکا نعمت ہونا ملاحظہ کرکے اوسپر زبانی تعریف خدا کی یا خرچ کرنا مال
کا یا عبادت بدنی یا قربانی کرے۔ حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی نعمت بندہ پر نازل ہوتی ہے اور وہ یہہ
جانتا ہے کہ محض عنایت ایزدی سے یہہ نعمت مجکو میسر ہوئی ہے میرا کچھہ استحقاق اوسپر نتھا تو یہی
بات بمنزلہ اداء شکر کے متصور ہوتی ہے گو زبان پر کلمہ شکر جاری نہ کیا ہو اور انگرکھا جب پہننا شروع
کیا اور شکر ادا کیا تو گو ابہی پہنا بہی نہو مگر نعمت کے شکر گزارون مین سے شمار کیا گیا اور ایسا
ہی جب کوئی گناہ کرے اور پہر پشیمان ہووے تو توبہ اوسکی اعمال مین لکہی جاتی ہے گو کلمہ توبہ اور استغفار
زبان پر بہی نہ لایا ہو اور امام احمد کتاب الزہد مین اور بیہقی ابو مجلہ سے روایت کرتے ہین کہ مینے
اوس کتاب مین جس مین سوالات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی درج ہین پڑھا ہے کہ ایکدن
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری مین عرض کیا کہ مین تیری شکر گزاری کیونکر کرسکون کہ
میرا بڑے سے بڑا عمل تیرے چہوٹے سے چہوٹے نعمت کا مقابلہ نہین کرسکتا ارشاد ہوا کہ تونے
جو اداء شکر مین اپنے کو عاجز جانا یہہ ہی شکر گزاری ہے اور بیہقی نے حضرت علی رض سے روایت
کی ہے کہ جو شخص صبحکو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى حُسْنِ الْمَسَاءِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى حُسْنِ الْمَبِيْتِ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى حُسْنِ الصَّبَاحِ تو شکر شب و روز کا ادا کیا گیا اور بیہقی اور ابن ابی شیبہ
نے عبد اللہ بن سلام سے روایت کیا ہے کہ ایکدن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ شکر
قابل تیری جناب کے کونسا ہے فرمایا کہ زبان تیری ہماری ذکر سے تر رہے پہر عرض کیا کہ

موضح القرآن
یہی راہ ہے ٹھیک سوجھ
وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ اور اگر
تو چلا ان کی خوشی کی
بعد اس علم کے جو آیا ہے
تجھ کو نہیں تیرا اللہ کے ہاتھ سے
کوئی حمایتی اور نہ مددگار

بعض اوقات ہم قابل فکر نہین ہوتی ہین کیونکہ غسل کے حاجت اور استنجا کی حالت مین فکر کرلینا اولی ہے
حکم ہوا کہ میرا ذکر کسی طور پر مت چہوڑو پہر عرض کیا کہ کیونکر کہون مین ارشاد ہوا کہ سُبۡحَانَکَ اللّٰھُمَّ
لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنۡتَ حَیٌّ الَّذِیۡ سُبۡحَانَکَ وَبِحَمۡدِکَ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنۡتَ کہتا رہو اور بیہقی کہتا ہے کہ
ایک شخص حضرت کے دربار مین روز حاضر ہوکر سلام عرض کرتا حضرت اوس سے دریافت فرماتے
کہ کیونکر رات گزری عرض کرتا کہ مین حضور مین آپکے خدا کا شکر کرتا ہون ایک روز جو حاضر ہوا تو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس سے دریافت فرمایا کہ آج کیونکر گذری عرض کیا کہ ساتھ خیریت کے گذری
اگر شکر گزار ہوا یہہ سنکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا اوس نے عرض کیا کہ پہلے
ہر بار دعا فرمایا کرتے تھے اور آج دعا نفرمائی ارشاد ہوا کہ ہمیشہ تو شکر کرتا تھا اسلیئے دعا ہوتی
تھی اور آج تونے شکر ادا نہ کیا اوس مین شک کیا اسلیئے دعا نہ ہوئی اور بیہقی نے ابو حازم
سے روایت کی ہی کہ تمام اعضا کی شکر جدا جدا ہونا چاہیئن آنکھ کا جدا زبان کا جدا ہاتھ
کا جدا ادا شکر صرف زبان ہی پر نہین ہے اگر صرف زبان سے شکر ادا کرے تو کچہہ فائدہ نہوگا
مثلاً ایک شخص ایک کنارہ اپنے کمبل کا اوڑہ لے اور باقی چہوڑ دے تو ہرگز گرمی اور سردی اور
بارش مین کچہہ حفاظت اوسکو نہ ہوگی اور ترمذی اور ابن ماجہ روایت کرتے ہین کہ جو نعمت پر
شکر کرے اوسکو ویسا ہی ثواب ہے جیسا کہ روزہ دار صابر کو عنایت ہوا کرتا ہے اور بیہقی
اور ابن ابی الدنیا کئی روایتین لائے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو
خصلتین جس مین ہین وہ صابر و شاکر ہے اور جس مین نہین ہے وہ نہین ہے ایک یہہ کہ معاملات
دین مین اپنے سے بڑے کی پیروی کرے دوم یہہ معاملات دنیا مین اپنے سے کمتر کو دیکھے
اور شکر خدا کرے کہ مین ان سے بہتر ہون اور جو اسکے خلاف دیکھے وہ نہ شاکر ہے نہ صابر اور ابو داؤد اور
نسائی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو صبح کو یہہ دعا کہے اَللّٰھُمَّ
ما اصبح بی او باحد من خلقك من نعمة فمنك وحدك لا شريك لك فلك
الحمد ولك الشكر تو تمام دن کا شکر ادا ہوا اور جو شام کو کہے تو تمام رات کا شکر ادا ہوا اور
ابن ابی الدنیا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب کوئی کسی صاحب بلا کو
مبتلا دیکھے اور کہے کہ شکر اور ثنا اوس خدا کو ہے کہ جسنے مجھکو اس سے بچایا تو شکر ادا ہوا مگر اسطور پر کہے

کہ صاحب بلانہ سُنے کہ اوسکا دل شکستہ ہوگا اور ابو داؤد اور ترمذی کہتے ہین کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی خوشی آتی تو شکر کا سجدہ ادا کرتے اور ابن ابی الدنیا نے عبدالرحمان بن عوف سے روایت کی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج حضرت جبرئیل آئے اور مجھکو یہہ بشارت دی کہ حضرت باریتعالی سے حکم ہوا کہ جو کوئی تمپر درود ایکبار پڑہے تو مین دس بار اوسپر پڑہونگا اور ایکبار جو کوئی سلام تمپر بہیجے تو مین دس بار سلام اوسپر بہیجونگا تو یہہ بشارت سنکر مین نے سجدہ شکر کیا اور خیرالظلی نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل الذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا ہے اور افضل الشکر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا ہے اور ابن ابی شیبہ اور ابن سعد اور اور محدثین نے شداد ابن اوس سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب تم دنیا دارونکو مصروف اونکی زر وسیم مین دیکہو تو یہہ دعا کہا کرو اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَالْعَزِیْمَۃَ عَلَی الرُّشْدِ وَاَسْئَلُکَ قَلْبًا سَلِیْمًا وَّلِسَانًا صَادِقًا وَاَسْئَلُکَ خَیْرَ مَا تَعْلَمُ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ بِمَا تَعْلَمُ اِنَّکَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اور شرع شریف مین فرزند کی تولد کا شکر عقیقہ کرنا ہے اور سر کی بالون کے برابر چاندی دینی ہے اور نکاح کا شکر ولیمہ ہے اور نئے کپڑے پہننے کا شکر یہہ ہے کہ پرانا کپڑا فقیر کو دیا جاوے اور ادا روزہ رمضان کا شکر یہہ ہے کہ عید کے روز صدقہ دیوین اور زینت کرین اور تکلف کرین اور ادا حج کا شکر یہہ ہی کہ قربانی عید الضحی کرین اور تکلف اور زینت کرین اور کہانے اور پینے اور خواب سے اوٹہنے کا شکر ذکر زبانی ہی اون دعاؤن سے ادا ہوتا ہی جو احادیث مین ان وقتون کے لئے وارد ہوئے ہین اور شکر مالداری یہہ ہی کہ لباس وغیرہ مین اپنے اوپر اسکا اثر ظاہر کرے اور فقیرون کو بہی دیوے اور شکر سواری کا یہ ہی کہ محتاجون کو بہی عاریۃً دیا کرے اور شکر مواشی یہہ ہی کہ دودہ اوسکا کبہی فقیرون کو دیا کرے اور کہیتی اور میوہ کا شکر یہ ہے کہ کسیکو اوس کے کہانے سے منع نکرے لیکن لیجانے سے منع پہونچتا ہے کہ اس مین نقصان سرمایہ ہے اور شکر ہر کاریگری کا یہ ہی کہ اوس کا فیض جاری رکہے صاحب حاجت کا خط لکہدے اور طالبعلم کو پڑہا دیوے غریب کے کپڑے سی دیوے اور چونکہ ذکر اور شکر خداوندی شامل جملہ احکام

موضح القرآن

نقصان [illegible] بن کی [illegible] من سے ایمان [illegible] جیسا عبداللہ بن سلام اور اوس کے دوست

یٰبَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ اے بنی اسرائیل یاد کرو ان نعمتون کو اور احسانون کو جو انعام کیے مین نے تم پر یعنی تمہارے اگلے بزرگون پر اور وہ یاد کرو کہ برتری دی تمہارے اونہین بزرگون کو اوس وقت کے سب آدمیون پر [illegible]

شرعیہ کا ہی اور ایسی ہی کفران نعمت تمام منہیات پر پس ادا کرنا جملہ احکام شرعیہ کا اور بچنا تمام منہیات
سے بنظر ظاہری دشوار ہے اسلئے اسکے واسطے ایک طریقہ مسلمانون کو بتایا جاتا ہے
کہ جب اوسکو اختیار کرین گے تو گویا تمام احکام شرعیہ کے عامل اور جملہ منہیات سے محفوظ
رہینگے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ اے ایمان والو اگر ذکر اور شکر میرا اور
بچنا میری منہیات سے تمکو دشوار پڑے تو مدد مانگا کرو اللہ سے بواسطہ صبر کے کہ ہمارے شکرون
مین سے یہہ بہت بڑا شکر ہے اور خاص کیا گیا ہی ساتھ آدمی کے کہ یہہ تمہاری مشکلات مین مددگار
ہوئیگا اور حیوانات جنمین صرف شہوت ہی نہ عقل اور ملائک کو جنمین صرف عقل ہے نہ شہوت صبر
نہین دیا گیا پس صبر کہ واسطے روکنے شہوت اور غضب کے ہے اور کو نہین دیا گیا سوائے تمہارے
کیونکہ پہلے پہل اگرچہ انسان بطور اور حیوان کے پیدا ہوتا ہی اور سوائے کھانے کے اور کچھہ
اوسکو مطلوب نہین ہوتا ہے اور پھر سوائے کھیل کے اوسکو کچھہ مرغوب نہین ہوتا ہے اور پھر
جوانی مین سوائے جماع کے اور کچھہ خوب نہین معلوم ہوتا ہے مگر اسوقت عقل ہی اوسکو ملتی ہے
کہ بذریعہ اوسکے اس لذت موجود کو چھوڑ کر انجام کی سعادت کی طرف رجوع کرتا ہی پس جبکہ عقل غالب
آئے اور شہوت زائل تو اسکو صبر کہتے ہین صبر کی دو قسم ہین بدنی کہ متعلق بدن سے ہی اور نفسانی
کہ متعلق نفس سے ہی صبر بدنی یا یہہ ہے کہ مشقت اور عمل سخت اختیار کرے اور یا امراض بدنی پر
صبر کرے اور نفس کا صبر یہہ ہے کہ نفس کو طبیعت کی خواہشون سے باز رکھے پس اگر خواہش شکم
اور فرج سے محفوظ رہے تو عفت حاصل ہوگی اور طلب زیادتی اور کثرت سے اگر باز رہے تو صاحب
زہد و قناعت ہوگا اور بروقت مصیبت اگر شیون اور ماتم سے بچے تو صبر عرفی ہوگا اور تونگری
مین اگر غرور و نخوت سے باز رہا اوسکو بلند حوصلہ کہتے مین اور لڑائی مین اگر بھاگنے اور تزلزل
پر صبر کیا اوسکو شجاعت کہتے ہین اور غصہ مین اگر بدگوئی سے بچا تو وہ حلم ہے اور ایسی ہے اگر
مہمات امور مین اضطراب نہو تو بھی بلند حوصلہ ہے اور اگر زبان کو اظہار راز سے روکا تو رازدار
ہوگا پس یہہ شکر خداوندی جملہ امور دین اور دنیا مین مددگار رہتا ہے اور حقیقت صبر کی یہہ ہے
کہ آدمی کسی کار سخت کی کدورت اپنی اوپر نہ آنے دیوے اور اگر آ ہی جاوے تو اوس کو
سخت نہ جانے اور کسی کار سخت کا نہ آنے دینا اور اوسکی کدورت کا اثر نہونے دینا

اپنا اختیار نہین ہی تو اب صبر کی حقیقت یہہ ہے کہ باوجود اس سب کے اپنے کو اون باتون سے باز
رکہنا کہ خلاف عقل اور خلاف شرع ہون اور گلہ اور بے صبری سے باز رکہے اور آنسو بہنا اور رنگ
چہرہ بدل جانا خلاف صبر نہین ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جب فرزند مرا تہا تو روئے
تہے اور اظہار غم کا اسطرح کیا تہا کہ ہم تیری جدائی سے ای ابراہیم نہایت غمگین ہین لوگون نے
عرض کیا کہ یا حضرت یہہ کیا حال ہے فرمایا کہ ایسا غم کرنا اور اسطرح رونا سبب رحمت کا ہے اور
جسکے دل مین رحم ہوتا ہی وہ رحم بھی کرتا ہے اور فرمایا کہ ہماری آنکہہ اشک ریز ہے اور دل
اندوہگین مگر ہم کہتے ہین ایسی بات کہ راضی ہووے اللہ تعالی اور یہہ اشک ریزی اور اندوہ گینی
اپنی اختیار مین نہین ہے اسپر گناہ نہین ہوگا اور زبان ناپسند باتون سی بند کرنی چاہیئے اور صبر
یہہ ہے کہ بروقت آنے مصیبت کے کیا جاوے ورنہ بعد بیصبری اور بیقراری کے جب تہک جاتا ہے
تو صبر خود بخود ہوجاتا ہی اسکو صبر نہین کہتی ہین کہ یہہ تسلی ہی اسلئے کہ مصیبت پر ہمیشہ بیقراری
نہین ہوسکتی ہی اور صبر ایسا اچہا امر ہے کہ اللہ تعالی نے اوسکو قرآن شریف مین ستر یا پچہتر جگہ
فرمایا ہی کہ اون آیتون سے معلوم ہوتا ہی کہ ہر طاعت پر جزا مقرر ہے اور صبر پر بے اندازہ جزا
ہے چنانچہ روزہ کہ کہانے اور پینے اور صحبت پر صبر ہے بہت عمدہ عبادت ہی کہ خدا تعالی نے
فرمایا ہے کہ روزہ خاص میرے ہی لئے ہے اور فرمایا ہی کہ اگر تم صبر کروگی تو مین تمہاری مدد کرونگا
پانچ ہزار فرشتے بہیجکر اور صبر والون کو خاص کیا اوپر میری رحمت خاص ہے اور حدیث شریف مین ہے
کہ صبر نصف ایمان ہی کیونکہ منہیات کا چہوڑنا اور مامورات کا بجالانا موافق حکم خداوندی کے
برخلاف اپنی خواہش کے بدون صبر کے نہین ہوسکتا ہی اسی لئے حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود
فرماتے ہین کہ صبر ہی ایمان ہے مگر بعض منہیات اور بعض مامورات خواہشین نہین ہوتی ہین اسلئے
صبر کو نصف ایمان فرمایا پس تکلیفات شرعیہ جو شاق معلوم ہووین اونکی آسان ہونے کا
علاج صبر ہے کیونکہ ذکر اور شکر اور ترک کفران نعمت سے حاصل ہوتا ہے اور اگر باوجود اس
عادت صبر کے بہی تکلیفات شرعیہ گران معلوم ہون یا حوائج ضروریہ معاش مین لاچار ہو
کہ جو ذکر اور شکر اور کفران نعمت کا مانع ہووے تو ایک بات ہم اور بتلاتے ہین والصلوۃ
کہ آپ مدد مانگتے رہو ساتہہ نماز کے کہ ایک تریاق مجرب ہی مرکب چند چیزون سے جسکا جزو اعظم

اور خلاصۂ دعا ہی کہ تمام جزو کل کے گرہ کشائی اور ہر محتاج کی کارروائی اوسپر ہے اور باوجود اسکے
نماز ایک عبادت ہی مستقل اور ایک ہیئت ہے کہ اوس مین ذکر و شکر بھی موجود ہین کہ اس شغل مین
جان اور طبیعت کو تسلی ہوتی ہے کہ ہم اپنی حاجات اور معاش کی تحصیل مین لگے ہوئے ہین
اور ذکر و شکر بھی کہ اصل مقصود ہی جاری رہتا ہے اور طریق استمداد اپنی حاجات اور معاش
وغیرہ کا اوپر گذرا کہ منجملہ اوسکے صلوۃ الحاجات ہے تمام مطالب کے لئے اور صلوۃ الاستسقا ہی
بارش کے لئے اور مطلق نوافل رفع اضطرار کے لئے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی غم آتا تو نماز مین مشغول ہوتے تھے اور حاکم اور بیہقی نے روایت
کی ہی کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف کو ایک روز غش اسقدر غالب ہوا کہ گمان ہوا کہ یہ مر گئے
اور مایوس ہو کر سب لوگ وہان سے چلے آئے اور مکان خالی کر دیا اوس وقت اضطرار مین
ام کلثوم بنت عقبہ مسجد مین آئین اور یہہ آیت یا ایہا الذین آمنوا استعینوا الخ پڑھ کر نماز مین
مشغول ہوئین ایک ساعت نہ گذری ہی کہ اونکو آرام ہو گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نماز
پڑھنا اوسوقت کہ بموجب حکم بادشاہ جابر کے اوسکے ملازم حضرت سارہ کو لے گئے تھے اوپر ذکر
ہو چکا ہے اور مشغول ہونا جریج راہب کا جبکہ اونپر تہمت زنا کی لگی تھی بخاری و مسلم مین مذکور ہے
الغرض نماز کہ ذکر و شکر بھی اوس مین ہی خاص دعا کے لئے نہایت عمدہ صورت ہے کہ
اوس سے بہتر اور ممکن نہین ہے اور قدیم اور جدید اہل ایمان سب بذریعہ دعا کے مدد مانگتے
رہے ہین اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ تم صبر سے غافل رہو گے کہ اِنَّ اللّٰہَ اللہ تعالے یقیناً
مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ساتھ صبر والون کے ہے کہ صبر والے ساتھ خلق باریتعالی کے کہ صبور
و حلیم ہے خوگیر اور عادت پذیر ہوتے ہین سوائے اوس معیت کے کہ حق تعالی کو مخلوق کے
ساتھ باعتبار علم اور قدرت کے ثابت ہی صابر کو معیت باری تعالی کے بذریعہ صبر کے بھی
ثابت ہوگی اور علامات اس معیت کے یہہ ہین کہ اوسکو توفیق کار خیر حاصل ہوتی ہی
اور وہ اپنی نفس اور شیطان پر کہ مانع ذکر و شکر کے ہین اور باعث کفران نعمت کے
مدد اور غلبہ پاتا ہے اور اس سب سے تمہارا مقصود یہہ ہے کہ اللہ تعالی کی معیت حاصل ہو
سو وہ بذریعہ اس صبر کے ہوتی ہے اور یہہ معیت صبر کے ذریعہ سے حاصل ہوئی تو نماز

سے کے ذریعہ سے حاصل ہو گی بلکہ وہ تو ایک ایسی ہی چیز ہے کہ معیت حق تعالی اوسکا خاصہ ہے اور وہ مومنون کی معراج ہے اسی لئی کچہہ ضرورت نہتی کہ یہہ فرمایا جاتا کہ اللہ صبر والون ور نمازیون کے ساتھہ ہے اور واضح ہو کہ اللہ تعالی جامع جملہ کمالات کا ہے تو معیت والے بہی جامع جملہ کمالات کی بخوبی ہووین گے اور بہت کامل صبر جان بنام خدای تعالی ہے کسی دوسرے کا مرجانا اور اپنے مال کا جاتا رہنا اوس درجہ کو نہین پہونچتا ہے پس بسبب حصول اس معیت کے کمال حیات جیسا کہ باری تعالی کو حاصل ہے صبر والون کو بہی حاصل ہونا چاہئیے پس ایسے صابرین کہ جنہون نے جان نثاری کی ہو اونکی کمال حیات مین کیا تردد ہے وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ اور نہ کہو تم اون صابرونکو جنہون نے راہ خدا مین اپنی جانین قربان کر ڈالین کہ مردی ہین کیونکہ مرنے سی جدائی روح کی متصور ہے اور اسی لئے بدن کے قوت حس و حرکت زائل ہو جاتی ہی اور روح مین کچہہ فرق نہین آتا ہی ویسی رہتی ہے بلکہ بہ نسبت اوسکی زیادہ روشن ہو جاتی ہے کیونکہ کدورت بدن جو اوسکو مانع ادراک امور سے تہے زائل ہو جاتی ہے اسی لئے روح کبہی نہین مرتی ہے شہید یا مومن ہو یا کافر کیونکہ مرنا صرف بدن ہی کیلئے ہے مگر روح کو بہی دو وجہ سے موت ہوتی ہی اول جبتک کہ بدن کے ساتھہ ہوتی ہے ترقی مراتب اوسکو ممکن ہے اور بعد اوسکی غیر ممکن ہے دویم بہت فوائد اور لذائذ جو بدن سے اوسکو حاصل ہوتی تہے اب ممکن نہین ہے اسی لئے اوسکو شرع شریف مین حکم موت دیا گیا کہ سب عمل اوسکے نیک بد تمام ہوئی اور خاتمہ اوسکا سعادت پر یا شقاوت پر ہوا اور جو کہ نقصان رہا اوسکا تدارک اوس سے ممکن نہین اور اسی لئے مال اوسکا وارثون کے لئے کہ اوسکو لذت اور فائدہ برداری کہ مال سے متعلق ہے ممکن نہین ہے اور بیوی اوسکی بہی فارغ ہے اسی لئے بعد عدت اوس کا نکاح کسی اور سے جائز ہے مثلاً سوار نے کہ اپنا گہوڑا بیچ دیا تو اب حاجت اوسکی سامان کی نہین ہی لگام کیا کرے گا زین کو کسپر دہرے گا اور جبکہ سوداگر نے دوکان تجارت موقوف کر دی ہو تو اب زیادت سامان کی کیا حاجت ہی پہلا اندوختہ کیا کچہہ کم ہے اور اس طرح کا مرنا کہ مانع ترقی اور مانع استلذاذ ہو غیر شہیدون کے لئے ہی نہ شہیدون کے لئی بَلْ اَحْيَآءٌ بلکہ خدا کی راہ مین جان نثار کرنے والی زندہ ہین کہ اون کا ثواب ہمیشہ

موضح القرآن
میری اولاد میں سے
میری نعمت یا امامت
نہ پہنچیگی فائدہ
بنی اسرائیل مغرور تھے
اور بہت خوش تھے کہ ہم حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی
اولاد ہیں اور حق تعالی
نے وعدہ دیا ہے کہ
نبوت اور بزرگی ابراہیم
اولاد میں دی سو حضرت
ابراہیم کا دین سب
ملتوں میں ارحق تعالی
فرماتا ہے اور بتاتا ہے
یہ نہیں کہ وعدہ حق تعالی
کا ابراہیم علیہ السلام
کی اولاد کو ہی ہے جو نیک
راہ چلتے ہیں اور
حضرت ابراہیم
کے دو بیٹے تھے
ایک حضرت …

ہمیشہ زیادتی ہین اور جس عمل مین جان دی ہی اوسکا اجر جاری ہی کہ گویا اب کئے جاتے ہین اور
صحیح مسلم اور بخاری مین ہی کہ عمل آدمی کا ختم ہوجاتا ہے جب وہ مرتا ہے مگر مجاہد فی سبیل اللہ کہ اسکا
عمل قیامت تک بڑھتا جاوے گا اور تلذذ اور فائدہ برداری اون کے بدن ہی پر موقوف
نہین ہوتا ہی کہ اللہ تعالی اونکی بدن مین ایسی کیفیتین دیتا ہے کہ اونکو لذات حاصل ہوتی
رہتی ہین اور امام مالک اور امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے کعب بن مالک سے
روایت کی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ شہیدونکی ارواح سبز رنگ جانورون کے
پیٹ مین رکھی جاتی ہین اور حکم ہوتا ہے کہ بہشت کے میوے کھاوین اور بہشت کی نہرون مین سے
دودہ اور شہد پیوین اور قندیلین کہ عرش سے لٹکتی ہوئی ہین اونکی گھوسلے ہین کہ اون
مین وہ آرام کرتے ہین اور یہ حدیث باعتبار اصل کے متواتر ہے اور یہ سب لذتین کہ اونکو
حاصل ہوتی ہین بے تکلف اور بے محنت حاصل ہوتی اور اونکو کچھہ غم والم نہین ہوتا ہے
تو یہ حیات اونکی بہ سبب حیات دنیا کے اور قسم ہے وَلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ مگر تم نہین جانتے
ہو کہ وہ زندگی اور ہے اور یہ اور ہے کیونکہ اونکا عیش اور خوش معاشی تمکو نظر نہین آتی ہے
کیونکہ احوال اونکی تلذذ کا اس ظاہری بدن سے متعلق نہین ہی ۔ سوال یہہ ہے کہ ارواح شہداء
کا منتقل ہونا سبز رنگ جانورون مین تناسخ ہے اور یہہ اسلام مین ثابت نہین ہی جواب
یہہ ہے کہ دنیا مین ایک روح کو بدن عنصری سے تعلق حاصل ہوا ہے کہ اوسکے لئے نشو ونما
ہوتا ہے بعد تمام ہونے اس مدت کے روح کو بدن سے جدائی ہوتی ہے تو دوسرے بدن
عنصری مین اوسکو تعلق ہوکر نشو ونما ہوتا ہے اور یہہ امر ارواح شہداء سے متعلق نہین ہے
کہ یہہ جانور عالم عنصری نہین ہین اور اونکو ساتھہ اس روح کی ترقی اور نشو ونما نہین ہوتا ہے بلکہ
اونکی روح اور ہے کہ یہ روح اون مین رہتی ہے اور جزاء موافق عمل کے ہوتی ہے اسی لئے عمل
جان نثاری کہ موجب جدائی بدن ہوا ہے سبب عطاء بدن ہوجاتا ہے بدلی اس بدن کی کہ یہہ
زندگی اور یہہ بدن اونکو جزاء اون کے عمل کی ہے نہ حیات ابتدائی اور دوبارہ اور یہہ جو تمکو
یہہ طریق ذکر و شکر و ترک کفران نعمت بتلایا کہ صبر اور نماز کیا کرو تو نجانو کہ صرف اسی پر
اکتفا ہوگا بلکہ اس صبر پر وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ تمہارا امتحان لین گے پر نہ ایسا

حضرت اسحٰق اور حضرت ابراہیم حضرت اسحٰق کی اولاد مین پیغمبر اولاد مین رہی اب اور نیکی رہی کی حضرت اسمٰعیل اور اولاد سے ہوئی اور دونون مین کی دعا دونون مین سے ہی جو مین بیٹون سے تھا اور جعلنا البیت مثابۃ للناس وامنا واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی مدرو محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہیجے جب منقر مین جمع ہونے کی جگہ ثواب کے واسطے سیدون سے سال حج کرنے جو مین کیا

کہ تم اوسکے متحمل نہ ہوسکو بلکہ بشیٔ کچھ ایسا کہ تمپر ناگوار ہو کبھی دشمنون کے رمن الخوف خوف سے اور یہہ امتحان جب ہوا کہ تم اپنا گھر بار چھوڑ کر مدینہ مین چلے آئے اور کنبے والون سے جدائی اور برائی ہوئی کہ جن سے امید بھلائی کی تھی محض تمہارے اسلام کے سبب سے سب قبایل عرب اور یہود وغیرہ تمہارے دشمن ہوئے چنانچہ جبتک احزاب مین خوف ہوا اور ھنالک ابتلی المؤمنون وزلزلوا زلزالا شدیدا اسی باب مین نازل ہوئی و اور آزمایش کرینگے ہم تمہارے ساتھ الجوع بھوک کی کہ بسبب عداوت اور خوف کے تم حصول معاش سے عاجز ہوگی اور جو اسباب کہ موجود ہین وہ سب جہاد مین صرف ہونگے اور یہ امر بعد از ہجرت کے متحقق ہوا یہانتک کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک روز بھوک کے غلبہ سے باہر تشریف لائے رستہ مین حضرت ابوبکر ملے اونہون نے عرض کیا کہ ایسے وقت حضرت کیون باہر تشریف لائے فرمایا کہ بسبب بھوک کے اونہون نے بہی عرض کیا کہ مین بہی بھوک کے مارے نکل آیا ہون اور پیٹ پر پتھر کا باندھنا بسبب بہوک کی تو مشہور ہے اور روزہ بہی کہ بہوک اختیاری ہے بعد از ہجرت سال دوم مین فرض ہوا و اور آزمائینگے ہم تمکو ساتھ نقص من الاموال نقصان ہونے مال کے کہ کچھ جہاد مین صرف ہوگا اور کچھ کفار لوٹ لینگے اور کچھ صدقہ وزکوۃ و خبرگیری مساکین و محتاج اور ایتام کے صرف ہوگا اور کفار کے ازدحام کی وجہ سے زراعت تلف ہوگی و اور آزمائینگے ہم تمکو الانفس ساتھ نقصان جانون کے کہ بعض عزیز و قریب جہادون مین قتل ہونگے اور بعض بسبب بھوک اور پیاس اور شدت سرد و گرمی کے مرینگے مہاجرین اور انصار مین ہر سال نقصان ہوتا گیا جنگ احد مین ستر آدمی انصار مارے گئے اور جنگ بیر معونہ مین بہی ستر انصاری شہید ہوئے جنگ احد کے بعد مدینہ منورہ مین کوئی گہر نہ تھا کہ جس مین ماتم نہ تھا اور جس مین سے صدای گریہ وزاری بلند نہ تہی اور جو کوئی زندہ رہا وہ یا اندہا رہا یا بہرا رہا یا لنگڑا تہا یا لولا تہا کچہہ کچہہ آفت رسیدہ تہا ہاتھ حضرت طلحہ کے شل ہوگئے تھے و اور آزمائینگے ہم تمکو الثمرات ساتہ کم ہونے پہلون کے یعنی اولاد کا مرنا اپنی جان جانے سے زیادہ غمناک کرتا ہے اور اسی لئے اس مصیبت کو سب کے بعد فرمایا اور حدیث صحیح مین آیا ہے کہ جب مرد مسلمان کا بچہ مرتا ہے تو باریتعالی ان فرشتون سے جو ارواح کو قبض کرتی مین

ضمیمہ القرآن ... [illegible] ... مقام ابراہیم کا ایک جگہ ... حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ... وعہدنا الی ابراہیم واسمعیل ان طہرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود ... [illegible]

دریافت فرماتا ہے کہ جب تم نے اوسکی جان نکالی تو میری بندہ نے کیا کہا وہ عرض کرتے ہین کہ آپکا
شکر کیا اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا تب حکم ہوتا ہے کہ اس بندہ کے لئے بہشت
مین گھر بناؤ کہ اوسکا نام بیت الحمد یعنی گھر شکر کا رکھا ہے اور پہلون سے مراد درخت کے
میوہ ہین نہین کہ وہ مال مین داخل ہے اوسکا دوبارہ ذکر کیا ضرور ہے اور جان کی مصیبت پر اوسکو کیا
فوقیت ہے کہ اوسکے بعد ذکر ہو چنانچہ امام شافعی سے منقول ہے کہ خوف اور بھوک اور روزہ
رمضان کا اور نقصان مال زکوٰۃ اور صدقہ ہے اور نقصان جان مرض اور جان نثاری
خدا کی راہ مین اور نقصان ثمرات اور مرنا اولاد کا اور باوجود سب سامان عیش کے اگر خوف
ہو تو سب عیش تلف ہوتا ہے اسلئے اوسکو مقدم کیا گیا کہ اوس سے فی الفور آرام جاتا ہے
پھر بھوک سے عیش مکدر ہوتا ہے اور خوف ہلاکت ہے پھر نقصان مال کہ اوس سے بھوک کا خوف
ہے پھر جہاد کہ غالب الحال قتل ہے پھر مرنا اولاد کا کہ اپنے مرنے سے اتنا غم نہین ہوتا ہے کہ
نسل کو باقی جانتا ہے اور اولاد کی مرنے سے نسل کو منقطع جانتا ہے ق اور جبکہ ان آزمائشون
مین پوری نکلے اور صبر اور ذکر اور شکر ثابت ہوا اور معیت خداتعالےٰ کی اون کے لئے
متحقق ہوئی تو ان کے حال سے سکوت مت کرو بلکہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ
الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ بشارت دو ان صابرون کو کہ اللہ ساتھ اون کے ہے
اور جب اون پر مصیبت آتی ہے تو صرف صبر اور ترک شکایت ہی پر کفایت نہین ہے
بلکہ اوسکو وسیلہ اپنی بہبودی کا جان کر قَالُوْٓا کہتے ہین کہ اس مصیبت سے کیون بیقرار
اور بیکل ہو دین کہ اِنَّا لِلّٰہِ ہم خود اپنی جان و مال کے مالک نہین ہین بلکہ ہم بندہ اور ملک اللہ
تعالےٰ کے ہین کہ حفاظت ملک مالک کا ذمہ ہے اور ہمارا خدا سب پر غالب ہے تو ہم کسی سے
نہ ڈرین نہ کسی ظالم سے اور نہ کافر سے اور نہ شریر سے اور نہ درندہ اور گزندہ جانورون سے
اور ہم کہ ملک اپنے خدا کی ہین اور مملوک کا رزق مالک کے ذمہ ہوتا ہے اور ہمارا مالک سب
خزانون کا ہے تو ہمکو نہ چاہیئے کہ بھوک سے خوف کرین اگر ایک وقت ہم بھوکے رہین اور رزق
نہ ملے تو عین حکمت اور مصلحت ہوگی جیسا کہ طبیب مشفق بدہضمی والے کو کھانے ایک وقت سے
روکتا ہے اور دوسرے وقت بالضرور دیتا ہے اور ایسی ہی ہماری جان اور ہماری اولاد

اور ہمارا مال خاص اوسکی ملک ہے ہم کو اوسپر عاریۃً قبضہ ہے اگر مالک نے اپنی عاریت ہم سے لے لی تو کچھہ مضائقہ نہین ہے اور باوجود اسکے ہم کو مستحق ثواب بھی اس صبر پر کیا ہے وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اور ہم اوسکی طرف ضرور رجوع کرین گے کہ وہان جو جو وعدہ فرمائے ہین سب ہمکو ملین اور وہان کی بخشش ایسی ہے کہ نقصان یہان کا کچھہ حقیقت اوس کے سامنے نہین رکھتا ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ ایک رات حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے دولتخانہ کا چراغ گل ہوگیا فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ کیا یہہ بھی مصیبت ہی فرمایا کہ ہان جو چیز باعث قلق ہوا ور اوس سے دل کو کچھ تعلق ہوا وسکا جاتا رہنا مصیبت ہی اور ایک حدیث مین آیا ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بروقت مصیبت بے صبری اور بے قراری نہ کرے اور یہہ کلمہ پڑہے تو اس مصیبت کا بدلہ نیک ملتا ہی اور ثواب اوسکا اوسکے لئے جمع ہوتا ہے حضرت ام المومنین ام سلمہ کہتی ہین کہ میرے خاوند ابو سلمہ جب مرے تو مینے کہا کہ انکا بدلہ کون ہوگا کہ یہہ تو بہت نیک تہی مگر مینے بموجب فرمانے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے یہہ کلمہ پڑہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح ہوا اب معلوم ہوا کہ یہہ بدلا اون سے بہتر مجکو عنایت ہوا اور بھی حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب مسلمان کو مصیبت کسی نوع کی پہونچتی ہے تو اس کلمہ کے پڑہنے سے عوض مصیبت کی نیکی ملتی ہے اور طبرانی کی روایت مین ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کلمہ خاص ہماری امت کو ملا ہی اگلے امتون کو عنایت نہین ہوا تہا اور بیہقی نے شعب الایمان مین سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ یہہ کلمہ اگلے پیغمبرون کو بھی نہ ملا تہا اون کی امتون کا تو کیا ذکر ہے چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف کے غم مفارقت مین یا اسفا علی یوسف کہا اور یہہ کلمہ نہ کہا اور بیہقی نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ چار عادتین جس مین جمع ہوجاوین اوسکے لئے بہشت مین گہر بنتا ہے اول یہہ کہ اپنی سب کامون مین التجا بخدا ہو دوم یہہ کہ مصیبت پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کہے سوم یہہ کہ نعمت الٰہی پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے چہارم یہہ کہ جب کوئی گناہ اوس سے ہوجاوے تو اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ کہے اور امام احمد وابن ماجہ اور بیہقی بروایت امام حسین رضی اللہ عنہ کی حدیث کرتے ہین کہ بعد

ضم القرآن
یاد کر اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ جب یعنی جب دعا مانگی ابراہیم نے کہ اے پروردگار میرے کر اس جگہ کو شہر امن کا بے ڈر اور روزی دے اس شہر کے رہنے والون کو میوون کی جو یہان کے رہنے والے یقین لاوین خدا تعالی پر اور قیامت کے دن پر یعنی مومنون کو میوون سے روزی دے قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ کہا خدا تعالے نے اور جو کوئی کافر ہووے اوسکو بھی نفع دونگا

گذر جانے مصیبت کے اگر پھر یاد کرے اور اوسپر یہہ کلمہ کہے تو خدای تعالی ثواب اوس مصیبت
کا دوبارہ دیتا ہی کہ گویا آج یہہ مصیبت واقع ہوئی اور حکیم ترمذی بروایت انس بن مالک
بیچ حق نعمت کہنے کے اور اوپر جزع فزع کے کہ مسلمانون کی فطری عادت ہی ترک کرنا
اور آیت استرجاع پڑھنا اور اوسکے اوپر حمد و صبر کرنا باعث اجر کامل اور ثواب تازہ
کا ہے گویا کہ وہ نعمت آج ملی ہے اور طبرانی نے حدیث عبداللہ بن عباس کی روایت کی
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خبر موت کی سنکر انسان بیقرار ہوتا ہے
پس مناسب ہے کہ جب کسی مسلمان کے مرنے کی خبر سنے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ
وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ کہے اور اپنی موت اپنے سامنے دیکھے شعر موت کا جب
کسی کے ہووے ذکر ۔۔۔ چاہیئے اپنا بندوبست کیا یہہ ہی مضمون شیخ جامی
نے فارسی نظم مین درست کیا۔ اور حضرت ابوامامہ باہلی کہتے ہین کہ ایک روز حضرت
سرور عالم کی جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا تو إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھا اور فرمایا
کہ یہہ بھی مصیبت ہے اور اسی کے مطابق بزار و بیہقی نے ابوہریرہ کی حدیث نقل کی ہی
کہ ایک تسمہ جوتی پر بھی استرجاع چاہیئے کہ وہ بھی مصیبت ہے اور اس استرجاع پر مستحق
ثواب ہونگے بلکہ ابن ابی الدنیا اور دیلمی انس کی حدیث نقل کرتے ہین کہ ایک شخص نے
چمڑے کی تسمہ کی جگہ لوہی کی کیلین لگائی تہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو ملاحظہ کر کے
فرمایا کہ تو بہت دراز امید رکہتا ہی اور ثواب اس ادنی مصیبت سے بھی محروم رہیگا کیونکہ نہ تو ٹوٹیگا
اور نہ یہہ کلمہ کہے گا اور نہ اوسکے ٹوٹنے پر صبر ہوگا اور نہ اوس صبر پر مستحق صلوۃ اور رحمت کا ہوگا
کہ یہہ صلوۃ اور رحمت دنیا اور لذائذ دنیا سے کیسی کچھ بہتر اور زائد ہین اور حضرت عائشہ کہتے
ہین کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہین سے تشریف لائے اور انگوٹھے مین کانٹا چبھا
تھا تو اوسکے درد سے بار بار استرجاع فرماتے تھے اور انگوٹھے کو ملتے تھے جب مین نے یہہ دیکھا تو
پاس جاکر کچھ اثر اوسکا دیکھا اور عرض کیا کہ میری ماں اور باپ آپ پر فدا ہون اس قدر
خفیف زخم سے اسقدر استرجاع اور دردمندی حضرت نے یہہ سنکر تبسم کیا اور میرے
کندھے پر تھپڑ مار کر فرمایا کہ اس خفیف سی اسلئے استرجاع ہی کہ کبھی چھوٹی مصیبت بھی بڑی

ہوجاتی ہے اسواسطے ڈرنا چاہئیے اور سعید بن المسیب اور حسن بصری کی جماعت اگر فوت ہوجاتی
تو ایسی بلند آواز سے استرجاع فرماتے کہ لوگ حیران ہوتے کہ یہہ کیا مصیبت پڑی اور
پوچھنے کو آتے الغرض جیسا کہ نماز ذریعہ صلوٰت اور رحمت کا ہے ویسا ہی صبر اور ذکر اور
شکر بہی ذریعہ قربت درگاہ باری تعالی ہوتا ہے اسی لئے اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ
صَلَوٰتٌ مِّن رَّبِّهِمْ اون صابرین اور ذاکرین پر صلوات اون کے رب کے پاس سے
اوترتی ہین کہ پہر اون کے اوپر کوئی گناہ دُنیا یا عقبی مین موثر نہ ہو سکیگا جیسا کہ نماز
تمام آثار اور موجبات گناہ سے محفوظ رکہتی ہے اور در حقیقت عنایات خداوندی ساتھ
انبیاء کے ہے مگر اون کے لئے عصمت اصلاً ہے اور ان کے لئے اصلاً تو نہین ہے پر گناہ کردہ
وناکردہ سب برابر ہوجاتا ہے اور اسی لئے ترمذی اور ابن ماجہ مین وارد ہے کہ جسکے تین فرزند
مرجاوین اور وہ باحکام بالا صبر کرے تو اوسکو کنجی بہشت کی اور ڈہال حفاظت کی دوزخ
سے عنایت ہوتی ہے کسی مرد یا عورت نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اگر کسی کے دو یا ایک بچہ مرے
تو بہی یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے فرمایا کہ ہان قسم خدا کی حمل جو ناقص گر پڑے وہ بہی اپنی ما کو
بہشت مین لیجائیگا اگر وہ صبر کریگی اور امام مالک موطا مین اور بیہقی شعب الایمان مین یہہ
حدیث ابو ہریرہ کی لائے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد با ایمان پر پے
در پے مصیبتین پڑتی رہتی ہین کبہی صدمہ جان پر کبہی مال مین نقصان ہے کہ یہ اوسکے گناہون کا
کفارہ ہوتی رہتی ہین یہانتک کہ خدائے تعالی کے پاس گناہون سے پاک جاتا ہے اور امام احمد
اور نسائی اور بیہقی اور حاکم مرہ مزنی سے یہہ حدیث لائے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی خدمت مین ایک شخص حاضر ہوا کرتا تہا اور اوس کے ساتہ اوس کا بیٹا رہتا تہا حضرت
نے فرمایا کہ تو اپنے بیٹے سے بہت محبت کرتا ہے کہ اوسکو جدا نہین کرتا ہے اوسنے عرض
کیا کہ یا حضرت آپکو اللہ تعالی اتنا دوست رکہتا ہے جتنا مین اپنے بیٹے سے محبت کرتا ہون
بعد چند روز کے اوسکا حاضر ہونا موقوف ہوا تو حضرت نے لوگون سے پوچہا کہ وہ کہان
ہے کیون نہین آیا ہے لوگون نے عرض کیا کہ اوسکا بیٹا مرگیا اوسکو نہایت غم ہے اسلئے
نہین آیا ہے یہہ سنکر اوسکے پاس تشریف لیگئے اور فرمایا کہ بروز قیامت جس دروازہ سے

إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ تو ہی ہے سننے والا جاننے والا سب احوال کا اور دل کی نیتون کا اور دعا کی انہون نے
رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ
اے پروردگار ہمارے کر تو ہمکو حکم بردار اپنا اور ہماری اولاد کو ایک قوم فرمانبردار اپنی ...

بہشت میں تم جانا چاہو گے تمہارا لڑکا اوسکو دوڑ کر کھولدیگا اور دوسری روایت میں اسکی
سوا یہہ بھی آیا ہی کہ دوزخ کی ہر دروازہ پر کھڑا ہوگا کہ مجھے اوس مین نجانے دیدے ایسی ہی
ابن ابی الدنیا نے کتاب العزی مین لکھا ہی اور بیہقی نے انس کی اور حاکم نے بریدہ اسلمی کی حدیث
نقل کیے ہی کہ ہم ایک روز خدمت والا مین حاضر تھے کہ کسینے یہہ خبر دی کہ ایک انصار کی
بیوی کا بیٹا مر گیا ہے وہ بہت بیقرار ہے یہہ سُنکر حضرت اون لوگون سمیت جو اوسوقت
موجود تھے اوسکے گہر تشریف لیگئے اور تسلی اور دلاسا دیا اور پوچھا کہ اس قدر گریہ وزاری
کیون کرتی ہی عرض کیا کہ میرا کوئی فرزند زندہ نہین رہتا کیونکر گریہ وزاری نکرون پس مین
رقوب ہون حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ غلط رقوب وہ ہوتا ہے کہ اوسکی تمام اولاد
زندہ ہو اور ذخیرہ آخرت ہوا ہو جس عورت مسلمان کے تین فرزند مر جاوین اور وہ طالب اجر
ہو تو اوسکے واسطے بہشت واجب ہی حضرت امیر المومنین عمر رضہ نے عرض کیا کہ اگر دو فرزند وفات
پاوین فرمایا کہ تب بھی یہی حکم ہے پہر ابی ابن کعب قاریون کے سردار نے عرض کیا کہ یارسول اللہ
میرا ایک فرزند مر چکا ہی فرمایا کہ اوسکا بھی یہی حکم ہے لیکن مصیبت کے اول صدمہ مین
صبر چاہیئے اور باوجود ان عنایات خاصہ کے کہ صبر کرنے والونکو خوف مصیبت اور گناہ
سے مامون کیا اور بیرنگ بنیا کے کردیا عنایات عامہ بہی کہ موجب گوناگون ثواب آخرت
کے ہون عطا ہونگے چنانچہ فرماتے ہین وَرَحْمَةٌ یعنی اون پر خدا کی مہربانی ہے جان اور
مال کی ہلاکی کے عوض مین جیسے وے عنایات خاصہ صبر اور ترک گریہ وزاری کی عوض تہی
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ اور یہہ لوگ ہدایت یافتہ ہین کہ عین مصیبت مین کہ باعث دوری
اور ناخوشنودی وشکایت جناب باری سے ہو دروازہ طرف قرب اور تحصیل رضامندی
کے کہولا اور سبب دوری اور حرمان کو عین سبب قرب اور وصال کا کیا اور کمال
ہدایت یہی ہے کہ ہر طرف سے اپنی مطلب کا کہوج پیدا کرین اور ہر گوشہ سے
اپنا مدعا نکالین چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ حال مومن سے تعجب ہے
کہ اوسکے ہر کام مین خیر ہے اگر کوئی حالت خوشی کی پیدا ہوتی ہے اللہ تعالی کی حمد
کرتا ہی اور اس وسیلہ سے قرب خداوندی اور استحقاق اجر وثواب کا حاصل کرتا ہی اور اگر

کوئی حالت ناخوش ظاہر ہوتی ہی تو استرجاع کرتا ہے اور صبر کرتا ہے اور اس راہ سے بھی نزدیکی الٰہی اور استحقاق ثواب و اجر پیدا کرتا ہے گویا ہر طرف سے اوسکے لئے قرب کے دروازہ کھلے ہوئے ہین اب ہم یہہ بیان کرتے ہین کہ صلوۃ مین صیغہ جمع اور رحمت مین صیغہ مفرد اختیار کرنے مین کیا نکتہ ہے اسمین یہہ نکتہ ہے کہ صلوات عبارت عنایات خاصہ حق سے ہے کہ صابرون کو کئی طرح عنایت ہوتی ہے اول یہہ کہ جب وہ وقت مصیبت کے یہہ عمل کرین تو اور لوگ بھی انکی پیروی کرکے یہی طریق اختیار کرین پس ان صابرون کو کارخانہ نبوت مین اس طرح شرکت حاصل ہوئی کہ باعث نیک رسم کے ہوئی کہ اور لوگون نے ان کی پیروی سے راہ قرب پایا دوسرے یہہ کہ دشمن اور اہل طعنہ کہ اکثر شیاطین انس و جن اور حاسد و منافق ہوتے ہین ان کلمات کے سننے سے ذلیل اور خاسر ہوتے ہین اور وسوسہ سے باز رہتے ہین اس راہ سے بھی منصب پیغمبری مین شرکت حاصل ہوئی کہ کام پیغمبرون کا ہمیشہ شیاطین اور حاسد اور منافقون کو ذلیل کرتا ہے اور درحقیقت جہاد یہی ہے۔

تیسرے یہہ کہ بسبب ثابت رہنے اس ارادے پر اور کوشش اور اجتہاد دین الٰہی مین اور رضا بقضا مین بمرتبہ اعلیٰ پہونچے اور یہہ بھی میراث نبوت ہے پس گویا تینون راہ سے قرب الٰہی مین کہ مخصوص بہ پیغمبران ہے استفاضہ کرتے ہین اور واسطے اشارہ تعدد اس راہ کے لفظ صلوات جمع فرمایا بخلاف لفظ رحمت کے کہ مدلول اوسکا تمام اہل طاعت پر عام ہے اور اس مین اختلاف نہین ہے جو بندہ جس راہ سے طاعت اللہ کرے مستحق اوسکا ہو اور حدیث صحیح مین حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رض سے مروی ہے کہ آپ نے اس آیۃ کی تفسیر مین فرمایا کہ نعمۃ العدلان و نعمۃ العلاوۃ یعنی اس آیت مین صابرون کے واسطے تین چیز موعود ہوئی ہین صلوات اور رحمت کہ قرین یکدیگر ہین اور اہتداء اور راہ پائی اسپر علاوہ اور غرض حضرت امیر المومنین کے اس تفسیر سے یہہ ہے کہ صلوات اور رحمت اس فرقہ کی ایسی ہی کہ بروز صبر اور استقامت اور بلاحظہ معنی استرجاع کے اپنے واسطے متوجب کر لیا ہے اور اہتداء فقط وہبی ہی قسم جذب سے ہے انکے فعل پر موقوف نہین ہی اور عدلین لغت مین اون دو بار شتر کو کہتے ہین کہ دونو جانب سے

برابر کرکے شتر پر ڈالتے ہین اور علاوہ وہ بچہ خورد ہو کہ اون دونون بار پر رکھا جاتا ہی اور
اسی مضمون کا اشارہ آیت مین ہے مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَمَنْ
يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ یعنے جو کوئی بمقتضای ایمان کے مصیبت مین ثابت رہتا ہی
اللہ تعالی اوسکے واسطے راہ معرفت کہولتا ہے اور اپنی طرف جذب کرتا ہی اور اسی واسطے
محققین نے کہا ہے کہ رضا بالقضا کے دو طریقے ہین صرف اور جذب صرف وہ ہے کہ جسوقت
آدمی کا دل کسی چیز سے متعلق ہوا اوسکی خاطر التفات کمال کی طرف کرے حق تعالی اوسی
چیز کو باعث کلفت اور اندوہ و ملال کا کردے چنانچہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو
حضرت یوسف علیہ السلام سے کمال محبت ہوئی حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیون کو اونسے
دشمنی پیدا کردی کہ اونہون نے حضرت یعقوب سے اون کو جدا کردیا اور حضرت یعقوب
کمال رنج و ملال اوٹھا کر متضرع واسطے ذکر خدا کے ہوئے اور ایسے ہی حضرت آدم علیہ السلام
کو جب بہشت سے کمال تعلق ہوا اونپر شیطان کو مسلط کیا یہانتک کہ بہشت سے باہر کیا
اور آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کو جب اپنے عشائر اور قبائل سے کہ اہل مکہ تھے زیادہ
میل ہوا اونہین قبائل کو آنحضرت صلعم کی عداوت اور بغض مین قائم کیا یہانتک کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالاضطرار مکہ سے باہر تشریف لے گئے اور جب مدینہ منورہ مین
حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے التفات کلی پیدا ہوا منافقون کو دغا کہ
بسبب تہمت دروغ بیفروغ کے صفائی اوس محبت کو مکدر کیا اور علی ہذا القیاس تمام
بندون برگزیدون کے ساتھ یہی معاملات واقع ہوا اور جذب یہہ ہے کہ آدمی کو اپنے
خیال مین اسقدر مغلوب کرے کہ وہ اپنے سے بیخبر ہوجاوے چہ جاے حظ نفس جیسے کہ بادشاہ
کا کمترین نوکر جسوقت اوس کے روبرو ہوتا ہے عظمت بادشاہ سے اپنی تمام لذائذ بہول
جاتا ہے اور اس حالت مین خود بخود رضا بالقضا حاصل ہوجاتی ہے اور راہ اول مین صرف
دشوار اور مشکل سمجھتے ہین اور جذب کو ہمیشہ سہل جانتے ہین اور اسی واسطے کہا ہی
فرد یہین زیبا ہے رندی چہوڑ کر تقوی لے ٭ کہ یہ منزل ہمارے حوصلہ سے دور تر ہے ٭
بیان فضائل صابرون سے فارغ ہوئے آپ بطریق اجتہاد کے فرماتے ہین کہ اگر تمکو

معیت خاصہ ہمارے ہین کہ صابرون اور ان بلا سے بچتے ہین اور اونپر صلوات اور رحمتین نازل کرتے ہین اور پیشوا اخلاق اور ہمرنگ انبیاء علیہم السلام کے کرتے ہین شک ہے پس دلیل اس مدعا کے اپنے فہم کے موافق سنو اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ تحقیق صفا اور مروہ کہ دو چھوٹے چھوٹے پہاڑ ہین۔ صفا مقابل کعبہ معظمہ کے جانب شرق مائل بجنوب ہے اور مروہ مائل بشمال ہے اور صفا ایک بڑے پہاڑ کی جڑ ہے کہ اوسکو ابو قبیس کہتے ہین اور مروہ کوہ قیقعان کی ناک ہے اور حجر اسود سے صفا تک دو سو باسٹھ گز اور اٹھارہ انگل مسافت ہے اور صفا سے مروہ تک سات سو ستر گز مسافت ہے اور اصل مین یہ دونو چھوٹی پہاڑیاں مثل اور پہاڑون کے تھے انکو کچھ بزرگی نہ تھی بلکہ کالاخ اور جودت مین کہ جوہر سنگ ہے اور پہاڑون سے کمتر ہین لیکن دو آدمیون صابرون رضی بقضا خدا نے کہ حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمعیل ع ہین ان دونو مقامون کے نیچے کہ جہان فی الحال چاہ زمزم ہے اپنے تئین بحکم خدا بلا مین ڈال کر اوترنا فرمایا اور اس جنگل کوہستان مین کہ نہ پانی نہ گھاس نہ آدمی نہ انیس تھا دشمنون اور جانورون اور درندون کے خوف پر راضی ہو گئے اور گرسنگی و تشنگی کو فقط فرمانبرداری حکم الٰہی کے واسطے کہ زبانی پیغمبر وقت ابراہیم علیہ السلام کے سنا تھا گوارا کر کے سکونت اختیار کی اور حضرت ہاجرہ کو خیال اپنے فرزند حضرت اسمعیل ع کے موت کا بلکہ اپنی موت کا بھی اوس حالت مین کالیقین تھا باوجود ان مصیبتون کے خدا کی مرضی کے واسطے صبر اختیار کیا جب حضرت اسمعیل بسبب تشنگی کے قریب بہلاکت ہوئے حضرت ہاجرہ بے تاب ہو کر اول کوہ صفا پر کہ قریب تھا آئے اور پھر جب وہان مقصد حاصل نہ ہوا تو میدان مین ہو کر مروہ پر بھاگ کر آئے اسی طرح سات دفعہ گردش کی حق تعالی نے معیت خاصہ اپنے کو ظاہر فرمایا اور پانی زمزم غیب سے جوش کرآیا اور اس معیت کا اثر یہ ہوا کہ جو کوئی مصیبت والون کی پیروی کر کے ان دونون پہاڑون کے درمیان اونہین کے طور اگر بھاگے مقبول جناب الٰہی ہو یہہ دونون پہاڑ محل اجابت دعا ہوئے یہان تک کہ یہہ دونون پہاڑ اب مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ خدا کے نزدیک علامات دینداری سے ہین اور شعائر

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ... اور وصیت کی ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹون کو اور اسکے بعد یعقوب علیہ السلام نے بھی وصیت کی کہ اے بیٹو مقرر خدا تعالی نے تمکو دین برگزیدہ سے اپنا پھر تم مرو مگر مسلمان ... پس تم نہ مرو مگر اسی دین میں

اصل مین جمع شعیرہ یا شعارہ کی بمعنی علامت ہے اور عرف دین مین شعائر اللہ مکانات
اور زمانون اور علامات اور اوقات عبادت کو کہتے ہین لیکن مکانات عبادت جیسے کعبہ
اور عرفہ اور مزدلفہ وجمار ثلثہ وصفا ومروہ اور تمام مساجد ہین اور زمانے عبادت
کے جیسے رمضان اور ماہ ہاے حرام اور عید الفطر اور عید الضحیٰ اور جمعہ اور ایام تشریق
ہین اور علامات عبادت جیسے اذان واقامت وختنہ ونماز بجماعت ونماز جمعہ
ونماز عیدین ہین اور ان سب چیزون مین علامت کے معنے متحقق ہین اس واسطے
کہ مکان وزمان عبادت سے کیا بلکہ معبود سے یاد دلاتے ہین بالجملہ صفا اور مروہ کا
شعائر اللہ سے ہونا فقط بسبب برکت صبر حضرت ہاجر کے ہے کہ معیت خاصہ حضرت
حق جل وعلا کے ان دو پہاڑون کے درمیان اون کے حق مین جلوہ گر ہوئے
اور حل مشکل ہوئے اور اوس وقت سے ان دونون پہاڑون مین معنی شعائر اللہ
کے بمنزلہ جوہر ذاتی کے ہوگئے اور یہہ معنے ان دونون سے بسبب کسی عارضے کی
جدا نہین ہوتے جیسے خانہ کعبہ کفار کے چند روز بیت الاصنام اور بت خانہ ہونے
سے قبلہ اور مطاف ہونے اہل جہان سے ساقط نہ ہوا اس واسطے کہ جو چیز بالذات
ہے اوس چیز سے کہ بالعوارض ہے زائل نہین ہوتے ایسے ہی صفا کا پہاڑ اس سبب سے
کہ جاہلان مکہ اوس پر اپنی اساف اور نائلہ رکھکر پوجا کیا کرتے تہے شعائر اللہ ہونے
سے معزول نہون سکے اور اساف ونائلہ اصل مین مرد وعورت تہے کہ شہوت کے
سبب عین مکہ مین ایک نے دوسرے پر ہاتھ چلایا اور ارادہ زنا کا کیا اس سبب سے
وہ دونو پتھر ہوگئے تہے اور عقلاے اوس زمانہ نے عبرت کیواسطے اساف کو صفا پر
اور نائلہ کو مروہ پر رکھہ دیا تھا جاہلون نے اون پتھرون تراشیدہ کو بت خیال کرکے
اپنا معبود قرار دیا اور گمراہی مین اسقدر گرفتار ہوئے کہ بت ممسوخ کو بت مصنوعی سے
نہ پہچانا اور ہر سال مین پرستش کے واسطے جمع ہوتے تہے فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ پس جو
کوئی خانہ کعبہ کا عرفات سے حج کرے أَوِ اعْتَمَرَ یا اپنے گہر یا باہر حرم سے عمرہ کرے
حج اور عمرہ مین یہ فرق ہے کہ حج مین عرفات پر جانا اور پہر اوس جگہہ سے طواف

خانہ کے واسطے آنا شرط ہے اور عمرہ مین عرفات پر جانا شرط نہین ہے اگر کوئی عمرہ باہر مکہ والا کرے تو چاہئیے کہ سیدہ مکہ مین آجاوے اور طواف کرے اور اگر مکہ کا رہنے والا ہے تو چاہئیے کہ حرم کے باہر سے احرام باندہ کر آوے اور طواف خانہ کعبہ کرے اور نیز حج سال بہر مین فقط ایک دفعہ ہے کہ عرفات مین بروز عرفہ نوین ذی الحجہ کو جانا شرط حج ہے اور یہہ روز سال بہر مین مکرر نہین آتا اور عمرہ ہر روز ہوسکتا ہے کوئی وقت اوسکے واسطے مقرر نہین ہے اور بہرحال صفا مروہ پر بہاگنا ان دونو صورتون مین ضرور ہے پس جو کوئی قصد حج وعمرہ کرے فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اوسپر بسبب مشابہت کفار اور بت پرستونکی کچہ خطرہ اور گناہ نہین ہے اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا یہہ کہ خانہ کعبہ کے طواف کی تاکید وتمامی کیواسطے ان دونون پہاڑون کا طواف کرے اسواسطے کہ خطرہ اور گناہ بسبب مشابہت کفار اور بت پرستون کے اوسجگہ معتبر ہے کہ جہان حکم شرع وارد نہ ہوا ہو اور یہہ دونون پہاڑ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمعیلؑ کے وقت سے جاے طواف اور سعی ہین اور بتونکی رکہی رہنے سے مطاف ہونے سے خارج نہین ہوئی ہین جیسے کہ خانہ کعبہ بتونکے رہنے سے مطاف ہونے سے خارج نہوا پس حج وعمرہ اوس خانہ کا اس حالت مین کرتے ہو تو طواف ان دونون پہاڑون کا کیون نہین کرسکتے اور اگر یہودی اور نصاریٰ تمہارے پر طعن کرین اور کہین کہ تم مکانات بتونکی تعظیم کرتے ہو اور طواف کرتے ہو اور مشابہت کفار اور بت پرستون کی گوارا رکہتے ہو اور یہہ سب مذہبون کے مخالف ہے پس اونکی اس طعن کی پروا مت کرو اور تنگدل مت ہو اسواسطے کہ معاملہ خدا سے ہے اور تمہاری نیت حج اور عمرہ کرنے کی ہے نہ کہ تعظیم بتون کی اور حج وعمرہ کرنا بلاشبہ امر نیک اور طاعت ہے وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا اور جو شخص کہ بقصد امر نیک کے طاعت بجالایا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ پس تحقیق اللہ تعالیٰ قدردان ہے اوسکے عمل کو ضایع نکرے گا اگرچہ ظاہر اکفارون سے ایک طرح کے مشابہت ہو جیسا روز عاشورا کا روزہ عَلِيْمٌ یعنے عمل کرنے والون کی نیت کو جانتا ہے پس جو کوئی ان مکانات مین بتون کی تعظیم کے واسطے جاتا ہے اوسکا عمل رد کردیتا ہے اور جو کوئی شعائر اللہ ادا کرنے کو جاتا ہے اوسی قبول کرتا ہے سعید بن منصور اور عبد بن حمید

اور بندگی کرین ترا اور تیرے خدا تعالیٰ کی اور تیرے باپ دادون پروردگار کی جو دادا تیرا ابراہیم اور تایا تیرا اسمعیل اور باپ تیرا اسحق علیہم السلام ہین وہی ایک خدا تعالیٰ ہے اور ہم اوسی پروردگار کے حکم بردار تابعدار ہین اور بندگی کرنیوالے ہین تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وہ یہہ ایک جماعت تہی یعنی حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل

وابن جریر اور محدث شعبی سے روایت کرتے ہین کہ کوہ صفا پر ایک بُت تھا کہ اوسکا نام اساف
تھا اور کوہ مروہ پر بھی ایک بُت تھا کہ اوسکو نائلہ کہتے تھے اور جاہل لوگ جب خانہ کعبہ کی
طواف کے بعد ان دونون پہاڑون مین سعی کرتے تب ان دونون بتون کو بوسہ دیتے جب
آنحضرت صلعم مدینہ منورہ مین تشریف لائے اور سورہ حج مین خانہ کعبہ کے طواف کا حکم ہوا اور
سعی درمیان صفا اور مروہ کے مذکور ہوئی تب آدمیون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صفا
اور مروہ مین اون دو بُت اہل جاہلیت کے واسطے دوڑتے تھے اون مین دوڑنا شعائر
اللہ سے نہین ہے پس ہمکو کیا ضرور ہے کہ ان مین دوڑین اور سعی کرین بلکہ خوف اسبات کا
ہے کہ اگر ہم بھی اسی طرح دوڑین تو مشابہت جاہلون سے ہوجاوے اللہ تعالی نے
یہہ آیت نازل فرماکر خطرہ گناہ کا اون کے دل سے دفع کیا اور نیز بھی محدثین مجاہد سے
روایت کرتے ہین کہ انصاری طعن کرتے تھے کہ ان دونو پتھرون مین سعی کرنا امر جاہلیت
سے ہے مذہب واحکام ابراہیم علیہ السلام سے نہین ہے تب یہہ آیت نازل ہوئی اور
صحیح بخاری و مسلم مین بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایسا وارد ہوا ہے کہ
انصاری لوگ جاہلیت مین منات کو پوجتے تھے اور جب یہہ قاعدہ تھا کہ دوسرے مکان
بت پرستی مین نہین جایا کرتے جب عمل اسلام ہوا تو انصاری لوگ بسبب اپنی عادت
کے اندیشناک ہوئے اس سبب یہہ آیت نازل فرمائی اور بالجملہ مدلول اس آیت کا یہہ
ہے کہ صفا اور مروہ متعبدات خدا اور شعائر اللہ سے ہین اور جب کوئی چیز بدلیل
قطعی شعائر اللہ سے ثابت ہو تو مشابہت کفار اوس چیز مین موثر نہین ہوتی اور نیت
اپنی خالص خدا کی عبادت کے واسطے کرکے اوس امر کو بجالاوے اور مشابہت کفار
اوس جہت موجب حرمت ہوتی ہے کہ وہ فعل بدلیل قطعی ثابت ہوا ہو جیسے تعظیم نوروز
اور مہرجان اور اعیاد ہنود جیسے ہولی و دوالی بسنت دسہرہ کے یا اون کے لباس
سے مشابہت کرنا اور اون کے معابد مین جانا اور داڑھی و مونچھون کو وقت مصیبت
صاف کرنا اور زنار گلے مین ڈالنا اور کھانے پینے کے وقت قصداً سر اور
بدن کو برہنہ کرنا اور اگر فقط مشابہت کفار کو افعال مرضیہ الٰہی مین ہو موجب

موضح قرآن

اور حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب اور ان علیہم السلام میرے بیٹے ... کی اولاد سے وصیت کی ... ان کے واسطے ہے بدلہ ان کے کامون کا جو ... اور تمہارے واسطے ہے بدلہ ان کے کامون کا ...

فائدہ

یہود و نصاریٰ ...

حرمت نہین تو لازم آتا کہ حج وعمرہ اور ختنہ اور عقیقہ اور عاشورے کا روزہ اور قربانی اور
حرمت کے مہینون کی تعظیم اور ہدی شتر وقلاید وغیرہ مذہب ابراہیمی کہ کفارون کے
وقت مین رائج تہی یا نماز کسوف وخسوف اور صدقہ دینا اور آزاد کرنا غلام کا اور ضیافت
مہمان اور راہ پر پانی طیار رکہنا مسافرون کے واسطے کہ معمول ہنود ہے سب حرام ہوتین
اب ہم یہہ بیان کرتے ہین کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا ہماری شریعت مین کیا
حکم رکہتا ہے ہر چند ظاہر اس لفظ سے سمجہا جاتا ہے فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا
کہ یہہ عمل ضروری نہین ہے اور کرنا نہ کرنا اسکا برابر ہے لیکن لفظ شعائر اللہ صریح دلالت
کرتا ہے کہ یہہ عمل ضروری ہے اور شارع کے نزدیک مطلوب اسواسطے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے دفع توہم کے واسطے کہ اول لفظ سے پیدا ہوتا ہے ارشاد
فرمایا اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ السَّعْيَ فَاسْعَوْا یعنی تحقیق اللہ تعالی نے تمہارے پر
صفا اور مروہ کو درمیان سعی فرض کی پس سعی کرو تم شافعیہ ظاہر لفظ کتب سے کہ
قرآن شریف مین اکثر ایجاب کے واسطے ہے جیسے کتب علیکم القصاص
فی القتلی وکتب علیکم الصیام وغیرہ ہے تمسک کرکے فرضیت اس سعی کے
قائل اور اسکے ترک سے حج اور عمرہ کو باطل کرتے ہین اور اسکا تدارک قربانی وغیرہ
دینے سے ممکن نہین گنتے جیسے کہ شان ارکان سے ہے اور حنفیہ کہتے ہین کہ یہہ خبر
احاد ہے اور قرآن شریف مین جو لفظ کہ طلب اس سعی پر دلالت کرتا ہے فقط
لفظ شعائر اللہ ہے اور شعائر اللہ کا فرض ہونا لازم نہین ہے جیسے اذان اور جماعت
اور نماز عیدین وقربانی وغیرہ پس احتیاط اس مین ہے کہ اوس کا ترک عمل مین
تجویز نہ کیا جاوے لیکن اعتقاد مین فرضیت ہونے مین جرأت کرنی نچاہیئے
اور اون کے نزدیک یہی معنے واجب کے ہین اور جس صورت مین کہ ترک
ہوجاوے تو اوس کا تدارک فرج ہدی سے ممکن ہے اور مالک موطا مین اور
بخاری ومسلم ودیگر اصحاب صحاح عروہ ابن الزبیر سے کہ ام المومنین حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا کے بہانجے مین روایت کرتے ہین کہ انہون نے

موضح القرآن
وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ
کہتے ہین یہود کہ یہودی ہوجاؤ اور نصرانی کہتے ہین کہ نصرانی ہو تو راہ پاؤ تم سیدہی دین کی تو کہہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ہم نہین مانتے تمہارا کہنا بلکہ تابعداری کرتے ہین ہم ابراہیم علیہ السلام کی مذہب کی جو وہ سب سے [illegible] دین

حضرت ام المومنین کی خدمت مین عرض کیا کہ اس آیت مین غور فرماؤ اِنَّ الصَّفَا وَ
الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ
يَّطَّوَّفَ بِهِمَا کہ اس آیت سی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص ان دونو پہاڑ کا طواف
نہ کرے تو کچھہ خوف نہین حضرت ام المومنین نے فرمایا کہ بد کہا تونے اور برا سمجھا اگر یہہ معنے
مراد ہوتے تو یون ارشاد ہوتا کہ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا
اور اب کہ نفی گناہ طواف سے فرمائی تو امکان عام شرعی ثابت ہوا کہ محتمل وجوب
اور ندب اور اباحت کی ہے لیکن جب ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فرمایا
اور آنحضرت صلعم نے بہی مداومت طواف ان دونو پہاڑون کے حج اور عمرہ مین کے
تو معلوم ہوا کہ یہہ طواف واجب ہے اور نفی گناہ طواف سے اسواسطے ہے کہ انصاری
منات کو پوجتے تھے اور وہ ایک بت ہے کوہ مشلل پر کہ مقابلہ موضع قدید کے ہے اور اوس کے
زیارت کیواسطے مدینہ سے احرام باندھتے تہے اور صفا اور مروہ پر جانے سے بسبب اساف
اور نائلہ کے احتراز کرتے تھے حق تعالیٰ نے اس شبہہ کے دفع کے واسطے نفی گناہ
فرمائی پس حقیقت مین جو اباحت کہ اس لفظ سے متبادر ہوتے ہے راجع بوجود ان
دونو بت کے حالت طواف مین ہے نفس طواف کے ساتھہ مثلاً اگر کسی کے
کپڑے پر درہم شرعی سے کم نجاست پڑجاوے اور حنفی فقیہہ کہے کہ لَا جُنَاحَ
عَلَيْكَ اَنْ تُصَلِّيَ فِيْهِ صَلٰوةَ الظُّهْرِ تو اس سے اباحت نماز نہین سمجھی جاتی بلکہ
مباح ہونا نجاست کا حالت نماز مین سمجھا جاتا ہے ہان اگر ترک طواف کو صریح مباح
کرتے تو البتہ یہہ سمجھہ راست ہوتی ابن جریر قتادہ سے روایت کرتے ہین کہ کان
من سنۃ ابراهیم واسمعیل علیہ السلام الطواف بینهما یعنی طواف
صفا و مروہ سنت ابراہیم و اسمعیل سے ہے اور حاکم ابن عباس سے روایت کرتے
ہین کہ جب آپ نے لوگون کو صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرتے دیکھا فرمایا
کہ یہہ میراث مادر حضرت اسمعیل علیہ السلام کے ہے کہ تمہارے واسطے چھوڑے ہی
اور خطیب ابن جبیر سے روایت کرتے ہین کہ اقبل ابراهیم ومعه هاجر

(حاشیہ) موضح القرآن
اور نہ ہیں جو ان سے پوچھا جاوے اور نہ تم ان کے علیحدہ ہیں ابراہیم علیہ السلام ایمان والون کے لانے والے
قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ اِلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَا اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَا اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ
... سب ہم اس کے مسلمان ہیں ... ایمان لاتے خدائے تعالیٰ پر

و اسمٰعیل علیہما السلام فوضعہما عند البیت فقالت اللہ امرک بھذا
قال نعم فعطش الصبی فنظرت فاذا اقرب الجبال الیھا الصفا فسعت فرقت علیہ
فنظرت فلم تر شیئا ثم نظرت فاذا اقرب الجبال الیھا المروۃ فنظرت
فلم تر شیئا ثم اقبلت الی الصفا قال فہی الاول من سعی بین الصفا والمروۃ
الی اٰخر القصۃ یعنی آئے حضرت ابراہیم مع ہاجرہ و اسمٰعیل کے اور رکھا اونکو بیت اللہ کے
پاس ہاجرہ نے کہا کیا خدا نے یہہ حکم دیا ہے کہا کہ ہاں پھر پیاسا ہوا لڑکا پھر دیکھا کہ پہاڑی
صفا کی بہت پاس ہے دوڑ کر اوسپر چڑھ گئین اور دیکھا تو کچھہ نظر نہ آیا پھر دیکھا کہ مروہ بہت
پاس ہے اوسپر جاکر دیکھا تو کچھہ نہ دیکھا پھر آئی صفا پر تو کہا حضرت نے کہ ہاجرہ نے
سب سے پہلی صفا و مروہ مین سعی کی اور ابوداود و ترمذی بروایت حضرت عائشہ
روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انما جعل الطواف
بالبیت والسعی بین الصفا والمروۃ ورمی الجمار لاقامۃ ذکر اللہ لا
لغیرہ یعنی طواف کعبہ اور سعی درمیان صفا اور مروہ اور پتھرون کا پھینکنا فقط ذکر
اللہ قائم رکھنے کے واسطے مقرر کیا گیا ہے نہ اور بات کے لئے اور ابن ابی شیبہ حضرت
امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ جو کوئی خانہ کعبہ کا
حج قصد کرکے آوے تو چاہیئے کہ اول خانہ پاس آوے اور گرد اگرد سات دفعہ
پھرے پھر مقام ابراہیم پاس آوے اور دو رکعت نماز طواف اوسکے پیچھے ادا کرے اور پھر
صفا کی طرف متوجہ ہووے اور اسقدر بلندی پر چڑھے کہ خانہ کعبہ دکھلائی دیوے
اوسوقت متوجہ خانہ کے طرف کھڑا ہو کر سات دفعہ تکبیر کہے اور دو تکبیر کے درمیان
حمد و ثنا خدا تعالی اور درود پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر بھیجتا رہے اور پھر مروہ پر جاکر
یہی عمل کرے اور نیز بروایت ابن عباس مروی ہے کہ سات جگہ ہاتھ اوٹھانا چاہئیے
اول جب نماز کیواسطے کھڑا ہووے دوسرے جب کہ خانہ کعبہ کو دیکھے تیسرے صفا پر
چوتھے مروہ پر پانچوین عرفات مین وقت وقوف چھٹے مزدلفہ مین وقت وقوف
ساتوین وقت رمی الجمار کے اور نیز بروایت ابوہریرہ روایت کرتے ہین طواف صفا

موضح القرآن

اور دوسرا ایمان کا جو اترا ہمپر قرآن اور جو اترا ابراہیم پر اور اوسکے بیٹون اسمٰعیل اور اسحاق پر اور اوسکے پوتے یعقوب علیہ السلام پر اور جو اون کی اولاد پر اترا اور ایمان لائے ہم اوسپر جو اترا موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام پر اور جو ملا سب اور پیغمبرون کو اون کے پروردگار کی طرف سے سب پر ایمان لائے ہم جو تفاوت اور جدائی نہین کرتے ہم اون سب پیغمبرون مین سے ایک مین بھی

اور مروہ مین سنت یہہ ہی کہ صفا سے نیچے اکثر نشیب میل گاہ تک آہستہ آہستہ چلی اور یہان سے
جبتک کہ نیچے آوے دوڑکر چلی اور پھر آہستہ آہستہ روانہ ہو یہانتک کہ مروہ پر پہونچ جاوے
اور پھر مروہ سے صفا تک یہی عمل کرے اور بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ
جب حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حج ادا کرچکے اسی مقام پر لبیک کرتے
ہوئے دوڑے اور جناب الٰہی سے لبیک عبدی جواب سُنا اور حضرت کی دُعا اس مقام پر
یہہ ہے کہ رب اغفر وارحم انک انت الاعز الاکرم اور عبداللہ ابن عمر وا اور اور صحابیون
سے اس مقام پر بڑے دعائین منقول وماثور ہین اور اس جگہ اب یہہ بیان کرتے ہین
کہ اس مقام پر ظاہرین فقہا کے واسطے اعتراض عظیم ہے اور منشاء اعتراض کا یہہ ہے کہ
سنہ ایک سو چونسٹھہ ہجری مین جب مہدی عباسی نے حج ادا کرنے کے واسطے حکم فرمایا کہ جس
جگہ آنحضرت صلعم سعی کیا کرتے تھے داخل مسجد حرام ہوا اور مہدی خانہ محمد بن عباد ابن جعفر کا
کہ متصل مسجد حرام کے ہی سعی کے واسطے مقرر ہوا پس ظاہرین فقہا کو اس سبب سے
شبہ عظیم پیدا ہوا اور کہا کہ سعی درمیان صفا اور مروہ کے امور تعبدیہ سے ہے کہ متعلق
مکان معین سے ہے اور اوس سے عدول جائز نہین ہے چنانچہ طواف خانہ کعبہ کا اور وقوف
عرفات مین ہے اور چونکہ اس قسم کی عبادت غیر مکان معین مین معتبر نہین پس ان لوگون کی
سعی ضائع جاتی ہے اسواسطے کہ سعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معلوم نہین اور وہ جگہ
داخل مسجد ہوئی اور مسجد مین سعی ممکن نہین ہے اسکا جواب اہل تقلید کے حق مین یہہ ہے
کہ اوس وقت امام مالک امام ابو یوسف وامام محمد اور امام شافعی اور امام احمد موجود تھے اور
اسی زمانہ کے قریب مرتبہ اجتہاد کو پہونچے تھے اور کسی نے تحویل اور تبدیل سعی پر
انکار نکیا پس اجماع متحقق ہوگیا اور اہل تحقیق کے حق مین یہہ جواب ہے کہ مطلوب
شارع کا صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا ہے اور اوس وقت راہ راست
ان دونون پہاڑون مین مسلوک تھا اوس مین سعی کرتے تھے بعد دوسرا
رستہ ان کے درمیان مسلوک ہوا تو یہہ راہ قائم مقام راہ سابق کے
ہوئی چنانچہ جیسے مسجد مین احتیاج کے واسطے زمین شارع عام داخل کرلین

فان آمنوا بمثل ما آمنتم به فقد اهتدوا وان تولوا فانما هم في شقاق فسيكفيكهم الله وهو السميع العليم

تو زمین حکم مسجد مین ہو جاتی ہی اور اوس مین اعتکاف صحیح ہے اور علاوہ اسکے بعض محققین
اہل تاریخ نے لکہا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین سعی کی جگہ بہت فراخ تھی
بعد زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لوگون نے اوس فراخی مین مکانات بنا لیے اور
تہوڑا سا رستہ بقدر سعی چہوڑ دیا پہر محمد بن عباد بن جعفر کا بہی اسی قسم تو احداث سے [illegible]
کو چہوڑ کر کچہہ زمین مسجد الحرام مین داخل کر لی اور کچہہ سعی کے واسطے چہوڑ دی پس تبدیل کلی
سعی کی جگہ مین داخل ہوئی یہہ حال صفا اور مروہ کا ہے اور جگہ یاد آنی عنایات الٰہی کی ہی
کہ حضرت ہاجرا اور حضرت اسمعیل پر اونکے صبر کی باعث واقع ہوئی اور اگر یہودی اور نصاری
دیدہ و دانستہ تمہارے پر بسبب بتون کے رہنے کے طعن کرین اور کہین کہ تم بہی مثل بت پرستون کے
بتون کے مکانات کے تعظیم کرتے ہو اور مانند اہل جاہلیت کے عمل کرتے ہو پس اونکی اس طعن سے
دل تنگ مت ہو اسواسطے کہ وے جانتے ہین کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی زمانہ حضرت ہاجرہ
سے پے درپے ہوتی ہی اور اوس زمانہ مین بتون کا نام و نشان بہی نتہا لیکن وے تمپر طعن کرنے
کے واسطے اپنے ان معلومات کو چہپاتے ہین لیکن کم بخت اتنا نہین سمجہتے کہ اس حق پوشی مین
خود ملعون ہوتے ہین اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ تحقیق جو لوگ چہپاتے ہین مَآ اَنْزَلْنَا
مِنَ الْبَيِّنٰتِ اوس چیز کو کہ ہمنے علامات کے واسطے نازل کیا ہے اور شعائر اللہ کیا ہے
وَالْهُدٰى اور اوس چیز کو کہ عقل کو معرفت شعائر اللہ کی طرف رہنما کرتی ہے
مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ بعد اوسکے کہ ہمنے اوسکو خوب واضح کر دیا ہے اور کوئی وجہ مشابہت
درمیان شعائر اور معابد کفار کے نہ ہے اور یہہ واضح کرنا مخصوص اہل مطالعہ اور تدقیق
پر ہی نہین ہے بلکہ عام ہے لِلنَّاسِ سب لوگون کے واسطے خواہ ذکی ہو خواہ بلید
اور خواہ طالب علم ہو یا جاہل محض اور اوس کو مثل خبر احاد کے بہی نہین کیا ہے کہ
کسیکو پہونچی اور کسیکو نہ پہونچی بلکہ اوسکو داخل کیا ہے فِي الْكِتٰبِ یعنی کتاب
مین کہ متواتر ہے اور پوشیدہ رہنا متواتر کا ممکن نہین ہے لیکن یہہ لوگ بسبب کمال
دشمنی کے متواترات کے پوشیدہ کرنے مین بہی کوشش کرتے ہین بلا شبہ اُولٰٓئِكَ
يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ اُن لوگون پر اللہ تعالے لعنت کرتا ہے اسواسطے کہ خدا تعالے کے مقابل ہوتے ہین

موضح القرآن
وہ عداوت اور دشمنی مین [illegible]

فائدہ
[illegible]

کہ اللہ تعالیٰ ہدایت اور رفع جہل چاہتا ہے اور یہہ گمراہی اور بقاے جہل چاہتے ہین وَیَلْعَنُهُمُ
اللّٰعِنُوْنَ اور نیز لعنت کرتے ہین لعنت کرنیوالے ملائکہ اور ارواح انبیاء و صلحاء اسواسطے
لعنت کرتے ہین کہ اون لوگون نے اون کی کوششون کو برباد کیا اسلئے کہ وہ مدت دراز
کتب الٰہی کے لانے اور خلق خدا کو ہدایت کرنے اور احکام الٰہی کے پہونچانے مین مصروف
رہے ہین اور یہہ لوگ چاہتے ہین کہ اون کی کوششون کو ضائع کرین اور فاسق اور فاجر
جن وانسان اور کفار اسواسطے لعنت کرتے ہین کہ ہر ایک ان مین سے اپنی غرض پورا
کرنے کے وقت کہتا ہے کہ حق چھپانے والے پر لعنت ہوجیو اور یہہ لعنت اونپر پڑتی ہے
بلکہ اس معنی سے وہ لوگ خود اپنے اوپر لعنت کرتے ہین اور حیوانات اور جمادات اس سبب سے
کہ بسبب شامت حق پوشی کے عالم مین ویرانی ہوتی ہے اور قحط پڑتا ہے اور بلائین نازل ہوتی
ہین اور روح ملکوتی ہر تر و خشک کی فریاد اور نالہ کرتی ہے اور اون لوگون پر کہ جن کے
باعث یہہ بلائین گرفتار ہوئے ہین لعنت کرتے ہین ہرچند ورود اس آیت کا فقط
یہودیون اور نصاریٰ کے حق مین ہے کہ مسلمانون پر طعن کرنے کے واسطے عظمت خانہ کعبہ اور
صفا اور مروہ کے چھپاتے تھے لیکن مضمون عام ہے ہر ایک اوس شخص کے حق مین کہ دیدہ
و دانستہ امر واقعی کو احتیاج کے وقت ظاہر نکرے جیسے کافر معاند کہ دلائل ایمان دل سے
تو جانتا ہے مگر زبان پر نہین لاتا یا وہ گواہ جس کے قضیہ سے خبردار ہے اور اپنی گواہی
چھپاتا ہے تاکہ کسی کا حق جاتا ہے اور وہ علماء کہ دیدہ و دانستہ از راہ تعصب حق کو چھپاوین
اور امراے ظالم کہ اون کے نزدیک کسی کا حق ثابت ہو اور طمع اور پاسداری کے سبب
حکم نہ کرین اور اوس کا نام مصلحت ملکی رکھتے ہین اور قاضی رشوت لینے والے کہ حق کو
باطل اور باطل کو حق کرتے ہین اور مشیر بے امانت کہ مصلحت معلومہ ملک اور دین
کو چھپاتے ہین اور اوس کے خلاف مشورہ دیتے ہین اور ابن ماجہ اور محدثین
بروایت براء بن عازب بیان کرتے ہین کہ ہم ایک روز ہمراہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے شامل جنازہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر
کے دونون آنکھون کے درمیان قبر مین ایسی گرز مارتے ہین کہ اوس کی آواز

ہر جانور سنتا ہے اور اوس کافر پر لعنت کرتا ہی اور یہی معنے اس آیت کے ہین و یلعنھم
اللاعنون اور بیہقی اس آیت کی تفسیر مین عبداللہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہین کہ جب دو آدمی
باہم تلاعن کرتے ہین اور ایک دوسرے کو لعنت کرتا ہی اوس لعنت کو فرشتے آسمان پر
لیجاتے ہین اور اللہ تعالی سے اوسکے ڈالنے کی اجازت چاہتے ہین اگر وہ شخص قابل لعنت ہو
تو اوسی پر ڈالتے ہین اور اگر وہ شخص قابل لعنت نہین ہے تو کہنے والے پر اور اگر وہ بھی اوسکے
قابل نہین ہی تو یہودیون پر اور مستحقین لعنت پر **بیت** جیسے کوئی دوست پہ پھینکی ہے تیر
سینۂ دشمن پہ نا کہ جان سکے ۱۲ اور ترمذی اور ابن ماجہ اور اور معتبرات حدیث مین بروایت ابو ہریرہ
اور ابن عباس و ابن عمر و ابن مسعود و ابی سعید خدری اور اور صحابہ کے ثابت ہوا ہے کہ جس کسیکو
اللہ تعالی نے علم دیا ہو اور کوئی اوس سے پوچھے اور یہ شخص اوس علم کو پوشیدہ رکھے
اور نہ کہے اللہ تعالی قیامت کے دن آگ کی لگام اوس کے مونہہ مین ڈالے گا اور
روایت ابن ماجہ مین ابو سعید سے یہہ قید بھی وارد ہوئی ہے کہ مَنْ کَتَمَ عِلْمًا یَنْفَعُ
النَّاسَ فِیْ اَمْرِ الدِّیْنِ یعنی جو شخص چھپاوے اوس علم کو کہ امر دین مین مفید ہو اور
اس حدیث اور بلکہ اس آیت سے استنباط کیا ہے کہ تعلیم علوم دینی پر مزدوری اور
اجرت لینا حرام ہے اس واسطے کہ اس حدیث اور آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم علم
دین کی فرض ہے اور فرض کے ادا کرنے پر اجرت لینی درست نہین ہے جیسے نماز و
روزہ اور اس سے یہہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ خبر واحد واجب القبول اور واجب التعمیل ہے
اسواسطے کہ فرض کا اظہار کرنا عمل کے فرض کرنے کے واسطے ہے ہان وہ علوم کہ
ان سے تعلق نہین اور تکالیف شرعیہ کے ادا کرنے مین اون کے محتاج نہین
ہین جیسے طب۔ ہندسہ۔ اور اکثر فنون ریاضی وطبعی اور علم تواریخ و نظم و شعر و انشاء
اونکی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہی لیکن اسجگہ ایک باریکی سمجھنے کے لائق ہے کہ اجرت نفس تعلیم پر حرام
ہے لیکن کسی کے گھر پر قطع مسافت کرکے تعلیم کے واسطے جانا یا اطفال کو صبح سے
شام تک قید مین رکھنا ایک عمل ہے سوائے تعلیم کے اور اس عمل کے مقابلہ مین
بلاشبہ اجرت لینی حلال ہے اور ایسے ہی تعلیم کے واسطے مدرسہ مین بیٹھے رہنا

کسی مدت تک مقابلہ اجرت کے ہوسکتا ہے اور ابن ماجہ بروایت جابر رضی اللہ عنہ بیان
کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت آخر اس امت کے اول
اس امت پر لعنت کرنا شروع کرین (چنانچہ اس زمانہ مین فرقہ روافض مین یہ عمل مروج ہوا ہے)
پس جو کوئی ایک حدیث چھپاوے گا تو اوس نے گویا تمام کتب منزلہ الٰہی کو پوشیدہ کیا
اور طبرانی اوسط مین بروایت ابوہریرہ بیان کرتے ہین کہ مثال اوس شخص کی کہ علم
سیکھتا ہے اور پھر اوسکو ظاہر نہین کرتا اور پوشیدہ رکھتا ہے مثال اوس آدمی کی ہے
کہ انگنت خزانہ جمع کیا اور خرچ نہین کرتا ہے اور بخاری اور ابن ماجہ مین بروایت ابوہریرہ
روایت کرتے ہین کہ اگر ایک آیت کلام اللہ مین نہوتے تو مین کسیکو حدیث روایت
نہ کرتا اور یہہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ سے لَاعِنُوْنَ تک پڑہی لیکن یہہ غضب اور
لعنت خاص اوس آدمی پر ہے کہ آخر عمر تک حق پوشی مین اصرار کرے ورنہ اس
وعید سے خارج ہے اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مگر جن لوگون نے حق پوشی سے توبہ کی اور
توبہ صحیح یہہ ہے کہ ندامت اوس کام پر فقط خوف خدا اور ترس عذاب سے دل مین
پیدا ہو نہ مثل اوس کے کہ کسیکی امانت کا منکر ہوا اور جب لوگون نے ملامت کی
تو اظہار کیا یا جس کسیکے حاکم نے گواہی رد کردی اور اوس نے پھر بسبب عار کے اظہار
واقع کیا کہ یہہ بات توبہ سے نہین ہے اور فقط توبہ پر بھی اکتفا نہ کیا بلکہ اوس فساد
کے تدارک مین کہ حق پوشی کے باعث پہونچا ہے کوشش کی وَاَصْلَحُوْا یعنی اصلاح کی
اوس چیز کی کہ بسبب حق پوشی کے فاسد کی تھی جیسے کہ عقائد اور اعمال اور اموال لوگون کے
تلف ہوگئے وَبَیَّنُوْا اور حق معلوم کا بیان کرنا شروع کیا فَاُولٰٓئِکَ پس جو
گروہ ہر چند بسبب حق پوشی کے شامت نفس اور گمراہی مین گرفتار ہوگئے تھے
لیکن جب اونہون نے اپنی طرف سے اظہار حق مین کوشش کی اَتُوْبُ عَلَیْهِمْ
اون پر رجوع برحمت کرتے ہین ہم اور اون کی توبہ کو ہم قبول کر لیتے ہین اور اونکو
لعنت سے کہ اوس کے مستحق تھے باہر نکال لیتے ہین وَاَنَا التَّوَّابُ اور مین بار بار
توبہ قبول کرنے والا ہون بلکہ لعنت کی عوض ثواب اور تفضیل عطا کرتا ہون

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ کَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ... وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ

اسواسطے کہ ہین الرَّحِیْمُ اپنے بندون پر بہت مہربانی کرنے والا ہون اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا تحقیق جو لوگ کہ بسبب حق پوشی کے کافر ہوگئے اور باوجود حق معلوم کرنے اور اوس کے پہونچنے کے کفر سے باہر نہ آئے وَمَاتُوْا وَهُمْ کُفَّارٌ اور حالت کفر ہی مین مر گئے اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ اس گروہ پر لعنت خدا کی ہے اسواسطے کہ حق پوشون کی تابعدار رہے باوجودیکہ بیان حق پہونچ گیا وَ اور ایسے ہی ان پر لعنت ہے الْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ فرشتون اور سب لوگون کی یہانتک کہ خود کی بہی اسواسطے کہ بعض وقت اپنے آپ پر لعنت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ جو کوئی دیدہ و دانستہ حق کا انکار کرے اوسپر لعنت ہے اور یہہ لعنت اوس سے منقطع ہوگی جیسکہ توبہ کرنیوالون سے ہوگئے تھے اسواسطے کہ بعد مرگ کے وقت توبہ رہا اور اونہون نے قبل موت توبہ نکی پس خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ہمیشہ لعنت مین رہین گے اور قطع نظر اثر لعنت کی اونکے حق مین کمی بہی نہین ہوگی لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ تخفیف عذاب اون پر سے نہوگی بلکہ دمبدم تکلیف زیادہ ہوگی بسبب تبدیل چمڑے بدن کے وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ اور اون کو مہلت بہی نہ دیجاوے گی تاکہ کچہہ دیر آرام کرین اور قوت تازہ عذاب سہنے کی واسطے ہو جاوے اسواسطے کہ تخفیف اور مہلت بہی ایک طرح کا لعنت سے نکالنا ہے اور یہہ اونکے حق مین محال ہے اور جب کہ حال اون لوگون کا کہ حق پوشی دوسرون مین کفر اور گمراہی پر اصرار کرتے ہین ایسا ہوا تو حال اُن لوگونکا کہ حق پوشی مین اصرار کرتے ہین اور توبہ نہین کرتے خیال کرنا چاہیئے کہ کیا کچہہ ہوگا اور یہہ آیت اسپر دلالت کرتی ہے کہ جو کافر کفر پر مرجاوے تو اوسپر لعنت کرنی جائز ہے اگرچہ موت کے باعث حد تکلیف سے نکل گیا ہی جیسے کہ کافر دیوانہ ہوجاوے اور جنون کے سبب تکلیف ساقط ہوجاوے اور یہی حال اہل ایمان کا ہے حال استغفار اور ترحم مین بعد موت کے اور جنون کی اسواسطے کہ تکلیف کا زائل ہوجانا ایسے امور یعنی رحمت اور استغفار کو متغیر نہین کرتا اور نیز اس آیت سے یہہ بہی مفہوم ہوتا ہی کہ جبتک کسیکا مرنا حالت کفر مین یقینی طور پر معلوم نہ ہو تو اوسپر لعنت جائز نہین ہے اسواسطے کہ جب شرط جاتی رہے تو مشروط بہی فوت ہوا اور

موضح القرآن

یہ بندون کا دین یا خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے جس نے اُن کو بہرایا اُن کا دین کی طرف اس سے مراد ظالم لوگ ہیں جو چہپاوے وہ گواہی جو اُسکے پاس پہونچی ہو خدا تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ نہیں ہے بیخبر اُن کاموں سے جو تم کرتے ہو یہود اور نصاریٰ کو توریت اور انجیل سے تحقیق معلوم تھا جنکا بیان اُن کی کتابون میں لکہی ہین

کافرون پر لعنت ہمیشہ کیونکر نہ رہیے کہ وہ وقت مرنے تک کفر پر اصرار کرتے رہی وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ
معبود حقیقی تمہارا ایک ہے پس جو کوئی اوسکی فرمان مین نہ رہا اور غیر کی عبادت اختیار کی اوسکی
رحمت سے دور ہوا اور تمام خاص بندون اور فرشتون کی لعنت اور سرزنش پائی ہان اگر
فی الواقع تمہارے کئی معبود ہوتے تو محتمل تھا کہ جب ایک نے بسبب قصور اور نافرمانبرداری
کے اپنے دربار سے نکالدیا تو دوسرا اوسپر رحمت کرتا اور لعنت سے نکال لیتا جیسے کہ نوکری
اور رعیت اور بادشاہ ہونے مین اس قسم کے احتمال ممکن ہین اور واقع ہوتے ہین اسواسطے
کہ بادشاہ اور اوستاد اور پیر ہونا خلقت مین کئی جگہ پائی جاتی ہین اور ایک پر منحصر نہین
اور اس جگہ یعنی منصب خدائی اور معبودی مین یہہ احتمال ممکن نہین ہوسکتی لَآ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ کوئی معبود حقیقی سوائے اوسکے نہین ہے اور جیسی اوس مین معبودیت ہے ایسی ہی وہ
اَلرَّحْمٰنُ صاحب رحمت عامہ ہے کہ ہر ایک کو منافع اوسکی معاش کی وجود سے صفات
اور آثار تک بخشتے ہین اور ایسے ہی وہ اَلرَّحِیْمُ صاحب رحمت خاصہ ہے کہ اپنی
بعض مخلوق کو کرم وفضل سے راہ ہدایت دکھلاتا ہے اور اوسپر عمل کرنے کی توفیق
بخشتا ہے اور آخرت کے ثواب کا مستحق کرتا ہے پس جس شخص نے کفر کیا اور سر
فرمانبرداری سے پھیرا تو اوس نے رحمت سے اپنے کو دور ڈالا اور چونکہ اور
کوئی رحمن اور رحیم ہے تو ضرور خدا کی رحمت یعنی لعنت مین گرفتار ہوا اور رحمت
اوس رحمن و رحیم سے مایوس ہوا پس توقع تخفیف عذاب اور امید مہلت فرصت
کی کیونکر ہو کہ یہہ دونون آثار رحمت سے ہین اور اس نے دروازہ رحمت کو کہ
سوائے اسکے اور در نہین ہے اپنے پر بند کرلیا اور اگر کافر کہین کہ معبودیت اور
رحمانیت اور رحیمیت ایک ذات واحد مین منحصر ہونا فقط دعوی تمہارا ہے اسکی دلیل
کیا ہی جو ہمارے تئین لعنت ابدی مین سمجھتے ہو ہرگز ہمارے ذہن مین نہین آتا کہ ایک
ذات واحد اسقدر نعمتہائے لا انتہا کے افاضہ کی گنجایش رکھی چنانچہ ابن جریر اور
ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ روایت کرتے ہین کہ جب یہہ آیت
وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ مدینہ مین نازل ہوئی کافران مکہ نے سنکر تعجب کیا

خلاصہ ترجمہ قرآن
تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

اور کہا کیف یسمع الناس الله واحد وان محمدا یقول الهکم
اله واحد فلیاتنا بایة ان کان من الصادقین یعنی آدمی کیونکر
سنتے ہین کہ اللہ واحد ہے اور تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اللہ واحد
ہے پس کوئی دلیل بیان کرین اگر وہ سچون سے ہین ہم جواب دیتے ہین کہ دلائل
اس دعوی کے بہت ہین نیز علویات اور سفلیات یعنی اور عوارض ان دونون
سے اور نیز متوسطات سے اسواسطے کہ اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ یعنی تحقیق ساتون
آسمان کی پیدائش مین کہ حرکات مختلفہ ساتون سیارون کی نئی نئی شان اور
رنگ مین اور انکا وقوف اور رجوع اور استقامت کرنا اور وہ حرکتین گاہے پے درپے
بروج پر اور گاہے غیر بروج پر اوسیر دلالت کرتے ہین اور ہر ایک ساتون
آسمانون مین سے حال عجیب اور گوناگون رکھتا ہے کہ واقفان اہل ہیئت نے
بعض عجائبات کو دریافت کیا ہے اور پیغمبرون نے بھی بیان فرمایا ہے مثلاً
ہر آسمان علیحدہ علیحدہ فرشتون کا مسکن ہے اور ہر آسمان مین کارخانہ قضا و قدر
رنگ دیگر رکھتا ہے اور ہر ایک کے ساتھ ارواح انبیا اور اولیاء کو خصوصیت ہے
اور عابدون کی عبادت اور دعا کرنیوالون کی دعا ہر آسمان سے گذرتی ہے اور
قوت دیگر پیدا کرتی ہے اور ہر ایک آسمان پر ظہور شان الہی اور تجلی ذات پاک
کی برنگ دیگر ہے اور ہر آسمان پر رنگ کی قندیلین یعنی ستارے معلق ہین
اور روشنی ان ستارون کی ہر آسمان مین نئی نئی طرح کی ہے اور حرکت ہر آسمان
کی علیحدہ علیحدہ ہے مثلاً حرکت آسمان آفتاب کی تین سو پینسٹھ دن ہین اور حرکت
آسمان ماہتاب اٹھائیس روز مین اور آسمان عطارد اور آسمان زہرہ مثل حرکتون
آسمان کے دورہ تمام کرتے ہین اور آسمان زحل تیس برس مین اور آسمان مشتری
بارہ سال مین اور آسمان مریخ دو سال مین اور آسمان ثوابت چھتیس ہزار سال
یا پچیس ہزار سال مین دورہ تمام کرتے ہین اور آسمان محیط ایک شب و روز مین
اور ایسے ہی حرکتین مین جب شرق یا غرب کی طرف متوجہ ہوتے ہین یا شمال

ویا جنوب کو میل کرتے ہین ایسے ہی ہر ستارہ طرح طرح کی مقدار رکھتے ہین کوئی چھوٹا کوئی بڑا اور طرح طرح کے رنگ رکھتی ہین مثلاً زہرہ سفید ہے اور زحل سیاہ ہے اور مشتری چمکتا اور مریخ سرخی اور قمر تاریکی اور عطارد زردی رکھتا ہے اور ایسے ہی ترکیب افلاک اور ربط ایک سے حرکت کا دوسرے کے ساتھ اور ستارون کے مختلف اوضاع کہ مستلزم حدوث اتصالات کے ہین اور تاثیرات گوناگون عالم سفلی مین اون سے ظاہر ہوتے ہین اور تمام موافق حکمت اور بر وجہ صواب ہین وَالْاَرْضِ یعنی پیدایش زمین مین کہ بشکل مدور ہے اور عین وسط عالم مین ایک چیز ایسی طور پر رکھتے ہے کہ جب آفتاب اوسپر واقع ہوتا ہے بسبب کثافت جسم مخروطی ظلی کے مقابلہ آفتاب مین ظاہر ہوجاتی ہے اور ہمرنگ آفتاب کے حرکت کرتی ہے اور نور در روشنی عالم مین متحقق ہوتی ہے یہان تک کہ مہتاب جس وقت اوس مخروط ظلی مین آتا ہے خسوف یعنی چاند گہن ہوجاتا ہے اور نیز زمین کو کرہ پانی سے خالی کیا ہے کہ جگہہ استقرار جانور و درخت بخوبی ہوجاوے اور وضع قطعات زمین کی آسمان سے مختلف بنائی تا کہ گذرنا آسمان اور ستارون کا سرون ساکنان شہرون سے مختلف ہو اور اس اختلاف کے باعث فصلین مختلف اور مزاج گوناگون اور اخلاق رنگارنگ آدمیون مین ظاہر ہوتی ہین اور افق کے اختلاف سے روشنی مختلف ہوتی ہے اور باوجود اسکے زمین درختون اور سبزیون اور اناج غلون اور میوے اور پھلون کے نکلنے کی جگہ بنائی ہے کسی جگہہ درخت بسبب کثرت کے بصورت جنگل ہوگئی اور کسی جگہہ دریا اور نہر جاری ہے کہین کان سونے چاندی ہیرے موتی وغیرہ کی ہے گویا خزانہ جواہرات ہے اور کہین چشمہ نکلا ہوا کہین پہاڑون نے آسمان کی طرف سر بلند کیا کہین غارون اور نشیب نے رگ و ریشہ تحت الثریٰ تک پہونچایا اور زمین باوجود ان عجائبات کے بوجھ عالم اوٹھائے ہوئے ہے اور طرح طرح کے جفا مخلوقات سے قبول کئے ہوئے شاہ و گدا کو روٹی دیتی ہے اور کسی پر احسان نہین رکھتی نیز مادہ پیدائش آدم ہے و نیز جگہ معاش اور نیز جگہہ سجدہ و عبادت کی کوئی ٹکڑا بیت اللہ کی طرف منسوب ہے کوئی ٹکڑا مدفن جسم مبارک محبوب کا ہے انوار آسمانی ان ٹکڑون نورانی کے مقابلہ مین نیست و نابود ہین اور معابد ملائکہ

سیقول السفہاء — سنین گے پرانے ہیں ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ... بیت المقدس کی طرف ... کعبہ شریف کی طرف ... [illegible]

آسمان میں اس شیانہ منور کارشک دل میں کہتے ہیں وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اور اختلاف شب وروز میں کہ عوارض علویات اور سفلیات سے ہیں جب شعاع آفتاب آسمانی بصورت مخروطی ہو اور اوسکا سر مرکز آفتاب میں چھپا ہو اور قاعدہ اوس کا کسی افق زمین پر منطبق ہو تو یہہ حقیقت روز ہے اور جب سایہ تاریک زمین کہ قاعدہ اوس کا کسی افق پر منطبق ہو اور سر اوسکا نقطہ مقابل آفتاب میں چھپا ہو تو یہہ حقیقت شب ہے اور اون دونوں میں باہم کمال نزاع اور اختلاف ہے یہہ تاریک وہ نورانی یہہ سرد وہ گرم یہہ سیاہ وہ سفید یہہ بسمت دیگر اور وہ بجانب دیگر اور یہہ اور ملک میں اور وہ دیگر ملک میں یہہ وقت آرام وخواب وہ وقت تلاش اور کسب اسباب یہہ وقت خلوت وہ وقت جلوت یہہ وقت پوشیدگی وہ وقت ظہور اگر ہر شب کو دوسری شب سے اور ہر روز کو دوسرے روز سے ایسے ہی تمام سال کے شب وروز کو قیاس کریں تو اس قدر اختلاف نمودار ہوں کہ اونکا بھید معلوم نہ ہو اور رنگ ودرازی حد ایک دوسرے کی ہی مصرعہ رات میں جو گھٹے وہ دن میں بڑہ جاوے + تمام دن کا سارا دورہ چوبیس ۲۴ گھنٹوں کا ہے چھہ مہینے تو رات بڑی رہتی ہے اور دن چھوٹا اور چھہ مہینے برعکس اسکے اور جہاں کہیں کہ قطب بہت بلندی پر ہوتا ہے بعض اوقات تمام دورہ روز کا رہتا ہے بلکہ بعضے جگہہ کہ قطب فلک محیط مقابلہ سر کے ہوتا ہے چھہ مہینے دن اور چھہ مہینے رات اور رات دن میں روز شادی و روز غم اور شب تولد وشب وفات اور روز جنگ ولڑائی و روز عیش ومحفل آرائی اور روز بیماری و روز شفا اور شب رنج وشب راحت اور شب افلاس وفاقہ اور شب دولت ودشمنی اور شب عابدان وشب دزدان باہم کسقدر اختلاف ہے حالانکہ دونوں بحرکت آفتاب مربوط ہیں اور بندوبست معاش حیوان وانسان بلکہ نباتات بالاتفاق دونوں کے باوجود حکم متضاد میں کارخانہ عجائبات سے ہے اور نیز اول شب غلبہ خواب کا نمونہ موت نفخہ اولی کا ہے اور وقت طلوع فجر کے بیدار ہونا نمونہ حیات بعد الموت کا نفخہ دویمی ہے اور رات کی تاریکی کا بسبب ظہور فجر مستطیل کے جاتا رہنا نوادرات سے ہے گویا ایک جدول پانی صاف سے دریای کدورت میں روان ہے اور اس میں ہرگز ملتے نہیں وَالْفُلْكِ

موضح القرآن

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا ... اب کہینگے بیوقوف لوگ کس چیز نے پھیر دیا مسلمانوں کو ان کے قبلہ سے جس طرف نماز پڑھا کرتے تھے یعنی بیت المقدس کی طرف جو نماز پڑھتے تھے اب کیا ہوا جو ادہر سے منہ پھیر کر کعبہ کی طرف کیا سو حضرت ... زمانہ ... صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ... قُلْ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ

اور کشتیون کا جاری ہونا اور یہہ صنعت اور ترکیب فقط جناب الٰہی سے حضرت نوح علیہ السلام پر
القا ہوئی تھی کہ اوس کے سبب غرق طوفان سے امن مین رہے بعدازان لوگون مین جاری اور رائج
ہوئی بخلاف صنعتون اور اور ترکیبون کی جیسی عمارات اور ہل وغیرہ کہ انسان نے اپنے فکر سے
کی ہین اور نیز کشتی کا پانی پر جاری ہونا فقط بقدرت الٰہی ہی اسواسطے کہ اول موقوف پانی کے
رقیق ہونے پر ہی اور اسی واسطے دریای شمالی مین کہ بسبب زیادتی سردی کے اکثر سال جمار ہتا ہے
جاری نہین ہو سکتی دوسری موقوف ہلکہ اور سبک ہونے مادہ کشتی پر ہے کہ بسبب تخلل اور کثرت
مسام کشادہ کیطرف جسم خفیف اور ہلکہ رہتا ہے وگرنہ ایک تولہ لوہا یا تانبا پانی پر نہین ٹھہر سکتا
اور ہزارہا من لوہا اور تانبا کشتی پر لاکر ایک ملک سے دوسرے ملک کو لیجاتے ہین تیسرے ہوا کا ارسال
کرنا کشتی کے روان ہونے مین مددگار ہوا اور بقدر اعتدال چلی تاکہ صدمون تیج وتاب بہنور اور
تلاطم امواج سے سالم رہے خصوصًا اَلَّتِیْ وہ کشتی کہ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ دریاے شور مین جاری ہوتی ہے
جہان زمین کا کنارہ پیدا نہین اور زمین ہرگز نظر نہین آتی ہے اور علامات پہاڑ و مینار
اور اور طریقے معرفت کے گم اور راہ فریادرسی کا مطلقا بند اور آفتاب پانی ہی سے طلوع
کرتا ہے اور پانی ہی مین غروب ہو جاتا ہے اور سوای آفتاب اور ستارون اور پانی کے کوئی چیز
نمودار نہین ہے اگر جناب الٰہی سے ان کشتیون کے سوار ہونے والون کو تقویت نہو تو ان مصیبتون
پر کیونکر صبر کرسکتے ہین اور پہر یہہ بہی تدبیر الٰہی ہے کہ ہر ملک اور ہر ولایت کو عجیب اجناس اور
تحائف سے مخصوص کیا کہین روپیہ بہت اور میوہ نایاب اور کہین گہوڑے بہت اور خوراک کم
اور کہین غلہ اور میوہ با فراط اور روپیہ بتفریط اور کہین کوئی شے ہے اور کہین کوئی اگر یہہ خصوصیت
نہوتی تو کوئی بہی یون اپنی تئین اس سفر پرخطر اور دریای ہولناک مین نہ ڈالتا پہر آدمیون مین خواہش
نقل کرنی اسباب ایک مکان کا دوسرے مین ڈالدے اور شوق نفع تجارت دلون مین
مضبوط کردیا تاکہ اس خیال سے سختیون مین مصروف ہون اور بعضون کو شوق حج و زیارت انبیاء
و اولیاء نے اس قدر بیتاب کیا کہ وہ بہی ایسی مصیبتون کو خیال مین نہین لاتے بحر لغت
عرب مین دریاے شور کا نام ہے دریای شیرین کو بحر نہین کہتے مگر کبہی بطریق استعارہ اور
مجاز کے اور اصل دریاے شور کہ اکثر جوانب محیط معمورہ زمین اسکی قابل نہین ہے کہ کشتیان

ضمیمہ القرآن
معہ موضح القرآن
اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ
سیدھی راہ پر خدا تعالیٰ اپنی بندون مین طرفین مشرق اور مغرب کی راہ دکہاتا ہے جسکو چاہتا ہے سیدھی راہ سے یعنی جب چاہتا ہے کہ اس طرف یا اسطرف ہی کعبہ سب طرفونکا مالک ہے
وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُہَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا
روح جیسا کہ تمہارا قبلہ بہتر مقرر کیا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بنایا ہوا تہا

جاری ہون اور آمد و رفت بخوبی ہو سوسطی کہ جزائر اور کنارے آباد نہین ہین لیکن چند ٹکڑے اوس محیط سے وسط معمورہ زمین مین آگئے ہین اور سبب نقل کرنے اسباب ایک ملک سے دوسرے مین ہوئے ہین اور اون مین کشتیون کا جاری ہونا مروج ہے اوس مین سے جو ٹکڑا جانب جنوب سے آگیا ہی اور محیط شرقی کی متصل ہے اور محیط غربی سے منقطع چار شاخین ہین جب اون چارون کا جانب غرب سے شمار کرین تو اول خلیج بربری ہے اسواسطے کہ حدود بربر مین ہو کر ملک حبشیون مین گذرتی ہے اور طول اس خلیج کا جنوب سی شمال تک ایک سو ساٹھ فرسنگ ہے اور عرض پینتیس فرسنگ ہی اور ضلع غربی پر حبشی کافرون کے شہر ہین دوسرے خلیج احمر ہے کہ اسکا طول جنوب سے شمال تک چار سو ساٹھ فرسنگ ہے اور عرض ساٹھ فرسنگ اور جس جگہہ سے کہ یہہ خلیج تمام ہوئی ہے قسطاۃ دار الخلافہ مصر تین دن کی راہ ہے اور یہہ شہر دریاے نیل کے شرقی کنارے پر واقع ہے اور اس خلیج کے غربی ضلع پر بربر کے اور حبشیون کے شہر واقع ہین اور اس کے شرقی ضلع پر اہل حجاز کے کنارے اور بندر ہین اون مین سے ایک فرضہ بندر مدینہ منورہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اوس مین قافلے اہل مصر و حبشیون کے ملک حجاز مین آتی ہین اور ایک اون مین سے جدہ ہے کہ بندر مکہ معظمہ کا ہی سواحل اہل یمن اسی خلیج پر ہین اور کنارے شرقیہ پر شہر عون آباد ہے تیسرے خلیج فارس ہے اسکا طول بہی جنوب سی شمال تک چار سو ساٹھ فرسنگ ہے اور عرض ایک سو اسی فرسنگ ہے اور اوسکے مغربی کنارے پر ملک عمان ہے اور اسی واسطے اس خلیج کو بحر عمان بہی کہتے ہین اور تمام ولایت عرب حجاز و یمن درمیان ضلع غربی اس خلیج اور شرقی احمر کے واقع ہے اور اسی واسطے اس ولایت کو جزیرہ عرب کہتے ہین اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اسی ولایت مین ہین اور اس خلیج کے شرقی کنارے پر شہر فارس ہین چوتھے خلیج اخضر ہے اور یہہ خلیج جنوب سے شمال کو آتی ہے اور بصورت مثلث ہے اسکا ضلع شرقی متصل محیط شرقی ہے اور ضلع غربی پانسو فرسنگ ہے اور اس کے کنارے پر ولایت چین آباد ہے اور اسی واسطے اسکو بحر چین بہی کہتے ہین اور گوشہ غربیہ اس بحر کا گوشہ شرقیہ بحر فارس تک مسمی بہ بحر ہند ہے اسواسطے کہ ولایت دکن و گجرات و کچھہ اسکے کنارون پر واقع ہے اور جو ٹکڑا کہ جانب غرب سے شرق کو آتا ہے ایک بڑی خلیج ہے کہ اکثر شہرون مغرب

پر گذرتا ہی اور شہرون مصر و شام تک پہونچتا ہی اور یہہ تمام شہر اوس کے ضلع جنوبی پر ہین لیکن
ضلع شمالی شہرون اندلس صقالیہ پر گذرتا ہے اوس مین سے ایک شاخ نکل کر ملک شمالی صقالبہ
مین گذرتی ہے اور طول اس خلیج کا ایک سو فرسنگ ہے اور عرض تہ آٹھ فرسنگ اور پھر اوس
طرف سے نکل کر بسمت مشرق جاتا ہے اور اکثر کوہستان غیر مسلوک اور زمین غیر مسکون
مین بہتا ہی اس سبب سے اوسکی انتہا معلوم نہین کہ کہان ہے یہہ حال بحار متصلہ بمحیط کا ہے
لیکن جو کہ متصل بمحیط نہین ہے پس بحر طبرستان اور جیلان اور باب الابواب اور خوارزم مین
اسواسطے کہ یہہ ولایت سب اون کی کنارو نپر ہین اور یہہ بحر مستطیل الشکل ہے مشرق سے
مغرب تک دو سو پچاس فرسنگ سے زیادہ ہی اور شمال سے جنوب تک قریب دو سو فرسنگ کے
ہی اور جب اس بحر کو بحار متصلہ بمحیط سے جمع کرین تو سات بحر عظیم سوائے محیط اور ربع مسکون
ساتھ ہین اور لفظ سبعۃ ابحر کہ قرآن مجید مین وارد ہی اسکی طرف اشارہ ہو سکتا ہے اور
بڑے خوفناک دریاؤن سے نجات بذریعہ کشتی کہ الہام غیبی سے بشر کو معلوم ہوئی ہے ہو سکتی ہے
اور اس تدبیر مین فقط مہلک دریاؤن سے نجات ہی مرعی نہین ہی بلکہ دریاؤن مین کشتیان
جاری ہوتی ہین بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ اوس چیز کے واسطے کہ آدمیون کو نفع پہونچاوے جیسی
ایک ملک سے دوسرے کو ملک کو عبور کرنا اور اسباب اموال تجارت کا لانا اور لیجانا اور بوجھ
و بار عمارت وغیرہ اور مسافت طویلہ کا مدت قلیلہ مین قطع ہونا اور سواری جانورون کی کہ
اونکا باندھنا کھولنا اور فکر گھاس دانہ حلاوت زندگی کو خصوصًا بوقت پہونچنے منزل
بعیدہ کے برباد کرتا ہے نیز کشتی کے سوارون کو بسبب تجارت یا مقصد پر پہونچنے سے
نفع ہے اور نیز اون آدمیون کو جنکے ملک مین یہہ کشتی ٹہرتی ہی بسبب پانی اشیاء مرغوب
نایاب کی نفع ہے اور اسیواسطے بما ينفع الناس فرمایا اور کشتی کے سوارون کی تخصیص نہ کی
اور اس لفظ سے دلیل جواز سواری کشتی و جہاز اور تجارت سے فائدہ لینے کی ہی وَمَا أَنْزَلَ
اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ اور وہ چیز کہ نازل کی آسمان سے پانی کہ اصلا جائے قرار اور معدن پانی
نہین ہی اسواسطے کہ پانی بالطبع تقاضی قرار بر زمین کرتا ہے پس یہہ فقط اثر قدرت اور
حکمت ہی کہ جانب آسمان سے پانی کی حیات کی دریا نازل فرماتا ہے اور یہہ پانی سوائے

موضح قرآن

پانی دریا کے بے مزہ مین ہی اور اثر مین بہی اسواسطے کہ آب دریاے شور کڑوا ہے اور وہ شیرین
اور آب دریا زراعت اور جلد حیوانات کو جلا دیتا ہے اور وہ نشو و نما کرنے مین کہتے مین مدد
دیتا ہی اور حیوانات کے اجسام کو نفع بخشتا ہے اور آب دریا ہرگز دافع تشنگی نہین ہے اور وہ
پیاس کو بخوبی دور کر دیتا ہی اور آب دریا سیاہ اور مکدر و غلیظ ہے اور وہ شفاف و صاف
و رقیق القوام ہے اور منافع مشترکہ جیسے اشیاء کا پاک کرنا اور ہر صنعت مین کام آتا
ہے بلکہ بسبب جودت جوہر کے بہ نسبت آب دریا کے یہہ منافع اوس مین اکثر ہوتے
مین بعضی صنعتین تو اسی پانی پر موقوف مین آب شور کام مین نہین آتا اور بعضے چیزونکو
خراب کر دیتا ہے جیسے کہانا پانی مین اور عمل گچ مین اور ترکیب حلاوت وغیرہ مین اور
پہر اوس پانی نازل کردہ کو ضایع نکیا اگر وقت نزول کے انقطاع اوٹھایا فیہا ورنہ اوس سے پہر
اوس وقت نفع حاصل نہین ہوتا بلکہ بعضے ٹکڑون زمین کو ایسی خاصیت دی کہ پانی
اون کے اندر جاکر اور راہ سے فوارہ اور چشمہ ہاے گوناگون ہوکر نکلتا ہے اور بعضے ٹکڑون
کو ایسی خاصیت دی کہ وہ پانی کو کہینچکر نگاہ رکہتے مین تاکہ جب کوان وغیرہ کہودین
تو ظاہر ہو جاوے اور کام مین آوے اور اس قدر قوت جذب تمام زمین مین مشترک ہے
اگر اوس پانی کو کسی گڑھے مین نہ لیجاوے یا راہ دیگر سے جاری ہو تو قوت نامیہ اسی کو
اوس سے زیادہ کرتی ہے فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا یعنے اوس پانی سے زمین کو
بعد موت کے زندہ کیا کہ ایک قوت زمین کی جو معطل ہوگئی تہی بسبب پانی کے پہر
لائق کام ہو جاوے جیسے کہ مردہ زوال حرکت و حس سے پہر زندہ ہوتا ہے اور گوناگون
کے نبات اور گیاہ اور درخت سوار و پیادہ اور پہول میوے وغیرہ نکلتے مین
اور نہرین جاری ہوتی مین گویا کہ خون خشک ہوکر مردہ کا از سر نو رگون مین جاری
ہوا اور گوشت اور چمڑا اور بال و ناخن گرے ہوئے پہر کر استخوان پر اوگ آئے
اور رونق اور تازگی پہر آگئی اور حیوانات کا رزق بخوبی پیدا ہوا اور مادہ تولد کا بہت سی
اقسام حیوانات کو حاصل ہوا وَبَثَّ فِيهَا اور پراگندہ کیا زمین مین مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ
ہر جنس کے حیوان کو اسواسطے کہ حیوان دو قسم کے ہین ایک وہ قسم کہ خود بخود پیدا ہوتے ہین

جیسے ٹڈی سانپ بچھو مینڈک اور پروانہ کی قسمیں اور تمام حشرات الارض اس قسم کے جانورون
کی پیدایش مینہ آنے اور حرارت زمین کی جوش کرنے پر موقوف ہے یا بسبب اجتماع حرارت اور
رطوبت کے تعفن معتدل ہو کر قبول حیثیت حیوانی کرتا ہے اور دوسری قسم توالد کے جیسے گائے
شتر آدمی اور تمام چرندے پرندے اور باقی رہنا اس قسم کا نباتات اور غلہ اور میوون کے
ہونے پر ہے کہ اونکی قوت ہی اشیا مین اور وجود ان چیزون کا مینہہ کے برسنے پر
ہے اور اگر کوئی خوب تامل کرے تو معلوم ہو جاوے کہ جیسے بشروع ربیع سے درختون
اور نباتات کا بڑہنا شروع ہوتا ہے اور آخر سرما مین انتہا کو پہونچتا ہے اور پختگی پیدا
کرتا ہے ایسے ہی حیوانات کے جسم ابتدائی موسم بارش باران سے نشو ونما پکڑتے ہین اور
موٹا ہونا شروع کرتے ہین اول خریف مین بہت خوبصورت اور موٹے تازے رہتے ہین
اور دودہ اونکا پختہ ہوتا ہے اور بدن مین قوت ہو جاتی ہے اور پہر آہستہ آہستہ جیساکہ
درختون کی بے برگی اور کم ہونا سایہ اور میوہ کا شروع ہوتا ہے ایسے ہی حیوانات کے
جسمون مین گوشت اور دودہ کم ہو جاتا ہی یہانتک کہ قرب ربیع مین کمال دُبلاپن اور قلت
گوشت اور دودہ بہم پہونچتا ہے اور پہر جب بارش باران شروع ہوتی ہے بحالت سابق
رجوع کرتے ہین ہان البتہ آدمی کہ اپنے واسطے قوت جمع کر لیتے ہین اور درندے کہ اور جانورونکا
گوشت کہاتے ہین ظاہر مین اس تغیر و تبدل سے محفوظ دکھلائی دیتے ہین لیکن
بلا انتہا مدار انکا بھی زیادتی کہانے پینے اور تازگی و نضارت کا فصل باران پر ہے
اور چونکہ اس مقام مین ذکر جانورون جنگلی کا ہی جو کہ زمین پر منتشر ہین اور دلیل اسکی
وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَآبَّةٍ ہی پس دریائی جانورون کا پانی پینے سے بے پروا ہونا کچہہ
خوف نہ رکہنے اور باوجود اسکے اہل علم حیوانات نے لکہا ہی کہ اگر ایک سال مینہہ نہ برسے
تو دریائی جانور اندھے ہو جاتے ہین اور اونکی بینائی مین قصور ہو جاتا ہے پس وہ بھی
مینہہ کے پانی کے محتاج ہین اور محتمل ہے کہ جملہ وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَآبَّةٍ انزال پر معطوف ہو تو
اس صورت مین یہہ دلیل باران سے سوا ہے لیکن اس صورت مین ضمیر فیہا
کا مرجع خاطر خواہ میسر نہ ہوگا مگر بتکلف بہر تقدیر جس کسی نے کتاب حیوۃ الحیوان

فائدہ ... صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ... طرف نماز ... بیت المقدس کی طرف ... حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ... کعبہ کی طرف نماز ... [illegible] ... قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ... قِبْلَةً تَرْضَاهَا

اور تشریح حیوانات کی کتابین اور عجائب المخلوقات کا مطالعہ کیا ہی کچھہ کارخانہ وسیع سے پا سکتا وَمَا یَعۡلَمُ جُنُوۡدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ اور نہیں جانتا کوئی خدا کے لشکر کو مگر وہی اور عجائبہا حیوانات سے ایک یہہ ہے کہ صورتین رنگا رنگ اور اشکال بے شمار رکھتے ہین خصوصا تمام حیوانون مین سے صورتون اور شکلون کے مختلف ہونے مین آدمی مخصوص ہے حضرت امیر المومنین عمر فاروق سے منقول ہے کہ ایک شخص نے آپ سے ازراہ تعجب کے کہا کہ مقدمہ شطرنج کا نہایت عجیب ہی کہ شطرنج باوجودیکہ چندان طول وعرض نہین رکھتی ہے ایسے بنائی گئی ہے کہ اگر ایک آدمی ہزار دفعہ کہیلے بازی اوسکے متفق نہ پڑے ہر بار اور بازی ظاہر ہوگی حضرت نے جواب دیا کہ مین تجکو اس سے بھی زیادہ متعجب شئے بتلاتا ہون کہ کمال قدرت الٰہی کی دلیل ہے دیکھہ کہ چہرۂ انسان کا ایک بالشت طول وعرض مین نہین ہے پہر ہر مقام مین ہر عضو اس طرح سے مقرر ہے کہ تغیر وتبدل قبول نہین کرتا اور ابرو و آنکھہ وکان وناک ومونہہ کو اوسکی جگہ مقررہ سے بیجا نہین کر سکتے اور باوجود اسکے اگر ہر فرد بشر کو توڈہونڈے ہرگز دو آدمی ایک صورت مین مشتبہ نہ ہون ہر ایک مین تمیز کی وجہہ کچھ ہے اور اگر یہہ تدبیر الٰہی نہ ہوتی تو آدمی باہم ممتاز نہ ہوتی اور شبہہ عظیم پیدا ہوتا اور بندوبست ومعاش اور حاجتون مین خلل ظاہر ہوتا اور ہرچند جاری ہونا کشتیون کا اور آسمان کی طرف سے پانی کا برسنا اور زمین مین جانورون کا پراگندہ ہونا دلائل مستقلہ وحدت اور رحمت الٰہی پر ہین لیکن اگر غور کیا جاوے تو یہہ دلیلین ایک اور دلیل کی شاخ ہین اور وہ تَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ ہوا کا مختلف طرفون سے گردش دینا ہے مثلاً شرق وغرب وجنوب وشمال سے اور اونکی درمیان کی طرفون سے اور ہوا کا سردی سے بگرمی اور گرمی سے بسردی بدلنا ہے اور تری سے خشکی کو اور بالعکس اور تیزی سے نرمی کی طرف اور اسکے خلاف ہو سطے کہ گردش ہوا اور اوسکے چلنے سے کشتیون کا چلنا اور مینہہ کا برسنا اور منقطع ہو جانا تعلق رکھتا ہے اور زندگی ہر جانور کے ہوا کے لینے سے ہی اور وہ ہوا کو ہر نفس کی راہ سے لیتے ہین تا کہ حرارت اندرونی کو تسکین ہے اور دمبدم ہوا دیگر چاہیئے کہ وہ دل سے ہوائے گرم کھینچ اور وہ ہوائے گرم کو نکالی اور اگر ہوا کا چلنا

فوائد ... اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ... آسمان کی طرف پھر ... حرام کی طرف ... فَوَلِّ وَجۡھَکَ شَطۡرَہٗ ... اور جس جگہ ہو ... مین دریا کی ... کی اے مسلمانون تو ... منہ پھیر ... نماز ... کی طرف

بر وجہ مناسب نہ ہو تو اصلاح قبول نہ کریں اور باعث فساد جوہر روح اور تعفن اخلاط اور تغیر ارواح
کے ہوں اور ہلاک ہو جاویں اور منافع ہوا کے مقدمہ مینہہ میں احاطہ بیان سے باہر ہیں
کھیتی والے زراعت اور میووں کے تغیر و تبدیل ہوا کے محتاج ہوتے ہیں اور بول و براز کے
ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانے اور میووں کے پکانے میں اوس کی تاثیریں ظاہر ہیں
اور ایسے ہی بادلوں کے جدا کرنے اور ملانے میں اور بندوبست عالم میں یہہ سب چیزیں
درکار ہیں کبھی مینہہ کا برسنا مفید ہوتا ہے اور کبھی اوسکا نہ برسنا اور ایک وقت ابر کا ہونا نافع
ہوتا ہے اور گاہی مضر پس کمال رحمت الٰہی ہے کہ اسباب ضروریہ بروقت حاجت کے تیار
کر رکھے ہیں اور ایک نادر آثار ہوا سے فتح اور شکست لشکر ہے چنانچہ حدیث شریف میں
وارد ہے کہ فتح مند ہوا میں بسبب صبا کے اور ہلاک ہوئی قوم عاد کی بسبب ہوائے دبور کے
اور نیز ہوا کبھی باعث مرض ہوتی ہے اور گاہے سبب صحت کے اور گاہے ابر جمع کرتی ہے
اور مینہہ برساتی ہے اور گاہے ابر کو پارہ پارہ کرتی ہے اور زمین کو خشک اور کبھی درختوں
کو پھلوں سے بھر دیتی ہے اور کبھی پھلوں کو بلکہ پتوں کو بھی گرا دیتی ہے اور اسی واسطے
حدیث شریف میں بروایت مسلم اور اور معتبر کتابوں کے وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم نقصانات ہوا سے ڈرو تو ہوا کو برا مت کہو اس واسطے کہ
ہوا خود بخود نہیں چلتی ہے بلکہ مامور ہے کیا تم نے قول اللہ تعالیٰ کا وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ نہیں سنا
ولیکن اس طور پر کہنا چاہیئے کہ یا الٰہی ہم اس ہوا سے خیر چاہتے ہیں اور اوس چیز سے جو اس میں
ہے اور اوسکے شر سے پناہ مانگتے ہیں اور اوس چیز سے جو اس میں ہے اور ابن ابی حاتم
ابی ابن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ جس جگہ قرآن شریف میں لفظ ریاح لفظ جمع
واقع ہوا ہے اوس سے رحمت کی ہوائیں مراد ہیں اور جس جگہ کہ ریح بصیغہ مفرد وارد ہوا ہے
اوس سے مراد عذاب کی ہوا ہے جیسا کہ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ
اور قصہ عاد میں اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ یعنے اور نشانی اوسکے سے یہہ ہے
کہ بادہا سے خوشخبری دینی والی بھیجتا ہے اور بھیجتے ہیں ہم اوپر یا دبری اور اسی سے
اشارہ ہے حدیث شریف میں جو کہ بروایت حضرت عائشہؓ صحاح میں وارد ہے

فتح القرآن

کہ جب ہوا چلتی تھی تو حضرت فرماتے تھے اللھم اجعلھا ریاحا ولا تجعلھا ریحا یعنی
یا الٰہی اس ہوا کو رحمت کی ہوائین کر دے اور عذاب کی ہوا مت کر اور ابو عبید اور ابن ابی الدنیا
اور اور محدثین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے ہواؤن کو آٹھ
قسم پر فرمایا ہے چار اون مین سے آثار رحمت سے ہین اور چار آثار عذاب سے لیکن آثار رحمت
پس وہ ناشرات و مبشرات اور مرسلات اور ذاریات ہین اور چار جو کہ آثار عذاب سے ہین پس
عقیم و صرصر جنگل مین اور عاصف و قاصف دریا مین اور ابو الشیخ ابن عباس رضہ سے بھی روایت
کرتے ہین اور نیز عیسیٰ ابن ابی عیسیٰ خیاط بیان کرتے ہین کہ ہوا سات قسم ہے صبا اور دبور
و جنوب و شمال و خروق و نکبا اور ہوائے قائم صبا مشرق سے آتی ہے اور دبور مغرب سے
اور جنوب جنوب سے اور شمال شمال سے اور نکبا مابین صبا اور جنوب سے اور خروق
مابین شمال اور دبور سے اور ہوائے قایم مادہ نفسون خلق کا ہے اور ابو الشیخ بروایت
انس رضہ اور ابن ابی الدنیا اور ابن ابی جریر بروایت ابوہریرہ رضہ روایت کرتے ہین
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ باد جنوب بہشت سے ہے اور یہہ وہی
ہوا ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے لواقح فرمایا ہے اور آدمیون کے واسطے اس مین منافع
رکھے ہین اور باد شمال اصل مین دوزخ سے نکلتی ہے لیکن راہ مین بہشت پر ہو کر گذرتی
ہے پس اوسکو بہشت سے اثر حاصل ہو جاتا ہے اور اوس مین سردی اسی سبب سے
ہے لیکن جاے ورود اس ہوا کی شہرہاے حجاز اور شہر اوس ضلع کے ہین اسواسطے کہ
دریاے شور جانب جنوب اون شہرون کے واقع ہے جو ہوا کہ اوس طرف سے اوٹھتی ہے
رطوبت سے بھری ہوئی ہوتی ہے اور زراعت کو تر کر دیتی ہے اور باد شمال پہاڑون مین سے
خشک ہو کر آتی ہے جیسا کہ صبا اور دبور ہندوستان مین اور بخاری اپنی تاریخ مین بروایت
ابو درداء رضی اللہ عنہ کی روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
اللہ تعالیٰ بہشت مین ایک ہوا پیدا کرتا ہے اور ایک دروازہ مضبوط اوس کے موٹھہ
پر باندہ دیتا ہے کہ اوسکے دراڑ مین سے نکلکر تمپر پہونچتی ہے اگر وہ دروازہ کھولدیا جاوے
تو تیزی کے باعث مابین زمین و آسمان متاثر ہو جاوے اور نیز ابو الشیخ صحابہ سے

(حاشیہ) معانی القرآن ... اور دوسرے کہتے ہین یعنی ... کعبہ کی طرف ... یارون مین ... جماعت مین ... اس سجدہ کو ... کہتے ہین یعنی ... اور وہ لوگ جنکو کتاب دی گئی ... ہے البتہ جانتے ہین ... اس بات کو کہ پھرنا ... کعبہ کی طرف درست ... ہے انکے پروردگار ... کی طرف سے کیونکہ ... یہودی جانتے تھے ... جو توریت مین پڑھا ... تھا کہ آخری زمانہ کا ... پیغمبر

نقل کرتے ہین کہ اگر ہوا تین دن تک بند رہے تو مابین آسمان و زمین کے بدبودار کر دے اور
تعفن پیدا کر دے اور ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ اگر تمکو رات و دن یا مہتاب و آفتاب اور ہوا سے کچھ نقصان پہونچے تو ان چیزون کو
برا مت کہو کہ یہہ خود بخود کچھ نہین کرتے اللہ تعالی انکو کسی قوم پر باعث رنج و عذاب کا
کر دیتا ہے اور کسی قوم پر باعث حکمت اور رحمت کا اور بیہقی بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ
بیان کرتے ہین کہ ایک شخص نے حضرت کے روبرو ہوا کو لعنت کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ ہوا کو لعنت مت کر اسواسطے کہ وہ مامور ہے اور جو کوئی کہ کسی کو لعنت کرے اور
وہ لائق لعنت نہو تو لعنت اوسی پر لوٹ آتی ہے اور نیز بروایت ابن عباس رض مروی ہے
کہ جسوقت تیز ہوا چلتی تہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دو نو زانو پر کہڑے ہو جاتے اور یہ
دعا فرماتے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً وَّلَا تَجْعَلْهَا عَذَابًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رِيَاحًا وَّلَا تَجْعَلْهَا رِيحًا
ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ تفسیر اس دعا آنحضرت صلعم کے کتاب اللہ مین ہے
وَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا ۔ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ ۔ وَاَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ
لَوَاقِحَ ۔ وَاَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ الْمُبَشِّرَاتِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ یعنے اوس ابر مین کہ فقط تسخیر
الہی پر معلق رہتا ہے بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ آسمان اور زمین کے درمیان حالانکہ طبیعت
پانی کے تقاضے نزول کا کرتی ہے پس ہوا گہر کے جو کے درمیان اوسکا معلق رہنا برخلاف
اوسکی طبیعت کے نہین ہے مگر بسبب تاثیر قاسری و مسخرے کے کہ اوسکو مقتضائے طبیعت
سے باز رکہتا ہے اور نیز اگر ہمیشہ رہے تو نقصان عظیم بندون پر لاحق ہو اسواسطے کہ شعاع
آفتاب بالکل پوشیدہ ہو جاوے اور رطوبت زیادہ ہو جاوے اور آمد و رفت اور حوائج
مین بند ہو جاوے اور اگر بالکل ہوا نہ چلے اور ابر نہ ہو تو قحط اور خشکی ہو جاوے پس ابر
کے مادہ کو بقدر معلوم مقدر فرمانا اور وقت حاجت کے لانا اور بعد حاجت کے ایسا
نیست و نابود کر دینا کہ اوس کا نام و نشان نہ رہے تدبیر مدبر حکیم پر موقوف ہے
اور اگر کوئی ابر کے اور اوسکی بزرگی اور تراکم نیز پستی و بلندی اور انبساط و تخلل مین غور و
فکر کرے کہ کیونکر ایک آن مین تمام افق کو گھیر لیتا ہے اور نیز پارہ پارہ ہو کر ایک لمحہ

موضح القرآن

مین گر پڑتا ہے اور نیز گرج اور بجلی اور صاعقہ اور قوس قزح اور اوس کے رنگون مین خصوصًا
بوقت طلوع و غروب آفتاب اور نیز سایہ ڈالنے گرمی زدون پر اور تشنہ کامون صحرا نوردون
پر اور نیز اوسکے پیدا ہونے اور حدوث مین کہ اول پارہ پارہ پیدا ہوتا ہے اور آخر مثل کوہ
ہو جاتا ہے اور روی آسمان کو ڈھانپ لیتا ہی اور مثل شیر ببر کے دھاڑتا ہے اور مانند ہاتھی
بلکہ گھوڑے کے دوڑنے مین شتابی کرتا ہی لَآيٰتٍ یعنی وحدانیت معبود اور نیز اوسکی
رحمانیت اور رحیمیت کے دلیلین ہین لیکن ان نتائج ثلثہ کا دلائل ہشتگانہ سے نتیجہ نکالنا کچھہ سلیقہ
معقول دانی پر موقوف ہی اور اسیواسطے باوجودیکہ دلائل ہشتگانہ مشہور خاص و عام اور
نظر تمام گروہ انام مین جلوہ گر ہین تب بھی کہہ سکتے ہین کہ مخصوص ہین لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝
اوس قوم کے واسطے کہ اپنی عقل کو فکر و نظر مین استعمال کرتے ہین اور اسیواسطے اسی آیت
باعظمت کے حق مین حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ وَيْلٌ لِّمَنْ لَاكَهَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ
وَلَمْ يَتَفَكَّرْ فِيْهَا یعنی افسوس ہے اوس شخص کے واسطے کہ اس آیت کو اپنے دونو کلون مین
چبانے پر اکتفا کرے اور دلائل اس آیت مین فکر و تامل نکرے اور بعضی روایات مین وارد ہے
وَيْلٌ لِّمَنْ قَرَأَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَمَجَّ بِهَا یعنی افسوس ہے اوسکے اوپر کہ اس آیت کو پڑھکر مثل پانی مضمضہ
کے مونہہ مین نکال ڈالے اور ان دلائل کو دل مین جگہ نہ دے اور تطبیق ان دلائل ہشتگانہ
کے ان تین مطلب پر بطریق عام فہم کے یہہ ہے کہ آسمانون کے منافع کو زمین کے منافع
کے ساتھہ مربوط کرنا بدون جاری کرنے تدبیر واحد کے ان دونو مین متصور نہین ہے
بلکہ تمام آسمانون اور تمام ولایتون مختلفہ زمین مین وہی ایک تدبیر جاری ہے اور اگر ہر
آسمان مین ایک روح اوسکی مدبر اور ہر زمین مین دوسری روح مدبر ہوتی بے تعلق
اور ارتباط باہمی کے منافع ایک دوسرے کے مربوط نہوتی پس اگر ہر آسمان اور ایسے ہی
ولایات مختلفہ زمین مین ارواح مدبرہ موجود ہون ضرور مقہور اور مسخر ایک حاکم کے
ہونگے اور لائق معبودیت کے کہ مقتضی تفرد اور استغنا اور قہر علی کل من اعداہ کا ہے وہی
ایک ذات ہوگی نہ ارواح مقہورہ کہ اپنی خاصیتون کے صادر کرنے مین محتاج ہین اور
تفرد نہین رکھتین یہہ طریقہ اثبات وحدت کا اس راہ سے ہی لیکن اثبات رحمت عامہ اور خاصہ

بخوبی ظاہر ہے اسواسطے کہ زمین مین ماوے قبول کرنیوالی صورتون گوناگون کی موجود ہین اور وہ صورتین گوناگون ساتھ وضعون مختلف سماوات کے کہ بسبب تحریک اونکی کے ایک بعد دوسرے کے اون مادون پر فایض ہوتی ہین پس معلوم ہوا کہ وہ مدبر رحمٰن اور رحیم ہے اور ایسے ہی اختلاف روز و شب دلیل صحیح وحدت معبود اور اوس کے رحمت پر ہے اسواسطے کہ اگر ظلمت اور تاریکی کسی اور کے ہاتھ مین ہوتی اور روشنی اور چمک کسی دوسرے کے ہاتھ مین تو محتمل تھا کہ ہر ایک اون مین سے روشنی کو بوقت تاریکی ورتاریکی کو بوقت روشنی کے ظہور مین لاسکتا اور اس وقت اجتماع دو متنافی کا لازم آتا اور اگر ہر ایک اون مین سے کام اپنے سے بسبب کاز دوسری کے معطل ہوتا اور اوسکو ممکن نہوتا کہ مقتضا اپنے کو ظاہر کر سکے تو عاجز اور زبون ہے اور قابل عبودیت کے نرہا اور کم سے کم کبھی آثار تنازع اور کشاکش کے اس کارخانہ مین ظاہر ہوتے حالانکہ رات دن کا ایک دوسرے کے پیچھے آنا اور زیادتی اور نقصان اونکا ایک طریقہ اور ایک بندوبست پر ہمیشہ جاری ہے اور نیز تبادل ان دونون رنگون کا عالم مین بسبب حصول اعتدال اور انتظام امر جانورون کا ہے کہ ہمیشہ ظلمت عالم پر رہتی ہے بہ نہایت مرتبہ اور ہمیشہ نور و شعاع رہتا ہے بہ نہایت مرتبہ پس معلوم ہوا کہ مدبر اس کارخانہ کا اس وجہ معتدل پر کمال رحمت رکھتا ہے خلق پر اور ایسے ہی دلالت کشتیون کی وجود وحدت معبود پر بہت روشن ہے اسواسطے کہ کشتیان جواہر زمینی زیادہ رکھتی ہین اور جواہر ارضی بلاشبہ پانی سے زیادہ ثقیل ہوتا ہے پس چاہیئے تھا کہ کشتی غرق ہوجاتی اور پانی پر نہ ٹھہرتی اور اگر کہین کہ ہوا اوسکے اجزاے جسم خشبی مین داخل ہوجاتی ہے اور اوسکو ہلکا کردیتی ہے تو ہم کہتے ہین کہ یہہ سبب بھی ضرور کسی اور کے ہاتھ مین ہے اور باوجود اسکی بصورت پر کرنے لوہے اور پتھرون سے کفایت نہین کرتی اسواسطے کہ ہوا اوس وقت بغایت قلیل ہوتی ہے اثر اوسکا ان اجسام ثقیلہ کثیرہ کے ہلکہ کرنے مین پیش نہین جاتا اور اسکے مانند لوہے کا کرہ اندر سے خالی بہت ہلکہ اور سبک بنا دین اور اوس مین ہوا نہی پھونک دین البتہ پانی کی تہہ مین بیٹھ جاوے گا پس بہتر یہی ہے کہ قطع مسافت اسباب کرین اور بلا واسطہ ساتھہ ارادہ قیوم مطلق کے سونپ دین اور نیز اگر روح مدبر دریای شور کے

مقہور حکم مدبر جسم خشبی کشتیون کے اور مدبر جسم ہوائی ہین کہ درمیان مسام اوسکے کی نفوذ
کرکے اوسکو پانی پر استادہ رکہتے ہوتی تو قابل عبادت نہوتی اس واسطے کہ مدبر مقہور لائق
عبادت کے نہین ہے اور اگر مقہور نہ ہوتے پس کسواسطے آب دریا پر تمام اثقال کو گردش
دیتی ہے اور کسواسطے مزاحمت نہین کرتے پس معلوم ہوا کہ یہہ دونو مقہور بحکم دیگر ہین کہ ہر ایک
کو دوسرے کے مسخر ہین کر رکھا ہے اور تابعدار کیا ہے ایسی ہی دلالت اس تدبیر کی رحمت پر
نہایت ظاہر ہے اول الہام ہونا اس تدبیر کا غیب سے نہایت رحمت ہے دوم رحمت
حق مسافرون اور تاجرون اور اون آدمیون کے کہ اسباب نفیس شہرون دور و دراز
کی جلدی پہونچتی ہین اظہر من الشمس ہے اور ایسی ہی نزول پانی کا حیز ہوا سے حالانکہ پانی
ثقیل زیادہ ہوا سے ہے اوس حیز مخالف مین کس طرح ٹہرتا ہے پہر اگر ارواح مدبر جسم مائی
کی سوائے مدبر جسم ہوائی کے ہے پس کسواسطے ملک غیر مین متصرف ہوتا ہے اور وہ غیر
کسواسطے تصرف ملک اپنی سے مزاحمت نہین کرتا اگر مقہور اور مغلوب ہے قابل عبادت
کے نہین اور اگر تابعدار اور مسخر ہے پس مقہور کوئی اور ہے کہ ایک کو دوسرے کا تابعدار
کر رکہا ہے اور اس کارخانہ مین اثبات رحمت اس قدر ظاہر ہے کہ بیان سے بے پروا اور
باہر ہے اسواسطے کہ زمین کو بسبب نباتات اور درختون اور میوون اور پہلون کے زندہ کرنا
انتظام معاش حیوانون کا یہی ہے اور اونکی خوبی حال کا باعث یہی ہے اور گردش مین
وحدت اس طرح ثابت ہوتی ہے کہ اگر ہر جہت کا مالک کسی جہات عالم کا شخص دیگر
ہوتا ایک کام مین بادہاے مختلفۃ الجہات مصروف نہوتین حالانکہ مقدمہ بارانکے تجربہ ہوا
ہے کہ ہوا خدمت کرتی ہین اور نیز جب ایک جہت سے چلتی ہے تو چاہیئے تہا کہ دوسری
طرف سے بہی چلتی وگرنہ ایک آدمی مالکان جہات اربعہ سے ناقص اور عاجز ہوتا اور
لازم آتا کہ بادہاے مختلفۃ الجہات ایک وقت مین جمع ہوجاتین اور کار عالم کو ابتر کردیتین
اور ثبوت رحمت اس گردش مین ظاہر ہے چنانچہ اثناے تفسیر مین شمہ گذر چکا ہے
بارش اور ابر اور کشتی کے کارخانہ کی بنا ہوا سے ہے پر ہے اور درخت اور میوے ہوا سے
مدد چاہتے ہین اور انفاس حیوانات کی ہوا پر موقوف اور اسیواسطے کہا ہے کہ زندگی

موضح القرآن

جنکو ہم نے دی ہے کتاب پہچانتے ہین اس بات کو جیسا کہ پہچانتے ہین بیٹون کو اور ایک ان مین سے چہپاتے ہین حق بات کو اور وہ جانتے ہین ۱۰ الحق من ربک فلا تکونن من الممترین حق وہی ہے جو تیرا رب کہے اور درست یہی بات ہے تیرے پروردگار کی طرف سے پہر مت ہو تم اے مسلمانو شک لانیوالون مین سے کہ بیت المقدس یا کعبہ کی طرف نماز پڑہین گے

ہوا پر ہے اور استادہ رہنا ابر کثیف کا کہ اوس مین کروڑہا من پانی موجود ہے معلق رہنا
درمیان زمین و آسمان کی دلیل صریح اوپر تدبیر ایک قیوم کے ہے کہ نہ بمقتضاے طبع ہوا
کے اوسکو اوپر جانے دیتا ہے اور نہ بمقتضاے طبع پانی کے اوسکو نیچے آنے دیتا ہے اور
دونون کو طبع مقتضائے سے بند کر کے اپنے زیر حکم رکہتا ہے اور اگر ارواح مدبرہ اس
کارخانہ کے مختلف ہوتی تو ہر ایک چاہتا کہ مین اپنے ابر کو اس مکان مین استادہ کرون
تاکہ میرا ابر نہ برسے اور دوسرے کا برسے پس خلل عظیم اس کارخانہ مین راہ پاتا اور وجہ
رحمت کی اس کارخانہ مین اظہر من الشمس ہے اب یہہ بیان کرتے ہین کہ حدیث شریف مین
بروایت اسماء بنت یزید بن السکن انصاریہ چنانچہ ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ بھی
بیان کرتی ہین وارد ہے کہ اسم اعظم الہی قرآن مجید کی ان ہی دو آیتون مین ہے وَ
اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ وَ الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ اور نیز دیلمی انس سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے
تھے کہ جن کی سرکشیون کے واسطے اس سے زیادہ کوئی شے نہین ہے کہ سورہ بقرہ مین ہے
وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سے آخر دونون آیتون تک اور ابن عساکر ابراہیم ابن ہشیمہ سے روایت
کرتے ہین کہ چند آیتین ایسی ہین کہ اللہ تعالی اونکی برکت سے آسیب اور جن اور جنون کو
دفع کرتا ہے جو کوئی ہر روز اسکو پڑہے تو جو کچھہ اس قسم سے ہو بالکل دور ہو جاوے اور وہ
یہہ آیات ہین وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ اور آیۃ الکرسی اور آخر سورہ بقرہ وَ اِنَّ رَبَّكُمُ
اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ محسنین تک اور آخر سورہ حشر اور نیز کہتے تھے کہ
مجکو خبر پہونچی ہے کہ یہہ آیات گوشہ ہاے عرش پر مکتوب ہین اور نیز فرماتے تھے کہ ان
آیات کو لکھکر اپنے اطفال کو دین تاکہ خوف سے امان مین رہین مناسبت ان آیات
کی ان مطالب کیواسطے کیا ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ جو آثار و خواص ان آیات مین
ہین بجنس مناسبت کے خواص مین درکار ہوتی ہین اور باوجود اسکے کہہ سکتے ہین
کہ اسم اعظم عبارت ہے ایک شان شیون الہی سے کہ عموم اور اطلاق اسکا ہمرنگ عموم
اور اطلاق ذات مقدس کے ہو اور اس قسم کے شیون بہت ہین اور جو عارف

فتح الرحمن
در آفرینش آسمانہا و زمین و مختلف شدن شب و روز و کشتیہا کہ میرود در دریا بانچہ نفع میدہد مردمان را و آنچہ فرود آورد خدا از آسمان از آب پس زندہ ساخت بآن زمین را بعد از مردن آن و پراکندہ کرد درو از ہر جنس جانوران و گردانیدن بادہا و ابر مسخر میان آسمان و زمین نشانہاست قومی را کہ دریابند

[marginal Urdu commentary, partially illegible:] اور ہر ایک قوم ہر ایک طرف ... سے متغیر ہونے ... ہر طرف ... مسلمانو ... سبب کاموں ہین ... صبح ... سب ... خدا تعالی ... ساتھ ... جانور

اوس شان مین ساتھ عموم اور اطلاق کے کہ یہی غور کرے حکم ہوتا ہی کہ اسم اعظم وہی ہے اور اسی باعث
حدیث شریف مین کئی جگہہ وارد ہے کہ اسم اعظم یہہ ہے کہ نحن فیہ مین اگر ازراہ انعام اور احسان
اور کار برآری اور حاجت روائی مخلوقات کی تامل و غور کیا جاوے شان رحمت متوجہ خواہ
ابتدائی ہو خواہ انتہائی یہہ صفت رہی ہے کہ مدلول آیت کا یہی ہے اور اگر ازراہ قیومیت مطلقہ
اور اظہار وجود اور ہستی ممکن مین غور و تامل کیا جاوے شان حیّ اور قیوم کی یہہ صفت
رہی کہ مدلول آیت آل عمران کا ہے اور فرق ان دونو نظرون مین یہہ ہے کہ نظر اول
موقوف ہے اصالۃ ماہیتون کے ملاحظہ اور استدعاے اون کی اپنی مقتضیات کو اور
فیضان کمالات باستعداد اور استحقاق اون سکے اون پر اور وہ فیضان کہ ظاہر مین
اونکا استحقاق اور استعداد نہ رکھین محض تفضیل اور انعام ہی ہوئی اور نظر ثانی مبنی
اوپر تقویم حقیقی ذات مقدس کے ہر چیز کو اوس وجہ پر کہ فی نفسہ اوسکو کچھہ ہست و بود
نہین ہے جو کچھہ کہ ہے اظہارات کمالات اپنی کا ہی ہوئی اور یہہ نظر بمرتبہ اپنی مصیبت ہے
اور کنہ حقیقت کو پہونچ گئے اور ایسے ہی یہہ دو آیت اجمالا اور تفصیلا اشعار کرتے
ہین کہ اللہ تعالی معبود اور رحمٰن اور رحیم واحد ہے اور مرجع حاجتون اور دافع بلاؤن
اور حافظ آفتون کا وہی ہے اور جو کچھہ کہ غیر اوسکے ہے محض نمود بے بود ہے اور
یہہ معنی جنّی سرکشون کے گلتے ہین کہ بناے تمرّد کی خود بینی پر ہے خصوصًا آیت
دوم مین تصریح ہے کہ جگہ سیر جنون کی کہ آسمان و زمین ہے اور وقت شورش اونکی کا
ہر وقت تاریکی اور شب ہے اور اون کے عمل کی آلہ کو ہوا باہر اور اندر بدن کے ہے
تمام مخلوق اور مقہور حکم ایک معبود کے ہے کہ حاکم تمام خلایق پر ہے اور چنانچہ
شیاطین کو قدرت بخشی ہے کہ اوسکے سبب ایذا پہونچا سکتے ہین تمام مخلوق کو
ایسی قدرت عنایت کر سکتا ہے کہ اون کی شر کو دفع کرے اور رحمت اوسکی
عام ہے اور اوسی رحمت سے نگہبانی تمام مخلوق کی فرماتا ہے اور یہی چیزین ہین
کہ باعث شکست لشکرون شیاطین کے ہوتے ہین اس جگہ ایک سوال جواب
طلب ہے حاصل اوسکا یہہ ہے کہ دلائل وحدانیت معبود حقیقی کے اور اوسکی رحمت کے

خارج حد اور شمار سے ہین چنانچہ کہا ہی بیت ساری چیزین نشان ہین اسپر ٭ وہ اکیلا ہی
ذات مین اپنی ٭ بیت جو زمین آسمان مین رہتا ہے ٭ وحدہ لا شریک کہتا ہے ٭
پس اس آیت مین ان آٹھ دلیلون کی تخصیص کی کیا وجہ ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ جو چیزین
کہ اس آیت مین مذکور ہوئی ہین وہ مشہور خاص و عام ہین اور ہر آدمی کے نزدیک موجود
اور باوجود اسکے دلالت ان چیزون کی وحدانیت اور رحمت اللہ تعالیٰ پر اور دلائل
مخلوقات سے کئی وجہ سے اوضح اور اقوی ہین اور تفصیل اسکی یہہ ہے کہ معبود کو چاہیئے
کہ اس درجہ کی تعظیم کا مستحق ہو کہ اوس سے زیادہ درجہ تعظیم نہو اور عالم مین اگر کوئی کسی کی
تعظیم کرتا ہے تو بسبب چند چیز کے کرتا ہے اول یہہ کہ اوس کے زمین مین رہتا ہو جیسے
رعایا دوسرے یہہ کہ اوسکے سایہ اور روشنی مین گذارتا ہو جیسے سپاہی کہ آرام کیواسطے
خیمہ مین جگہ لینی اور روشنی حاصل کرنیکے واسطے کسی سردار کی خوشامد کرے تیسرے یہہ کہ
اپنی اوقات گذاری کا محتاج ہو اوسکی سبب تعظیم کرے چوتھے یہہ کہ سفر پر خطر مین نگہبانی
کا محتاج ہو جیسیکہ شہر والے گانو والون سے اسیواسطے آمد و رفت کرتے ہین اور اونکی
خوشامد کرتے ہین پانچوین یہہ روزی اوسکی ہاتھ سے یا اوسکے خزانہ سے پاتا ہو اور
کھاتا ہو جیسیکہ نوکر اپنے آقا کے تعظیم مین پست ہوتی ہین چھٹے یہہ کہ مواشی اور سواری اور
اور حیوانات کو پرورش کرتا ہی اور بوقت احتیاج عاریت دیتا ہے اور دودھ گھی چھاچھ
سے اوسکو سیر کرتا ہے جیسیکہ آدمی بامید استعارہ سواری اور بار کشی اور دودھ چھاچھ
یعنی واسطے اہل شتر اور اسپ اور مواشی کے خوشامد کرتے ہین ساتوین یہہ کہ تندرستی
اور بیماری اوس کے ہاتھ مین ہے اور اصلاح اور افساد اخلاط بدنی کا اوسکے قبضہ قدرت
مین اور یہی باعث ہی کہ عامہ خلائق طبیبون اور اہل تجربہ کی تعظیم و توقیر کرتے ہین اور
افسون گردون کو کہ مقدمہ آسیب و جن و دیو و پری مین اون کے محتاج ہوتے ہین
مثل خدا کے پوجتے ہین آٹھوین یہہ کہ صاحب عجائب و غرائب ہو اور طلسمات جانتا
ہو اور جو چیزین کہ عقل اون کی دریافت کو نہ پہونچ سکے دریافت کرتا ہو چنانچہ عوام
ایسے اسباب پر اکثر فریفتہ ہو جاتے ہین اور اوس آدمی کے تعظیم کے واسطے سر جھکاتے ہین

پس اس آیت مین واسطے ثبوت وحدانیت معبود کے انہین آٹھ چیز کو یاد فرمایا گویا ایسا ارشاد فرمایا
ہے کہ اگر تم دوسری کی تعظیم اس سبب سے کرتے ہو کہ اوسکی مکان مین رہتے ہو پس آسمان
اور زمین میرا ہے اور مرجع تمام مکانات کا انہین دو مکان کی طرف ہے پس اس وجہ سے
غایت تعظیم میری واسطے منحصر ہے اور ایسے ہی زمانہ کہ عبارت شب و روز سے ہی مجھہ سے ہے
اور جو کوئی کہ زمانہ کو اپنے ساتھہ نسبت دیتا ہے اور نام سے مسمی کرتا ہی روز کا لکا و روز بالو و
روز ہولی و دوالی وغیرہ پس یہہ سب داخل روز و شب مین ہین اور وہ مجھہ سے ہین اور علی ہذا القیاس
انتہا تمہاری معاش کا ان تین چیزون مین ایک چیز ہے تجارت کہ عمدہ تجارت دریا اور جہاز کے
اور ہی واسطے مقام عمدگی تاجرین مثل لاتے ہین کہ فلانا مال کے جہاز روانہ کرتا ہے اور اوس سفر پر
خطر مین رفیق اور نگہبان میرے ہی عنایت ہے اور جہاز اور کشتی فقط میرے الہام غیبی سے
بنی ہین بخلاف اور ترکیبات کے جیسے ہل وغیرہ کہ آدم نے اپنے فکر سے استخراج کئے ہین اور
کھیتی کہ بنا اوسکی فقط مینہہ پر ہے اور وہ فقط ارادہ قدرت میرے مین ہے اور پرورش مواشی
اور کثرت نسل اور دودہ وصوف وپشم وپوست اور حیوانات کے بقا اور زندگی محض اثر میری
قدرت کا ہے کیونکہ موت حیوانات مین دخل نہین ہے اور اگر جسمون کے بیمار ہونے اور اچھے
ہونے مین محتاج معبود کے ہوتی ہو اور اوس سبب سے خوشامد کرتے ہو ہوا کا چلانا اور بدنون کو
بیمار اور اچھا کرنا محض میرا کام ہے اگر ہزارون طبیب جمع ہون اور لاکھون دوائین خرچ
کرین تو بگڑی ہوئی طبیعتون کو اپنے موافق نہین کرسکتی اور ہواے ہر موسم کو موافق مقتضا
اوس موسم یا وباؤن کو ہرگز دور نہین کرسکتے اور اگر جنون اور شیاطین سے کہ عبارت دیو اور
پری سے ہے ڈر کر افسون خوانون پاس التجا کرتے ہو پس اوسکی انتہا بھی میرے ساتھہ ہے
کہ آلہ عمل شیاطین اور جن کا مادہ ہوا ہے اور اگر تماشا عجائب وغرائب کو دیکھتے ہو پس
اگر ہزار حیلہ باز جمع ہون اور دس ہزار طلسم ظاہر کرین ایک فعل عادی ستم میری کو
حکایت نہین کرسکین کہ بہاری بہاری ابرون کو معہ کروڑ ہا من پانی کے بے حیلہ اور
صنعت اور بے اعتماد کسی چیز کے آسمان و زمین کے درمیان معلق رکھتا ہون اور
اوس مین سے ہرگز ایک قطرہ بھی نہین گرتا جبتک مین حکم نہ کرون اور چونکہ ہر نعمت

تم پہر جاتے منہ اپنا کسی کی طرف اور تم بہت دور جا پڑو گراہی سے یہ بات کر رہ لوگ جب نا انصاف ہین ... لیکن ڈرو اور ان سے ... اور ڈرو مجھہ سے اور حکم بجالاؤ تو تمام کرون میں اپنی نعمت اور تم شاید کہ تم راہ پاؤ دین کی سیدھی سیکھا ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم آیاتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتاب والحکمۃ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون جیسا کہ بھیجا ہم نے تم میں ایک رسول تم مین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

دنیا دی نعمتوں میں سے متفرع ہیں چیزوں پر ہے پس رحمت حقیقۃً اور اصالۃً میرے ساتھ مخصوص ہے
اور دوسری عبارت میں کہہ سکتے ہیں کہ دلائل ہشتگانہ جو کہ اس آیت میں مذکور ہوئی جامع تمام
مخلوقات کو ہیں اسواسطے کہ پیدائش آسمان میں ستارے و برج و فرشتے اور ارواح
مندرج ہیں اور خلقت زمین میں نہریں پہاڑ چشمے کانیں داخل ہیں اور اختلاف شب
روز میں برس ماہ گھڑیاں دقیقے اور قسمیں روشنی و تاریکی کے شامل ہیں بلکہ تمام
رنگ بھی اس میں داخل ہیں اور مینہہ کے برسنے میں تمام کائنات الجو منظور ہے اور زمین کے
زندہ کرنے میں قسم قسم کے غلّے اور میوے اور پھل و رسبزیاں اور پھول وغیرہ جلوہ گر
ہیں اور گردش ہوا میں تمام عجایب کرۂ ہوا کے اور عالم اصوات اور نغمات اور آلات
عجیبہ اور اکثر اسباب ساعت شناسی کی کہ آوازیں نا درہر وقت دیتے ہیں سمجھا جاتا
ہے اور کشتیوں کے جاری ہونے میں اشارہ ہی طرف تمام ترکیبات صناعیہ کے جو کہ موالید
ثلثہ سے مرکب ہوتے ہیں اسواسطے کہ کشتی مرکب ہی جسم معدنی یعنی لوہے سی اور جسم
نباتی یعنی لکڑی سے اور جسم حیوانی سے کہ ناخدا ہے اور اوسکو مددگار اور باعث جاجت
کے اوسکے جاری کرنے میں مدد دیتے ہیں باوجود اسکے کشتی کا جاری ہونا دو جسم
عنصری پر شامل ہے ایک پانی دوسری ہوا اور ابر معلق اشارہ ہے طرف تمام علامات
جویہ کے جیسے قوس اور ہالہ وغیرہ کہ تمام کا حدوث ایک ہی طریقہ پر ہے اور جب
یہہ چیزیں تمام جوہروں کو گھیرنے والے اور چند اعراض کو بھی شامل ہیں پس دوسرے
مخلوق محسوس اور معقول نہ رہے کہ اوسکے ساتھ استدلال کریں اور نیز یہہ دلائل ہشتگانہ
جامع ہیں درمیان دلیل ہونے اور نعمت ہونے کے اور باوجود اسکے بہت سی نعمتیں
ہیں کہ دولتمند او محتاج اور شریف اور صحیح اور بیمار اور عالم و جاہل اور مومن و کافر
اور صالح و فاسق اون میں برابر ہیں نشان دنیا ان دلائل ظاہرہ کا توحید اور رحمت پر
کہ نعمت ہائے حاضرہ میں کمال باعث ہیں اثبات پر کہ تمام خلائق اوس ذات پاک کو
عبادت اور محبت سے خاص کریں اور اوسکے غیر کو اوسکے برابر نہ سمجھیں وَمِنَ النَّاسِ اور
یعنی فرقہ آدمیوں سے کہ ممتاز ساتھ عقل او شعور کے ہیں تمام مخلوقات سے اور مرتبہ

نعمت کو پہچانتے ہین مَنْ یَّتَّخِذُ ایک گروہ ہے کہ راہ کمال گمراہی ہین ہین اگرچہ آدمیت سے
گذرتے ہین مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سواے اللہ کے کہ منعم حقیقی اور محبوب بالذات ہے سواے
اوس کے دونو عالم مین نہین ہے اَنْدَادًا ہمسر خدا کے حالانکہ اسقدر دلائل ظاہرہ غور اوسکے
کو اوسکے برابر ہونے سے منع کرتے ہین اگرچہ ایک آدمی ہو چہ جاے یہہ کہ تمام گروہ پہر اعتقاد
ہمسری پر ہی اکتفا نہین کرتے بلکہ ہر چیز کو برابر خدا کے کرتے ہین یُحِبُّوْنَھُمْ کَحُبِّ اللّٰہِ
یعنی اونکو دوست رکہتے ہین مثل اوس دوستی کے کہ خدا کے ساتھہ رکہنی چاہیئے اسواسطے کہ
اللہ تعالی کو بالذات اور بالاصالۃ دوست رکہنا چاہیئے اور جو چیز کہ اوسکے علاوہ ہو یا اوسکے حکم
کی وجہ سے محبوب ہے جیسے انبیاء اور اولیاء و صلحا یا اس سبب سے کہ اللہ تعالی کے کرنے
سے وسیلہ حاجت روائی کا یہہ آدمی ہوا جیسے مال اور اولاد اور وطن و خانہ وغیرہ کے
اور یہہ لوگ بے سمجھہ علاقہ محبت بالذات اور اصالۃً اون لوگون سے رکہتے ہین پس بعضے
اون مین سے بسبب سفالت طبع اور رزالت نفس کے اونکو محبت خدا کے برابر کرین جیسے
عورتین اور اولاد اور یار دوست اور رئیس امیر بادشاہ اور دلیل برابری محبت کی یہہ
ہے کہ جسوقت مرضی ان اشخاص کی مرضی خدا کے ساتھہ یا التزام طریقہ آبا و اجداد اور اطاعت
رئیسون اور بادشاہون اور امیرون کے مخالف شریعت کے پڑے وہ متردد ہوتے ہین اور
حیرت مین پڑتے ہین کہ ہمکو کیا کرنا چاہیئے ان کو راضی رکہنا چاہیئے یا اللہ تعالی کو اور بعضے
اون مین سے غیر جنس اپنے کو مثلاً روپیہ مال اسباب جانورون کو خدا کے برابر کرتے ہین
اور توجہ خاطر اور مہربانی اور خبرگیری اونکی اور اہتمام بحال اور فکر پرداخت اور تکثیر اوس کے
مین اسقدر غرقاب ہین کہ خدا سے غافل ہوجاتے ہین اور اوقات عبادت کو برباد دیتے
ہین اور بعضے اون مین سے ارواح مدبرہ اور ملائکہ موکلہ مخلوقات کو یا ارواح انبیاء
اور اولیاء اور عباد اور زہاد اور علماء کو بلا ملاحظہ علاقہ بندگی کے محبوبیت اوسکی کو بالاستقلال
برابر محبت اللہ تعالی کے کرتے ہین اور نذرین اور قربانیان اون کے نام کرتے
ہین اور احکام اون کے کو بے تامل برابر وحی ناطق الٰہی کے شمار کرتے ہین بلکہ بعضے
اون مین سے ایسی صورتون اور شکلون کے ساتھہ اور اونکے قبور اور معابد اور مساکن

موضح القرآن
اور ناشکری مکرو ۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو مدد ڈھونڈو ساتھ صبر کے بندگی مین کوشش اور محنت کرنے سے اور نماز پڑھنے سے یعنی خدا تعالی کی بندگی کرنے مین محنت ہوتی ہے سو اوس پر صبر کرنے سے مدد چاہو بیشک اللہ تعالی ساتھ صبر کرنے والون کے ہے جو آفتین ایمان اور بندگی مین پہنچتی ہین ۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

سکے ساتھہ وہ افعال کرتے ہین جو کہ مسجد مین اور خانہ کعبہ مین کرنی چاہیئن کہ سر زمین پر رکھنا اور
گرد اگرد پہرنا اور دست بستہ بصورت استقبال نماز مین کہڑا رہنا حالانکہ یہہ محبت اونکی مقتضائے
ایمان بخدا اور خدا کے واسطے نہین ہے تاکہ خدا کے نزدیک مفید ہوا ور اوسکی رضا مندی مین
کام آوے اسواسطے کہ یہہ محبت حد محبت مخلوق سے گزر گئے اور ایمان مین لازم ہی کہ محبت
مخلوق اور خالق مین فرق کرے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اور جو شخص کہ ایمان لائے ہین اگرچہ
بعض ان چیزون کو خدا کے واسطے اور اوسکے حکم سے محبوب رکہتے ہین اور
واسطے وصول نعمت آدمی کے سمجہتے ہین اور بندہ کو مطیع جانتے ہین لیکن نہ اس قدر کہ
خدا کے برابر کردین بلکہ وہ اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ یعنی بہت سخت اور محکم تر دوستی خدا مین ہین
اور نیز اون چیزون سے اس واسطے کہ خدا تعالی کو بالاصالۃ دوست رکہتے ہین اور ان
چیزون کو اس قدر کہ جسسے ظاہر ہو محبت الٰہی اور باندازہ حکم اللہ تعالی کے دوست رکہتے ہین
اور جب کوئی سبب اون مین محبت الٰہی کا نہین پاتے اون کی محبت ان چیزون سے
عداوت و بغض کے ساتھہ بدل ہوجاتے ہے اور نیز ہر چیز کو مخصوص ساتھہ ذات الٰہی کے
اور قائل اوس خطاب سے سمجہتے ہین اور وسائل کو اوّل سبب نہین جانتے اور اگر سبب
جانتے ہین تو صرف اللہ تعالی ہی کو جانتے ہین جیسے قلم دوات سیاہی کاغذ اور متصدی
اور خدمتگار و چوبدار و داروغہ خزانہ اور عامل پرگنہ عطائے پروانہ بادشاہی اور نیز نسبت
محبت اوس گروہ کی برابر کرتے ہین اس واسطے کہ یہہ گروہ دوستی بے استحقاق کے
ان چیزون سے رکہتے ہین اور دوستی اہل ایمان کی خدا کے ساتھہ بسبب استحقاق
ذاتی اسکے ہے اور جو چیز کہ بسبب استحقاق کے ہو سخت تر اور مضبوط تر ہوتی ہے
اوس چیز سے کہ بے استحقاق ہو اور نیز دوستی اہل ایمان کی خدا کے ساتھہ دائمی
اور باقی ہے اور دوستی اوس گروہ کی اون چیزون کے ساتھہ زائل اور فانی
اسواسطے کہ کافر عذاب دیکہکر اون چیزون سے بیزار ہون گے اور بجائے لفظ
محبت کے تبرّا کرین گے چنانچہ عنقریب آتا ہے اور نیز دوستی اہل ایمان کے
خدا کے ساتھہ راحت اور شدت اور بیماری و تندرستی اور شادی اور غم اور لذّت

اور الم میں برابر ہوتی ہے اور دوستی جاہلوں کی اون چیزون کے ساتھ اگر نقصان اور قباحت
دیکھیں تو دشمنی سے بدل ہوجاتی ہے اور نفرت کرنے لگتے ہیں اور جسوقت کہ معبودون اور
مشکل کشایون سے ناامید ہوجاتے ہین تو اونکی طرف سے مونھ پھیر لیتے ہین اور خدا کی
طرف متوجہ ہوجاتے ہین جیسا کہ آیت فَاِذَا رَکِبُوْا فِی الْفُلْکِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ
مین حکایت اونکی حال کے مذکور ہے اور آیت یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ وَاُمِّہٖ وَ
اَبِیْہِ مین مرقوم ہے اب ہم یہہ بیان کرتے ہین کہ محبت خدا کی معنے ہین علماے ظاہر
کہتے ہین کہ محبت ایک نوع ہی خواہش سے اور خواہش ایسی چیز کے ساتھ متعلق ہوتی
ہے کہ جسکا ہونا نہ ہونا عقل کے نزدیک محتمل ہو اور ذات وصفات باریتعالی کی چونکہ
واجب الوجود ہین تعلق محبت ذات اور صفات اللہ تعالی کے ساتھ معقول نہین پس
معنے محبت اللہ تعالی کے یہہ ہین کہ عبادت اور اوسکے طاعت کو دوست رکھے یا ثواب اور
رضامندی کو دوست رکھے اور اہل سلوک اور محبت کہتے ہین کہ کمال محبت کا ذات کے
ساتھ ہے اور محبت نام میل دل کا ہے خواہ کسی غرض پر موقوف ہو یا نہو اس واسطے
کہ اگر محبت مین غرض ضرور ہو اور ہر چیز کو دوسری چیز کے واسطے دوست رکھے تو دَور
اور تسلسل لازم آتا ہے اور جسوقت کہ ہم اپنے حال سے بسبب وجدان اور تجربہ کے
دریافت کرتے ہین کہ بعض اوقات مرد عالم کو فقط اوسکے علم کے باعث بدون توقع غرض کے
دوست رکھتے ہین اور ایسے ہی مرد شجاع کو فقط اوسکی بہادری کے باعث اور زاہد
کو اوس کے زہد کے سبب پس ذات اقدس الہی کو کہ جامع ہر کمال ہے اور ہر کمال ذاتی
ہے کیونکر دوست نرکھین اور جس قدر کہ باوجود اوس کے زیادہ کیجاوے اور علامات
قدرت اور اوسکی حکمت کے زیادہ نظر مین آوین اور اوسکی نعمت اور احسان کو اپنے
اوپر اور تمام مخلوقات پر زیادہ ملاحظہ کیا جاوے تو محبت ترقی اور تضاعف قبول کرتی
ہے یہانتک کہ غلبہ محبت کا دل پر غالب آجاوے اور التفات بغیر خدا نہ رہے اور حظوظ
نفس سے فنا حاصل ہوجاوے اور علامت محبت الہی کی یہہ ہے کہ محبان اور محبوبان خدا
کو دوست رکھے اور خدا کے دشمنون سے دشمنی رکھے اور گناہ کے گرد نہ پھرے اور عبادت

گروہ ذبیحہ دین میں دشمنوں سے الشدۃ کا اور بھوک سے کال میں اور مفلسی کے وقت اور نقصان مالی کا خدا تعالی کی راہ میں خرچ کرنے سے یا اوسکے جانے کے وقت اور نقصان جانوں کا ہے بیرحمی (ولای؟) میں مارے جانا اور بڑھاپے میں سستی اور بیماری اور نقصان میودوں کا اونکے ضائع و برباد ہونے سے یا بچوں کا مر جانا ہے جو دل کے میوے ہیں دل کے باغ میں ایسی باتوں میں آزمانا ہے تو معلوم ہو جو کوئی شخص ایسی مصیبتوں میں خدا تعالی کی رضا پر راضی ہے اور صبر

کو کمال شوق اور خوشی سے ادا کرے اور مال کو نہایت خوشی سے اوسکی راہ مین قربان کرے اور
آیات اور احادیث بے شمار اسباب مین ہین اور حق مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
لفظ خلیل اللہ ارشاد فرمایا ہے اور محبت خدا کو بہترین وسائل نجات کا کیا چنانچہ
صحیحین مین وارد ہوا ہے کہ جنگل کا بسنے والا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا
اور پوچھا کہ قیامت کب ہوگی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس تو نے کیا
سامان آخرت کا کرلیا ہے کہ اوسکے آنے کا حال پوچھتا ہے کہا کہ یا رسول اللہ دین نہ
روزہ رکھتا ہون اور نہ بہت نماز پڑھتا ہون مگر اس قدر ہے کہ خدا اور رسول کو تہ دل سے
دوست رکھتا ہون فرمایا کہ خوش رہو ہر شخص اپنے محبوب کے ساتھ ہے اور تحقیق
المقام یہہ ہے کہ محبت ایک کیفیت ہے علاوہ ارادہ اور خواہش کے اور حاصل اوس
کیفیت کا میل ہے بالاضطرار طرف اوس چیز کے ہان یہہ کیفیت چونکہ غیر ذوات الارادہ
مین نہین ہے اس سبب سے مشتبہ بالارادہ ہے اور نیز گاہے یہہ کیفیت بعد تصور نفع
اور ضرر کے دل پر وارد ہوتی ہے مانند ارادہ اور خواہش کے اسی سبب سے اسکو
عین ارادہ کہتے ہین حالانکہ یہہ کیفیت نہ ارادہ اور نہ موقوف بر ارادہ بلکہ اگر کوئی
کیفیت مشابہ اوس سے رکھے تو میل طبعی اجسام کا طرف اوس چیز کے ہے اس قدر
فرق ہے کہ یہہ میل ذوات الارادہ مین مخلوق ہے اور وہ میل غیر ذوات الارادہ مین
ہے اور یہہ میل دل اور روح مین ہوتا ہے اور وہ میل قالب اور جسم مین خصوصاً محبت
کہ کسی غرض سے نہو جیسے محبت فرزند اور اپنی نفس کی کہ کچھہ مشابہت رکھے ساتھہ میل طبعی کے
اور اسی واسطے بعض عرفا نے فرمایا ہے **بیت** اصل میری سوزش مستانہ کا جذبہ
ہوا ہو کیونکہ اپنی اصل پر ہے جذبہ ہر عنصری **بیت** وہ ہین کھینچے لئے جاتا ہے
دلبر کی طرف + پس ہمارے دل مین ہے تاثیر مقناطیس کی + بالجملہ محبت بندہ کو
خدا کے ساتھہ اوس قسم محبت سے کہ کسی غرض کے واسطے ہو اور تصویر نفع اور ضرر سے
حاصل ہوتی ہے سمجہنا نچاہیئے اور ظاہر آیات اور حدیث کی تاویل مین قدم رکھنا
نچاہیئے اور اسی واسطے بطور غصہ کے ارشاد ہوا کہ یُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ سو واسطے

کہ محبت بندہ اَور ہے اور محبت خدا اَور اَور اگر حال محبت اون لوگون کا کہ مخلوقات کو خدا کا
ہمسر کہتے ہین اور محبت کے باب مین خدا کے برابر کرتے ہین بخوبی ملاحظہ کیا جاوے تو البتہ
معلوم ہوجاوے گا کہ محبت اونکی مبنی اوپر غرض انتفاع اور استمداد کے ہے اگرچہ قابل
اس محبت کے وہی ذات پاک ہے نہ مخلوقات لیکن اس گروہ کی بینائی پر پردہ مضبوط
پڑگیا ہے اور غیر اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتے ہین اور اللہ تعالیٰ کو حلیم اور بردبار سمجھتے ہین
اور اوس کے غیرت اور شدّت عذاب سے نہین ڈرتے وَلَوْ يَرَى اور اگر جانتے ہو
الَّذِينَ ظَلَمُوا اے لوگو ستم والو کہ کہین خدا کا ہمسر بناتے ہو اور کبھی نذرین
اور قربانیان غیر کے واسطے کرتے ہو اور اونکی عبادت اور طاعت اور محبت کرتے
ہو اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ یعنی جسوقت دیکہین گے عذاب الٰہی کو دنیا مین بسبب
بیمار ہونے یا مصیبت آنے یا فقر و فاقہ کے اور اوس وقت امیدوار مدد کے ہونگے
اور چاہین گے کہ ہمکو اس عذاب سے رہا کرین اور وہ یہہ امید پوری نہ کرسکین گے
اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا یعنے اس مضمون کو کہ قوّت اور قدرت محض خدا کے ہی
واسطے ہے تمام امور مین کوئی چیز مال و فرزند و یار و دوست اور بادشاہ
امیر وزیر پیغمبر اور فرشتہ اور پری بدون اوسکے حکم کے مدد نہین کرسکتے اور اگر
بالفرض اون کو خدا کے برابر قوت ہی ہوتی تب بھی خدا کے برابر بنانا ہرگز روا نتھا
اس واسطے کہ خداے تعالیٰ کو برابر کرنے مخلوق سے غیرت آتی ہے اور غضب
آتا ہے وَاَنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ تحقیق عذاب خدا کا سخت ہے لیکن
ہمسرون خدا سے دست بردار ہوتے ہین بلکہ بیزار ہوتے ہین لیکن وہ ان دونون
مضمون کو کیا اوسوقت نہین جانتے تھے بلکہ عذاب الٰہی کو بسبب ناخوشی ہمسرون اور
چشم نمائی اون کے کہ اداے نذرون اور قربانیون اور عبادت مین قصور کیا تھا
حمل کرتے ہین اور زیادہ تر رضامندی اور خوشامدی مین کوشش کرتے ہین مگر تا ان
اوسوقت جان جائینگے کہ اونکو فائدہ نہوگا اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا یعنے جس وقت کہ
اون کے کہے ہوئے سے بیزار ہوجائین گے جیسا کہ گمراہی کی پیشوا اور رئیس اور

اور بعض موضح القرآن لوگ راہ چلتے ہمسر نہیں جو خدا تعالیٰ ان سے خوش ہے فائدہ صفا اور مروہ دو پہاڑ ہیں مکہ کے شہر میں ابراہیم کے وقت سے لوگ حج کرتے تو ان پہاڑوں کا بھی طواف مقرر کرتے اور پیچھے سے ان دونوں پہاڑوں پر لوگوں نے بت رکھے تھے جب مسلمان ہوئے لوگ تو سمجھے کہ شاید ان پہاڑوں کا طواف بھی رسم کفر کی ہے اس واسطے یہ آیت اتری کہ بت وہاں سے دور کردو اور

اور حاکم بے دین اور شیطان وسوسہ ڈالنے والے مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا یعنی اون آدمیون سے کہ اونکی
تابعداری کے باعث کفر مین پڑے تھے اور وہ لوگ دنیا مین جھوٹے وعدے اپنی گرم بازاری
کے واسطے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ آخرت مین تمپر کوئی نقصان ہو تو وہ ہمارے ذمہ ہے
اوس وقت کنارہ کرین گے اور کہین گے کہ ہم ان سے واقف نہین ہین اور ہمنے ان کو
کفر کا مشورہ نہین دیا تھا کہ عذاب اونکا ہمپر لازم نہ آوے لیکن یہہ تبرّا کہنا اور کنارہ
کرنا کچھہ فائدہ نہ دیگا اس واسطے کہ اللہ تعالی علاّم الغیوب اون کے گمراہ کرنے اور بہکانے
پر مطلع ہے اون کو مہمل نہ چھوڑے گا بلکہ اپنی سزا پائین گے وَرَاَوُا الْعَذَابَ اور عذاب
جانب گمراہ کرنے سے دیکھین اور نیز وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ منقطع ہوجاوینگے
تمام اسباب تابعیت اور متبوعیت کا اور قربت اور دوستی کا اور انکار اور تبرّا اور گریز کا
اور تمام عہد و پیمان کہ دنیا مین باندھتے تھے اور جب تابعدار اور پیرو دیکھین گے کہ ہمارے
بہکانے والے ہمارے مددگاری سے کنارہ کرتے ہین اوس وقت جان جائین گے کہ خدا
کا ہمسر بنانا محض خطا تھا اور قدرت و قوت فقط خدا ہی کے واسطے ہے ہر چیز مین ہماری مدد
کرتے تھے اور ہمسے گریز نہین کرتے تھے اور نیز جان جائین گے کہ حق تعالی ہر چند حلیم اور
بردبار ہے لیکن غیرت والا ہے اور اثر غیرت اوس کی کا شدّت عذاب ہے کہ ہمارے
بہکانے والے اوس سے ایسا ڈر کر اپنے کو ہم سے بچاتے ہین لیکن اوس وقت مین
ان دونون باتون کا جاننا مفید نہ ہوگا اور ناچار ہو کر کف افسوس ملین گے وَقَالَ
الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا اور کہین وہ لوگ کہ پیروی کی ہے اونہون نے بہکانے والون کے
کہ اونکی سبب سے کفر مین مبتلا ہو رہے تھے اور خدا کا اون کو ہمسر بنایا تھا جب دیکھین گے
کہ یہہ بہکانے والے ہم سے تبرّی کرتے ہین اور اونکی تبرّی اون کو مفید نہین ہے
اور مزہ گمراہی کا دیکھا اور خوب چکھا پس معلوم ہوا کہ دنیا مین تبرّی سے فائدہ ہے
نہ عقبی مین اور وہ اب ہاتھہ نہین آتا ہے لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً کہ کاش ہم چلے جائین واپس
دنیا مین کہ ہم اون سے گمراہ کرنیکا بدلہ لین فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا کہ ہم اون سے
ایسے ہی بیزار ہون گے جیسے کہ وہ ہم سے اب بیزار ہوئے ہین اور یہہ بیزاری اونکی

بیشک جو صفا اور مروہ
دو پہاڑ ہیں مکہ میں
سو طواف ان دونوں
پہاڑوں کا یہ بھی نشانیوں
اللہ تعالی کی سے ہے
پھر جو کوئی حج کرے
اسکے گھر کا یا زیارت
سے تو کچھ گناہ
سے کہ طواف کرے
نہیں وہ
ان دو پہاڑوں کا اور
جو کوئی خوشی سے نیک کام
تو اللہ تعالی

سوا ہی حسرت و افسوس کے کچھ فائدہ نہ ہووے گی لیکن یہی ایک حسرت اون پر نہوگی بلکہ كَذٰلِكَ يُرِيهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ دکھاوے گا اون کو اللہ تعالی بہت سی حسرتین اس طرح پر کہ صرف دل ہی مین حسرت نہوگی بلکہ اوسکا اثر ظاہر مین متحقق ہوگا یعنی اون کی صدقات اور عبادات سب رائگان جائین گی اور کچھ بکار آمد نہونگی اور اونکی اعمال کفر یعنی غیر خدا کا پوجنا اور اون کے نام کی قربانیان اور منتین موجب غیرت الہی کا ہوکر موجب شدت عذاب کا اون پر ہوگا یعنی اون کو مضرت اور تکلیف پہونچی گی اور یہہ حسرتین اون کی تمام نہون گی کیونکہ یہہ موقوف ہونے عذاب کے حسرت زائل ہونے پہ ہوگی اور عذاب جب موقوف ہوگا کہ جب وہ دوزخ سے نکلین وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ اور وہ دوزخ سے کبھی نہ نکلین گے اور قاعدہ عربی کا یہہ ہے کہ مسند الیہ جب مقدم ہوتا ہے تو فائدہ حصر کا دیتا ہے یعنی یہہ کافر کبھی دوزخ سے نہ نکلین گے باقی سب گنا ہگار جو ایمان والے ہین شفاعت کی وجہ سے یا چندے دوزخ مین رہ کر نکلین گے اور جب کہ گمراہ ہون اور گمراہ کرنے والون کو سواے حسرت کے اور کچھہ حاصل نہ ہوا تو يٰاَيُّهَا النَّاسُ اے لوگو چیزون کو خلاف حکم شرع کے اپنے اوپر بسبب تابعداری اپنے پیشواؤن کے حرام نہ کرو اسلئے کہ یہہ تابعداری بھی ایک نوع کی ہمسری خدا سے ہے مثلاً یہودیون نے بعض اشیا کو کہ اون کی شریعت منسوخہ مین حرام تھین جیسے دودھ اور اونٹ کا گوشت اور چربی دنبہ کی اور جانور ناخن دار جیسے کبوتر اور شتر مرغ اب بھی حرام سمجھہ رکھا ہے اور مکہ کی مشرک لوگ بحیرہ کو یعنی اونٹنی کا دودھ روک رکھتے ہین اور وصیلہ یعنی وہ بکری کہ ساتھ دفعہ بچہ دے چکی ہوا اور آٹھوین دفعہ نر و مادہ ایک دفعہ جنے اور سائبہ یعنی جسے بوجہ نذر نہ لادین اور حام کو یعنی وہ اونٹ کہ دس دفعہ بچہ جنوا چکا ہو حرام سمجھتے ہین اور ہنود گاے اور بھینس کے گوشت کو اور بعضے عرب کے قبیلے جیسے بنو ثقیف اور بنو عامر بن صعصعہ و خزاعہ و بنو مدلج گھی اور پنیر کو اور بعضی عابد مسلمان ٹھنڈی پانی اور لذیذ کھانے کو اور بعض جاہل اپنے اور اپنے عزیزون کی بیماری مین نذر مانتے ہین کہ فلانی چیز ہم نہیں

غرور ان سب سے بچکر جلنے والے اوپر دوزخ کے بیشک جو لوگ چھپاتے ہین اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ بیشک وہ لوگ یعنی عالم یہود کے ساحد اور دوسری ... چھپاتے ہین اس چیز کو جو ہم نے بھیجا ہے نشانیان روشن اور راہ دکھانا توریت مین یعنی نشانیان اور نبی آخر زمانہ کے پیغمبر کے سو وہ چھپاتے ہین بعد اسکے جو ہم نے بیان کین

کہاوین گے یعنی ہمارے اوپر حرام ہے تاکہ شفا ہو جاوے اور بعضی نا عاقبت اندیش غصہ کی حالت
مین قسم کھا بیٹھتے ہین کہ فلانی شے کو ہمنے حرام کیا اسلیئے کہ کسی کو حرام کرنا کارخانہ خدا مین
شریک ہونا ہے اسواسطے کہ حلال و حرام کرنا اشیاء کا خدا ہی کا مرتبہ ہے دوسرے کو
لائق نہین کہ اوسکے ملک مین تصرف کرے علاج اس فعل قبیح کا یہہ ہے کہ حرمت اون
اشیاء سے توبہ کرین کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ یعنی کھاؤ تم جو کچھہ کہ زمین مین ہے اسواسطے کہ
زمین اور جو چیز کہ اس مین ہے سب مالک خدا ہے اور تم خدا کے بندے ہو پس جبکہ تمکو زمین
مین سکونت کا ارشاد کیا تو معاش بھی اوس مین سے کی ہان مگر چاہیئے کہ وہ چیز
حَلٰلًا حلال ہو اور حلال اوسکو کہتے ہین کہ شریعت پیغمبر آخر الزمان مین اوس چیز کی
ممانعت نہو اور نیز چاہیئے کہ طَیِّبًا پاک ہو تعلق حق غیر اور غصب اور خیانت اور دغا اور رشوت
اور سود اور چوری سے مالک کے اوسکو نہ لیا ہو اسواسطے کہ جو چیز فی نفسہ حلال ہو لیکن حق غیر اوس سے
متعلق ہو اور وہ غیر اوسکے کہلانے پر راضی نہو پس وہ شے ایسی ہے کہ گویا پاک چیز نجاست
آلودہ نجس ہوگئے اور وہ پاک نرہے پس جو چیز کہ اوسمین دونو شرط یعنی حلال اور پاکی کی جمع ہون
تو اوسکے کھانے سے پرہیز نہین چاہیئے اسلیئے کہ یہہ شیطانی وسوسہ ہے وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ
الشَّیْطٰنِ یعنی پیروی قدمون شیطان کی مت کرو کہ کوئی حکم اپنی طرف سے مقابلہ حکم
خدا تعالی مین کرو جیسکہ شیطان نے مقابلہ حکم الٰہی مین کہ سجدہ حضرت آدم کو تھا مقابلہ
کیا اور کہا کہ مین بہتر آدم سے ہون کہ مجکو آگ سے پیدا کیا اور اوسکو خاک سے اور تم
پیروی شیطان کی کس طرح کر سکتے ہو حالانکہ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ تحقیق وہ
تمہارا دشمن ہے اور اپنی دشمنی ظاہر کرتا ہے اور جسنے پیروی اپنے دشمن کی دیدہ و دانستہ
اپنے تئین ہلاکی مین ڈالا اور دشمنی فقط چیزون کے حلال و حرام سمجھنے مین نہین
ہے بلکہ ہر شے مین دشمنی کرتا ہے اِنَّمَا یَاْمُرُكُمْ نہین حکم کرتا تمکو مگر بِالسُّوْٓءِ برائی کا
تاکہ مستحق عذاب آخرت کے ہو وَالْفَحْشَآءِ اور بیحیائی اور بے مروتی کا تاکہ نظر
خالق و مخلوق مین حقیر ہو جاؤ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اور اللہ تعالی
پر دروغ کہو تم تاکہ کفر مین پڑجاؤ اور تمہاری اعتقادات کہ سرمایہ ایمان کا ہین

اور نشانیاں لوگوں کے
واسطے کتاب توریت میں
وہ لوگ جو چھپاتے ہیں
صفت آخری زمانہ کے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی ان کو اپنی رحمت سے
یعنی لعنت کرتا ہے خدا تعالی ان پر
لعنت کرتے ہیں ان پر
لعنت کرنے والے یعنی
فرشتے اور سب لوگ اور
جنہیں لعنت کرتے ہیں
اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَ
اَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا
فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ
عَلَیْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ
الرَّحِیْمُ مگر وہ لوگ
جنہوں نے توبہ کی اور
پھیر سے اور
ایمان لائے اور سنوارے
کام اپنے اور بیان کی
صفت محمد صلی اللہ علیہ

برباد ہوجاوین اگر کوئی کہے کہ شیطان سوائے ان امور کے اور کچھہ بھی یعنی امر نیک کے لئے جیسے کہ
ایک بزرگ سے منقول ہے کہ اون کو شیطان صبح کی نماز کے واسطے ہمیشہ جگایا کرتا تھا
اسلئے کہ ایک دفعہ اون سے نماز صبح کی فوت ہوگئی اونہون نے اس قدر گریہ وزاری
کی کہ اللہ تعالیٰ کو اوسپر رحم آیا اور ثواب دوچند اوس نماز سے عنایت کیا اسکا جواب
یہہ ہے کہ شیطان اپنی ہر امر و نہی مین مقصود بدی رکہتا ہے اگرچہ ضمن بدی مین نیکی ہو
مثلاً کبہی ایک چیز سے کہ وہ بہت بہتر ہے طرف ایک چیز کے کہ وہ اوسے کچھہ کم ہی کہینچتا ہے
تاکہ آہستہ آہستہ اپنا تابعدار کرلے اور پہر بالکل امر بد مین مصروف کرے اور کبہی ایک
چیز نیک سے کہ آسانی سے حاصل ہو طرف چیز نیک زیادہ کے کہ وہ مشکل ہے
کہینچتا ہے تاکہ بسبب زیادتی مشقت کے اوس سے نفرت ہوجاوے اور اوس پہلے نیک
کام سے بھی محروم رہ جاوے اور کبہی بخوف حاصل ہونے ثواب عظیم کے ایک کام سے
دوسرے کام مین کہ اوسقدر ثواب نہین رکہتا اگرچہ نیک ہے مصروف کرتا ہے جیسے کہ
قصہ مقصود مین شیطان کا محروم رکہنا ثواب سے تہا نہ اداے نماز بالجملہ جب آدمی نے قرآن
شریف کو یہانتک سنا ہے یقیناً جانتا ہے کہ شیطان ملعون درگاہ خدا تعالیٰ ہے اور
اوسپر رحمت خدا نہین ہے اور دشمنی اوس کی اولاد حضرت آدمؑ سے موروثی ہے
اور خلقت کے بہکانے پر کمر بستہ ہے اور ظاہر ہے کہ جو امر ملعون ہے تو حال مامور اور
اوسکے تابعدار کا کیا ہوگا اور نیز جب آمر دشمن موروثی ہو تو مامور کو کیا فائدہ دے گا ہر چند
درود اس آیت کا منع کرنا تحریم کا حلال سے ہے لیکن اون دو قید سے سمجھا جاتا ہے کہ کہانے
مین احتیاط چاہیئے تاکہ حلال پاک ہو اور جو چیز کہ حلال نہو جیسے کہ مُردار اور خون اور شراب
اور سور اور اور جانور درندے نجاست کہانے والے یا حلال ہو لیکن بسبب تعلق حق غیر کے
پاک نہو جیسے ملک غیر بدون اوسکی اجازت کے مثلاً کسی کے بکری غصب کرکے ہو یا
یا طعام بطریق رشوت کے لیا ہو کہانا انکا جائز نہین ہے اسی واسطے ابن مردویہ ابن
عباس رضہ سے روایت کرتے ہین کہ ایک روز یہہ آیہ شریفہ آنحضرت صلعم کے
پاس پڑہے جاتے تہے سعد ابن ابی وقاص رضہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ دُعا

هو التواب الرحیم … جنہوں نے توبہ کی ان کو یعنی ان پر رحمت … اور میں ہوں توبہ قبول کرنے والا … مہربان جو جلد عذاب نہیں کرتے بندوں پر
انَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ
بیشک وہ لوگ جو کافر ہوئے اور کفر ہی کے حال میں مر گئے وہی لوگ ہیں جن پر لعنت ہے خدا تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے



فرماؤ تاکہ اللہ تعالی مستجاب الدعوات مجکو کرے حضرت نے فرمایا کہ اے سعد اپنے کھانے مین بہت
احتیاط کر کہ حلال و پاک ہوتا کہ خود بخود مستجاب الدعوات ہوجاوے پہر حضرت نے قسم کھا
کے ارشاد فرمایا کہ بعض وقت آدمی لقمہ حرام کہاتا ہے اور شامت اوس لقمہ سے دعا
اوسکی چالیس دن تک مقبول نہین ہوتی اور ہر بندہ کہ گوشت اوسکا سود اور رشوت سے
بہرا ہو دوزخ اوسکو زیادہ لائق ہے اور عبد بن حمید ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ
ہر قسم اور نذر کہ آدمی سے حالت غضب اور غصہ مین سرزد ہوتی ہے داخل خُطُوَاتِ
الشَّیْطَانِ ہے اور نیز حسن البصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آپ
کے پاس آیا اور کہا کہ مینے قسم کہائی ہے کہ اگر فلان کار مین کرون تو تنہا پیدل
خانہ کعبہ کا حج ادا کرون حضرت نے کہا کہ یہہ خطوات شیطان سے ہے سوار
ہو اور حج ادا کر اور سوگند ملنے کا کفارہ دے اور نیز جابر بن زید سے روایت ہے
کہ ایک شخص نے نذر کی کہ اپنی ناک مین حلقہ چاندی کا ڈالے جابر بن زید نے کہا کہ
یہہ سب خطوات شیطان سے ہے کفارہ سوگند کا دے اور یہہ کام مت کر
کہ ساری عمر گناہ مین گرفتار رہے گا اور نیز ابو مجاز سے مروی ہے کہ اوس نے
تفسیر لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّیْطَانِ مین نذور فی المعاصی کو لکھا ہے اور عجب
یہہ ہے کہ آدمی دام شیطان مین اس قدر گرفتار ہین کہ بسبب رسوم آبا و اجداد
کے حلال چیز کو حرام جانتے ہین اس قدر اصرار کرتے ہین کہ شرع خدا سے
زیادہ جانتے ہین وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ یعنے جس وقت
کہا جاتا ہے کہ پیروی اوس چیز کی کرو کہ اللہ تعالی نے نازل کی اور وسوسہ شیطان اور
طریقہ باپ دادا کو چھوڑ دو قَالُوْا تو کہتے ہین کہ ہم پیروی حکم خدا کی نہین کرتے اسلئے
کہ ہمارے مین اس قدر کہان لیاقت ہے کہ حقیقت حکم الہی کو دریافت کرین اور ہمکو
کہان سے یقین ہو کہ جو کچھہ تم کہتے ہو حکم الہی ہے بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ
اٰبَآءَنَا یعنے بلکہ پیروی اوس رسم کی کرین گے جسپر اپنے باپ دادا کو پایا ہے
جس چیز کو وہ کہاتے تھے ہم بھی کہاوینگے اور جس کو وہ حرام جانتے تھے

ہم بہی حرام جانتے ہین اسلئے کہ باپ دادا ہمارے ہمسے زیادہ عقلمند تہے اگر اس رسم و رواج مین نقصان پاتے ہرگز اوسپر عمل نکرتے اور نیز ہم اگر خلاف اپنے باپ دادا کے کہانے پینے مین بیباکی کرین مطعون خلائق اور خصوصًا اپنی اقارب و قبیلہ کے ہون اور ہمکو برادری سے خارج کرین اور ہمارے ساتھہ نشست و برخاست اور نکاح وغیرہ موقوف کرین جیسے کہ بسبب انہین عذرون کے قوم ہنود مین مثلاً لقال کا ستہہ راجپوت وغیرہ رواج و رسم قدیمی سے باہر نہین ہوتے اور بعضے جاہل مسلمان بہی انہین کے سکہلانے سے ترک نکاح بیوہ و رسوم باطلہ مین یہی عذر بیان کرتے ہین اور ابن اسحق اور ابن حاتم ابن عباس رضی سے روایت کرتے ہین کہ ایکدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہودیون سے ہمکلام ہوئے اور خوبی اسلام سمجہائی اور ترک قبول اسلام مین اسقدر لاجواب کیا کہ کوئی عذر نرہا اور قطع کلام اسپر ہوا کہ رافع بن خارجہ اور مالک ابن عوف اور دیگر دانشمندون نے کہا کہ حقیقت دین تمہارے کی مسلم لیکن ہمنے اپنی باپ دادا کو اسپر نہین پایا وہ ہم سے عقلمند اور بہتر زیادہ تھے پس اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل فرمائی اور ارشاد ہوا کہ ان سے پوچہو آ یعنے یہہ پیروی باپ دادا کی کرین گے بہرحال خواہ صواب پر ہون یا خطا پر وَلَوْ كَانَ اٰبَآءُهُمْ اگرچہ باپ دادا اونکی کہ بحکم اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِيْهِ یعنی پسر نمونہ باپ کا ہے لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا نہین سمجہتے کسی چیز کو اچہی بری مین تمیز نہین کرتے اور نفع و نقصان مین فرق نہین کرتے اور دیوانونکی سی حرکات نالیے ربط کرتی ہین وَلَا يَهْتَدُوْنَ اور نیز راہ نہین پاتے سمجہانے اور رہبری کی اسواسطے کہ سمجہانے سے وہی شخص سمجہتا ہے کہ فی الجملہ عقل و شعور رکہتا ہو اور اونکو عقل معاد کی بالکل نہین ہے گو عقل معاش رکہتے ہون اور ظاہر ہے کہ اگر باپ دادا کسی کے دیوانے اور بےعقل ہوئے ہون ہرگز پیروی اون دیوانون کی نکرین گے پس یہہ لوگ کس طرح پیروی باپ دادا کی ہرحال مین اختیار کرتے ہین اور یہہ لوگ عقل معاشی باپ دادا پر فریفتہ ہوکر اون کے افعال و اقوال کا مقدمہ دین مین اتباع کرین تو یہہ عین خطا ہے اسلئے کہ عقل معاش کی اور ہے اور فہم دین کا اور ہے باپ دادا اون کے مقدمات دین کو بالکل نہین سمجہتے تھے

کافر کہتے تھے کہ ہم تین سو ساٹھ خدا رکھتے ہیں ان سے ایک شہر کا بندوبست چل نہیں سکتا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتا ہے کہ ایک خدا تعالیٰ ہی سارے عالم کا کام بناتا ہے۔ سو کوئی دلیل لاوے اپنی بات پر تب ہم سچ جانیں پر خدا تعالیٰ نے اس آیت میں نشانیاں اپنی قدرت کی بیان کیں کہ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ بیشک پیدا کرنے میں آسمانوں کے

بلکہ ان مقدمات مین حد انسانیت سے باہر تھے اور دریافت منفعت اور مضرت اور حسن و قبح کی اونکو ہرگز حاصل نہ تھے اور اسکی دلیل یہہ ہے کہ وہ بلا شبہ کافر تھے وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا اور مثال اون لوگون کی کہ کافر ہوگئے ہین سمجھنے مقدمات مین اور سمجھانے مین كَمَثَلِ الَّذِي مثال اوس جانور کی ہے کہ يَنْعِقُ مانند کوے کی آواز بلند کرتا ہے واسطے جمع کرنے یا بہگانے کی بِمَا لَا يَسْمَعُ اون حرف سے کہ نہین سنتا اون کو اِلَّا دُعَاءً مگر بلانے کو وَنِدَاءً اور فریاد کرنیکو کہ اوسکے واسطے بلاتا ہے یا کسی چیز سے ڈراتا ہے اور بہگاتا ہے بالکل اوسکو اوس آواز سے نہین معلوم ہوتا اور جب اپنے تئین دریافت نہوا تو سننے والون کو کیا دریافت ہوگا پس یہہ سننا بحساب سمجھنے کے سننا نہین ہے جب اصل دریافت نہوا تو منفعت اور مضرت خصوصًا آخرت کے کس طرح دریافت ہوگی اور اسی واسطے کہا جاتا ہے کہ تمام کافر خواہ پیشوا و خواہ مقلد و خواہ باپ دادا و خواہ لڑکے صُمٌّ بہرے ہین اور اگر بالفرض اس شنیدن کو سننا اختیار کرین تو اظہار حق اور نطق مین - بُكْمٌ گونگے ہین اسواسطے کہ اظہار حق اون کی زبان سے ہو ہی نہین سکتا اور درحقیقت عُمْيٌ اندھے ہین جب انہون نے حقیقت کو نہ دریافت کیا بیان کسطرح کر سکینگے اور جب سمجھنا فرع احساس ہے اور محسوسات مبادے معقولات کی ہین اور انہون نے مبادی کو گم کر دیا ہے فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ پس وہ عقل نہین رکھتے ہین مقدمات دین مین گو جانورون کی طرح عقل معاش رکھتے ہون اور جب اونکو مقدمات دین مین عقل نہوئی پس اتباع اونکا بعینہ اتباع جانبین کا ہوا اس جگہ چند فائدے ہین اول یہہ ہے کہ يَا أَيُّهَا النَّاسُ خطاب عام ہے مسلمان و کافر کو حالانکہ حنفیہ اور اکثر اہل اصول کے نزدیک کافر مخاطب فروع دین کے نہین ہوسکتے ہین اور یہہ خطاب بفروع دین ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ چونکہ کافر اہلیت ثواب کی نہین رکھتے ہین لہذا جو عمل کہ اوسپر ثواب مترتب ہو اوسکے مخاطب نہین ہوسکتے لیکن مناجات قسم معاملات و عادات سے کہ جنکا کرنا اور نہ کرنا برابر اور نہ اونکے کرنے پر ثواب اور نہ کرنے پر عذاب اوسکی ساتھ کافر بہی مخاطب ہوسکتے ہین

کیسا عجیب پیدا کرنیوالا ہے بے نہایت اور بے سہارے تمام سکہا ہے آسمانون اور زمین کے پیدا کرنے سے کیسی کسنا وہ ہین جو پیدا ہین اور مضبوط بالائی پہیلائی ہے اور پست ہین رات اور دن کے جسے آتے ہین اور پیچہے آتے ہین اپنے اپنے موسم مین اور اس کشتی کے چلنے مین جو دریا مین بہتی جاتی ہے ساتھ اس چیز کے جو فایدہ پہنچاوے لوگون کو سودا گری سے یہہ سب نشانیان ہین خدا تعالیٰ کی قدرت کی - وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ

دوسرے یہہ ہے کہ اس آیت مین لفظ الفینا واقع ہوا اور سورہ مائدہ اور سورہ لقمان مین لفظ
وجدنا اسکی کیا وجہ ہے جواب اہل عربیت نے لکھا ہے کہ الفی خواہ مخواہ متعدی بدو مفعول ہوتا
ہے اور وجد دو معنون مین مشترک ہے ایک معنی سے متعدی بیک مفعول ہوتا ہے اور دوسرے
معنون سے متعدی بدو مفعول پس قرآن مین اول جگہ وہ لفظ کہ صریح معنے متعدی
بدو مفعول ہے لائے کہ مقصود اوس جا وہی معنی ہین اور آئندہ موقع مین شہرت کے
لفظ وجدنا پر اکتفا کیا کہ سابق قرینہ معنے مراد کا ہو چکا ہے اور اہل تدقیق نے کہا
ہے کہ ہرچند الفی اور وجد اصل معنی مین مشترک ہین لیکن الفی اکثر معنے معقولہ مین مستعمل
ہوتا ہے اور وجد اکثر اعیان محسوسہ مین اور چونکہ سابق اس سورہ مین ذکر کیا گیا ہے
کہ یہہ آدمی حقیقت مین تابع شیطان ہین اور دشمنی اوسکے محسوس نہین ہی لہذا مناسب
ہوا کہ اس جگہ لفظ الفی مستعمل ہوا اور سورہ مائدہ مین مذکور ہوا ہے کہ پہلے جاہل بحائر اور
سوائب کو حرام جانتے تھے اور خدا پر افترا کرتے تھے اور یہہ دونو امر محسوس اور مسموع
تھے اور سورہ لقمان مین بھی مذکور ہوا ہے کہ بعض آدمی بے دلیل عقلی اور شرعی
کے مقدمات دین مین مکابرہ کرتے ہین اور بے شبہہ یہہ امر بھی محسوس اور مسموع
ہے لہذا ان دونون صورتون مین لفظ وجدنا مناسب ہوا تیسرے یہہ ہے کہ اس
سورہ مین لایعقلون شیئا ارشاد ہوا اور سورہ مائدہ مین ایسی ہی مقام پر لایعلمون شیئا
یہہ فرق کس نکتہ پر مبنی ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ نفی کرنا عقل کا نکوہش مین
زیادہ تر ہے بہ سبب نفی کرنے علم کے اسواسطے کہ آدمی باوجود عاقل ہونیکے جاہل
ہوتا ہے اور بے عقل نہین ہوتا مگر طفل یا دیوانہ اور جب اس جگہہ کافرون نے
بل نتبع ما وجدنا کہا تو صریح دشمنی اور استکبار کیا پس عقل کی نفی اونکے پیشواؤن
سے اس مقام مین مناسب تر ہے اور سورہ مائدہ مین کفار نے فقط اسی قدر حکایت
کی کہ حسبنا ما وجدنا علیہ آباءنا اور اس دعوے کے رد مین نفی علم مین کافی ہی اسلئے
کہ جہل پر اکتفا نہین ہوسکتا چوتھے یہہ ہے کہ اس آیت مین دو طریق سے
ابطال تقلید کا اشارہ ہے پہلے یہہ کہ مقلد سے پوچھنا چاہیئے کہ تو جس کی

موضح القرآن
اور اس مین نشانی ہے جو اتارا اللہ تعالی نے آسمان سے پانی پھر جلایا اس پانی سے زمین کو جو سوکھی پڑی تھی پیدا ہوئی بعد مرنے اسکے جو خشک اور بے رونق ہوری تھی اور بکھیر اور پھیلاے بیچ اوس کے ہر طرح کے جانور اور پھیرنا ہواؤن کو کہ جو کوئی باد صبا ہی اور کوئی پچھوائی ہے اور کبھی گرم اور کبھی سرد

تقلید کرتا ہی وہ تیری نزدیک محق ہے یا نہیں اگر اوسکی محق ہونے کو نہیں پہچانتا ہے تو باوجود احتمال
مبطل ہونے کی کیوں تقلید کرتا ہے اور اگر محق ہونا پہچانتا ہے تو کس دلیل سے اگر دوسرے کی
تقلید سے تو اسی طرح اوس تقلید میں کلام ہوگا اور تسلسل لازم آوے گا اور اگر عقل سے پہچانتا
ہے تو اوسکو معرفت حق میں کیوں نہیں صرف کرتا ہے اور عار تقلید اپنے پر کیوں گوارا کرتا
ہے دوسرا طریق یہہ ہے کہ جسکی تو تقلید کرتا ہے اگر اوس مسئلہ کو اوسنے بھی تقلید سے جانا
ہے تو تو اور وہ دونوں برابر ہوئے اوسکو کیا ترجیح ہے تاکہ تو تقلید اوسکی کرتی اور اگر اوسنے
دلیل سے جانا ہے تو تقلید اوس وقت تمام ہو کہ تو بھی اوسی دلیل سے اوس مسئلہ کو جانے
ورنہ تو مخالف ہوگا نہ مقلد اور جب تجھے اوسی دلیل سے معلوم ہوا تو تقلید ضایع ہوئے۔
پانچویں یہہ ہے کہ سیپارہ الٓم میں ایسے ہی آیت میں فرمایا ہے فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ اور
اس جگہہ فرمایا فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ اس میں کیا فرق ہے اسکا یہ جواب ہے کہ یہہ
آیت اس سیپارہ میں اون منافقین کے حال میں ہے کہ ایمان لاکر پھر ایمان سے
دور ہوگئے تھے اور رجوع نہیں کر سکتے تھے اور اس جگہہ کافروں کے حال میں کہ اصلا
ایمان ہی نہیں رکھتے اور حسن ایمان کو نہ سمجھے پس ہر لفظ اپنے اپنے مقام پر چسپاں ہے
اور جب معلوم ہوا کہ کافر جبتک کہ دام شیطان میں گرفتار ہیں اصلا قابلیت فہم خطاب
کی نہیں رکھتے اور حیوانات کی مانند عقل معاش بدون عقل معاد کے رکھتے ہیں پس ایسی حالت
میں پیروی مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ اون سے ممکن نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ پیروی اوس
حالت میں ہو کہ مثل انسان کے ادراک و شعور و فہم رکھتے ہوں اور وہ اس بات میں
بہرے گونگے اندھے ہیں پس سمجھنا چاہیئے کہ يَا أَيُّهَا النَّاسُ خطاب عام محض واسطے
الزام حجت اور عذر کے دور کرنیکے واسطے ہی مقصود بالذات خطاب اہل ایمان سے ہے
اسواسطے خطاب خاص کرکے فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے لوگو کہ ایمان لائے ہو اور
حواس و عقل تمہاری متعلقات دین میں سالم اور درست ہیں سمجھو کہ مقتضائے محبت و ایمان
خدا کا یہہ نہیں ہی کہ لذیذ اور بامزہ اشیاء کی کھانے سے پرہیز کرو بلکہ مقتضائے ایمان
یہہ ہی کہ حکمت الٰہی کو غایت مقصود اوس حکمت کا پہچانو اور جو اشیا کہ اللہ تعالیٰ

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ

نے کھانے کے واسطے پیدا کین ہین مقصود اون سے کھانا ہے اور مقتضاے محبت کا یہ ہے
کہ جو چیز محبوب عطا کرے اوسکو تمام خوشی سے استعمال مین لاوے یہانتک کہ عاشق
معشوق کے ہاتھ سے تلخ چیز کو شیرین جانکر کھاتے ہین پس کُلُوا مِن طَیِّبَاتِ مَا
رَزَقْنَاکُمْ کھاؤ تم اشیا حلال اور پاک جو کہ ہمنے تمہارا رزق کیا ہے اگرچہ لذیذ اور
گران قیمت ہوں اور اگر تمہین یہہ خوف ہو کہ اشیاء لذیذہ کھانے سے گرفتار حظ نفس کے
ہوجائین گے اور عبادت خدا سے بازرہ جاوین گے تو ایسے تدبیر کرو کہ عین حظ
نفس مین مشغول عبادت رہو وَاشْکُرُوا لِلّٰہِ یعنے خدا کا شکر کرو تم اس واسطے کہ
لذیذ نفیس چیز کے کھانے سے کہ مرغوب طبع ہو دل سے شکر نکلتا ہے اور اس قسم کا
شکر عمدہ عبادت ہے اور موجب زیادتی محبت منعم حقیقی کا ہے اور یہہ عبادت بدون
تلذذ نفس کی ادا نہین ہوتی پس اس تلذذ کو عبادت کا وسیلہ گردانو اور وسیلہ
عبادت کو عبادت جانو اور یہی شان عارفون کی ہے کہ عادات کو عبادات
کرتے ہین ہان ناقص لوگ عبادت کو نفس کشی اور فقر و فاقہ و خشک خوری و خس پوشی
مین منحصر جانتے ہین اسلئے کہ اونکی طبیعت ایسی ہی عبادت سے مالوف ہے اور اپنے پیشواؤن
سے ایسی ہی عبادت دیکھتے اور سُنتے آئے ہین لیکن درحقیقت یہہ خالص عبادت خدا
کی نہین بلکہ رضامندی طبیعت اور اپنی عادت کی آمیزش ہے جیسے کہ ایک خاوند نے
اپنے غلام کو ایک حکمت کے لئے راحت اور خواب و آرام کے واسطے فرمایا اور وہ غلام کوتہ
نظری سے سمجھا کہ یہہ آرام مجھے خدمت مولا سے باز رکھتا ہے چاہیئے کہ مین خواب و
آرام ترک کرون اور محنت شاقہ کر کے خدمت مولی مین کمربستہ رہون پس یہہ اطاعت
درحقیقت اطاعت وہم و خیال اپنے کی ہے نہ تابعداری خاوند کے پس تم اس طرح نہ کرو
اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ اگر تم خالص عبادت اوسکی کرتے ہو اور وہم و خیال و عادت اپنی
کو دخل نہین دیتے ہو اسواسطے کہ منظور عبادت سے رضامندی معبود ہے جس طرح کہ
راضی ہو **بیت** گر طمع خواہد زمن سلطان دین ۔ خاک بر فرق قناعت بعد ازین ۔
بیت یعنے گر منظور ہووے خود طمع سلطان کو ۔ پس نکالین سب طرح کے خواہش و ارمان کو ۔

یعنی بالمعہ لا رجعہ بجبروا
والذین امنوا اشد
حبا للہ ولو یری
الذین ظلموا اذ
یرون العذاب ان
القوۃ للہ جمیعا
ان اللہ شدید
العذاب اور وہ لوگ
جو ایمان لائے ہین
سو وہ بڑی محبت رکھتے
ہین خداتعالی کی اور
اگر دیکھین ظالم یعنی
مشرک جو وقت کہ
عذاب دیکھینگے کہ بیشک
تمام قدرت اور قوت
اور زبردستی خداتعالی
ہی کے لیے ہے اور جانینگے
اُسوقت کہ خداتعالی
بہت بڑا عذاب کرنے
والا ہے اذ تبرا
الذین اتبعوا من

جیساکہ نفس کا شکستہ کرنا اور لذائذ کا ترک کرنا موجب ایک طرح کی عبادت کا ہے یعنی ایسے ہی کھانے پینے خداداد مین فراخی کرنا ایک نوع کی عبادت ہے یعنی شکر بلکہ یہہ راہ محبت کی طرف کہینچتی ہے اور محبوب معبود اصلی ہے اور باوجود اسکے شکر بھی اللہ تعالی کا ہے اور ترک کرنا ایسے بواعث اور دواعی کا اوس جناب کی رضامندی کے خلاف رستہ طے کرنا ہے کہ بندگی مین رخنہ ڈالتا ہے اور حدیث قدسی مین بروایت معتبر وارد ہوا ہے کہ انی والجن والانس فی نباء عظیم اخلق ویعبد غیری وارزق ویشکر غیری یعنی میرا جن اور انس سے عجب قصہ واقع ہوا ہے کہ پیدا مین کرتا ہون اور عبادت دوسرونکی کرتے ہین اور رزق مین دیتا ہون اور شکر غیرون کا کرتے ہین اور فقہا نے لکھا ہی نعمتون الہی کا کھانا جو کہ بندہ کو پہونچتی ہین اصل مین مباح ہیں اور صیغہ امر کہ کلوا وارد ہی اجازت کی واسطے ہے نہ واسطے تکلیف کے لیکن کبہی کھانا واجب بہی ہو جاتا ہی جیسے کہ وقت ہلاکت کے ضعف سے طاقت حرکت کی نرہے اور کبہی مستحب ہوتا ہے جیسے کہ واسطے موافقت مہمانون کے اور زید بن علی بن حسین علیہم السلام سے کہ مشہور زید شہید ہین منقول ہے کہ کہتے تہی کہ اگر کوئی ان تین تقریب سے کہانے پینے مین تکلف کرے محسوب نہین ہوتا اور حساب آخرت مین معاف ہے مہمان کے واسطے اگرچہ خود بہی اوس طعام سے کھاوے اور افطار اور سحری روزہ دار کے واسطے گو آپ ہی ہو اور مریض کہ رغبت طعام مین کم کرتا ہو مگر تفسیر چیزون مین لیکن بعض زہاد صحابہ اور تابعین نے باوجود اس نص صریح کے لذائذ اور نفائس کھانے کی اشیاء کو بسبب خوف بازرہنے نعمت منعم سے اور حاصل کرنے واسطے نفس پروری کے عوام کو منع کیا ہے اور آپ بہی بسبب حفظ مرتبہ پیشوائی کے کھانے ایسے اشیاء سے پرہیز کیا ہے اور اسی قسم سے ہے جو کہ ابن سعد نے عمر بن عبد العزیز سے روایت کیا ہے کہ وہ ایک روز مجلس مین فرماتے تھے کہ آج رات مینے مالیدہ کھایا سو شکم مین کچھ تکلیف ہے اس واسطے کہ مین اس قسم کے کھانون کا معتاد نہین ہون خوشامدیون نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین حق تعالی کتاب مین فرماتا ہے کہ کُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ تم کس واسطے طعام لذیذ نہین کہاتے

کہا کہ افسوس تم اس آیۃ سے کیا سمجھ گئے مراد طیب سے حلت کسب ہے نہ کہ نفاست ولذت اور دلیل اسکی یہہ ہے کہ آنحضرت صاحب نے فرمایا کہ تحقیق اللہ قبول نہین کرتا مگر طیب اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے مسلمانون کو اوسی چیز کا حکم کیا ہے جسکا پیغمبر کو کیا ہے جیسے فرمایا ہے یَا اَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا اور فرمایا یَا اَیُّهَا الَّذِینَ اٰمَنُوا كُلُوا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ اور حضرت صلعم نے فرمایا ہے ایک آدمی سفر دراز کرکے پریشان سر اور بکھرے ہوئے بال و غبار آلود ہوکر حج کو جاتا ہے اور وہان جاکر ہاتھ پھیلا کر دعا مانگتا ہے یارب یارب اور حال یہہ ہے کہ خوراک اور لباس اوسکا حرام سے ہی اور لڑکپن سے حرام مین پرورش پائی تو اوس کی دعا کب قبول ہو اور یہہ حدیث صحیح ترمذی مین بروایت حضرت ابوہریرہ موجود ہے لیکن اس توجیہ پر عمر بن عبد العزیز متاخرین نے دو طرح سے اعتراض کیا ہے اول یہہ کہ اگر طیبات سے اشیاء حلال مراد ہو تو حرف من کہ تبعیض کیواسطے ہے یہی درست و مناسب نہین ہوتا اسواسطے کہ حلال چیزین سب کھانے کے لئے ہین پہر مقید بعض کے ساتھ کیون کیا اسکا جواب یہہ ہے کہ معنی تبعیض کے بنظر اجزاے ماکولات کے سمجھنا چاہیئے نہ بنظر افراد ماکولات کے اور جو چیز کہ حلال ہے اور بعض اجزا اوسکے حرام ہین تو اون اجزا کو کھانا نہ چاہیئے جیسے خون اور فضلہ اور دو لو فرج اور خصیے اور حرام مغز اور سپہ کہ کتب فقہ مین تصریح کی ہے اور نیز حلال چیز بھوک سے زیادہ کھانی حرام ہے پس حلال کا بعض سے مقید ہونا صحیح ہے دوسرا اعتراض یہہ ہے کہ اگر طیب سے حلال مراد ہو تو تکرار بے فائدہ آیۃ گذشتہ یَا اَیُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلَالًا طَیِّبًا مین لازم آتی ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ تکرار بے فائدہ نہین ہے کہ یہہ صفت کاشفہ ہے یعنی جو چیز کہ اذن شرعی سے حلال ہے ویسے ہی وہ پاک بھی ہے نجس نہین ہوا اور بالفرض اگر طیب سے حلال ہی مراد ہے تو لازم نہین ہے کہ تناقض مین فراخ روی سمجھی جاوے اسواسطے کہ علماے سلف کا طیب کی معنون مین بہت اختلاف ہے اور اوسکی ایک معنی لذیذ اور خوش آیندہ کے ہین تو کیا ضرور ہے کہ

اس جگہ یہی معنی مراد ہون اور بعضون نے کہا ہی کہ طیب حلال سے زیادہ خاص ہے
یعنی کسب اوسکا گناہ کے ساتھ ملا ہو جیسے کہ سوداگری مین جہوٹی قسم کہا کر اسباب فروخت کیا
ہو اور جانور کی پشت پر بوجہ زیادہ لادا ہو اور مزدورون اور بیلون سے تکلیف مالا یطاق
لی ہو اور بعضون نے کہا ہی کہ حلال وہ ہے کہ مفتیون نے اوسکی حلت کا فتویٰ دیا ہو اور
طیب وہ ہے کہ اوسکی دل مین بہی شبہ حرمت کا نرہے جیسے گروی مکان کا کرایہ اور
زمین گروی کا محصول کہ مالک نے برضا و رغبت کے حلال کر دیا ہو تو اس سبب سے علما رد یا
منع نہین کر سکتے لیکن گرودار خوب جانتا ہے کہ یہہ رضامندی بسبب احتیاج قرض کے ہی
تو یہہ رضامندی نہین ہے اور اسی باب مین حدیث وارد ہے کہ اپنے دل سے فتویٰ
طلب کرے اگرچہ مفتی نے فتوی دیدیا ہو اور بعضون نے کہا ہے کہ حلال طیب وہ ہے
کہ بقدر ضرورت بروجہ کفاف کے کفایت کری اور نفس کو اوسکے حق سے زیادہ نہ دے
اور اوسکو لذت حاصل ہو مثلاً کہانا اسقدر کہ بہوک جاتی رہے اور پوشاک اسقدر کہ ستر پوشیدہ
ہو جاوے اور سردی اور گرمی سے محفوظ رہے اور مسکن اس قدر کہ عورتون کا پردہ
رہے اور سردی اور گرمی اور مینہہ کو باز رکہے **نظم** تنگ گھر تھا حکیم لقمان کا ✤ جبا
علم درد و درمان کا ✤ ساری شب بیکلی گذرتی تھی ✤ دہوپ دن بھر کی سر پہ گرتی تھی ✤
ایک بے عقل نے کہی یہہ بات ✤ اس مین کیونکر گذرتی ہے اوقات ✤ تب کہا اُسنے
ہان بہت ہے یہہ ✤ واسطے موت کے بہت ہے یہہ ✤ جاننا چاہیئے کہ حدیث
شریف مین وارد ہوا ہے کہ سب سے پاک چیز وہ ہے کہ انسان اپنے کسب سے
حاصل کر کے کہاوے اور علماء کا اس مین اختلاف ہے کہ سب سے اچھا کسب کونسا
ہے سو سب سے بہتر کسب جہاد اور لڑائی کفار سے ہے اس واسطے کہ حدیث شریف مین
آیا ہے کہ ہر نبی کا ایک پیشہ تھا اور میرا پیشہ جہاد راہ خدا مین ہے اور اوس کسب
کے بہتر ہونے کی وجہہ یہ ہے کہ غازی کلمہ دین کے بلند کرنے مین کوشش کرتا ہے اور
اوس کے ضمن مین حلال مال لوٹ مین پاتا ہے لیکن شرط یہہ ہے کہ ارادہ جہاد کے
اپنے دل مین قصد لوٹ کا نکرے اور اپنی نیت خالص رکہے اور پہر تجارت ہے

علی الخصوص وہ تجارت کہ مسلمانونکی حاجتین دور کرے جیسی حدیث مین آیا ہے کہ الجالب
مرزوق والمحتکر ملعون یعنی تاجر کہ ایک شہر سے دوسرے شہر مین واسطے نفع رسانی
مسلمانون کے اشیاء لیجاوے مرزوق ہے اور جو کہ اشیاء سوداگری کو روک رکھے ملعون ہے
اور تجارت کہ بہ نیت نفع رسانی مسلمانون کے ہو تو وہ تجارت حکم عبادت کا رکھتی ہے اور پھر
کھیتی کہ اس مین بھی نیک نیت حاصل ہونے قوت آدمیون اور جانورون کے ہوتی ہے
اور نیز اعتماد اور توکل قوی رحمت الٰہی پر کہ باران اور ہوا ہے ہوتا ہے اور ان تینون
کسب کے علاوہ جو کسب ہین اون مین باہم زیادہ فضیلت نہین مگر کتابت کہ دین
کی کتب کی حفاظت کے واسطے اور اخبار انبیا اور ملفوظات اولیا کی محفوظ رہنے
کے واسطے ہو بہ نسبت اور پیشون کے بہتر ہے اور ان کے بعد وہ پیشے اور صنعتین کہ بقائے
عالم کے واسطے ہین معماری اور گلکاری اور اینٹ اور چونہ بنانا اور روغن کشی اور
روئی دھنتا اور جولاہہ گری اور درزی گری اور آٹا پیسنا بہتر ہین بہ نسبت اون صنعتو
کے کہ فقط تکلف اور تفاخر اور زینت کے واسطے ہون جیسے زرگری نقاشے کارچوبی و
حلواگری اور عطر بیچنا اور رنگریزی وغیرہ اور یہہ صنعتین جو اپنے موقع پر ہون تو کراہت
نہین ہے بخلاف اون کسبون کے جن مین نجاست آلودہ ہو یا بدخواہی خلق یا گناہ
الٰہی پر مدد ہو یا بہت دروغ کہنا اور دغا اور فریب لازم آتا ہو جیسے کہ شاخ کشی
اور قصابی اور غلہ کا روکنا اور مردہ دھلوانا اور غسل کرانا اور ناچنا اور نقل کرنا اور
شکری سے کھیلنا اور دلالی اور وکالت اور امامت اور اذان پر اجرت لینا اور خدمت
مسجد اور تلاوت قرآن اور تعلیم پر اجرت لینا سب مکروہ ہین لیکن قرآن کی تعلیم اور تلاوت
پر اجرت لینا اب مکروہ نہین ہے کہ مسئلہ کا فتوی اسی پر ہے اس سبب سے کہ تعلیم قرآن بدون
اجرت کی بالکل گم ہو جاوے اور اس دولت عظمی سے آدمی محروم رہ جاوین بالجملہ منطوق
اس آیت کا یہہ ہے کہ جو چیز بے شبہ حلال ہے اور گو لذیذ و نفیس و گران قیمت ہو اوسکا
کھانا جائز ہے اور بہ نیت ادای شکر مستحب ہے اور اصلا مخالف مقتضای ایمان اور
محبت الٰہی کی نہین ہے ہان مخالف ایمان اور منافی محبت کے یہہ ہے کہ حرام اشیاء

اور بعضے جانور جو بتون کے نام پر چھوڑ دیتے ہین حرام جانتے اور حرام کو حلال سمجھتے
آیت اتری یا ایہا الناس کلوا مما فی الارض حلالا طیبا ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین
اے آدمیون کھاؤ وہ چیزین جو زمین مین پیدا ہوتی ہین حلال پاکیزہ اور مت پیروی کرو شیطان کی بہکانے
اور چھلاسے کی جو وہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال بتاتا ہے سو وہ شیطان تمہارا دشمن ہے صریح

کو کھاوے اور رضامندی اللہ سے دور ہو جاوے لہذا اللہ تعالی نے لذائذ اور منافع کی چیزوں
کو حرام نہ کیا بلکہ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ نہیں ہیں حرام تمپر وہ چیزیں کہ معمول طبائع سلیمہ کی ہیں
جیسے ہرن - بکری - گاے - بھینس - بیل گٹے - گورخر اور کبوتر یا تیتر اور اور
جانور چرندہ و پرندہ مگر اَلْمَیْتَةَ مردار کہ خود بخود مر گیا ہو یا کسی نے اوسکو شرعاً ذبح نہ کیا ہو مثلاً
گلا گھوٹ کر مار ڈالا ہو یا لکڑی و پتہر سے مارا ہو یا چہت پر سے گرکر مر گیا ہو یا کسی جانور نے
سینگ سے مار ڈالا ہو یا کسی درندہ نے مارا ہو تو یہہ سب مردار ہیں اور مردار کا حرام کرنا عین
حکمت ہی اسواسطے کہ پاک کرنیوالا بدن جانور کی روح ہی اور جب روح اوس سے جدا ہوئے
تو اوسکی عفونات کا دور کرنیوالا نرہا پس وہ عفونات اوسکے تمام بدن کو فاسد کردیتے ہیں
اور بہت بدمزہ اور بدبو اور بدتاثیر ہو جاتا ہے اور اگر بعض آدمی طفلی سے کہاتے ہوں
اور کچہہ نقصان نہ پہونچے تو معتبر نہیں ہے کہ مصرعہ جو زہر کی عادت ہو وہ نقصان نہ بخشے
اور باوجود اسکی صورت اور شکل اور اخلاق مردارخوروں کی اسقدر بری ہوتے ہیں کہ انسانیت
سے خارج ہیں اگر تمہاری پر مردار حرام نہوتا تو تم بہی ایسے ہی بدطبع اور بدشکل اور بدصورت
اور بدخلق ہو جاتی اور رزالت نفس اور خساست طبع میں گرفتار ہو جاتے ہاں جب کہ
وقت جدا ہونے روح جانوروں کی خون اوسکے کو کہ موجب تعفن اور اخلاط فاسد کا
ہے خدا کے نام کے ذکر سے نکالا تو بجاے روح کے پاک ہونیکے یہہ پاکیزگی قائم ہو گئی اور
شکار میں اگرچہ خون کا نکالنا بروجہ اتم ممکن نہیں ہی لیکن ذکر خدا کے نام کا قائم مقام روح
کے ہو جاتا ہے اوسیواسطے شکار میں ذبح کرنا ضرور نہیں ہے اور جس جگہ کہ نام خدا کا ایکر زخم
کردیں حلال ہو جاتا ہے مگر جو جانور کہ قابو میں ہو وہ بغیر خون نکالنے کے حلال نہیں ہو
اور طریق خون نکالنے کا یہہ ہے کہ حلقوم اور مری اور دو رگوں بلند گردن کو کسی تیز چیز
سے خواہ لوہا ہو یا پتہر یا لکڑی کاٹ ڈالیں اس واسطے کہ مجمع خون کا دل اور جگر ہے
اور خون کا اوس مکان سے نکالنے کی بہت قریب راہ یہی ہے اور اسی واسطے طبیبوں
کے ہاں مقرر ہے کہ مواد مجتمع اس جگہ کو قے کرا کے نکالتے ہیں اور نیز اگر خون بدن
جانور کا اور کسی طرف سے نکالا جاوے تو جانور دیر میں مری اور رنج بیفائدہ حاصل ہو نکلانے

وَالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ
وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا

اوس راہ کے کہ ہرگز فرصت نہین دیتا اور اوسیوقت مرجاتا ہی اور نیز چونکہ سانس کی آمدورفت کا
یہہ ہی رستہ ہی اور نفس مدد روح ہے پس چاہیئے کہ روح اور مرکب روح کو کہ خون ہے اس راہ سے
نکالین اور نیز روح اور خون غذا سے پیدا ہوتے ہین اور غذا اسی راہ سے جاتی ہے پس وقت
جدا کرنے روح اور خون کے بہی یہی راہ اختیار کرنی چاہیئے اور نیز جو خون اوبہ جاتا ہے
اور روح بہی اوس کے ساتھ جنبش کرتی ہے اور حرکت فوقانی سے ایک طرح کی صفائی
کدورات سے حاصل ہوتی ہے اور خباثت کم ہوجاتی ہے اور قابلیت اس امر کی ہوجاتی
ہے کہ خاک بہشت ہوجا اصل کلام اگر مردار کہ کہ خبث عظیم اوس مین ہے نہ طہارت روح
ہے اور نہ طہارت ذکر نام خدا ہے تو اوسکو مت کھاؤ کیونکہ اگر وہ شے خبیث جزو بدن
تمہارے کا ہوجاوے البتہ روح تمہاری کو تعلق اشیاء خبیثہ سے ہوجاوے اور خباثت
پیدا کرے پس محبت اللہ تعالی کی اوس روح سے جاتی رہے گی مثل ارواح شیاطین
کے اور تعفن پیدا ہوجاوے گا ہان البتہ دو جانور مردار بحکم حدیث کے حلال ہین کہ فرمایا
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو جانور مردار ہمارے واسطے حلال ہین ایک مچھلی اور دوسرے
ٹڈی لیکن مچھلی اس سبب سے کہ اصل مادہ اوسکی بدن کا پانی ہے اور پانی بالطبع پاک کرنیوالا ہے
پس جیسے کہ نجاست پانی مین اثر نہین کرتے ایسے ہی جدا ہونے روح جانور آبی کے
اثر نہ کرے گی اور حاجت ذبح کی نہ رہے اور ٹڈی اس سبب سے کہ وہ خود بخود بے توالد
و تناسل کے پیدا ہوتی ہے اور خون جاری نہین رکھتے اور تعلق اوسکے روح کا بدن سے
مثل تعلق روح پہاڑ و درخت و دیگر جمادات کے ہے اور اس طرح کا تعلق سے جدا
ہونا موجب نجاست کا نہین ہوتا ہرچند تمام جانور دریائی اور تمام حشرات اس علت
مین مشترک ہین لیکن بسبب خبث ذاتی اور غذاے نجس کے حرام ہین اور مضر بخلاف
مچھلی اور ٹڈی کے کہ اس نقصان اور خبث ذاتی اور عارضی سے سالم ہین اسیواسطے
ان دونون کے ساتھ استثنا خاص ہوا اب یہہ بیان کرتے ہین کہ مردار کی کس
کس چیز سے انتفاع درست اور کون کون سے اجزاے میت داخل حرمت
ہین اس آیت سے کھانا مردار کا مطلقاً حرام ہے لیکن اون جانورون کو کہ

أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ

اور جب کہیں مشرکوں کو کہ تابعداری کرو تم اس چیز کی جو حکم اتارا ہے خدا تعالی نے حرام و حلال چیز دین میں تو کہیں کہ ہم نہیں مانتے بلکہ تابعداری کرینگے ہم اسکی جو پایا اس کام پر اپنے باپ دادا کو اور یہ نہیں سمجھتے کہ بھلا اگر ان کے باپ دادا بیوقوف ہوں نہ سمجھتے ہوں کچھ اور نہ راہ سیدھی جانتے ہوں تب بھی اپنے باپ دادا کی راہ چلیں وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ

گوشت کھانے کے معاملہ مین جیسی باز یا شکرا کتابی کہلانا مختلف فیہ ہی لیکن ظاہر یہ ہے کہ جائز ہو
اور چربی مُردار کی روشنی شمع وچراغ کی کام مین لانے کے واسطے درست ہے اس واسطے
کہ حدیث صحیح مین وارد ہوا ہی کہ کسی آدمی نے آنحضرت صلعم سے پوچھا کہ اگر چوہا گھی مین
گرجاوے اور مرجاوے تو اوس گھی کا کیا کرین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
چراغ مین ڈالدو اور ہرگز نہ کھاؤ اور بال اور پشم اور سینگ اور ناخن اور دانت اور
ہڈیان مُردار کی سب پاک ہین اونکا استعمال جائز ہے اس واسطے کہ اللہ تعالی نے
سورہ نحل مین نعمت کے مقام پر فرمایا ہے کہ مِنْ أَصْوَافِهَا وَأَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا
أَثَاثًا وَمَتَاعًا إِلَى حِينٍ ٥ یعنی جانورون کی صوف اور اونٹ کی پشم اور بالون سے
اپنے گھرون کا اسباب و متاع بناؤ بغیر تفصیل مُردہ اور زندہ کے اور نیز استعمال
ان اشیاء کا خصوصاً ہاتھی کی ہڈی اور اوسکے دانتون کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مین جاری تھا اور بالیقین ہاتھی ذبح نہین ہوتا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم استعمال سے
منع نہین فرماتے تھے اور ایسے ہی مُردار کا چمڑا جبکہ دواؤن اور مصالحون سے نجاست
دُور کیجاوے قابل انتفاع ہوتا ہے اور اگر آفتاب یا خاک سے خشک کرین تب بھی یہی
حکم رکھتا ہی اسواسطے کہ صحیحین مین وارد ہے کہ ایک بار آنحضرت صلعم نے دیکھا کہ ایک
مُردہ بکری حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے لوگ کھینچے لئے جاتے تھے حضرت
نے فرمایا کہ اسکی پوست کو کسواسطے نہ اوتار لیا کہ دباغت کے سبب خشک ہوجاتا
ہے ایسے ہی اگر کوئی جانور کہ خون جاری نہین رکھتا ہو جیسے مکھی مچھر بچھو پانی مین
گرجاوے یا اور کسی چیز مین تو وہ شے ناپاک نہین ہوتی اور قابل انتفاع کے ہے اسواسطے
کہ ان جانورون کی رطوبت درختون اور نباتات کی ہے تعفن پذیر نہین ہے اور کیڑا کہ
بعض میوون مین ہوتا ہے جیسے گولر وغیرہ یا سرکہ مین پڑا ہو تو اوسکا بھی یہی حکم ہے
بلکہ اوس کیڑے کو بہ تبعیت اوس میوے اور سرکہ کے کھانا بھی جائز ہے لیکن اوس
کیڑے کو سرکہ و میوے سی باہر نکال کر کھانا درست نہین ہے اور مردہ جانور کا شیر
اور جُبنہ امام اعظم کے نزدیک پاک ہے اور ایسے ہی انڈہ جانور مُردہ کا اگر سخت

ہو تو بعد دھونے کے پاک ہو جاتا ہی اسواسطے کہ یہہ چیزین موت کا حکم قبول نہین کرتین اور اجزاے
متصلہ مُردہ سے بہی نہین ہین بلکہ طبیعت ان چیزون کی جُدا کرنیکے واسطے ترتیب کی
گئی ہے اگر کوئی جانور حرام کو مثلاً کتے بلی کو از روے شرع کے ذبح کرے تو اوسکے حکم مین
اختلاف ہے امام اعظم صاحب کے نزدیک پاک ہو جاتا ہے لیکن اوسکا کھانا روا نہین اور
امام شافعی صاحب کے نزدیک پاک بہی نہین ہوتا اور نجاست مین حکم مُردار کا رکھتا
ہے وَالدَّمَ اور مگر خون اسلیے کہ خون اجزاے حیوانات مین اصل متعفنہ ہے اور
گوشت و پوست اسی سے پیدا ہوتا ہی اولا خون رُوح سے تعلق رکھتا ہے اور پہر رُوح
کا جُدا ہونا اوسکے نجس ہونے مین تاثیر عظیم پیدا کرتا ہے بلکہ حقیقت مین مرکب رُوح
خون ہے اور جُدا ہونا رُوح کا بدن سے جدا ہونا خون سے ہے پس بعد جُدا ہونے رُوح کی
قابل طہارت نہین رہتا گویا کہ یہہ جُزو اجزاے جانور سے نجس العین ہے کہ کسی تدبیر سے
پاک نہین ہوتا اور نیز تعفن اسکا بالذات ہے اور تعفن اور فساد اور اجزاء کا بسبب اختلاط کی
و دیگر اجزاء بدن کا بسبب اختلاط ہونے اجزاء عفنہ کے ہی اور جو چیز کہ بالذات ہو عوارض
سے زائل نہین ہوتی اب ہم یہہ بیان کرتے ہین کہ کونسا خون ناپاک و حرام ہے آیا وہ
خون کہ رگون مین جاری رہتا ہے یا وہ خون کہ گوشت سے چپیدہ ہو کر بصورت
گوشت ہو جاتا ہے امام اعظم صاحب کے نزدیک وہ ہی جاری خون حرام اور ناپاک ہے
اور قطرات خون کے کہ گوشت پر چپیدہ ہوتے ہین حرام اور ناپاک نہین ہین اگر ایسے
گوشت کو بغیر دہونے کے پکا لیا تو اوسکا کہانا جائز ہے لیکن خلاف لطافت طبیعت کے
اور امام شافعی صاحب کے نزدیک یہہ اور وہ دونو خون حرام اور ناپاک ہین اگر گوشت
بغیر دہونے پکا لیا تو اوسکا کہانا جائز نہین اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ آنحضرت
صلعم نے فرمایا ہے کہ جیسے ہمارے واسطے دو مردار مچھلی اور ٹڈی حلال ہوئین ہین اسیطرح
دونون خون کلیجی اور تلی بہی حلال ہین اسواسطے کہ سارے اعضا مین سے یہہ دونون
اعضا گویا خون منجمد ہین اور بصورت گوشت ہین باوجود اسکے بحقیقت عضو ہونے کے
بہی حلال ہین اور خون کا کھانا اخلاق درندون کی طرف مائل کرتا ہے اور غصہ

موضح القرآن

اِن کُنتُم اِیّاہُ تَعبُدُونَ
وہ لوگو جو ایمان لائے ہو کھاؤ ستھری پاکیزہ چیزون سے جو روزی دی ہم نے تمکو اور احسان مانو خدا تعالی کا اگر تم اوسی کی بندگی کرتے ہو
اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیکُمُ المَیتَةَ وَالدَّمَ وَلَحمَ الخِنزِیرِ وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیرِ اللّٰہِ فَمَنِ اضطُرَّ غَیرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا اِثمَ عَلَیہِ اِنَّ اللّٰہَ غَفُورٌ رَّحِیمٌ
اسکے سوا کچھ نہین حرام کیا تمپر مردار اور
مردار جانور جو آپ مرجاوین بغیر ذبح کیے اور لہو جو ذبح کے وقت بہتا ہے وہ بہی حرام

اور اسکی فراج مین پیدا کرتا ہی جیسے حبشی خون کھانے کی معتاد ہین اور چمارون مین یہہ اخلاق ظاہر
ہین پس عین حکمت الٰہی ہے کہ یہہ چیزین تمپر حرام فرمائین اور اگر خون مُردار کھاتے تو
جو نقصانات کہ مُردار کے کھانے مین ہوتے ہین اُسکے کھانے مین لاحق ہوتے —
اور اگر خون زندہ جانورون کا نکالکر مثل حبشیون کے کھاتے تو یہہ صورتین تمہارے
مثل صورتون خونخوار کے ہوجاتین اور دائرہ انسانیت سے باہر ہوجاتی اور نیز جانور بھی
بسبب نکلجانے خون کے کہ مادہ قوت حیوان اور مرکب رُوح ہے ضعیف البدن ہوجاتے
اور احتیاج کے وقت اون سے منافع حاصل نہ کرسکتے اور اون کا گوشت بھی بدمزہ ہوجاتا
اور سواری اور بارکشی کا کام نہ دے سکتے پس حلال جانورون کا خون حرام فرمانا بلاتشبیہ
ایسا ہے جیسکہ کوئی حاکم و یا رئیس زمیندارون کو سبز اور کچی کھیتی کھانے سے منع فرماوے
تاکہ انجام کار نقصان نہو وَلَحۡمَ الۡخِنۡزِیۡرِ اور منع گوشت سور کا اگرچہ مردار نہوا اور ازروے
شریعت کے ذبح کیا ہوا سو واسطے کہ یہہ جانور نجاسات کی طرف بہت مائل ہے خصوصاً
فضلہ انسان کا اوسکی خوراک ہے اور اوسکا گوشت بھی نجاست کے کھانے سے پیدا
ہوتا ہے پس اوسکا گوشت کھانا گویا اپنی نجاست کھانا ہے اور نیز رُوح اس جانور کے
حرص اور بیحیائی اور بے عزتی کے طرف اسقدر مائل ہے کہ دوسرے جانورون کی نہین
اور یہی باعث ہے کہ جو آدمی اس کا گوشت بطور مداومت کے کھاتے ہین جیسے
نصاریٰ اور بعض قوم ہنود وہ ان اخلاق مین اس جانور سے کمال مشابہت رکھتے ہین
جیسے بے عزتی اور ناحفاظتی ناموس اور سارے مال پر حریص ہونا اور نجاست مین
آلودہ رہنا اور چونکہ تعلق رُوح اس جانور کا تمام بدن سے ہے تو خبث رُوحی
اوسکی تمام جسم مین سرایت کرتی ہے پس تمام بدن اوسکا بمنزلہ فضلۂ انسان
ہے کہ کوئی چیز گوشت و پوست اور بال و ناخن قابل انتفاع نہ رہا ہرچند
کھانے مین فقط اوس کا گوشت آتا ہے اور اسیواسطے آیت مین فقط گوشت پر
اکتفا کیا اس واسطے کہ پہلے سے ذکر کھانے ہی کا ہے لیکن تمام اُمت کا اجماع
ہے کہ یہہ جانور نجس العین ہے اور اسکے کسی چیز سے فائدہ لینا نہ چاہئے مگر امام اعظم رح

اور امام محمد صاحب نے تجویز فرمایا ہے کہ اوسکے بالون سے جھول اور خورجیان اور اور چیزین
چمڑے کی بنا سکتے ہین وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ اور مگر وہ چیز کہ آواز دی گئی ہو حق اوس جانور
مین لِغَیْرِ اللّٰہِ واسطے غیر خدا کے خواہ تو وہ غیر بت ہو یا روح خبیث جیسے بھوت کے نام
دیتے ہین اور خواہ کسی جن کے نام کہ کسی کے گھر پر مسلط ہوا ہو اور بدون یعنی جانور کے بیت پروا
ہوتا ہو اور خواہ پیر و پیغمبر کے نام زندہ جانور مقرر کر دین کہ یہہ سب حرام ہے اور
حدیث شریف مین وارد ہے کہ جو شخص جانور کو واسطے تقرب غیر خدا کے ذبح کرے
وہ شخص ملعون ہے خواہ ذبح کے وقت خدا کا نام لے یا نہ لے اسواسطے کہ جب شہرت
کر دے کہ یہہ جانور فلانے کے واسطے ہے تو وقت ذبح کے خدا کا نام مفید نہ ہوگا اسواسطے
کہ وہ جانور منسوب بغیر خدا ہو گیا اور اوس مین پلیدی پیدا ہو گئی اور خبث اسکا مردار کے
خبث سے زیادہ ہے اسواسطے کہ مردار بغیر ذکر نام خدا کے مر گیا ہے اور یہہ جانور غیر خدا
کے نام پر مارا گیا ہے اور یہہ عین شرک ہے اور جبکہ یہہ خبث موثر ہوا تو ذکر نام خدا
اوسکو حلال نہین کر سکتا جیسے کہ کتا اور سور کہ نام خدا لیکر ذبح کئے جاوین حلال
نہونگے حقیقت اس مسئلہ کی یہہ ہے کہ جان واسطے غیر جان پیدا کرنیوالون کے نام نیاز کرنا درست
نہین ہے اور کھانے پینے کے اور چیزین اور مال بھی تقرب بغیر اللہ کے واسطے دینا حرام اور
شرک ہے لیکن ثواب جس چیز کا دینے والے کی طرف عائد ہو تو اوسکا ثواب غیر کے
واسطے کرنا جائز ہے اسواسطے کہ انسان کو پہونچتا ہے کہ اپنا ثواب غیر کو بخشدے جیسے
کہ اختیار ہے کہ اپنا مال غیر کو دیدے اور جانور کی جان آدمی کے مملوک نہین ہے
تا کہ دوسرے کو بخشدے اور نیز مال کا دینا اس طرح سے متوجب ثواب کا ہے کہ
آدمی اوس سے نفع اوٹھاتے ہین اور چونکہ مردے بعد مفارقت اس جہان کے قابل انتفاع
عین مال سے نہین ہے تو طریقہ نفع پہونچانے کا اس طرح قرار پایا ہے کہ مال کا ثواب کہ مستحقون
کو پہونچتا ہے مردون کی طرف عائد کرین اور چونکہ زندگی مین جان جانور کی بالکل
قابل انتفاع انسان نہین ہے تو بعد مرنے کے بھی قابل انتفاع نہ ہو ہان حدیث مین
جو وارد ہے کہ قربانی مردے کی طرف سے کرنا جائز ہے تو اوسکے معنے یہہ ہین کہ

جان جانور کے واسطے خدا کی دین تاکہ ثواب اوسکا مُردے کو پہونچے نہ یہہ کہ مُردے کے واسطے ذبح کیا جاوے بعضی جاہل مسلمان اس جگہہ کج فہمی کر کے کہتے ہین کہ گوشت کو پکا کر مُردون کے نام دینا جائز ہے اور ہم جانور کے ذبح کرنے مین جانب مردی سے اسی قدر ارادہ کرتے ہین جاہلون کے سمجہانے کے واسطے ایک نکتہ کافی ہے کہ اون سے کہنا چاہیئے کہ تم جانور کا ذبح کرنا بنام غیر خدا نذر کرتے ہو اگر عیوض جانور کے اوسیقدر گوشت خرید و اور پکا کر فقرا کو کھلاؤ تو تمہارے ذہن مین نذر ادا ہوتی ہے یا نہین اگر ادا ہو جاتی ہے تو تم سچے ہو کہ تمہارا مقصود ذبح کرنے سے فقیرون کو مُردے کی طرف سے کھلانا تھا اور اگر ادا نہین ہو تو شرک صریح لازم آتا ہے لفظ اس آیت مین کہ قرآن شریف مین چار جگہہ وارد ہے تامل کرنا چاہیئے کہ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فرمایا ہے مَا ذُبِحَ بِاسْمِ غَيْرِ اللّٰهِ نہین فرمایا پس بنام خدا ذبح کرنا اور شہرت اور آواز دینا کہ فلانی گای کو خدا کیواسطے ذبح کرتے ہین کچہہ فائدہ نہین دیتا اور گوشت جانور کا حلال نہین ہوتا اور اُہِلَّ کو ذبح پر حمل کرنا خلاف لغت اور عرف کے ہے اہلال لغت عرب اور اوس ملک کے عرف مین بمعنی ذبح کے نہین آیا ہی کسی شعر اور کسی عبارت مین پایا نہین جاتا بلکہ اہلال لغت عرب مین بمعنے آواز اور شہرت دینے کے ہی جیسے آواز طفل نو اور شہرت چاند اور بمعنی آواز حج اور اسکے سوا اور معنون مین مستعمل ہے اگر کوئی کہے اهللت لله ہرگز بمعنی ذبحت لله نہ سمجہا جاویگا اور نیز اگر اُہِلَّ کو ذبح پر حمل کرین پس ذبح بغیر الله مراد ہوگی ذبح باسم غیر الله کہان مراد ہوگی تاکہ مدعا ان آدمیون کا حاصل ہو پس اس عبارت مین اہلال کو بمعنی ذبح لینا اور پھر لغیر الله کو بجاے اسم غیر الله کرنا کلام الٰہی کی تحریف کے قریب قریب ہے تفسیر نیشاپوری مین کہا ہے کہ تمام علماؤن نے اجماع کیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی جانور کو ذبح کرے اور ارادہ ذبح سے تقرب الی غیر الله رکہے تو وہ آدمی مرتد ہو گیا اور اوسکے ذبیحہ بھی مرتد ہوگئے اور کافر جاہلیت مین گہر سے نکلتے ہوئے اور راہ مین بتون کا نام لیکر آواز کرتے تہے اور جبکہ مکہ معظمہ مین پہونچتی طواف کرنے یہہ طواف اونکا ہرگز مقبول نہین ہوتا تھا اور اسیواسطے حکم ہوا کہ بعد اس سال کے مسجد حرام

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ

کے نزدیک ہون پس اس جگہ ہی جو آواز بلند کی اور شہرت دی کہ یہہ جانور فلانے کا ہی اور اوسکے نام ذبح کرتے ہین اور وقت حلال کرنیکے نام خدا لیا ہر گز وہ حلال نہین ہوتا اور اس مین یہہ ہے کہ نزدیک عوام کے جانور کا ثواب پہونچانا جسکو منظور ہو اوسکا ایک طریقہ مقرر ہے جیسے کھانے پینے کی اشیاء کا ثواب روحون کو پہونچانا فاتحہ اور قل اور درود پڑھکے خواہ بقصد ثواب پہونچانے کے یا بقصد تقرب اور دفع شر اور دوستی کے ہان ذکر نام خدا کا جانور پر اوس وقت مفید ہو کہ قصد تقرب غیر خدا کا دل سے دور کرے اور اوسکے خلاف شہرت اور آواز دی کہ ہم اوس کام سے پھر گئے اب یہہ بیان کرتے ہین کہ لفظ بہ کو اس سورۃ مین لفظ بغیر اللہ پر مقدم کیا اور سورہ انعام و نحل مین موخر اسکی کیا وجہ ہے اسکی یہہ وجہ ہے کہ اصل یہی ہے کہ بے کو متصل فعل کے کرین اور مقدم تمام متعلقات پر لاوین اسلئے کہ بے اس مقام پر تعدیہ کے واسطے ہی جیسے ہمزہ اور تضعیف پس حتی الامکان فعل کے متصل ہو اور یہہ جگہ اول قرآن ہی پس اس موضع مین اوسکی اصل پر استعمال فرمایا اور دوسری سورتون مین محل انکار اور سرزنش کا ہے یعنی ذبح بقصد غیر اللہ مقدم آیا اسواسطے باقی سورتون مین جملہ فلا اثم علیہ کو موقوف رکھا اس واسطے کہ اول قرآن مین مسموع ہو چکا ہی اور یہہ چار چیز کہ مذکور ہوئی یعنی خون مردار اور سور کا گوشت اور وہ جانور کہ غیر خدا کے نام ذبح کیا جاوے اوس قسم سے ہے کہ سب فرقون پر ہر حال مین حرام ہے اور اوس قسم سے نہین ہے کہ ایک گروہ پر حرام اور دوسرے پر حلال جیسے زکوۃ اور صدقات یا ایک حال مین حرام اور دوسرے مین حلال جیسے دوا ے گرم کہ آتش مزاج والی پر حرام ہے اور بروقت برودت مزاج کے حلال اور بروقت لاچاری کے کھانا ان چیزون کا اور انکی حرمت معاف ہے فمن اضطر یعنی پس جو کہ لاچار ہوا کھانے ان چیزون سے یہ اضطرار کئی وجہ سی ہوتا ہے اول یہہ کہ بسبب بھوک کی بیتاب ہو جاوے اور کوئی چیز حلال کھانیکے نپاوے خواہ بسبب بیمقدوری اور خواہ بسبب نایافت کے اور اسقدر ضعیف ہو جاوے کہ طاقت نماز مین قیام کی نہ رہے اور جانے کہ اگر اسوقت مین سد رمق نکھاویگا تو آیندہ تلاش معاش اور اپنا حال اظہار کرنے اور سوال کرنے

ربط صحیفہ قرآن
سودی اوکی جینوں نے قبول کی گمراہی بیچ جنگ ہدایت ایمان
سو کیا بیچارہ صبر کا عذاب
چیزیں کہ بخشش کی اور ہمارا
بسبب ہے کہ اللہ نے اوتاری کتاب سچی اور جنہوں نے
وہ لوگ البتہ خلاف اور دشمنی
میں پڑے ہیں دور
خلاف مین ہین نہیں ہین

[illegible]

اور بازار کی آمد ورفت سے بازرہ جاؤنگا یا سفر مین واقع ہوا اور طاقت منزل اور آبادی مین
پہونچنے کی نرہے پس اس وقت اوسکو بقدر سد رمق اور حفاظت قوت کے کہانا ان چیزونکا
معاف ہے دوسرے یہہ کہ کسی بیماری مین گرفتار ہوجاوے اگر کوئی دوا سوائے ان چیزون
کے بناوے یا حکمای دیندار متفق ہوکر کہین کہ اسکی دوا یہی چیز ہی جیسے اطفال کو ڈبہ ہوجاتا
ہے اور اوسکا علاج خون خرگوش ہے تیسرے یہہ کہ کوئی ظالم کہ قدرت ہلاکا و تکلیف سخت
پہونچانیکی رکہتا ہو اور وہ ان چیزون کے کہانے پر جبر کرے اور اوسکے ذہن مین
یقین ہو کہ اگر مین نہ کہاؤنگا تو فی الواقع ہلاک کرڈالیگا ویا کسی عضو کو توڑ ڈالیگا یا میری
کسی عزیز کو ایسے ہی تکلیف پہونچاویگا لیکن شرط اس ناچاری مین یہہ ہے کہ غَیْرَ بَاغٍ
یعنی طالب لذت نہو کہ کوئی چیز حلال موجود ہو اور بسبب کراہیت طبع کے نہ کھاوے
اور نوبت اس حد کو پہونچی وَّلَا عَادٍ اور نہ تجاوز کرے حد سے کہ زیادہ سد رمق اور
حفظ قوت سے کھاوے اور شکم سیر ہوجاوے پس اگر ان شرطون سے حالت ناچاری
مین ان چیزون کو کہاوے فَلَآ اِثْمَ عَلَیْهِ تو اوسپر کچہہ گناہ نہین ہی اس واسطے کہ جب
ان خبیث چیزونکو ناچاری کی حالت مین باوجود کراہیت کے تناول کیا تو ان چیزون کا
خبث جوہر روح مین اثر نہین کرتا اور حرام چیزون کے کہانے سے گناہ ہونے مین کیون
تعجب کرنا چاہیئے حالانکہ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ تحقیق اللہ تعالی بخشنے والا ہے گناہون اچہی شخص کو کہ
اختیار اور بے اضطرار کے عمل مین لاوے اور اس بیچارے نے تو حالت ناچاری مین کھایا ہے
پھر کیون نہ بخشا جاوے اور باوجود اسکے رَّحِیْمٌ مہربان ہے اور مہربانی تقاضا کرتی ہی
کہ حفظ جان اور قوت جسطرح سے ہو روا رکہے اسجگہہ ایک سوال جواب طلب ہے اور وہ یہہ ہے
کہ لفظ اِنَّمَا واسطے حصر کے ہی پس اس آیت سے معلوم ہوا کہ سوائے ان چار چیزون کے
اللہ تعالی کے نزدیک اور کہانیکی چیزین حرام نہین مین حالانکہ شریعت مین بہت
جانور درندے جیسے شیر بہیڑیا چیتا پلنگ لومڑی گیدڑ سیاہ گوش کتا۔ بلی وغیرہ
اور جانور پرندے جیسے باز شکرہ شاہین اور تمام حشرات الارض جیسے سانپ
بچہو چوہا نیولہ اور دیگر جانور نجاست کہانیوالے جیسے چیل کوا۔ گدھا وغیرہ

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ

سب حرام مین جواب اسکا یہہ ہے کہ حصر باعتبار نسبت تحریم کے بلا واسطہ خدا کی طرف ہے اور
فی الواقع خدا کی حرام کی ہوئی چیزین قرآن شریف مین چار ہین ہان پیغمبر وقت صلعم نے
سوا ان چار چیزون کے اورونکو بہی کہ بعض اون مین مذکور ہوئین حرام فرمایا ہے لیکن
نص قرآنی آچکی ہے کہ جو کچھہ پیغمبر تمہارے لئے تمپر حرام کیا اوسکو حرام جانو جیسے آیت یُحِلُّ لَهُمُ
الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ مین یعنی حلال کرتا ہے تمہارے واسطے پاک
چیزین اور حرام کرتا ہے خبائث تو یہہ چیزین بہی شریعت مین حرام ہوگئین گو بلا واسطہ
اللہ تعالے نے حرام نہ فرمایا اور تقریر اس جواب کی آیت سورہ انعام سے صریح
معلوم ہوتی ہے کہ کہہ تو اے محمد صلعم مین نہین پاتا اوس چیز مین کہ مجکو وحی کی گئی حرام
کھانے والے پر کہ اوسکو کھاتا ہے مگر مُردار اور خون اور سُور کا گوشت اور وہ جانور کہ غیر خدا
کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اور از روے حدیث کے بہی یہی تقریر مستفاد ہوتی ہے کہ اول
حضرت نے تمہید کرکے فرمایا ہے کہ خبردار ہو تحقیق جو چیز حرام کے رسول اللہ نے وہ
ایسے ہی کہ حرام کی اللہ نے خبردار ہو کہ گہر کا گدہا تمہارے واسطے حلال نہین ہے اور نہ
صاحب نیش درندون مین سے اور نہ لقطہ ذمہ وار ہے یعنی وہ چیز کہ گر پڑی ہو اور
دوسرے شخص نے اوٹھالی ہو تو اوس دوسرے شخص کو اوسکا کھانا حلال نہین ہے جبتک
کہ اوسکا مالک اوس سے بے پروانہ ہو اور بعض تفسیر مین اس سوال کا اور جواب دیا ہے
کہ اوس مین غور کرنا چاہیئے اور حاصل اوسکا یہہ ہے کہ مراد محرمات طیبات کا حصر ہے
اور طیبات وہ چیزین ہین کہ ارباب سلیم الطبع شہر اور قصبہ کے رہنے والون کے ہان رائج
ہین اور سُور اسی قسم سے ہے اسواسطے کہ قوم نصاریٰ اسکی گوشت کو اپنے کتب طب مین
افضل لحوم کہتے ہہی اور اوسکے کھانے مین منافع بدنی بہت بیان کرتے ہہی. اور کہانیوالون
کی زبانی لذت مزہ بہی سُنی جاتی ہے اور جامع بغدادی اور اور کتب مفردات مین
لکہا ہے کہ گوشت سور وحشی اور اہلی کا زود ہضم ہوتا ہے اور غذا تہوڑی دیتا
ہے مگر مقوی ہوتا ہے اور جالینوس نے کہا ہے کہ موافق انسان معتدل المزاج کے
ہوتا ہے اور کہتے ہین کہ جو قوم گوشت آدمی کا کہاتے ہو اگر سُور کا گوشت کھاوین

موضح القرآن
اور جن باتون کو ... بیغمبرون ... خالص محبت ... عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ
اور دیا مال اللہ تعالیٰ کی محبت پر ناتے والون کو اور یتیمون کو اور محتاجون کو اور راہ کے مسافرون کو اور جن پاس خرچ راہ کا نہو وے اور مانگنے والون کو اور گردنین چھڑانے مین ... اور

تو تمیز نکر سکین گے رنگ و مزے مین اور یہی دلیل ہے مشابہت اور مناسبت مزاج انسان کی
پس گوشت سور کو تمام طیبات سے بسبب خباثت باطنی اور رزالت اخلاق اور کھانے نجاسات
اور دیگر قبائح کی مستثنی کرنا ضرور پڑا پس حصر بلا تکلف صحیح ہے اسواسطے کہ حصر مطلق محرمات
کا نہین ہے بلکہ خبائث کا کہ بعض اون مین سے مذکور ہوئین بحث سے خارج ہین اور
یحرم علیہم الخبائث مین داخل کلام طیبات پر مقصود ہے اور اون مین سے سوائے ان
چار چیز کے حرام نہین ہی تو گویا حاصل کلام یہہ ہوا اے آدمیو ایمان والو اون طیبات مین
سے کہ تمہاری روزی ہی کہاؤ اسواسطے کہ تمپر تمام پاکیزہ چیزون مین اور کچھہ حرام نہین مگر
مُردار اور خون اور گوشت سُور اور جانور مذبوح لغیر اللہ نہ غیر ان پاکیزہ چیزون کے
علاوہ اوسکے ترک کرنے سے تنگی نکرو اب جاننا چاہیئے کہ مضطر کو جیسے ان چار چیزون
کے کھانے کی رخصت ہے ایسے ہی اور اشیاء حرام مین بہی رخصت ہے اور یہہ کہ
امام شافعی صاحب سے منقول ہے کہ جو شخص بسبب شدت تشنگی کے مضطر ہوا اوسکو
شراب کا پینا جائز نہین ہے اور اگر کسی شخص کے لقمہ اٹک جاوے تو شراب سے
رفع کرے تو ظاہرا یہہ فرق بعید معلوم ہوتا ہے لیکن جب بغور نظر دیکہا جاوے
تو معلوم ہو کہ شراب دافع تشنگی نہین ہے بلکہ زیادہ تر موجب تشنگی کے ہوتی ہے
اگرچہ سرد ہو پس پینا اوس کا اس حرص کے واسطے مفید نہین ہے اگرچہ شخص مضطر
اوسکے ظاہر کو مثل پانی دیکہکر فریفتہ ہوجاتا ہے کہ تشنگی اس سے رفع ہوجاویگی
اور لقمہ کا اوتارنا تبلی چیز پر موقوف ہے پس اس غرض کے واسطے مفید ہوگی اور دافع
اضطرار ہوجاوے گی اور شراب اور تمام محرمات سے دوا کرنے مین اختلاف ہے
حدیث صحیح مین کہ بخاری اور مسلم مین موجود ہی وارد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
بیمارون کی ایک جماعت کو اونٹ کا پیشاب پینے کے واسطے امر فرمایا اور ظاہر
اور محرمات کو بہی اسی پر قیاس کرین لیکن تجربہ اور حکماے دیندار کا کہنا شرط
ہے اور کہنا حکماے بے دین جیسے نصارے اور ہنود کا کہنا کفایت نہین
کرتا اور ایسے ہی کہا ہے فاسق مسلمین کا بہی کہنا معتبر نہین اور نیز جاننا

والموفون بعهدهم اذا عاهدوا والصابرين فی البأساء والضراء وحين البأس اولئك الذين صدقوا واولئك هم المتقون

چاہیئے کہ نزدیک اکثر علما کی زبان یا باظہار حال سوال کرنا کہانے ان محرمات پر مقدم
ہے اور کہانا محرمات کا مقدم ہے مال غیر بلا رضامندی کی جیسے غصب چوری خیانت
امانت مین اور رشوت اسواسطے کہ محرمات کے کھانے سے کیسکو ضرر نہین پہونچتا ہی
اور کیسکا حق تلف نہین ہوتا ہی اور کیسکو جلن پیدا نہین ہوتی ہی اور مال غیر کا بدون اوسکے
رضامندی کی کہانا ضرر بہی پہونچاتا ہے اور حق اسلام بسبب ذمہ اور عہد کی تلف بہی ہوتا ہے
اور اوسکا دل بہی جلتا ہے خصوصا وہ مال کہ طمع دنیا کے واسطے دین بیچ کر اور حکم الٰہی چھپاکر
حاصل ہو کہ اسکی حرمت ہزار درجہ زیادہ سخت اور اشد ہی حرمت مردار جانور اور اوس کے
خون سے اور کسی حالت مین خواہ حالت وسعت اور اختیار خواہ حالت تنگی و اضطرار ہو
حلال نہین ہے اور یہہ آدمی کہ حلت و حرمت جانورون اور اون کے اعضاؤن مین بحث
کرتے ہین اور مسلمانون سے نزاع اور جدال کہتے ہین ہرگز کھانے مال غیر سے احتراز نہین
کرتے اور شیر مادر سمجھتے ہین شاید شدت عذاب مال خوری حرام سے واقف نہین ہین
ویا جان بوجھکر کھاجاتے ہین حالانکہ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ یعنی
تحقیق وہ آدمی کہ پوشیدہ کرتے ہین علم کو کہ اللہ تعالی نے ہدایت خلق کے واسطے نازل
فرمایا ہے اور وہ علم قسم اسرار و دقائق سے نہین ہے کہ عقل عوام کی اوسکو دریافت نکر سکے
کہ اس قسم کے علم کا چھپانا جائز بلکہ واجب ہی بلکہ وہ علم کہ اللہ تعالی نے اوسکو کیا ہے
مِنَ الْكِتٰبِ کتاب مروج اور معمول سے تاکہ عوام اوس سے ہدایت پاوین پس اس چھپانے
مین بہی مخالفت ارادہ الٰہی کے ہی کہ اللہ تعالی آدمیون کی ہدایت اور علم چاہتا ہے اور یہہ
آدمی گمراہی اور اونکا جہل چاہتے ہین اور بہی حق اللہ کا اور اپنے اہل مذہب کا تلف
کیا کہ اونکو ہدایت اور علم سے محروم رکھا اور عجب یہہ ہے کہ یہہ آدمی ان دو قباحت
پر اکتفا نہین کرتے وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا اور اوس علم منزل من اللہ
سے اسباب قلیل دنیا کا خرید لیتے ہین کہ بمقابلہ ثواب آخرت کے ہیچ ہے اور یہہ
خریدنا دو طرح ہے اول یہہ کہ چونکہ وہ حکم منزل من اللہ مخالف غرض اپنے کے ہوا و
ظاہر مین اوسکے اظہار سے اپنی ریاست کا زوال یا قصور شیخی یا اقارب قبیلہ والون

دردوستون کو نقصان پہونچے تو واسطے حاصل ہونے اس طمع کے اوس حکم کو پوشیدہ رکہتے ہین اور بالکل ظاہر نہین کرتے اور دوسرے یہہ کہ جو حکم منزل من اللہ موافق غرض سائل کے ہوا اور اپنے تئین اوسکے بیان مین نقصان نہ پہونچتا ہو تو بدون مال و یا منفعت کے اوسکو بیان نہین کرتے پس حال ان آدمیون حرام خوار کا کہ ہدیہ اور نذرانہ اور شکرانہ لیکے کہاتے ہین بدتر حال مردار خوارون اور سور خوارون سے ہے اسواسطے کہ نہایت کار اونکا یہہ ہے کہ ناپاک چیز کو پیٹ مین ڈالتے ہین نہ یہ کہ کسی کے دل کو جلا کر بر کالہ آتش کو باطن اپنے مین جگہ دیتے ہین اور حال ان لوگون کا یہ ہے اُولٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ یہہ لوگ نہین کہاتے فِي بُطُوْنِهِمْ اپنے پیٹو مین کہ مراد باطن سے ہے اِلَّا النَّارَ مگر آگ کو کہ ہاتہ اور موہنہ اور گلو مین صورت طعام لذیذ و نفیس کے معلوم ہوتی ہے جیسے کہ طعام لذیذ و یا عمدہ شیرینی مین زہر ہلاہل کہا دین کہ پیٹ مین پہونچتے ہی مثل آگ کے شعلہ اُٹہتا ہے پہر ہے یہہ مال حرام اونکی شکم حقیقی یعنی باطن مین آگ ہوجاتا ہے اور زہر شکم مجازی مین کہ غلاف شکم حقیقی کا ہے اور بمنزلہ پوست کے ہے آگ ہوجاتا ہے اسی سبب سے تاثیر اس مال کی جلدی معلوم نہین ہوتی اور عجب یہہ ہے کہ کہانا اس مال کا فقط باطن کے جلانے پر ہی اکتفا نہین کرتا بلکہ تمام اس تقید اور تشدد اونکے کو کہ جانورون اور اون کے عضا کے کہانے مین دعوی محبت الٰہی اور رضاجوئی کا کرتے ہین برباد دیگا اور بالعکس غضب اور ناخوشنودی اللہ تعالی کے ہوجاویگا وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ اور اللہ تعالی بلاواسطہ اون سے کلام نہ کرے گا بلکہ اگر غصہ اور سرزنش بہی ہوگی تو بواسطہ فرشتون کے ہوگی اخسئوا فیہا ولا تکلمون اسواسطے کہ اونہون نے کلام الٰہی بوقت حاجت دنیا مین ظاہر نہ کیا اور خدا کی باتین زبان پر نہ لائے اور آدمیون کو نہ پہونچائے پس سزا اون کے یہہ ہے کہ کلام الٰہی سے محروم رہین اور افسوس اگر عین عذاب مین سماع کلام الٰہی نصیب ہوتا تو وہ عذاب بسبب لذت کلام الٰہی کے فراموش ہوجاتا اور اپنے باطن مین راحت پاتے لیکن یہہ دولت بہی کبہی اونکو حاصل نہوگی یہانتک کہ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ دن قیامت کہ روز دربار عام ہے اور ہمکلامی اوسدن کے کچھہ مرتبہ اور

شرف نہ رکھے اسواسطے کہ صالح اور فاسق اور ذلیل اور شریف یہان تک کہ بعض کافر کلام
پاک الہی کو سنین گے جیسے کہ دربار کے دن وقت عدالت کے گناہگار اور قصوروار بادشاہ
کی باتین سنتے ہین اور افسوس کہ وہ اس دولت سے بہی محروم رہین اور عذاب آتش فی الجملہ
وبال گناہ اونکے کو پاک کرے اور غضب الہی فرو ہو جاوے اور بعد چکہانے عذاب کے
نجاست گناہون سے پاک کرے لیکن یہہ بہی نہین ہوگا وَلَا یُزَکِّیْهِمْ اور پاک نکرے گا
اونکو عذاب سے تا کہ بعد پاک ہونے کے قابل دخول بہشت ہون جیسکہ گناہگار با ایمان
ہون گے اسواسطے کہ وہ قابلیت درگذر اور عفو کی نہین رکہتے وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ
اور واسطے اونکے عذاب دردناک ہے ہر طرف سے اور ہر وقت مین اور کیون نہو کہ انہون
نے خود سرمایہ نجات کو برباد دیا اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی یہہ وہ گروہ
ہے کہ گمراہی بعوض ہدایت کے خرید لے اور مقدمات دین مین ہدایت سے بہتر
کوئی چیز نہین ہے اور گمراہی سے بدتر اور جیسے کہ عوض ہدایت اپنی مین گمراہی اختیار
کی ایسی ہی گمراہی خلق اللہ کو ہدایت پر اختیار کیا یعنی علم دین اون سے پوشیدہ کیا
وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ اور اسباب عذاب کو بعوض اسباب مغفرت کے خرید کیا
اور آخرت مین عذاب سے بدتر اور مغفرت سے بہتر کوئی چیز نہین پس دونون معاملون
مین اونہون نے اپنے واسطے آگ کو پسند کیا فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَی النَّارِ پس کیا بہت صابر
ہین یہہ لوگ آتش سے گویا کہ آگ کو محبوب اور مرغوب سمجہکر جان اور مال سے خرید کرتے ہین
اگر کوئی کہے کہ خریدنا عذاب کا عوض مغفرت کے اوسوقت معلوم ہو کہ اسباب عذاب
فی الواقع عذاب پہونچاوین اور اسباب مغفرت کے مغفرت پہونچاوین اور یہہ بات ثابت نہین ہے
اسوسطے کہ محتمل ہے کہ اسباب عذاب تخویف اور تہدید کے واسطے شریعت مین سبب
عذاب بیان کئے ہون اور فی الواقع ایسا نہو جیسے کہ بادشاہ اکثر ڈرانے اور تہدید
کے واسطے کچہہ کہتے ہین اور وعدہ کرتے ہین اور اوسکے موافق عمل نہین کرتے اور ایسے
ہی جانب مغفرت مین بہی محتمل ہے کہ ترغیب کے واسطے فرمایا ہو ہم جواب دیتے ہین کہ ذٰلِكَ
یہہ بات یعنی تحقق اسباب عذاب کا بمنزلہ تحقق عذاب کے ہے اور تحقق اسباب مغفرت کا

موضح القرآن

بمنزلہ تحقیق مغفرت کے ہے ثابت اور صحیح ہے بِاَنَّ اللّٰہَ تحقیق اللہ تعالی مانند اور بادشاہون
کے نہین ہے کہ اوسکے کلام مین کذب ہو اور اللہ تعالی نے یہہ بات زبانی نہین فرمائی ہے
بلکہ نَزَّلَ الْکِتٰبَ نازل فرمائی کتاب کہ مشتمل ہے بیان اسباب عذاب مغفرت پر
اور بادشاہ اگر خلاف واقع کے ڈراتے ہین تو فرمانون مین نہین لکھتے اور کتاب کا فرمانا
بھی بطریقہ دبدبہ اور فریب دینے کے نہین ہے بلکہ بِالْحَقِّ بحکمت محض ہے کہ ہرگز
مقام مبالغہ اور فریب دینے کا نہین ہے پس اللہ تعالی کے وعدون کو تخویف اور تہدید
اور ترغیب اور لالچ پر حمل کرنا نچاہیئے اِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا تحقیق جو لوگ کہ خیالات
مختلف دل مین لاتے ہین فِی الْکِتٰبِ درباب کتاب آلہی کے کہ جو کچھہ تخویفات و تہدیدات
اور ترغیبات محض واسطے ڈرانے اور دلیر کرنے کے ہین یا فی الواقع شدنی ہین لَفِیْ
شِقَاقٍ بَعِیْدٍ البتہ مخالف ہین ارادہ آلہی سے دور ہین اس واسطے کہ اللہ تعالی
نے نازل فرمانے کتاب سے ہدایت اور تعلیم کا ارادہ کیا ہے اور یہہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی
فریب دیتا ہے اور جاہل بناتا ہے جیسے کہ لڑکون کو فریب دیتے ہین اور جاہل بناتے ہین
یہہ حال اون آدمیون کا ہے کہ کتاب آلہی کے حق مین تردد اور خیالات مختلف رکھتے ہین
لیکن وہ آدمی جو کہ وعدون کتاب کو بالیقین محض ڈرانے اور دلیر کرنے کے سمجھتے ہین اور
اسپر یقین کر کے احکام آلہی مین تحریف کرتے ہین اور پوشیدہ اور بیان احکام پر رشوت
اور اجرت لیتے ہین پس نوبت اونکی مخالفت سے گزر کے عداوت اور مقابلہ مین پہونچی
کہ بلا شبہہ سبب جانے دوزخ کا ہے اس جگہہ کئی سوال جواب طلب ہین اول یہہ کہ
ذکر چھپانے آیات آلہی اور بیان عقوبات عنقریب آیت اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُہُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُہُمُ
اللّٰعِنُوْنَ مین گذر چکا ہے دوبارہ لانا اوسی مضمون کا باعتبار ظاہر کے تکرار محض معلوم
ہوتی ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ مضمون دونون آیت کا تفاوت رکھتا ہے اور تکرار
نہین ہے آیت سابق مین فقط جزا چھپانے آیات آلہی کے مذکور ہے اور اس آیت جزا چھپانے
آیات کی بغرض فاسد رشوت یعنی یا منفعت دنیوی کے اسی واسطے وعید اس آیت کی
سخت زیادہ ہے بہ نسبت وعید آیت سابقہ کے اور اس آیت مین توبہ کرنیوالون کو واسطے

فعل بدے استغنا نفرمایا بسبب اکتفا کرنے ذکر آیت سابقہ مین دوسرے یہہ کہ لفظ فی بطونہم
اس مقام مین کیا فائدہ دیتا ہے اسواسطے کہ کھانا پانی وغیرہ پیٹ ہی مین کھاتے ہین اہل
عربیت نے اس سوال کے دو جواب لکھے ہین ایک یہہ کہ اس لفظ کا لانا واسطے دفع توہم
مجاز کے ہے اسواسطے کہ کھانا کبھی غیر پیٹ مین بطریق مجاز کے مستعمل ہے جیسے کہتے ہین کہ
فلانے نے سردی کھائی ہے اور شلاق کھائی ہے پس اگر یہہ لفظ نہوتا تو محتمل تھا کہ یاکلون
نار سے مراد آگ کا بدن سے پیوست ہونا ہی جیساکہ حال دوزخیون کا ہوگا اور اس جگہہ مراد
یہہ ہے کہ اون کو محض عذاب آگ مین جلنے کا نہین ہوگا بلکہ انگاری آگ کے پیٹ مین ڈالی
جائینگی دوسرے یہہ کہ استعمال اکل فی بطنہ کا عرب مین اوسوقت ہوتا ہے کہ شکم سیر ہوکر
کھاوے بمقابلہ اکل فی بعض بطنہ کی پس لانے اس لفظ سے آگ کا پیٹ بھر کر کھانا
سمجھا جاتا ہے جیسے کہ مال حرام کو شکم سیر ہوکر کھاتے ہین اور قدر ضرورت پر اکتفا نہین کرتے
تیسرے یہہ کہ تعجب ونکی صبر کا آگ پر کہ لفظ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ سے سمجھا جاتا ہی
موقوف اوپر وجود صبر کے آگ پر ہے حالانکہ مطلقاً اون کو صبر نہوگا جیسا آیات دیگر سے
معلوم ہوتا ہی اسکا جواب یہہ ہے کہ مراد صبر اونکے سے آگ پر بعد دیکھنے اوس آگ کے نہین ہے
بلکہ پیشتر دیکھنے کے اونکی جرأت اور بے پروائی کو اختیار کرنے اسباب آتش کو بطریقہ تہکم کے
تشبیہ صبر سے دی ہے چوتھے یہہ کہ ان مکسورۃ ان الذین اختلفوا فی الکتاب
مین مع اپنے مدخول کے جملہ ہے اور ان مفتوحہ ذلک بان اللہ نزل الکتاب مین مع
مدخول کے مفرد ہے پس عطف جملہ کا مفرد پر کس طرح ہو سکتا ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ
واو ان الذین اختلفوا فی الکتاب مین حرف عطف نہین ہے بلکہ حالیہ ہے اور
بعضے مفسرین نے ان مکسورہ کو اس جگہ بمعنے ان مفتوحہ کے رکھا ہے اور اوسکا کسرہ
بسبب دخول لام کے جانا ہے لیکن تکلف اس جواب کا ظاہر ہے اور اگر علماے
اہل کتاب کہ حق پوشی کرتے ہین اور رشوت کہاتے ہین کہین کہ تمنے ہمکو خریدار گمراہی
اور بیچنے والی ہدایت اور مغفرت کا قرار دیا ہے حالانکہ ہمارے اسباب اور بہت چیزین
آثار ہدایت اور اسباب مغفرت سے ہین اور ہم حاصل کرتے ہین کہ ہم اوقات

نماز مین متوجہ بجدا ہوتے ہین اور مغفرت اور ہدایت کے واسطے اسقدر ہی کافی ہے ہم جواب دینگے

کہ یہہ سب غلط ہے لَیْسَ الْبِرَّ نیکی نہین ہے کہ اثر ہدایت اور سبب مغفرت کا ہوسکے اَنْ تُوَلُّوْا

یہہ پھیر و تم وُجُوْهَكُمْ اپنے چہرونکو بدون اسکے کہ دلون کو عقائد درست سے پاک کرو اور

نجاست بخل اور حب مال اور بدعہدی و جہگڑے سے صاف کرو اس واسطے کہ نہایت تمہارا

موںھہ پہیرنا یہہ ہے کہ متوجہ ہو قِبَلَ الْمَشْرِقِ جانب مشرق کے اگر قبلہ تمہارا جس مکان

مین کہ نماز پڑہتے ہو مشرق کی سمت ہو وَالْمَغْرِبِ اور جانب مغرب کے اگر قبلہ

تمہارا سمت مغرب ہو اور متوجہ ہونے جانب مشرق و مغرب سے کچھہ نیکی حاصل نہین

ہوتی اسواسطے کہ یہہ کام مشرک اور سورج پرست بہی کرتے ہین اگر تم موںھہ قبلہ کی طرف

کرتے ہو تو دل کو بہی صاحب قبلہ کی طرف متوجہ کرو اور جو ایسا نکیا تو معلوم ہوا کہ

وہ بہی مقصود تمہارا نہ تہا اور جو حال مشرق و مغرب کا کہ دونو جہت مشہور ہین اور جماعت

کثیر مشرکون اور آفتاب پرستون کی قبلہ عبادت ہین ایسا ہی کہ بالکل خوبی اور نیکی نرکہے

پس حال جنوب و شمال اور اور جہات ان کے مابین کا بہت ہی بدتر ہوگا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ

لیکن نیکی کہ اثر ہدایت اور سبب مغفرت کا ہے مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وہ شخص

ہے کہ ایمان لایا اللہ پر اور خدا پر ایمان حاصل نہین ہوتا مگر اللہ تعالیٰ کو موجود اور

دیکہتا اور دانا ظاہر اور پوشیدہ اور قادر ہر چیز پر اور زندہ اور مختار کہ محتاج کسیکا نہو

اور پاک حاجات سے اور نہ کسیکا مغلوب محبت اور بے عورت اور بے فرزند اور سننے والا

اور دیکہنے والا اور سچا وعدے کا عذاب و ثواب مین اور حکیم مطلق احکام مین اور قادر

منسوخ کرنے شریعتون اور مذہبون پر اور بہیجنے پیغمبر ہر قبیلہ سے ہر قوم پر اور نازل

کرنے کتابون پر جس لغت مین کہ چاہے اعتقاد کرو تم اور تم یہہ اعتقاد نہین رکہتے

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور ایمان لایا دن آخرت پر جس طرح کہ کتب الٰہی اور زبان پیغمبر سے

معلوم ہوا کہ بغیر اعتماد کرنے شفاعت اپنی بزرگون کی اور بدون اسکی کہ اپنے فرقہ

کو بسبب شرافت نسب اور حسب کے قابل عذاب کا بچانو یا اپنے عذاب کو اورون کے

عذاب سے کمتر سمجہو یا دار الثواب فقط اپنے گروہ کے واسطے جانو وَالْمَلٰٓئِكَةِ اور نیز

متن القرآن

فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

ایمان لایا فرشتون پر کہ بندے فرمانبردار اللہ تعالیٰ کے ہین اور بغیر اوسکے مرضی کے
کچھہ نہین کرتے اور اون کو دشمن سمجھنا نہ چاہیئے کہ اللہ کے محبوب اور تابعدار ہین اور
اون کے حق مین زیادہ گوئی بھی نچاہیئے جیسے بعضے ہنود کہتے ہین کہ یہہ بالاستقلال تدبیر
عالم کی کرتے ہین اور خدا کی لڑکیان ہین وَالْکِتَابِ اور ایمان لایا کتاب پر کتاب الٰہی
ہو خواہ اپنے پر نازل ہو یا غیر پر اور اپنی زبان مین ہو یا غیر کی زبان مین ہو اور اپنی
شریعت کے حکمون کے موافق ہو یا اوسکی ناسخ اور یہہ ایمان حاصل نہین ہوتا جب تک
کہ اوس کتاب کو تحریف اور تبدیل لفظی اور معنوی اور تاویلات بیہودہ اور توجیہات
باطلہ سے اپنی سخن پروری کے واسطے یا غرض دنیوی کی اور لالچ دولت اور تقرب
بادشاہون اور اُمرا سے محفوظ رکھے اور مرتبہ کتاب کو اس سے بلند سمجھے کہ بسبب کسی چیز کے
تبدیل اور تحریف کردے وَالنَّبِيِّينَ اور نیز ایمان لایا سب پیغمبرون پر حضرت آدم
علیہ السلام سے لیکر اپنے زمانہ تک بغیر تفریق اور تعصب کے اور جنھنے بعض انبیاؤن کو مار ڈالا
جیسے حضرت شعیا اور حضرت زکریا اور یحییٰ اور حضرت عیسیٰ کو اپنے گمان مین اور بعض
کے انکار اور تکذیب کے اور درپے مارنیکے ہوئے اور جادو کیا اور زہر دیا اور لڑائی کے
کے واسطے اوٹھے جیسے پیغمبر آخر الزمان سے کہ خاتم المرسلین اور افضل الانبیاء ہین پس
جو آدمی کہ اس طرح ایمان لایا اور ان باتون مذکورہ سے اعتقاد درست کیا دل اپنی کو
جہل مرکب اور فساد معرفت سے پاک کیا اسواسطے کہ آدمی کا مبدأ ذات پاک خدا ہے اور
معاد روز آخرت ہے جو ایمان خدا پر لایا اور روز آخرت کی تصدیق کی اپنی مبدء سے
اور معاد کو ربط معرفت الٰہی سے دیا لیکن اوسکو مرضیات اپنی خاوند کے جاننا کہ روز
آخرت مین کام آوے اور نامرضیات کہ اوس روز مضر اور مہلک ہون اور تابعداری
پیغمبرون کی کرنا تاکہ اونکی زبان سے مرضیات اور نامرضیات خاوند کی پہچانین ضرور ہے
اور اگر پیغمبران علیہم السلام موجود نہون تو اونکی کتابون کو کہ اونکی اوپر نازل ہوئے ہین مطالعہ
کرین اور اون سے اپنی عقیدہ کو درست کرین اور چونکہ کارخانہ پیغمبری اور نزول کتاب
فرشتون کے ہاتھہ ہے تو ایمان فرشتون پر مقدم کتاب اور پیغمبرون پر سے ہے

اور چونکہ پیغمبرون پر بھی احکام الٰہی بواسطہ کتب پہونچتی ہین تو ایمان کتاب کا مقدم ایمان لانے
پیغمبر پر ہوا پس جب بندہ نے ان سب باتون کو بدل و جان قبول کیا تو جو کچھہ کہ تصدیق
سے اوس کے ذمہ تھا ادا کیا لیکن اب اوسکو اس تصدیق پر گواہ لانا چاہیئے کہ تصدیق
کا دل ہر ایک پر ظاہر نہین ہوتی اور عمدہ گواہ اس تصدیق کا مال دینا ہے کہ یہہ دل مین
جگہہ رکھتا ہے اور بدون کمال تصدیق کے ممکن نہین ہے کہ کوئی آدمی کسی کے واسطے مال
دیوے گو سلام اور تعظیم اور ذکر و ثنا نفاق سے بھی کرتا ہے پس صاحب ایمان درست
وہ آدمی ہے یہہ کام بھی کرے وَاٰتَی الْمَالَ اور دیوے مال لیکن نہ اوس وقت کہ مال
سے بے پروا اور مستغنی ہو کہ اوس وقت دینا دلیل فرمان برداری کے نہین ہے
بلکہ عَلٰی حُبِّہٖ باوجود دوستی مال کے کہ خود بھی محتاج اور امید زندگی کی رکھے
اور صحیح البدن ہو اور ڈرتا ہو کہ اگر اس مال کو دیدونگا تو محتاج ہو جاؤنگا اور نیز
اوس مال کو اوسکو دے جس سے امید منفعت نہ رکھے بلکہ فقط رضامندی خدا کے واسطے
خرچ کرے اور دے ذَوِی الْقُرْبٰی صاحبان قرابت کو تاکہ خیرات بھی ہو اور صلہ رحم بھی
اور اسمین عوض اور بدلا بھی منظور نہ ہو اسواسطے کہ اہل قرابت کی عادت ہے کہ ہرگز قرب
کے دیئے ہوئے کو واپس نہ دین اور بلکہ جسقدر اون کو دو اوسی قدر شکایت زیادہ کرین
اور نیز اور آدمی بھی اس دینی کو خاطر مین نہ لاوین اور اس سبب سے اوس آدمی
کی تعریف نہ کرین اور صاحب خیرات شمار نکرین پس اس گروہ کو دینے مین کسی طور
عوض لینا خاطر مین نہین گذرتا علی الخصوص اوس قرابتی کے دینے مین کہ بدسلوک اور
جفا کار ہو اور اسی سبب سے حدیث شریف مین ہے کہ بیہقی اور اور محدثین روایت
کرتے ہین وارد ہے کہ بہترین صدقہ وہ ہے کہ اپنی اوس قرابتی کو جو دشمن ہو دیوی
اور نیز بیہقی نے بیان کیا ہی کہ آدمیون نے آنحضرت صلعم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ وَ
اٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ کے کیا معنے ہین کیونکہ ہر آدمی مال کو دوست رکھتا ہی حضرت نے فرمایا کہ
اسکے یہہ معنے ہین کہ اول مال کو اوسوقت تو دے کہ دل مین تیری اوسکی دینے سی خیال درازی
عمر اور فقر کا ہو اور دینی مین اوسوقت تک ڈھیل نہ کرے کہ روح تیری گلے مین ہو اور کہے

کہ فلانے کو اس قدر دو اور فلانے کو اس قدر حالانکہ وہ مال اوسوقت تیرا نہین ہے اور
کا ہے اور ترمذی اور دیگر صحاح مین موجود ہے کہ فقیر کو خیرات دینا ایک خیرات ہے اور
قرابتی کو دینا دو چیز کے خیرات ہے اور اداے حق قرابت بھی ہے اور محتمل ہے کہ ضمیر
حبہ کی خدا کی طرف راجع ہو یعنی مال کو فقط دوستی خدا پر دے نہ واجب الذمہ ادا
کرنے کے واسطے جیسے کہ زکوۃ اور کفارہ مثلاً زائد قدر زکوۃ سے دے یا اوس مال سے
دے کہ جس مین زکوۃ واجب نہ ہو بسبب کم ہونے حد نصاب یا جنس نامی نہونے سے جیسے کپڑا
حویلی پوشاک دوکان اور اس صورت مین دینے اس مال اور دینی زکوۃ مین کہ آئندہ مذکور ہے
بخوبی ظاہر ہے اور بعضون نے لکھا ہے کہ یہہ ضمیر مال دینے کی طرف راجع ہے کہ لفظ اتی المال
سے سمجھا جاتا ہے یعنی مال کا دینا مکروہ اور شاق نہ جانے بلکہ مرغوب اور محبوب جانے
اور خوشدلی سے دے بہر تقدیر اہل قرابت کو دینا مقدم ہے اور اسیواسطے فقہاؤن نے
کہا ہی کہ مال زکوۃ ایک شہر سے دوسرے شہر مین بھیجنا اچھا نہین ہے بلکہ زکوۃ اوسی
شہر کے محتاجون کو دینی چاہیئے مگر زکوۃ دینے والے کے اقارب اور شہر مین ہون تو
وہان بھیجے اور اونکو مقدم سمجھے حقوق اقارب اس جگہ سے سمجھنا چاہیئے کہ مرتبہ وراثت
مال بھی انہین کو ہے باعتبار مراتب قرابت کے اور صورت عدم وراثت مین
وصیت بھی انہین کے واسطے شروع اسلام مین فرض تھی اور اب بھی ثلث مال سے
دینا مستحب ہے اب ہم یہہ کہتے ہین کہ فقر اور احتیاج حصول ثواب کے واسطے اقارب
مین شرط ہے یا نہین ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہی کہ اقارب کو مال کا دینا عموماً نیکی ہے
لیکن چونکہ یتیمون مین فقر اور احتیاج شرط ہے تو چاہیئے کہ یہان بھی شرط ہو اور
بسبب ظہور قرینہ کے ذکر نہ فرمایا ہو تحقیق یہہ ہے کہ اقارب مین حصول ثواب اور نیکی
کے واسطے فقر اور احتیاج شرط نہین ہے کیونکہ اس صورت مین صلہ رحم تو ہوتا ہی ہے
اگرچہ خیرات نہوا اور صلہ رحم بھی ثواب مین صدقہ سے کم نہین ہے ہان صدقہ اور خیرات اوسوقت
ہوتا ہی کہ محتاج بھی ہو لہذا اقارب کو بغیر احتیاج اور فقر کے زکوۃ اور خیرات اور کفارات
دینا نچاہیئے وَالْيَتٰمٰى اور دو اوس مال کو یتیمون کو کہ بے پدر صغیر السن ہون

خواہ مرد خواہ عورت اس واسطے کہ بسبب خورد سالی کے تلاش اور کسب نہین کر سکتے اور بسبب بے پدری کے اونکا کوئی خبرگیران نہین ہے پس اونکو تمام بنی نوع آدم کے ساتہ قرابت حکمی ہوگئی گویا تمام مالدارون کو اللہ تعالیٰ نے باپ اون کا فرمایا اور اسی جہت اور شدت احتیاج سے متصل ذوی القربیٰ کے مذکور فرمایا وَالْمَسَاكِيْنَ اور بے پونجی والون کہ آمدنی اون کی خرچ سے کم ہے اگرچہ کسب کرتے ہون اور کچہہ مال رکہتے ہون اور اس جگہہ اس گروہ سے وہی آدمی مراد ہین کہ سوال اور اظہار حاجت نہین کرتے اور قناعت اور صبر اور سکون سے گذارہ کرتے ہین بدلیل حدیث صحیح کے کہ صحاح مین وارد ہے لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِىْ تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَاللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنَ الَّذِىْ لَا يَجِدُ غِنًى يُّغْنِيْهِ وَلَا يُفْطَنُ لَهٗ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ یعنی مسکین اسکو نجانو کہ دروازون پر پہرتے ہین اور ہر گہر سے لقمہ لقمہ وصول کرکے لیجاتے ہین بلکہ مسکین وہ ہے کہ بقدر کفاف حاجت کے مال نہین پاتا اور کوئی اوسکے حال سے خبر نہین رکہتا تاکہ خیرات پہونچاوین اور بدلیل اس بات کے کہ سوال کرنے والون کو علیحدہ فرمایا پس مساکین سوای سوال کرنے والون کے ہین وَابْنَ السَّبِيْلِ اور دو مسافر راہ گذر کو کہ خرچ نہ رکہتا ہو یا سواری اور سامان نہ رکہتا ہو گو وطن مین مال رکہتا ہو خصوصاً جب کہ مہمان ہو کہ زبان حال سے سوال کرتا ہے اور اسی خصوصیت سے ابن عباس رضنے تفسیر ابن السبیل مین مہمان لکہا ہے چنانچہ ابن ابی حاتم نے اون سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے ابن السبیل وہ مہمان ہے کہ مسلمانون کے یہان نازل ہو وَالسَّآئِلِيْنَ اور دو اوس مال کو سوال کرنے والون کو خواہ مسلمان ہون یا کافر اگرچہ حقیقت احتیاج معلوم نہو لیکن جو ذلت سوال اور عار گدائی کے گوارا کی صریح دلیل حاجت کی ہے اسلئے کہ انسان بدون ضرورت کے یہہ ذلت اور عار گوارا نہین کرتا اسیواسطے مسند امام احمد و ابو داؤد مین بروایت حضرت امام حسین واقع ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سوال کرنے والی کا حق ہے اگرچہ گہوڑے پر ہو اور ابن ابی شیبہ سالم بن ابی الجعد سے

موضح القرآن
[illegible]
فائدہ
[illegible]

روایت کرتے ہین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سائل کا حق ہے اگرچہ گہوڑے پر سوار ہو
اور گہوڑے کے گلے مین ہیکل چاندی کی پڑی ہو اور ترمذی مین بروایت ام بجید ہے کہ بیعت
کرنے والون آنحضرت صلعم سے ہین کہ وہ کہتے ہین مینے کہا یارسول اللہ سائل میرے دروازہ
پر آتا ہے اور میرے پاس اوسکے دینے کے قابل کچہہ نہین ہوتا فرمایا کہ جو کچہہ ہو دیدے اور خالی
مت پہیر اگرچہ بکری کا جلا ہوا کُہر ہی ہو اور ابو نعیم ابن عمر سے مرفوعاً روایت کرتے ہین
کہ سائل کہ دروازہ پر آتا ہے مرد باایمان کے واسطے ہدیہ خدا ہے وَفِي الرِّقَابِ اور دو
تم مال کو خلاص کرنی قیدیون مین کہ مسلمان کافرون کے ہاتہہ مین گرفتار ہون اور یہہ آدمی مال
دیکر اونکے ہاتہون سے خلاصی دی ویا قرضدار قرضخواہون کے یہان مقید ہون
اونکو روپیہ دیکر رہائی دی ہر چند یہہ آدمی کہانے پینے کے محتاج نہین ہین لیکن
قید مخلوقات سے رہا ہونے مین مال کے محتاج ہین اور اس جگہہ علماے عربیت کو اشکال
قوی ہے حاصل اوسکا یہہ ہے کہ فِي الرِّقَابِ ظرف ہے اور سابق ذَوِي الْقُرْبَىٰ
مع معطوفات کے مفعول ہے اور عطف ظرف کا مفعول بہ پر باوجود اختلاف نسبت عمل کے
کیونکر درست ہو اس اعتراض کا جواب دو طریق سے دیا ہی اول یہہ کہ یہہ عطف محمول ہے
حذف فعل پر بہ تقدیر الی المال فی الرقاب کے پس عطف جملہ کا ہے جملہ پر نہ عطف
ظرف کا مفعول بہ پر اور یہی طریق صاحب کشاف نے آیت لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ
فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ مین اختیار کیا ہے اور نصرکم یوم حنین مقدر کیا
ہے اور عطف جملہ کا جملہ پر کیا ہی تاکہ عطف ظرف زمان کا ظرف مکان پر لازم نہ آوے دوسرا
جواب یہہ ہے کہ یہہ ظرف معطوف ہے دوسرے ظرف محذوف پر کہ متعلق وَالسَّائِلِينَ فِي
حَوَائِجِهِمْ وَفِي فَكِّ الرِّقَابِ اور سوال عام ہے خواہ بزبان قال ہو یا بزبان حال
اور تحقیق اس مقام کے یہہ ہے کہ مدار صحت عطف کا معنے پر ہے نہ صورت لفظ پر اور
اس جگہہ باعتبار معنے کے جہت نہین ہے اس واسطے کہ رقاب اور ما سبق
دونو مصارف مال ہین اور معطی لہ یعنے جسکے واسطے مال دیا گیا ہے اور زمان
ومکان دینے مال کا گو ظاہر مین یہہ داخل ہوتا ہے اور وہ نہین ہوتے

اور نکتہ قاعدی کے بدلنے مین یہہ ہے کہ اس مصرف مین قیدیون اور قرضدارون کو دینا معمول
نہین ہے بلکہ اون آدمیون کو کہ قید کر کے لے گئے ہین یا اون لوگون کو کہ قرض مانگتے
ہین مال دینا چاہیئے تا کہ یہہ خلاص ہون بخلاف مصارف ماسبق کے کہ مال خود اونہین کو
دینا چاہیئے اور یہہ گواہ ہین از روے خرچ کرنے مال اور اداے حقوق خلق کے کہ عند اللہ
حقوق اللہ پر مقدم ہین پہر چاہیئے کہ حقوق اللہ کو کما ینبغی ادا کرین وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ
اور قائم کرے نماز کو بروجہ کمال اس واسطے کہ نماز ایک عبادت ہے کہ مشغول ہوجاوین
تمام اعضا ظاہری اور باطنی اور جب انکو راست کیا تو اداے حق الٰہی ہر عضو سے
ہوا پس اداے حق بدنی سے کہ پانچ وقت ہر روز ذمہ واجب ہین فارغ ہوا
وَاٰتَى الزَّكٰوةَ اور دیوے زکوۃ کہ حق الٰہی بین ہے تا کہ اس حق سے بہی فارغ ہو
گو حوائج خلق کے دینے مال اون چہہ مصارف مذکورہ مین کفایت تہے اور زکوۃ
نام ہے ایک اندازہ معین کا مال سے کہ اوسپر ایک سال کامل گذر گیا ہو بشرطیکہ وہ
مال حد نصاب کو پہونچ گیا ہو اور حد نصاب چاندی مین باون تولہ اور سونے مین ساڑہے
سات تولہ اور اسباب سوداگری سے جس جنس کا کہ ہو یہ قیمت نصاب چاندی یا سونے
سے کر کے دیوے اور قدر واجب زکوۃ مین چالیسوان حصہ ہے لیکن مواشی اور زراعت
کہ زمین محصولی مین ہو پس اسکی زکوۃ تفصیل طویل ہے کہ کتب فقہ مین مذکور ہے اور
چونکہ دینا زکوۃ کا سواے دینی مال اقارب اور یتیمون اور اور مقربون اور مسافرون
اور سائلون اور قیدیون کے شمار کیا تو معلوم ہوا کہ وہ دینا غیر دینے زکوۃ کے ہی کہ بعضے
اون مین سے واجب یا فرض ہے جیسے خبرگیری اون اقارب کی کہ محرمیت رکہتے ہین اور
محتاج ہین اور جیسے خبرگیری مسافر مضطر اور صدقۃ الفطر اور نذر اور کفارہ اور قربانی
اور بعضے مستحب ہین جیسے لینا مطالبہ اوس دینی کا اوس شخص پر بہی ہوتا ہے کہ اوسپر زکوۃ
واجب نہین ہے ویا زکوۃ ادا کر چکا ہے اور یہی معنے ہین اوس حدیث کے کہ
ترمذی اور ابن ماجہ فاطمہ بنت قیس سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے
فرمایا کہ مال مین سواے زکوۃ کے اور حق بہی ہے اور یہہ آیت تلاوت فرمائی اور

بخاری اپنی تاریخ مین بروایت ابوہریرہ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا
کہ بعد ادای زکوۃ کی مال مین اور بہی حقوق ہین فرمایا البتہ اور یہہ آیت آتی المال علی حبہ آخر تک
پڑہی اور وہ کہ حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ تحقیق زکوۃ نے نسخ کردیا
ہر حق مال مین سے اور مال مین حق سوائے زکوۃ کے نہین ہے تو اسکی یہہ معنے ہین کہ
خدا کا فرضی حقوق علاوہ زکوۃ اور کچھہ نہین ہے اور یہہ حقوق مذکورہ اول مقدر نہین
ہین اور یہہ حق خدا نہین ہین حق خلق ہین اور یہہ تکلیفات کہ مذکور ہوئین اوس قسم سے
نہین کہ اللہ تعالی نے اپنے آدمیون پر بغیر اونکے التزام کے اپنی ویا خلق کے واسطے لازم فرمایا ہین
لیکن جو چیز کہ آدمی پر لازم کرلین پس وہ بہی نیک ہین وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ یعنی وفا کرنیوالے
اپنے عہد کے خواہ اوس عہد کو خدا سے باندھین ویا اپنے پر نذر مقرر کرین یا قسم اللہ کی نام
کی نیک کام پر کھاوین اور خواہ خلق سے عہد باندہین یا کسیکی امانت لین یا کسی سے
وعدہ نیک کرین کہ ان سب صورتون مین وفا واجب ہے لیکن چاہیئے کہ نیت وفا کی
دل مین مضبوط کرلے اِذَا عَاهَدُوا یعنی جسوقت کہ عہد باندہین پس اوسی وقت اگر نیت
وفا کی نہو اور پہر بسبب ملامت آدمیون کے وفا کرے تو یہہ وفا معتبر نہین ہے
اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ اور ایسی ہی اگر عہد باندھنے کے وقت وفا کی نیت مضبوط ہو اور
پہر بسبب کسی ناچاری کے یا بیقدوری یا ظالم کے خوف سے وفا نکرسکا تو معذور ہے
اور بیوفاؤن مین محسوب نہوگا اور وفای عہد ہرچند ظاہر مین ایکہی کام کارہای نیک سے
معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت مین تمام معاملات کو شامل ہے کہ بندہ کو خدا سے یا خلق خدا سے
اتفاق پڑتا ہے جیسی پیری مریدی اور استادی شاگردی اور پیغمبر ہونا اور امت ہونا
متضمن عہد الہی جانبین ہین کہ لوازم ان حقوق کو کما حقہ ادا کرین اور ایسے ہی دین اسلام
مین داخل ہونا اور اطاعت مین شروع کرنا گویا انکی اتمام موجب پر عہد باندھنا ہے اور
اسیواسطے جو آدمی کہ آنحضرت صلعم سے بیعت کرتے تہے ہرگز حالت تنگی و فراخی و خوشی
و ناخوشی مین اور کلمہ حق کہنے مین جہان کہین ہون خوف نہین کرتے تہے اور تقیہ
اور جانبداری نہین کرتے تہے اور کسی مخلوق سے سوال نکرنے مین ان چیزونکو اپنے ذمہ کر

موضح القرآن

زیادہ لازم اون سے سمجھتی تھے یہانتک کہ بعض اصحاب صفہ کے کہ ترک دنیا اور جمع مال پر بیعت
کی تھی اور مرنے کے وقت ایک دو اشرفی اونکی تہلی مین نکلی مورد عتاب اور وعید شدید کے
ہوئے اور نکاح اور وکالت اور شراکت اور اکثر معاملات وفاے عہد پر ہین اور بغیر اس
خصلت نیک کے اداے حق کسی معاملہ کا بروجہ شرعی نہین ہوسکتا اور اسی واسطے قاعدہ
تغیر کرکے تعبیر فعل سے اسم کرکے بیان فرمایا اور تمام خصلتین کہ مذکور ہوئین کہ قسم نیکی سے
ہین چند بیان کی ہین وَالصّٰبِرِیْنَ یعنی یاد کرو تم صبر کرنیوالون کو کہ اونکے حق مین
آیت عنقریب وبشر الصابرین مین کیا کچھ بشارت گذری ہے اور کس مرتبہ نیکی مین ہین
خصوصًا جب کہ صبر انکا تمام سختیون کا گھیرنے والا ہو پس صبر کرو تم فِی الْبَاْسَآءِ شدت
فقر مین رشوت چکھنے سے باوجودیکہ چندان احتیاج نہین رکھتے ہو صبر نہین کرسکتے
وَالضَّرَّآءِ حالت مرض اور درد و رنج مین نہ مثل تمہارے کہ ایک قسم کے کھانے سے
اگرچہ لذیذ و نفیس ہو تنگ ہوکر کہتے ہو لن نصبر علی طعام واحد یعنی ہرگز ہم صبر نہین
کرینگے طعام واحد پر وَحِیْنَ الْبَاْسِ اور وقت لڑائی کے کہ نیز قحط غلہ اور آب اور
نیز ہجوم دشمنون کا اور اونکا خوف اور نیز محنت بدنی اور بیخوابی اور زخم تلف اعضا کا
ہوتا ہے نہ مثل تمہارے کہ کہا تمنے اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ
یعنے تم اور تمہارا رب چلے جاؤ اور لڑو ہم تو اس جگہہ بیٹھے ہین اور جس آدمی نے ان تینون
حالتون مین ہمیشہ صبر اختیار کیا تو اوسکا صبر کامل ہوا اسواسطے کہ مصیبتین جو انسان پر
آتی ہین اور وقت امتحان کے صبر ہو ہی تین قسم ہین اول نقصان مال کہ آخر اسکا
شدت فقر ہے دوسرے نقصان بدن کہ مقدمہ اوسکا درد و رنج و بیماری و زخم وصدمات
ہے تیسرے جان کی ہلاکت کہ اکثر وقت خطرہ لڑائی کا ہے اور نیز جاننا چاہیئے کہ
ان آدمیون کا صبر فقط اطاعت الٰہی کے واسطے ہے وگرنہ افراد بشر باعتبار دلیری طبیعت
کے بعض ان مصیبتون مین سے پڑا نہین کرتے مثلاً بعض آدمی بالکل لڑائی مین
خوف نہین کرتے اور تھوڑی بیماری سے حواس باختہ ہوجاتے ہین اور بعض آدمی
حالت فقر مین ثابت قدم رہتے ہین اور لڑائی کے نام زرد ہوجاتے ہین

اور جو آدمی کہ ان سب حالتون مین ثابت قدم رہے ہنین ہوتا مگر بسبب غلبہ طاعت الٰہی کے
بالجملہ نیکوکاری جامع ہونا ان تمام اوصاف سے ہے اگر ایک وصف بھی فوت ہو نام نیکوکاری
اوسپر درست ہنین پس اہل کتاب کہ یہہ تمام اوصاف اون مین فوت تھے یہانتک کہ
ایمان خدا پر اسقدر قصور کیا کہ عزیر اور عیسیٰ علیہما السلام کو خدا کا بیٹا قرار دیا اور
یہودیون نے یداللہ مغلولۃ کہا اور نصاریٰ اتحاد اور حلول کے قائل ہوگئے اور ایمان
معاد مین بھی اسیطرح اعتقادات واہیات کے معتقد ہوئے اور کہا کہ لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ
إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ اور کبھی کہا کہ لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا
مَّعْدُودَةً اور ایمان فرشتون مین کہ بہترین فرشتون سے ہیں جیسے حضرت
جبرئیل علیہ السلام کو اپنا دشمن قرار دیا اور عصمت ملائکہ کی بالکل منکر ہوئے اور
ایمان کتاب مین عجب طرح کے تفریق کی کہ ایک پارہ کی معتقد ہوئی اور ایک سے صریح
انکار کیا اور ایسے ہی ایمان انبیاء علیہم السلام مین یہانتک کہ جماعت کثیر نبیون کو قتل
کیا اور مال کا دینا تو کیا امکان بلکہ بعوض اوسکے دین کو بیچا اور آیات اور احکام
الٰہی متاع قلیل دنیا کے بدلی ہاتھہ سے دیئے اور شکستگی پیمان عادت قدیمی ہے
جیسے سیپارہ اول مین گذرا اور بے صبری بھی زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے
باربار ظہور کرتی ہے یہانتک کہ صریح کہا لَنْ نَصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ اور بزدلی
لڑائی مین اس حد کو پہونچی کہ اِذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ کہا پس یہہ لوگ کہ ایک وصف
بھی ہنین رکہین کیونکر دعوی نیکوکاری کا کرسکین ہان نیکوکار وہ شخص ہین کہ ان جمیع
اوصاف کی جامع ہین اور اسکی وجہ ظاہر ہے اسوسطے کہ نیکوکاری یا اعتقاد مین ہے
ویا اعمال اور اخلاق مین أُولَٰئِكَ یہہ یعنی جامع اوصاف مذکور الَّذِينَ صَدَقُوا
وہ لوگ ہین کہ اعتقادات مین سچے ہین وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ اور وہ لوگ ہین کہ اعمال و
اخلاق مین پرہیزگار ہین اور اخلاق اور اعمال مین کسی وجہ سے خلل نہ رکہین اور نیکوکاری
اونکی ظاہراً و باطناً کمال پر ہوا اب بیان کرتے ہین کہ وصف صابرین کو منصوب کیون
بیان فرمایا حالانکہ تمام صفات سابقہ مرفوع ہین اور عطف اس صفت کا اون

صفات پر تقاضا کرتا ہے کہ یہہ بھی مرفوع ہو اہل عربیت نے کہا ہے کہ اس نصب کو علی المدح و الاختصاص کہتے ہین جب منجملہ اور صفات مین سے ایک صفت کی زیادہ شرافت اور عظمت منظور ہوا کرتی ہے تا کہ اون سے متمیز ہو جاوے تو اعراب مین امتیاز دیتے ہین اور صبر سختیون مین اور لڑائیون مین صفت عمدہ ہے اس صفت کو ماسبق سے امتیاز دینا ضرور تھا اسواسطے اسکے اعراب کو اعراب ماسبق سے تغیر کر کے رفع سے نصب کیا گویا اس طرح فرمایا ہے کہ ہم صابرین کو مدح عظیم اور کمال نیکی سے خاص کرتے ہین اور ابو علی فارسی نے کہا ہے کہ جو چاہے کہ صفت ہاے بسیار کو مقام مدح اور ہجو مین ذکر کرے پس مقتضاے بلاغت کا یہہ ہے کہ اعراب اون صفات کو مختلف لاوے اور سب کو اوسکے موصوف کی برابر جاری نکرے اسواسطے کہ مقام مدح اور ہجو محل اطناب اور مبالغہ کا ہے اور جب اعراب مختلف ہوئے معنون مین اطناب حاصل ہوا اس واسطے کہ کلام صورت اختلاف اعراب مین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کسی طرح کا کلام ہے اور اگر اعراب مختلف نہو تو مجموع ایک جملہ ہوتا ہے اور بعض محققین نے وجہ اختلاف حرکت کی کہ کیون مبالغہ مدح و ہجو مین ہوتا ہے بیان کی ہے کہ اصل مدح اور ہجو کلام سامع سے ہے اس واسطے کہ جب ایک شخص نے کسی کا ذکر کیا کہ فلانے نے ایسا کیا اکثر سننے نام کے سے اوس کے مدح اور ثنا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ کیا اچھے آدمی کا ذکر کیا یا وہ کیسا عاقل ہے اور کیسا قابل ہے یا ایسے ہی ہجو اور ذم کرتا ہے پس وقت مدح اور ہجو کے متکلم چاہتا ہے کہ اپنے تئین سامع قرار دیکر اسی طریق سے گفتگو کرے لہذا اختلاف اعراب دلیل مدح اور ذم کی ہوتی ہے اور حدیث شریف مین بروایت ابن مردویہ اور عبد بن حمید کے وارد ہوا ہے کہ ایک شخص حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور پوچھا کہ ایمان کیا ہے حضرت ابو ذر نے یہہ آیت پڑھی اوس مرد نے کہا یہہ آیت میری سوال کا جواب نہ ہوئے حضرت ابو ذر نے کہا کہ اسیطرح ایک آدمی نے آنحضرت صلعم سے سوال ایمان کا کیا اور آنحضرت صلعم نے یہی آیت تلاوت کی اور وہ بھی مثل تیرے رضی نہوا آنحضرت صلعم نے اوس آدمی کو فرمایا کہ پاس آ جب نزدیک آیا ارشاد کیا کہ جب تجھہ سے نیکی سرزد ہو

خوش ہو اور امید ثواب کی رکھے اور جو بدی ہو غمگین ہو اور خوف عذاب سے ڈرا اور ابن ابی شیبہ
ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ جسنے اس آیت پر عمل کیا ایمان اوسکا کامل ہوا اور
فی الواقع بتامل ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی شے تکالیف شرعی سے مضمون اس آیت سے خارج
نہین ہے اور حکیم ترمذی ابو عامر اشعری سے روایت کرتے ہین کہ مینے پوچھا یا رسول اللہ
کمال نیکی کیا ہے فرمایا کہ جو کچھہ خلوت مین کرے ظاہر مین بھی کرے اور ابن عساکر زید
ابن رفیع سے بیان کرتے ہین کہ اون سے کسینے حال خوارج کا پوچھا کہ انکی تکفیر مین کیا
کہتے ہو کہ وہ اصحاب قبلہ ہین اور نماز و روزہ بطریق اسلام کے ادا کرتے ہین زید ابن
رفیع نے کہا کہ نماز و روزہ اور استقبال قبلہ پر فریفتہ مت ہو تم کہ اللہ تعالی فرماتا ہے
لَیسَ البِرَّ اَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُم قِبَلَ المَشرِقِ وَالمَغرِبِ پس جس کسینے اپنا ایمان ان
چیزون سے درست کیا مومن ہے اور جو کوئی ایک کا ان مین سے منکر ہوا کافر ہے اور جب
جان لیا کہ بہترین اقسام نیکوکاری سے صبر ہے پس اس خصلت کو ہرگز ہاتھہ سے مت دو خصوصًا
اسوقت کہ ایک تمہارا یار دوست اور متوسلان تمہاری سے مارا جاوے اور تم بسبب غضب انتقام قاتل
اور اندوہ فراق مقتول اور شرمندگی کمال عجز اپنے کی محافظت مقتول سے اور لاحق ہونے
ذلت سے عجب حالت پیدا کرو اور اوس وقت بے صبر ہو کر چاہو کہ اکتفا قصاص مین ایک
پر نکرو بلکہ بجاے ایک آدمی کے کئی آدمیون کو مار ڈالو اور ہمراہ قاتل کے اوس کے بہائی
اور فرزند اور خویشون کو قصاص مین پہنچاؤ یا عورت مقتولہ کے بدلے قاتلہ عورت پر اکتفا
نکرکے اوسکے آدمیون کو جیسے خاوند اور فرزند کو بھی تہ تیغ کرڈالو یا اپنے غلام کے بدلے
کہ کسیکے غلام کے ہاتھہ سے مارا گیا ہو غلام کے مارنے پر اکتفا نکرو اور اوس کے مالک
کو بھی مار ڈالو یٰاَیُّهَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اے آدمیو ایمان والو مقتضا تمہارے ایمان کا
یہہ ہے کہ جو کچھہ احکامات الٰہی لکھی گئے ہین کسی حالت مین اون سے تجاوز نکرو کُتِبَ
عَلَیکُمُ القِصَاصُ لکھا گیا ہی تمپر برابر کرنا فِی القَتلٰی اس مقدمہ کشتگان مین پس
ہر کشتہ کو برابر کشتہ دیگر کے جانو اور بسبب محبت اور قرابت کے یا علم و فضل
اور نسب و حسب اور عمدہ زادگی و رذالت کی اور خوش صورتی اور بد صورتی

اور صلاح اور فسق کشتگان کی درمیان مین ترجیح اور امتیاز مت کرو کہ عوض ایک آدمی کی کئی کو
مار ڈالو اسواسطے کہ اگر اس طرح کی ترجیح اور امتیاز کروگے مقدمہ قصاص موقوف ہوجاویگا
اور جاری نہو سکیگا اس واسطے کہ ہر ایک کے نزدیک اپنا کشتہ عزیز اور بزرگ ہوتا
ہے جیسے تم اپنے کشتہ پر غم اور اندوہ کرتے ہو ایسے ہی اور بھی کرتے ہین وہ کب گوارا
کرین گے کہ تم ایک کے عوض چند آدمیون کو مار ڈالو پس اَلْحُرُّ آزاد برابر ہے بِالْحُرِّ
آزاد دوسرے کے گو از روے علم یا نسب وجمال کے فضیلت رکھتا ہو مثلاً ایک سید ہو
اور دوسرا جولاہہ وَالْعَبْدُ اور غلام برابر ہے بِالْعَبْدِ دوسرے غلام کے
ایسے ہی ہر لونڈی برابر دوسری لونڈی کے ہے اگرچہ ایک غلام چیلہ محبوب بادشاہ کا ہو
اور دوسرا خدمتگار دہقان ہو اور ایک لونڈی حرم خاص بادشاہی ہو اور دوسری
کسی بارکش کی وَالْاُنْثٰی ہر عورت برابر ہے بِالْاُنْثٰی دوسری عورت کے اگرچہ ایک
بیگم محل نشین ہو اور دوسری فردور کوچہ گرد ہو اس جگہ جاننا چاہیئے کہ مدلول اس
آیت کا یہی ہے کہ اہل ایمان کو چاہیئے کہ بسبب غلبہ غضب اور دشمنی کے مقدمہ خون
مین بے صبری نکرین اور حد شرع سے مارنے مین تجاوز نہ کرین جیسا کہ زمانہ جاہلیت
مین عمل ہوتا تھا کہ اشراف اپنی غلام کی عوض چاہتے تھے کہ آزادون کو مارین اور
عورتون کی عوض مردون کو ایک مرد کے عوض دو مرد کو تو اس طرح عمل تم نکرو بلکہ اس
مقدمہ پر مرد آزاد کو برابر مرد آزاد کے سمجھو اور ایسے ہی ہر عورت کو برابر دوسری عورت
کے اور غلام کو دوسرے غلام کے برابر اور بسبب شرافت نسب یا عمدہ ہونے کے
ترجیح اور تفضیل نہ دو اور ایک آدمی کو برابر کئی آدمیون کے مت کرو اور مفہوم مخالف
اس آیت کا کہ غلام آزاد کے برابر نہین ہے اور مرد عورت کے برابر اور ایسے ہی آزاد
غلام کے برابر اور عورت مرد کے برابر نہین ہے پس یہہ عموماً مراد نہین ہے بلکہ دیت
لینے مین اسواسطے کہ آزاد آدمی کی دیت قریب دو ہزار آٹھ سو روپیہ کے ہے اور
دیت آزاد عورت کی اسکے نصف مبلغ کے اور غلام اور لونڈے کے دیت اون کے
قیمت ہی لیکن صورت بدلہ خون بخون مین کچھ فرق نہین ہی حنیفہ کے نزدیک آزاد

غلام کے عوض مین قصاص ہوسکتا ہے بشرطیکہ غلام اوسکا مملوک نہوا ور مرد عورت کے عوض
مین باجماع مارا جاسکتا ہے اور اکثر مفسرین نے کہ قتلی کو بطریق تغلیب کے شامل مقتولون
اور قاتلون کی کیا ہے اور برابر کرنا مقتولون کا قاتلون سے مراد لیا ہے مفہوم مخالف
مین متردد ہوتے ہین بعضے شافعی اپنی مذہب پر اسکو دلیل لاتے ہین اور کہتے
ہین کہ آزاد کو بمقابلہ غلام مارنا نچاہیئے اور حق یہہ ہے کہ اس مذہب پر مفہوم مخالف
سے استدلال کرنا مناسب نہین اسواسطے کہ اگر یہہ معنی مراد ہون تو اسکے عکس بہی مراد
ہونگے اور وہ خلاف اجماع ہے اور نیز جبکہ ہر عورت دوسری عورت کے برابر ہوئی
اور لونڈی بی بی برابر پس اگر غلام اور آزاد مین فرق کیا ہے تو چاہیئے کہ لونڈی اور
آزاد عورت مین بہی فرق کرین اور باوجود اسکے یہہ مفہوم مخالف مرد اور عورت کسی طور درست
نہین ہوسکتا اور نیز مناقض عموم آیت النفس بالنفس کی ہے اور منافی حدیث المسلمون تتکافؤ
دماءہم کی ہان اگر چند آدمی ایک آدمی کو مار ڈالین تو اوس کے عوض یہہ سارے جاوینگے
اسواسطے کہ ہر ایک اون چند مین سے قاتل اس ایک کا ہے پس غیر قاتل نہ مارا گیا اور یہی
معنے قول حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی کے ہین کہ لو تمالا علیہ اہل صنعاء
لقتلتہم اور نیز جاننا چاہیئے کہ حکم قصاص سے چند صورت خارج اور مستثنیٰ ہین۔
اول یہہ کہ مسلمان کافر حربی کو مارے تو بالاجماع اوس سے قصاص نہین ہے ذمی
یا صلح والے کو مارے تو خلاف ہے شافعیہ کے نزدیک اس صورت مین قصاص نہین
ہے اور حنفیہ کے نزدیک ہے لیکن حدیث صحیح لا تقتل المسلم بکافر مؤید قول
شافعیہ ہے دوسرے یہہ کہ مسلمان نے دوسرے مسلمان کو خطا سے مارا ہو اسکے
دو طریق ہین اول یہہ کہ معرفت مین خطا کرے اور اوس مسلمان کو بسبب شکل اور
لباس اور ہمراہ ہونے کفار کے کافر جانکر مارے دوسرے فعل مین خطا کرے مثلاً تیر یا گولی شکار
پر مارے اور درمیان مین سے مسلمان گذرا اور اوسکے تیر لگ گیا اور مر گیا ان دونون
صورتون مین قصاص نہین آتا بلکہ خون بہا واجب ہوتا ہے جیسے سورہ نساء مین مذکور
ہے تیسرے یہہ کہ باپ یا مان نے لڑکے یا لڑکی یا پوتے یا نواسی کو مارا اس صورت مین بھی

قصاص نہین ہی خون بہا لینا چاہیئے چوتھے یہہ کہ مالک غلام یالونڈی کو مارڈالے اوراس صورت
مین نہ قصاص ہے اور نہ خون بہا لیکن کفارہ دینا مالک پر لازم آتا ہے اس جگہہ کئی سوال
جواب طلب ہین اول یہہ کہ مخاطب اس کلام کے کون آدمی ہین اگر قاتل ہین پس اونپر
واجب نہین ہے کہ اپنے تئین آپ مار ڈالین بلکہ یہہ فعل حرام ہے اور اگر وارث مقتول
ہین پس وہ بھی موافق شرع کے مختار ہین چاہین قصاص لین یا معاف کردین بلکہ بدلیل
وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ معاف کرنا بہتر ہے اور اگر ان دوگروہون کے علاوہ ہین تو
کون مردم ہین اور باوجود اسکے دوسرے بالاتفاق مقدمہ خون مین کچھ چیز واجب
نہین ہوتے نہ دیت دینا اور نہ قصاص لینا اسکا جواب یہہ ہے کہ قصاص کے معنے برابر
کرنا ہے اور رعایت برابری کی مقتولون مین سب مسلمانون پر واجب ہے اس طرح کہ
جب وجوب قصاص کی شرطین جمع ہون اون کو جائز نہین ہے کہ اوس وقت رعایت
برابری کی نہ کرین قاتل کو تسلیم نفس واجب ہوتا ہے اور یا رعایت برابری اور اور
وارث مقتول کو بھی مطالبہ رعایت برابری کا چاہیئے نہ زیادتی اور بادشاہون اور
حاکمون کو بھی مارنے مین برابری چاہیئے پس مخاطب اس خطاب کے تمام مسلمان
ہین لیکن چونکہ کسی کا کہنا بغیر تائید حاکم کے پیش نہین جاتا اسواسطے کہہ سکتے ہین کہ
مخاطب اس کلام کے فقط حاکم ہی ہین دوسرے یہہ کہ ظاہر آیت تقاضا کرتی ہے
وقت لینے خون کے رعایت برابری واجب ہے لیکن عوض خون کے خون لینا اس
آیت سے نہین سمجھا جاتا جواب اسکا یہہ ہے ہان البتہ یہہ مضمون اس آیت سے سمجھا نہین
جاتا اور آیت کہ دلالت وجوب معاوضہ خون پر کرے آیت دوسری ہے سورہ مائدہ مین کہ
النَّفْسَ بِالنَّفْسِ اور باوجود اسکے کہہ سکتے ہین کہ مراد برابری سے کہ اس آیت مین واجب
ہوئی ہے برابری فی القتل ہے اور برابری در قتل صفت قتل ہے اور صفت واجب کرنا
مقتضی واجب کرنی اوس ذات کی ہے کہ موصوف ساتھہ اوس صفت کی ہو پس
وجوب قتل اس آیت سے اس طور مفہوم ہوا لیکن شرائط وجوب جیسی مطالبہ وارثون کا
خون کو اور ہونا قتل کا جنس عمد سے بلاشبہہ درکار ہے تیسرے یہہ کہ برابری قتل سے

مفہوم ہوتا ہے کہ کیفیت قتل مین برابری بجا چاہیئے مثلاً قاتل آگ سے جلایا گیا ہو تو اوسکو بہی جلانا
چاہیئے اور اگر پانی مین غرق کیا گیا ہو تو اوسکو آب مین ڈبونا چاہیئے اور اگر ہاتھہ پانون قطع
کئے گئے ہون یا آنکہہ نکالی گئی ہو یا کان اور ناک اوکھاڑی گئی ہون تو ایسی قسم سے قاتل
کو بہی مقتول کرنا چاہیئے جیسا کہ حدیث شریف مین بروایت بخاری واقع ہے کہ زمانہ
آنحضرت صلعم مین یہودی خبیث نے ایک دختر انصار کو واسطے لینے زیور کے فریب دیکر
جنگل مین لے گیا اور اوسکے سر کو پتہر سے پہوڑ ڈالا آنحضرت صلعم نے اوس یہودی کو بعد
اقرار کے اسی قسم کے مارنے کو فرمایا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بہی یہی مذہب ہے اسکا جواب
یہہ ہے کہ رعایت برابری کیفیت قتل مین اس آیت سے مفہوم نہین ہوتی اسواسطے کہ فی
القتلے فرمایا ہے نہ کہ فی القتل اور باوجود علی العموم کے رعایت برابری کیفیت قتل مین
ہمیشہ نہین سکتی مثلاً کسی شخص نے ایک آدمی کو جادو کرکے مارا اوسکو جادو سے نزدیک
شافعیون کی بہی نہین مار سکتے اسواسطے کہ جادو فعل حرام ہے اور ایسے ہی اگر بچہ صغیر کو
بسبب لواطت کے مارا اوسکو اسی طرح سے نہین مار سکتے بلکہ تلوار سے ہان جو کہ حدیث
شریف مین منقول ہے اسقدر دلالت کرتا ہے کہ رعایت برابری کے کیفیت قتل مین واسطے
تشفی وارثان مقتول کی بہتر ہے جو شبہہ ہے یہہ کہ اگر قاتل نے اپنے اس فعل سے توبہ نہ کی
اور ترک توبہ پر اصرار کیا پس اوسپر قصاص کا واجب کرنا معقول ہے کہ ایک طرح کا عذاب
ہی عوض گناہ کی جانب خدا سے اور اگر بدل سے توبہ کی اور ندامت کی پس اوسپر
قتل واجب کرنے مین کیا حکمت ہے ظاہر ہے کہ بعد توبہ کے عقوبت نہین ہو سکتی
اسکا جواب یہہ ہے توبہ کہ عبارت ندامت ماضی پر اور ارادہ مصمم ترک گناہ مستقبل مین
یہی کام دل ہے خلق کو اوسپر اطلاع نہین ہوتی اگر توبہ کو مانع لینے قصاص سے کرتے
ہرگز حکم قصاص جاری نہوتا ہر قاتل بعد قتل کے کہے گا کہ مینے توبہ کی اور اس جگہہ
نہین کہہ سکتے کہ جہوٹ بولنا خلق سے اکثر ہوتا ہے خالق حال باطنی سے
خبردار ہے اس واسطے کہ فرضیت قصاص لینے کی خلق پر ہے پس ترک قصاص
مین اطلاع خلق کے قبول توبہ پروردگار سے ہے اور باوجود اسکے محققین نے

موضح القرآن
چاند کا نکلنا وقت [illegible]

کہا ہے کہ حقیقت توبہ کی حقوق عباد مین یہہ ہے کہ باوجود ندامت اور ترک گناہ کی صاحب
حق کو بھی راضی کرے اور راضی ہونا صاحب حق کا اس جگہہ تسلیم نفس قصاص کے لئے
ہوسکتا ہے اور نیز واجب کرنے قصاص مین تائب پر بہت حکمتین ہین اول حق قاتل
مین اسلیئے کہ وہ پہلے سے جانتا ہے کہ اگر مینے کسی کو مارا تو اوسکے قصاص مین مارا
جاؤنگا اور عذر توبہ مسموع نہ ہوگا یہہ جاننا اوسکو مانع خون ناحق سے ہوگا دوسرے
حق وارث مقتول مین کہ تشفی اوس غم کشیدہ اور آفت رسیدہ کے سینے کی ہوگی تیسرے
تمام آدمیون کے حق مین کہ عبرت پکڑینگے اور ایسے افعال بد سے باز رہینگے
اور باوجود اسکے بدلہ خون کا لینا واجب نہین ہے پس اگر وارثان مقتول قاتل کو دیکھینگے
کہ توبہ نصوح کی اور توبہ نصوح بدون حاضر ہونے پاس وارثان مقتول اور اقرار کرنے
گناہ یا بسبب دینے مال اور یا برلانے کسی کار کے اون کو راضی کرنے بغیر نہین ہوسکتی
البتہ خیال خون اوسکے سے گذرینگے اور معاف کردینگے اور اگر بسبب حاجت کے
مال مین رغبت کرینگے یا کسی اور منفعت مین تو اوسکو قبول کرینگے لیکن قاتل کے
خون سے درگذرنے اور معاف کرنے کی دو صورتین ہین ایک یہہ کہ تمام وارث فقط
ثواب آخرت کے واسطے بغیر عوض مال اور منفعت کے قاتل کو معاف کرین ایسی صورت مین
خود شریعت مین ذمہ قاتل پر کوئی چیز نہین ہے مگر یہہ کہ شکر اس نعمت کا زبان و دل سے
کرے اور ہمیشہ اونکے حق مین دعای خیر کرے دوسرے یہہ کہ معاف نکرین بلکہ ہنوز مطالبہ
رکھین اس صورت کی شریعت مین بعض احکام مقرر ہین فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ پس جو شخص کہ اوسکے
واسطے معافی ہوئی مِنْ اَخِیْهِ بھائی دینے سے شَیْءٌ کچھہ تھوڑے باین طور کہ بعضے وارثون
نے معاف کیا اور بعض نے نکیا اور چونکہ خون ایسی شے ہے کہ منقسم نہین ہوسکتے
کہ بعض حصہ مارا جاوے اور بعض نہین ایسی صورت مین حکم شرع یہہ ہے کہ
قصاص ساقط ہوجاتا ہے اور جن وارثون نے کہ معاف نکیا ہے اپنے حصہ کے
موافق دیت لین یا تمام وارث مقتول خیال خون سے درگذرین لیکن جو مال کہ
بمقابلہ اوسکے مقرر کیا ہی خواہ بمقدار دیت ہو یا زیادہ یا کمتر اور ان دونو صورتون مین عفو کامل نہین ہے

کہ ذمہ قاتل سے مطلق بری الذمہ ہو لیکن جو چیز کہ اوٹھ سکے گردن پر باقی رہے فَاتِّبَاعٌ
پس تابع مرضی معاف کرنے والے کے ہے جو کچھ اوسکی مرضی ہو قبول کرے بِالْمَعْرُوفِ
اوس طور پر کہ مروّج اور معمول شرع ہے معاملات اور معاوضات مین نہ اوس طور پر کہ خلاف
شرع ہے مثلاً وارث مقتول کہے کہ تیرے خون سے گذرا بشرطیکہ اپنے پسر کو میرا غلام
کر دے یا تیری دختر سے زنا کرون یا میرے واسطے شراب طیار کرے یا نماز و روزہ
ترک کرے یا میرے واسطے فلانے کو مار ڈال یا رہزنی اور چوری کر کے اسقدر مال لا
پس یہہ سب شرطین مردود اور غیر مقبول ہین اور متابعت اوسکے مرضی کی نچاہیے
وَ اور نیز قاتل کے ذمہ واجب ہوتا ہے اَدَآءٌ ادا کرنا چیز کا کہ قبول کیا تھا اِلَیْهِ
اوسی معاف کرنے کے طرف نہ یہہ کہ حاکم یا قاضی اور وکیل کو رشوت دیکر اوسکو محروم کیجے
اگرچہ اوسی قدر مبلغ خرچ کرے اور چاہیے کہ ادا کرنا ہو بِاِحْسَانٍ نیکی اور سلوک اور قبول
منت سے نہ کہ ترش روئی اور خلاف وعدگی اور دیر کرنے میعاد مقرر سے یا قدر مقرر سے کم
یا بجائے کہرون کے کہوٹے اس واسطے کہ ذٰلِكَ یہہ یعنے قبول عفو خون وارثون مقتول
کی طرف سے ایک نعمت خاص تمہارے واسطے ہے کہ یہودیون کے شریعت مین نہ تھی
اسواسطے کہ اونکی شریعت مین خون کی عوض خون ہی لینا مقرر تھا اور شریعت
نصاریٰ مین خون بہا لینا مقرر تھا پس یہہ وسعت بڑی ہے کہ اگر چاہو مفت ثواب آخرت
کے واسطے معاف کر دو اور اگر مال کی حاجت ہو خون بہا لو اور اگر خواہ نخواہ تشفی و تشمتی
اور غصہ کے چاہو مار ڈالو تَخْفِيفٌ تمہارے پر تکلیف شرعی ہلکے کرنی ہے مِّنْ رَّبِّكُمْ
تمہارے پروردگار سے وَرَحْمَةٌ اور مہربانی ہے اوس خطاب سے قاتل پر بھی کہ
مقتول کے وارثون کی خوشامد کر کے معاف کرانے یا خون بہا لینے پر راضی کر کے
زندہ رہ سکتا ہے اور وارثان مقتول پر بھی کہ اگر چاہین مال لین اگر حاجت ہو
اور اگر ثواب آخرت کے طالب ہون تو بھی حاصل کر سکتے ہین فَمَنِ اعْتَدٰی
پس جو شخص کہ تجاوز کرے بَعْدَ ذٰلِكَ بعد اس تخفیف اور رحمت کے اسطرح کہ ایک کی
عوض کئی آدمیونکو مار ڈالی یا غیر قاتل کو یا اول قاتل کو عفو یا قبول دیت پر مطمئن کر کے

مار ڈالے یا قاتل ادای دیت مین عام سانحہ کرے یا خلاف وعدہ کے کرے یا قدر مقرر سے
کم دے یا کہرون کی عوض کھوٹی دے فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ تو اسکے بعد اوسکے واسطے عذاب
درد دہندہ ہے آخرت مین حدیث شریف صحیح مین بروایت بیہقی وارد ہے کہ جس کسیکو
بسبب قتل یا نقصان جسم کے کسی کے ہاتھ سے آفت پہونچے ہو پس اوس مقتول کے
وارث اور صاحب جراحت کو تین چیزون مین اختیار ہے یا قصاص لے یا فدیہ لے
یا معاف کردے اور اگر ان تین چیز کے سوا چاہے پس اسکے دونو ہاتھ پکڑ لو اور کرنے
ندو اور اگر بالفرض تعدی کرکے کچھ عمل مین لایا فَلَهٗ نَارُ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا اور
نیز ابن جریر اور محدثین روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا لَا اُعَافِی
اَحَدًا قَتَلَ بَعْدَ اَخْذِ الدِّيَةِ یعنی مین معاف نکرونگا اوس شخص کو کہ بعد لینے خون بہا کے
قاتل کو مارے گو وارث قاتل کا معاف کردے اسواسطے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے فَمَنِ
اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اگر تمہارے کسی کی خاطر مین گذرے کہ ان
احکام مین وجہ تخفیف اور رحمت کی ظاہر ہے کہ عفو کو جائز رکہنا قاتل کے حق مین بہی مہربانی
ہے کہ زندہ رہے وارث اور مقتول کے بہی کہ اوسکا کشتہ زندہ نہین ہوسکتا ثواب آخرت
بہی کیون کہو یا اور ایسے ہی خون بہا کے لینے مین کہ فی الحال وارثان مقتول کو وسعت
فی المال و خرچ حاصل ہوا اور اسکے کام روا ہون اور بہی قاتل کو عبرت اور سرزنش
ہو کہ آگے کو خون ناحق نہ کریگا لیکن قصاص لینے مین تخفیف اور رحمت ظاہر نہین ہے
کہ گویا بنیان ربانی کی جڑ اوکہاڑنا ہے اور باوجود اسکے تلف جان ہے کہ بعد مرنے
کے راہ ترقی فی الآخرت اور ثواب کا حاصل کرنا اور مافات کے تدارک کرنے کا
بند ہوجاتا ہے اور منافع دنیوی بہی کہ وجود انسان سے متوقع ہین معدوم ہوجاتی
ہین ہم جواب دیتے ہین کہ اگر تامل کرو تو ایجاب قصاص مین تمام تخفیف اور رحمت
ہے اگر قصاص واجب نہ کرتے نعمت عفو کی قاتل کو کس طرح معلوم ہوتی اور وارث مقتول کو
ثواب آخرت کیونکر حاصل ہوتا اور ایسے ہی قاتل کا دیت کا دینا کیونکر سبک ہوتا اور
مقتول کیونکر مال اور قوت سے مطالبہ کرسکتا اور باوجود اس کے اگرچہ قصاص

مین ایک جان جاتی ہے لیکن بہت سی جانین محفوظ رہتی ہین وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ اور اے
مسلمانو تمہارے واسطے قصاص مین ایک طرح کی زندگی ہے کہ تم اوسکو سمجھہ نہین سکتی اسواسطے
کہ قاتل کو جب قصاص مین مارین اور وہ اپنے نفس کو تابعداری اور فرمان برداری خدا
کے سبب وارثان مقتول کے سپرد کردے تاکہ آخرت مین نجاست گناہ سے پاک
اوٹھے اور عذاب دوزخ سے رہائی پاوے اور حیات ابدی پاوے بلکہ قبر مین معاملہ
رحمت اور عفو کا اوس کے ساتھہ واقع ہو اور روح اور راحت اوسکی نصیب ہو
پس اس طرح کا مارا جانا اوسکے حق مین فقط انتقال اس دار آلام سے طرف
دار الراحت کے ہوا اور مقتول کا بسبب اسکے کہ اوس کے عوض لیا گیا اور مفت رائگان
نہ گیا بلکہ پچھلے لوگون مین نام اور مرتبہ ہوا اور اوسکے عزت زیادہ ہوا اور مثل مشہور ہے
کہ ذکر الفتی عیشۃ الثانی یعنی یادگاری جوان کی دوسرے زندگی ہے اور اوسکی
روح کو رنج اس سبب سے کہ ناحق مارا گیا تھا نہ رہا پس عالم قبر مین فارغ البالی سے
گذرانتا ہے اور تلخی اوس جہان سے مکدر نہین ہوتا اور وارثان مقتول کو بھی عزت و
جاہ زیادہ ہو کہ عوض کشتہ کے قاتل کو مارا اور غم و رنج بھی کم ہوا اور تشفی غصہ سے
حاصل ہوئی اور قبایل قاتل کو بھی وارثان مقتول کے طرف سے اطمینان حاصل
ہوا ورنہ جسکو پاتے مار ڈالتے جیسا جاہلیت مین تھا اور اب بھی بعض فرقے ایسا ہی
کرتے ہین کہ بعد وقوع ایک خون کے دونو طرف سے پشتون تک کشت و خون
جاری رہتی ہے اور ایک جانب دوسرے سے مطمئن نہوتے تھے اور زندگی دونو طرف
کے کمال تلخی سے گذرتی تھی اور قصہ مہلہل کا اپنے بھائی کلیب کے عوض ہزارون
کو مارا اور قبیلہ بکر بن وائل کو قریب بفنا پہونچایا تواریخ عرب مین مشہور ہے
اور نیز کوہستانی افغانون کا اور راجپوتون اور دہقانیون کا معمول ہے اور تمام
آدمیون کو عبرت اور سرزنش ہوئی کہ قاتل ناحق کا یہہ حال ہوگا پس جب کسیکو
بسبب غلبہ قوت غضبیہ کے قتل ناحق کا خطرہ دل مین گذرے تو یہہ عبرت اوس کو
قتل سے مانع ہو اور خود بھی زندہ رہے اور جسکو مارنا چاہتا تھا وہ بھی زندہ رہے پس

مشروع ہونا اس حکم کا بالکل حکمت اور باعث زندگی عامہ خلائق کا ہے لیکن اسی طرح کی حیات
کو تم دریافت کرو یا اُولِی الْاَلْبَابِ اے صاحبان عقل کہ مغز سخن کو دریافت کرتے ہو
اور اوسکے پوست پر قناعت نہین کرتے اور حقائق کے باطن کو دیکھتے ہو اور اوس کے
ظاہر پر اکتفا نہین کرتے نہ وہ لوگ کہ عقل خالص نہین رکھتے اور قصاص کو فقط
اتلاف جان سمجھتے ہین اور اس حکم کو مشروع فقط اسواسطے فرمایا ہے کہ لَعَلَّکُمْ
تَتَّقُوْنَ کہ شاید تم اپنی افراط غضب سے پرہیز کرو تاکہ غضب خدا سے محفوظ رہو اور
بنیان اپنے رب کو بلا موجب ہدم نہ کرو اور اپنے تئین اور غیر اپنے کو تلف سے نگاہ رکھو
اسجگہ چند بحث ہین اول یہہ کہ ازروے قواعد دین کے مقرر ہے کہ اگر مقتول کو کوئی
قتل نہ کرتا البتہ اپنی موت سے مرتا اسواسطے کہ عمر مقدر اوسکے اسی طرح سے ہے اور اسیطرح
اگر کوئی شخص ارادہ کسی کے مارنے کا کرے اور بسبب خوف قصاص باز رہے تو البتہ
یہہ آدمی بھی اپنی موت سے مریگا اگرچہ اوس شخص نے نہ مارا اس واسطے کہ جو
وقت اوس کے قتل کا قرار دین وہ ہی وقت اوسکے موت کا ہے پس قصاص کے
مشروع ہونے سے حصول زندگی کیونکر متصور ہو سکے اسکا جواب یہہ ہے کہ اللہ تعالی
نے ہر چیز کے واسطے ایک سبب معین فرمایا ہے کہ وجود اور عدم اوس شئے کا اوس
سبب پر موقوف ہے اگر سبب موجود ہو تو چیز بھی موجود ہو ورنہ نہین اور مشروع ہونا
قصاص کا بھی اسی طور سبب زندگی کا ہے کہ بسبب خوف قصاص کے اوسکے مارنے سے
باز رہا اور وہ اور یہہ دونوں زندہ رہین مانند تمام اسباب کے اور جو کوئی منکر اسباب
کا ہو مخالف عقل اور شرع اور عرف کے ہے اور عند اللہ مذموم اور عند الناس
قابل ملامت ہوتا ہے اور اس طرح کے شبہے سببیت اسباب مین آتے ہین لیکن
بسبب معرفت قضا و قدر کہ سلسلہ اسباب اور مسببات کا اونہین سے مربوط ہے
مندفع ہو جاتے ہین دوسرے یہہ کہ اس مضمون کو عرب والے قرآن شریف کے
نزول سے پہلے ہی جانتے تھے اور بعبارت مختلفہ مین تعبیر کرتے تھے بعضون نے کہا
قتل البعض احیاء للجمیع یعنے قتل کرنا بعض کا سب کے واسطے زندگی ہے اور

بعضون نے کہا اکثر والقتل لیقل القتل اور ایک عبارت مختصر سب سے اسی مضمون مین
شایع کی کہ القتل انفی للقتل حق تعالی نے اس کلام اعجاز نظام مین اون عبارتون
مشہورہ کو ترک فرما کر یہہ الفاظ ارشاد فرماے کہ فِي الْقِصَاصِ
حَيٰوةٌ اسواسطے علماے بلاغت نے آیت قرآنی کے امثال مشہورہ پر ترجیح ہونے مین
بہت سخن بیان کئے ہین اور انتخاب اون سب مین سے دس وجہ ہین اول یہہ کہ وہ
مثل مشہور بالکل صحیح نہین ہوتی اسواسطے کہ جو قتل براہ ظلم اور تعدی کے واقع ہو دور
کرنے والا قتل کا نہین ہے از روے قصاص کے بلکہ باعث زیادتی قتل قصاص کا
ہے اور اگر مثل مشہور مین دونو جگہہ قید اختیار کرکے کہین القتل قصاصا انفی
للقتل ظلما تو عبارت بہت دراز ہو جاوے اور آیت قرآنی بلا تکلف اس معنی کو ادا کرتی
ہے دوسرے یہہ کہ قتل قصاص کہ قتل ناحق کو دور کرتا ہے مگر نہ اس حیثیت سے کہ قتل
ہے بلکہ اس حیثیت سے کہ قصاص ہے اور یہہ بات آیت قرآنی سے معلوم ہوتی
ہے نہ مثل مشہور سے تیسرے یہہ کہ غرض اصلی آدمی کے وہ زندگی ہے اور نفی
قتل فقط واسطے حصول زندگی کے ہے پس تصریح بغرض اولی ہے جیسا کہ آیت مین
ہے چوتھے یہہ کہ تکرار لفظ بدون ضرورت کے قبیح ہے جیسا کہ مثل مشہور مین ہے
نہ آیت مین پانچوین یہہ کہ حروف ملفوظ آیت کہ اعتبار اختصار کلام کا ہے نہین حروف
پر ہے دس ہین اور مثل مشہور مین چودہ پس عبارت آیت مختصر تر ہے چھٹے یہہ کہ غالب
مثل مشہور مین اسباب پوشیدہ واقع ہوئی ہین اور یہہ مخل سلامت ترکیب ہے اور
آیت مین باوجود کمال اختصار کے سبب اور وتد اور فاصلہ سب مین ساتوین یہہ کہ ظاہر
مضمون مثل مشہور کا مقتضی اس بات کا ہے کہ ایک چیز بعینہ سبب اپنی انتفاع
کے ہو اور یہہ محال ہے اور آیت مین قصاص کا سبب حیات کیا ہے اور یہہ
دونون باتین بظاہر متغائر معلوم ہوتی ہین آٹھوین یہہ کہ آیت مین لفظ قصاص
اور حیات مین صنعت متضاد ہے اور مثل مشہور اس صنعت سے خالی ہے نوین یہہ کہ لفظ
آیت کا مبارک ہے کہ فال نیک لے سکتے ہین اور مشتمل ذکر حیات پر ہے اور مثل مشہور

کلام بدفال ہے کہ نفی دونو طرف قتل سے محیط ہے دسوین یہہ کہ آیت مشتمل دو اسم اور ایک حرف
پر ہے اور مثل مشہور تین اسم اور ایک حرف پر اور اگر تعریف کو شمار کرین پس آیت مین ایکبار ہے اور مثل
مشہور مین دوبار اور اگر تنوین کو بھی شمار کرین تو حرف برابر ہو جاتے ہین لیکن زیادتی
اسماء کی مثل مشہور مین رہتی ہے علاوہ یہہ کہ افعل التفضیل کو جب بغیر لام اور اضافت
کے استعمال کرین تو من تفضیلیہ خواہ مخواہ مقدر ہوتا ہے پس تقدیر کلام مثل مشہور
کی اس طور ہوگی القتل انفی للقتل من کل شئ پس اختصار کہان رہا تیسری بحث
یہہ ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حیات اور زندگی آدمی کی جسطرح کہ ہو مطلوب شرع
تھی اور اسی واسطے ذکر خیر مردہ کو مستحب رکھا ہے اور اوسکی جانشینون کو تاکید فرمائی
کہ دوستون اور اوسکی اقارب کی مراعات کرین بلکہ اسی واسطے میراث اور وصیت اوسکے
واسطے جاری رکھین کہ بعد اوسکے موت کی خاندان کی زندہ رہنے کا باعث ہے اور
لہذا کُتِبَ عَلَیۡکُمۡ فرض کیا گیا تمہارے پر اے مسلمانو ہر چند کہ یہہ حکم مقتضائے ایمان
کا نہین ہے تاکہ تمکو اس حکم سے کہ یا ایہا الذین امنوا خطاب کیا جاوے اسواسطے
کہ مال وارثون کے واسطے چھوڑنا عادت جبلی ہر انسان کی ہے اور اسی واسطے ہر فرقہ
مین مروّج اور معمول ہے لیکن تمپر لازم کیا جاتا ہے اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الۡمَوۡتُ
یعنے جسوقت تمہارے مین کسیکا وقت موت حاضر ہو اور اوسکی علامات مثل ساقط ہونے
قوت کے ظاہر ہون اور مرض اس حد کو پہونچی کہ طبیعت مغلوب ہو جاوے لیکن اِنۡ
تَرَکَ خَیۡرَا اگر مال اسقدر چھوڑا ہو کہ خرچ تکفین و تجہیز اور لوازم ماتم داری اور ادائے
قرض سے زائد ہو اَلۡوَصِیَّۃُ لِلۡوَالِدَیۡنِ وَالۡاَقۡرَبِیۡنَ وصیت کرنا ماباپ اور اور رشتہ دارون
کو اسطرح کہ میرے ماباپ کو اسقدر دینا اور فلانے رشتہ دار کو یہہ اسواسطے کہ معمول اور مروّج
یہہ ہے کہ جسوقت آدمی مرتا ہے اوسکے مال پر اوسکی فرزند اور عورتین متصرف ہوتے ہین
اور ماباپ اور دیگر رشتہ دارون کو کچھہ بھی نہین دیتے حال آنکہ شریعت مین ماباپ کا
حق مقرر ہے اور اور رشتہ دارون کا بھی جیسے دادا - دادی باوجود فرزندون کے
لیکن یہہ لوگ پاس شریعت کا نہین کرتے اور مردہ کو زیادہ تر موکد جانتے ہین اور بعض

موضح القرآن

رشتہ دارون کو کہ اونکا مقرر نہین ہے وصیت تہائی مال سے دینا مستحب ہے تاکہ توشہ راہ
آخرت کا ہو لیکن چاہیئے کہ یہہ وصیت بِالْمَعْرُوْفِ موافق طریق شرع کے ہو پس اگر فقیر رشتہ دار
کو محروم رکہا اور غنی کے واسطی وصیت کی تو طریق معروف نہوا اور ایسی ہی اگر والدین اور
چچا کے بیٹون کو برابر کیا تو بہی طریق معروف نرہا بلکہ جسکا جسقدر شرع نے حصہ مقرر کردیا ہے
اوسکو اوس حصہ سے زیادہ وصیت کرنا خلاف طریقہ معروفہ ہے بہرحال پس جب کسینی
اس طرح وصیت کی تو وہ وصیت ہوجاتی ہے حَقًّا حق یعنی اوسکا جاری کرنا لازم ہوجاتا ہے
عَلَى الْمُتَّقِيْنَ پرہیزگارون پر اوسکی پروا نکرین اور کسیکو اسکی تغییر اور تبدیل کا اختیار
نہین ہے اسواسطی کہ مخالف شرع کی نہین ہے فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ پس جو شخص کہ تبدیل کرے
خواہ مردہ کا وارث ہو خواہ جسکو وصیت کی ہو اور خواہ گواہ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ بعد اسکے کہ حق
لازم کو وصیت کرنے والی سے سُنا ہو اگرچہ اوس پر گواہ نکیا ہو فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ
عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ پس گناہ اسکا تبدیل کرنے والون پر ہے نہ اوس پر کہ موافق ظاہر
اوسکے کے حکم کری اور فتوی دے اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ تحقیق اللہ سُننے والا ہے قول وصیت
کرنیوالی اور قول تبدیل کرنے والے کو عَلِيْمٌ جاننے والا ہے اوس آدمی کو کہ تبدیل
کی ہے اور جسقدر تبدیل کے ہے لیکن یہہ سب اوسی صورت مین ہے کہ تبدیل مین کوئی
مصلحت شرعی و یا عرفی ہو فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا پس جس شخص نے کہ وصیت
کرنے والی سے خوف غلطی کا کیا کہ بسبب جہل احکام شرعیہ کی جا سے بیجا کردیا ہے اَوْ اِثْمًا
یا گناہ صریح کا کہ دیدہ و دانستہ مستحق کو محروم رکہا اور غیر مستحق کو دیا یا مستحق کو ناقص
کردیا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ پس درمیان وارثون موصی کی کہ قائم مقام اور متصرف مال کے
ہین اور جنکو وصیت کی گئی ہے صلح کردی فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ پس اوس پر کچہہ گناہ نہین
ہے اگرچہ وصیت مین فی الجملہ تغییر اور تبدیل ہوا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ
تحقیق اللہ بخشنی والا مہربان ہے اون آدمیون کو کہ ارتکاب گناہ مین نیت فاسدہ رکہتے
ہین بخشدیتا ہے ان صلاح کرنیوالونکو کہ تبدیل مین نیت نیک رکہین کیون نہ بخشی اسجگہ چند
بحث ہین اول یہہ کہ وصیت مذکورہ اس آیت کی ظاہر ہے کہ واجب ہے بدلیل کتب

کے حال انکہ موافق شرع کے وصیت کسی وقت واجب نہین ہے نہایت درجہ یہہ ہے
کہ مستحب اور مندوب ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ وصیت کبھی واجب بھی ہوتی ہے مثلاً
اوس شخص کے ذمہ قرض ہو اور تمسک گواہ نہو اور وارثون کو بھی قرض کی خبر نہین
ہے یا اوسکے پاس کسی کی امانت اہلی مال مین ملی ہوئی ہے اور وارث مطلع نہین
تاکہ صاحب امانت پاس پہونچاوین اس صورت مین وصیت بالاجماع واجب ہوتی
ہے اور اسی قسم کی وصیت حدیث صحیحین مین بروایت ابن عمر وارد ہے کہ آنحضرت
صلعم نے فرمایا کسی مرد مسلمان کو لائق نہین ہے کہ بقدر تین رات اوسپر گذر جاوین
اور اوس کی پاس وصیت نامہ موجود نہو ہان یہہ وصیت کہ اس جگہ مذکور ہے اب واجب
نہین ہے شروع اسلام مین واجب تھی اسواسطے کہ احکام فرائض اور رشتہ دارون کے
حصے مال مردہ سے رائج اور معمول نتھی آدمی مردہ کا سارا مال عورت اور بچون کا حق
جانتے تھے اور ماباپ اور دادا دادی بلکہ بھائیون کو بھی باوجود دخترون اور نواسون کے
نہین دیتے تھے اور وصیت مردہ کی اونکی ذہن مین قدر عظیم تھے اور سمجھتے تھے کہ خلاف وصیت
کرنا گویا مردہ پر ظلم کرنا ہے اور تکلیف دینا اسواسطے اوسوقت یہہ حکم واجب ہوا اور اب کہ
احکام فرائض رائج اور معمول ہوئی اور ہر کس وناکس اونکو جانتا ہے پس حاجت وصیت کی
نہی اور اب حکم یہہ ہے کہ رشتہ دار مردہ کہ اوسکے وارث ہون اپنی حصہ لی لین اور
باقی سے وصیت جاری ہو جیسی کہ صحیحین مین وارد ہے الا ان اللہ تعالی قد
اعطی کل ذی حق حقہ فلا وصیۃ لوارث اور رشتہ دار مردہ کے بسبب مانع کی
میراث سے محروم ہین مثلا ماباپ مردہ کے کافر ہین اور یہہ مسلمان غلام اور لونڈی مین اور
یا بسبب دوسرے وارث کے محروم ہین جیسی نواسہ باوجود بھائیون اور چچا بیٹون کے پس
اس صورت مین اونکی واسطے وصیت مستحب ہے لیکن اگر تیسرے حصہ مال سے وصیت ادا
ہو جاوے فبہا والا جسقدر ادا ہو ادا کرے لیکن تیسرے حصہ سے زیادہ دینا بدون
رضامندی وارثون کے صحیح نہین ہے اور یہی حکم اوس وصیت کا ہے کہ اجنبی اور دوستون اور
فقیرون وآشنادن کے واسطے ہو دوسرے یہہ کہ روایات مین بہت صحابہ سے نے

اِنْ تَرَكَ خَيْرًا کی تفسیر قدر معین مال سے کی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے
ساٹھہ دینار چھوڑے تو اوسکو ترک خیرا نہین کہہ سکتی اور بیہقی حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ
وجہہ سے روایت کرتا ہے کہ وہ اپنے غلام آزاد کئے ہوئے کے پاس وقت موت کے
تشریف لے گئے اوسنے عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ وصیت کرون فرمایا کہ تیری
پاس کسقدر مال ہے اوسنے کہا کہ چھہ سو یا سات سو درم ہین آپ نے فرمایا کہ اس قدر مال
کو ترک خیرا نہین کہہ سکتے وصیت نکر اور مال اپنی وارثون کے لئے چھوڑ اور نیز حضرت
ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ آپ سے کسینے پوچھا کہ مین چاہتا
ہون کہ وصیت کرون فرمایا کہ مال کسقدر ہے کہا کہ تین ہزار یا چار ہزار درہم ہین آپنے
فرمایا کہ یہ قدر قلیل ہے اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے ان ترک خیرا اس مال کو اپنی آل وعیال
کے لئے رہنے دے کہ یہی بہتر ہے حالانکہ لفظ خیراً عرف عرب مین مطلق مال کے واسطے مستعمل ہے
اور نیز وصیت اور میراث قلیل و کثیر مین جاری ہی پس ان تخصیصات کی کیا وجہ ہے اس کا
جواب یہہ ہے کہ مراد ان بزرگون کی یہہ ہی کہ وصیت مستحبہ غیر وارثون کی واسطے اوسوقت
کرنی چاہیے کہ مال کثیر ہو اور وارث باوجود وصیت کے مستغنی ہون وگرنہ بہتر نہین
ہے کہ وارث کا حق تلف ہو نہ یہہ کہ لفظ خیر کے موافق عرب کے اس قدر پر تخصیص کرتے
ہین یا میراث اور وصیت واجبہ کو بمقدار قیود سے کرتے ہین تیسرے یہہ کہ خوف
اوس چیز مین جسکا وقوع قریب ہو اور ہنوز واقع نہوئی ہو بولا جاتا ہے اس جگہ وصیت
واقع ہوئی اور بالیقین معلوم ہے پس لفظ خوف کیونکر صحیح ہوا اس بحث کا دو طرح جواب ہے
اول یہہ کہ مرد صلح کار زندگی وصیت کرنیوالی مین پہلے اس سے کہ کام وصیت منصرم ہو اور
نوشت وخواند اور حضور شہود درمیان مین آوے حال وصیت کرنے والی سے حال و
قال قرینون سے دریافت کرلیتا ہے کہ یہہ مرد وصیت مین خلاف شرع کرے گا اوسیوقت
وصیت کرنیوالی کو سمجہاوے اور اوس ارادہ ناصواب سے پھیرے اگر وہ آدمی کہ جن کو
وصیت سے نفع پہونچنا اور وارث کہ جنکو نقصان عائد ہوتا آپس مین منازعت اور منافقت
کرین تو اونکو سمجہاوے پس معنی خوف کے حقیقۃً اس صورت مین متحقق ہوتے ہین

اور استعمال اس لفظ کا بجاہی حاصل اسکا یہہ ہے کہ جب تک موصی زندہ ہے احتمال فسخ وصیت کا قائم ہے پس اوس وصیت کی وقوع کا یقین کب ہے بعد موت موصی کے وصیت متعین اور متیقن الوقوع ہوتی ہے لیکن استعمال اس لفظ کو اوس حالت پر کیون حمل کرین کہ ضرورت نہین ہے دوسرا جواب یہہ ہے کہ خوف اس جگہ بمعنی علم کے ہے اور بعض عبارات عربی مین علم کے معنی مین خوف مستعمل ہوا ہی پس اس صورت مین اعتراض وارد ہی نہین ہو سکتا چوتھے یہہ کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہی کہ جیسے صدقات اور خیرات اقارب پر اجانب سے مقدم ہین ایسی وصیت بھی مقدم ہی لیکن اقارب مین دو شرط ہین اول یہہ کہ فی الحال وارث ہون گو وراثت کی لیاقت رکھتی ہون دوم یہہ کہ اوس مال کے محتاج ہون نہ مستغنی اور قاعدہ عرب والون کا جاہلیت مین یہہ تھا کہ نام کے حاصل ہونے کے واسطے غیرون کو وصیت کر کے مال دور دراز بھیجتے تھے تا کہ شہرہ ہو جاوے اور اقارب کو فقر و فاقہ مین چھوڑتے تھے حق تعالیٰ نے اس آیت کو واسطے رفع اس عادت بد کی نازل فرمایا اور اس آیت مین فقط ذکر اقارب پر اکتفا فرمایا گویا اس طرح ارشاد ہوا کہ وصیت رشتہ دارون کی بمرتبہ فرض کے ہے اور غیرون کے واسطے بمنزلہ مستحب کے پس فرض کو بغیر ادا کئے مستحب کام اختیار کرنا کمال بے وقوفی ہے اور ضحاک کا قول اسی تاکید اور تقدیم پر محمول ہے کہ من مات ولم یوص لاقربه فقد ختم عمله علی المعصیة یعنی جو شخص مرا اور اقارب کے واسطے وصیت نہ کی پس تحقیق اوسکا عمل گناہ پر ختم ہوا اور ایسے ہی ہے قول طاؤس کہ ان اوصی للاجانب وترك الاقارب نزع عنهم فرد الی الاقارب اور قول حضرت حسن بصری اور علاء بن زیاد و مسروق و مسلم کا ہے کہ یہہ آیت ثابت ہی اور منسوخ نہین ہی اسواسطے کہ قریب دو قسم کے ہین ایک وہ قریب کہ وارث ہو پس اللہ تعالیٰ نے اوسکا حق دیا اور ایک وہ قریب کہ وارث نہو پس اوسکی واسطے وصیت ہی اور قریب اسی معنی کی ابن عباس سے بھی منقول ہوا ہی پانچوین یہہ قرآن شریف مین ہر جگہ رشتہ دارون کے واسطے لفظ ذوی القربی اور اولی القربی مذکور ہے اور اس آیت وصیت و میراث مین اقربین پس اس فرق مین کیا نکتہ ہے

اسکا جواب یہہ ہے کہ مقام احسان اور ادای حق قرابت مین سبا قارب برابر ہین ہر ایک کو بقدر استحقاق
کے حسن سلوک سے اور احسان سے حصہ دینا چاہیئے اس واسطے ان مقامات مین لفظ ذوی
القربی اور اولی القربی مستعمل ہوا اور آیت وصیت او میراث مین جو کوئی کہ قریب تر مقدم
اور حاجب ہے بعید کو پس اس مقام مین لفظ اقربین چسپان ہے تاکہ ترجیح قریب قرابت اور قوت
اوسکی مفہوم ہو چہٹی یہہ کہ لفظ اذا اپنے مابعد کو فعل مستقبل کے معنی مین کر دیا کرتا ہے پس اذا
حضر بمعنے مستقبل ہوا اور کتب فعل ماضی ہے پس تعلق ماضی کا زمانہ مستقبل مین کیونکر
صحیح ہو جواب اسکا یہہ ہے کہ اذا حضر بر وجہ تقدیم و تاخیر متعلق وصیت کے ہے کہ بمعنے
ایصاء کے ہے نہ کتب کے ساتوین یہہ کہ خطاب علیکم تمام مسلمانون سے ہے
اور اذا حضر احدکم الموت متعلق وصیت کے ہے پس لازم آتا ہے کہ وقت قرب موت
ایک آدمی کی وصیت سب مسلمانون پر فرض ہو جاوے اور یہہ باطل ہے اسکا جواب
یہہ ہے کہ حکم ایک آدمی غیر معین کا جماعت سے بر طریقہ بدلیت کے متعلق بتمام
اوس جماعت کے ہے پس واجب ہونا وصیت کا وقت قریب موت ایک کے
مخاطبان سے جسکو تصور کرین متعلق سارے مخاطبون کے علی سبیل البدلیۃ ہوگا اور
یہہ معنے صحیح ہے درجہ بطلان تک نہ رکھے آٹھوین یہہ کہ دو آدمیون مین کہ تنازع
اور جھگڑا ہو صلح کر دینا اس آیت سے جائز ہے اس واسطے کہ تجادل اور جھگڑا اکثر
باعث ارتکاب ممنوعات شرعی کا ہوتا ہے پس دو آدمیون مین صلح کرانا ممنوع شرعی
مین واقع ہونے سے باز رکہنا ہے اور نیز یہہ آیت دلیل ہے کہ اگر وقت صلح کرانے
کے کلام مین نشیب و فراز اور تغییر و تبدیل قرار مین لازم آوے تو مضائقہ نہین ہے
اور موجب گناہ نہین اور اسی واسطے حدیث شریف مین وارد ہے کہ تین جگہ جھوٹ بولنا
درست ہی اول دو آدمیون مین صلح کرانے کے وقت دوسرے لڑائی کے وقت غنیم
کے غافل کرنے کے واسطے تیسرے اپنی زوجہ کو راضی کرنیکے وقت لیکن شرط یہہ ہے
کہ وقت جھوٹ بولنے کی نقض عہد لازم نہ آوے ورنہ حرام ہو جاوے نوین یہہ کہ باجماع
علما وصیت فقط تیسرے حصہ مین جاری ہوتی ہے اور تیسرے حصہ سے زیادہ وصیت کرنا

موضح القرآن
یا مرجع ... [illegible]
پھر جو کوئی بدل ڈالے
وصیت کو بعد اسکے جو سن چکا
اسکا گناہ انہی پر ہے جو اوسکو
بدلین بیشک اللہ سنتا جانتا ہے پھر
جو کوئی ڈرا وصیت کرنیوالے سے طرفداری
یا گناہ سے پھر انمین صلح کر دی تو اوس پر
کچھ گناہ نہین بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے
اے ایمان والو حکم ہوا تم پر روزے کا جیسے حکم ہوا
تم سے اگلون پر شاید تم پرہیزگاری کرو
گنتی کے دن پھر جو کوئی تم مین بیمار ہو
یا سفر مین تو گنتی چاہیئے اور دنون سے
اور جنکو طاقت ہے تو بدلا ہے ایک فقیر کا کھانا
...[illegible]

درست نہین بلکہ کم کرنا مستحب ہے اسواسطی کہ صحیحین مین وارد ہے کہ آنحضرت صلعم واسطے عیادت
سعد کے تشریف لے گئے اوسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین مالدار ہون اور سوای ایکدختر
کے اولاد نہین رکہتا اگر ارشاد ہو تو اپنے سارے مال دو حصون مین وصیت کرجاؤن
فرمایا نہین اوسنے کہا کہ نصف مال مین آپ نے فرمایا نہین اوس نے پہر عرض کیا کہ
تیسرے حصہ سی آپ نے فرمایا البتہ اگرچہ یہہ بہی بہت ہے اگر وارثون کو مستغنی چہوڑے
تو یہہ بہتر ہے اس سے کہ فقیر چہوڑے تو اور نیز علماؤن نے لکہا ہی کہ اگر کوئی ارادہ وصیت
کا کرے پس یہہ ہے کہ قرابتون یعنی وارثون کو مقدم کرے اور اون آدمیون کو کہ
محرمیت رکہتے ہین جیسے خالہ پہوپہی بہن بہتیجی بہانجی چچا ماموں بہائی اور پہر اون
آدمیون کو کہ دودہ مین شریک ہین پہر اونکو کہ حرمت مصاہرت رکہتی ہین اور پہر ہمسایون
کو جیساکہ حالت زندگی مین احسان کرتے ہین اور یہی ترغیب مرعی ہوتی ہی اگر ایک وارث
کو اوسکے حق سے زیادہ وصیت کی تو اور وارثون کی اجازت پر موقوف رہی گی اگر اجازت
دین تو جاری ہو جاوے گی اور ایسے ہی اگر تیسرے حصہ سے زیادہ وصیت کی تو موقوف
براجازت وارثان ہیگی اور جب بیان حکم قصاص اور وصیت سے فارغ ہوئے آپ
فرماتے ہین کہ ان دونو حکمون سے سمجہو کہ موذی کو مارنا اور بیگناہ کی زندگی مین کوشش
کرنا کسقدر نیکی رکہے ہے اور وصیت مردہ کو بعد موت کے بے تبدیل اور تغیر کے جاری
کرنا گویا اوسکی حکم کا زندہ رکہنا ہے اور پسندیدہ مرضی الٰہی ہے پس یَاۤ اَیُّہَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا اے آدمیو ایمان والو مقتضائے ایمان یہہ ہے کہ اپنے نفس کے مارنے پر مستعد ہو
کہ موذی راہ دین ہے اور روح کے زندہ کرنے مین سعی کرو کہ اصل عالم پاک اور بیگناہ
سے ہے ولہذا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ فرض کیا گیا تمہارے اوپر روزہ اور وہ یہہ ہے
کہ کہانا پینا اور عورت سے صحبت کرنا طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک
ترک کرے بشرطیکہ صاحب روزہ حیض اور نفاس سے پاک ہو اس واسطے
کہ نفس اکثر راغب انہین چیزون کا ہوتا ہے اور اوس کا مرغوب نہ دینا معنے
مارنے کے ہی اور اکثر رغبت اوسکے اسی وقت مین ہوتی ہے کہ خواب سے اٹہتا ہے

اور شہوت تر و تازہ ہوتی ہی اور حواس کشادہ ہر چیز کو دیکھتا ہے اور نام سنتا ہے اور خیال اور
آرزو کرتا ہے اور دیگر اپنے ہم جنسون کو دیکھتا ہے کہ کھاتے پیتے ہین اور عورتون سے اختلاط
رکھتے ہین نہ وقت رات کہ اوس وقت ہر آدمی خواب غفلت مین مُردہ وار پڑا رہتا ہے
اور نہ کسی شئے کو دیکھتا ہے اور نہ سُنتا ہے اور نہ ہم جنسون کو مشغول لذتون مین دیکھتا
ہے تاکہ خود رغبت کرے اہی واسطے مخلوق کا معمول ہے کہ رات کو کوئی شغل سوائے خواب
کے نہین کرتے لیکن جماع کہ وقت خواب کے واقع ہوتا ہے پس عند التامل وہ جماع مقتضائے
نفس نہین ہے تاکہ شکل و شمائل اور لباس و زیور اور ادا و حرکات عورتون کے دیکھنے سے
فریفتہ ہو کر مشغول بہ جماع ہو بلکہ وہ جماع قسم دفع طبیعت سے ہے کہ جاے منی امتلا کرتا
ہے اور یہہ آدمی واسطے دفع امتلا کے اوس وقت تاریک مین کہ شکل پری دیو سے
ممتاز نہین ہوتی اوس منی کو بہر کیف کسی محل مین گراتا ہے اور سُبکی حاصل کرتا ہے اور
اہی واسطے یہہ جماع جو اپنی زوجہ سے ہو متطہرات سے ہے جیسے استبراق بول
و براز کہ موجب خوشی اور جودت رُوح کا ہے نہ موجب قوت نفس ہان بعضے ناقص
فطرت لوگ نفس پروری کے واسطے چاہتے ہین شب کو دن کرین اور مشعل اور چراغ
اور نغمات سے تحریک نفس کر کے جو کام کہ دن مین کر سکین اوس سے بہتر رات کو
کرتے ہین لیکن تب بہی فرق بہت ہے کہ بیخوابی اور سُست ہونا حواس اور فتور عقل
اور محروم رہنا لذت دن سے لازم اس شغل کا ہے اہی واسطے رات کو محل روزہ نہ کیا کہ
بالطبع وقت اور ہنگام ترک شہوات اور لذات کا ہے اگر وہ وقت محل روزہ قرار دیتے تو عبادت
عادت سے اور حکم شرع مقتضای طبع سے ممتاز نہوتا اور اہی واسطے نماز تہجد اور وقت
تلاوت و مناجات شب کو قرار دیا ہے نہ روزہ ہے کو خاص کر اور رمضان کی رات
واسطے اداے نماز تراویح کے مقرر کی تاکہ کمال مخالفت مقتضاے طبیعت کی ثابت
ہو کہ طبیعت واسطے دفع سُستی روزہ کی استراحت کے خواستگار لیکن چاہیئے کہ
اپنا روزہ بطریق ہنود اور صابئین کی کہ دن مین اشیاء خوردرد اور میوے اور
پہلون کو کہاتے ہین اور بعضے بوقت شب کہانے پینے سے امساک کرتے ہین

مت کرو کہ یہہ طریق خلاف طریق شریعت الٰہی کے ہی بلکہ روزہ تمہارے پر فرض ہوا ہے
كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ جیسے تم سے پہلے لوگون پر فرض کیا گیا تھا کہ مطلق کہانا
پینا اور عورتون سے صحبت رکہنا دن مین ایام روزہ مین حرام تھا زمانہ حضرت آدم علیہ السلام
سے آخر زمانہ حضرت عیسیٰ ع تک یہی طریقہ رہا ہان تعین ایام روزہ مین اختلاف تھا
حضرت آدم پر ہر مہینے کی روشن ایام مین روزہ فرض تھا اور یہودیون پر روز
عاشورے کے اور ہر روز شنبہ ہفتہ مین اور اور چند روزہ فرض تہے اور
نصاریٰ پر ماہ رمضان لیکن جب نصاریٰ نے روزہ رکہنا گرمی کی شدت مین شاق
دیکھا ایسا مقرر کر لیا کہ موسم ربیع مین پچاس روزے رکہین اور واسطے تدارک اس
تبدیل کی بیس روزے زیادہ کر لئے حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ
سے روایت ہی کہ روزہ قدیم ہے کوئی امت اسکی فرضیت سے حضرت آدم
سے اس وقت تک خالی نرہے گمان نہ کرو کہ یہہ تکلیف فقط ہمارے ہی پر
مقرر ہوئی ہے اور ابن جریر سے روایت ہے کہ مسلمانون نے اسی لفظ سے معلوم
کیا کہ طریقہ روزہ رکہنے کا اہل شرائع سابقہ سے حاصل کرنا چاہیئے پس ایسا
مقرر ہوا کہ موافق اہل کتاب کی کھانا پینا بعد خواب کی موقوف کرنا چاہیئے اور ایسا ہی
عورتون سے صحبت رہے یہانتک کہ یہہ معمول آیت آیندہ سے منسوخ ہوا اور عبد بن حمید نے
ابن ابی حاتم عبد اللہ ابن عمر اور ابن عساکر سے اور ان دونون نے ابن عباس سے
یہی مضمون روایت کیا ہے بالجملہ تمہارے اوپر یہہ عبادت فرض کی گئی تا کہ
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ شاید تم پرہیزگاری قبول کرو دو طریق سے اول یہہ کہ مشق
بند کرنے نفس کو مالوفات اور مرغوبات سے حاصل کرو اور جیسے کہ روزون مین
بحکم خدا ضروریات متادہ سے باز رہتے ہو اگرچہ نفس تقاضی شدید کرے ایسی
ہی تمام ایام مین نامشروعات سے ہر چند محبوب اور مرغوب ہون باز رہ سکتے ہو
پس فرض کرنی اس عبادت مین حبس کرنا نفس کا مقتضیات سے حاصل ہوتا ہے
اور مانند ریاضت جانورون اور اطفال کی کہ اول اون کو ترک مالوفات سکھا کر

[margin notes, illegible]

کار مقصود مین مشغول کرتے ہین دوسرے یہہ کہ اکثر گناہ بسبب شدت قوت شہوت اور
غضب کے پیدا ہوتے ہین اور یہہ عبادت ان دو چیزون کو توڑتی ہے اس واسطے
کہ مدار شہوت اور غضب دونو قوت مزاج اور تیزی روح پر ہے اور روح غذاؤن
اور کھانے پینے سے پیدا ہوتی ہے جو کھانے پینے مین تقلیل اختیار کی روح نرم اور
رقیق ہو جاوے اور طاقت جاری کرنے شہوت اور غضب کے نرہی ناچار یہہ دونو
خصلت مذموم متروک ہو جاوین اور اسیواسطے یہہ عبادت تمہارے حق مین مقرر
کی گئی ہے اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ چند ایام شمردہ کہ نہ بہت کم ہین تا توڑنے قوت
اور غضب مین تاثیر نہ کرین اس واسطے کہ نفس ایک دو بار صدمہ ترک مالوفات سے خاطر
مین نہین لاتا اور نہ بہت زیادہ کہ ہمراہ ٹوٹنے قوت شہوت اور غضب کے اعتدال
مزاج اور قوت طاقت عبادت مین فرق آجاوے اور اسکی علاوہ اور عبادات مثلاً
نماز نوافل و سفر حج اور طلب علم اور مطالعہ کتب دین اور عیادت مریضون اور ہمراہ
ہونے جنائز اور کوشش کرنے حوائج اقارب اور محتاجون سے باز رہے اور اسوجہ
تمہاری تقوی مین قصور عائد ہو اور وہ روزی شمردہ روزی ایک ماہ کامل کی
ہین اس واسطے کہ مدت ایک ماہ کامل کی مدت ایک ماہ متوسطہ ہے درمیان
مدت ہفتہ کے کہ بہت کم ہے اور درمیان مدت سال کی کہ بہت زیادہ ہے پس
وقت رعایت توسط کے اسی مدت کو اختیار کرنا مناسب ہوا اور نیز دوری
کہ پے درپے اوضاع آسمانی سے پیدا ہوتے ہین سب تین دوری ہین اول دورہ
رات اور دن کا کہ متقرر ساتھ حرکت اولی کے ہے اور دویم دورہ ماہ کا کہ متقرر ساتھ
حرکت قمر کے ہے تیسرا دورہ سال کا کہ متقرر ساتھ حرکت آفتاب کے ہے اور اور دورے
سوائے ان تین کے کہ متعارفہ ہین جیسے دورہ ہفتہ یا سال قمری اور اصل نہین ہین
بلکہ تکرار ایک دورہ سے حاصل ہوتے ہین ان دورون مین سے اگر دورہ شب و روز
قرار دیتے تو داخل ہونا شب کا روزہ مین لازم آتا اور معہذا یہہ دورہ بہت قلیل ہے تاثیر
نہ کرتی مگر جب اوسکی تکرار کی جاوے اور تکرار بھی اس طرح کہ درمیان دونو دورہ کے

فاصلہ ہے تاثیر معتد بہ رکھی تکرار متصل راجع بطرف دورہ دویم ہو یا مانند دویم اور ایسے ہی
اگر دورہ سال قرار دیتی بسبب تبدیل فصول اور طول مدت کے موجب اختلال مزاجون کا
ہوتا پس اختیار دورہ دویم ہوا اور باوجود اسکے ایک ماہ معین کرنے مین ایک اور بھید
ہے کہ قرآن کا نزول اولاً لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر واقع ہوا اوس مقام مین کہ مسمی
بہ بیت العزت ہے پس مدت دورہ حرکت اوسی آسمان کو کہ مناسبت تمام نزول
قرآن سے رکھی ہے اعتبار کرنا چاہیے اگر کوئی کہے کہ لفظ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ سے یہہ
مفہوم ہوتا ہے کہ وہ روزی متعددہ ہین ایک ہی مہینہ کی مدت اس لفظ سے کیونکر
معلوم ہوئی جواب دیتے ہین ہم کہ جو ایام کہ بیان اونکا شمار سے ہوتا ہے اور سوای
شمار کے اور نام نہین رکھتے ہین وہ دن ایام ماہ ہین روزہای ہفتہ کو اون کے نام سے
شمار کرتے ہین نہ اعداد سے پس لفظ معدودات اونپر صادق نہین آتا اسواسطے کہ اس
لفظ سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اون ایام کے نام مین عدد ہی معتبر ہے پس کوئی احتمال نرہا
سوائے ایام ماہ کے کہ تواریخ ماہ اعداد سے بیان ہوتے ہین جیسے دوسرے تیسرے
چوتھے اور منتہای ذکر عدد مدت تمام ماہ رکھی بعد ازان تمام ماہ کو بمنزلہ واحد قرار دیکر
صحیحًا یا کسورًا شمار کرتے ہین پس ذکر اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ بعد دقت نظر کے گویا تصریح ہے
کہ روزہ کے ایام ایک مہینہ کامل کے دن ہین اور اسیواسطے فرماتے ہین کہ اگر تمکو یہہ خطرہ
آوے کہ یہہ مدت دراز ہے شاید بعد شروع کے بیمار ہو جاوین یا سفر درپیش آجاوے تو
ہمسے یہہ عبادت کس طرح سرانجام ہوسکے پس جانو تم کہ ہرچند فرضیت اسکی تم سب پر
خواہ مریض یا مسافر ہو ہے لیکن فی الحال اوسکا ادا تندرست غیر مسافر پر ہے فَمَنْ
كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا پس جو شخص کہ تم مین سے بیمار ہو ایسے بیماری کہ روزہ رکھنے سے
ضرر پہونچے اَوْ عَلٰى سَفَرٍ یا سفر مین ہو کہ روزہ اوس پر شاق ہو فَعِدَّةٌ پس اوسپر
واجب ہے شمار اون ایام کا کہ افطار کیا ہے مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ایام دیگر سے خواہ پے
درپے رکھو یا فاصلہ سے اور باوجود اسکے اسوقت مین کہ ابتدائی ہی کہ اور مشقت روزہ
کے خوگر نہوئی ہو باوجودیکہ کوئی عذر سفر یا مرض کا نرکھتے ہو اگر بعض روزہ کی توفیق

نہ ہو پس واسطے توسع کے بدلے روزہ کی مقرر کی ہے ہمنے وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ
اور اون آدمیون پر کہ طاقت روزہ کی رکہین اور بسبب بے عادتی کے بے حرج پاویکا کامل
کے روزہ نہین رکہ سکتے فِدْيَةٌ بدلا ہے اور وہ بدل طَعَامُ مِسْكِينٍ خوراک ایک مسکین کے
ہے عوض ہر روزہ کے اگر پختہ دے تو اس قدر دے کہ دو نو وقت خوب پیٹ بہر
کے کہاوے اور اگر خام دے تو دو سیر گیہون دی کہ بعضے کو غذا کرے اور بعضے سے
مصالح غذا مثلاً گہی لکڑی پانی نمک وغیرہ اور یہہ بدل اسواسطے مقرر ہوا چونکہ یہہ آدمی
خدا کے واسطے ترک طعام و آب و نمک نہین کر سکتے بارے اتنا کر سکتے ہین کہ بندہ
مسلمان کو رات دن کی بہوک سے نجات دین اور وہ بندہ مسلمان کہ اس عرصہ مین جو
عبادت و طاعت کریگا یہانتک کہ روزہ بہی تو اسکا حصہ ہے ثواب مین ہوجا دے گا
اور نیز جو مقدار خدا کی واسطے دی گویا معنے خوراک ایک آدمی سے اپنے تئین باز رکہا اور فی الجملہ
مشابہت روزہ سے پیدا کی کہ اصل مین روزہ خوراک ایک روزہ سے باز رہنا اور یہہ
بدلہ بہت کم ہے فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا پس جو شخص کہ عبادت مین زیادہ نیکی کرے یعنی
ایک مسکین کیمقدار سے چند مساکین کو دیوے فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ یہہ بہتر ہے اوس کے واسطے اس سے
کہ مقدار ایک مسکین کے دے اسواسطے کہ زیادہ احسان موجب زیادتی اجر ہے وَاَنْ تَصُومُوا
اور اگر خود روزہ رکہو خَيْرٌ لَّكُمْ بہتر ہے تمہارے واسطے فدیہ دینے سے اگرچہ
قدر وجب سے زیادہ دو اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ اگر تم فضائل روزہ اور اوس کے فوائد جانتے
ہو اس واسطے کہ کسر شہوت اور غضب مین کوئی بدلہ نہین ہو سکتا چہ جاے کہ اصلا
بدن پر مشقت نہین ہوتی اگر چاہو کہ فضیلت اور فوائد روزہ دریافت کرو پس
زبان پیغمبر صلعم سے سنو کہ صحاح مین وارد ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ہر عمل آدمی
کا ثواب مین مضاعف ہوتا ہے اور ایک نیکی کی جگہ دس لکہتے ہین اور اوس کے موافق
جزا دیتے ہین یہانتک کہ بعضی نیکی کے عوض سات سو نیکی شمار کرتے ہین لیکن حق تعالے
فرماتا ہے کہ روزہ اس حکم سے خارج ہے اسواسطے کہ روزہ خالص میرے واسطے ہے
پس اوس کے جزا خود مین دونگا کہ روزہ دار نے طعام و شراب اور اپنے

مرغوبات خالصاً میرے لئے ترک کیا روزہ دار کو دو وقت خوشی اور فرحت
کے ہین ایک افطار کے وقت دویم ونقائے پروردگار کے اور روزہ دار
کے منہہ کی بدبو خدا کے نزدیک خوشبوئے مشک سے ہے اور روزہ آگ سے بچانیوالا
ہے اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے سفیان بن عینیہ سے پوچھا کہ معنی
اس حدیث قدسی کے کیا ہین کہ کل عمل آدم لہ الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ یہ
جواب دیا کہ یہہ حدیث صحیح زیادہ اور محکم زیادہ ثبوت مین سے ہے اور اوسکے معنی یہ ہین
کہ جب قیامت کے دن آدمیون اور اونکے نیکیون مین محاسبہ ہوگا جو کچھ اوسکے ذمہ
حقوق خلایق سے ہوگا اوسکے نیک اعمال دیدینگے یہانتک کہ کوئی عمل نیک نرہیگا
جب نوبت روزہ کی پہونچے گی روزہ اوسکو نہ دیا جاویگا اور اللہ تعالے فرماویگا
کہ اسکو چھوڑ دو یہہ خاص میرے واسطے ہے ظلم باقی کو اللہ تعالے خود متحمل
ہوگا اور اہل حقوق کو ثواب دیکر راضی کریگا روزہ ہمراہ ہوکر اوسکو بہشت مین
لیجاویگا اور نیز صحاح ستہ مین بروایت متعدد وارد ہے کہ بہشت کے آٹھ دروازے
کی یہہ خاصیت ہے کہ جو کوئی اوس مین داخل ہو تشنگی اوسکی دفع ہوجاوے اور
پھر ابدالآباد پیاسا نہو اور صحیح ابن خزیمہ مین وارد ہے کہ جو کوئی اوس دروازہ مین
ہوکر جاویگا اوسکو شربت پلادینگے اوس شربت کی یہہ خاصیت ہے کہ تشنگی
بالکل دور ہوجاتی ہے اور نیز صحاح ستہ مین روایت چند واقع ہے کہ جو کوئی تمام رمضان
بحکم ایمان اور طلب اجر سمجھکر روزہ رکھے اوسکے گناہ گذشتہ معاف ہوجاوین اور
بیہقی بروایت ابو ہریرہ مرفوعاً روایت کرتے کہ روزہ مین ریا نہین ہوسکتی اس واسطے
کہ روزہ خاص میرے واسطے ہے اور اوسکی جزا مین ہون اور اوسکے معنی یہہ ہین کہ ہر عمل
خیر جیسے نماز و تلاوت ذکر خیر و خیرات واعتکاف و حج وجہاد ان سب کی صورت محسوسہ
ہین اگر کوئی شخص دکھلاوے کے واسطے وہ صورتین کرے تو توڑی جاسکتی ہے بخلاف
روزہ کے کہ کوئی صورت محسوسہ نہ رکھے تا خلق اوسپر مطلع ہون مگر کہنے سے
کہ روزہ دار کہے کہ مین روزہ دار ہون اور اس کہنے مین متہم ہے کہ شاید شیخی

حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب ... (حاشیہ، ناخوانا)

کے واسطے جھوٹ بول دیا ہو پس یہ شئی اس عمل مین پیش نہین جاتی اور خلق کو فریفتہ نہین کر سکتا اور نسائی اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کے واسطے پانچ بزرگیان ہین ایک یہہ کہ افطار کے وقت اوسکی دعا خواہ مخواہ مقبول ہوتی ہے دوسرے یہہ کہ اوس کا خاموش بیٹھے رہنا بجائے تسبیح کہنے دوسرون کے ہے اوس کی ہڈیان تسبیح کرتی ہین تیسرے یہہ کہ ہر نیک اور اچھے کام کا ثواب دوچند رکھتا ہے مثلاً نماز تلاوت ذکر خیر اور خیرات دینا اور سوا اسکے یہہ عمل اور ون کے عمل سے مضاعف ہوتے ہین چوتھے یہہ کہ حالت روزہ مین اوسکی دعا مستجاب ہے پانچوین یہہ کہ گناہ معاف ہین اور نسائی اور حاکم اور بیہقی ابو امامہ سے روایت کرتے ہین کہ مینے کہا یا رسول اللہ مجھے ایسا عمل بتاؤ کہ جس مین فائدہ عظیم ہو فرمایا کہ روزہ رکھ اسکے برابر اور عمل نہین ہے اور انھین کتابون مین بروایت ابو عبیدہ وارد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار آگ دوزخ سے بچا ہوا ہے جب تک کہ روزہ نہ توڑے اور طبرانی مین اوسط مین بروایت ابو ہریرہ ہے حدیث کے تتمہ مین جاری ہے کہ آنحضرت سے آدمیون نے پوچھا کہ روزہ توڑ کس طرح ہوتا ہے فرمایا کہ جھوٹ بولنے اور غیبت کرنے اور فحش و غل مچانے اور لڑائی کرنے سے اور ابن ماجہ مین مرفوعاً مروی ہے کہ ہر چیز کی زکوۃ ہے اور زکوۃ بدن روزہ ہے اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین مرفوعاً وارد ہے کہ جب روزہ دار کے آگے آدمی کھاتے پیتے ہین تو فرشتہ روزہ دار پر درود بھیجتے ہین اور استغفار کرتے ہین اور ہر ہر بند اور ہڈی تسبیح مین مشغول ہوتی ہے اور بزاز اور بیہقی بروایت

مِنھُم مَن یَقُولُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنیَا حَسَنَۃً وَّفِی الاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اور کوئی شخص ہے جو کہتا ہے کہ اے پروردگار ہمارے دے ہمکو اس جہان مین نیکی یعنی توفیق بندگی کی دے دنیا مین اور اس جہان مین ...

چوتھا گروہ کہتا ہے کہ اے پروردگار ہمارے دنیا مین مال اور عزت دے ... آخرت مین ... حصہ نعمت سے

ابو ہریرہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ دعا
تین آدمیون کی البتہ استجاب ہے دعا روزہ دار کی اور دعا مسافر
اور مظلوم کی اور نیز حدیث مشہور مین آیا ہے کہ جو شخص جوان ہو اور
شہوت جماع اپنے مین پاوے اگر مقدور نکاح کا رکھتا ہو البتہ نکاح
کرے وگرنہ روزہ رکھے کہ دافع شہوات ہے اور بمنزلہ کوٹنے رگون
خصیون کے ہے اور ابن ماجہ اور حاکم اور بیہقی بیان کرتے ہین
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کی دعا افطار
کے وقت ایسی دعا ہے کہ ہرگز رد نہین ہوتی اور بزار بروایت ابو ہریرہ
مرفوعا بیان کرتے ہین کہ روزہ دارون کے واسطے قیامت کے دن
ایک حوض خاص ہے کہ غیر روزہ دار اوسپر وارد نہوگا اور نیز بروایت
ابن عباس مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے ابو موسے کو ایک کام
کے واسطے بھیجا تھا اور ابو موسے عین دریا مین جہاز پر سوار تھے
اور رات تاریک تھی کہ ناگاہ ابو موسے اور اون کے یارون نے
آسمان سے آواز سُنی کہ ٹھہرو مین تمکو حکم خدا سے خبر دیتا ہون
اور اوس عہد سے کہ اللہ تعالے نے اپنی مبارک ذات پر لازم
کر رکھا ہے آگاہ کرتا ہون ابو موسے اوٹھے اور کہا کہ اے یار عزیز
ہوا موافق چل رہی ہے اور بادبان کشتی کے کھلے ہوئے ہین ہم کشتی کو
اس طرح ٹھہراوین اور تمکو حاجت توقف کی لئے ہے جو کہنا ہو کہو
کہ ہم جان و دل سے سنتے ہین آواز آئی کہ حق تعالے نے اپنی ذات
پاک پر ایسا فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے تئین واسطے رضامندی
اللہ تعالے کے گرمی کے دن مین پیاسا رکھے اوسکو اللہ تعالے
قیامت کے روز تشنگی سے امان دے اس قصہ کو ابی شیبہ اور
بیہقی نے ابو موسے سے روایت کیا ہے اور ترمذی اور نسائی

اور اور معتبر کتب احادیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
مروی ہے کہ حق تعالے نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو پانچ چیزکا
حکم فرمایا کہ آپ بھی اوسپر عمل کرین اور بنی اسرائیل کو فرما دین تاکہ
اوسکے موافق عمل کرین حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بسبب سرکشی
بنی اسرائیل کے اون احکام کے اظہار مین توقف کیا حضرت عیسےٰ
علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کہ خدا تعالے
نے تمکو ۞ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا كَثِيرًا ۞

خاتمة الطبع

الحمد للہ علے احسانہ کہ ترجمہ تفسیر عزیزی کا اُردو زبان مین موافق محاورہ
زبان اہل دہلی کے بہت کوشش تصحیح سے مطبع فاروقی دہلی کوچہ رحمان
کے قریب حویلی کلان مین اہتمام سے سید محمد منظم صاحب مطبع کے
دسوین تاریخ ماہ ربیع الاول ۱۳۱۲ ہجری کو چھپ کر فیض بخش عالم ہوا اللہ تعالےٰ
اسکی برکت سے اہل مطبع کو
ہدایت عمل کی نصیب فرماوے
آمین آمین آمین

2680